یمن چہ چمن پیرائی کون و مکاں کارفرمائی شادن کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوش ربای جادو
تقریر نوعروس کلام زیبا و نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا ہے

جلد پنجم حصہ اول

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم دستار زبان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصائب خوان
پسندیدہ مجالس ایران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بہ قمر

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیہ طبع محلی ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب طلسم ہوش ربا جلد پنجم من تصنیف شاعر شیریں مقال ثنا ہمیشال حسن تنا علم و ہنر جناب منشی مرزا احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر نظم مؤلف

اے بلبل خامہ ہاں چہک جا
ہو باغ سخن میں نغمہ پیرا
آغاز ہو حمد کبریا کی
تعریف رقم کروں خدا کی
کیا پاک ہے ذات رب عالم
کیا کیا ہیں صفات رب عالم
مالک ہے زمین و آسمان کا
بانی ہے بنائے دو جہان کا
کیا خاک کو اُسنے دی ہے تاثیر
مٹی ہے کہیں کہیں پہ اکسیر
زیب صنعت باغبان قضا و قدر کیا کیا نیرنگیاں دکھا میں

اللہ و اکبر کہیں زیبائی شاہد گل کی کہیں نغمہ سرائی بلبل کی کہیں قمری طوق اطاعت بگردن مصروف تسبیح حق سرو کہیں فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب تن مصروف بہ کوکو ہر برگ و بار سے رنگ قدرت نمائی ہویدا ہے ملاحظہ چمنستان عالم سے بوے یکتائی پیدا ہے کارساز برحق خالق مطلق حلیم رحیم کریم سمیع علیم بصیر جل جلالہ و عم نوالہ

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا محبوب خالق ارض و سما باعث ایجاد عالم محترم و محتشم ماہ اوج رسالت آفتاب عالمتاب آسمان نبوت نظم مؤلف

لکھ اے دل ہاں نعت رسول خدا
اک صاحب ہے جو قاب قوسین کا
وہ بزم نبوت کا ...

طلسمات عالم کا فتاح ہے
یہ روشن ہے ہر ایک پر یہ سبب

کروں ذکر کیا اسکے اعجاز کا
کیا ایک انگلی سے شق القمر
کہ ہے لوح فتح طلسم جہان

رہے جس سے حیرت میں اہل حسد
یہ مہر نبوت سے پایا نشان

منقبت جناب امیر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قصیدہ

اے ثنا خوان تیرے پیمبر یا امیر المومنین
مہد میں چیرا ہے اژدر یا امیر المومنین
تیرے بحر فیض کو دیکھے اے دریائے فیض
رانده آتش یا پیمبر یا امیر المومنین

قدر دان تیرے رب اکبر یا امیر المومنین
عدل میں حضرت کے نکلا یہ نکتہ یاد ہے
قطرہ بن جائے سمندر یا امیر المومنین
مدح خوان ہے یہ قمر شاہا نگاہ مہر کر

جس کے سینے سے ہو غضنفر یا امیر المومنین
قصہ بازو کبوتر یا امیر المومنین
کنہ ذات باصفات حق نہیں کھلتی
آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین

سبب تصنیف حیرت افزا جلد پنجم کتاب طلسم ہوشربا

بخدمت دقیقہ سنجان معانی پرور و سخنوران فیض گستر و قدردانان متاع بازار معانی و خریداران جواہر زواہر کالاے ہوشربائے دکان سخندانی ناظرین اولوالابصار و نازک خیالان عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ حقیر سراپا تقصیر خاک پائے رہروان جادۂ منازل علم و کمال و کفش بردار سالکان مراحل قیل و قال اذل کونین منشی احمد حسین بندۂ احقر خالق جن و بشر متخلص بہ قمر عرض رسا ہے کہ ایک روز غریب خانے میں جانا تھا کہ ہمارے دوست صادق محب واثق مو فیوض لم یزلی جناب میر معصوم علی صاحب نے سرفرازنامہ فیض شمامہ جناب مستطاب معلی القاب قدردان اہل فضل و ہنر سخن فہم دو الاگہر گوہر بے بہائے بحر زخار ریاست سرو خرامان بوستان امارت نیر اعظم برج سپہر جاہ و جلال و بدر درخشان آسمان دولت و اقبال مسند نشین بزم تعلق و مروت زینت افزائے اریکۂ شوکت جوہر شناس فلک اساس والا مرتبت عالی ہمت ادیب

صاحب تہذیب نافع الخلق جامع الخلق نظم

حفظ آداب میں ویسے آنہ سکیں گے خلیل
فیض تعلیم سے قالب میں گئی روح بدل
ادب آموز فلاطون ہیں معنا خیال
حشر تک فتر اقلیم رہیں سب عمل

دکھیہ او طبع رسا خوب سنبھل خوب سنبھل
خلق و خلق کہ انجام تصور سے زیاد
ہر کنایہ میں ارسطو کو ہے تعلیم عمل
اے خدا تا کہ رہیں شمس و قمر کے جلوے

تھے جو حیوان وہ انسان بنے خدمت سے
کئے اسکو سبق حضرت استاد ازل
گرنہ آمیزش تہ میرے یاس کی تب
اے خدا تاکہ رہیں ایسے دن یہ سب بل

عزت و دولت و اقبال ہین سب ہمراہ | شوکت و شان و تجمل مین ہے اہل خلل | خازن مخزن علم و شعور یعنی

جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع نامی اودھ اخبار دام اقبالہ کالیکر تشریف لائے
نیاز مند سرفراز ہوا مرحمت و عنایت پر نہایت نازہ ہوا فوراً دولت زیارت کیمیا خاصیت حاصل
کی ازراہ قدردانی ارشاد فرمایا کہ براہ مہربانی جلد پنجم و ششم و ہفتم کتاب طلسم ہوش ربا
بعبارت لطیف و نفیس کہ پسند خاطر خاص و عام ہو تحریر فرمایئے کہ ناظرین بلند بین و مشتاقان
خوش آئین اس سے لطف اُٹھائین مگر تعجب کا مقام ہے کہ آپ ایسا کامل و اکمل داستان گو
وحید عصر شاعر و نثار ہر فن مین ذیوقار لکھنؤ مین موجود ہے افسوس ہمکو قبل خبر نہوئی اب زبانی اکثر
رؤسائے ذیوقار و شاہزادگان والا تبار کے ظاہر ہوا آپ کے کمال سے بخوبی ماہر ہوا سوجہ سے
اپنے دوست جناب میر صاحب موصوف مذکور کو ذریعہ کر کے آپ کو تکلیف دی اگر قبل اسکے آپ سے
نیاز ہوتا تو یہ جو چار جلدین طبع ہوئی ہین آپ ہی سے اُنکا ترجمہ کراتے اور لکھواتے خیر اب
تامل نہ فرمایئے بسم اللہ قلم اُٹھایئے مقامات رہائی اسد دلاور و حالات طلسم باطن یہ داستانین
منتخب ہین ہر کس و ناکس کا یہ کام نہین کہ تحریر کر سکے یا بیان کرے اور راہ تقریر بحجرہ ہفت بلا مین
بھی قدم رکھے کیا مجال اشعار سے تازہ کرنا اور چیز ہے ان داستانون مین اسرار ہین اسکا کسکو
تمیز ہے ہر کہ دمہ آپ کا مدح خوان ہے واضح ہوا اس شہر مین سب داستان گو آپ کے پیرو ہین
دفتر ہوش ربا آپ ہی کی سحر بیانی سے مشہور عالم ہوا ورنہ کوئی اِسکے نام سے بھی آگاہ نہ تھا اب
آپ کو انکار بیکار ہے ناظرین کو ہر سہ جلد کے طبع ہونے کا بہت بڑا اصرار ہے الاشتیاق اشد الموت
مشہور ہے بہر نوع ترجمہ کرنا آپ کو ضرور ہے ہر چند کہ یہ حقیر اس تحریر کی لیاقت نہ رکھتا تھا لیکن
بمصداق الامر فوق الادب انکار نہ کر سکا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب ممدوح کے
تحریر و تالیف و ترجمہ ہر سہ جلد کا اقرار کیا

التماس بخدمت حضرات ناظرین و شائقین

اب خدمت ناظرین با تمکین و صاحبان بلاغت و فصاحت آئین مین یہ بے بضاعت سرگشتہ
وادی حیرت مرکب بہ جہل و نادانی ناآشنائے بحر رموز سخندانی عرض رسا ہے کہ اگر کہین اس
ترجمہ مین غلطی پائین ازراہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائین ہر چند بخوف حرف گیران

و افشا کنندگان عیوب سخنوران سے نہایت لرزان و ترسان ہین لیکن انشاء اللہ تعالے بحول قوۃ و اعانت رب اکبر و بتائید خالق جن و بشر و بمدد ستار العیوب و غافر الذنوب الیسی الیسی داستانہاے لطیف بعبارت ظریف شائقین بلا خطر فرماوینگے امید واثق ہی کہ خط وافر اٹھاوینگے نظم

گو مرے جنس سخن کی قدر دانی کیا مگر — نقد دل دیدے کے خواہان نکتہ دان ہون تو سہی
ترجمہ اچھا نہین ہر چند مجھ نا فہم کا — اہل دانش جتنے ہین سب مدح خوان ہون تو سہی
داستانین مندرج ایسی ہون حسن و عشق کی — دل ضعیفون کے بھی سن سنکے جوان ہون تو سہی
ہون رقم برق و عمرو کی اسطرح عیاریان — دنگ سب مکار و غدار جہان ہون تو سہی
اس طرح لکھون کسی موقع پہ حال انقلاب — منفعل گردش سے اپنی آسمان ہون تو سہی
نعرۂ مردان میدان وہ لکھون ہیبت فزا — آب ڈرسے زہرۂ شیر ژیان ہون تو سہی
یون کرون تحریر رنگ آمد فصل بہار — بلبلین گلشن مین میری مدح خوان ہون تو سہی
داستانین سب وہ ہون دلچسپ و مضمون دلپسند — ناظرین بیحد و احصا شادمان ہون تو سہی
اے قلم رنگین عبارت وہ ہو جسکے رشک سے — روے اعدا زرد شکل زعفران ہون تو سہی

آغاز داستان شوکت بیان ارادہ کرنا افراسیاب جادو کا بہ تحریک کلاب عقاب سوار قتل شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا اور پہونچنا اس خبر وحشت اثر کا شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آنا تحریر کوہ نشین کا اور جنگ کرنا کلاب عقاب سوار کا مہرخ وغیرہ سے اور قتل کرنا اُن سبکو خواجہ عمرو عیار یکتاے روزگار کا

ساقی نامہ

پلا ساقیا خون دل کی شراب — کھلا ساقیا مرغ دل کے کباب — کہان ہے تو اے ساقی گلعذار
دکھاتی ہے جوبن عروس بہار — ترے میکدے کی سدا خیر ہو — نشہ مین طلسمات کی سیر ہو
گلابی اٹھا ساقی بے نظیر — کہ پیر مغان خود ہے روشن ضمیر — ترے دور مین کیون نہ مسرور ہون
سمجھنا نہ یہ مست و مخمور ہون — مرے ساقی مہرخ و بیعدیل — نہین کوئی عالم مین تجھسا شکیل
اٹھا ابر رحمت کہ ہے وقت سعد — کرین کیون نہ چشمک زنی برق و رعد — ہوئی کیا عنایات رب صمد

سرِ نیزہ قلم ہی کہ لو نجا اسد
اسد شیر دل ہو پہنچے جب رہا
نہ مغرور ہو مثل افراسیاب
قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا
کہ عیار ہی برق کی فکر ہو
عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان
شہنشاہ اقلیم افسون گری

رباعی کا اک شیر کی ذکر ہو
کہ کھلین گے اُدھر چہرہ ہاے بلا
امید وفا ہی تری ذات سے
کہ مشتاق ہین مہروش جا بجا
اشارہ ہی یہ طبع بیباک کا
تراشندہ ریش جادوگران

بلاؤن سے بچنے کی بھی فکر ہو
پلا جام صہبائے حیرت شتاب
بچانا مجھے ظلم آفات سے
تڑپتا ہی دل اور ہی ذکر ہو
بندھے رنگ محفل مین چالاک کا
زنا مش بہ بزم عدو ابتری

اسیران دام حسرت انجام و گرفتاران حبس اندوہ و محنت محبوسان خرابہ درد انگیز و مقیدان قیدخانہ آفت خیز پابندان سلسلۂ زنجیر دلبستگان پیچ و تاب تقریر حال حیرت اشتمال رباعی شمع دودمان صاحبقرانی رافع رایات کشور عالیجناب سرکوب افراسیاب صاحب چتر و افسر اسد دلاور بکلک جواہر سلک سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین اور مشتاقان گوش آواز کو داستان نو سناتے ہین اول ظاہر کرنا اس مضمون کا ضرور ہی کہ جلد چہارم مین اس مقام تک تحریر ہوا ہی کہ کلاب عقاب سوار مین معرکہ کارزار مین بخدمت افراسیاب حاضر ہوا ہی اور افراسیاب کو مقابلہ مہرخ وغیرہ سے بہ صلاح دیگر پھیرے لیا اور کہا ای شہنشاہ اب آپ کس لیے لڑتے ہین بیکار ہر روز یہ معرکے پڑتے ہین جنگ سے ان تیرہ بختون کی تامل کیجیے چلکر شمع حیات طلسم کشا کو گل کیجیے سارا فساد دفع ہو جائے دل شہنشاہ کا اس صدمہ جانکاہ سے آرام پائے پھر باغیون کو سزا ملے کامل ہوا خواہان کے دل کا غنچہ آرزو کھلے یہ بات افراسیاب کو بہت پسند آئی اور خوش ہو کر کہا واہ بھائی خوب تدبیر بتائی غرض افراسیاب طبل بازگشت بجوا کر بقصد کروفر مع لشکر سرداران شقاوت اثر زیر گنبد نور آکر اترا ہی اس ارادہ پر کہ صبح کو اسد کو قتل کرونگا اسکے خون سے ہاتھ بھرونگا اور یہ خبر وحشت اثر ایک جادوگر نے ملکہ بہاران شمشیرزن اور خواجہ عمرو کو سنائی ہی اور یہ حال رنج مآل سنکر طبیعت عمرو کی گھبرائی ہی اور خواجہ عمرو بہاران سے یہ کہکر اٹھے کہ ای ملکہ یا تو صبح کو اسد کو چھڑاتا ہون یا جان دیتے جاتا ہون یہ کہکر بہ تعجیل اپنے لشکر مین آئے عیاران نامور کو ساتھ لیکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوے ہین اور لقا یہ ذرہ قاف سے آکر مصروف عیش ہی اور

زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران عالی شان مع سرداران نامی وپہلوانان گرامی بفر فریدونی وحشمت جمشیدی داخل بارگاہ سلیمانی ہین مبیت جوہین زبدۂ زمرۂ راستان دہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان + شاہباز کلک کو صیدگاہ میدان صفحۂ قرطاس مین براے شکار طائر روح **کلاب** عقاب سواریون بلند پرواز کرتے ہین اور شیران مضامین تعقیب غزالان سطور مین ناز کرتے ہین کہ جب کلاب عقاب سوار مکار **افراسیاب** ناہنجار کو قتل اسد نامدار پر زیر گنبد نور بصد سرور آمادہ کرکے داخل بارگاہ ہوا اور تحریر ہوچکا ہی کہ اس خبر وحشت اثر کو خواجہ **عمرو بن امیہ** نامدار نے سُنا سر دھنا اور مع عیاران لشکر براے جستجوے خبر اسد نامدار بیقرار ہو کر داخل شہر ناپرسان ہوے اور ایک خدمتگار کی شکل بنکر بارگاہ افراسیاب مین آئے دیکھا کہ **افراسیاب** تاج نخوت برسر تخت نکبت پر بصد کروفر متمکن ہی پہلو مین ملکہ **حیرت** زیور ولباس سے آراستہ خلعت ناز وادا سے پیراستہ کرسی جواہر نگار پر مثل طاؤس طناز کلمات **افراسیاب** پر گوش برآواز جلوہ فرما ہی صحبت عیش ونشاط بصد انبساط گرم ہی یکایک **کلاب** عقاب سوار نے عرض کی کہ ای شہنشاہ گردون بارگاہ یہ خانہ زاد عرض کرتا ہی منادی کو حکم ہو کہ مشتہر کرے کہ صبح کو طلسم کشا قتل کیا جائیگا اور اپنی سرکشی کی سزا پائیگا یہ گفتگو درپیش تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر سیہ فام بصورت مہیب شکل عجیب سامنے **افراسیاب** کے آیا دعا وثناے شہنشاہی بجالایا **افراسیاب** نے پوچھا ای خرتیرہ کوہ نشین اسوقت آنے کا کیا سبب ہوا دست بستہ اُسنے عرض کی کہ زیارت شہنشاہ کا مشتاق ہوا صرف ملازمت کو نہین آیا ہون ایک عرض بھی کرنے آیا ہون غلام نے زبانی طائران طلسم کے مژدۂ قتل طلسم کشا سُنا ہوش اُڑ گئے براے خیرخواہی واجب ولازم ہوا کہ سرکار سے اسرار اس طلسم کے عرض کرون مین حضور کے بزرگون کے وقت سے صاحب کتاب ہون میرے پاس روزنامچہ مقیمان طلسم کا حاضر ہی بلکہ خوار ہر وقت اس کتاب ساختۂ منجمان طلسم کا ناظر ہی شاہان طلسم اسی کی پیروی کرتے آئے ہین یہ چند اوراق خاص براے انتظام بنائے ہین ملاحظہ فرمانا حضور کا ضرور ہی نہ عرض کرنا خیرخواہی سے دور ہی یہ کہکر چند اوراق پریشان اُس بے ایمان نے ہاتھ مین **افراسیاب** کے دیے

افراسیاب نے یا سامری کہکر وہ اوراق بصد اشتیاق آنکھون سے لگائے اور باآواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ اے شاہان طلسم ہوش ربا جو کچھ اسمین تحریر ہے وہ گویا حقیقت مین طرف سے خداوند سامری و جمشید کے نوشتۂ تقدیر ہے جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا زندگی پر حرف آئیگا بذلت و رسوائی مارا جائیگا طلسم درہم و برہم ہوگا ہجوم لشکر رنج و غم ہوگا خبردار خبردار اسکا خیال رکھنا خوان طعام مذلت کا مزانہ چکھنا اگر طلسم کشا اگر قید ہوا اور ساحران ہوش ربا کا صید ہو جبتک میعاد قید معینہ نہ گذرے قتل نہ کرنا اسکی احتیاط ضرور ہے بغیر سمجھے کام کرنا سراسر قصور ہے مثل سخن شنیدن بیخ دولت یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے سر جھکایا اور برائے تحقیق ایام میعاد قید اسد سرماے برق انداز کو بلایا اور فرمایا اے وزیر اعظم دستور معظم جس کتاب مین تاریخ قید اسد مندرج ہے جلد لاؤ اور ہرگز ہرگز دیر نہ لگاؤ وزیر بد تدبیر نے جاکر کتب خانۂ طلسمی کھولا ایکا ایک پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک وزیر صاحب تشریف لائے ہین کتاب میعاد قید طلسم کشا کی خواہش ہے اسمین سراسر کاہش ہے اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہے اسکو کون قتل کر سکتا ہے یہ کلمات حیرت آیات سنکر سرماے برق انداز کے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہو گئے دانت سے دانت بجتا تھا مثل بید تھرا رہا تھا حیران ہوکر دیکھا پہلوے قصر مین ایک سونے کی پتلی لباس نقرۂ در بتاج مرصع بر سر تخت یاقوت پر جلوہ فرما ہے حسین مہ جبین نازک اندام گلفام سرو قد خورشید خد خنجر ابرو چشم جادو بیت بہ خندہ کز لب برانگیختی ۰ نمک بر دل خستگان غنی نظم

سراپا کا اسکے کرون کیا بیان
حسین مہ جبین قاتل عاشقان
وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری
بھری چشم فتان مین جادوگری
دہن غنچۂ گلشن حسن و ناز
خبردار علم نشیب و فراز

جب سرماے برق انداز مثل آئینہ حیران ولبصورت زلف پریشان ہوکر نظارۂ جمال بمثال کرنے لگا اور مبہوت ہوکر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا اُس قاتل عالم نے مسکرا کر کہا کیون اے وزیر صاحب خیر تو ہے کچھ فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے جو مجھکو کہنا تھا کہہ چکی وزیر و شہنشاہ کو اختیار ہے کتاب حاضر ہے لیجائیے لیکن مناسب ہو تو شہنشاہ کو سمجھائیے کہ میعاد معینہ ابھی ناتمام ہے ہمکو قتل طلسم کشا مین کلام ہے یہ کہکر اُس آرام جان و قاتل عاشقان نے بصد ناز و انداز ایک کتاب اٹھاکر وزیر ندکور کو دی سرماے برق انداز نے افراسیاب

کی راہ لی اور بہ تعجیل تمام خدمت افراسیاب مین حاضر ہوا مگر رنگ رو متغیر لب پر آہ سرد چہرہ زرد یہ حال دیکھکر افراسیاب نے پوچھا خیر تو ہی وزیر حال خیریت مآل تیلی کا زبان پر لایا سا قصہ گفتگو کا کہہ سنایا افراسیاب ہنسا کہا ای وزیر اعظم ایسے ایسے عجائب اس طلسم ہوش ربا مین بیشمار ہین یہ حرامزادیان کنیزان سامری شراب نخوت سے مست و سرشار ہین ما بدولت کا عالم مین کون ہمسر دہی رنگ آفتاب روبرو میرے جاہ و جلال کے زرد ہی اگر سحر پڑھکر زبان ہلا دون سرکشان دہر کو خاک مین ملا دون اگر تلوار کھینچون جلا و فلک لرزان ہو دنیا مین قیامت کا سامان ہو سرہا ے دشمنان مثل حباب بحر فنا مین بہتے پھرین لاشے دشمنون کے زمین پر دھڑ دھڑ گرین دریاے خون کی روانی ہو کشتی حیات عدو طوفانی ہو اگر جوش قہر و غضب دکھاؤن دریاے ہستی مسلمانان کو تلاطم مین لاؤن یہ باغی جو میرے گرد ہین اس دامن دولت کی گرد ہین صرف مجکو ایام میعاد معینہ کا دیکھنا ضرور ہی اس فاحشہ کی باتین ما بدولت سے کہنا سراسر تمھارا قصور ہی یہ کہکر کتاب کو ہاتھ سے سرہا کے لیکر کھولا اور انگلیون پر شمار کرکے سر ہلایا ادھر طرف کلاب عقاب سوار کے متوجہ ہوا کہ ای برادر بجان برابر تم نے حقیقت مین از راہ خیر خواہی کہا تمکو قتل اسد کی مشتاقی ہی مگر مجبور رہون کہ ابھی ایک مہینہ کامل میعاد مین باقی ہی اب تم براے چندے اپنے ملک کو جاؤ ہر وقت اطلاع دینگے تمھارے ہی ہاتھ سے یہ کام لینگے علاوہ اسکے بروز قتل طلسم کشا تمام شاہان ساکنان طلسم ہوش ربا اس جلسہ مین آئینگے اپنی اپنی شان و شوکت دکھائینگے چونکہ کلاب عقاب سوار کہ دماغ اس ملعون کا کبر و نخوت سے بھرا ہی اور اپنی سحر و ساحری پر بہت غرا ہی دست بستہ عرض رسا ہوا کہ غلام لغیر کوئی کارنمایان کیے ہوے یہان سے نجائیگا اس عرصہ گذرنے میعاد قتل طلسم کشا مین مہرخ وغیرہ کو گرفتار کرکے لائیگا یہ کہکر فوراً نفیر سحر بجائی فوج اسکی تیار ہوکر سامنے آئی افراسیاب نے مجبوری خلعت رخصت دیا اور سمجھا کر کہا کہ ذرا عیارون سے ہوشیار رہنا صرف لشکر اسلام مین چند عیار ہین مگر قیامت کے تپلے آفت روزگار ہین جب انسے جان بچاؤگے تب مہرخ وغیرہ پر فتح پاؤگے اس بجیانے ہنسکر جواب دیا جو شہنشاہ نے فرمایا بجا فرمایا مگر عیارون کی یہ مجال ہی کہ آپکے غلام کے سامنے آئین اور پھر زندہ واپس جائین اگر

اشارہ سحر مین جلادون خاک مین ملادون یہ کہکر گردن سحر پر سوار ہوا تین لاکھ فوج ہمراہ لیکر
بتعاقب لشکر مہرخ چلا۔ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو بشکل خدمتگار دربار مین موجود تھے یہ سب
کیفیت دیکھکے بارگاہ افراسیاب سے باہر نکلے اس فکر مین کہ یہ ملعون تنہا تمام لشکر پر بھارے جاتا
ہی دیکھیے کیا دکھاتا ہی مگر اے عمرو اگر تین ٹہرے اور خدا فضل شریک حال کرے تو اسکو تابہ لشکر
نجانے دو بہ فن عیاری راہ مین روکو دل سے باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ بازار شہر ناپرسان مین
پہونچا خواجہ نے سر اٹھاکر دیکھا کہ مہتر برق فرنگی ایک درویش کامل کی شکل بنا ہوا پیراگی بغل
مین شجرق لباس زیب جسم یا بادی یا مرشد کہتا ہوا چلا آتا ہی اور اہالیان شہر کا گرد جما ہو اگر کسی
نے پوچھا شاہ صاحب کہان سے آتے ہو کہان جاؤ گے تکیہ آپ کا کہان ہی جواب دیا بابا
تکیہ فقیر کا پروردگار پر ہے بیت فقیرون کا ماوا و مسکن کہان ہے۔ جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر
ہو چکا + بابا دنیا سے ہاتھ کھینچا پانون پھیلا دیے وہ تا کے درک گئے ہین عمرو خدمتگار بنا ہوا
برق کے قریب آیا ہاتھون کو لیکر بوسہ دیا اور باادب سلام کیا برق نے بھی استاد کو پہچانا
آپس مین اشارون سے باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین عمرو نے انھین اشارون مین
جانا کا اب عقاب سحار کا برق کو سمجھایا اور کہا کہ اے فرزند اسی کی فکر مین جاتا ہون اگر وہ ہمارے
لشکر تک پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا یہ کہکر برق ایک جانب اور عمرو ایکطرف روانہ ہوے
اب دو کلمہ داستان رنگین بیان لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ سحر چشم بیان ہوتے ہین کہ یہان کل
سرداران نامی و ساحران گرامی جب میدان کارزار مقابلہ افراسیاب جادو سے بصد
پیچ و تاب واپس آئے ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئین اور فرمایا کہ آج عجب معرکہ
تھا خدا نے ہاتھ سے افراسیاب ظالم کے بچایا اگر وہ خود میدان کارزار مین آتا کون ایسا ساحر
زبردست تھا جو اسکے مقابلہ کو جاتا ملکہ بہار جادو رنگین بیان یون زبان سے گل فشان
ہوئین کہ حضور باغبان قضا و قدر صرصر حوادث خزان سے ہمیشہ بوستان لشکر اسلام کو
یونہین بچائیگا اور صانع گلشن عالم ہواے مدعاے دلی سے اسی طرح غنچہ خاطر کھلائیگا اسی
اثنا مین مسرت آگین مین چند دیدہ بہ برکارے لشکر اسلام کے حاضر ہوے اور دست دعا
اٹھا کے یون ثنائے شہنشاہی بجالائے قطعہ | اے بہر کار رفیقت قل ہو اللہ احد

و تو نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد	لم یلد یا ہے و لم یولد ہمہ جا دستگیر	لم یکن یا بیت [illegible]

اے شہنشاہ گیتی ستان اس باغ پر بہار دربار کو رب اکبر ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھے اور تند زبان اس چمن سے خزان کا خار ذلت و رسوائی سے دل فگار رہے نہایت حیرت و مصیبت و آلام کے صدمے سے اصل کیفیت یہ ہے کہ بیان سے باہر ہے سیاب طبل اساسش جو اک شہر نا پرسان میں گیا ارادہ قتل اسد نامدار تھا ایک کتاب دیکھ کتاب دیکھ کر خدا کا یاد الہی اس ارادہ فاسد سے باز آیا مگر اب گلاب عقاب سوار نابکار مع تین لاکھ لشکر ساحران غدار برائے مقابلہ سرکار دولتمدار آتا ہے اسکی نہیب سحر سے پریشانی ہے آتا ہے دم کا سنے ف[illegible] یا خدا سے بازرگ است بیت مرنی ہے چشم زخم شیر حبیب ✤ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ✤ پھر ملکہ سرخ موے کاکل کشائے پریشان ہو کر دست بستہ ملکہ مہر رخ سے عرض کی کہ حقیقت میں یہ گلاب بیدین بدبخت آئین نہایت زبردست ساحر ہے حال سے اس زبون خصال کے یہ کنیز بخوبی ماہر ہے فن مکاری میں طاق ہے سحر و نیرنگ بازی میں شہرہ آفاق ہے یہ ذکر تھا کہ خواجہ عمرو اور مہتر برق فرنگی حیران و پریشان مثل بید لرزان داخل بارگاہ ہو کے تشریف آور ہوئی خواجہ سے سب سردار آگاہ ہوئے ملکہ مہر رخ نے پوچھا خواجہ خیر ہے اسوقت آپ کا حال کیون متغیر ہے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ یہ تیرہ روزگار تمھارے مقابلہ کو آیا ہے جسنے کہ فلک شعبدہ باز کو مکر و افسون سکھایا ہے جس وقت یہ ملعون شہر نا پرسان سے روانہ ہو کر سپاہ حیلا میں سے اور برق نے اتعاقب کیا قصد تھا کہ عیاری کر کے راہ میں اسکو ماریں اور تابہ لشکر اسلام نہ جانے دین لیکن اسنے تحت تحریر کیا اور بہ روسے ہوا اڑ کر روانہ ہوا تمھارے مقابلہ میں آیا ہے خدا وہ دیکھو سامنے بارگاہ میں استادہ ہیں بابستہ تمھارے قتل پر سب ساحر آمادہ ہیں مگر پھر فکر میں جاتا ہوں خدا چاہتا ہے تو سر لاتا ہوں یہ کہکر باہناسنے عیاری سے آمادہ ہو کر بلارت لشکر گلاب عقاب سوار کے روانہ ہوئے لشکر میں آکر کنارے لبصورت ایک جو بدار کے ٹھہرے اندر سے بارگاہ گلاب عقاب سوار کے آواز آئی کہ آب خاصہ لاؤ دار و غہ آبدارخانہ نے آبرد لیسند تو صراحی و گلاس لیکر چلا تھا کہ دورسے خواجہ عمرو نے دیکھا ہر چند کہ قاصد ٹھہرا یا مگر صراحی جواہر نگار دیکھا تھا نہ میں پانی بھر آیا تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگاکر

ایک خدمتگار کی شکل بنے گلے دار پگڑی سر پر چنی ہوئی چپکن زیب جسم انور شروع کا پاپجامہ
پاپوش زردوزی ٹھہرو ٹھہرو کہتے ہوے دوڑے داروغہ کے قریب آئے کہا واہ صاحب
شہنشاہ کا اب پیاسے ہین ہم سب کو تشنیع دینگے تم جاکر بیٹھو گلاس و صراحی ہمکو دو داروغہ سمجھا
کہ شاہ نے جوش غضب مین اسکو بھیجا ہی اسوقت سامنے جانا بیجا ہی اشیاے مذکور دیکر
چلا گیا خواجہ حاضر حاضر کہتے ہوے اندر آئے دیکھا کہ وہ تیرہ بخت بر سر تخت مثل خوک
صحرائی جھوم رہا ہی قصد جنگ مین قبضۂ شمشیر چوم رہا ہی سات سو دنگل و کرسیان گرداگرد تخت
آراستہ ہین اسپر ساحران غدار ایک ایک سامری عہد جمشید روزگار بہ کبر و نخوت تمام ذکر قتل
مہرخ و بہار وغیرہ کر رہے ہین دم محبت افراسیاب کا بھر رہے ہین ایک کہتا ہی مہرخ کو
قتل کرونگا دوسرا نیرنگ ساز کہتا ہی کہ بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگا مسلمانون سے
بڑا اسنے غم اٹھایا ہی قدرت سامری ہی کہ افراسیاب ایسے جلیل کو ستایا ہی اب بدلا نکالینگے
سر میدان شکست دینگے عمرو یہ باتین سنتا ہوا گلاس اور صراحی ہاتھ مین لیکر بات بات مین روبرو
گلاب پہونچکر گلاس پانی کا پیش کیا اسنے ہاتھ بڑھا کر لیا مگر زبان سے یا سامری کہا فوراً پانی
شرارہ بنکر اڑ گیا گلاب عقاب سوار نے کہا تو کون ہی عمرو مثل برق جہندہ نعرہ کرکے پہلو مین
آیا تاج سر گلاب سے لیا لپٹ کر خنجر مارا گلاب عقاب سوار نے اپنے تئین تخت سے گرا دیا
خنجر تخت پر پڑا کاٹ کر زمین کا بوسہ لیا چاہا جست کرکے نکل جائے جان بچا کر ٹل جائے
فریب جادو اسکا وزیر پہلو مین تخت کے دنگل پر متمکن تھا اسنے سحر کیا اور کلمہ پڑھکر کہا عمرو مثل
لوٹن کبوتر کے زمین پر گرا فریب جادو تیغ کھینچکر جھپٹا کہ سر اس ناعیار کا کاٹ ڈالون
اس حیا کی سزا دون بقدرت پروردگار مہتر برق نامدار پہلے سے اس بارگاہ مین
آکر چوبدار بنے ہوئے پہلو مین فریب جادو کے کھڑے تھے ہان ہان کہکر عصا سر پر فریب
کے اس زور سے مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا دستور ہی کہ جب ساحر مارا جاتا ہی تو واسطے چند
ساعت کے اندھیرا ہو جاتا ہی مرنے سے فریب جادو کے عمرو کود کر بھاگا برق بھی ہٹ کر خیمہ
چاک کرکے نکلا گلاب جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا غصہ مین پیچ و تاب کھا کر اٹھا کہ ابھی جاکر
ساربان زادے کو دربار سے لیکر آتا ہون اور دار پر چڑھاتا ہون سب سردار قدمون ۱۱

سے لپٹ گئے کہ حضور نہ جائیں جان نثار موجود ہیں اگر حکم ہو تو طبقۂ زمین کے آسمان پر اڑا دیں
کل لشکر مہرخ کو ابھی خاک میں ملا دیں سب کہنے سے کلاب نے تامل کیا مگر غصہ میں آکر
حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجے صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بحکم کلاب عقاب سوار ادھر صلاے
نقارۂ جنگی پر چوب پڑی جاسوسان لشکر اسلام خبریں لیکر خدمت ملکہ مہرخ میں حاضر ہوے
تمام حال عیاری خواجہ بیان کرکے عرض کی کہ کلاب عقاب سوار نے طبل رزمی بجوایا ہے
کل اسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو اور آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے باقی
خیر و عافیت ہے یہ حال خواجہ سنکر ملکہ نے فرمایا خدا انکی جان کا نگہبان ہے ہر وقت قیامت کا
سامان ہے بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل
اور کاتب تقدیر نے ہماری قسمت میں تحریر کیا ہے وہی پیش آئی ہے ناحق حیرانی ہے اسیوقت
سات سو نقارہ پر چوب پڑی صداے طبل جنگی بلند ہوئی شعر ز نقارہ آواز آمد عجیب
کہ نصر من اللہ فتح قریب۔ تمام اہالیان لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجا ہے کل لشکر کفار سے
مقابلہ ہے دیکھیے گردون دون انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کس کے سر پر رکھتا ہے اور
خاک مذلت کس کے سر پر ڈالتا ہے دیکھیے کل تختۂ تابوت پر کون سوتا ہے اس معرکہ میں کون
سرخرو ہوتا ہے بھائی سے بھائی دوست سے دوست ملنے لگا جا بجا ہوم خانے درست ہوے
لڑائی پر مردان عالم چست ہوے کہتے تھے کہ نمک شہنشاہی کھایا ہے خواجہ نے ہمکو اس مرتبہ
پر پہونچایا ہے افراسیاب کے ہم نبرد کہلاتے ہیں شہروں سے افراسیاب کے خراج لاتے
ہیں جہاں ہمارے بادشاہ کا پسینہ گریگا وہاں خون کا دریا بہا دینگے مثل نہنگان دریاے فوج
کفار میں ڈوب جائینگے وہ بیچارے ہماری تلوار کی کیا تاب لائینگے بودے ہیں دامن صحرا سے منھ
چھپائینگے کمانہاے کیانی جہاں جہاں سے خانہ گرگی تھیں سینک کر تیار کیا تیر ہلاے سہلو
کو زہر میں بجھا کر آبدار کیا تیغے چرخ چڑھنے لگے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ میں آئی دہشت سے
دلیران جنگی کے زمین تھرائی ادھر مردان عالم کا تو یہ حال ہے ہر دلیر آمادۂ حرب و پیکار ہے
مگر سب طرح کے لوگ لشکر میں ہوتے ہیں وہ جو نامرد و بزدلے ہیں بھاگنے کی تدبیر جان بچانے کی
تقریر میں بیٹھے بیٹھے جوش آیا دل گھبرایا سائیس کو آواز دی بہو حاضر ہے سائیس سامنے آیا

سائیس بھی یک چشم ہی ہر وقت مائل خشم ہی پوچھا میاں کیا ارشاد ہوتا ہی فرمایا ہمارا رام کب اور
پرتل کا ٹٹو بھر رات رہے سے تیار رہے سائیس گستاخ تھا عرض کی بھر رات رہے سے کیا
ضرورت ہی غلام کو کمال حیرت ہی فرمایا براے شکار صحراے پُربہار مین جائینگے شیران دشت
کو شکار کر کے لائینگے سائیس ہنسا ایک آنکھ چمکا کر جواب دیا کہ حضور کل شکار کا دن نہین ہی کل
روز معرکہ کارزار ہی ہرنگخوار شاہی آمادہ حرب و پیکار ہی آپ ہی دشمن کا شکار کیجیے گا داد مردی
و مردانگی دیجیے گا یہ سنکر سردار صاحب کو غصہ آیا مونچھون پر تاؤ دیکر فرمایا او بچیا ہم تیری حرفگی
جانتے ہین تجکو بخوبی پہچانتے ہین ہم میدان کارزار مین مارے جائین تمھاری تمنائین بر آئین
تم جان بچاؤ تمام مال و اسباب جو کوڑی کوڑی کرکے جمع کیا ہی اُسکو لیکر بھاگ جاؤ غرض بیت
کند ہمجنس باہمجنس تجویز ۞ مخنث با مخنث ہیز با ہیز ۞ اس عرصہ مین بھر رات گذر چکی تھی
بادشاہ لشکر اسلام ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ہر سردار نامی و نام آور اپنے اپنے مقام پر
آیا اولاد اول ملکہ بہار جادو نے کنیزون کو آواز دی گلشن و گلستان و نسرین و نسترن
و غنچہ دہن و شمشاد و سرو آزاد و گلعذار و سرشار و سیمبر و نازک اندام و شیرین ادا و مہ لقا
وغیرہ پُربہار باغ حسینون کا غنچہ مہ جبینون کا پریون کا اکھاڑا حور نژادون کا جمگھٹا سامنے آیا
ملکہ بہار نے فرمایا جلد حمام خانہ آراستہ ہو اسباب سحر و ساحری پیراستہ ہو فوراً اُن گل رخسارون
نے ایک خیمہ مکلل بجواہر ستون الماس نگار جھالر مقیش کی جلد استادہ کیا اور ایک چوکی سنگ مرمر
سفید کی وسط خیمہ مین بچھادی گرداگرد گلدستہ ہاے گل خودرو کہ جسمین ہر طرح کے پھول
تھے چن دیے یکایک ملکہ بہار رو رخیمہ رشک باغ ارم پر تشریف لائین چوکی مذکور پر جلوہ
ہوئین کنیزون نے سبوے نقرئی جسمین آب صاف و شفاف تھا حاضر کیا کہ جسکو دیکھکر
آبرو گوہر بے بہا کی آب آب ہو اور آب چشمہ حیوان کو شرم سے پیچ و تاب ہو اُس آب
نایاب سے ملکہ بہار نے غسل کیا ایک ساری آب رواں کی نصف باندھی نصف اوڑھی
موے مشکین سے قطرے پانی کے ٹپک رہے تھے صاف ظاہر ہوتا تھا ابر تیرہ و تار سے
مروارید بے بہا برس رہے تھے اپنے دست نگارین پنجہ خورشید نما سے زلف تابدار کو
نچوڑنا ظاہر ہوا کہ ناگن نے زہر اُگلا چہرہ رشک ماہتاب اگر قطرات آب عارض زیبا پر

تھیں تو صاف ثابت ہو کہ تارے مشاطۂ تقدیر نے تصدق اُتارے رُخ انور رشک قمر ترچھی نظر مطلع وہ مژگان جب عدوے عاشق دلگیر ہوتی ہے چھری خنجر کٹاری سانگ برچھی تیغ ہی ہے ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر جوبن کا اُبھار اس آن بان کو دیکھکر گلعذار فرزانہ نے اُٹھکر بلائین لین تری حسن و جمال کی ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین اور یہ اشعار آبدار زبان سے جاری ہوئے

اشعار

مرحبا قتل ہمین کر کے مکرنے والے	ہین لب نازنین کو زندہ ہی کرنے والے	ڈھونڈھ ڈھونڈھ لیتے ہین بہانا کوئی مرنے والے
جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے	مُنہ سے کہتے نہین احسان کیے کرنے والے	ہر ادا کو تری کھلا ملتے ہین انداز قضا
کھولکر بال پریشان کرو روح کو تو	یہی کرتا ہے اشارہ کوئی اُٹھتا جوبن	یون بکھرتے ہین محل ناگ کے بکھرنے والے
	اوڑھے سوگ کے پردے مین سنورنے والے	ملکہ بہار نے مسکرا کر جواب دیا

او گلعذار زیادہ چرب زبانی اچھی نہین ہوتی یہ کہکر اشیاے سحر ہاتھ مین اُٹھائے گلدستہ ہاے سحر تیار ہوے غنچے چٹکے گل کھلنے لگے اسی طرح اپنے اپنے خیمون مین سب شاہزادیان مصروف تیاری سحر تھین ملکہ ہلال سحر افگن ماہ رخسار و ملکہ یاقوت پوش و شاہزادہ رعد جادو و ملکہ برق برق افگن و ملکہ برق لامع و ملکہ سُرخ موے کاکل کشا و ملکہ نافرمان وغیرہ کی بارگاہون سے صدائین بلند تجورات جابجا روشن ادھر لشکر کفار مین کلاب عقاب سوار نے بعد بجوانے طبل جنگی کے اور نکل جانے خواجہ عمرو اور برق فرنگی کے ظاہر مین تو یہ کہا کہ صبح کو ایک کو زندہ نچھوڑونگا قتل دشمنان سے مُنھ نہ موڑونگا یا کل کو گرفتار کر کے سامنے شہنشاہ طلسم کے لیجاؤنگا خلعت انعام و جاگیر پاؤنگا لیکن باطن مین ہوش پران مثل زلف پریشان دل سے کہتا ہے ان عیارون سے کیونکر جان بچیگی یا سامری خیر سے صبح ہوگی افسران فوج کو تو حکم دیا اپنے اپنے سحر آراستہ کرو حربہاے سحر سے پیراستہ رہو اور خود حالت انتشار مین اُٹھا لرزان و ترسان ایک خیمہ مین آکر حصار سحر کیا در خیمہ پیانک اژدر آتش فشان بٹھادیا اب باطمینان تمام بچہ ہاے خوک ذبح کر کے خون سے چوکا دیا گوگل وغیرہ روشن کیا کبھی اژدہا بنا کر تیار کیا کبھی روئی کے گالون پر بصد خوبروئی پانی کا چھینٹا دیا لکہ ہاے ابر بنکر تیار ہوے کبھی جھولی سے ماش کا آٹا بد معاش نے نکالا پتلہ بنایا سحر پڑھا وہ پتلہ زنگی سیاہ رو بنکر سامنے آیا اُس سے یہ باتین کین کہ ای خوک پیکر سالہا سال ہمنے تیرا

پوجا کیا بھینٹ سے تیرا سیٹ بھرا کل اپنا زور دکھانا دشمن کو میرے کھا جانا اور ہر سردار اسکے اسپنے اسپنے مقام پر سحر تیار کرتے تھے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارتے تھے کوئی کہتا تھا اے کالی بھوانی کلکتہ والی دشمنون پر جائیو اپنا کام کر آئیو عدو میرے سامنے مبہوت رہے جو میرا مطلب ہو وہی کہے سر چڑھکر کھیلنا دریاے سحر عدو کر جھیلنا اسی شور و شر مین چار گھڑی رات باقی رہی جانبین کے نقیبون نے آوازین واسطے جگانے کے لگائین ہمت جوانو جوان مردو ہشیار رہو سلاح جنگ سے اپنے خبردار رہو ایکایک غلغلہ ہوا مصرع سحر ہو گئی لو سحر ہو گئی

مخمسہ مصنف

رنج سے ٹوٹینگے سب کوکب تابان سحر
دیکھنا ہوئیگا فق روے درخشان سحر
نغمہ سنجی کے عوض رو دینگے مرغان سحر
جان دونگا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہو گا مرے ماتم مین گریبان سحر

مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین
روشنی شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین
چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
لو فلک پردہ نمایان ہوے سامان سحر

حق دکھائے نہ کسی کو بھی شب ہجر حبیب
رحم کر رحم کہ ہے مرگ کا ہنگام قریب
وصل محبوب ہمیشہ ہو نہ فرقت ہو نصیب
دیکھ اب طول شب ہجر سے حالت ہے عجیب
اے فلک جلد دکھا چہرۂ تابان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کرون
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کرون
تند رسودا انجو شتی مایۂ ادراک کرون
دلولہ مین اسے اے جوش جنون چاک کرون
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

مین نے تو انکا کیا تھا نہ کوئی جرم و گناہ
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا للہ
بے سبب کیون یہ مرے قتل کے درپے ہوے آہ
اے شب وصلت محبوب خدارا ہو گواہ
بیخطا ذبح مجھے کرتے ہین مرغان سحر

طاعت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح و مسا
اسمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا

جھوٹ کہتا نہین مین قول ہے یہ راست مرا
خورد خونخوار ہے تجھے نہ کوئی مرد خدا
کہ بہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

خون عاشق ہو سر دست لگائے جو حنا
لے مسی تو نہ سوسن کے رہین ہوش بجا
عاشقون کو تو یقین سکا ہی یون دھرا
چنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا
شرمگین و جھکے ہون اختر تابان سحر

غافل اب دیکھ کہ مالک ہی ترا نو وجل
لیکے جا ساتھ سوئے ملک عدم نیک عمل
لٹ گئی شام جوانی کی اب آئیگی اجل
چونک پیری مین یہ ہرگز نہین سونیکا محل
سر پہ ہی سایہ فگن نیر تابان سحر

مجھسے جسدن سے جدا ہو گیا وہ رشک قمر
زندگی ہجر مین اے دوستو ہوتی ہے بسر
شوق نظارہ ہی اسدرجہ اسے مد نظر
صبح کا ذکر شب ہجر مین کرتا ہون اگر
دل یہ پہلو سے صدا دیتا ہے قربان سحر

خوش بیان یار سا دنیا مین کوئی ہوئیگا کم
اس جگہ بند ہین سب چہچہے پروازون دم
راست کہتا ہون مین یہ بلبل بستان کی قسم
اے قمر سنتے ہی تقریر دل آویز صنم
چہچہے بھول گئے مرغ خوش الحان سحر

جب ساحر فلک سنہ اپنے شکم سے بغیظ و غضب بیضۂ آفتاب بصد آب و تاب نکالا اور تار شعاع سے خوب مضبوط باندھکر جانب ساحران طلسم جہان کھینچ مار انکلاب عقاب سوا کے خیمہ حصار کردہ سحر سے باہر آیا نفیر سحر بجی قرنا پھنکی اژدرہائے آتش فشان سحر پر سوار ہوا لشکر ہزیمت افرتیار ہوا سمت میدان کارزار چلا ادھر لشکر اسلام مین جابجا صدائے تکبیر بلند ہوئی جرس آوازے کوچ سامری ور ورد مند ہوئی جلوخانہ شاہی مین ساحران نامدار بصد شوکت و وقار آکر جمع ہوئے انتظار آمد شہنشاہی مین چشم براہ ہون سے پوچھ رہے تھے کہ برآمد ہونے مین ملکہ مہرخ کے کیا عرصہ ہے لشکر ظفر اثر سمت میدان نبرد جا چکا ہے وہ عرض کرتے تھے کہ جامہ خانہ مین داخلہ ہے نزول اجلال و ورود اقبال فرمایا چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا تخت شاہنشاہی نمایاں ہوا ملکہ مہرخ تخت زرین پر تاج شاہی

بر سر چار قبۂ شاہنشاہی در بر سپر و شمشیر مثل ہلال و خورشید سامنے رکھی ہوئی ایک پہلو میں اسباب
سحر آراستہ گرداگرد نازنینان ماہ طلعت بصد حشمت و شوکت نقیب خوش نصیب آگے آگے
آواز لگاتا ہوا صدائے دورباش سناتا ہوا شعر ترقی ہو اقبال کی دمبدم بڑھے عمر و دولت
قدم با قدم ٭ پہلے سب سے ملکہ بہار گلعذار کا سلام ہوا ملکہ مہرخ نے سینہ پہ ہاتھ رکھا
اشارہ تھا کہ جگہ تمھاری ہمارے دلمیں ہی حقیقت میں مہر و وفا تمھارے آب و گل میں
ہی بعد ازاں ملکہ نافرمان و شکیل و رعد و برق و سرخ مو سے کاکل کشا و ملکہ ہلال
سحر افگن وغیرہ نے باادب تمام سلام کیا سواری کوچہ سلامت سے نکلکر بصد کروفر سمت
میدان کارزار روانہ ہوئی بیت سوئے دشت شہ کی سواری چلی ٭ کہے تو کہ باد بہاری
چلی ٭ ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا کہ سب شاہزادیاں اپنے اپنے لشکر پر بعہدۂ سپہ سالاری
قائم ہیں اس کیفیت سے لشکر مہرخ میدان جنگاہ میں آکر ٹھہرا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی
لشکر کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے آتا ہی ہر ساحر رو سیاہ اپنی اپنی شان و
شوکت دکھاتا ہی نشان ہائے سیاہ سر کلاب عقاب سوار تیرہ بخت پر کھلے ہوئے ہوا میں
پھرپھرے اڑ رہے ہیں اُن پر تصویریں سامری و جمشید کی بنی ہوئیں صدا بجرنگ بجرنگ کی کہیں نعرہ
یا سامری جمشید کی بلند غرض میدان کارزار میں آکر ٹھہرے میدان آراستہ ہونے لگا ایک ساحر نے
جوش میں بڑھکر سحر کیا ابر آیا پانی برستا ہوا نکل گیا ایک نے ایسا سحر کیا کہ ہوائے تند چلی خس و خاشاک
کو میدان کے ہٹا دیا ایک سنگدل نے پتھر برسائے جو نخل حائل نظر تھے بلند و مرتفع سر بسر
تھے اُنکو کاٹ کر گرا دیا ایک ساحر نے بیلچہ کاری کا سامان کیا نشیب و فراز عالم کو ہموار
کر دیا غاروں کو خس و خاشاک سے بھر دیا بعد آراستگی میدان صفوف آرائی ہونے لگی
میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ کمینگاہ طرفین سے درست ہوا نقیب ہائے بلند آواز کو
اشارہ ہوا گویّوں کے لڑکے ماہ تمثال خورشید جمال بھولی بھولی صورتیں کلاہ زریں بر سر
لباس رنگین زیب جسم انور ایک ایک انگوٹھی کان میں مثل دیکتا آن بان میں مثل لالہ
بھیروں کے سروں میں سرود بجائے اہالیان میدان کارزار وجد میں آئے گن گنا کر
آوازیں لگا میں ابیات | نقیبوں نے دی یکبیک صدا | کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے

سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ دنیا سرا رنج وآفت کی ہی
مکانات عالی بنانے مین کیون
جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہی
بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہی

یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہی
ہوئے زر کے خاطر تو منعم خراب
عبث فکر انہین جاہ و حشمت کی ہی
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہی
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہی

الدھر کو ہی دار افریدون کہان
بڑی فکر انہین مال و دولت کی ہی
لحد کوئی اپنی بناتا نہین
جگہ امتحان اور جرات کی ہی
قمر مہر خالق مین کر عمر صرف

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر سب دلاور مست ہوگئے سر جھکا لیے
شکل ناپائداری دنیا آنکھون مین پھر گئی کلیجون پر چھری چل گئی ہوا و ہوس دنیا بالکل دل سے نکل گئی ارادہ مصمم کیا کہ لڑین اور مر جائین اس عالم ناپائدار مین کچھ نام کر جائین کہ یکایک لشکر کلاب عقاب سوار سے فولاد مشت زن مرکب سحر بڑھا کر سامنے کلاب عقاب سوار کے آیا اجازت خواہ ہوا کلاب عقاب سوار نے جواب دیا کہ تمکو سامری و جمشید کے سپرد کیا جاؤ ساحران لشکر مہرخ کو للکارنا سرداران فوج کو چن چن کے مارنا اس بیحیا نے مرکب سحر اڑایا بکبر و نخوت تمام میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو میرے سامنے آئے کچھ نیرنگ بازی دکھائے شعر گران ہر کہ بار سر بر تن است ❊ حکیم علاجش بدست من است ❊ اس صدا کو سنکر سمت صف دست راست ملکہ مہرخ نے ملاحظہ فرمایا ملکہ عالم کا نور نظر پارہ جگر جوان سعید شاہزادہ شکیل جادو نے فوراً پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی ای شاہنشاہ گردون بارگاہ اجازت میدان دیجیے حق مین میرے دعا کیجیے آرزو ہی یا تو سر کو قدم اقدس پر نثار کردون یا اس بیحیا مغرور کو مشکین باندھکر سامنے حضور کے لاؤن بغرض مہر مادری رنگ ملکہ مہرخ متغیر ہوگیا فرمایا ای جان مادر تمھاری جدائی بہت شاق ہی یہ فولاد مشت زن ملعون بہت سخت ساحر ہی عرض کی اقبال حضور کا مقابلہ کریگا غلام کیا کریگا ملکہ نے مجبور ہو کے فرمایا بسم اللہ مالک حقیقی و رب تحقیقی حافظ و نگہبان ہی شکیل جادو بصد آرزو سامنے فولاد مشت زن کے آیا فولاد نے گولا آہن سحر کا جھولی سے نکالا شکیل پر بقہر و غضب تمام مارا شکیل نے ایک نشتر نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی ران کا خون لیا جب گولہ قریب آیا دونون ہاتھ پھیلا دیے کہا کہ تیرا بھوگ حاضر ہی وہ گولہ گویا

سوم کا ہو کر ہاتھ مین آیا شکیل جادو نے اُسی خون سے گولہ کو رنگین کیا آواز دی کہ او فولاد
بدبنیاد لے تیرا تیر تجھ ہی کو کھا جائیگا یہ کہکر وہی گولا اُسی کو مارا اب وہ گولہ مثل شعلہ جوالہ جانب
سینہ فولاد دشت زن چلا ہر چند سحر سے اُسکو روکا مگر نہ رُکا سینہ پُر کینہ پر پڑا مہرۂ پشت
کو توڑ کر پار نکل گیا فولاد دشت زن زمین پر گر کے جلنے لگا آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہوئی
بیرون سے آواز سنائی افسوس مارا اُسکو کہ جسکا نام فولاد دشت زن تھا لشکر اسلام سے
صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے بھی فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا نظر بد سے بچائے
فلک کج رفتار روز سیہ نہ دکھائے شکیل جادو واسطے تسلیم کے خم ہوا پھر دلولہ شجاعت
مین نہیب دی ای فرقۂ باطل پرستان جو تم مین سے اپنی زندگی سے بیزار ہو آکر مصروف
کارزار ہو لکھا ہے کہ سات ساحران زبردست طرف سے کلاب عقاب سوار کے نکلے
ہاتھ سے شکیل جادو کے واصل جہنم ہوئے جسوقت کہ ساتون ساحر شکیل کے ہاتھ سے
مارے گئے کلاب عقاب سوار کو غصہ آیا اپنے کرگدن سحر کو جانب میدان کارزار برجا
اور مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا قریب شکیل پہونچا پہونچتے پہونچتے ایک روئی کا گالا جھولی
سے نکالا چند قطرات آب اُسپر ڈالکر ایسا افسون پڑھا کہ وہ روئی کا گالا ایک لکۂ ابر بنگیا
جون جون اونچا ہوتا تھا دیکھنے والے کہتے تھے یہ ابر ہی کہ خداے بندہ کا قہر ہی یا اژدر
پُر زہر ہی خدا آبرو شکیل کی بچائے اگر یہ ابر برسے گا کشت سر سبز حیات ساحران لشکر مہرخ
کو جلا کر خاک کریگا چشم زدن مین ایک ایک قطرہ اسکا ہلاک کریگا یکایک وہ ابر محیط عالم
ہوا ہر چند کہ شکیل نے بہت رد کرنے ابر مذکور مین جستجو کی لیکن کچھ نہوا آبرو بچانا دشوار ہوا
اسقدر ابر برسا کہ زمین پر مثل دریائے قہار پانی کی طغیانی ہوئی کشتی حیات شکیل طوفانی
ہوئی یعنی ایک نہنگ سیہ رنگ اُس دریا سے پیدا ہوا اور طرف شکیل کے جھپٹا
پیشنا ور دریائے جرأت و آشنائے قلزم جلالت تیغہ کھینچکر مرکب سے کود پڑا چاہا کہ
تیغۂ سحر کا ہاتھ لگاؤن اُس نہنگ کے منہ سے ایک حباب نکلکر کلائی پر شکیل جادو کے
پڑا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دریا مین گری مثل کشتی سامنے سے بہتی ہوئی نکل گئی شکیل
نے ہر چند کوشش کی مگر وہ نہنگ اس گوہر بحر خوبی کو نگل گیا اور غوطہ مار کر اُسی دریا

تلاطم مین غائب ہوا کلاب عقاب سوار شکیل سے فرصت پاکر اور زیادہ جوش مین آیا مثل
رعد گرجا لشکر اسلام پر برس پڑا یعنے ابر و دریاے سحر کو کل لشکر مہرخ پر اشارہ کیا ابر آسمان
سے برسنے لگا دریا سے طوفان اٹھا ملکہ مہرخ اور ملکہ بہار وغیرہ نے دیکھا ہزارہا بندگان
خدا دریاے سحر مین ڈوبے سر مثل حباب تیرتے پھرتے ہین وہ تلاطم ہی کہ ہر ایک کا ہوش
گم ہی دریا تو اس جوش پر ہی ابر مین یہ اثر ہی کہ جسپر قطرۂ آب گرتا ہی پانی ہوکر بہ جاتا ہی پناہ پانی
اہل لشکر مہرخ کو مشکل ہی ادہر دریا کا کنارہ نایاب ہی اُدہر سر پر بارش باران سحاب ہی
کیونکر جان بچائین آفت ہاے ارضی و سماوی نازل ہی کہان جائین ناخداے کشتی عالم
کے سوا کون بچائیگا اس طوفان موج خیز مین وہی کام آئیگا یہ ہنگامہ جو ملکہ مہرخ وغیرہ نے
ملاحظہ کیا اپنی سواری سحر سے نیچے اترے اور دریا اور ابر پر سحر کرنا شروع کیا
نہنگان خون آشام کو جلایا مچھلیون کو قتل کیا ملکہ مہرخ نے طرف رعد و برق کے اشارہ کیا
برق تڑپ کر ابر پر گری چمک کر ابر کے ٹکڑے اڑا دیے پانی برسنا دم بھر مین موقوف
ہو گیا رعد نے قریب دریا کے جاکر ایک چیخ ایسی ماری کہ خوف سے دریا کا کلیجہ پھٹ گیا
ایک ہی آواز مین دریا سمٹ کر پیچھے ہٹ گیا کل گرداب چشم پرآب بنگئے حباب نہ ٹھہرے
آنکھون پر اُس قلزم زخار کے ورم آگیا تھا مچھلیون کا کلیجہ تھرا رہا تھا ملکہ مہرخ و بہار نے
بھی کچھ پاش کے دانے پڑھ پڑھ کے دریا مین ڈالے جسکی نہیب سے دریا غائب ہونے کا
کلاب عقاب سوار قہر و غضب مین آیا مثل خوک صحرائی چلایا کل لشکر کو آواز دی لینا
یہ باغی نہ جانے پائین دشمنی کا شہنشاہ کی پھل پائین یہ کہکر سحر کرتا ہوا مع فوج شقاوت موج
لشکر ملکہ مہرخ پر جا پڑا ملکہ مہرخ تخت پر سوار ہوئین نقارون پر چوب پڑی علم ہاے زرین
کے پھریرے کھل گئے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و برنگ شب و روز آپس مین مل گئے
گولے اُچھلنے لگے ترنج چلنے لگے نخل ہاے صحرائی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک سمت آکر
ملکہ بہار نے گلدستہ سحر مارا پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا پایا اٹھا کر سونگھا رنگ رو متغیر
ہو ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ظاہر ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتے
طرف ملکہ بہار گلعذار کے دوڑے ابیات

نہ کسی کی زلف سے کام تھا نہ کسیکا گیسوے دام تھا	مجھے تو فراغ مدام تھا مگر انکی تیغ مین آ گئے
کڑے پوچھو ہو ہمین یہ کسلئے گھر بھی عاشقونکے تو ہین نگر	انھین بستی والون کے تھے جگر جو تمھارے داغ اٹھا گئے

کسی کا گریبان چاک کسی کے منھ پر خاک آثار عشق چہرہ سے ہویدا گل رخسلد بہار کا شیدا
اُس بیقراری مین یہ پکارتا تھا کہ ای غنچۂ نودمیدہ باغ خوبی وای سرو رعناے چمن محبوبی ہم
اسیر طرۂ گیسو و خم پیچ خنجر ابرو نگاہ مہر و وفا کے طالب ہین سب عاشقون پر محبت مین غالب
ہین براے باغبان قضا و قدر یک نظر سے خوش گذرے ملکہ بہار جادو مسکرا کر انکو جواب
دیتی تھین اگر ہمارے عاشق صادق ہو تلوار کھینچو اپنے گلے پر رکھو دیکھین کیونکر مرتے ہو
دل دادۂ نگاہ سحر آگین یہ کلام رنگین سنکر تیغ و خنجر کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھتے تھے موت
کے مزے چکھتے تھے چہرے زرد مثل برگ خزان دیدہ زمین پر پڑے تھے ایک طرف
رعد و برق نے لشکر کو تباہ کیا تھا یعنی رعد نے کانون پر ہاتھ رکھکے آواز لگائی منم رعد
جادو و برق جادو مادر رعد آسمان پر چمک رہی تھی بیٹے کی آواز سنتی فوراً اتر پڑی گری
کسی کو کاٹ کر پھر بلند ہوئی ایک سمت ملکہ سرخ موے کاکل کشا بصد ناز و ادا اسطور
سے مصروف جنگ ہے کہ پنجۂ نگارین سے کاکل مشکین کو تھام کر جنبش دی معلوم ہوا کہ ابر
سیاہ لہرایا آنکھون مین لشکر عدو کے اندھیرا چھایا اُس تاریکی مین ملازمان ملکہ سرخ مو لشکر
عدو کو پامال کر رہی ہین اسی طرح سب سرداران نامی اپنے اپنے سحر سے آفتین برپا
کر رہے ہین دم جرأت کے بھر رہے ہین کلاب عقاب سوار نے جب یہ معرکہ قیامت خیز دیکھا
اپنے کرگدن سحر کو فوج سے ہٹایا ایک گوشہ مین آیا زیر سایۂ نخل ٹھہر کر جھولی مین ہاتھ ڈالا
ایک چراغدان مع چونک نکالا بجاے روغن اُس چونک مین اپنا خون ران کا کاٹ کر ڈالا
کچھ بال سر کے نوچے اُنکی بتیان بنائین پھر روئی جھولی سے نکالی بالون کو اُسمین لپیٹا یا سامری
کہکر ایک چیخ ماری چارون بتیان مثل شمع کافوری روشن ہوئین اب چراغدان کو ہاتھ مین لیکر
بلند کیا میدان مین ایک شعلہ چمکا جب اُسکی ضو پھیلی سرداران لشکر مہرخ کے چراغ عقل
گل ہوئے شب تاریک بخت نارسا نے یہ اندھیر مچایا دن دہاڑے روز سیہ دکھایا سحر
فراموش ہونے لگے خود بخود بدحواس ہو کر اہالیان لشکر مہرخ پیچھے ہٹے یا تو قصد تھا کہ لشکر کفار

کو مارین اور بڑھ بڑھ کر آنکھ ملکارین یا لکایک تاثیر روشنی چراغ سے مثل شعلہ کے تھرائے گھوڑے سردارون کے دھڑ کنے لگے ساحر مثل ماہی بے آب زمین پر گر کے پھڑ پھڑ کنے لگے ابیات

عجب گردش چرخ کجباز ہی — کہین سوز ہی اور کہین ساز ہی — کہین جاہ و دولت کا سامان ہوا
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا — کسی جا ہی شادی تو ماتم کہین — کہین چہچہہ چشم پُرنم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ — سراسر کوئی ہو رہا ہی تباہ — کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادۂ کبر و نخوت سے مست — کوئی صاحب دولت و تاج ہی — کوئی دانے دانے کو محتاج ہی
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہین — تڑپتی تھی بیتاب بلبل کہین — ہوا فوج مہرخ مین یہ انقلاب
بڑھا لیکے لشکر وہ خانہ خراب — کلاب سیہ بخت تھا باغ باغ — لیے ہاتھ مین اپنے روشن چراغ
اسے فہم کامل تھی اور ہوش تھا — اُدھر سحر سب کو فراموش تھا — قمر سرنگون ہون اسی غور مین
بنے جان اس چرخ کے دور مین — جبکہ ملکہ مہرخ و ملکہ بہار و غیرہ کل سرداران نامی سے جو

یہ آفت دیکھی فوراً سپرین سحر کی بنا کر اپنے چہرون کے آگے قائم کین کہ عکس چراغ ہم پر نہ پڑ جاسے چراغ سے کہین آنکھ نہ اُٹھ جائے مگر اس حال پُرملال مین دفع سحر کرنا محال ہوا چشم زدن مین لشکر مہرخ کا یہ حال ہوا کہ پیر و جوان کی زبان سے صداے الامان بلند ہی ہر ایک خرد و کلان اس آفت سے دردمند ہی ضو چراغ کی پھیلی ہی دود غلیظ سے تاریکی بڑھتی جاتی ہی ادھر لشکر کلاب عقاب سوار پامال کرتا ہوا چلا آتا ہی ایک طرف سے کلاب اپنی سرکشی دکھاتا ہی یعنی ایک بلند ٹیکرے پر کھڑا ہی ایک ہاتھ مین چراغ لیکر بلند کر کرکے دکھاتا ہی ایک ہاتھ سے گولہ سحر کا لگاتا ہی اُسوقت اس بدحواسی و پریشانی مین سرداران لشکر اسلام نے بیقرار ہو کر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ ای چارہ ساز بیچارگان و ای یاور بیکسان ارحم الراحمین رب العالمین جلد دفع کر اس بلا کو رد کر نظم موافق مضمون مقام نظم

خداوندا شبم را روز گردان — چو روزم اندر جہان فیروز گردان — شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب روسفیدم کن چو خورشید — تو ای یاری دہ فریاد ہر کس — بفریاد من فریاد خواہ رس

بہ عنایت رب اکبر تیر دعا ہدف مراد تک پہونچا یعنی سب نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک تخت ہوا پر اُڑتا ہوا آتا ہی اُسپر افراسیاب سوار تاج شہریاری بر سر زیور جواہر جسم پر آراستہ

سوتیون کے مارے کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلوبند آرزو آواز دیتا ہوا کہ ای قوت بازوے
مین کیا کہنا مہرخ وغیرہ یا تو جان بچانے کی تدبیر مین کچھ کچھ سحر پڑھ رہی تھین یا افراسیاب کو
دیکھکر خوف کا یہ جوش ہوا کہ جو سحر یاد تھا وہ بھی فراموش ہو چلا ہا کہ جان بچاکر نکل جائین مگر شرم
ودلاوری مانع ہوئی ہر چند قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا مگر میدان جنگاہ کو نہ چھوڑا جان دینے سے
منھ نہ موڑا یہان تخت افراسیاب قریب کلاب عقاب سوار آ گیا اترا کلاب نے جھک کر
سلام کیا افراسیاب نے سر سینے سے لگا لیا اور کہا کہ ای برادر مین باغ سیب سے کتاب سامری
مین تمھاری جرأت اور شوکت دیکھ رہا تھا اول جتنے ابر و دریا سے سحر بنایا ان باغیون نے
جوش مین آکر اسکو مٹایا شکیل کا گرفتار ہونا بھی مین نے دیکھا اسکو گرفتار کرکے کیا کیا قتل کیون
نہ کر ڈالا اُسنے تمھارے سردار مارے ایسے سرکش کو کیون زندہ رکھا کلاب نے عرض کی
ای شہنشاہ وہ مقہور میرے خیمہ مین بیہوش پڑا ہی مین نے خیال کیا سب کے ساتھ اُسکو بھی
قتل کرونگا یہ چراغ بزرگون کے زمانہ سے ہی جب کوئی برا وقت آتا ہی تب روشن کیا جاتا ہی
بجاے روغن خون جسم کا اسمین جلتا ہی اسکے روشن کرنے مین شعلۂ آتش منھ سے نکلتا ہی مگر
ان نمک حرامون نے ایسی سرکشی دکھائی کہ تاب نہ آئی افراسیاب نے کہا تیرا مثل کہان ہی
سحر سامری کا نمونہ عیان ہی مگر وہ دیکھو سامنے بہار و مخمور سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہین تم بخوبی
آگاہ ہو جسدن سے بہار اپنی بہن سے لڑکر نکل آئی میرے باغ مین سناٹا ہی مخمور کی جدائی
بادۂ رنج و غم کا خمار ہی گویا نشہ کا اُتار ہی ان دونون کو جلد گرفتار کرے کلاب نے پوچھا ای
شہنشاہ کہان افراسیاب نے کہا وہ جاتی ہین جیسے ہی کلاب نے پلٹ کر اُسطرف دیکھا
پہلو سے آواز آئی باش او بحیا منم شہنشاہ اوج عیاری نعرہ عمرو

ہم دم کہ کلہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ خجستک بد اختر ببرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی	تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم

یہ نعرہ کرکے خنجر لپٹ کے مارا اس پہلو پر پڑا اُس پہلو کو توڑ کر نکل گیا کلاب ہاے کہکر زمین پر
گرا آسمان برابر تیرہ و تاریک پیدا ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی کہ مارا مجکو
کر نام میرا کلاب عقاب سوار تھا عمرو نے گرتے گرتے تاج اُسکے سر سے لیا لباس بھی اُتارا
قصد عمرو کا قبل تھا کہ اس چراغ کو لینگے اور اپنے خیمے مین روشن کرینگے کوئی ہمارے خیمہ مین ۱۰

نہ آسکیگا اسباب ہمارا نہ اٹھا سکیگا اندھا ہوجائیگا ہوٹ لتا پھریگا مگر اسکے مرتے ہی وہ چراغ جلکر
خاک ہوگیا خواجہ ٹیکرے سے کود کر بھاگے مہرخ اور بہار نے دیکھا کہ عین وقت پر خواجہ نے آکر
کلاب عقاب سوار کو مار ڈالا کمال کیا یہ دیکھتے ہی دل قوی ہوا لشکر کلاب پر حملہ کیا توپ
تیغ ناوک سحر کے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے وہاں شاہزادہ شکیل کہ خیمہ کلاب میں ہوش
بیٹھا تھا سحر میں اس بچیا کے مبتلا تھا اسکے مرنے سے خود بخود ہوش آیا غصہ میں اٹھا نگہبان دوڑ
چاہا پکڑیں شکیل نے چند سنگریزے اٹھا کر مارے کئی سو کے سر پھٹ گئے مر کر زمین پر گرے سحر شکل
سے جلکر خاک ہوئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے اسی طرح لڑتا ہوا بیرون خیمہ آیا دیکھا ہنگامہ
رزم گرم ہے فوج کلاب پر آفت برپا ہے سرداران مہرخ کے نعرے بلند ہیں لشکر کلاب بھاگنے
پر آمادہ تھا مثل مشہور ہے لشکر بے میر فقیر بے پیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر بیکار ہیں آخر ملازمان
کلاب تاب مقابلہ سرداران مہرخ نہ لائے لشکر تمام لاشہ کلاب اٹھایا اور ایک کھٹے پر
ڈال لیا روتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف ... اہل اسلام نے خیمے
و بارگاہیں لوٹ لیں اپنے قبضے میں ... ساحر کو اسقدر
انعام ملا کہ غنی ہوگیا نوبت ونقارے بجاتے ہوئے سرداران نامی مع ملکہ مہرخ سحر چشم
داخل بارگاہ ہوئے کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر کمریں کھول کھول کر اترے سجدہ شکر
پروردگار بجا لائے جہت دفع شکوک سامعین تحریر کیا جاتا ہے کہ جس تخت پر خواجہ عمرو سوار
ہو کے آئے تھے وہ تخت انکو ملک زبرجد نگار سے ہاتھ آیا ہے کہ انہوں نے واسطے زبرجد شاہ کے
بنایا تھا واضح ہو کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا نامہ جادو بہت بڑی ساحرہ تھی اُسنے سامان
خدائی زبرجد شاہ درست کردیے تھے ایک قصر معلق بنایا تھا اسمیں زبرجد شاہ رہتا تھا صبح کو
اُس تخت پر سوار ہو کر بسد کروفر تخت کو اڑاتا ہوا دربار میں آتا تھا سب کو جاہ وجلال دکھاتا تھا
خواجہ نے بڑے زور وشور سے عیاری کرکے اپنے تئیں قصر معلق پر پہونچایا تب یہ تخت
ہاتھ آیا جب زبرجد شاہ کو گرفتار کرکے داخل کر لیتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ میں زیر قصر
معلق کیونکر جاؤں اسی حیرانی میں ملاحظہ فرماتے ہیں کہ پایہ تختہ میں ایک تختی نصب ہے اسپر
مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص اسپر سوار ہو بلندی پر جانا منظور ہو تو اسمیں کلیں نصب ہیں اگر فلاں

Municipal Library Acc # FSD

کل کے اوپر ہاتھ رکھے یہ تخت بلند ہوتا چلا جائیگا اگر یہ چاہے کوئی کہ مائل بہ پستی ہو تو اس طرح اس کل کو دبائے نیچے اتر آئے غرضکہ سب طرح کی صورتین اسمین مرقوم ہین جیسے خواجہ نے اس تخت کو پایا ہی بوقت ضرورت اُسپر سوار ہوتے ہین داستانین بالتصریح دفتر ایرج نامہ مین موجود ہین انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہی تو بخاطر فیض عاطر جناب منشی نولکشور صاحب بملاحظۂ ناظرین باتمکین پیشکش ہونگی اور دوسرے اگر شاید ناظرین خیال فرمائین کہ سحر چراغ کلاب عقاب سوار نے خواجہ پر کیون نہ تاثیر کی سر پر خواجہ عمرو کے کلاہ حجاب الابصار تھی خاصیت اسمین یہ ہی کہ سحر صاحب کلاہ پر تاثیر نہین کرتا سوائے ضرورت شاقہ کے صاحبقران نے قسم لیلی ہی کہ بلاوجہ اسکو سر پر نہ رکھنا اسوقت اُسکو پہنکر بصورت افراسیاب آئے تھے فی الجملہ یہ فتح بعیاری خواجہ عمرو بفضل رب اکبر حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ سریر جہانبانی پر آکر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئین دربار گرم ہوا محفل عیش کی تیاری ہوئی رقاصان پریچہرہ آکر رقص کرنے لگے ساقیان حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر میکشون کو مسرور کرنے لگے کہ دفعتا یکایک خواجہ عمرو بصد کر و فر مع مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار و چالاک بن عمرو داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تمام شاہزادیان واسطے تعظیم و تکریم کے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھین خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر بیٹھے عیاران نامی اپنے اپنے عہدون پر متمکن ہوئے سردارون نے شکریہ خواجہ ادا کیا ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ کشتی مین لگا کر سامنے پیشکش کیا خواجہ عمرو شگفتہ نہوئے منہ پھلائے بیٹھے رہے ملکہ مہرخ نے دست بستہ عرض کی کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے سر جھکا کر کہا کہ ملکہ مین لٹ گیا ایک مہاجن بنیے معتبر جانکر دو صندوقچے دیے تھے واسطے فروخت کرنے کے وہ میری کمر سے لگے تھے اسوقت جلدی مین عیاری کرنے آیا اس بیچا کو مارا وہ دونون صندوقچے کمر سے گر گئے اب اُس مہاجن سے بڑی تکرار ہوگی ملکہ مہرخ کچھ سمجھکر ہنسین عرض کی ہم سب طرح پر حاضر ہین جسقدر حکم ہو پیشکش کرین خواجہ عمرو نے سر جھکا کر فرمایا اسکی تعداد غیر ممکن ہی آپ لوگ اپنے موافق مقدور کے جو کچھ دینگے اُسکو لیکر سمجھاؤنگا آئندہ جو باقی رہیگا محنت و مزدوری کرکے ادا کرونگا اعتبار مین فرق نہ آنے دونگا غرض کل سردارون نے نذر کشتی بدرہ زر منگا کر سامنے خواجہ کے حاضر کیا زر سرخ و سفید کو دیکھکر چہرہ خواجہ کا مثل کندن کے دمکنے لگا

ہنسکر فرمایا مجھے کیا تم سب صاحبون سے انکار ہی یہ کہکر وہ سب زر کثیر نذر زنبیل کیا ملکہ مہرخ نے باد بج عرض کی آج خدا نے زندگی دوبارہ کی وقت عیش و سرور ہی اگر خلاف خاطر مبارک نہو سرفراز فرمایئے نی بجایئے بخدا علم موسیقی مین آپ شہرۂ آفاق ہین کان سب کے صدائے الحان داودی کے مشتاق ہین خواجہ کا بھی اسوقت دماغ بادۂ ناب سے گرم تھا نازنینان پریچہرہ شیرین ادا گلعذار ماہ رخسار صحبت مین حاضر تھین دور جام مے گلفام بے دغدغہ گردش ایام چل رہا تھا بادہ کشان خمخانۂ عشرت کا حوصلہ نکل رہا تھا ایک سمت کنیزان ملکہ بہار بصد ناز و انداز مثل طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز تھین

ایک اک انمین شوخ دیدہ تھی	پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین ایسی گرما گرم	برق و سیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ نے اس جلسہ کو دیکھکر دست دعا اٹھائے اور یہ دعا دی

کہ ای بہار پیرائے عالم بصد لطف و کرم اس باغ پر بہار کو باد خزان سے بچاتا پھر کبھی ایسا روز سیہ نہ دکھانا یہ کہکر بصد خوشی جیب سے نے نکالی سازندون کی جانب متوجہ ہوئے کہ تم سبھون کی تس ہی روح تانسین کا پاس ہی جلد ساز ملاؤ ہمارے قریب آؤ لیکن خیال رکھنا ہمسے الگ نہونا فوراً کاروانان علوم موسیقی نے ساز ملائے خواجہ نے نی کو پھونکا اول اس بند کو مصنف کے شروع کیا مخمسہ

غم مطرب پسر سے قصر دل آباد کرتے ہین	دل نالان کے نالون سے طبیعت شاد کرتے ہین
ترانے مثل بلبل ہم نئے ایجاد کرتے ہین	کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین

برنگ نی ہمارے استخوان فریاد کرتے ہین

صدائے نی جو بلند ہوئی آواز تحریر سے سامعین کو غش آنے لگے دل بھر آئے قلب بھرائے آنکھون سے اشکون کا تار بندھا پھر عمرو نے جوش مین آکر یہ غزل بجائی

غزل

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین	اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین
ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین کچھ نہ پوچھ	اسقدر تھین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین
داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی	رنگ کہتا ہی وفا اس پھول کی بو مین نہین
کہتے ہین وہ اپنے انداز آئنہ مین دیکھکر	آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین
بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم	پھر بھی ہی جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین
تو چھپائے لاکھ جب چھپنے بھی دے دل کی تڑپ	دل ہی عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین

بیٹھتے ہی پاس مجکو آپ سے باہر کیا — غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین
خود گلا کاٹو گے اپنے زخمیون کو دیکھکر — تر چھے زخمون کی ادا وہ ہی جو ابرو مین نہین
تم ٹپکتے دیدہ کی حسرت کو کیونکر دیکھتے — آنکھ سے گرپڑنے کی خصلت اس آنسو مین نہین
دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے — یاد گیسو کے وہ جھگڑے ہین جو گیسو مین نہین
وصل مین بھی ناگوار انکا نکلنا ہے جلال — کیا کہین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہے جلسہ جما ہوا ہے مگر اب دو کلمہ داستان افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہین انشاء اللہ ناظرین اس داستان حیرت بیان مین لطف تازہ پائینگے مصنف کو بدعائے خیر یاد فرمائینگے افراسیاب جادو باغ سیب مین آیا ہے چونکہ قتل اسد غازی کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے ملکہ حیرت بھی مع وزرا امرا مع شاہان طلسم اس مقام پر موجود تھی افراسیاب حیرت جادو سے کہ رہا ہے کلاب عقاب سوار مقابلہ مین باغیون کے گیا ہے کانٹا بنکر سبکے دل مین کھٹکیگا وہ راد افسون گری سے نہ ہٹیگا تمھاری ہمشیرہ صاحبہ بھی گرفتار ہوکے آتی ہونگی اب مجھسے اُسکی سفارش نکرنا خبردار کچھ گذارش نکرنا آتے ہی ایک ایک کو قتل کرونگا انکو نافرمانی کی سزا دونگا یہ سُنکر حیرت کا چہرہ لال ہوا غصہ سے عجب حال ہوا فرط غیظ و غضب سے ہونٹھ کانپنے مُنھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے جواب دیا کہ واہ شہنشاہ بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتے گدھے کے کان اُمیٹھے نین نے خود کیسے کیسے رنج اُٹھائے ہین ان لوگون سے کیا کیا مزے پائے ہین جو مین اُنکو قتل سے بچاؤنگی اسی اثنا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا حیرت نے گھبراکر پوچھا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے کون روتا پیٹتا ہے کنیزین واسطے خبر کے اُٹھی تھین یکایک دیکھا کہ ملازمان کلاب عقاب سوار نالان و زار لاشہ اپنے مالک کا لیے ہوئے سامنے افراسیاب کے حاضر ہوئے پکارے دہائی شاہنشاہ کی افراسیاب نے پوچھا ارے کیا احوال ہے عرض کی ہمون نے حضور ہمارا مالک اس زور و شور سے لڑا کہ باغیون پر اس جلدی مین کبھی کوئی غالب نہ آیا ہوگا اول ابر و دریائے سحر بنایا اُس سحر کو نگمہ اُمون نے باطل کیا اُس وشن رائے نے چراغدان سحر نکالا کہ جو کئی سال مین پوجا پاٹ کرکے بدقت تمام بنایا تھا جلایا عوض روغن کے اپنا خون صرف کیا اُسکے خوف سے سرداران لشکر مہرخ کو سحر فراموش ہوا کل لشکر نے بھاگنے

کا قصد کیا کیونکہ سحر کا ایک حرف کسی کو یاد نہ تھا ہمارے مالک ایک ٹیکرے پر کھڑے ہوئے چراغ
دکھا رہے تھے دشمنان تیرہ بخت کو جا ربتے تھے اب خطا معاف ہو تو حقیقت بھی عرض کرین
لیکن جان کی امان پائین تو زبان پر لائین افراسیاب نے کہا بیان کیون نہین کرتے
اسمین معافی خطا کیسی تمھاری ایسی تیسی سب تو نہ بول سکے لیکن دو چار سردار جو زیادہ گستاخ
تھے وہ دست بستہ آگے بڑھے عرض کی کہ ای شہنشاہ ہمارا مالک تو غالب آچکا تھا یکایک
حضور کا تخت نمایان ہوا اُسی ٹیکرے پر پاس کلاب عقاب سوار کے حضور اترے ہمنے دور
سے دیکھا کہ پہلے کچھ باتین ہوئین یکایک حضور نے غصہ مین آکر للکارا کلاب کی کوکھ پر خنجر مارا
وہ تڑپکر گرا آپ سحر کر کے غائب ہو گئے خداوند صاف فرمایئے غلامون سے نہ چھپایئے وہ تو قوت
بازو تمھارے پہلو تھا کیا کسی زمانہ مین اُس سے کچھ خلاف طبع واقع ہوا تھا جسکے عوض مین حضور نے
یہ انتقام لیا اگر ایسا ہی تھا بعد فتح جنگ سزا دی ہوتی یا قید کا حکم دیا ہوتا جرمانہ کیا ہوتا سلطنت
سے معزول کرتے شہنشاہ ایسا غصہ جان ہی سے مار ڈالا خوب نمکخوارون کو جانفشانی کا مزا ملا اب
ہم سب بر حال بغاوت مہرخ و بہار وغیرہ بھی ظاہر ہوا کہ جان و آبرو کے خوف سے نکل گئے ایک
نخشخس غریب الوطن کے شریک ہوئے یہ باتین سُنکر افراسیاب شل مار دُم بریدہ کے غصہ سے
بل کھانے لگا قہر و غضب مین تھرانے لگا غیظ سے چہرہ سُرخ ہوا کف مُنھ مین بھر آیا بقہر و غضب
تمام جواب دیا کہ او بیحیاؤ نامردو بے وقوفو اندھو یہ کیا واہیات بکتے ہو مابدولت تو سحر سے بیرون
باغ تک بھی نہین تشریف لیگئے مین نے اُسکو کیونکر مارا میرا چہیتا زاد بھائی تھا ہر چند نالائق تھا
مگر کرور ہا روپیہ خرچ کر کے سحر سکھایا علم نیرنجات پڑھایا دیکھنے مین موٹا تھا لیکن مجھسے بہت چھوٹا
تھا اُسپر میرا ہاتھ کیونکر اُٹھتا اور سردار تو خاموش ہو گئے لیکن طرار جادو کہ یہ سپہ سالار لشکر
کلاب تھا اسکو تاب نہ آئی قبضہ پر ہاتھ ڈال کے عرض کی کہ آپکے ارشاد کو کون جھوٹ کہے
صاف تو یہ ہی کہ تین لاکھ فوج نے ہماری دیکھا اپنی خرابی اپنی زبان سے کہینگے خداوند سامری
و جمشید سے آپکے ظلم کی فریاد کرینگے یہ سُنکر افراسیاب نے بقہر آواز دی ان سبکو جو تبان بارگاہ
ان زبان درازون کی تالین کاٹ لو کہ مابدولت کو جھوٹا بناتے ہین میرے بھائی کا مجکو قاتل بتاتے ہے
ہین غلامان افراسیاب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلوارین پکڑکے قرولیان کمر سے نکالنے لگے

اُن سب کی ناکین کاٹ لین جب تو طرارجادو نے بھی اسباب سحر نکالا تیغۂ سحر برق مثال کھینچا
ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو اب نکٹے ہونگے یا جان دوگے مین اس سے لڑ بھڑ کر مر جاؤنگا
ناک نہ کٹواؤنگا یارو کیون حیران ہو جانبازی کرو کہ اس ناک کاٹنے والے کو بھی کان ہو پھر کبھی
کسی سپاہی شریف سے ایسے کلمات نامعقول نکرے آپ ہی حرامزادے نے ہمارے مالک کو
مارا ہی ہم جو جان بچا کر آئے ہین تو ہماری ناک کاٹنے کا حکم دیتا ہی یا خداوند سامری و جمشید تیرہ روشن
ہی کہ ہم لشکر مہرخ سے کیسے لڑے دشمنون سے کیسے معرکے پڑے یہ بیداد گر ہم پر ستم کرتا ہی زبردستی
ہماری آبروریزی کا درپے ہی ساتھ والون نے آواز دی ای افسر ہمارا تیرا ساتھ ہی تیرا دامن
دولت ہی اور ہمارا ہاتھ ہی جہان تیرا پسینہ گریگا وہان ہم سب لہو گرائینگے ہرگز ہرگز ناکین نہ کٹوائینگے
یہ کہکر حربۂ سحر ہاتھ مین لیے غلامان افراسیاب پر جا پڑے آگے سکے طرار نامدار عقب مین
یہ فوج بیشمار غلامان افراسیاب سے تیغ و تاریخ گچھے پیکان کے چلنے لگے مرنے والے تو بہت
بُرے ہوتے ہین ایک چشم زدن مین پانچ ہزار غلامان افراسیاب مارے گئے سو یہ بھی کام آئے
اب طرار نے چاہا کہ باغ سیب سے لڑ بھڑ کر نکل جاؤن بس افراسیاب نے یہ کیفیت دیکھکر طرف
آسمان کے اشارہ کیا ایک ٹکڑا ابر مختصر گھر کر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا برق چمکنے لگی رعد گرجنے
لگا جس پر قطرہ پڑا بیہوش ہوکر زمین پر گرا افراسیاب کے سحر کی کون تاب لا سکتا تھا جب وہ سب
بیہوش ہو گئے ملازمون کو حکم دیا کہ ان سب کی مشکین باندھو طوق و زنجیر مین مسلسل کرو ہوشیار
کر کے انکو ہمارے سامنے لاؤ اب جو اُن سب کی آنکھ کھلی سحر فراموش تھا ضعف و نقاہت کا
جوش تھا اپنے کو قید پایا افراسیاب نے آواز دی کیون نمکحرامو اب کہو تمھارا کیا حال کردون
طرار سے پھر بھی ضبط نہو سکا جواب دیا کہ نمکحرام تو ہی شہنشاہ لاچین اپنے ولی نعمت کو جسنے تجکو
خاک سے پاک کیا اُسی کو بکر گرفتار کر کے طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا اب شہنشاہ بن بیٹھا ہی ہمکو
نمکحرام کہتا ہی اب تیرے قبضے مین ہین قتل اور غیر قتل کا تجکو اختیار ہی یہ سنکر افراسیاب نے
اشارہ کیا کہ جلد بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کرو ان جب زبانون کو دارون پر
کھینچو کہ سرکشان طلسم کو عبرت ہو ظاہر ہماری شوکت ہو ملازم افراسیاب کشان کشان
بیرون باغ لائے دارین استادہ ہوئین جلادان مریخ خصلت تیغہ ہاے برہنہ لیے ہوئے سامنے

آئے کسی کو زیدار لائے کسی کے واسطے چبوترے ریت کے بنائے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر
طرار کا کھینچا تیغ زہر آلود کھینچ کر سر پر آیا اُسوقت **طرار** کا یہ حال تھا آنکھون مین آنسو بھرے
ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس دل سے کہتا تھا کہ ای **مہرخ** و **عمرو** کے خدا اگر ہم اس قتل سے
نجات پائین سامری و جمشید پر لعنت کرین **عمرو** کے شریک ہو جائین وہ بیشک جوہر شناس ہی فدا
ہی اور یقین ہی کہ خداے نادیدہ برحق ہی **طرار** تو دل سے یہ باتین کر رہا ہی کبھی آسمان کی طرف جاتا ہی
کبھی شباب کی موت پر آنسو بہاتا ہی **افراسیاب** نے ایک حکم دیا ہی چاہتا ہی کہ حکم ثانی دے کہ
بقدرت رب اکبر ملکہ صرصر سامنے سے نمایان ہوئی یہ معرکہ دیکھکر بہت پریشان گھبرائی ہوئی جھپٹ کے
قریب **افراسیاب** کے آئی عرض کی ای شہنشاہ یہ معرکہ کیا ہی ان سبھون کی کیا خطا ہی **افراسیاب**
نے کہا ای صرصر یہ سب مجکو قاتل **کلاب عقاب** سوار بناتے ہین کہتے ہین وہ لڑائی **مہرخ** کی فتح
کر چکا تھا آپ نے آ کر اسکو خنجر سے مارا ما بدولت ہر چند کہتے ہین یہ نہین مانتے ہین قسمین کھاتے ہین کہ
آپنے مارا اور ای صرصر ما بدولت تو آج دریاے سیب سے باہر نہین نکلے تھے وہ انہین مین اپنے
بھائی کو کیون قتل کرتا بخیلا کے خون سے ہاتھ بھرتا یہ سُنکر صرصر ہنسی عرض کی سرکار بجا ارشاد فرماتے
ہین یہ بھی جھوٹی قسم نہین کھاتے ہین **عمرو** عیار سا بان زادہ بلاے بے درمان ہی آپکی شکل بنکر
آیا ہوگا بھلا یہ عیار بیکس کیا پہچانتے حضور کتاب سامری ملاحظہ فرمائین کہ **کلاب** کیونکر مارا گیا
ابھی ظاہر ہو جائیگا **افراسیاب** کو یہ سُنکر سناٹا آگیا سر جھکا لیا دل مین اپنی حماقت پر نادم اور منفعل ہوا
اسیوقت کتاب سامری کھولکر دیکھا صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ **عمرو** نے بصورت **افراسیاب**
عیاری کر کے **کلاب** عقاب سوار کو مارا یہ دیکھکر بہت شرمندہ ہوا سرما سے اشارہ کیا کہ تم
ان سب کی سفارش کرو ما بدولت سے گذارش کرو سرما نے فوراً دست بستہ پکار کر عرض کی کہ آپ
سرکار انکی گستاخی غلام کی خاطر سے معاف فرمائین یہ اپنی سزا کو پہونچ چکے **افراسیاب** نے
سر جھکا لیا الخاموشی نیم رضا کا مضمون ظاہر ہوا سرما نے بتعجیل تمام طرار کو مع دس ہزار
ساحرون کے رہا کر دیا **افراسیاب** نے سرما کو ایک شیشہ پُر از آب دمیدہ سحر دیا کہ ان
سب پر چھڑک دو کہ سحر ان سب پر سے ما بدولت کا اُتر جائے سرما نے یہی کیا طرار سے
کہا شہنشاہ کے قدمون پر گرو خبردار پھر ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرنا اپنے ولی نعمت پر تہمت

نہ دھرنا طرار نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے ٹھہرا رہا سرمانے کہا کہ ای طرار جاؤ اس اپنی فوج
کو لیکر شریک لشکر ملکہ حیرت ہو طرار مع ان دس ہزار جادوگرون کے باغ سیب سے نکل کر
طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا شام کو اک دشت پر فضا مین آکر ٹھہرا رنج مین کھانا بھی کھایا
کمیدان و جمعدارون کو بلاکر اپنے خیمہ مین جمع کیا طرار سب کے سامنے روتا ہوا اپنے مقام
سے اٹھا آواز دی بھائیو دیکھتے ظلم و جبر افراسیاب کا دیکھا کہ ہمکو تمکو بلا وجہ ذلیل کیا اب کہو
کیا ارادہ ہی سب نے جواب دیا اب بجاے شہنشاہ بکتاب عقاب سوار آپ ہمارے سرپرست
اور مالک ہین بموجب مصرع صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شماست یہ سنکر طرار جادو نے
کہا کہ بھائیو اس بات کو گوش ہوش سے سنو جسوقت ہمکو اور تمکو زیر دار بٹھایا تھا ہمنے اسوقت
خداے مہرخ اور عمرو سے رجوع کی تھی اور دل سے عہد کیا تھا کہ اگر اس بلا سے نجات پائینگے
مطیع اسلام ہوکر خدمت عمرو مین جائینگے فوراً اس مذہب کی برکت ظاہر ہوئی دیکھو خودبخود
افراسیاب ہمارے اور تمھارے قتل سے باز آیا ظہور قدرت خداے عمرو ہوا علاوہ اسکے
خیال کرو عقل کو دخل دو اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارا ایک خدا ہی کوئی اسکا شریک نہین ہی
جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی یہان پورے دو سو خداوند مشہور ہین کیونکر ہوسکتا ہی دو بادشاہ سلطنت
باہم کر نہین سکتے کہ حکم مین خلل آئیگا ایک کی رائے کچھ ہوگی ایک کچھ کہیگا نہ کہ مقدمۂ خدائی
اب خیال کرو کہ پورے دو سو خداوند ہین کیونکر احکام ترتیب عالم جاری ہوتے ہین سچ تو یہ ہی
کہ عقل نہین قبول کرتی یہ سنکر سب نے عرض کی کہ ای سردار نامدار بہت درست ارشاد
فرمایا ہماری بھی عقل باریک مین مین آیا طرار نے کہا شکر ہی خداے نادیدہ کا کہ مقدمۂ مذہب
درست ہوا اب بتاؤ کہ خدمت ملکہ مہرخ و عمرو مین کیونکر چلین بلا وجہ کیا ہماری قدر ہوگی کہو
ہمارے کون استقبال کو آئیگا سب نے عرض کی جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم سب مطیع اسلام
ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر آیا عرض کی کہ ای سردار عالی وقار ابھی مین نے سنا ہی کہ عقب
اس کوہ کے لشکر ابرق کوہ شگاف کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہوا ہی یہ مژدۂ جانبخش
سنکر طرار نے کہا کہ چلو آج اس بیچارے پر شبخون مارین لوٹتے کھسوٹتے اپنے تئین خدمت عمرو مین
پہونچائین بہادرون کے قدردان ہین ضرور عنایت فرمائینگے انکی غلامی یہان کی سرداری

سے بہتر ہے یہ مشورہ کرکے دو پہر رات گئے لشکر کو آراستہ کیا اور لشکر ابریق کوہ شگاف پر آکر گرا
سب کو سکھا دیا تھا کہ یا رو تام مرد بہ ازمرد ہوتا ہے لشکر ابریق کوہ شگاف پر گرنا تو نام سرداران
ملکہ مہرخ سحر چشم کے لینا اس طور سے ان جیپاؤن کو شکست دینا خدا ے نا دیدہ انجام بخیر کرے
غرضکہ سب نے یہی کیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم رعد جادو کسی نے نام شکیل جادو فرزند مہرخ کا لیا
کسی نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادہ خورشید زرین سحر فرزند دلبند ملکہ سرخ موے کا کل کشا گر طرار نامدار
نے آواز دی کہ منم معمار قدرت صاحب شوکت فوج ابریق کی مت ابریق سب شراب پی پی کر
خواب خرگوش مین مبتلا تھے اس آفت ناگہانی کی خبر نہ تھی جو گھبرا کر اٹھا ہاتھ سے سرداران
طرار کے واصل جہنم ہوا ایک چشم زدن مین پانچ ہزار جیپاؤن کو مارا اب تو فوج ابریق مین
تلاطم ہے حواس ہر ایک کا گم ہے بعضے غافل پڑے سو رہے تھے گھبرا کر آنکھ کھلی خدمتگار سے پوچھا
یہ کیا ہنگامہ ہے اُسنے عرض کی ملازمان مہرخ شبخون آئے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہے یہ سُنکر
آواز دی او سائیس جلد مرکب ہمارا تیار کر سائیس نے ساز و یراق مرکب پر آراستہ کیا اگاڑی
کھولی جلدی مین پچھاڑی کھولنا بھول گیا میان ساحر صاحب خیمے کے باہر آئے دل مین ارادہ یہ
تھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ جائین اپنی جان بچائین بتعجیل مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کی
وہ آگے نہ بڑھا جھلا کر کوڑا مارا گھوڑے نے جست جو کی میخ اُکھڑ کر سر پر پڑی گھوڑے سے خود بھی زمین
پر گر پڑے سنبھلے کسی نے گرز مارا اُدھر سے ہما ہیان طرار آکر پہونچے سحر کر کے میان ساحر صاحب کے
ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے جب یہ قیامت برپا ہوئی خادم نے جا کر ابریق کو جگایا گھبرا کر اُٹھا پوچھا
کیا ہنگامہ ہے خادم نے عرض کیا چند سرداران ملکہ مہرخ شاید واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے
آپکے لشکر کو دیکھکر آگھسے ہین ہزارون آپکے لشکر کے مارے گئے ابریق عالم نشہ شراب مین
جھومتا ہوا اُٹھا کہتا کچھ تھا مُنھ سے نکلتا کچھ تھا جھولی سحر کی لینا بھولا باہر نکل آیا نشہ مین لینا لینا
کہنے لگا ہر مرتبہ اسباب سحر جسم پر ہاتھ پھیر پھیر کے ڈھونڈھتا ہے کچھ ہاتھ نہین آتا ہے اس اثنا مین
اُدھر سے طرار لڑتا ہوا آتا تھا ابریق کو دیکھکر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اُسنے سپر سحر کے لیے ہاتھ اُٹھایا
سپر کو بھی پشت پر نہ پایا اتنے عرصہ مین تیغہ سحر طرار اسکے سر پر پڑا تا دو ابرو پہونچا تھا کہ ابریق نے
یا سامری کہکر کچھ افسون پڑھا تیغہ تو سر سے نکل گیا ابریق غش کھا کر زمین پر گرا طرار نے

چہا ہاسر کاٹ لون بہر نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کردن لشکریان ابرلیق نے ابرلیق پر اپنے تئین
گرا دیا صد ہا نے اپنے کو قتل کرایا مگر ابرلیق کو بمشکل اٹھایا ہوادار پر ڈالکر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ
خرگاہین بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑا ویرا کھرکر رہ گئے تھے انکو
صبح تک قتل کیا بوقت سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برائے
نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابرلیق نپایا اس خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہان ملکہ مہرخ نے
ساری رات عیش و راحت مین بسر کی ہو کہ یکایک جوڑیان ہرکارون کی سامنے سے آئین
دعائے ترقی دولت و اقبال زبان پر لائین **اشعار**

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	گل صبح تابد چو روشن چراغ
ہمہ کار عالم بکام تو باد	نگین سعادت بنام تو باد

ای شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہو کہ کلاب عقاب سوار جو مارا گیا تھا اُسکا سردار
طرار جادو کسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابرلیق کو وہ شگاف پر مارا
لاکھون ساحر قتل کرکے آتا ہی اور ابرلیق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے
مگر طرار نامدار سے ظاہر ہو کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوے شرماتا ہی جا بجا ٹھہرتا ہوا آتا ہی
یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہوکر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور
طرار نامدار کو استقبال کرکے باہر لائین اُسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ بلال و ملکہ
نافرمان والاشان وغیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار
روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی
پہونچے طرار جادو سے بغلگیر ہوے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمائیے گا
تو کیا عجب ہی کہ خود تشریف لائین ہمکو بہر استقبال آپکے بھیجا ہی طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان
لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل
کو بھیجا ہی کیونکہ ایسون کے نام پر جان نثار ہو غرضیکہ ساتھ ان سردارون کے قطع راہ کرکے قریب
بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا ملکہ مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سرداران ذیوقار
کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ اے طرار جادو ہم عرصہ سے تمہارے مشتاق تھے دیر ہونے کا
کیا سبب ہوا طرار یہ پرورش خداوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدمون سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے

سر اُسکا سینے سے لگالیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت و ابرو ے تمام لاکے
داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادہ خورشید زرین سحر دنگل بیٹھنے کو لا اُسکے ساتھ والونکے
واسطے حکم ہوا کہ بارگاہیں خیمہ سراپردہ استادہ کرکے ان سبکو بآرام تمام اُس بارگاہ مین داخل کرو
اس پرورش خداوندانہ اور مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ
ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہماری دعوت قبول کرو جو
کچھ حاضر ہے آتش میسر ہے تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح
فرداً فرداً وعدہ لیا طرار بفرحت تمام و بہ کیفیت مالاکلام مصروف دعوت ہاے سرداران نامی ہے
لیکن افراسیاب جادو باغ سیب مین ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہے کہ شور گریہ وزاری
در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ تو مبارک باشد کل دن بھر آفت مین طرار کی
گذرا ابھی منھ ہاتھ بھی دھونے نہین پائے کہ رونے کی صدا کان مین آئی سامری و جمشید خیر کرین
معلوم ہوتا ہے باغیون نے کسی کا گل امید توڑا کسیکی گلشن حیات کو پامال کیا ارے دیکھو تو یہ
کیا معرکہ ہے کون روتا ہے افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیون ہی کا خیال ہے بہار سے ناحق رنج
و ملال ہے تمہارے طعن و تشنیع سے دم نکل گیا یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابرق
سر مین زخم کاری ہوا اور پڑے ہوئے آہ آہ کرتے ہین ساتھ والے زخمی اشکبار بیقرار گریبان دنالان
خاک بر سر کنان ابرق کو دوشکاف کو ہوا اور پڑے ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے
پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ شب کو شکارگاہ مین اُترے ہوئے تھے
کہ سرداران مہرخ فوج بحساب لیکر شبخون آگرے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے وہ معرکہ پڑے ایک
ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھون تھے کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑون
باغیون کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت مین زخمی ہوگئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہانتک آئے
حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے یہ تو اُن لوگون کا شیوہ نہین ہے شاید کسی بادر نے یہ کام کیا اُن
دشمنونکا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار وشمیمہ نقب زن عیار بچیان پر فن سامنے آ مین
واسطے تسلیم کے خم ہوئین افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا
عرض کیا لونڈیون کو خوب معلوم ہے خاص یہی خبر لیکر لونڈیان حاضر ہوئی ہین سامری و جمشید

کی نمکحراموں پر مار پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاب عقاب سوار کو کچھ چشم نمائی کی
تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً انکی خطا معاف بھی ہوئی اسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جاکر نامی
سرداران مہرخ لیا دس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کرکے چلتا دھندھا
کیا لشکر عمرو مین پہونچے مہرخ نے انکی بڑی خاطر مدارات کی ہی ہر سردار نمکحرام نے طرار کی دعوت
کا سامان مہیا کیا ہی طرار جادو ہر ایک کے یہان دعوت کھاتا پھرتا ہی چہچہے قہقہے ہو رہے ہین
افراسیاب نے اُن ساحرون سے کہا کہ کیون نالائقو تم ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغاباز مکار
جعلساز اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سَو سَو سے لڑکر آئے ہین خوب بادولت کو
ثابت ہوا ہی کہ پتا کھڑکا بندہ سرکا مسلمانون کو جو سمجھ لیا ہی یہ سُنکر اُن سبھون نے سر جھکا لیے
افراسیاب نے ابرلیق کو ہوادار سے اُتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی تب ابرلیق کو
ہوش آیا افراسیاب نے کہا ای وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا مین مبتلا ہین تمکو شکار سوجھا
اور ایک ادنی غلام نمکحرام کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آپ تشریف لائے ہین نہ خیال انتظام نہ خوف
ننگ و نام تم صاحبون نے بہت پریشان کیا ہی اگر بادولت ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم ہوشربا کا
قائم رہنا محال تھا ابھی جاتا ہون بارگاہ مہرخ سے اُس نمکحرام کا سر کاٹ کے لاتا ہون کل کو
سزا دونگا آتش قہر مین پھونکونگا لونڈیان غلام بہت سر چڑھ گئے ہین یہ کہکر افراسیاب نے
تاج سر پر رکھا زیور جواہر زیب جسم کیا تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ایک دستک دی سامنے سے
مرکب پرند شکین ساز و یراق سے آراستہ زمین پر آگرا اُترا شوخیان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا
عجب مرکب بادرفتار تھا اشہب فلک نے بھی نہ دیکھا تھا ایک کاوے مین دورۂ عالم تمام تھا
اشہب تیزگام طلسمی نام تھا شعر عجب مرکب بادرفتار تھا ؛ کہ طرار تھا اور فرار تھا ؛ قصد ہوا
افراسیاب کا کہ اُسپر سوار ہو ملکہ حیرت ہان ہان کہکر دامن سے لپٹ گئی شاہزادیان ملکہ یاسمن
یاسمن پیکر و ملکہ قمر اندام گلابی پوش و ملکہ حور پیکر سحر خیز و ملکہ شمیمہ ماہ لقا و ملکہ نازک اندام
جہان پیا و ملکہ شعلہ جوالہ زن و ملکہ آتش خوار طاؤس سوار و ناظمان دربند ہاے طلسم مقہور
بن قہار و ماران اژدر سوار و اژدران فیل گوش و شاہباز تیز پرواز و خاقان تاجدار
و قیصر تاجدار وغیرہ اپنے اپنے مقام سے مثل بلاے ناگہانی کے اُٹھے حقیقت مین ہر ایک انمین

سامری عہد جمشید زمانہ ہی دست بستہ ہو کر ہر ایک نے قدمون کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ اے
شہنشاہ یہ تو کبھی نہوگا کہ سرکار والاتبار کو مجمع باغیان مین جانے دین عمرو ایسا مکار و غدار
وہان موجود ہی نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلائیگا علاوہ اسکے سب سردار چنے ہوے طلسم کے
وہان موجود ہین جنکو سرکار نے کل علوم سحر تعلیم کردیے ہین دل انکے افسون عجائب و غرائب سے
بھر دیے ہین حضور اگر آپ ایسے کامل و اکمل اور صاحب اختیار ہوتے تو وہ طلسم کشا کو ابتک
چھڑا لیجاتے لوح طلسم کو بھی کوشش کرکے لاتے طلسم فتح ہوجاتا ہر حاکم دربند شکست کھاتا سامری
و جمشید آپکو سلامت رکھین کہ آپکے سحر کے آگے انکی کیا حقیقت ہے لونڈیون غلامون کی کیا لیاقت
ہے سرکار خیرخواہون کو صرف ایک روز کی مہلت دین ہمسے ان خود سرون کے سر لین ایسے
ایسے کلمات نصیحت آمیز جرأت خیز کہکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا حیرت نے بتعجیل تمام رقاصون
کو حکم دیا رقص شروع ہو گیا نازنینان مہ جبین الاپنے لگین کوئی غزل گاتی تھی کوئی دامن
تھام کر افراسیاب کا بھاو بتاتی تھی کسی نے چنگ مرسیقی اٹھایا دل توڑ کر بجایا کز بر فلک
کو وجد مین لائی کسی نے ٹھمری گائی ہر چند کہ ہنگامہ عیش و نشاط از حد گرم ہوا مگر افراسیاب
کا غصہ نہ اترا ہر مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا قصد کرتا تھا سحر پڑھون لشکر مسلمانان پر
جا پڑون ہاتھ اٹھا کر ارباب نشاط کو منع کیا کہ اسوقت ہم اپنی سلطنت کی فکر مین ہین قتل مسلمانان
کے ذکر مین ہین ناچ راگ رنگ سب بیکار ہے افراسیاب اسی گفتگو مین تھا کہ آسمان پر ابر
چھایا مینہ برستا ہوا نظر آیا کبھی برسے ہوا دریا جوش مارتا معلوم ہوتا تھا کبھی خود بخود معدوم
ہوتا تھا یکایک وہ ابر شق ہوا برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو
بغور دیکھا تو ایک بادشاہ جلیل تخت زرین پر سوار یکہ و تنہا ہاتھ چمکاتا ہوا عجائب و غرائب
سحر کے دکھاتا ہوا ظاہر ہوا تخت زمین پر اترا ساحر مذکور تخت سے کود اسکے سامنے افراسیاب
کے آیا جھک کے سلام کیا یا تو افراسیاب غصہ مین بیٹھا تھا یا بے اختیار ہنس پڑا بہ شفقت و
محبت پوچھا اے غواص دریا نشین اسوقت کس موج مین تھے کیونکر آئے کیا کبھی دریا الٹا
بھی بہتا ہے ہماری ملاقات سے کنارہ کیا اسنے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا سرکار کی
دریادلی کا باعث ہے کہ اس ادنی کو اسقدر کوہ و دشت و دریا براے انتظام سپرد ہوے ہین کہ ایک دم

فرصت نہین ہوئی مگر اب غلام نے مفصل سنا کہ گرداب بحر رنج و الم نے سرکار فیض آثار کو گھیرا
اہالیان طلسم ہوشش ربا قلزم زخار مصیبت مین غوطہ زن ہین بحر افواج دشمن سرکار کی
طغیانی ہو گئی کشتی حیات دوستان طوفانی ہو گئی آشنایان دریاے بجز بہ کاری و غواصان
لجۂ بے انتظامی سرکار دولت مدار کے ساتھ ہین ایسی کوئی نہین تدبیر بتاتے کہ دشمنان تبکار
و نمک حرامان غدار خود بخود گلے کاٹ کر مر جائین غرق دریاے مصیبت ہون تڑپ تڑپ کر مرین اجر
دسکین یہ کلمات حیرت آیات سُنکر افراسیاب نے غواص دریا نشین کو گلے لگا لیا پہلوے
تخت مین ذنگل تھا اُسپر بٹھا لیا اور کہا ای خیرخواہ بلا اشتباہ مین کیا کسی سے پایکی کا رکھتا ہون
یہ چند لونڈیان غلام بد انجام بگڑ گئے ہین میرا کیا کر سکتے ہین بیہودہ بکتے ہین مگر البتہ جسدن سے
کہ کوکب انکا شریک ہوا ہی غرور سبکا بڑھ گیا ہی دختر بلند اختر اُسکی نام کو نہن ہی اسم با مسمی
شمشیر زن ہی اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے رنج اٹھائے اُسی نے دریاے خون سمان خشک
کیا پل پرینہ اوان تورا اعمر و کو مین نے برج غضب مین قید کیا تھا اُسی ظالم نے اُسکو بھی چھڑایا
کوکب تو مصروف عیش رہتا ہی تمام انتظام طلسم نور افشان اُسی چھوکری کے سپرد کیا ہی
مدد مسلمانان کو دمبدم وہی آتی ہی عجائب و غرائب دکھاتی ہی ابھی چند روز ہوے کہ مین نے
قید کر کے پردۂ ظلمات مین بھیجدیا تھا اختر مروارید کہ تحفہ نایاب اُسکے پاس ہی چھین لیا تھا
قصد تھا کہ قتل نامہ روانہ کرون تیر قضا کا نشانہ کرون مگر برق فرنگی شاگرد عمرو بعد گرد فریدہ
ظلمات مین پہونچا اور اُس گیسو بریدہ کو رہا کیا صرف مین نے تام لیا تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرونگا
طلسم نور افشان مین لشکر گران تیار ہو گیا یہ قصد ہوا کہ لڑین مرین اسد کو رہا کرین اب جو
مشتہر ہوا کہ میعاد قتل اسد مین ایک مہینہ باقی ہی سنا ہی کہ راہ مین لشکر گران لیے ہوئے اُترے
ہین مین نے کئی مرتبہ اُسکے قتل کا سامان کیا مگر ہر مرتبہ بچ گئی اگر یہ ان قتل ہو جائے کوکب
اس صدمہ سے گلا کاٹ کر فوراً جان دے پھر لونڈیان غلام نہ ٹھہر سکینگے یہ حالات سُنکر غواص
جوش مین آیا عرض کی ای شہنشاہ آپ فکر کا حل نہین کر سکتے ہین یہ بران شمشیر زن طرف سے
اپنی مان کے ورثہ دار سامری ہی آپکو بخوبی حال معلوم نہین ہی مان اسکی ملکہ ناہید حاکم قلعہ
مرصع نگار ہی بڑی صاحب جاہ و وقار ہی فی الحال اپنے شوہر کوکب سے رنجیدہ ہی ہجران دیدہ

آفت کشیدہ ہی باعث ملال یہ ہی کہ عرصہ دراز ہوا کہ کوکب ملکہ حنا سے گلگون پوش شاہزادی
قلعۂ رنگین حصار پر مائل ہوا اُس قتال عالم کی تیغ ابرو کا گھائل ہوا حقیقت مین حسن اُسکا بیداد
کنندۂ جہان آفت جان عاشقان ہی عاشق ہو کر کوکب نے اُسکو پیغام بھیجا اُسکی مان نے جواب
لکھا آپ بادشاہ طلسم نور افشان ہین آپکے جاہ وحشم عالم پر عیان ہین ہم ایک ذرۂ بیمقدار تابعدار
حضور کے خراج گزار بموجب مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ✦ بس یہ شادی غیر ممکن ہی اور
اگر خط سرفرازی منظور ہی تو عالی ہمتی سے کیا دور ہی بسا ت لیکر سہرہ باندھکر اس سیہ خانے کو قدوم
میمنت لزوم سے روشن فرمائیے کنیز حاضر ہی بیاہ کے لیجائیے موافق مصرع شاہان چہ عجب گر
بنوازند گدا را ✦ اگر اسکے خلاف ہوگا ہمارے عزیز و اقارب طعن کرینگے زبان ملامت کھولینگے
مشہور ہوگا کہ خواہش ملک و مال مین بیٹی کا ڈولہ دیدیا کوکب نے اس تحریر کو جوش عشق مین
قبول کیا یہ خبر وحشت اثر مفصلاً دشمن جان ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوئی شب کو جب کوکب
محل مین آئے گھبرائے ہوئے ملال چہرہ سے پیدا آثار عشق چہرہ سے ہویدا رنگ زرد لب پر آہ سرد
ملکہ ناہید نے پوچھا کیون شہنشاہ مزاج کیسا ہی کوکب نے کہا صاحب خیر ہی کچھ خراج شہرون
سے نہین آیا ہی مجھے تردد و انتشار ہی اسی وجہ سے دل بیقرار ہی ملکہ ناہید نے کہا آپ مجھسے
کیون چھپاتے ہین آثار حزن و ملال چہرہ سے پائے جاتے ہین مین نے سُنا کہ عشق حنا کا رنگ
قلب حضور پر جما ہی ناحق آپ کف افسوس ملتے ہین اس مقدمہ کو میرے سپرد کیجیے حنا کو مجھے
لیجیے قسم ہی جد نامدار خداوند جمشید عالی وقار کی کہ مجھکو اسکا ملال نہین ہی یہ مضمون سُنکر اُسے غصہ
آیا ہی دل بھر آیا ہی کہ ایک شغل کے مکان پر آپ سہرہ باندھکر جاینگے اگر ایسا ہوگا تو ہم اپنے
عزیزون مین شرمائینگے آپ مطمئن ہون اگر کل ہی جا کر اُسکے جھونٹے پکڑ کر نہ گھسیٹ لائی تو مجکو
نواسی جمشید کی نہ کہیے گا اب اُسکی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپکو سمجھکر ناز معشوقانہ دکھاتی
ہی آپ ایسے شہنشاہ طلسم نور افشان کو اپنے گھر پر سہرہ بندھوا کر بلاتی ہی چوچلے کی خوبی مین کل
لا کر ضرور اُسکو آپکے پہلو مین بٹھاؤنگی اپنے ہاتھ سے دولھن بناؤنگی یہ کلمات ملکہ ناہید کے
سُنکر کوکب روشن ضمیر کو غصہ آیا مگر ضبط کر کے جواب دیا کہ صاحب ان مقدمات مین تمکو کیا
دخل ہی وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی خراج گزار ہونے سے کیا آبرو جاتی رہتی ہی اسی

شہنشاہ زن و شوہر مین ایسی باتین ملال آگین ہوئین کہ اُسی وقت ملکہ ناہید بصد جوش و خروش قصر جمشیدی سے نکلکر تخت زرین پر سوار ہوئی اپنے ملازمان خاص بندگان با اختصاص کو ہمراہ لیکر قلعہ مرصع حصار مین چلی گئی کوکب نے جوش حنا مین کچھ خیال نہ کیا سامان شادی مین مصروف ہوا حنا سے گلگون پوش کو سہرہ باندھکر بڑے عظم و شان سے بیاہ لایا اُسیدن سے زن و شوہر مین بگاڑ ہی مگر ملکہ ناہید مالک تحفہ جات جمشیدی ہی سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق ہی ایک ادنی تحفہ اُنھین اشیاے نادرہ سے اختر مروارید ہی کہ جمان نے اپنی دختر بلند اختر بہ ان شمشیر زن کو دیا ہی اور ایک شرف اور بھی واسطے ملکہ ناہید کے ہی کہ شاید سرکار بھی اُس سے آگاہ ہین یعنی حجرۂ پنجم بلا جو حضور کے طلسم مین واقع ہی مالک اُسکا ملک اخضر گوہر پوش اُسکی دو صاحبزادیان ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان منظور نظر سامری و جمشید آج عالم مین اُنکے حُسن کا کوئی عدیل نہین ہی سحر مین بھی بے نظیر صورت مین رشک ماہ منیر ملکہ ناہید کی یہ دونون بھانجیان ہین جمشید بن کوکب کا پیام شادی ملکہ ناہید نے پاس ملک اخضر اپنے بہنوئی کو بھیجا تھا ملک اخضر شادی ساتھ ملکہ لعل سخندان کے قبول کرتا تھا کہ وہ چھوٹی بہن ہی ملکہ ناہید دختر کلان ملکہ یاقوت کی خواہان تھین کہ حکومت حجرۂ بلا پنجم بنام ملکہ یاقوت سخندان ہی اُسی کے خواب مین ہر شب بلا ناغہ سامری و جمشید آتے ہین علوم سحر و نیرنجات تعلیم فرماتے ہین بس ای شہنشاہ اس سمع خراشی سے یہ مراد ہی کہ قتل براں ایک شمشیر بے نظیر پر موقوف ہی تا زمانیکہ وہ تلوار نہ ملیگی براں پر کوئی ہاتھ اُٹھا نہین سکتا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا کہ ای خیر خواہ دولت وہ تلوار کہان ہی کس مقام پر پنہان ہی غواص دریا نشین نے جواب دیا کہ ایسی چیزین معتبرین کے پاس ہوتی ہین اب گوش ہوش سے سماعت فرمایئے مین عرض کرتا ہون دامن آرزو کو گل مراد سے بھرتا ہون صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بادشاہ قلعہ جو ہر نگار پیر بھائی کوکب روشن ضمیر کا قیامت کا ساحر زبردست ہی بادۂ سحر عجائب سے مست ہی اُسکے پاس تیغ قتل ملکہ براں شمشیر زن ہی طلسم جہان بین بڑا سحر ساز و پُر فن ہی کبھی کسی جنگ مین کوکب اُسکو نہین بلاتا ہی وہ ابھی تلک دہین شب و روز

اُڑتا ہی نہایت مغرور خود سر ہی کوکب کا وہ بڑا معتبر ہی اسی وجہ سے وہ پنجہ اُسکے سپرد ہی کوکب
کو یقین کامل ہی کہ یہ کسی سے سامنا نکریگا اپنے حتی الامکان پنجہ بہرام فلک کو بھی نہ دیگا افراسیاب
نے پوچھا کہ پھر وہ پنجہ کیونکر قبضہ میں آئے کہ مدعاے دلی بر آئے غواص نے غواص عقل
کو بحرِ بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی کہ ای شہنشاہ مبارک
ہو گوہر مراد ہاتھ آیا وہ یہ صورت ہی کہ ایک شہزادی ہی کہ نام اُسکا ملکہ لالہ زار نرگسی چشم ہی
حقیقت مین سرو خرامان باغ خوبی و گل رعناے حدیقۂ محبوبی کبک رفتار شیرین گفتار
چشم جادو خال ہندو شعر خنجر ابروے قاتل قتل پر ہین مستعد زلفین بل کرتی ہین دونون
دل پھنسانے کے لیے سرکار والا کے خراج گذارون مین ہی قلعہ بہار خیز کی حاکم ہی اُسپر
صمصام بادشاہ قلعۂ جوہر نگار مدت سے مائل ہی خنجر ابرو کا اُس قتال عالم کے گھائل
ہی عرصہ ہوا اُسکو پیغام وصل دیا تھا اُس مغرور حسن و جمال نے صاف انکار کیا تھا اور یہ
کہلا بھیجا تھا کہ مُنھ بنواؤ مثل حلوا خوردن را روے باید بیت تمسے چودہ ہزار مرتے ہین
کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین وہ مایوس ہوا عالم اضطراب مین واسطے شکار کے صحرا مین آیا
مین نے خبر سُنی استقبال کر کے بوجہ دوستی اپنے قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن
وہ کسی شی پر متوجہ نہوا ایسا بدمزاج تھا کہ کھانا بھی نہ کھایا مین نے دلدہی کر کے سبب پوچھا
تب اُسنے رو رو کر مجھسے یہ حال بیان کیا مین نے کہا تھا بعنایت سامری و جمشید اس مقدمہ
خاص مین کوشش کرونگا وہ شکار کھیل کر رنجیدہ اپنے ملک کو گیا مجکو یہ خیال نہ تھا کہ اُسکی
تدبیر کرتا اب اسوقت فرمانے سے حضور کے خیال آیا ہی کہ اگر حضور بھی غلام کے ساتھ تشریف
لیچلین پہلے اُسکو مژدۂ وصل معشوق دین پھر اس مقدمۂ خاص مین اُسکا استمزاج لین کیا
عجب ہی کہ اس دام تزویر مین پھنسے ساری دانائی بھول جائے یہ تقریر دلپذیر افراسیاب
سُنکر مثل گل شگفتہ ہوا کہا ای برادر جس معشوقہ کا تمنے نام لیا وہ مصاحبان ملکہ حیرت مین
سرفراز ہی ہماری اُسکی راسخ الاعتقادی پر ناز ہی جو ہم کہینگے وہ وہی کریگی ہمین اُسپر سب طرح کا
اختیار ہی غواص نے کہا کہ بس اب حضور تیاری کرین اُسکی ملاقات کو تشریف لیچلین مگر اس
مقدمہ کی کسیکو خبر نہ کرین ورنہ غضب ہوگا ذرا بھی کوکب کو معلوم ہوگا پنجہ مکور ہمسے آگے لیجائیگا

پھر سوائے افسوس کے کیا ہاتھ آئیگا افراسیاب نے فورًا صرف ایک تخت سحر تیار کیا غواص کو اپنے پاس بٹھا لیا اور سحر غائب کرکے تا مجکو راہ مین کوئی نہ دیکھے طرف قلعہ جواہر نگار کے روانہ ہوا

داستان حیرت بیان جانا افراسیاب کا مع غواص دریا نشین کے پاس صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش حاکم قلعہ جواہر نگار کے برائے حصول نتیجہ قتل ملکہ بران شمشیرزن اور باغی ہوکر کوکب سے شریک ہونا صمصام بدانجام کا افراسیاب کے اور خود آنا آمادہ قتل بران ہوکر مقابلہ لشکر ملکہ مہرخ اور عیاریان خواجہ عمرو کی اور قتل ہونا اس مردود کا ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مہروش مہ لقا
ترے دور مین غدر ہی صبح و شام
یہی میکدو مین ہوئی قیل و قال
عبث رند مشرب کو یہ تاک ہی
نہین آج مستو نمین بالکل تپاک
ہراک بادہ خوار آج دلتنگ ہی
خبر سنکے بے ربط ہین بادہ نوش
گیا جسنے ہر ایک کو دردمند
زمانیکی آب و ہوا ہی خراب
مرے ہوگئے بارے کیسے نصیب
نگارندہ داستان عجیب
کہ وقت سحر ہی صبوحی اٹھا
ہوا صاف مستی مین یہ امتحان
کہ ہی دختر رز تو کچھ جینال
سبب کیا کہ ساقی کو کچھ غم ہی آج
اڑاتا ہی پیر مغان سر پہ خاک
تو مجھپہ روشن ہوا ہی یہ سر
تردد مین ہی شیشہ مے ہی خموش
نہ مے ہی نہ ساقی عجب طور ہی
ہراک شے مین پاتا ہون مین انقلاب
کہ دشمن ہی ساقی کا اک حیلہ ساز
یہ لکھتے ہین اب ماجرائے عجیب
پلا بادۂ ارغوانی کا جام
کہ دشمن ہی ساقی کا پیر مغان
حقیقت مین طرار و بیباک ہی
ہراک جام مے چشم پرنم ہی آج
بہت میکدہ اب تو بے رنگ ہی
کہ افشا ہوئی کوئی غم کی خبر
وہ اخبار حیرت ہین عبرت پسند
حقیقت مین اب اور ہی دور ہی
مرے دشمن جانستان ہین حبیب
بچائے اسے خالق بے نیاز
صاحبان شمشیر برق نظیر

سخنوری زرہ پوشان جلالت آثار مضامین جادوگری تیغۂ آبدار سخن کو نیام دہن سے کھینچکر میدان قرطاس مین یون مصروف جنگ تحریر و تقریر ہین کہ جب غواص دریانشین افراسیاب کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ جواہر نگار کے چلا بعد قطع راہ اول افراسیاب کو لاکر ایک کوہ فلک شکوہ پر زرغۂ نخلستان مین ٹھہرایا اور آپ ایک مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعۂ جواہر نگار کے چلا یہان صمصام اپنے قلعہ مین تخت پر بیٹھا ہوا ہی گرداگرد ساحران غدار

امیران سلطنت و مشیران اُبہت اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غواصان قلزم اخبار عشرت خیز و شناوران دریاے فرحت انگیز گوہر مصفاے خبر و جواہر آرزو کو بصد جستجو اس طرح پیش صمصام لاتے ہین یعنی ہرکارون نے عرض کی کہ آپکے دوست صادق محب واثق شناور دریاے محبت و غریق لجۂ الفت یعنی غواص دریانشین تشریف لاتے ہین صمصام ہر چند کہ مفارقت مین اُس محبوب طرار یعنی ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کی مثل چشم نرگس حیران اور مثل لالہ داغ مفارقت بر دل مانند مرغ بسمل بیقرار رہتا ہی ناتوانی کا زور ہی لب گور ہی لیکن نام اپنے دوست کا سُنکر بمشکل اُٹھا اور مع امرا و زُسا کے باہر آکر غواص کا استقبال کیا اور بہ تعظیم و تکریم لاکر مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی غواص نے صمصام کا رنگ رو متغیر دیکھکر پوچھا کیون برادر خیر تو ہی مین تمکو بہت نحیف و ضعیف پاتا ہون صمصام نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا شعر مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد نظم

حال دل آہ کہہ نہین سکتا	چپ بھی افسوس رہ نہین سکتا	ہجر جانان سے بیقراری ہی
چشم سے نہر اشک جاری ہی	یاد مین صبح و شام روتا ہون	عقل و ہوش و حواس کھوتا ہون
جان تن زار سے نکل جائے	تیغ موت اب گلے پہ چل جائے	ہوس زیست اب نہین بالکل
ہو چراغ حیات کا شکے گل	وصل دلبر کی تو امید نہین	جامۂ زندگی ہو قطع کہین

یہ کہکر زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگا غواص ہمیار دلمین بہت خوش ہوا اگر بظاہر خود بھی ملول ہو کر دامن سے بصد محبت اشک حسرت پاک کیے اور کہا ہان ہان ای بھائی گھبراؤ مت مین آؤ یہ کہکر چپکے سے کان مین کہا جلد تخلیہ کرو مین مژدۂ وصل دلبر لایا ہون خاص اسی واسطے آیا ہون قریب تھا کہ صمصام کو شادی مرگ ہو جائے فوراً حکم تخلیہ دیا جب صمصام اکیلا رہگیا اُسوقت غواص نے کہا ای برادر شہنشاہ افراسیاب کو مین تمھاری ملاقات کو لایا ہون سامنے جو قلعہ کے کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر چھوڑ آیا ہون واضح ہو کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم معشوقہ تمھاری ملکہ حیرت کی مصاحب خاص ہی اگر شہنشاہ کو راضی کرو گے فوراً شادی خانہ آبادی ممکن ہی بدون رضامندی افراسیاب دامن عصمت تک اُسکے ہاتھ پہونچنا دشوار ہی اُسکو تمسے ملنے مین ننگ و عار ہی صمصام نے کہا کہ مین نی

جان نثار کرے کہ شہنشاہ پر تیار ہون جو ارشاد کرین آنکھون سے بجالاؤن غواص نے کہا
مخفی میرے ساتھ چلو شہنشاہ افراسیاب کو استقبال کر کے لاؤ خبردار دیکھتے ہی قدمون پر گرنا
بے تامل گرد پھرنا اسی طرح غواص آمادہ کر کے صمصام کو بالاے کوہ لایا صمصام دوڑ کر
افراسیاب کے قدمون کی طرف بوسہ دینے کو جھکا افراسیاب نے جلدی سے بہ شفقت گلے سے
لگا لیا غواص نے طرف سے افراسیاب کے کہا اے صمصام تمنے قدر دانی کو شہنشاہ کی
ملاحظہ کیا ایک ایک ملازم کو بمرحمت خسروانہ سرفراز کرتے ہین نمکخوار اس ذرہ نوازی پر ناز
کرتے ہین دیکھو ایک بادشاہ تمھارا کوکب بھی ہی نہ مردون کی قدر جانتا ہی نہ کسی شریف کو لئیم
کو پہچانتا ہی دوسرے اور ستم اُستے برپا کیا ہی کہ دین جدو آبا کو ترک کر کے ملحد ہوگیا ہی خداے نادیدہ
جسکو نہ دیکھا نہ بھالا اُسکی توصیفین تعریفین اور یوسنے دو سو خداوندون کی بُرائیان آٹھ پہر
اُسکی زبان پر ہین سامری پرستون سے دشمنی ایک ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ اُس سے
بڑی دوستی ہی بھلا عمرو کمین کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل ہی وہ ایک مکار غدار چوٹا
ذلیل ہی اُسکے شریک ہوکر سامری پرستون کو قتل کیا ہی فقط ہمارے شہنشاہ نے اتنا سُنا تھا کہ
تم لالہ زار نرگسی چشم پر مائل ہو رحم دلی دیکھو کہ لالہ زار کو گھر کا اور تمھارے وصل پر راضی
کیا ہی مگر ایک شرط ضرور ہی اب تمکو بھی مناسب ہی کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور نچہ قتل ملکہ بران
لاکر جلد نذر دو شہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دولھا بنا ئینگے ہماری سہرہ سر پر باندھکر تخت
پر سوار کر کے لالہ زار کو بیاہ لائینگے اور تو کیا کہون نہال ہو جاؤ گے شہنشاہ کے داماد کہلاؤ گے
ملکہ حیرت تمھاری معشوقہ کی اسقدر آبرو بڑھاتی ہین کہ اپنی زبان سے اُسکو دختر فرماتی
ہین یہ مژدہ جان بخش سُنکر صمصام پھول گیا اپنے کو بھول گیا آخر بخوف خیال انجام تھرایا عرض
پیرا ہوا کہ میرا جان و مال سرکار کے قدمون پر نثار ہی لیکن نچہ حاضر کرنا دشوار ہی کوکب مجھکو
زندہ نہ چھوڑیگا غواص یہ سُنکر ہنسنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہی کوکب کی کیا مجال
ہی کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کرین اپنا نمکخوار بنائین اُسکو اگر کوکب بہ نگاہ قہر دیکھے ہمارے
شہنشاہ آنکھین نکال لین وہ سزا دین کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر مین خیال نہ کرو فوراً
نچہ لے آؤ شہنشاہ تمھاری شادی کر کے طلسم باطن مین کہ جہان کوئی جا نہین سکتا وہان

تمکو بھی پہنچنگے یہ مرتبہ پاؤ گے کہ بادشاہ دربند طلسم ہوشربا کہلاؤ گے غواص نے اس طرح سمجھایا
اور جمال لالہ زار کا لالچ دیا کہ صمصام راضی ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ ای شہنشاہ
اب مجھکو آپ سے راز کا چھپانا مناسب نہین ہی گذارش کرتا ہون بگوش ہوش سماعت فرمایئے
جب ملکہ بران شمشیر زن بطن سے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پیدا ہوئین اور سن انکا سات
برس کا ہوا اور سحر مین کچھ دخل ہوئے لگا ملکہ ناہید اور کوکب ایک دم آنکھون سے
اوجھل نہ کرتے تھے اُسی جوش محبت مین یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان بران
کرنا واجب و لازم ہی طلسم وسیع ہی حکومت زیادہ ہی جب اسکو سامری و جمشید دیکھینگے وہان چڑھا
لینگے ہم دونون زن و شوہر ترک سلطنت کرینگے تاج و تخت کی یہ مالک ہوگی مقابلے بھی اسکو ساحر
عالم سے ضرور پیش ہونگے ہر طرح کے پس و پیش ہونگے کوئی دشمن سحر و ساحری سے قتل نکر سکے
اسکا چارہ دشوار ہو پس کل کاہنان طلسم حکیم ندیم ستارہ شناس بحکم کوکب جمع ہوئے
غرضکہ سب نے ملکر یہ بخیہ بنایا اور حکم لگایا کہ جبتک دشمن اس بخیہ سے نہ قتل کریگا ملکہ بران
کی دراصل جان نہ جائیگی اور یہ نیازمند جو آپکے سامنے حاضر ہی بہت بڑا جان نثار سمجھا
جاکر وہ بخیہ میرے سپرد ہوا یہ بھی اُسمین قید ہی کہ سوائے میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے
جوہر ذاتی نہ دکھائیگا کند ہو جائیگا کیفیت تمام و کمال عرض کر چکا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن
حقیقت مین کوکب کا دین جد و آبا ترک کرنا مجکو بھی بہت ناگوار ہوا غواص نے کہا
اچھا تمھین خود چلو آج اگر بران قتل ہو تمھارے ہاتھ سے کل سامان شادی تمھارا مہیا ہی
الغرض صمصام نے کہا حضور چلیین غلام مع فوج و لشکر بخیہ قتل بران لیکر حاضر ہوتا ہی غواص
اور افراسیاب پختہ وعدہ کر کے طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوئے صمصام بد انجام
قلعہ مین آیا تمام افسران فوج کو اپنے پاس بلایا برائیان کوکب کی اولو العزمی افراسیاب
کی ظاہر کر کے کہا کہ ہم تو بخدمت افراسیاب جاتے ہین جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ
چلے ورنہ خدمت کوکب ناقدر دان مین جائے غضب کیا پونے دوسو خداوندون کو
چھوڑا ایک خدائے نادیدہ کا اعتقاد کیا تمام سامری پر جان دینگے کیا ہمارے دادا
پردادا بیوقوف تھے کہ دین سامری و جمشید پر قائم رہے سب سرداروں نے عرض کی کہ ہم تو

حضور کے ملازم ہین فی الحقیقت یہ کوکب نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگون کا چھوڑا
قتل کرنا اسکا واجب ہی بس صمصام تخت پر سوار ہوا چار لاکھ فوج کو ساتھ لیا خزانہ چھکڑون پر
بار کرایا وہ نیچہ ایک صندوق مین بند کرکے پاس اپنے رکھا نوبت ونقارہ بجاتا ہوا قلعۂ
جوہرنگار سے باہر نکلا مگر بقدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہی کہ نام اسکا سعید جادو ہی
نہایت خوشرو ہی صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال بدعت
مآل دیکھکر بہت رویا دل سے کہا کہ یہ بیچارا افسوس شریک افراسیاب کا ہوگیا نمکحلالی کا
خیال نہ آیا مگر اے سعید جلد چلکر شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے اطلاع کر کہ یہ نمکحرام تابہ
ملک افراسیاب نہ جانے پائے یہ سوچکر اسی وقت کنارہ کیا اور ایک عقاب بجسم
تیز پرواز تیار کرکے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہان شہنشاہ کوکب مع مشیران سلطنت
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین پہلو مین کرسی جواہرنگار پر ملکہ حنا بصد ناز وادا متمکن ہی
اسوقت بلور چہاردست سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہی کہ ملکہ بران دشت عجائب تک
پہونچ گئین چونکہ خبر قتل اسد مشہور تھی برائے جانبازی جاتی ہین نامہ انکے پاس شہنشاہ
انجم عیاری کا پہونچا اسواسطے ایک مہینہ کے قتل طلسم کشا موقوف رہا مگر سردار افراسیاب
کا کلاب عتاب سوار بڑے زور وشور سے چڑھ گیا تھا خواجہ عمرو نے بصورت افراسیاب
اسکو مارا شکر ہی اب لشکر ظفر اثر مین سامان عیش مہیا ہی بڑا فضل پروردگار ہوا کہ لشکر مہرخ
اسکی بدعت سے بچا اور ملکہ بران کی یہ عرضی آئی ہی کہ کنیز کو کیا حکم ہوتا ہی پلٹ آؤن یا طرف
لشکر خواجہ عمرو کے جاؤن کوکب نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کرو کہ اے نور نظر لشکر خواجہ
عمرو سے ملحق ہو ایک طرف سے ہم جمشید تمھارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہین اور بحول
قوت الٰہی ہم بھی سامان جنگ مین مصروف ہین بلور چہاردست نے فرمان شاہی
لکھکر اسی مضمون کا خدمت ملکہ بران مین روانہ کیا کہ یکایک دیکھا چوبدار نے بڑھکر عرض کی
در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندۂ قلعۂ جوہرنگار موسوم بہ سعید نامدار حاضر ہی امیدوار
باریابی ہی کوکب نے جو نام قلعۂ جوہرنگار سنا نہایت تردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اسکو ہمارے سامنے
لاؤ خدا خیر کرے خیرخواہان دولت گئے اور سعید کو سامنے لائے سعید نے آنکے ساتھ ہی

ہاتھ اٹھا کر دعاے ترقی عمر و دولت و اقبال دی قطعہ	الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا | گل اقبال تو دائم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا

کوکب نے دیکھا کہ سعید جادو گھبرایا ہوا رنگ رو متغیر لرزان و ترسان حیران و پریشان
آنکھون سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری منھ سے اچھی طرح کلام نہین نکلتا ہی اسطرح
گھبرایا ہوا ہی کوکب نے دنگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب یہ بیٹھا تو پوچھا کہ کیون ای خیر خواہ دولت
یہ تمھارا کیا حال ہی سراسیمہ تمھارے چہرے سے ظاہر حزن و ملال ہی سعید ضبط کر کے عرض پیرا
ہوا کہ خداوند نعمت کیا گذارش کرون وہ معاملہ حیرت خیز دیکھا کہ ہوش میرے بجا نہین ہین
عجب طرح کا انقلاب ہوا بادشاہ ہمارے صمصام جنگ آشنا سے خونریز زرہ پوش خود بخود
شریک افراسیاب ہو گئے اتنا تو صرف غلام نے دیکھا تھا کہ خواص دریا نشین ملازم
افراسیاب آیا کچھ آپسمین سرگوشی ہوئی دونون ملکر بیرون قلعہ گئے وہان سے جو آئے
تو آنکی دشمنی کا جوش تھا وہ جیسا بادۂ کبر و نخوت سے مدہوش تھا سب سردارون سے کہا کہ
شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے غضب کیا دین جد و آبا چھوڑا سامری پرستی سے منھ موڑا اور
افراسیاب کے دشمن ہوئے ہین واسطے جمشید پرستون کے رہزن ہوئے ہین دیر ڈھوا دیے
ہین اُس مقام پر مسجدین بنواتے ہین ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے
ساتھ خدمت افراسیاب مین چلے ورنہ ہم سے کنارہ کرے سب سردارون نے قبول کیا
اُس نامرد کا ساتھ دیا اُسی وقت فوج تیار کر کے بیرون قلعہ گیا ہی بارہ کوس پہنچا کر مقام کیا ہی
غلام کو خیال نمک سرکاری آیا خبر لیکر حاضر ہوا اُس نمکخوار قدیم کو اتنی جرأت نہوئی کہ اُسکو
روک سکتا اور سحر سے اُسکو ٹوک سکتا اس لائق نہ تھا سحر مین بھی اُس نالائق پر فائق نہ تھا
یہ خبر وحشت اثر سنکر کوکب مثل سپند تھرا گیا اور خیال انجام سے گھبرا گیا سعید کو تو خلعت
فاخرہ مرحمت فرمایا اور خود تاج اُٹھا کر سر پر رکھا قبضے پر ہاتھ ڈالا دستک دی فوراً مرکب
پرند مشکین سامنے حاضر ہوا با ساز و یراق مرصع کار تیز رو پیکر خوش گام نازک اندام
مرکب باد رفتار کو کوکب دیکھکر بقہر و غضب تمام تیغہ تھام کر اُٹھا قصد ہوا کہ سوار ہو خورشید
روشن رائے وزیر اعظم دستور معظم گھبراتا ہوا کانپتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا دوڑ کر قدم پہ گرا

کر بوسہ دیا عرض کی خداوند خیر تو ہی غلامان جانثار کس دن کے لیے ہین کیا منظور ہی ارشاد تو ہو
ابھی جائین اُس باغی کا سر لائین قلعہ مثل برگ خزان دیدہ باد قہر و غضب سے اُڑا دین اور
اُس باغی بوستان تخت شاہی کو خاک مین ملا دین یہ سُنکر کوکب کی آنکھون سے اشک حسرت
بصد حیرت جاری ہوئے فرمایا کہ ای خورشید وہ سمجھا گیا ہی جسکے واسطے مین اسقدر گھبراتا خود اُسکے
مقابلہ کو جاتا مگر تمکو معلوم ہی کہ اسمین کیا راز ہی وہ ملعون کس عہدۂ جلیل سے سرفراز ہی پاس اُسکے
نیمچہ قتل ملکہ بران رکھا گیا تھا اُسکو وفادار اور صاحب جوہر سمجھا تھا معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے
افراسیاب نے اُسکو بلایا ہوگا لالچ ملک و مال کا دیکر سعید نے جس سردار غواص کا نام
لیا وہ از حد مکار و غدار ہی شاید یہ دام تزویر اُسی نے پھیلایا ہی اور اُس دانہ زر روزگار کو
جال مین پھنسایا ہی بدون میرے جلے اُسکو کون روک سکیگا وہ سحر مین مثل ہی ہر کس و ناکس روک
سکیگا اب تو خورشید نے بھی سر جھکا لیا حال پُرملال نیمچہ قتل ملکہ بران مین سینہ آگیا عرض
کی جو ارشاد ہوا بجا ہی غلامون کو اسمین دخل کیا ہی مگر نمکخواران شاہی موم کے نہین ہین کہ
اُسکی آتش سحر سے پگھل جائینگے ایسے وقت مین جان بچا کر ٹل جائینگے حضور کا جانا مناسب
نہین ہی خورشید نے جو یہ کلمہ کہا سب سردارون نے عرض کرنیکا موقع پایا بلور جہاردست
دست بستہ سامنے آیا اور عرض کی کہ ابھی غلام جاتا ہی اور اقبال شاہنشاہی سے اُس نمکحرام
کی مشکین باندھکر لاتا ہی ایک طرف سے آفتاب جادو و ماہتاب جادو دونون وزیر
خوش تدبیر بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ حضور ہم ہرگز آپ کو نجانے دینگے جاتے ہی اُس خیرہ سر کا
ابھی سر کاٹ لینگے اس گفتگو سے قصر جمشیدی مین ہنگامہ ہوا ہر سردار غصہ مین اُٹھا ہر ایک کا
یہی ارادہ ہی کہ اگر شہنشاہ حکم فرمائین ہم ابھی جائین اُس نمکحرام کو جوہر جرأت دکھائین نیمچہ چھین لائین
مگر کوکب نہین مانتا فرماتا ہی کہ ای خیرخواہان دولت مین تمکو بخوبی پہچانتا ہون اچھی طرح جانتا ہون
بخدا جہان میرا پسینہ گریگا تم سب صاحب اپنا خون گرا دوگے مجکو دشمن کے ہاتھ سے بچاؤگے
مگر یہ موقع ایسا ہی کہ آپ لوگ صبر کرین جبسے نیمچہ کا خیال آیا ہی خنجر الم دلپر چل رہا ہی سنان الم
دل کے پار ہی تیر غم سے کلیجہ دوپارہ ہی میرا ہی جانا مناسب ہی آپ سب صاحب تامل فرمائین
میرے عقب مین کبھی نہ آئین یہ کہکر خانۂ زین کو مثل آفتاب روشن کیا کوکب سوار ہو قصد کیا

مرکب کو اڑائے مثل باد صرصر نکل جائے کہ یکایک ایک طائر ہفت رنگ [illegible] پر
مارتا ہوا آسمان سے نمایان ہوا نزدیک کوکب کے آکر ہما منقار سے نامہ محبت شمامہ
گود مین کوکب کی ڈالدیا اور ہوا پر اڑ گیا کوکب نے نامہ کو اٹھایا مہر بہمن روئین تن
کو سر نامہ پر پایا لفافہ چاک کیا دیکھا گویا کہ نوشتہ تقدیر ہی عجیب مضمون جانگزا تحریر ہے بعد القاب
شاہی بہمن نے بصد شد و مد لکھا ہی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ جو کاتب قدرت نے کلک
قدرت سے صفحہ پیشانی پر لکھا ہو وہی پیش آتا ہی اسوقت جو خیرخواہ نے نقشہ امانت کو دیکھا
یہ فقرہ نکلا ہی کہ چند ساعتین حضور پر نہایت سخت ہین ہر کارے دشمن لاکھون بدبخت ہین
خبردار خبردار قصر جمشیدی سے قدم باہر نہ رکھیے گا ورنہ ذلت و رسوائی کا سامنا ہی گردش
سیارگان سے صناع ماہ و مہر بچائے خدا نہ کرے کہ ساعت سخت آجائے ایک روباہ شیر پر
غالب آجاتا ہی ستارہ بد اپنا اثر دکھاتا ہی آپ کا ضرور نام نامی و اسم گرامی شاہنشاہ [illegible]
ہی زیادہ عرض کرنا گستاخی ہی زیادہ حد ادب کوکب مضمون کو پڑھکر مایوس ہو گئے گھوڑے
سے اتر آیا حیران تھا کہ کیا کرون کسکو بھیجون وہ نہایت زبردست ہی کہ آسمان سے ابر سیہ
نمایان ہوا الامان کوکب حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تاریک عجب رنگ لاتا
ہی یکایک وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تاجدار بفر و شوکت و بہ رعب و جلالت
چار عقاب تیز پرواز تخت اٹھائے ہوئے اسپر سوار پشت پر لاکھ ساحران نامدار ہین ایک چہرہ
روزگار نمایان ہو تخت سے زمین پر اترا وہ تاجدار تخت سے اتر کر واسطے تسلیم شہنشاہ کوکب
کے خم ہوا کوکب نے جواب سلام دیا ذنگل زرین پر بیٹھنے کا حکم ہوا کوکب نے پوچھا اسوقت
شاہزادہ ہنر پر بلیتن یہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا عرض کی اول تو غلام زیارت حضور کا مشتاق
تھا علاوہ اسکے طائران سحر جو واسطے خبر کے مقرر ہین اُنسے سنا کہ افراسیاب خانہ خراب
طلسم کشا کو قتل کرنا چاہتا ہی اور حضور نے قصد لشکر کشی کا کیا ہی پھر یہ جان نثار ایسے وقت
کیون نہ حاضر ہوتا اسوقت جمال بیمثال حضور کا دیکھکر نہایت ہی تردد ہوا ہی کہ آئینہ رخسار سے
صاف گرد ملال ہی اس جان نثار پر آئینہ فرمائیے کہ کیا صورت ہی سب طرح خیریت تو ہی دربار
کو مثل تصویر پاتا ہون سب خاموش ہین ظاہرا رنج و ملال کے جوش ہین کیا خدا نخواستہ

کوئی حادثہ نو پیش آیا ہی گردش فلک نے کیا انقلاب دکھایا ہی ہزبر پیلتن نے جو براہ خیر خواہی اس طرح پوچھا تو کوکب کا دل بھر آیا بے اختیاری مین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا کہ ای برادر و ای جان نثار خوش سیر بموجب شعر ہر دم ازین باغ برے میرسد بہ تازہ تر از تازہ تری میرسد۔ فلک کج رفتار گردون غدار ہر دم در پی آزار ہی نظم

دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھ آرائش
ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور
نہین دنیا مقام آسائش

کوئی بزم طرب کا بانی ہی
کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی
کہین افضال حق تعالےٰ ہی
ہی کہین شادی حنابندان
کہین چوتھی ہی اور چالا ہی
اور کہین شور مرگ فرزندان

ہی یہ دنیائے دون کا سر رشتہ
نوش اسکا ہی نیش آغشتہ
آسیاے چرخ ہر وقت چرخ مین

ہی کیسے کیسے دانائے روزگار پس گئے شجر باغ عالم سے کسی کو ثمر مراد حاصل نہوا ہر سرو قد جفائے گلچین سپہر سے پائمال ہوا گل شگفتہ و خندان بلبل گریان و نالان ایسے کلمات عبرت خیز ملال و رنج انگیز زبان سے فرمائے کہ سب اہلیان دربار کے آنکھون مین آنسو بھر آئے اُس وقت ہزبر پیلتن بیقرار ہو کر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ ای شاہنشاہ ان باتون کے سننے کی قلب ناصبور مین طاقت نہین ہی مفصل ارشاد فرمائیے یہ جان نثار موافق اپنی حقیقت کے فوراً اُسکی تدبیر کرے بتصدق فرق مبارک حضور سب کچھ ہو سکتا ہی خدا نے سب طرح کا اختیار دیا ہی بالکل مجبور و ناچار نہین کیا ہی کوکب نے تو جوش رنج و ملال مین کچھ جواب نہ دیا مگر خورشید وزیر اعظم نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک صمصام کا شہزادہ ہزبر پیلتن سے تفصیلاً ظاہر کیا اور نیچہ کی کیفیت سے بخوبی ماہر کیا یہ سنتے ہی ہزبر پیلتن مثل شیر غضبناک کے ڈکارا اور غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کی اُس روباہ صفت کی کیا مجال ہی کہ میدان اطاعت شاہنشاہ سے قدم باہر رکھکر زندہ نکل جائے غلام ابھی جاتا ہی مع نیچہ اُس یحییا کو گرفتار کر کے لاتا ہی غلام اُسی جانب سے ابھی آیا ہی خود مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہی کہ خاص دشت لالہ زار پر بہار مین بارگاہین استادہ ہو رہی ہین خود اُس مردود کو بھی انتظام کرتے دیکھا ہی مین سمجھا الحال حکم شاہنشاہی برائے لشکرکشی خراج گذار نافذ ہوا ہی یہ بھی بموجب ارشاد فیض بنیاد تیاری لشکر مین مصروف ہی اگر اس حال سے واقف

تھا

ہوتا تو ابتک اُسکو گرفتار کر لیا ہوتا مین تجویز اُس ملعون کی بدیا قیت یہ حقیقۃ الحال یہ ہے نہ قت ہون
میرا ہم مکتب ہی ایکہی طفل ابجد خوان مکتب افسون ہی یہ کہکر اصدکر دفر اُٹھا کو کب نے کہا مین
اور تدبیر کرتا ہون مگر اس شیر بیشۂ جرات نے فورا تیغہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا اور عرض کیا کہ اگر
حضور روکینگے تو یہ غلام ابھی گلا کاٹ کر مر جائیگا جان نثارون مین نام کر جائیگا جسوقت سے
غلام نے حال بچہ کا سُنا ہی کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی یہ بچہ تیرہ بخت شمع بزم سلطانی و چراغ دودمان خاقانی
یعنے ملکہ بران شمشیر زن کے شعلۂ حیات گل کرنیکا قصد کرے بڑا اندھیر ہی اُسکی موت آئی ہی
تقدیر کا پھیر ہی ایسے ایسے کلمات غصے مین کہتا ہوا قدمون سے لپٹ کے خوب رویا اشکون سے
مُنہ دھویا آخر کوکب نے فرمایا بسم اللہ خدا ے کریم کے سپرد کیا لیکن اسکا خیال رہے کہ
اگر کوئی خرابی واقع ہو ہرچند میرا استارہ گردش مین ہی فوراً آؤنگا اپنے کو تم تک پہونچاؤنگا خبر یہ
بیلتن تخت فلک سیر پر سوار ہوا مع فوج دریا موج عازم کارزار ہوا مثل شعلۂ جوالہ تخت اُڑاتا
ہوا شان و شوکت دکھاتا ہوا یہ جانباز و سرفروش بصد جوش و خروش براے مقابلہ صمصام
نگہرام جاتا ہی مگر حال اس بدمآل کا سنیے یعنی صمصام نگہرامی پیکر باندھکر دشت سلالہ زار مین
کہ اسکے قلعۂ جوہر نگار سے بارہ کوس پر ہی وہانتک آکے شام ہو گئی فوراً امرکب سے اُترا
حکم دیا بارگاہ استادہ ہو بار روار ارادہ تو میرا یہ تھا کہ آج ہی اپنے تئین تا بہ لشکر دشمنان شہنشاہ
افراسیاب پہونچاؤن جاتے ہی سزا دون ملکہ بران کو قتل کرون کہ جلدی سامان شادی
ہو خانہ آبادی ہو سالہا سال گذرے فراق محبوب مین تڑپتے اب صبح امید نے چہرہ اپنا دکھایا
وقت وصل محبوب مطلوب قریب آیا تم سب صاحبون کو وہ عہدے ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے
کہ ایک ایک نہال ہوگا افراسیاب بڑا قدردان ہی نیک اساس قدرشناس صاحب
شرم و حیا بادشاہ طلسم ہوشربا ایسی ایسی باتین واہیات مزخرفات کہتا ہوا تخت پر بصد
نخوت بیٹھا سارا لشکر اُتر پڑا جو کہ صاحب دل ہین عاقل ہین اپنے فعل ناشایستہ پر خجل
ہین آپسمین کہتے ہین یارو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آج تو صمصام صاحب کا بڑا غرور بڑھ گیا
ہی نشۂ شراب کبر و غرور چڑھ گیا ہی اپنے ہوش مین نہین ہین جس بادشاہ نے خاک سے پاک
کیا برلے حکومت عطا کی جو ہر نگار ایسا ملک دیا زر ریز حسن خیز آباد رعایا دل شاد ہین یا ملک

مقدمہ مین یہ فرماتے ہین اُسکی دختر کو قتل کرینگے یہ ٹھیرا پایا ہے تا معلوم نہین ہے تا بیچ دریا مین
ڈوبے گا گرداب محیط بلا مین گرفتار ہونگے بہت شرمسار ہونگے افسوس ہے کہ ہم بھی انکے ساتھ ڈوبے
اب کچھ بن نہین پڑتا ایک شفیق کے واسطے افسوس ہے پہ انتظام مین فوج مین تو یہ چرچا ہے بعضے
ہنستے ہین بعضے روتے ہین کچھ لوگ رنج و ملال مین کچھ خوش ہوتے ہین لیکن یہ حیا کھانا نہ ہار
کرکے ناچ راگ رنگ مین مصروف ہے سامان عیش و نشاط ہے یا ہے شراب پی رہا ہے کمت منھ
مین کلمہ ابن شعر مین ملبلار ہا ہے کہ با سامری جمشید جاری ہے ہو جالا اپنی معشوقہ سے ملتا ہون کہ
مراد حاصل ہو تسکین دل ہو کبھی یاد محبوب مین تڑپتا ہے وہ ٹھرگیا ہے لیکن جب ساقی قدرت نے
چرخ سے جام آفتاب مین صبوحی ضیا بصد صفا لبالب بھری اور کشتی گلگونہ شفق مشرقیین
بصد زیب و زینت رانگ مش رندان صحنانہ جہان دھری نظم | علم آفتاب نکلا جب

فوج انجم ہوئی گریزان سب | شہ خاور سپہر گرد ہوا | رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبا | مہ انجم سیاہ رو بزار | صمصام اپنے چھپر کھٹ سے

اُٹھا پوجے پاٹ کا سامان کیا کنوین پہ جا کر دو لٹیون سے اشنان کیا دھوتی بھی اچھی طرح نہ بھیگ
ساری منگوا لی اتنے بھی برجی لٹیا ہاتھ مین سامری و جمشید کی سامنے تصویرین رکھین کچھ منتر جنتر
پڑھنے لگا لشکر اس کا کمر باندھ رہا ہے کہ یہ حیا حکم دے چکا ہے ابھی پوجے سے فراغت نہین پائی
کرتے ہم کبختی کی بلا سر پہ آئی یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی آواز شیر کے نعرے کی پیدا ہوئی تا شنید
اے لغاران بیحیا اے نابکاران پُر دغا صمصام نگہرام کہان جاتا ہے ستم شاہزادہ ہنر پر بلین
صف شکن تیغ زن صاحب تدبیر ملازم شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر اب سب نے سر اٹھا کر دیکھا
ایک جوان خوشرو با تاج شاہنشاہی شیر پر سوار پشت پر فوج جلالت آثار قریب لشکر آن نوجوان
نے بہ ہونکار آواز دی اے ضرغام صحرا نشین ہماری خوراک حاضر ہے آؤ ان روبہ صفتون کو
کھا جاؤ یہ کہکر دستک دی برق چمکی ہر ایک کی آنکھ جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا صحرا سے
ہزارہا شیر منھ کھولے ہوے دُم علم کیے ہوے ڈکارین مارتے ہوے اس زور و شور سے لشکر
شیران صحرائی آیا کہ شیر فلک کا کلیجہ بھر آیا یہ شیر سب آ گرتے چیر چیر کے ہر ایک کو پھینکنے لگے
کسی شیر نے کسی کو تھپڑ مارا وہ زمین پر گرا شیر نے گلے پر منھ لگا کر خون پیا خون سیکڑون چالاک

ہوا زیادہ مبارک ہو دو دو کو چار چار کو پامال کرنے لگا ایک حملے مین پچاس ہزار ہزبر ہیان صمصام
رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوئے پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے صدائے الامان
الامان بلند ہے ہر ایک محزون و دردمند بد حواس عالم یاس ہر چند چاہتے ہین کہ بھاگ کر
نکل جائین شیرون سے جان بچائین ممکن نہین صمصام نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرایا بعجلت
تمام لباس پہنا جھولی کو سحر کی بائین ہاتھ پر ڈالا ایک سیہ کاغذ بڑا سا ہاتھ مین لیا مقراض
سے صدہا گینڈے کاٹ زمین پر پھینک دیے نشتر سے پیشانی کا خون لیا اُن سب پر چھڑکا
آواز دی ای کرگدن خوک بیکر جلد آبد عت ہیران صحرا نشین سے بچا یہ کلمہ اس بد انجام کی
زبان سے تمام ہوا تھا وہ پرچے تمام اُڑ گئے بعد دم بھر کے درہ کوہ سے بڑے بڑے گینڈے بزرگ
فیل مست کے قوی تن قوی من چست و چالاک پیدا ہوئے شیرون سے لڑنے لگے اب
ہزبر بلتن نے دیکھا کہ یا تو میرے شیر لشکر صمصام کو تباہ کر رہے تھے چیر پھاڑ کر کھا جاتے تھے
مگر اب گینڈون کی جانب متوجہ ہو گئے اہل بارا فوج نے مہلت پائی ہزبر بلتن فوج دریا
موج لیکر اسکے لشکر پر جا پڑا آگے سے تیغ تاراج چلنے لگے دریائے خون جاری ہوا جانبین کے
ہزارون مارے گئے ادھر شیر اور کرگدن آپسمین لڑکر مرے دو پہر ڈھلتے ڈھلتے شیر اور کرگدن
سے میدان پاک اور صاف ہوا لیکن شیران میدان کارزار داد مردی و مردانگی دیتے
تھے جان دینے پر آمادہ تھے سپر سحر تک ہاتھ مین نہ لیتے تھے اول غفلت مین صمصام ناکام
کا لشکر شکست اثر سب قتل ہوا لاکھون کی نوبت پہونچی مگر جب صمصام نے سنبھل کر اشلے
سحر ہاتھ مین لیے اکڑتا ہوا میدان مین آیا اور ہزبر دلاور نے جو سحر سے شیر پیدا کیے تھے انکو
کرگدن ہائے سحر سے مٹایا ہزبر دلاور نے اپنی فوج ظفر موج کو آواز دی ای مردان بکوشید
تا جامہ زنان نپوشید مصرع روز جنگ است جنگ باید کرد ہ کوشش نام و ننگ باید کرد
یارو ہم سب مرنے کو آئے ہین نام کرنے کو آئے ہین جہانتک ہو سکیگا انکو زندہ نہ چھوڑینگے
سحر امون کے قتل سے منہ نہ موڑینگے اب دونون لشکر آپسمین مل گئے حربہائے سحر چلنے لگے
شعلہ ہائے آتش سحر سے گل صحرا مثل شمع کافوری جلنے لگے نظم

ہزبر دلاور بصد کرّ و فر
ہوا فوج صمصام پر حملہ ور
وہ تھا حاکم تیغۂ برق تاب
لیے کشت امید دشمن خراب

یہی دل مین اُس شہر کے تھی ٹھنی
فلک شعلہ بار و زمین شعلہ خیز
ہوا گرم ہنگامۂ دار و گیر
کہین بارش آتش سحر تھی
گرج رعد کی اور چمک برق کی
ذرا دشت مین ڈھیلے پتھر پڑے

کڑن بڑھکے صمصام ملعون جناب
بشر کرنے سے آتش کے یہ دل تھا
لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
ہوا بحر خون اسقدر موج زن
برستے تھے سر صاف برسات تھی
بزن برملا و رستہ باشد مد

ہوئی آتش سحر اس درجہ تیز
دھنوان دھار سحر آ پڑ ہول تھا
کہین خون کی ندی زمین پر بہی
بہے سنگریزے عقیق مین
وہ سر تھے زمین پر کہ اوٹ پڑے
کیے قتل چن چنکے اہل حسد

غرض صمصام بھی بلائے روزگار ہے جب اتنے بڑے کام پر ملعون نے کمر باندھی ہے ایسے بادشاہ عالیجاہ سے بغاوت کی، یہ سحر بات قیامت اثر کر رہا ہے اگر ہنر بر نے تلوارین برسائین تو اس سنگدل نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا پتھر پہاڑ سے جدا ہوئے تلوارون کو توڑا ہنر بر بلیین بے اُسوقت جھولی سے کاغذ لکا چھوٹے چھوٹے جانور اور سحر پڑھکر ہوا پر اڑا دیے اور آواز دی کہ ای پرندِ سحر وقت بلند پروازی ہے یہ کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ صمصام نے دیکھا ہزارہا طائران خوشرنگ ہوا پر اُڑتے ہوئے نظر آئے اہالیان فوج صمصام کے ہوش اُڑے جبتک صمصام رد سحر کرے وہ طائر سرون پر اُسکے ملازمون کے بیٹھنے لگے جو طائر جسکے سر پر بیٹھ گیا وہ پتھر کا پتلہ تھا ہاتھ پاؤن بے حس و حرکت نہ آنکھ مین بصارت نہ قلب مین قوت اسی طرح قریب پچاس ہزار کے تصویر سنگین بنکر رہ گئے اور ملازمان ہنر پرست بھی صدہا ساحر قتل کیے یہ دیکھکر صمصام نے فوراً ایسا سحر کیا کہ دو پرشانہ پیدا ہوئے اُڑا بعجلت ایک سمت غائب ہوا ایک چشم زدن مین پھر آیا آواز دی ای مرغان کوہی کجی سامری جلد آؤ خدمت کی تمہاری حاضر ہے دیکھا آسمان پر تڑاقا ہوا کئی سو عقاب نایاب منقارین کھولے ہوئے پنجہ مثل آہن کے ان طائران خوشرنگ پر آ گرے پنجہ سے اکڑ لیا چیر کر پھینکدیا دوسرا غضب یہ ہوا کہ خون اُس طائر کا جیسے پڑا جلکا خاک ہوا اور اگر یہی خون سر پر اُن تصویر ہائے سنگین کے گرا فوراً ہوش آگیا ہر طرف ہوا جسم اصلی پھر پایا یہ رنگ جو ہنر بر نامدار نے دیکھا مجبور ہوکر ایک نعرہ کیا سحر پڑھا منھ سے شعلہ نکلا طائران سحر اور عقاب دونون جلکر خاک ہوگئے ایسے ایسے آپسمین بہت

سحر ہوئے کبھی غالب اور کبھی مغلوب لڑتے لڑتے ہزبر چلیتن اور صمصام ناکام کا سامنا ہوا
آپس مین دونون افسردن زین سحر ہونے لگے صمصام نے ہاتھ تلوار کا مارا ہزبر نے سپر سحر پہ
روکا کئی سو شعلہ سپر سے نکلا ہمراہیان صمصام کو جلایا اور ہزبر چلیتن نے گولہ نکالکر مارا
صمصام کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے تلوار پھینک کر صمصام نے انگلی سے اشارا کیا
گولہ دو ٹکڑے ہوا صمصام نے اپنی جھولی سے ایک ترنج شیرین نکالا دل میٹھا جاتا ہی ترنج
پہ چھو چھو کر ہا ہی دیکھا ہزبر نے اور اہالیان فوج نے کہ وہ ترنج نہین ہی بلکہ ایک ڈبیا ہی اتحد
کھولکر ہزبر پر پھینک مارا غبار بلند ہوا گرد ہزبر کے حصار غبار ہیچ مین یہ نامدار ہر چند چاہتا
ہی اسکو دفع کرون غبار الم دل پر چھا گیا معلوم ہوا کہ اس بیچیانے مجکو خاک مین ملایا زبان مین
بھی لکنت آئی سحر فراموش ہوا بیخودی کا جوش ہوا صمصام بدانجام نے نعرہ کیا فوج کو اسکی
گھیر لو اور قتل کرو اب مین نے اس شیر دلاور کو لیا دام غبار مین پھنسایا بعد چند عرصہ کے تلوار
کھینچکر خود اپنے گلے پر پھیرے گا گور مین پیر لٹکائیگا ہمسے مقابلہ کا مزا پائیگا اب ہزبر چلیتن اُس
قلعۂ خاکی مین بند دل دردمند تمام جسم غبار آلود ملک الموت سامنے موجود ایسا ہی ساحر
زبردست ہی کہ جو کچھ جھولی سے نکالکر پھینکتا جاتا ہی صمصام کو بھی خوف ہی قریب نہین آتا
دور سے یا سامری و جمشید کرتا ہی غبار سحر کی دیوار بنانا چاہتا ہی اور فوج ہزبر پر زیادہ دباو ڈال
رہا ہی مگر وہ سب مردان عالم جانباز سرفروش اپنے مالک کی محبت کا جوش گرد اُس غبار کے
مصروف جنگ ہین ہر چند قصد کرتے ہین خاک ہو جائین اپنے مالک تک جائین جب غبار
کے قریب جاتے ہین بینائی مین فرق آتا ہی گھبرا کر پلٹ آتے ہین یہان تو ان دلاورون کا یہ
رنگ ہی اُدھر ہزبر چلیتن اپنی جان سے تنگ ہی مگر اب حال شہنشاہ کوکب کا تحریر ہوتا
ہی کہ نہایت عدالت گستر رعیت پرور صاحب جاہ و جلال اپنے نمکخوارون کا خیال اُستے
سال کا زمانہ اس لڑائی کو گذرا اگر کوئی ملازم کوکب کا شریک افراسیاب ہوا مگر اس بیچیا
کا جسوقت سے یہ حال سُنا ہی سر دھنتا ہی ہزبر جو ضد کرکے چلا آیا ہی کوکب پر بہت شاق ہی
ناظرین روشن رائے پر واضح ہو کہ پاس شہنشاہ کوکب کے ایک آئینہ ہی کہ اُسکو مرات
الواقعہ کہتے ہین خاصیت مین جام جہان نما ہی جب اُسکو سامنے رکھکر معائنہ فرماتے ہین جس

امر کے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہی وہ حالات آئینہ ہو جاتے ہین جس وقت سے ہنر برتلیتن
واسطے جنگ صمصام کے گیا ہی کوکب تنہائی مین اُس مرآت واقعہ کو ملاحظہ فرما رہا ہی
جو کہ یہان حالات گذرے وہ سب دیکھے یہانتک کہ ہنر برتلیتن کو حصار غبار مین مبتلا دیکھا
گھبرایا چونکہ برہمن روئین تن نے منع کیا ہی کہ قصر جمشیدی سے قدم نہ نکالنا اپنا جانا تو ممکن
نہ تھا ورنہ خود جاتا حصار غبار سحر کو مٹاتا آواز دی ای سیار تیز رو جلد حاضر ہو یکایک
چھت شق ہوئی ایک ساحر نوجوان چہرہ مثل ماہتابان پیشانی پر ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ
اقبال کا چمکتا ہی اُترتے ہی عرض کی حاضر کوکب نے جلد ایک صندوق کھولا اُسمین
سے ایک شیشہ بھرا آب نایاب نکالا اور ہاتھ مین سیار تیز رو کے دیا فرمایا ای سیار تیز رو
جلد اپنے تئین صحرائے لالہ زار مین پہونچا ہنر برتلیتن صمصام ناکام سے مصروف
جنگ ہی اُسنے سحر غبار سامری کیا ہی وہ صاف باطن اُسمین پھنس گیا ہی غرق زمین ہو کر
اپنے تئین پہونچا اس شیشہ سے پانی لیکر پہلے اُسکے مُنھ پر چھینٹا دینا ہوش مین آجائیگا اور
یہ شیشہ ہاتھ مین اُسکے دیکر کہنا کہ اس شیشہ کو اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینک دے شیشہ شکست
ہو کر اسکا آب نایاب جسپر پڑیگا اسکو پناہ پانی مشکل ہوگی حصار غبار سحر بھی باطل ہوگا چند ساعت
کے واسطے سب بیہوش ہو جائینگے اُتنے عرصے مین کہدینا کہ صمصام کو گرفتار کر لینا اُسکے
تخت پر صندوق رکھا ہی اُسمین کچھ ہی وہ بھی اپنے قبضے مین کرنا یہ فرما کر سیار کو حکم دیا کہ جلد
جا خبردار کوئی لفظ فراموش نہ کرنا سیار تیز رو قصر جمشیدی سے باہر نکلا دونون پاؤن
زمین پر مار کے شق زمین ہوا اور زمین کو کاٹتا ہوا چلا یہان صمصام نے ہنر بر کو
حصار غبار سحر مین پھنسایا ہی جانتا ہی کہ چند ساعت مین تلوار سے خود اپنا گلا مبہوت
ہو کر کاٹ ڈالیگا اس خیال سے طرف فوج ہنر برتلیتن کے پلٹا ہی اپنے دست بخش سے
کوے ترنج تاریخ مار رہا ہی ہنر بر نے اب بدحواس ہو کر قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی کہ تلوار کھینچون
کستاکش سحر نہین اُٹھ سکتی خود اپنا گلا کاٹ ڈالون کہ یکایک زمین شق ہوئی سیار تیز رو
مثل برق جہندہ زمین سے پیدا ہوا مُنھ پر ہنر بر کے پانی کا چھینٹا دیا فوراً ہنر بر کو ہوش
آیا اپنے شاہنشاہ کی پرورش دیکھکر چہرہ خوشی سے مثل گل سُرخ ہوا سیار نے شیشہ ہاتھ مین دیا

سیام کوکب لفظ بلفظ سُنا یا خود غرق زمین ہو کر غائب ہوا ہنر بر پلیتن نے فوراً اپنے شیشے سے تھوڑا پانی چلو مین لیا غبار سحر پر پھینک مارا غبار سحر برطرف ہوا ہنر بر پلیتن مثل شیر غضبناک نعرہ کرتا ہوا جھپٹا اور شیشہ اُٹھا کر جانب آسمان کے پھینکا صمصام نے جو نعرہ ہنر بر پلیتن کی صدا سُنی سنتے ہی پلٹ کے دیکھا جھومتا ہوا آتا ہی گھبرایا یہ غبار سحر سے کیونکر نکلا تبتک کچھ نکر کرے یکایک لکۂ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگین جس پانی کی بوندیان پڑین ہائے کہکر زمین پر گرا اور بیہوش ہو گیا صمصام نے قصد کیا کہ میدان رزم سے نکل جاؤن یہ ابر کس غضب کا ہی اس سے بچنا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہی چاہا تھا زمین پر پاؤن مارون غرق زمین ہو کر نکل جاؤن جان بچاؤن یکایک چند بوندین پانی کی اُسپر گرین یہ معلوم ہوا کہ شعلہ ہائے آتش جسم سے نکلنے لگے استخوان جلنے لگے ہائے کرکے زمین پر بیہوش ہوا ہنر بر پلیتن مثل قضائے ناگہانی اسکے قریب آیا گردن پکڑ کر دبائی زبان صمصام کی منھ سے ایک وجب باہر نکل آئی ہنر بر نے سوزن دیا شکنجہ باندھین جست کرکے قریب تخت آیا صندوق نیچے کا اپنے قبضہ مین کیا تیغہ پکڑ کر فوج پر جا پڑا وہ سب بیحیا یہ حال اُس بد اقبال کا دیکھکر بھاگے چشم زدن مین میدان صاف ہو گیا ہنر بر بفتح و فیروزی پلٹا خیمے خرگاہ صمصام کے اپنے قبضے مین کیے خزانے اُس ملعون کے فوج نے لوٹ لیے اب صمصام بد انجام کو ہوش آیا اپنے تئین گرفتار طوق و زنجیر سحر پایا اب ہنر بر بفتح و ظفر بصد کر و فر نوبت نقارہ بجاتا ہوا اپنی فوج باقی ماندہ کو لیکر طرف کوکب کے چلا یہان کوکب نے یہ سب معرکہ مرأت واقعہ مین دیکھا صورت فتح و ظفر نظر آئی سجدہ شکر پروردگار کیا قصر مرأت سے باہر آیا تمام حال خورشید روشن رائے وزیر اعظم سے بیان کیا سب مبارکبادی نذرین خوشی کی گذرنے لگین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بصد ناز و انداز حاضر ہوئے ملکہ حنائے گلگون پوش نے حکم دیا کہ سب نازنینان زہرہ وش و مہ جبینان مہر تمکین حاضر ہون آج ہمکو انتہائی خوشی ہی ہماری دختر نیک ... خدا نے جان بچائی ایسی خوشی سُنائی ملکہ بران شمشیر زن کو خدا سلامت رکھے وہ آفتاب عالمتاب آسمان طلسم نور افشان ہی اسکی صولت و شوکت سے بہرام فلک لرزان ہی ... نے دیا

کر اے ملکہ بخدا جسوقت سے حال تجھے کا سُنا تھا خنجر غم دل پر چل رہا تھا اگر میرے قتل کا سلمان ہوتا کبھی نہ اسقدر پریشان ہوتا المختصر جام می ارغوانی گردش مین آیا صداے ہوشا ہوش دونوشا نوش بلند ہوئی ایک رقاصہ نے یہ اشعار گائے نظم

لاتا ہی بار بار نوید وصال عید
معشوقۂ طرب کا مبارک معانقہ
ابروے مہوشان کی طرح اہل دید کو
کرتا ہی کچھ فلک پہ اشارے ہلال عید
مینائے آسمان مین ہی کہنہ سال بھی
چرچے ہر انجمن مین نشاط و طرب کے ہین
ذکر سرور شیخ کو لاتا ہی وجد مین
صوفی کو حال آتے ہین سن سن کے حال عید
سینون مین اہل شوق کے ہے ابتہال عید
دکھلا رہا ہی بزم حسینان کو آئنہ
آراستہ ہین حجلہ نشینون کی حجرے ہی
مشاطۂ عروس بدیع الجمال عید
آ آ کے نذر دیتے ہین جاہ و جلال عید
ہر شادی شبانہ ہی نوروز کا جواب
شان و شکوہ تیری سواری کی دیکھکر
کچھ منفعل ہوے ہین جلیہ [illegible] جلال عید
خود آب پاش ہو عرق انفعال عید
عیش و نشاط حاشیہ بوس بساط ہین
احباب شاد ہو کے بغلگیر ہون بہم
اعدا کے ہون گلے پہ تیغ ہلال عید
آتا ہی دور دور کے ہیک خیال عید
دیتا ہی مژدہ قاصد فرخندہ فال عید
کیا رنگ نو بدلتی ہی مستونکو دیکھکر
ہر بزم مین ہی غلغلہ قیل و قال عید
طرز خرام دیکھکے ہوتے ہین ہر قدم
آئینہ وار حسن رخ بیمثال عید
خدام بارگاہ کو اک شہریار کی
ہر روز جشن رہتا ہی دن بھر مثال عید
جاری اگر ہو حکم معلے تو راہ مین
خدام بارگاہ مین جاہ و جلال عید
درباریون کو کب کے وہ

جشن و عیش ہی کہ ہر خرد و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان خوشی سے اپنے جامے مین پھولے نہین سماتے ہین در خزانہ وا ہی زر سرخ و سفید تقسیم ہو رہا ہی فلک کج رفتار گردون غدار چشم زدن مین عیش و سرور کو مبدل بغم و رنج کرتا ہی محفل خوشی کو دم بھر مین درہم و برہم کرتا ہی کہین شادی کہین ماتم کہین ساز کہین سوز کہین غم کہین عیش کہین بموجب بند مسدس

ہی عجب حال جہان بے ثبات و بے مدار
آج تو تخت طلا ہی کل ہی مرقد کا کنار
تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو قرار
قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین انکے مزار

ہر کجا افتادہ مینی خشت در ویرانۂ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانۂ

جسوقت کہ ہزبر بلیتن نے صمصام کو گرفتار کر لیا تجھ بھی قبضے مین کیا وہان افراسیاب خوشی خوشی بارگاہ حیرت مین آیا ہی خوشی مین حال صمصام ملکہ حیرت کو سُنایا ہی اور

عالم خوشی مین کہتا ہی کہ ای خاتون محل مین آپ کے خداوند لقا نے تدبیر معقول کی صمصام
مع نیچہ رقتل بران آمادہ ہی مگر بڑی مشکل مین ہی مین نے اُسکو راضی کیا ہی تمھاری مصاحب جو
ہی لالہ زار نرگسی چشم اب تم اُسکو راضی کرو کہ جب وہ یہان آئے ایک لمحہ اُسکے سامنے
جائے پھر مین وعدہ شادی کا کر کے تمھاری خدمت مین بھیجدونگا جب بران قتل ہو جائیگی
خواہ شادی کرے یا نہ کرے اُسکو اختیار ہی مگر اسوقت دام تزویر ضرور بچھانا چاہیے اس مرغ
زیرک کو پھنسانا چاہیے حیرت نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر قصد ہوا کہ لالہ زار کو
بلاؤن یا خود جاؤن مگر افراسیاب سے کہا کہ ای شہنشاہ کتاب سامری مین ملاحظہ فرمایئے
کہ آج صمصام کس منزل پر آتا ہی کیا کر رہا ہی برائے خوشامد اُس حوالی کے تاجدارون
کو فرمان لکھکر روانہ کر دون کہ جسکی سرحد مین صمصام پہونچے وہ واسطے اُسکے سامان دعوت
مہیا کرے اور با عزاز و اکرام منزل بمنزل ہم تک پہونچا دین پس افراسیاب اس صلاح
حیرت کی نہایت خوش ہوا کتاب اُٹھا کر دیکھنے لگا حیرت نے دیکھا کہ جون جون شہنشاہ
کتاب ملاحظہ کرنے مین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی ہاتھ ریش فش پر پڑا ہی نوچنے کا ارادہ
ہی غصے مین زانو پر ہاتھ مارا حیرت نے گھبرا کر پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی اتنا فقط افراسیاب
نے کہا کہ ملکہ غضب ہوا صمصام گرفتار ہو گیا ابھی جاتا ہون زمین کے طبقے ہلاتا ہون
یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالکر مثل فتنۂ خوابیدہ کے اُٹھا اور ایک سحر کر کے مثل شعلۂ آتش
سرکش بلند ہوا استادہ تھا کہ آسمان مین ڈوب گیا یہان ہنر بر پلیتن نے دشت لالہ زار
سے نکلنے کا قصد کیا ہی تھوڑا راستہ طی ہوا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او ہنر بر کہان جاتا
ہی مین آپہونچا ہنر بر نے سر اُٹھا کر جانب آسمان دیکھا قیامت کا سامان نظر آیا کہ خود افراسیاب
نمایان ہوا کف منھ مین غصے سے چہرہ سُرخ کچھ اشارہ کرتا ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر آیا اور
چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر ہنر بر پر پتھر برسنے لگے ہنر بر کہ ابھی اُسکے
اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست نہ ہوئے تھے لشکر بھی بار سحر صمصام اُٹھا چکا تھا
گھبرا گیا سحر تو سنبھلا نہین کر کے افراسیاب پر کیا گولہ مارا مگر قصد ہوا کہ نکل جاؤن نیچہ تو میرے
قبضے مین آچکا ہی لڑنے کی ضرورت کیا ہی پلٹ کے چاہا صندوق اُٹھاؤن دیکھا چند بچے

سنہرے صندوق کو پکڑے ہین ہر چند زور کیا مگر صندوق اپنے مقام سے نہ ہلا گھبرا کر اپنے تخت
سے کود پڑا افراسیاب نے آواز دی ہمارے خیر خواہ صمصام کی زبان سے جلد سوزن
نکالو قید سحر سے جلد رہا کرو یہ کہتے ہی ایک پتلہ فولاد کا زمین سے نکلا افراسیاب کو سلام کیا
عرض کی غلام حاضر ہی حکم شاہنشاہی بجالاتا ہون یہ کہتا ہوا طرف صمصام کے چلا ہنر بر نے
دیکھا کہ پتلہ طرف صمصام کے جاتا ہی گولے ترنج نارنج اُسکو مارے پشت و پہلو پر پتلے کے
پڑے کچھ تاثیر نہ ہوئی پتلہ گولے کھاتا ہوا حرب سحر کے اٹھاتا ہوا قریب صمصام پہونچا جلدی
ہی سوزن زبان سے نکال لیا قید سحر کو توڑ کر پھینک دیا پتلہ خود تو یہ کام کر کے غرق زمین
ہو کر غائب ہوا صمصام کو ہوش آیا قید سحر سے چھوٹا افراسیاب کو دیکھا کہ میرے دشمنون کو
قتل کر رہا ہی ہنر بر بھاگا بھاگا پھر رہا ہی افراسیاب کو دیکھکر صمصام دلیر ہوا ہنر بر نے جاکر
ہاتھ شمشیر سحر کا مارا ہنر بر نے سپر سحر پر روکا آواز دی او نامرد حمایتی کو دیکھکر بہت ملبلایا یہ کہکر
خبردار خبردار کر کے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اُسنے چاہا روکون مگر تلوار مثل برق گری سپر کے دو ٹکڑے
ہوئے جیسے ابر تیرہ سے بجلی کڑکڑا کر گذرتی ہی خود کو بھی کاٹ کر تا ابرو تیغہ پہونچا ہاے کہکر
صمصام زمین پر گرا آواز دی ای شہنشاہ دہائی ہی بچائیے ہنر بر نے چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھکر
سر کاٹ لون افراسیاب جست کر کے بیچ مین آیا اپنا سینہ سپر کر دیا دوسری تلوار افراسیاب
پر پڑی مگر تاثیر نہوئی ہنر بر پلیتن مثل ابر افراسیاب پر برس پڑا سب اسباب سحر صرف کیا
یعنی گولے ترنج نارنج چھپے پیکان کے دانے ماش کے مارے افراسیاب زخمی نہوا یہ حیرت ہی
کیونکر سب حربے خالی گئے افراسیاب نے اپنا تیغہ سحر اٹھایا سر پر ہنر بر پلیتن کے لگا یادہ تیغہ
قضا تھا کیونکر رکتا ہنر بر پلیتن ہاتھ سے افراسیاب کے سیار گلشن جنان ہوا افراسیاب
اسکو مار کر طرف فوج کے متوجہ ہوا صمصام کو آکر زمین سے اٹھایا گلے سے لگایا زخم باندھا تخت پر
سوار کیا جس تخت پر صندوق سنجہ رقتل بران رکھا تھا اُسی پر جست کر کے آپ بھی بیٹھا اور
صمصام بد انجام کو ہمراہ لیا طرف لشکر حیرت کے چلا راہ مین لشکر صمصام جو درہ ہاے
کوہ مین آکر چھپا تھا اپنے مالک کو دیکھکر دہائی دیتا ہوا نکلا صمصام نے عرض کی ای شہنشاہ
ٹھہر جائیے گنتے تین لاکھ مین صرف پچاس ہزار بچے آپکی محبت مین سب مارے گئے

افراسیاب نے تخت روک لیا وہ سب روتے پیٹتے قریب آئے کل لشکر کو ساتھ لیلیا افراسیاب
تا بہ حد طلسم ہوش ربا ساتھ آیا کہا اے صمصام اب کچھ مقام خوف نہین ہی یہ سرحد طلسم ہوشربا ہی
ما بدولت سبکو خبر کرتے ہوئے جاتے ہین ایک تاجدار جلیل آئیگا بارگاہ خزانہ وغیرہ سب ساتھ
لائیگا تمکو باحتیاط لشکر حیرت مین پہونچائیگا مابدولت نے تمھاری معشوقہ کو بھی راضی کیا سب
سامان وہان مہیا ہی اتنا تامل اسواسطے ہی کہ بذلت تمھارا گذر روبروے لشکر مہرخ نہو شان
وشوکت تمام آؤ وزرا امرا واسطے استقبال کے آئینگے ہم تمارا مرتبہ بڑھائینگے یہ کہکر افراسیاب
مثل تیر شہاب نکل گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صمصام بدانجام نے دیکھا ایک تاجدار مع
ساٹھ ہزار فوج آکر پہونچا صمصام سے بغلگیر ہوئے صمصام نے نام پوچھا کہا مجکو مفتوح بیشہ نشین
کہتے ہین بحکم شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپ کے لینے کو آیا ہون کل سامان عیش ونشاط ساتھ ہی
صمصام خوشی خوشی عیش جیش کرتا ہمراہ مفتوح بیشہ نشین کے منزل بمنزل طرف لشکر ملکہ
حیرت جادو کے روانہ ہوتا ہی یہان لشکر ہزبر پیلتن آفت سنگباری مین مبتلا تھا بعد جانے
افراسیاب کے وہ آفت سماوی برطرف ہوئی جھونکے ہوائے گرم کے چلے سنگباری برف باری
موقوف ہوئی کان مین آواز آئی مارا مجکو کہ نام میرا ہزبر پیلتن تھا یہ سانحہ مصیبت خیز ماتم انگیز
جو سرداران ہزبر نے دیکھا گریبان چاک کیے مُنھ پر خاک ملی لاشہ ہزبر پیلتن کا اُٹھا لیا روتے
پیٹتے طرف قصر جمشیدی کے چلے یہان کوکب روشن ضمیر غافل از شعبدہ بازی فلک بزم عیش
آراستہ وزیر سے باتین کرتا تھا کہ ماشاء اللہ ہزبر پیلتن فوج صمصام سے کیا خوب لڑا بڑے
غضب کا معرکہ پڑا مگر شیر بیشہ جرات نے اُس صمصام روبہ خصال کو گرفتار کر لیا انشاء اللہ
پہونچا چاہتا ہی ایسا سرفراز کرونگا کہ اُسکو بھی ہماری عنایت پر ناز ہو مگر اے وزیر اعظم صمصام
کو بھی سمجھا تا ہمارے قدمون پر گروا تا فقط براہ چشم نمائی دو چار روز نظر بند رہیگا یقین ہی کہ پھر
ایسی خطا اُس سے سرزد نہو مگر تیغہ اُسکے قبضے سے لینا ضرور ہی اب مجکو اُسکا اعتبار نہ رہا مقدمہ
جان کا ہی حفاظت ملکہ بہار شمشیر زن کی لازم ہی اب یہ دل مین ارادہ ہی کہ اس تحفہ کو خدمت
مین ملکہ مشتری ستارہ طلعت مالک حجرہ بلاے طلسم نور افشان کے بھیجدین کہ وہ پاس ملکہ
بیچون سبز پوش زبان دراز کے بھیجدیگی وہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی خورشید مفوض کے

بہت معقول تجویز فرمائی کیونکر ہم لوگ جانبازی نہ کرین کہ ایسے دشمن کو حضور فرماتے ہین کہ قتل
نہ کرونگا ہرچند کہ حضور نے ایسی خبر خوشی کی سُنائی گویا زبان تازہ جسم مین آئی مگر دل خود بخود
گھبراتا ہی کوکب نے کہا ای وزیر اعظم سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی خود بخود دل پر ہجوم غم و ملال ہی
شاید کچھ ہزبر بلیتن پر افتاد پڑی آنے مین یہان بڑی دیر ہوئی جلد مرأت واقعہ لاو ابھی حال
اُس جوانمرد کا آئینہ ہوگا یہ ذکر تھا اور خورشید اپنے مقام سے اُٹھا ہی کہ مرأت واقعہ لاؤن اور
شہنشاہ کو دکھاؤن کہ یکایک شور گریہ وزاری زیر قصر جمشیدی بلند ہوا کوکب نے گھبرا کر کہا کہ
ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی یہ کلام تمام نہوا تھا کہ بہت سے سردار دریائے خون مین نہائے ہوئے
لاشہ ہزبر بلیتن اُٹھائے ہوئے سامنے کوکب روشن ضمیر کے لائے چلائے دُہائی ہی سرکار کی کوکب
گھبرا کر تخت سے اُٹھا سردارون سے پوچھا بارے یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی تم سب تو صمصام
کو گرفتار کر چکے تھے فوج اُسکی شکست کھا کر بھاگ گئی تھی یہانتک تو خبر مجکو معلوم ہو چکی تھی کہ صمصام
لازنار سے بفتح و ظفر آپ لوگ چل چکے تھے اُن سب نے سر اپنے زمین پر دے مارے عرض کیا
ای شہنشاہ گردون بارگاہ ہزبر بلیتن جوان شیر دل تھا حقیقت مین آپکے اقبال سے کس زور و
شور سے لڑائی فتح کی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ خود افراسیاب آیا اُس سے بھی یہ شیر ایسا لڑا
کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقۂ غلامی ہزبر بلیتن اپنے کان مین ڈالتے مگر اُس ظالم سے
کیا زور چلے جسپر نیزہ تیر ترنج ناریج تاثیر نہ کرے اُس جری نے جانبازی سے مُنھ نہ پھیرا افراسیاب
پر تلوار کھینچ کے جا پڑا جرأت سے اُس نوجوان کی چرخ پیر لرزان ہوا آخر افراسیاب جہنمی
کے ہاتھ سے راہی گلشن جنان ہوا یہ سُنکر قصر جمشیدی مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کوکب
روشن ضمیر انتہا کا دردمند ہوا آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون افسوس
موت سے کسی کا زور نہین چلتا وقت قضا کسی طرح نہین ٹلتا کیا کیا تدبیر کی مگر کچھ نہو سکا جو
مرضی پروردگار کی اگر موت بر ان کی قریب ہی تو ہمارا کیا اختیار ہی ہر طرح بندہ مجبور و ناچار
ہی وہ مالک و مختار ہی دیکھیے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی کون ہنستا ہی اور کون روتا ہی
ای خورشید روشن رائے یہ تو دریافت کرو کہ وہ بچا کہان گیا یہ زبان سے کوکب کی نکلا تھا
کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ ای شہنشاہ صمصام بد انجام کو افراسیاب اپنے ساتھ لے گیا

خراج گذاران افراسیاب راہ مین آکر اُس سے بغلگیر ہوے طرف لشکر حیرت کے راہگیر ہوئے
یقین ہی کہ ہمگرام پہونچ گیا ہوگا یہ سنکر کوکب روشنضمیر نے فرمایا خواجہ عمرو کو اس امر کی اطلاع کرنا
ضروری ہی وہ انشاء اللہ کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرینگے مگر یارو صاف تو یہ ہی کہ عمرو کیا کیا کام کرے
مقابلہ ساحران غدار کا وہ سحر سے ایک حرف نہین جانتے مگر جرأت عمرو پر ختم ہی مین عمرو کا
بندۂ احسان ہون لیکن اس مقدمہ مین نہایت حیران و پریشان ہون خورشید روشن رائے نے
دست بستہ عرض کی ایک کام تو آپ جلد کیجیے ملکہ بران شمشیرزن ابھی راہ مین ہونگی نامہ بھیجکر
روک لیجیے طرف ملکہ مہرخ کے نجائین یہان چلی آئین اپنی جان بچائین جب یہان پہونچین
تو حکم فرمائیے کہ اے نور نظر چندے باغ نگارین مین سیر کرو گھر سے نکلنا مناسب نہین ہی بعد اسکے
جیسا کہ عقل مین آئیگا سامان کیا جائیگا کوکب نے فرمایا اے وزیر اعظم تمنے براہ خیرخواہی تدبیر
معقول بتائی یہ ہماری بھی عقل مین آئی مگر شیوۂ جرأت سے بعید ہی تمام طلسم نورافشان و طلسم ہوشربا
مین مشہور ہوجائیگا ہر خرد و کلان اطلاع پائیگا کہ صمصام ہمگرام کے خوف سے کوکب ایسا
لرزان و ترسان ہوا کہ ملکہ بران شمشیرزن کو باغ نگارین مین پنہان کیا اس ذلت سے مرجانا
بہتر ہی مگر خواجہ کو اطلاع دینا ضرور ہی کہ وہ اُنکی کنیز ہی یہ بھی خوب جانتا ہون کہ اُنکو بران
دل و جان سے عزیز ہی مجھسے زیادہ محبت کرتے ہین جب ہاتھ سے عشاق سبزہ رنگ کے گشتہ
ہوئی تھی اُنھین کا کام تھا کہ اُس ایسے ساحر زبردست کو مارا اب بھی جو کچھ ہوگا اُنھین کی کارگذاری سے
پروردگار فضل کریگا سنتے ہی عمرو اپنی جان لڑا دیگا یہ کہکر قلمدان طلب فرمایا قلم اُٹھایا کوکب
روشنضمیر نے اس طور سے خواجہ کو نامہ لکھا

نامہ لکھنا کوکب روشنضمیر کا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو مشتمل بہ ہمگرامی صمصام
آنا نامے کا اور پہونچنا ملکہ بران شمشیرزن کا لشکر مہرخ مین اور داخلہ صمصام
کا لشکر حیرت مین اور برق کلجا کر ایک جادوگر کو مارنا اور خواب دیکھنا ملکہ مخمور
سرخ چشم کا نورالدہر کو اور روانہ ہونا واسطے دیکھنے نورالدہر کے طرف کوہ عقیق کے
اور آنا نامہ لقا کا پاس افراسیاب کے اور روانہ کرنا افراسیاب جادو کا
عقرب نیشزن جادو کو برائے مدد لقا۔ نامہ

ای شہنشاہ اوج عیاری
تاجدار ممالک فطرت
ذہن کیا کر سکے بیان حضور
ہی بھری دل مین حسرت دیدار
دمبدم رنگ یہ بدلتا ہی
آفت تازہ سر پہ آئی ہی
وہ جو صمصام ہی خراج گذار
جا ملا دشمنون سے بد گوہر
اُسکے جوہر سے ہو جیسے ماہر
مہربان وہی ہو تیغ قضا
دیکھیے رنج کیا دکھاتا ہی
نیجہ کیسا اسے پہنچیے گا

وی سہ آسمان طراری
رہبر و جادۂ اولوالعزمی
عقل و دانش ہین چاکران حضور
فلک سفلہ پرور ہے در پئے جنگ
خنجر ظلم دل پہ چلتا ہی
ہو گیا دوست جان کا دشمن
ہی عدو جان کا وہی غدار
نیچہ اک جو تحفہ جات سے تھا
صاف کرتا ہون آپ پر ظاہر
جوہر خنجر ممات ہی وہ
سمت افراسیاب جاتا ہی
حال رنج و غم و ملال تمام

مصدر فیض صاحب ہمت
طی کن منزل پیادہ روی
عرض پیرا ہی کوکب و بیدار
کردیا اُسکی بدعتون نے تنگ
بخت بد کی یہ نارسائی ہی
خضر راہبر ہوا دشمن
قتل بران پہ بیت کرکے کمر
پاس اُسکے چھپا کے تھا رکھا
ای شہنشاہ ہی یہ جاے بکا
قاطع رشتۂ حیات ہی وہ
دسترس ہو تو قتل کیجیے گا
لکھدیا والسلام والاکرام

یہ لکھکر طیران سریع السیر جادو کو طلب فرمایا یہ نامہ سربمہر کرکے دیا اور ارشاد فرمایا کہ جلد بخدمت خواجہ عمرو یہ نامہ پہونچانا اور زبانی یہ بھی ہماری طرف سے ظاہر کرنا اور تمام کیفیت شاہزادہ ہنر بر پلیتن سے بھی ماہر کرنا کہ مین نے قصد اُسکے روکنے کا کیا تھا یہ شیر دل بصد صولت دو گھڑی جاکر خوب لڑا صمصام کو گرفتار بھی کرلیا تھا مگر جو نوشتۂ تقدیر ہوتا ہی اُس سے انسان ناچار ہی وہ پیدا کرنے والا مالک و مختار ہی اور ہنر بر پلیتن کی قضا آگئی تھی مین یہان غافل ہوا وہان افراسیاب نے آکر اُس شیر دل کو مارا اور صمصام کو رہا کرکے اپنے ساتھ لے گیا اب جو آپ مناسب وقت دیکھیے وہ کیجیے طیران سریع السیر جادو اک عقاب سحر پر سوار ہو کر بعجلت تمام وہ نیک انجام طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا لشکر ملکہ مہرخ مین تمام سردار اور عیار مصروف عیش و نشاط ہین طرا بجادو کی دعوتین ہو رہی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہین اور مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران والاگہر و مہتر قران بصد عظم و شان اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین اور حال خیریت مآل طرار نامدار کے

ناظر ہین کہ یکایک سامنے سے چرند و پرند جاسیسان لشکر اسلام حاضر ہوئے عرض کی اسوقت
ایک جادوگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش بصد جوش و خروش داخل ہوا
چاہتا ہی وزیر و امیر واسطے استقبال کے گئے ہین شاید کوئی خراج گزار افراسیاب کا ہو گا
غلامون نے صرف نام دریافت کیا یہ نہ تحقیق ہوا کہ کس ملک سے آیا ہی کہانکا رہنے والا ہی
اتنا البتہ جان نثارون نے دیکھا کہ سر پر اُس خیرہ سر کے پٹیان مرہم کی چڑھی ہین کہین سے
جنگ کر کے آیا ہی اُسکے ساتھ والے بھی زخمدار بیقرار خستہ شکستہ دیکھے ملکہ مہرخ نے فرمایا
انشاء اللہ دریافت ہو جائیگا اگر ہمارے مقابلہ کو آیا ہی طبل جنگی بجائیگا ہمارا تکیہ پروردگار پر ہی
خدا وہ دن دکھائے کہ اسد غازی رہا ہو کر اس لشکر مین تشریف لائین یہ ذکر تھا کہ طیران نامی
عقاب سحر سے اُترا واسطے تسلیم ملکہ مہرخ کے خم ہوا ہاتھ پر نامہ رکھکر خواجہ عمرو کو دیا عرض
کی بغور ملاحظہ فرمائیے عمرو نے فوراً نامہ کو کھولا مضمون جانگزا سے آگاہ ہوا رنگ رو متغیر
ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا قلب بھر آگیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ای خواجہ خیر تو ہی عمرو نے
کہا ای ملکہ غضب ہوا تقدیر نے آفت تازہ دکھائی ایک بلائے آسمانی آئی خدا بچائے
اور تمام کیفیت خواجہ نے مضمون نامہ کی ملکہ مہرخ سحر چشم وغیرہ سے بیان کی یہ سُنکر ہر سردار
کے ہوش و حواس باختہ ہوئے طیران سریع السیر جادو سامنے خواجہ کے کھڑا ہی
اور رو رو کے حال مصیبت ہزبر پلیتن کا جانبازی کرنا اور قتل ہونا بیان کر رہا ہی یا لیا
دربار مع ملکہ مہرخ و ملکہ بہار اس حال مصیبت خیز کو سُنکے اشک حسرت بہا رہے ہین
ہر ایک کا یہی کلام ہی کہ افسوس ہزار افسوس ایسے وقت مین ہم لوگون کو خبر نہوئی ورنہ
جاکر جانبازی کرتے اور اس مرد میدان شجاعت کو ہاتھ سے افراسیاب جادو بدخو
کے جسطرح ہو سکتا بچاتے اور صمصام ناکام پر وہ آفت لاتے کہ ماہیان دریا اور مرغان
ہوا اُس بدانجام کے حال پر روتے ہمکو ایسے ظالم کے اوپر ذرا ترس نہ آتا مصرع خیر زندہ
ہی اگر یار تو صحبت باقی ٭ دیکھا جائیگا وہ ملعون جب ہمارے مقابلے پر آئیگا اپنی سرکشی کی
انشاء اللہ سزا پائیگا مگر افسوس ہی اس زمانہ مین ہم لوگون پر ایسا وقت تنگ ہی ہر سردار
اپنی جان سے بہ تنگ ہی زمانہ گذرنے میعاد قید اسد کا قریب آیا ہی اپنی فکر مین ہین کہ یہ

اسی ذکر مین ہین کہ پروردگار افراسیاب غدار کے ہاتھ سے اُس نامدار کو بچائے اور
وہ جامع المتفرقین پیر و خوبی ربا کو ہمسے ملائے اچھا جو مرضی پروردگار اِس بلائے

ناگہانی کو بھی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے ہماری تو یہ شل ہے قطعہ

ہر بلائے کز آسمان آید
گرچہ بادیگرے قضا باشد
بر زمین نارسیدہ میگوید
خانۂ انوری کجا باشد

یہ تقریر ملکہ مہرخ نے طیران سریع السیر کی سُنکر فرمایا صاحبو صبر کرو اپنے دلپر جبر کرو اب اس
مقدمہ مین تدبیر معقول بتاؤ مشیران خوش تدبیر نے دست بستہ عرض کی جواب مین اس نامہ کے
شہنشاہ کوکب کو تحریر فرمائیے کہ فی الحال واسطے چند روز کے ملکہ بران کو یہان نہ آنے دین اثنائے
راہ سے اپنے پاس بُلالین طیران نے عرض کی کہ یہ صلاح قبل وزیرون نے شہنشاہ کو دی
تھی اُس شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت و لیاقت نے فرمایا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ مین ایک
نمک حرام کے خوف سے بُران شمشیر زن صف شکن کو چھپاؤن کبھی ایسا نہوگا عمرو نے کہا اسمین تمکو
کیا دخل ہے شہنشاہ کوکب روشنضمیر اس حقیر کے کہنے پر ضرور عمل فرمائینگے بُران کو باغ نگارین مین
چھپائینگے یہ ذکر ابھی درپیش تھا عمرو نے قلم اُٹھایا مگر کچھ بات درپیش تھی کہ یکایک آسمان پر لکۂ ابر گلنار
نمایان ہوا اس زور و شور سے ابر اُٹھا ہے کہ تمام صحرا سُرخ ہوگیا ہے کوئی کہتا ہے آج آسمان سے خون برسیگا
کوئی کہتا ہے شفق چھولی ہے شام اودھ کی کیفیت بھولی ہے یا کوئی ساحر گلگون پوش آتا ہے حقیقت
مین قلب تھراتا ہے وہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا رعد کی گرج چشمک زنی برق کی دل ہلاتی تھی
طائران خوشرنگ کی زمزمہ سرائی عجیب کیفیت دکھاتی تھی دیکھا تو وہ ابر اسی جانب آتا ہے خاص
لشکر اسلام پر محیط ہو رہا ہے خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل
و رعد و برق جملہ سرداران نامی تیغ و تاریخ ہاتھ مین لیکر خائف و ترسان بیرون بارگاہ آئے
یقین کامل ہوا کہ افراسیاب نے کسی ساحر زبردست کو بھیجا ہے قصد ہوا کہ قبل از اُترنے
ساحر کے سحر سے روکین خواجہ عمرو گلیم کاندھے پر ڈالے کھڑے ہین اس ارادہ پر کہ ابر شق ہو
ساحر نمایان ہو مین لشکر سے نکل جاؤن جا کر عیاری کی تدبیر کرون مہتر برق حباب ہائے
بیہوشی ہاتھ مین لیے ہوئے تڑپ رہا ہے کہ یہ جو کوئی ساحر ہے جلد اُترے اُترتے اُترتے
حباب مارون قریب جا کے للکارون مہتر چالاک بن عمرو بہ تعجیل گوشے مین آیا

بعجلت تمام رنگ روغن نکالکر ایک کنیز حسین مہ جبین خوشرو پری تمثال کی شکل بننے لگا
جانسوز بن قران نے ایک ساحر کی شکل بنائی ہی ضرغام شیردل ایک چیلہ بنکر تیار ہو گیا
عصاے نقرئی ہاتھ مین گولے دار پگڑی سر پر چینی ہوئی چکن زیب جسم بلبل چشم کا ٹپکا کمر مین
چستی و چالاکی بیتور ہین مہتر قران بعد اتمام کر ایک کوہ مین آکر ٹھہرے ہین ساحرون نے
جو اپنے سردارون کو دیکھا کہ آمادۂ حرب و پیکار ہین لڑنے پر تیار ہین کمر بندی کرنے لگے ترنج
نارنج ماش کے دانے ہاتھ مین لیے بعضون نے جھولیان اسباب سحر کی جلد جلد اٹھا کر زیب
دوش کین کسی ساحر نے نفیر سحر بجائی فوج ساحران تیار ہو کے آئی کہ یکایک وہ ابر گلنار شق
ہوا بجلی چمکی آنکھین سب کی جھپک گئین بعد چشم زدن دیکھا کہ تخت زرین پر ملکہ بران شمشیر زن
بصد صولت و شوکت سوار ساحران نامدار کے ہاتھ مین علمہاے زرنگار پھریرے کھلے ہوئے
ہوا مین اڑتے ہوئے اُنپر تعریف الٰہی و نعت پیغمبر برحق بخط جلی مرقوم تین لاکھ ساحران نامی کی
آمد کی دھوم پہلو مین ایک تخت مختصر اُسپر ملکہ مجلس جادو گرد کنیزان خوشرو بارہ سو لڑکیان
ہمسن شوخ و شنگ طائران زرین بال پر سوار کرتے جسم مین کلاہ ہاے زرین سرون پر
چھوٹے چھوٹے خنجر زیب کر جھولیان بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالے مینڈھیان گندھی ہوئین اُنمین
نارنے سرخ عجب کیفیت دکھاتے تھے ابر سیاہ مین یاقوت احمر کے ٹکڑے نظر آتے تھے
خود ملکہ مجلس جادو جس تخت پر ہی ایک گھروندا آراستہ گڑیان مٹی کے کھلونے رکھے
ہوئے ایک گڑیا دلھن بنی بیٹھی ہی گھونگٹ نکالے ہوئے ڈومنیان بھی وہی مٹی کی گجریان کسی کی
کمر مین طبلہ بندھا ہی چھوٹے چھوٹے ہاتھون سے ٹکڑے باندھ رہی ہین سر ہلاتی جاتی ہین
ایک گجری سارنگی بجا رہی ہی ایک کچھ آگے بڑھی ہوئی گا رہی ہی بھاؤ بتا رہی ہی بیت
وہ طبلون کی آواز اُنکی صدا ✦ وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا ✦ ایک سمت ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی بصد ناز طاؤس سحر پر سوار پایۂ تخت ملکہ بران شمشیر زن پر ہاتھ رکھے ہوئے
جب مسکراتی ہی گویا بجلی چمک جاتی ہی ایک طرف ملکہ عمران جادو اور ملکہ مجلس جادو
بہمہ سپہ سالاری لشکر و فوج کو جماتی ہوئی شوکت فوج کو بڑھاتی ہوئی ایک جانب ملکہ
شعلہ برق انداز حاکم قلعۂ آتشبار گرمی حسن بازار خوبی مہوشان کو سرد کر رہی تھی

جدھر نگاہ اٹھاتی تھی برق چمک جاتی تھی ایک سمت ملکہ گلابی چشم نارنجی پوش بصد جوش و خروش
ایک طرف ملکہ چشمک زن جادو نگاہ طالب دیدار کی دشمن غرض اسی طرح چار سو
شاہزادیاں ماہر خسار طرحدار بصد زیب و زینت گرد تخت ملکہ برّان شمشیر زن زیر ابر گلنار
بلور چہار دست مرکب باد رفتار پر سوار ایک ہاتھ میں تلوار ایک ہاتھ میں سپر صاحب
فتح و ظفر دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں بندھی ہوئیں اگر وہ مٹھیاں کھل جائیں لشکر عدو پر آفت
لائیں مٹھی کا بند رہنا ہی بہتر ہے مٹھی کھلنے میں خرابی سراسر ہے بھی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
اجازت لیکر شریک لشکر ملکہ برّان شمشیر زن ہوا ہے تمام فوج و لشکر کو ساتھ لیے ہوئے نمایاں
ہوا تمام سرداران لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ برّان شمشیر زن کو دیکھکر خوشی سے باغ باغ
ہو گئے واسطے استقبال کے بڑھے اور بصد شوکت و حشمت ملکہ بران کو ہمراہ لیکر داخل بارگاہ
آسمان جاہ ہوئے پہلوے تخت ملکہ مہرخ میں کرسی جواہر نگار پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ گر
ہوئیں شاہزادیاں بھی اپنے اپنے مقام پر کرسیوں پر بیٹھیں خواجہ عمرو یا تو گلیم کاندھے پر لیکر
کھڑے ہوئے ہنستے مسکراتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ بران واسطے تسلیم کے جھکیں
خواجہ عمرو نے بہ محبت سر سینے سے لگا لیا دعائے جانبدرازی دی مگر بران شمشیر زن نے دیکھا
کہ رنگ روے خواجہ عمرو متغیر ہے آنسو آنکھوں میں بھرے ہوئے ہیں رومال سے پاک کرتے
ہیں ملکہ بران شمشیر زن نے بیقرار ہوکر پوچھا کیوں خواجہ خیر تو ہے کیوں آئینۂ رخسار پر گرد ملال
ہے کیا اسوقت اسد دلاور کا کچھ خیال ہے خواجہ عمرو نے کہا نہیں اے نور نظر اپنے آقاے
نامدار کے فراق میں مبتلا ہوں آٹھ پہر تڑپتا ہوں وہ آقا کہ جسکے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے
کبھی ایک لمحہ کی جدائی نہوئی تھی یا محبت میں اسد غازی کے سالہا سال کی جدائی ہوئی
دیکھیے کس دن جامع المتفرقین صاحبقران سے ملائیگا کس دن وہ گلشن بیخزان یعنی دربار حمزہ
نظر آئیگا ملکہ بران خواجہ عمرو سے یہ باتیں کرہی تھیں دیکھا ایک گوشہ میں طیران خاموش کھڑا
ہے مثل برگ بید کانپ رہا ہے روے زیبا سے ملکہ بران کو دیکھکر روتا ہے ملکہ بران نے
فرمایا اے طیران تم اسوقت یہاں کہاں آئے ہو اسقدر کیوں گھبرائے ہوا اسنے چاہا کہ مثل
خواجہ کے حال مصیبت مآل کو چھپاؤں دست بستہ عرض کی فقط زیارت خواجہ کو حاضر ہوا

تھا اور سب طرح خیریت ہی ملکہ برّان نے فرمایا اسقدر بیقراری کا کیا باعث ہی قسم ہی تمکو ہمارے سر عزیز کی صاف صاف بیان کرو اسوقت تو مین کل اہالیان دربار کو پریشان پاتی ہون برائے خدا جلد بتلاؤ مین ہول کھاتی ہون طیران سریع السیر جادو سے آخر ضبط نہو سکا چیخ مار کر رونے لگا خواجہ عمرو نے بھی رومال آنکھون پر رکھ لیا اور سب سردارون مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر خورد و کلان دردمند ہوا عمرو نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر بخدا مین فرزندان صاحبقران سے زیادہ تمسے محبت کرتا ہون آٹھ پہر تمھارا ہی خیال ہی یہ بھی تم بخوبی جانتی ہو کہ تمھارا رازدار بھی ہون پروردگار وہ دن دکھائے کہ اُس راز کا انجام بخیر ہو خوب تمکو یاد ہوگا کہ جب عشاق سبزہ رنگ سے بعد شکست ہونے دریا کے اور ٹوٹنے پل پر یزادان کے نیچہ سحر تمیر مارا اور لاشہ بیجا ز گو کب نے طلسم نور افشان مین رکھا مین آٹھ پہر بیقرار تھا کہ عنایت سے پروردگار کی جا کر اس بحیا کو مارا ای نور نظر دنیا ہی معرکہ اب بھی درپیش ہوا ہی اسوجہ سے زیادہ پس و پیش ہوا ہی ابھی ابھی طیران سریع السیر جادو نامہ تمھارے والد نامدار کا لیکر آیا ہی اُس سے واضح ہوا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خود بخود باغی ہوا ہی اور نیچہ تمھارے دشمنون کے قتل کا جو اُس نگہرام کے پاس تھا لیکر بخدمت حیرت آتا ہی شہنشاہ کوکب نے خبر پا کر اُسکو روکا تھا تمھارے ملازم ہنر بر بلیتن نے اُسکو آڑ کو کا تھا لکھا ہی کہ اُسے گرفتار بھی کر لیا تھا اُسے گرفتار ہونے پر شہنشاہ مصروف عیش ہوئے اس خیال سے کہ اب ہمارا خیرخواہ نگہرام کو گرفتار کر چکا ہی لاتا ہوگا یہان فلک کجرفتار نے کجروی دکھائی افراسیاب خود وہان جا پہونچا اُس روباہ صفت نے ہنر بر بلیتن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا صمصام کو چھڑا لیا اب وہ داخل لشکر حیرت ہوا چاہتا ہی لہذا میری خوشی یہ ہی کہ تم ابھی جانب طلسم نور افشان چلی جاؤ بعیش و راحت بلا غم تگا پو مین بسر کرو انشاء اللہ مثل عشاق سبزہ رنگ اس بحیا کو بھی نہ مارا اور نیچہ اُس سے نہ لیا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا یا میری بھی قضا اُسکے ہاتھ سے ہی اب تو مین انتظام رہائی اسد کو بھی بھولا بُران نے بمحبت ہاتھ گلے مین خواجہ عمرو کے ڈال دیے عرض کی مین آپ کو مثل والد نامدار کے جانتی ہون محبت قلبی سے آگاہ ہون آپکا فرمانا آنکھون سے بجالاتی مگر مقام غیرت ہی کہ ایک نگہرام ذلیل ہمارے گھر کا غلام اُسنے تو یہ کام کیا افراسیاب خانہ خراب کا شریک ہو

اور برسر مقابلہ آتا ہی شجاعت اپنی دکھاتا ہے یہ کنیز آپکی جسدن سے حاضر ہوئی مقابلہ حیرت جادو اور افراسیاب جادو سے بھی نہین ہٹی اسکے خوف سے چلی جاؤن باغی کے خوف سے اپنے تئین باغ مین چھپاؤن یہ کبھی نہوگا بلکہ واضح رہے جب وہ بجایا طبل جنگی بجوا کر میدان مین نکلیگا کسی سردار کو نہ جانے دونگی خود مقابلہ کرونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی یہ باتین یہان ہو رہی ہین کہ لشکر حیرت سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی عمرو نے کہا شیا برق دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہے برق تڑپ کر چھپا صورت بدل کے لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کو ملازمان حیرت استقبال کر کے لائے ہین وہ مغرور اکڑتا ہوا ابل کرتا ہوا چلا آتا ہے ملکہ حیرت بارگاہ مین آکر بیٹھتی ہین حکم دیا ہے کہ شہنشاہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خیر خواہ دولت طلسم ہوش ربا کو جلد ہمارے سامنے باعزاز و اکرام تمام لاؤ کہ ہم بہت مشتاق ہین یہ حکم سنکر وزیر و امیر دوڑے اور صمصام کو سامنے ملکہ حیرت کے لائے پہلوان واسطے تسلیم کے خم ہوا پایہ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا حیرت جادو نے سر اسکا بعنایت اٹھایا بارگاہ مین لاکر داخل کیا آپ تخت پر جلوہ فرما ہوئین پایہ چہارم تخت پر کہ کل خاص واسطے وزیر اعظم کے مقرر تھا اسپر بیٹھنے کا اشارہ ہوا صمصام اس عنایت پر اور بھی زیادہ پھول گیا اپنی لیاقت کو بھول گیا ملکہ نے اشارہ کیا جلد سامان عیش و نشاط لاؤ ساقیان مہوشان کو سامنے بلاؤ دیر نہ لگاؤ بموجب حکم ساقیان سیمین ساق غنچہ دہن گلابیان بادۂ ارغوانی کی لیکر حاضر دربار ہوئے جام صہبائے لالہ فام بے اندیشہ دورۂ انجام سامنے صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش ناکام کے گردش مین آیا رقاصان پری چہرہ بصد ناز و ادا رقص مین مشغول ہوئین اور یہ غزل شروع کی

شب وصلت نہ وہ گر پردہ غل جاتا تو کیا ہوتا | مرے دل سے جو ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا | کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا
دیا بوسہ نہ کیون لیتے متاع حسن عارض کا | درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا
شب وصلت یہ مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے | بتا دو وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے | اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا
نہ پایا اس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق | طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

شکایت کی تو بولے وہ بہت تھے چاہنے والے | شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا
مری میت پہ گر میرے دل پامال کی صورت | کف افسوس اگر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا
سوال وصل پہ پایا تو نہین کی پاسنے لیکن | دلا گر اُسکے مُنھ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا
پہونچ جاتے رواق شاہدین پر ای قمر ہم بھی | یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

یہ غزل جو ایک نازنین پریچہرہ نے مخاطب ہوکر صمصام سے بصد ناز و ادا گائی مدت کا فراق دیدہ
ہجران کشیدہ تھا طبیعت بھر آئی تصویر لالہ زار نرگسی چشم مثل نظر پھر گئی زیبائی محفل مثل اشک
آنکھ سے گر گئی دماغ بھی بادۂ ناب سے گرم تھا بے اختیار رونے لگا اشکون سے مُنھ دھونے لگا
مبہوت ہوکر سر سے اپنے خود اُتار ا رقاصہ کو دیدیا وہ مسکرائی یہ کیسا سپاہی ہی پہلو مین ایک
ٹکڑا اجیرہ بجارہا تھا کہا لوبی ہو اسے عیش چلنے لگی تم ایسی گا مین کہ محفل مین بیخودی سے
پگڑی اُچھلنے لگی اس فقرہ گرم پر تمام اہالیان بزم ہنسے اسکو سر برہنہ دیکھکر لوگ پھبتیان کہنے
لگے ایک بولا ننگ خاندان ہی ایک بولا نہین بھئی یہ محتاج و پریشان ہی سر کھولکر ملکہ حیرت سے
فریاد کرتا ہی کسی نے کہا حال آیا چاہتا ہی دل کا رنگ دگرگون ہی کوئی بولا کسی لیلی وش کا مجنون
ہی ملکہ حیرت نے رومال مُنھ پر رکھکر مسکرائی حکم دیا کہ ایک کلاہ زرنگار لاؤ میان صمصام کے
سر پر پہناؤ ملازمون نے حکم سے کلاہ پہنائی رقاصہ بھی اپنے خود کے واسطے بیچارہ مصیبت
کا مارا روتا ہی مسکراتی ہوئی خود لیکر سامنے آئی عرض کی یہ خود حاضر ہی لونڈی تسلیم کرتی تھی
صمصام نے جھینپ کر جواب دیا کہ مین اپنی معشوقہ کے فراق مین روتا ہون کیا مین خود کے
لیے ملول ہوتا ہون مین سمجھا تھا جسوقت دربار مین ملکۂ عالم کے جاؤنگا معشوقہ میری ملکۂ عالم کے
ساتھ آئیگی میرے پہلو مین بیٹھے گی ہائے تمکو آرام بھی بنا اور لذت دیدار معشوق نہ حاصل ہوئی تھی
بیقراری زنا ئل ہوئی اُسوقت ملکہ حیرت نے ہنسی کو ضبط کرکے فرمایا ای صمصام شہنشاہ
افراسیاب تمہارے معقدے مین ہمسے سب کچھ فرما چکے ہین ہمنے اُسکا سامان کیا ہی لیکن وہ
بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی کوئی زن بازاری نہین ہی کہ فوراً آکر تمہارے پہلو مین بیٹھ جائیگی
یہان سے قریب دو کوس کے ایک باغ ہی اُس سرو خرامان گلشن حسن کو ہمنے وہان بلایا ہی
برہمنون کو طلب کیا ہی اُسی باغ مین تمہاری گٹ بندھن ہوکر بھونری پھر جائیگی شہنشاہ تمکو دو

بناکر لیجائینگے گنجل ہاتھی پر بھاری سہرہ بڑی تیاری کا سر پر سوار کرینگے جوڑے بانٹے جائینگے ایک
خواص حسین مہ جبین طرارہ فرار ملکہ کے سر پر رومال ہلا رہی تھی اُسنے مسکرا کر کہا میان صمصام
صاحب ذرا ریش مقدس مین خضاب لگاؤ معشوق کمسن کا سامنا ہوگا تم بھی نوجوان بنجاؤ
صمصام نے کہا خداوند بہت اچھا شب کو نائی کو بلاؤنگا وسمہ لگواؤنگا اُس طرارہ نے منہ
پھیر کر کہا بھڑوا جھڑوس دیوث خاک مین ملے سامری جمشید ایسا کرین کہ عوض وسمے کے نائی
اسکے نورہ لگادے ڈاڑھی مونچھین بھوین گرجائین ہم پھبتی کہین قلندر بوڑھا بندر بنا مین یہان
تو سب دربار مین اسکی باتون پر ضحکہ کر رہے ہین مگر قدمون سے حیرت جادو کے لپٹا ہوا کہتا ہی
کہ حضور کی باتون مین بڑھیا مان کا خاص مزا پایا ہی جو حضور فرمائینگی آنکھون سے بجا لاؤنگا کیا
غلام کو سہرہ باندھنے مین انکار ہی حضور کی پرورش اور خاوندی تو مجھپر بخوبی ظاہر ہوئی مگر اُ
امیدوار ہون کہ مین حق خدمت بجالاؤن بی بران کا سر کاٹون لاکر قدمون پر ڈالدون مگر
غلام زخمی ہین ہنس برکلیتن کے ہاتھ سے نہایت زخمی ہوا ہی دو تین روز علاج کرکے طبل جنگی اپنے
نام پر بجواؤنگا عجائبات سحر دکھاؤنگا ملکہ حیرت نے فرمایا اچھا سامری و جمشید کے سپرد کیا بارگاہ تو
تمہارے واسطے استادہ ہو چکی تھی اُسمین جاکر بیٹھو مصروف عیش و نشاط ہو لیکن ایک بات کا
خیال ضرور ہی کسی غیر کو بارگاہ مین نہ آنے دینا انتظام سحر سے کرلینا عیاران لشکر اسلام قیامت کے
پرکالے ہین ہمارے بخوبی دیکھے بھالے ہین اُنسے ذرا احتیاط وہ دم بھر مین آکر ساحر کو مار ڈالتے ہین
صمصام نے کہا کہ حضور عیارون کی میرے سامنے کیا مجال ہی کہ زبان ہلائین مجھ تک عیاری
کرنے کو آئین سامری و جمشید کرین کہ وہ مجھ تک آئینگا قصد خود اپنے خون سے اپنے ہاتھ بھرین
بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھا جاؤن یہ کہکر بل کرتا ہوا اُٹھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق فرنگی
کھڑا ہوا بصورت خدمتگار یہ سب باتین سُن رہا تھا اسکی لاف و گزاف پر سر دُھن رہا تھا دل مین
اپنے کہ رہا تھا کہ اس حرامزادے بدذات گذرنا دشوار کردونگا اب جو یہ چلا برق نے سمجھا کیا
سوچتا ہوا جاتا ہی کہ کیا تدبیر کرون یکایک دیکھا سامنے سے صرصر شمشیر زن آتی ہین گھبرا کے
پیچھے ہٹا صرصر سے نگاہ ملتے ہی بھاگا کہ بھوریا جاتا ہی برق بھی سمجھ گیا کہ اُستانی نے پہچانا برق
ایک ہوتے جادوگر کے پیچھے چھپ گیا صرصر حیران ہوئی کہ لنگوٹا بھوریا چھلاوہ تھا کہان چھپ گیا

نگاہ ہر سمت دوڑانے لگی دیکھا ایک جادوگر کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اُس جادوگر کو آواز دی کہ ای میان
جادوگر تمھارے پہلو مین جو خدمتگار کھڑا ہی یہ برق عیار ہی اسکو پکڑو وہ جادوگر پلٹا برق نے
لپٹ کر پہلو مین اُسکے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی ہنم برق رفتار و خنجر گذار ہستم یکہ
لیکن گران بر ہزار یہ مشہور ہی کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہی گیرودار کی صدا بلند
ہوتی ہی آندھی سیاہ اُٹھتی ہی موافق حقیقت ساحر سنگ باری اور برف باری بھی ضرور ہی
جب قتل سے اُس جادوگر کے یہ سامان برپا ہوئے برق تڑپ کر نکل گیا پکارتا ہوا جلا ہستانی
سے سمجھو لگا یہ ہنگامہ سنکر صمصام پلٹا دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی ملکہ حیرت
بھی شور و غوغا سنکر بارگاہ سے نکل آئی صرصر نے سلام کیا پوچھا ای صرصر یہ کیا ہنگامہ ہی
عرض کیا ابھی حضور نگوڑے برق نے میان صمصام کو مارا ہوتا ساتھ ساتھ آپ کے
خدمتگار بنا ہوا جاتا تھا لونڈی نے آکر بچایا اور ٹوکا وہ مکار بلاے روزگار اس جادوگر کو خنجر مار کر نکل گیا
یہ بھی خیر ہوئی اس غریب کی جان گئی میان صمصام صاحب کے سر سے بلا اسوقت ٹل گئی لیکن
اندھیرے رات گذرنا ساتھ سلامتی کے سخت دشوار ہی اور حضور نے بھی غضب کیا کہ یہ جس کام کے واسطے
یہان آئے ہین وہ یہان مفصل کہا اب اُس نگوڑے نے سب حال سُن لیا اب جا کر اپنے بڈھے اُستاد
سے کہیگا ساربان زادہ تین مدعیہ کا پیادہ دوڑیگا علاوہ اُسکے میان چالاک و ضرغام و جانسوز
اور کالیا مہتر قران انکی فکر مین آئینگے ضرور انکو راہ عدم دکھا دینگے اگر پیشتر سے لونڈی کو اسقدر
کی خبر ہوتی عرض کر دیتی کہ صمصام کو بطور مخفی بلائیے بلکہ کسی تہ خانے مین چھپائیے مگر اب کیا ہوتا ہی
حیرت نے جواب دیا کہ ای صرصر در حقیقت تو نے سچ کہا مجکو بھی مطلق اس امر کا خیال نہ رہا صمصام
بد انجام یہ باتین سُن سنکر مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہر طرف نگران ہوا کلیجہ دھڑکنے لگا دل
جان کے خوف سے بیٹھنے لگا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام تم نہ گھبراؤ ہم عیار بچیون کو تمھارے
دربارگاہ پر مقرر کرینگے مگر مناسب یہ ہی کہ گرد اپنی بارگاہ کے حصار سحر کرلو کسی غیر کو نہ آنے دو عرض کیا
بہت خوب یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا گرد بارگاہ کے اک حصار سحر آتش کردیا کہ شعلے آتش کے بھڑک کے
تا بہ آسمان پہونچے اور ہاتش کے آگے کے دو تین اژدر بندہ سحر بنا کر بٹھا دیے برق فرنگی دور سے یہ
سحر کہ دیکھا کیا آخر کار پلٹا بارگاہ مہرخ مین آیا خواجہ عمرو نے پوچھا کیون بیٹا برق خیر تو ہی کہا استاد

غضب ہوا صمصام بد انجام آگیا حیرت جادو نے اُسکی بڑی خاطر کی شادی کے سامان میں خلعت
دیا جب وہ اپنی بارگاہ کو چلا مین نے خدمتگار بنکے تعاقب کیا فکر مین اُسکی قتل کے تھا کہ سامنے سے
اُستانی آگئین بھوریا بھوریا کہتی ہوئی دوڑین مین ایک جادوگر کو مار کر تاریکی مین بھاگا اب لشکر مین
تلاطم ہوا صمصام اپنی بارگاہ مین گیا لیکن حرامزادے نے حصار سحر کرلیا ہی اب اُس تک جانا بہت
مشکل ہی عمرو نے جب یہ سنا غصہ آیا آنکھین ذرہ سی جوش و خروش مین آئین تاب نہوئی لوٹا لیکر
اُٹھے اور دو کوڑے سڑاک سڑاک برق کے چوتڑون پر لگائے برق تڑپ گیا اور کہا ہان ہان
اُستاد مین نے کیا کیا اُستانی کی شوخی و شرارت کا غصہ آپ مجھپر اُتارتے ہین مجکو بلاوجہ مارتے ہین
عمرو نے کہا اے بیہودہ پاجی تجھے بھی عمر بھر عیاری نہ آئیگی ہمنے تجکو واسطے خبر کے بھیجا تھا یا کہا تھا کہ جادوگر
کو مارتا اور نمکحرام صمصام کو ہوشیار کرآتا اب وہ ملعون ہوشیار ہوگیا سب عیارون کے واسطے سد باب
عیاری کیا برق نے کہا اُستاد آپ ناحق خفا ہوتے ہین آپ جاکر مسافرون کو لوٹیے یہ مقدمہ
ہمارے سپرد کیجیے ہم سمجھ لینگے عمرو نے کہا او نالائق کیا مین قزاق ہون مین تو صبحکو اُٹھکر ہر ایک صاحب
کے گھر پر جاتا ہون جو جو مین نے جسکے واسطے مقرر کیا ہی وہ دے آتا ہون تم ایسے پاجیون نے
ملعون و بدنام کیا ہی مین بیچارہ دُبلا پتلا کوئی بھوک مارے تو گر پڑون قزاقی کے لائق ہون اگر
پھر کبھی ایسی لفظ ناشایستہ میرے بارے مین زبان سے نکالیگا تو زبان کاٹ لونگا جا دور ہو سامنے
سے برق تڑپکر بھاگا عمرو نے پکارا ابے کہان جاتا ہی خبردار اب عیاری کرنے نہ جانا جیسا
ہمکو مناسب ہوگا سمجھ لینگے اس تقریر پر اُستاد اور شاگرد کی ملکہ مہرخ اور بہار اور بُران وغیرہ
ہنسنے لگین وقت شب ہوچکا تھا دربار برخاست ہوا خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے مہتر قران
اور چالاک کو بلایا برق بھی سامنے آیا کہا اُستاد کیا حکم ہوتا ہی عمرو نے کہا کیون نالائق پھر تو
ہماری بات مین دخل دیا مگر خیر اب مناسب ہی کہ اس بیحیا کی فکر کرو مین تدبیر مین جاتا ہون غرضکہ
پانچون عیار اور خواجہ عمرو الگ الگ تدبیر مین صمصام ناکام کے روانہ ہوتے ہین انکو تو راہ
مین چھوڑیے بروقت انکا ذکر ہوگا لیکن حال ملکہ مخمور سرخ چشم کا تحریر کیا جاتا ہی کہ آج دربار سے
جاکے خود بخود دل کو پریشانی سی ہوئی مست مے محبت آشفتہ وادی مودت حریق آتش اشتیاق
دو غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو گرفتار دام حسرت انجام الفت و پابند سلسلۂ مسلسل فرقت

شیفتۂ جمال بادشاہ گل گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم کنندۂ زمرد بے ایمان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان شعر نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر و شہ تارہ حشم شاہزادہ نور الدہر پر عرصۂ دراز سے مائل ہی جلدہائے مطبوعہ مین تحریر ہو چکا ہی کہ اسی عشق مین فرسنا سے بگڑ کر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے شریک ہوئی جیسے کئی مرتبہ ملکہ مذکور کا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جانا ہوا اور یہ عشق طشت از بام افتادہ ہو چکا ہی ہر کہ و مہ ماہر ہی صاحبقران پر بھی یہ حال بخوبی کھلا ہی آج دربار سے اٹھی اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون نے عرض کیا حضور خاصہ حاضر ہی جواب دیا اسوقت دل نہین چاہتا کھانے سے دل بھرا ہی پانی نہین پیا ہی مگر سیراب ہون آج مثل ماہی بے آب بیتاب ہون دیکھیے فلک کج رفتار گردون غدار کیا دکھاتا ہی جنگ طلسم کو روز بروز طول ہوتا جاتا ہی اب یہ بحیا اکلح ام صمصام ناکام ارادۂ قتل بر ان پر آمادہ ہو کے آیا ہی مقابلۂ عظیم پڑیگا یہ ملعون عرصے تک لڑیگا دلکو یہ خیال تھا کہ اب اسد غازی جیو ٹینگے دربندہائے طلسم ٹوٹینگے زمرد شاہ باختری بھی اس ملک مین ضرور آئیگا اُسکے تعاقب مین زلزلہ افگن ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران مع سرداران تہمتن و فرزندان صف شکن تشریف لائینگے یہ دونون لشکر آپسمین مل جائینگے گردش فلک نے یہ سامان نہ دکھایا یہ روز سیہ پیش آیا

خیر جو نوشتۂ تقدیر ہو جب غزل

شب گذری یا ہجا تا ہو یہ لیٹے لیٹے رو نا
تیر نگاہ ایک ادھر اور بھی سہی
تم سب جگہ تو ہو مرے دلمین بھی آبسو
شرارت دن ہی اسمین شرر اور بھی سہی
ساقی پھرا دے جام مئے ناب تو پیون
تا ہیجا اشک دیدۂ تر اور بھی سہی
اک ان بنا فساد کی ہی دوسری زمین
ہی دوسرا رقیب اگر اور بھی سہی
جب رنج اٹھائے غیر کے دشمن ہوا تو

دل ہجر مین لہو ہی جگر اور بھی سہی
کٹ جائی یا یک وقت سحر اور بھی سہی
ہمنے اگر بہار گل تو خفا ہو
اے یار مختصر سا یہ گھر اور بھی سہی
اک اور سنگلی بوسۂ لب دیکے دو مجھے
مین چور نشہ مین ہون مگر اور بھی سہی
اس حور وش سا ایک نہین ہی جہان مین
زر مشتر اگر ہی تو زنسا اور بھی سہی
اغیار سے کبھی کے آئے مرے لب پہ نہین
اے بلبلے خار سا ہی گل تر اور بھی سہی

جان اپنی جائے ایک نظر اور بھی سہی
مین سینہ چاک ہی صف عاشق مین ہون
نازک تمھاری اس سے کمر اور بھی سہی
آخر تو لڑتے رہتے ہو ڈھونڈھو حسین کوئی
تلخی قند بار دگر اور بھی سہی
زد گناہ کو عرق شرم سے مے طہور
یون سیکڑون حسین ہین بشر اور بھی سہی
سایہ مرے جلانے کو تیار کم ڈنکے
اے آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی
صبح شب فراق تو ہوگی نہ تا ابد

محشر تک انتظار سحر اور بھی سہی

یہ غزل پڑھکر پھر کھٹ پر جاکے لیٹی مگر نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبرائی ہی کبھی اٹھ بیٹھتی ہی صحن بارگاہ مین آکر تارے گنتی ہی ماہتابان کو دیکھکر عارض معشوق یاد آتا ہی ہر ستارہ گلی اور چھری کی تاثیر دکھاتا ہی کبھی پھر آکر بیٹھی شمع انجمن پر نگاہ پڑی دیکھا ہزارہا پروانے آتے ہین گرد شمع کے پھر کر جل جاتے ہین دل مین کہتی ہی ای مخمور یہ محبت جانسوزی اس جلنے مین کیا لطف اٹھاتے ہین مگر ثابت ہوا عاشق و معشوق دونون خراب ہر وقت بیتاب کشش عشق پروانہ ظاہر ہی شمع بھی گھل گھل کر حال پر پروانے کے اشک حسرت بہاتی ہی صبح تک جلکر بجھ جاتی ہی جو سنا تھا وہ دیکھا

بند مسدس

عشق وہ گل ہی کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ نخل ہی جسمین نہ لگا پھل اکبار
عشق وہ میوہ ہی جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ باغ ہی جسمین نہ کبھی آئی بہار
عشق وہ شاخ ہی جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہی جسکو نہ شگفتا دیکھا

دیگر غزل مصنف

تجھپہ آنکی مصیبت دل زار ایک نہ ایک
رنج دیویگی شب فرقت یار ایک نہ ایک

داغ بیکار اٹھائین ترا ای رشک چمن
ل ہی جائیگا ہمین لالہ عذار ایک نہ ایک

بچ گیا چرخ سے جو قبر نے پیسا اسکو
ہی بشر کے لیے ہر طرح فشار ایک نہ ایک

مدح گیسو جو کرونگا تو سیاہی کے لیے
نافے آئیگا آہوے تتار ایک نہ ایک

کبھی سہرہ ہی کبھی پھول ہین تربت پہ مری
کیفیت رہتی ہی بالین مزار ایک نہ ایک

یار کا ساتھ نہ پھولون نے چمن مین چھوڑا
آخر اس گل کی کلی کا ہوا ہار ایک نہ ایک

ای قمر دشت نوردی مین قلق بھی ہی ضرور
پار تلوون سے ترے ہوئیگا خار ایک نہ ایک

کبھی گھبرا کر کہتی کہ ای مخمور تعلقات احباب سے دامن کھینچو گریبان چاک کرکے طرف دشت ویران کے چلین پیادہ روی کے مزے دیکھین خارہاے صحرا سے ہمکنار ہون آئینہ ہاے پا سے نوکہاے خار ہون اتفاقن تو یہ کہ ہماری غربت پر آبلے بھی پھوٹ پھوٹ کر روئین ہم خود اپنے حق مین کانٹے بوئین دشت جنون بھی ضرور ملیگا حضرت مجنون کی قبر کی زیارت ہوگی یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے

محبت ہو گئی وہ بھی ہماری رمیدگی دیکھکر چوکڑی بھول گئے ہم آنکھون سے محبوب کی گرے ہین وہ بھی آنکھین دکھانے لگے ہمارے قریب نہ آئینگے تصویر قد محبوب وہان بھی پیش ہو گئی کیا گلبوٹون کو ہی حال خبر نہو گی اس ولولہ وحشت مین آنکھ اُس شوریدہ دشت محبت و آشفتہ وادی مودت کی ترٹپتے ترٹپتے بند ہو گئی دیدہ ظاہری بند مگر دیدہ دل نرگس وار خیال جمال یار مین کھلے ہوئے تھے بخت خوابیدہ بیدار ہوا عین خواب مین دیکھا کہ سیر اگذر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا ایک مقام پر ایک بارگاہ استادہ ہی ہین اُسمین پہونچی کہ سامنے سے گل گلزار صاحبقرانی روح روان ظل سبحانی شیر بیشہ جرأت صاحب سطوت وصولت چشم وچراغ صاحبقران شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان خراماں خراماں نمایان ہوئے آنکھین چار ہوئین عشق ومحبت کا جانبین سے جوش اِدھر ناز اُدھر نیاز اِدھر خواہش اُدھر کاہش یہ بیقرار وہ اشکبار محکوش آئینہ حیرانی آنکو مانند زلف پریشانی اس جوش وخروش مین چاہا کہ دامن بمقام گزشت کایت کرے ایام ہجر کی حکایت کرے کہ شاہزادہ منھ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم بیمروت سے بات نہین کرتے فراق مین تمھارے ہمپر کیا کیا گذری تمنے ہماری خبر نہ لی تم صاحب اختیار ہم مجبور ولاچار تمام افسوس ہی کیسی جان جانیکا کیا خیال ہی یہان دمبدم قلب پر ہجوم غم وملال ہی اُسی ساعت بدبختی کہ تمھارے جمال جہان آرا کے مائل ہوئے تیغہ ابرو کے گھائل ہوئے دل دیا فراق ہول لیا شعر نہ مجھ مین ہی نہ بتا ہی یار دل میرا ۔ یہ کیا ہوا مرے پروردگار دل میرا ۔ اشعار

جگر کو چیر قاتل دیکھتا تھا دل
درو سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین تا ہی
اسد اسد رسد گر بمددگاری دل

جو پوچھا مین کہا دل دیکھتا تھا
تیر مژگان نے آنکھین تو ڑکے مارا اسکو
صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل

کیا کہون آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل
پسلیان بج نہوئی آہ و سپر داری دل
ای قمر شیر زبان ہے بھی خوف آئے مجھے

نور الدہر بن بدیع الزمان ایسے کلمات جو کہتے ہوئے چلے مخمور

اُسی خواب مین بیقرار وبیتاب یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ ای شہریار سنیے تو مین بخطا ہون شناور دریاے عشق سے ناآشنا ہون آٹھ پہر ہوشربا مین لڑائی کا سامنا ہی افراسیاب آمادہ ظلم وبدعت ہمارا آقا اسد غازی مقید زندان مصیبت کس طرح فرصت پائین اپنے تئین کیونکر آپ تک پہونچائین بموجب شعر نہ قاصدے نہ صباے نہ مرغ نامہ برے ۔ کسے نہ بیکسے ماکی برد خبرے ۔ ای شہریار یہ کنیز بیکس وبے بس بموجب بیت نہ مونسے نہ شفیقے نہ ہمدمے دارم ۔ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم

یہ کہتی ہوئی جو ملکہ جھپٹ کر چلی سر فرش کی پائے نازک مین ٹھوکر لگی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا نہ وہ مقام ہو نہ سامنے شاہزادہ عالی مقام ہی اشعار مصنف

ہو کے حیران ہر طرف دیکھا　　اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
کور ہو جاتین یہ تو صبر آتا　　پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا
خواب غفلت نے یہ کیا ہی ستم　　نہ کہین کا رکھا فلک نے آہ
آفت تازہ سر پہ آن پڑی　　کس بلا مین ہماری جان پڑی
کیون کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہی　　پڑ گئی سر پہ اب بلائے فراق

آنکھ کھلتے ہی ہو گیا سکتا
ستیاناس ہوئے آنکھون کا
ہائے کیون سو گئی تھی مین سدم
زندگی اب محال ہی واسد
دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہی
ہو گئی آہ مبتلائے فراق

کبھی گھبرا کر روتی تھی اشکون سے منھ دھوتی تھی آوا نگریہ و زاری ملکہ محمود سرخ چشم سنگر گلعذار و زیر زادی بیدار ہوئی بارگاہ ملکہ مین دوڑی ہوئی آئی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم فرش خاک پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہی چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن آنکھون سے اشکون کا دریا بہ رہا ہی بال چہرے پر پریشان گریبان کی دھجیان سینے پر پڑی ہین مغموم مہموم بیتاب یہ اشعار مخمس زبان پر جاری ہین مخمسہ

گرفتار رنج و بلا ہو گیا　　بڑا دوست دشمن مرا ہو گیا
یہ کیا ستم اے خدا ہو گیا　　وہ اہل وفا بیوفا ہو گیا
بھلا ہو کے وہ بت برا ہو گیا

مصیبت مین مین مبتلا ہو گیا　　غم و رنج کا سامنا ہو گیا
جدا مجھسے وہ مہ لقا ہو گیا　　مقدر کی خوبی یہ کیا ہو گیا
غضب ہو گیا وہ خفا ہو گیا

ہوا بعد مدت وہ خلوت نشین　　بڑے لطف کی پہلے باتین ہوئین
خوشی مین ہوا دل ملول و حزین　　مکدر ہوا مجھسے وہ نازنین
ابھی بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہو گیا

اکیلے مین مجھسے جو صحبت ہوئی　　بجز رنج حاصل نہ راحت ہوئی
جہالت کے باعث ندامت ہوئی　　شب وصل بوسے پہ حجت ہوئی
خاتمہ پر یہ و بہوا ہو گیا

رہونگا نہ اب رنج مین مبتلا — بر آئیگا دل کا مرے مدعا
مقدر ہی ان روزون سید جامرا — کجی سے زمانے کی اب خوف کیا
مددگار مشکل کشا ہو گیا

اکیلا جو گھر مین پایا اُسے — طریق عداوت سکھایا اُسے
سبق یاد اُلٹا دلایا اُسے — رقیبون نے ایسا پڑھایا اُسے
وہ خوش ہو کے مجھ سے خفا ہو گیا

اجل میری فرقت مین حافظ ہوئی — مین مر مر کے زندہ ہوا ہون ابھی
مسیحا کی اُس بت نے تقلید کی — جلایا کبھی مار ڈالا کبھی
مرا یار معجز نما ہو گیا

یہ حال پُرملال دیکھکر گلعذار قریب آئی دونون ہاتھون سے چہرے کی چپر چٹر بلائین لین ترقی عمر و دولت حسن کی دعائین دین اپنے دوپٹے سے اشک چشم تر پاک کیے عرض کی واری خیر تو ہی اسوقت کس ملال مین حضور کو پاتی ہون ہی ہی مین صدقے ہو جاؤن بہت گھبرائی ہون کچھ فرمائیے حال نہ چھپائیے کنیزین خیرخواہ کس دن کے واسطے ہوتی ہین اپنے مالک کی مصیبت و رنج مین کام آتی ہین اگر محبت کا امتحان منظور ہو ابھی جان دیدین سر کاٹ کر قدم اقدس پر نثار کرین ملکہ مخمور نے ایک آہ سرد دل پُردرد سے کھینچکر کہا ای گلعذار کیا حال دل زار سناؤن اپنے قابو مین نہین ہی اس خانہ خراب نے ایسا بیتاب کیا صبر و طاقت نے جواب دیا آج شام سے دل پریشان تھا ابھی ابھی مین خفتہ بخت سو گئی تھی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی بخت سیاہ کا سامنا ہوا وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو نہ دکھائے ایسا سانحہ نہ پیش آئے خلاصہ یہ ہی کہ عین خواب مین جانا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا چمن کو بے محبوب مین جا کر مثل گل شگفتہ خاطر ہوئی خرامان خرامان بارگاہ فلک اشتباہ شاہزادۂ نور الدہر مین ہو گئی ای گلعذار شاہزادے کو دیکھا اول تو بیقرار ہو کے میری جانب بڑھے مین نے چاہا دامن تھام کر کچھ شکایت کرون فلک نے تفرقہ پردازی حیلہ سازی دکھائی خود بخود اُس شہریار کو غصہ آیا ابروے خمدار پر بل پڑ گیا یہ کہتے ہوئے مُنھ پھیر کر چلے کہ ہم اب تمسے بات نہ کرینگے ہمنے تمھارے فراق مین بڑی مصیبتین اُٹھائین اور افسوس تمنے خبر نہ لی ہاے نہین معلوم کہ اُس شاہزادۂ والاقدر نے کیا

صدمے سے جو ایسے کلمات اُس شیر نے اپنی زبان سے فرمائے او گلعذار وہ صاحبقران کے
بیشے کے شیر ہین بڑے دلیر ہین اگر دشمنون کے گلے پر چھری بھی پھر جاے تو اُف نہ کرین برق قہر و غضب
اگر چمکے تو آنکھین نہ جھپکائین ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس
بن عنقویل دیو پرور حقیقت مین اپنے زمانے کا رستم ہی بلکہ اگر رستم بھی ہوتا تو اس نوجوان بہادر
کے زور کے آگے ایک پیرزال تھا جب یہ جوان طہماس بن عنقویل دیو پرور بصد کر و فر مالک
نزائل پطرف سے لقا کے آیا کل صاحبقران کے سردارون کو زخمی کیا اور صاحبقران بھی
اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے اززرائل تا آذر کوہ دو بیٹے صاحبقران کے یعنی شیرویہ صاحبقران
و فرخ شہسوار قلندر اسی جوان کے ہاتھ سے سیار گلشن جنان ہوئے اُس شیر سے مقابلہ کرنے والے
ہمیشہ پشیمان ہوئے مگر اس شیر بیشۂ شجاعت نے ماشاء اللہ قریب کوہ آذر مشہور ہی کہ اسی طہماس
کا گیند دھڑ کا کر دیا یعنی بر سر کوہ آذر جا کر اپنے دست حق پرست پر اُٹھا لیا چشم بد دور اتنے
بڑے جوان کو سنبھلنے نہ دیا بعضی بات ایسی ہی کہ چھوٹا مُنھ بڑی بات صاحبقران کے ہاتھ سے
مسلمان نہوا اُنکی غلامی اختیار کی ہی بوا گلعذار میرے سر کی قسم سچ کہو میری خاطر نہ کرو اب بڑا زور
صاحبقران مین ہی کہ شاہزادہ نور الدہر مین اور بعض کوتاہ بینان تنگ چشم نے میان ایرج
صاحب فرزند قاسم نوجوان کو انکا ہم چشم قرار دیا ہی کیا انصاف کیا ہی ایرج بیچارہ بازار کا بیٹھنے والا
جواہر فروش کس شمار مین کس قطار مین خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے کہ صاحبقران سے لاگ
تھا گلی گلی پہلوانون کو ڈھونڈھتے پھرتے تھے اس خیال مین کہ کہان سے ایسے زبردست پہلوان
کو لاؤن کہ صاحبقران سے لڑواؤن میان ایرج شہر فرنگوشیہ کی بازار مین بیٹھے تھے دوکان
تجارت فرخ بابندگان آراستہ تھی اسی کے فرزند مشہور تھے خواجہ عمرو جا کر انکو لائے پہلوانی کے
ہنر سکھائے خروج کرایا انکا صاحبقران نے آفتاب پرستان نام رکھا مدتون عالم کفر مین
رہے ملک گیری کی آخر مین صاحبقران کے ہاتھ سے زیر ہوئے یہ بات بنائی گئی کہ امیر کے
پوتے ہین ایسے صاحب کو ایسے جری و بہادر کا ہم پلہ گرداننا واہ واہ کیا منصفی ہی سچ تو یہ
ہی کہ انصاف دنیا سے اُٹھ گیا ہی گلعذار نے عرض کیا داری بموجب مصرع چہ نسبت خاک را
با عالم پاک حقیقت مین آج سے بندگی او سعادت دانی صاحبقران کی میرے دل سے جاتی

ہے

رہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے فرمایا کہ اے گلعذار ایک بات مختصر سی اور سناؤن کہ میان ایرج صاحب کا نام لینے کو تیرا دل نہ چاہے ملکہ گیتی افروز اپنی مان پر عالم کفر مین عاشق ہوئے گلی گلی پکارتے پھرتے تھے کہ عاشق زار ملکہ گیتی افروز کا ہون اُسی جوش محبت مین ہزارون مسلمانون کو قتل کیا قلعہ ذوالامان حصار پر چڑھ گئے سیکڑون حملے کیے مگر اُس بی بی کی آبرو کو خدا نے بچایا یہی شہزادہ میان ایرج کی سرکوبی کو آیا تب قلعہ بچا ہاے نہین معلوم کیا صدمہ گذرا ہے کہ جو اُس شیر نے عالم خواب مین ایسا کلمہ کہا ہے نہین معلوم مزاج اقدس کیسا ہے گلعذار نے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم خواب کا آپکو ناحق خیال ہے یہ بیکار رنج و ملال ہے سُنا ہے کہ خواب کی تعبیر اُلٹی ہوتی ہے وہ آرام و چین سے ہونگے ہان البتہ آپکو یاد کرتے ہونگے ماشاء اللہ حُسن آپکا عابد کش زاہد فریب ہے آپ ہی کے تصور مین فی الحقیقت آرام و چین نہو گا مصاحب بہلاتے ہونگے میرے نزدیک سب طرح خیر ہے آپ اپنے تئین ناحق ہلاک کرتی ہین یہ باتین تھین کہ یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت | خروس صبحدم آواز برداشت | عنادل لحن دلکش بر کشیدند
لحاف غنچہ از رو در کشیدند | سمن از آب شبنم روے خود شست | بنفشہ جعد عنبر بوے خود شست

صداے مرغ سحر سے رنگ رو ملکہ مخمور کا متغیر ہوا کہا او گلعذار سحر ہو گئی ایک تمہارا ہمپر احسان ہو گا تمنے ہرچند کہ بہت سمجھایا مگر دل خانہ خراب نہین مانتا مین طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتی ہون ایک نظر دیکھکر اگر حیات مستعار باقی ہے تو چشم زدن مین واپس آتی ہون شاید ایک شب اُنکے اصرار سے گذرے ہرچند کہ وہ بہت کہینگے ابھی نہ جاؤ مین بیان کی کل کیفیت ظاہر کر کے چلی آؤنگی تو تم اتنا کرنا اگر ملکہ مہرخ وغیرہ پوچھین تو کہہ دینا کہ واسطے ایک شب کے سحر تیار کرنے کو برج بلور پر گئی ہین صمصام سے مقابلہ منظور ہے گلعذار نے دیکھا کہ اگر منع کرونگی تو روح قالب سے اس مشتاق جمال محبوب کے پھڑک کر نکل جائیگی اس خیال سے عرض کی بسم اللہ تشریف لیجائیے خادمہ اس راز کو چھپائیگی پس فوراً ملکہ مخمور سرخ چشم کہ نشۂ بادۂ محبت شاہزادہ نور الدہر مین چور چور تھی لڑکھڑاتی ہوئی اُٹھی اسباب سحر کا لا جھولی مین رکھا لباس فاخرہ جسم انور پر آراستہ کیا دریاے جواہر مین غوطہ مارا تمام زیور یاقوت احمر کا پہنا سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا دیکھنے والون کی نظر مین وہ سرمہ دنبالہ دار چشمان مست ملکہ مخمور سرخ چشم مین یون دکھائی دیتا تھا کہ آہوے شوخ چشم صحرا کے

ختن مین جلوہ نما ہی یا ست ہاتھی کے ہاتھون تلوا آبداروی لائی مطلع آتش سرمۂ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو
نیلگون گنبد اپہنایا مردم بیمار کو ٭ مطلع مصنف اسقدر گردش نہین لازم ہی چشم یار کو ٭ ہی سفر موجب
ضرر کا مردم بیمار کو ٭ پیشانی پر افشان جسکی بقول مصنف چُنے پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا ٭ تیری
افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین ٭ اور اگر کچھ ستارے افشان کے ابروے خمدار پر آگئے تو صاف ثابت
ہوا مصرع آب زر بخوم ہی برج ہلال پہ ٭ اشعار مصنف ابرودن کو تری کیا درت بے پیر کہین ٭
یہ نیا کسی سفاک کی شمشیر کہین ٭ چھُٹ کے ماتھے سے جو ابروے خمیدہ پہ گرے ٭ تیری افشان کو
بھی ہم جوہر شمشیر کہین ٭ سینے پر جوبن کا اُبھار محرم سے نامحرم کرتی آب روان کی آستینون وا چست پھلکا
سب لباس درست کر کے شعلۂ جوالہ بنکے طاؤس واسطے سواری کے سحر کا بنایا گلعذار اسے سراپا
مخمور پر بخیال نظر بد نظر نہین کی ملکہ نظر گذر جانے کا خیال کر کے تصدق اپنی نظر کا اُتارا اور تاکید کی واری بھول
نہ جائیے گا جلد تشریف لائیے گا آج کل صمصام کا معرکہ درپیش ہی عمرو و مہرخ کو بہت پس وپیش ہی
حضور کے نہونے سے در اندازطرح طرح کے فتور برپا کرینگے خواجہ عمرو دے کینگے کہ ڈھیوبی مخمور جان
کے خوف سے کہین جا کر چھپ رہین کنیز جواب نہ دے سکیگی دل ہی مین تاؤ پیچ کھائیگی غرض وعدہ
جلد آنیکا کر کے مخمور بارگاہ سے نکلی طاؤس لشت پر کوتل زیر نخل ہو چکر نگاہ اٹھائی کہا ای مخمور کس طرف
سے جاؤن ایسا نہو افراسیاب کو خبر ہو جائے تو جانا کیسا جان بچانا مشکل ہوگا فکر کرتے کرتے
سوچی ابادی کا راستہ چھوڑ و کوہستان وخارستان کا راستہ لو اسبات کو مصمم دلمین ٹھہرا کر طاؤس
زرین سحر پر سوار ہوئی طاؤس کو اشارہ کیا وہ مثل ستارۂ سحری بلند ہوا اس جوش وخروش مین ملکہ
مخمور برائے ملاقات شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین انکو
بھی ابھی یہین چھوڑتے وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن یہان یہ داستان حیرت بیان تمام ہونے کو ہی
چند فقرات مین حال افراسیاب سناؤن پھر ناظرین کو نقشہ لشکر اسلام و فوج لقا کا دکھاؤن
افراسیاب خانہ خراب صمصام کیطرف لشکر حیرت کے روانہ کر کے باغ سیب مین آیا نازنینان
مہجبین نے آکر گھیر لیا تخت پر آکر بیٹھا اسباب عیش مہیا ہوا دفعتہً آسمان پر ایک برق سی چمکی
ایک ساحر سیغام نامہ لیے ہوئے آسمان سے اُترا افراسیاب کو سلام کر کے نامۂ لقا ہاتھ مین
دیا ناظرین پر واضح ہو جلد ہاے مطبوعہ مین مذکور ہی کہ جب نمرود شاہ باختری کو نامہ دیکر لقا نے

[illegible]

افراسیاب کے منظور ہوتا ہی نامہ کو لکھکر ملازم اُسکے بالاے کوہ عقیق لیجاتے ہین وہان زیر نخل اک نقارہ رکھا ہی نامہ اُس نقارہ پر رکھکر چوب لگاتے ہین ایک پنجہ سنہرہ پیدا ہوتا ہی وہ نامہ کو اُٹھا کے غائب ہو جاتا ہی اور دربند اول کہ جسکا دربند جالندہ بہ نام ہی وہان کے حاکم کی گود مین لیجاکے وہ پنجہ ڈالدیتا ہی وہ حاکم اپنے کسی ملازم کے ہاتھ حاکم دربند دویم کے پاس بھیجدیتا ہی اسی طرح وہ نامہ تا دربند ششم پہونچتا ہی وہ بادشاہ دربند ہفتم کے پاس روانہ کرتا ہی حاکم دربند ہفتم اُس نامے کو باحتیاط اپنے ملازم تیز رو کو دیکر پاس افراسیاب کے بھیجدیتا ہی نام ان دربندون کے انشاء اللہ تعالی بشرط حیات بوقت پہونچنے اسد غازی کے اپنے مقامات پر بیان کیے جائینگے مگر نام بادشاہ دربند ہفتم کا اس مقام پر لکھنا ضرور ہی واضح ہو کہ بادشاہ دربند ہفتم کو شہنشاہ توسن کہتے ہین نہایت افراسیاب کا معتمد ہی طرف سے افراسیاب کے سو ملک اسکے قبضے مین ہین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم ہوش ربا کا یہ وزیر اعظم تھا یہ بھی شریک افراسیاب ہوا اور اپنے ولی نعمت کو گرفتار کرا دیا اور یہ بھی واضح رہے کہ زندان طلسمی بھی اسی کے قبضے مین ہی پس ملازم شہنشاہ توسن نے نامہ زمرد شاہ باختری کا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پہلے اُسکو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر سونگھا مہر منگا کر ایک مشیر مدبر کو حکم دیا کہ نامہ کو خداوند کے باواز بلند پڑھو اُسنے بر سر مہر آکے نامہ کھولا پہلے لقانے بہ کبر و نخوت اپنی تعریف لکھی تھی بعد اسکے مرقوم تھا کہ ای بندۂ خاطی قدرت کو عرصہ دراز گذرا نزول اجلال در ورود اقبال فرمائے ہوئے آجتک تو قدمبوسی کو قدرت کی نہ آیا ساحران مغرور کو بھیجا قدرت کو کبر و نخوت انکا پسند نہ آیا ہاتھ سے عیاران لشکر اسلام کے قتل کروا ڈالا اور حمزہ سپہ سالار قدرت ہی صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ سب جاہ و حشم اُسکو قدرت ہی نے دیا ہی ظاہر مین دن کو برا کہتا ہی لیکن رات کو اُٹھا ہو کر گڑگڑا کے ہمسے توبہ کرتا ہی ہماری محبت کا دم بھرتا ہی قدرت تو رحم دل ہین خطا اُسکی معاف کر دیتے ہین مگر اب اُسنے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہی قدرت چاہتے ہین کہ تیرے یا تیرے کسی ساحر کے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائین مرتبہ تیرا بڑھائین اور اگر تامل کریگا تو قدرت طرف کوہ زلازل کے چلے جائینگے تجھکو عمرو کے ہاتھ سے قتل کرائینگے عمرو کو قدرت نے جلاد ساحران بنایا ہی اُسکی موت کسی کے ہاتھ سے قدرت نے مقرر نہین کی جلد کسی کو روانہ کر یہ مضمون نامہ سنکر افراسیاب خوف سے کانپنے لگا رنگ زرد و متغیر ہو گیا کہا صاحبو سنتے ہو جو صاحب بیان ہی

جاتے ہین جہان دو چار مسلمانون کو گرفتار کیا غرور سا گیا قدرت نے قتل کرا ڈالا مجکو بڑا تردد ہی کہ مین کیا
کرون اگر مین خود مع خدم وحشم جاؤن تو دریا راہ مین خشک ہو جائین غلہ رسانی کا انتظام ملازم
نہ کر سکین گاؤ زمین بار ہماری فوج کا نہ اُٹھا سکے صحرائے عالم مین لشکر میرا نہ سما سکے اکیلا کیونکر جاؤن مناسب
وقت نہین ہی یہ کہکر افراسیاب خاموش ہوا تھا کہ ایک جادوگر مصاحبان افراسیاب سے تھا اُٹھا نہایت
پُرفن نام اُسکا عقرب نیشزن جادو سحر مین طاق یگانۂ آفاق عرض کی ای شہنشاہ بڑے وہ بیوقوف
ہین کہ دربار خداوندی مین غرور کرتے ہین آخر اُسکا بدلا یہ ہی کہ بے موت مرتے ہین مناسب ہی کہ وہان
جائین بانکساری قدرت کی خدمت کرین دم محبت کا بھرین جب قدرت خوش ہونگے عمر بڑھائینگے
اور اولاد عطا فرمائینگے ایسی جاگتی جوت کا خداوند اُنکے سامنے کبر و نخوت سراسر حماقت ہی غلام
کو حکم ہو کہ مع فوج جائے مسلمانون کو خاک مین ملائے قدرت کو ملک موروثی مین یعنی بالائے
قیلول پہونچا دون افراسیاب نے کہا ای عقرب نیشزن قدرت نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہی کہ
جب قدرت بالائے قیلول پہونچینگے دریچۂ قدرت مین بیٹھکر تقدیرات رنگارنگ کرینگے دریائے
رحمت قدرت جوش ماریگا جتنے بندے اُنکی محبت مین کام آئے ہین سبکو زندہ کرینگے اور یہی وجہ ہی کہ جو
ساحر اور غیر ساحر از باختر تا بکوہ عقیق ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے ہین اُن سبکے نام بقید ولدیت
قدرت نے کتابون مین درج کیے ہین سنتا ہون کہ بڑا امکان اُن کتابون سے بھرا ہی شیطان
درگاہ قدرت ملک بختیارک کہتا تھا کہ قدرت کو اُس زمانے مین بڑی مشقت ہوگی از سر نو
سب کے پتلے بنائینگے روحین پھونکینگے اگر تمنے جا کر یہ کار نمایان کیا گویا تمام عالم پر احسان کیا
عقرب نیشزن یہ سُنکر مارے خوشی کے پھول گیا اُسی وقت نفیر سحر بجائی ساٹھ ہزار ساحران
غدار فوراً آراستہ ہو کر سامنے اُس بیحیا کے آئے اُسوقت سرکار افراسیاب سے عقرب کو
خلعت رخصتی ملا تخت پر سوار ہو کر فوج ہمراہ لیکر نوبت ونقارہ بجتا ہوا اس شان وشوکت سے
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑیے بروقت ذکر اسکا کیا جائیگا

داستان جلالت نشان لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران وکیفیت زمرد شاہ بے ایمان آنا فولاد فولاد شکن کا واسطے مدد لقا کے اور عاشق ہونا اُسکی دختر پر ایرج نوجوان نبیرۂ حمزۂ صاحبقران کا اور جانا فولاد کا بارگاہ ایرج نوجوان مین

اور زخمی کرنا ایرج کو اور پکڑ لانا اپنی دختر کو اور ہونا جنگ مغلوبہ کا اور پہونچنا عقرب نیشتر زن جادو کا میدان کارزار مین اور آنا مخمور سرخ چشم کا اور لیجانا شاہزادہ نور الدہر کو طرف صحرا کے اور سلسلہ طلسم جمشید یعنی قید ہونا ملکہ مخمور سرخ چشم کا طلسم جمشید مین اور توڑنا طلسم کو شاہزادہ نور الدہر کن بدیع الزمان کا کہ جہان کے سبب رہائی اسد نوجوان ظاہر ہوتا ہی معرفت حکیم بقراط ثانی عجب داستان ہی ساقی نامہ

کدھر ہی تو اے ساقی بیخبر
تجھے اپنے پہلو مین پاتا نہین
قسم تجکو اس چشم خونبار کی
تجھے آج میرے لہو کی قسم
قسم ہی تجھے اپنے ایمان کی
قسم تجکو اپنے دل سرد کی
قسم ہی تجھے میری فریاد کی
قسم ہی تجھے لذت عشق کی
تجھے اپنے مینائے گل کی قسم
تجھے فرق پیر مغان کی قسم
قسم ہی تجھے میرے آلام کی
مری اس تباہی کی تجکو قسم
قسم ہی تجھے اپنے میخانے کی
قسم تجکو صہبائے گلفام کی
نہ کر دیر بر لا مری آرزو
وہ مے ہو کہ زاہد نے بھی پی نہو
سرور ایسا ہو اُس مئے ناب مین
مجھے رو بہ رو محبوب آئے نظر

نظر کر محبت سے مجھ رند پر
تجھے میرے صبر و وفا کی قسم
قسم تجکو میرے دل زار کی
تجھے میری آہ و بکا کی قسم
قسم تجکو میرے دل وجان کی
تجھے میرے داغ جگر کی قسم
قسم تجکو اپنے دل شاد کی
تجھے میرے سوکھے لبون کی قسم
تجھے اپنے زیبائے گل کی قسم
قسم ہی تجھے ساغر صاف کی
قسم ہی تجھے اپنے آرام کی
قسم تجکو رندان میخوار کی
قسم ہی تجھے اپنے پیمانے کی
قسم ہی تجھے جام بلور کی
پلا دے وہ صہبا مجھے تا گلو
کرے نشہ ایسا وہ مے جلد تر
کرون مین سفر عالم خواب مین
وہین دفع ایذائے کلفت ہو کل

تڑپتا ہی دل چین آتا نہین
تجھے اپنے ظلم و جفا کی قسم
تجھے بس مری آرزو کی قسم
تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم تجکو میرے رخ زرد کی
تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم
قسم ہی تجھے حضرت عشق کی
تجھے اپنی ہی شوخیون کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
قسم ہی تجھے مے کے اوصاف کی
سبو و صراحی کی تجکو قسم
قسم تجکو صہبائے گلنار کی
قسم ہی تجھے شیشۂ و جام کی
قسم تجکو مجھ رند مخمور کی
بُری بھی ذرا اور رنگ و بو کی نہو
گرائے مجھے بستر خواب پر
یکایک ہو ایسی جگہ پر گذر
کھلے غنچۂ دل مرا مثل گل

بڑھون اُسکی جانب بصد آرزو
نہایت خوشی سے کرون گفتگو
وہ معشوق سبکے بناز و ادا
کبھی مجھسے خوش ہو کبھی ہو خفا
کھلے آنکھ جب اشکباری کرون
یہانتک تو مین آہ و زاری کرون
جگادون ہر اک شخص کو خواب سے
کہون خواب مین اپنا احباب سے
اُسی نشۂ مے مین پھر یک بیک
چلا جاؤن ساقی مین اُس شوخ تک
کہین لڑکھڑاؤن نہ مین راہ مین
چلا جاؤن یوسف کی مین چاہ مین
پھنسادین اُسے گر کہین بخت بد
قلم صاف کہدون کرون مین مدد
جو ہین کاتبان جلالت نصیب
وہ لکھتے ہین یہ داستان عجیب

شہسواران اشہب تیزگام عرصۂ جانبازی و مہمیز کنندگان سمند باد رفتار میدان سرفرازی نوجوانان تہور شعار و تہور شعاران جلالت آثار کمیت قلم کو میدان قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ نزلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی مین ونگل آصفی پر جلوہ فرما ہین اور ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ با توقیر شاہزادۂ سعد بن قباد والا نژاد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہین اور اسوقت دربار مین پانچ ہزار ایلچی پچپن سو سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی اٹھارہ سو جوانان ترکی و مغربی اپنے اپنے ونگل پر بصد کر و فر رونق بخش بارگاہ فلک اشتباہ ہین یہ امر بھی رائے بیضا ضیائے ناظرین باتمکین و مشتاقان طلسم فصاحت آگین پر واضح ہو کہ جب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری طرف طلسم ہوشربا کے تشریف لیچلے تو چالاک اپنے فرزند نامدار کو اپنے مقام پر مقرر فرما گئے تھے جب چالاک بھی طرف ہوشربا کے گیا تو عیاران لشکر اسلام خود رو ہوئے ایک کا حکم ایک نہ مانتا تھا ہر ایک اپنے تئین ثانی عمرو جانتا تھا فرزندان عمرو یعنی جواہر بن عمرو و شعبان خنجر گذار و سیاہ و امیہ و مہتر سمک ملتانی و نسیم بن عمرو و قسیم بن عمرو وغیرہ سبکو خواہش ہے کہ بعد چالاک کے مقام ہمارے والد کا ہمکو ملے غنچۂ آرزو کھلے ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی بھانجے خواجہ عمرو کے یہ بھی دونون بلائے روزگار مکار و غدار اسطرار فن عیاری مین طاق شہرۂ آفاق یہ چاہتے ہین کہ ہمارے مامون کا عہدہ ہمین دستیاب ہو شاگردان خواجہ کلباد عراقی و مہتر یزک خطائی و مہتر سحر بلخی وغیرہ یہ سب بھی بخیل و بے نظیر صاحب تدبیر خواہش رکھتے ہین کہ اُستاد والا مقام کے جانشین ہون عہدۂ سرہنگی لشکر اسلام حاصل ہو تب البتہ تسکین دل ہو یہ تو سب اس خیال مین ہین امیر با توقیر کو یہ تردد ہے کہ اگر کوئی ضرورت ہوتی ہے تو فرداً فرداً کو حکم دینا پڑتا ہے ایک دن زبان معجز بیان سے

ارشاد فرمایا منظور ہی کہ ایک عیار طرار کو جانشین عمرو قرار دین حسرت آشنا فرمایا تھا آپسمین عیارون مین
کچھ بحثیان ہونے لگین ہر کس کہتا ہی کہ مین لائق ہون دوسرے کا قول ہی مین فائق ہون جب پھر خبر
امیر کو معلوم ہوئی سوچے کہ اگر ایک فرزند عمرو کو جانشین عمرو کرون دوسرے فرزند کو اسکے رنج دون شاگرد
بھی سب صاحب لیاقت ہین شیر بیشۂ شجاعت ہین آپسمین لڑ لڑ کر مر جاوینگے بس سر دربار ارشاد فرمایا کہ
سب عیاران لشکر اسلام کا ہمارے نزدیک مرتبہ برابر ہی کون انہین کمتر ہی سب صاحبون کو مناسب ہی کہ
اپنی اپنی عرضی دین اپنے اپنے حقوق سرکار پر ثابت کرین جو ذی حق ہوگا وہی جانشین مطلق ہوگا غرض تمام
لشکر عیارون نے اپنی اپنی عرضیان لکھین مضامین طولانی ابو الفتح نے لکھا کہ مین وہ عیار ہون کہ
مین نے ناموسجان سے شرط بد کر مہتر کلیم گوش کے کان کاٹے بیرک خطائی نے کہا جب مین علم کفر
مین تھا مین نے استاد کو دھوکا دیا گرفتار کرلیا فرزندون نے عمرو کے بھی تعریف اپنی اپنی عرضیون مین
لکھی اسی طرح ایک لاکھ چوراسی ہزار بیک بچون نے اپنے اپنے حالات لکھے گر فیض یاب نہوے
صاحبقران جسکی عرضی دیکھتے ہین عرضی نامنظور کرکے فرما دیتے ہین کہ یہ تو آپ لوگون نے اپنی اپنی
عرضیون مین شوکت ولیاقت کا ذکر لکھا ہی کوئی حق سرکار پر نہین ثابت کیا ہی عیاران لشکر اسلام حیران
تھے کہ حق کیا ثابت کرین آخر کیا لکھین جو اہر بن عمرو بطن سے ملکہ سرو سیمین تن کے ہی کہ یہ شاہزادی تھی
ملک بیران کوہ کی صاحبقران وہان قید ہوکے جاتے ہین کفار پنجرے مین بند کرکے چوب عقابین
پر لٹکاتے ہین خواجہ عمرو اس ملک مین جا کر بڑی بڑی عیاریان کرتے ہین آخر مین ملکہ سرو سیمین تن
پر عاشق ہوتے ہین بعد کشمکش و کوشش بسیار صاحبقران کو خواجہ عمرو رہا کرتے ہین ملک
اسلام آباد ہوتا ہی ملکہ سرو سیمین تن کا داخلہ اسلام مین ہوا صاحبقران نے ساتھ خواجہ عمرو کے اُسا
شاہزادی کا عقد کیا اسی کے بطن سے سکندر غبار انگیز پیدا ہوا تھا کہ جو ایرج نامہ مین ہاتھ سے
آسن بن الوس کے عین شباب مین مارا گیا بلکہ قتل ہونے سے اسی فرزند کے خواجہ عمرو اور صاحبقران
سے بگاڑ ہوتا ہی کیونکہ عمرو غصے مین غم فرزند نوجوان کے آسن بن الوس کی ناک کاٹ ڈالتا ہی امیر کے
خلاف ہوتا ہی عمرو مع لشکر عیاران فوج صاحبقران سے الگ ہوکر بکر و فر سے مقابلہ کرتا ہی سالہا
سال فساد رہتے ہین اسی فساد مین خواجہ عمرو ایرج نوجوان و داراب کشور کشا کہ یہ دونون اولاد
صاحبقران سے ہین مگر اپنے مولود مسعود سعادتگاہ نہ تھے اور عالم کفر مین تھے عمرو انکو فنون سپہ گری

تعلیم کرکے آپ انکا افسر اور انکو پہلوان پایۂ تخت بنا کے صاحبقران سے سالہا سال لڑتا ہی کہ ان
داستانون کا حال مفصل دفتر آیرج نامے مین درج ہی مراد اس ذکر مجمل سے یہ ہی کہ خواجہ عمرو غم مین سکندر
کے زوجات سے ترک وصل کرتے ہین اور ملکہ سرو سیمین تن اسکندر غبار انگیز کے غم مین مصروف
گریہ وزاری رہتی ہی جب بزرگون کی جانب سے عمرو کو یہ خواب ہوتا ہی کہ ای خواجہ عمرو سرو سیمین تن
سے موصول ہو پروردگار فرزند نرینہ بعوض سکندر مرحمت فرمائیگا غم و الم فراموش ہو جائیگا تب خواجہ حسب
حکم بزرگون کا بجا لاتے ہین تخلیے مین پاس سرو سیمین تن کے جاتے ہین بخوبی اُس مغموم کو سمجھاتے ہین
اسی شب کو مراد حاصل کرتے ہین مہر جواہر بن عمرو پیدا ہوتا ہی بڑا عیار زبردست ہوتا ہی خواجہ کو
بہت عزیز رکھتے ہین جب دربار امیر مین جانشین خواجہ ہونیگا غلغلہ ہوگا اور مطلب دلی صاحبقران
کو کوئی عیار نہ پہونچا جواہر اپنی مان ملکہ سرو سیمین تن کی خدمت مین آیا تمام حال صاحبقران
کے ارشاد کا بیان کیا ملکہ سرو سیمین تن نے کہا ای نور نظر پارۂ جگر میرے مطلب کو صاحبقران کے
سمجھی تم دو فقرے عرضی مین لکھکر پیش کرو عہدہ اپنے باپ کا ابھی جا کر لو وہ یہ مضمون ہی بعد القاب
صاحبقرانی تحریر ہو کہ مین وہ عیار ہون قدیم خدمتگزار ہون کہ مین نے اپنے نوجوان بھائی سکندر
غبار انگیز کو قدم اقدس شاہنشاہی پر نثار کیا مجھسے زیادہ کون ذی حق ہوگا جو جب ارشاد ملکہ سرو
سیمین تن جواہر بن عمرو نے اسی مضمون کی عرضی درست کرکے پیشگاہ صاحبقران زمان لایا
صاحبقران نے بآواز بلند فرمایا ای فرزندان عمرو و ای شاگردان مہتر والاگہر آگاہ ہو جاؤ کہ جواہر بن عمرو
نے حق اپنا سرکار پر ثابت کیا یعنی سکندر اسکا بھائی عالم شباب مین مارا گیا پس تم مین کوئی ایسا
ہی کہ سرکار پر ایسا ہی حق اُسکا بھی ہو کل عیارون نے سر اپنے اپنے جھکائے اس مقدمے مین کچھ نہ
کہہ سکے صاحبقران نے فوراً جواہر بن عمرو کو خلعت جانشینی عمرو مرحمت فرمایا مقام پر خواجہ عمرو کے
بٹھایا حقیقت مین جواہر نے اس عہدے مین وہی برتاؤ کیا ہی کہ جسطرح خواجہ عمرو بخلق و محبت
ہر کسی سے پیش آتے تھے سب جواہر کے جانشین ہونے سے خرم و خرسند ہین غرض دربار امیر
باتوقیر مین مہتر وسمہ سنگ خشت ہائے زرین پر دست بستہ حاضر ہین سامان عیش و نشاط مہیا ہی ذکر
خواجہ عمرو اور اسد کا ہو رہا ہی امیر فرماتے ہین نہین معلوم میرے برادر خواجہ عمرو پر طلسم ہوشربا
مین کیا گذری عرصہ سے کچھ خبر نہین معلوم ہوئی اتنا خوب دلکو یقین ہی کہ نہین معلوم عمرو پر کیا

ہجوم رنج والم ہی کہ ہمین فراموش کیا فراق اُس عاشق صادق کو بہت ناگوار ہی سب سردار تائید کلام
صاحبقران کر رہے ہین کہ ای شہریار حقیقت مین عمرو آپ کا عاشق صادق ہی لشکر مین کون ایسا ہی
جسپر عمرو نے احسان نہین کیا ہی ہر ایک کے واسطے جان لڑائی اب بخت بد نے ہمکو یہ کیفیت دکھلائی کہ
ایسے شخص سے دور ہین خواجہ عمرو سے مہجور ہین ای معبود جلد خواجہ عمرو کو لا کر ہم سب سے ملا یہ ذکر تھا
کہ لشکر کفار سے صدائے نوبت نقارے کی آئی زمین تھرائی صاحبقران نے فرمایا ای جواہر جلد خبر منگاؤ کہ
یہ کیا ہنگامہ ہی جواہر نے عرض کی ہرکارے گئے ہین خبر لیکر آتے ہونگے یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ نامیان
خیبری و توسیان خیبری و سرہنگ ملی و ابو طاہر خونریز چارون ہرکارے مثل اربع عناصر حاضر
ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے قطعہ

خدایا مرے شاہ پر دمبدم ۔ رہے سر پہ سرسبز ظل حشم
ترقی پہ یہ جاہ و اقبال ہو ۔ عدو مثل سبزے کے پامال ہو

شہریار گیتی ستان کی عمر دراز ہو کہ اسوقت زمرد شاہ باختری اپنی
بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ وسواس وخناس و خوش آمد و برآمد نے خبر دی ہی کہ فولاد فولاد شکن بھائی
سلیمان عنبرین موے کوہی کا سات لاکھ فوج سے براے مدد لقا آتا ہی یہان سے تین کوس کے فاصلے
پر لشکر اُسکا ٹھہرا ہی لقا نے فرامرز تاجدار فرزند نوشیروان نامدار و ملک یاقوت شاہ اپنے جبرئیل
قدرت کو مع بختیارک کے براے استقبال فولاد فولاد شکن روانہ کیا ہی سنتے ہین نہایت زبردست
ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی حضور سلیمان عنبرین موے کوہی لقا سے کہتا تھا کہ یا خداوندا ایک
پہلوان نامی آیا ہی دیکھیے گا مسلمانون پر کیا گذرتی ہی صاحبقران نے فرمایا خداے ما بزرگ ست
مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست * مگر اب حال سنیے بختیارک کا جب اسکو
لقا سے حکم استقبال فولاد فولاد شکن کا ملا مع یاقوت شاہ و فرامرز تاجدار با فوج بیشمار اپنے خچر
پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلا وسواس ہرکارے سے پوچھتا ہوا چلا جاتا ہی کہ تمھاری نگاہ مین یہ
کیسا پہلوان ہی وسواس بلا وسواس عرض کرتا جاتا ہی کہ ای شیطان درگاہ خداوندا اگر آپ
ہمسے پوچھتے ہین تو صاف یہ ہی کہ از باختر تا اینجا ایسا پہلوان زبردست غلام کی نگاہ سے نہین گذرا
طہماس بن عنقویل دیو پیکر سے بھی قد و قامت مین پانچ گز زیادہ ہی بہرام فلک بھی اُسکے خوف
سے لرزان ہی مریخ فلک کا اُسکی صورت مہیب دیکھ کر کلیجہ پھٹتا ہی چلنے سے اُسکے زمین تھراتی ہی

کا و زمین کانپ جاتی ہی دوسرا مقدمہ اور یہ بھی ہی غلام عرض کرے وہ یہ ہی کہ ناموس بھی اُسکے ہمراہ ہین
اس خیال سے شاید سُن چکا ہی کہ ملکہ مہر نگار و ملکہ مہ گہر تاجدار دختران نوشیروان عالیوقار محبت
مین صاحبقران زمان کی نکل گیئن اور شاہ سے کچھ ہو سکا یہی باعث زوال دولت و سلطنت کیا بیان
ہوا گنجاب کی دختر ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی باغ چار ملک حیران مین
بدیع الزمان کو چھپا رکھا ایسی ایسی صورت مین گنجاب نے شکست کھائی ملک ہاتھ سے گیا بھاگ کے
بخدمت لقا پہونچا بس اسی خیال سے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی بختیارک ہنستا ہوا چلا جاتا ہی
اور کہتا ہی اب مسلمانون کے مقابلے مین آئے ہین ساری شیخی کرکری ہو جائیگی بیٹی یا بہن اگر نوجوان
ہوگی کسی فرزند حمزہ کو دیکھ پائیگی پیڑو کی آنچ سے نکل جائیگی دیکھینگے کیا کرتے ہین کیسے بہادر ہین راہ
مین اسطرح ذکر ہوتے ہوے جاتے ہین وہان فولاد فولاد شکن قریب ایک کوہ کے ٹھہرا ہی چاہتا ہی
کہ اُترے اُسی جگہ پر قیام کرے کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران وای اسفندیار جہان
آپکی تشریف آوری کی خبر خداوند کو پہونچی جبرئیل قدرت کو واسطے استقبال کے بھیجا ہی قریب آ چکے ہین
یہ سنتے ہی فولاد فولاد شکن اور زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا معلوم ہوا رعد گرجا صداے مہیب سے
پہاڑ تھرائے بیشون مین شیرون کو بخار چڑھ آئے اپنے ساتھ والون سے کہنے لگا کیونکر قدرت خاطر
نہ کرینگے کہ انکو اپنے ملک موروثی لینے کی خواہش ہی اب مجکو بھی کاہش ہی کہ اسی ہفتے مین سب
مسلمانون کو پامال کرون قدرت کو بالاے قیطول پہونچا کے خوشی خوشی جلد اپنے وطن کو پلٹ جاؤن
یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا مغرور و متکبر خرامان خرامان چلا اُدھر تخت ملک یاقوت شاہ قریب صحراے
سبزہ زار کے پہونچا ہی کہ یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آنے لگی زمین
تھرانے لگی طائر آشیانون سے گھبرا کر اُٹھے درندون نے اپنے مسکن چھوڑ دیے ناگاہ دامن گرد
شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شتر سوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے انکے بعد سات سو علم نشان سات
لاکھ فوج کا نمایان ہوئے بعد گذر جانے اُنکے دیکھا کہ ایک دیو قالب انسان مین سمایا ہوا گینڈے
سوار پہلو مین ارابہ گرز کا گڑگڑاتا ہوا چالیس جوڑیان ترگاو کی اُس ارابہ کو کھینچتی ہوئی لاتی ہین
مگر بسبب بار گران کے ہر مرتبہ بیلون کے گھٹنے زمین سے آشنا ہو جاتے ہین دیون کے سٹرا کے پڑ رہے
ہین تنک تنک کی صدائین بلند ہین گردن ورد مند فولاد انتہا کا مغرور نشہ شراب مین چور ابرو دن پر

بل پڑے ہوئے ہین یا دریاے رود نیل کی موجین ہین تنگ چشم تنگ پیشانی عوج بن عوق کا ثانی
سینہ پر کینہ قلعۂ ویران کا در سر بسر سرکش بدسیر کالی کالی صورت یا کالی جی کی مورت یلغال چہرہ
شب چیتون مین قہر و غضب دو ساقی بچے جام شراب کے دیتے ہین پی جاتا ہی ہاتھ مین اسنے بھینسے کی
کی ران ہی بجاے کباب کھاتا ہی باچھون سے خون بہتا ہی نقیب نے آواز دی شیطان درگاہ خداوندی
پیش نگاہ بنخوت آنکھون کو کھولا بختیارک نے سلام کیا فولاد نے اک کھی سی اُڑادی توجہ بھی نکی
بختیارک دلمین کہنے لگا لات و منات اسکی بدعت سے بچائین جلد اسکو جہنم مین پہونچائین سلام
بھی لینا حرامزادے کو ناگوار ہی اسقدر بادۂ خود سری سے مست و سرشار ہی اُسوقت پکار کر آواز دی
ای رستم خصال جبرئیل قدرت کا تخت قریب آپہونچا آپکے استقبال کو قدرت نے بھیجا ہی یہ سنکر بشکل
گینڈے سے اُترا یاقوت شاہ کو دیکھکر سر پر ہاتھ رکھا پایۂ تخت یاقوت شاہ پر ہاتھ ڈالدیا یاقوت
شاہ بھی تخت سے اُترا کارگزاردن نے اُسی وقت بارگاہ لاکر استادہ کردی خیمے جا بجا نصب ہونے
یاقوت شاہ اُسکو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا پہلو مین اپنے تخت کے بیٹھنے کو جگہ دی سردار اسکے
تمام بارگاہ مین ذنگلون پہ قائم ہوئے تخت یاقوت شاہ اور ہرمز تاجدار ایک طرف بختیارک
نے فولاد کو دیکھا کہ چپ بیٹھا ہی کسی سے کلام نہین کرتا بختیارک تو ایک حرامزادہ ہی پوچھا ای پہلوان
تیغزن واہ ای فولاد فولادشکن جبرئیل قدرت پوچھتے ہین کہ تمھارا مزاج کیسا ہی وہان خداوند مشتاق
ہین قبل تمھارے آنے کے تقدیر فرما چکے ہین کہ کل مسلمانون کا خون سپرد تیغۂ فولاد کیا ہی گو مسلمان
بھی بلاے روزگار ہین قدرت کی تقدیر کو تدبیر سے پلٹ دیتے ہین ایسے کلمات سُنکے فولاد نے
آنکھین کھولین کہ یہ کون مجھسے باتین کر رہا ہی اب جو دیکھا تو ایک شخص زرد رو زرد مو کوتاہ گردن
تنگ پیشانی چہرے پر حرمزدگی کی نشانی ایک سو ایک کلی کا جامہ پہنے چھاتی پر بند بندھے رفیدہ
سر پر بوڑھا بندر معلوم ہوتا ہی صورت بختیارک کی دیکھکر بہت ہنسا پوچھا صاحب آپ کا نام
کیا ہی بختیارک نے کہا نام نہ پوچھیے وہ شخص شیطان درگاہ خداوندی ہی یہی پتہ کافی ہی فولاد نے
کہا نام کے بتلانے مین کیا نقصان ہی بختیارک نے کہا بزرگون کے نام ایسے ہین جو بیوقوف بہت
اُن نامون پر ہنستے ہین فولاد فولادشکن نے کہا نہین صاحب نام پر ہنسا گیا بختیارک نے کہا
تو سنیے نام اُس شخص کا بختیارک بن بختک بن اعمش بن بادہ کش بن سگ سفید ہی

فولاد بے اختیار ہنس پڑا گویا سیاہ کوہ اچکا کہا کہ ای ملک جی سنگ سفید بھی آپکے بزرگون مین تھے بختیارک نے کہا اولاد نہ زندہ رہتی تھی اسوجہ سے یہ نام رکھ دیا تھا فولاد نے کہا لعنت ہی آپکے بزرگون پر سوا سنگ سفید کے اور کوئی نام نہ ملتا تھا بختیارک نے کہا مین نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ جو بیوقوف ہین وہ ہنستے ہین فولاد نے کہا تو مجھے بے وقوف بناتا ہی بورا مسخرہ ہی یہ کہکر جانب یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے متوجہ ہوا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی کل ضرور حاضر ہوتا یاقوت شاہ نے جواب دیا کہ قدرت تمہارے بہت مشتاق ہین جلد سوار ہو فولاد فولادشکن نے عرض کیا امیدوار ہون کہ ایک قصر عالی یا کوئی باغ مرحمت ہو کہ غلام کے ناموس کے واسطے جائے سکونت ہو یاقوت شاہ جواب نہ دینے پایا تھا کہ بختیارک پھر ہنسا پوچھا ای پہلوان زمان وای گرساشب جہان کیا جو ہو بٹیان بھی ساتھ ہین اسکا کیا سبب ہی نشہ جرأت مین مدہوش ہو گیا خانہ بدوش ہو فولاد نے کہا ملک جی مین نے ایسے معاملات واہیات سُنے ہین کہ جنکا زبان پر لانا مناسب نہین ہی بختیارک نے کہا وہ معاملہ مجھسے سنیے اول ہمارے شاہزادہ فرامرز صاحب فرزند لبند شاہ ہفت اقلیم سامنے حضور کے تخت نشین ہین پہلا سانحہ انہین کے گھر سے شروع ہوا آفتاب عشق طلوع ہوا یعنی صاحبقران انکی ہمشیرہ ملکہ مہرنگار پر مائل ہوئے وہ بھی محبت مین حمزہ کی سلطنت ہفت اقلیم چھوڑ انکے گھر جا بیٹھین دوسری صاحب ملکہ مہرگہر تاجدار جان ہوئین انکو بھی دیدار حمزہ کا اشتیاق ہوا پاس اُس عرب کے جا پہنچین اورون کا ذکر تو کیا کرون خلف زمرد شاہ باختری جو سب کے پیدا کرنے والے ہین نورچکیدہ قدرت ملکہ گیتی افروز جنکا شعلہ حُسن جان سوز و دیگر ملکہ جہان افروز ایک صاحب نبیرہ حمزہ صاحبقران پر مائل ہوئین نورچکیدہ قدرت دوسری تیغ ابروے بدیع الزمان گرد لشکرشکن کی گھائل ہوئین آخر ضبط نہو سکا راز عشق نہ چھپا کچھ باپ کی خدائی کا پاس نہ کیا فورًا نکل گئین قدرت نے بھی تامل فرمایا ایسے سنگدلون کو سنگ سیاہ نہ بنایا ہمارے جبرئیل قدرت آپکی صاحبزادی مہرافروز شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی جو طلسم ہوشربا کے فتح کرنیکو تشریف لے گئے ہین اُسی خیر دلیر پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئین قدرت نے ایسی تقدیر برجستہ کی کہ تینون صاحبزادیان صاحب اولاد ہوگئین کیسے صف شکن تیغزن فرزند ہوئے کہ جنکی جرأت کے تمام عالم مین شہرے ہین شاہزادہ خاور سیاہ

کے نور نظر پارۂ جگر قدرت کے نواسے حمزہ کے پوتے شاہزادہ ایرج نوجوان صاحب شوکت و مالک
چتر و علم و نشان اُنکی ہیبت شمشیر سے بڑے بڑے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت اُنکے خوف سے
دامن صحرا سے مُنھ چھپاتے ہین نہنگان دریائی نے چادر آب کو چہرے پر لیا ہی مریخ فلک کانپتا ہی
قدرت کے بھی پیارے ہین اکثر قدرت پر دست انداز ہوئے اُنکی جرأت پر قدرت نے کبھی ناز ہونے
غارت نہین کرتے دوسرے صاحبزادے بطن ملکہ گوہر ملک صلب شاہزادہ بدیع الزمان سے
گل گلزار خلیل الرحمن نورالدہر والاشان پیدا ہوئے اُنکو تو اسقدر قدرت پر ناز ہی کہ قلعۂ
مشتری حصار پیکر زنجیر قدرت مین ہاتھ ڈالدیا تخت خدائی سے اُٹھالیا سات کوس تک چرخ
دیتے ہوئے لیگئے ید قدرت مین ہتھکڑیان پاے قدرت مین بیڑیان پہنائیں قدرت کے صبر جبر
کو ملاحظہ فرمائیے کہ کچھ نہ کہا قید خانے مین سر جھکائے بیٹھے رہے پھر آخر قدرت ہین جب مزاج مین
آیا تقدیر کرکے رہا ہوئے پھر لڑنے لگے ایرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ
صاحبقران آپسمین ہم چشم ہین صاحب قہر و خشم ہین خداوندا نکی ہیبت شمشیر سے بندگان قدرت
کو بچائیں جنہین قدرت کی صاحبزادیون کی شیر کی تاثیر مالک سپر و شمشیر پس آپنے بہت مناسب
کیا ہی کہ ایسے ایسے حالات سُنکر اپنے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی اب یہ فرمائیے کہ آپ کی کوئی
صاحبزادی یا ہمشیرہ شکیل و نوجوان تو نہین ہی فولاد نے غصے مین آکر ایک دھول ہلکی سی
لگائی ملک جی کی پگڑی سر سے زمین پر گر پڑی اور کہا او بیحیا خاموش یہ کیا بکتا ہی بختیارک نے
رفیدہ اُٹھا کر سر پر رکھا اور کہا دھول دھپے کا تو یہ غلام عادی ہی قدرت نے اُس شخص کو عہدہ شیطنت
دیا ہی اسقدر گستاخ کیا ہی قدرت کے سامنے بھی ایسی باتین کہتا ہون جوتی پیزار کی بلا سہتا ہون
اور یہ بھی واضح رہے کہ میرا حکم لگاتا کبھی خلاف نہین ہوتا ہی جو مجکو دھول لگاتا ہی وہ آخر اپنے سر پر
ہاتھ رکھکر روتا ہی حضور نے کچھ میری بات کا جواب ندیا کوئی صاحبزادی جوان ہمراہ ہین یا نہین
فولاد نے کہا ہان ایک دختر بلند اختر ہی اُسکو اسی واسطے ساتھ رکھا ہی کہ حفاظت کرون اور وہ
خود صاحب شوکت ہی مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہی فن سپاہگری مین طاق ہی حسن مین شہرۂ
آفاق ہی کیا مجال اُسپر کوئی نگاہ بد ڈالے وہ خود شیر کی آنکھین نکالے اور علاوہ اسکے ای ملک جی
یہ مقدمات کہ آپ بیان کرگئے اگر میری کنیز پر بھی ایسا سحر کہ گذرتا دریا سے خون بہا دیتا گھسکر

طالب و مطلوب کے سرکاٹ لاتا نوشیروان بادشاہ ہفت کشور تھے بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند۔ اور خداوند جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین ہمین کیا دخل ہی لیکن اب بھی اگر قدرت ارشاد فرمائین تو گیتی افروز اور مہر افروز و جہان افروز کو محلات حمزہ سے ابھی چوٹی پکڑ کر گھسیٹ لاؤن اُنکے چاہنے والون کو خاک مین ملاؤن بلکہ بوقت ملازمت قدرت سے اسی بات کو عرض کرونگا کہ مجھکو حکم ہو کہ دختران قدرت کو جا کر قتل کر دن یہ سنکر بختیارک نے جواب دیا کہ خدا میان فولاد صاحب ہوش مین آؤ زیادہ نہ بلبلاؤ مسلمانون کا خداے نادیدہ بقول اُنکے حاضر و ناظر ہی دلون کے حال سے ماہر ہی مسلمان کہتے ہین کہ ہمارے خدا کو غرور کسی کا پسند نہین آتا اپنے خدا کی صفت مین کہتے ہین بیت مراد را رسد کبریا و منی ❖ کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی ❖ اور قدرت کو بھی غرور کسی کا نہین پسند ہی آپ نے اسوقت غرور کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی علاوہ اسکے ایک اور بڑا غضب ہی کہ شاہزادیان حسین و جمیل مرد اُنکے آپ ایسے اُلو کے پٹھے قد و قامت ساکھو کے لٹھے بدصورت کالے دنیا سے نرالے ہین اور فرزندان حمزہ حسین و ماہوش طرحدار صف شکن تیغ زن سرو قد خورشید خد صاحب فصاحت حُسن مین ملاحت گفتگو مین بے نظیر خوش مزاج صاحب توقیر پس ایسے جوانون کو جب شاہزادیان دیکھین تو کیون نہ فریفتہ ہوجائین فولاد ان باتون پر بہت بگڑا خنجر پر ہاتھ ڈالا بختیارک گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ مین تو آپ کا غلام بلکہ غلام کا تلام تلام کا احتلام ہون مجھ پر غصہ بیکار ہی نمک صحبت ہون رونے کو ہنساتا ہون جو بات ہونے کو ہوتی ہی وہ سُناتا ہون یاقوت شاہ نے فولاد کو منع کیا کہ جانے دو اسکی بات کا خیال نہ کرو یہ درگاہ قدرت کا شیطان ہی دیکھو معبُود ہمکو کیا کیا کہتا ہی ابھی تمھارے سامنے کہہ چکا ہی اسکا یہی شیوہ ہی یہ کہکر ضیغم خون آشام کو حکم دیا کہ یہان سے قریب باغ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی کا پُر فضا خوش ہوا رفیع وسیع جلد اسکو جا کر خالی کراؤ آپ کے ناموس کو بعزت و حرمت محافون سے اُترواؤ بیبیان محافون مین گھٹی جاتی ہونگی گھبراتی ہونگی ضیغم یہ حکم سُنکر فورًا اُٹھا بعد تھوڑے عرصے کے واپس آیا عرض کی سب سامان تیار ہی فولاد خود تیغہ پکڑ کر اُٹھا مع فوج اور مع محافون قریب باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے آیا قناتین اپنے سامنے گرد اُسکے جابجا سوار اور پیدلون کی چوکیان بٹھائین جبتک ناموس اُترے

تیغہ پاڑے خود کھڑا ٹہلا کیا فوج کو گرد باغ کے اُتارا حکم دیا خبردار غیر عورت بھی نہ آنے پائے بختیارک یہ انتظام دیکھ دیکھکر مسکراتا ہی یاقوت شاہ سے کہتا ہی کہ اس شخص پر دیکھ لیجیے گا ضرور افتاد پڑے گی صاحبزادی جوان ہین کسی فرزند حمزہ سے ضرور اسکی آنکھ لڑ گی یاقوت شاہ کہتا ہی کہ ابے چپ رہ فولاد بڑا بد مزاج ہی کہین تلوار اسکا ہاتھ نہ مار دے اسوقت بچہ تمکو بچا لیا نہین وہ ایک خنجر مارتا تمھارا بھنڈار اکھل جاتا بختیارک نے کہا بہتون نے مجکو مارا ہی ایسے ایسون کو نگاہ مین کھا جاتا ہون گمراہون کو سیدھا راستہ جہنم کا بتاتا ہون یہ بھی دو چار روز کے مہمان ہین بہت بلبلاتے ہین نادان ہین اس اثناء مین فولاد انتظام کر کے آیا برائے ملاقات تو یاقوت شاہ اسکو لیچلا بعد قطع راہ فولاد فولاد شکن لشکر سلیمان عنبرین موے کوہی کے گذرا دیکھا لشکر بے انتہا اُترا ہوا ہی دیکھتا بھالتا تا بدرگاہ زمرد شاہ باختری پہونچا پردہ اُٹھا اندر آیا دیکھا لقا کو کہ چالیس ارنج کا قد و قامت سر مثل گنبد قصر کہنہ ہاتھ پاؤن بڑے بڑے گویا نخل کلان کے ٹھنے سیاہ رو بدخو تیرہ درون آنکھین گرداب جیحون نشے مین بدمست وہ خود پرست بصد نخوت تخت نکبت پر بیٹھا ہی ہر چند کہ فولاد فولاد شکن خود کرنے سے مشغل ہی مگر صورت نحس لقا دیکھکر بھر اگیا پسینہ آگیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے آواز دی ای بندۂ خاص من سر از سجدہ بردار کہ لعنت مدام بر تو نصیب کردم فولاد نے سر سجدے سے اُٹھایا قریب تخت لقا ذنگل میٹھنے کو ملا ساقی بچے حاضر ہوئے دور جام چلنے لگا جب فولاد کو نشہ ہوا تو بختیارک کی باتین یاد آئین لقا سے ہاتھ باندھکر پوچھا کیون خداوند نور چکید گلن قدرت ہمراہ فرزندان حمزہ نکل گئین قدرت نے تامل فرمایا ابھی غلام کو حکم ہو کہ مین جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کردن صاحبزادیون کو محلفے مین سوار کر کے لے آؤن دیکھون کون مجکو روکتا ہی آپ کے ہنر پر صحرائے جبات کو کون روکتا ہی یہ سنکر لقا قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای بندۂ خاص الخاص وای طاعت گزار ارباب اخلاص انتظام کارخانۂ قدرت ذات خاص قدرت ہی پر موقوف ہی دخل دینے والا سرا سر بے وقوف ہی تم ان باتون مین دخل نہ دو ورنہ تمکو قدرت سنگ سیاہ کر دینگے فولاد یہ سنکر خاموش ہوا اور سلیمان عنبرین موے کوہی نے بھی اشارہ کیا کہ ای فرزند چپ رہو کچھ نہ کہو مشیت قدرت مین ہمکو کیا دخل ہی فولاد نے سلیمان سے کہا ماموجان اب آپ قدرت سے میری سفارش کیجیے میرے نام پر طبل جنگی بجوا دیجیے سلیمان نے کہا کہ قدرت پہلے ہی فرما چکے ہین ایک ہفتہ جبرئیل قدرت

وخالوے قدرت وضیغم خون آشام وسرداران خداوند ہماری دعوت کرینگے بعد گذرنے ہفتے کے جنگ کا سامان ہوگا ہم خوب جانتے ہین کہ تمہارے خوف سے لشکر حمزہ لرزان وترسان ہوگا کون تمہارے مقابلے مین آئیگا حال جرأت وشوکت سبکا کھل جائیگا یہ کہکر سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ فولاد فولادشکن کا تھام لیا دربار سے اُٹھا کر اپنے عیش خانے مین لایا سامان دعوت کا حکم دیا انکو تو دعوت کھانے مین مصروف رکھیے

اب دو کلمے لشکر صاحبقران جانا ایرج کا واسطے شکار کے اور عاشق ہونا اوپر دختر فولاد فولادشکن موسوم بہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اور لے آنا اپنی بارگاہ مین ملکہ مذکور کو اُسی شکارگاہ مین اور خبر ہونا فولاد کو اور جا کر زخمی کرنا ایرج نوجوان کو اور لے آنا اپنی دختر کو باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اور فرداً فرداً جانا فرزندان صاحبقران کا اور ذکر جنگ مغلوبہ بیان کیے جاتے ہین اشعار آبدار

کہان ہی تو ای عشق کاشانہ سوز
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہی
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
تجھے ہمنے ای عشق دیکھا دہ برق

کہان ہی تو ای شمع پروانہ سوز
جو ای عشق دریا سے ہو تجکو لاگ
لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو
کسی کو کوئی شے دکھاتا ہی تو
کیا بحر آفت مین عاشق کو غرق

جلا دینے مین تو وہ بیباک ہی
نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
اُسے اُسکا شیدا بناتا ہی تو
مشاطگان عرائس سخنوری وحجلہ

پردازان شاہدان مضامین گستری کلک جواہر سلک سے بدعت عشق خانہ خراب عاشقان دیر باز ننگ وناموس معشوقان یون تحریر فرماتے ہین کہ یہان صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما تھے کہ ہرکارے حاضر ہوئے اور اسطرح دعا وثناے بادشاہی بجا لائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور | داد عدلت در سرائے آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر | تیغ تیزت فرق دشمن ناصر و منصور باد

آفتاب دولت واقبال شہنشاہ گیتی ستان کا ہمیشہ تابان و درخشان رہے فولاد فولادشکن بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا بڑے عَلَم وشان سے داخل بارگاہ لقا ہوا ہی کبر وغرور اُسکا لائق گذارش نہین ہی نہایت بدزبان بدآئین ہی اُسنے قصد کیا تھا کہ طبل جنگی بجواے سلیمان عنبرین موے کوہی مانع ہوا واسطے دعوت کے براے عرصہ یکہفتہ

اپنے قصر میں لے گیا ناگاہ معلوم ہوا کہ ایک ہفتے تک طبل جنگی نہ بجے گا صاحبقران زمان نے فرمایا
ای دارا ے ہند اس عرصے میں وردیان وغیرہ واسطے اہالیان لشکر کے تیار کرو دربار بھی وقتاً فوقتاً
ہوگا اسوقت سب فرزندان نامی و پہلوانان گرامی بارگاہ مین موجود ہین سمت دست چپ نقد
روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان و نگل نیلم نگار پر جلوہ فرما ہین قریب انکے
نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صیاد نوجان و صیا بارمی و سام بن نوجان و دریا باری و میعاد
عاد رشک در از گردن حاضر ہین سب نے دست بستہ عرض کی ای شہریار بعد مدت مدید خدا خدا کے
ایک ہفتے کی مہلت ملی ہی سنتے ہین کہ پہلوے کوہ عقیق مین شکار متعدد ہی واسطے شکار کے اسیر
اجازت لیجیے ایرج حسب فرمائش سرداران سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران
نے فرمایا کیون ای فرزند کیا چاہتے ہو عرض کی حکم ہو تو اندر اس ہفتے کے غلام شکار کے لیے جائے اسیر نے
فرمایا کہ بابا یہ ملک پرآشوب ہی تمھارے نام کے سب دشمن ہین کہین جا بجا رہزن ہین شکار کو
جانا بہتر نہین دست راست مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جلوہ فرما ہین یہ جو سمر کہ کہا
لندھور بن سعدان سے کہا کہ چھوٹے دادا جان حقیقت مین جد عالی تبار بجا فرماتے ہین کیونکر
بھائی ایرج کو واسطے شکار کے جانے دین صحرا مین سو طرح کی خرابیان ہین سو طرح کی آفتین ہین
اکثر شیر بھیڑیے نکل آتے ہین آزار پہونچاتے ہین شکار کو جانے والے گھبرا جاتے ہین چاہیے کہ
شکار کے واسطے دیکھ بھال کے جائے اپنی حقیقت کو سمجھیے یہ کلمات طعن آمیز ایرج نوجوان کو
بہت ناگوار ہوئے بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ شیران بیشۂ جرأت شیر دشتی کو سگ صحرائی سمجھتے
ہین یہ کہکر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ غلام کو اجازت شکار ملے
تا غنچۂ آرزو کھلے انشاء اللہ بعد ایک شب کے صبح ضرور آستان بوسی کو حاضر ہونگا زیادہ
دیر نہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا ای فرزند ارجمند جسوقت سے تمنے نام شکار کا لیا ہی تو دہ دہ دلیر
تیرا اندیشہ خطا کاران تیرہ بخت کا خیال آتا ہی شاید چپ کر گوشہ صحرا مین ٹھہرین اور تعاقب کر
کچھ فکر کرین لہذا اگر قصد مصمم ہی تو آج ہی دن کو چلے آنا شام کا خاصہ ہمارے ساتھ کھانا ایرج
نوجوان نے عرض کیا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا قاسم بھی کھڑے ہو گئے فرط محبت پر صاحبقران
کی خوش ہوئے ایرج سے فرمایا اجازت ملی تسلیم کرو تم روح روان لشکر اسلام ہو تمھاری بغیر کی

کے سبب سے مین مانع نہین ہوتا میرے بھی قلب کا عجب حال ہے خود بخود ہجوم غم و ملال ہے ایرج نے
عرض کیا کہ آج تو غلام ضرور جائیگا شام تک ضرور واپس آئیگا آپ صاحبون کی باتین سنتے ہین
شیر بھیڑیے کا ہمکو ڈر ہے قاسم نے کہا اے نور نظر ایسی باتون کا تیرے کون گمان کریگا شیر صحرائی تمہارے سامنے
سے بھاگ نکلیگا ایرج نے عرض کیا کہ حضور رتبہ بڑھاتے ہین آبرو دیتے ہین حضور نے کیا کیا کام کیسے
کیسے نام کیے ملک شمالیہ باختر کتنا بڑا ملک ہے دربار سیف الملک مین جانا برق شمشیر چمکانا
آپ ہی کا دل تھا یہ مرتبہ کسکو حاصل تھا انشاء اللہ ذرا جنگ سلیمان عنبرین ہو لے کوہ سے عملت
ہو ذنگل زرین رستم کے بھی لینے کی تدبیر کیجائیگی اب تامل نہوگا قاسم نے کہا بیٹا یہ تمہارا مال ہے کیا
کسی کی مجال ہے جو تمسے آنکھ ملائے یا ذنگل رستم کا نام کسی کی زبان پر آئے خون کے دریا بہ جائین
بڑے لوگ بھاگتے نظر آئین باپ بیٹون مین یہ چپکے چپکے باتین ہوئین جرأت کی گھاتین ہوئین
دست راستی اپنے مقام پر بہنا کیے نور الدہر موچھون پر تاؤ پھیرا کیے عرض ایرج نوجوان
صاحبقران سے اجازت لیکر بیرون بارگاہ سلیمانی آئے شاپور شیر دل عیار کو بلا کر حکم دیا کہ
سامان شکار تیار ہو اسی وقت فوراً ابلیے قراول میر شکار یوزباش حاضر ہوئے جانوران شکاری
مثل باز بحری جرہ قرمتی کہی کھیلا لگڑ جھگڑ چرخ ہاتھون پر چڑھے ہوئے وہ باز بلند پرواز کہ
طائر خیال کو شکار کرین مرغ عنقا کو بصد جستجو لائین چیتون کی چارپائیان سگ تازی شیر

شکار چست و چالاک بیباک نظم	وہ کتو نکی تھین جوڑیان لاجواب	دل شیر ہو جنکی دہشت سے آب
جو شیرون کو وہ دشت مین گھیر لیں	یہ بزدل نہین وہ کہ ہم سے ہٹیں	الغرض جب یہ سامان شکار

مہیا ہوچکا شاہزادہ پشت کوہ بن اشقر پر سوار ہوا سمت صحرا عازم شکار ہوا صحرا مین آکر پہلے
قراولون کو حکم دیا کہ شکار کی جستجو کرو انھون نے فوراً جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوا اڑے
یہان سے بازدارون نے باز چھوڑے باز بلند پرواز نے جاکر تیہو کو گھیرا پرون سے طمانچے
مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا ایرج نے گھوڑا بڑھایا تماشا دیکھتا ہوا چلا باز نے تیہو کو زمین پر
گرایا پنجۂ فولادی اپنا اسکے سینے پر دکھا چاہا سینہ اسکا چیر ڈالے ایرج گھوڑے سے خوشی خوشی
کود پڑے چمکار کر باز کو ہاتھ پر لیا اس جانور کا قرولی سے سینہ چاک کیا جگر نکالکر باز کو دیا اسنے
پنجے مین دبایا نوچ نوچ کر کھانے لگا اسی طرح جرہ وغیرہ چھوٹے اپنے اپنے شکار کر کے اترے

طائران ہوا سے ارابے بھر لیے کسی قدر دن چڑھا تھا نیر اعظم بلند ہو چکا تھا ایرج نوجوان نے
ایک مقام پر گھوڑا روکا فرمانا صاحبقران کا یاد آیا شاپور شیر دل سے فرمایا کہ برادر ہمارے
جد عالی تبار انتظار میں ہونگے ہم چاہتے ہیں دوپہر سے قبل واپس ہوں مگر مقام تعجب ہے کہ اس وقت
تک کوئی آہو اس صحرا میں نہ دیکھا کہ اُسکے شکار سے لطف حاصل ہوتا شاپور نے عرض کیا کہ
قبل ارشاد غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہیں خبر آیا چاہتی ہے ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ایک گنوار
سامنے سے دوڑا ہوا آیا عرض کی گسنیاں یہاں سے تین کوس پر ایک کھیت دھانوں کا نہایت
سرسبز و شاداب ہے وہاں شکار نایاب ہے کئی سَو آہو اُس کھیت میں چر رہے ہیں جلد چلیے شکار
کیجیے ایرج نوجوان نے کرہ بن اشقر کو بڑھایا سرداران رکاب چمکا چمکا کر ہمراہ رکاب ہوئے شکار
آہو کا ذکر سنکر دل بیتاب ہوئے آ کر دور سے دیکھا حقیقت میں گرد صحرا سے سبزہ زار و نزہت دلکشا
ایک سمت دھانوں کا کھیت اُسمیں چھبیس تیس ہرن مثل طاؤسان خراماں بیچ میں ایک
آہوے کلان سنگوٹیاں مثل محبوبان آنکھیں بڑی بڑی شعر ہے اشارہ ہے اُن کالی کالی آنکھوں کا
شکار شیر کھیلیں تو ہم غزال نہیں + از پشت تا بہ دُم ایک لکیر سفید شاید اُسمیں تھی کچھ سپید اُسکو
کہکشان فلک کہیے یا جادۂ راہ عاشقان چشم محبوب نہایت حسین و مرغوب بیچ میں مادہ ہاے
آہوان کے وہ خوشخوشتی کر رہا ہے اپنے معشوقوں سے دم محبت کا بھر رہا ہے ایرج نوجوان نے
فرمایا اور سب آہووں کے شکار کا سب صاحبوں کو اختیار ہے لیکن یہ نر آہو بصد آرزو ہم
شکار کرینگے یہ فرما کر چہار جانب سے اُس کھیت کو گھیر انیزوں کے لٹو بغلوں میں دبا لیے
سنان ہاے نیزہ کو بڑھا دیا اب گھوڑوں کو مہمیز کیا اُن آہوان صحرا نے جو صیادوں کو گھیر
میں دیکھا کنوتیاں بدلیں چوکڑیاں بھریں جست و خیز کر کے بھاگے ایک دم میں ہوا ہو گئے
سرداروں نے بھی اُنکے تعاقب میں گھوڑے ڈال دیے مگر وہ آہوے کلان ایرج نوجوان سے
آنکھ ملا کر جست جو کرتا ہے مرکب و راکب کو فرا کر یوں نکل گیا کہ جیسے باد تند کا جھونکا اُسکے
کھر خود سے شاہزادے کے مس ہوئے ایرج نوجوان کو نہایت غصہ آیا کہا اس آہوے وحشی
نے مجھی کو گنہگار بنایا اگر اور کسی سردار کی جانب سے چوکڑی بھرتا میں اُسکو متہم کرتا اب یہ
زندہ نہ بچے فوراً گھوڑے کو پھیرا کرہ بن اشقر بھی طرارہ بھر کے چلا نظم

بیان اسپ سبک رو کی کیا ہو تیز روی	نہ پہونچے گرد کو جسکی ہوا کے گھوڑون کی ڈاک
خود اپنے سایہ سے کرتا ہی رم غزال کی طرح	کہین نگاہ سے بھی چشم شوخ کی چالاک
غرض سمند کے کاوون کا ہی عجب انداز	کہ جنکو دیکھکے ہی دنگ گردش افلاک

آگے آگے آہو جان بچائے ہوئے چوکڑیان بھرتا ہوا جاتا ہی مرکب بھی ایرج نوجوان کا تعاقب آہو کا نہین چھوڑتا ہی اکثر پٹھہ آہو کا اور تھوتھنی مرکب کی مل جاتی ہی ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ نیزہ اسکی پشت پر رکھدون اسی مقام پر شکار کرون لیکن وہ طرارہ بھر کے نکل جاتا ہی شاہزادے کو اور زیادہ غصہ آتا ہی اور سب بیلیے وغیرہ پیچھے رہ گئے مگر شاپور شیردل دور سے دیکھتا چلا آتا ہی کہ شاہزادے کا مرکب وہ جاتا ہی چشم زدن مین مرکب شاہزادے کا آنکھون سے شاپور کے مخفی ہوا صرف گرد کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر شہزادہ ایرج نوجوان بصد کروفر و شوکت و شان تین کوس تک تعاقب مین آہو کے آیا ایک جھیل پر آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا رکا تھا کہ شاہزادے نے قربان سے کمان ترکش سے تیر بازدہ مشتی نکالا پلک جھپکتے جھپکتے چلہ کمان مین پیوست کیا ادھر سے کمان کا کڑکا تیر پہلو کو آہو کے توڑ کر باہر نکلا آہو تڑپکر گرا ایرج نوجوان پسینے پسینے ہو گیا تھا مرکب بھی ہانپ رہا تھا ایرج نوجوان ٹہلنے لگا بند قبا کھلے ہوئے خود زرین کج اس شان سے زیر نخل ٹہل رہا ہی کہ صحرا سے بگولا گرد کا اٹھا نگاہ اٹھا کے دیکھا ایک آہو بھاگا ہوا چلا آتا ہی مگر پٹھے پر تیر لگا ہوا ہی عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ تیر اوچھا پڑا اسلئے کسی شکاری کے بھاگ نکلا ہی ناگاہ سامنے سے ایرج نوجوان کے گذرا شاہزادے نے اٹھا کے کمان تیر اسکو بھی لگایا آہو گر پڑا ایرج نوجوان نے اسکو بھی خوشی سے ذبح کیا تیر پٹھے سے نکالا دیکھا عجب پیکان آبدار ہی دل کو لبھاتا ہی مثل تیر مژگان محبوب دل کو برماتا ہی نگینے جواہر اصلی کے پیکان پر نصب ہین نام بھی کسی کا کندہ ہی رومال سے خون کو پاک کیا قصد کیا نام پڑھون ترکش مین چھپالون کہ ٹاپ کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ایک نقابدار سیاہ پوش بصد جوش و خروش بڑھا چلا آتا ہی کنوتیان مرکب کے گھونگھٹ سے کو اٹھائے ہوئے مگر چوکنا چار جانب دیکھتا ہوا جیسے کوئی کسی کی تلاش مین ہوتا ہی نقابدار نے نگاہ اٹھا کر اس جانب دیکھا تیر اپنا ہاتھ مین

شہریار کے پایا آہو اپنا پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا کہا او شخص
تو نے کچھ مابدولت کا خوف نہ کیا ہمارے شکار پر ہاتھ ڈالدیا ایرج نوجوان نے مسکرا کے
جواب دیا آپ اسقدر غصہ کیون کرتے ہین تشریف لائیے اپنا آہو اٹھا لیجائیے نقابدار غصے
مین کانپنے لگا کہا کیا مین پارچۂ گوشت کا محتاج ہون صاحب تخت وتاج ہون میرا فرزند کھودیا
پہر بھرسے مین اسکے تعاقب مین تھا اتفاق سے تیرا دھیان پڑا تو نے کیون شکار کرلیا ایرج نوجوان
نے جواب دیا کہ اب تو تیر! سا خطا ہوئی کچھ سزا دیجیے بس اب بہتر یہ ہی کہ اپنی راہ لیجیے
یہ کلمہ سنکر نقابدار مثل شعلۂ جوالہ غصے سے کانپنے لگا تیغچہ بیمثال کمر سے کھینچا پیترہ بدل کے
ایرج نوجوان پر ہاتھ لگایا ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر نفون سپہ گری تھپکی دی تلوار
پٹ پڑی ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ذرا جو فشردہ کیا تیغچہ ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا شہزادہ
ایرج نے دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈالا ہاتھ شکم پر پہونچا گرمی جسم کی نرمی ہاتھ کو ملی گی
مگر ایرج نوجوان کو غصہ از حد تھا کچھ خیال نہ کیا نعرۂ تکبیر بلند کر کے اٹھا لیا کہ جو پڑا بند نقاب
ٹوٹ گیا معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا زمین پر روشنی ہوئی ہالہ پڑ گیا شعر
اٹھا اسکے چہرے سے جسدم نقاب ٭ گرا چرخ سے چرخ کھا آفتاب ٭ ایرج نے گھبرا کر سر اٹھا کر
دیکھا دلمین خیال آیا کہ کیا یہ شجر نخل وادی ایمن ہے زمین مثل طور دشت ہے نگاہ جو چہرے پر پڑی
دیکھا ایک حور مثال پری تمثال خورشید جمال عارض انور رشک قمر چشم جادو خال ہندو چہرہ بےنظیر
خال خال ہین اگرچند ہین تو باعث ترقی حسن وجمال ہین ہر ایک

ابرو ہو جسطرح سے گرد قمر
چشم مستانہ وار حد سے سوا
تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
ایسے خنجر تھے ابروے کافر
ہین یہ دونون ہلال چرخ برین
گورے گورے وہ عارض نکو
صاف منھ پر طمانچہ پڑجائے

موے خوش رنگ پیچ کھاتے تھے
لال ڈورے سے کھنچا نقشا
طاق ابرو کا قرب سے ہی سوا
زخم جسکے کبھی نہون ظاہر
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین
رنگ گل جسکے آگے ہو کافور
رنگ گل گر مقابلے کو آے

بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر
سانپ جسطرح غصے مین ہو دوڑے
قاتل خلق وکافر پُرفن
جسکی مشتاق ہووے خلق خدا
یہ بھی کہتے ہین بعض نکتہ بین
یا خط کہکشان یہ ابرو ہین
مہ کامل جو اُنسے لڑجائے
ہے یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے

پتلے پتلے وہ ہونٹھ پانسے لال	زرد ہو جائے جنکو دیکھکے لعل	دہن تنگ حقۂ گوہر
یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر	وہ گلا یار کا صراحی دار	پتلی پتلی رگون کا جس سے اُبھار
لوح سیمین وہ سینۂ پُر نور	صاف و شفاف مثل سینۂ حور	اُبھری اُبھری وہ چھاتیان کہ سپر
قبۂ نور جنکو سمجھے بشر	ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے	تو لگا لے وہ اپنے سینے سے
وصف ہو وے کمر کی صنعت فزون	ورد سر ہو تجھ موشگافی کرون	وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا
تار خط شعاع مہر کہا	طبع نازک نے بھید یہ پایا	آئینے مین شکم کے بال آیا
ساق پا مین تو نور کا ہی ظہور	یا تراشی ہوئی ہی شاخ بلور	پائجامے مین یون ہین جلوہ فگن
شمع فانوس جیسے ہو روشن	لال مہندی سے دونون ہاتھ کف پا	ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا
قد تعریف مین ہی حیرانی	کلک قدرت کہون کہ سرو سہی	سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا
پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا		

اس حسن دلفریب پر جو نگاہ ایرج نوجوان کی پڑی کمان خانۂ ابرو مین تیر دلدوز مژگان آمادہ خونریزی عاشقان سینے پر ایرج کے پڑے تا بہ سوفار غرق ہوئے ایرج نوجوان کا جسم تھرانے لگا رعب حسن و جمال سے غش آنے لگا ہر چند چاہا ضبط کرون سمجھ کر دے اپنے قاتل کو نہ چھوڑون لیکن نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا یارائے ضبط نہ رہا اتنا صرف منھ سے نکلا بیت مرا کشتی و تکبیر نگفتی + عجب سنگین دلی اللہ اکبر + اس جوش و خروش سے صرف اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بخت سیہ کا سامنا ہوا تڑپکر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا یہ عاشق کش ہاتھ سے ایرج نوجوان کے چھوٹ کر زمین پر گری یا خداوند لقا لیکر سنبھلی نگاہ جمال بیمثال ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر دل سلاح جنگی سے آراستہ جوان نوخاستہ فر و شوکت چہرے سے ہویدا آثار جلالت ناصیہ سے پیدا چہرہ آفتاب عالمتاب دونون عارض پھول سے زلفون مین پیچ و تاب پریشانی نظاہر فن جرأت سے ماہر اس محبوب یکتا کے بھی منھ سے بے اختیار آہ نکل گئی قصد ہوا سر اٹھا کر زانو پر رکھون حیا مانع ہوئی نقیب غرور نے آواز دور باش دی آنکھون نے چشمک کی ٹھہر گئی کبھی ہٹتی تھی کبھی قریب آتی تھی گھبرائی ہوتی تھی دلمین کہتی تھی کیونکر اسکو ہوش مین لاؤن اپنا حال دل سناؤن اسی خیال پر ملال مین مثل آئینہ حیران

خجل زلف پریشان عشق کی نیرنگیان آہ شرر افشان زبان پر طپش قلب سے کہتی ہی الامان الامان آخر ضبط نہو سکا اسی فرش خاک پر بیٹھ گئی اچھی طرح نگاہ غور سے صورت دیکھی اور زیادہ تڑپی پھڑکی سر زمین سے اٹھایا ہی اس ارادے پر کہ زانو پر رکھون اس بیمار چشم کی مسیحائی کرون کہ سامنے سے بونڈلا گرد کا اڑا دیکھا دور سے ایک عیار طرار خنجر گذار جھپٹا ہوا اسی جانب آتا ہی حقیقت مین شاپور شیر دل تعاقب مین اپنے آقا کے جستجو کنان مثل باد صرصر پھر رہا ہی اسوقت یہ نازنین گھبرا گئی نقاب چہرے پر آراستہ کی تعجیل گھوڑے پر سوار ہوئی ایک جانب چلی مگر پھر پھر کے دیکھتی ہوئی گھوڑا اڑا کے نکل گئی اس تو گرفتار کا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر شاپور شیر دل نے دور سے مرکب اپنے آقا کا دیکھا کہ کوتل چرا مین مصروف ہی کلیجہ غم سے پھٹ گیا دل سے کہنے لگا خداوندا یہ کیا ہوا میرے شہریار پر یہ کیا معرکہ گذرا مثل ہوا کے دوڑتا ہوا آیا اب جو قریب پہونچا دیکھا ایرج نوجوان دھوپ مین ریتی پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہی ہائے آقا کہکر زمین پر گر پڑا اور پھر اٹھکر چھاگل مین پانی لایا منھ پر چھینٹا دیا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی شاپور شیر دل نے گھبرا کر پوچھا ای شہریار خیر تو ہی ایرج نوجوان نے جواب دیا نظم

نہ پائی زخم کی لذت ہوس دلمین رہی دل کی پڑی میرے بدن پر بنکے بجلی تیغ قاتل کی
کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رک رک کر صراحی تھی سر وہی بھر حلق خشک قاتل کی
چھری پھرتی ہی ذوق قتل مین مانع ہی کیون شارع غضب ہوگی مرے حق مین عدالت شاہ عادل کی
کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانۂ دل کی
شب مرقد ہی شب فرقت مین دن روز قیامت کا ہر اک ساعت ہی آفت کی گھڑی ہر یک مشکل کی

کمال شوق ہے دیدار یار تھوڑا ہی
عروج و وقفۂ جوش بہار تھوڑا ہی
شب وصال بہت کم ہی پوچھتے کیا ہو
مری نظر مین بھی دل کا وقار تھوڑا ہی

بلا زیادہ صبر ہی اور اختیار تھوڑا ہی
ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھوں کو
کہ میرے سینے مین دم ای نگار تھوڑا ہی

سحر کو غنچہ کھلا دو پھر ڈھلے سوکھا
بہت یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی
نگاہ کم سے جو دیکھا بہار سرکش نے

شاپور حیران ہوا کہ مین نے کیا پوچھا یہ کیا ارشاد ہوا مین کچھ نہ سمجھا دوبارہ پوچھا کیون ای شہریار کیا کسی دشمن سے مقابلہ ہوا دشمنون نے کیا کوئی زخم لگایا جب مین یہان آیا تھا حضور بیہوش پڑے ہوئے تھے ظاہر مین تو کوئی زخم نہین معلوم ہوتا ہی ایرج نوجوان ایسا بہت ہے کہ

شاپور رشیر دل کو کچھ جواب نہ دیا اک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی آپ ہی آپ پکار اُٹھا اشعار

کچھ کہتا ہیں جو نہیں دل سے نکلنے کے لیے
اشک حسرت وہ نہیں آنکھ سے ڈھلنے کے لیے

شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے
دل میں آ بیٹھو کلیجہ مرا ملنے کے لیے

رہبر جلوہ گہ یار جو تو ہوا ای شوق
ابھی موجود ہوں آنکھیں مری چلنے کے لیے

شکوہ ہی برق تجلی سے کہ ادنیٰ انصاف
ہم ہوں مستعد دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے

ناز کی دیکھوں ہٹا لیتی ہی کیونکر مسکو
دے تو دو ہاتھ میں ہاتھ اُٹھنگے سنبھلنے کے لیے

پاس آ بیٹھے تھے یا کھنچنے لگے مجھسے وہ دور
اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے

ہم ازل ہی میں پکارے جو ملا بخت سیاہ
یہ بلا آئی ہی سر پر سے نہ ٹلنے کے لیے

دل میں آتا ہی جگر سے تو جگر میں دل سے
درد اُٹھتا ہی ذرا آج ٹہلنے کے لیے

کر چکی نشتر ہی یار کی گو کام تمام
جان باقی ہی کچھ آنکھوں سے نکلنے کے لیے

دست دلبر مرے سینے سے ہیں وصل میں دور
دل تو موجود ہی دو ہاتھ اُچھلنے کے لیے

داغ کہتا ہی چراغ شب فرقت سے مرا
ٹھنڈے ہونے کے لیے تو ہی میں جلنے کے لیے

کس فسوں ساز سے جلتے ہو لڑانے آنکھیں
جتنے جادو ہیں وہ سب ساتھ ہیں چلنے کے لیے

دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہیں
کبھی اُٹھتا ہی تو اُن تلوؤں سے ملنے کے لیے

اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہیں ساتھ
دھوپ میں کوچۂ محبوب میں جلنے کے لیے

ہیں پڑے اُسکی دم نزع جو تم آ نکلو
موت سے بگڑی ہی جس دم کے نکلنے کے لیے

پیارے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہیں
اُس سے گردیدہ ہوں تقدیر بدلنے کے لیے

شاپور بدحواس پریشان ہو کر قدموں سے لپٹ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آقا برائے خدا ہوش میں آئیے کچھ حال دل فرمائیے یہ کیا معرکہ ہی دشمنوں کو جنون ہوا ہی ایک ایک کلمہ تیر دلدوز ہی غلام کو سننے کی طاقت نہیں باقی ہی میں اپنے کو ہلاک کرونگا گلا کاٹ کر مر جاؤنگا کونسا امر ایسا ہی کہ جس سے غلام سے پوشیدہ ہی میں قدیم تابعدار ہوں عاشق زار ہوں ایک ساتھ پیدا ہوئے کیا حضور کی کہیں طبیعت مائل ہوئی اگر یہ راز ہو تو بھی غلام سے فرمائیے جیسا کچھ کہ فنون عیاری میں قبلہ و کعبہ نے تعلیم فرمایا ہی عیاری میں کسی صاحب نے یہ کمال نہیں پایا ہی

اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہوگا تو مین ابھی اسپے کو مثل دعا پہونچاؤنگا اگر تحت ثری مین ہوگا
تو مثل قطرۂ آب جذب ہوجاؤنگا مگر آپکے معشوق کو آپ سے لا ملاؤنگا یا کوئی مقدمہ جانبازی
وسرفروشی ہو ابھی جرأت اپنی دکھائین قدمون پر تصدق ہوجائین جب اسطرح محبت وشفقت
شاپور شیر دل پیش آیا مژدۂ وصل محبوب بھی سنایا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی کہا ای یار
وفادار مونس وغمگسار کیا حال بتاؤن واسطے شکار کے آیا خود شکار ہوا تیر عشق کلیجے کے پار ہوا
ابھی ایک غارتگر دین وایمان کا سامنا ہوا متاع صبر وقرار لوٹ لے گیا بخت رسا کی نارسائی ہوئی
سلطان عشق کی اقلیم دل پر چڑھائی ہوئی اگر جانتا کہ ایسا قتال عالم ہی جب اُسنے نیچے کا ہاتھ لگایا
تھا مین نہ روکتا سر جھکا دیتا عرض کرتا مطلع ادب تا چند ای دست ہوس قاتل کے دامن کا بار
سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا ہر گیا کھون خطا وار ہون مجبور ونا چار ہون ایک جلوۂ
نور عارض انور سے مثل حضرت موسی بیہوش ہوا وہ اس عرصے مین دل لیکر روپوش ہوا اگر وہ صورت
زیبا طلعت جہان آرا نہ دیکھونگا سر ٹپک ٹپک کے مرجاؤنگا ای برادر جاے رحم ہی اُس محبوب جانی
یار جاودانی کا پتا لگا دو یا ہمین اُس تک پہونچاؤ شاپور شیر دل نے عرض کی مین جان ودل سے
حاضر ہون ضرور جستجو کرونگا چلیے بارگاہ مین تشریف لیچلیے آپکے والد نامدار جد عالیوقار وسرداران
جان نثار بیقرار ہونگے حضور نے صاحبقران سے جلد واپس ہونے کا وعدہ کیا تھا دن اب
قلیل ہی اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہی ایرج نوجوان نے کہا ای بھائی اس مقام پر اُس ماہتاب نے
کو دیکھا ہی اس آرزو پر زندہ ہون کہ شاید وہ مسیحاے زمان پھر تشریف لائے اپنے بیمار کی عیادت
کرے یہان سے دو قدم جاؤنگا روح قالب سے پھڑک کر نکل جائیگی طبیعت اپنی بھی تسکین نپائیگی
یہان بیقراری کو قرار ہی معشوق خوبرو کا انتظار ہی یہ باتین ہوتین کہ سامنے سے پہلے قراول کچھ سوار
کچھ پیدل سامنے سے نمایان ہوئے شاپور شیر دل نے آگے بڑھکے اُن لوگون سے کہا جلد جاؤ بارگاہ
جو شکارگاہ مین ساتھ آئی تھی اُسکو لاؤ اسی مقام پر استادہ کرو آج شاہزادۂ عالم اسی مقام پر قیام
فرمائینگے کارگزار گئے فوراً بارگاہ لائے مگر حیران تھے کہ اس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین کیون
شب کو انتظام کرتے ہین بعض نے بڑھ کے عرض بھی کیا ایرج نوجوان یاد محبوب مین مبہوت بیٹھا تھا
کچھ جواب نہ دیا مگر شاپور شیر دل نے بعجلت تمام بارگاہ فلک اشتباہ اُسی خارستان مین نصب

کرائی شاہزادہ فرش خاک سے نہ اُٹھتا تھا لیکن شاپور بنت بارگاہ مین لایا ایرج نوجوان نے شاپور شیردل کے گلے مین ہاتھ ڈالکر بمحبت کہا کہ بھائی جلد جاؤ جسطرح ہو سکے اُس محبوب جانی یار جاودانی کو ہم تک لاؤ اگر ہماری زندگی منظور ہے تو عرصہ نہ کرو شاپور شیردل اس جوش و خروش کو دیکھکر گھبرایا دست بستہ عرض کیا ای شاہزادہ والاقدر بے پتہ بے نشان کہان جاؤن دو چار روز صبر فرمائیے انشاء اللہ غلام ضرور تدبیر کریگا نام دو چار روز کا سنکر ایرج نوجوان نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی گریبان پر ہاتھ ڈالا بیقراری مین چلایا مسدس

فراق مین یہ غم بحساب ہے دل کو
کہ زندگی کی طرف سے جواب ہے دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہے دلکو
خیال یار مین کیا اضطراب ہے دل کو
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی تپش سے گھبراؤن
خلاف وضع ہے گر کچھ زبان پر لاؤن
خیال یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن
غضب مین جان ہے کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار کی کرتا ہون سیکڑون گھاتین
نصیب ہوتی نہین لطف کی ملاقاتین
بنایا کرتا ہون بیٹھا سحر تلک باتین
تڑپ تڑپ کے گذرتی ہین ہجر کی راتین
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہے حال تباہ
کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کی طرح شام و پگاہ
پڑی ہے جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق مین مری کیسی اُلٹ گئی تقدیر
اثر ہی نالے مین بالکل نہ آہ مین تاثیر

کسی طرح سے نہیں رام ہوتا وہ بے پیر
لبون پہ دم ہی خدایا کرون مین کیا تدبیر

نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
جو اُس سے کہیے تو وہ گالیان سناتا ہی
خموش رہیے تو مُنھ کو کلیجہ آتا ہی

نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

وصال یار میسر کہان امانت کو
سدا فراق مین دیکھا طپان امانت کو
ستایا کرتا ہی درد نہان امانت کو
ہمیشہ ہی یہی درد زبان امانت کو

نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

یہ اشعار مسدس پڑھکر ایرج نوجوان روتا ہوا اُٹھا اور کہا ای برادر مصیبت مین کون کسی کا شریک ہوتا ہی ہم خود جا کر اپنے معشوق کو تلاش کرینگے کوہ و دشت مین دیوانہ وار پھرینگے آخر رہبری حضرت عشق سے کوے محبوب کا راستہ ملیگا کبھی تو غنچۂ پژمردۂ خاطر کھلیگا بموجب

شعر
کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من + کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من +

شاپور شیر دل یہ ولولہ ایرج نوجوان دیکھکر خود بھی رونے لگا قدمون پر سر رکھدیا عرض کی آقا لاکھ جانین غلام کی ایک ناخن پاے حضور پر نثار ہین مین بھلا حضور کو یکہ و تنہا جانے دونگا حضور تشریف رکھین مین تدبیر کرتا ہون غرض منت و سماجت ایرج کو بٹھایا اس عرصے مین شام محنت انجام نے مُنھ دکھایا آفتاب عالمتاب غم مین اُس عاشق بیتاب کے یا رنگ زرد چادر نورانی شب کو چہرے پر کھینچکر داخل سیاہ خانۂ مغرب ہوا بیت چو زرین علم شد ز عالم نہان + شب قیرگون سر زد از قیروان + ملازمون نے بتعجیل تمام شمع ہاے مومی و کافوری روشن کین مگر ایرج نوجوان کو بخت سیاہ کا سامنا تھا اور زیادہ اندھیرا آنکھون مین چھا گیا کہا بھائی شاپور اس رنجور کے درد دل کا علاج کرو تمنے اقرار کیا ہی براے جستجوے یار متوجہ ہو شاپور نے عرض کی

حضور اس پردۂ شب تاریک مین کہان جاؤن شب بھر کی مہلت دیجیے صبح کو انشاء اللہ نشان معشوق مطلوب غلام سے لیجیے ایک امر کا عرض کرنا واجب و لازم ہی کہ آپ صاحبقران زمان سے دن بھر کا وعدہ کر کے تشریف لائے تھے ایک عرضی عذر غیر حاضری مین لکھکر روانہ فرمائیے آپ سے صاحبقران و شاہزادۂ خاور سپاہ و رستم پیلتن نہایت محبت قلبی رکھتے ہین ایسا نہو کہ سب صاحب جوش الفت مین اسی مقام پر چلے آئین پھر آپ کو کچھ نہ بن پڑیگا گمراہ ہوگئے آگے جانا ہوگا اور پہلے غلام خوب سمجھ چکا ہی کہ طاقت صبر آپ مین نہین ہی بیشک اگر وہان جائیگے باعث ہلاکت ہوگا ایرج نوجوان نے کہا بھائی تمکو اختیار ہی جو چاہے لکھکر خدمت صاحبقران مین بھیجو لیکن جسطرح ہو سکے میری معشوقہ سے مجھکو ملادو شاپور نے ایک عرضی کچھ عذرات عدم حاضری کی لکھکر ایک سوار کو دی کہ جلد جاکر ہاتھ مین ہمارے افسر جواہر بن عمرو کے دیدینا وہ جانشین خواجہ عمرو ہین موقع اور محل دیکھکر بخدمت صاحبقران پیش کرینگے سوار یہ سنکے اور عرضی لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاپور شیر دل ایرج نوجوان کو سمجھانے لگا کہ ای آقاے نامدار نہایت مشکل ہی ہر چند کہ حضور نے تقریر مین تصویر حسن دلفریب ملکۂ عالم دکھائی ہی لیکن صاحبان عصمت و عفت شاہزادیان وزیر زادیان تاجر بچیان بازار مین نہین بیٹھی ہین کہ اسوقت غلام دیکھے اور عقل سے پہچانے تدبیر کر کے فکر وصال کرے اور حضور کے دل کا رنج و ملال دور کرے مگر البتہ کسی محل مین کنیز بنکر جاؤنگا کہین اپنے تئین دلالہ بناؤنگا جب یون خانہ بخانہ پھرونگا تب وہ گوہر دریاے خوبی بصد جستجو ہاتھ آئیگا مگر یہ غلام ضرور عرض کرتا ہی کہ جان اپنی مٹاؤنگا اُس طائر عنقاے معدوم کو دام تدبیر مین پھنساؤنگا اور انشاء اللہ عنایت سے جامع المتفرقین کی ایک مسند پر آپ کو اور اُس شاہزادی کو بٹھاؤنگا بعنایت صناع ماہ و مہر برج خیمے مین قران السعدین ہوگا روح کو راحت دل کو حضور کے چین ہوگا یہ مژدۂ جان بخش جو شاپور شیر دل نے سنایا یا تو ایرج نوجوان پژمردہ خاطر تھا یا مثل گل شگفتہ ہوگیا بے اختیار فرمایا نظم

تو نے ایسی خبر سنائی ہی
ای مسیحا مین تیرے منہ کے نثار
تن بیجان مین جان آئی ہی
ہی یہ تدبیر خوش پئے بیمار
مگر ای بھائی یہ کالی رات کیونکر

کٹیگی دیو شب غم کا سامنا ہی یقین ہی کہ مجھکو ہلاک کریگا قصہ پاک کریگا اشعار مصنف

سیاہی شب فرقت کوئی بدل نہ سکا | چراغ بھی مرے تاریک گھر مین جل نہ سکا
ملی کلام کی طاقت نہ خونفشانون کو | دہان زخم سے کوئی سخن نکل نہ سکا

دیگر بلا ہی مری شام فرقت نہین | کہ جسکی سحر تا قیامت نہین | مجھ ایسے بشر سے محبت نہین
پری ہو تو کیا آدمیت نہین | لحاظ و وفا پاس الفت نہین | ہو تو نہین ذرا آدمیت نہین
کہا اُنسے جب سُن لو دلکی لگی | کہا پھر کبھی آج فرصت نہین | کسی کی عیادت کرین خاک ہم
ہمین اپنے مرنے کی فرصت نہین | نکلتی نہین جان کیون ہجر مین | کوئی میرے دلکی یہ حسرت نہین
تڑپتے کبھی آکے دیکھو ہمین | اُن آنکھون سے جنمین مروت نہین | شاپور شیر دل نے دیکھا جنون

ترقی پر ہی آتش عشق شعلہ ور ہی اب نصیحت سے بچنا دشوار ہی ایسے دیوانے کو سمجھانا بیکار ہی بقول شاعر شعر مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو ؁ مین نہ مجنون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے ٭ یہ خیال کرکے شاپور نے عرض کیا غلام ابھی جاتا ہی پتا لگاتا ہی مگر حضور اپنے دلکو سنبھالین خاصہ تیار ہی نوش کرین غلام کو خوف ہی افشائے راز کا یہ سَو دو سَو ملازم جو ساتھ ہین اگر سرکار کو بیقرار پائینگے فوراً جاکر امیر باتوقیر کو خبر پہونچا ئینگے وہ متردد و متوحش ہوکر دوڑے آئینگے ایرج نوجوان نے کہا ای یار وفادار و ای مونس و غمگسار جو تیری خوشی مین خاموش بیٹھا رہونگا کچھ منھ سے کہونگا مگر کھانے سے معاف رکھو لذت طعام خوان پر الوان حضرت عشق سے سیر ہون پانی کی خواہش نہین کھانے کی کاہش نہین یہ کہکر جلدی سے آنسو پونچھ ڈالے اور کہا بسم اللہ جاؤ جستجو کرو شاپور شیر دل نے اُسی وقت لباس عیاری جسم پر آراستہ کیا سمت کا پتا پوچھا کہ وہ قاتل عالم کس طرف سے آیا تھا ایرج نے تمام کمال کہ سُنایا شاپور نے تقریر ایرج نوجوان سے تصویر اُس معشوقہ کی صفحۂ دل پر کھینچلی اور اُسی شب تیرہ و تار مین جستجو کرتا ہوا چلا اسکا حال آیندہ تحریر کیا جائیگا اب دو کلمہ اُس نو گرفتار زندان محبت و آشفتہ وادی اُلفت یعنی حال اُس مہ جبین مہر تمکین کا بیان کیا جاتا ہی اول تحریر کیا گیا ہی کہ فولاد فولاد شکن کوہی جو برائے مددلقا آیا ہی اور باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اپنے ناموس کو اُتارا ہی ملکہ یسمین عذار صنوبر قد اسکی دختر ہمیشہ سے شکار کی عادی ہی حصول فنون سپہ گری کی بہ رغبتی ہی اس کیفیت سے باپ اسکا ماہر ہی اسکی جرأت اور مردوں کے نام سے نفرت بخوبی ظاہر ہی اُسی دن باپ سے

پوچھکر مع چند کنیزان خوش سیر برائے شکار صحرا مین آئی خود شکار ہوئی یعنی واسطے آہو کے جاکر ایرج نوجوان سے بگڑنا اور ایرج کا اُسکو اُٹھاکر فرط محبت سے بیہوش ہوجانا اور اُسکا قصد کرنا کہ اپنے کشتہ تیغ ابرو کا علاج کرون سر اُٹھاکر زانون پر دھرون مگر آمد شاپور شیردل دیکھکر محجوب و شرمسار نالان و بیقرار و اشکبار حیران و مضطر اپنی کنیزون مین آکر پہونچی سب نے پوچھا وادی شکار کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خاموش دل مین محبت کا جوش تصویر خیالی ایرج نوجوان آنکھون کے سامنے پھر رہی دل سے کہتی ہی ہائے نہین معلوم اُس جوان رعنا پر اس صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین کیا گذری ہوگی نہ یار ہے نہ مددگار ہے نہ مونس نہ غمگسار ہے یکہ و تنہا خدانخواستہ دشمنون کے کان بہرے خاک تیرے مُنھ مین اگر کسی درندے کا گذر ہوا ہوگا اُسکے دشمنون کو کھا گیا ہوگا وہ عیار نہین معلوم کون تھا راہ جاتا تھا ہائے تو کیون گھبرا گئی بدحواس ہوکر چلی آئی کاش ایک چھینٹا پانی کا دیکر ہوش مین لاتی یا گل عارض پر اشک حسرت ٹپکاتی دل مین پیچ و تاب اپنے اوپر عتاب کبھی گھوڑے کو روک لیتی تھی اور چاہتی تھی کہ اُسی طرف جاؤن دور سے دیکھ تو آؤن ہوشیار ہوا یا بیہوش پڑا ہی اگر ہوشیار ہوا ہوگا مجکو بے پردہ دیکھ چکا ہی یقین تو ہی کہ وہ بھی میرے عشق مین بیقرار ہوگا گر وہ تو خود معشوق طرحدار ہی خود سیکڑون اُسپر مرتے ہونگے خدا معلوم کہان کہان پیغام و سلام ہوگا ای سیمین عذار صنوبر قد ایسے ہرجائی کا خیال بیکار ہی نہین معلوم کس خاندان کا وہ عالیوقار ہی اسی پریشانی مین تا بہ درباغ پہونچی گھوڑے سے اُتری اندر باغ کے آئی مگر طپش دل ترقی پر حیران و پریشان حزین و مضطر بارہ دری مین آکر سلاح جسم سے دور کیے تلوار کہین سپر کہین پھینکی لباس مردانہ دور کیا پوشاک زنانی زیب جسم کرکے مسند پر سر جھکا کر بیٹھی دن تو قلیل تھا بمشکل کٹا اب شام فراق کا سامنا ہوا جب صیاد آفتاب نے صیدگاہ صحرائے سبزہ زار جہان سے دام تار شعاع کو بہزار آب و تاب کھینچکر لپیٹا اور طائر دل ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو گرفتار پنجہ شہباز عشق دیکھکر دانہ ضیا بصد صفا اس تختۂ عالم سے سراسر سمیٹا اور بوجہ کسل راہ راحت کا مائل ہوا محل مغرب مین جلد داخل ہوا اور فراش پیر فلک نے رداے ظلمت شکارگاہ میدان بیابان دنیا مین بعجیل تمام پھیلائی ہر طرف مانند ابر تیرہ و تاریک تاریکی چھائی بموجب مصرع وہ تاریکی کہ ڈر جائے شب دیجور بھی

محیط عالم جہان ہوئی یکایک وہ حریق آتش فراق غریق لجۂ اشتیاق ایسی تاریکی کو دیکھکر گھبرائی
چہار جانب اندھیرا تھا ضیاے مہر بے مہر نے دنیا سے منھ پھیرا تھا وہ شب مثل دل کافر تیرۂ
و تاریک تھی ظلمت پردۂ ظلمات مثال اس شب کی ٹھیک تھی فلک پر ماہ تابان نہ تھا ہلال
کا گولا عیان تھا سیارون کو چہرے یا گولیان کہون یا خال چہرۂ زنگی سے مثال دون چہار سمت
سناٹا ہوکا عالم دل پر ہجوم غم والم بخت سیاہ کا سامنا آنکھون کے نیچے یاد زلف جانان مین اندھیرا
دل بیتاب مثل ماہی بے آب روح کو شکل گیسوے یار پیچ و تاب کنیزون نے شمع ہاے مومی و
کافوری روشن کین مگر شعلہ انکا خوف تاریکی شب سے بلند ہوتا تھا چراغ کے پھول نہ گرتے تھے
گویا اشک چشم سرمہ آگین تھے ملکہ نے گھبرا کر کنیزون سے کہا کہ باہر جاؤ کیا مجکو قیدی بنایا ہی
کیون گھیرا ہی کنیزین بھیانک ہو کر باہر گئین آپس مین کہتی تھین آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہی ایک
کہتی تھی بوا کسی کے یاد گیسو مین سودا ہو گیا ہی مین پہلے ہی شکارگاہ مین تاڑ گئی تھی کہ
کسی کے تیر مژگان سے زخمی ہو کر آئی ہین مثل صید خائف بدحواس ہین ہوش اُڑے
ہوئے مضطر و پریشان ہو نٹھ پیڑائے تھے چشم نرگسی مین آنسو بھرے تھے پھر پھر کر کسی کو
دیکھتی تھین ملکہ آج کسی پر ضرور مائل ہوئی کسی قتال کے تیغۂ ابرو کی گھائل ہوئی دوسری کنیز
بولی اری چپ رہ ملکہ سن لیگی تو ناک چوٹی کاٹی جائیگی تو بدزبانی کی سزا پائیگی ہماری ملکہ بیچاری
بھولی بھالی عشق و محبت کی باتون کو کیا جانے اُسکو مرد کے نام سے نفرت ہی آٹھ پہر فنون
سپہ گری مین بصد شوکت ہی سوسن تجکو بدزبانی کی بہت عادت ہی یہ سنکے سوسن قہقہہ
مار کر ہنسی کہا نگوڑی تو کیا جانے ہم کھیلے کھائے ہین عشق کے مزے اُٹھائے ہین اگر ملکہ کسی پر
عاشق نہوئی ہون تو دوئی لکھتی ہون دیکھ دو چار روز مین یہ حال کھل جائیگا ہمارا کہنا
پیش آئیگا پردے سے جھانک کے او نرگس دیکھ ہے مثنوی پڑھ رہی ہین لیلی مجنون کا قصہ
اٹھایا ہی شیرین فرہاد کی تلاش ہی کنیزین تو اسی طرح بڑبڑا کر اپنی اپنی صحنچی مین جا بیٹھین مگر ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے جو تنہائی پائی دل کو غم والم سے خالی کرنے لگی ٹھنڈی سانسین بھرنے
لگی بے اختیار ہو کر پکاری نظم
جسدن سے ہوئی تری جدائی
اے باد صبا سوے دلارام
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
لیجا تو یہ غمزدون کے پیغام
آوارہ ہون تیری جستجو مین

سرگشتہ ہون تیری آرزو مین | گھر بار تمام مجھسے چھوٹا | اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا

کبھی گھبرا کر کہتی ہی ای فلک کج رفتار و گردون غدار یہ کیا کجروی ہی ستارون سے مجھپر آنکھین نکالتا ہی ماہ تابان بھی مجکو آنکھ دکھاتا ہی

ابیات

جی مین ہی جاؤن نجد کے بن مین
قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین | اور کبھی دیکھکر سوے افلاک | کہتی ہی سر پہ اپنے ڈالکے خاک
ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے | میرا دلبر چھڑا ایسا مجھسے | کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہی | چار پائے پلنگ کے مجکو | چار پائے درندہ ہین ابتو
ہم ہین اور غم ترا ہی کیا کیجیے | کون ہی کس سے حال دل کہیے | غرض یہ اشعار آبدار پڑھکر

بستر خواب پر تڑپ اور پھڑک رہی تھی کہ غنچہ دہن وزیرزادی باغ مین پھرتے پھرتے قریب بارہ دری کے آئی ہچکیان لینے کی صدا سُنی دوڑکر اندر بارہ دری کے پہونچی دیکھا کہ ملکہ زار مثل ابر نوبہار رو رہی ہی جان اپنی کھو رہی ہی کبھی اُٹھتی ہی کبھی بیٹھتی ہی وزیرزادی کو جو آتے دیکھا ڈاڈلائی مُنھ سے لپٹ کر اپنے تئین پلنگ پر گرادیا غنچہ دہن مُنھ پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ہی ہی واری یہ حضور کا کیا حال ہی آئینۂ دل پر کیون گرد ملال ہی ای ملکہ کدھر خیال ہی لونڈی کو تو ذرا آگاہ کیجیے سر کے نیچے ملکہ کے ہاتھ دیکر بہ شفقت اُٹھایا قدمون سے لپٹ کر رونے لگی اور عرض کرنے لگی واری للہ بولیے زبان کھولیے جب غنچہ دہن نے بہت اصرار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر جھکا کر کہا غنچہ دہن جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو ہمکو نہ ستاؤ ہمارے کلیجے مین درد ہی پنڈا اینٹھتا ہی بدن سن سناتا ہی غش چلا آتا ہی غنچہ دہن نے عرض کیا واری اس بہانے کو مین نہ مانونگی مجھسے مفصل فرمائیے دلکی کلیہ حقیقت بتائیے ملکہ نے کہا تو ناحق اُلجھتی ہی بیمار ہونے مین کسی کا اختیار ہی اور دل کی یہ حقیقت ہی تنہا بیٹھنے سے رغبت ہی صحبت سے ہم جنسون مین نفرت ہی لو یہ کیفیت ہی سُن چکین جاؤ ہر چند غنچہ دہن نے کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے راز دل نہ بتایا آخر غنچہ دہن ناچار ہو کر ایک صحنچی مین جا بیٹھی ملکہ پھر تڑپنے لگی اور یہ غزل قمر کی زبان پر لائی

غزل

حسرتمن مین شب تاریک ہی تنہائی ہی
عاشق زلف پہ تیرے یہ بلا آئی ہی | کوئی مونس ہی نہ ہمدم ہی یہ تنہائی ہی | شب فرقت کی بلا سر پہ مرے آئی ہی
ضبط کرتا ہون تو دل سینے مین خون ہو آکر | جان بیتاب ہون اُس شوخ کی رسوائی ہی | صورت نقش قدم ہوگیا آخر پامال

چھوٹ کر تیرے قدم سے تپ ہلالی ہی
وصل سے گر تمھین انکار ہی اچھا نہ سہی
آجکل خوب ہی اغیار کی بن آئی ہی
اہل اسلام سمجھتے ہین مجھے کافر کیش
گل شگفتہ ہین گلستان مین بہار آئی ہی
تیر دلدوز ہین نالے ہین یہ قطرے تجھ بن
آیا سحر سے مجھے اپنا دکھایا نظم
سحر ترکانہ قصد این حشم کرد

ہم اسیرون کو خوشی جو گلے باغ مین گل
بوسہ دینے کی ہی کیا تمنے قسم کھائی ہی
بوسہ زلف دوتا مانگتا ہون تمسے صنم
دل لگانے کی ہی تو ان سے یہ سزا پائی ہی
بوسے اس گل نے دیے قند کے گجے اے دل
ابر غم ہی کہ فلک پر یہ گھٹا چھائی ہی
دم صبح کہ فرزندان انجم
دم گرگے نمود و گلہ رم کرد

دل تپ مردہ کے نزدیک حنا آئی ہی
پاس سے میرے بگڑ کر جو گیا ہی وہ گل
ہنسکے فرماتے ہین دیوانہ ہی سودائی ہی
چھوڑ دے بلبل نالان کو خدارا صیاد
[illegible] مری امید بر آئی ہی
ہم لپٹے تڑپتے جب دم لبون پر
شد اندر چشم یعقوب فلک گم
ملکہ سمین عذار صنوبر قد ابھی

تک رنگ چہرے کا فق دل مین قلق اول غنچہ دہن وزیرزادی نے آکر سلام کیا چہرہ متغیر پایا اسوقت بھی بہت حال دل کی جستجو کی منت وسماجت پوچھا مگر ملکہ سمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا کنیزان ماہ رخسار و انیسین و جلیسین مصاحبین ہمراز و مسانہ بھی گرداگرد حاضر ہین کوئی آفتابہ لیکر دوڑی کسی نے سنگاردان لاکر حاضر کیا لیکن ملکہ مثل تصویر خاموش کسی سے کلام نہین کرتی اسبات

ہون تصور مین تری صورت تصویر گلی
میرا تابوت چلا تخت سلیمان کی طرح
جسم تجھ بن ہی مرا پیکر بیجان کی طرح
مر پر پرونے جنازے کو دیا ہی کاندھا
دل ہی دلمین سوز محبت سے شمع سان گھلتی ہی بڈی بڈی آتش

عشق سے جلتی ہی یکایک غلغلہ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہ آپکے والد نامدار تشریف لاتے ہین اسقدر فولاد فولاد شکن کو ملکہ سمین عذار صنوبر قد سے محبت ہی کہ بے دیکھے اسکو چین نہین پڑتا ہی صبح کو خواب سے بیدار ہوکر پہلے بیٹی کو دیکھنے آتا ہی بعد اسکے دربار اتا مین جاتا ہی ملکہ سمین عذار صنوبر قد نے جو اپنے باپ کی آمد سنی ناچار کلی کرکے ایک چھینٹا پانی کا منھ پر ڈال لیا ہر چند کہ بخوف افشائے راز عشق بہت اپنے کو آراستہ کیا مگر رنگ رو کو کیا کرے رات بھر مین چہرہ غم سے ستا گیا ہی یا تو چہرہ سرخ و سفید تھا یا ظاہر ہوتا ہی کہ خون بالکل جسم مین نہین ملکہ نے جلدی سے آب روان کے دوپٹے پر سفیدہ لائی اوڑھی چوتہ کرکے سینے پر ڈال لی یا تو دربار تک پیشوائی کو باپ کی جاتی تھی آج بارہ دری سے اترنے نہ پائی تھی کہ فولاد فولاد شکن آپہونچا واسطے سلام کے مثل ہلال شب اول خم ہوئی فولاد فولاد شکن نے بمحبت سر سینے سے لگایا بارہ دری

کی طرف چلا ملکہ چاہتی ہی باپ میرے چہرے پر نظر نہ کرے کبھی کنیزون کے آگے کبھی پیچھے اسطور
سے چلی مگر فولاد فولادشکن نے مسند پر بیٹھکر آواز دی بیٹا سیمین عذار صنوبر قد ہمارے سامنے
آؤ ہم مشتاق ہین شکل دکھلاؤ اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ناچار سامنے آئی سر جھکا کے بیٹھی
ناگاہ نگاہ جو فولاد فولادشکن کی چہرۂ بے نظیر دختر پر پڑی عجب کیفیت دیکھی جیسے وقت سحر چاند
کا چہرہ فق ہوتا ہی یا رخ شمع مائل بزردی یا جیسے پھول گلاب کا حرارت آفتاب سے کمھلا جاتا ہی
فولاد فولادشکن نے بے اختیار ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگا لیا اور گھبرا کر پوچھا ای نور نظر پارۂ جگر راحت
جان باعث تسکین دل و جان آج تمھارا مزاج کیسا ہی ملکہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی کہ سینہ تمام
فولاد فولادشکن کا اُسکے آنسوؤن سے تر ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا فولاد فولادشکن طرف غنچہ دہن
کے متوجہ ہو کر پریشان ہوا کہ اے وزیرزادی یہ کیا معرکہ ہی غنچہ دہن نے عرض کی حضور
لونڈی اسقدر آگاہ ہی کہ شب سے صاحبزادی کے سر مین درد ہی صندل مین نے رگڑ کر لگایا مگر یہ
درد سر نہ گیا حرارت بھی باطن مین ہوگی خاصہ بھی رات کو نوش نہین فرمایا کنیز رات بھر جاگی
ہی اب اسوقت اُٹھکر بیٹھی ہین تربد تیار ہوتی ہی پلاؤنگی فولاد فولادشکن نے پوچھا آخر سبب کیا ہوا
غنچہ دہن نے عرض کیا کل شکار کرنے سے تغیر مزاج کا ظاہر ہوا ہی اس طرف کا صحرا نہایت
خوفناک ہی پُر از خس و خاشاک ہی آہو وغیرہ پر گھوڑا ڈالا پسینہ بھی آیا ہوا اگر ہم لے پہ بدلے
تے جسم نازک پر تاثیر کی ہی ظاہرا یہی باعث ناسازی مزاج معلوم ہوتا ہی فولاد فولادشکن نے
یہ سُنکر کہا بیٹا سیمین عذار صنوبر قد تمنے اس زمانے مین ورزش وغیرہ کم کر دی ہی یہی باعث ہی
نقاہت کا ابھی اُٹھکے اکھاڑے پر جاؤ ڈنڑ پیلو مگدر ہلاؤ دو چار حبشیون کو زیر کرو ابھی بخار اتر جائگا
درد سر بھی جاتا رہیگا ملکہ ان باتون پر بھی سر جھکائے رہی کچھ جواب نہ دیا فولاد فولادشکن جانتا ہی
کہ بیٹی صاحب شرم و حیا ہی پھر غنچہ دہن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای غنچہ دہن تو تو خود صاحب
سلیقہ ہی صحبت عیش و طیش آراستہ کرو سامان ناچ راگ رنگ مرتب ہو شعلہ رخسار ڈومنی
کو بلا بھیجو وہ بہت گرما گرم ہی خوب نقلین کرتی ہی روتے کو ہنساتی ہی ایسا گاتی ہی کہ مطرب فلک کو
شرماتی ہی غنچہ دہن نے عرض کیا بہت خوب اُسی وقت غنچہ دہن نے ایک حبشن کو حکم دیا
کہ شعلہ رخسار مع اُسکی مادر لالہ عذار کو مع ساز و سامان جلد لاؤ حبشن بموجب حکم گھوڑے پر

سوار ہوکے اُسطرف روانہ ہوئی فولاد فولاد شکن نے کہا ای سوسن پکار کر جبشن سے کہدے آموں کے باغ کے پہلو مین شعلہ رخسار کا خیمہ ہی جب قریب پہونچے گی طبلے سارنگی کی آواز سے گی پتا خبردار فراموش نہ کرنا وہین جانا کنیز نے بڑھکر جبشن کو بخوبی پتا بھی سمجھا دیا فولاد فولاد شکن بعد تھوڑی دیر کے بیٹھکر اُٹھا کہ لو نور نظر اب ہم دربار خداوندی مین جاتے ہین پانچ چھ روز دعوت کے اور باقی ہین اس سے فراغت پاکے طبل جنگی بجواونگا ایک ہی دن مین خاتمہ کردونگا زبانی شیطان درگاہ خداوند لقا کے سُنا ہی کہ حمزہ تو بڈھا ہوگیا ہی مگر دو جوان آج کل صاحب شوکت ولیاقت لشکر حمزہ مین ہین نور الدہر بن بدیع الزمان و نور نگاہ قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان معلوم ہوا کہ دونون کی تلوار کی دھاک ہی اگر ان دونون کو مارا تو لشکر حمزہ کا قصہ پاک ہی اور ایرج نوجوان کا نام اس وجہ سے زیادہ روشن ہوا ہی کہ ایک طلسم تھا موسوم بطلسم آئینہ اُسکو اسنے جاکر بڑی صفائی سے توڑ فتح کرکے آیا اُس دفعہ شاید جنگ مغلوبہ تھی چند کوہی ذلیل حقیر لشکر صاحبقران سے لڑ رہے تھے اور کوئی جادوگر بھی طرف سے شہنشاہ افراسیاب جادو کے آیا تھا ساحر نے سحر کیا تھا مسلمان تباہی مین تھے اُسوقت یہ جوان بصد شوکت وشان مع ساحران طلسم کے آیا یہ بھی مشہور ہی کہ بادشاہ طلسم آئینے کی دختر اسپر عاشق ہوگئی تھی اُسنے ساحر بھی کچھ ساتھ کردیے تھے اور کوئی تختہ طلسمی بھی پاس تھا اسوجہ سے وہ ساحر بھی مارا گیا شاید کوئی کہہ ہی بھی اُسکے ہاتھ سے قتل ہوا اُسدن سے ملک جی نے ایرج نوجوان کی جرأت کی بڑی دھوم مچائی ہی اور زیادہ باعث ایرج نوجوان کی تعریف کا یہ ہی کہ قدرت کا نواسا ہی نام ایرج نوجوان کا جو فولاد فولاد شکن کی زبان سے نکلا بے اختیار ملکہ کے قلب کو تازگی حاصل ہوئی آنکھون مین روشنی آگئی حقیقت مین دلکو دل سے راہ ہوتی ہی نام معشوق کا طپش قلب عاشق کو کھوتا ہی بقول شاعر دل را بدل رہیست ودرین گنبد سپہر ۔ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر ۔ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوش ہوکر باپ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا میرے اچھے ابا یہ کیسی بات ہی مفصل فرمائیے یہ قصہ ضرور مجکو سنائیے کہ ایرج نوجوان قدرت کا نواسا ہی اور بطرف سے مسلمانون کے لڑتا ہی کیا خداوند نے اُسکو نکال دیا ہی مسلمان ہوگیا ہی فولاد فولاد شکن

نے تیور پر بل ڈال کے کہا بعض بات ایسی ہی کہ زبان سے کہنا مناسب نہین ہی مشیت قدرت
مین کسی کو کیا دخل ہی نہین معلوم کیا کھیل کھیلتے ہین ہم لوگ ناحق مصیبت جھیلتے ہین بی بی
طولانی یہ حال ہی دفتر بالا باختر مین وقایع نگار نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران زمان ملک
عجم پر تھے کوچک باختر فتح کر چکے تھے کسی وجہ سے قاسم نوجوان انکا پوتا دربند جالن ریر پر قید
ہوا الحوان جالندری نے قید قاسم کی بخدمت خداوند زمرد شاہ باختری روانہ کی جنفت
دربند طی کر کے قید قاسم کی شہر باختر مین آئی سنتے ہین قدرت نے بڑا احترام کیا تاجداران
جلیل کو واسطے استقبال کے بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے سپہ سالار کا پوتا قید ہوکے آیا ہی ظاہر مین
حمزہ ہمکو برا کہتا ہی دل سے مطیع ہی ہمارے آگے اسکا مرتبہ رفیع ہی آخر قاسم نوجوان کو بانائے
قیلولہ بلایا اُس سرکش نے جمال خداوندی بھی دیکھا مگر سجدہ نہ کیا قدرت نے حکم قتل دیا قدرت نے
ان لوگون کو طاقت بھی ایسی دی ہی کہ اُسنے قید آہن کو توڑ ڈالا گنبد گیتی نما مین لڑا آخر پھر گرفتار
ہوا قفس آہن مین بند کیا گیا قدرت نے بغیظ و غضب فرمایا اسکو لیجا کر چاہ ماران مین پھینکدو
ای خداوند تیری قدرت کے صدقے کبھی بندون پر تیرا غضب ہی کبھی رحم شریک حال ہوتا
ہی چاہ ماران مین پھکوایا آپ ہی نجات دی کسی فرشتے کو حکم دیدیا اُسنے پنجرہ اُٹھا کر بالائے
کوہ دو شاخ پہونچایا قفس توڑ کر وہ نکلا نور چکیدہ خالص قدرت ملکہ گیتی افروز دختر خداوند
مدت سے اُسپر مائل تھین تصویر اُسکے پاس تھی اُنکے باغ شبستان مین یہ باغی پہونچا اُنھون نے
باعزاز تمام قاسم کو باغ مین رکھا باغ شبستان سے شب کو یہ جوان آتا تھا لشکر خداوندی پر
شبخون مار کر نکل جاتا تھا وجہ یہ ہی کہ قدرت کے بندے غافل بہت ہو گئے تھے اُنکی سرکوبی کے
واسطے قدرت نے اُسکو مقرر کیا تھا جب تو لاکھون سے اُدھم کر کر نکل جاتا تھا ورنہ لاکھون نے
کوئی اکیلا سوائے مابدولت کے لڑ سکتا ہی قدرت تو تقدیر کر چکے تھے آخر ملکہ گیتی افروز
ساتھ قاسم کے نکل گئین اُنکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوا ہی پس قدرت کا نواسا ہی
یہ ہم کیونکر کہین کہ وہ خدا اسے نادیدہ کی پرستش کرتا ہوگا اس پردے مین کچھ اسرار ہی
ہمارا مشیت خداوندی مین دخل دینا بیکار ہی یہ تقریر دلپذیر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
خوب متوجہ ہو کر سُنی ہنستی جاتی ہین جہان کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا پوچھتی جاتی تھی فولاد شکن

کہتا جاتا تھا کہ بی بی جسقدر مین نے سُنائے تھے کہہ یا مفصل تو شیطان درگاہ خداوند کو خوب یاد ہی
مسلمانون کی ایسی کہانی بیان کرتا ہی جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر سنا کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
عرض کیا ای باباجان یہ کتابین کہان ہین جسمین مسلمانون کے حالات لکھے ہین فولاد فولادشکن نے کہا
بیٹا مین کیا جانون مین مرد سپاہی کہان وہ ہی تباہی پڑھنے کی فرصت کہان اتنی دیر کے واسطے
تمہارے پاس آیا کشتی لڑنا موقوف رہا ان مقدمہ کتب مین بختیارک سے دریافت کرونگا
تمہارا کیا مطلب ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کی یہ دلچسپ ہی راتون کو پڑھوائینگے
سب ملکہ سنینگے ہزار باتین جھوٹ ہونگی ایک تو سچ ہوگی اور علاوہ جھوٹ سچ کے ذکر جرأت تو
بہادری کو سننا ضرور ہی کئی برس کا عرصہ گذرا کہ جب حضور نے شاہنامہ پڑھوایا تھا آپ کی کنیز
کو سب لڑائیان رستم کی یاد ہین یہ بھی کتابین تلاش کرکے ضرور لیتے آئیے گا فولاد فولادشکن
وعدہ کرکے اُٹھا اور بیرون باغ آکر گینڈے پر سوار ہوا برائے ملاقات سلیمان عنبرین موے کو ہی
چلا غنچہ دہن نے دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو باپ سے باتین کین چہرہ سرخ ہوگیا ہی
کسی قدر تغیر رفع ہوگیا ہی غنچہ دہن نے کسی قدر جو ملکہ کو شگفتہ پایا دسترخوان بچھوایا خاصہ منگوایا
قسمین دیکر منت وسماجت دو ایک نوالے کھلائے جب زیادہ کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے
جواب دیا غنچہ دہن تیرے سر کی قسم اُبکائی چلی آتی ہی بس دسترخوان اُٹھاؤ زیادہ نہ پریشان کرو
بموجب ارشاد ملکہ دسترخوان اُٹھ گیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ہاتھ دھوئے اگر گلوری تک
نہ کھائی مسند زرین پر خاموش آکر بیٹھی غنچہ دہن شعلہ رخسار و لالہ عذار کے انتظار مین
ہی کہ کاشکے جلد آئین کچھ گائین بجائین ملکہ کے سب ملال رفع ہون یکایک حبشن نے آکر خبر دی
کہ لونڈی شعلہ رخسار و لالہ عذار سے خبر کر آئی سامنے بہلی منگائی تھی لباس وغیرہ تبدیل کر رہی
تھین حاضر ہوا چاہتی ہین غنچہ دہن نے چپکے سے کہا کہ حرامزادی اپنے ساتھ نہ لائی اُسنے عرض
کی حضور پہر بھر مین وہ لباس پہنتی ہین زیور پہننے کو تو عرصہ چاہیے اُسکے ٹھٹے سے آپ آگاہ نہین
ہین قوم کی ڈومنیان ہزارون روپیہ پیدا کرتی ہین بڑے بڑے سردار زادے بلاتے ہین اُنکو
فرصت کہان ملتی ہی یہان کے نام پر بڑبڑاتی ہین حضور کے یہان سے تو تنخواہ مقرر ہی بیٹھے ٹکڑے
چڑھتی ہی مستی اُنکی دن بدن بڑھتی ہی بی شعلہ رخسار کا تو آج کل بازار حسن گرم ہی نہ حیا ہی نہ

شرم ہی مردانی صحبتون مین جاتی ہین سات سات بجے وہان سے نہین آتی ہین مین نے ابھی جاکر
جگایا مان میٹھی پڑی ہوئی سو رہی تھین اُنھین تو مین نے دیکھا ملی دلی کرتی جابجا سے مسکی ہوئی ہاے
اُٹھی ہین سامان کر رہی ہین غنچہ دہان یہ سُنکے خاموش ہوئی خدمت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
کے آئی عرض کی گائنین حاضر ہوا چاہتی ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ٹھنڈی سانس بھر کے
کہا غنچہ دہان تجھے سودا ہوا ہی والد کے سامنے مین منع نہ کر سکی گانا نہین سنونگی میرا دل نہین چاہتا
ہی بموجب شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی روسکے + جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے + غنچہ دہن
نے عرض کیا واری ابتک آپ نے مجھسے حال دل کا مفصل نہ کہا کیا سبب ہی جو جی ٹھکانے
نہین ہی ملکہ نے کہا ای غنچہ دہن یہ حال ہمسے نہ پوچھو خیر تمھاری خوشی گائنون حرامزادیون کو
آنے دو تم سب بیٹھکر سُننا یہان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اس گفتگو مین چھوڑیے لیکن دو کلمہ
بہترین بہتران عالم عیار کامل بہتر شاپور تیز دل تحریر ہوتے ہین کہ یہ جو ایرج نوجوان کو تسکین
دے کے برائے جستجوے مطلوب ایرج نوجوان روانہ ہوا تھا حیران و پریشان کہ ای شاپور زمین
کہان جاؤن کیونکر اُس طائر عنقا کا پتا لگاؤن یہ بھی ضرور خیال ہی کہ اگر خالی پلٹ کر جاؤنگا نشان
محبوب بھی نہ پاؤنگا تو وہ سوختۂ آتش دوری و افروختۂ شعلۂ مہجوری اپنے تئین ہلاک کریگا جب
والد نامدار تشریف لائینگے غصے مین فرمائینگے ہمنے حمزہ کے ساتھ کیا کیا کام کیے جہان کہین ہمارا آقا عاشق
ہوا ایک دن بھی بیقرار رہنے نہ دیا فوراً تلاش کیا تجھسے اتنا نہو سکا کہ اپنے آقا کی معشوقہ کا پتا لگاتا
اپنی جان مٹاتا عمر بھر ایسے ایسے طعن و تشنیع سُننا پڑینگے ہمچشمون مین ذلیل رہینگے علاوہ ذلت
و رسوائی کے خدا نخواستہ اگر آقاے نامدار مولاے قدر شناس پر کوئی اُفتاد پڑی زندگی بیکار ہی
پھر کسکو روے سیہ دکھائینگے اُنکے فراق مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے وہ تو یہ پرورش فرمائین کہ
غلام کو اپنا بھائی بنائین اور ہم اُنکی ایسی مشکل مین کام نہ آئین دل سے یہ باتین کرتا ہوا پھرتے پھرتے
سحر ہو گئی وہ شب تیرہ و تاریک بسر ہوئی آخر ناچار ایک مقام پر آیا جھیل سامنے تھی شہزادہ وحشی
ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا خدا سے دعا کر رہا ہی کہ ای رہبر کامل پردۂ غیب سے کوئی سامان ایسا
مہیا کر نشان محبوب آقاے نامدار حاصل ہو اسی فکر مین مصروف دعا تھا کہ یکایک تیر دعا ہدف
مراد پر پہونچا ایک جانب سے گرد اُڑتی دیکھا اک بہلی جوڑی نرگاو کی نہایت معقول جگون پر بیلون

سے خول چاند ایسے چڑھے ہوئے جھولین زربفت کی پشت پر گھوڑون سے راہ روی مین تیز تر از
ہوئے چلے آتے ہین اور اُس جلو مین ایک نازنین پری تمثال جوان خوشرو اُسکی پشت پر
دوسری کہ سن اُسکا قریب چالیس برس کے ہوگا مگر گوری رنگت دونون لباس عمدہ پہنے ہوئے
زیور معقول جسم پر آراستہ طبلہ سارنگی ایک سمت رکھے ہوئے جسکا سن زیادہ ہی وہ کہتی ہوئی
آتی ہی کہ اے بیٹی شعلہ رخسار یہ تیرے ناز اور تساہل ایک دن ذلیل کرائینگے غضب ہوا دن
چڑھ گیا ملکہ خفا ہوتی ہونگی کئی دن کے بعد تو آج یاد فرمایا تو نے بناؤ سنگار مین اتنا عرصہ لگایا دیکھیے
آج کیا ہوتا ہی وہ جوان عورت ساتھ والیون سے کہتی ہی امی جان کو سودا ہوا ہی آٹھ پہر یونہین
بڑبڑایا کرتی ہین کیا مین کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی لونڈی ہون خفا ہونگی تو کیا ہوگا
نوکری نہ کر رکھین مجھے پروا نہین ہی میرے بہت قدردان ہین جب جاؤ دو دن آنے نپاؤ
فقط امی جان کے ڈر سے جاتی ہون ورنہ میری پاپوش بھی نہ جاتی اگر کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
مجھسے کہینگی تو جواب دونگی کہ بی بی اپنی زبان سنبھالو کلمہ سخت و سست مجکو نہ کہو مین ایسی نوکری سے
باز آئی یہ جو باتین جسکا سن زیادہ ہی اُسکے کان مین پڑین اپنا مُنھ پیٹنے لگی کہ اری شعلہ رخسار
دیکھون تیری آتشخوئی کیا رنگ دکھاتی ہی یہ ہماری پرانی سرکار ہی اسی در دولت سے ہمارا عز و
وقار ہی اری ان مردوون کی چاہتین دو دن کی ہین جب جوبن ڈھلیگا باغ حُسن مین خزان
آئیگی یہ مستی دماغ سے اُتر جائیگی کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا یہ چونڈا اپنے دھوپ مین سفید کیا ہی بڑے
بڑے چاہنے والون کو دیکھ لیا ہی کبھی ہم بھی جوان تھے حُسن کی بہار تھی گل رخسار کے سیکڑون بلبل
تھے شمع جمال کے ہزارون پروانے تھے کوئی اپنا گلا کاٹتا تھا کوئی سنکھیا کھاتا تھا کوئی اپنی چاہت
دکھاتا تھا کوئی صاحب کہتے تھے بی لالہ عذار تمھاری محبت مین ہمارا دل داغدار ہی ہم اسی
طرح ہمیشہ چاہینگے عمر بھر نباہینگے اُدستانی بتلا تو اب اُنمین سے کوئی بھی آتا ہی بلکہ دور سے
دیکھکر مُنھ پھیر لیتے ہین بات کرو تو جواب نہین دیتے ہین یہ مردوے عاشق ہین اپنی غرض
کے بندے ہین جب اپنی غرض نکل گئی نشہ اُتر لیا ہوشیار ہوئے بس چل دیے اری جانتک
ہوسکے ان لوگون کو اشتیاق مین رکھے ہاتھ نہ لگانے دے تو کچھ لپٹ ہی ازار بند کی ڈھیلی ہمیشہ
ذلیل رہیگی دیکھو بیٹا ہماری نصیحت گوش ہوش سے سُنو اسوقت مین جہان تک ہوسکے چار

پیسے پیدا کر لو یہ جوانی چلتی پھرتی چھاؤن ہی جو اسوقت پیدا کر لوگی بڑھاپے مین کام آئیگا میاں جی
گانٹھ کا یار اپنے ساتھ کا مثل مشہور رہی ابھی ہماری باتین بری معلوم ہوتی ہونگی مرجبین سمجھتی
ہونگی مین دیوانون کی طرح بک رہی ہون نگوڑی ٹکر ٹکر منھ دیکھتی ہی بات کا جواب نہین دیتی
اتنا منھ سے نہین نکلتا کہ ای جان اب ایسا ہی کرونگی موہن کو لوٹونگی ہماری پاپوش سے ہماری
تو وہی مثل ہی بقول شخصے گذر گئی گذران کیا جھونپڑی کیا میدان میرا پڑا تا چاہنے والا تیرا باپ
بیچارہ اُسی طرح خدمت مین حاضر ہی پانی بھرتا ہی اپنا گھر بار چھوڑ کے بال بچون سے منھ موڑ کے
میرے یہان پڑا رہتا ہی کیسے کیسے ظلم سہتا ہی اُسکی جور و جور کی صورت ہی میری خاطر سے اُسے
آنکھ بھر کے نہین دیکھتا ہی یہ باتین شاپور شیردل نے سُنی دلمین خیال کیا کہ بیشک کہین گانے
جاتی ہی یہ بھی ظاہر ہی کہ قوم کی ڈومنیان ہین گھر گھر جاتیان ہین ای شاپور کیا تعجب ہی کہ اسی ذریعہ
سے فضل الٰہی شامل حال ہو دور دل کا رنج و ملال ہو مگر یہ دوہی مین کیا تدبیر کرون دونون
مین ایک کو کسطرح لون اس سوچ مین تھا کہ بقدرت پروردگار وہ بہلی اُسی نخل کے سائے مین
آکر ٹھہری شعلہ رخسار نے کہا ای جان ذرا پیشاب کر لون لالہ عذار نے کہا اری مستانی یہ
مثل ٹھیک ہی کہ شکار کے وقت کتیا ہگاسی دیکھو صاحب ابھی ہمنے پہر بھر پہر بھر آیا ہی اُسکا یہ ظہور ہی
گھر سے یا تو نکلنا دشوار تھا اب چلی ہین تو راہ مین ہگنا موتنا یاد آیا ہی شعلہ رخسار نے کہا ای جان
میرا پیشاب نکلا جاتا ہی تم تو ہر بات مین جھگڑتی ہو ہوا سے لڑتی ہو تمھاری کامین کامین نے میرا
سر پھرا دیا انکے مارے ہگنی موتنی بند ہوئی ہی یہ کہکر لٹیا ہاتھ مین لیکر پائنچے سنبھالکر بہلی سے کود پڑی
ایک نزدیک نخل کی جانب چلی لالہ عذار نے کہا ہی مین اپنا سر پیٹ لونگی جس چھوکری کے
واسطے جان دونگی یہ جنگل کا سناٹا ابھی کچھ ہو جائے تو مین کیا کرون بات نہین مانتی بڑی ضدن ہی
لالہ عذار بکا کی لیکن شعلہ رخسار جنگل مین گھس گئی شاپور نے اپنے دلمین کہا خدا نے اپنا
فضل کیا اب اسکو بیہوش کرو اور اسکی شکل بنو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ سوچتا ہوا آگے
بڑھا شعلہ رخسار کی پشت پر آیا جیسے ہی وہ پیشاب کر کے اُٹھی ازار بند باندھنے لگی
شاپور شیردل نے کمند ماری گرتے گرتے حباب بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوئی شاپور شیردل
نے بتعجیل تمام لباس اور زیور اسکا اُتار لیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈال دیا اور خس سے

[illegible]

مخفی کر دیا اور رنگ روغن عیاری کا لگا کے جلد تر شعلہ رخسار کی شکل بنکر تیار ہوا ذرا اسوقت جو ہوا
لالہ عذار بہلی سے پیٹتی ہوئی کود پڑی اور کہتی ہوئی چلی آرہی ہے مر گئی ہے کچھ سایہ سا نہ ہو جائے
بھوت پریت نہ لپٹ جائے شاپور کی جو شکل شعلہ رخسار بن چکا تھا فوراً آواز دی امی جان
تم بھی یہاں آؤ ایک تماشا دیکھو سانپ اور نیولا لڑ رہا ہے اے لو سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولا دُکھڑاتا
ہوا بھاگا ہے ایک بوٹی کھا کر پلٹا سانپ کو مار ڈالا لالہ عذار پیٹتی ہوئی قریب پہونچی ایک دوہتڑ مارا
کہا ارے آگ لگے سانپ اور نیولے کو چل بہلی پر سوار ہو گی کہ نہیں شاپور نے ایک قہقہہ مارا اور
کہا تم اس جنگل میں آج گاؤ ہم جنات کے بادشاہ ہیں بہت روپیہ دینگے جانی تم سے آشنائی کرینگے یہ کہکر
آپ ہی چٹکیاں بجا کر گنگنایا پھر چپ ہو گیا لالہ عذار پیٹنے لگی ارے ساتھ والیو دوڑو میری بچی کو
کیا ہو گیا وہ سب بدحواس ہو کر دوڑیں آکے دیکھا شعلہ رخسار چپ کھڑی ہے ماں پیٹتی ہے وہ کچھ
جواب نہیں دیتی ہے ساتھ والیوں نے کہا بی لالہ عذار تمکو تو سودا ہے خاصی بھلی چنگی ہیں ناحق
گھبرائی ہو فال بد منہ سے نکالتی ہو کیسا نگوڑا بھوت پریت لالہ عذار نے کہا تمنے نہیں سنا ابھی
کہتی تھی کہ میں جنات کا بادشاہ ہوں اس جنگل میں گاؤ روپیہ بہت سا دینگے یہ سُنکے وہ بھی سب
گھبرائیں قریب آکر پوچھنے لگیں کیوں بی بی کیسا مزاج ہے بادشاہ جنات کا کہاں ہے ہم گاتے
ہیں لاؤ روپیہ دو لاکھ لاکھ سب پوچھتی ہیں مگر وہ مثل تصویر خاموش ہے نہ منہ سے بولتی ہے نہ حرکت
کھیلتی ہے کوئی بلائیں لیتی ہے کوئی صدقے ہو کر جان دیتی ہے اور کہتی ہے ارے بی بی ابھی کیا تھا کیا
ہو گیا ہے بزرگوں کا قول سچ ہے گھڑی میں گھڑیال ایک دم میں بھونچال ہے ہے اب کسکے گانے کا ہوگا سننے کے
مشتاق تڑپ تڑپ کے مر جائینگے شاپور یوں چپ ہے گویا منہ میں زبان نہیں دلمیں کہتا ہے حرامزادیو
بیٹھا کرو پیٹا کرو ہم پڑھے ہوئے جن ہیں اپنی عیاری سے خوب مطمئن ہیں مر بھی جاؤ گی تو منہ سے
نہ بولینگے جہاں موقع ہوگا وہاں زبان کھولینگے آخر سبھوں نے گود میں اٹھا لیا بہلی پر لاکے بٹھایا
یہ صلاح ہوئی کہ ملکہ کے پاس لے چلو وہ پڑھی لکھی ہیں فال تعویذ بھی یقین ہے کہ جانتی ہونگی یہ سوچکر
گاڑی بان سے کہا ارے بڈھے بہلی جلد بڑھا دیر نہ کر تا بہ در باغ جلدی پہونچا میری چودہ
برس کی کمائی برباد ہوتی ہے یہ جب چمک کر میرے سامنے آتی تو بے اختیار زبان پر یہ شعر قمر
کا آتا تھا شعر چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تیرا گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہو کر ہائے

مین تو تصدق بھی اُتار چکی اُنکی سلامتی کی روز نذر و نیاز کرتی تھی آج کس ساعت نحس مین گھر سے
نکلی یہ آفت سامنے آئی ای خداوند لقا میری بچی کو صحت دے تیرا ست جگا کرونگی سلامتی گاؤنگی
شہر کی سب ڈومنیان بلاؤنگی لالہ عذار یہ کہتی ہوئی روتی پیٹتی بہلی پہ چلی جاتی ہی کہ سامنے سے لشکر
فولاد فولاد شکن معلوم ہوا دیوار باغ سلیمان عنبرین موے کو بہی نظر آئی دیکھا کہ گرد باغ خیمے نصب
آتشی ہوئی ہین کہین قواعد ہو رہی ہی کہین اکھاڑا کھدا ہی کوئی کشتی مین مصروف ہی اُنکی بہلی
بیچ مین سے جو نکلی کمیدان سالدار ٹھٹکھا رہے آوازہ کسنے لگے کوئی پکارا میان جانے والے
فدا جوانون کی سمت بھی آنکھ اُٹھاؤ ایک پکارا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک بولا قیامت کی
چتون ہی ہاے تیر مژگان کلیجے پر پڑا ارے بھائی دوڑنا مین تو زخمی ہو گیا یہ باتین جو لالہ عذار نے
سنین گالیان دینے لگی اسے بھڑوو میری بچی کو تم لوگون کی نظر کھا گئی جن کا سایہ ہو گیا بہت جوان
یہ سُنکے قریب بہلی کے آگئے اور پوچھنے لگے کہ کیون بی لالہ عذار خیر تو ہی ہم تو تمہاری صاحبزادی کے
دعا گو ہین مفصل کہو کسی نے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لین لالہ عذار نے رو کر کہا کسکو بتاؤن
آفت آسمانی آئی ہی یون پری کا سامنا تھا سب جوان تسکین دینے لگے بی لالہ عذار نہ گھبراؤ خداوند
لقا موجود ہین اُنسے جا کر کہین گے وہ بھوت پریت دیو جن کو ایک اشارے مین قید کر لینگے بلکہ ایسی
باتون کے واسطے تو خداوند مردشاہ باختری کافی ہوگا اُسی کا کوئی بھائی بھتیجا ہوگا لالہ عذار نے
کسی کی بات کا جواب نہ دیا در باغ پہ آ گری ملکہ بی لذت کرسی پر بیٹھی تھی لالہ عذار اسے بہنا یا
بھی ہی دو دھ چاول ساتھ کھائے ہین دیکھتے ہی پکاری اخیلا کہان تھی جب دس پیغام جائین تب
تو گھر سے نکلتی ہی بڑی مغرور ہو گئی ہی بھلا اب ہم سے کاہیکو آنکھ ملاؤ گی یہان کیون آ گئی دھکے دون
سے فرصت کہان لالہ عذار دوڑ کر لپٹ گئی اور رو رو کر کہنے لگی کہ بوا لذت مین لٹ گئی اپنی بھانجی
کا تو حال دیکھو کہ کیا ہو گیا گھر سے اچھی خاصی چلی تھی راہ مین فقط پیشاب کو اُتری تھی نہین معلوم
وہان کونسی بلا نازل ہوئی میری بچی چپ ہو گئی ہی بی لذت ملکہ اسنے تو لالہ عذار کو چھوڑا
جھپٹ کر قریب شعلہ رخسار کے آئی پوچھا کیون چھوکری کیسی ہی بات کیون نہین کرتی ہو شعلہ رخسار
نے کہا کہ ہم اب جائینگے ہماری شادی ہی اب تو بی لذت یہ سُنکے دہل گئین بہت سی کنیزین
یہ غل و شور سنکر باہر آ گئین پوچھنے لگین کہ کیا ہو کہا ملکہ لذت نے کہا ارے شعلہ رخسار یہ

جن چڑھ بیٹھا ہی عجیب عجب باتین کرتی ہی کنیزین بھدر بھدر دوڑین باغ مین سامنے ملکہ کے آئین یہان
ملکہ سیمین عذار خاموش سر جھکائے یاد محبوب مین بیٹھی تھی یکایک کنیزین دوڑتی ہوئی آئین کہا
حضور شعلہ رخسار کو کچھ ہو گیا ہو وہ اپنے پرچیکی کھڑی ہو کسی سے بات نہین کرتی لذت محلدار
نے جو بہت پوچھا کہا کہ ہم جائینگے ہماری شادی ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا جاؤ ہمارے
شانے لاؤ بھوت پریت جن دیو کیا کسی رنج و ملال مین ہوگی ہم پوچھ لینگے کنیزین چلین یہان
ہو مانے پر عورتون کا ہجوم ہو گیا ہی چاؤن چاؤن کر رہی ہین جیسے بر وقت بسیرے سکھیان بولتی
ہین ان کنیزون نے آکر سبکو ہٹایا پکار کے کہا بی لالہ عذار چلو تمھاری بیٹی کو ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد بلاتی ہین لالہ عذار نے ہاتھ پکڑ اکر کہا بی بی چلو ملکہ یاد فرماتی ہین شعلہ رخسار چل نکلی گرد خدامن
کا ہجوم جدھر شعلہ رخسار نگاہ اٹھا دیتی ہی سیکڑون عورتین بھد بھد بھاگتی ہین کوئی چمن مین گری
کوئی پکتی ہوئی بھاگی ای بوا دیکھو مجھکو کس نگاہ سے گھورا ہی شیر کے تیور ہین بیشک جن کا سایہ ہوا
مجھکو یقین آگیا ہماری پڑوسن کے بھی سر پر ایک جن آتا تھا غضب کی باتین بتاتا تھا بری بری لونگین
بری الائچیان جو چاہتا گھوڑ دیتا تھا آخر چند دن مین مر گئی کسی ملا سیانے سے کچھ نہ ہو سکا ویسی ہی آنکھ اسکی تھی
چہرہ سرخ تھا بس ہوا چند دن مین شعلہ رخسار کو یہ جن لیجائیگا ایک نے کہا چپ رہ خیلا دیوانی
ہو اسی ہے پوچھ کہ جنگل جنگل پھرنے سے کسی دیو کو کسی جن کو بھوت پریت کو دیکھا ہے سب ڈھکوسلے
ہین شعلہ رخسار فیلہائی ہی یہ بھی ایک بات مان کے ڈرانے کے واسطے بتائی ہی کہ ہاے والدہ
ہو صدقے چلے اترین مین خود ایسے فریب کر چکی ہون میرا میان بڑا بد مزاج تھا کہین نکلنے نہ دیتا تھا
اور نہ ماد میرا جدائی کا تھا جیوڑا مرے وہ بھی چاہتا تھا چار گھر مین پھرین چار مردون کو دیکھین
اپنے تئین دکھائین جوانی کے مزے اٹھائین وہ نگوڑا آٹھ پہر دروازے مین قفل لگا کے جاتا تھا
ہوا کا بھی گذر نہ تھا بس مین نے ایک دن سر کھول کے کھیلنا شروع کیا دیوار و در مین ٹکرین لین
دیورانیان جٹھانیان ساس سب لگے پیٹنے کہنے لگین کہ ہی میری بہو پر کوئی چڑھ بیٹھا محلے والو دوڑو بری
فساد کو بہو بچاؤ اسے کسی ملا سیانے کو بلاؤ تمام گھر عورتون سے بھر گیا مین دو تین ٹکرین مار کر چپکی
ہو کے بیٹھ رہی سب نے پوچھنا شروع کیا میان کون صاحب ہو مین نے کہدیا شیخ سدو ہون یہ
تو میری معشوقہ ہی لیکن اسکے میان کو مار ڈالونگا کیونکہ ہمارے قالب پر سدو ظلم کرتا ہی اس عرصے

مین ہمارے میان سورکھ بھی آگئے اُنھون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا گئے ماں اُنکی دوڑکر اُن سے
لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بیٹا اب جورو پر ہاتھ نہ اٹھانا وہ حضرت شیخ سدو کا قالب ہی ہمارے بزرگونکا
گھر یہ ناس کر چکے ہین بس پھر تو ساس صاحب نے بکرا دیا کڑاہی کی اس دن سے میان میرے کوڑیہ
غلام ہوگئے جہان فرما شروع ہوئے مین نے کہا شیخ جی۔ سے کہہ دونگی بس وہ ہاتھ جوڑنے لگتے تھے بس بوا
اُسدن سے گھر مین دھاک بندھ گئی ویسا ہی اس شعلہ رخسار نے بھی فقرہ بنایا ہوگا ماں پر بلو
ڈالنا منظور ہی کنیزون مین تو یہ باتین ہوتی تھین مگر شاپور رشیر دل آکر سامنے ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد کے پہونچا چپکا کھڑا رہا سلام بھی نہ کیا مگر بخوبی بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی جی مین کہتا ہی کیا غضب
ہی کہ جسنے متاع صبر و قرار میرے آقا کا لوٹا ہی دل لے لیا ہی وہ یہی ہو تو کیا دور ہی مگر حقیقت
مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد شعلہ رخسار حسن و جمال مین بیمثال ہی آقاے نامدار کا تڑپنا بیجا
نہین ہی شعر جسپہ بیتی ہو یہ وہی جانے ؛ جو کہ بے درد ہو وہ کیا جانے ؛ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے جب دیکھا کہ شعلہ رخسار سامنے کھڑی ہی قبضے پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ کیون شعلہ رخسار
یہ کیا معرکہ ہی بڑھیا ماں کو کیون رُلاتی ہی بڑھاپے مین ماں کو ستاتی ہی اور آج ہمارا ابھی ادب اور
قاعدہ بھولی سلام تک نہین کرتی ہم کیا تیرے سلام کے محتاج ہین عنایت لقا سے خود صاحب
تخت و تاج ہین خیر اسی مین ہی کہ بیٹھ جا ورنہ ایک تیغہ مارونگی کہ سر گوہ کھاتا پھریگا تو نے مجکو بھی
اور کوئی بنایا ہی مین دم بھر مین بڑے بڑے عیارون کو ہوشیار بنا دیتی ہون ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے جو اس طرح غصے سے کہا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا شاپور خوف سے تھر تھر کانپنے لگا جلدی
سے بیٹھ گیا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے لیکن چپ بیٹھا رہا اور بغور جو ملکہ کو دیکھتا ہی تو چہرے
پر آثار حضرت عشق کے ہویدا اور ظاہر مین مثل آئنہ حیران مانند زلف پریشان ہی بات بات مین
ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی مگر اسوقت آپے مین معلوم ہوتی ہی کہ بہل گئی ہی باتین کرتی ہی مگر چوکنا کبھی
ادھر دیکھتی ہی کبھی اُدھر دیکھتی ہی ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری شعلہ رخسار
تو بنظر غور دیکھ رہی ہی مگر ملکہ نے پھر کہا کیون شعلہ رخسار ہماری بات کا کچھ جواب نہ دیا کیا ہمین بھی
دیوانہ بنایا ہی باتین کرو اپنے دل کا حال بیان کرو جب شعلہ رخسار اس تاکید پر بھی نہ بولی تب
لالہ عذار نے کہا ادی آپ الگ رہین یہ مردانی باتین کرتی ہی جنگل مین پیشاب کو گئی تھی وہین سے

یہ خرابی ہوئی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا دیکھو ہم بتائے دیتے ہین چونکہ عشق مین خود مبتلا تھی
دل مین اپنے کہتی تھی کہ ای سیمین عذار صنوبر قد مثل تیرے شاید یہ بھی کسی پہ عاشق ہوئی ہی میری
طرح کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہو گئی ہی معشوق تک رسائی غیر ممکن ہی اور تو کچھ بن نہین پڑتا چپ
ہو گئی ہی حضرت عشق کے تو نرالے کارخانے ہین بموجب نظم

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال
ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال
کہین آنسو کی یہ سرایت ہی
کہین یہ خونچکان حکایت ہی
گہ نمک اسکو داغ کا پایا
گہ پتنگا چراغ کا پایا
دونون باتین غرض ہین اسکی خوب
کہین طالب ہوا کہین مطلوب

اس آٹھ پہر مین کیا کیا مزے اٹھائے چاہ نے یوسف کی زلیخا کو کنوین
جھکائے نہین معلوم لیلی نے اپنی عمر کیونکر کاٹی شیرین کی جان شیرین پر غم فرہاد مین کیا گذری فرہاد سے
آخر ضبط نہو سکا تیشہ سر پر مار لیا شعر فرہاد چون تیشہ بر سنگ بزد تیشہ بہ میگفت باندیشہ سنگ
آمد و سخت آمد * آخر سر پھوڑ کے مر گیا جب جان گئی تو یہ سعادت مندی حاصل ہوئی کہ فن
عشق مین کامل کہلائے عشق خانہ خراب کو آگ لگے محبت کرنے والا اجاڑ مین پڑے مگر ہاے
کیا لذت ہی کہ دل ہی دل مین شعلۂ رخسار مزے اٹھاتی ہی زبان پر نہین لاتی ہی یہ سوچکر کہا لالہ عذار
تم گھبراؤ شعلۂ رخسار کو یہین چھوڑ دو ہم انکا علاج کر دینگے ملا سیانا طبیب حکیم جو مناسب ہوگا
بلا لینگے یا نہ بلا لینگے اسکو صحیح و سالم تمھارے حوالے کر دینگے دو ایک دن یہان رہیگی اچھی ہو جائیگی
لالہ عذار نے کہا ہو اری ایسا نہو کچھ حضور کو خلل ہو جائے تو آپکے والد نامدار میری ناک چوٹی
کاٹینگے سب صاحب کہینگے آسیب زدہ کو ملکہ کے پاس کیون چھوڑا ابھی آپ کا بھی نام خدا کنوارا
پنڈا ہی ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہی ہان اتنا ہی کہ آپ پڑھی لکھی ہین آپکی چار آنکھین ہین ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد نے جواب دیا ارے تجھے ان باتون سے کیا مطلب ہی ہم اسے سمجھ گئے ہین دوا اسے صحت
کھلا دینگے جلد اچھی ہو جائیگی تشخیص عارضے کی ہو گئی ہی اب اچھا ہونا اسکا کیا مشکل ہی کل تجھسے
پھر یہ باتین نکرے تو ہمکو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نہ کہنا شاپور شیر دل یہ باتین سنکر اپنے دل مین
حیران ہو رہا ہی کہ خداوند خیر کرنا دیکھیے کیا علاج کرتی ہی قتال عالم ہی کہین ایک ہاتھ تلوار کا نہ مارے
اس ظالم کا کوئی کیا کرے گا اپنا ایک ہاتھ مین خاتمہ ہو جائے گا آقا اپنے خیمے مین بیٹھے ہین ہم
یہان اس آفت مین پھنسے ہین غرض لالہ عذار کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے رخصت کیا

کنیزون سے کہا جاؤ اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو ہمکو گھیر کے نہ بیٹھو میرا دل گھبراتا ہی شعلہ رخسار
کو کامین کاہین کرکے دیوانہ بنادیا کس کس سے وہ بولے کس کس کی باتون کا جواب دے ہم ہی شعلہ رخسار
سے کوٹھے پر جاکے باتین کرینگے یہ کہکر شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑلیا کوٹھے پر لیکر چلی مگر نیچہ ایک ہاتھ مین اٹھالیا
شعلہ رخسار ساتھ ہولی مگر دل اندر سے تھرا رہا ہی کہ کوٹھے پر جاکر مجکو مار ڈالیگی ایسا نہو کہ جان جائے مگر مجبور
و ناچار ملکہ کے ہمراہ کوٹھے پر آئی وہان دو کرسیان بچھی تھین ایک پر ملکہ بیٹھی ایک کرسی پر شعلہ رخسار کو
بٹھایا اور مسکراکر فرمایا کہ ہی شعلہ رخسار سچ بتاؤ یہ کیا سحر کہ ہی ہم تاڑ گئے ہین مگر اصل یہ ہی کہ ملکہ جو کسی کا
عاشق اُسکو بھی سمجھی تھی خوف سے رنگ روے شاپور شیر دل اُڑ گیا ہی مثل بید کانپ رہا ہی جانکے خوف سے
ہونٹھ خشک ہین ملکہ نے جو یہ کہا کہ ہم تاڑ گئے شاپور شیر دل سمجھا کہ اسنے پہچانا اور زیادہ گھبرایا ہاتھ باندھے
عرض کیا کہ ملکہ کچھ بھی نہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا کیون چھپاتی ہی سچ کہ کس پر عاشق ہوئی
ہم خوب پہچانتے ہین حضرت عشق کے آثار تیرے چہرے سے ہویدا ہین اچھا خوف کیا ہی بتادے
مین اُسکے وصل کی تدبیر نکالونگی تیری مان سے نہ کہونگی تیرے معشوق تک پہونچا دونگی اری کمبخت
جلد زبان کھول کچھ منھ سے بول ہاے ارے کیا کہون مین بھی اسی آفت ناگہانی مین مبتلا ہون آٹھ پہر
مجھے بھی تڑپتے تڑپتے گذرے ہین نہ کھانے کی خواہش ہی نہ پانی کی ہوس ہی جی چاہتا ہی چیخین مار کے
روؤن کسی صحراے ویران مین نکل جاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن دل وا غدار سینہ فگار سہی
شب ہجر کا کٹنا دشوار ہی جب دم لبون پر آیا تو روے سیاہ سحر نے دکھایا والد نامدار آئے وہ کچھ بکا کیے
مین نہین سمجھی کہ کیا بکا کیے کبھی نوسال دہر کا ذکر کیا کبھی شاہزادۂ ایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران
قاتل کفاران کی شجاعت کا حال بیان کیا کچھ تجکو بھی معلوم ہی ایرج نوجوان کون صاحب ہین اتنا
تو سُنا کہ صاحب جاہ و لشکر ہین بڑے بہادر ہین ہر چند کہ مین بخوبی واقف نہین ہون مگر اتنا تو ہوا کہ
والد نے تمام تامی اُس شہریار کا جو لیا دل تڑپنے سے ٹھہرا اُسوقت سے جی چاہتا ہی کوئی اسی شخص
کا ذکر کیے جائے اُسی کی شوکت و جرأت کا حال سنائے یہ سُنکر شاپور شیر دل کے دل کو تسکین ہوئی
دل مین کہنے لگا کہ کیا عجب ہی کہ یہ وہی شمع شب افروز انجمن محبوبی ہو کہ جسکے شعلہ رخسار کا میرا آقا
پروانہ ہوا ہی یہ وہی گل ہو کہ جسکا میرا آقا بلبل ہوا ہی ایسی ایسی باتین سوچکر غنچہ دہان کو وا کیا
کہا اری کیا کہون عجب مصیبت مین ہون ہر چند کہ مین گھر گھر جاتی ہون سیکڑون مرتے ہین بھی

خیال بھی نہ کیا مگر آج دوسرا دن ہی کہ صحرا سے میری ڈولی آتی تھی ایک جوان کو مرکب سہ چشمی پر سوار با خود زرین بر سر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم انور عارض پھول سے دہن غنچہ چمن باغ دلکشائی قد سرو خرامان حدیقۂ رعنائی بھولی بھولی صورت صاحب شوکت و جلالت کمان کیانی ہاتھ مین دلربائی بات بات مین ایک ہرن کے تعاقب مین تھا وہ ہرن بھاگا ہوا میری ڈولی کے سامنے سے گذرا اُس قدر انداز کامل نے تیر مارا آہو زخمی ہوا وہ تیر دلدوز میرے بھی کلیجے کو توڑ کے پار نکل گیا وہ گھوڑے سے کودا آہو کو ذبح کرنے لگا وہ چھری گویا میرے کلیجے پر پھری تھی جب اُسنے اُسے ذبح کرکے سر اُٹھایا مجھسے چار آنکھین ہوگئین مین ذبح ہو چکی تھی وہ بھی بسمل ہوا ہائے جان جہان کہکر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا مثل مرغ نیم بسمل پھڑکنے لگا کبھی آنکھین کھولتا تھا کبھی بند کرتا تھا لیکن میرے رعب حُسن سے بول نہ سکتا تھا اِس حال پر اُسکے واری جاؤن مجکو بھی سکتہ تھا اُسوقت واری مجکو رحم آگیا قصد کیا ڈولی سے اُترون سر اُسکا اُٹھا کر زانو پر رکھون لذت ہمکناری محبوب اُٹھاؤن اُتر کے ڈولی سے اُس سے لپٹ جاؤن مہرا سے کہہ رہی تھی کہ ذرا ٹھہر جا کہ ناگاہ بھلی اماجان کی سامنے سے نمایان ہوئی آپ تو جانتی ہین ہر وقت کائین کائین کرتی ہین نہ نیک سے مطلب نہ بد سے غرض وہین سے چیخنے لگین ارے مہرا تو ڈولی کیون روکی ہے جلد بڑھا میرے کھانا کھانے کا وقت جاتا ہے جلد گھر پہونچا اُنکی بھیانک آواز سُنکر کہار ڈر سے بس واری ڈولی لیکر ہوا ہوگئے مین پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی مگر مجبور ناچار بیقرار و اشکبار گھر پر پہونچی لوگون سے مخفی مخفی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جوان صاحب نظم و شان نبیرۂ صاحبقران تھا بیچارا بلکہ عالم نہین معلوم اُس بدنصیب پر کیا گذری جیتا رہا یا میری محبت مین مرگیا یہ سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے غصے سے کہا کہ بی شعلہ رخسار ذرا چونچ اپنی بند کرو کسی رئیس جلیل کے مرنے کا اس طرح ذکر نہ کرو آخر قوم کی دُشمنی ہی نا ہر چند کہ تمہارے معشوق ہین مجھے کیا کام خدا کی قدرت کہ تم بھی تم پر مرتے ہین برا وہ جو تم پر مرتے ہونگے وہ نبیرۂ صاحبقران نہونگے کوئی گنوار سنوار ہوگا کسی ٹٹوے پر سوار ہوگا بھاڑ سا مُنہ کھول دیا جو چاہا بکنا شروع کیا تو کیا جانے باباجان میرے اُنکی تعریف کرتے تھے وہ خداوند زمرد شاہ باختری کے نواسے ہین صاحبقران کے پوتے کیا فقرہ گرما گرم ہی وہ بی شعلہ رخسار پر عاشق ہوئے ہین سچ کہو تو نے جو یہ کہا کہ نہین معلوم مرگئے یا جیتے ہین مجکو بہت ناگوار ہوا مین نے بٹا تیرا پاس کیا ورنہ اس زبان درازی پر تیری زبان

کاٹ لیتی ایسی سزا دیتی کہ تم عمر بھر یاد کرتے یہ بات سنکر شاپور شیر دل باغ باغ ہو گیا کھلکھلا کے ہنسا یہ
تو خوب اسکے دلکو یقین ہو گیا کہ یہی میرے آقا کی معشوقہ ہے اب تو گستاخ ہوا تیوریون کو بدلکر کہا کہ حضور
کا ہیکو خفا ہوتی ہین ہم وہ آپس مین طالب و مطلوب ہین وہ ہمارے محبوب ہین ابھی مین نے
آپسے صاف صاف نہین کہا انکا پیغام وصل بھی میرے پاس آچکا ایک کٹنی عورت آئی تھی مجھسے کہتی
تھی کہ میان ایسے تم پر مرتے ہین دل کے اپنے بیمار کا علاج کرو رحم کرنا بہتر ہے اسقدر تغافل مناسب نہین
ہے مین نے جواب صاف ازراہ ناز دیدیا کہ ابھی مجھے فرصت نہین ہے بی بی ہر چند کہ حال میرا بھی ابتر ہے
جان میری جاتی ہے مگر امی جان کا قول ہے کہ مردوے کو خوب دوڑائے رنڈی اپنی چاہت کو چھپائے
اسکے فقرے مین نہ آئے جب مردوے ہاتھ جوڑین پاؤن پر گرین تب کم کم راضی ہو ایک ہاتھ نہ لگانے دے
فرمائش کرے زر و جواہر جہانتک ہو سکے کھینچے اور ضبط کو یہ انجام ہوا ہے کہ اسی تین آنکھ کے گھوڑے
پر سوار ہو کے میرے خیمے کے دن رات مین سو سو پھیرے کرتے ہین مین در خیمے پر کھڑی رہتی ہون
کبھی آنکھ دکھائی پردہ چھوڑ لیا کبھی غصے سے منھ کو موڑ لیا کبھی منھ چڑھایا انگوٹھا دکھایا کبھی ناز معشوقانہ
کیا کہدیا ہٹ جاؤ امی جان آتی ہین بیچارہ ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہے گھڑی بھر مین دیکھا پھر موجود
دھوپ مین کھڑا جل رہا ہے ان باتون کو سنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو غصہ آیا چہرہ سرخ ہو گیا تاب
ضبط نہ باقی رہی نیمچہ بلالی کھینچا یہ معلوم ہوا کہ بجلی جھاڑ کر ناگن نکل آئی یا ابر سے بجلی چمکی آواز دی او
شعلہ رخسار تیری قضا آئی ہے ایسے بیہودہ کلام ہمارے سامنے یہ کہکر چاہا نیمچہ مارے شاپور
شیر دل گھبرا کے قدمون پر گر پڑا ہان ہان حضور تامل فرمائیے کیا مجال میری کہ ایسے کلمات زبان
سے نکالون اصل مطلب سے تو آگاہ ہو جیے پھر قتل کا اختیار ہے یہ گنہگار مجبور و ناچار ہے ملکہ سیمین عذار
صنوبر قد کو اسوقت غصہ تھا نیمچہ گلے سے نہ ہٹایا کہا بتلا کیا کہتی ہے اب کوئی عذر تیرا ہرگز قبول نہوگا
اب شاپور شیر دل کو سوائے سچ کہنے کے کوئی چارہ نہوا عرض کیا غلام اسی شیر نیستان صاحبقرانی
کا عیار ہے میرا آقا حضور کے عشق مین بہت بیقرار ہے غلام کو تلاش کرتے ہوئے آٹھ پہر گذرے
بمشکل یہان تک پہونچا اسوقت ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے شرما کر نیمچہ ہٹایا شاپور شیر دل جھاڑ پونچھ
کے اٹھ بیٹھا رنگ روغن چہرے سے چھڑایا صورت اصلی دکھائی عرصہ دراز تک ملکہ شرم سے
چپ بنی سر جھکائے ہوئے بیٹھی رہی دل سے کہتی تھی حضرت عشق نے کشمش دکھائی آئینہ فراق

مین صورت وصل نظر آئی مگر اس ظالم نے غضب کیا کس صورت سے یہان پہونچا حقیقت مین ای
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد یہ عجب مژدۂ روح افزا ہی بموجب شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید
در حیرتم کہ جان بکدام کنم نثار بخت واژگون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ یکایک شاہد تمنا
نے پردۂ حجاب فراق سے چہرۂ زیبا دکھایا مژدۂ وصل سُنایا مگر بسبب شرم و حیا کے مُنھ سے بات
نہین نکلتی شادی سے پیراہن مین نہ سمائی آنکھون سے اشک مسلسل جاری ہوئے ہچکی لگ گئی
شاپور شیر دل پھر دوڑ کر قدمون پر گرا کہ لاکھ جانین میری ایک ناخن پا سے حضور پر تصدق ہون
مجکو غیر نہ سمجھیے گا مین خواجہ کا فرزند دلبند ہون شاہزادے کا غلام قدیم بلکہ ندیم ہون ایک ساتھ
پیدا ہوئے ہر وقت کا ساتھ ہی جملہ راز و نیاز کا محرم ہون اُس شہریار کا ہمدم ہون اُنکو بھی اسقدر
حجاب تھا کہ دوپہر تک اس غلام سے بھی آپکی محبت کا راز نہین کہا آخر جب مین نے قدمون پر سر
رکھا کہ حضور کا یہ حال پر ملال ہی کہ آب و دانہ ترک ہو گیا ہی چہرہ گل سا کمھلا گیا ہی ابھی اپنی
جان کو نثار کرونگا سر کاٹ کر قدمون پر رکھدونگا تب اُس صاحب ربط ضبط نے کیفیت بتلائی
آپ کی تصویر دلپذیر تقریر مین دکھلائی شکر ہی کہ غلام قبل شعلہ رخسار یہانتک پہونچا اب حضور
بھی نمکخوار کو سرفراز فرمائین حال نہ چھپائین دیکھیے تو حضور کی صورت کیا ہو گئی ہی ایسا نہو کہ گھٹکر
دم نکل جائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا کیا کرون مین تو اس کوچے سے نابلد ہون شاپور
شیر دل نے کہا وقت شب ہی رات پردہ دار عاشقان ہی حضور غلام کے ساتھ چلین دو باتین کر کے
چلی آئین دم بھر کے واسطے تکلیف فرمائین آپکا احسان ہوگا اُنکی جان بچ جائیگی اور اگر غلام اسوقت
حضور کو ہمراہ لیکر نہ پہونچا طائر روح پھڑک کر قفس جسم سے نکل جائیگا آپ کے کیا ہاتھ آئیگا دیکھیے حضور
میرا کہنا مانیے ورنہ پچھتائیے گا پھر ایسا چاہنے والا صاحب شوکت نہ پائیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کوئی
در انداز دیکھ لے خدانخواستہ باپ کو خبر ہو جائے تو قیامت آئے نہین معلوم میرا کیا حال ہوگا مگر
دشمنون کو شاہزادے کے جا کر مار ڈالیگا بلاے روزگار ہی دعوی قتل مسلمانان کر چکا ہی صرف دعوت
مین چند دن باقی ہین مین تو تمھارے ساتھ کسی طرح نہ جاتی کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مگر انکو
اتنا سمجھانا ضرور ہی کہ صاحب سنو اپنی جان ہی تو جہان ہی میرا باپ بڑا پہلوان ہی اگر وہ طبل جنگی بجوا دے
تمھارا نام بھی لیکر لکارے کچھ حیلہ کرنا ہرگز ہرگز اُس دیو خصال کے مقابلے مین نہ جانا بڑا خونخوار ہی

انسان کا قتل کرنا اُسکے نزدیک کھیل ہے لاکھون جوان بڑے بڑے زبردست اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار اس ظالم کے ہاتھ سے حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے گئے تمام ملکون کے پہلوان اُسکے نام سے تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو اسکی صورت ہیبت دیکھکر غش آتے ہین یہان مین کم باتین کرونگی مگر تم اُنکے رازدان اور خیرخواہ ہو بخوبی سمجھانا میری بات کی اعانت کرنا کہ ملکہ عالم سچ کہتی ہین شاپور شیردل نے کہا حضور نے کیا خوب بات تجویز کی آپ جو اس طرح سمجھائینگی بیشک آپ کی بات سے مقابلہ نہ کرینگے اور اُنکے ہزارون نوکر ہین اُنکو بھیجدینگے صرف میرے کہنے کا اعتبار نہوگا جلد چلیے مین تھوڑی دیر مین حضور کو یہان پہونچا دونگا ہمراہ رکاب آونگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ اُنکی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر تیری خاطر سے اور اُنکی جان بچانے کے واسطے خیر چلتی ہون شاپور نے کہا بندہ نوازی سرفرازی یہ سُنکے ملکہ گوشے مین آئی خوشی خوشی لباس تبدیل کیا مگر خوف و حجاب سے کلیجہ کانپ رہا ہے دل سے کہتی ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام کا خیال ہے مگر کشش عشق کشان ہے کاہ و کہربا کا عالم ہے لبون پر دم ہے شاپور شیردل نے عرض کی حضور چند ساعت کے واسطے تشریف لیچلیے ابھی واپس آئیے گا وہ بھی یہان خیمے مین تنہا ہین کسی در انداز کا گذر نہین ہے حضور اس معاملے کی ہوا کو بھی خبر نہین ہے شاپور نے آخر ایسا سمجھایا باتون مین دام تزویر بچھایا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دبے پانٔون کوٹھے سے اُتری باغ مین دیکھا سناٹا ہے دیدۂ نرگس بھی خواب مین ہے سبزۂ خوابیدہ بھی ہوش مین نہین ہے سوسن کی زبان بند سنبل پیچ و تاب سے دردمند اسوقت باغ مین ہو کا عالم ہے ملکہ نے اشارہ کیا شاپور شیردل نے ایک بادبان شکل کو جھٹ پٹ تیار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سوار ہوئی شاپور شیردل نے رکاب پر ہاتھ رکھا شب تیرہ و تاریک مین اُس ماہ وش کو لیکر چلا ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی رحم دل
تڑپتا ہون مین آ گلے سے تو مل
تو ہی ہے مرے زخم دل کی دوا
بغلگیر جلدی ہو بہر خدا
ترے ہجر مین چین آتا نہین
دل زار تسکین پاتا نہین
تڑپتا ہے پہلو مین سیماب سان
قرار اسکو آتا نہین اک زمان
جگر پر نہین داغ ہین لاتعد
محبت کی تیری ہے فرد سند
بھرے اشک آنکھون مین ہین لالہ گون
کہ دو جام مے ہین یہ لبریز خون
مرا رنگ رخ دیکھلے زرد ہے
جگر مین ترے ہجر سے درد ہے
نہین اشک و خون جگر کے سوا
کوئی میری دنیا مین آب و غذا
مرے دل مین ہے آج یہ آرزو
کرون تجھسے ہنس ہنس کے مین گفتگو

کرے مجھسے تو بھی یہ شرم و حیا
کوئی دم جو تو ہو مرا ہم نشین
تساہل نہ کر اب تو بہر خدا
نہ دیکھے کوئی رند لیکن ذرا
اُسے آئیگا مجھپہ غصہ سوا
یہ میخانہ ہو جائیگا خون سے تر

محبت کی باتین یہ ناز و ادا
مددگار خالق ہو تیرا خدا
پلا جلد صہبائے عشرت فزا
کسی رند پر گرچہ ظاہر ہوا
ابھی ہوگا دشمن مری جان کا
نہین آج موقع ہے انکار کا

ذرا خوش ہو اسوقت قلب حزین
رہے تیرا آباد یہ میکدا
مئے مدعا اس طرح سے پلا
لگائیگا وہ زخم تیغ جفا
بڑی جنگ پھر ہوگی باہمدگر
قمر ہے ترا عاشق باوفا

یہان سے اب دو کلمہ اُس عاشق مہجور معشوق سے دور اسیر دام زلف پیچان یعنی شاہزادہ ایرج نوجوان کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد جانے شاپور شیر دل کے اب جو خیمہ اکیلا پایا دل غم سے خالی کرنے لگا کبھی دل مین ہوک اُٹھتی ہے کبھی قلب تھراتا ہے ضعف سے بات نکلنا مشکل ہو رہا ہے بیتابی دل جان لبون پر آ گئی وہ باقی رات اور سارا دن پہاڑ ہو گیا کہتا ہے کہ اے ایرج شعر شب فراق تو جون تون کٹی بنالہ و آہ ٭ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ ٭ آفتاب اپنے مقام پر جم گیا ہے کیا غروب نہوگا کیا یہی دن آخر روز حیات ہے دم نکل جاے تو کیا اچھی بات ہے اور یہ اشعار حسب حال زبان پر جاری کیے نظم

جسم آپ ہی آپ جل رہا ہے
اُلجھن رہ رہ کے ہو رہی ہے
چنگاریان اُٹھتی ہین بدن سے
نشتر کچھ دل مین گڑ گئے ہین
یکسان ہے دل و جگر کا عالم
دل رو رہا ہے آنکھ رو رہی ہے
ہر بال ہے اک وبال سر کا
لرزے کی سی کپکپی ہے تن مین
ہے جی مین کہ کپڑے پھاڑ ڈالون
مجنون کی لحد پہ گل چڑھاؤن

شعلہ دل سے نکل رہا ہے
دل ہاتھون سے کوئی مل رہا ہے
نکلا نہین پر دھوان دہن سے
اک تیغ جگر پہ چل رہی ہے
ہے ایک ادھر اُدھر کا عالم
درد دل زار لا دوا ہے
ابتر ہے دھمک سے حال سر کا
اُٹھتی ہے سنسنی جو ہر بار
جنگل کی طرف کا راستہ لون
عہدہ جو ملے مجاوری کا

دھڑکن رہ رہ کے ہو رہی ہے
سینے مین کچھ اُچھل رہا ہے
کچھ حلق مین کانٹے پڑ گئے ہین
اب جسم سے جان نکل رہی ہے
ہر عضو مین ٹیس ہو رہی ہے
کچھ ہڈیون مین بخار سا ہے
رعشہ ہے تمام تن بدن مین
بیٹھا جاتا ہے یہ دل زار
فرہاد کی گور کو بساؤن
باعث ہو یہ نام آوری کا

جب حال بہت ابتر ہوا شام غم نے منھ دکھایا تاریکی اُس شام حسرت انجام کو دیکھکر سیاہی گیسوے

محبوب یاد آئی جو اس منتشر قلب بیتاب خور و خواب سے نفرت روتا ہوا باہر نکل آیا کہتا تھا کہ افسوس
یار قدیم نے ایسے وقت مین ہمکو چھوڑا یعنے بھائی شاپور نے ہماری محبت سے منھ موڑا کہین جاکر
بیٹھ رہے مجکو دیوانہ سمجھے کہتے ہونگے کہ اگر جاؤنگا آقا وہی وحشی پن کی باتین کرینگے ای ایرج اب خود
اپنا گریبان چاک کرکے نکلو دل عشق منزل کی خود رہبری کرے گا محبوب تک پہونچاوے گا یہ خیال
کرکے چاہا گریبان چاک کرے طرف صحرا کے چلے کہ سامنے سے گرد اُڑی دیکھا کہ شاپور شیر دل دوڑا ہوا
آتا ہی مگر پسینے پسینے ایرج نوجوان یہ کہتا ہوا دوڑا کہ واہ بھائی خوب رفاقت صرف کی ہماری خبر بھی تم
نے لی یہ رات دن ہمپر تڑپ تڑپ کے کٹا ہی پاس کوئی مونس ہی نہ آشنا ہی تم تھے تو تمسے حال دل کہتے
تھے جب سے تم گئے ہو صورت تصویر خاموش ہین دل مین اُسی طرح محبت کے جوش ہین شاپور نے
کہا ای شہنشاہ مبارک ہو لیجیے آپکی معشوقہ کو لایا آپ کی کشش محبت نے تاثیر دکھائی ہی آپکی معشوقہ
خود تڑپ کے آئی ہی غلام عجب طور سے وہان پہونچا اُسکا حال پھر عرض کرونگا خیمے مین چلیے لباس
بدلیے فرش وغیرہ آراستہ کرین بزم عشرت پیراستہ کرین قریب تھا کہ ایرج نوجوان شادی مرگ
ہو جائے ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے فرط خوشی سے غش پہ غش آنے لگے بقول شاعر شعر دو گونہ
رنج و عذابست جان مجنون را ✤ وصال صحبت لیلی و فرقت لیلے ✤ جو تون اپنے تئین سنبھالا خیمے
مین بہ تعجیل لباس تبدیل کیا مسند اپنے ہاتھ سے بچھائی شاپور شیر دل عرض کرتا ہی کہ آقا مجھے حکم
دیجیے مین فرش کرون ایرج کہتے ہین بھائی دل چاہتا ہی کہ آنکھین بچھاؤن یہ بتلاؤ کہ ملکۂ عالم
کہان ہین شاپور نے عرض کیا سامنے زیر نخل ٹھہرا کے آیا ہون کہ پہلے آپ کو اطلاع کر دون پھر
یہان لاؤن یہ کہکر بھاگا ایرج نوجوان قریب پردے کے خاموش مگر آمد معشوق سے کلیجہ اُچھل رہا ہی
بند قبا خوشی سے ٹوٹے جاتے ہین کچھ خوشی کچھ ملال ہی اسوقت شاہزادے کا عجب حال ہی کہ ناگاہ
شاپور نے پردہ اُٹھایا ایرج نوجوان نے ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا مگر شرمائے ہوئے سر جھکائے وہ
ہوئے شرم سے قدم نہین اُٹھتا ہاتھ پاؤن مین رعشہ اس طرح غیر مقام پر کبھی جانے کا اتفاق کاہے کو
ہوا ہی ایرج نوجوان نے بے اختیار بڑھکر چاہا کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے اور منھ سے نکل گیا شعر
رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ✤ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ✤ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد
نے کچھ جواب نہ دیا شعر بہت حیرت مین آکے رہ گئی وہ ✤ سر اپنا بس جھکا کر رہ گئی وہ ✤ شاہزادہ

ایرج نوجوان نے جب زیادہ اصرار کیا شرما کے گھوڑے سے اُتری جا کر مسند پر بیٹھی ایرج مثل چاکر کمترین زعب حسن وجمال ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے چپ بیٹھا ہی سراپا کو دزدیدہ نگاہ بغور دیکھ رہا ہی پہچانا کہ وہی قاتل ہی اسی کے پاس ہمارا دل ہی ملکہ بھی سر جھکائے خاموش ایرج نوجوان کو حیرت کا جوش شاپور رشیر دل نے دیکھا کہ یہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ آپس مین کلام سے پھر محروم رہا چاہتے ہین زمانہ بہت قلیل ہی خاموش رہنے کی کیا سبیل ہی جلدی سے جام شراب لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہ حضور مہمان کی خاطر کیجیے ایرج نے شراب کا جام جانب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بڑھایا ملکہ نے شرما کے کہا بھیا شاپور ہم تو تمسے وعدہ کرکے آئے ہین زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہین وہ باتین تم انسے کہدو ہمکو جلد رخصت کرو یہ وقت شراب و کباب نہین ہی فقط وہ جملہ سُنانا ہی شاپور رشیر دل نے کہا حضور کا فرمانا پُرتاثیر ہی میری اُلجھی ہوئی تقریر ہی ایک جام بھی نوش فرمائیے دو باتین سمجھا کے چلی جائیے ملکہ نے کہا کہ شاپور تم بڑے متفنی ہو اپنے ہی مطلب کی کہتے ہو ہم تمھاری خاطر سے یہانتک چلے آئے تمھارا کیا کہنا ایسی خدمتگزاری تمنے کی تم تو آتش کا پرکالہ ہو یہ شعلہ رخسار خوب بنتے ہو یہ کہکر نیچہ ٹیک کے اُٹھنے لگی ایرج نوجوان نے دامن تھام لیا اتنا بڑھا اور کچھ خیال جرأت نہ رہا ہاتھ باندھکر بے اختیار رونے لگا کہا یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے ہمارا جھگڑا چکا کر جائیے اب ہمسے صبر نہو گا دلپر جبر نہو گا آپ باہر نکلین روح میری قالب سے تڑپ کر باہر آئیگی اُسوقت شاید آپ کو بھی افسوس ہو ہمسے اب صدمۂ فراق نہ اُٹھے گا دل قابو مین نہین ہی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ چکا آپکے نزدیک کیا مشکل ہی ہاتھ کو تکلیف نہ دیجیے اشارۂ ابرو کافی ہی ہمارا کیا اختیار ہی ترحم کرنا تمکو واجب و لازم ہی تڑپ کر اور رو کے جو ایرج نوجوان نے ایسے گلے کیے یہ بھی تو دل دادہ و فریفتہ ہی جمال ماہ تمثال شاہزادۂ ایرج نوجوان کی شیفتہ ہی بس تاب صبر نہ باقی رہی رونے لگی سر جھکایا ایرج نوجوان نے دونون ہاتھ بڑھائے اُسنے بھی جوش محبت مین مبہوت ہو کر آغوش تمنا کو وا کیا دونون کے ہاتھ گلے مین پڑ گئے شعر

وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ٭ کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے ٭

روتے روتے دونون کو غش آگیا شاپور سر پیٹتے ہوئے کھڑا ہی دل سے کہتا ہی او عشق خانہ خراب الامان اگر اسوقت خالی آتا شاہزادے کو مردہ پاتا معشوق ملے پر یہ کیفیت ہی حقیقت مین دونون کا

عشق صادق ہی جلدی سے قرابہ کیوڑے کا اُٹھایا پہلے مُنھ پر ایرج نوجوان کے چھینٹا دیا ایرج نے گھبرا کر آنکھ کھولی شاپور شیر دل نے کہا ای شہریار ہوش مین آئیے دل کو سنبھالیے اب غم والم کیسا جامع المتفرقین نے بچھڑون کو ملایا یہ دن دکھایا ایرج جلد اُٹھ بیٹھا ملکہ کا سر اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر ایرج جو دماغ ملکہ مین پہونچی اور اشک گرم عارض پر ٹپکے اُسنے کام لخلخے کا کیا اسنے تاثیر خواب کی دکھائی ملکہ نے بھی آنکھ کھولی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ فخر سے عرش اعلی پر پہونچایا فوراً اُٹھ بیٹھی اور کہا آپ الگ رہیے مجکو ہاتھ نہ لگائیے مین اپنے بھیا شاپور سے وعدہ کرکے آئی ہون زیادہ نہ ٹھہرونگی لاؤ تمھاری بھی خوشی کرون جام پی لون ایرج نوجوان نے جام شراب دیا لبون سے لگا کر پی گئی مسکرا کر کہا کہ آپکی مراد یہ تھی کہ مین بھی انجام سوچون احسان آپکا اتار دون یہ کہکر جام کو لبریز کیا کہا لیجیے نوش فرمائیے ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم ہمارے آپکے مذہب مین فرق ہی ذرا انصاف کرو پیدا کرنیوالے سے ڈرو لقا بیچیا سجدہ کرنے کے لائق نہین مکار و غدار اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا بندگان خدا کو ملعون نے برگشتہ کیا ہی مثل ہمارے تمھارے کھاتا پیتا ہی تمنے یہ بھی سنا ہوگا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری ہین جنکو قبلہ وکعبہ لڑبھڑ کر نکال لائے حرامزادے سے کچھ بھی نہو سکا برسون یہی بگھارا کیا کہ قاسم نوجوان واسطے زیارت کرنے کے نور چکیدۂ قدرت کو لیگئے ہین ایسے ایسے مہملات بکا کرتا ہی کیسا خداوند ہی پروردگار وہ ہی جسنے زمین و آسمان کل اشیاے موجودہ کو بیک کلمۂ کن خلق فرمایا وحدہٗ لاشریک ہی وہ لائق سجدہ کرنے کے ہی اُسکو وحدہٗ لاشریک جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو تو ہم تمھارے ہاتھ سے شراب پیین پردۂ دوئی درمیان سے اُٹھ جائے قلب کو سرور آنکھون مین نور ہو رنج و ملال دور ہو اس فصاحت و بلاغت پر ایرج نوجوان کی ملکہ کو عالم وجد تھا دل سے کہتی تھی کہ باتین کرتے ہین یا مُنھ سے پھول جھڑتے ہین عشق دمبدم ترقی پر ہوتا جاتا ہی اُسوقت ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا شاپور کی خاطر مدنظر ہی اور کچھ کچھ تمھارے کلام مین اثر ہی جو کچھ کہو وہ ہم کہدین اس بحر طویل پڑھنے سے کیا فائدہ لو ذرا سی بات کو کسقدر بڑھایا ہی میرا سر پھرنے لگا بناز و کرشمہ جو ملکہ نے یہ کہا دل ایرج نوجوان کا مثل گل شگفتہ ہو گیا کلمہ تلقین کیا ملکہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئی اگرچہ تقاضا ہر بات مین چلا جاتا ہی کہ بھیا شاپور ہمارا مرکب تیار کرو اندھیری رات ہی پشت باغ تک ہمین

پہونچا دو شاپور شیر دل نے عرض کیا کہ حضور اور ایک جام نوش فرمایئے اور وہ جو ہمارے آپکے
سالی ہوئی ہی سمجھا تو دیجیے اسقدر جلدی نہ کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جام شراب مملو کر کے
طرف ایرج نوجوان کے بڑھایا ایرج نوجوان نے خوشی لیکر پیا پھر تو دور جام بے دغدغہ گردش بام
چلنے لگا شاپور شیر دل نے باشارۂ ایرج نوجوان چنگ مرصعی اٹھایا بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا

غزل نہیں ٹک ٹھکے جا ناگوار اتھارا
جو خیرون نے گیسو سنوار اتھارا
جبین منور پہ ہی چاند ٹیکی
مری آنکھ پر کیا اجار اتھارا
کہا جب پئے وصل ہوے بگڑ کر
جو باہم ملے دل ہمارا اتھارا

کہ مد نظر ہی نظارا اتھارا
بگڑ کر وہ کہتے ہین دامن کو چھوڑو
کہ چمکا ہوا ہی ستارا اتھارا
محبت ہین مین انکو دل دیکے بولا
نہین ہوتے راضی اجارا اتھارا
لب بام اُس ماہ انور کو دیکھا

پریشان مین صورت زلف ہونگا
نہین بیٹھتے ہم اجارا اتھارا
مجھے منع رونے کو کرتے ہو ناحق
ہوا آج سے دل ہمارا اتھارا
خوشی ہو نہایت عجب عید ہو گئے
قمر آج چمکا ستارا اتھارا

شاپور شیر دل نے جو یہ غزل حسب حال با اثر پُر مضمون گائی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی آنکھوں سے
آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ایرج نوجوان نے دامن سے اشک پاک کیے کہا محبوب جانی
رونے کا کیا باعث ہی نشہ تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو بخوبی ہو چکا ہی خیال خیر و شر دل سے
دور ہو گیا ہی مطلوب پہلو مین ایرج نوجوان نے دامن سے بہ محبت اشک پاک کیے فرحت تازہ
و سرور بے اندازہ حاصل ہوا جواب دیا ای خیر مقدمہ صاحبقرانی مجھے ہزار طرح کے خیال ہین کیونکر
نہ روؤن رونا تقدیر مین لکھا ہی حقیقت مین نوشتۂ تقدیر نہین مٹتا اسوقت ایک بہت بڑا خیال
آیا ہی آج صبح کا ذکر ہی کہ باپ میرا فولاد فولاد شکن میرے دیکھنے کو آیا مین جو خفگی سے آپ کو
دیکھ گئی تھی کسی قدر چہرہ اداس تھا وہ سمجھے کہ خلاف آب و ہوا سے مزاج ناساز ہی کہا کہ ای
نور نظر اور ایک ہفتہ تمکو تکلیف ہی بعد اسکے بفتح و فیروزی وطن چلینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران
جو کہ کل لشکر اسلام کا افسر ہی وہ تو سیر زمین گیر ہی مگر دو شخصون کو البتہ قتل کرنا ہی ایک نور الدہر
بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران درمیان مین آپ کا نام لیا اور یہ بھی کہا کہ وہ خداوند کے
تو اسے ہین انکو قتل تو نہ کرونگا مگر گرفتار کر کے خداوند کے قدمون پر گرا دونگا اُسوقت سے ایک
دل کو تردد انتہا کا رہتا تھا اتفاق قضا و قدر سے یہانتک آنا بھی ہوا پس برائے خدا ہم تو مصیبت ہجر کی

جھیلینگے اپنی جان پر کھیلین گے لیکن آپ تھوڑے دنون کے واسطے اپنے وطن قدیم کو چلے جائیے اس
عفریت خونخوار جلاد سفاک بیرحم بے حیا سرکش ستمگر کے ہاتھ سے اپنی جان بچائیے بوجہ آپکے نام کا
دشمن ہی اور کل مسلمانون کے واسطے رہزن ہی ایرج نوجوان نے مسکرا کے کہا ای ملکۂ عالم تمھاری مہربانی
اب تو اُس بیحیا کا قتل کرنا واجب و لازم ہوا اول تو تمسے محبت ہو گئی اگر مسلمان ہوا تو ہمارا بزرگ ہی
دوسرے یہ کہ اگر ہمسے جنگ کا خواہان ہی بحول قوۃ الٰہی اگر سر میدان چیر کر نہ پھینک دیا تو نام اپنا نقد
روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نہ رکھا اور جو نام اُسنے نور الدہر بن بدیع الزمان
لیا اُس شیر دلیر کا تو مثل نہین ہی اول تو اب اُسکو مین نکلنے کا ہیکو دونگا مجکو واجب و لازم ہوا کہ خود
اُس سے مقابلہ کرونگا اور جانب خدا پرستی رغبت دلاؤنگا اگر نمانینگے تو وہ روز سیہ دیکھین گے انشاءاللہ
عمر بھر یاد کرینگے اور خدا کی قدرت کہ ہمارے جد عالی تبار کو پیر زمین گیر کہتا ہی ای ملکۂ عالم اُنکا لقب ہی
تسکار کنندۂ ہفت قلۂ قاف کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن
عبد مناف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کشندۂ دیو عفریت و قاتل سمندون ہزار دست ہم سب اُنکے
زیر گروہ ہین ماشاء اللہ اس بڑھاپے مین جبدن میدان مین نکلتے ہین پہلوانان عالم کے جسم مین
تھرتھری ہوتی ہی بارہ کوس تک نعرے کی آواز جاتی ہی زمین تھراتی ہی شیران دشت کو اُنکے نام سے
تپ چڑھ آتی ہی ہم سبھون کا شباب اُنکا بڑھاپا ہماری زبان کیا ہی جو صفت اُنکی زبان پر لائین ساتھ
برس کے سن مین دو پہلوانان لشکر نوشیروان طاہر و مطاہر عادی برابر کوہ بو قبیس بجائے قتل
ہمارے جد عالی تبار کے آئے تھے اُنکو مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینک دیا نو برس کے سن مین
حشام بن علقمۂ خیبری کہ جسکا نوے گز کا قد و قامت تھا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے بارہ برس
کے سن مین دارائے ہند لندھور بن سعدان خسرو بلاد ہندوستان کو جا کر زیر و زبر کیا اپنا
جانشین بنایا اٹھارہ برس کی عمر مین پردۂ قاف تشریف لے گئے تمام سرکشان قاف کو اٹھارہ برس
کے سن مین تہ تیغ بیدریغ کیا شیاطین پرستون کا مذہب مٹایا جھنڈا دین اسلام ملت بیضا کا اُس
کفر آباد مین گاڑا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا پر آئے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور مالک
بحر و بر کرور سوار پیدل ہشیار ہمراہ رکاب رکھتا تھا اُسکو شکست دی دختر بلند اختر اُسکی ملکہ مہر نگار
اپنے قبضے مین کی ترکستان و فرنگستان وغیرہ فتح کرتے ہوئے بر سر بالا باختر تشریف لے گئے زمرد شاہ

باختری ملک باختر مین دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا تھا بہشت و دوزخ بنائی گم گشتگان کوے ضلالت کو عجائب و غرائب دکھائے ہفت طبقات قیطول اس طرح کے بلند و مرتفع بنائے تھے کہ جسپر کمند وہم وخیال نہ پہونچتی تھی زیر قیطول ایک کرور چراسی لاکھ سوار اور پیدل کی چھاونی تھی پیغمبران مرسل و نامرسل صاحبان کتاب و صاحبان صحیفہ بے حیا نے مقرر کیے تھے اسقدر مغرور تھا کہ سال بھر کے بعد قیطول سے اُترکر اپنے بندون کو اپنا جمال دکھاتا تھا بہرام فلک اُسکی جلالت دیکھکر پھرا آتا تھا بڑے لطف سے بیٹھا ہوا خدائی کرتا تھا دم یکتائی کا بھرتا تھا ہمارے جد عالی تبار چالیس برس تک ملک باختر پر لقا نابکار سے لڑے وہ معرکے پڑے کہ اگر رستم و اسفندیار دیکھتے زہرے آب ہوتے آخر قیطول چھین لیے پھونک دیے بھگا یا شہر باختر پر اپنا قبضہ کیا اُس دن سے لقا شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہی حالات مین ہمارے جد عالی تبار کے دفتر اول نوشیروان نامہ دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم موسوم بہ آیرج نامہ کہ نام پر اس حقیر کے قرار پایا اگر ناظرین و مشتاقین ان دفترون کو ملاحظہ فرمائین تب مفصل حالات جلالت آیات صاحبقران و فرزندان عالیشان سے بتفصیل ماہر ہون ای ملکہ عالم یہ بے حیا کیا بکتا ہی معلوم ہوا کہ موت اسکی دامنگیر ہی اور جو بڑے بڑے کوہی آئے اُنسے بھی تو حقیر ہی لڑا کئی پہلوان رہنے والے کوہستان کے ایسے ایسے زبردست آئے کہ جنکا نظیر ممکن نہین کچھ مسلمان ہوئے کچھ لقمہ جوہر شمشیر آبدار مسلمانان ہوئے ملکہ یہ باتین سُنکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا بھیا شاپور شیر دل سنتے ہو ہمنے تو کس محبت سے اُسکی جرأت کا حال بیان کیا نام خدا وجواب دیا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ای شہریار اب ہمکو جانے دیجیے زندہ رہے اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح آٹھوین ساتوین ملاقات ہو جایا کرے گی ایرج نوجوان نے آنکھون مین آنسو بھرکے کہا ای معشوق عاشق خصال وا ی بدر کامل آسمان حسن و جمال جانے کا نام نہ لو روح جسم سے نکل جائیگی آٹھ پہر مین وہ صدمات اُٹھائے ہین کہ مر مر کر جیے اب قلب مین قوت صبر نہین باقی ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہریار رہجانا تو میرا کسی طرح بہتر نہین ہی سبکو قیامت بپا ہوگی جسوقت بوقت سحر باپ میرا مجکو باغ مین نپائے گا زمین کے طبقے ہلائے گا مین نے تو آپکی محبت مین سر کو ہتھیلی پر رکھا مگر اسمین آپ کے دشمنون کی بھی خرابی ہی اگر کسی نے خبر دیدی جہان بیٹھے ہونگے اگر لاکھ سوار پیدل گرد ہونگے تو وہ بلا تکلف آئیگا لاکھ مین اور کرور مین خوف نہ کریگا

میرا اور آپ کا دونون کا سر کاٹ کر لیجائیگا مین آپکی بات کو رد نہین کرتی آپکے دادا جان اور آپ بڑے
بہادر ہین صدف دریاے جرأت کے بے بہا در ہین مگر وہ دیو ہی انسان سے آدمی لڑتا ہی پہاڑ کو کون
ٹال سکتا ہی ایک ادنی سی جرأت اُسکی یہ ہی کہ قلعہ فولاد حصار اپنے نام پر آباد کیا ہی اُس جا ار مین
ایک صحراے پرہول بمسافت مدید و بعد بعید تھا وہان آدم خوار رہتے تھے وہ راستہ آمد و شد سے
بند تھا اگر کوئی بھولے سے جا نکلا اُسکو آدم خوار پکڑ کر لیجاتے تھے چیر پھاڑ کر کھا لیتے تھے جب ہمارے باپ
نے قلعہ آباد کیا اور رعایا بسی اُن آدم خوارون کو نعمت ملی دیہات اور قریات پر آ گرتے تھے
سیکڑون ہزارون آدمیون کو پکڑ لیجاتے تھے بڑے بڑے ناظم ہمارے باپ کی طرف سے گئے یا تو
طعمۂ آدم خواران ہوئے یا بھاگ کے چلے آئے آخر تنگ ہو کر ہمارے باپ نے کہا اے افسران
فوج لشکر تیار کرو ہم دشت آدم خواران پر چڑھائی کرینگے بڑے بڑے کوہی موجود تھے سبنے سر جھکائے اور
کہا ہم نوکری سے باز آئے کیا کہون کہین آپکے خلاف نہو یکہ و تنہا گینڈے پر سوار ہوئے تیغہ پکڑ کر اس دشت
مین کئی سو آدمخوار مارے جو باقی رہے وہ بھاگے گر مبہوت آدمخوار اُن سبکا افسر تھا وہ آکر ہمارے والد سے
اُلجھا گینڈے کا سر کھینچ لیا والد ہمارے پیدل ہوے مبہوت سے کشتی لڑے مبہوت نے زرہ
والد کی نوچکر پھینکدی تمام جسم کو ناخنون سے زخمی کیا تین پہر کامل اُس زخمداری مین اُس سے لڑے
اسقدر گھونسے مارے کہ وہ مارے صدمے کے بیہوش ہو گیا کمر سے زنجیر کھولی اُسکی مشکین باندھین
کشان کشان لیکر شہر مین آئے اُس دن حضور فولاد حصار مین عجب طرح کا ہنگامہ تھا لاکھون
آدمی تماشہ دیکھنے آئے تھے آخر اُسکو قید کیا اُس آدم خوار کو ایسا آدمی بنایا ہی کہ لشکر کا سپہ سالار
ہی یہ جملہ اسواسطے بیان کیا گیا کہ مہربانی فرمائیے اُس ظالم کے مقابلہ کا نام نہ لیجیے ایرج نوجوان
نے کہا اے ملکۂ عالم مصرع خیر زندہ ہی اگر یار تو صحبت باقی + انشاء اللہ اب وہ تشریف لائے ہین
ضرور مقابلہ ہوگا تمکو تو مین بچانے دونگا یہ سر حاضر ہی کاٹ لو جانے کا ذکر نہ کرو نام فراق سے کلیجہ
اُچھلتا ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش محبت سے گلے مین ہاتھ شاہزادے کے ڈالدیے
اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ہر چند شاہزادہ سمجھاتا ہی رقت ملکہ کی بڑھتی جاتی ہی ایرج نوجوان
کی بھی آنکھون سے اشک حسرت جاری خوف ہی کہین ملکہ کا دم نہ نکل جائے عارض پہ عارض
رکھدیا آنسو دامن سے پاک کیے کہ براے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو آخر اسقدر رونے کا کیا باعث

ہی ملکہ نے کہا اے شہریار آپ مجھکو جانے کو منع کرتے ہین مجھکو بہت بڑا خوف ہی کہ خدا معلوم وہ ظالم کیا قیامت برپا کریگا میرا کب دل چاہتا ہی کہ آپ کو چھوڑ کر جاؤن مگر ہر طرح مجبور و ناچار ہون جانے مین صرف میری جان کا ضرر ہی فراق مین آپکے تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی اور نہ جانے مین میری اور آپکی دونون کی جان جائیگی ایرج نوجوان نے کہا اے ملکۂ عالم یہ خیال خام و تصور تمام دل سے دور کرو جیسا کچھ ہوگا ویسا دیکھا جائیگا اول تو خبر ہی نہ پہونچیگی اور اگر آگاہ ہو جائیگا تو کیا کریگا کیا ہمارے ہاتھ مین مہندی لگی ہی یہ چند باتین ابھی عاشق و معشوق مین ہونے پائین یقین مشہور ہی کہ شب وصل باتون مین گذر جاتی ہی یکایک رخ شمع پر زردی آئی آثار سحر نمود ہوئے طائران صحرائی زمزمہ سرائی کی آواز آئی اپنی اپنی زبانون مین حمد خدا کرنے لگے یکایک آفتاب عالمتاب برائے مبارکبادی شب وصال طالب و مطلوب کاشانۂ مطلع مشرق سے برآمد ہو کر پشت اشہب تیز گام فلک پر سوار ہوا اور قطع راہ منازل مین سرگرم رفتار ہوا رخ پر نور مہر سے روشن جہان ہوا ردائے سیاہ شب آنکھون سے نہان ہوا بلائے تیرگی شب رخ خورشید سے بالکل دور ہوئی تاریکی شب روشنی مہر سے بالکل کافور ہوئی ہر عاشق مہجور کی امید بر آئی صبح ہوئی صورت خورشید نظر آئی شعر موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند مرغان خوش الحان حمد و ثنائے سبحان بجالانے لگے جھونکے نسیم سحر کے مثل گلہائے گلشن غنچہ ہائے دل کھلانے لگے اشعار

صبح در آمد ز دلو یوسف زرین رسن
روئے افق شد ازان ہمچو عقیق یمن

گرد چو یونس برآب در دل ماہی وطن
چشمۂ خورشید شد چشمۂ آب حیات

خنجر زرین مہر پادے شب را خگار
ساقی دوران از نو داد بہر انجمن

وہ صدائے مرغ سحر کا بلند ہونا ستارہ ہائے سحری کا جھلملانا بارگاہ ایرج نوجوان مین عجب شان ہی رخ شمع پر زردی پروانے لگن مین جلے ہوئے پڑے ہین فرش مین جابجا شکن شاپور شیر دل کا بھیرون گانا عاشق و معشوق کا مل لجانا لباس دونون کے مسکے ہوئے ملکۂ عالم کے چہرے پر بوسون کے نشان شعر وہ رخسارے نازک کہ ہو جائین لال * اگر ان پہ بوسون پہ گذرے خیال * نہ کہ پہلوے عاشق مین شب بسر کرنا جوش محبت مین بوسے بازی ہونا موے مشکین چہرے پر کھلے ہوئے باسی ہارون کو گلیسے توڑ کر پھینکا انمین بھینی بھینی خوشبو ملک سیمین عذار صنوبر قد نے جو صدائے مرغ سحر سنی مثل ماہ تابان رنگ چہرے کا فق ہو گیا گھبرا کر کہا کہ اے شہریار غضب ہو گیا آپکی باتون مین سحر ہوئی

عجب صورت سے یہ رات بسر ہوئی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی اسقدر کیون گھبرائی ہو ملکہ
سیمین عذار صنوبر قد نے کہا ای شہر یار جسکا مجھکو خوف تھا اُسی کا سامنا ہوا آپنے میرا کہنا نہ مانا صبح
ہو گئی اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اب میرا جانا ناممکن ہی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم ناحق کا تمکو خیال ہی
بس اب بیٹھ عیش کرو خیالات شر و فساد کو دل مین نہ جگہ دو تمنے فولاد فولاد شکن کو ہوا بنایا ہی کیا آکے
سب کو کھا جائیگا ملکہ تمکو ہمارے سر کی قسم اب نام فولاد فولاد شکن کا ہمارے سامنے نہ لینا ورنہ مین
ابھی ایک نامہ لکھکر پاس فولاد فولاد شکن کے اس مضمون کا بھیجدونگا کہ او بیحیا تیری دختر ہمارے
پاس موجود ہی اگر کچھ دعوی جرأت ہی تو آکر لیجا یہ سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد تھر تھر کانپنے لگی شاپور
شیر دل نے اشارہ کیا ملکہ برائے خدا اب ذکر فولاد فولاد شکن نہ کرو اُسکی جرأت کا نام نہ لو یہ خاندان
کا خاندان آتش خو شعلہ مزاج مشہور ہی دادا انکے رستم پیلتن علمشاہ نوجوان ایسے جاہل اجہل تھے
کہ بات بات پر ہوا سے لڑتے تھے اب چندے سے سلیس ہو گئے ہین مگر مقام جرأت پر آپ ہی آپ
اپنے باہر ہو جاتے ہین اور باپ انکے شاہزادہ قباد رسپاہ معاذ اللہ صاحبقران زمان تک اُنکی
بدمزاجی برطرح دیتے ہین اور یہ تو ابھی نوجوان آگ کے پتلے بنے ہوئے ہین جرأت مین بے نظیر مرجانے
کو اپنا فخر سمجھتے ہین بس ایسے مرنے والے سے ڈرنا چاہیے موافق اُسکی طبیعت کے کام کرنا چاہیے اگر
ابکی مرتبہ ذکر جرأت فولاد فولاد شکن کروگی ایسا نہو تلوار پکڑ کے خود اُسکے لشکر مین آپ ہی گھس جائین
روبرو اُسکے جا کہین کہ بیٹی تیری ہمارے پاس موجود ہی انسے ان باتون کا کچھ عجب نہین ہی ملکہ یہ
سُنکے رونے لگی اور کہا کہ ای شہر یار آپ کو اختیار ہی اب ہم کچھ نہ کہین گے شاپور نے واسطے بہلانے
شاہزادے اور ملکہ کے سامان شراب و کباب مہیا کیا ملکہ کے دل کو چین نہین آتا وہ گل باغ محبوبی
خاموش ہی کسی جانب متوجہ نہین ہوتی یہان کی تو یہ کیفیت ہی مگر اب دو کلمہ فولاد فولاد شکن کے تحریر
ہوتے ہین اول صبحکو خواصین جو سو کر اُٹھین دیکھا ملکہ اور شعلہ رخسار کہٹے پڑ گئی تھین چار جانب
تلاش کرنے لگین سارے باغ کو چھان ڈالا اُس گل حدیقۂ رعنائی کی کہین بو نپائی اب کنیزین باغ
سے سب ایک مقام پر جمع ہین اور متردد و متفکر ہین اور آپسمین کہہ رہی ہین کہ صاحبو یہ کیا غضب ہوا
ہماری ملکہ کو کون لے گیا ہمکو مثل لالہ داغ دے گیا کہان جائین کہان ڈھونڈھین کیا کرین کچھ بن
نہین پڑتا ایک کہتی ہی بوا اُنکے باپ سے جلدی خبر کرو کہ آپکی صاحبزادی کا پتا نہین ملتا ایک نے

کہا او آگر ہماری تمھاری ناک چوٹی کاٹینگے ہمین سے پوچھین گے ہم اُنسے کیا بتائینگے یہ تقریر خواصون کی سنکر
غنچہ دہن وزیرزادی ملکہ کی تو خاموش ہی اسکو تو اک حیرت کا جوش ہی سب نے کہا بی وزیرزادی
صاحبہ آپ ہم سبھونکی افسر ہین ہم سب سے عقل و فطرت مین بہتر ہین آخر کیا کرین غنچہ دہن نے
کہا صاحبو مین کیا بتاؤن ہی ہی سرپیٹ کر کہان نکل جاؤن جان و آبرو کا ڈر ہی شعلہ رخسار ہمارے
واسطے آگ لگا گئی سٹرن ہو کر ہمکو دیوانہ بنا گئی نہین معلوم ہماری مالک کو کہان لیگئی صاحبو مین
خاک بولون کیا زبان کھولون ہی ہی مین تو بالکل لٹ گئی اپنی شاہزادی حور خصال سے چھُٹ گئی
جان کا کس حرامزادی کو ڈر ہی اُنکی یاد زلف مین حال دل ابتر ہی ہائے اُنکی بھولی صورت یاد آتی
ہی میری آبرو بڑھانے والی دو دن سے بےچین تھین مین نے ہر چند پوچھا کون سی ایسی مخفی بات ہی
جو مجھ ایسی رازدار سے نہ کہی نہین معلوم ہمین کیا بھید ہی کسی کی دام زلف مین پھنسین یا کسی مکار
نے یہ جال پھیلایا اُس بلبل نغمہ سنج باغ حُسن کو ہمسے چھڑایا یہان آپسمین یہ باتین ہو رہی تھین بعض
ہنستی تھین بعض رو رہی تھین کہ یکایک بی لذت مخلدار تھر تھر کانپتی ہوئی بدحواس آئی کہا او متاؤ
یہ کیا ہلڑ مچایا ہی اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ موا جلاد فولادفولادشکن آتا ہی مین نے سلام کیا پہلے مجھسے
یہی پوچھا کہ سیمین عذار صنوبر قد اُٹھی یا سوتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی مین نے کچھ جواب نہین دیا
بھاگی بھاگی یہان آئی ہون ہوشیار ہو جاؤ استقبال کو چلو مین تو باغ کی کھڑکی کھولکر بھاگی جاتی ہون بوا جاتی
ہون کسی کنوین مین گر پڑون ہی ہی کیونکر اپنی جان دون زمین سخت آسمان دور ای خداوند لقا خیر
کیجیو سب کی جان بچائیو مثل صبا کے ابھی ابھی ہماری ملکہ باغ مین آجائے دل شگفتہ ہو جائے لقا
کے نام پر غریبون کو شراب پلاؤنگی لات و منات کا پوجا کرونگی ہنوز یہ باتین تمام نہونے پائی تھین
سب خواصین لذت کی باتین سُنکر مثل تصویر خاموش کھڑی تھین کہ فولاد فولادشکن سامنے سے
نمایان ہوا نشۂ شراب مین مست پیر ڈالتا کہین پڑتا کہین لڑکھڑاتا ہوا آتا ہی سب خواصین واسطے
تسلیم کے جھکین فولادفولادشکن آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا میری نور عین کہان ہی سب نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر مثل بید لرزان بصورت آئینہ حیران و بشکل گیسو پریشان زبانین بند
دل دردمند سب کے آگے بڑھی ہوئی بی لذت کھڑی ہین بھاگنے کا قصد تھا مگر اب تو پانون مین
زنجیر پڑ گئی گویا زمین مین گڑ گئی فولادفولادشکن نے کہا اری حرامزادیو کچھ جواب نہین دیتین کیا چھوکری

ابھی سوکر نہین اُٹھی سوتی ہو تو خبردار نہ جگاؤ دن بھر بدمزاج رہیگی جب اس تقریر کا بھی جواب نہین
ملا فولاد فولاد شکن نے سرپیبی لذت کے ایک گھونسا مارا اُسکا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر گری زمین
پر ایڑیان رگڑنے لگی اور کسیکو تھپڑ کسیکو قبضۂ تلوار کا کسیکو ٹھوکر لگائی جب دس پانچ کا اسی طرح خاتمہ
ہوا غنچہ دہن ہاتھ باندھکر آگے بڑھی عرض کی لونڈی کا بھی سر کاٹ لیجیے جلد سزا دیجیے فولاد نے
کہا اری غنچہ دہن آخر معرکہ کیا ہی سوکے نہین اُٹھی یا جاگتی ہی یا مر گئی آخر کیا اُفتاد ہوئی غنچہ دہن
نے کہا اصل حال یہ ہی کہ جسوقت ملکہ واسطے شکار کے گئی تھین خیر وہان سے واپس آئین عجیب
کیفیت تھی چہرہ زرد ہونٹھ خشک خاموش نہ کسی سے کلام نہ کھانے پینے پر توجہ آکر مُنھ لپیٹ کے
پڑ رہین خواصون پر غصہ فرمایا کہ تمنے ہمکو قیدی بنایا ہی ہمارے پاس سے جاؤ تنہا ہمین رہنے دو
مین جوش محبت مین شب کو جا کر حاضر ہوئی دیکھا تو روتے روتے آنکھین سوج گئی تھین مین نے
حال پوچھا تصدق ہوئی نثار ہوئی یہی فرمایا کہ طبیعت میری علیل ہی میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا
غنچہ دہن میرے پاس سے جاؤ کنارے جا کر بیٹھو اسی پریشانی مین رات کٹی صبح کو حضور تشریف
لائے آپ نے حکم دیا شعلہ رخسار اور لالہ عذار کو لاؤ گانا سُنو بعد حضور کے جانے کے بی شعلہ رخسار
گریا گرمی کرتی ہوئی آئین مگر مثل دیوانون کے کہتی ہوئی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون بی لالہ عذار
پیٹتی تھین ہی ہی میری بچی کو کیا ہو گیا حضور ملکہ سر شام بی شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ کر کوٹھے پر گئین یہ کہکر کہ
ہم اسکا علاج کرینگے ملکۂ عالمہ نے لالہ عذار شعلہ رخسار کی ماں کو رخصت کر دیا ہم لوگون کو حکم دیا کہ
ہمارے پاس نہ آؤ ہم کوٹھے پر اکیلے بیٹھین گے اب جو لونڈیون نے صبح کو جا کر دیکھا نہ بی شعلہ رخسار
کو پایا نہ ہماری ملکہ کا پتا ملتا ہی سارا باغ چھان چکے آپکے خوف سے کھڑے کانپ رہے تھے یہی آپس مین
چرچے تھے کہ اب کیا کرین کہان جائین اصل کیفیت تو یہ تھی اب حضور کو اختیار ہی چاہے لونڈیون
کی جان بخشی ہو چاہے قتل کرین ہم بالکل راز دل سے ملکہ کے ناواقف ہین خداوند لقا تم ہمکو غارت
کر جو ہم اور کچھ جانتے ہون قریب تھا کہ یہ باتین سُنکر فولاد کا کلیجہ پھٹ جائے یون کانپتا تھا جیسے کسیکو
بخار چڑھتا ہی فولاد تو اس غصے مین کھڑا ہوا ہی مگر حال سُنیے لالہ عذار مادر شعلہ رخسار کا کہ یہ
بموجب حکم ملکہ بیٹی کو چھوڑ کر چلی تو گئی تھی مگر رات بھر یاد مین مثل ماہی بے آب تڑپا کی اور بیقراری
مین صبح ہوئی بہلی پر سوار ہو کے چلی قضا رے کار اُسی نخل کے قریب پہونچی جہان شاپور شیر دل نے

شعلہ رخسار کو بیہوش کرکے ڈال دیا تھا اب اُسکی بیہوشی دور ہوئی اپنے کو ننگا صحرا مین پایا ایک
ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے چیخین مار کر رونے لگی لالہ عذار کے کان مین یہ آواز آئی گاڑی بان سے کہا
ہی ہی میری بچی کے رونے کی آواز آتی ہی ارے جلد بہلی روک وہ جبتک روکے لالہ عذار نے
اپنے تئین بہلی سے گرا دیا اُفتان خیزان دوڑی شعلہ رخسار نے جو مان کو آتے دیکھا چلائی ای امی جان
ادھر آئیے ہی ہی ہم سے ایسی بیزار ہوئین کہ ہمکو ننگا کرکے جنگل مین ڈال دیا اب توبہ کرتی ہون کسی غیر کے
ساتھ نہ جاؤنگی مین تو اُن لوگون سے کہا کرتی تھی کہ میری مان جلادنی ہی خطا پر مار ڈالنے گی آخر آپ نے
ایسا کلیجہ پتھر کا کیا کہ ہمکو صحرا مین ڈالدیا اگر کوئی شیر بھیڑیا آتا کھا جاتا تو اچھا ہوتا تمھاری امید برآتی یہ
سُنکر لالہ عذار متحیر ہوکر دوڑ کے لپٹ گئی اور روکر کہنے لگی ای جان مادر یہ کیا کہتی ہو تم یہان کیونکر آئین
مین تو تمکو دیوانی پن میں ملکہ سمین عذار صنوبر قد کے پاس چھوڑ آئی تھی ایسی ایسی باتین جو آپس مین
ہوئین لالہ عذار بھی حیران شعلہ رخسار بھی پریشان طول بیجا کا اس راقم کو بڑا خیال ہی آمدم
بر سر مطلب لالہ عذار نے اپنی دولائی شعلہ رخسار کو اُڑھائی ساری باندھنے کو دی اور کہا بیٹا
بڑی حیرت کی بات ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا چلو باغ مین ملکہ عالم کے چلکر دیکھین وہان کیا گل پھولا ہی
الغرض اُسوقت دونون باغ مین آکر پہونچین کہ فولاد فولاد شکن غنچہ دہن سے حال سُنکر جو اول مین
لکھا گیا ہی خاموش کھڑا ہی کہ بلڑ ہوا کہ بی لالہ عذار اور شعلہ رخسار باہر سے باغ کے آتی ہین دیکھین
یہ دونون کیا فرماتی ہین جیسے ہی فولاد کے قریب آئین فولاد نے کوڑا اُٹھایا اور کہا کہ سچ بتاؤ کمبخت کیا
معرکہ ہی میری بیٹی کا پتا نہین ملتا لالہ عذار خود پیٹنے لگی کہ حضور میری داد دیجیے مین اپنی بیٹی کو
خدمت ملکۂ عالم مین چھوڑ گئی تھی اسوقت صحرا مین ننگا برہنہ پٹ پایا جو میری بچی کو شیر بھیڑیا کھا جاتا
تو کسی طرف کی نہ رہی تھی لونڈیون سے ایسا غصہ مناسب نہین ہی سب نے اُسکو سڑن بنایا تھا وہ
بیچاری قسمین کھاتی ہی کہ نہ مین دیوانی ہوئی نہ سڑن ہوئی ایسی دل لگی نکرنا تھا کہ ننگا کرکے جنگل مین پھکوا دیا
کیا خوب ملکہ نے علاج کیا میری سڑن دیوانی کو میرے گھر بھجوا دیا ہوتا ذرا ملکہ کو تو سامنے بلائیے مین اُنسے
شکایت کرونگی جھاڑ کا کانٹا بنکے پیچھے پڑونگی اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگی وہ تو خدا وند لقا نے بڑی
خیر کی کہ مین روتی پیٹتی اپنی بچی تک پہونچ گئی جب وہ خونخوار جنگل یاد آتا ہی تو میرا کلیجہ تھر تھرا کانپنے
لگتا ہی اگر مین نہ جاتی تو میری بچی مجکو زندہ نہ ملتی ذرا ملکہ آئین تو سہی دیکھو مین کیسا اُنکو آڑے

ہاتھوں لیتی ہوں فولاد نے پاتو کوڑا اٹھایا تھا یہ تقریر حیرت افزا سنکر ہاتھ روک لیا کہا اری ملکہ کہاں
ہے جسکو بلاؤں میری بیٹی خود غائب ہے کلیجے پر چھریاں چل رہی ہیں میں کیا کروں کہاں اپنی دختر کو
ڈھونڈھوں لالہ عذار نے عرض کیا اوری میرے خیال میں تو یہ آیا ہے کہ اسی جنگل میں چل کے
تلاش کیجیے آپکا پھول بھی اسی خارستان بلا کا چیتے میں جنگل میں جاکر شگفتہ ہوئی ویسے ہی آپ کا
بھی غنچۂ آرزو کھلے گا فولاد ساری جرأت بھولا کہا اچھا چلو فقط ان دونوں کو ساتھ لے کر اسی جنگل میں
مثل غول بیابانی چارطرف دوڑنے لگا کبھی نام لیکر ملکہ کا پکارتا تھا کہ اے سیمین عذار صنوبر قد بی بی
کہاں ہو مثل طائر عنقا میری نظروں سے کیوں نہاں ہو آکر کلیجے سے لپٹ جاؤ چاند سی صورت
دکھاؤ فولاد تو دیوانہ وار صحرا میں یہ کہتا مارا مارا پھرتا تھا اور دونوں ڈومنیاں بھی تلاش کرتی پھرتی
ہیں مگر خواجہ گراز الدین ملک بختیارک شوم کا فسیدین صبح کو جو اٹھا پہلے پاس سلیمان کے آیا
کہا کیوں پہلوان دوران وگرشاسپ جہان میاں فولاد فولاد شکن منہ ہی کے کڑے ہیں
کئی دن ہو چکے تشریف لائے ہوئے طبل جنگی کیوں نہیں بجواتے وہ تو فرماتے تھے کہ اسی ہفتے کے
اندر قدرت کو بالاے قیطول پہونچا دینگے مسلمانوں کو بھگا دینگے اب تامل کا کیا باعث ہے سلیمان نے
کہا ملک جی کل فولاد فولاد شکن شب کو خود کہتا تھا کہ ماموں جان جلد طبل جنگی بجوائیے میں قدرت سے
شرمندہ ہوتا ہوں میں نے روکا آج کی شب کا وعدہ کر لیا ہے مگر نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ اتنا دن
چڑھ آیا اور فولاد ابھی تک یہاں نہیں پہونچا بختیارک نے کہا آج میں خود انکی ملاقات کو جاتا ہوں
ابھی ساتھ لیکر دربار خداوندی میں آتا ہوں سلیمان عنبرین موے کوہی نے کہا بہر حال میں دربار
لقا میں چلتا ہوں اب وہیں ملاقات ہوگی سلیمان گینڈے پر سوار ہو کے ادھر چلا بختیارک
نے خچر اپنا طرف باغ سلیمان کے بڑھایا رہواری کرتا ہوا آتا ہے چند غلام ساتھ ہیں انسے کہتا ہوا
آتا ہے آج نالائقوں کو لڑوا دونگا اتنے دنوں کوئی آکر نہیں ٹھہرا اب میں انکو جہنم میں پہونچاتا ہوں
مسلمانوں سے لڑواتا ہوں یہ کہتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا رنگ باغ دگرگوں ہے ہزاروں خواصیں ملکہ کی
دروازے پر کھڑی پیٹ رہی ہیں بعض لقا سے فریاد کر رہی ہیں یا خداوند ہماری ملکہ کو ہمسے ملا دے
فولاد فولاد شکن بامراد آئیں ملکہ کو بصحت وعافیت صحرا سے پا جائیں جس طرح لالہ عذار کی مراد
ملی ننگی ہوگئی بلا سے لباس گیا پاپوش سے اسکی جان کی تو خیر ہوگئی زندہ تو ملی اسی طرح یا لقا ہماری

بھی مراد حاصل ہو ملکہ کو یہان کھیلتا پائین ایک کہہ رہی تھی کہ بوا میرے ہوش و حواس باختہ ہین یہ تو باتین
طلسمات کی سی ہین عجیب چمن ہین دفن ہوا کوئے یار مین نکلا بہ زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہوئین
شعلہ رخسار ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے ساتھ کوٹھے پر گئی اور جنگل مین ننگی ملی دیکھیے تیرہ صدی
کے زمانے مین کیا کیا ہوگا بختیارک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا خچرے سے کودا قریب کنیزون کے آیا پوچھا
خیر تو ہے میان فولاد فولاد شکن کہان ہین تم سب کیون اسقدر فریاد و زاری نالہ و بیقراری کر رہی ہو
کس ملکہ کے لیے دعا مانگتی ہو سب کنیزون مین غل ہوا میان شیطان آئے میان شیطان آئے یہ
خداوند سے بہت گستاخ ہین انکے سامنے بیان کرو یہ قدرت سے کہ مراد دلی دلوا دینگے بچھڑی ملکہ سے
ملا دینگے اگر کچھ بھوت پریت کا خلل ہوا ہی دیو جن خبیث لے گیا ہی تو یہ کل خبیثات کے باپ ہین
بڑے پریت آپ ہین انسے ضرور کہو مطلب حاصل ہوگا رنج و ملال زائل ہوگا یہ آپس مین شور
کرکے سب کی سب دوڑین قدمون سے بختیارک کے لپٹ گئین کہا میان شیطان صاحب دہائی
ہی ہماری ملکہ خود بخود غائب ہو گئین بختیارک نے کہا کون ملکہ ایک کنیز نے کہا کہ پہلوان صاحب
کی دختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد خود بخود باغ سے غائب ہو گئی ہین پہلوان صاحب جنگل مین برائے
تلاش تشریف لیگئے ہین بختیارک نے کہا ہین یہ کیا کہ غائب باغ مین ملکہ ہوئین فولاد جنگل مین
ڈھونڈھنے کو گئے اُسنے عرض کیا کہ میان بختیارک تمسے مین بیان بھی کرتے ڈرتی ہون ذرا
کوئی وسوسہ نہ دلوائیے گا میری امان سے مجکو نہ لڑوائیے گا شوہر سے نہ جدا کیجیے گا یہ سب جھگڑے
آپ ہی کی ذات سے ہوتے ہین یہ سُنکے بختیارک گالیان دینے لگا کمبختو کمین تمھاری قضا تو نہین
آئی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا جلد مفصل بتاؤ مطلب تو سمجھ گیا ہون لیکن اشارہ کافی نہو گا سوسن
نے کہا مالک جی مجھ سے حال سنیے اور تو جھگڑا طول طویل ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ شعلہ رخسار کے
ساتھ ملکہ کوٹھے پر گئین وہان سے غائب ہوئین شعلہ رخسار جنگل مین ملی وہان ننگی پڑی تھی
اسوجہ سے فولاد بھی اُسی جنگل مین تلاش کرنے گئے ہین بختیارک خوب قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا
وہ مارا جو ہم نے کہا تھا وہی ہوا اچھے اُلّو کے پٹھون کا ڈربا کھلا ہی جنگل مین مثل غول بیابانی کے گیا ہی
وہ بیہوش کسی محبوب خوشرو کے پہلو مین بیٹھی ہوگی مزے اُڑا رہی ہوگی یہ کہکر خچرے پر سوار ہوا اور
بہ تعجیل جنگل مین آیا دیکھا میان فولاد ہر طرف مثل لنگور کے اُچکتے پھرتے ہین ایک طرف دو ڈنڈیان

کر دون فقط آپ کا اتنا احسان ہوگا کہ مفصل مجکو تبلا دیجیے کہ وہان وہ دونون نالائق موجود مین اُسوقت آپ پر حال ظاہر ہوگا قسم ہی جاہ و جلال خداوندی کی اب کھانا جب کھاؤنگا جب اُس دراندازکو سزائے معقول دے لونگا اب آپ نشان بتانے مین جستجو کیجیے زبان سے کچھ نہ فرمائیے ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا آپ شیطان درگاہ خداوندی ہین آپ کو کچھ نہین کہ سکتا اگر اور کوئی ایسے کلمات مُنہ سے نکالتا تو سر اُسکا کھینچ کر پھینک دیتا بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن حقیقت مین آپ سے باہر ہی نشہ جرأت مین بیہوش ہی از خود فراموش ہی گھبرا کر کہا مین ابھی فکر کرتا ہون خیر تک اپنے عیار کو بلا کر کہا جلد جا کر مہتر وسواس کو بلا لا خیر تک فوراً روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے مہتر وسواس کو اپنے ہمراہ لایا بختیارک نے کل کیفیت وسواس سے بیان کی اور کہا کہ اگر اس بات کا پتا لگاؤ گے تو اسقدر نقد و جنس پاؤ گے کہ نہال ہوجاؤ گے وسواس فوراً قنطورہ زربفتی و پیتاوہ سقرلاطی و دوپن عیاری سے آراستہ ہو کر واسطے تلاش ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے روانہ ہوتا ہی ان سب کو اس جستجو مین چھوڑیے لیکن اب یہان سے دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم و صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کہ نیچہ قتل ملکہ بران شمشیر زن لیکر آیا ہوا ہی بیان کیے جاتے ہین

ساقی نامہ مصنف
ساقی اک جام ہو عنایت
باقی رہے دور تا قیامت
دولتمندون مین ہو تیرا نام
پائے جو زلال ورد آشام
جسمین ہو شراب دیرسالہ
اُس خم کی زکوۃ اک پیالہ
دھوئے دھائے دھرے ہین ساغر
بھٹی سے نکال آتش تر
اس آگ سے جب گلاس دہکے
خم خانے کا تیرا پھول مہکے
لب سے وہ پری جو لب ملائے
دل مین نئی اک ترنگ آئے
ساقی نے شراب دی یہ ساکر
حاضر ہوئی فکر پھول چن کر
گلدستہ جو ذہن نے بنایا
بندش نے عجیب گل کھلایا

ہمیز کنندگان سمند تیزگام عیاری و شہسواران میدان طراری توسن کلک کو میدان صفحہ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین اور غزالان مضامین داستان صحرائے فرحت افزائے خوش بیانی مین یون طرارے بھرتے ہین سابق مین تحریر ہوا ہی کہ صمصام نمکحرام شہنشاہ کو کب روشنضمیر سے پھر گیا اور آکر افراسیاب کے شریک ہوا مع فوج و لشکر بارگاہ حیرت جادو مین آگیا ہی قصد ہی کہ طبل جنگی بجوائے ملکہ بران سے مقابلہ کرے مگر چونکہ زخمی ہو کر آیا ہی اسوجہ سے تامل ہوا ہی یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مع

مہترین مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل فکر قتل
صمصام بدانجام مین روانہ ہو چکے ہین جب صمصام نکہرام خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوا
اور مقدمے مین اپنی معشوقہ لالہ رخسار نرگسی چشم کے بخوبی عہد و پیمان لے چکا اور ملکہ نے بھی اقرار
کیا کہ تیری دھوم سے شادی کرینگے خانہ آبادی کا سامان ہو گا عرصہ دراز تک بارگاہ حیرت مین
حاضر رہا اور یہ کہکر اُٹھا کہ کل غلام طبل جنگی بجوائے گا اور لطف بربادی خانہ کوکب روشن ضمیر
دکھلائے گا ملکہ نے کہا جاؤ سپرد خداوند سامری کیا مگر عیارون سے ہوشیار رہنا عرض کیا چالیس
سرداران نامی غلام کے ساتھ مین کیا مجال ہی کہ میری بارگاہ مین کوئی آسکے یہ کہکر طرف اپنی بارگاہ
کے چلا ساتھ ان نامدار و سرداران نامدار خلعت ہاے فاخرہ پہنے ہوئے گرد اس بچیا کے مرغ زرین
لیے ہوئے چلے آتے ہین عقب مین خدمتگار یہ تو اپنی بارگاہ کی جانب اس طور سے جاتا ہی اور سنیے
ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو ایک تدبیر کر کے ایک مقام پر ٹھہرے ہین اور چالاک کو کچھ سمجھا کر روانہ کیا
چالاک صورت بدلے ہوئے در بارگاہ حیرت پر کھڑا ہی کہ صمصام طرف اپنی [illegible] جاتا
ہی چالاک نے پیچھا کیا دیکھا ایک خدمتگار صمصام کا ظاہرا مقرب معلوم ہوتا ہی کہ لباس معقول
پہنے ہوئے گوٹے دار پگڑی سر پر رکھی چکن زیب جسم شروع تا پائجامہ پہنتا ہوا عقب صمصام جاتا
ہی کہ آج انعام و اکرام مین کئی ہزار روپیہ میری تحویل سے خرچ ہوا ہی اُسکا حساب لکھوانا ہی یہ جو چالاک
نے سُنا تدبیر تو کر ہی چکا تھا ایک عورت کی شکل بنکر چہرے کو چادر سے چھپایا قریب اُس خدمتگار کے آیا
کہا میان خدمتگار صاحب ذرا ادھر دیکھیو وہ پلٹا دیکھا کہ ایک نازنین بڑی بڑی آنکھون والی محجوب
ہاتھ پاؤن مین رعشہ کر کے ایک کاغذ نکال کر ہاتھ مین اُس خدمتگار کے دیا کہا لو صاحب جلدی
کوئی مجھ بدنصیب کو دیکھ نہ لے مان باپ کی آبرو جائے ہماری عصمت مین فرق آئے مگر نوکری ایسی بری
چیز ہی کہ کچھ بن نہین پڑتا خدمتگار نے یہ سنکے کاغذ ملفوف ہاتھ مین لیا پوچھا یہ کاغذ کیسا ہی اُسنے آنکھیں مٹکا
کے کہا میان صمصام کی خالہ نے لکھا ہی جب مالک تمھارے بارگاہ مین بیٹھ لین یہ کاغذ چپکے سے انکے
ہاتھ مین دینا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے ورنہ کسی بےگناہ کی جان جائیگی اتنا زبانی بھی کہدینا اسکو تنہائی
مین پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے ورنہ معشوق سے ہاتھ دھو کر عمر بھر سر پر ہاتھ دھر کر روؤ گے
یہ کہکر وہ عورت تو مٹکتی چلی گئی خدمتگار نے کاغذ جیب مین رکھا جب صمصام بارگاہ مین آکر تخت

بیٹھا خدمتگار نے پوشیدہ نامہ ہاتھ مین دیا اور زبانی بھی وہی کلمہ کہدیا کہ حضور تخلیے مین جاکر اسکو پڑھین یہان سر دربار نہ کھولین حضور دینے والا یہ کہ گیا ہی کہ اگر ظاہر ہوگا معشوقہ کی جان جائیگی فقط کہنے کو کہانی رہجائیگی نام معشوق سنکے صمصام گھبرایا کاغذ ہاتھ مین لیکر تخلیے مین آیا اب جو دیکھا سر نامہ پر مُہر ملکہ لالہ نثار نرگسی چشم کی پائی اگرچہ معلوم ہوتا ہی جلدی مین مُہر کی ہی کوئی حرف ظاہر کوئی مخفی بہ تعجیل نامہ کھولا اول القاب یہ لکھا ای شوریدۂ دست محبت وای آشفتۂ وادی مودت نزاد عشقہ جدہ بہ اشعار نظم تحریر کیے تھے

اشعار

جس روز سے روے ہجر دیکھا
شب ہجر کی اک سبہ بلا ہی
جان خواہش وصل پہ ہی مائل
سمجھاتی ہون گو ہزار دل کو
ہردم جو خیال موے سر ہی
واقف ہین تمہارے موے پیچان
ابرو کو نہین جو بھولتا دل
ہی شل کمان قد خمیدہ
جب یاد ہی انکھڑیون کی آتی
کیا غم سے ہوا فراغ دل کو
اک آگ سی لگ رہی ہی تن مین
دل کو کئی مرتبہ جلایا
ای نبض شناس حال رنجور
قرطاس و قلم ہون خاک جلکر

کیا تجسے کہون مین حال اپنا
اک لحظہ نہین قرار آتا
ہر ایک نفس لقا ہی آگاہ
دل تیغ فراق سے ہی گھائل
ہی پیش نظر تری ہی تصویر
ابتر مرا حال سر بسر ہی
اور یاد جبین مین ای ستمگر
ہی تیغ الم سے شکل بسمل
آنکھون مین کھٹکتے ہین تیر مژگان
ہی آنکھ اجل مجھے دکھاتی
یہ شعلۂ غم نے سر اٹھایا
شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین
پاس آتے نہین طبیب میرے
ای عیسی درد جان مہجور

کیا تم کو لکھون ملال ویسا
دن آنکھون مین رات ہوگیا ہی
بستر ہی ہمیشہ نالہ و آہ
پہلو مین نہین قرار دل کو
دن رات یہی ہی اُس سے تقریر
جیسا مرا حال ہی پریشان
برگشتہ ہی اختر مقدر
اندوہ ہی یہ ستم کشیدہ
ہین پار جگر کے غم کے پیکان
فرقت نے دیا ہی داغ دل کو
جلتی ہون مین شمع سان سراپا
اس آگ نے خاک مین ملایا
بیٹھے ہین دور دور ڈر سے
گر لکھون مین سوز قلب مضطر

ای شہنشاہ صمصام وای عاشق ناکام یہ ہجران دیدہ آفت عشق کشیدہ عجب مصیبت مین ہی جب اول مین تمہارا نامہ محبت شمامہ آیا ہم اُسکو پڑھکر آمادہ ہوے کہ جواب حسب مراد تمہارے تحریر کرین ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی کہ ملکہ لالہ نثار نرگسی چشم کے پاس کسی کا نامہ آیا ہی مجکو بلوایا تمہارا نامہ مجھسے لے لیا اور پوچھا تیری کیا مرضی ہی مین خاموش

ہوئی کہ یہ جو جانیگی الخاموشی نیم رضا حیرت جادو نے کہا ہم مطلب تیرا سمجھے ہم جواب بھی لکھین گے
اور شادی تیری ایسے صاحب لیاقت کے ساتھ کرینگے پھر مجکو نہین معلوم کہ اُس نامے کو کیا کیا حکمو کچھ
لکھایا نہین لکھا مجھکو فقرے بازی مین رکھا اگر کل حالات لکھون ایک دفتر ہو جائے اب اصل مراد یہی کہ جب
تم لشکر لیکر یہان آئے کنیزون سے مجکو بھی خبر ہوئی کہ آج جو دربار سے پلٹ کر آئی اپنی وزیر زادی سے کہا سنا
صمصام میری مصاحب لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین یہ امر غیر ممکن ہی مدت ہوئی میرا
وزیر اعظم سرما اُسکا طلبگار ہی مین اُس سے نسبت پختہ کر چکی ہون اپنے وزیر کو عزیز جانون یا اُس غیر کے ساتھ
شادی کر دون جب وہ بران کو قتل کر چلینگے کسی لونڈی کے ساتھ شادی کر دونگی ای عاشق زار و ای غمگسار
یہ حال مصیبت سُنکر مین ملکہ حیرت کو فقرہ دے کر فلان باغ مین آئی ہون صرف چار کنیزین جو میری
ہمراز ہین اور آٹھ پہر کی دمساز ہین اُنکو ساتھ لائی ہون پس لازم ہی کہ بمجرد دیکھنے نامے کے تنہا اسوقت
میرے پاس چلے آؤ جو مناسب وقت ہو صلاح کرکے ہم تم اُسکی تدبیر کرینگے اور تدبیر و تقریر کیا تمھارے
ساتھ نکل چلینگے بموجب مثل دو دل راضی تو کیا کریگا نگوڑا قاضی کسی کی لونڈی نہین ہون مجھپر کسیکا
زور نہین ہی اور اگر اسوقت تم میرے پاس نہ آئے تو پھر حیرت جادو کے دام تزویر مین پھنس جاؤنگی
دم بھر پھر محل سے نہ نکل سکونگی صمصام اس مضمون کو پڑھکر تھر تھر مثل بید کانپا ابرو پر بل پڑگیا کئی
مرتبہ سر ہلا کر کہا کیا خوب کیا خوب خدمتگار نے پوچھا حضور خیر تو ہی ٹھنڈی سانس بھر کے کہا ای
برادر کیا کہون رانکی بات ہی مگر تو میرا معتبر قدیم ہی خدمتگار نہین ہی بلکہ ندیم ہی کسی سے ذکر نہ کرنا
مین نے اپنی دنیا و عقبی دونون خراب کین میان افراسیاب بڑے جعلساز ہین بڑے شعبدہ
باز ہین ہائے مجکو میرے مالک اور آقا شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے لالچ وصل محبوب کا دیکر
چھڑایا افسوس کچھ ہاتھ نہ آیا اب اس فکر مین ہین کہ ملکہ بران کو میرے ہاتھ سے قتل کرائین آخر
مین دھتا بتائین مگر ای خداوند سامری جمشید تمھارے صدقے ہو جاؤن کیا سبب نکالا ہی
کہ معشوق وفادار ہاتھ آئے کیا عجب ہی کہ کوکب سے بھی صفائی ہو جائے ای خیرخواہ یہ نامہ میری
معشوقہ کا آیا ہی تمنے کہان سے پایا ہی اُسنے کہا حضور ایک عورت کانپتی ہوئی آئی میرے ہاتھ مین دیکر
چلی گئی صمصام نے کہا تمنے بڑا کام کیا اب مین تمکو مصاحب اپنا بناؤنگا چچا بالکھا کرونگا اب ای نیک خصال
وفا شعار مین پاس اپنی معشوقہ کے جاتا ہون اُسکو لیکر طرف اپنے ملک کے چلا جاؤنگا اور میان افراسیاب

گودھتا بتاؤنگا اور تمھارے نام بھی نامہ روانہ کرونگا تم کسی حیلے سے کل فوج کو لیکر چلے آنا یہ کہکر کہا بھائی میرے خضاب جلدی سے لگادے دس پانچ موے سفید ظاہر ہین مثل کافور ہین شکل مشک ہو جائین علاوہ اسکے ذرا سی مہندی ہاتھ پانون مین مل لون سرمہ کاجل لگاؤن عمدہ بناؤ کر کے اُسکے پاس جاؤن خدمتگار نے جلدی جلدی صمصام کے وسمہ لگایا مہندی جلدی جلدی ہاتھ پانون مین ملدی صمصام نے کلاہ وہ لگائی جسمین گوٹا پٹھا لگا تھا قبا زربفت کی نکالکر زیب جسم کی عطر سوہاگ جسم مین ملا کاجل خوب گہراگہرا آنکھون مین لگایا آئینہ لیکر اپنے روے نحس کو بغور دیکھا اپنا ہاتھ موچھون پر پھیرا جھولی سحر کی اُٹھاکر بائین ہاتھ پر ڈالی اُسمین اسباب سحر رکھا خدمتگار نے عرض کیا حضور جھولی کیا ہوگی آپ معشوقہ کی ملاقات کو جاتے ہین یا کسی سے لڑنا منظور ہے صمصام نے کہا شاید بی حیرت نے کسی ساحر کو لگا رکھا ہو کہ لالہ زار کہین جانے نہ پائے اور وہ ساحر بر وقت سامنے آنے روکنے کا ارادہ کرے اُسوقت کیا مین ڈھونڈھے بجاؤنگا جھولی اسواسطے رکھی ہے کہ ایک دانہ ماش کا مارکر اُسے جلادونگا اگر دو ہزار ہونگے تو خاک مین ملادونگا معشوقہ کو لیکر فوراً نکل جاؤنگا یہان کھڑے پانی نہ پیونگا تم سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو یہ کہکر دونون پیر مارے غرق زمین ہوکر اسواسطے آیا کہ کوئی ملازم افراسیاب مجکو جاتے وقت نہ دیکھے اب طرف صحرا کے تلاش مین اُس باغ کے جسکا پتا نامے مین لکھا ہے چلا رات کا وقت صحرا مین سناٹا فراش ماہتاب نے برابر فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہے صبح کا گمان کر کے اکثر جانور آشیانون مین چمک اُٹھتے ہین شعر رنگ لائی ہے چاندنی کی بہار * زاغ پر تھا گمان بو تیمار * صمصام تگ دو اور جوش محبت مین چھپتا ہوا جاتا ہے چار طرف نگاہ اُٹھا اُٹھا کے دیکھ رہا ہے کوئی کوس بھر راستہ طے کیا ہوگا ایک نخل کے سایے مین آکر ٹھہرا دل سے کہتا ہے اُس باغ کا کیونکر پتا لگے کیونکر اُس سرو خرامان بوستان حسن کو پاؤن یا سامری جمشید جلد پہونچون جسوقت سامنا ہوگا کیا کیا حکایتین شکایتین ہونگی مین اُنکی بات کا کیا جواب دے سکونگا ہاے اُس جان جہان نے کیا کام کیا اپنے کو واسطے میرے بدنام کیا معشوقہ گوشہ نشین کی یہ مہربانی اکیلے باغ مین مع چند کنیزون کے آنا صرف تقاضاے محبت کے سوا اور کیا ہے مجکو اپنا غلام بے دام بنالیا صمصام دل سے یہ باتین کررہا تھا کہ سامنے سے ایک نازنین کو دیکھا بھولی بھولی صورت دوپٹہ آب رواں کا اوڑھے ہوئے اطلس کا پائجامہ پائچون مین گرہ دی ہوئی دوڑی ہوئی چلی آتی ہے ذرا اپنا کھٹر کہتا ہے تو

ڈر جاتی ہی یا خداوند لقا کدھر قدم بڑھاتی ہی کبھی کہتی ہی کیا اُلٹا زمانہ ہی نامہ پہونچائے ہوئے پہر بہر گذرا
اُس نگوڑے سنگ عشق نے خبر تک بھی نہ لی بی لالہ زار نرگسی چشم ناحق جان دیئے دیتی ہین شاید
میری موت قریب ہی جنگل سے کوئی شیر بھیڑیا نکل آئے گا مجھ مردار کو کھا جائے گا واہ رفاقت کا کیا مزا
ملا ہی دوڑتے دوڑتے پھیپڑی پھول گئی نگوڑا صمصام ملتا تو دانتون سے بوٹیان کاٹتی یہ تقریر جب اُس
خواص کی صمصام نے سنی سمجھا ملکہ کی خواص ہی مجکو ڈھونڈھتی پھرتی ہی حقیقت مین مین نے بڑی
دیر لگائی پکارا ای بی بی یہ گنہگار یہان حاضر ہی دیکھتے ہی وہ عورت اُدھر پلٹی قریب آکر ایک دوہتڑ
مار کر کہا ارے نگوار تیرا ہی نام ہی صمصام ہنسنے لگا کہا بی کسی کا نکہ اریہی نام ہوتا ہی اُسنے کہا میان
چبا چبا کے باتین نکرو مین بھوجا نہین عنایت سے سامری کی تھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہون
ملکہ تلوار بی تاوار کر رہی ہین اسنے خوش ہو کے کہا نہین بوا صمصام جنگ آزما ہے خونریز زرہ پوش
کہا ہوگا اُسنے کہا نگوڑا ابوالسکو بناتا ہی بوا ماما اصیل کو کہتے ہین ارے یہی کہا ہوگا میری جوتی جانے کہین
جلدی چلو اب دیر نکرو شام سے تڑپ رہی ہین اکیلی باغ مین صرف چار کنیزین ہین وہ تینون تو گوڑی
پیروے کی بوبو ہین مین کمبخت بازار کی پھرنے والی شام سے دوڑتے دوڑتے پانون ٹوٹ گئے کبھی حکم
ہوتا ہی جھوٹی چاندنی اُٹھا لاؤ کبھی گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا بوا چھوچھو ایک گلابی بھی لیتی آنا بیچارہ تھکا ماندہ
آ گیا ایک جام پیے گا تمکو دعائین دیگا جب یہ سب سامان تیار کر دیا روتے تھی کہ یہ کاغذ بھی اُن تک پہونچا دو
مگر خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے مین بدنصیب وہان دوڑی گئی تمہارے خدمتگار کو نامہ دیا وہی پلٹ کر
پہونچی تھی کہا پھر جا شاید نامہ اُن تک نہین پہونچا مین اسوقت چھل پائیون کی طرح جنگل مین دوڑی دوڑی
پھر رہی تھی اب چلو گے کہ یہین مر رہو گے صمصام نے کہا ملکہ چلو جلد مجکو اُس یار جانی محبوب
جانی تک پہونچا دو آج کے احسان کا جو زندہ ہون تو معاوضہ کرونگا چھوچھو ہنسنے لگی اور کہا اب
تمہاری زندگی کہان موت کا سامنا ہی کاغذ تمہاری زندگی کا پھاڑ ڈالا گیا بیحیائی سے جیتے ہو لو
صاحب یہ ہمکو کچھ دینگے ہماری بی بی کی روٹیون پر پڑے رہین گے ارے تو بڑا خوش نصیب ہی بی
لالہ زار نرگسی چشم نے صندوقچے کے صندوقچے سرکار سے ملکہ حیرت جادو کے اڑا دیئے ہین وہ
سب تمہارے واسطے ہین خود ملکہ ہمکو دینے والی کیا کم ہی بس تمہارا بڑا احسان یہ ہی کہ میری چھوکری کو
رنج وملال ندینا کوئی رنڈی لونڈا نکرنا مین نے گودیون مین پالا ہی بڑی ضدن ہی ذرا ذرا سی بات پر

دن بھر کھانا نہین کھاتی صمصام نے کہا نہین خدمتگذاری مین فرق نہو گا غرض ایسی باتین باہم کرتے ہوئے دونون چلے آتے ہین بعد قطع راہ کے دروازہ باغ کا نمایان ہوا وہ عورت دوڑی کہ مین ملکہ کو خبر کردون تم بعد ایک لمحہ کے آنا یہ کہکر وہ تو باغ مین جاکر غائب ہوئی صمصام بعد تھوڑی دیر کے جو باغ مین آیا دیکھا کہ باغ کا یہ حال ہے کہ کچھ نخل گر پڑے ہین کچھ سرِ زمین روش جا بجا سے شکست بعض نخل مرجھائے ہوئے روش پٹری کو طے کرتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا اُسپر فرش مختصر سا بچھا ہوا مسند ناز پر ایک طاؤس طناز قریب تین کنیزین جو پاس کھڑی ہین جھک جھکی ہوئی ملکہ سے کچھ کہ رہی ہے صمصام جھپٹ کر چبوترے پر آیا اب قریب سے اُس ماہ تابان کو دیکھا نازنین خوشخو پریرو ابرو رشک ہلال چہرہ بدر آسمان کمال

نظم

گوہر بحر عالم آرائی
شہریار دیار حسن ہے وہ
دُر یکتائے بحر رعنائی
گل شاداب باغ حسن ہے وہ
گلشن حسن کا گل تر ہے
زلف پرپیچ کا یہ ہے عالم
مانگ عاشق کی جان ہے لیتی
پرشکن ہین وہ گیسوے مشکین
مانگ پر کہکشان کا دھوکا ہے

گل شاخ نہال گلشن حسن
گلعذار بہار حسن ہے وہ
غنچۂ شاخ نونہال چمن
آفتاب ایاغ حسن ہے وہ
گورا گورا ہے جسم پرتنویر
ڈھا دیا قہر جب ہوئے برہم
یون خمیدہ ہین بال کاکل کے
ابروون کی طرح ہین چین بچین

کوکب حسن چرخ زیبائی
ہے گریبان حسن دامن حسن
نونہال بہار یکتائی
آب و تاب جمال دُر عدن
بدر سیمائے مہر سیما ہے
سر سے پا تک ہے نور کی تصویر
قہر جوڑا ہے تو بلا چوٹی
جس طرح تار زلف سنبل کے
ہر بن مو سے نور پیدا ہے

قریب تھا کہ صمصام غش کھا کر گرے لیکن بمشکل ضبط کیا اپنے تئین سنبھالا مگر آفت لگی کے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا وہ قاتل عالم اپنے مقام سے اُٹھی کہا صاحب آئیے تشریف لائیے واہ واہ واہ خوب راہ دکھائی اگر ایسی جستجو نہ کرتے تو آپ اپنی صورت کاہے کو دکھاتے اب بھی ناحق آئے جب ہم دوسرے گھر جا لیتے آبرو گنوا لیتے تب آپ کو شاید افسوس ہوتا یا نہ ہوتا صمصام یہ باتین سُنکر مثل گدھے کے پھول گیا اپنے تئین بھول گیا ہین ہین کرکے دانت نکالتا ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ عالم مجکو یہ حال معلوم نہ تھا افراسیاب مجکو فقرہ دیکر لایا ابھی شام تک تو بی حیرت سے اقرار کیا ہے کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے ملکہ نے ہنسکر

کہا کیا آپ ننھے نادان ہین دودھ پیتے ہین جو جسنے کہا وہ مان لیا صمصام نے کہا اے ملکہ مین نے
اسوجہ سے دھوکا کھایا کہ اول تمھارے انکار کا نامہ میرے پاس جا چکا تھا مین تمھارے وصل
سے مایوس تھا فراق مین رویا کرتا تھا آخر بیمار پڑ گیا اُس بیتابی مین جو افراسیاب نے مژدہ وصل
سُنایا یقین کامل ہوا کہ سچ فرماتے ہین یہ بھی تو مین بخوبی آگاہ تھا کہ آپ کو ملکہ حیرت جادو سے تزل
ہی دوسرے اتنے بڑے کام کا مجھسے طالب ہوا خیر بہر نوع خداوند سامری نے اپنا فضل کیا مگر
کیون ملکہ عالم تمنے آخر ملکہ حیرت سے کیا حیلہ کیا یہان تک کیونکر پہونچین لالہ زار نے کہا جسوقت
شام کو ملکہ حیرت نے اس بات کا چرچہ کیا کہ اب ہم صمصام کے ہاتھ سے دختر کوکب کو قتل کراکر
تمام طلسم نور افشان کو درہم و برہم کرینگے اور میعاد طلسم کشائی بھی ختم ہوا چاہتی ہی اب یہ سب فساد دفع
ہو جائینگے سب اہالیان طلسم ہوش ربا آرام پائینگے کبر و غرور دیکھو صمصام بد انجام کا کہ ہماری
مصاحب قدیم لالہ زار نرگس چشم کو طلب کرتا ہی نگوڑا عشق کا دم بھرتا ہی اب تو وعدہ کر لیا ہی انکو
مشتاق کر دیا ہی آیندہ سمجھا جائیگا بعد قتل بر ان ایسے کلمات ناشایستہ کی سزا پائیگا صاحب سامری
و جمشید بی بی چھوچھو کو سلامت رکھین مان بھی ایسی نیت نہ کرتی جیسا انکو خیال ہی میری خوشی سے شاد
ہین میرے رنج کا ملال ہی ای صاحب کیون نہو مین چھ مہینے کی تھی جب سے انھون نے گودیون
مین پالا ہی انا نے صرف دودھ پلایا آٹھ پہر انہین کی گود مین رہتی تھی ایسی باتین سُنکر انکے دل کو کیونکر
چین ہوتا فدا البلبلی بی بی ہین روتی ہوئی میرے پاس آئین اور کہا ای بی بی غضب ہوا کاشکے مین مرگئی ہوتی
ایسی باتین نہ سنتی بی حیرت تمھارا ذکر کر رہی ہین مجھکو تو یہ آرزو ہی کہ گل سے چہرے پر بہاری سہرا
دیکھون وہان بھڑوے سرمایے برف انداز کلموہا قوم کا رذیل اُسکے ساتھ بی حیرت تمھاری شادی
کرینگی صمصام جو اپنے ملک کا بادشاہ ہی اُسکے لیے شبو خواص تجویز ہوئی ہی جب اُس بیچارے صاحب
حسب و صاحب نسب سے اتنا بڑا کام لینگی تب ان کو ترجیح کرینگی فقرے دیکر شبو خواص کے ساتھ
شادی ہوگی صاحب اصل تو یہ ہی کہ مین دمڑے کی میٹھنے والی یہ سُنکے گھبرا گئی انگوٹھی الماس کی اُتاری
کہ چبا لون جان دے دون بی بی چھوچھو تو بجائے مان کے ہین لپٹ گئین انگوٹھی چھین لی اور کہا
کیون بچی ہم نے رات کو رات دن کو دن نجانا تمھارے واسطے سارے کنبے کو چھوڑا مردوا ہمارا
رات بھر تڑپا کرتا ہی ایک رات گھر جاتا نصیب نہوا کہ میری بنو کی کون دلہن کرے گا اسلیے ہماری

مصیبتین اُٹھائین کہ تم جان دو چلو مین تمکو لیچلون تمھارے عاشق صادق صمصام سے ملادون ان
قریب کرنے والون کے منھ مین لوکا لگاؤن صاحب مین توان باتون سے بالکل آگاہ نہتی مین نے کہا
چھوچھو بھلا وہان تک مین کیونکر چلون کبھی بازار مین نکلی ہون ڈیوڑھی تک جاتی ہون تو میرے
پاؤن کانپتے ہین انھون نے کہا نہین بی بی کیا مین تمکو لشکر صمصام تک لیجاؤنگی میرے گھر کے پچھواڑے
ایک باغ ہی کہ اُسکو محبوب باغ کہتے ہین مدت سے خالی پڑا ہی تم چلکر وہان بیٹھو مین مردودن کے کان
کاٹونگی تمھارے واسطے خاک چھانونگی ایک اشتیاق نامہ لکھ مجکو دو اپنے چاہنے والے سے کیا شرم ہی
وہ شاہزادہ خود مزاج کا گرم ہی ذرا سی سن گن پائے گا آپ دوڑا آئے گا صاحب جو کچھ کیا چھوچھو نے
کیا مجکو یہان بٹھایا تمکو بھی بلالائین ہمنے تو اپنے دل کی کہہ سنائی اب تم اپنے دل کا حال بتاؤ تمھین کیا
منظور ہی میرے سر پر نہ مان ہین نہ باپ ہین اب جو کچھ ہین وہ آپ ہین مین اپنی جان دونگی مگر سرما
کے گھر نہ جاؤنگی صمصام ان باتون کو سُنکر پھول گیا کہا ملکہ اب کیون جان دوگی جبتک مین نہ آیا
تھا مقام تردد تھا ابھی تخت پر سوار ہو میرے ساتھ چلو مین لشکر کا بھی بندوبست کر آیا ہون نیچہ قتل
ملکہ بران یہ دیکھو میرے پاس ہی اب کیا وسواس ہی میری تو یہ رائے ہی کہ تمکو ساتھ لیکر روبراہ
خدمت مین کوکب کے چلون وہ میرا بادشاہ قدیم ہی اُسکے قدمون پر گر پڑونگی وہ رحم دل ہی فوراً خطا
معاف کر دے گا دو باتون مین مقدمہ صاف کر دے گا یہ سُنکر چھوچھو تڑپ کر سامنے آئی کہا ہی بچی تو
بھی بیوقوف ہی لونڈیان بھی احمق صمصام بھی گدہا ہی مجھے کیسے بیوقوفون سے پالا پڑا ہی تابہ کوکب
اپنی چھوکری کو نہ جانے دونگی ایک تو وہ بد نظرہ ہی دوسرے تمنے کیا خوب اُسکے ساتھ سلوک کیا ہی
اُسکی بیٹی کے قتل پر آمادہ ہو کر آئے ہو اُسکے سردار ہنر بر پیلتن کو مارا اور شاید اُسنے خطا بھی معاف
کر دی تو اس ماہ رخسار کو چھوڑے گا فوراً جورو بنا کر گھر مین ڈال لے گا مین دیکھا کرتی ہون جب بڈھا
افراسیاب گھر مین آتا ہی میری بچی کو آنکھون مین کھائے جاتا ہی کئی مرتبہ مجھسے پیغام کر چکا ہی کہ اپنی
صاحبزادی کو ہم سے راضی کر دو ایک ملک تمکو انعام مین دینگے بیٹا خوبصورت سبکے سب طالب
ہوتے ہین مثل افراسیاب کے کوکب بھی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو جائے گا مگر جہ
کوہ رفعت تزلزل جہانکا بادشاہ تزلزل بن ازلال جادو ہی نہایت صاحب آبرو ہی ہرچند کہ
اقلیم اعلی کوکب اور افراسیاب کے ملک سے قلیل ہی مگر ساحر اولوالعزم بادشاہ جلیل ہے

افراسیاب بادشاہ ہوشربا کوکب مالک طلسم نور افشان جہاندار شاہ بیابان گلریز سب اُسکا ادب کرتے ہین سُنا ہی سامری و جمشید کچھ ایسے تحفے اُسکے پاس رکھ گئے ہین کہ سب اُس سے خائف و ترسان رہتے ہین وہان میری جیٹھانی کا بیٹا رسالہ دار اُنکی فوج مین بڑا بہادر اور جرار ہی میان بیوی چلے جاؤ تمھاری بھی وہان کا بادشاہ قدر کریگا کوکب و افراسیاب وہان سے نہ لا سکینگے اگر قصد کرینگے تو ذلیل ہونگے صمصام نے کہا بی چھو چھو جو تمھاری خوشی ہین تو تمھارا غلام ہون ملکہ کا مگر عاشق ناکام ہون ان باتون مین ملکہ نے کچھ چھو چھو سے اشارہ کیا چھو چھو نے اپنا سُنھ پیٹ لیا کہنے لگی دیکھیے تیرا ایمان گنہگار ہوگا اس بھوے بجائے شوہر کی جان لیگی کیونکہ عمر کا ملکہ سر جھکا کر رونے لگی صمصام نے کہا بی چھو چھو خیر تو ہی چھو چھو نے کہا کیا بتاؤن یہان تو یہ آفت درپیش ہی جان بچنے کا پاس وپیش ہی صاحبزادی کو عیش سوجھا ہی فرماتی ہین ایک جام شراب پلاؤ صحبت مین ملکہ حیرت کی آنکھ بہ بھی چرچا ہی وہ صاحب افراسیاب کی جورو ہین جو طلسم ہوشربا کا مالک ہی انکو یہ باتین نہین چاہیین اگر نشے پانی کا وقت آئے صبر کرین وقت کو ٹالین پرائے ملک مین جاکے رہنا ہوگا ہر طرح کی جفائین سہنا ہوگا صمصام نے کہا بی چھو چھو تم ناحق خفا ہوتی ہو مین ابھی جاکر شراب لاؤن ملکہ کو پلاؤن چھو چھو نے کہا نہین بیٹا تمھارے جانیکی کیا احتیاج ہی مین آٹھ پہر انکے آرام کی فکر مین مبتلا رہتی ہون مثل دل کے ایک گلابی بغل مین دبائے لائی ہون جانتی تھی یہ ضدن ہی دم بھر مین اودھم مچائیگی شراب کے واسطے بیقرار ہوجائیگی صمصام نے کہا لائیے نکالیے غصہ نہ کیجیے چھو چھو نے بغل سے گلابی نکالکر سامنے رکھی کہا میان بیوی کو اختیار ہی یہ تو مین خوب جانتی تھی کہ میان بیوی ایک ہوجائینگے ہم غیر کے غیر رہ جائینگے لالہ زار نرگسی چشم نے اشارہ کیا انکو کہنے بھی دو یہ کہکے کہا بی چھو چھو گلاس بھی لائین یا نہین چھو چھو نے کہا کہ بی بی سب کچھ حاضر ہی جھولی سے گلاس بھی نکالکر رکھدیا صمصام خوشی سے پھول گیا سمجھا کہ اب پھول کا سامنا ہی بیشک یہ وصل کی طالب ہی طالع نارسا نے رسائی کی معشوقہ عاشق خصال ہاتھ آئی جلدی ہاتھ بڑھا کے گلاس مے گلگون سے لبریز کیا جوش محبت مین پکار اُٹھا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ملکہ نے اشارہ کیا پہلے صاحب تم پیو صمصام نے کہا ذرا مُنھ تو لگا دو جھوٹی شراب کا طالب ہون ملکہ نے بناز و کرشمہ گلاس ہاتھ سے صمصام کے لے لیا مسکرا کر

ہونٹوں سے لگایا شاید کوئی قطرہ منھ مین گیا یا نہین منھ بنا کر گلاس رکھدیا اور کہا واہ بی چھو چھو کہانسے گلابی اُٹھا لائین میری الماری نہ کھولی یہ تو زہر قاتل ہی چھو چھو نے گلاس اُٹھا کر کہا بیٹا صمصام تم پیوانکے یونہین نخرے تلے رہتے ہین بی حیرت کی بڑی مصاحب ہین اُسی برانڈی کی طالب ہین جو بی حیرت پیتی ہین نہین معلوم یہ گلابی مین کیونکر لائی شہر سے نکل جانے کی تدبیر ہی یہان ذرا ذرا سی بات مین یہ تقریر ہی یہ کہکر گلاس اُٹھا کر صمصام کے منھ سے لگا دیا صمصام خوشی مین آکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اُتری اُف اُف کرنے لگا کہا بی چھو چھو اس شراب مین کیا ملا تھا شعلہ آتش تھا کہ جسنے دل و جگر کو جلا دیا چھو چھو نے چادر اسر سے پھینکا آواز دی منم مہتر بن مہتر

چالاک بن عمرو نعرہ چالاک
نہ آید باد گرد تیز گامم
بعیاری منم چست و چالاک
خلیفہ اولم چالاک نامم
بچشم دشمن اندازم کف خاک
اگرچہ بصورت لالہ زار نرگسی چشم

تھی اُسنے تیغہ سنبھالا یا تو تیغہ نگارین تھا یا تیغہ جلاد معلوم ہوا نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عیار
جہان سرہنگ در خنجر گذاری
سراپا دانش و عقل مجسم
بہر کشور بلاے جان کفار
بباغ دین ز مکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار

تیسری نے نعرہ کیا منم جانسوز بن قران چوتھی نے آواز دی منم ضرغام شیر دل صمصام غصے مین اُٹھا مگر بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا چالاک تو بڑھا کہ تیغہ اُسکی کمر سے لیکر صمصام تن سے جدا گردن عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا نالائق یہ کیا کرتا ہی کئی ہزار روپیہ کا یہ لباس سب خونین تر بتر ہو جائے گا قیمت گھٹ جائیگی پھر یہ پوشاک کسکے پسند آئیگی یہ تینون عیار تو الگ کھڑے ہین عمرو اُسکا زیور اُتارنے لگا پہلے موتیون کے ہار اُسکے گلے سے اُتارے موتی ہاتھ پر رکھکے پرکھنے لگے ہر چند چالاک چیختا ہی کہ حضور تیغہ تو کمر سے نکال لیجیے یہی بڑی چیز ہی کوکب کو بہت عزیز ہی عمرو نے کچھ بھی بطمع جواہر وغیرہ نہ سُنا جواب بھی نہ دیا خواجہ تو جواہر جسم سے صمصام ناکام کے اُتارتے جاتے ہین مگر قضاے کار ملکہ حیرت جادو نے بر وقت برخاست صرصر کو بلا کر یہ کہا تھا کہ صمصام سے ہوشیار رہنا صرصر کنارے پر لشکر صمصام کے ٹھہری ہوئی تھی کر دور سے دیکھا ایک خدمتگار چست و چالاک آیا سرداران لشکر صمصام کو جگانے لگا نہین معلوم اُنسے چپکے سے کیا کہا کہ وہ سب اُٹھتے ہی اسباب سحر آراستہ کرنے لگے دس بیس ایک مقام پر جمع

ہوئے کسی نے اپنا مرکب کھولا کسی نے ہزبر آتشین بنایا صرصر یہ معاملہ دیکھکر گھبرائی دوڑی ہوئی
قریب اُن سرداروں کے آئی کہا کیون صاحبو یہ کیا ارادہ ہی خدمتگار نے کہا آپ سے کیا بتائین ہمیشہ سے ہمکو
ہر وقت تیار رہنا چاہیے صرصر نے کہا صاحبو مجکو طور بے طور معلوم ہوتا ہی سچ بتلاؤ تمھارے آقا
کہان ہین ایک سردار بول اُٹھا بی صرصر صاحب وہ ایک کام کو گئے ہین صرصر نے پوچھا کوئی
بلانے کو تو نہین آیا تھا کوئی عیار نہ لگا کر لے گیا ہو دم بھر مین سر پر ہاتھ رکھکے روؤگے مالک کو اپنے
مردہ پاؤگے مجھسے مفصل بیان کرو واسطہ سامری کا حال نہ چھپاؤ جب تو خدمتگار گھبرایا کہا ہان ملکہ
صرصر ایک عورت نامہ لیکر مشک آئی تھی اُس نامے کے دیکھتے ہی زیور و لباس سے آراستہ ہوکے
نہین معلوم کہان تشریف لیگئے ہین ہم سے فرما گئے تھے کہ تیار رہنا صرصر نے یہ سُنکر منھ پیٹ لیا کہا لو
غضب ہوا عیار لگا کے لے گیا مار بھی ڈالا ہوگا ایک سردار نے کہا اگر دشمن اُنکے مارے جاتے
تو اشیائے سحر اُنکے تباہ ہوتے مٹ جاتے صرصر نے کہا دیکھو تلاش مین جاتی ہون یہ کہکر جاہا تھا
کہ چلے دیکھا صبا رفتار آتی ہی صرصر نے پکار کر کہا کہ اری جلد جا کر ملکہ حیرت کو جگا دے میری جانب
سے عرض کرنا کہ میان صمصام کو کوئی عیار فقرہ دے کر لشکر سے لے گیا مین جنگل کی طرف جاتی ہون
حضور تلاش کرتی ہوئی آئین شاید کہین زندہ پا جائین یہ کہکر صرصر بھاگی صبا رفتار نے جاکر ملکہ
حیرت جادو کو جگایا سارا حال سُنایا حیرت بدحواس ہو گئی فوراً طاؤس سحر پر سوار ہو کر بروے
ہوا چلی چار جانب دیکھتی جاتی تھی مگر افراسیاب جادو عیش و عشرت کا بہت پابند ملکہ حیرت
سے چھپ کر اکثر پاس معشوقون کے جاتا ہی آج کوہ نیرنگ پر پاس ملکہ نیرنگ جادو کے گیا اُسنے
سامان عیش وجیش مہیا کیا پہر رات رہے تک افراسیاب منھ کالا کر کے طرف باغ سیب کے چلا
اس خیال سے کہ شاید صبح کو ملکہ حیرت جادو باغ سیب مین آئے اور مجکو نہ پائے فساد برپا کرے
یہ سوچتا ہوا ابر روے ہوا اُڑتا ہوا چلا آتا ہی سحر قریب ہی ستارۂ سحری چمک چکا ہی افراسیاب
جلدی مین چلا آتا ہی کہ عمرو کے نعرے کی آواز کانمین آئی گھبرا کر سر جھکا کے دیکھا وہ معرکہ نظر آیا کہ
آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز نہ سو پوش بیہوش ایک باغ
ویران کے چبوترے پر پڑا ہی عمرو اُسکا زیور اُتار رہا ہی تین عیار نیچے کھینچے کھڑے ہین عمرو اُنکو منع
کر رہا ہی کہ خبردار قریب نہ آنا صمصام پر ہاتھ تلوار کا نہ لگانا ورنہ بلا سے کوڑون کے کمال

گرادونگا افراسیاب نے وہین سے غصے مین نعرہ کیا باش او ساربان زادے کیا کرتا ہی سمر افراسیاب
جادو چالاک و جانسوز و ضرغام تو تھرا گئے نیچے ہاتھ سے چھوٹ پڑے مگر عمرو نے سر اٹھا کر
دیکھا کہ افراسیاب قریب آچکا ہی سحر کیا چاہتا ہی بس عمرو نے بہ تعجیل تمام کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک سبز
ترنج نکالا اور آواز دی کہ اے افراسیاب آج مین بھی سحر کرتا ہون ملکہ دمامہ جادو و ساحر مشمش
اس ترنج کے پیرہن بھلا اسکو تو روک یہ کہکر کھینچ مارا افراسیاب اپنے سامنے کسی کو موجود کب
جانتا ہی جب ترنج قریب پہونچا یا سامری کہکر ایک تھپکی ماری ترنج کے ہزار ٹکڑے ہوئے اسمین
سے قطرے پانی کے اڑے منھ پر افراسیاب کے پڑے عمرو نے سارا ترنج بیہوشی کا بنایا تھا ایک
ہی قطرہ کافی ہوا افراسیاب دھم سے لڑکھڑا کر گرا عمرو نعرہ کرکے چلا تینون عیار تو مارے خوف کے
بھاگے دیوارین کود کود کر نکل گئے عمرو سمجھا کہ افراسیاب تو مر نہین سکتا جب وہ دن خدا دکھائیگا
کہ اسد غازی لوح طلسم پائیگا تب یہ بیچارا مارا جائیگا اور حقیقت مین جس مقام پر افراسیاب جادو
بیہوش ہوتا ہی زمین تھراتی ہی یاہو کی آواز آتی ہی پتلے فولادی زمین سے پیدا ہوتے ہین کبھی شیر
آجاتے ہین بہرنوع اُسکے بیر اسکو قتل سے بچاتے ہین بعض پتلے اگر ہوشیار بھی کردیتے ہین ان خیالا
سے عمرو نے افراسیاب کی طرف سے منھ پھیرا چاہا صمصام کو قتل کرے مگر صرصر شمشیرزن جو جنگل مین
دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اسکے کان مین نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی سر اٹھا کر دیکھا افراسیاب
ایک باغ مین نعرہ کرکے گرا اس نشان سے صرصر باغ کے اندر گھس آئی دیکھا سامنے شہنشاہ
افراسیاب اوندھے بیہوش پڑے ہین ایک سمت صمصام ناکام مثل مردے کے بےحس و حرکت
خواجہ عمرو خنجر برہنہ ہاتھ مین صمصام کا سر کاٹنے چلا ہی صرصر یہ دیکھکر بیقرار ہو گئی وہین سے نعرہ
کیا او ساربان زادے خبردار ہاتھ کو اپنے روک کہ مین آپہونچی عمرو نے پلٹ کر اپنی محبوبہ مطلوبہ کو دیکھا
تلفین چہرے پر آراستہ چست و چالاک عاشق کشی مین بیباک آنکھین رشک چشم غزالان عارض
بدر آسمان حسن و جمال قد سرو باغ دلربائی گل حدیقۂ رعنائی ترچھی نگاہ تیغ ابرو بے پناہ خوبصورت

نیک سیرت **ابیات**

اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دست و بازوے جلاد حسن
	قیامت نہان گوشۂ چشم مین	پائنچون مین گرہ دیے ہوئے گانی

باندھے ہوئے بیٹھے پر ابھار حباب دریائے نور کے یا دو گنبد بلور کے بموجب ابیات

وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا | ایسا نہین حور کا سراپا | وہ صبح جبین تھی صبح جنت
ہر چین حتی موجہ لطافت | آنکھین اُستاد سامری تھین | نشے مین شباب کے بھری تھین
دنبالہ کب آنکھین سرے کا تھا | بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا | بینی کے قریب کب سے ابرو
شہباز نے وا کیے تھے بازو | عمرو نے پکار کے آواز دی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان

اسوقت الگ رہنا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگا اسوقت مجھے اور ہی فکر ہی آج
مین تمھاری ایک بھی نہ سنونگا ابھی مین اور رنگ مین ہون صرصر یہ سُنکے لگی گالیان دینے بھڑوے
تو اپنے تئین سمجھا کیا ہی آئینہ تو کبھی میسر نہوا ہوگا چینی مین پیشاب کر کے تو نے اپنی صورت دیکھی ہوگی
لنگور معلوم ہوتا ہی مین ایسی صورت پر نہ تھوکون لوٹا پاخانہ کا بھی نہ اُٹھواؤن اور تو کیا نصیب
ہوگا مُنھ تو گھوڑے بیٹے نے سونڈھا کر لیا یہ کہکے سر سے گوپھن کھول کاکلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دے کر
مارا اگر عمرو جست نہ کرے تو سر اُڑ جائے بعد اُسکے تیغچہ کڑ کے عمرو پر جا پڑی عمرو ہر چند ہان ہان کرتا
ہی بیوی یہ کیا بیوی یہ کیا اپنے شوہر پر یہ غصہ یہ ساری مشقت تمھارے ہی واسطے کرتا ہون گھر
چل کے لڑ لینا کوئی دیکھے گا تو ہنسے گا بدزبان مشہور ہو جائیگی گی ستون مین بیٹھنے نہ پائیگی ساس نندون
کی گالیان کھائیگی عمرو اپنی سے کہے جاتا ہی لیکن صرصر تیغچہ پکڑے برس پڑی چھوٹ کے ہاتھ کی صفائیان
بندھی ہوئی گھائیان سرتیا یا کمر پر ہاتھ مارا کبھی پالٹ کبھی بھنڈارا بیا کی سے لڑ رہی ہی عمرو کبھی خالی
دیتا ہی کبھی تیغچہ اُٹھا کر ڈراتا ہی کہ دیکھ میرا بھی ہاتھ چلا چاہتا ہی عمرو ظاہر مین تو ایسی ایسی باتین کر رہا ہی
لیکن دل بیقرار کہ ای عمرو ساری مشقت ضائع ہوئی اب یہ صمصام کو نہ قتل کرنے دیگی اس فکر مین
ہی کہ اگر بن پڑے تو صرصر کو بھی بیہوش کرون حباب بیہوشی گھائیون مین دبے ہوئے ہین چاہتا ہی
ذرا بھی تھمے تو حباب مارون مگر صرصر تو آندھی ہی تمام ہوش ربا مین اسکی ہوا بندھی ہوئی ہی ایک
برق جہندہ ہی کہ کوندرہی ہی مانند سبزہ دل عمرو کو روندرہی ہی صرصر کی فکر مین تو عمرو تھا ہی جو تین
رد کرتا جاتا تھا اب جو پلٹ کر دیکھا زمین شق ہوئی ایک پریزاد دُر در گوش مرصع پوش پچکاری ہاتھ
مین پیدا ہوئی غل مچاتی ہوئی ہی ہو شہنشاہ زمین پر اوندھے پڑے ہین یہ کس نے بے ادبی کی پکر
اُس پریزاد نے پچکاری مُنھ پر افراسیاب کے ماری فوراً افراسیاب نے کروٹ لی اب عمرو
بھاگا صرصر نے پچھا ہارو کون عمرو ٹیک کے نیچے کود پڑا اور باغ فرما گرتے گرتے زمین پر گلیم اوڑھکر غائب

ہوا پر پرواز تو افراسیاب کو ہوشیار کرکے غرق زمین ہوئی افراسیاب اُٹھا صرصر کو دیکھا نیچہ پکڑے
دوڑی دوڑی پھر رہی ہی افراسیاب سمجھا کہ عمرو نے صورت تبدیل کی صرصر بنکر مجکو دھوکا دیا چاہتا
ہی اُٹھتے اُٹھتے ڈانٹا باش او ساربان زادے اب بتا بدولت کے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا کیونکر
جان بچائیگا او مکار غدار غضب کیا تھا میرے دوست صادق کو مارا ہوتا جبتک صرصر کی زبان
سے کچھ نکلے افراسیاب نے یا سامری کہکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا صرصر مثل لوٹن کبوتر کے
زمین پر گری ساری ہوا بی صرصر کی بگڑ گئی جوڑون مین چوٹ آئی پکاری ای شہنشاہ مین ہون
واہ سبحان اللہ کیا خوب **بیت سعدی** نکوئی با بدان کردن چنانست * کہ بد کردن بجای نیک مردان
دشمن کا کچھ نہ کرسکے وہ تو نکل گیا مجھپر زور آزماتے ہین اگر مین نہ پہونچتی تو میان **صمصام** جہنم واصل
ہوگئے ہوتے **افراسیاب** یہ کہتا ہوا دوڑا کہ مین تیری مکاریان خوب جانتا ہون دم بھر مین سو
صورتین تبدیل کرتا ہی چاہتا تھا **افراسیاب** کہ صرصر کو ایک ہاتھ تلوار کا لگائے کہ آسمان پر برق چمکی
حیرت جادو نمایان ہوئی **حیرت** نے دیکھا عجب طرح کا معاملہ ہی ایک طرف **صمصام** بیہوش پڑا ہی
صرصر کے پاؤن زمین پکڑے ہی شہنشاہ تلوار کھینچے ہوئے کہتے ہوئے کہ او عمرو آج زندہ نچھوڑونگا صرصر
پکارتی ہی حضور ٹھہریے دیکھیے پچھتائیے گا تلوار نہ لگائیے گا گھبرا گئی تڑپ کر زمین پر گری ہاتھ شہنشاہ
جادوان **افراسیاب** بے ایمان کا تھامنے کا قصد کیا **افراسیاب** سمجھا کہ **برق فرنگی حیرت** بنکے
آیا گھبرایا تو ہوا تھا ہی ایک سنگریزہ زمین سے اُٹھا کر مارا کہ او بھروپیے مین نے تجکو بھی پہچانا آج
دونون کی قضا آئی ہی سنگریزہ **حیرت** کے سینے پر پڑا اگر ساحرہ زبردست نہوتی تو پسلیان ٹوٹ
جاتین **حیرت** نے فوراً رد سحر کیا کہ سنگریزہ زمین پر گرا **حیرت** نے کہا ای شہنشاہ ہوشیار ہو جیسے
کیسی بدحواسی ہی سنم ملکہ **حیرت جادو** اپنی گلہ کو پہچانیے جب **حیرت** نے سحر کو رد کیا تب
افراسیاب کو یقین ہوا کہ میری زوجہ ہی **برق فرنگی** نہین ہی اگر عیار ہوتا تو رد سحر نہ کرتا اسوقت
افراسیاب نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا ملکہ عجب مصیبت مین ہون اسکو تو پہچانو کہ صرصر ہی
یا عمرو ہی ملکہ **حیرت جادو** نے نہر سے پانی لیکر صرصر کے مُنہ پر چھینٹا دیا اگر رنگ و روغن ہوتا
تو تبدیل ہو جاتا یہ تو صورت اصلی ہی جیسی شکل تھی وہی صورت رہی **حیرت جادو** نے شہنشاہ
کا سحر اُتارا صرصر ملکہ **حیرت** کے قدموں سے لپٹ کر رونے لگی کہا جب مین آئی تھی شہنشاہ

بیہوش پڑے تھے عمرو صمصام کو ذبح کیا چاہتا تھا مین سنا کر جایا اُسکا یہ انعام پایا دیکھیے کیسی
چوٹ لگی جس جس مقام پر صدمہ پہونچا اُسکا بیان شرم سے نہین کر سکتی حیرت جادو نے پیار
سے گلے لگا لیا اور کہا سامری اس ساربان زادے کو غارت کرے ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہے کہ
عقل دنگ ہے تو بڑی عیارہ ہے مگر اُسکے ہاتھ سے تنگ ہے اب افراسیاب و حیرت و صرصر
قریب صمصام آئے دیکھا کہ زمین پر صمصام بیہوش پڑا ہے مگر ٹھاٹھ سے دولھا بنے ہوئے
مہندی ہاتھ پانون مین لگی ہوئی گہرا گہرا کاجل آنکھون مین وسمہ ریش فش مین عطر سہاگ کی باس
سے بو آتی ہے صرصر قہقہہ مار کر ہنسی کہا ذرا انکو ہوشیار کر کے حال پوچھیے یہ تو آج خوب بنے ہین شاید
بتقریب شادی کے یہان آئے ہین مگر عمرو نگوڑے کی چالاکی دیکھیے کہ جیسے اُترتا جاتا تھا اُسی خوف
و بیم مین چاندنی اور بوتل شراب کی اٹھائی اور نذر زمین کرکے نکل گیا یہ کہکر صمصام کے منھ پر چھینٹا
مارا صمصام نے گھبرا کر آنکھ کھولی پہلے نگاہ ملکہ حیرت پر پڑی چونکہ نشہ بیہوشی کا باقی ہے مبہوت
ہو رہا ہے لالہ زار نرگسی چشم کا تصور کر کے ملکہ حیرت سے کہا آپ کلیجے مین ہاتھ ڈالکر دھڑکی کیون ہو
میرے سو جانے سے خفا ہو لیکن دراصل شراب بری چیز ہے ہمین نے کہکر پلائی ملکہ حیرت نے
مسکرا کر منھ پھیر لیا افراسیاب نے کہا او بہادر اُٹھو کیا بیہوش ہو گئے ہو صمصام طرف افراسیاب
کے متوجہ ہوا کہنے لگا بس آپکے وعدے کو بھی دیکھ لیا ہمکو دم دیکے ہمارے ملک سے بلایا کہ کب سے
باغی کرایا بر ان کو قتل کرو ملکہ چاہتے ہو کہ شبو خواص حرامزادی جو بی حیرت کی لونڈی ہے مجھ ایسے
جلیل کی اُسکے ساتھ شادی کردو مین کبھی اُسپر تھوکونگا بھی نہین میری معشوقہ میرے پاس خود چلی آئی
دیکھو وہ کھڑی ہنس رہی ہے اور مین آپ سے کچھ پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون مین اپنے ملک کا بادشاہ
ہون وہ گرجے مارونگا کہ زمین کے طبقے آسمان پر مثل غبار اُڑ جاوینگے یہ کہکر اکڑتا ہوا اُٹھا اور
جھولی سے گرز نکالنے لگا افراسیاب نے ہان ہان کہکے ہاتھ تھام لیا صرصر سمجھی کہ ابھی نشہ بیہوشی
کا اسکو ہے حوض سے پانی لیکر جلد منھ دھلایا اب اتنی دیر کے بعد صمصام کو بخوبی ہوش آیا تامل
تصویر کے خاموش دل مین محبوب مطلوب کی محبت کا جوش چونکتا ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا
افراسیاب نے کہا اے صمصام خیر تو ہے یہان کہان آئے کون لایا کسنے تمکو اس باغ ویران
کا راستہ بتایا شبو لونڈی کیسی معشوقہ یہان کہان اب تو صمصام رونے لگا کہا حضور مین تو

ابھی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا شراب پی رہا تھا یکایک یہ کیا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر صبح دمید و شب گذشت ماہ شیین بخانہ رفت * روے سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت * وہ خواب تھا یا بیداری تھی اُس معشوقہ وفادار کو کیونکر پاؤن سامان وصل مہیا تھا پھر فراق کا سامنا ہی آپ یہان کیونکر آئے آپ کو جشن کی کسنے خبر دی آتے ہی صحبت عیش برہم کردی افراسیاب نے کہا ای صمصام عیاران لشکر اسلام تمکو دھوکا دیکر یہان لائے عمرو تمھاری معشوقہ کی صورت بنا تھا تمکو شراب پلا کر بیہوش کیا تھا قتل کیا چاہتا تھا کہ اتفاق سے میرا ادھر گذر ہوا صرصر بھی پہونچی ملکہ عالم بھی آگئین تمکو بچایا ورنہ اُسنے مار ڈالا ہوتا اب تو صمصام نے شرما کر سر جھکایا کہا حضور نے جان بخشی کی حضور اس جان نثار کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائینگے دیکھیے گا کیسا انتقام مسلمانون سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین اور بران کا تو وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکی جدائی پر روئین اور مجھکو ذرا رحم نہ آوے اور عیارون کی تو بوٹیان کاٹ کاٹ کر کباب لگا دونگا ایک ایک تکہ کل اپنی فوج کو کھلاؤنگا افراسیاب نے کہا تمکو اختیار ہے جو مناسب جاننا وہ کرنا مگر اب عیارون سے بچے رہنا یہ کہکر افراسیاب نے سحر سے دو تخت تیار کیے افراسیاب اور حیرت جادو اور صرصر شمشیر زن ایک تخت پر اور ایک پر صمصام سوار ہو کر اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران افراسیاب چار جانب سے دوڑے افراسیاب تخت پر ملکہ حیرت جادو کرسی جواہر نگار پر متمکن ہوئے اور صمصام کو ایک ڈنگل زرین بیٹھنے کو ملا اُسکے سردار بھی سب آکر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے صمصام حجاب سے سر نہین اُٹھاتا غصے مین کانپ رہا ہے افراسیاب نے ساقی بچے کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب اول افراسیاب اور ملکہ حیرت کو دیا بعدہ ساقی جام لیکر صمصام کے سامنے آیا کہا مین نہ پیونگا جو شخص ایسی ذلت اُٹھائے وہ شراب و کباب کا شغل کرے مقام حیف ہی شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی جو دل بھُن رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی * ای شہنشاہ غلام کی کیفیت رنج و ملال سے دگرگون ہی جوش بر اُٹھ رہا ہی جگر خون ہی بیقرار ہین یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

کبھی سپند رہا مین کبھی شرار رہا
شب فراق مین ہمکو شب وصال نہین
گناہ بخشدیے پھر گناہگار رہا

اکیلے ہم نہ رہے ایک غمگسار رہا
اس ایک صبح کا دونو نکو انتظار رہا
یہ چشم داشت تھی منہ پھیر کر نگاہ کرو

ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا
جو اضطراب سدا ہار تو اضطرار رہا
نگاہ لطف نکرتے وہ قتل ہی کرتے
قلق رہا کہ نہ قاتل سے مین دوچار رہا

دو رنگیاں نہ گئیں نشۂ محبت کی
تمھارے مست نہیں ایک یک ہشیار رہا

سرور دل میں ہا آنکھوں میں خمار رہا
سلوک خوب کیا اسنے دیکھے دل دم مرگ

اس انجمن میں لگند ہوش کا ہوا نہ کبھی
کبھی نہ چین سے عاشق تہ مزار رہا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر رونے لگا افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ با دولت اگر تمکو لالہ زار نرگسی چشم کی جدائی کا ملال ہی تو مین ابھی بھبوتری پھر دادون مگر چاہتا ہون تمھاری شادی مین عالم عالم دنیا دنیا جمع ہو اس دھوم سے شادی کرون کہ شاہان اولوا العزم رشک کرین نکہرام تمھاری شوکت دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرین اور اگر تمکو ذلت کا خیال ہی تو یہ بالکل بیکار ہی یہ شرف ہاتھ سے عیارون کے سب کو حاصل ہوا ہی ہمارے مرشدزادے مصور جادو تشریف رکھتے ہین اکثر عیارون نے انکو گرفتار کرلیا قدرت کی بہو ملکہ صورت نگار کا کیا نقشہ کیا برہنہ کر کے اکثر چھوڑ دیا یہ ذلت نہین ہی ایک تین روپیہ کا پیادہ کوئی حرکت ناشایستہ کرے اسکا ملال کیا کوئی اپنا ہمسر ہوتا تو اسکو جا کر ابھی ذلیل کرتے سو مرتبہ گرفتار ہو کر آئے ہین سو مرتبہ گرفتار کرلیا مشکین باندھین سزائین دین وہ بے حیا خوش ہوتے ہین عمرو کا تو یہ قول ہی کہ مین گرفتار ہوا اور حریف کو مارا پس اسونکی بات کا خیال رکھنا دانائی سے بعید ہی اگر تم کہو تو ابھی سب کو پکڑوا بلواؤن صمصام نے عرض کیا حضور کی پرورش کی انتہا نہین ہی اسوقت کے حضور کے فرمانے سے یہ غلام سمجھ گیا کہ شادی تو ضرور ہوگی اور عیار جب ایسے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کر چکے ہون تو میری کیا حقیقت ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا کبھی اس غلام پر ایسا سانحہ نہین گذرا اب وقعیہ اس رنج و ملال کا یہی ہی کہ حضور جلد طبل جنگی میرے نام پر بجوائین صبح کو ملکہ پر ان کو تہ تیغ کرون خاک و خون مین تڑپتا دیکھون علاوہ قتل بُرّان کے کل مسلمانون کو قتل کرونگا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر بھی جاؤنگا حمزہ کی بھی مشکین باندھکر لاؤنگا اور عیارون کا تو نام پردہ دنیا سے مٹا دونگا لوگ چرچے کرینگے کہ فرقۂ عیاران اور مکاران کبھی پر صفحۂ دنیا مین تھا اور یہ چارون پانچون جو عیاری کرنے آئے تھے انکے تو کباب لگا کر کھاؤنگا افراسیاب نے جواب دیا جو چاہنا وہ کرنا تمکو اختیار ہی مگر سر دربار اسطرح کے ذکر نہ کرو عیارون کا دم بدم نام نہ لو وہ ہر وقت موجود رہتے ہین کیا عجب ہی کہ بھبوریا یا کالیا یا تامنیا اسی جلسے مین کھڑے ہون باتین سُن رہے ہون صمصام نے کہا ای شہنشاہ ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حضور بھی عیارون سے ڈرتے ہین پہلے انہین کی فکر کرون ابھی جا کر انکو مٹا دون افراسیاب نے کہا خیر مین ڈرتا ہون یا نہین ڈرتا ہون

جو مناسب جانتا ہون وہ کرتا ہون تمکو کیا غرض ہے تم جس واسطے آئے ہو اُس فکر مین مصروف رہو ان
جھگڑون مین نہ پڑو یہ کہکر حکم دیا کہ طبل جنگی تمام پر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے بجے
بموجب حکم افراسیاب چارسو نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین لرز گئی آسمان کا کلیجہ کانپ گیا
مریخ فلک تھرایا شیران سحر اُنکو صداے ہولخیز طبل جنگی سے غش آیا افراسیاب صمصام سے یہ
کہکر اُٹھا کہ ابدولت پردۂ ظلمات مین جاتے ہین تم باطمینان مصروف جنگ ہونا کسی رنج و ملال کو
دل مین جگہ نہ دینا ملکہ صرصر شمشیرزن و ملکہ صبار رفتار کمند انداز و عیارچیون کو بلاکر حکم دیا کہ خبردار
خبردار آج صمصام کی دربارگاہ پر حاضر رہنا اگر عیارون کا گذر ہو جائیگا تو تمکو سزاے کامل دیجائیگی
پانچون عیارچیون نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہے عیاران اسلام کی کہ صمصام کے خیمے کے
قریب آسکین یا گوہر مدعا پاسکین مگر ایک تاکید صمصام صاحب سے بھی کردیجیے کہ اپنی بارگاہ مین
تشریف رکھین اسوقت سے سحر تک کسی کو اپنے پاس نہ آنے دین خاصہ وغیرہ ہماری اصلاح سے نوش
کرین شراب و کباب کا شغل معطل رہے کنیزین گرد بارگاہ کے رات بھر پھرا کرینگی کیا مجال ہے پرندہ پر
مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہے کہ طرف سے انکی بارگاہ کے گذرے افراسیاب جادو نے
کہا اے صمصام تیغ زن صف شکن جو کچھ صرصر نے کہا ہے اُسکو بگوش ہوش سُن لو اسی طرح جاکر انتظام
کرو آج رات کو قیامت برپا ہوگی شب بھر عیار تمہارے قتل کی فکر مین رہینگے ذرا بھی غافل ہوجاؤ گے
دیکھو پچھتاؤ گے صمصام چونکہ چوٹیان عیارونکے ہاتھ سے کھا چکا ہے صدمۂ عظیم اُٹھا چکا ہے بہت خوب
بہت خوب کہہ رہا ہے افراسیاب بخوبی سمجھا کر تخت زرین پر سوار ہوا بشوکت و شان طرف پردۂ ظلمات
کے روانہ ہوا صمصام کو عیارچیون نے لا کر بارگاہ مین پہونچایا آپ واسطے حفاظت کے دربارگاہ پر
بیٹھین اور چند ساحران غدار کو قریب اپنے بٹھا لیا اس طرح حفاظت مین صمصام کے مصروف ہوئین
جواسیسان لشکر اسلام یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوئے **ساقی نامہ مصنف**

ادھر آ تو اے ساقی جنگ جو
کمر پیچ کو تو زیب کمر
خطا مین نے کیا کی ہے تیری بتا
تو اس میکدے مین نہ بدنام ہو

نہو مجھسے میکش کا ناحق عدو
ارادہ نکر مجھسے پیکار کا
روا رکھ نہ مجھ بیخطا پر جفا
پلا جام صہبائے تسکین دل

نہو مستعد تو مرے قتل پر
ذرا دل مین کر خوف قہار کا
بس اب دور غصے کو کر رام ہو
کہ یہ رند ہے اب بہت مضمحل

مرے ساقی مہروش مہ لقا | بس اب رحم کر مجھپہ بہر خدا | نہ کیا مے سے مجکو چھکائے گا تو
مرا خون ناحق بہائے گا تو | یہ روشن ہوا تو کرے گا جفا | قمر کی بھی جان کا ہے حافظ خدا

یہان دربار ملکہ مہرخ سحر چشم کا آراستہ ہے تمام ساحران نامی و افسونگران گرامی دربار مین جمع ہین سریر جہانبانی پر ملکہ مہرخ سحر چشم بعہدۂ وزارت ملکہ بہار جادو طرف دست راست کے دست چپ پر بعہدۂ وزارت ملکہ شرخ کموے کاکل کشا ایک جانب ملکہ ہلال سحر افگن ایک جانب شاہزادہ خورشید زرین سحر یہ چارون وزیر خوش تدبیر سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق اور دیگر سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن دختر نیک اختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر حسن مین بے تمثیل سحر مین بے نظیر خیال نمک حرامی صمصام مین سرنگون خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے آکر حال اپنی عیاری کا بیان کیا ہے اور فرمایا اے نور نظر پارۂ جگر اُس ملعون کو مار لیا ہوتا مگر نہایت سخت جان ہے انشاء اللہ تعالے اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا نمک حرامی کی سزا پائیگا اور چھ عیار اسوقت داخل بارگاہ آسمان جاہ ہین کہ سامنے چرند اور پرند ہر کارے گردمین آلودہ پسینے مین غرق اُفتان و خیزان حیران و پریشان چہرہ متغیر مضطر و شسدر

اگر دعا و ثنائے بادشاہی اس طرح بجا لائے نظم صنعت

بڑھے دمبدم دولت و عز و جاہ | کہان ہے ہمائے سعادت نشان | خدایا رہے شاد و خرم یہ شاہ
الٰہی یہ جبتک ہین برق و سحاب | ہین جبتک فروزان مہ و آفتاب | پھرے گرد سر صورت آسمان
عدو مثل سبزے کے پامال ہو | | فزون دمبدم شہ کا اقبال ہو

شہریار کی عمر و دولت کو پروردگار دراز کرے اقبال ترقی پذیر ہو

دشمن سرکار دولتمدار کا ذلیل و حقیر ہو اس باغ بیخزان مین ہمیشہ بہار رہے باغی اس بوستان جنت نشان کا صد اخار حوادث روزگار سے سینہ فگار رہے اوج پر آفتاب عالمتاب اقبال ہو کوکب دشمن تیرہ بخت کو زوال ہو اسوقت صمصام بد انجام نے بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہے اُس نمکحرام کا ارادہ ہے کہ ملکہ بران شمشیر زن سے معرکہ آرائے نبرد ہو افراسیاب خانہ خراب نے اُسکی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کیے ہین پانچون عیاریان درنگیت اگر پر اُس روسیاہ کے مشل اعمال بد حاضر اور بہت سے ساحران غدار بھی ناظر ہین اس قدر جیالا کر غرور ہوا ہے کہ زمین پر اچھی طرح پانون نہین رکھتا بچون کے بل چلتا ہے مثل آب چاہ جانستان تحت سے اُبلتا ہے گمراہی

شہنشاہ اوج عیاری اپنے ذلیل ہونے کا اُسکو بڑا غم ہی شل گیسو وہ سیہ رو برہم ہے افراسیاب نے تسکین
بہت دی ہی اور منع کیا کہ کسی دام تزویر مین جاکر پھنس جاؤگے ورنہ آپ سب صاحبون کے گرفتار
کرنے کو آتا تھا اور جو جو کلمات سخت نسبت حضور کے کہے ہین لائق گذارش نہین ہین اوسافراسیاب
طرف پردۂ ظلمات کے گیا خواجہ عمرو نے فرمایا بی بی بران تم نے سُنا اب ہماری رائے کی پابند ہو
تا ہمارا دل زار خرسند ہو وہ رائے یہ ہی کہ صبحکو تم میدان کارزار مین نجانا بارگاہ مین مصروف عیش
ونشاط رہنا انشاء اللہ عین معرکۂ کارزار مین اگر اس بحیا سے انتقام نہ لیا تو نام اپنا خواجہ عمرو نرکھا مگر
تمھارا میدان کارزار مین آنا اور ایک ذلیل کے مقابلے مین جانا میری رائے کے سراسر
خلاف ہی ملکہ بران شمشیرزن نے بسبب سعادتمندی سر جھکا لیا عرض کی اگرچہ رائے مولی ازہمہ اولی
ہماری کیا مجال کہ آپکے ارشاد فیض بنیاد سے سرتابی کرین مگر جو میری رائے مین ہی اُسکو سماعت فرمائیے
آیندہ جیسا حکم ہوگا بجا لاؤنگی وہ یہ ہی کہ آپ نے اکثر زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ہی کہ زلزلۂ قاف
ثانی سلیمان کا یہ طریقہ ہی کہ میدان کارزار مین جو جسکو پکارتا ہی نام لیکر للکارتا ہی وہ اُسکے مقابلے مین
جاتا ہی انتہا یہ کہ ایکدن آپ نے ذکر کیا تھا کہ قباد شہریار نور نگاہ ملکہ مہرنگار بارہ برس کے تھے فیروز
عاد مغربی بیٹا سکندر بن ہیکلان مغربی کا بڑے زور وشور سے برائے نبرد نوشیروان آیا
بختک نے اُسکو سمجھایا اُس بحیا نے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا کہ مین قباد شہریار سے مقابلہ کرونگا
صاحبقران زمان کو کچھ چارہ نہوا ہر چند کہ شب بھر بیقرار رہے تمام سردار بھی اشکبار رہے
مگر صبح کو قباد شہریار نے جاکر فیروز عاد ایسے دیو خصال سے مقابلہ کیا آخر اُسکو عنایت سے پروردگار
کی بعد کر و فر واصل جہنم کیا بس حضور تصور فرمائین جب صمصام بحیا آپکی کنیز کا نام لیکر میدان مین
للکارے گا یقین تو ہی کہ حضور کو سب سے زیادہ خلاف ہوگا اگر آپ کو یہ منظور تھا تو نامہ لکھکر مجکو اثنائے
راہ مین روکا ہوتا یہان آنے نہ دیا ہوتا اب سب پر بخوبی ظاہر ہی ہر ایک اس حال سے بخوبی ماہر ہی
کہ مین اس مقام پر موجود ہون کیسے کلمات سخت و دُشمست یہ نمک حرام کہیگا بھلا میرا قلب تیغ زبان صمصام
کا زخم سہیگا یہ تقریر دلپذیر بلکہ بیان شمشیرزن کی سُنکر خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا دل مین خیال کیا کہ سچ کہتی
ہی مگر مصلحۃً جواب دیا کہ بیٹا وہ مقام اور ہی یہان ساحران مکار کا دور ہی سحر کرنے والے بھاگ کر غرق
زمین ہو جاتے ہین یہ کہ حریف کے پشت پر آتے ہین کبھی دام سحر کبھی کمند سحر مار کر گرفتار کر لیجاتے ہین

اُسیر یہان تعریفین ہوتی ہین کہ اچھا ساحر تھا کس لطف سے حریف کو پکڑے گیا اور ہمارے آقاے
نامدار کے لشکر مین غازیان دینداروں مجاہدان ہتور شعار پہلواناں عالیوقار اگر ایک قدم پیچھے ہٹائین تو ہم
پہلوانان سے باہر نکل جائین اور حمزہ تو وہ شیر دل ہی کہ پردۂ قاف مین دیو عفریت ایسے زبردست کو
سوتے مین نمارا جگا کر للکارا وہ وہ سخت قوانین قرار دیے ہین کہ سواے فرزندان حمزہ کے غیر انکی
پابندی نہین کرسکتے ہین بس بی بی تم یہان کے قواعد پر عمل کرو صرف ایک دن بارگاہ مین رہو اسی
لڑائی مین اگر خدا چاہیگا اس بحیاسے فیصلہ ہو جائیگا کسی نہ کسی عیار کے فریب مین ضرور آجائے گا
ملکہ بُران نے کہا اے عمر نامدار صاحبقران عالیوقار کا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف
سرفراز ہے مردان عالم کو انکی جرأت پر ناز ہے اُنسے مثال دوں کیا مجال ہے مگر میرا باپ بھی شہنشاہ کوکب
روشنضمیر مردان عالم سے ہے نامی و نام آور ہے آپ نے اکثر ملاحظہ کیا ہوگا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ
طلسم ہوشربا پر جا پڑتا ہے کس کس جرأت سے لڑتا ہے حقیقت مین افراسیاب بلاے روزگار ہے ان
چاروں اقلیمون مین کوئی افراسیاب کا ہمنبرد نہین ہے اگر مین نے اُسکے للکارنے پر مقابلہ نہ کیا والد نامدار
پھر میری صورت نہ دیکھینگے اگرچہ ظاہر مین کچھ نہ کہا تو باطن مین نگاہ سے گر جاؤنگی اب اگر حضور زیادہ تاکید
فرماینگے یہ کنیز اپنے تئین ہلاک کریگی عمرو کو یہ سنکر سناٹا آگیا قلب بھر آگیا ضبط کرکے فرمایا اے نور نظر مرحبا
جزاک اللہ مردان عالم ایسے ہی جری ہوتے ہین خیر جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرنا ملکہ بہار وغیرہ نے
کہا خواجہ سلامت آپ کیون تردد فرماتے ہین ہم سب واسطے جانبازی کے موجود ہین انشاءاللہ سحر تو ہونے
دیجیے اُس نگہ حرام کو اگر تنکے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ کہنا برق لامع نے بڑھکر جواب دیا
یون کڑک کر اُس ملعون کے سر پر گرون کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کر دون دو ٹکڑے برابر ہون گے رعد نے
کہا وہ چیخ مارون کہ حرامزادے کے کان کے پردے پھٹ جائین برق مادر رعد نے بیقرار ہو کر جواب دیا
میرے بھی وار سے نہ بچیگا ہم مان بیٹے ملکے مارلینگے آپ بسم اللہ طبل جنگی بجنے کو حکم دین اسی وقت بموجب
حکم ملکہ مہرخ سحر چشم نقارۂ رزمی پر چوب پڑی

اشعار

بزد طبل را آن چنان طبل زن
کہ درید میت ز ہیبت کفن
دہل زد دہل زن بہ تحسین او
ببین دین او دین او دین او

صداے طبل جنگ بیدرنگ اس رنگ سے بلند ہوئی کہ روح سامری و جمشید دردمند ہوئی ملکہ مہرخ
نے چاہا کہ اب دربار برخاست کرین کہ طیران سریع السیر جادو نے جو نامہ لیکر شہنشاہ کوکب کا آیا تھا

یہ سب معرکے اپنی آنکھ سے دیکھے اور حالات عیاری خواجہ عمرو سنے خیرخواہ قدیم ہی بہت بیقرار تھا لیکن باتون سے خواجہ عمرو کی بہت تسکین حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اُٹھا خواجہ عمرو کے سامنے دست بستہ حاضر ہوا عرض کی ای آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خدا آپ کو سلامت رکھے سب تردد غلام کے دفع ہو گئے مگر جواب نامہ شہنشاہ چند فقرات مین تحریر فرمائیے تا مین جا کے شہنشاہ کو بھی مطمئن کرون قصر جمشیدی ماتم سرا ہو رہا ہوگا ہر ایک گلعذار رو رہا ہوگا خواجہ عمرو نے فوراً قلم و قرطاس طلب فرمایا اور جواب باصواب نامہ کوکب روشنضمیر تحریر کیا

نامہ از طرف خواجہ عمرو بخدمت کوکب روشنضمیر

ای شہنشاہ خسروان جہان
نیر اعظم سپہر حشم
آپ کے مضمون سے ہم ہوئے آگاہ
مین نے مارے ہین ساحران جلیل
خون سے اُسکے ہاتھ بھرتا ہون
سر صمصام مجھسے لیجئے گا

تاجدار طلسم نورافشان
بعد آداب ماوجب ہو عیان
رنج از حد ہوا ہر ای ذیجاہ
گھیر کر اُسکو لائی ہی تقدیر
جلد ملعون کو قتل کرتا ہون

کوکب سعد چرخ جود و کرم
آیا پاس اپنے آپ کا فرمان
کیا ہی صمصام کندذہن و ذلیل
ہی کمند اجل مین خود وہ اسیر
کچھ تردد نہ آپ کیجئے گا

یہ چند اشعار آبدار خواجہ عمرو نے تحریر فرمائے اور نامے کو ملفوف کیا اور طیران سریع السیر جادو کو دیا اور زبانی بھی یہ کہدیا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے بعد سلام محبت التیام کہنا کہ ای برادر طرف سے ملکہ بُران کے مطمئن رہنا جبتک یہ نیازمند آپکا زندہ ہی کوئی بُران سے آنکھ ملا سکتا ہی اگر میری اجل قریب ہی تو مجبور ہون دعاے خیر سے یاد فرمانا مگر اس معرکے مین براے خدا تم نہ آنا اگر کسی طرح کی خبر وحشت اثر آپ کو پہونچے تو اُسکا بھی اعتبار نہ فرمائیے گا کسی کے کہنے سننے مین نہ آجائیے گا یہ کہکر طیران کو خلعت رخصت مرحمت ہوا طیران آداب و تسلیم بجالا کے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہو کے طرف طلسم نورافشان کے روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ نے بعد جانے طیران سریع السیر جادو کے دربار برخاست کیا خواجہ عمرو و بُران کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ بران کے چلے جب در بارگاہ بران پر آئے عمرو نے سرداران بُران سے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہر جاؤ جب ہم طلب کرین تو آنا ہمکو ملکہ سے کچھ تخلیے مین امورات جنگ مین باتین کرنا منظور ہین سب سردار در دولت پر ٹھہرے خواجہ ملکہ بران کو لیکر اندر بارگاہ کے تشریف لائے بعد تھوڑے عرصے کے

خواجہ نے آواز دی ملکہ مجلس جادو و عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی و ملکہ شعلہ تشخر
و ملکہ رنگین خوشخو و ملکہ اورنگ سمن بو و ملکہ نارنج گلگون پوش وغیرہ اندر بارگاہ کے آئین سینے
دیکھا کہ خواجہ عمرو مسند پر اور ملکہ بران پہلو مین خاموش بیٹھے ہین عمرو نے بکاول کو حکم دیا اُسنے آکر
دسترخوان بچھایا خاصہ حاضر کیا خواجہ عمرو نے سب شہزادیون کو دسترخوان پر طلب کیا سلفچی آفتابہ
سامنے آیا ہر ایک نے ہاتھ دھوئے ہمراہ خواجہ و ملکہ بران کھانا کھانا شروع کیا مگر ملکہ مجلس نے
دیکھا ملکہ بُران خاموش ہین جوڑے مین اختر مروارید چمک رہا ہے کلام بہت کم کرتی ہین اگر کوئی شہزادی
ملکہ بران سے کلام کرتی ہے تو طرف سے ملکہ بران کے خواجہ عمرو جواب دیتے ہین فرماتے ہین صاحبو در
بہرحال ملکہ بران جسکو اس رنج والم کا سامنا ہو وہ کیا کلام کرے اب سب صاحب یہ مجھپر احسان کرین
کہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے حفاظت مین ملکہ بران کی بیرون بارگاہ جا کر مصروف ہون ملکہ مجھسے
فرما چکی ہین اب آرام فرمائینگی آپ لوگ کچھ ملکہ سے کلام نیک و بد نکیجیے گا نہ کچھ پوچھیے گا اسمین بھی اک
راز ہے موقع کہنے کا نہین ہے بموجب مصرع امور مملکتِ خویش خسروان دانند ملکہ مجلس جادو نے ہرچند
خواجہ سے پوچھا کہ ناناجان مادر مہربان کا مزاج کیسا ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا کسی قدر طبیعت سست
ہے اسوقت انکو تنہائی پسند ہے تفتیش حال مین دخل نہ دو میرا کہنا مانو جاؤ دوسری بارگاہ مین آرام کرو جب
مجلس کو خواجہ نے جھڑک دیا پھر کسی کو دریافت کرنے احوال کا حوصلہ نہوا خواجہ نے ہاتھ تھام کر بُران
کا فرمایا جاؤ بی بی آرام کرو ملکہ بُران نے دوشالہ مُنہ پر کھینچا چھپرکھٹ پہ آرام فرمایا خواجہ عمرو باہر آئے
گرد بارگاہ ساحرون کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا اور خود بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف لشکر صمصام
بدانجام کے روانہ ہوئے برق فرنگی نے سُنا کہ اُستاد جانب لشکر صمصام گئے ہین یہ بھی تڑپ کر چلا
لشکر اسلام مین تمام ساحر مصروف سحرخوانی مگر قدمۂ بران مین ہر ایک کو پریشانی وہ شب ہولناک بلا زمانہ
کو کب کو خوف ہلاک ہر ایک کو تردد ہے کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے خدا اس اختر تابندۂ برج آسمان شہنشاہی
کو کب روشنضمیر کو گردش چرخ کجرفتار سے بچائے خورشید حسن و جمال طالع رہے بدبخت ظلمت شام
صمصام بدانجام سے غروب ہوجائے ہر فرد بشر اس فکر مین بیقرار ہے ہر ایک سردار کو انتشار ہے ابیات

غم شب کی دہشت کرون کیا رقم | کہ تھرخ کے دلپر ہجوم الم | وہ تاریک مثل دل کافران
ستارون پہ خال سیہ کا گمان | وہ لشکر مین ہر سمت تھا شور و شر | تردد مین بیتاب خواجہ عمرو

اندھیرا وہ پرہول حیرت فزا
شب فرقت عاشقان سے سوا
صدائین وہ ہاہو کی ہر سو بلند
کوئی بیقرار اور کوئی دردمند
کہین خیمے سے اُٹھ رہا تھا دھوان
فسون سازیون کا ہر اک جا نشان
کہین شیر کے گونجنے کی صدا
کہین لوٹتا تھا پڑا اژدہا
کسی کو تردد کہین بے شمار
کوئی خوف سے مرگ کے بیقرار
کوئی شیر دل صرف ذکر ستیز
کسی بزدلے کو تھی فکر گریز

اہالیان طلایا حاضر باش و ناظر باش کی صدائین بلند کر رہے ہین قرنا پھنک رہی ہی مگر بارگاہ بران کو اسطرح بیچ مین لیا ہی جیسے سینے مین دل یا انگشتری مین نگینہ ہوتا ہی خود ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی دربار پر کرسی بچھائے بیٹھی ہی تاکید کر رہی ہی کہ خبردار کوئی غافل نہو ہوشیار رہو اگر پتا کھڑکا تنکا ٹیک کر اُٹھ کھڑی ہوئی فورا سحر پڑھکر باش کا دانہ مارا کیا مجال کہ طائر وہم و خیال قریب آنے پائے یا کوئی نگاہ کج سے جانب بارگاہ ملکہ بران دیکھے

نظم مصنف

اودھر فوج صمصام مین اک غریو
ہر اک ساحر بد سیر مشل دیو
کہین گھنٹے بجتے تھے باصد خوشی
صدا تھی کسی جا پہ ناقوس کی
کہین جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہین
کہین سحر سے ہل رہی تھی زمین
کہین شور یا سامری کا بلند
جلاتا تھا مرچین کوئی خودپسند
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو
اندھیرا دھوان دھار تھا چارسو
کوئی بچۂ خوک کو ذبح کر
نہاتا تھا اُس خون سے بیخطر
کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین
بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہین
کسی خیمۂ نحس مین غل یہ ہی
دوہائی ہی کلوا کی کالی کی جی

صمصام ثمرام اپنی بارگاہ مین یکہ و تنہا بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی مگر پریشان خاطر ہر مرتبہ عیار پیون کو پکارتا ہی ملکہ صرصر شمشیرزن دای صبا رفتار کمند انداز بیدار رہو بخوبی ہوشیار رہو صرصر آواز دیتی ہی کنیزین حاظر ہین آپکی حفاظت مین کب قاصر ہین ابھی بھڑوا بھوریا آیا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا مین نے للکارا بھاگ گیا یہ کہکر صرصر اور صبا رفتار ٹہلنے لگین ایک ساحر ملازم صمصام موسوم بہ **کلنگ جادو** نہایت بدذات گرد بارگاہ کے پھر رہا ہی لیکن نشے باز ہی از حد جعلساز ہی جو جادوگر سامنے سے نکلتا ہی اسکو پکارتا ہی بھائی کہان جلتے ہو ہمارا نشہ اُتر گیا ہی تمھارے پاس کوئی گانجے کی کلی ہی یہان نشے کا آتا ہی نہایت بیکلی ہی جماہی آیا چاہتی ہی اب طبیعت بہت گھبراتی ہی جو ساحر اسکی ایسی باتین سنتا تھا اسکو جواب دیتا تھا نہین بھائی ہمارے پاس نہین ہی وہ کان بھی بند ہو گئی یہ مایوس ہو کر رہجاتا تھا ناگاہ ایک ساحر کو دیکھا ایک نخل کے سائے مین بیٹھا ہوا گانجا مل رہا ہی کلنگ نظر سب کی بچا کر اُسکے قریب آیا کہا بھائی جلد جاؤ ہم بھی

ایک دم مارین سامنے ہمارا خیمہ ہی دروازے پر میان کے ہمارا اپھرا ہی روز صبح کو آیا کرو دم لگا کر جایا کرو
سب لشکر کے کہار اور مہتر ہمارے پاس رہتے ہین سو سو چلم روز اُڑتی ہی اُس ساحر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ
دم لگا لو لالچ کا ہیکو دیتے ہو ہم تو میان سرباز ارسا لجہان کے پینے والے ہین اسوقت بمجبوری ایک
گنڈے کا گانجا بھی لے لیا ہی جوانون کو سب مباح ہی بموجب مثل جینے نپی گانجے کی کلی اُس بیٹے سے بیٹی
بھلی یہ کہکر جھٹ پٹ چلم جمائی کنڈا جھاڑ کر آگ رکھی کہا لو بھائی تمھین سے ہو کل صبح سے تمھارے پاس
یارون کا بھی جلسہ رہے گا بھائی ہم سے تو درگاہی غلام حسین کے پل ڈالی بھنگیرن سے آشنائی ہی وہان
دن بھر جمے رہتے ہین ہم کو پیڑو کی پلاتی ہی آج کچھ نشے مین کھٹ پٹ ہو لی نہین تو اسوقت اُسکے ساتھ سوتے
ہوتے وہ ساحر تو باتین کرتا رہا لیکن میان کلنگ جادو نے چلم اُٹھا کر اڑا اڑا کر دم مارا ڈیڑھ بالشت
لو بلند ہوئی آنکھین غلہ سی نکل آئین چوتڑ دنکیل زمین پر بیٹھ گیا اور کہا بھی جوان عجب سرور ہوا بڑا نشہ
ہو گیا اُس جوان نے کہا اسمین دس بیس بیج دھتورے کے بھی تھے اب تم مرے کلنگ جادو گھبرا کے
اُٹھا اسنا تو بولا بھائی جوان پانی پلاؤ دم نکلتا ہی اُس جوان نے کہا واہ بے کچھے ایک دم مین یہ حال ہوا لیکن
سر پی گیا ایسا معلوم ہوتا ہی اس مُنھ پر جوانون کو مہمان بلاتا ہی کلنگ ضبط کر رہا تھا آنکھون کے نیچے
اندھیرا آچکا تھا دھم سے لُڑھک کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا جوان نے آواز دی ہم مہتر برق فرنگی
سوچا اگر قتل کرونگا صدائے گیر ودار بلند ہوگی ٹانگ پکڑی گھسیٹتا ہوا قریب ایک غار کے لایا اسکو تو
وہین ڈالدیا آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بصورت کلنگ جادو بنکر تیار ہوا دوڑا
ہوا قریب خیمے کے آیا کالے ماش کے دانے ہاتھ مین جھکائے ہوے صرصر و صبا رفتار نے
کہا اون کہا حضور ابھی تو آپ کے پاس بیٹھا تھا سرکار نے کالے ماش کے دانے منگائے تھے لینے گیا تھا
بنیے کی دوکان کھلوا کر لایا صرصر سمجھی حقیقت مین ابھی بیٹھا تھا شاید صمصام نے بضرورت سحر ماش
اس سے منگائے ہونگے کہا جاؤ یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا پردہ اُٹھا کر اندر بارگاہ صمصام کے آیا
دیکھا صمصام بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی برق نے جھک کر سلام کیا صمصام نے کہا خیر تو ہی گھبرائے
ہوے کیون ہو کہا حضور ابھی سنا ہی کہ کوکب روشن ضمیر صبح کو آئیگا آپ سے ضرور شکایت کرے گا
ایک ساحر ملازم ملکہ مہرخ کا مجھسے کہتا تھا کہ کوکب کا قول ہی مین اپنے بھائی صمصام کے وہ موجب
کرونگا اپنے قوت بازو کو ہوش ربا مین نہ رہنے دونگا میرے طلسم نور افشان مین سناٹا پڑ گیا ہی مجھسے خطا

ہوئی کہ مین نے اُسکی خبر لی اُسکی معشوقہ کو بھی راضی کرکے لاؤنگا قصر جمشیدی مین بڑے دھوم سے شادی کردونگا
یہ فقرے جو برق نے بچرب زبانی کے صمصام میان نخوت سے پھول گئے کہا بھائی کیا یہ خبر مفصل پائی ہے
سچ کہو ہمارے سر کی قسم برق نے کہا کتاب سامری اُٹھا کر کہدون مین کبھی جھوٹ بولتا ہون سال بھر
سے کنبھی بھنی ہے مین نے کمر جادوگرون سے یہ حال سُنا ہے اب اسمین شک لانا بیجا ہے صمصام نے مُنھ
پُھلا کر کہا مین تو اب نہ جاؤنگا برق نے کہا ایک بات اور کان مین حضور کے کہونگا صمصام نے سر جھکایا
برق نے کہا حضور مبارک ہو کوکب کہتا ہے مین بران کی شادی صمصام کے ساتھ کرونگا اپنی معشوقہ
کو پھر چاہے بخشے یا قتل کرے صمصام یہ سُنکے لگا مونچھون پر تاؤ پھیرنے کہا ہان بھائی کلنگ بیشک
اگر وہ ایسا کرینگے تو مین اُنکا غلام ہون فوراً افراسیاب سے بگڑ جاؤنگا کیا مین افراسیاب کے باپ کا
غلام ہون اپنے مزاج کا مجکو اختیار ہے میان افراسیاب کی کوشش بیکار ہے اسمین کلنگ ادھر اُدھر
دیکھنے لگا صمصام نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کہا حضور اُدس مین جو بھرے نشہ اُتر گیا ایک جام شراب
اس خبر فرحت اثر کے انعام مین دلوائیے خوب جی بھر کے پلوائیے کل سے ہمارے اور آپ کے بیتکلفی
کاہے کو ہوگی آنکھ بھی یاران قدیم سے نہ ملائیے گا کوکب کے داماد کہلائیے گا صمصام نے کہا مین ایسا
نہین ہون تم شراب پیو گلابی موجود ہے کلنگ نقلی نے بڑھکر گلابی اُٹھائی یا سامری تیرے صدقے کہکر
جام بھرا چاہا منھ سے لگانے جھکلر ہاتھ روک لیا کہا حضور توبہ کرتا ہون خطا ہوئی معاف فرمائیے گا مالک
کے سامنے یہ بے ادبی مجکو مناسب نہین ہے اور مالک بھی کون کہ داماد کوکب روشنضمیر خوش تقدیر صاحب
اقبال کا لیجیے ذرا منھ لگا دیجیے یہ شراب اپنا اُلش کیجیے اس خوشامد کی باتون سے صمصام نے ہاتھ بڑھایا
جام لیکر لبون سے لگایا غٹ غٹ نصف جام پی گیا کلنگ نے کہا واہ حضور غلام کا چلو بھر مین کیا ہوگا
ناگاہ صمصام کے ہاتھ سے جام چھوٹ پڑا اُف اُف کہکے اُٹھا بیہوشی نے طمانچہ مارا چوکی پر سے گرا
گرتے ہی بیہوش ہو گیا برق خنجر کھینچ کے دوڑا کہ سر اُسکا کاٹون نمچہ اُٹھالون کہ ناگاہ پایہ چوکی کا شق ہوا
ایک پتلی بالشت بھر کی نکلی سر پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی او جلاد کیا کرتا ہے صمصام کے گلیسے خنجر ملاتا ہے
ارے یارو دوڑو اس زور سے اُسنے آواز دی کہ صرصر نے سنی جھپٹ کر دوڑی اُس پتلی کے نکلنے پر
بھی برق نے چاہا خنجر مارے دون وہ پتلی برق کے پکڑنے کو چلی یہ کہتی ہوئی کہ بھڑوے ہڈیان توڑ ڈالونگی
برق نے دیکھا یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد بڑھ گیا چار ہاتھ کی ہوگئی اب تو ایک جوان سیہ فام معلوم ہوتی ہے

برق نے جست کی کود کر الگ ہوا صرصر اور صبا رفتار بھی اندر بارگاہ کے آئین دیکھا ایک جوان
سیہ فام سہمے بیٹھا رہا ہے برق فرنگی قریب سراپچے کے پہونچ چکا ہے جب تک یہ دونون قریب جائین برق
سراپچہ چاک کرکے باہر نکلا صرصر اور صبا رفتار نے آواز دی کہ یارو لینا برق فرنگی بھاگا جاتا ہے برق
یہ کہتا ہوا بھاگا کہ اے جادوگرو دوڑو صمصام کو عیار مارے ڈالتے ہین جادوگر طرف بارگاہ کے چلے
برق بھاگ کر نکل گیا اودھر تالی بائے ہین جوگی کے غائب ہوئی صرصر نے صمصام کو ہوشیار کیا اتنے
صمصام بھی خیمے مین آگئے تھے صمصام گھبرایا ہوا اٹھا صرصر نے کہا ای شہریار کیا غضب ہوا آپ تو
اپنا سحر تیار کر رہے تھے شراب وکباب کی نوبت کیونکر آئی سامری وجمشید نے اپنی قدرت نمائی کی جو
آپ ہاتھ سے اُس بھورے کے بچ گئے ورنہ اُسنے اپنا کام کیا تھا صمصام نے جواب دیا کہ واہ واہ بی
ملکہ صرصر جبنے آپ کو پہرے پر اسی واسطے مقرر کیا تھا خوب حفاظت کی اُلٹے مجکو الزام دیتی ہو اگر مین
ایسا ساحر زبردست نہوتا اور پیشتر سے انتظام نہ کر رکھتا تو جان بچنا دشوار تھی آپ کا پہرا دینا بیکار تھا
صرصر نے کہا آپ نے اپنے ملازم قدیم کو نہ پہچانا آپ ہی اُس سے مالش منگواتی ہین ہمکو بدمعاش بناتین ہ
واہ کیا کہنا خوب آپ نے خلعت شکایت سے سرفراز کیا اچھا ہمارا اعزاز کیا کنیزون کے کان ان باتون
سے آشنا نہین ہین ہماری دانائی اور نادانی کا حال ملکہ حیرت اور شہنشاہ افراسیاب سے دریافت
فرمائیے تب آپ کو کیفیت ہماری جانبازی کی معلوم ہوگی یہ نگوڑا بھورا یا تو کیا ہے ان سب کا اُستاد وہ
نا منتیا موا عمرو جسنے ملکہ دمامہ جادو کو مارا ساحر شمشاد کو دریائے قلزم مین گھسکر للکارا عنظلی آباد مین
سترہ لاکھ جادوگر رہتے تھے مالک اُنکا مالک بن زردشت بلائے روزگار سفاک غدار ختنظم عاقل
علم سحر کا فاضل ایک سال مین عمرو نے کل ساحران شہر کا خاتمہ کر دیا صحرائے عنظلی آباد لاشہائے
ساحران سے بھر دیا جس ملک مین سترہ لاکھ جادوگر تھا اب اُسمین جادوگر کا نام باقی نرہا جو ایسا عیار طرار
آفت کا پرکالہ ہے وہ میرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہے اپنے خدا سے اپنی موت میرے خوف سے مانگتا ہے
اگر میرا قدم اس طلسم ہوشربا مین نہوتا تو وہ نگوڑا اس اقلیم مین بھی غدر ڈالدیتا اگر میرے ہاتھ سے جوتیان
کھاتا ہے ہزار جگہ مین نے اُسکی شکلین باندھی ہین آخر ترس کھا کر تین سو چھکا پیادہ بیچارہ آفت کا مارا بھاگ کر
چھوڑ دیتی ہون جسدن غصہ آجائیگا مارے کوڑون کے کھال اُدھڑوا دونگی ساری عیاری بھلا دونگی
صمصام طراری زبان درازی صرصر کی اور احوال عیار یہانے عمرو سنکر نگاہ حیرت سے طرف صرصر

کے دیکھ رہا ہی کہ ناگاہ ایک جادوگر دُبلا سا بڈھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ایک لٹھیا ہاتھ مین اُنھین سرداران
صمصام مین جو خیمے مین آگئے ہین اُنہین ملا ہوا کھڑا تھا یہ باتین صرصر کی سُنکر آگے بڑھا کہا بی صرصر
واہ واہ کیا کہنا عمرو تم سے کیونکر نہ ورطے جورو سے سبھی ڈرتے ہین مگر غیبت مین ایسے کلمات مہملات کہنا منا
نہین ہین وہ تمہین گھوڑون کا دانہ دلواتے دلواتے ہلاک کر ڈالیگا جبھی تک یہ چاہ پیار ہی جبدن تک
منھ پر روغن ہی اُسکی سیکڑون بیبیان ہین چرخا کاٹ کر بسر کرتی ہین دیکھو ملکہ صرصر عمرو کیسا خوبصورت
جوان ہی کہ سیکڑون اُسپر مرتی ہین اور تم بھی توبال کھلاتی ہو امرتیان اور دودھ لیکر اُسکے پاس جاتی ہو
اور اُسکی خاطر مدارات کرتی ہو اور سب کے سامنے اُسکی محبت کا آلھا گاتی ہو صمصام نے کہا بی ملکہ صرصر
تم اسقدر زیادہ عیاری نہ بگھاریے یہ صاحب آپکے واقف کار کیا فرماتے ہین صرصر یہ سنکے غصے مین
پلٹی اور کہا او جھوٹے جعلساز مین کب عمرو کے خیمے مین جاتی ہون کب اُسکو زہر کھلاتی ہون بڈھے
جادوگر نے کہا کہ آپ مجھپر کیون خفا ہوتی ہین آپ دونون کی محبت و عشق کا ذکر دفترون مین موجود ہی یہ
سُنکے صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو خود خواجہ عمرو کھڑے ہین مسکرا کر باتین بنا رہے ہین صرصر کے ہوش
اُڑ گئے اتنا منھ سے نکلا تھا ارے یہ ساربان زادہ سر بارگاہ کھڑا ہی لینا جانے ندینا عمرو نے کہا واہ جان
جہان دھگڑے کو گرفتار کراتی ہو دم بھر مین بیوفا ہو جاتی ہو یہ جو تیری یہی خوشی ہی تو جاتے ہین عمرو نے
پہلے ہی تدبیر کر رکھی تھی ایک موٹے سے جادوگر کو تاک کر اُسکے پہلو مین کھڑے تھے خنجر دامن کے نیچے چھپائے
ہوئے تھے لپٹ کر لوگون مین اُسی جادوگر کے خنجر مارا دوسرے پہلو کو توڑ کر نکلگیا وہ جادوگر مر کر زمین پر گرا
اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من جوہر جادو بود سب لینا لینا کرتے رہے اُسی تاریکی مین جست و خیز
کرکے نکل گیا مگر یہ کہتا ہوا کہ جان جہان پھر بھی تم سے سمجھونگا غیرون کے سامنے اپنے چاہنے والے کو
ایسی باتین کہتی ہو یہ معرکہ حیرت افزا دیکھکر صمصام کے تو ہوش اُڑ گئے صرصر نے شرما کر سر جھکا لیا
تمام ساحر ملازم صمصام کے مضحکہ کرنے لگے کہ واہ بی صرصر عمرو یہ کیا کہ گیا صرصر نے کہا وہ نگوڑا مکار
غدار جعلساز فیلیا یونہین بکا کرتا ہی اُسکے کہنے کا کیا اعتبار ہی اور تو سب خاموش ہو گئے مگر صمصام
نے کہا بی صرصر تمھاری حفاظت کا کیا اعتبار کرین عمرو تمھارے روبرو جادوگر کو مار کے نکل گیا اور تم سے
کچھ نہو سکا صرصر جھلا کر بارگاہ صمصام سے باہر نکلی یہ کہتی ہوئی کہ اب اپنی حفاظت کر لیجیے گا میرے بھروسے
پر نہ رہیے گا مین بھلا ہوا کو کیا روکون وہ شہنشاہ کے سامنے عیاری کرتا ہی تم بیچارے کیا ہو کیفیت صبح

جب مبارز صمصام زور آزمائے فلک نے بارشاد افراسیاب بصد کر و فر تیغۂ دو دمۂ ضیائے سحر کو
نیام مشرق سے نکالا اور گروہ سپر زرین آفتاب عالمتاب کو بصد آب و تاب اپنے پنجۂ قوی و پر زور مین
سنبھالا اور ملکہ بران شمشیر زن ظلمت پر حملہ آور ہوا ہنگام مقابلہ ایک ضرب مین طلسم جہان سے نیست
و نابود کیا تمام لشکر تاریکی شب فرار ہوا یعنی صبح ہوئی آفتاب نمودار ہوا عابدان معبود نے وظیفۂ نماز سحری
سے فرصت پائی ہر ساحر غدار نے سجدۂ تصویرات سامری و جمشید سے جبین اٹھائی۔ نظم
علی الصباح کہ سلطان صبح آئنہ فام + ز دود آئنۂ آسمان زرنگ ظلام + بدست خسرو خاور فتاد
شاہ حبش + ز شاہ روم ہزیمت گرفت لشکر شام + اُسوقت شمعہائے رومی و کافوری بہر آئین
طائران نغمہ سرا کی کانون مین آوازین آئین صمصام ناکام بقہر و غضب تمام بہیچہ قتل ملکہ بران
بصد شوکت و شان زیب کمر شقاوت اثر کیے ہوے بیرون بارگاہ آیا سرداران لشکر کو حکم کمر بندی کا
دیا اور آپ جانب بارگاہ ملکہ حیرت جادو چلا یہان ملکہ حیرت جادو خواب ناز سے بیدار ہوئی ہی
وزیرزادیان شاہزادیان حاضر ہو کر واسطے تسلیم کے خم ہوئین اپنے اپنے مقام پر بیٹھین یکایک سامنے
سے صرصر نمایان ہوئی آتے ہی پایۂ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری تصدق ہوئی دعائے ترقی حسن و
جمال بجا لائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر پوچھا خیر تو ہی شب کو بارگاہ صمصام مین ہنگامہ تھا صرصر نے
عرض کی عیارون نے میان صمصام کو دیوانہ کر دیا رات کو بھوریے نے عیاری کی میان صمصام کو
مار لیا ہوتا مگر حضور وہ نہایت ساحر زبردست ہی جام بادۂ نخوت سے مست ہی اپنی نگہبانی کی تدبیر کر چکا
تھا بچ گیا غصہ عجیبہ آتا مارا ایک جادوگر کو مار کر عمرو قریب صبح نکل گیا صمصام بدحواس ہو رہا ہی دیکھیے
میدان کارزار مین کیا ہوتا ہی حضور الگ سے چلکر تماشائے جنگ ملاحظہ کرین مگر میری رائے یہ ہی
کہ حضور دخل نہ دین حیرت نے کہا پہلوے بارگاہ مین ٹیکرا ہی تخت بچھانے کا اُسی جگہ حکم دیا ہی اگر
بران کو اُسنے مارا تو مہرخ و بہار وغیرہ جان دینے کا قصد کرینگی مجکو واجب ہوگا کہ صمصام کو بچاؤن
اور اگر کوئی اور صورت ہوئی تو مین سیر دیکھکر پلٹ آؤنگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کیا کہ صمصام
در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ بلاؤ پردہ بارگاہ کا اٹھا صمصام سامنے
آیا چوبدار نے مجرا کرایا ملکہ نے دنگل کی جانب اشارہ کیا صمصام دنگل پر بیٹھا ملکہ حیرت کچھ پوچھنے نپائین
خود ہی صمصام نے عرض کیا حضور نے شب کا حال سُنا ملکہ حیرت نے کہا ہان ایسے واقعات تو اکثر

گذر نے رہتے ہین مرنیوالے مبت رہتے ہین خداوند سامری نے عیارون کو خون ساحران معاف کردیا
اور خداوند لقا نے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہی بھلا پھر کون اسکو مار سکتا ہی صمصام نے عرض کی کہ لشکر ملازم کا
میدان کارزار مین جانیکا ہی اسی واسطے تسلیم کے حاضر ہوا تھا سرفراز ہو چکا اب رخصت ہوتا ہون مگر امیدوار
ہون کہ جان نثار کی سرفروشی کو آپ بھی ملاحظہ فرمائین کہ زیادہ تقویت ہوگی ملکہ نے جواب دیا تمکو سامری
جمشید کے سپرد کیا ملاحظہ کرنا کیسا مین آکر شریک جنگ ہوتی ہون صمصام نے عرض کیا نہین حضور
دور ہی سے جرات وجانبازی اس نیازمند کی دیکھیے مین سب کے سحر کے جواب دونگا کسی سے نہ
رکونگا حیرت تو جا کر اسی ٹیکرے پر سنہری تخت بچھا اسپر جلوہ فرما ہوئی گرد دنگل میز و کرسیان
آراستہ ہوئین اسپر شاہان ورئیسان طلسم اور شاہزادیان اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئین ہرچند کہ حیرت جادو
نے حکم دیا تھا کہ ہمارا لشکر تیار ہو اسپر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ٹیکرے کے نیچے صف باندھکر
ٹھہرے ہوے ہین ملکہ حیرت نے سر اٹھا کر دیکھا کہ صمصام مین لاکھ ساحران غدار لیکے میدان
کارزار مین ٹھہرا ہی آمد لشکر مسلمانان کا انتظار کر رہا ہی ادھر لشکر اسلام مین سویرے سے ملکہ
مہرخ سحرچشم تخت زرین پر سوار ہو کر برآمد ہوئین اول ملکہ بہار جادو نے آکر سلام کیا بعد انکے
ملکہ نافرمان جادو و ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ہلال سحرافگن و رعد و برق و ملکہ برق لامع
و شکیل جادو و خورشید زرین ستر و ملکہ گلزار چشم وغیرہ نے آکر سلام کیا چار طرف سے تخت کو
گھیر لیا ملکہ مہرخ سحرچشم کا لشکر دولتخانہ سے چند قدم آگے بڑھا ہی کہ دیکھا آمد آمد لشکر ملکہ بران
شمشیرزن کی ہوئی ایک ہنس پر ملکہ بران شمشیرزن سوار ایک سمت تمام سرداران لشکر شاہ
شہریار زادیان طاؤس ہاے زرین بال پر بصد شوکت باقی تمام لشکر پشت پر علمہاے زرنگاری
کے پھریرے کھلے ہوے ملکہ مہرخ نے آمد بران دیکھکر تخت بڑھایا ملکہ بران نے فقط ملکہ مہرخ کو
سلام کیا اور کسی کی جانب متوجہ نہوئین ملکہ بہار وغیرہ کو اسکا ملال ہوا آپسمین ایک نے دوسری
سے کہا کہ صاحبزادی کو بڑا غرور ہو گیا ہی ایک نے کہا آج اور ہی خیال ہی انکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی
پرسش اور غیر پرسش کی شکایت کیا خدا انکی جان بچائے گلہ شکوہ کر لینگے غرض اس کر و فر سے
لشکر اسلام جانب میدان کارزار بصد شوکت و حشمت چلا یہان صمصام میدان کارزار مین
مع لشکر آچکا ہی اپنے لشکر سے بعہدہ سپہ سالاری آگے بڑھا ہوا کھڑا ہی دیکھ رہا ہی کہ لکہاے ابر سرخ

و سبز و زرد ظاہر ہوئے زیر ابر قاب فوج میں تخت ملکہ مہرخ کا مثل دل کے اور پہلوئے تخت سے
نشین پھولوں کی آرہی ہیں ملکہ بہار جادو طاؤس زرین بال پر سوار بدھیاں پھولوں کی گلے میں
آڑی ترچھی پڑی ہیں چمپکا موتیوں کا سر پر آراستہ صاف ثابت ہوتا ہے شب تیرہ و تار میں عقد ثریا
کا ظہور ہے زلف شب دیجور چہرہ نور اعلی نور قامت سرو باغ خوبی دہن تنگ غنچہ گلشن محبوبی پشت پر
ساٹھ ہزار کنیزان دُر در گوش مست پوش دف و دائرہ ہاتھ میں سحر بات بات میں پچکاریاں لیے ہوئے
مست مے حسن و جمال اٹھکھیلیوں کی چال کبک خوش رفتار اگر سامنے آئے رفتار دیکھکر ٹھوکریں
کھائے اس شوکت و شان سے آمد ملکہ بہار جادو ہوئی کہ صحرائے خارستان پر بہار ہوگیا درختوں میں
جو پتے زرد تھے اُنپر زمرد کا دھوکا تھا جس راہ سے سواری ملکہ بہار کی چلتی تھی شاخیں نخل کی ہاتھ
بڑھاتی تھیں کہ دم بھر یہ گل رعنا ہمارے سایہ میں ٹھہرے ہمکو بھی شرف حاصل ہو درخت چاہتا ہے کہ زمین
بھی ساتھ ساتھ سوار یکے نہال ہوں بیت سرو در باغ بہ یکپائے ستادست نگر + برکاب تو دو دگر
پوش پائے دگر + اور جیل سردار ایسی آن بان سے شوکت و شان سے اپنے اپنے لشکر کو ساتھ لیے ہوئے
پرے جمے ہوئے سواری مثل باد بہاری کے آتی ہے ایک سمت سے لشکر ملکہ بران بڑے زور و شور سے نمایاں
ہوا دیگر ہیر دہر شمشیر زن ایک نخل کی آڑ کھڑے ہوئے خاص چہرہ ملکہ بران پر نگاہ ڈالی ہے بخوبی دیکھ
بھال کر خدمت ملکہ حیرت جادو میں دوڑی ہوئی آئی گر پسینے پسینے ملکہ حیرت سے عرض کیا میں کچھ عرض
کیا چاہتی ہوں حیرت نے کہا جلد کہہ تو کیا ہانپتی ہوئی آئی کیا دیکھا کیا سنا صرصر نے کہا واری اس
وقت میں نے بہ نگاہ غور ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا کیا عرض کروں منہ سے نہیں نکلتا ہے چہرہ اُترا
متغیر ہے رخ آفتاب مثال پر زردی سراسر ہے ایک شب میں یہ کیفیت ہوگئی کیسی صورت ہوگئی دوسرا
یہ احتمال ہے بڑا کنیز کو اس امر کا خیال ہے اسقدر آج بران شرمائی ہوئی ہے کہ سر نہیں اُٹھاتی اپنے ساتھ
والوں سے آنکھ نہیں ملاتی مجھکو تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمرو نے کچھ عیاری کر کے بران کو میدان میں
بھیجا ہے ملکہ حیرت جادو نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہے تغیر کا تو یہ جواب ہے کہ اپنی جان کے ڈر سے بیتاب ہے دم
بھر کے رنج و ملال میں جسم کا خون خشک ہوتا ہے جان کے واسطے آدمی سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہے دیکھو جب سے
یہ لڑائی شروع ہوئی ہے کیا حال ہوگیا ہمارے ہی صورت تھی دست و پاکی یہی کیفیت تھی واے بر حال
بران خوف جان دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ عمرو کو ایسی عیاری کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود عیار ہے ناہم

عیاری کی فکر ہو تیرے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ عمرو نے بران کو بدل لیا ہی تو ہی رات کو خبر لائی تھی کہ بران سے عمرو نے اتنا کہا تھا کہ چلی جاؤ میدان کارزار مین نہ آؤ بران اپنا گلا کاٹے ڈالتی تھی اور نہ کہ بران یہ قبول کرتی کہ میرے بدلے میدان مین اور کوئی جائے یہ صرصر تمھاری عقل کی حماقت ہی صرصر یہ سنکے خاموش ہوگئی مگر دونون لشکر بصد کر و فر اس زور و شور سے میدان مین آئے کہ طبقے زمین کے تھرائے دونون دریاے لشکر موج مارتے ہوے میدان رزم مین پہونچے شورش بحر زخار سپاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات سبکا گرداب فنا مین مبتلا اب جابجا باجے بج رہے ہین صفوف میدان قتال و جدال مین آراستہ ہونے لگین میسرہ میمنہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ جانبین سے درست ہوئین دونون سمت ساحران غدار کاروبار میدان کارزار مین مصروف ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا کہ آسمان سے تیر برسنے لگے جو جو کہ نخل حائل نظر تھے کاٹ کر گرا دیے دوسرے نے سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی جھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو ہوا اڑا کر لیگئی ایک دریا دل نے بڑھکر روئی کے گالے ہاتھ پر رکھکر اڑائے لکۂ ابر پیدا ہوا ابر برستا ہوا نکل گیا سطح میدان چشم زدن مین آراستہ ہوا نقیبان بلند آواز نے آکر آوازین لگائین کہان ہو دمامہ جادو کہان ہو ساحر مشمش بدخو سامری و جمشید کیا ہوے ایک چشم زدن مین بڑے بڑے سرکش فنا ہوے دنیا مقام عبرت ہی مثل طائر عنقا معدوم عشرت ہی

شعر اجل لگائے ہوے گھات ہر کسی پر ہی + بہوش باش کہ عالم رواروی پر ہی + نظم

ہان ذرا کر نظر بدیدۂ غور
دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
نہین دنیا مقام آسایش
کوئی بزم طرب کا بانی ہی
کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی
کہین چوتھی ہی اور چالا ہی
کہین افضال حق تعالی ہی
ہی کہین شادی حنابندان
اور کہین شور مرگ فرزندان
ہی یہ دنیاے دون کا سر رشتہ
نوش اسکا ہی نیش آغشتہ

بیت نہ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا + بڑے بڑے نامی و گرامی قبر تاریک و تنگ مین سوتے ہین انکے حالات نیک و بد نہین معلوم ہوتے ہین تخت شاہی بوریاے فقر بعد مرگ کسی کے ساتھ نجائیگا الانام مردان عالم صفحۂ میدان جہان مین ہمیشہ باقی رہیگا ای مردان شیر دل ای رستمان تہور شعار ای دلیران میدان کارزار عرصۂ زیست کا بہت تنگ ہی یہ وقت نام و ننگ ہی ایسے کلمات عبرت خیز و اشعار حیرت انگیز زبانپر جاری کیے سرداران ملکہ بران شمشیر زن کے دل غم سے بھرے ہوے ہین آنکھون سے سب کے اشک حسرت جاری ہین نمونہ پامالی عالم آنکھون کے سامنے پھر گیا ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جائیے لڑ بھڑ کر مر جائیے

لشکر دشمن کو جرأت دکھائیے زندگی چند نفس ہی طائر روح کو یہ جسم خالی مثل قفس ہی غرا دلاان اول صمصام
نمک حرام نے کرگدن سحر اپنا صف لشکر سے نکالا سامنے ملکہ حیرت جادو کے آیا کرگدن سے کود پڑا پایۂ تخت
کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا ای صمصام کیا جلدی ہی ہمارے سب سردار
آمادۂ حرب ہین سالہا سال سے ان لوگون سے لڑ رہے ہین معرکے پڑ رہے ہین تم تو ہمارے مہمان ہو
تامل کرو اول طریقۂ جنگ دیکھو صمصام نے عرض کیا کہ غلام ہی کی بگڑی الجھی ہی اب تاب صبر و ضبط
باقی نہین ہی غلام بیقرار ہی پس آج ہی خاتمہ کرتا ہون ملکہ حیرت نے اشارہ کیا ایک جادوگر نے لاکر
جام شراب صمصام کو دیا کہا ای سامری وقت جمشید عہد یہ جام شراب جرأت ہی سمجھکر پینا صمصام
نے اُسکے ہاتھ سے ہنسکر لے لیا ملکہ حیرت جادو نے کہا جا تجھے خداوند لقا کے سپرد کیا صمصام بد انجام
مثل غول صحرائی کرگدن کو اُڑاتا ہوا نیرنگ سحر دکھاتا ہوا میدان کارزار مین آیا واضح رہے ناظرین
ہو کہ خنجر بار جادو صمصام بچیا کا رفیق قدیم ہی صلاح کار و ندیم ہی ساحر بھی زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت
سے مست ہی انتہا کا مکار و غدار ہی صمصام کو اسپر بڑا اعتبار ہی اسکو بعہدۂ سپہ سالاری لشکر مین چھوڑ
آیا ہی سمجھا دیا ہی کہ جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اُسوقت تم میرے قریب رہنا جن اشیاے سحر کی ضرورت ہو
تمھین ہم تک پہونچانا دیکھو رہ نہ جانا خنجر بار جادو نے اس سے کہدیا ہی کہ اس خیرخواہ کو ہر وقت اپنی
پشت پر پائیے گا لڑائی مین نہ گھبرائیے گا الغرض صمصام میدان کارزار مین پہونچا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا
مرگ کی ہو نکلے اور مین تو بی ملکہ بران صاحبہ سے جنگ کا طالب ہون ملکہ بران شمشیر زن نے یہ سنتے
ہی تخت سے اُترنے کا ارادہ کیا تھا ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ دیکھا پکار کر آواز دی صاحبو غضب ہوا
آپ صاحبون مین سے کوئی صاحب جلد جائین اس بچیا کو جواب دین مقابلہ کرین ملکہ مہرخ کے
منھ سے یہ پورا کلمہ نہ نکلا تھا کہ شکیل جادو فرزند ارجمند ملکہ مہرخ سحر چشم کا پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالے
استادہ تھا فوراً پایۂ تخت کو بوسہ دیکر سامنے آیا عرض کی ای مادر مہربان اجازت میدان ملکہ نے بہ تعجیل
فرمایا بسم اللہ شکیل نے فوراً مرکب اُڑا دیا وہان ملکہ ہمارے تاجدار وغیرہ نے ملکہ بران کو روکا اور
کہا حضور تامل فرمائین وہ دیکھیے شکیل جادو مقابلے مین صمصام کے جا پہونچا ایک سے دو نہین مقابلہ
کرتے ہین ملکہ خاموش ہو کر ٹھہر گئین یہان صرصر نے ملکہ حیرت جادو سے کہا واری یہ معاملہ بھی حضور نے
ملاحظہ فرمایا اُسنے نام بران شمشیر زن کا لیکر پکارا عوض مین اُنکے شکیل جادو مقابلے پر آیا اب تو لونڈ لکا

قول کرکے قشین ہوا ملکہ برّان شمشیر زن شعلۂ جوالہ ہو وہ اس امر کو کب جائز رکھتی ہرگز شکیل جادو کو مقابلہ
صمصام میں نہ جانے دیتی ملکہ حیرت جادو نے کہا آج تجھے ہیچ ست یہی خیال ہے تیرے دماغ میں
خلل ہو گیا ہے آج قانون اور قاعدے کا لحاظ کرو ہو سب کو ملکہ برّان کے جان بچانے کی فکر ہے حسرت سے خاموش
ہو گئی یہاں شکیل جادو قریب صمصام پہونچا تھا کہ اس ملعون نے اپنے گرگدن سحر کے سر پر ایک سونٹا
یا سامری کہکے مارا گرگدن کے منھ سے ایک شعلہ کلان نکلا شکیل کے سر پر آکر جھکا قریب تھا کہ خرمن
ہستی شکیل جادو کو جلائے شکیل نے کچھ پڑھ کے دستک دی شعلہ سر سے ہٹا مگر سر پر مرکب کے گرا
مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا ہر عضو تن سے شعلہ نکلنے لگا شکیل جادو کود پڑا کچھ پڑھکر ہاتھ ملا یا برق
بچلی صمصام کے گرگدن کا سر اڑ گیا بقہر و غضب صمصام زمین پر آیا کارد سحر جیبی سے نکال کے
پھینک ماری ہر چند شکیل نے روکا نہ رکی شانے کو توڑ کر پار نکل گئی شکیل غش کھا کر زمین پر گرا صمصام
نے چاہا سر کاٹ لوں خورشید زرین سحر کو تاب نہ آئی جھپٹ کر صمصام پر جا پڑا ملا نہ یہاں شکیل جادو
بہ اشارہ ملکہ مہرخ سحر چشم شکیل کو اٹھا لائے خورشید زرین سحر سے مقابلہ ہونے لگا دونوں کے سحر سے
شعلے بھڑکے آگ برسی زمین پھٹنے لگی عرصہ دراز تک اسی طرح آپس میں سحر ہوتے رہے واضح رہے کہ
صمصام کے بلوغ میں دو تیغے حمائل ہیں ایک خاص قتل برّان کا اور دوسرا واسطے ہر ساحر کے آخر
غصے میں آکر صمصام نے تیغہ کرے کھینچا خورشید پر مارا ہر چند کہ خورشید نے سپر سحر کو سر پر روکا مگر سپر
آتش خیز کو کاٹ کر تیغہ تا ابرو پہونچا خورشید نے رد سحر کر کے تیغہ تو سر سے نکالا مگر صدمۂ زخم سے غش کھا کر
زمین پر گرا صمصام نے قصد کیا قتل کروں ملکہ بہار جادو کو تاب نہ آئی وہیں سے نعرہ کیا کہ او
خاکسار اسے ذلت ہاتھ نہ اٹھانا اپنی بغاوت نہ دکھانا ملکہ بہار جادو یوں تڑپ کر میدان میں آئی کہ
بجلی جھند و شرمائی نور جمال ملکہ بہار جادو سے آنکھوں میں صمصام کے چکا چوند آئی جبتک یہ چھپا
سنبھلے ملکہ بہار گلعذار نے گلدستہ سحر مارا بلند ہو کر گلدستہ کا پھٹا پھول برسنے لگے ہوا سے سرد آئی
غنچے چٹک کر گل ہونے لگے درختوں میں جو زرد زرد پتے تھے سرسبز و شاداب ہوئے عندلیبان خوشنوا
گل عارض ملکہ بہار جادو دیکھکر بیتاب ہوئیں زمزمہ سرائی کرنے لگیں دم محبت کا بھرنے لگیں آوازیں
آنے لگیں شعرای جنون دیکھو بیابان میں سواری تیار ہے اندنوں چمن کو ہوا دی بہاری تیار ہے ایک بلبل
خوش نغمہ نے پھول کر پر کھولے یہ اشعار آبدار مصنف پڑھنا شروع کئے غزل

ہے شوق ماہرو کو ہمارے سنگار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
صیاد اب تو چھوڑ دے بلبل کو قید سے
کھاتا ہے پیچ و تاب بگولہ غبار کا
دلکی تڑپ سے برق خجل ہو گئی قمر
انار شعلۂ مہر نمونہ ہے نار کا
زاہد سنا حساب نہ روز شمار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
دل سے حضور رکے نہین جاتے کہین ورزتین
ادنی نمونہ ہے یہ مرے انتظار کا
ساقی پلا دے جام مے خوشگوار کا
آتا ہے دھوم دھام سے موسم بہار کا
برگشتہ قسمتونکی نہین خاک کو بھی چین
اس آئینہ مین زنگ ہے میرے غبار کا

سب نے دیکھا کہ چہار جانب سے ابر تنک اٹھے موسم بہار کی کیفیت نمایان ہوئی بوندیان ہلکی ہلکی پڑنے لگین گویا عطر بہار کا زمین پر چھڑکاؤ ہوا ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور تھا کیفیت موسم بہار مین نوجوانان چمن کو سرور تھا صبا نشۂ بادۂ خوشگوار مسرت سے لڑکھڑاتی تھی ہر مینا شجر سے سرگرانی تھی دیدۂ نرگس شوق جمال بہار مین وا کثرت گلہائے رنگارنگ سے دامن صحرا پر بہار ہوا عطر بار محبت بہار مین دل لالۂ داغدار سوسن صد زبان اس گلشن بیخزان کی ثناخوان صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش اس جوش بہار کو دیکھکر حیران و پریشان چاہتا ہے کہ پھول اٹھاکر سونگھے بازو پر سنہرا پتلا بندھا تھا وہ بڑھکر پکار اٹھا اے شہنشاہ ہوشیار رہنا پھول نہ سونگھنا یہ تمھارے واسطے خار ذلت ہے دیکھو پچھتاؤ گے دھوکا اٹھاؤ گے دام موج بوئے گل مین پھنس جاؤ گے صیاد درپۂ دل آزاری ہے سونگھنے مین موجب ذلت و خواری ہے یہ جو پتلے نے پکار کر کہا صمصام نے پھول ہاتھ سے پھینکے ہوش آیا قلب ٹھہرایا جلد جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا کچھ اسمائے سحر پڑھکر اچھالا زمین پر ایک دو ہتڑ مارا ترنج آسمان پر جاکے غائب ہوا یکایک ایک ہوائے گرم چلی دھوپ نے وہ تیزی دکھائی ہر شخص کی گرمی سے جان لبون پر آئی وہ دشت کرۂ آتش معلوم ہوتا تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب آیا ہے چشمون کا پانی کھولنے لگا مچھلیان بیتاب تھین سیخ موج پر کباب تھین خشکی لب ساحل پر موجین بیقرار و مضطر خیمۂ حباب جلنے لگا ہر گرداب تنور شعلہ فشان بن گیا پھول کمھلانے لگے طفل غنچے کو حرارت سے غش آنے لگے نخل تپون سے کف افسوس ملنے لگے پھل تلوارون کے مثل شمع کافوری جلنے لگے بلبلون نے نغمہ سرائی موقوف کی سکوت کا جوش مثل تصویر خاموش ابھی موسم بہار تھا چشم زدن مین باغ سحر بہار پر خزان آئی سر سبز و شاداب درختون پر زردی چھائی باغبان بدعت فلک کو اس باغ بہار کو مٹاتے شرم نہ آئی ہمیشہ سے یہی گردش لیل و نہار ہے کبھی خزان اور کبھی بہار ہے ملکہ بہار جادو نے جو اس تابش اور حرارت

کو دیکھا چہرہ گل سا کمھلا گیا چاہا دوسرا سحر کرے صمصام نے نعرہ کیا ای بہار ہوشیار ہو مین تیرے سحر کو مٹا چکا اب کب زندہ چھوڑتا ہون یہ کہکر ایک گرز طرف آسمان کے پھینکا ملکہ بہار جادو پر آگ برسنے لگی ملکہ مہرخ سحر چشم نے جو یہ آفت دیکھی سمجھین شاید ملکہ بہار جادو سحر صمصام مین مبتلا ہوئین فوراً یہ کہکے تخت بڑھایا کہ مین جاکر باران سحر برساؤن ملکہ بہار گلعذار کو بچاؤن ملکہ مہرخ سحر چشم کے تخت بڑھاتے ہی ہمراہ رکاب ملکہ مہرخ بہت سے ساحر بڑھے یہ کہتے ہوئے کہ اپنے مالک کو تنہا نہ جانے دینگے صمصام نمک حرام کو گھیر کے مار لینگے **ابیات مصنف**

یہ دیکھا جو صمصام نے شور و شر
ہوئی جنگ مغلوبہ مد نظر
دیا فوج کو حکم باصد غضب
کرو حملہ دشمن کے لشکر پہ اب
نہ دیکھو ذرا بھی بد و نیک کو
کرو قتل میدان مین ایک ایک کو
یہ سنتے ہی لشکر بصد کر و فر
سوے فوج مہرخ ہوا حملہ ور
اُدھر سے بھی فوراً سپاہ گران
بڑھی بہر پیکار باعلم و نشان
دو دریاے لشکر ہوئے موجزن
چھپا گرد سے روے چرخ کہن
ملے صورت ابر باہم دگر
ہوئی بارش سحر پھر سر بسر
دکھانے لگا کوئی نیرنگیان
کسی نے کسی کو کیا بے نشان
کوئی خون منھ سے اُگلنے لگا
کوئی صورت شمع جلنے لگا
کسی نے کسی پر کیا یہ فسون
لگا تنکے چننے ہوا یہ جنون
کوئی بزدلا تھا کوئی منچلا
کوئی زخمی ناوک سحر تھا
کسی نے کسی کا کیا سر جدا
ہوا قید ہستی سے کوئی رہا
لگایا کسی نے کسی پر تبر
گرا ہو کے زخمی کوئی خاک پر
کوئی سحر آتش مین مسحور تھا
کوئی سحر پہ اپنے مغرور تھا
ہزارون تڑپتے سر خاک پر
پدر کو نہ بیٹے کی تھی کچھ خبر
وہ غوغا پس مرگ جادوگران
وہ بیرون کی مقتل مین آہ و فغان
وہ چلنا ترنج اور نارنج کا
وہ ہونا فزون صدمہ و رنج کا
کوئی کہہ رہا تھا کہ یا سامری
کرو آنکے اسدم مری یاوری
کوئی کہہ رہا تھا کہ آؤ لقا
مجھے دشمنون سے بچاؤ لقا
کوئی بہر پیکار استادہ تھا
کوئی بھاگ جانے پہ آمادہ تھا
ہوا ایسا میدان مین کشت و خون
مفصل بیان ای قلم کیا کرون

یہ دونون لشکر مثل آب و شور و شیرین و مانند نور و ظلمت آپسمین مل گئے ہنگامہ سحر برپا ہوا اگر بہار گلعذار نے اپنے تئین ایک چشم زدن مین سحر آتش سے رہا کیا اسقدر باران سحر برسایا کہ کئی ہزار ملازمان صمصام جوش مین آب نایاب سحر کے ڈوب گئے راہ سے تری کے نار سقر مین پہونچے

ملکہ ہمائے تاجدار افسر لشکر بُرّان نامدار مع فوج ظفر موج لشکر صمصام جنگ آزمائے خونریز
زرہ پوش پر جا پڑین ایک جانب سے ملکہ مجلس جادو ایک جانب سے ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی ملکہ بُرّان نے بھی اپنا ہنس سب کے عقب مین بڑھایا کسی نے ترنج کسی نے نارنج
کسی نے گچھا پیکان کا کسی نے گولہ آہن کا سحر پڑھکر پھینکا تب ملکہ بُرّان شمشیرزن نے بھی سبکے
آخر مین کچھ ماش کے دانے جھولی سے نکالکر لشکر صمصام پر پھینکے ملکہ حیرت جادو نے اُدھر اپنے
افسران فوج کو حکم دیا ہی کہ صمصام کی جاکر مدد کرو لشکر مہرخ کو گھیر لو مین بھی آتی ہون یہ کہکر اشیاے سحر
ذات پر آراستہ کرنے لگی اُسوقت تک صرصر شمشیرزن قریب ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہی چونکہ بلندی
پر سے صرصر لڑائی کو نظر غور سے دیکھ رہی ہی جب ملکہ بران شمشیرزن کو اس طرح لڑتے دیکھا ملکہ حیرت
سے کہا اب حضور نے ملاحظہ کیا مجکو تو بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ ملکہ بُران شمشیرزن نہین ہی ساربان زادہ
نے کسی اور کو بران بناکر بھیجا ہی بران کی لڑائی کا یہی طور ہی آپکے لشکر سے ایسا کب لڑی ہی اگر شہنشاہ
افراسیاب پیچھا پڑی ہی آج تو مردے کی شکل ہی کسی ایسے ویسے پر اُسکا سحر کام کرتا ہی ملکہ حیرت نے
جواب دیا مجکو یہی پڑی ہی بخوف جان یہ حال ہی اُسکے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اُسکے سردار اُسکو بڑھنے
نہین دیتے منھ پر کسی ساحر زبردست کے چڑھنے نہین دیتے صرصر تو چپ ہوئی ملکہ حیرت جادو
طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے جا پڑی جاتے ہی ایک گولہ اُٹھایا سحر پڑھکر فوج ملکہ مہرخ سحر چشم پر
مارا کئی سو کے سر پھٹ گئے پلٹ کر ملکہ بہار جادو نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت آئی یہ کیسا تلاطم ہوا کہ
دل ساحرون کا کانپ گیا بغور جو دیکھا تو حیرت جادو کے سحر نے حملہ ڈالدیا ہی جس غول پر گرتی ہی
کر کے ہٹتی ہی بس بہار جادو نے بڑھکر آواز دی دیکھو بہار ہٹ جاؤ شامت نہ آجائے یہ تو ہم جانتے ہین
کہ تو بادشاہ کی جورو ہی خصم نے تیرے سب کچھ سکھا دیا ہی یہان بھی کوئی موم کا نہین ہی ملکہ حیرت نے
جواب دیا ای بہار تیری قضا میرے ہی ہاتھ سے ہی اتنا فقط پاس ہی کہ برادری والے کہینگے بہن
کو بہن نے مار ڈالا اور خیال اسکا بھی آجاتا ہی کہ ہم نے اور تو نے ایک پیٹ مین پاؤن پھیلائے ہین
ایک ماں کا دودھ پیا ہی کیا دنیا کا خون سفید ہوا ہی کہ چھوٹی ہو کر بڑون کے منھ چڑھتی ہی جا ہٹ سامنے
سے آج مین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ملکہ حیرت نے ایک نارنج اُٹھا کر مارا کہ دس بارہ کنیزان
بہار کے سر پھٹ گئے ٹکرا کر گرین سیار گلشن جنان ہوئین غصے سے رنگ روے ملکہ بہار متغیر ہوا

چہرہ مثل گلاب کے پھول کے سرخ ہو گیا فوراً گلدستہ اُٹھا کر مارا اور کہا ای ہمشیرہ صاحبہ کہنا الامر فوق الادب
جب تک ملکہ حیرت جادو سنبھالے گلدستہ قریب سر ملکہ حیرت جادو شق ہوا ہوا سے
سرد چلی ملکہ حیرت جھوم گئی ایک پھول سر پر طاؤس کے پڑا مثل طاؤس آتشبازی کے جلنے لگا ملکہ حیرت
طاؤس سے کود پڑی جھولی سے شیشہ آب دمیدہ سحر نکالکر اپنے منھ پر چھینٹا دیا سحر بہار کا دفع ہو گیا مگر
سو دو سو جادوگر ملکہ حیرت جادو کے گریبان پھاڑ کر دیوانے ہوئے ملکہ بہار نے ابرو سے اشارہ
کیا اشعار عشق آمیز پڑھکر اپنے گلے کاٹ ڈالے ملکہ حیرت نے غصے مین چاہا کہ ملکہ بہار گلعذار پر
جا پڑے بیچ مین بلال سحر افگن لشکر لیکر آ گئی خوب اُس مقام پر سحر ہوئے ملکہ حیرت سب کو جواب
دیتی جاتی تھی ہر طرف شور قیامت برپا ہی سحر ہر ایک کا چل رہا ہی ہر نخل آتش سحر سے جل رہا ہی لیکن
صمصام بد انجام غرق دریائے سحر جوش مین گھرا ہوا لڑ رہا ہی جس غول پر جا پڑتا کسی پر گرا کسی پر
تیغ مار دیا اتنا بڑا زبردست ہی کہ اگر کوئی جادوگر سنبھالا اُٹھا بھرتا صمصام گھرام پر جا پڑا اور صمصام
جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر ہاتھ تلوار کا مارا اُس بیحیا نے کلائی پکڑ لی اُسکی ہاتھ ڈالدیا تیغہ چھینکر
پھینکا کمر مین ہاتھ ڈالکر یا سامری کہکے زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا ہزار ہا ساحران
نامی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے بہت مارے گئے مثل فیل مست پامال کرتا ہوا جاتا ہی خنجر بابجادو
اسکا رفیق قدیم ہی داد مردی و مردانگی کی دے رہا ہی ہر غول مین بڑھکر لڑتا ہی جب صمصام آواز
دیتا ہی ای رفیق من وای صف شکن ای خنجر بابجادو اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ یہ بیحیا حاضر کیلئے غول
سے نکلتا ہی قریب صمصام آجاتا ہی جو شی صمصام مانگتا ہی یہ دے دیتا ہی مثل بارش کے دانے
ترنج یا نارنج وغیرہ ہر شی اسباب سحر سے اپنے پاس موجود رکھتا ہی صمصام آفرین کہکے پھر لڑنے
لگتا ہی ملکہ مجلس جادو واسطے ملکہ بُران شمشیر زن کے سینہ سپر ہی بلوے مین ملکہ بُران کو جلنے
نہین دیتی ہی ہر بلا کو اپنے سر پر لیتی ہی اب جو دو لشکرون مین قیامت کے سحر ہونے لگے کہ حیرت
جادو بھی شریک ہی کئی لاکھ جادوگرون کا کھیت جانبین مین ہو چکا ہی صمصام نے آگ برسائی
ہی کسیکے روکے نہین رکتا ہی جسنے ٹوکا اسپر جا پڑا کہنی سے بیحیا کی خون ٹپک رہا ہی لختے خون کے تلوار
پر جمے ہین چہرہ سیہ کار کا غصے سے سرخ ہی دیو خصال مریخ مثال فوج ملکہ مہرخ سحر چشم کو پامال کر رہا
ہی کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا اس جوش و خروش مین بیحیا لڑ رہا ہی چاہتا

ہے

ہی ملکہ بران شمشیر زن پر جا پڑون دختر کوکب سے دل کھول کر لڑون ہر سردار سینے کو سپر کرتا ہی دم محبت
کا ملکہ بران کی بھرتا ہی صمصام بد انجام فوج کو آواز دے رہا ہی ہان یارو جانبازی کرو ایک ایک کو
خلعت و جاگیر سے سرفراز کرونگا تمھاری جرأت پر ناز کرونگا افراسیاب ایسا قدر دان ملا ہی جوہر
شناس نیک اساس خود صاحب شمشیر و سپر ہی آفتاب اقبال اُنکا اوج پر ہی طلسم نور افشان کے
تباہ کرنے کی کوشش مین ہی کوکب روشنضمیر کا ستارہ گردش مین ہی ایسے کلمات مہملات جو اسکی
زبان سے نکلے اور نمک خواران ملکہ بران نے سنے ایک ایک کو غصہ آیا دریاے جرأت سے
جوش مارا بہرام سرفروش ملکہ بران شمشیر زن مین سے ہی صاحب لیاقت شیر بیشہ جرأت تھا خنجر
کھینچکر صمصام پر جا پڑا اور سا آدما تندی کہ او بیحیا شعر زبان درکش و تیغ کش از غلاف نہ کہ جاے
سخن نیست این دشت مصاف ہے یہ میدان کارزار ہی بیہودہ بکنا بکتا ہی افراسیاب تیرا بڑا قدر دان
باپ دادا نے تیرے خوان نعمت شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے پرورش پائی او نمک حرام بد انجام
تو نے یہ کیا خوب خیر خواہی دکھائی ایسے کلمات کہتے ہوئے شرم نہ آئی یہ جو نعرہ شیرانہ بہرام سرفروش نے
کیا صمصام غصے مین جا پڑا بہرام نے گولہ مارا یہ مردود تو بلاے روزگار ہی اپنی چھنگلیا تراش کر
گولے پر خون مارا کہا اپنا بھوگ لے دشمن کو شکست دے وہ گولا اُلٹا پلٹا مثل شعلہ جوالہ کے گویا توپ
کے منھ سے نکلا بہرام نے ہر چند رد سحر پڑھا مگر وہ گولا نہ رکا سر پر اُس خیر خواہ کے ایسا پڑا کہ وہ
شیر دل جان بحق تسلیم ہوا یہ معاملہ جو ملکہ مجلس جادو نے دیکھا کہ ایسا سردار نامی مارا گیا پنجہ گلی لے کر
صمصام پر برس پڑی کئی ہاتھ مارے پنجے سے ہر مرتبہ شعلے نکلتے تھے صمصام تو اپنے تئین بچاتا تھا
جادوگر صمصام کے قریب جو تھے کئی سو جلے بیدم ہوئے رہرو راہ عدم و شعلہ افروز نار جہنم ہوئے
صمصام نے ایک ماش کا دانہ سحر پڑھکے پنجہ گلی پر مجلس کے مارا پنجہ مجلس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ملکہ
مجلس نے جھولی مین ہاتھ ڈالا چاہا دوسرا پنجہ نکالون صمصام نے بہ تعجیل تمام پنجہ سحر یا سامری یا جمشید
کہکے سر پر ملکہ مجلس کے مارا مجلس نے سپر سحر کی پناہ لی مگر سپر ایسی جلدی کٹی گویا وصل کی شب
تھی سپر کو کاٹ کر پنجہ سر پر ٹھہرا سر اسکا زخمی ہوا ملکہ مجلس دریاے خون مین نہا گئی غش آنے لگا
دل ضعف سے گھبرانے لگا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش نے چاہا مجلس جادو کا
سر کاٹ لون ہماے تاجدار بیچ مین جا پڑی للکارا او نمک حرام کیا کرتا ہی یہ کہکر کچھ ماش کے دانے مارے

اُس مقام پر اندھیرا ہو گیا اُسی تاریکی مین ملکہ مجلس جادو کو ہٹا لیا صمصام نے اندھیرے کو
مشعل سحر جلا کر دفع کیا اُستادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ بعد زخمی ہونے مجلس کے اس زور و شور سے
تلوار چلی کہ گاو زمین کانپتی تھی وہ قیامت کے سحر ہوئے کہ اندھیرا چھا گیا کبھی آگ برسی کبھی لکہ ابر
سیاہ چھا گیا کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑکتے تھے رعد کی گرج برق کی چمک کمانون کی کڑک عقاب طیر
اُڑتے پھرتے تھے سر زمین پر کٹ کٹ کر گرتے تھے کسی کا سینہ تیرون سے غربال ہوا کوئی زیر سُم
اسپان پائمال ہوا تمام دشت خون سے لال ہوا صمصام بد انجام نے اُسوقت ایک ردعی کا
کالا جھولی سے نکالا سحر پڑھکر اُسپر کچھ پانی ڈالا وہ ابر ہو کر بلند ہو کر ایسا اندھیرا چھایا صاف ظاہر ہوتا
تھا کہ شب تیرہ و تار ہی شب فراق عاشق سے مثال دون یا خال چہرۂ زنگی کہون تاریکی پردۂ ظلمات
سامنے اُس اندھیرے کے مات اُس اندھیرے مین صمصام نے جست کی تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ
بُرّان نقلی یا اصلی ایک نخل کے سائے مین ماش کے دانے ترنج نارنج پھینک رہی ہی کہ صمصام
اُسی مقام پر پہونچا نعرہ کیا اور ختر کو کب کہان جاتی ہی بس بران نے جو سر اُٹھا کر صمصام کو دیکھا
قصد ہوا کہ بھاگ جاؤن مگر صمصام کب جانے دیتا ہی ایک دو ہتڑ زمین پر مارا بران لڑکھڑا کے
تھم گئی گویا زمین پر مثل نقش کف پا جم گئی ایسی سحر صمصام مین پھنسی کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکی
صمصام نے پنجہ قتل ملکہ بُرّان کمر سے کھینچا مثل برق کے تڑپ کر ابر نیام سے نکلا اتنے عرصے مین
سرداران مہرخ و ملکہ بُرّان نے شعلہ چمکا کر اس تاریکی کو دفع کیا ہی اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا صمصام
کو قریب ملکہ بُرّان پایا بدحواس دوڑے وہان صمصام بالکل قریب تھا بُران نے جوڑے سے
اختر مروارید نکالا سینے پر صمصام کے پھینک مارا وہ مومی مومی ہو کر زمین پر گر پڑا اپنا فعل قدیم نہ کیا
اودھر صمصام کا پنجہ چل گیا ملکہ بران شمشیر زن نے تھرا کر سپر سحر کو اُٹھایا پنجہ تڑپ کے گرا سپر کٹی اُسپر
بھی بُرّان نے چاہا کہ سپر کو پھینک کر بھاگون لیکن قدم نہ اُٹھا جینو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ مع سر قلم
ہو کے زمین پر گرا غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اُٹھی سنگ باری برف باری شروع ہونے لگی لاش
ملکہ بُرّان کا زمین پر گر کے تڑپا معلوم ہوا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہی صمصام نے تو نعرہ کیا
وہ مار امین نے چراغ طلسم زر افشان گل کر دیا شمع انجمن کو کب کو بجھایا اُس وقت ملازمان
کو کب و ملکہ مہرخ نے ایسا شور گریہ و زاری بلند کیا اور گولے ترنج نارنج طرف صمصام کے پھینکے

کہ ہنگامہ قیامت بپا ہو گیا آواز کسی نے نہ سنی کہ مرنے پر ملکہ برّان شمشیر زن کے کیا صدا آئی
دستور ہی کہ جو جادوگر قتل ہوتا ہی بیر اُسی کے نام کی آواز دیتے ہین کہ مارا فلان جادوگر کو اس
ہنگامے مین کس کے ہوش درست تھے کہ اس آواز کو سنتا کہ بیرون سے کیا کہا ہر جادوگر
بدحواس ہو گیا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی بیت گر پیر نود سالہ بمیرد عجب نیست ٭ این ماتم
سخت ست کہ گویند جوان مرد ٭ ای آفتاب عالمتاب آسمان کوکب روشنضمیر اسوقت تو
غروب ہوا طلسم نورافشان مین اندھیرا ہو گیا جب اُس شہنشاہ عالیجاہ کو خبر ہوگی تیرے
غم مین دیوانہ ہو جائیگا خدا اس عمر کا نخل نہ کاٹے کسی مان باپ کے دل کو یہ صدمہ نہ پہونچے
کیونکر وہ بہادر صبر کرے گا کیا کلیجے ولپر جبر کرے گا غرض یہ روتے ہوئے گریبان چاک چہرہ زخمی
خاک صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر جا پڑے اُنکی فوج بھی جانبازی مین
مصروف ہوئی اُدھر ملکہ حیرت جادو نے اپنی فوج کو للکار دیا کہ ارے صمصام ایسے خیرخواہ کو
دشمنون سے بچاؤ ہر فرد بشر اسوقت جان دینے پر آمادہ ہی صمصام نگہرام کے قتل کرنے کی فکر ہی
ہر غول مین یہی ذکر ہی کہ یارو ملکہ برّان شمشیر زن قتل ہو گئی اس نگہرام صمصام بدانجام کو بھی زندہ
نچھوڑو ہرگز منھ اسکے قتل سے نہ موڑو لشکر حیرت جادو کا بڑھا جنگ عظیم واقع ہوئی اسوقت
اس قدر سحر و ساحری کا ہنگامہ برپا تھا کہ قدم رکھنا ہر شخص کو دشوار تھا کشمکش فوج سے تل بھر میدان
مین جگہ خالی نہ تھی ہر چند صمصام سحر کا سب کے جواب دیتا جاتا ہی مگر بدحواس عالم یاس قتل
کرکے برّان کو پچھتایا ہی کہ اب میری جان ان سب سے کیونکر بچے گی دل مین خیال کرتا ہی کدھر
جاؤن کیونکر اپنی جان بچاؤن اسی تردد و انتشار مین تھا کہ پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی ای شہنشاہ
ای شہنشاہ واہ واہ آپکا کیا کہنا رفیق جانباز خنجر بار جادو حاضر ہی مگر اس مقام پر سر ہتیلی پر رکھکر
آیا ہون یہ گولے وغیرہ جلد لیجیے صمصام نے جو پلٹ کے دیکھا اپنے دوست صادق محب واثق
خنجر بار جادو کو دیکھا کہ بیچ نخل سے لپٹا کھڑا ہی تمام لباس پارہ پارہ پشت و پہلو پر زخم ہین خون کے
فوارے جسم سے نکل رہے ہین آتش سحر سے آبلے منھ پر پڑے ہین صمصام نے کہا ای دوست
جانی واہ کیا کہنا لا اسباب سحر دے خنجر بار جادو نے کچھ گولے کچھ ترنج نارنج جلدی صمصام کو
دیے اور گھبرا کر کہا ای شہنشاہ آج آپ کو سامری و جمشید بچائین دشمن سب مارے جائین

جس نیچے سے ملکہ بُرّان کو قتل کیا ہے جلدی مجھے دے دیجیے خون تر پاک کردون پھر زیب کر لیجیے
صمصام نے اُس پریشانی مین نیچہ خنجر بار جادو کو دے دیا اور آپ کسی ساحر پر پلٹ کے
گولہ مارا بعد قتل کرنے اُس ساحر کے پھر پلٹا اور کہا ای برادر خنجر بار جادو نیچہ لاؤ کچھ آواز نہ آئی
چہار جانب پریشان ہو کر دیکھنے لگا خنجر بار جادو کا نشان بھی نہ پایا نیچے کو خون سے پاک کرتا ہوگا
یا کسی غول پر جادوگرون کے جا پڑا ہوگا یہ تو سمجھا اس خیال مین ہی لیکن ناظرین والا مقام پر ظاہر
ہو کہ رات کو ارسطوئے فطرت لقمان حکمت نہنگ بحر عیاری و ہزبر دشت طراری خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری نامدار نے یہ کار نمایان کیا تھا کہ ملکہ بُرّان شمشیر زن کو خیمے مین تنہا لیجا کر بیہوش کر کے زنبیل مین
رکھ لیا تھا اور ایک جادوگرنی رہنے والی ملک عنطلی آباد کی موسوم بہ گلنار جادو مدت مدید عہد
بعید سے زنبیل مین عمرو کی قید ہی اُسکو نکالکر بشکل ملکہ بُرّان بنا دیا تھا اور بخوبی سمجھا دیا تھا کہ تجکو ملکہ
بران شمشیر زن دختر کوکب روشن ضمیر کا مرتبہ دور صورت سامری و جمشید نے عطا فرمائی ہی آج
روز تخت پر سوار ہوا کر لاکھون ملازم تیرے ساتھ رہینگے سب تجکو ملکہ بران شمشیر زن کہینگے اور
معرکہ جنگ و جدال ہی جہانتک ہو سکے سحر کرنا قتل مین دشمن کے مصروف رہنا ہر چند کہ تیرے سردار ایسے
زبردست ہین کہ جنکے سحر سے سامری و جمشید بھی پست ہین وہ سب تجھپر اپنا سینہ سپر کرینگے تجکو نہ لڑنے
دینگے مگر بادشاہ و لشکر کو سحر ریتی اپنے ملازمون کی ضرور ہی یہ سب باتین سمجھا کر خوب اسکو پکا کر دیا تھا پس
وہی گلنار جادو بصورت ملکہ بُرّان شمشیر زن میدان رزم مین آئی تھی حرکات روزمرہ مین
اسی وجہ سے فرق تھا قیصر شمشیر زن نے اسی وجہ سے ملکہ حیرت جادو سے ذکر کیا تھا ملکہ
حیرت کو خیال ہوا اب خواجہ عمرو نے لڑائی مین دیکھا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز تند خو پوش
کا خنجر بار جادو بڑا رفیق ہی دل و جان شفیق ہی اُسکی شکل بنکر عین گرمی جنگ مین نیچہ ہاتھ سے
صمصام بد انجام کے لیا جیسا کہ راقم نے قبل اسکے تحریر کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نیچہ لیکر
بھاگا ایک درۂ کوہ مین آ کر ملکہ بُرّان شمشیر زن کو زنبیل سے نکالا بُرّان شمشیر زن نے گھبرا کر پوچھا ای
عمر نامدار یہ کونسا مقام ہی یہ آوازین ہا ہو کی کیسی بلند ہین جادوگرون کے مرنے کی کیسی صدا آتی
ہی کیون اس وقت زمین تھراتی ہی خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا لفظاً لفظاً سامنے بُرّان
شمشیر زن کے بیان کیا اور کہا بیٹا صمصام بد انجام تجکو اس طرح قتل بھی کر چکا مین خنجر بار جادو

بنگر یہ نیچے لایا ملکہ بُرّان شمشیر زن یہ سنکے خوشی سے باغ باغ ہو گئی مثل گل کے شگفتہ ہوئی رنگ آگیا گلے مین
خواجہ عمرو کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا آپ نے میری جان بخشی کی اگر آپکا قدم درمیان نہوتا تو کڑی
مشکل تھی مین تو اپنے نزدیک مُردون مین داخل تھی آپ کے تصدق مین روح تازہ پائی زنبیل
کی کیفیت دیکھ آئی حضور جب مین داخل زنبیل ہوئی شب تو نہین معلوم کس طرح سے گذری صبح کو
جو خواب سے بیدار ہوئی دیکھا گرد کنیزان زرین پوش براے خدمتگزاری حاضر ہین ایک قصر
رفیع وسیع نہایت آراستہ فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ مین نے تخت جواہر نگار پر اپنے کو پایا
میری آنکھ کھلتے ہی کنیزون مین بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی ایک نے آواز دی ملکہ عالم بیدار
ہوئین آفتابہ جواہر نگار طشت مرصع کار لا کے حاضر کیا مین نے پوچھا صاحبو تم کون ہو یہ کون مقام
ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے یہان کا کون بادشاہ فلک احتشام ہے سب نے عرض کی حضور ہم سب
آپکی لونڈیان ہین بادشاہ یہان کا خواجہ عمرو ایسا جلیل ہے اے ملکہ نام یہ شہنشاہ اوج عیاری کی زنبیل
ہے آپ ہاتھ منھ دھوئین خاصہ نوش کرین جس چیز کی خواہش ہو ارشاد فرمائین فوراً خدمت مین لائین
ہم کو شہنشاہ اوج عیاری و ہنر بردشت خدمتگزاری کی تاکید ہے یہ کہکر ارشاد فرمایا ہے کہ میرے نور نظر
پارۂ جگر کا زنبیل مین داخلہ ہے خبردار ہوشیار کسی طرح اسکو تکلیف نہونے پائے ورنہ سزاے معقول دونگا
مارے کوڑون کے کھال کھینچ لونگا خدا نکرے ہمارے پیر و مرشد کو غصہ آئے اُنکے قہر و جلال کی
کون تاب لائے بس حضور بلاتکلف جو خواہش دل ہو ارشاد فرمائیے جب زنبیل سے تشریف لیجائیے
گا ہماری خدمتگزاری کے اوصاف روبرو سے خواجہ عمرو زبان پر لائیے گا اے عم نامدار مین نے
ہاتھ منھ دھویا خاصہ عمدہ تناول کیا اُن سب نے کہا حضور واسطے سیر کے بیرون قصر تشریف
لیچلیے مین ہوادار پر سوار ہو کے باہر آئی نگاہ اُٹھا کے دیکھا اچھا قلعہ بنا ہوا ہے ملک آباد رعایا دلشاد
صاحب لیاقت سب مرد و زن شرفا نجبا کا مسکن ایک سمت ہزارہا مزدور ساحر و غیر ساحر سر پر
ٹوکریان رکھے ایک پشتہ تیار کر رہے ہین میٹ اُن سب کا افسر کالا سونٹا اُسکے ہاتھ مین غصہ بات
بات مین مزدور ذرا رُکا اُسکے جو تڑ تڑ دھڑ اک سے سونٹا پڑا مزدور بلک گیا مگر کیا مجال جو منھ سے
اُف کر سکے بہت سے جادوگر مین نے پہچانے طلسم ہوشربا کے بھی اُسمین شریک تھے ٹوکریان
ڈھو رہے تھے اپنے نصیبون کو رو رہے تھے اُدھر سے مین ہٹی قریب دریا کے پہونچی ایک

بجرا طاؤس چہرہ ماہجبی لیکر حاضر ہوا اُسپر سبز رنگ کرسیان قاعدے سے آراستہ قصہ کیا کہ بجرے پر سوار
ہوں جا کر نواح اشا کھیلوں یا مچھلی کے شکار میں مصروف ہوں یکایک کچھ کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں یہ
کہتی ہوئی کہ ملکہ بُرّان شمشیر زن کو شاہ عمرو یاد فرماتے ہیں میری آنکھ پھر بند ہوگئی اب جو ہوشیار ہوئی
آپ کو دیکھا نہیں معلوم اُس مقام دلچسپ سے کیونکر آئی براے خدا مجکو وہیں بھیجدیجیے خواجہ
عمرو نے کہا اے نور نظر یہ وقت سیر و شکار کا نہیں ہے تمہاری ہمشبیہ کا لاشہ میدان کارزار میں پڑا
ہے تیغ صمصام کا چل رہا ہے سحر ہائل چل رہا ہے دھوان زمین سے نکل رہا ہے ایسا نہو ملکہ مجلس
جادو وغیرہ اپنی اپنی جانیں دیدیں خود اس رنج و ملال میں اپنے گلے کاٹ ڈالیں بس چلو شریک
جنگ ہو اور ہان یہ نیمچہ ہاتھ میں لیلو ملکہ بُرّان شمشیر زن نے کہا اب اس نیمچے کو آپ اپنے ہی
پاس رکھیے ایسا نہو کسی دشمن کے ہاتھ آجائے آپکی محنت برباد ہو خواجہ عمرو نے یہ سنکر نیمچہ مذکور
نذر زنبیل کیا ملکہ بُرّان شمشیر زن نے دستک دی ایک ہنس مثل مرکب باد رفتار ساز و یراق سے
آراستہ سامنے ملکہ بُرّان شمشیر زن کے آیا ملکہ بُرّان اُس ہنس پر سوار ہوئیں آمادہ حرب و پیکار
ہوئیں ہنس اُڑتا ہوا جانب میدان کارزار چلا ایک طرف سے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھکر روانہ ہوئے
یہان میدان کارزار میں ہنگامۂ گیر و دار بلند ہے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار و مجلس
وغیرہ بڑی بڑی جانبازیاں دکھا رہی ہیں صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بھی بڑے
زور و شور سے لڑ رہا ہے ایک طرف سے ملکہ حیرت جادو نے گولون کی بوچھار کردی ہے اہل
اسلام کے پیر اسوجہ سے اُکھڑ چکے ہیں کہ لاشہ ملکہ بُرّان شمشیر زن دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہے زبانیں
کثرت غم و الم سے بند ہوئی جاتی ہیں اسباب سحر ہاتھوں سے گر رہے ہیں کہتے کچھ ہیں مُنہ سے
نکلتا کچھ ہے آتش صدمۂ مرگ ملکہ بُرّان شمشیر زن سے کلیجہ سب کا جل رہا ہے اپنے پڑاؤ تک ہٹ
آئے ہیں ملازمان ملکہ حیرت جادو و صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بڑھ آئے
ہیں ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و ملکہ مجلس جادو و ملکہ اختر مروارید وغیرہ سب نے
دست دعا بلند کیے ہیں اور اس طرح دعا میں مصروف ہیں کہ اے بنانے والے طلسم عالم کے

بدعت حیرت و صمصام گمراہ سے ہمکو بچالے اشعار
تو گوئی ہر آنکس کہ دریغ و تاب
دعاے کنند من کنم مستجاب
چو عاجز رہانندہ دانم ترا
درین عاجزی چون نخوانم ترا

ای خالق بے نیاز رب کارساز مالک حقیقی معبود تحقیقی اسوقت سواے تیرے کس سے
عرض کرین سواے تیرے کون معین و مددگار ہی ہر ایک بندہ تیرا اسوقت مجبور و ناچار ہی
چار سمت سے ہم پر باران تیر سحر کی بوچھار ہی تو ستار و غفار ہی دعا ان سبکی پوری ہونے
پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل آسمان سے برق
چمک کر زمین پر گری آواز آئی باشید ای کفار ان تجلی ای ساحران پُر دغا ہر کہ داند داند
و ہر کہ نداند بشناسد منم ملکہ بُران شمشیر زن منم دختر کوکب صف شکن منم ملکہ بران شمشیر زن
یہ نعرہ کر کے وہین سے ایک چھرا دائی کے دانون کا سم ہمہ کے مارا ادھر چند ساحرون نے
آنکھ چرائی رد سحر پڑھے مگر کچھ نہوا کئی ہزار ساحر جل کے خاک ہوئے بیحیاؤن کے قصے پاک
ہوئے مگر صمصام جنگ آشناے خونریز زرہ پوش کی نظر جو جمال آفتاب مثال ملکہ بران
پر پڑی ہوش اُڑ گئے کہا ای صمصام یہ کیا سحر کہ ہما مردہ زندہ ہوا اُسوقت عزو لشکر کفار اور
لشکر اسلام کا کیا تحریر کرون وہ ماہ تابان چہار طرف سے انگشت نما ملکہ مجلس جادو یا تو صدمہ
زخم سے پڑی تھی گرد کنیزین تمکس رائی کر رہی تھین مگر ملکہ بران شمشیر زن کو جو نعرہ کر کے گرتے
ہوے دیکھا فوراً اُٹھ کھڑی ہوئی پٹی مرہم جمشیدی کی سر پر چڑھائی مادر مہربان کہتی ہوئی
دوڑی ہر ایک ساحر ملازمان ملکہ بُران شمشیر زن جو مورچون مین دبکے ہوے پڑے تھے
مثل فیل مست جھومتے ہوے اُٹھے اور خوش ہو کر لڑنے مین مصروف ہو گئے ملکہ حیرت جادو
بھی حیران سمت ملکہ بُران شمشیر زن نگران اور اپنی وزیرزادیون سے کہتی ہی کہ صاحبو یہ کیا ہو
رہی کیا میری نگاہ مین فرق آگیا حقیقت مین یہ ملکہ بُران شمشیر زن لڑ رہی ہی سب عرض کرتے
ہین کہ حضور ہماری عقلون مین خود فتور ہی کہ یہ کیا ہو گیا مسلمانون کے مقدمات کچھ ذہن مین
نہین آتے ایک بات سے دل کو تسکین ہی ملکہ بُران شمشیر زن کے زندہ ہونے کا یقین ہی
میان بختیارک صاحب شیطان جو حضور کے یہان دعوت مین آئے تھے اُنھون نے
ایسے فقرے سُنائے تھے کہ ہم نے مسلمانون کو مرتے نہین دیکھا اگر مر جاتے ہین تو فوراً اُنکی صورت
زندگی کی نکل آتی ہی وہ کیفیت حضور آج آنکھون سے دیکھی کہ مردہ زندون کو قتل کر رہا ہی
ملکہ حیرت جادو نے کہا بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ اُسکا مُنہ سے نکالنا مناسب نہین صرصر

نے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور یہ ملکہ بُران شمشیر زن نہین معلوم ہوتی لیکن مین نے نہ مانا اب اُسکا
قول کرسی نشین ہوا اور مردہ تو اب بھی زمین پر پڑا ہی بڑی حیرت تو یہی ہی ایک بُران زندہ
ایک مردہ ایک ہی میدان مین دونون صورتین ظاہر ہین اس بھید سے سامری و جمشید ہی
آگاہ ہین لیکن اگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے ہاتھ سے بچ گئی ہی تو اس چھوکری
کی قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کہکر شیشے مین جا پڑی سحر کرنے لگی اُدھر صمصام بد انجام کا تو حیرت
سے خون خشک ہو گیا ہی سحر تو کر رہا ہی مگر رنگ رو متغیر ہی قضا سے کار خنجر بار جادو اُڑتا ہوا پاس
صمصام نگر ام کے پہونچا صمصام نے آواز دی ای برادر خنجر بار جادو نیمچہ جلدی لاؤ
اپنے کر مجھ تک پہونچاؤ شاید میرا ہاتھ اُدھر پڑا ملکہ بُران اُس طرف اُڑ رہی ہی خنجر بار جادو اُڑتا ہوا
قریب صمصام بد انجام آیا جس نیمچے سے اُڑ رہا تھا کہا نیمچہ لیجیے حاضر ہی صمصام نے کہا اسوقت
دل لگی نہ کرو نیمچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن مجکو دو میری جان پر بنی ہی ساری سحر و ساحری بھول
گئی ہی سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی ہی اپنے بندون کے دشمن ہین مسلمان گلیان
دیتے ہین اُنپر مہربان ہین دیکھو ابھی مردہ ملکہ بُران شمشیر زن کو جلا دیا یہ خدا اور خلقا کی اُلٹی
تقدیر ہی یہ بیہودہ اُنھین کی تدبیر ہی مگر اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگی بموجب مثل
زدہ را میتوان زد خنجر بار جادو نے جواب دیا بہت بجا ارشاد ہوا ہاتھ آپ کا جلدی مین اوچھا
پڑا ہوگا ابکی سمجھکر ہاتھ لگائیے گا مگر نیمچہ قتل ملکہ بُران آپ مجھسے کیا طلب فرماتے ہین حضور
نے نیمچہ طلب فرمایا جو میرے قبضے مین تھا وہ نیمچہ حاضر کیا صمصام ناکام نے کہا کچھ سٹری تو
نہین ہو گیا ہی میرے ساتھ مسخرا پن کرتا ہی خنجر بار جادو نے کہا ہان ہان ای شہریار دراز زبان
گور و کفن سے ہم مرد سپاہی ہین ہمکو کلمہ سخت کی برداشت نہین ہی مین نے اسوقت آپ کے نمک کا
پاس کیا ورنہ زبان تیغ سے جواب دیتا جو سٹری دیوانہ ہوتا ہی وہ اورون کو مثل اپنے سمجھتا ہی
آپ کے ساتھ بڑے زخم اُٹھائے گرمی جنگ مین اسباب سحر آپ کو پہونچائے اُسکا انعام
مل گیا جائیے دشمنون سے لڑیے دیکھیے ابھی ملکہ بُران شمشیر زن نے آپ کے لشکر کے دو ہزار
ساحر قتل کر ڈالے دیکھیے وہ ملکہ بہار گلعذار کا گلدستہ چلا وہ ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولا مارا دیکھیے
وہ غول ساحرون کا تاثیر سحر بہار سے دیوانہ وار آپے سے باہر ہوا اپنے اپنے گلون پر تلوارین

رکھتے ہین خود اپنے گلے کاٹا چاہتے ہین دیکھیے وہ ملکہ مہرخ سحر چشم کے گرے سے صد ہا بچے
سر پھیٹ گئے جلد باران سحر برسائیے جو بیچارے مسحور ہین اُنکو ہوش مین لائیے ان باتون کو سنکر
اُٹھا ہوا گھبرا گیا پھر خنجر بار جادو سے باآشتی پیش آیا کہا بھائی خنجر بار جادو کلمہ سخت جو میرے منھ
نکل گیا ہو اُسے معاف کرو اور مقدمے مین نیچے کے انکار کرکے میرے گلے پر تلوار نہ پھیرو اے بھائی جو
تمھارے دل مین خیال ہی وہ بالکل امر محال ہی تم اسواسطے نیچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن نہین دیتے
ہو کہ مین اپنے ہاتھ سے ملکہ بُران کو قتل کرون اس طلسم ہوش ربا مین نام روشن ہو تم حقیقت
مین اپنے وقت کے رستم ہو مگر یہ شرف میری ذات پر موقوف ہی دوسرا اگر اس محال کا قصد کرے
تو سراسر بیوقوف ہی تمھارے ہاتھ سے وہ نیچہ جوہر ذاتی نہ دکھلائے گا کند ہوجائیگا سوا ے ذلت
و ندامت کیا ہاتھ آئیگا ملکہ بُران شمشیر زن تمکو بدولت آتش قہر و غضب سے پھونک دیگی سرکشی
کا بدلہ لیگی یہ تقریر نامعقول صمصام مجہول کی سنکر خنجر بار جادو غصے سے کانپنے لگا اور ضبط کرکے
کہا کہ حضور آپ اپنے ہوش مین ہین یا خواب خرگوش مین ہین کیسا نیچہ کیسی تلوار خیرخواہ کا نام
کیا کم مشہور ہی اسوقت آپ کو ناحق کا غرور ہی مین نے نیچہ کب آپ سے لیا آپ نے مجھکو کب دیا
صمصام جنگ آزما سے خونریز رہ پوش نے کہا کیون بے مکرا جاتا ہی بادشاہون سے زبان
لڑاتا ہی جب مین ملکہ بُران کو قتل کرچکا تھا تو نے یہ کہکر نیچہ مانگا کہ لائیے مین خون پاک کر دون مین نے
دیدیا کہ میرا خیرخواہ ہی مین نہ جانتا تھا کہ سیہ رو میری جان کا عدو ہوگا معلوم ہوا تیری قضا آئی
ہی جلد نیچہ دے ناحق مجھکو پس و پیش ہی ایک ہاتھ مار دونگا کہ سر تیرا گوہ کھاتا پھریگا یہ کہکر تلوار کھینچکر
طرف خنجر بار جادو کے چلا خنجر بار جادو نے پیچھے ہٹ گیا لہٰذا صمصام نے سحر پڑھکر اس کو
کو روک لیا اور آواز دی کہ دیکھ اب بھی خیر ہو نیچہ دیدے اپنی جان کو غنیمت جان ہوس منصب
بھاگ گیر مین اپنے تئین ضائع نکر میرے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہو گے نمر خنجر بار جادو نے جواب دیا
کہ او نکو ہام افسوس تیری رفاقت مین مین بھی نکو ہام ہوا آخر یہ انجام ہوا ہزار حیف کہ مثل سعید
نوجوان جاکر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے ملتا غنچہ راز دکھلاتا تمام طلسم نور افشان مین مثل آفتاب
عالمتاب نام روشن ہوتا اسکے دست تیرا دشمن ہوتا جیسا کیا ویسا پایا جو نوشتہ تقدیر تھا وہ پیش آیا
غرض کہ وہ سرو روان نیست خنجر بار جادو تو ایسے دیسے کلمات حیرت آیات کہکر رو رہا ہی اشکون سے

منہ دھو رہا ہی اور یہ اشعار مصیبت خیز حسب حال پُر ملال زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

او آسمان سمجھ کے ذرا کچھ ملال دے
کیونکر کسی کے دل میں کوئی دکھ ڈال دے
نہ کمائی رہبر و سمیں سے و غم
جلاد کی کمر میں قلق ہاتھ ڈال دے

ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
اسکی جفا اٹھائے ہیں فا میں مری [illegible]
کانٹا ہمارے دل کا بغل سے نکال دے

جتنی محبت اُسنے ہی ہیں گوا نہیں نہیں
یا تو مقرر ہو یا وہ جواب سوال دے
ہے تنگ امید قتل پہ جی میں بی [illegible] آج

صمصام سے کہا او بیحیا اس حکایت و شکایت سے کیا حاصل او جاہل بیعمل مطلب کی بات زبان پر لا دل میں نہ شرما مجھے دیدے میں جا کر ملکہ بران شمشیر زن کو قتل کرون اُسنے زندہ ہو کر قیامت برپا کر دی ہی کیا تو نے مجھے اُسکو دیدیا کہ تسکین ہو گئی ہی اب تو حیف لڑ رہی ہی لڑائی بنکر گڑ رہی ہی اگر تو نے مجھے بران شمشیر زن کو دیدیا ہی تو مجھسے صاف صاف کہدے مین لڑ بھڑ کر نکل جاؤن اور تدبیر کر کے آؤن تو کیون مثل تصویر خاموش ہی صاحب فہم و عقل و ہوش ہی خنجر بار جادو نے کہا مین کیا تیری بات واہیات کا جواب دون اپنی حماقت سے افتادہ مین ہون یہ کہکر تیغہ سحر کھینچکر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر جھپٹا چاہا کہ ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کرون صمصام نے پیچھے ہٹ کر وہین سے فولادی گولہ جو ہاتھ مین تھا یا سامری کہکر کھینچ مارا خنجر بار جادو ہر چند پیچھے ہٹا دستک سے دی کچھ منتر جنتر پڑھے مگر وہ گولہ گویا قضا کا تھا سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے آواز آئی مارے گئے نام میرا خنجر بار جادو تھا بیر اُسکے غل مچاتے تھے لیکن کچھ تدبیر نہو سکی پیٹتے چیختے نکل گئے تاریکی رفع ہوئی سرداران فوج صمصام نگرام نے دیکھا کہ لاشہ خنجر بار جادو کا پڑا ہوا تڑپ رہا ہی اور صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سر اُسکا کاٹ رہا ہی اور غصہ مین کہتا ہی جو نگرامی کرے گا اُسکا یہی حال کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا سرداروں نے آپس مین کہا او غضب دیکھیے میان صمصام نے خنجر بار جادو کو ذرا سی خطا پر مار ڈالا اس ہنگامے مین وہ اسباب سحر لیکر پہونچا ہوگا ایسے جلاد صاحب بیداد سے ڈرنا چاہیے انکی رفاقت سے حذر کرنا چاہیے بموجب مثل دھوبی پہ نہ ور نہ چلے گدہی کے کان اینٹھے دوسرے نے کہا بھائی صاف ظاہر ہی جسکا عمر بھر نمک کھایا اُس سے یون پھر گیا اب اس بیحیا سے ہمکو کیا امید ہی اگر ہمین اسنے یہ لڑائی فتح کی بات بات پر ایک ایک کو قتل کریگا قضائے کار آفت روزگاران سب سرداروں مین ایک مقبول کلان ہو نہایت صاحب شوکت و شان تھا

جہان خوشرو موسوم بہ خوشحال جادو وہ اڑتا ہوا ایک پرے سے نکلا اپنے ساتھ والے بھائیوں
افسران نامی کو دیکھا کہ ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہین کوئی انگشت
حیرت بدندان کوئی بصورت آئینہ حیران کوئی مثل زلف پریشان رنگ رو متغیر چہرہ ہاے سحر ہاتھ مین
لیے آپس مین کچھ صلاح کر رہے ہین خوشحال جادو سب کے قریب آیا کہا ای بھائیو یہ وقت جنگ
وجہ ال ہی لڑائی سے ہاتھ کیون روکا ہی دیکھو بلوہ ہو رہا ہی اُن سب کے دل غم سے بھرے ہوے
تھے اُبل پڑے کہا ای افسر تو ہی ہمارا سرپرست ہی ہم سبھون سے سحر و ساحری مین بھی زبردست
ہی کچھ آپ پر جوہر صمصام نمک حرام کے بھی کھلے اپنے ولی نعمت سے یون پھرا اس وقت
خنجر بار جادو کو بھی بخیلا مار ڈالا یہ وہ وقت ہی کہ باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہین پہچانتا اپنی اپنی
جان و آبرو کی پڑی ہی اگر وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا تو کیا غضب ہو گیا صرف شکایت کافی تھی
ہمارے سامنے گولہ فولاد کا مارا اُسکا سر پھٹ گیا دیکھیے وہ لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ایسے ظالم سے کیا
امید رکھین اُنکا ساتھ دیکر بخیلا موت کا مزا چکھین خوشحال جادو نے کہا بھائیو مین تم سب کا افسر
نہین بلکہ تابعدار ہون افسر گواہالیان فوج آبرو دیتے ہین ہم تو پیشتر سے بیدل ہو رہے ہین
کیا کوکب روشن ضمیر سے منحرف ہونے پر ہم راضی تھے مجبور ہو کر ساتھ آئے اب تم کہو وہ
کیا اس بیچارے پا یہ کمی کار رکھتے ہین سب نے کہا ہماری راے یہ ہی کہ اپنے مالک قدیم کے
شریک ہو کر کوکب مرد سپاہی ہی مرد کا جوہر شناس قدردان صاحب لیاقت یہ حرامزدہ بے مو
یہان یہ سب آپس مین باتین کر رہے تھے کہ دیکھا ملکہ بران شمشیر زن اس زور و شور سے لڑتی
ہوئی آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی خوشحال نے بڑھکر سلام کیا آداب بندگی ای ملکۂ عالم الامان ہم آپکے
نمک خوار ہین صمصام نمک حرام سے بیزار ہین غلامون کی خطا معاف فرمائیے اپنے سایۂ
دامن دولت مین ہم غلامون کو لیجیے ملکہ بران شمشیر زن نے ارشاد فرمایا تم بیچارون کی کیا خطا
جو ہوا سو ہوا مطیع اسلام ہو بسم اللہ دشمن سے انتقام لو شہنشاہ سے مین تمہاری شفاعت کرونگی
یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن مصروف جنگ ہوئین اُدھر خوشحال نے نعرہ کیا کہ ای بھائیو وای
نمک خواران شہنشاہ کوکب روشن ضمیر جسکو نمک کا پاس ہو وہ ہمارا شریک ہو ہم نے سفاقت
صمصام نمک حرام سے منہ موڑا اُس ظالم ناظلم کا ساتھ چھوڑا ایسے ہی خوشحال نکربا بہ ہزار

ساحر ذی لیاقت شریک خوشحال جادو ہوئے ہمراہ رکاب اپنے افسر کے ہوئے اور حربہائے
سحر لیکر فوج صمصام و لشکر ملکہ حیرت جادو پر جا پڑے پہلے ہی حملہ مین بیس ہزار جادوگر مارے
آگے آگے سب کے خوشحال نیک خو عقب مین چالیس سرداران خوشرو ایک سمت بارہ ہزار
جوانان جنگ جو سحر ساز لڑائی مین جانباز مرنے پر آمادہ صمصام کے ساتھ دینے کا حجاب خیال
نام و ننگ زیر ران مرکبہائے ابلق و سرنگ پر بصد کر و فر مصروف کارزار صمصام نے
نے پلٹ کر جو یہ ہنگامہ دیکھا آواز دی اے خوشحال جادو کیون اپنی فوج کو قتل کرتا ہے کیا اندھا ہو گیا ہے
اپنا بیگانہ نہین پہچانتا ہے دوست کو دشمن جانتا ہے خوشحال نے جواب دیا او نمک حرام تو خود نابینا ہے اپنے
ولی نعمت سے دیدہ و دانستہ پھرا ہے او غول صحرائی اسقدر مغرور بہوش مین آ اب دختر شہنشاہ کوکب
کے قدمون پر گر خطا معاف کرا ورنہ تیرے واسطے آتش جہنم تیز ہے ہم مین ہر ایک تجھسے آمادہ ستیزہ ہے
ہم تیرے دشمن ہین تجھ ایسے گمراہ کے لیے مہرن ہین صمصام ناکام کے یہ تقریر سنکے ہوش اڑ گئے
مثل بید تھرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا چاہا نکل جاؤن جان بچا کر نکل جاؤن مگر سحر بران سے
آگ برس رہی تھی برق گر رہی تھی کسی طرف بھاگ شدت مرگ سے سفید ہو گئے ہین طائران صحرا
پر پھیلائے پڑے ہین ایک جانب دریا آگ کا شعلہ زن ہے زمین سے دھوان نکل رہا ہے صحرا
نخل جل رہا ہے ایک طرف سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ نے قیامت
برپا کی ہے زمین کانپ رہی ہے صمصام مثل غول بیابانی جدھر بھاگ کر جاتا ہے کسی نہ کسی سو رخ
کو لڑتے ہوتے پاتا ہے وہاں سے بھاگ کر فوج ملکہ حیرت مین آیا ملکہ حیرت جادو ایک مقام پر
کھڑی ہوئی سحر کرتی ہے ناگاہ دیکھا صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش مثل صید خائف
بھاگا ہوا آتا ہے ملکہ حیرت نے آواز دی اے صمصام نہ گھبرا میرے قریب آ آج طبقے زمین کے
ہلا دونگی مسلمانون کو خاک مین ملا دونگی صمصام نے اس گھبراہٹ مین جواب دیا اے ملکہ عالم
خدا آپ کو سلامت رکھے غلام کو بچائیے میری مدد کر آئیے سب سردار میرے مجھسے پھر گئے دختر
کوکب کے شریک ہو گئے ساری میری فوج کا خاتمہ کر دیا وہ دیکھیے میدان لاشون سے بھر دیا
کسی طرح رکتے نہین چلے آتے ہین اسوجہ سے غلام بھاگ کر آیا ہے ملکہ حیرت نے کہا انصاف پرور
مین کیا کسی کی پرواہ رکھتی ہون مین سن چکی ہون کہ تم نے نمک کھویا ہے اپنی آمد کرو دریا عمرو خنجر یار

عمرو

بنکر تم سے نیمچہ لیگیا ہوگا تم کو دغا دے گیا ہوگا صمصام نے کہا اے ملکہ عالم مین نے خنجر بار سے
اپنے رفیق کو اسی جرم پر مار ڈالا شاید اسی وجہ سے سب سردار مجھسے پھر گئے ملکہ حیرت جادو
کہا تم نے بہت برا کیا ہمسے یہ حال نہ کہا عیارون کے اس سے بڑھکر شعبدے ہین یہ ہمارا
ہی کلیجہ ہے کہ انکا بار عیاری اٹھاتے ہین یہ تم نے خیال کیا جسکو تم نے مارا وہ برّان نہ تھی
عمرو نے کسی لونڈی کو ملکہ برّان بناکر بھیجدیا تھا یہ حال صرصر نے پہلے ہی ہمسے کہا تھا ہمکو یقین ہوا
خیر نہ گھبراؤ آج برّان کو مارتی ہون ابھی جاکر للکارتی ہون تم فوج صرصر سے لڑو یہ کہکر ملکہ حیرت جادو
ملکہ برّان شمشیر زن پر جا پڑی جگر سحر کا نکالکر مارا برّان کے شانے پر پڑا اوچھا سا زخم آیا پلٹ کر ملکہ
برّان نے دیکھا کہ حیرت کا سحر تھا اسوقت کارد سحر جھولی سے نکالکر جانب ملکہ حیرت پھینک ماری
حیرت نے نشتر سے انگلی کا خون نکالا زمین پر قطرہ ڈالا کہا اے کارد سامری اپنا بھوگ لے کارد
فوراً اس قطرے پر گری اور غرق زمین ہوگئی ایسے ایسے دو چار سحر ملکہ برّان اور ملکہ حیرت مین
ہوئے کہ طبقے زمین کے تھرا گئے دیکھنے والون کو خوف سے غش آگئے ملکہ حیرت نے کمر سے
نیمچہ کمر سے کھینچا ملکہ برّان پر جا پڑی کلمہ اہرمن کا نام لیکر وار کیا ملکہ برّان شمشیر زن نے سپر کو سر
روکا سپر کو نیچے لے کاٹا گر تلوار ملکہ حیرت کی تا بہ گہی ملکہ برّان نے قہقہہ مارا کہ او حیرت ابھی
چندے سحر سیکھ اپنے دماغ سے کر یہ ملکہ حیرت نے جھلاکر جھٹکا مارا نیمچہ ٹوٹ گیا ملکہ برّان نے
جب ملکہ حیرت کو خالی ہاتھ پایا قریب آکر نیمچہ مارا ملکہ حیرت سپر سحر نہ اٹھانے پائی تھی کہ نیمچہ سر
حیرت کے پڑا کسی قدر زخم آیا ملکہ حیرت نے پیچھے ہٹ کر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرائی پہلو سے ایک
پریزاد پیدا ہوئی اسنے ایک نیمچہ برق مثال ہاتھ مین ملکہ حیرت جادو کے دیا اور ہاتھ سر پہ حیرت
کے پھیرا فوراً زخم اچھا ہوا خون ٹپکنا موقوف ہوگیا ایک چشم زدن مین یہ سب کام ہوا اب ملکہ
حیرت جادو نے ملکہ برّان کو آواز دی او دختر کوکب اب کیونکر بچے گی تھا تیری ہمسنگر
مثل صمصام کے مجھکو نہ سمجھنا یہ نیمچہ خونریز سطامی ہے اسنے ہزارون کا گلا کاٹا خون دشمنون کا
چاٹا ہے دیکھو اب تک شکم اسکا خالی ہے کبھی اسکا پیٹ نہین بھرتا باشندہ کی باد و راہ عدم ہے
بہ نگاہ غور دیکھ کیا خم و خم ہے معشوق پہلو نشین گوشہ گیر شمشیر ہے نظم قطعہ مصنف

برش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی	پڑ گئی سیکڑون دشمن پہ اگر یہ اکبار	دو ادھر سے کاٹ کے چورنگ بنا سکتی

بجلی ایک جھٹکے کے برابر سے ہوکے چار	یہ کلمات کہکر مثل شعلۂ جوالہ ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑی شعلہ

دشوار کر دیا ہاتھ اُٹھا کر تیغ مارا ملکہ بُران شمشیر زن نے سپر کو اٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر
پڑا زخم کاری آیا سحر کرکے بمشکل سر سے تیغ کو نکالا خون بلبلا کر چہرے پر آیا بُران اُف کہکر پیچھے ہٹی بھلا
حیرت اب کب مہلت دیتی ہے سائے میں تیغ کے بُران کو رکھ لیا ہوا چاہتی تھی کہ ہاتھ مارے اور سر بُران کا
آ جائے بُران سحر سے پیچھے ہٹ کر خالی دیتی تھی ہر موقع میں متصل وار چلا رہی تھی کہ ہزار ہا لاشے گر گئے کوئی
جل گیا کسی پر بجلی گری کوئی پڑا ایڑیاں رگڑتا تھا کسی کے بدن پر سیکڑوں آبلے پڑے گرمی آتش سحر سے
جلنے لگا گھبرا کر حوض میں کود پڑا آخر پانی میں مر کر رہ گیا اور ادھر چند ملکہ بُران شمشیر زن دس قدم تک
پیچھے ہٹی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ بُران کو مہلت نہ دی یکایک پہلو میں ایک شغل کی آواز آئی
ہوشیار ہو ملکہ شہنشاہ طلسم ہوشربا واہ کیا انتظار بندی ہے موقت پہونچی لشکر کوہ سامری و جمشید کا چیونٹی
اب نہ جلنے پائے اپنے بڑے بڑے دلغ سے ہیں بڑے بڑے نامی و گرامی ساحر مارے
ملکہ حیرت جادو نے سر اٹھا کر دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز بصد کرشمہ و ناز ایک گرز ہاتھ میں لیے
پکارتی ہے ملکۂ عالم جلد تیغ ماریے میں گرز مارتی ہوں دیکھیے نکل جاتی ہے ملکہ حیرت نے اچھا کہکر تیغ
پھر یکایک بجلی چمکی آواز آئی باش او قمبکاں جاتی ہے تو کوکب درخشاں آسمان عیاری آفتاب
عالمتاب چرخ خنجر گزاری درندۂ بیشۂ نیرنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب قنطورہ و نیرنگ مار قاتل
کفار عمرو بن امیہ نامدار یہ نعرہ کرکے چودہ حلقے کمند کے مارے گردن میں ملکہ حیرت جادو کے
پڑے اور سے کہکر پلٹی عمرو نے جھٹکا مارا گرتے گرتے کھائیوں سے حباب کو رہا کیا مگر پر حیرت
کے حباب تھے سر کٹکر زمین پر گری ملکہ بُران شمشیر زن نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نے آواز
دی بٹھا لیتا ملکہ بُران بیٹھی رہی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک پتلہ فولاد کا ہاں ہاں کہتا ہوا نکلا عمرو
کمند چھوڑ کر بھاگا پتلے نے ملکہ حیرت کی کمر میں پنجہ ڈالا مثل برق جہندہ تڑپ کر اڑ گیا چشم زدن میں
غائب ہوا اب ملکہ بُران زخم سر باندھ کر پلٹی فوج ملکہ حیرت جادو پر سحر کرنے لگی مگر ہنگامہ جو ہوا
تھا کہ حیرت جادو نے دختر کوکب کو مارا تھا صمصام خوشی خوشی دوڑ کے اس غول میں آیا
اس وقت پہونچا کہ حیرت جادو کو پتلہ لیجا چکا تھا ملکہ بُران شمشیر زن مصروف جنگ تھی بہار
نے مصور جادو کو زخمی کیا تھا مصور صورت نگار کا ہاتھ پکڑ کر بھاگا صمصام نے جو یہ معرکہ

دیکھا چاہا کہ پیچھے بیٹھ جو امیر ملکہ برّان شمشیرزن او نمک حرام کہان جاتا ہی صمصام گرچہ زمین پڑا
ترنج نکالکر ملکہ برّان شمشیرزن پر مارا ملکہ برّان نے اشارہ کیا ترنج پلٹ کر پانون پر صمصام کے
پڑا ایڑی کو توڑ کر دور گرا صمصام لنگڑاتا ہوا اُٹھا ملکہ برّان مثل شیر غضبناک پنجہ کھینچکر قریب پہونچکر
تھین کہ صمصام نے پیچھے ہٹکر ایک گولہ فولادی مارا پنجہ ملکہ برّان شمشیرزن کا ٹکڑے ٹکڑے
ہوگیا اور اُسی گولے سے ایک برق چمک کر سر پہ ملکہ برّان شمشیرزن کے گری جس مقام پر ہاتھ
سے حیرت کے زخم آیا تھا اُس زخم کو اس برق نے اور زیادہ کھول دیا قطرات خون روے زیبا پر
اس طرح آئے کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہوگیا بس یہ زخم ہاتھ سے صمصام کے کھا کر اُس
شیرزن کو غصہ آیا ابروے خمدار ہلنے لگے ظاہر ہوتا تھا کہ تیغہ اصفہانی نیام انتقام سے نکلا چاہتا ہے

ہین کا کلین عارض انور پہ بل کھاتے ہوئے مثل مار سیاہ لہراتے ہوئے کلین
گھر ڈبا دینے کو عشاق کے دریا اُمنگ
ناگنی پیچ مین آکے نہ ملنگے پانی
زلفین پیچین کھیری گی چہرہ پہ بانکے عشق دل
کھیل جاؤ ہین کالا جوڑ سے اسکی لٹک
جعد وہ قہر کہ کتنے مین ہو جسکی لہر
جسطرح ایک کھلے ناگ پہ ٹین دو بالک
اس قہر و غضب مین اُس مہر

سپہر خود جلال ماہ درخشان آسمان اقبال نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اختر مرواریہ نکالا آواز دی کہ او
بیحیا خبردار ہو جا کہ ستارہ تیرا گردش مین آیا تیرا اقبال تیرا ائل بہ پستی ہوا نمک حرامی کا مزا چکھا چاہتا ہی
اب کہان جاتا ہی یہ کہکر اختر مروارید کھینچ مارا ہر چند صمصام بدانجام نے چاہا کہ بچون مگر موت کب
ٹلتی ہی سینۂ پر کینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا اُٹھکر زمین پر گرا بجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش
نکلنے لگے اُستخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے صداے ہاے ہو بلند ہوئی تاریکی چھا گئی برق چمکی بعد بدری
ہوئی بیرون کے رونے کی آواز آئی ایک ساعت کامل یہی ہنگامہ نمونہ حشر برپا رہا آواز آئی مارا گیا
کہ نام میرا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش تھا افسوس حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا
یہ معرکہ جو ملاحظہ ملکہ حیرت نے دیکھا ملکہ حیرت جادو کو تو پتلہ فولادی اُٹھا لے گیا ہی مثل مشہور
ہی لشکر بے میر تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر یہ چار چیزین بغیر چار چیزون کے بیکار ہین میدان کا
مین پانون نہ تھم سکے شکست فاش کھائی آخر فرار برقرار کیا اعدا نے صحرا کو مثل دامن مادر جانکر
پناہ لی ہزارہا ساحرون نے میدان کارزار سے عدم کی راہ لی فوج اسلام نے بارگاہین خیمے
صمصام و ملکہ حیرت جادو کے لوٹ لیے جو مل گیا اُسکو غنیمت جانا خواجہ عمرو فریب خزانے

ملکہ حیرت جادو کے آگے شبل چوبدار ٹھہرے فوج والے لوٹ رہے تھے اُنکو منع کیا کہ یہ کیا کرتے
ہو اسکا حساب دینا پڑے گا تنخواہ مین کٹ جائیگا اسوقت چلے جاؤ جمع ہو کر تعین کو بٹ جائیگا
ایک نے کہا یہ چوبدار کون ہی ہم لڑائی مین جان پر کھیلین یہ مال لوٹنے کو منع کرتا ہی گویا یہ چوبدار
بڑا خیر خواہ ہی یہ سُنکر چوبدار نے فرمان ملکہ مہرخ کا جیب سے نکالا اُسپر مُہر ملکہ مہرخ سحر چشم کی دو سطرین
فقط خط جلی مرقوم تھین کہ اس چوبدار کو خزانے کا اختیار ہی جو کوئی ہاتھ لگائیگا اُس سے جرمانہ
لیا جائیگا یہ فرمان دیکھکر ساحر ہٹ گئے یہ کہتے ہوے وہان سے چلے کہ ہمارے مالک کا حکم ہی
ماننا پڑے ضرور ہی اس بیچارے چوبدار کا کیا قصور ہی جب سب وہان سے چلے گئے سناٹا ہوا خواجہ
عمرو نے جال الیاسی زنبیل سے نکالا یہ کہکر مارا ای جال حجال ہو کر گرنا ایک حبہ نہ بچے سب جال مین
آجائے غرض جال کو کھینچا سب خزانہ مع بالشت بالشت بھر مٹی کے آگیا اس خیال سے مٹی
کھینچ لی تھی کہ اس زمین پر سونا چاندی رکھا گیا ہی اس خاک کو نیاریون کے ہاتھ بیچ لینگے ادہر
ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار وغیرہ تشریف لائی تھین کہ ساحرون نے فریاد کی کہ کیون ملکۂ عالم کافرون
کا مال لوٹنے کی بھی اجازت نہین ہی ملکہ نے فرمایا ای غازیان دیندار و ای ساحران تہور شعار ایسا
کبھی خیال نہ کرنا شکر ہی خدا کا کہ فتح ہوئی مال ہو ذی نصیب غازی مشہور ہی لوٹو ہم الگ
انعام دینگے خلعت سے سرفراز کرینگے اُنھون نے عرض کیا کہ خزانے پر کھڑا ہوا چوبدار منع کرتا ہی
آپ کا مہری فرمان پاس ہی اس وجہ سے ناچار ہو گئے ورنہ ہم لوگ ملازمان خواجہ عمرو مین حضور کے
لشکر کے افسر ہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے ہین شیر صحرائی کو چورنگ کرتے ہین ملکہ مہرخ نے
فرمایا سچ کہو میرا مُہری فرمان ہی عرض کی حضور آنکھون سے دیکھا مضمون پڑھا ملکہ نے کہا جاؤ
اُس چوبدار کو پکڑ لاؤ کوئی جعلساز فقرے باز مکار و غدار ہوگا اسکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی
اب تو ساحر دوڑے خزانے کے پاس جا کر دیکھا تو تین گڑھے پڑے ہین ایک خر مہرہ بھی
وہان نہین ہی بلکہ زمین مین گڑھا پڑا ہی یہ دیکھکر پریشان پلٹے خدمت مین ملکہ مہرخ سحر چشم کی آئے
عرض کی حضور وہان تو خاک اُڑ رہی ہی نہ خزانہ ہی نہ چوبدار ہی ملکہ مہرخ نے مسکرا کے فرمایا آپ
لوگون نے مال لوٹ لیا اچھا کیا کون آپ لوگون سے پوچھتا ہی وہ لوگ قسم کھانے لگے کہ سامنے سے
خواجہ عمرو تشریف لائے کہتے ہوئے کہ یہ کیا ہے وہ ذکر ہو چکے ابھی سرداران زخمی کو تشاد لشکر

پروردگار کا بجالاؤ مال کیسا خزانہ کیسا ہوگا اور ساحرون سے پلٹ کے کہا بجا ہے تم قسمین کیون
کھاتے ہو خزانہ زمین نگل گئی ہوگی اور ہم تو آج بڑے نقصان مین رہے ایک مہاجن نے دو صندوقچے
جواہرات کے دیے تھے کہ اسکو فروخت کرا دیجیے ہم سمجھے تھے کہ کوئی بکار روپیہ مل جائیگا جس وقت
صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سے بچہ لیکر بھاگے وہ دونون صندوقچے کمر سے گر
اُسوقت جان بچاتے یا مال اُٹھاتے ای بھائی ناچار سنگ صبر دل پر رکھ لیا اب اُن مہاجنون
کو تمسک لکھ دینگے زندگی بھر ادا کرتے رہینگے خدا نے تم سبھون کی جان بچائی اتنی بڑی فتح ہاتھ
آئی آج کچھ کچھ اپنی تنخواہ مین سے صرف کرو جمع کرکے ہمکو دیدو ہم ہنڈوی کرکے خانۂ کعبہ مین مستحقون
کو بھیجدین ان باتون پر خواجہ عمرو کی ملکہ بہار گلعذار مسکرائین ملکہ مہرخ سحر چشم سے اشارے مین
کہا بس اب چوبدار کی جستجو نہ کیجیے یقین ہوا کہ وہ ہمارے پیر و مرشد تھے اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو خوشی
وخرمی سب سردارون نے سوار کیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے زر سرخ و سفید لٹاتے ہوئے
طرف بارگاہ کے چلے ملکہ برہان شمشیر زن اُسی عالم زخمداری مین خوشی خوشی ساتھ ملکہ مہرخ کے
چلی آتی ہین کہ ایک پتلہ سنہرا آڑی پٹی باندھے ہوئے نیچہ ہاتھ مین سر بطبق پر بسم کرد فرزمین
پر اُترا نامہ ہاتھ مین ملکہ برہان شمشیر زن کے دیا ملکہ برہان شمشیر زن نے کھول کر پڑھا کوکب
روشن ضمیر نے لکھا تھا ای نور نظر پارۂ جگر زبانی طائران سحر کے ہمکو معلوم ہوا کہ خدا نے اپنا فضل
شریک حال کیا صمصام بد انجام واصل جہنم ہوا فتح بدولت خواجہ عمرو حاصل ہوئی تسکین
دل ہوئی یہ معلوم ہوا کہ تم زخمی ہوا اپنے باغ نگارین مین چلی آؤ آکے علاج کرو اور خواجہ کو ہمارا
سلام محبت پہونچانا اور کہنا کہ آپکی صفت احاطۂ تقریر اور تحریر سے باہر کیا شکریہ ادا کرین زبان
قاصر ہی مختصر یہ کہ آپ نے برہان کو حیات تازہ عطا فرمائی گویا دوبارہ روح جسم مین آئی ماشاءاللہ
کس دھوم سے عیاری کرکے نیچہ لیا اپنی کنیز کو بچایا حیرت جادو کو کمند مار کے خوب میدان رزم
سے بھگایا ارسطو آپ کی کتاب علم فطرت کا سبق خوان ہی اور لقمان آپکے مدرسۂ حکمت کا اک
طفل دبستان ہی علم عیاری نے آپ کے دم سے رواج پایا خنجر گزاران عالم سے آپنے خراج پایا
ملکہ برہان شمشیر زن نے وہ نامہ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا خواجہ نے پڑھکر تبسم فرمایا کہ یہ کیا بات
ہی جسکو اسقدر طول دیکر تحریر فرمایا ہی اسکی موت قریب آگئی عیاری بن پڑی مگر ای نور نظر اسے

جنگ مین دو شبانہ روز برابر گذرے ہین آب و دانہ سب کا ترک رہا تم نے تو انتہا کا صدمہ
اُٹھایا لہذا آج کی شب یہان بارگاہ مین راحت پذیر ہو انشاء اللہ بوقت سحر اگر موقع ہوگا تو ہم بھی براے
ملاقات شہنشاہ کوکب روشن ضمیر تمھارے ہمراہ چلینگے بمقدمۂ ربانی اسد غازی سلاح کرنا ہی بار
اس مقدمے مین کچھ بن نہین پڑتا یہ کہکر بے اختیار ہو کر رونے لگے تمام سردارون کی آنکھون سے
اشک حسرت جاری ہوے ملکہ بہار گلعذار کو ہچکی لگ گئی ملکہ مہرخ سحر چشم نے رومال آنکھون پر
رکھ لیا ہر کہ و مہ یاد مین اپنے آقاے نامدار مولاے قدر شناس کے زار زار مثل ابر نوبہار رونے
خواجہ عمرو نے ضبط کرکے کہا کہ بجا ہو صبر کرو اس رونے کے بدلے دعا مین مصروف ہو ملکہ بران
شمشیرزن نے عرض کی ای عمر نامدار کوئی سبب قوی ہی جو قبلہ و کعبہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہی کہ چلی آؤ مجکو
ذرہ کیے اجازت دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ ملکہ بران شمشیرزن فوراً تخت پر سوار ہوئین
سرداران جان نثار خدمتگزاران ذوی الاقتدار نے چار جانب سے اس شمع انجمن عصمت و عفت کو
یون گھیر لیا کہ جیسے گرد چراغ ہجوم پروانون کا ہوتا ہی پس بشوکت و حشمت سواری مثل باد بہاری کے
جانب طلسم نور افشان روان ہوئی اب ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و دیگر سرداران نامدار بصد
شوکت و وقار بفتح و فیروزی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوگے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ملکہ مہرخ
سحر چشم نے ملاحظہ کیا کوئی سردار ایسا نہین ہی کہ زخمداری سے محفوظ ہو جس روز سے طلسم ہوشربا
مین لڑائی شروع ہوئی اکثر معرکہ ہاے عظیم پڑے مگر سرداران اسلام کو کبھی ایسا سانحہ درپیش ہوا
تھا ایسا کبھی رن نہ پڑا تھا وقائع نگار نے پرچہ ملکہ مہرخ سحر چشم کو دیا ہی اسمین صاف لکھا ہی کہ
آٹھ لاکھ ساحر جانبین کے قتل ہوے دو لاکھ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے اور چھ لاکھ ملازمان
افراسیاب و صمصام واصل جہنم ہوئے یقین ہی کہ اس صحرا کے درندو گزند طعمہ جوئی نہ کرینگے
سبزہ اس زمین پر نہ جمے گا مگر لالہ باداغ و داغدار رودم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہیگا
روئیدہ ہونگے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پرچے کو پڑھکر زانو کے نیچے رکھا خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ
مہرخ سحر چشم ہمارے مہمان تازہ کہان ہین جنکے ہم پر احسان ہین ملکہ مہرخ نے کہا ای خواجہ
مین اس فقرے کو نہین سمجھی خواجہ عمرو نے کہا کہ خوشحال جادو جو عین گرمی جنگ مین شریک
ہوا تھا فتح صمصام جنگ آثنا سے خونریز نمدہ پوش کو خوب قتل کیا علاوہ اسکے چالیس

سرداران نامدار بارہ ہزار ساحران ذیوقار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے نمک خواران سب
صاحبون کا حال دریافت کرنا واجب و لازم ہی شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ خوشخو اپنے مقام سے اٹھ
خواجہ عمرو سے عرض پیرا ہوا کہ خوشحال جادو بڑے خاندان عالی سے ہی جس وقت لڑائی
فتح ہوئی کنارے پر لشکر کے زخمدار بیقرار اُتر پڑا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا زور ہائی کرین کیا
روسیاہ بادشاہ لشکر اسلام کو دکھاؤن ہر صاحب لیاقت مجھ پر طعن کرے گا کہ یہ نمک بہ
کا سردار ہی بس یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے فرمایا کہ جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو اس خیر خواہ
دولت کو استقبال کر کے لائے اور ہماری جانب سے کہنا کہ ای برادر اگر عرصہ کروگے تو ہم خود
لینے کو تمہارے آئینگے اسی وقت تمام سردار سوا ملکہ مہرخ سحر چشم براے استقبال خوشحال
روانہ ہوئے یہان کنارے پر یہ بیچارہ ملول و حزین ایک خیمے مین داخل تھا اور کہہ رہا تھا کہ
بھائیو زخمون کے ٹانکون کی فکر کرو تو طرف صحرا کے نکل چلین اب وطن مین بھی نہ جائینگے امید
ہی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم قدر شناس ہین شاید عنایت فرمائین مگر ہم لائق اسکے نہین ہین انصاف یہ ہی
کہ ہم نے اُنکے ساتھ کیا کیا ہنوز یہ کلام پورا نہوا تھا کہ ملکہ نافرمان و سُرخ موے کاکل کشا و
خورشید زرین سحر و شاہزادہ شکیل بے عدیل وغیرہ آکے پہونچے خوشحال گھبرا کے کھڑا ہو گیا
متحیر ہو کر پوچھا سب صاحبون نے یہان قدم رنجہ بے وجہ کیون فرمایا ملکہ سرخ موے کاکل کشا
نے کہا ای سرداران نامی و ای ساحران گرامی ملکہ مہرخ سحر چشم نے واسطے تمہارے استقبال کے
ہمکو بھیجا ہی دربار دُربار مین طلب فرمایا ہی خوشحال جادو نے سر جھکا لیا دل مین باغ باغ ہو گیا
خوشی سے پھول گیا مگر جواب دیا کہ ملکہ عالم کی عنایت بے غایت کہ اس ذرہ بے مقدار کا نام
روشن کرنا منظور ہوا ورنہ یہ خطا کار کیا خدمت بجا لایا جسکا یہ معاوضہ ہوا ملکہ نافرمان نے کہا
ای خوشحال جادو تم سے وہ کار نمایان سرزد ہوا کہ جسکے بیان سے زبان قاصر ہی تمہاری خیر خواہی
ملکہ مہرخ سحر چشم پر بخوبی ظاہر ہی عین وقت پر تمنے لشکر اسلام کی مدد کی اتنی بڑی یلغار کی جلادین
کسقدر رکد کی شکر ہی کہ وہ نمک حرام واصل جہنم ہوا جسنے اپنے ولی نعمت کے قتل کا ارادہ کیا تھا
بس اب چلو ملکہ عالم بہت مشتاق ہین خوشحال کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا سرداروں سے بغلگیر
ہوا غرض سب صاحب باعزاز تمام اس خوش انجام کو مع ہمراہیان خوشحال داخل بارگاہ آسمان جاہ

ہوئے خوشحال جادو نے بڑھکر پایۂ تخت ملکہ مہرخ سحرچشم کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ کیا بندہ نوازی فرمائی دولت کونین ہاتھ آئی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا گلہ ہے بہ نگاہ ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ سے خوشحال جادو کو و دیگر سرداران ہمراہی کو مخلع کیا فوج خوشحال کو انعام سیکران عنایت ہوا ایک بارگاہ کلان استادہ کرادی حکم ہوا کہ اپنے لشکر کو لے کر بعیش و عشرت فروکش ہو اب نہ مشوش ہو زخم دوزی کی اپنی مع ہمراہیون کے تدبیر کرو جس شی کی ضرورت ہو خزانۂ شہنشاہی سے منگوا لینا حجاب کو کام نہ فرمانا خوشحال جادو دعائین دیتا ہوا جا کر اپنی بارگاہ مین داخل ہوا ساتھ والون سے کہا دیکھا یاد خیرخواہی مین کیا شرف حاصل ہوا اہل اسلام فلک اساس قدرشناس بہادر دوست مین زنہ سب ناج کی امید ہی بیان ملکہ مہرخ سحرچشم نے سب سردارون کی زخم دوزی کا سامان کیا خواجہ عمرو ایک کرسی پر جلوہ فرمایا خوشی مین آکے بالحان داودی یہ اشعار آبدار شکر بجا خالق بے نیاز رب کارساز مین زبان پر جاری کئے نظم

تو وہ خورشید ہی گردون یکتائی و وحدت کا / دو عالم ایک مطلع ہی ترے دیوان قدرت کا
عوض طاعت کے یہ عاصی نہین مشتاق جنت کا / تجھے منظور ہی احسان لینا تیری رحمت کا
ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہین ساقی / رہے آباد جمع اس خراباتِ محبت کا
کرو بگار روز پرسش عوض گستاخانہ اتنی تو / گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا
تو وہ ہی نخلبند گلشن ایجادی صانع / ریاض دہر گلدستہ ہی تیرے باغ صنعت کا
کرے گا حشر مین ہم عاصیون کو سرخ رو تو ہی / ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہی شفاعت کا
ریاض دہر مین سب تیری یکتائی کے شاہد ہین / ہر اک شمشاد پر عالم ہی انگشتِ شہادت کا
ملی نعمت سعادت کی ترے در کی گدائی سے / ہما بھی اک مگس ران ہی مرے خوانِ قناعت کا
تجھی کو صورت آباد جہان مین جلوہ گر دیکھا / خلل انداز وحدت کب ہوا آئینہ کثرت کا
وہ مجرم ہون کرون گا غسل جب آب نجالت سے / تری رحمت بدلوادے گی جامہ گرد ذلت کا
نہین جائے پناہ اسد م کہین جز گوشۂ رحمت / ہوا علام باری جب گھڑی تیری عدالت کا
سیہ کاری سے اب تاریک سارا خانۂ دل ہی / چراغ داغ روشن اس مین کر اپنی محبت کا
تصور پردہ پوشی کا تری کرتا ہی بے پردہ / خیال آتا ہو جب رسوائی روز ندامت کا

ہماری حاجتون سے ہمکو بڑھ بڑھکر دیا ہردم | ادا اے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا

ان اشعار حمد الٰہی کو سنکر تمام سرداران نامی وساحران گرامی وجد کر رہے ہین دم یکتائی پروردگار
کا بھر رہے ہین بہ عنایت پروردگار بلا حجت وتکرار مصروف عیش ونشاط ہین مگر اب ذکر سنیے
افراسیاب خانہ خراب کا کہ پردۂ ظلمات سے واپس ہو کر باغ سیب مین آیا کنیزان ماہرو و
نازنینان خوشرو پہلو مین اس بدخو کے آکر بیٹھین کارگزاران سلطنت ومشیران اُبہت سے پوچھا
کہ کچھ احوال دریافت ہوا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے لڑائی مین کیا کیا انھون
نے عرض کی حضور نے تو آج تیسرے روز نزول اجلال ورود اقبال فرمایا ہے اتنی خبر ملی تھی
کہ دو شبانہ روز تلوار چلی ہنگامہ سحر وساحری گرم رہا یہ بھی سُنا تھا کہ صمصام نے اُسی نیچے سے
ملکہ بُران شمشیر زن کو مارا عین گرمی جنگ مین للکارا کل شب تک تو یہی مشہور تھا کہ شہنشاہ کے
خیرخواہ غالب آگئے ہین مسلمان بہت گھبرائے ہین آج کی کیفیت نہین معلوم یقین ہے کہ ملکہ حیرت
جادو نے سب کو گرفتار کر لیا ہو گا شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان نے یہ سُنکر قصد کیا
کہ طائران سحر کو برائے خبر روانہ کرون یا کتاب سامری دیکھون کہ یکایک آسمان پر برق چمکی
دیکھا ایک پتلہ فولادی ملکہ حیرت جادو کو پنجے مین دبائے ہوئے لیکر حاضر ہوا سامنے افراسیاب
خانہ خراب کے ملکہ حیرت جادو کو رکھدیا اور عرض کی اے شہنشاہ سامری وجمشید نے
بڑی خیر کی مسلمان ملکہ عالم کو مارے ڈالتے تھے بیچ میدان کارزار مین بیہوش پڑی تھین اور
حلقہائے کمند گلو سے تا زک مین پڑے تھے غلام وقت پر پہونچا ملکہ عالم کو اُٹھا لایا یہ کہکر پتلہ تو غائب
ہوا افراسیاب نے ملکہ حیرت جادو کو عجب خرابی مین پایا سر پہ زخم کاری دوپٹہ سر پر ندارد
کرتی آب روان کی ٹکڑے ٹکڑے سر اُٹھا کر ملکہ حیرت جادو کا زانو پر رکھ لیا پانی کا چھینٹا دیا حلقہائے
کمند گلے سے کھولے غصے مین تاج زمین پر دے مارا سر پیٹنے لگا یکایک ملکہ حیرت جادو نے
آنکھین کھولین سر اپنا زانو پر افراسیاب کے پایا اُٹھکر ایک دوہتڑ افراسیاب کی پشت پر
مارا کہا حضور نے دشمنون مین تنہا چھوڑ دیا بالکل میری خبر نہ لی اگر مسلمان مجکو قتل کر ڈالتے تو آپ
خوش ہوتے افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم مفصل حال بیان کرو غصے کو کام نہ فرماؤ مین نے
سُنا صمصام نے ملکہ بُران شمشیر زن کو قتل کیا خوب کوکب کو داغ دیا ملکہ حیرت جادو

ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ شور گریہ و زاری دربار باغ سیب پر بلند ہوا دیکھا کہ چند ملازمان صمصام
لاشہ اسکا چارپائی پر ڈالے ہوئے فریاد و العیاث کرتے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے
افراسیاب نے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہے ملازمان صمصام نے سر پیٹ کر عرض کیا صمصام مارا گیا
اس زور و شور سے لڑا تھا کہ خون کا دریا بہا دیا ملکہ بُران کو ٹوک کر مار اگر مسلمانون کا خدا ایسا زبردست
معلوم ہوتا ہے اُسی وقت ملکہ بُران شمشیرزن کو زندہ کیا جو مر گئی تھی اُسنے اِسکے زندے کو مردہ کیا
ساتھ والے بھی ہزارون مسلمانون کے شریک ہو گئے ایسی لڑائی بگڑی کہ غلامون نے بمشکل لاشہ اس
کشتہ یاس کا اُٹھایا آخر یہان تک پہونچایا اب ہم لوگ کہان جائین اپنے قدردان صمصام کو
کہان پائین افراسیاب نے غصے مین آکر ملکہ حیرت جادو سے پوچھا کہ ای ملکہ عالم بیان
کرو یہ پہیلی مین نہین سمجھا ملکہ حیرت نے کہا صاحب حقیقت مین میرے سامنے ملکہ بُران کو قتل کیا
تھا ملکہ مجلس وغیرہ جان دینے پر آمادہ تھین پھر یہ دیکھا کہ نعرۂ بُران شمشیرزن ہوا مجھسے لڑائی ہوئی
مین نے زخمی کیا خواجہ عمرو نے مجکو بصورت صنعت سحر ساز بیہوش کیا اُسوقت تک صمصام زندہ
تھا مین بھی اچھی طرح نہین سمجھی کہ یہ کیا معرکہ تھا اب زیادہ تقریر سے میرا سر نہ پھراؤ کتاب سامری
مین ملاحظہ فرمائیے افراسیاب نے کتاب سامری کو اُٹھایا ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب
کتاب پڑھتے ہی غصے مین تھر تھر کانپنے لگا گویا بخار جاڑے کا چڑھ آیا ملکہ حیرت جادو نے پوچھا
شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے جواب دیا ای ملکہ حیرت جادو اس ساربان زادے نے تو
ناک مین دم کیا ہے مگر واہ رے عیار بلائے روزگار تمکو کیا معلوم ہے کہ ملکہ بُران کہان تھی ساربان
زادے کی زنبیل مین نہان تھی ایک ساحرہ نہین معلوم کہان کی رہنے والی کو بصورت ملکہ بُران
بنا کر میدان کارزار مین بھیج دیا تھا نہ تمکو سوجھا اور صمصام تو بالکل اُلو کا پٹھا تھا وہ کیا جانتا کیونکر
پہچانتا بس اس فریب مین صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش مارا گیا افسوس یہ ہے
کہ مین ناحق بدنام ہوا ایک حقیر کی خوشامد کرنی پڑی صمصام ایسے لاکھون غلام میرے پڑے ہین
مگر ای حیرت عمرو کی قضا بھی آگئی آج ضرور مار ڈالونگا لو ابھی جاتا ہون کان پکڑ لاتا ہون دیکھون
تو بی ملکہ مہرخ وبہار کیونکر روکتی ہین کس طرح مابدولت کو ٹوکتی ہین یہ کہکر افراسیاب اُٹھنے لگا
بڑے بڑے جادوگر قہار جادو مقہور آتش خوار نہنگ بلا کردار فیلان سوار ببران مارگیر

ماران سیاہ زرد وغیرہ ہان ہان کرتے ہوئے اُٹھے عرض کی ای شہریار غلامان جانباز حاضر ہین
کیا ہم سب اس کام مین قاصر ہین جو ارشاد ہو ابھی بجا لائین جا کے ملکہ مہرخ وغیرہ کو تباہ کرین
ایک باغی سرکار دولتمدار کو پردۂ دنیا پر باقی نہ رکھین حکم ہو زندہ گرفتار کر کے لائین اگر اجازت
ہو پھونک دین جلا دین خاک مین ملا دین اور ساربان زادے کی کیا حقیقت ہی ابھی چشم زدن
مین لاتے ہین جب مہرخ وبہار کے قتل پر غلام آمادہ ہین کیا عیار اُنسے لیاقت مین زیادہ ہین
افراسیاب خانہ خراب نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا یارو تم عمرو کو نگاہ حقارت سے
دیکھتے ہو تم اُسکے مرتبے کو نہین جانتے ہو خداوند لقا کا پیارا بندہ ہی اُسکو عہدۂ ملک الموت کا خداوند
لقا نے دیا ہی نام لقا کا سُنکر ملکہ حیرت جادو کو غصہ آیا کہا شہنشاہ اُس منحوس دیوث کا نام نہ لیجیے
جس دن سے ہماری اقلیم مین آیا تباہ و برباد کر دیا دوست دشمن ہو گئے راہبر رہزن ہو گئے
افراسیاب نے کہا ملکہ چپ رہو یہی باعث بربادی طلسم ہی خداوند لقا کو سب طرح کی خبر ہوتی
ہی اب اِسوقت اُنکو تمہارا یہ کلمۂ ناشایستہ دریافت ہوا ہوگا سنتا ہون ہر وقت مقدمات طلسم ہوش ربا
مین گوش بر آواز رہتے ہین سب چیزین اُنکے قبضے مین ہین ہوا نے ابھی اُنکے کان تک آواز
پہونچائی ہو گی توبہ کرو کان پکڑو خبردار کبھی ایسے کلمے واہیات اُنکی شان مین نہ کہنا جو مزاج مین آتا
ہی وہ کرتے ہین کسی کو مشیت خداوندی مین کیا دخل ہی اصل تو یہ ہی کہ خود خطاوار ہون مقدمات
سلطنت سے مجبور و ناچار ہون کئی سال اُنکو ہماری عملداری مین آئے ہوے گذرے ایک دن
بھی برائے قدم بوسی نہ جا سکا اسی وجہ سے قدرت کو غصہ ہی ملکہ حیرت جادو نے یہ سُنکر سر جھکا لیا
مگر سفاک نیلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا عرض کیا آپ دوسرا جام شراب نوش
فرمائین غلام جاتا ہی عمرو کو ابھی گرفتار کر کے لاتا ہی ہر چند افراسیاب نے منع کیا اسنے نہ مانا سجدہ
کر کے چلا یہان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کسی کار ضروری کو بیرون بارگاہ آئے ہین ہمراہ برق فرنگی و
چالاک بن عمرو یہ دونون ساتھ ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برق و چالاک مین کوتوالی چبوترے
پر ٹھہرتا ہون تم ذرا تا بہ لشکر ملکہ حیرت جادو جاؤ خبر تو لاؤ یقین ہی کوئی ساحر زبردست آیا
ہوگا مفصل خبر دریافت کرنا اور ای نور نظر مین نے دربار مین ذکر نہین کیا سردار گھبرا جائینگے زمانۂ
قتل اسد غازی بہت قریب ہی ابھی تک کوئی صورت نہین نکلی کدھر جاؤن کیا تدبیر کرون ہائے

اُس شیر کو کیونکر چھڑاؤن برق نے کہا اُستاد جان اپنی دینگے انشاء اللہ تعالے اُس شیر بیشۂ
جرأت کو کسی طرح قتل نہونے دینگے عمرو نے کہا افراسیاب بڑا زبردست ہی بہت مشکل ہی کہ کوئی
شخص تا بہ گنبد نور پہونچے اور اسد شیردل کو رہا کرے جب کوکب روشنضمیر ایسا عذر کرے
کرین بقدمہ رہائی اسد شیردل مجبور ہون ناچار ہون پھر مین سواے خدا کے کسکا بھروسا کرون
تمہین اور کسیکی کیالیاقت ہی اگر دعوی کرے تو حماقت ہی یہ سنکر دونون عیار خدمت خواجہ عمرو سے جدا ہو
عمرو زیر چبوترہ کوتوالی آیا بخوبی ٹھہرنے نہ پایا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سفاک نیلی پوش جادو
مصاحب شہنشاہ افراسیاب او ساربان نما دے خبردار کہان جاتا ہی مین آپہونچا خواجہ عمرو
نے سر اُٹھایا دیکھا تو قریب پہونچ چکا ہی عمرو نے قصد کیا جست کر کے نکل جاؤن اس ظالم سفاک سے
جان بچاؤن مگر اُسنے ایک گولہ مارا کئی جادوگر جو قریب عمرو کے تھے سر اُنکے پھٹ گئے تڑپ کے
گرے خواجہ عمرو کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے فوراً سفاک نیلی پوش کوک کر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر
لے اُڑا لشکر مین غلغلہ پڑا کوئی جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہی جب تک دوڑین وہ بلند ہو کر
غائب ہوا چالاک و برق کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچے تھے ہنگامہ سنکر لپٹے آگے دیکھا کئی
جادوگر مرے پڑے ہین کچھ سر پیٹ رہے ہین بڑے بڑے سردار خیمون سے نکل آئے ہین تیغ زن
تاریخ وغیرہ ہاتھون مین لیے قصد کر رہے ہین کہ تعاقب مین جائین جس طرح بنے عمرو کو چھڑائین برق
و چالاک نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین جب تک ہم واپس نہ آئین کوئی صاحب یہان سے
قدم نہ بڑھائین ابھی ایک معرکہ عبرت خیز حیرت انگیز گذر چکا ہی خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا
افراسیاب خانہ خراب دشمن سب کا ہو رہا ہی آج باغ سیب ماتم سرا ہوگا صمصام مارا گیا ملکہ
حیرت جادو کو ذلت ہوئی معلوم ہوتا ہی اُسنے کسی کو بھیجا ہی نا الفنا مدار کو سر بازار قابو پا کر لیگیا
مگر کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے کیا چین پائیگا آپ لوگون کے جانے سے کوئی نہ کوئی آفت برپا
ہوجائیگی پھر ہمارے بنائے کوئی تدبیر نہ بن آئیگی یہ سنکر سب سردارون نے سر جھکا لیے کہا مرشدزادے
ہمارے ہوش و حواس بجا نہین ہین خواجہ کا ایک لمحہ لشکر مین نہونا باعث انتشار ہی اگر ہم سب قید ہو جائین
اور خواجہ چھوٹے رہین امید قوی ہوگی کہ آپ ہمارے سر پرست آتے ہونگے رہا کر کے لے جائینگے
ہاتھ سے دشمن کے بچا لینگے اُنکی گرفتاری بڑا غضب ہی مجبور ہین کہ دونون بہ انعمدہ و تعب ہی الغرض

چالاک نے سب کو سمجھا کر ٹھہرایا ایک جانب چالاک گیا برق تڑپ کر ایک طرف چلا یہان
سے حال بیان کیا جاتا ہی سفاک نیلی پوش کا کہ یہ ملعون خواجہ کو بغل مین دبائے ہوے اڑتا ہوا
جاتا ہی پیچھے پھر پھر کر دیکھتا ہوا کہ مہرخ سحر چشم و بہار و غیرہ تعاقب کرینگی یہ ساحر ان زادہ سایہ
لشکر کی جان ہی ہر کہ و مہ پر اسکا احسان ہی کوہ و دشت و بیابان کو طی کرتا ہوا اتنا بلند جاتا ہی کہ مرغ نظر
وہانتک نہ پہونچے دس بارہ کوس راستہ طی کر چکا ہی دور سے ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا چار سمت
اُس کوہ کے گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلمون چشمہ ہائے صاف و شیرین جاری باغبان ازل
کی قدرت کی چار سمت گلکاری طائران نغمہ سرا چہچہہ زن گل خودرو سے دامن کوہ رشک گلشن
جابجا کبک خوش رفتار خرامان کہین طاؤس رقصان بر سر کوہ سبزہ رہا نخلہائے میوہ دار بار اثمار
سے شاخین جھوم رہی ہین یاد صنعت باغبان قضا و قدر مین زمین ادب چوم رہی ہین مگر اُس
پہاڑ پر سناٹا ہی یقین ہوا کہ کبھی اس مقام پر انسان کا گذر نہوا ہوگا قریب سے کوہ کے چاہا بلند ہو کے
نکل جاؤن یکایک کان مین آواز آئی یا سامری یا جمشید سر اُٹھا کر جو دیکھا بر سر کوہ ایک مہنت
بھبھوت چہرے پر ملے آنکھین سرخ مثل جام شراب گلگون جٹائین خاکستری مثل موج دریا سے
پیچون صورت مہیب شکل عجیب ایک کردھنی زنجیر کی مثل مار سیاہ کمر مین لپٹی ہوئی ایک لنگوٹی
جس سے موے زہار نکلے ہوئے بغل کے بال بڑے بڑے اُن موے سیاہ سے قطرے پسینے
کے ٹپک رہے ہین یا مار ان سیاہ زہر اگل رہے ہین دھونی آگے لگی ہوئی لکڑی کندون کا انبار
ایک سمت مورت ٹھاکر جی کی رکھی ہوئی اسکی بلندی پر ایک گھڑا پانی کا اُسمین قلیل سا سوراخ نہ بہت
کم نہ زیادہ فراخ سر پر ٹھاکر جی کے ایک ایک قطرہ پانی کا گر رہا ہی ایک سمت چمن گیندے کے
زرد زرد پھول اُنپر عجیب رنگ کی بہار وہ چمن زعفران زار جسکے دیکھنے سے ہنسی آئے دل
باغ باغ ہوجائے ایک جانب لبنی چلم گانجا پینے کی اوندھی رکھی ہوئی ہی ہاتھ مین پوتھی کبھی بھجن
سامری کے گاتا ہی کبھی یا جمشید کہکر کھڑا ہو جاتا ہی جب نعرہ مارتا ہی پہاڑ تھراتا ہی کبھی دوڑ کر گانجے کی
چلم اُٹھاتا ہی ہتیلی پر گانجا ملکر چلم مین جماتا ہی اس زور سے دم لگاتا ہی کہ ہاتھ بھر لو بلند ہو جاتی ہی
سفاک نے دور سے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا مبہوت ہو گیا دل سے کہتا ہی یہ بندگان
خاص سامری و جمشید ہین یہ گوشہ تنہائی پسند آیا ہی سامری و جمشید نے اپنی قدرت سے

ایسے مقام خوفناک پر کیا سامان عیش مہیا فرمایا ہی ای سفاک نیلی پوش اس مقام پر خداوند سامری
و جمشید کا گذر ہوتا ہوگا عجب مقام مسرت افزا ہی ہم بڑے خوش نصیب ہین اکثر قریب سے اس
پہاڑ کے گذرے مگر مہنت صاحب کو کبھی نہ دیکھا آج جو اس سلمان کو گرفتار کیا پردے آنکھون
سے اُٹھ گئے ایسے مقبول لوگ نظر آئے انکی خدمتگزاری واجب و لازم ہی انھین ایسے بندگان
خاص کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہین یہ سوچکر ایک گوشے مین اُترا خواجہ عمرو کو مسحور سحر
کرکے ایک تختۂ سنگ پر ڈالدیا خداوندون کے نام لیتا ہوا سامنے مہنت صاحب کے آیا
دور سے پالاگن کی سجدے کے لیے جھکا مہنت نے بقہر و غضب آواز دی او بے ادب کہان
آتا ہی یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہی اگر ہمارے قریب آئیگا آتش
قہر سے ہونے ہوسو خداوندون کے جل جائیگا سفاک نے گڑگڑا کے دانت نکالدیے اور کہا
گسنیان واسطے درشن کے آیا ہون خداوند سامری کا بندۂ خاص یعنی افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوش ربا کا نمک خوار ہون ایک نگاہ لطف کا امیدوار ہون مہنت نے غصے سے جھاڑ دیا
ارے تو نے ہمکو کیونکر دیکھا شاید تجھسے کوئی کارِ نیک ہوا کیا کسی ٹھگ کو تو نے قتل کیا ہی کس وجہ سے
تیری آنکھون سے پردہ حجاب کا اُٹھ گیا ہی ہم کئی سو برس سے یہان رہتے ہین طائران صبا تک
کی ہم پر نگاہ نہین پڑی ہم قصر پردۂ حجاب قدرت سامری کے رہنے والے ہین سامان قدرت
سامری کے نرالے ہین یہ سُنکر سفاک خوشی سے پھول گیا زمین پر سجدے کرنے لگا کہا ای مقبول
بارگاہ سامری آپ پر سب کچھ روشن ہی بیشک مین نے آج اس شخص کو گرفتار کیا ہی کہ جسنے روح
سامری و جمشید کو صدمۂ عظیم دیا ہی ہزارون ساحر مارے بتکدے کھود ڈالے قاتل دمامہ
و شمشہ عیار سرکش مکار و غدار قاتل کفار قدرت کا گنہگار مغضوب بارگاہ سامری عمرو بن
امیہ ضمری ابھی اسکو گرفتار کیا ہی اُسکو بخدمت افراسیاب لیے جاتا تھا کہ آپ کے جمال باکمال
کو دیکھا واسطے زیارت کے حاضر ہوا مہنت قہقہہ مار کر ہنسا پکار کے آواز دی واہ بے سامری
کیا کیا قدرت دکھاتا ہی کبھی ہمکو ظاہر کرتا ہی کبھی چھپاتا ہی یہ کہکر دیر تک مہنت ہنسا کیا جب ہنسنے
سے فراغت پائی ابروون پر بل پڑا غصے مین سونٹا اُٹھایا کہا کیون او احمق نابینا جسکے گرفتار
کرنے سے تجھکو یہ مرتبہ ملا اگر اسکو قتل کرتا تو کیا شرف پاتا جیتے جی بیکنٹھ جاتا دیکھ اس پوتھی مین بھی

اُس ساربان زادے کی بُرائیان لکھی ہین جنہ اس ساربان زادے کو بہ ساعت لازم اپنے ہاتھ سے قتل کرین تجکو دربار مین سامری وجمشید کے پہونچادین یہ سنتے ہی سفاک بلی بیچ باغ باغ ہوگیا دست بستہ عرض کی ای مقبول بارگاہ سامری ایسا نہو شہنشاہ افراسیاب کے خلاف ہو مہنت نے ایک چیخ ماری کہ زمین تھرا گئی کہا اسی وجہ سے سلطنت مین افراسیاب کی خلل پڑا ہی اپنے نوکرون کے ہاتھ سے جوتیان کھاتا ہی شکست پر شکست اُٹھاتا ہی وہ جب شعر سعدی وانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد + دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + او نادان دشمن کو حقیر سمجھا جب قبضے مین آگیا مہلت دینا اپنے سر پر بلا لینا ہی عقلمندون کا یہ کام نہین ہی سفاک نے کہا سامری وجمشید نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ جہان عمرو کا خون گرے گا وہ زمین آباد نہوگی رنجیدہ ساکنان فساد ہوگی اور یہ بھی لکھا ہی کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی یہ سُنکر مہنت غصے مین ایسا چیخا کہ پہاڑ تھرا گیا اور سونٹا زمین سے اُٹھایا ایک چوتڑون پر سفاک کے مار کہا او بیحیا مضمون کتاب تو صادق آیا کسی ساحر کے ہاتھ سے حقیقت مین قضا نہین ہی قدرت خود اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے ہمکو کیا سمجھا ہی ہم سامری کے باپ ہین افراسیاب کے مطیع آپ ہین دیکھ پوسنے دو سو خداوند فرشتگان عذاب کو ساتھ ساتھ لیکر آ پہونچے جلدی پلٹ سجدے مین سر جھکا ورنہ جلکر خاک ہو جائیگا نرک کنڈھ مین پھینکدیا جائیگا ہمیشہ آگ مین جلتا رہیگا جہنم کے آگ کی جفا سہتا یہ جو مہنت نے بقہر و غضب کہا اور چوتڑون پر سونٹا بھی پڑا یا خداوند کہکر پلٹا کہ دیکھون سامری وجمشید کیونکر آتے ہین آج مجکو اپنا جلوہ دکھاتے ہین سفاک کا پلٹنا تھا ذرا منھ پھیرا لہ پہلو سے نعرہ ہوا او بیحیا منم صاحب بغدۂ گران نظر کردۂ بزرگان شیر بیشۂ عیاری و ہنر بردشت طرازی افسر ہر ہنگان مہتر قران

نعرۂ مہتر قران

سریع السیر چون باد بہاری
جہان سر بنگ در خنجر گزاری
بہ میدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم

یہ کہکر بغدہ مارا انکے بغدے کا دستور ہی اگر سیدھا پڑا ٹانگون سے گذر گیا اور اگر اُلٹا پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے اُسوقت جلدی مین اُلٹے سیدھے کا کسکو خیال تھا اپنے اُستاد کے گرفتار ہونے کا ملال تھا اس زور سے سر پر سفاک بیباک کے پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ہای کہکر زمین پر گرا تڑپ تڑپ کے واصل جہنم ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی مارا

مجھکو کر سفاک جادو نام تھا حسرت ویاس لیکر دنیا سے گیا اُدھر خواجہ عمرو جو سائے مین نخل کے
مسحور پڑے تھے آنکھین کھلی تھین ہاتھ پانوٗن بیکار تھے زندگی سے بیزار تھے بالکل مجبور و ناچار
تھے نعرۂ قران کی آواز سنتے ہی ہاتھ پانوٗن مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت آئی آواز سُنکر
دوڑے آکے دیکھا لاشہ سفاک کا سرد ہوا ہی ضرب سے بغدون کی گرو برد ہوا ہی مہتر قران
نے سلام کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگا لیا کہا تیرا مرتبہ سب عیارون سے بہتر ہی تو حقیقت مین
جان بخش عمرو ہی بیٹا یہان کیونکر پہونچے مہتر قران نے کہا استاد مجھکو تو آپ کے گرفتار ہونے
کی خبر بھی نہ تھی آپ کو بارگاہ مین چھوڑکر آیا تھا بعیش وراحت یہان فکر مین افراسیاب خانہ
خراب کی اُسکے بیٹھا تھا حسرت پر اسد غازی کے دل ٹکڑے ہوتا ہی مصیبت پر اُس شیر
بیشۂ جرأت کے ہر خرد و کلان روتا ہی دل مین یہ تھا کہ اگر وہ ملعون اُدھر سے گذرے اور
ہمارے دام مکر مین پھنسے تو ایک ہی بغدہ مارون کہ ملعون کا سر پھٹ جائے خواجہ عمرو نے
کہا کہ بیٹا ایسا غضب نہ کرنا اُسکے سامنے جرأت کا دم نہ بھرنا وہ طلسم بند ہی ہر کاہن و رمال
و پنڈت ستارہ شناسان بلند مین و کاملان خوش آئین نے تحریر کیا ہی کہ تا زمانیکہ طلسم کشا لوح
نہ حاصل کرے گا حجرۂ ہفت بلا وا نہ قتل ہون دربند طلسم نہ ٹوٹین اُسوقت تک افراسیاب
خانہ خراب قتل نہین ہوسکتا مہتر قران نے سر جھکا لیا خواجہ عمرو نے لباس سفاک کا اُتار لیا
لاشہ اُس نابکار کا برہنہ چھوڑ دیا کوہ سے کود کر مہتر قران ایک جانب گئے خواجہ عمرو داخل
لشکر اسلام ہوئے یہان آکر دیکھا ہنگامہ برپا ہی ہر خرد و کلان غم مین خواجہ کے بیتاب مہرخ
سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار اُمنڈ آئین کہ لشکر لیکر فوج کفار پر جا پڑین کوئی کہتا ہی کہ خواجہ عمرو کو
کہان تلاش کرین برق و چالاک دوڑتے پھرتے ہین آنکھون سے اشک حسرت گر رہے ہین
عمرو کو دیکھکر سب دوڑے خوشی خوشی ساتھ لیکر بصد کر و فر بارگاہ آسمان جاہ مین آئے خواجہ
کرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی
پائی خواجہ عمرو نے مہتر قران کا حال بیان کیا اور کہا ملکہ عالم خدا نے بڑی خبر کی مہتر قران
کا ارادہ تھا کہ اگر افراسیاب آئے تو اُس خانہ خراب پر حملہ کرون وہ اسد شیر دل کے واسطے
بہت بیقرار ہی زمانہ قتل اسد بہت قریب ہی افسوس ہی کہ ابتک کوئی صورت نہ پیدا ہوئی

دیکھیے فلک کیا دکھلاتا ہی اس کلام حسرت انجام خواجہ عمرو سے شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر سردار دردمند ہوا یہ اشعار حسرت آمیز و عبرت خیز زبان پر خواجہ عمرو کے جاری ہوئے اشعار

بنا کرینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
گئے ہزارون ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
گئے وہ دن کہ پہاڑ اُسنے کھود کر پھینکے
اک سیل اشک ہی اک موج زن زمین کے تلے
قلق کو باتونکا تیری مزا نہین بھولا
کہ مجتمع ہین سب اہل وطن زمین کے تلے
عدم ہی کوچ کی جا اور دہی منزل گاہ
پڑا ہی خاک مین اب کوہکن زمین کے تلے
سر غرور اُٹھاؤ نہ سرکشو اتنا
رہیگا حشر تلک ہم سخن زمین کے تلے
کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے
مسافرونکے لیے ہی وطن زمین کے تلے
یہ کسکے کشتۂ غم بعد مرگ روتے ہین
ملیگا خاک مین سب بانکپن زمین کے تلے

ان اشعار آبدار کو سنکر اور زیادہ سب بیقرار ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا خواجہ کیون دل دکھاتے ہو ہم سب آپ کے ساتھ جان دینگے روز قتل اسد غازی سر ہتیلی پر رکھکر جا پڑینگے انشاء اللہ ایسا کشت و خون ہوگا کہ افراسیاب خانہ خراب بھی عمر بھر یاد کرے گا ہر ایک رہنے والا طلسم ہوش ربا کا فریاد کرے گا اور خواجہ اصل یہ ہی کہ ہم سب مجبور و ناچار ہین گنبد نور تک نہین جا سکتے سحر مین افراسیاب کے نہین زبان ہلا سکتے اور شباب مہ جبین کا ہر وقت یاد آتا ہی قلب بھر آتا ہی کہ اُس پابند سلسلۂ محبت و آشفتۂ وادی مودت پر اُس قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی مگر خواجہ وہ عاشق صادق ہی یار موافق ہی مین نے سُنا ہی کہ اکثر افراسیاب قید خانے مین گیا اور اپنی دختر بلند اختر ملکہ مہ جبین الماس پوش سے کہا کہ تو عشق و محبت اسد غازی سے ہاتھ اُٹھا تو بہ کر مین تجکو رہا کردون وہی سلطنت حکومت عطا کردون اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ ناپیدا کنار مذاق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ مہ جبین خوبرو نے یہی جواب دیا کہ میرا اُس شیر دل کا ساتھ ہی اُس شہریار کا دامن ہی میرا ہاتھ ہی اُنکے ساتھ ہی تڑپ تڑپ کے مرجاؤن یہی لطف زندگی ہی افراسیاب ان کلمات محبت آیات پر بہت جھلاتا ہی مجبور ہو کے قید خانے سے چلا آتا ہی مگر اب سُنا ہی کہ حال اُسکا بہت ابتر ہی جان لبون پر ہی دیکھیے جامع المتفرقین احکم الحاکمین زندگی مین ہماری اُسکو ہم سے ملاتا ہی یا نہین عمرو نے رو کر کہا اے ملکہ اگر خدا نخواستہ اسد غازی قتل ہو گیا مین لشکر حمزہ مین مُنہ دکھلانے کے قابل نہ رہا یہ ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر امیر باتوقیر کا نور نظر ہی صاحبقران کا نواسا ہی سب سے

اسکو بناز و نعم پرورش کیا ہی بیٹے اور پوتے تماجبقران کے بہت ہین مگر نواسا اور کوئی نہیں
ہی نہین معلوم ملکہ زہیدۂ شیر گیر کا کیا حال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا دوسری خرابی یہ دیکھیے
ہی اسکا بڑا پس و پیش ہی کہ نور نگاہ صاحبقران شاہزادۂ انجم گروہ رستم شاگرد سرفتنۂ ملک باختر
پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن اسی طلسم مین قید ہوکر آیا ہی بخت سیاہ نے عجب روز
سیاہ دکھایا ہی آج تک اُس شیر کا پتا نہین ملا کہ افراسیاب خانہ خراب نے کہان قید کیا وہ عنقا
صاحبقرانی کس قفس مین بند ہوا پس ہو سکتا ہی کہ یہ شیر دستیاب ہون اور مین بدنصیب جاکر
اپنے آقاے نامدار مولاے قدر شناس کو روے سیاہ دکھاؤن مناسب تو یہ ہی کہ گلا کاٹ کر مرجاؤن
ان باتون پر خواجہ کے شور گریۂ و زاری بلند ہوا وہ بارگاہ فلک اشتباہ اُسوقت صاف ماتم سرا
تھا کسی کے ہوش درست نہ تھے یہان تو اسوقت بارگاہ ملکہ مہرخ سحر چشم مین ذکر اسد غازی
وحال پُر ملال بدیع الزمان پر ماتم برپا ہی دو کلمے داستان افراسیاب خانہ خراب کے حریم
ہوتے ہین کہ باغ سیب مین سر پر حکومت پر مغرور بیٹھا ہی سفاک نیلی پوش کو براے گرفتاری
خواجہ عمرو بھیج چکا ہی ملکہ حیرت جادو نے سامان عیش و جشن مہیا کیا ہی ساقیان پری چہرہ
جام مے ارغوانی بصد دلربائی بکرشمہ و رعنائی سامنے افراسیاب کے لائین ایک ایک حسین

مہ جبین عابدکش زاہد فریب نظم	دید انبوه پریزاد چند	بہر پابندی آزاد چند
ہر یکے را فن دل بردن یاد	ہمہ در صید دلہا استاد	ہر یک از گرمی انداز و ادا
کرد سامان قیامت برپا	طرہ چون بر رخ پُر نور کشاد	مہر تابان بہ تہ ابر افتاد
عکس رخسار چو افتاد در آب	شمع گردید فروزان تہ آب	عکس بر رو چو فتاد از حیرت
آب چون آئنہ شد بے حرکت	زلف را پیشہ بود دل شکنی	غمزہ را کیش بود راہزنی
ہمہ از حیلہ گری چشم سیاہ	ہمہ را برق درخشندہ نگاہ	ہمہ چون خیل پری جلوہ کنان
ہمہ غارت گر ہوش انسان	ہر یکے از ہنر سحر و فسون	روے آتش بفرات و جیحون

افراسیاب نشۂ شراب مین بدمست بیٹھا تھا پہلو مین ملکہ حیرت جادو ایسی نازنین خوشتر
کہ جسکا اس اقلیم مین مثل نہین ہی خورشید جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال بیت یہی اشارہ ہی
ان کالی کالی آنکھون کا * شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین * شاہزادیان قریب ملکہ حیرت

بصد صولت بناز و ادا گرد اگرد اُس ماہ اوج حسن و جمال کے یون نمایان ہین گویا نجوم سیارگان
قریب ماہ تابان ہین یکایک ملکہ حیرت جادو نے کہا ای شہنشاہ عرصہ دراز ہوا صناک نیلی پوش
برائے گرفتاری خواجہ عمرو گیا تھا افراسیاب نے کہا وہ بلائے روزگار ہی علاوہ سحر و ساحری
کے بڑا مکار ہی دو چار ساربان زادے کو لیکر آئیگا وہ دھوکا نہ کھائیگا ہنوز یہ کلام ناتمام تھا
کہ سامنے میز پر گلدستہ ساختۂ سحر صناک رکھا تھا اُسمین آگ لگ گئی مثل شمع کافوری جلنے لگا
افراسیاب نے کہا غضب ہوا میرے رفیق خیرخواہ کو کسی نے مارا ملکہ حیرت جادو نے
کہا مین تو جانتی تھی کہ اُس موے مونڈی کاٹے کا لانا بہت دشوار ہی ایک ایک شاگرد عمرو کا
بلائے روزگار ہی نہین معلوم کس حیلے سے اُسکو قتل کیا خیر سمجھا جائیگا افراسیاب نے کہا اے
ملکہ حیرت جادو آج قیامت برپا کرونگا عمرو کو تو زندہ نچھوڑونگا اس وقت ایسا سردار مارا گیا
کہ بادولت کو صدمۂ عظیم پہونچا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار ٹیک کے اُٹھا زمین تھرائی رنگ
باغ دگرگون ہوا طائرون نے زمزمہ سرائی موقوف کی حیران حیران چہرے کو افراسیاب
کے دیکھتے ہین پرون کو کھولتے ہین اور رہجاتے ہین غصے کو افراسیاب کے دیکھکر پرواز
قاصر ہین قصد کرتے ہین کہ شہنشاہ کو منع کرین مگر بول نہین سکتے اُڑنیکا ارادہ ہی پر کھول نہین سکتے
ہر نخل کو سخت مشکل ہی سرو پاگل ہی روئے گل متغیر چشم نرگس متحیر ہی سوسن کی زبان بند طفل غنچہ
بول نہین سکتا مثل طفل شیرخوار زبان کھول نہین سکتا ہر ایک نہر جوش مین ہی مگر بیکار تدبیر کی
موجون سے پا بہ زنجیر ہی چشمون نے حبابون سے آنکھین نکالین مگر مثل دیدۂ کور بے حرکت ہین
بینائی نہین زمین کو جنبش ہوئی بوٹے بوٹے اُٹھے افراسیاب کے ساتھ چلنے کی کوشش ہوئی
اس زور و شور سے افراسیاب خانہ خراب اُٹھا گویا فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا ہر چند
سردارون نے منع کیا نہ مانا تیغۂ سحر ہاتھ مین لیکر بارہ دری سے کودا اتنا تو سب نے دیکھا کہ
افراسیاب زمین پر آیا ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور غائب ہو گیا محفل عیش و نشاط درہم برہم
ہوئی محفل شراب و کباب مجلس ماتم ہوئی یہان تو باغ مین یہ رنگ ہی وہان بارگاہ ملکہ مہرخ
مین قید اسد غازی کا چرچا ہی ہر ایک سردار رو رہا ہی خواجہ عمرو نے سب کو سمجھایا مہرخ
وغیرہ کو گلے لگایا کہا صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو وہ مالک بے نیاز ہی خالق کارساز ہی کوئی

سبب پیدا کریگا اتنا خوب یقین ہی جب تک طلسم ہوشربا نہین فتح ہوتا اسد غازی کو کوئی
نہین قتل کر سکتا ای ملکہ مہرخ جب دربار مین صاحبقران کے یہ ذکر ہوا تھا کہ براسے رہائی
شہزادۂ بدیع الزمان کون جائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کہ علم رمل مین طاق ہین مثل اپنے
والد نامدار کے شہرۂ آفاق ہین اُنھون نے حکم لگایا کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربای
یہ ضرور جاکر فتح کریگا اس حکم پر اسد غازی کا آنا ہوا ورنہ برادران بدیع الزمان صف شکن
تیغ زن فنون سپاہ گری مین یگانہ جرأت و شوکت مین یکتاے زمانہ موجود تھے ایک ایک
کو اشتیاق تھا کہ اپنے بھائی کو رہا کرنے جائین علاوہ بھائیون کے شاہزادہ بدیع الزمان کا
نور نظر نامی و نامور یعنی گل گلزار خلیل الرحمٰن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ
زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شعر نظیر حمزۂ صاحبقران خشم و بقہرہ شہ
ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر نہایت صاحب جرأت و لیاقت ہی بہت سے طلسم
فتح کیے ہین وہ جان دینے پر آمادہ تھے کہ اپنے باپ کی رہائی کو مین جاؤن مگر حکم سے خواجہ زادہ
کے سب ناچار ہوئے ورنہ اسد غازی کا آنا کون منظور کرتا تھا ہر ایک اُسکی محبت کا دم
بھرتا تھا کیونکر کیون کہ بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ شیر بیشۂ وغا قتل ہو جائیگا ان باتون سے
عمرو کی سرداران کو کسی قدر تسکین ہوئی ہی اپنے اپنے مقام پر آکے بیٹھے ہین خواجہ کرسی پر سر
جھکائے ہوئے یاد اسد نوجوان مین صورت آئینہ حیران و مثل زلف پریشان اندوہگین جلوہ گر
ہین کہ ملکہ بہار جادو نے کہا آج کئی روز سے ملکہ مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہی اس لڑائی مین
بھی نظر نہین معلوم کہان گئین ملکہ مخمور کی وزیرزادی ملکہ مدہوش جادو کو بلا کے اُنسے
دریافت کرو خواجہ عمرو کو بھی یہ سنکر ملکہ مخمور کا خیال آیا مدہوش وزیرزادی کو طلب کیا اُس
سے پوچھا کہ ملکہ مخمور کہان ہین مدہوش نے اول حیلہ و حوالہ کیا مگر خواجہ عمرو نے غصے سے آنکھ
ڈالی کہا مجھسے کیون چھپاتی ہی یہان کوئی اُسکا دشمن بیٹھا ہی تب مدہوش نے کہا خواجہ کئی روز کا
زمانہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم نے خواب پریشان دیکھا روتی ہوئی اُٹھین کسی طرح اُنکے دل کو
قرار نہ آتا تھا کنیزان ہمیشہ سے اُنکی رازدار ہی اُنکے شمع رخسار کا پروانہ ہی جب مین نے سبب پوچھا
تو رو کر فرمایا کہ مین نے شاہزادہ نور الدہر کو عالم خواب مین دیکھا ہی دل مثل ماہی بے آب تڑپتا ہی

ای مدہوش مجکو آرام نہ آئیگا دل بیتاب پسلیون کو توڑ کے نکل جائیگا طائر روح قفس جسم مین
گھبراتا ہی صدمۂ فراق سے غش چلا آتا ہی سوائے شربت دیدار کوئی علاج نہین دی دل بہت
اندوہگین ہی مین طرف کوہ عقیق کے جاتی ہون فقط ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی مگر ای مدہوش جہان تک
ہوسکے اس راز کو چھپانا پس حضور وہ نور الدہر کو دیکھنے گئی ہین خواجہ عمرو نے کہا اور زیادہ
تردد تھا ایسا نہو کہ اُسپر بھی کوئی اُفتاد پڑے خدا اُسکو خیر و عافیت سے یہان پہونچائے وہ
کسی بلا مین نہ پھنس جائے مگر ملکہ بہار گلعذار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آتش عشق کا
کانون سینے مین چھپانا بہت دشوار ہی صاحبان ربط و ضبط جان دیتے ہین اپنا خون اپنی گردن پے
لیتے ہین کم ظرف اُبلنے ہین بچون کے بھل چلتے ہین مین کچھ بُوا مخمور کو نہین کہتی ہون آمد سخن مین
یہ فقرہ زبان سے نکل گیا کئی روز سے مجھسے بھی کہتی تھین کہ بُوا چلو واسطے دو چار دن کے لشکر
اسلام مین ہو آئین مین نے انکار کیا اُنکے قلب نے نہ مانا گئی تو ہین ایسا نہو کہ افراسیاب کو
خبر ہو جائے تو خرابی ہو ان باتون مین سب صاحب مصروف ہین کہ یکایک لشکر مین غل ہوا
ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ارے خیر تو ہی چند کنیزین دوڑین ابھی وہ باہر نہ جانے پائی تھین کہ
دیکھا دربارگاہ سے ایک اژدر مہیب بصورت عجیب و غریب مثل کوہ مُنھ سے قلابۂ آتشین
چھوڑتا ہوا دربارگاہ سے پیدا ہوا اتنا جلد آیا جیسے برق چمک کر آسمان سے زمین پر گرتی ہی آگ
کے شعلون سے آنکھین سب کی جھپک گئین جو جس مقام پر تھا ہل نہ سکا تصویر گلی کا عالم ہر ایک
بیدم جسم بے حس و حرکت نہ آنکھون مین بینائی نہ ہاتھ پاؤن مین قوت عمرو نے جو یہ ماجرا دیکھا
نیچہ ٹیک کر چاہا جست کرکے نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاؤن جیسے خواجہ عمرو نے جست کی
اژدر نے مُنھ بڑھا کر عمرو کو اپنے دہن مین لیا لیتے ہی پلٹا چشم زدن مین بارگاہ سے نکل گیا جب
اژدہا عمرو کو لیکر چلا اب سب کے حواس درست ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل
و رعد و برق و خورشید زرین سحر و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سُرخ موے کاکل کشا گورے
و تیغ و تاریخ و چھپے پیکان کے لیکر پیچھے اژدر کے دوڑے دیکھا بیچ مین سے لشکر کے جاتا ہی خواجہ
عمرو کو مُنھ مین دبائے ہوئے جس طرف دُم مار دیتا ہی خیمے بارگاہین گر پڑتی ہین صدہا ساحر اسمین
دب گئے اب سرداروں نے اپنے سحر اژدہے پر بصد کرو فر کرنا شروع کیے یعنے ملکہ

مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا کہ اگر گولہ آہن پر پڑتا پرزے پرزے اڑا دیتا مگر اژدر کی پشت پر پڑا
گولہ آہن کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اژدر کو خبر بھی نہوئی ملکہ بہار جادو نے دوڑ کر گلدستہ مارا پھول
شرارہ بنکر جسم اژدر پر پڑے اژدر پر تاثیر بھی نہوئی اسی طرح کیسے کیسے سحر سرداروں نے کیے
کچھ نہوا اژدہا منھ پھیر پھیر کر نگاہ قہر دیکھتا ہی جسپر نگاہ زہر آلود پڑتی ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ آجاتا
ہی قلب ٹھہر آتا ہی لشکر کے کنارے تک تو اژدر خراماں خراماں آیا سرداروں نے پیچھا نہ چھوڑا
کنارے پر لشکر کے اژدر ٹھہرا پھر پھریری لی زمین پر اٹھا کر دم ماری دونوں بازوؤں پر پرواز
پیدا ہوئے اڑ کر طرف آسمان کے روانہ ہوا سرداروں نے ہر چند تعاقب کیا اژدر کے قریب
نہ پہونچ سکے تھک تھک کے زمین پر گر پڑے اژدہا آنکھوں سے ناپدید ہوا انہیں معلوم کہاں
گیا شور قیامت برپا ہوا چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل
و مہتر قران عیار دوڑے ہوئے آئے دیکھا صدہا خیمے گرے پڑے ہیں کئی ہزار آدمی جان
بحق تسلیم ہوئے کسی کا سر پھٹ گیا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی تڑپ رہا ہی سردار سر پیٹ رہے ہین
پوچھا اے صاحبو خیر تو ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ایک اژدہا آیا کیا غضب کی بات ہی ہم بدبختوں کے
سامنے عین بارگاہ سے خواجہ عمرو کو لے گیا ہم لوگوں نے ہر چند سحر کیے کچھ تاثیر نہ دی آسمان پر
جا کر غائب ہو گیا ملکہ بہار نے کہا صاحبو یہ خود افراسیاب خانہ خراب تھا اور کسی ساحر کی
یہ طاقت نہین ہے کہ ہم لوگوں پر یوں بے تکلف گھس پڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تو انکو بھی
چھو نہ سکتے مردود بے حیا بادشاہ طلسم ہوشربا ہی اس پر کب قابض ہو سکتا ہی اگر جائین
تو آپ زادت بامین کہاں اس ظالم کا پتا پائین اگر بلا نصیب مین گیا کون وہان جانے پائیگی
تو اب سب اسکا کیا کرین کچھ معین نہین پڑتا بڑے بڑے ساحران نامی کسکے ہاتھ سے خواجہ عمرو
کے واصل جہنم ہوے بھلا یاد آتا ہی بڑے غصے مین خواجہ کو لے گیا ہی ایسا نہو کہ قتل کر ڈالے
ہائے چالاک و برق اگر خواجہ کے دشمن قتل ہو گئے ایک لحظہ طلسم ہوشربا مین ٹھہرنا مشکل ہی
افراسیاب سحر مین بڑا کامل ہی چالاک نے کہا آپ لوگ نہ گھبرائین ہم پانچون عیار جاتے ہین
پتا تلاش کرتے ہین اگر پتا پائینگے یا تو وہین گد بد ہو جائینگے یا مناسب ہو گا تو آپ کو خبر پہنچائینگے
مگر آپ سب صاحب کلام حسرت آمیز و وحشت انگیز زبان پر نہ لائیں ورنہ سب اہالیان لشکر

گھبرا جائینگے گوشون مین چھپ کے اپنی جانین بچائینگے ملکہ زبان پر یہ جاسی نہ فرمایئے سردارانِ لشکر کو سمجھائیے کہ کیا مجال ہی ہمارے اُستاد کو قتل کرے خواجہ عمرو اُس اولوالعزم کے عیار مین کہ جو تمام عالم مین نامی و نامدار ہین اُنکا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہی اُنکی جرات و شوکت پر مردان عالم کو ناز ہی یعنی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان اگر خدانخواستہ خواجہ عمرو کو کوئی قتل کرڈالے تو اُنکے آقا اگر زمین کے طبقے آسمان پر اُڑا دین اُس قوم کی قوم کو مٹادین الغرض عیارون نے سمجھکر ملکہ مہرخ و ملکہ بہار گلعذار وغیرہ کو بارگاہ آسمان جاہ مین پہونچایا پانچون عیار نامدار یعنی مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر بہ بدرقۂ
تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے ہین انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمے داستان حیرت بیان کوہ عقیق گلزار سلیمانی و فولاد فولاد شکن کے بیان ہوتے ہین کہ اسکی دختر کو ایرج نوجوان نکال لے گئے ہین عیاری کرنا وسوداگر بنیا کا اور پتا پا کر جانا فولاد فولاد شکن کا برسر ایرج نوجوان و ذکر جنگ مغلوبہ عجب داستان رنگین و جلالت آمین ہی تتمہ

دیکھیے اب گلعذارون کی فضا دو چار دن
زندگانی کا اُڑا لیجے مزا دو چار دن
اس چمن مین نخل دل رکھیے ہرا دو چار دن
مغتنم ہی باغ عالم کی ہوا دو چار دن
صورت گل ہی یہان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر
آمد آمد ہی خزان کی حسن کے گلزار پر
بل کی لیتے ہو عبث اِس گیسوے خمدار پر
سبزۂ خط کا نمو ہی چاند سے رخسار پر
اور رُخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہوتا تھا جدا
غیر سے وان صحبتین ہین ہم تڑپتے ہین یہان
یا چھپایا مُنھ کو ایسا تو نے اے جان جہان
اُس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیان
آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو اُنکو غرور حسن ہی حد سے سوا
گفتگو مین طاق ہی اصلا نہین شرم و حیا

واسطہ خالق کا دیگر کی جو مین سے نے التجا
مدعائے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا

بیٹھکر مسجد مین کریاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے مین نے قطع کی جب دوستی
آنسوؤن سے ترکگی روز آستین قاتل نے کی

چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی
مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت ہی

وار ہے اُس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہون کیا کیا تصور مین مجھے بھائے نہ تم
پر شب مہتاب مین بن میرے گھبرائے نہ تم

آنکھین روشن کرنے کو تشریف یان لائے نہ تم
یہ بڑا اندھیر ہی اک رات بھی آئے نہ تم

چاندنی کیا کیا ہوئی ای مہ لقا دو چار دن

لیچلون گا آج اپنے گھر تجھے مین کھینچ کے
اعتبار ان جھوٹی باتون کا نہین ہرگز مجھے

مین نہ مانونگا کبھی فقرے کسی نادان کو دے
واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے

ایک دن کے ہو گئے او بیوفا دو چار دن

ایک دن ہونا ہی ہر اعلی و ادنے کو فنا
یہ مسافر خانہ ہی ای غافلو عبرت کی جا

سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا
روز آتی ہی لب گور غریبان سے صدا

شادی و غم ہی پئے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہین ہزارون گالیان
دو سہی تیرا کسی کب کھول سکتا ہی زبان

خاک اُڑے گی باغ مین جب آئیگی فصل خزان
نکہت گل پھر کہان باد بہاری پھر کہان

باندھ لے ای باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہی یہ کیا
ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو بہر خدا

شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہی بلا
وہ پری کہتا ہی دیوانہ بنا کر زلف کا

فصد لو اپنی کرو جا کر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈالینگے دیدے کھا کے مجھ پیچ و تاب
اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب

پھر کہان یہ نیچی نظرین ای دل خانہ خراب
پھر کہان یہ اُنکی چتون چند روزہ ہی حجاب

اور کر لین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہو جاتا ہی دل گلگشت مین وقت سحر
موج باد صبح موج مے کا رکھتی ہے اثر
بادہ کش تو اک طرف مجکو یقین ہی اسقدر
زاہدوں کی رال ٹپکے گی مئے گلرنگ پر
اگر یہی یو نہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ مین تسبیح رکھیے زاہدون کی طرح سے
بیچ سب سے بیٹھیے سر پر عمامہ باندھ کے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلائیے
دام پیدا کیجیے مے ہو چکی مفلس ہوئے
بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہی امانت تم کو اکثر باغ مین
سرو ہی مینائے مے ہر پھول ساغر باغ مین
میکشون کے جمگھٹے رہتے ہین دن بھر باغ مین
بادۂ گلگون پیین ہر روز چل کر باغ مین
موسم گل کے یہی ہین ای صبا دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہی تو ای ساقی نیک سیر
پڑا میکدے مین ہی اب شور شر
عطا کر مجھے جام مے بے دریغ
برستا ہی میخانے مین آب تیغ
کھنچے تیغ موج مئے خوشگوار
بنے میکدہ خون سے لالہ زار
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب
قمر پہ ہی رحمت کا چھایا سحاب
کمیت قلم آج ہی گشت مین
کہ چلنے کو تلوار ہی دشت مین
زبان کی صفائی دکھا ای قمر
کہ پیر مغان کو ہی منظور شر
تامل نہ کر کیون تو دل تنگ ہی
ارے ایک حملے مین سر جنگ ہی
دو تیغ قلم ہی مری سر شگاف
کہ دشت مضامین کرون مین مصاف
کبھی نیزۂ جان ستان ہی قلم
کبھی فوج تحریر کا ہی علم
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم
دوات و قلم مثل طبل و علم
لڑائی کی تحریر مین کہہ ہوئی
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی
یہ قرطاس کا ہی ضیا بار نور
صفین فوج کی ہین کہ ہین اسطور
الف ہین کہ ہین نیزۂ جانستان
دوائر ہین یا خنجر خونچکان
کشش شین کی ہی کہ شمشیر تیز
جو کاٹے رگ جان میان ستیز
کمان کیانی ہی نون بے نظیر
الف صاف آیا نظر مثل تیر
سپر ہی ہر اک نقطۂ دلپذیر
تبر کاف ہی جنگ مین بے نظیر
اگر میم کا منقلب ہو نشان
عدو کو نظر آئے گرز گران
جو نہ و کرون کھینچ کر مد آہ
ہوا اک دم مین زیر و زبر سپاہ

چونکہ حقیر پر تقصیر کو اس داستان شوکت بیان مین ذکر جنگ عشق منظور ہی اسی تلازمے مین

ساقی نامہ تحریر کیا ایک غزل عاشقانہ بھی سماعت فرمائیں ناظرین لطف اُٹھائیں غزل

تڑپتے بسمل کو تیرے پاس ای سفاک ہوتا تھا / تڑپ کر رہ نجاتا تھا جو زرا چالاک ہوتا تھا

انھین خود اپنے گرم اشکو نسے جلکر خاک ہونا تھا / مری ناکام پلکون کو خس و خاشاک ہونا تھا

گریبان کو جنون مین تا یہ دامن چاک ہونا تھا / جواب جادۂ صحرا بے وحشتناک ہونا تھا

جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے / لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا

گلا کچھ وصل مین دست تمنا سے ہی کچھ تم سے / کہ اسکو گدگدانا تھا تمھین بیباک ہونا تھا

اگر بانکی ادا کو تیری بننا تھا قضا میری / تو پھر دشمن نہو تی دوست ای سفاک ہونا تھا

خدا کے سامنے بھیسے بتون نے کین نہ چار آنکھین / وہین شرما گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا

نگہ جیب تاب لائی تھی نہ عریان دیکھ سکنے کی / مری آنکھون کے پردون کو تری پوشاک ہونا تھا

نہین معلوم ہم جو ایسے کس کو یاد آئے ہین / خبر لاتا تھا دل کو ہچکیون کو ڈاک ہونا تھا

نہ آیا تجکو میرے آنسوؤن مین پیرنا ای دل / لہو ہو ہو کے بہتا تھا اگر پیراک ہونا تھا

نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر مین / کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا

نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی / قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہونا تھا

رقیب آئے ہین اُنکے ساتھ کثرت ہی عذابونکی / یہین گذرا دہ مُردے پر جو زیر خاک ہونا تھا

جو آنکھین پوچھتین اُسکی تو دل میرا بتا دیتا / وہان شرما کے جُھکنا تھا یہان بیباک ہونا تھا

نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پر / مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہونا تھا

نگاہ شوق کی حسرت جگر اُسکا تو شق کرتی / ترے پردے کو چلمن کی طرح صد چاک ہونا تھا

خدا کی شان کہتا ہی بتون کی ناک کا تنکا / مری تقدیر مین سب زیورون کی ناک ہونا تھا

بتون مین جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہو جاتا / برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہونا تھا

تڑپ دلکی دکھاتا تھا جلال اُن شوخ چشمون کو / وہین کی بخت نے سستی جہان چالاک ہونا تھا

ناظرین پر واضح ہو اول مین تحریر ہوا ہی کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دختر فولاد شکن پاس ایرج نوجوان کے ہو کر یہ صحرا مین شکار کھیلنے گئے تھے وہین خود شکار ہوے اُسکے عشق مین بیقرار ہوے شاپور خیر دل شکل شعلہ رخسار عیاری کرکے لایا اب اُسی صحرا سے سبزہ زار مین

ساتھ اُس نازنین مہ جبین کے اپنے خیمے مین مصروف عیش ہین صرف سُو دو سو سوار ساتھ ہین
فقط شاپور شیر دل خیمے مین انکے ساتھ ہی دن عید رات شب برات ہی اور بختیارک نے
فولاد فولاد شکن کو گرایا ہی وسواس عیار کو واسطے پتا لگانے کے بھیجا ہی یہ مفصل تحریر ہو چکا ہی
اب ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ فولاد فولاد شکن دربار سلیمان عنبرین موے کو ہی پر شب سے
بے آب و دانہ غصے مین بیٹھا ہی بختیارک مرچین لگا رہا ہی کہ ای پہلوان دوران وای گرشاسب
جہان اب طرح دو صبر کرو اگر وسواس خبر لایا کہ تمھاری دختر بلند اختر قبضے مین کسی فرزند حمزہ
کے ہی تو پھر کیا کرو گے آخر خاموش ہو رہو گے غصہ تھوک ڈالو چلکر خاصہ نوش کرو فولاد کہتا ہی
ملک جی آپ اس مقدمے مین دخل نہ دین وسواس عیار آئے مجکو نشان بتالے قسم ہی جاہ و
جلال خداوندی کی یا تو اپنی جان دونگا یا اُس گستاخ کا سر کاٹ لونگا اگر اسکے خلاف ہو مجکو فولاد نہ کہنا
یہان تو یہ ذکر ہی مگر حال وسواس عیار کا سنیے کہ فولاد فولاد شکن نے کئی لاکھ روپیہ کی اسکو
طمع دی ہی کہ جاکر پتا لگاؤ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کون لے گیا مگر آنکھون سے دیکھکر آنا وسواس
طرف لشکر اسلام کے روان ہوا فقیر بنکے داخل لشکر ظفر اثر صاحبقران زمان ہوا دیکھا لشکر آباد
رعایا دل شاد ہر سمت کٹورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین جابجا لشکر سرداران نامی
و پہلوانان گرامی کے فرودگش ہین بارگاہ سلیمانی وسط لشکر مین استادہ ہی دست راست کے جانب بارگاہ
دارای ہند رستم زمان لندھور بن سعدان برپا ہی سمت دست چپ خیمہ زرنگاری مالک اشتر
صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر جوانان عرب جابجا فرودگش ہین کہین کشتی ہو رہی ہی کوئی
لیزم و پٹا ہلا رہا ہی خیمے استادہ ہین عرب جابجا ٹہل رہے ہین خودہای آہن سرون پر زرہین زیب
جسم ماتھون پر عبادت کے گھٹے مثل ستارۂ سحری چمک رہے ہین قواعد جابجا ہو رہی ہی ادھر لشکر
لندھور مین جوانان ہندی و نجیب و شریف بانکے ترچھے لڑے بھڑے کلون پر زخمون کے
نشان ایک باغ بجز ان معلوم ہوتا ہی پلٹنین رسالے کس تکلف سے آراستہ ہین صبح کا وقت
ہی وردی بج رہی ہی جوانان تماشا بین رنڈیون کے خیمون سے نکلے ہین جھیل مین جاکر غوطہ مارا
نماز کا وقت جاتا تھا جلدی آگر نماز چند فقرات مین ادا کی چونکہ نشے باز ہین ڈیڑھ ہتی بغل مین دبائے
دکان پر بھنگیڑن کی پہونچے چوئی اٹھنی پھینکی رم مارا ادھر سے کمیدان آئے اُدھر سے رسالدار پہنچے

ایک گھنگھمارا ایک نے موچھون پر تاؤ پھیرا کمیدان نے کہا میان کیا موچھون پر تاؤ پھیرا کرتے
ہو آؤ دو دو ہاتھ ہو لو تلوارین کھینچ لئین ایک کے وار پر دوسرا تعریف کرتا ہی کہ بھئی واہ جوان
کیا ساکھے کا ہاتھ مارا ہی بھئی سپر تو پھینکو مردان عالم کہین گھونگھٹ مین رہتے ہین غصے مین دونون
نے سپرین پھینک دین اب دونون کے سینے سپر ہوئے دم بھر مین خون مین تر ہوئے کوتوال کو
خبر ہوئی دوڑے تریی پھنکی دھوتو دھوتو دھوتو کی آواز آئی دونون جوان ایک طرف ہو گئے
تلوارین پکڑ کے آگے بڑھے کہ کوتوال صاحب آپ کو کیا کام ہی ہم بھائی بھائی ایک بیڑے کے
دوالی بند ہین حضور ایسی کیا آفت آئی جو آپ دوڑے آئے کوتوالی چبوترے کے پیادے پیچھے
ہٹ کے کھڑے ہوئے آپس مین کہتے تھے کہ بھیا خان میان سے ڈرنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ
مرزا جی کیا کم ہین خانہ جنگیان لڑ چکے ہین جب زیادہ ہنگامہ ہوا سپہسالار کی طرف سے رسالہ تیار
ہوا کمیدان کی طرف سے پلٹن آپس مین کہتے ہوئے کہ ہمارے افسرون پہ نگاہ ڈالے گا تو خون کا
دریا بہا دینگے یہ شور سنکر خود لندھور بن سعدان کئی لاکھ روپیہ کا سیلہ سر پر باندھے ہوئے رفقا
ساتھ آکر ہنگامے کو برطرف کیا دونون جوانان زخمی کو گلے سے لگایا کہا بھائیو آپس مین لڑتے ہو
انشاء اللہ لقا پرستون سے لڑنا غصے مین دونون جوانون نے جواب دیا کئی دن سے طبل جنگی
نہین بجے تلوارین ہماری خون چاٹنے کی عادی ہین جہان دو دن جنگ نہوئی یہ معشوقان خونریز
بہت بے چین ہو جاتی ہین جب خون چاٹ لیتی ہین تو آرام پاتی ہین غرض لندھور بہلا کر دونون جوانون
کو لے گئے ٹانکے لگائے شفاخانے مین دوست و احباب دیکھنے کو چلے آتے ہین یہ ہنگامے آٹھ پہر
لشکر ہندوستان مین برپا ہین وسواس جابجا خبر لیتا پھرتا ہی پہلے سب سے قریب بارگاہ شہنشاہ
خاصہ سپاہ کے آیا فقیر کی صورت بنکر عرصہ دراز تک ٹھہرا کچھ پتا نہ پایا نور الدہر و علمشاہ و
توریج بن بدیع الزمان و شاہزادہ ہاشم تیغزن و لندھور بن سعدان و مالک و بہرام
و جمہور جہان سوز و مطرطوس و بہادر شاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب و فرامرز عاد مغربی
و منوچہل اصفہانی و شہریار عراقی و شہنشاہ عراقی و عبد الجبار حلبی و نعمان بن منظر و
منظر شاہ یمنی و سیف ذو الیمین وغیرہ کے خیمے وسواس عیار نے چھان ڈالے کبھی عورت
بنکر کبھی بصورت فقیر کئی ہر ایک طرح سے دریافت کیا کہین نشان نہ پایا آخر واپس آیا یہان فولاد

اُسی طرح دربار پر بیٹھا ہی گرد سرداروں کا جما ہی کسی سے کلام نہین کرتا کہ وسواس سامنے
سے آیا عرض کی حضور مین نے سارا لشکر چھان ڈالا کہین ملکہ عالم کا نشان نہ ملا فولاد فولاد شکن
نے کہا کیون ملک جی تم تو کہتے تھے کہ پسران حمزہ کا کام ہی دیکھو تمھارا عیار کیا کہتا ہی بختیارک
نے کہا سوا اے پسران حمزہ کے کسی کا ایسا کلیجہ نہین ہی اب مجھے بھی ضد ہی کہ بے پتا نشان لگائے
آپ کی خدمت سے کہین نہ جاؤنگا فولاد فولاد شکن نے کہا کہ جلد تدبیر کیجیے نشان بتائیے پتا لگائیے
ورنہ ایک ہاتھ آپ کو مارونگا کہ بھنڈا را کھل جائیگا اور اپنی بھی جان دونگا تمنے جھوٹ باتین
کہکر مجکو بڑے قلق دیے ہین مرنے والے سے ڈراکرو بختیارک نے کہا دیکھیے ابھی لیجیے ان
باتون سے نہین ڈرتا بموجب مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ؂ یہ کہکر
طرف وسواس عیار کے متوجہ ہوا کہا اے وسواس تم تو عیار ہو دیکھو ہم ابھی پتا لگاتے ہین
تم کو نشان بتاتے ہین لشکر حمزہ مین ابھی جاؤ یہ دریافت کرو کہ کوئی فرزندان حمزہ مین سے
شکار وغیرہ کو تو نہین گیا ہی وسواس نے کہا مین نے پہلے ہی پوچھا تھا دریافت ہوچکا کہ نقد
روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گیا ہی آجتک
پلٹ کے نہین آیا بختیارک نے کہا کہ اے وسواس بس ہم تو بخوبی سمجھ گئے بہ تعجیل اپنے کو
شکارگاہ مین پہونچاؤ ایرج نوجوان کی خبر لاؤ یہ سنتے ہی وسواس طرف صحرا کے روانہ ہوا
کوئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار مین ایک خیمہ برپا ہی ایک
طرف کوئی دو سو سوار زیر نخلستان فروکش ہین بس اُسنے اُسی وقت رنگ روغن عیاری کا نکالا
اور ایک دھوبن کی صورت بنکر تیار ہوا لہنگا بہت معقول اطلس کا نیچے ڈوپٹہ اوپر دلائی اوڑھے
چھوٹے ہاتھ پاؤن مین کچھ کپڑے اُجلے کچھ میلے بطور لادی کے کاندھے پر ڈال کر اٹھلاتا ہوا ناز و
کرشمہ دکھاتا ہوا چلا دیکھا بالکل صبح ہوچکی ہی کچھ سوار سوتے ہین بعض آنکھین ملتے ہوئے اُٹھتے
ہین سائیس اپنے اپنے گھوڑون کو مل رہے ہین یہ اُنھین سوارون کے بیچ مین سے نکلا کسی
سوار کی نگاہ پڑی گھنگھار آواز دی بریٹھن ہمارے بھی کپڑے لیتی جاؤ یہ مٹک کر آگے بڑھا جواب دیا
ہمیشہ کلیجے رہوگے نگوڑا دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ایسے ایسے آوازون کے جواب دیتا ہوا
قریب خیمے کے پہونچ گیا صبح کا وقت ہی پہرے کا سپاہی سمجھا یہ دھوبن روز آتی ہی وہ ہی ہوگی اسوجہ سے

ملکہ نے کہا بس وسواس پردہ اُٹھا کر اندر پہونچا شب بھر عاشق و معشوق جاگے ہین بیخبر لپٹے ہوے سو رہے ہین ایک طرف شاپور شیردل عیار شاہزادے کا گوشے مین پڑا ہوا سو رہا ہی اور ملکہ کے چہرۂ بے نظیر پر سے دوپٹہ ہٹا ہوا ہی فولاد فولاد شکن وسواس کو تقریر مین تصویر اپنی بیٹی کی دکھا چکا ہی بس یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ماہ کامل ہی بس اُلٹا پلٹا سوار پیادون سے ہنسی کرتا ہوا نخلستان کی آڑ پکڑی لادی وغیرہ کنارے پھینکی بصورت اصلی ہوکر بھاگا فولاد بیٹھا ہوا بختیارک سے کج بحثی کر رہا ہی فلک تفرقہ پرداز درمیان مین عاشق و معشوق کے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی شعر

یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین ٭ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین

برائے عاشق و معشوق ہر وقت در پئے آزار ہی کسی کو صحرا نورد کیا کسی کو مبتلائے رنج و درد کیا کسی سے خاک چھنوائی کسیکو راہ عدم بتائی یہ ظالم اسی فکر مین ہی یہی تفرقہ ان دونون شیدائے یکدیگر کے ہوا چاہتا ہی فولاد فولاد شکن نے دیکھا وسواس خوشی خوشی سامنے آیا بختیارک نے پوچھا کہو ہماری راہبری کچھ کام آئی مخبر خبر پائی وسواس نے کہا ملک جی تمھارا پایان پانون چومنا چاہیے غیب کی خبر دیتے ہو فی الحقیقت ایرج نوجوان کے ساتھ پہلوان جہان کی دختر پڑی ہوئی سو رہی ہی آنکھون سے غلام دیکھ آیا ہی اسی وجہ سے شاہزادہ ایرج نوجوان صحرا سے لشکر مین آیا نہین معلوم ملکۂ عالم کو کیونکر پایا رات بھر جاگے ہین دونون عاشق و معشوق لپٹے ہوے سو رہے ہین بختیارک تو ایک ہی حرامزادہ ہی یہ سنتے ہی اُٹھکر ناچنے لگا اور کہا میان پہلوان صاحب آداب تسلیم بڑے عمدہ جوان کے پہلو مین پہونچین جو خداوند زمرد شاہ باختری کا نواسا ہی اب غصہ ناحق کا ہی کیا اچھا داماد آپ کو ملا بطن سے دختر خداوند کے صلب شاہزادۂ خاور سپاہ کا وہ پوتا صاحبقران کا ایسا صاحب حسب و نسب کون ہی ایسا پیوند کسکو ملتا ہی فولاد فولاد شکن غصے مین تھرتھر کانپا مسلح تو بیٹھا ہی تھا قبضے پر ہاتھ ڈالا جھپٹ کر گینڈے پر سوار ہوا اور پہلوانون نے چاہا کہ ساتھ دین فولاد نے پلٹ کر غصے مین آواز دی کہ خبردار اگر میرے ساتھ کسی نے آنے کا قصد کیا مین اُسکا دشمن ہون ڈر کر سب ٹھہر گئے وسواس سے مقام تو اُسنے پوچھ لیا قہر و غصے مین کیہ و تنہا چلا بختیارک نے دیکھا کس زور و شور مین جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جھونکا ہوائے تند کا سامنے سے نکل گیا بختیارک تو یہان بیٹھا ہوا باتین بناتا ہی وہان یہ عاشق و معشوق غافل پڑے سو رہے ہین چند سپاہی

پھرے پر بیٹھے ہین ایک سنے دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا کہ ایک کرگدن پر سوار مثل
آندھی کے آتا ہی گینڈا ابر ابر فیل مست کے سوار مثل دیو کوہ بالاے کوہ کے ہی جبتک وہ سپاہی
اُٹھے اور سافدوالون کو جگائے یہ بدست گینڈے سے کودا سپاہی نے کہا کہان جاتا ہی فولاد
فولادشکن نے ایک سپر کی اوجھڑ ماری کہ اُس سپاہی کا سر پھٹ گیا دوسرے نے جھپٹ کے
ہاتھ تلوار کا مارا یہ بچیا ایسی تلوارون کو کب مانتا ہی دیو کو پشہ جانتا ہی تلوار اُس مرد مومن کی
چھین اُسی تلوار سے اُسکو قتل کیا جب دو لاشے زمین پر گرے اور سپاہی گھبرا کر اُٹھے جبتک
وہ لوگ ہتھیار سنبھالین یہ ملعون پردہ اُٹھا کر اندر آیا یہان اسوقت تک سورہے ہین فتنۂ خوابیدہ بیدار
ہوچکا بس فولاد نے جو پہلو مین ایرج نوجوان کے اپنی دختر کو دیکھا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او
گیسو بریدہ شوخدیدہ کچھ ما بدولت کا تجکو خوف نہ آیا ملکہ کی آنکھ کھلی ملک الموت کو سرپہ دیکھا قریب
تھا کہ روح قالب سے نکل جائے مگر فولاد نے تڑپ چھپرکھٹ کے آکر ہاتھ تھاما ایک جھٹکا دیا
وہ نازنین پروردہ مہد ناز و نعم مثل چھپکلی کے زمین پر گری مگر گرتے گرتے جوش محبت مین آواز دی
ای شہریار برائے خدا اُٹھیے اجل سرپر کھڑی ہی موت کا سامنا ہی یہ جلاد خونخوار آگیا ایرج نوجوان
نے گھبرا کر آنکھ کھولی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو پیٹتے ہوے پایا ایک دیو کو دیکھا تیغ برہنہ کھینچے
ہوئے کھڑا ہی اُس شیردل نے اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہی کہ ناموس پر ہمارے
ہاتھ ڈالتا ہی ایرج نوجوان سیدھا ہونے پایا تھا کہ فولاد نے بڑھکر ہاتھ مارا شاہزادہ سربرہنہ سرپہ
خود نہ کلاہ بخوف اُس ملعون نے ہاتھ لگایا زخم کاری سرپہ آیا یقین تھا کہ دو ٹکڑے ہون دونون ہاتھ
تو داستانہ لگانیکے عادی تھے دم شمشیر پر مار دیے تیغ تو سر سے نکل گیا مگر کلائیان جھول پڑین اُسپر بھی
یہ شیر صولت چھپرکھٹ سے کودا قصد ہوا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤن اس ملعون سے لپٹ جاؤن
مگر چادر خون کی چہرے پر آچکی کلائیون پر صدمہ کامل پہونچ چکا لیکن دل مین یہی ہی کہ دانتون سے
بوٹیان کاٹ لون محبوب جانی یار جادو ادائی کو بچاؤن فولاد نے پھر ہاتھ مارا شانہ نشانہ ہوا اب قلب
اُس عالیجاہ کا تاب نہ لاسکا چکر آیا زمین پر گرے ملکہ پیٹ رہی ہی کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی مین خطادار
ہون یہ شاہزادہ سر بسر بیگناہ ہی نہتے پر ہاتھ تلوار کے مارتا ہی اُسنے پلٹ کر ایک طمانچہ ملکہ کو مارا
اگر پورا پڑتا تو سر چنبر گردن سے اُڑجاتا مگر دو اُنگلیان پڑین مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری اُس بلا

مین شاپور شیردل کی آنکھ کھلی دیکھا عجب قیامت برپا ہی شاہزادہ زمین پر پڑا ہے خون مین غوطے
مار رہا ہی گھبرا گیا کہ کیا قیامت ہوئی جب ملکہ کو بھی زمین پر تڑپتے دیکھا فولاد نے غصے مین نعرہ بھی
کیا کہ منم فولاد فولاد شکن اب شاپور سمجھا کہ ملکہ کا باپ آگیا اسنے غل مچایا کہ ای یارو دوڑو فولاد نے
بڑھکر چاہا کہ اس بسمل پر اور ایک ہاتھ مارے شاپور نے جھپٹ کر تیچہ مارا فولاد نے ایک دو جم
سپر کی مار دی یہ بیچارہ بھی منہ کے بل زمین پر گرا اور سا ایرج نوجوان اپنے خون مین غوطے مارکر
بیہوش ہوگیا فولاد پھر آگے بڑھا اب تو پانچ سات سپاہی اندر گھس آئے یہ حال مصیبت مآل
دیکھکر بدحواس ہوگئے مگر فولاد پر ہر چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ گرگ باران دیدہ گرم و
سرد عالم چشیدہ ایسے لوگون کی حقیقت کیا سمجھتا ہو ان سب پر پلٹ پڑا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے
کسی کو قبضہ کسی کو او جھڑ سپر کی کسی کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُکھیڑ کے مارا اگر استخوان اُسکے چور چور ہوگئے
اب دیکھا اُسنے کہ باہر سے سپاہیون کے آنے کے تانتا بندھ گیا دس پانچ کو مار کے ملکہ کو اٹھایا
ایک ہاتھ مین ملکہ ایک مین تیغۂ خون آلود یہ مردود لڑتا ہوا قریب اپنے گینڈے کے پہونچا رکاب
مین پاؤن دیکر پشت گردن پر آیا ملکہ کو آگے گود مین ڈال لیا یہ نازک اندام گلفام تڑپتے تڑپتے
بیہوش ہوگئی ہی اب وہ جو سو دو سو سوار باہر پڑے تھے وہ بھی ہتیار سنبھالکر دوڑے گر حیران ہین
کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ دیو خونخوار جلاد صاحب بید او کون ہی کہان سے آیا کہ شاپور شیردل گرتا پڑتا
بیرون خیمہ آیا پکار کر آواز دی کہ ای یارو تمھارے آقا کو قتل کیے جاتا ہی ملکۂ عالم کو لیے جاتا ہی
خبردار جانے نہ پائے یہ جو اُن بیچارون نے سُنا کہ ہمارے آقا کو مار ڈالا اور علامت سے بھی
ظاہر ہی کہ تیغہ خون آلود اُسکے ہاتھ مین خون کی چھینٹین تمام بدن پر پڑی ہوئی ہین کف مُنھ سے
جاری صورت مہیب نعرے کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا طرف صحرا کے قصد کیا ہی چاہتا ہی
کہ نکل جاؤن وہ سو سوارون نے چار سمت سے گھیرا مگر انتشار مین کوئی سوار ہوا کوئی پیدل
دوڑ پڑا کسی نے تلوار اُٹھائی کسی کے ہاتھ مین صرف سونٹا آگیا کسی نے فقط سپر اُٹھائی ہی کانین
قتل ایرج کی آواز آئی ہی ہوش و حواس پراگندہ یکایک اُس آفت کا برپا ہونا مگر جان دینے
آمادہ ہوکر لینا لینا کہکر گھبرا گھبرا اپنے حربے کرنے لگے فولاد فولاد شکن نے جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر کٹ کر
زمین پر گرا لینڈے کو کاوے پر ڈالا اُسکے جھڑ سے کوئی بیکار ہوکر زمین پر گرا کسیکا ہاتھ ٹوٹ گیا

کوئی مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی فولاد فولاد شکن کو نکل جانا منظور ہی دس بیس کو مار کر اب جو گینڈے کو ایڑ دی لگائی بیچ مین سے سب کے پامال کرتا ہوا نکلا ہر چند اُن بیچارون نے چاہا تعقب کرین مگر اُسکی گرد کو بھی نہ پایا یہان تو یہ کیفیت ہی کہ بیچارے جنگل مین غل مچاتے ہوئے دوڑتے پھرتے ہین کہ یارو ہمارے آقا کو قتل کرکے نکل گیا شاپور نے جو یہ دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہی سمجھا کہ آقا میرا سیارگلشن جنان ہوا ہائے یہ کیا سامان ہوا گریبان چاک کیا خون شہزادے کا لیکر منھ پر ملا روتا پیٹتا خاک اُڑاتا طرف لشکر اسلام کے چلا کہ اُنکے والد نامدار و جد عالی تبار کو جاکے اطلاع کرون شاپور شیر دل تو اودھر جاتا ہی مگر فولاد فولاد شکن ملکہ کو لیے ہوئے اس جلدی مین سامنے باغ کے پہونچا کہ بختیارک حیران ہو گیا اُسکے ساتھ کے سردار در باغ پر جمع ہو گئے ہین پوچھ رہے ہین کہ ملک جی آقا ہمارا یکہ و تنہا کہان گیا بختیارک کہتا ہی کہ معلوم ہو جائیگا تمھارے آقا پاس ملک الموت کے گئے ہین اب چلکر لاشہ اُٹھا نا ارتھی بنا نا مرگھٹ پر جلانا یا تو یہ باتین ہتین وہ سب بگڑ رہے ہین کہ او شیطان تو صاف نہین بتاتا کیا خبر وحشت اثر سُناتا ہی اُن سبھون نے دیکھا کہ فولاد دریائے خون مین نہایا ہوا آتے ہی گینڈے سے کودا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کھینچتا ہوا اندر باغ کے لیچلا سب سردار پیچھے یہ کہتے دوڑے ای شہریار یہ کیا ہوا اُسنے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ یارو میری عزت مین فرق آگیا مگر دشمن کو گھس کر اُسکے خیمے مین مین نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اس نالائق کو پکڑ لایا ہون اب دیکھو کیسی سزا دیتا ہون اس کشاکش مین ملکہ جو ہوشیار ہوئی اب اپنے کو پنجے مین ملک الموت کے پایا کہ فولاد فولاد شکن کلائی پکڑے ہوئے کھینچتا ہوا باغ مین لایا ایک نخل سے اُس سرو قد کو باندھا اب باغ مین سات آٹھ سو اسکے سردار کمیدان رسالدار ہزارون اہالیان فوج آ گئے ہین غصہ فولاد فولاد شکن کا دیکھکر کانپ رہے ہین مگر فولاد جب ملکہ کو نخل سے باندھ چکا کوڑا لیکر سامنے آیا کہا کیون او بد نصیب کچھ میرا خیال نہ کیا آبرو کو مٹایا مسلمان کے ساتھ بھاگی یہ ساعت یاد نہ تھی مین تو ایسی احتیاط کرتا تھا سفر و حضر مین تجکو ساتھ رکھا اسی افتاد کے خوف سے وطن مین نہ چھوڑا مگر یہ رسم خداوند لقا نے نکالی ہوا اپنے بندون پر مصیبت ڈالی ہی قدرت کی دختر کو مسلمان لے گئے کچھ نہ کہا اُنکا حوصلہ بڑھ گیا ہر ایک کی دختر پر ہاتھ ڈالنے لگے کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا ملکہ نے اُسوقت فریاد کی ای باپ شیخ ننگ و ناموس میرا سالم ہی صرف کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہون فولاد کو اور غصہ آیا مثل بید کانپا

ہرچند اُس گلعذار رشک بہار نے فریاد کی یہ خار بیابان کفر وضلالت کب مانتا ہی جھپٹ کر کوڑا مارا وہ جسم نازک وہ گل سا چہرہ کہ جو جھوکے سے ہوائے تند کے مرجھاتا تھا بدھیان پھولون کی جسم نازک بار تھین کوڑا جو پڑا خون کی چھینٹین گلے کا ہار تھین رنگ دگرگون ہوا حال ابتر خون کے فوارے جسم نازک سے چھوٹے اس بدعت پر اُس بیحیا کی رنگ باغ دگرگون ہو الالے کا اس غم سے جگر خون ہو گیا سنبل کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی شمشاد رنج وملال سے پابہ گل قمری اس صدمہ جانگزا سے مثل مرغ بسمل ہر نخل نخل ماتم ہر گل بوٹہ مبتلاے رنج والم سیتے کف افسوس ملتے ہین رنگ سے پھولونکے شعلے نکلتے ہین عندلیبان چمن نغمہ سرائی بھولین نرگس کی آنکھین روتے روتے سوج گئین نہروان کو جوش ملال موجون کے تھپیڑے پر خنجر بے آب چل رہے ہین حباب بدحواسی مین اُبل رہے ہین لب ساحل سے صداے افسوس بلند مچھلیان اس ماہیت سے ماہر ہوکر رومند باد صبا کو چل نکلنے کی خواہش خار کو خار الم سے کاہش جھوکون سے ہوا کے رونے کی آواز آتی ہو زمین چمن اس بدعت پر تھراتی ہو گلاب جوش غم سے عرق عرق ہو گل نسرین کا فرط رنج وملال سے کلیجہ شق ہی طفلان غنچہ چٹک کر غل مچاتے ہین نخل شاخون سے اُس ستمگر کے بچانے کو ہاتھ بڑھاتے ہین باغ مین ہنگامہ قیامت خیز بدعت انگیز برپا ہی یہ بیحیا ایک کوڑا مار چکا ہی ہر مرتبہ غصے مین کلمات سخت کہکر بڑھتا ہی بختیارک کمر سے لپٹ لپٹ جاتا ہی تمام سردار گرد مین عرض کرتے ہین بس ای رستم زمان اسکے واسطے اتنی سزا کافی ہی ایکی کوڑے مین تڑپ کر مرجائیگی ملکہ سیمین عذار صنوبر قدنے کوڑا کھاکر زبان کھولی کہ او بیحیا خنجر سے مجکو جلد قتل کر میرے خون سے ہاتھ بھر تو نے میرے سوارثون کو غفلت مین قتل کیا اگر وہ شیر بیشہ صاحبقرانی ہوشیار ہوتا تو حال اس بیداد کا کھل جاتا تجھ ایسے دیو خصال اُس شیر دلیر کے ہاتھ سے صدہا واصل جہنم ہوے افسوس دل کی حسرت دل مین رہی مین اپنے وارث کو دل کھولکر رونے نہ پائی عجب مین بدنصیب اور سبز قدم تھی کہ جاتے ہی اس گھر کو برباد کیا فلک نے مجکو لوٹ لیا ان کلمات حسرت آیات پر اور زیادہ جھلاتا ہی سب سے کہتا ہی مجکو چھوڑ دو مین اس زبان درازنکی زبان قلم کردون اچھی طرح سزا دون مگر سردار سب فولاد سے لپٹے ہوے وہ کشتہ حسرت ویاس اپنے معشوق سے دور بدعت سے اس ظالم کی بکجو رہتا ہی مین

یہ اشعار مصیبت آمیز زبان پر جاری تھے اشعار مصنف

کہتی تھی بکبیر روکے ناکام

ای زور ہمارے ہاتھ کو تھام
ای شوق کر اب تو دستگیری
دل ضعف نے توڑا ہی ہمارا
بیچین سے کیے ہی بیقراری
یہ جسم پہ چوٹ اُٹھائے ہین ہم

غزل موافق مقام مضمون ہذا

وصل کا ہونا ہی سائل دل ناشاد عبث
تیغ کھینچے ہی مرے سر پہ تو جلاد عبث
بال و پر ہوتے تو کچھ لطف رہائی ہوتا
دیکھتا باغ مین ہی جانب شمشاد عبث
ہنسکے وہ کہتے ہین کیا فائدہ اس سے ہوگا
وصل مین ای دل ناشاد ہی تو شاد عبث
تجکو وہ شیرین شمائل نہ ملے گا نیر

طاقت بیتاب ہو گئی ہی
عاجز ہی شباب مثل پیری
آرام قرار کو نہین ہی
غم کرتا ہی آکے غمگساری
فرقت مین کسی کی مبتلا ہین

پڑے وہ رہتا ہی تو مائل فریاد عبث
دیکھنا ہنسکے وہ کہدیگا پریزاد عبث
کلمہ اُف کبھی آئیگا لب پر میرے
اب رہا کرتا ہی تیرا مجھے صیاد عبث
ای دل زار جنون ہوگا کہے دیتا ہون
تو کیا کرتا ہی یہ نالہ و فریاد عبث
ایک کو بھی نہین دیوانہ بناتے دیکھا
پھوڑتا سر کو ہی تو صورت فرہاد عبث

تسکین خراب ہو گئی ہی
ای طاقت رفتہ آ خدارا
راحت دل زار کو نہین ہی
اک کوڑے کا زخم کھائے ہین ہم
مجبور ہین قیدی بلا ہین

وہ نہین ہین ہون جو کردو مجھے آزاد عبث
جنبش ابرو خمدار سے کر قتل مجھے
ظلم کرتا ہی تو ای بانی بیداد عبث
یاد آجائیگا پھر قامت موزون ای دل
ہر گھڑی عشق کا کرتا ہی سبق یاد عبث
صبح ہوتے ہی رخ ہجر نظر آئے گا
مجھسے بے پر کی اُڑاتے ہین پریزاد عبث
کبھی طرف آسمان کے وہ گرفتار

رنج و مصیبت منہ اُٹھا کے عرض کرتی تھی کہ ای معبود بے نیاز مسبب الاسباب رب ارباب اس ظالم کی بدعت سے اس کنیز کو بچانا اپنی کارسازی سے اُس شہریار کو زندہ دکھانا اپنے بخت واژگون طالع نگون سے یہ امید نہین ہی مگر تو جامع المتفرقین رب العالمین ہی جسم خاکی مین روح کو پھونکتا ہی بطن مادر مین کس آرام سے جگہ دی چالیس روز قبل از ولادت پستان مادر مین دودھ مرحمت فرمایا کس شفقت سے پرورش کیا اس بیکسی اور بے بسی مین بھی تو ہی معین و مددگار ستار و غفار ہی مان باپ سے زیادہ ستر درجے مہربان ہی ہر وقت بندون پر تیرا احسان ہی ہاے کسکو بھیجون میرے عزیزون کو خبر کرے میری آہ دلدوز اثر دکھائے اُس شہریار کے جد و پدر کو یہ حال معلوم ہو جائے ناظرین خوش آئین پر واضح ہو کہ ملکہ تو دعا مین مصروف ہی تمام جسم کوڑے کی ضرب سے پاش پاش موت کی تلاش فولادہ فولاد شکن کو سب سردار لپٹے ہوئے ہین قریب اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے نہین جانے دیتے مگر چلل شتاپو شیر دل کا سینے کا خون زخمہاے ایرج نوجوان کا چہرے پر ملے ہوئے طرف لشکر کے چلا تھا یہان ستارہ سحری

چمک چکا ہی لشکر اسلام مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالی وقار نماز سے فراغ حاصل
کر کے سلاح سے آراستہ ہوے واسطے مجرے کے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے بادشاہ جمجاہ سعد بن
قباد بارگاہ مین آکے سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین یکایک صاحبقران زمان تشریف لائے ونگل
آصفی پر بادشاہ کو سلام کر کے بیٹھے چند سردار آئے ہین گر بادشاہ جمجاہ نے دیکھا امیر با توقیر مثل تصویر
خاموش چہرے پر غم والم کا جوش ظاہر ہوتا ہی پوچھا کہ ای جد عالی تبار آج آئینۂ رخسار پر گرد ملال جلوہ
ہوتی ہی مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا ای شہریار کیا عرض کرون خود بخود تردد ہی انتشار کی
دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہی سبب نہین کھلتا خدا خیر کرے شب کو کچھ خواب ہاے پریشان دیکھے کچھ
یاد نہین کہ کیا دیکھا اتنا خیال ہی کہ زمین پر دریاے خون جاری نظر آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی بادشاہ نے
کہا تعبیر اسکی ظاہر ہی کہ کئی دن ہوے ایک پہلوان براے مدد لقا فولاد فولاد شکن نام آیا ہی اُسکو
بڑا جرأت کا دعوی ہی یقین ہی اُسی سے مقابلہ ہوگا پروردگار مالک ہی انشاءاللہ فتح و ظفر عطا کرے گا
صاحبقران یہ باتین کر رہے ہین کہ لندھور بن سعدان جانشین حمزۂ صاحبقران تشریف لائے
تسلیم کر کے طرف دست راست کے بیٹھے ابتو فرداً فرداً سردار آنے لگے مالک اژدر دم بہرام گرد
بن خاقان چین بصد تمکین داخل ہوے امیر با توقیر نے مالک سے متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج کیا سبب
ہی علمشاہ نوجوان و شاہزادہ ملک قاسم کو آنے مین دیر ہوئی مالک نے عرض کی غلام خبر پا چکا
ہی اپنے اپنے خیمون سے برآمد ہوے ہین حاضر ہوا چاہتے ہین مگر ای شہریار اطلاع حضور کو کرنا
ضرور ہی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گئے ہین ابھی تک واپس نہین آئے
صاحبقران نے سر اُٹھا کر فرمایا جواہر بن عمرو کو بلاؤ خدمتگار باہر گئے جواہر بن عمرو کو بلا کر لائے
جواہر نے آکر قدمبوسی کی ہاتھ اُٹھا کے دعاے جان درازی دی امیر نے زبان معجز بیان سے
فرمایا کہ ای جواہر تم اب مقام پر خواجہ عمرو کے بعہدۂ جانشینی قائم ہو ہر بات کا خیال رکھا کرو آج
کئی روز سے ایرج نوجوان شکارگاہ مین گئے تم کو بھی کچھ دریافت ہوا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہی تمہاری
عقلمندی سے عجب ہی کہ خبر نہ رکھو اخبار مین تامل ہونا بڑی خرابی کی بات ہی جواہر نے کہا ابھی غلام
جاتا ہی خود اپنی آنکھ سے اُس خیر کو دیکھ کر آتا ہی اگر ہے گا تو فوراً ساتھ لاؤنگا یا خبر صحت سناؤنگا
امیر نے بیقرار ہو کر فرمایا نہین معلوم کیا باعث ہی مین نے ایرج نوجوان کا زبان سے نام لیا

میرے کلیجے پر غم والم کا خنجر چل گیا تم صرف خبر دریافت کرو کہ ایرج کس مقام پر ہی مین خود جاؤن گا نور نظر کا حال دریافت کرونگا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا لشکر مین ہونا صدہا خرابیان درپیش ہوئین وہ سب کی فکر رکھتا تھا نہین معلوم طلسم ہوش ربا مین میرے عیار وفادار پر کیا گذری ابتک عرصہ دراز سے کچھ حال بھی نہین دریافت ہوا وہ اگر موجود ہوتے ضرور ایرج نوجوان کی لحظہ لحظہ کی خبر لیتے جواہر بن عمرو یہ سنکر باہر نکلا قصد ہی کہ واسطے خبر کے جاؤن مگر شاہزادہ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سپاہ اپنی بارگاہ افراسیابی سے برآمد ہوے ہین کہ جاکر دربار شاہی مین حاضر ہون اتنے مین قیماس خان خاوری و الماس خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و عمرو گورزاد ختنی و شاہزادہ فرخ بخت و توسن بن ترک وغیرہ آئے قاسم کے ہمراہ ہوے مرکب قاسم خاور سپاہ کا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سائیس کوتل لیے ہوے چلا آتا ہی قیماس خان خاوری نے پلٹ کر دیکھا کہ قاسم کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار خیر تو ہی قاسم نے کہا ماموبجان اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی سبب نہین معلوم مگر اسوقت خدانخواستہ کوئی صدمہ عظیم میرے نور نظر ایرج نامور کو پہونچا کہ دل بھرا آتا ہی قیماس خان نے جواب دیا کہ شہریار وہ آپ کے بیٹے کے شیر ہین صف شکن ہین دلیر ہین اُنسے کون آنکھ ملا سکتا ہی قاسم نے کہا ای ماموبجان خدا نہ کرے وقت اُفتاد نہ آئے چرخ کجرفتار گردش نہ دکھلائے بڑے بڑے رستم ایک پیرزال کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ہین تقدیر سے سب مجبور و ناچار ہوے ہین اور وہ تو ابھی طفل کا سخن ناشنوی آتشخو شعلہ مزاج یہ کہکر بے اختیار ایک چیخ ماری قیماس خان دوڑ کر لپٹ گئے کہ ای شہریار آپ ناحق بھی ایسے شگون بد زبان سے نکالتے ہین وہ صحت و عافیت سے ہین مین ابھی جاکر انکو ساتھ لاتا ہون قیماس خان نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہون دیکھا کہ جواہر بن عمرو چھپتا ہوا آتا ہی قاسم کو دیکھکر سلام کیا قاسم نے کہا ای جواہر دربار مین جد عالی تبار آگئے سب سردار جمع ہو چکے تم خلاف وقت کہان جاتے ہو جواہر نے کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہی صاحبقران واسطے آپ کے فرزند ایرج نوجوان کے اسقدر بیقرار ہین کہ غلام پر غصہ فرمایا کہتے ہین مین نے خواب پریشان دیکھا ہی مین واسطے اپنے نور نظر کے خود جاؤنگا مین صرف مقام دریافت کرنے جاتا ہون بس قاسم اور زیادہ پریشان ہوے اب اُفتاد کا یقین کامل ہوا کہا دادا جان کہان ہین

ہین اُنکا خواب پریشان دیکھنا خالی از علت نہوگا ای جواہر مین بھی چلتا ہون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا حاضر ہی اُسنے دست بستہ عرض کی حضور مین ابھی خبر لایا یہ کہکر مثل باد صرصر کے ایک جا نکل گیا قاسم نے کہا ای جواہر ایک لحہ بھر اب انتظار کرنا سیارہ کا ضرور ہی یہ کہتے ہوے اُسی عالم اضطرار مین کنارۂ لشکر پر آئے نگاہ حسرت سے طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین کہ آواز آئی ہاے آقاے نامدار ای مولاے قدر شناس ہاے ای شہریار اب کون غلام کی قدردانی کریگا غلام کو اپنے ساتھ نہ لیا یہ رفیق خاک اُڑانے کو رہگیا قاسم نے کہا ارے یارو دیکھو یہ کون غل مچاتا ہے آواز تو کان سے آشنا ہی یہ کلمہ تمام ہوا تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا شاپور اپنے فرزند کے عیار کو اس حال زار سے دیکھا کہ مُنھ پر خاک وخون ملا ہوا گریبان پھٹا ہوا اُفتان وخیزان آتا ہی جیسے ہی قاسم نے دیکھا بیتاب ہو کر پکار اُٹھا میت ای پیک راستان خبر یار ما بگو ؛ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ؛ یہ خون کسکا چہرے پر ملا ہی قالب خاکی مین روح تڑپ رہی ہی بیان کر شاپور مُنھ کے بھل زمین پر گرا کہا حضور کس زبان سے کہون شکارگاہ مین شاہزادہ شکار ہوا تیر غم ہمارے دل کے پار ہوا فولاد فولاد شکن کی دختر شاہزادے پر مائل ہو کر آئی کئی دن سے اُنکے خیمے مین تھی کسی دیو انداز نے فولاد فولاد شکن کو خبر پہونچائی فولاد مُنھ کا بہت کڑا ہی نامردانگی وابدی گھات کا وقت تاک کر آیا شاہزادہ سوتا تھا عالم خواب مین آکر تلوارین مارین بیٹی کو اپنی لیکر چلا گیا وہان کون تھا جو اُس دیو خونخوار کو روکتا شکارگاہ مین بھلیے قراول میر شکار چند پیدل سوار وہ بھی پڑے سو رہے تھے ایسے وقت پر آیا کہ یہ ظلم کرکے صحیح وسالم نکل گیا بس یہ سننا تھا کہ قاسم نے اپنے کو ہاے فرزند نوجوان لکے فرش خاک پر گرا دیا بے اختیار پکار اُٹھا ای نور نظر اشعار

رفتی و مرا خبر نہ کردی
بر بیکسیم نظر نہ کردی
چون زلف دلم بپیچ وتاب است
وز آتش غم جگر کباب است

دلگیر ای راحت جان ودل ہمارے
تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے
تیرے لیے بیقرار ہون مین

سرپیٹ کے اشکبار رہون مین
ای شیر کہان تجھے مین پاؤن
کس دشت مین ڈھونڈھنے کو جاؤن

جلتا ہی جگر یہ غم کا خنجر
ای لال لہو مین تو ہوا تر
گلشن کو مرے اجل نے لوٹا

مجھسے مرا نونہال چھوٹا
ای نور نظر پدر کے جانی
افسوس مٹی تری جوانی

سرداروں نے گود مین اُٹھایا کہا ای شہریار ایسے کلمات زبان پر نہ لائیے ہملوگون کا دل نکلا

زخمی ہوے ہین کیا کبھی اُنھون نے زخم نہین کھاے کونسی ایسی نئی بات ہی جلد چلیے چلکے زخمہ درست
کرین انشاء اللہ وہی شیر بیشۂ حضور اُس روباہ خصال کو ٹوک کر مارے گا چلکر پہلے خبر تو لیجیے غرض بکمال
ایسے کلمات کہکر قاسم کو زمین سے اُٹھایا کہ دوسرے گوشۂ صحرا سے آواز رونے کی آئی دیکھا سیارہ
بن عمرو آپہونچا مگر بدحواس عالم یاس قاسم نے پوچھا ای عم نامدار کیا خبر لائے سیارہ بن عمرو نے کہا
ای شہریار مین تا بہ خیمہ ایرج تو نہین پہونچا ہمیشک کہ طرف باغ سلیمان کے نکل گیا دروازے پر باغ
کے اہالیان فوج فولاد جمع ہین اُنسے پوچھا تو دریافت ہوا کہ فولاد نے دختر معشوقۂ ایرج کو پکڑ کے لایا ہی
باغ مین نخل سے باندھا ہی اور کوڑے مار رہا ہی حضور صداے نحیف و ضعیف اُس ماہ پارہ کی
میرے کان مین بھی آئی نام آپ کے فرزند کا لیکر روتی ہی اور نام پروردگار عالم زبان پر جاری
ہی اور یہ کلمہ حیرت افزا مین نے اپنے کان سے سنا کہ ارے ہو کوئی میرے وارث کے والد نامدار کو
خبر کرو اتنا اُنکو سنا دو کہ آپ کی بہو پر یہ بدعت ہو رہی ہی لونڈی کو اپنے فرزند کی آکر بچائیے یہ حال
پر ملال سنکر قاسم کے آنسو خشک ہو گئے دریاے جرات نے جوش مارا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا
فرمایا یہ بیحیا نامرد اپنے دل مین کیا سمجھا ہی شیر کو عالم خواب مین زخمی کر کے بہت بلبلاتا ہی عورت پر غصہ
اُتارتا ہی بخدا وہ میری بہو ہی مین پہلے وہین جاؤنگا اپنی جان دونگا یا اُس ظالم کے ہاتھ سے اپنے
کلیجے کے ٹکڑے کو بچاؤنگا یہ کہا پشت مرکب پر سوار ہو کر قیاس خان و حسن خان وغیرہ سے کہا
آپ لوگ جا کر اُس کشتۂ حسرت و یاس کی خبر لین براے خدا میرے ساتھ آنے کا قصد نہ کرین
یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب صبا رفتار طرارہ بھر کر چلا قیاس خان وغیرہ براے خبر ایرج چلے
جانتے تھے کہ قاسم نہایت آشفتہ ہی ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کرے اور اُدھر کی خبر لینا واجب و
لازم ہی روتے خاک اُڑاتے طرف خیمۂ ایرج کے چلے قاسم یکہ و تنہا آنکھین بند قلب مین پھڑکن
جگر کو تڑپن وہ مرکب جسپر کبھی چابک نہ چھوایا تھا اُسپر کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہی وہ مثل باد صرصر
اس رہ زمین جاتا ہی اگر نخل سامنے آیا پھاند گیا کنوان گڑھا سب اُسکے روبرو برابر ہی مگر قضا کا۔
حال لشکر اسلام سماعت فرمائیے اب لشکر اسلام مین یہ خبر اُڑی کہ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد
شکن نے صحرا مین مار ڈالا قاسم نوجوان اپنی بہو کو چھڑانے گئے ہین سرداران قاسم لاشۂ
ایرج کی فکر مین ہین جواہر بن عمرو جسکو صاحبقران زمان نے بھیجا تھا قاسم کا جانا ہی

قتل ہونا ایرج کا کانون سے سنا روتا ہوا بھاگا کہ صاحبقران زمان کو خبر کرون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا اُسنے تو قاسم کو بچپن سے گود مین پالا ہی مزاج سے بخوبی ماہر ہی آتش خوئی کا حال اچھی طرح ظاہر ہی سوچا اگر قاسم نوجوان کو روکونگا یہ میرے فرشتون کا بھی کہنا نہ مانینگے مین جاکر انکے والد نامدار علمشاہ ذی وقار کو خبر کردن یہ سوچکر طرف بارگاہ رستم کے چلے مگر رستم پیلتن وپیلفکن کشندۂ قوبل ہندی وودیل ہندی علمشاہ نوجوان بارگاہ آسمان جاہ سے نکلے انکے سرداران صف شکن پہلوانان تیغزن آلاگرد فرنگی ومالاگرد فرنگی وکپی ارنسال وکپی زلزال ونہنگ بچہ دریائی وساقط شاہ دربندی وغیرہ در دولت پر حاضر تھے طنبور گر گڑا رہا ہی پلٹنین گورون کی جمی ہوئی کھڑی ہین جیسے ہی رستم برآمد ہوئے انگریزی باجا بجا انگریزون نے ٹوپی اُتار کر سلام کیا استر مالا کبود فرنگی کسا ہوا سامنے کھڑا ہی عیار رستم کا مہتر سمک یلطاقی قطورۂ زرینفتی پیادہ سقرلاتی باہنائے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا رستم نے گھبرا کر کہا ای سمک سمت بارگاہ قاسم یہ کیسا ہنگامہ ہی لوگ کہان دوڑے ہوئے جاتے ہین مجھے قاسم کی آتش خوئی سے ہر وقت تردد رہتا ہی شاید کسی سے فساد ہوا ٹہر علکر خبر تو لا سمک نے قصد کیا کہ بڑھون دو قدم نہ گیا تھا کہ دیکھا سیارہ بن عمرو سر برہنہ بھاگا ہوا آتا ہی رستم نے پوچھا سیارہ خیر تو ہی تیرے آنے سے ثابت ہوتا ہی کیا قاسم سے کسی سے تلوار چلی سیارہ قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رویا عرض کی ای شہریار آپ کے باغ پُر بہار پر خزان آئی ہی شہزادہ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے زخمی کیا یا میرے مُنھ مین خاک دشمنون کو اُسکے مار ڈالا لیکن اُنکی معشوقہ کو گرفتار کرکے بات سلیمان عنبرین موے کو ہی مین سزا دینے کو لے گیا ہی قاسم یکہ وتنہا اُس باغی بے ادب سے لڑنے کو گئے ہین کسی سردار کو ساتھ نہین لیا علمشاہ نوجوان سنے جو یہ خبر وحشت اثر سنی مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ رو متغیر حال ابتر کہا یار دغضب ہوا فولاد کی جرأت کے بڑے شہرے ہین فوج بے انتہا ساتھ لایا ہی اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہی آپ انبوہ پر اکیلا گیا ہی یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوئے تیغۂ کپتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا آنکھون کے نیچے اندھیرا ہی لشکر اندوہ والم نے گھیرا ہی تعاقب مین قاسم نوجوان کے روانہ ہوئے مگر جواہر بن عمرو غل مچاتا ہوا لشکر مین یہ کہتا ہوا چلا آتا ہی کہ یاروبرائے خدا قاسم کی جلد خبر لو یکہ وتنہا

طرف باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے گیا اب تو لشکر مین ہلڑ ہو گیا جسنے سنا وہ چلا شاہزادہ دارا
کشور کشا برادر علمشاہ نوجوان بقہر و غضب چلے ایک سمت سے ہاشم تیغزن فرزند حمزہ صف شکن
خورشید بن ہاشم و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ شیر افگن بن حمزہ یہ سب شاہزادے
یا تو طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے تھے جسنے یہ معرکہ جانگزا سنا اُسی طرف پلٹ پڑا یہ تو سب فرداً
فرداً جاتے ہین مگر لشکر مین یکایک نقارے بجنے لگے قرنا بگل باجے بجے صاحبقران زمان نے
بارگاہ مین فرمایا ای لندھور بن سعدان دیکھو تو لشکر مین کیا قیامت برپا ہوئی کیا دن دہاڑے
فوج لقا آپڑی لندھور گھبرا کر باہر آئے دیکھا چہار طرف ہنگامہ ہے ہر سردار فرداً فرداً گھوڑے کو
ڈالے ہوئے طرف صحرا کے جاتا ہے ہر ایک سے لندھور پوچھتے ہین کوئی اصلی کیفیت نہین
بتلاتا تلوار اُٹھائی اور بھاگا لندھور حیران کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہے کہ دیکھا جواہر بن عمرو سامنے
آیا اُسنے لندھور سے رو رو کر مفصل حال کہا لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کے
عاشق ہین دوست صادق ہین واثق ہین چھاتی پر ایک گھونسا مارا خلل مین آیا کہ جناب امیر
با توقیر سے خبر کرنے جاؤگے اتنے عرصے مین اگر وہان کوئی فرزند حمزہ خدانخواستہ قتل ہو گیا تو روے ساقی
کسے دکھاؤگے روانہ ہونا جلد چاہیے بہ تعجیل اپنے لشکر مین آئے فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوئے
اہالیان فوج اور سرداروں کو آواز دی یارو جلدی تیار ہو مین بڑھتا ہون یہ کہکر فیل میمونہ مبارک کو
لجک مارا ہاتھی دوڑتا ہوا چلا مرکب سے زیادہ تیز قدم گرز خروی ہمر دی برچہ گرہ اٹھارہ سو من کا
کاندھے پر روا روی مین جاتے ہین یہان سرداران لندھور بن سعدان عادل شیر دل
و فاضل شیر دل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوجر ملک وکھنی اور دونون بیٹے
لندھور کے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی بہ تعجیل تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہوکے
عقب مین لندھور بن سعدان کے چلے نو لاکھ ہندیوں کا لشکر بصد کرو فر بجاہ و حشم چلا یہان بارگاہ
مین صاحبقران زمان حیران ہین کہ لندھور بن سعدان گئے کیون نہ پلٹے اس تردد مین تھے
کہ جواہر بن عمرو پردہ اُٹھا کر آیا گریہ بیقرار اشکبار صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای متہر جواہر
کیا ہوا جواہر بن عمرو نے ایک پچھاڑ کھائی سر زمین پر دے مارا کہا ای شہریار غضب ہوا
فولاد فولاد شکن ایرج نوجوان کو زخمی کر گیا اور اپنی دختر کو لیجا کر باغ مین باندھا ہے قاسم نوجوان

اکیلا گیا اُسکے تعاقب مین رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بھی اسی طرح فرداً فرداً سب سردار گئے مگر قاسم نوجوان پہونچ گیا ہوگا ای شہر یار خدا کے واسطے جلد چلیے سردارون کو بھیجیے قاسم کی خبر لیجیے بس آہ کا نعرہ کرکے صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ان نوجوانون کے جوش وخروش نے ہم کو مارا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئے اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے تیغ عقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو اُڑایا اب بادشاہ ججاہ نے دیکھا کہ ہر سردار اُٹھا بارگاہ سے نکلا اور روانہ ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے فرمایا سبحان اللہ ہم ہی نامرد ہین کہ سب سردار جاکر جان دین اور ہم مرغ زرین بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہین غصے مین فرمایا کہ مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار کرو یہ کہکر تیغ قمقام کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بادشاہ کا اُٹھنا ہر خرد و کلان ادنی واعلی پیر وجوان سات سو تاجداران اولوالعزم اپنے اپنے ڈنگلہاے زرین سے اُٹھے باہر جبتک نکلین دیکھا بادشاہ سوار ہو چکے نقارۂ سلیمانی ونقارخانۂ سکندری ہاتھیون پر لد چکا اب تو چہاچہا۔ ے کل سردار یعنی کرتیس سپر گردان ونعمان بن منظر ومنظر شاہ یمنی وعامر شاہ رود باری و سیف ذوالیدین ومندویل اصفہانی وشہریار عراقی وعبدالجبار حلبی وعبدالقہار حلبی وداروغۂ بارگاہ سلیمان قبۂ دین ستون اسلام کرب پُرحرب نظرکردۂ بزرگان دین جلالت آئین ویل عادیان پور شدادیان کہتان کرب بن کوہ کرب انکے ساتھ ذوالخمار عادی دارجد عادی ودریا بار عادی وغیرہ مع بارہ ہزار قزاق ایک کے بعد ایک عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے چلا پانچ ہزار پانچ سو پچپن سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان مغربی اٹھارہ سو روسیان ترکی سوار ہوکے آمادۂ حرب وپیکار ہوکے چلے مگر اول ذکر شاہزادۂ خاور سپاہ قاسم نوجوان کا تحریر ہوتا ہی کہ فرزند نوجوان مین مبتلا آنکھون کے نیچے اندھیرا سا سوجھتا نہین دل تڑپ رہا ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے طرف باغ کے جاتے ہین بقدرت پروردگار پشت پر دیوار باغ کے پہونچے فولاد فولاد شکن کے نعرۂ کوہ شگاف کی صدا اُٹھی اور ایک آواز نحیف وضعیف آتی ہی کہ ای خالق یکتا ای رب دوسرا میرے وارث کو بچا نا میرے بزرگون کی صورت مجکو دکھانا اب قاسم نوجوان نے گھبرا کر آنکھین کھولین دیکھا کہ مین دیوار کے اس پار ہون اندر باغ کے ہنگامہ ہی یقین ہی کہ

یہ صداے دردآمیز اُس کشتۂ حسرت و یاس معشوقہ کی ہے وہی بلک بلک کے رو رہی ہے آنکھون
سے آنسو ٹپکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا گھوڑے کو چند قدم پیچھے ہٹا کے کوڑا مارا مثل طاؤس مرکب
باد رفتار دیوار کو اُڑ گیا ایک چمن مین آگرا اب **قاسم** نوجوان نے دیکھا کہ ایک مہ جبین دریاے
خون مین نہائی ہوئی درخت سے بندھی ہے اور ایک دیو خصال کوہ پیکر کوڑا ہاتھ مین لیے چشمناک
گرد سر دار ہین وہ لپٹ جاتے ہین بس **قاسم** کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بیتاب ہو گئے اُسکو
پیدل دیکھکر آپ بھی پشت مرکب سے کود پڑے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ **قاسم نوجوان**

آفتاب مشرق دین پروری
بہ سطوت بہ شوکت بہمت وحید
ز آب دم تیغ شستم زمین

شہسوار لال پوش خاوری
ملک **قاسم** آن شاہ خاور سپاہ
ہمہ باختر شد بزیر نگین

ہنم قاتل کافران پلید
زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
آواز دی او نامرد عورت پر

کیا غصہ کرتا ہے مردان عالم سے آنکھین چار کر ہم پر آ کر وار کر بختیارک نے جو قاسم نوجوان
کو بقہر و غضب آتے دیکھا جھک کر سلام کیا کہا حضور دیکھیے مین انکو ہر چند منع کرتا ہون یہ کہنا
نہین مانتے آپ کی بہو کو کوڑا مارا ہم کہتے تھے کہ وہ شیر آتے ہونگے قاسم سے تو یہ کہا پھر طرف
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے متوجہ ہوا کہا بی بی اب نہ رو تمھارے خسر صاحب آ پہونچے
تمکو لیجائینگے بختیارک کے کہنے سے **ملکہ سیمین عذار صنوبر قد** نے سر اُٹھایا قاسم کو دیکھا ہر چند
کہ بندھی ہوئی ہے مگر ضبط کر کے آواز دی حضور کیون لونڈی کے بچانے کو آئے مین سبز قدمی اپنے
وارث کو کھا گئی میرا منہ دیکھنے کے لائق نہین ہے براے خدا اس جلاد سے اپنی جان بچائیے
واسطہ اپنے دین و مذہب کا نکل جائیے مگر حضور کو گواہ کرتی ہون کہ مین لقا پر لعنت کر چکی ہون
اتنا احسان فرمائیے گا میرا جنازہ اُٹھوائیے گا کافرون مین مردہ لونڈی کا نہ چھوڑ دیجیے گا مثل
خدا پرستون کے کنیز کا لاشہ اُٹھے کاندھا دیجیے گا اپنے فرزند کی روح کا پاس کیجیے گا قاسم نوجوان نے
نعرہ کر کے آواز دی کہ بی بی تم تو اب امیر نوجوان کی نشانی ہو وہ اتنی ہی عمر لیکر دنیا مین آئے تھے
سماہی ملک عدم ہوئے ہمکو داغ دے گئے تم کو دیکھکر دل کو تسکین دینگے کیا مجال کسی کی جو اب
تم پر ہاتھ اُٹھائے یا نگاہ ٹیڑھی کر کے دیکھے **فولاد** فولاد شکن یہ کلمات سنکر مثل ابر کے گرجا بختیارک
کو تو گالیان دینے لگا کہ کیون او منافق دو رنگی مسلمان کی تعریفین کرتا ہے بختیارک نے کہا وہ تو

میرے آقا ہین مین مسلمان ہون اب دیکھو تمہارے واسطے بے چھلی میخ لیکر آئے ہین بیگناہ تم نے انکی بہو کو مارا ہے دیکھو دم بھر مین سر تمہارا گوہ کھاتا پھرے گا اس عرصے مین قاسم نوجوان قریب آپہونچے طرف نخل کے چلے جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہے منظور یہ ہوا کہ چلے اسکو رہا کرکے قبضے مین کرون پھر اس بچیا سے لڑون فولاد فولاد شکن کب جانے دیتا ہے للکارا اسنے تیغہ کھینچا ساتھ والون کو اشارہ کیا فوج کا بلوہ ہوا قاسم نوجوان نے نہنگانہ دریاے فوج مین غوطہ مارا تلوار چلنے لگی مگر قاسم مثل شیر غضبناک شمشیر زنی کر رہا ہے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے کسی کا سر اڑا دیا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوئے اشعار

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر | یکے را بہ پشت و یکے بر کمر | فرید و برید و شکست و ببست

یلان را سر و سینہ و پا و دست | مانند بنات النعش کے صف لشکر کفار کو پراگندہ کیا ہے تلوار

مثل برق کے چمک رہی ہے سپر بائین ہاتھ مین جرأت بات بات مین جسنے ٹوکا اسپر جا پڑے ٹوک ٹوک کر سرداران زبردست سے لڑے کئی سو کافر مارے صف کو درہم و برہم کرکے ہر چند کہ کئی زخم کھائے تیر جسم پر بہت پڑے ہین تمام جسم چھنا ہوا فوارہ بنا ہوا چہرہ گلنار قریب نخل کے پہونچا چاہتے تھے کہ فولاد فولاد شکن نعرہ کرکے قریب آیا اور اس نامرد نے پشت پر سے ہاتھ مارا قاسم چپک تلوار کی دیکھکر پلٹے پورا وار سر پر پڑا خود کو کاٹ کر تلوار فولاد کی تا دوابرو پہونچی ایک بچیا نے پہلو سے نیزہ مارا نشانہ نشانہ ہوا قاسم نوجوان لڑکھڑا کے گرے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا فولاد فولاد شکن جھپٹا کہ سر کاٹ لون کہ انکے والد نامدار علمشاہ نوجوان جسطرح قاسم پشت باغ پر پہونچے تھے اسی طرح قریب دیوار آئے قاسم نوجوان کے نعرے کی آواز سنی دیوار پر لپک کے گرز مارا دیوار تھرا کر گری اب دور سے دیکھا کہ صدہا لاشے پڑے ہین اور قاسم زخمہاے کاری کھا کر قریب اس نخل کے گرا ہے جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہے ہوش اڑ گئے وہین سے نعرہ کیا کہ او بچیا کیا کرتا ہے کوئی زخمی کا سر کاٹتا ہے نعرہ علمشاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب | کیست علمشاہ چو رستم لقب | علمشاہ رومی شہ فیل زور

کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور | بیٹے کو زخمی دیکھکر مرکب سے کود پڑے اس جلدی مین قاسم

کے قریب آئے کہ فولاد بہ نہاد نہ پہونچ سکا تیغہ کپتیان بنیام انتقام سے لیا گرد قاسم کے پھر کے

اڑنے لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی قاسم نوجوان نے آنکھ کھولکر جو قریب اپنے دیکھا صدائے ضعیف و نحیف منھ سے نکلی آوازدی قبلہ و کعبہ مجھے آپ کیون بچاتے ہین اپنی بہو کو بچائیے اژدھر کے نکل جائیے ایسا نہو کہ کوئی اُس سوختہ بخت کو قتل کرڈالے آپ کے غلام ایرج کی نشانی ہی علمشاد نوجوان نے آواز دی ای جان پدر کن آنکھون سے تمھارے حال زار کو دیکھون کن کانون سے خبر وحشت اثر ایرج کو سنون کاشکے نابینا و کر و گنگ پیدا ہوتا اگر ای نور نظر مطمئن رہو جبتک مین زندہ ہون کیا مجال کوئی میری بہو پر ہاتھ ڈالے بعد میرے خدا کو اختیار ہی مصرع بعد از زیست کن فیکون شد شدہ باشد ❊ بندہ مجبور و ناچار ہی وہ مالک و مختار ہی آبرو اُسکے ہاتھ ہی اُسی نے جرات و شوکت عطا کی ہی تقدیر مین ہماری یہ رنج و ملال لکھے تھے کہ تم کو اس حال سے دریائے خون مین غوطہ مارتے دیکھین انشاء اللہ آج وہ تلوار چلے کہ ترک فلک بھی تھرا جائے ہر مرتبہ چاہتے تھے کہ فولاد بدنہاد پر جا پڑین وہ لاکھون یہ اکیلے قاسم کو بھی بچاتے تھے کبھی جھپٹ کے چاہتے تھے کہ ملکہ سمن عذار صنوبر قد کو رہا کردین اپنے مرکب پر لادین پھر ساتھ سے لڑین مگر فولاد بدنہاد نے بڑھکر ہاتھ مار اسر شہزادے کا زخمی ہوا دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیئے بایان ہاتھ سینے پر قاسم کے رکھدیا داہنے ہاتھ سے تلوارین مار رہے ہین کفار کو اُس حال پُر ملال مین بھی للکار رہے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا انکے بھائی کا یعنی ہاشم تیغ زن نعرۂ ہاشم منم شیر دل صفدر و صف شکن ❊ یل نامور ہاشم تیغ زن دوسری طرف سے نعرہ ہوا اتم رستم سر زمین مغرب فرامرز عاد مغربی نعرۂ فرامرز عاد ❊ جہان پہلوانم یل نامدار پسر خواندۂ شاہ اشتر سوار ❊ بمیدان مردی چو رستم نژاد ❊ شہنشاہ مغرب فرامرز عاد ایک طرف سے نعرۂ داراب کشور کشا کا ہوا نعرۂ داراب ملک ❊ یل نامور شیر دشت وغا شہنشاہ داراب کشور کشا ❊ ایک طرف سے نعرہ ہوا شاہزادۂ جمہور کا نعرۂ جمہور نامم شدہ در سلک جہانان تہمتن ❊ جمہور جان سوز شہنشاہ تبرزن ❊ ایک طرف سے نعرہ ہوا مالک اژدر کا نعرۂ مالک اژدرم مالک اژدر خشم و کین ❊ سپہدار در لشکر اہل دین بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج ❊ ستانم ز ترک فلک تخت و تاج ❊ ایک طرف سے نعرہ ہوا اسلم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ نمرود بے ایمان صاحبقران

بن صاحبقران نورالدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نورالدہر	ہمائے اوج رفعت شاہبانو عرصۂ مردی
زشاباش جہانگیر و فلک گیتی ستان حجن اندم | پناہ لشکر اسلام نورالدہر کرمیش	عدو در رزمگاہش صید زبون الامان خواہ

ایک سمت سے بہرام گرد بن خاقان چین کا نعرہ ہوا نعرۂ بہرام　منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از ہیبت من بلرزد زمین + مگر واضح ہو کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت باغ سے
فرداً فرداً آئے آتے ہی جابجا گھر گئے مگر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان شیرانہ شمشیر زنی
کرکے قریب علمشاہ و قاسم کے پہونچ گئے ایک طرف نورالدہر ایک جانب انکا سردار نہر
بیشۂ کلنگان صاحب سامور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرور یہ دونوں
جوان بصد شوکت و شان گرد علمشاہ و قاسم کے پھر رہے ہین زخم کھاتے ہین مگر انکو بچاتے ہین
فولاد فولاد شکن گینڈے پر سوار ہوا ہی دو سو من کا تیغہ ہاتھ مین سرداروں کو زخمی کرتا پھرتا ہی
فوج اس بیحیا کی بیحساب چہار طرف سے مصروف جنگ ہی گرد دل سے کہتا ہی کہ ای فولاد قول
بختیارک کا کبھی تسلیم ہوا وہ کہتا تھا کہ ان مسلمانوں کا مثل چیونٹیوں کے تانتا بندھ جاتا ہی
حقیقت مین یہی رنگ ہی ہر شیر دل آمادۂ جنگ ہی حقیقت مین بلا سے دو نگار ہین مرنے پر تیار
ہین اور ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سب سردار عقب باغ سے پہونچے ہین ایک ایک غول مین ایک
ایک سردار اڑ رہا ہی قیامت کا معرکہ پڑ رہا ہی اور بختیارک نے جب یہ ہنگامہ دیکھا در باغ پر آیا
سات لاکھ کو جو ملازمان فولاد کمر بندی کر چکے ہین بختیارک نے یہ انتظام کیا کہ ان سب سے
کہا یارو فرزندان حمزۂ عرب بصد جوش و غضب اور چند سردار اندر باغ کے پشت پر سے پہونچ
گئے ہین اگر تم یہان پر سے جا دو گے مدد اسلام کی نہ پہونچنے پائیگی تو وہ سب اندر والے قتل ہو جائینگے
تیغ بیدریغ فولاد سے پناہ نہ پائینگے یہان تو اس بیحیا نے فوج کو یون جمایا جیسے دیوارین لوہے
کی ہوتی ہین اور آپ خچرے پر سوار ہو کر بھاگا جا کر لقا کو خبر دی کہ یا خداوند آج قیامت کی لڑائی
پڑی ہی آپ بھی جلدی سوار ہو جیے مع فوج چلکر شریک ہونا مناسب ہی لقا فوراً تخت پر سوار ہوا
اب تو لشکر بیشمار تیار ہوا فوج دریا موج کو لقا لیکر چلا قریب باغ کے نہ پہونچا تھا کہ ایک طرف سے
لشکر اسلام کے گرد اڑی اہالیان فوج لقا نے دیکھا کہ دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان
فیل میمونہ مبارک پر سوار گرد کا ندھے پر بیچ مین نو لاکھ ہندیوں کے سامنے نمایان ہوئے

بختیارک نے فوج والون کو آواز دی کہ خبردار یہ فوج آگے بڑھنے نپائے جلدان ہندیون کو یہین روک لو چار طرف سے سنجابی و باختری و مشتری و حصاری فوج لندھور پر آپڑے ہندیون سے تلوار چلنے لگی لندھور بن سعدان کو رک جانے کا بڑا قلق ہی نعرہ کرکے فوج لقا سے لڑنے لگا نعرہ لندھور

منم صاحب جیش و جاشین عمرو دریر نامدار | فلک شوکت بارگاہ انجم سپہ خورشید تاج من
بفرمانم بود صد ہزار و ملک ہندوستان | منم ہندوستان ستم زمان لندھور بن سعدان

لندھور لڑتا بھڑتا ہوا چاہتا ہی کہ باغ کی طرف نکل جاؤن مگر فوج لقا مثل مور و ملخ کے ہی نکلنا دشوار ہو گیا مگر ہندیون نے لاش پر لاش گرادی کہ یکایک لندھور نے دیکھا زمین تھرائی نعرہ صاحبقران کی آواز آئی نعرہ امیر

امیر عرب ضیغم روزگار | یکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بحکم خدا بستہ شمشیر چار | بن کافران از جہان پاک کرد
یکے تیغ صمصام و قمقام نام | سر سرکشان جملہ در خاک کرد

جیسے لندھور سے اور امیر باتوقیر سے آنکھ چار ہوئی لندھور نے دیکھا کہ صاحبقران کا عجیب حال ہی صاف معلوم ہوتا ہی کہ قلب پر ہجوم غم و ملال ہی غصے سے چہرہ لال ہی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے گرد و غبار مین اٹے ہوئے لندھور کو صاحبقران نے آواز دی ای جانشین من میرے فرزندون پر کیا گذری کیا آج گلزار ابراہیم پر خزان آئی لندھور نے کہا ای آقا خدا نہ کرے کہ آپ ملول ہون غلامان شہنشاہی کو کبھی رنج و غم نہ حصول ہون وہ سب خانہ زادے اندر باغ کے مصروف جنگ ہین مجھے راہ مین اس لقا کے لشکر نے روک لیا غلام مجبور ہو کے لڑنے لگا قالب خاکی یہان روح وہان ہی وہ آفتاب عالمتاب شہریاری آنکھون سے نہان ہی حضور اس لڑائی کو۔ و کین غلام لڑتا بھڑتا وہین جاتا ہی جسطرح بنتا ہی اپنے کو ان شیرون تک پہونچاتا ہی صاحبقران زمان عقرب سلیمانی کھینچکر لشکر لقا پر گرے لڑنے لگے طرف سے لشکر اسلام کے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ باتوقیر مع تمام لشکر اسلام و مع تاجداران نامدار و غازیان تہور شعار پیدا ہوئے بادشاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صاحبقران زمان و لندھور بن سعدان لشکر لقا سے لڑ رہے ہین فرزندان صاحبقران مین سے کوئی شیردل اس مقام پر نہین ہی بادشاہ نے غصے مین مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم | بہار گلستان کاؤس و جم
چراغ شبستان صاحبقران | |

فروزندۂ تاج وتخت کیان	ملزم سعد فرزند قباد شاہ	شہنشاہ اسلام عالم پناہ

بس بادشاہ حجاہ مع تاجداران جلیل مثل عزرائیل فوج کفار پر گرے چشم زدن مین لاش پر لاش سر پر سر دھڑ پر دھڑ گرادیے باختری سامنے مسلمانون کے بھاگنے لگے سعد بن قباد جب ہاتھ تلوار کا اُٹھاتے ہین سات سَو تاجدارون کی تلوار مثل برق کے چمک کر بلند ہوتی ہی جب بادشاہ کا ہاتھ پڑتا ہی کل تاجدارون کی تلوار برابر سر دشمن پر چلتی ہی شمع حیات کفر جلتی ہی سات سو سرائے خون کے ایک مرتبہ بلند ہوتے ہین سات سو کافر ایک مرتبہ واصل جہنم ہوتے ہین سات سو مرکب کوتل ایک مرتبہ ہنہنا کر بھاگتے ہین چار پانچ حملون مین بادشاہ نے قیامت برپا کردی لندھور نے جو ذرا مہلت پائی لڑتا ہوا قریب باغ کے پہونچا دیکھا دیوار باغ پر صفین مثل سد سکندر جمی ہین علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہین اندر سے باغ کے نعرہ فرزندان صاحبقران کی آواز آتی ہی صدا سے شیران دشت نبرد کے زمین تھراتی ہی بس لندھور بن سعدان نے آکر سامنے اُن کافرون کے نعرہ کیا اُو نامردو سامنے سے ہٹ جاؤ در باغ کا راستہ دو ورنہ خون کے دریا بہادونگا پہلو سے نعرہ صاحبقران کی بھی آواز آئی اور صدا دی کہ ای جانشین من اپنے کو جلد ابھڑ کر باغ مین پہونچاؤ مین بھی آپہونچا لندھور نے جو اپنے پشت پناہ کو آتے ہوئے دیکھا فیل سمونہ مبارک کو بڑھایا کوہیون نے دیکھا کہ تین پہاڑ جنبش مین ہین ایک فیل بے عدیل دوسرے قد وقامت لندھور اسی ارج کا اس قد وقامت پر چہرہ مثل آفتاب جہانتاب لندھور کا نام نامی اسی وجہ سے لندھور رکھا ہی لند یعنی مرد تومند ھور یعنی نیر اعظم یعنی آفتاب تیسرا مثل کوہ گران کے اٹھارہ سو من کا گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کاندھے پر اُس جوان خوشرو کے دیکھکر ہوش وحواس کوہیون کے باختہ ہوگئے اور پہلو مین لندھور کے دست راست پر نور نظر فرہاد خان یک ضربی کرگدن مست پر سوار چوبدست آہنی کو گردش دیتا ہوا جھولپر ہاتھ ڈالے ہوئے لڑ رہا ہی دوسری جانب شاہزادہ ارشون پریزاد مشابہ بصورت لندھور فیل مست پر سوار تیغ برق مثال ہاتھ مین عقب مین نو لاکھ ہندی کماچی جنگ رستمانہ کرتے ہوئے دم جرأت کا بھرتے ہوئے یون فوج کوہستان پر گرے جیسے شیر نر رمہ گوسفندان مین آجاتا ہی شکار کرنے لگے بس لندھور ہاتھی بڑھاتا ہوا قریب پھاٹک کے پہونچا

لوہیون نے پھاٹک بند کر لیا لندھور نے پیچھے فیل کو ہٹا کر زبان ہندی مین بری چو ددھت کہکر اشارہ کیا فیل نے جھپٹ کر پھاٹک پر ٹکر ماری پھاٹک گرا لندھور اندر گھسا ایک طرف سے صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے پہونچے ایک جانب سے بادشاہ حجاجاہ مع فوج آ گئے عقب سے لشکر لقا پہونچا اب تو دیوارین باغ کی پامال ہو گئین میدان وسیع مردان عالم کو ملا اب بخوبی لشکر اسلام اور لشکر کفار آپسمین مل گئے ایک طرف سے سرداران لقا و پہلوانان فولاد شکن فوجین مثل مور و ملخ آپسمین مثل آب شور و شیرین و نور و ظلمت بصد شوکت و ہیبت مل گئین برق شمشیر چمکنے لگی

نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا سربسر
پڑی چوب نقارہ پر رزم پر
وہ قرنا کی آواز ہیبت فزا
وہ باجون کا غل دشت مین جابجا
چلی یون سپاہ گران کی بہیر
زمین چھپ گئی زیر افلاک پیر
جوانان لشکر کا ہو کیا شمار
کواکب سے بھی تھے زیادہ سوار
رسالون مین ایک ایک تھا شیر گیر
شجاعت مین رستم تو ہیبت مین پیر
پیادے بھی تھے مثل مور و ملخ
جو اکدم مین اُٹھین زمین بلخ
جلال اُنکو آئے وہ جنگ اگر
تو شق دشمنون کا ہو ڈر سے جگر
وہ قوت وہ طاقت میان جدال
سپر اُنکی یا پارہ ہائے جبال
وہ تھی اُنکی زور آوری سربسر
کہ رستم بھی تھا زال پیش نظر
نہ آیا کبھی اُنکی جرأت مین فرق
سراپا تھے دریائے آہن مین غرق
شجاع و قوی و جری و دلیر
نیستان جرأت کے غرندہ شیر
گلستان ہمت کے روشن چراغ
گل زخم کھا کر ہوئے باغ باغ
لڑائی وہ گھمسان کی الحذر
بگیر و بزن کی صدا سربسر
چمکتے تھے نیزون کے پھل جابجا
ہوئے طائر تیر اُڑ کر ہوا
کہین برق شمشیر کی تھی چمک
کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کسی کے پڑا سینے پر آکے تیر
کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیر
کسی کے لگا نیزۂ جانستان
کوئی گرز کھا کر ہوا نیم جان
تبر سے کسی کا ہوا سر شگاف
کوئی تیغ سے دو ہوا تا بناف
کسی کا کلائی سے ہاتھ اُڑ گیا
کسی کا لڑائی مین رخ مڑ گیا
کسی کا کہین نصف چہرہ کٹا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا
کوئی ہاتھ پالٹ کا کھا کر گرا
طمانچے کی ضرب اک اُٹھا کر گرا
رہے پھر نہ اُس دم کسی کے حواس
ہوا دو طرف لشکرون مین ہراس

مگر دارائے ہند لندھور بن سعدان بصد شوکت بہزاران جرأت اُس مقام پر لڑتا ہوا آیا جہان نخل مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد معشوقۂ ایرج نوجوان بندھی ہے ایک سمت قاسم

زخمون مین چور چور ہوکر گرے ہین زمین پر بیہوش پڑے ہین علمشاہ نوجوان نے زخمی ہوکے
زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین ایک ہاتھ قاسم نوجوان کے سینے پر بجست ایک ہاتھ سے کافر کو
ہٹا رہے ہین زخم کھا رہے ہین اُس مقام پر کل فرزندان صاحبقران گھوڑون سے کود کود کر
جم گئے ہین چاہتے ہین علمشاہ و قاسم کو کسی طرح اُٹھائین مگر اس گھمسان کی تلوار چل رہی ہی کہ
قدم بڑھانا دشوار ہی فولاد و فولاد شکن مثل فیل مست دو سَو من کا تیغہ کھینچے ہوے جس پر جا پڑتا
ہی اُسکے وار کا روکنا مشکل ہوتا ہی ہر چند کہ اس بیحیا نے بھی زخم اوچھے اوچھے کھائے ہین
لیکن ایسے ایسے زخمون کو کب مانتا ہی لڑائی کو کھیل جانتا ہی بس لندھور بن سعدان فرزندان
صاحبقران کا یہ حال دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے گرز کو گردش دیتے ہوے قریب علمشاہ
آکر پہونچے علمشاہ کی آنکھ شدت زخمداری سے کبھی بند ہو جاتی ہی کبھی گھبرا کر آنکھ کھول دیتے
ہین لندھور نے جو نعرہ کیا کہ ای رستم زمان علمشاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران بابا ہوشیار ہو
یہ خدمتگزار آ پہونچا علمشاہ نوجوان نے صدائے لندھور سنکر آنکھ کھولی فرمایا ای عم نامدار آپکی
جرأت و شوکت پر نثار ماشاء اللہ کیا کہنا مگر ہم مرد ہین اگر قتل ہوے تو کیا لاشہ پڑا رہا تو کیا پروا
سب طرح اُسکا فضل شریک حال ہی دیکھیے قاسم بیہوش پڑا ہی اسکا بچنا محال ہی بموجب مضمون
مصرع ع ہرچہ رود بر سرم انچہ پسندی رواست ٭ مگر انسان جو کچھ کرتا ہی برائے ننگ ناموس
عورت کا مقدمہ بہت نازک ہی اول تو بڑھکر معشوقۂ ایرج نوجوان ملکہ سیمین عذار رعنو برقد
کو چھڑا لیجیے اپنی بہو کے پاس جائیے اُس کشتۂ حسرت و یاس کی یہ نشانی ہی حقیقت مین مبتلائے
بلائے آسمانی ہی اسکے سہارے ہماری زندگی ہوگی اُسکے حال زار پر ترحم فرمائیے ہماری
طرف دعا کیجیے ہم تو آپ سے رخصت ہوتے ہین بعد اختتام جنگ اگر موقع پائیے گا ہماری
اور قاسم اور ایرج کی لاش ساتھ اُٹھائیے گا وصیت آخر یہ ہی کہ تینون قبرین ایک ہی مقام
پر بنائیے گا تا آیندہ و رندہ دیکھین کہ پیر زمین گیر نے ساتھ اپنے شیرون کے جان دی اس
غم جانکاہ کی فلک کو برداشت نہوئی مگر وہ سخت جان ہون کہ روح جسم سے نہین نکلتی جیتے جی
لیکن یہ وہ دنیا سے جاتے ہین اس کلام حسرت انجام سے علمشاہ کے لندھور کا کلیجہ پھٹ گیا
گرز کو چرخ دینا شروع کیا سیکڑون کے سر پھٹے خود بھی زخم کھائے مگر قدم اُس جگہ سے نہ ہٹے

کس ساکھے سے لندھور نے اُس مقام پر جنگ کی کیا عجب تھا کہ زبان تیر اور کلہ عمود سے
صدائے احسنت و آفرین بلند ہو علم سروقد برائے تعظیم لندھور اُٹھے ترکش مُنھ کھولکر رہگئے
شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین * رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین *
لندھور بن سعدان نے جان دیکر اپنے کو قریب اُس نخل کے پہونچایا ملکہ کا ٹین ملکہ کو گود مین
لیا اُس صاحب عصمت و عفت نے آنکھین کھولکر آواز دی ای شخص تو کون ہی میرے جسم مین
ہاتھ لگاتا ہی مین نے اپنے کو ناموس حضرت خلیل الرحمان مین داخل کیا ہی علاوہ اسکے جسم میرا کوڑیکی
ضرب سے پاش پاش ہی کنیز کو موت کی تلاش ہی ای شخص خوف خدا کر میرے خون سے ہاتھ نہ
لندھور نے اس بیان پر ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور کہا بی بی تمھارا خدمتگزار ہون امیر
با توقیر کا پُرانا سردار ہون لندھور بن سعدان میرا نام ہی ڈھونڈھ کر یہان تک آیا ہون ذرا آنکھین
کھولکر دیکھو کس کس نے تمھارے واسطے جان دی قاسم نوجوان کا لاشہ پڑا ہی علمشاہ پڑا ہوا دریائے
خون مین غوطہ مار رہا ہی مین نے چاہا اُن زخمیان تیغ جفا کو پہلے اُٹھاؤن ایرج کے جد نامدار علمشاہ
عالی وقار نے ایسی مصیبت کے وقت کہ روح قالب سے نکلا چاہتی ہی یہ جواب دیا کہ پہلے ہماری
بہو کو رہا کرو بی بی مین آپہونچا میری نورنظر ہو مجکو نامحرم نجانو مین نے شاہزادہ ایرج اور اُنکے والدن
قاسم شیردل کو گودیون مین پالا ہی پُرانا خیرخواہ ہون کل حالات صاحبقران نشان سے آگاہ ہو
ملکہ سیمین عذار صنوبر قد آنکھین کھولکر رو دی لندھور بن سعدان کو دیکھا کہ جسم تمام فوارہ خونکا
بنا ہوا ہی بدن تیرون سے مثل غربال کے چھنا ہوا ہی پوچھا کہ ای جد عالی تبار میرے وارث کی
بھی کسی نے خبر لی اُس کشتہ حسرت و یاس پر کیا گذری ہاے مین اپنے وارث کو رو نے
بھی نپائی یہ کہکر دونون کلائیان کہ الماس کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے گلے مین لندھور کے
ڈالدین بیہوش ہوگئی منکا ڈھل گیا معلوم ہوتا تھا کہ دشمنون کا دم نکل گیا اب لندھور نے آگے
بڑھکر اپنے بیٹے فرہاد خان و ارشیون پرپزاد کو آواز دی کہ جلد گینڈون پر سے کود پڑو جالکہ
خوف نہ کرو ہاتھی لاکر بٹھادو خبردار عرصہ نہو وہ شیر لڑتے ہوے قریب آئے پیدل ہوے ہاتھی
کو بٹھایا پہلے ملکہ کو ہودے مین ڈالا اب جُھک کر لندھور نے قاسم و علمشاہ کو اُٹھایا اسی ہاتھی
پر انکو بھی مثل مردے کے ڈالدیا دونون بیٹون سے کہا دونون طرف سے جھول کو تھام لو حق

بدری اداکرو خبردار یہ مقدمہ ناموس کا ہے جبتک زندہ رہنا کسی بیجیا کو ہاتھی کے قریب نہ آنے دینا
اگر قتل ہو جاؤ گے سعادت دارین پاؤ گے تا روز قیامت نام رہے گا ہر بہادر تمکو جانباز اور
سرفروش کہے گا بیٹا قبرون پر میلے رہینگے صاحبان مراد مراد مانگنے آئینگے یقین کامل ہے کہ اپنی
خواہش دل سے مستفیض ہونگے اور اگر ہو سکے تو میرا خیال نکرو ہاتھی کو ساتھ لیکر لڑتے بھڑتے
نکل جاؤ یہ کہکر لندھور اپنے مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوا اپنے سردارون کو بھی یہی حکم دیا
کہ یارو میرا خیال نہ کرنا ہمارا افسر قتل ہوگا اسکا ملال نہ کرنا ہاتھی کو بیچ مین لے لو سب جوانان ہند نے
تلوارین کھینچکر اُس معرکۂ قیامت خیز مین لڑتے ہوئے ہاتھی کے ساتھ چلے کہ صاحبقران زمان
لڑتے بھڑتے نہنگانہ پلنگانہ رستمانہ صفون کو پامال کرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے جواہر
بن عمرو رکاب سعادت انتساب سے لپٹا ہوا خنجر ہاتھ مین پشتیبانی کرتا ہوا ساتھ ہے امیر بآواز
فرما رہے تھے کہ ای جواہر یہ کیسا ہلڑ ہے کیا علمشاہ و قاسم کے دشمن مارے گئے اب
اسوقت مجکو آنکھون سے نہین سوجھتا ذرا خبر تو لے جواہر نے چاہا کہ رکاب چھوڑون
برائے دریافت خبر جاؤن کہ دیکھا سرداران ہندوستان بصد شوکت و شان ہاتھی کو بیچ مین
لیے ہوئے لڑتے ہوئے آتے ہین اور علمشاہ اور قاسم شل مردے کے ہودے مین پڑے
ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد پر تو لندھور بن سعدان نے اپنا دوشالہ ڈالدیا تھا کہ نامحرم
کی نگاہ نہ پڑے وہ تو مخفی ہے مگر ان شیرون پر نگاہ پڑی صاحبقران زمان نے آواز دی یارو
یہ کیا معرکہ ہے جواہر نے بڑھکر مفصل خبر دریافت کی قریب آکر عرض پیرا ہوا کہ ای شہریار
لندھور نے بڑا کارنمایان کیا علمشاہ و قاسم زخمی ہو کر قریب اُس نخل کے گرے تھے
کہ جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی تھی لندھور نے ملکۂ عالم کو بھی رہا کیا ان شیرون کو
زخمداری مین اُٹھایا آپ شبرنگ تازی پر سوار ہو کر برائے مقابلہ فولاد فولادشکن گیا
ہے ملاحظہ فرمائیے کہ ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی پیدل جہجل پر ہاتھ ڈالے
ہوئے لڑ رہے ہین صاحبقران زمان نے ہاتھ اُٹھا کر فرمایا ای پروردگار لندھور نے
میرے فرزندون کو بچایا وہ بھی اپنے کلیجے کے ٹکڑون کو صحیح و سالم پائے یہ فرما کر آگے بڑھے
بادشاہ مجاہد بھی لڑتے ہوئے چلے آتے ہین اب وہ وقت قیامت ہے کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا

نہین پہچانتا جابجا لاشون کے انبار ہیں ازمان فولاد غدار جانبازی اور سرفروشی کر رہے ہین اُس ہنگامے مین نقیب جانبین کے آوازین لگا رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ است جنگ باید کرد * کوشش نام و ننگ باید کرد * ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہی اپنے بزرگون کا نام روشن کرو صف شکن ہو تیغ زن ہو دیکھین آج معرکے مین کون سرخرو ہوتا ہی کون آبرو کھوتا ہی یارو دنیا ناپایدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی دارا و کیقباد و جمشید و سکندر صاحب حشم و ضحاک ماردوش عمر بھر بادۂ نخوت سے مدہوش رہا ہزار سال سلطنت کی آخر یہ سب کیا ہوے خاک کے پتلے تھے خاک مین مل گئے بند خمسہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہم نے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا بمضمون خیالی تھے
مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

ہونا ہے خالی مقام عبرت نہ جاے عیش و عشرت ہی آئینہ دقت حیرت ہی مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہہ اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما بیخبریم

شعر تردد کیا تمھین ای ساکنان ملک ہستی ہی * عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی * آوازینہ نقیب دیگر گیت کی شنکر مردان عالم زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا لندھور بن سعدان لڑتا ہوا اکوہیون کو قتل کرتا ہوا قریب فولاد فولادشکن پہونچ گیا اور للکارا کہ او نامرد مین آپہونچا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ فولاد فولادشکن بھی لندھور کے مقابلے مین پہونچا فولاد فولادشکن نے ہاتھ مارا لندھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قصد یہ تھا کہ لپٹ جاؤن تلوار اس ملعون کی چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھاؤن مگر اتفاق قضا و قدر ایک کوہی نے لندھور کے شانے پر نیزہ مارا شانہ نشانہ ہوا سنان نیزہ استخوان کو توڑکر پار گذر گئی لندھور نے پلٹ کر اُسکو ہاتھ مارا وہ تو واصل جہنم ہوا مگر فولاد کا تیشہ چل گیا

سر لندھور پر پڑا خود کو کاٹ کرتا دو ابرو پہونچا زخم کاری کھایا بازو مین سنان نیزہ سر پر زخم کاری سنان نیزے کو شانے سے نکالا خون کا فوارہ بلند ہوا قریب تھا کہ گھوڑے سے گرے ضبط کر کے اپنے کو روکا فولاد فولاد شکن نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون اُسوقت لندھور پر ہراس طاری ہے کہ سر سے چادر خون چہرے پر آئی ہی دریاے خون مین نہا چکے ہین آنکھون سے نہین سوجھتا اور فولاد فولاد شکن مثل دیو خشمناک مکار و بیباک زخمی دیکھکر بڑھا ہی بس صاحبقران نے جو دور سے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرۂ کوہ شگاف کیا شعر مصنف
منم سرکن لشکر کافران ؛ بہ پشیم نگون شد سر کافران ؛ او نامردانلی کوئی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہے خبردار ہاتھ کو روک لے کہ مین آپہونچا یہ کہکر پشت اشقر پر کوڑا مارا اشقر دیوزاد نے مثل غزال صحرائی جست کی بیچ مین آکر اُترا لندھور کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کردیا اُس مردود نے وہی تیغہ خون آلود سر صاحبقران پر لگایا صاحبقران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر جیسے تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہی جب تیغہ قریب سر پہونچا تھکی ماری تیغہ فولاد کا پٹ پڑا صاحبقران زمان نے پنجہ پلی بڑھا کر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کر کے جھٹکا مار تلوار چھین کر پھینکدی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نظم

یکے نعرہ زد آن بجلقش بدر	یکے نعرہ زد میر منزل مصاف	که سیمرغ لرزید در کوه قاف
	که آہن دلی را دریده جگر	صاحبقران زمان نے زور

جو کیا اُس دیو خصال کوہ مثال کو وہ قاش زین سے اُکھیڑا دست حق پرست پر بلند کیا تمام اہالیان لشکر نے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے فولاد فولاد شکن کو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دون رکابون کو خالی کرون اشقر دیوزاد سے اُترون اس بیحیا کی مشکین باندھون مگر کوہی چہار طرف سے ٹوٹ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا ادھر سے ملازمان صاحبقران اُدھر سے تمام کوہی اپنے افسر کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوے بیت خروشی برآمد بگیر و بگیر

یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر نظم	ہزارون کے لاشے زمین پر گرے	ہزارون کے منہ جنگ سے پھرے
بہاوان پہ دریاے خون اسقدر	کہ گھوڑون کے سم ہو گئے تر بتر	تڑاق عمودان سے رن ہل گیا
ہر اک پہلوان خاک مین مل گیا	روان خون کا دریا ہوا ایسا	کہ سرکنگے پیرے بشکل حباب
چقاچاق خنجر سے کانپا فلک	زمین کو رہا زلزلہ دیر تک	ہوا حشر تیغون کی جھنکار سے

کہ طائر اُڑے خوف سے دشت کے آس قیامت کی اُس مقام پر تلوار چلی کہ دور تک خون کی ندی
بہی سپرین جو مردان عالم کی اُس دریاے خون مین گرین یہی ظاہر ہوتا تھا کہ کچھوون نے دریا سے
مُنھ نکالا تلوارین جو ہاتھ سے مردان عالم کے چھوٹین گویا مچھلیان شناوری کر رہی تھین گرز
و تبر بہنگان دریائی کا عالم خون کا دریا جوش پر دمبدم ترکشون سے تیر جو زمین پر گرے گویا
زمین کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے صاحبقران زمان نے ہر چند چاہا کہ فولاد فولادشکن کو
سنبھالون مگر اسقدر تلوارین پڑین کہ آخر فولاد ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا کوہی جان دیگر
ٹوٹ پڑے جسطرح بن پڑا اُٹھالے گئے اب جو صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دارا اے ہند
لندھور بن سعدان دریاے خون مین غرق گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی ایک شاخ نخل پر
ہاتھ کثرت زخمداری سے جھوم رہے ہین مگر جوش جرأت سے قبضۂ شمشیر کو چوم رہے ہین
صاحبقران گھوڑے پر سے کود پڑے لندھور کو گود مین اُٹھالیا ہوادار پر سوار کیا اب
لندھور کو غش آگیا صاحبقران زمان نے اسفندیار شاہ گیلانی اپنے فرزند کو آواز دی
ای راحت جان عم نامدار نے تمھارے کار نمایان کیے مگر کثرت زخمداری سے بیہوش مین
انکے ہوادار کے قریب رہو فولاد فولادشکن کو کوہی اُٹھالے گئے یقین تو ہی کہ وہ قابل جنگ نہو
مگر اُسکے ساتھ کے کوہی قیامت برپا کر رہے ہین بڑے جوش وخروش مین آمادۂ جنگ ہین
بیشک یہ کوہی بحر جرأت کے نہنگ ہین دیکھو وہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام پر بلوہ ہی فوج لقا نے
گھیرا ہی مین اُسطرف جاتا ہون اسفندیار شاہ گیلانی نے بحکم صاحبقران پائے ہوادار کے
ہاتھ رکھدیا لڑتے ہوے ایک طرف چلے مگر صاحبقران ایک رسالے کو شکست دے کے
چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی جنکو لندھور
نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا جھول تھام کر اسقدر لڑے کہ زخمون مین چور چور ہو گئے ہاتھی ایک
مقام پر تھم گیا کفار نے آگے نہ بڑھنے دیا ہزار ہا ہندیون نے شمشیرزنی کر کے اپنی جان دی گرد
ہاتھی کے صد ہا لاشہ تڑپ رہا ہی لالہ زار کھلا ہوا ہی کفار کا قصد ہی کہ ہاتھی کو اپنے قبضے مین کرین
فرہاد خان یک ضربی وارشیون پریزاد نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا
چلا جاتا ہی ابھی تک کسی کو قریب نہین آنے دیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی

ای فرزندو مرحبا صد مرحبا جرأت کا دھرم یہی ہی کیا مردانگی دکھائی دونون نے اُس حال مین جھک کر سلام کیا آواز دی حضور آپ قریب آئین غلامان جان نثار رخصت ہوتے ہین مگر اس حسرت پر روتے ہین کہ باباجان نے ناموس نور نگاہ حضور کو ہمارے سپرد کیا تا بلشکر نہ پہونچا سکے اجل قریب آگئی زندگی اِسی قدر تھی صاحبقران زمان گھوڑے کو اُڑا کر قریب آئے ہاتھی کو بٹھایا فرہاد خان دار شیون پریزاد کو بھی ہاتھی پر لادا آپ گرد ہاتھی کے پھر کر لڑنے لگے سرداروں نے جو نعرۂ صاحبقران کی صدا سنی جنگ کنان اسی مقام پر آگئے اب کس کی مجال ہی کہ قریب ہاتھی کے آسکے یا جرأت دکھا سکے جو بڑھا افسرون نے جھپٹ کے ہاتھ مارا کافر شعلۂ شمشیر سے جل گیا اس لطف سے صاحبقران شمشیر زنی کر رہے ہین سردار آوازین دیتے ہین کہ ای شہریار ماشاء اللہ قطعہ

آنکھ دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملائین — خون اُترا رہے آنکھون مین لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر — کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہون بر دوش

اب صاحبقران زمان لڑتے ہوے کنارے تک فوج کے پہونچ گئے ہر سردار یہی ترغیب دے رہا ہی کہ حضور اب نکل چلین چار جوانان شیر دل دو نور نظر حضور کے دوپارۂ جگر لندھور کے علاوہ اُنکے ناموس شہنشاہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اس ہاتھی پر ہین اگر یہ جنگ قائم رہی اور کفار نے فرار پر قرار نہ کیا تو یہی آکر شریک جنگ ہونگے امیر کو پھر قول مردان عالم کا پسند آیا لڑتے ہوے طرف لشکر کے چلے اگر کفار نے تعاقب کیا پلٹ کر شمشیر زنی کی پھر بڑھے مگر یہان بادشاہ حمجاہ فوج لقا مین آمادۂ حرب و پیکار ہین بختیارک فوج کو ترغیب دے رہا ہی بختیارک نے ایک جانب دیکھا کہ ایک صف مین شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان روح رواں لشکر اسلام اس جوش و خروش سے جنگ مین مصروف ہی بڑے بڑے پہلوانون کو مار انامی اہالیان لشکر لقا کو للکار ابزدلے سامنے سے اُس شیر کے بھاگتے پھرتے ہین بس بختیارک نے عیارون کو قریب بلایا مہتر وسواس سے کہا دیکھ تو نبیرۂ حمزہ کیا قیامت برپا کر رہا ہی کمند اندازون کو لیجا جسطرح سے بنے نور الدہر کو گرفتار کرے وسواس بموجب بختیارک چار سو کمند اندازون کو ساتھ لیکر

اُس غول مین آیا جہان شاہزادہ نور الدہر مصروف جنگ تھے ایک رسالے کو اشارہ کیا
ذرا نور الدہر کو سایہ دکھاؤ اُن بیچاؤن نے یہی کیا کئی پہلوان ٹوک کر سامنے گئے تلوارین
چمکا کے بھاگے نور الدہر نے تعاقب کیا قریب ایک نخلستان کے پہونچے تھے وسواس
نے عیارون کو اشارہ کیا چار سو حلقہ کمند کا نور الدہر پر ایک مرتبہ پڑا حلقے کمند کے گردن
اور کمر مین پڑے شاہزادہ مجبور ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا چار سو پیک بچے شاہزادے
پر ٹوٹ پڑے نور الدہر نے اُس حال مین بھی کسی کو گھونسا کسی کو لات کسی کا سر کھینچ لیا
چالیس پچاس عیار مارے آخر گر کے بیہوش ہوئے وسواس نے کمندون مین باندھ لیا
ساتھ والون سے کہا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے باغ مینا مین چھپا کے لیجاؤ مسلسل کر کے
کسی مکان مین قید کرو جب خداوند پلٹ کر آئینگے تو اُسوقت سمجھا جائیگا عیار شاہزادے کو
لیکر روانہ ہوے اس حال سے عیاران لشکر اسلام و سرداران عالیمقام بالکل آگاہ نہوے
مگر سردار نور الدہر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس
بن عنقویل دیو پرورد و صدران ماہ منظر و دراج درد رگوش و اشکاش کشیدہ رو
و زرہاب خان و بیجن خان و کیوان انجم سیاہ و سہیل ستارہ چشم وغیرہ سرداران
نور الدہر و شبرنگ بن عمرو عیار یہ سنکے سب جنگ مین ایک مقام پر مصروف ہین کہ
دیکھا مرکب شاہزادے کا موسوم بہ اسپ پریوش باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا خون سے
تمام جسم گلنار ایک مقام پر کوتل کھڑا ہوا ہی شبرنگ نے جا کر مرکب کو تھاما روتا ہوا سامنے
طہماس وغیرہ کے آیا کہا صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ دشمن شاہزادے کے کام آئے
مگر بہت تلاش کیا لاش کا پتا نہ ملا گھوڑا کوتل دستیاب ہوا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اُنکو
مین کوئی گرفتار کر لے گیا ہی سرداران نور الدہر مین شور گریہ و زاری بلند ہوا شبرنگ نے
سب کو سمجھایا کہ آپ سب صاحب صبر کرین یہ اپنے وقت کے صاحبقران ہین ایسے ایسے
قران صعب اُنپر بہت پڑتے ہین تمام کفار جان کے دشمن لقا پرست رہزن پروردگار
اپنی قدرت کاملہ سے بچاتا ہی سردار مجبور ہو کر خاموش ہوے مگر ظل اللہ سعد بن قباد و ملازمان
لڑتے بھڑتے قریب تخت لقا پہونچے تھے بختیارک نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن گرنے سے

زمین کے بیہوش ہو چکا کو ہی اُسکو اُٹھا کر لے گئے بادشاہ لڑتے بھڑتے چلے آتے ہین جملہ سرداران نامی کا اب اسی مقام پر جماؤ ہی ایسا نہو کہ لقا پر کوئی افتاد پڑے سلیمان عنبر بن موسے کو ہی و ناصر کو ہی و عنصر کو ہی وغیرہ بھی زخمی ہو چکے ہین بس اُسنے سوچکر طبل بازگشت بجوادیا دونون لشکر جدا ہوے بادشاہ جاہ اپنے کشتون کو اُٹھواتے ہوے سرداران زخمی کو تلاش کر کے ساتھ لیتے ہوے اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ صاحبقران نے لندھور و قباد خان یک ضربی و ارشیون پریزاد و عاج و قاسم کو شفاخانے مین اُتروا یا ہی زخمو زی کی تدبیر ہونے لگی اور ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو لا کر محلات معلی مین داخل کیا تمام شاہزادیون نے آنکھون پر لیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل مین آکے پیٹنے لگی کہ صاحبو میرے وارث کی مجکو کچھ خبر سناؤ کنیزون نے بیان کیا بی بی نہ گھبراؤ خدا نے خیر کی سب سردار واسطے جنگ کے چلے تھے مگر سلیم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صبا و عوجان دریا باری و سام بن عوجان و میحان عاد رشک و راز گردن وغیرہ سرداران ایرج نوجوان جاکر اُٹھا لائے پروردگار نے اپنا فضل شریک حال کیا وہ شیر زندہ ہی ٹانکے وغیرہ دیے گئے ہین کل تک انشاء اللہ محل مین بھی آئینگے یا تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش غم و الم مین نام ایرج کا بحسرت لیا تھا خوشی کی جو خبر پائی سر جھکا لیا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان سے جاری ہوے اشعار

مانند شانہ ہی خلش ہجر جو روزگار	حاصل ہو مثل زلف مجھے طول انتشار	امیدوار ہون دل مشتاق کی طرح
یارب دکھا جمال تمنا پھر ایکبار	آغوش ہین مراد و لب ہون تمھے	چھلکون بسان ساغر لبریز بار بار
پھرتا رہون مین صورت دست مسیح	گھٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن حصار	دکھلا کرین سنین ناز جوش شوق
پیدا ہو مجھ مین صورت لہا دا عذار	لپٹون بشکل بخیہ ساقی سبو سے روز	چھوٹون بسان من جانان ہزار
گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین	چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آن بار	الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
مطلب کی وہ خبر جو زبان سے کہون کہا	خاطر من کے قصد بون مین مجا بات	پہونچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو سرفراز

نگاہ بچا کر بی بیون کی واسطے سجدے کے جھکی عرض کی ای خالق زمین و زمان و ای رب دو جہان

کیا شکر یہ تیرا ادا کرون ابیات	اگر ہر موئے من گردد زبانے	ز تو رانم بہ ہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سُفتن	سر موئے ز احسان تو گفتن	تمام شاہزادیان خدمت مین

ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی مصروف ہین جسم کو خون سے پاک کیا لباس تبدیل کرایا دماغ کو
اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ملکہ تو محلات معلی مین داخل ہی البتہ دیدار فرحت آثار ایرج نوجوان
کی مشتاق مگر فرحت حاصل ہی سب طرح تسکین دل ہی مگر جب صاحبقران زمان دربار مین
آئے جواہر بن عمرو نے حال ایرج نوجوان کا عرض کیا کہ فضل خدا سے صحیح و سالم ہین ٹانکے
لگاکر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھادین مگر ابھی بیہوش ہین اسی اثنا مین شبرنگ بن عمرو نے
عرض کی حضور نور الدہر کو یقین ہی کہ عیاران لشکر لقا عین جنگ مین گرفتار کرلے گئے امیر
نے گھبرا کر فرمایا جلد جاکر دریافت کرو ایسا نہو فولاد فولادشکن غصے مین قتل کرڈالے عیاران
لشکر اسلام واسطے خبر کے روانہ ہوے اب دو کلمہ داستان لشکر لقا تحریر کیے جاتے ہین
کہ لقا شکست کھاکر اپنی بارگاہ مین آیا فولاد فولادشکن کو بھی ہوش آچکا دربار مین تو آکر بیٹھا
مگر حجاب سے سر جھکائے پشت دست کاٹ رہا ہی ہونٹھ چاٹ رہا ہی بختیارک نے کہا ای
پہلوان دوران اب رنج و ملال بیکار ہی جو ہونا تھا وہ ہوچکا آخر کہین شادی کرتے اُسنے اپنا
بر آپ تلاش کرلیا صاحب حسب و نسب نورنگاہ امیر عرب جرأت مین یکتا خداوند لقا کا تو یہ
اور اگر کچھ بدلا منظور ہی تو ہمنے جنگ مین شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو گرفتار کرا لیا
ہی اُسکو قتل کیجیے فولاد غصے مین کانپنے لگا کہا ملک جی ایک تو خلاف جرأت مجھسے یہ ہوا
کہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین جاکر زخمی کیا اب یہ کرون جسکو عیار مکر سے لائے ہون اُسکے
قتل کا حکم دون آپ کا گناہگار ہی قدرت کو قتل کا اور عدم قتل کا اختیار ہی مین اپنی زبان سے
کچھ نہ کہونگا مگر اتنا چاہتا ہون کہ سیمین عذار صنوبر قد کسی طرح میرے قبضے مین آجاے پھر اگر
ایک مسلمان کو زندہ چھوڑون تو فولاد فولادشکن نام نہ رکھیے گا بختیارک نے کہا یہ اب
دشوار ہی جو نازنین قبضہ مسلمانان مین گئی اُسکا ملنا ممکن نہین فولاد نے کہا خیر ہم آپ تدبیر
کرلینگے اب بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کوہی کو ورغلایا کہ ای بادشاہ کوہستان
آپکے صدہا عزیز و اقارب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے اب بلاکر نور الدہر
بن بدیع الزمان گردنکش شکن کا دربار مجھیے اگر قدرت کو سجدہ کرے فبہا ورنہ اُسی وقت
قتل کیجیے سلیمان عنبرین موے کوہی نہایت غصے مین بیٹھا ہی اور یہ فولاد فولادشکن

بھی سلیمان کا بھانجا ہی اسکی ذلت کا بڑا ملال ہی بس حکم دیا کہ قیدی کو جلدلاؤ حقیقت مین
ملک جی سچ کہتے ہین مسلمانون کا بھی یہی طریقہ ہی جو کوئی ہم مین کا اُنکے یہان گرفتار ہو کر گیا
اگر مسلمان ہوا آبرو دی ورنہ قتل کرتے ہین ہم کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین بس فوراً اُسنے
حکم کیا کہ نور الدہر کو ہمارے سامنے لاؤ بختیارک نے چپکے سے کہا اے سلیمان خانجن
بارگاہ مین بلانا مناسب نہین ہی مسلمانون کو خبر ہوجائیگی فوراً آ پہنچینگے قیدی کو چھڑا لیجا وینگے اور
دس بیس ہزار کی جان پر بنے گی کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سلیمان عنبرین موے کو ہی تیغہ پکڑ کے
اُٹھ کھڑا ہوا لقا سے کہا یا خداوند باغ مین چلیے لقا بھی راضی ہوا بیان کیا ہی اُستادان
سخنور نے کہ بختیارک نے اشارے کرکے بارہ سو سردار ساتھ لیے باغ مین آکے یہ
باغی داخل ہوے لقا تخت نخوت پر تاج نکبت سر پر رکھ کے متمکن ہوا تمام سرداران
زبردست ذنگل پر دروازے کا بھی بختیارک نے بندوبست کیا اب حکم دیا کہ نور الدہر
کو لاؤ یہان تو بختیارک نے واسطے قتل کے نور الدہر کو طلب کرایا مگر واضح رائے
ناظرین والا تمکین ہو کہ جو جنگ مغلوبہ بمقدمہ ملکہ تحریر ہوئی چار روز کا زمانہ گذر چکا ہی
ایرج نوجوان کو شفاخانے مین ایک دن اور ایک شب تو بالکل ہوش نہین آیا دوسرے
دن شاہزادہ اُٹھکر میٹھا یخنی وغیرہ نوش فرمائی شاپور شیردل خدمت مین حاضر ہی سرداران
جمع تھے انتہا کا حجاب ہی کہ اب مین والد نامدار و جد عالی تبار کو کیا منھ دکھاؤنگا جسکے
واسطے کیا کیا قیامت برپا ہوئی کیسے کیسے سردار زخمی ہوے خدا نے سب شیرون کو بچایا
یہ واضح رہے کہ قاسم و علمشاہ وغیرہ زخمدار اور شفاخانے مین ہین ایرج نوجوان
بسبب شرم و حجاب کے اپنی بارگاہ مین ہین جسدن سے ہوشیار ہوے یہ کلمہ زبان پر
جاری ہی جبتک مین فولاد فولادشکن سے بدلا نہ لونگا بزرگون کو منھ نہ دکھاؤنگا ہر روز
قصد ہوتا ہی کہ صاحبقران زمان کے سلام کو جاؤن مگر حجاب مانع ہی ابھی تک کسی دن
بارگاہ سلیمانی مین نہین گئے اگر کوئی سردار مثل مالک وغیرہ عیادت کو آئے تو شاہزادہ
ایرج نوجوان کہلا دیتے ہین کہ اسوقت سو گئے ہین قضاے کار عیار نور الدہر کا
شبرنگ بن عمرو بے تکلف بارگاہ ایرج مین چلا آیا واسطے تسلیم کے خم ہوا ایرج نے کہا

کیون شبرنگ تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہے ہماری عیادت کو نہ تشریف لائے ابتک تو
حال گرفتاری نورالدہر ایرج نوجوان سے چھپا تھا کہ زخمداری مین شاہزادے کو ملال ہوگا
مگر شبرنگ سے جو اس طرح پوچھا شبرنگ بے اختیار رونے لگا شاہزادۂ ایرج نوجوان
نے کہا کیون خیر تو ہی کیا خدانخواستہ زیادہ زخمی ہوے تھے شبرنگ سے ضبط نہو سکا
کہا ای شہریار وہ جنگ مغلوبہ سے کہان واپس ہوے عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ عیاران
کفار گرفتار کرکے لے گئے مین نے اس تین دن مین تمام لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین پتا
نہ ملا بس ایرج غصے مین تھرانے لگا شاپور شیردل کی جانب بہ نگاہ قہر دیکھا کہا کیون بھئی
تم نے ہم سے اطلاع نہ کی اگر خدانخواستہ اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑے سارا لشکر
یہی کہیگا کہ تعصب باہمی مین نورالدہر کو مٹوا دیا بخدا نہ مین کھانا کھاؤنگا نہ پانی پیونگا پٹیان
مرہم کی ابھی نوچ کے پھینک دونگا جسطرح سے بنے جاؤ اور نورالدہر کی خبر لاؤ مین جاکر
اُنکو رہا کردن یا اُس شیر کے واسطے اپنی جان دون اسطرح جو ایرج نوجوان نے کہا
شاپور کانپ گیا خوب آگاہ ہی کہ آنشخو شعلہ مزاج ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے عرض کی حضور
غلام ابھی جاتا ہی ایرج نے شبرنگ پر تاکید کی کہ اگر جی چاہے تم بھی شاپور کے ساتھ جاؤ
اپنے آقا کا پتا لگاؤ مگر لشکر مین اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ہم اس مقدمے مین بہت
مجوب و شرمسار ہین اور اب تو نورالدہر کے واسطے اشکبار و بیقرار ہین شبرنگ
نے کہا کیا مجال جو اس بات کو زبان سے نکالون مین بھی اپنے بھائی شاپور کے ساتھ جاتا
ہون بس یہ دونون عیاران طرار خنجر گزار صورتین تبدیل کرکے سمت لشکر لقا چلے لشکر لقا مین
آکر دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہی جابجا سردارون مین چپکے چپکے کچھ باتین ہو رہی ہین اور دو
دو چار چار مسلح ہو کر سمت باغ مینا جاتے ہین شاپور نے فوراً اپنی صورت ایک کوہی کی
بنائی ایک کمیدان جاتا تھا اُسکو جھک کر سلام کیا کہا کیون حضور کیا آج باغ مینا مین جشن کی تیاری
ہی اُس کمیدان نے کہا نہین بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا نورالدہر نبیرۂ حمزہ چار دن سے قید
تھا اندر باغ کے میدان خونی کی تیاری ہی یہ مخفی اُسکو قتل کرینگے کہ مسلمانون کو خبر نہونے پائے
اسی وجہ سے دروازہ بند ہی کھڑکی سے آمد و رفت ہی ہم لوگ جاکر دروازے مین ٹھہرینگے

کہ شاید اگر کوئی مسلمان آئے تو باہر ہی روکین اندر نہ جانے دین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی
شاپور اُٹھا پھر اشبرنگ نے دیکھا کہ شاپور حال دریافت کر چکا یہ ضرور ایرج سے کہیگا
مین جا کر سرداران دست راست کو خبر کرون شبرنگ تو طرف بارگاہ لندھور کے چلا
مگر شاپور آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے خدمت مین ایرج کی آیا آتے ہی عرض کی ای
شہریار غضب ہوا اندر باغ مینا کے کمینہ نور الدہر کو قتل کیا چاہتا ہی فوجین دروازہ پر
پہونچ گئی ہین دروازہ بند ہی کھڑکی سے آمد و رفت ہی اندر باغ کے جانا نہایت دشوار ہی
اور اگر جانے مین دیر ہوگی شاہزادہ زندہ نہ ملیگا بختیارک نے سلیمان عنبرین موے
کو بھی کو قتل نور الدہر پر بخوبی آمادہ کر لیا سنتا ہون فولاد فولاد شکن نہین مانتا تھا اسطرح
کے قتل کو نامردی جانتا تھا مگر بختیارک تو ایک چرب زبان ہی وہ سمجھا کے اُسکو بھی
اندر باغ کے لے گیا ہی جسقدر پہلوان زبردست ہین بادۂ کبر و نخوت سے مست ہین سب
اندر باغ کے ہین ایرج نے کہا پھر شاپور کیا کرین مین کسی طرح اندر پہونچ جاؤن یا جان دونگا یا
اپنے ہمچشم کو چھڑا دونگا شاپور نے کہا کچھ عیاری کرنا چاہیے مرکب پر سوار ہو کے تو اندر پہونچنا
دشوار ہی پیدل چلیے مین ایک چوبدار کی صورت بنتا ہون آپ ڈھاٹا باندھکر زلفین خلیلی
وخال سبز ورگ ہاشمی مخفی کر کے چلیے ایرج نے کہا مین ہر طرح آمادہ ہون فوراً اسی صورت سے
کہ شاپور شیر دل مردہا بنا عصا سونے کا ہاتھ مین لیا ایرج نے اپنے چہرے کو چھپایا پیدل
طرف باغ کے چلے مگر شاپور نے پلٹ کے نیلم زنگی وغیرہ سے کہدیا کہ فوج کو تیار رکھنا جب
نعرۂ ایرج کی باغ سے صدا آئے مرکب لیکر فوراً پہونچنا مگر ایرج نے یہ شاپور سے تاکید
ضرور کر دی کہ جد عالی تبار و جملہ سرداران نامدار کو خبر ہونے پائے مین اکیلا پہونچون
اگر خدا فضل کرے نور الدہر کو چھڑا لاؤن گردن پر اُس کشتی گیرزادے کے بار احسان
رکھون کہ پھر کبھی نام دنگل رستم نہ لین اگر غیرت ہو تو جھنگ کے ملین ایسی باتین کرتے ہوے
سامنے باغ مینا کے پہونچے دیکھا کُل فوج لقا و جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر مسلح بیٹھے ہین
دروازون پر پہرا ہی آنے جانے والے کو روکتے ہین جو جانے کا قصد کرتا ہی اُسکو ٹوکتے
مین شاپور آگے بڑھا ایرج عقب مین اپنے کو چھپائے ہوے سر جھکائے ہوے جب

شاپور شیر دل قریب کھڑکی کے پہونچا اسطرح سر جھکا کر چلا جیسے واقف کار جانے کا قصد کرتا ہی
ایک کوہی نے آواز دی کون جاتا ہی شاپور نے جواب نہ دیا کوہی نے پھر زور سے پکارا میان
مروہے کہان جاتے ہو تمھارے ساتھ کون ہی اسوقت ممانعت ہی شاپور نے پلٹ کے
جواب دیا میان سپاہی ہم ابھی سوتے سوتے اُٹھے ہین بیٹے کی برات ہو گئی رات بھر جاگے
خوب ناچ دیکھے شربت پلائی مین دو ہزار روپے پڑے سب فوج کی بھی دعوت کرینگے کیون سر
کھائے جاتے ہو کاہیکو اسقدر چلاتے ہو سپاہی جھلایا کہ میان چوبدار سبحان اللہ سوال دیگر جواب
دیگر شاپور نے کہا بی مشتری رات کو نہ تھین وہ تو کسی مرد آدمی کے گھر بیٹھ گئین بی بستی خوب گاتی تھین
اب تو سپاہی تلوار لیکر دوڑا کہا یہ کیا بکتا ہی اور سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان سپاہی کیون
غصہ کرتے ہو وہ بیچارہ بہرا ہی تم جانے کو منع کرتے ہو وہ بیٹے کی شادی کا ذکر کرتا ہی اسپر بھی
نہین سمجھتے ہو سپاہی نے دوڑ کر شاپور شیر دل کا ہاتھ پکڑا اور کہا اندر نہ جاؤ شاپور نے ہنسکر کہا
تمھارے حصے کا کھانا رکھا ہی رات کو صرف برادری کی دعوت تھی ہم لوگ مومن ہین تانا تنا
کرنے والے صرف بیان کے شہدے نہین ہین بموجب مثل کرگا چھوڑ تماشے کو جائے۔ ناحق
کی چوٹ جولاہا کھائے۔ یہ فقرہ گرما گرم سنکر لوگ اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ گئے ایک جوان
نے کان سے منھ لگا کر کہا میان مروہے صاحب اندر جانے کو منع کرتے ہین قدرت نے حکم
دیا ہی جب تو مردہا بڑبڑایا منھ پھلا کر کہا میان جوان ہمکو منع کرتے ہو بہت اچھا ہم جاتے ہین
ملک یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے اُستاد کو بلانے گئے تھے جتنے وہ رمل کا رسالہ پڑھتے
ہین انکو بھی پھیرے لیے جاتے ہین اب فرزند قدرت کو تم سبق پڑھانا ساعت نیک دیدھی
بتانا یہ کہکے چوبدار بکتا ہوا پلٹا جمعدار نے کہا ارے اسکو جانے دو جبرئیل قدرت نے رمال
کو بلایا ہوگا شاید اُس مسلمان کے قتل کرنے کے لیے وقت پوچھنے کی ضرورت ہوگی گھڑی بھر
مین سب کو خفت ہوگی اب تو سپاہی نے دوڑ کر مروہے کا ہاتھ پکڑا کہا بڑے میان جاؤ غصہ
نہ کرو تمکو کون روکتا ہی بہرے ہو اپنی کہتے ہو اوروں کی نہین سنتے ابتو میان شاپور مچل گئے کہ مین
نہین جاؤنگا اس پلٹن کی پلٹن کا نام کٹواؤنگا لونڈے لاڑی ادھر اُدھر کے نوکر ہوے ہین
اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایک تو میان رمال کا میانہ کنارے پر لشکر کے روکا گیا یہانتک

وہ پیدل آئے یہان جھائین جھائین ہوتی ہی اب تو سب منت کرنے لگے کہ میان مردہے صاحب
غصہ تھوک ڈالو خفا نہو حقیقت مین یہ سپاہی نیا نوکر ہی ہمارا اتھارا چولی دامن کا ساتھ ہی برتن
سے برتن لڑجاتا ہی شاپور تیوریان بدلتا ہوا ایرج کو لیکر کٹڑی کے اندر آیا دیکھا باغ مین جادوی
لقا تخت پر ایک طرف فولاد فولاد شمن ایک جانب سلیمان عنبرین موے کوہی و ناصر کوہی
و عنصر کوہی و ضیغم خون آشام و زنکال خون آشام و کلکال خون آشام وغیرہ تمام گبر اپنے
اپنے مقام پر بیٹھے ہین نورالدہر کو زیر تیغ بٹھایا ہی جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا ہی کوئلے کا خط گردن پر
دے چکا ہی آواز دے رہا ہی بنیت سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؛ مرغ را دانہ بلا شد
طعنہ بر جلاد چیست ؛ کس کا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہوا ہی کون مغضوب
درگاہ سلطانی ہی تیغۂ باڑھ دار رکھتا ہون بازوے پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرتا ہون
جلادی کا دم بھرتا ہون حکم اول ہی سمجھ بوجھ کر دیجیے قتل کرنا میرا کام ہی جلانے مین خداوند کا نام ہی
لقا نے ترکیبھ جواب نہ دیا بختیارک نے اشارہ کیا قدرت نے حکم دیا ہاتھ تلوار کا لگا بس شہزادہ
ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا آگیا تیغۂ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا باشیدای
کفاران بیحیا و نابکاران پر دغا ہر کہ داند و ہر کہ نداند بشناسد منم نقد روح روان قاسم علیہ
ایرج نوجوان نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ؛ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ؛ شاپور نے
گوپھن مین پتھر رکھکر مارا جلاد کا سر پھٹا زمین پر تڑپ کے گرا ایرج نوجوان لڑتا ہوا چلا نورالدہر
نے پلٹ کر دیکھا ایرج نوجوان آپڑا چشم زدن مین پانچ سات کوہی مارڈالے پکارتا ہوا آتا ہی
کہ بھائی صاحب نہ گھبرائیے گا مین آپہونچا میری حیات مین تمکو کون قتل کر سکتا ہی یہ جو نورالدہر
نے دیکھا غیرت سے پسینہ آگیا جوش حرارت مین نعرۂ شیرانہ کیا اشعار

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من است
گرمی بازار عشق از تف جان من است
بر سر دار فنا خانۂ غوغای من است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک تنگ بستہ بہ زنجیر عشق
بشکنم این بند را وقت جنون من است
قید کو تو ز گر مثل تار عنکبوت

کے پھینک دیا ایک کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار اسکی چھین لی کمر
مین ہاتھ دیکر مارا استخوان اسکے چور چور ہوے وہی تلوار لیکر نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر
نبیرۂ حمزۂ صاحبقران بحشم و بقہر ؛ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ؛ ایرج نوجوان بھی

لڑتا بھڑتا قریب نور الدہر کے آگیا ایرج نوجوان تو بخوبی مسلح و مکمل ہی نور الدہر کے جسم میں صرف شب خوابی کا کرتا ہی نہ سر پر خود نہ جسم میں زرہ ایرج نے ایک پہلوان کو مارکے خود نور الدہر کو دیا نور الدہر نے سر پر رکھنا قبول نہ کیا سر برہنہ لڑ رہے ہین اب نعرہ ایرج اور نور الدہر کی صدا بلند ہوئی سرداران ایرج گوش بر آواز تھے مسلح ہو کر چلے یہان ملکہ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر لندھور بن سعدان کو پہونچائی لندھور نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا یار و ابھی قیامت برپا ہو چکی ہی ایرج انتہا کا آتش خو شعلہ مزاج ہی بہت زخمی تھا زندگی کی امید نہ تھی اب اس حال پر ملال مین لشکر کفار پر جا پڑا ہی خدا اسکو بچائے کچھ چارہ نہوا فوراً سوار ہوئے انکے بعد سب سردار فرداً فرداً چلے مالک اپنے خیمے سے نکلے تھے کہ عرب دراز عیار نے تمام کیفیت بیان کی مالک تو خاص ایرج نوجوان کے طرفدار ہین فرمایا آج خون کے دریا وہ شیر بہادر یگا دست راستون پر ہمیشہ دست چپ سے احسان ہوتا ہی اگر قدم قاسم و ایرج کا نہوتا لشکر تھمنا دشوار تھا انہین شیرون کی نہیب شمشیر سے لقا تھراتا ہی یہ کہکر بادپایان عربی پر سوار ہوئے اب تو سردارون کا تانتا بندھا تا میان خیبری و تو میان خیبری و سعید لنگری و شہاب خرقہ پوش نے صاحبقران زمان کو خبر دی کہ ای شہریار نور الدہر کا پتا اسوجہ سے نہ ملتا تھا کہ وہ اندر باغ مینا کے قید تھے بختیارک نے تدبیر کرکے سامان قتل نور الدہر کیا شاپور نے ایرج کو خبر پہونچائی وہ اس زخمداری مین یکہ و تنہا عیاری کرکے اندر باغ مینا کے پہونچا مشہور ہی کہ نور الدہر کو چھڑا تو لیا مگر نکلنا ممکن نہین بس صاحبقران آہ کا نعرہ کرکے اٹھے یہ کہتے ہوئے کہ ان نوجوانون نے مجکو نہایت پریشان کیا ہی جو چاہتے ہین کر بیٹھتے ہین یہ فرماتے ہوئے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوئے بعد صاحبقران زمان کے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی جلوہ فگن تھے اُسی طرح کہاران نے اُٹھاکر چالیس ہاتھیون پر تخت کو کسا گرداگرد مشیران سلطنت وزیران اُبہت بصد صولت وجلالت ہمراہ ہوئے مگر بادشاہ نے فرمایا صاحبقران جاتے ہین ہم سے پیشتر سوار ہو چکے ہین کوئی ایسی بھی صورت ہی کہ پہلے ہم پہونچ جائین اس سے مراد یہ ہی کہ صاحبقران زمان کو یکہ و تنہا ایرج کا جانا ناگوار ہوا ہی انکا مطلب یہ تھا کہ جیسے خبر گرفتاری نور الدہر پائی تھی

ہم سے اطلاع کرتے ہم جیسا مناسب جانتے فکر کرتے لہذا اسوقت غصے مین آگئے ہین ایسا نہو کہ ایرج نوجوان کو کوئی کلمہ سخت کہین اور ایرج نہایت آتش خو ہی وہ اپنے کو ہلاک کرنے کا قصد کریگا اگر مین پہلے پہونچ جاؤن تو ایرج کو لڑائی سے ہٹادون افسر لشکر کا یہی کام ہی اور میرے تو سب صاحب قوت بازو ہین میری سلطنت کا مزہ انھین کے دم سے ہی خدا نخواستہ انمین سے ایک پر چشم زخم آسیب لشکر مین سناٹا ہو فیروزہ بن عمرو نے عرض کی حضور تخت کو ترک کرین پشت مرکب پر سوار ہون مین جلد حضور کو پہونچادونگا اندر سے درہ کوہ کے راستہ ہی غلام دیکھ آیا ہی بادشاہ حجاہ مرکب پر سوار ہوئے فوج کو تو طرف سے شاہراہ کے روانہ کیا تاجدارون کو ساتھ لیکر طرف سے کوہستان کے مرکب اڑاتے ہوئے چلے گریبان نور الدہر اور ایرج مصروف جنگ ہین دس بیس سردار قتل کیے ہین بہ جرات لڑرہے ہین بختیارک نے فولاد سے کہا دیکھو کیا بہادر دلاور ہی یکہ و تنہا باغ مین گھس آیا ہی ای فولاد ابتک ان دونون کو مرکب ممکن نہین ہی اور ابھی تک انکے معین بھی نہین پہونچے وہ جو ہین منم منم کی صدا بلند ہوجائیگی گاؤ زمین تھرائیگی جلد ان دونون کو مار لے بس فولاد تیغہ پکڑ کے غصے مین چلا وہان دروازون پر سرداران ایرج نوجوان نے بلوہ کیا کوہون سے تلوار چلنے لگی کہ اسمین لندھور بن سعدان بھی آپہونچے اُنھون نے پہونچتے ہی اپنے کو لڑبھڑ کر قریب پٹا تک کے پہونچایا ہندیون نے دریا خون کے بہادیے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے تعاقب مین اپنے آقا کے چلے آتے ہین یہ سب سلکھے کے جوان ہین کفار کو جو بیدل دیکھا بجھے کھینچ کھینچکر گھوڑون پر سے کودپڑے ایک طرف سے پٹے باز نے پٹا لیا اُستاد قسم دے چکا ہی کہ پٹا ہزار جوان پر پٹا کھینچتا ہی پٹے کو ہاتھ مین ہلایا تاک کر ہزار جوانون پر جاپڑے اب جو ہزار جوانون کے بیچ مین کھڑے ہوکر پٹا ہلانا شروع کیا کسی کا ہاتھ کسی کا پاؤن اڑادیا چشم زدن مین ہزار جوانون مین نصف کو مارا نصف کو بھگادیا ایک سمت بکیت صرف قرولیان باندھے ہین سپر تلوار گرز تیر و تبر سب کو معیوب جانتے ہین کسی نے گرز مارا الیٹ کے ہت کٹی کا بار مارا اُسکا ہاتھ کٹ کے زمین پر گرا دوسرے نے قرولی ماری شکم چاک کافر کا قصہ پاک ایک جانب سے بنیت بانا ہلا رہے ہین برے کے برے متار رہے ہین ایک سمت مرزا پٹو صاحب

کارساز حسین حسین جوان کجھوری چوٹیان گندمی ہوئین پشت پر پڑی ہین رنگین ڈوپٹے گلون مین منہدی ہاتھون مین سونے چاندی کے چھلے پور پور دو دو بتان کے پائجامے کفش پانو مین اسواسطے کہ قدم نہ کھیچے بیٹے چھوٹی ٹوپیان سر پر سرمہ دنبال دار آنکھون مین دولھن بنے ہوے ادائی لنگر ہاتھ مارتے ہین بگ کھیچے اُن جوانون کے جب چمک کر گرتے ہین مع مرکب درا کب چار ٹکڑے زمین مین دو دو ہاتھ نیچے اُتر جاتے ہین آگے ان سب جوانون کے انکے رسالہ دار مرزا پٹو صاحب اُس ہنگامہ جنگ مین لڑتے ہوے چونکہ مزاج مزید اہے اشعار پڑھتے ہین گویا اُنکے نزدیک میدان رزم صحبت بزم ہے یہ اشعار پُر بہار زبان پر جاری ہین اشعار

واجو ہو زلف تو کچھ ادبہی خوشبو ہو جائے ۔۔ گل رخسار تمھارا گل شبو ہو جائے
کھولدے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل ۔۔ تو کرن پھول برنگ گل شبو ہو جائے
بہر زیبائش رُخ گر وہ لگائے غازہ ۔۔ عارض یار چراغ شب گیسو ہو جائے
دست رنگین سے جو تو بال بنائے ای جان ۔۔ اُنگلی اُنگلی تری شمع شب گیسو ہو جائے
حال لکھ لکھ کے اگر بھیجے مرا اُس بُت کو ۔۔ یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جائے
یاد ساقی جو کرون عین قدح نوشی مین ۔۔ جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جائے
عاشق چشم ہون پھنس جاؤن مین دھوکا کھا کے ۔۔ دشت مین دام رگ دیدہ آہو ہو جائے
ہی پریزاد جو تو رقص کرے مستی مین ۔۔ دانہ سُبحہ ہر اک پانون مین گھنگرو ہو جائے
تل نکل آئین اگر متصل اُسکے ای ماہ ۔۔ بالنقط آپ کا یہ مطلع ابرو ہو جائے
اوجھے شمشیر نگہ کے جو وہ گل وا کرے ۔۔ چینیٔ رخت گل تازہ پہ اُتو ہو جائے

اس دھوم دھام سے بے تکلف بے خوف یہ جوان لڑ رہے ہین کچھ جانکی پروا نہین گل ہاے زخم نخل جسم پر کھلے ہوے ہین زخمون کی بدھیان پڑی ہوئی ہین چہرے مثل گل شگفتہ قد سرو آزاد باغ جرأت کے شمشاد لڑائی مین خوب پھولے پھلے لندھور نے جا کر پھاٹک کو گرز سے توڑا اب سب سردار اندر باغ کے لڑتے ہوے پہونچے ہنگامہ گیر و دار بلند کوئی سُرخرو کوئی دردمند اس اثنا مین بادشاہ جمجاہ بھی آپہونچے شاہ نے دیکھا سب جوان باغ مین پیدل لڑ رہے ہین نعرہ شیرانہ کرکے گھوڑے سے کود پڑے جھوم جھوم کے لڑنے لگے رن پڑنے لگے مگر گذارش کرچکا ہون کہ شاہزادہ نور الدہر ج

بدیع الزمان نے چونکہ ابھی قید سے رہائی پائی ہی بے سلاح جنگ لڑ رہے ہین پرائی تلوار جب
ٹوٹ جاتی ہی پھر کسی کی تلوار چھین لیتے ہین مگر فولاد فولاد شکن بچا جو چلا تھا طرف ایرج کے رخ کیا
ادھر سے ایرج بھی نعرہ زن ہوا کہ او نامرد مین تو تیری فکر مین تھا مجکو سوتے مین زخمی کر کے
بڑا ناز کیا اب تو سامنے آ سرکشی کا مزا دکھاؤن خدا افضل کرے تو مثل گربا س کمنہ چیر کر پھینکدون
فولاد کو نہایت غصہ تھا قتل کرتا ہوا جاتا ہی ایرج نوجوان ایک غول مین اُلجھ گئے تھے فولاد کا
نور الدہر کا سامنا پڑا نور الدہر بھی آگاہ ہوے ہین کہ اس حیلے نے ایرج کو زخمی کیا تھا جسطرح
سے بنے اسکو مارو مہید ان للکارو ورنہ اس تاجر بچے نے آ کر قید سے چھڑایا ہی بارگاہ مین بیٹھکر
اپنا احسان جتائے گا اگر اسکو مار لیا تو البتہ شرم سے سر جھکائیگا یہ سوچکر نعرہ کیا منم گل گلشن ابو
خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ نمرود بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران
شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان فولاد نور الدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغہ سپید ریغ کا مارا نور الدہر نے
سپر بھی کسکی اُٹھالی تھی اُسی سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ فولاد جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے سر برہنہ پر
تلوار پڑی زخم کاری سر پر آیا بمشکل تیغہ کو سر سے نکالا چادر خونکی چہرے پر آئی مگر ہاتھ تلوار کا مارد
فولاد ہٹ گیا اس نکان سے شاہزادے کو غش طاری ہوا گھٹنے زمین پر ٹیک دیے مگر ہاتھ تلوار کا چلا
جاتا ہی فولاد نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون یہ کیفیت دور سے ایرج نے دیکھی قریب تھا کہ صدمے سے
روح نکل جائے وہین سے للکارا او نامرد خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا فولاد رُکا ایرج جنگ رستمانہ
کر کے بیچ مین آ گیا فولاد نے کہا شاباش او نبیرۂ حمزہ بڑا سخت جان ہی اُسدن میرے ہاتھ سے
بچ گیا مگر خداوند لقا نے تیری قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی یہ تلوار مسلمانون کے خونکا مزا چکھ چکی
اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون لاف و گزاف کر کے ہاتھ مارا ایرج نے گرد اسپر کا اُٹھایا مگر منظور یہ کہ
لپٹ جاؤن اگر خدا افضل کرے اسکو زیر کر کے مسلمان کرون جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہی کسی کا تیر
شانے پر ایرج کے پڑا نشانہ ہوا ہاتھ سپر کا سر سے ہٹ گیا تیغہ فولاد کا پڑا کوئی دو انگل سر
مین اُترا تھا کہ ایرج نے جیلداری کر کے داستانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکل گیا مگر قطرے خون کے
روے زیبا پر آئے زخم کھا کر جیسے شیر پھرتا ہی خبردار خبردار کہکے فولاد پر جا پڑا ہاتھ تیغۂ دو دمہ کا
کا پلٹ کے مارا چمک کے تیغہ گرا سپر فولاد کے دو ٹکڑے جیسے ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑکڑا کر گزر گئی

بعد سپر خود کو کاٹا سراسر کلے اور جبڑے کو تراشا سر مو فرق نہوا سر اپنے گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیاب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کرکے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مثل لٹھے کے دو ٹکڑے زمین پر گرے مثل برج قصر حسد و نفاق زمین پر آیا لاش بھیا کے گرنے ایک غریو بلند ہوا شاباش رقیب تھا یکارا ای شہریار سبحان اللہ

نظم

تیغ وہ تیغ جسے دیکھکے جا سنجا ہے گرز
وار چلنے کی تو نوبت بھی نہوا برو وا
واہ رے کاٹ کہ جو رنگ عناصر کو کیا
ابرش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی
ایک ایک جز کے برابر سے ہوئے حصے پر
گر گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
قتل ہونے سے فولاد کے گل

فوج کو ہراس لقا کو عالم یاس اور غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار سرداران نامدار نے اس کیفیت سے شمشیر زنی شروع کی اندر باغ کے یہ ہنگامہ برپا ہی کافرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا ہی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ مع بادشاہ جمجاہ مصروف جنگ ہین صرف ابھی صاحبقران نہین پہونچے مگر نور الدہر جو زخمی ہوکر ایک نخل کے سائے مین گرے شدت زخم اٹھنا دشوار جب اٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہی دور سے قوت بازوے نور الدہر بن بدیع الزمان عاشق صادق محب واثق ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقوبل دیو پرور نے جو دیکھا کہ میرا آقا زمین پر گرا ساطور ہفت صد منی کھینچے ہوے صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا اپنے کو قریب شاہزادے کے پہونچایا گرد پھر کر لڑنے لگا سعد بن قباد لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچ گئے ہزار ہا پہلوانون نے اُس مقام پر جان دی بادشاہ سے لقا کا سامنا ہوگیا لقا چنخا ای بندۂ خوابی کہان آتا ہی ابھی سنگ سیاہ کردونگا بادشاہ نے للکارا او گبر کیا بکتا ہی لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تیغہ قمقام پر کاٹا جھنا کے کی صدا بلند ہوئی المجادلیے بادشاہ نے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کہکر لقا پر وار کیا اُس بھیا نے سپر کو اُٹھا دیا مگر اُس سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوے تاج بھی کٹا لقا کا سر زخمی ہوا لقا چیخ مار کر بھاگا یہ کہتا ہوا ارے اس بندۂ خوابی کو مارلو غضب ہوا قسمت کو زخمی کیا لقا کے ہٹنے پر کُل فوج کے پاؤن اُٹھے قریب تھا کہ فوج کو بالکل شکست فاش ہو باغ سے نکل جانے کی تلاش ہو اسوقت ایک لکۂ ابر سیاہ طرف سے طلسم ہوش ربا کے اُٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سابق مین تحریر کیا ہی کہ لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا تھا اُسنے عقرب نیشزن جادوگر کو روانہ کیا تھا وہ بھیا اسوقت آکر پہونچا بارہ ہزار ساحران غدا

عقرب کی پشت پر یا سامری یا جمشید کی صدائین بلند اُٹہتے اُترتے اُسنے دیکھا کہ باغ خداوندی
مین خون کے دریا جاری کئی لاکھ کا کھیت ہوچکا ہی لاشے جابجا مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین خداوند
سر برہنہ پا برہنہ سر زخمی مثل صید خائف چیختے ہوے بھاگے جاتے ہین سرداران امیر مثل شیر غضبناک
کافرون کو قتل کر رہے ہین عقرب نیشزن تخت سے کودکر قریب لقا آیا فوج ساحرون کی ایک
گوشے مین اُتری مگر عقرب نے بڑھکر لقا کا دامن تھام لیا یا خداوند یہ کیا قیامت ہی قدرت پر
یہ مصیبت ہی مجکو افراسیاب نے براے قتل مسلمانان بھیجا ہی لقا تو بدحواس تھا کچھ نہ بولا مگر
بختیارک قریب تھا بڑھکر عقرب سے کہا ارے قدرت خود زخمی ہین مسلمانون کے ہاتھ سے
صدمے اُٹھاتے ہین تو دیکھوے بھاگے جاتے ہین مگر مسلمانون سے ایسی محبت ہی تقدیر نہین کرتے
کہ وہ پتھر کے ہوجائین مگر تو اسوقت کیا پوچھتا ہی پھوٹی آنکھون سے دیکھتا ہی اگر طرہ پیغمبری کی
خواہش ہی مشیر قدرت بننے کی کاہش ہی تو جلد سحر کرکے سب کو مارے عقرب نیشزن پیچھے ہٹا
جادوگرون کو آواز دی ہان دشمنان خداوند کو مار لو یہ کہکر گولہ فولادی مارا اور بارہ ہزار ساحرون
کے ترنج نارنج گچھے پیکان کے ماش کے دانے چرخی دار ناریل چلے معاذ اللہ یا تو سرداران اسلام
نہنگانہ بلا نگانہ جنگ مین مصروف تھے یا یکایک زمین کانپی کہین شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگی برسام
گرکے پانی برسا زمین تپنے لگی گورے پھٹے زمین سے بھی آگ نکلی کوئی مُنھ کے بھل زمین پر گرا اور
کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی کوئی پاگل ہوکر رہگیا کوئی خاموش کسی پر دیوانہ پن کا جوش کسی
نے گھبراکر اپنا خنجر اپنے شکم مین مار لیا کسی نے اپنی تلوار اپنے ہی گلے پر پھیری کئی ہزار آدمی آتش
سحر سے جلکر خاک ہوا کسی پر برق سحر گری کوئی رعد کی آواز سے تھراکر زمین پر گرا بھائی کو بھائی
باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا قیامت آگئی ہر شخص یہی جانتا تھا عقرب نے لقا سے عرض کی اب
مسلمان اپنے ہوش مین نہین ہین فوج کو حکم دیجیے چہار جانب سے گھیر کر قتل کرین ملازمان لقا
وہمراہیان فولاد بُرد غانے جو شیران دشت نبرد کو اس حال پر ملال سے دیکھا کہ جابجا گر پڑتے ہین
تلوارین ہاتھ سے چھوٹ گئین کمانون مین مثل کمر ضعیف خم آگیا مثل تیر خطا کار پاس سے سینے
بھاگے جاتے ہین تیر خاموش کھڑے ہین گرز مثل مردہ زمین پر پڑے ہین تلوارین بیدم جوہر
برش کم خنجر دائرہ خط شکست کمندون کو الجھن دوست مثل دشمن رہزن کوئی اُٹھتا ہی کوئی

کوئی

آ رہا ہے کسی زبان سے آہ کی صدا ہے کوئی زمین پر مثل مرغ بسمل لوٹ رہا ہے اب تو یہ بیحیا قابو پرست نشۂ بادۂ نامردی سے مست تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے اُن دست و پاشکستہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوے اُن بیحیاؤن کی جوہر نامردی کھلے چشم زدن مین فلک نے یہ انقلاب دکھایا فتح کی شکست حاصل ہوئی وہ بیحیا بزدلے جو سامنے سے شیران دشت نبرد کے بھاگتے تھے تلوارین کھینچ کھینچکر جا پڑے انقلاب فلک سے خدا بچائے کسی کو روز سیہ نہ دکھائے دنیا تا پائدار ہے اسکی عیش و راحت کا کیا اعتبار ہے ہمراہ گنج رنج ہے مقام عبرت سرائے سپنج ہے ساتھ عشرت کے مصیبت ہمراہ عیش غصہ و طیش ابیات

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
شاخ گل زمزمہ سنج جنکے نشیمن تھے مدام
کبھی گل مہندی کا عالم کبھی لالے کی بہار
جن پہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا گمان
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندونکو وان کے دیکھو
نہ کوئی دوست مونس کوئی ماتم دار

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
رات دن چہلین ہاکرتی تھین جس دار کے بیچ
ارغنون وار صدا گونجتی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
آج کل وہ لب جو جنکا ہے آئینہ دار
چیلین منڈلاتی ہین اُٹھتے ہین بگولے ہر سمت
تکیۂ گور و گوزن آج ہے برلب گلزار
نہ وہ چہلین رنگین نہ خود آرائی ہے

تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
اُس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
یار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
واہ ری تیری تنک ظرفی اے عز و وقار
گھونسلے سقف مین ہین الّو کے کونون با بلیون کے
ہین یہان خس پر زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

یہ انقلاب اُسوقت اہل اسلام نے دیکھا وہ کفار ان بیحیا کہ جو نام سے بھاگے جاتے تھے کبھی منہ پر نہ آتے تھے نعرہ ان دلیرون کا سُنکر پشت دکھلاتے تھے اسوقت بڑے بہادر بن گئے مونچھون پر تاؤ پھیر رہے ہین مسلمانون کو بڑھ بڑھکر گھیر رہے ہین ایک ایک بہادر مایوس اپنی مجبوری پر کف افسوس مل رہا ہے طہماس بن عنقویل دیو مردو قریب نور الدہر کھڑا ہے جو بیحیا بڑھکر تلوار مارتا ہے سینہ اپنا سپر کرتا ہے زخم نیزہ و تیر اپنے جسم پر لیتا ہے مگر مجبور ہے کہ ہاتھ دستگیری نہین کرتے پاؤن ثابت قدمی کا دم نہین بھرتے بادشاہ حجاج سعد بن قباد ایک مقام پر دریاے خون بہا رہے تھے تاجدار ان جلیل آب شمشیر مین نہا رہے تھے یکایک عقرب نیشزن کا اُدھر بھی ڈنک چلا بیحیا نے ایک گولہ فولاد کا پھینک مارا اسپ تاجدار لڑنے سے معذور ہوے تلوارین بیکار خود مجبور ناچار بادشاہ حجاج نے

یہ مصیبت دیکھکر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے کہ ای خالق عالم رحم اپنا شریک کر بندے تیرے بذلت ورسوائی قتل ہوتے ہین نامرد ہنستے ہین بہادر روتے ہین **قطعہ**

ای آنکہ بہ ملک خویش پاینده توئی
وز دامن شب صبح نماینده توئی
دست من بیچاره قوی بستہ شده
بکشای خدایا کہ کشاینده توئی

ای معبود لم یزل ای خالق عز و جل صفت تیری پتلہ خاکی کیا کر سکتا ہی قدرت تیری ہر برگ و بار سے آشکار ہی تیری یکتائی پر ہر نوک سبزہ انگشت شہادت زبان خار سے نما ہے صفت وحدت ہی **نظم**

تو ای کافریدی ز یک قطره آب
گہہ‌ای روشن تر از آفتاب
تو می آری از لطف جوہر پدید
بجوہر فروشان تو دادی کلید
جواہر تو بخشی دل سنگ را
تو بر روی جوہر کشی رنگ را
نیارد ہوا تا نگوئی ببار
زمین ناورد تا نگوئی بیار
جہان را بدین خوبی آراستی
برون زانکہ یاری گری خواستی
زگرمی و سردی و از خشک و تر
سرشتی باندازۂ یک دگر
چنان برکشیدی و بستی نگار
کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

ای ستار العیوب دافع البلیات اس بلائے عظیم سے بچالے بندگان حقیر کو اس آفت سماوی سے نجات دے دعا بادشاہ جمجاہ کی تمام ہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پہ پہنچا زمین کانپی نعرہ شیرانہ صاحبقران کی آواز آئی باعث یہ تھا کہ ایرج نوجوان کے جانے کی خبر سنکر بدحواسی مین راستہ فراموش کیا تھا جوا ہرین عمر و بشکل تمام رہبری کر کے لایا اب جو صاحبقران نے ملاحظہ کیا قیامت آشکار ہی ہر سردار مجبور و ناچار ہی زمین کانپ رہی ہی شعلے نکل رہے ہین نخل بانیا آتش سحر سے جل رہے ہین ایک جانب بادشاہ عالیجاہ پا بگل ایک جانب لندھور و مالک و بہرام بیدل ہزار ہا ساحران غدار سحر کر رہے ہین بس صاحبقران نے بغیظ وغضب تمام نعرہ کیا نعرہ امیر

منم سرکن لشکر کافران
بہ پشم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمندون بہ پشم فراری شده
ہم عفریت از تیغم عاری شده
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
سلیمان کوچک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد
کہ صاحبقران در جہان نام شد
مگر امیر با توقیر نے ملاحظہ فرمایا

کہ تمام سرداران نامی مع بادشاہ جمجاہ بیدل ہین مرکب کوتل باغ مین جابجا سر ٹکرا رہے ہین امیر بھی پشت اشقر سے کود پڑے با آواز بلند بفصاحت و بلاغت اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوئے

قریب سعد بن قباد کے آئے اسم اعظم دم کیا سحر برطرف ہوا کسی جادوگر کو دوڑ کر ہاتھ تلوار کا
مارا اُسکے مرنے سے چند کس کے ہوش درست ہوے اُٹھنے مرنے پر پھر چست ہوے جسنے سحر
سے رہائی پائی تلوار کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑا اگر صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہین کہ تمام باغ سحر ساحر
سے آتش بہار ہو رہا ہی کہین پانی برستا ہی جس سردار کے قریب دیکھا کہ کوہی تلوار کھینچکر ہوپچا نعرۂ
شیرانہ کرکے اُسکے پاس پہونچے اُسکو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا عجب پریشانی ہی مثل آئینہ حیران
ہی کس کس کو بچائین اکیلے ہر غول مین کیونکر جائین مگر تیغہ سلیمانی ہاتھ مین بادۂ جرأت سے مست
غصے سے چہرۂ گلنار غم مین اپنے سردارونکے مثل لالۂ دلداغدار نظم

تھرا گیا دیکھکر یہ وہ ماہ
غیظ آیا کہ العیاذ باللہ
اک حملے مین پست ہو گئے سب
کافر بیدست ہو گئے سب

مگر امیر کو مشکل یہ ہی کہ ہر سردار سحر مین مبتلا ہی لشکر کفار ایک ایک کے قتل پر آمادہ ہی ساحرون کی
شورش عقرب نیشزن کی کوشش آمد و رفت مین خود تو سراطہر سے گر گیا ہی ساحر تو بسبب
اسم اعظم بدحواس ہین بھاگے پھرتے ہین آپ ہی سحر کرتے ہین آپ ہی ہیبت سے بھاگ کر
قریب عقرب نیشزن کے آئے عرض پیرا ہوے عجب طرح کا معاملہ ہی سحر ہم لوگون کا تاثیر نہین
کرتا ایک جوان خورشید آفتاب مثال خورشید جمال شیر مشیۂ جرأت صاحب سطوت و صولت
جب سے معرکۂ جنگ مین آیا ہی ہزارہا ساحرون کو حضور کے قتل کیا ہی آپ پر اگر سحر کرتے ہین
اُلٹا پلٹ آتا ہی اس نیرنگ سے حضور کے غلامون کا دل گھبراتا ہی سر اُٹھا کر دیکھیے ہزارہا مسلمان
مثل مردے پڑے تھے اب وہ جنگ مین مصروف ہین عقرب نے کہا وہ بھی کوئی بڑا جلاد و گرہ ہوگا
شیطان درگاہ خداوند سے اُسکا نام پوچھو دریافت کرو کہین کا رہنے والا ہو ساحران ہوشربا سے کسی
ملک کا ساحر نہین لڑ سکتا عقرب یہ کہہ رہا تھا کہ بختیارک غل مچاتا ہوا مثل صید خائف قریب عقرب
آیا کہا ای عقرب غضب ہو گیا ابتک تمھارا کوئی سرکوب نہ تھا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم ہی
دیکھو تمھارے ساتھ والون کا لبون پر دم ہی جلد اسکی کوئی تدبیر کرو عقرب نیشزن نے کہا ملک جی
اگر پہلے سے آگاہ کرتے مین اسکی بھی فکر کرتا عین گرمی جنگ مین یہ ممکن نہین ہی اور سب پر تو سحر
تاثیر کرتا ہی ایک جوان کی کیا حقیقت ہی کہ لاکھون سے لڑے اپنے سردارون کو حکم دیجیے
اُس جوان کو تیر و تیغ و تبر سے قتل کرین چہار جانب سے گھیر لین مین اور ردن کی فکر مین ہون

حکم خداوند ہو تو طبقہ زمین کا الٹ دون بختیارک کو یہ بات پسند آئی فوج کو بڑھکر ترغیب دے کر یارو مثل آج کے روز سعید نصیب نہو گا سب مسلمان اندر باغ کے آگئے ہین سحر مین عقرب نیشزن کے کچھ پھنسے ہین چند بچے ہین حمزہ مالک اسم اعظم ہی اسکو سب طرف سے گھیر لو اگر حمزہ کو قتل کیا فتح عظیم حاصل ہوئی لقا پرستون کو تسکین دل ہوگی قدرت کو سرفراز کرینگے تمھاری ہمت پر مردان عالم ناز کرینگے یہ جو اس بحیائے ترغیب دی سلیمان عنبرین موے کوہی بصد قہر و غضب تیغہ خون آلود کھینچکر بڑھا کوہیون کو للکارتا ہوا یارو مقام عبرت ہی جسدن سے مسلمان آئے کیسے کیسے مردان لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے آج حمزہ کو قتل کرو مسلمانون کے خون سے ہاتھ بھر و قدرت وعدہ فرما چکے ہین کہ جسدن بالاے قبطول پہونچونگا تقدیرات زنگار نگ کردونگا جتنے ہماری محبت مین مرے ہین زندہ کیے جاوینگے خلعت حیات پائینگے آج مسلمان بچکر نہ جانے پائین تمھاری جرأت کے ذکر رہجائین اب تو تمام کوہی طرف صاحبقران زمان کے بڑھے تلوار و نیزہ و تیر ہر طرف سے چلنے لگا صاحبقران ہمہ تن چشم بنے ہوے ہین ان بحیاؤن کو بھی جواب دیتے ہین سرداران زخمی کی بھی خبر لیتے ہین مگر اب زخم سر اطہر پر آنے لگے سر سے خون جاری کفار لا انتہا ساحرون کا بلوہ ہر چند کہ بادشاہ حجاہ سحر سے رہائی پاچکے ہین جنگ مین مصروف مگر جب سحر ساحران چل جاتا ہی زمین پائون مقام لیتی ہی اور بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان سے اور سلیمان سے مقابلہ پڑا سلیمان عنبرین موے کوہی نے خبردار خبردار کہکر سر صاحبقران پر ہاتھ مارا اس زور و شور سے اس مقام پر تلوار چلی ہی کہ زمین کانپ رہی ہی ایسے وقت مین اس بحیاسے مقابلہ پڑا اسکی تلوار کو روکا تیغہ عقرب نیشزن کا ہاتھ لگایا امیر بانوقیر کی تو تلوار اور ایک کافر پر پڑی اسکے دو ٹکڑے ہوے مگر سلیمان نے پہلو سے آکر ہاتھ لگایا سراسر صاحبقران کا زخمی ہوا امیر نے غصے مین نعرہ شیرانہ کیا سلیمان عنبرین موے کوہی کی تلوار پر ہاتھ ڈالدیا اور چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کے سلیمان کو دست حق پرست پر بلند کیا اسقدر تلوارین پڑین کہ صاحبقران نے کئی زخم بھی کھائے اور سلیمان نہ رک سکا چھوٹ گیا زمین پر گرا کوہیون نے اسے اٹھایا کہ ہی سخت جان چوٹ کھا کر پھر لڑنے لگا مگر صاحبقران

کا حال ابتر ہی اور زخمہائے کاری جسم اطہر پر اُدھر بادشاہ نے بیقرار ہو کر آہ کی اُدھر صاحبقران نے عالم یاس مین بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا دلکو رجوع کیا اشعار

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا

دعائے کند من کنم مستجاب
دیگر ہر کس بہ کسے نالد و ما را تو بسے

چو عاجز رہا شندہ دانم ترا
من مشی کہ نالم کہ مرا نیست کسی

برائے دعائے صاحبقران در اجابت وا تھا دفع بلا کا وقت آگیا تھا دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا مثل ابر رحمت بصد صولت و شوکت لکۂ ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا اُس ابر سے بارش مروارید ہوئی برق کی چشمک زنی صد ہا ہلال ظاہر ہو کر چھپ جاتے تھے عارض گلگون جانان کے قریب خنجر ہائے ابرو نظر آتے تھے صد ہا طائران زمزمہ سرا گرد ابر اشعار بہاریہ پڑھتے ہوئے چلے آتے ہین نظم

سنائی باغ مین سو سخن گفتگو تیری
نکالنے نہین دیتا یہ آرزو تیری

آج بیلاہٹ رہا ہی جوش کی بلبل باغ مین
چٹک گیا کہین غنچہ تو آئی بو تیری

شاخہائے گل لٹائے ہین زنگل باغ مین
فلک کو نالۂ سوزان سے بھونکدے بدلا

بختیارک نے تو خوش ہو کر لقا سے کہا یا خداوند کوئی تقدیر توکی افراسیاب نے کسی اور جادوگر کو بھیجا کس زور و شور سے ابر یا قوتی اٹھا ہی یا خون کا دریا جوش مار رہا ہی یا آسمان یا قوتی پیش نظر ہی یا کوہ پُر شکوہ احمر ہی لقائے کہا ای شیطان درگاہ من کار خانۂ قدرت کے قدرت پر موقوف ہین نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہی کیا نکالتا ہی ہمارے بندے خاص الخاص افراسیاب کی آمد آمد ہی دیکھو ابر سرخ کی کیا شد و مد ہی اُسکو قدرت کی مدد مین بڑی کد ہی آج خود برائے قدمبوسی آیا قدرت اُسکے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائینگے اپنے بندۂ خاص کو طرۂ پیغمبری مرحمت فرمائینگے بختیارک نے کہا آپ نے تو یہ تقدیر کی مگر اینجانے اور کچھ تدبیر کی یہ مطلع اس مقام پر خوب صادق آتا ہی پیش خوانی مین پڑھا جاتا ہی اشعار

کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین
جتنی آنے سے تیرے میری طبیعت ٹھہری
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

طلب دوست نے تمن راحت ٹھہری
اسقدر بھی کبھی وصل کی ساعت ٹھہری
وہ گلعذار آئے نہ آئے خوشی تو ہی

چرخ کو کب ہی سلیقہ یہ جفاکاری مین
جان بیتاب ہی ٹھہری طبیعت ٹھہری
دیتے پر دھر آنے مین کی ہی کسنے
مایوس ہین نہین ہون مگر بیکلی تو ہی

مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن مین بہار آئے
بہار آئی گھٹا گھنگھور چھائی اور برس نکلے

کھلے میخانے کا در ساقی رنگین عذار آئے
وہ گل پہلو مین ہو کچھ تو میرے دل کی ہوس نکلے

رباعی پری پیدا ہمارے دل سے ہوگی | عیان لیلی اسی محمل سے ہوگی
کرے گا قتل مجکو پھیر کر منھ | یقین ہی بے رخی قاتل سے ہوگی

لقا نے کہا ابے کیا بیہودہ بکتا ہی کسکے کسکے مطلع پڑھتا ہی کس کسکا کلام یاد رکھتا ہی بختیارک نے کہا جو لکھنؤ مین عمدہ عمدہ شاعر ہین علم شاعری سے بخوبی ماہر ہین منشی احمد حسین صاحب قمر داستان گوئی مین بے مثل نثار بے عدیل ہین اور میر ضامن علی صاحب جلال شاعر جلیل اور میر ذاکر حسین صاحب یاس فلک اساس اور میر شوکت حسین صاحب عقل وہنر متخلص بہ سحر یہ سب صاحب کامل واکمل انسے ہمین بھی صحبتین رہتی ہین انکے شعر و مطلع یاد رکھتے ہین میری شاعری بھی چمکتی ہی دیکھیے اب مرلیا باجا چاہتی ہی ابر قریب آیام تو جاملتے ہو میرا کوئی دوست ہی اور میرا یہ قول ہی کہ مسلمانون پر اب انتہاکی مصیبت ہی دانکے خداے نادیدہ نے مدد بھیجی ہوگی بختیارک یہ باتین کر رہا تھا کہ ابر یاقوتی شق ہوا دیکھا ایک نازنین سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو خنجر ابرو خوشخو مشکین مو شعر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب او وادی موسئے بجانۂ صبرم درکف عشقت دامن سعف دست زلیخا دیگر اگر وہ کھولے گیسوے مشک بو نکلے ہیہ یقین ہی باغ سے سنبل کشادہ مو نکلے + جوڑا ترچھا بندھا ہوا دریاے جواہر مین غرق لباس فاخرہ زیب جسم طاؤس زرین بال پر سوار وہ ماہ رخسار جب آنکھون کو گردش دیتی ہی گردش لیل و نہار آنکھون سے گرجاتی ہی باغ مین چشم نرگس شرماتی ہی زلف معنبر کو دیکھکر سنبل پیچ و تاب کھاتی ہی پنجۂ نگارین کو جب اٹھا دیا ابر یاقوتی سر پر تڑپا لقا اس نازنین حسین کو دیکھکر بیقرار ہو گیا دانت نکالنے لگا ریش فش پر ہاتھ پھیرا نہ بان پر جاری ہوا من چہ تقدیر کردم اس بادشاہ ملک خوبی تاجدار اقلیم محبوبی کے کان مین صداے یارب یا مستغیثا کی جو پہونچی طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئی عجب قیامت برپا دیکھی کہ سرداران اسلام زخمدار بیقرار کوئی پڑا تڑپ رہا ہی کوئی سیار گلشن جنان ہوچکا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حقیر نے اول مین تحریر کیا ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم خواب پریشان بمقدمۂ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان دیکھکر چلی تھین اسوقت آکر پہونچین عجب پریشانی و سرگردانی مین لشکر اسلام کو دیکھا جیسا کچھ تحریر ہوا کہ سب سے زیادہ نور الدہر زخمی برابر انکے طہماس بن عنقویل دیو پردر پٹا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہی ساطور ہاتھ سے چھوٹ گیا ہی صاحبقران نے کئی زخم کھائے ہین

ہزار ہا سردار سحر مین چھٹنے ہین ایک بیحیا ساحر غدار سیاہ بدانجام مع بارہ ہزار ساحرون کے
سحر کرتا پھرتا ہی مسلمان اپنی زندگی سے تنگ خوف نام و ننگ قدم پیچھے نہین ہٹاتے دم شمشیر
سے گلے ملاتے ہین مر رہے ہین مگر دم جرأت کا بھر رہے ہین یہ جو ملکہ مخمور سرخ چشم نے معرکہ
جہانگزا دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا و ای نابکاران پردغا منم
صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم گرتے گرتے کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا ساحرون
کی جانب کھینچ مارا دانہ ٹکڑے ہوکر جادوگرون کے سر پر پڑا کئی سو جادوگرون کے سر پھٹ کر
زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوے عقرب نیشزن نے گھبرا کر پکارا ارے
کیا غضب ہوا یہان مخمور کہان آگئی بختیارک تو اچھلنے کودنے لگا کہا میان عقرب
صاحب بھاگیے اب دوسرے کے ڈنک سے بچیے ہم کہتے تھے اچھی بات نہین ہی مسلمانون کو
نہ ستاؤ مگر تم کیا کرو بموجب مثل شعر نیش عقرب نہ از پے کین است * مقتضاے طبیعتش این است
اور لقا کے دو بتڑ مارا کہا یا خداوند آپ تو بھاگ کر نکل جائیے اس قتالۂ عالم سے جان بچائیے
بی مخمور سرخ چشم کے سحر اکثر دیکھے ہین طبقے زمین کے ہلا دیئے ہین شیدائے جمال نورس الدہرین
بدیع الزمان صاحب شوکت و شان افراسیاب کی قوت بازو کہلاتی ہین جوش عشق مین
شریک مسلمانان ہوئین و نیز تمہاری تقدیر پلٹ گئی ہماری تدبیر کرسی نشین ہوئی جب تک لقا
بھاگ گئے کا قصد کرے ملکہ مخمور سرخ چشم نے جسپر نگاہ نشیلی ڈالدی مست ہوکر اشعار عاشقانہ
پڑھنے لگا چہارطرف یہ صدا بلند ہوئی نظم

چشم انصاف سے دیکھین جو تمہاری آنکھین
سیکڑون انکھڑیون مین تھین یہی پیاری آنکھین

چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین
ڈھونڈھتی پھرتی ہین اس گل کو ہماری آنکھین

باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون
چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین

مار اُتارا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے
دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین

قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا
خود نکلکر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین

تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون
دے وہ حق بین مجھے ای ایزد باری آنکھین

شرم کو اب نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا
قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین

سنگ ریزے ہین شب ہجر مجھے اختر برج
کیون نہ پتھرائین دم نجم شماری آنکھین

وہ محافے مین کوئی حور لقا آتا ہی
دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھین

جس جگہ چاہو رہو آکے گھر اپنا کر لو
دل ہی تم سے ہمین پیارا ہی نہ پیاری آنکھین

دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے
ٹوٹ آئینگی کسی روز ہماری آنکھین

یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہی ہمسے اک خلق
گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین

شادی وصل ہو یا دیکھے رنج فرقت
آج کل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھین

ایک قیامت لشکر عقرب نیشتر زن مین برپا ہو گئی سیکڑون ساحر و غیر ساحر نے چشم مخمور مخمور کو دیکھکر گلے اپنے اپنے کاٹ ڈالے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم نے حال نور الدہر بن بدیع الزمان و طہماس جو بہت ابتر پایا جھولی مین سے ایک شیشہ مثل شیشہ ساعت طرف اُن دونون کے پھینکا نور الدہر اور طہماس اُس شیشے مین بند ہو گئے اور سب کی آنکھون سے مخفی تھے کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ان دونون جوانون پر کیا گذری ملکہ مخمور سرخ چشم کو منظور ہی کہ جھٹ پٹ عقرب نیشتر زن کو قتل کرون اور نور الدہر کو لیکر واسطے علاج کے صحرا مین نکلجاؤن لشکر غیر ساحران سے ہر چند کہ صاحبقران و سرداران نامی زخمی ہین اُسپر بھی سمجھ لینگے یقین کہ شکست فاش دینگے یہ سوچکر نور الدہر اور طہماس کو نظر مردم سے مخفی کیا آپ ساحران غدار پر جا پڑی گاتی دوپٹے کی بندھی ہوئی پائنچون مین گرہ دی ہوئی سینے پر اُبھار صورت سے ظہور قدرت پروردگار نشیلی آنکھین تیر دلدوز پلکین سحر آگین نگاہین چال مین اٹھیلی جوانی کا عالم ساتھ ساتھ جلال و حشم نقیب ادب دور باش کی صدا دے رہا ہی اقبال دمبدم قدمون کو بوسہ دیتا ہی غصے سے چہرہ لال عارض بدر کمال کسی جادوگر نے سحر کیا ہاتھ ہلا کر اُسکو دفع کیا شاید اُسنے کوئی کلمہ سخت کہا غصے مین کچھ پڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اُس کافر خاسر کا گردن سے اُڑ گیا کسی کی دونون ٹانگین پکڑ کر جھبرا اٹھا مارا چیر کر پھینک دیا کبھی ہاتھ چمکایا برق گری کئی سو کے سر کاٹ کر نکل گئی کوئی صف شعلۂ آتش قہر و غضب سے جل گئی مگر اس جلدی مین لڑ رہی کہ کہ صاحبقران زمان اور بادشاہ اسلام کو یہ نہین ثابت ہوتا کہ کوئی ہماری مدد کر رہا ہی سردار یہ سمجھے ہین کہ صاحبقران کے اسم اعظم پڑھنے سے ہمارے ہاتھ پانؤن مین طاقت ہوئی آنکھون

مین بشارت ہوئی فوج لقا پر جا پڑے ہین ساحرون کا خیال بھی نہین امیر نے بادشاہ کو عقوت
پر سوار کیا آپ بھی پشت اشقر پر سوار ہوے لندھور و بہرام وغیرہ کے ہاتھ پانوُن مین طاقت
آگئی جانی ہی اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہو رہے ہین شاپور شیر دل نے ایرج نوجوان کا مرکب
پہونچایا ہی یہ شیر گرہ بن اشقر پر سوار ہو کر کوہیون پر جا پڑا ہی اُن نامردون پر بڑا غصہ ہی فولاد
فولاد شکن کو پہلے ہی واصل جہنم کر چکے ہین اب اُسکے سردارون سے تلوار چل رہی ہی وہ سب
بیحیا قتل ہونے سے افسر کے بدحواس ہین بھاگنے پر آمادہ ہوش مین سوار نہ پیادہ عنبر نگاری
کو بڑھکر قلم کیا کوہیون پر علم ماتم گرا منھ اُٹھ گئے جس طرح سے بن بڑا لاش کو فولاد فولاد شکن کی
اُٹھایا ایک گھوڑے پر ڈال لیا ایرج نوجوان تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہی بادشاہ اور صاحبقران
فوج لقا کو پامال کر رہے ہین سنجانی باختری مشتری حصاری جنگ سے عاری آمادہ گریز صدائے
بریز بریز کبھی الامان کبھی یا خداوند لقا کہکر بھاگتے ہین ایک جانب مالک اژدر کے نیزہ باز
جنگ رستمانہ کر رہے ہین جسکے سینۂ پر کینہ پر بڑھکر نیزہ مارا مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا ہکہ دے کر
نیزے پر اُٹھا لیا زمین پر مارا اُستخوان اُسکے چور چور ہوے ایک جانب شاہزادہ داراب
کشور کشا فرزند حمزۂ عرب بتہور غضب ایک جانب صفدر وصف شکن شاہزادہ ہاشم تیغ زن
مصروف تیغزنی پہلو مین انکے انکا نور نظر خورشید بن ہاشم چہرہ مثل آفتاب روشن صف
دشمن کو پراگندہ کر رہا ہی لقا نے تو ادھر شکست فاش کھائی باغ مینا سے نکلکر وہ کمینہ بھاگا مگر
ملکہ مخمور سرخ چشم سحر کرتی ہوئی قریب عقرب نیشزن پہونچی اب عقرب نیشزن نے ملکہ
مخمور سرخ چشم کو پہچانا آواز دی او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے شہنشاہ افراسیاب بادشاہ
طلسم ہوش ربا کا ساتھ چھوڑا یہان بھاگ کر آئی ہی تیری قضا شاید میرے ہاتھ سے ہی اگر جان
عزیز ہی تو رومال سے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل خطا معاف کرا دونگا ملکہ مخمور سرخ چشم نے فرمایا
او ملعون یہ میدان جنگ ہی کچھ افسونگری دکھا سامنے آ غیر ساحرون سے تو خوب لڑ رہا تھا
دیکھ تو وہ تیرا خداوند لقا کہان گیا وہ ننگے سر بھاگا جاتا ہی کیا خوب مذہب ہی مبتلائے بلا وہ
بے ادب ہی یہ کہتی ہوئی قریب عقرب نیشزن کے پہونچی عقرب نے گرز فولاد کا مارا ملکہ
مخمور سرخ چشم نے کہا او بیحیا تجھپر کیا ستم گردتی فقط مسکرا دیا غنچۂ دہن وا ہوا سپیدی دانتونکی

چمکی برق جہندہ گری گولیکے ٹکڑے ہو گئے وہ ٹکڑے اسکے ساتھ والون پر مرپڑے بیس ساحر واصل جہنم ہوے
نخل الغضب وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوے عقرب نیشزن اور زیادہ جھلایا جھولی سے ترنج نکالا
ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون اسقدر بیقرار ہوتا ہی وقت جنگ ہم ہنستے ہین اور تو اپنے نصیبون
کو روتا ہی اُسنے ترنج مارا مخمور کے ہاتھ مین ایک چھڑی یاقوت احمر کی تھی ترنج کو اُسپر روکا ترنج
بھی پھٹا کئی جادوگر اُس سے بھی تمام ہوے اب تو عقرب نیشزن نے پنجۂ سحر کھینچا گویا ڈنک
بلایا ہاتھ ملکہ مخمور پر مارا ملکہ مخمور نے پنجہ طلائی کمر سے کھینچکر بجاے سپر چہرے کی پناہ کیا قبضہ تو
فتح پر نہ پہنچا جوہر جرأت ملکہ مخمور سرخ چشم ظاہر ہین دلاوران ہوشیار بخوبی ماہر ہین پنجہ اُسکا
ٹوٹ گیا پہلے ہی شکست نے چہرہ دکھایا مثل سپہ چاہار دگردان ہون مگر مخمور سرخ چشم سے کب
پناہ ملتی بدکلی نخل حسد کی کب کھلتی ہی خبردار خبردار کہکے ملکہ مخمور نے اپنا وار کیا اُسنے سپر سحر کو بلند
کیا پنجہ ہلالی تڑپ کر گرا مثل قرص آفتاب سپر کٹی عقرب نیشزن کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے
مُنھ سے اُف کیا ایک شعلہ نکلا خرمن ہستی عقرب نیشزن کو جلا کر خاک کیا چشم زدن مین
ناموون کا قصہ پاک کیا ساحران باقی ماندہ لاشۂ عقرب نیشزن کو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے
بھاگے بہاگتے بھاگتے مخمور سرخ چشم نے کئی ہزار کو جلا دیا اب جو مخمور پلٹی کہ جاکر نور الدہر
اور طہماس کو اُٹھاؤن دیکھا کہ میرا شیشۂ سحر ٹوٹا پڑا ہی چند دانے ماش کے اور چند دانے
رائی کے وہان پاے ہوش اُڑ گئے کہا ای مخمور سرخ چشم بڑا غضب ہوا کوئی ساحران دونون
کو اُٹھا کر لے گیا بتعجیل وہ دانہ اُٹھا کر ہاتھ مین لیے اور بقہر وغضب تمام جستجو مین چلین انکو تو راہ
مین چھوڑو اسی جلسے سے داستان رنگین سحر آگین گذارش ہوگی مگر صاحبقران نے جب
دیکھا کہ لقا سامنے سے بھاگ گیا جملہ سرداران زخمی کو اُٹھوا کر نوبت ونقارے بجاتے ہوے
داخل لشکر ظفر اثر ہوے لقا نے بھی انتہائی شکست کھائی ہی اس بحیا نے فوراً نامہ متضمن قتل
عقرب نیشزن وبہ امید طلب مدد طرف افراسیاب کے روانہ کیا ہی اور صاحبقران
زمان جب لشکر مین آئے سرداروں کا شمار کیا طہماس و نورالدہر کو نہ پایا شبرنگ بن
عمرو سے کہا تمھارے آقا اور طہماس کا نشان نہین ہی شاید زخمداری مین عیاران لقا نہ
گرفتار کر کے لے گئے ہون شبرنگ نے عرض کی حضور نے آنا مخمور سرخ چشم کا ملاحظہ کیا

تھا خدا اُسنے اُسکو عین وقت پر پہونچایا اُسنے عقرب میشرن وغیرہ کو مار ڈالا جسوقت تک باغ سے بھاگ کر نکل گیا ہی مین نے نورالدہر اور طہماس کو زیر نخل دیکھا تھا پھر اُس مقام پر ایک اندھیرا ہوا غلام نے جو بہ نگاہ غور دیکھا کئی جادوگرنیان سیاہ فام نورالدہر اور طہماس کو اُٹھا کر لے بھاگین نہین معلوم کون تھین غلام ابھی تلاش مین جاتا ہی یہ کہکر شبرنگ روانہ ہوا صاحبقران نے ایرج نوجوان وغیرہ کی زخمہ وزی کا حکم دیا خود داخل بارگاہ ہوکر مصروف عیش ہوے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مخمور سرخ چشم کا تلاش مین نورالدہر کی جانا اور برسر کوہ ایک ساحرہ کے قبضے مین پانا اُسکو قتل کرنا نورالدہر کو چھڑانا اور گہرریزی خامہ مشکین نگار کی یعنی شروع ہونا حالات طلسم جمشید کا بعد گرفتار ہونے ملکہ مخمور سرخ چشم کے جانا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا براے فتح طلسم جمشیدی کہ جہان سے نشان رہائی شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا واضح ہوتا ہی و دیگر حالات عجائب و غرائب کہ ابتک تو نور نظر ناظرین سے نہ گذرے ہونگے یہ مقام حیرت انجام عجب شرح و بسط و ربط و ضبط سے مملو ہی کہ مشتاقان خوشخو جب ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہی اس حقیر کو بدعاے خیر یاد کرینگے بیان کیے جاتے ہین شعر

امید قوی ہے یہ احباب سے
اُٹھا مین حظ اس نثر نایاب سے

اشعار ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی ذیوقار
شراب طلسمات کا دور ہی
لبالب پلا ساغر زرنگار
فقط عنصری کا ہی یہ طلسم
ہی جوبن پہ بنت العنب آجکل
ہر اک رند کرتا ہی لڑنے کا عزم
رکھے ہین سبو یا کہ فرق عمود

پلا ساغر بادۂ لالہ زار
صدا قلقل مے کی ہو یون بلند
کہ ہی چشم مخمور کو انتظار
گلابی پلا پھول سی خوشگوار
کہ پھیلی ہی رندون مین جنگ و جدل
ہی شمشیر بران کہ موج شراب
یہ سب منقلب جام ہین یا کہ خود

عطا کر کوئی جام اگر اور ہی
چھلکتا ہی جیسے طلسم سپند
نہ خالی سمجھ ساقیا میرا جسم
کہ ہی باغ مینا و مے پر بہار
یہ میخانہ ہی یا کہ میدان رزم
سپر کاسہ ہاے مئی لاجواب
ہی آواز قلقل کہ جنگی خروش

کہ مستون کرے تشنہ مے کا جوش
عطا کر وہ مجکو مئے لالہ فام
کہ ہو دور گردون بھی جسپر نثار
خدارا وہ دے بادۂ سرخ فام
لگا منھ سے جام مئے دلپذیر
قمر طبع روشن ہے اب جوش مین
تمہارا اے ساقی وہ دے جام نور
کہ زاہد بھی ہونٹھون کو چاٹے مُدام
زلال تولا کی ہے جستجو
نظر آئین مضمون رنگین تمام
لبالب عطا کر وہ جام شراب
کہ اس نشہ مین بھی ہو نمین ہوش مین
کہ ہو غنچۂ دل کو میرے سرور
مجھے چاہیے ہے وہ مے خوشگوار
مرے منھ سے جلدی لگا دے سبو
کدھر ہے تو اے ساقی بے نظیر
خجل جس سے ہو جلوۂ آفتاب

غزل تصنیف نیر

خوش ہوئین تم گالیان دو اور مجکو ہنسکے دس
پنج بوسے لیکے اُنکے پانچ بوسے جب لیے
قندمی کو پیکے بولا زاہد ناداں یہی
دس شجر بھی ہین ہنین میوے پھلے گلزار مین
عاشق زلف سیہ حکم صنم سے دیکھیے
مین وہ نازک طبع ہون میرے پھنسانے کیلیے
بیس بوسے وصل کی شب لیکے مین گویا ہوا
کہ رہا صیاد ہے اُس دم گردن کا فرج مین
دس برس کے بعد نیر کا کردو پورا سوال
کردو لیکن پورے بوسے میرے جانان دس کے دس
ہنسکے بولے اب تو پورے ہو گئے پھر دس کے دس
پی لیے ساغر ہین مین نے نیشکر کی رس کے دس
ہان خزان نے کر دیے ہین ڈھیر خار و خس کے دس
قید خانے کو چلے زنجیر مین ہین کس کے دس
دام صیادون نے بنوائے ہین گل کی نس کے دس
دس تو ہین ہان ہانکے دیکھو اور ہین لب پس کے دس
جمع ہو جائینگے طائر دام مین جب پھنس کے دس
دیدو اسکو آج بوسے اے صنم تم ہنس کے دس

رہروان منازل طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب و سیاحان دشت پرہول فسانۂ رنگین و بادیہ پیمایان صحراے خارستان وحشت آگین مسافر کلک جواہر سلک کو رہبر قرار دیکر بصد کر و فر اس راہ پُرخطر طلسم کو یون طی کرتے ہین بیت سخن سنج و غواص دریاے ہوش * چنین ریخت گوہر بدامان گوش * کہ وہ شیفتۂ جمال محبوب و محسن مطلوب پریشان و بیخود یعنی ملکہ مخمور جب عقرب نیشزن کو قتل کر چکی اور اپنی تسکین وہ قلب ناصبور کو زیر نخل نہ پایا بلکہ کچھ اسباب سحر ہاتھ آیا صاف ثابت ہوا کہ کوئی ساحر یا ساحرہ نورالدہر اور طہماس کو اُٹھا کر لے گئے عین وقت پر مجکو داغ دے گئے قریب تھا کہ کلیجہ شق ہو جاے حقیقت مین مقام عبرت ہے یہ راز مخفی ہے منازل پُرخار و صحراہاے راہ ناہموار کو کس

مصیبت سے طی کیا صرف اس امید پر کہ یک نظرے خوش گذرے اور دو چار باتین کرینگے اپنی شبہاے فراق کا حال کہینگے عین وقت پر فلک نے یہ تفرقہ ڈالا کیونکر یہ جو اس غنو یہ بھی خوف ہی کہ کوئی دشمن اُس صف شکن کو قتل نہ کر ڈالے بڑے بڑے سرکشان عالم اُس شیر دل کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے کیسے کیسے پہلوان اُس دلیر کی شمشیر آبدار سے بیدم ہوے تمام اقلیم مین ماشاء اللہ وہ شاہزادہ بےمثل و یکتا ہی نام سے اُس شہریار والاتبار کے رستم و اسفندیار نے کفن سے منھ چھپایا شیرون کو اُس غضنفر کے نام سے بیشے مین بخار چڑھ آیا خداوندا اُس شہریار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا تا روز سیہ نہ دکھانا صحیح و سالم ان آنکھون سے دیکھون خاک پا کو توتیاے چشم بناؤن ملکہ مخمور سرخ چشم کا ولولہ جنون غم سے کلیجہ خون چہرہ اُداس عالم یاس تھا اور مضطر حیران و پریشان اُفتان و خیزان صحرا مین چہار جانب دوڑتی پھرتی تھی جب کہین نشان نپایا کوسون جہان ڈالا ایک نخل کے سایے مین بیٹھ گئی زار زار رونے لگی اور یہ غزل پڑھی غزل

وحشت الفت گیسو نے رسا کیا کم تھی
کھینچ لانیکو مری آہ رسا کیا کم تھی
چاندنی کی مین شب وصل ہوس کیا کرتا
خاک عاشق کی اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
بیچ مین آکے نسیم اور سوا انداز ہوئی
خون عاشق کے بہانیکو حنا کیا کم تھی
کسلیے ہجر مین مین سیر چمن کو جاتا
باز اس امر کے رکھنے کو حیا کیا کم تھی
کوچہ یار مین لائی کشش عشق مجھے
لیجانیکو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی
تیرے دیوانے کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی
اپنے دیوانے کو زنجیر عبث پہنائی
تیری تنویر رخ ای ماہ لقا کیا کم تھی
قتل مین دیر ہوا یا بھی اگر جو شرنگ
رنگ بلبل کے اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
ذبح کے واسطے کیون اپنے خنجر کھینچا
داغہاے دل شیدا کی فضا کیا کم تھی
ساقیا مے کے جو دو جام پلائے مجکو
ورنہ عالم مین مرے بہنے کو جا کیا کم تھی
کیون بھری آکے مرے سر مین ہوا سودے کی
اُستین وصل کی کیون یار سے کرتا جا
قید کرنیکو تری زلف دوتا کیا کم تھی
باد پا پر جو سوار آتے ہین وہ سوے مزار
ایک قتال جہان انکی ادا کیا کم تھی
چشم فتان مین جو قاتل نے دیا ہی سرمہ
قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی
وصل کا ایک ادب عشق ہی مانع نہوا
ایک تیری نگہ ہوشربا کیا کم تھی
پہلے سے سب ہی ہین مری کی حسرت ہو مین
چاک ہونیکو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

اِن اشعارون سے اور دل بھر آیا حضرت عشق نے رہبری کی خیال آیا کہ ای مخمور کیا ہوش اب باختہ ہین عقل کے ہم آپ دشمن ہوے حضرت عشق ہوش و حواس کے رہزن ہوے وہ جو اسباب سحر اُٹھا لائی ہی اُس سے کیون نہین پوچھتی کہ تو کسکا سحر ہی یہ سوچکر وہ

ماش اور سرسون کے دانے جو زیر بغل سے اٹھائے تھے زمین پر مارے دستک دی بقہر و غضب
نعرہ کیا ارے تم کسکا سحر ہو جلد بتلاؤ نور الدہر اور طہماس کو کون لے گیا ورنہ پھونک دونگی
یکایک وہ دانے چٹکے آواز آئی گلرنگ و جلترنگ جادو دونون بہنین ہوا پر اُڑی ہوئی
جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو اُٹھا کر لے گئین یہ سنکر غصے سے کانپنے لگی آنسو پونچھے انگلیون پر
کچھ شمار کیا سمت کا خیال کر کے شعلہ جوالہ بنکر اُڑی قضائے کار گلرنگ و جلترنگ جادو
آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی تھین نور الدہر اور طہماس کو دیکھکر عاشق ہوئین سحر کر کے اُٹھا لائین
ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرین گلرنگ نور الدہر پر مائل جلترنگ طہماس کے تیغ ابرو کی
گھائل دونون نے لاکر دونون شیرون کو اُس پہاڑ پر اُتارا فرش بچھایا زخم وزی کی پٹیان مرہم کی
چڑھائین اب دونون جوانون کو ہوش آیا نور الدہر نے ایک ساحرہ سیہ فام کو اپنے پہلو مین
پایا طہماس بن عنقویل دیو پرور نے دیکھا ایک دیونی بصورت مہیب میرے قریب گھونگھٹ
نکالے بیٹھی ہوئی ہے دونون جوان گھبرائے کہ یہ کس بلا مین پھنسے یہ کون مقام ہے حیران ہوکر دیکھنے لگے
گلرنگ نے مسکرا کر کہا کہ دیکھو صاحب مجکو ہاتھ نہ لگانا مین چیخونگی سارا پہاڑ سر پر اُٹھا لونگی اور جلترنگ
تو بہت خوش مزاج تھی طہماس کے گلے مین لپٹ گئی کہا جانی پیارے تجکو اختیار ہے مین کیا
کسی بات مین تجھسے باہر ہون رات بھر تجکو جگاؤنگی عمدہ کھانا کھلاؤنگی تھک جائیگا تو پاؤن
دباؤنگی طہماس نے لاحول پڑھکر ڈھکیل دیا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قہقہہ مارکے
ہنس پڑے کہا لو برادر بڑے صاحب نصیب ہو تمھاری معشوقہ خوش غلاف ہے یہان تو انکار
صاف ہے طہماس نے کہا آقا ظرافت نہ فرمائیے اس بلا سے میری جان بچائیے اب وہ دونون
تو اصرار کرتی ہین طالب وصال ہین ان دونون کے خوف سے غیر حال ہین صحبت ناجنس منہ سے
حرامزادیون کے بوسے بد آتی ہے دماغ پریشان خوف جان مگر نور الدہر نے جھلا کر جواب دیا
او ملعونہ ہٹ کر بیٹھ کچھ شامت آئی ہے جب تو دونون جھلائین سحر جو کیے دونون کے ہاتھ پاؤن بیکار
ہوگئے خنجر پکڑ کے اُٹھین کبھی دھمکاتی ہین کبھی منت کبھی خوش آمد کبھی قہر و غضب عجب مصیبت
مین دونون شیر ہین دعائین مانگتے ہین کہ حرامزادیان ہمین قتل کر ڈالین کشاکش سے نجات
پائین جب اس امر مین طول ہوا دونون نے کہا او نگوڑو اگر ہماری خواہش دل پوری

نکروگے ابھی تمھارے کباب لگائینگے بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جائینگے طہماس نے کہا او
حرامزادی مین اس شیر کا نمکخوار ہون مجکو قتل کر میرے شاہزادے کے خون سے ہاتھ نہ بھر دو
واسطے ڈرانے کے تیغ کھینچکر چلین نور الدہر نے ہلاک کر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور
اُڑتی ہوئی آئی تھی اُسنے جو نور الدہر اور طہماس کو دیکھا کہ زمین پر پڑے ہین جادوگرنیان
قتل کرنے کا قصد کر رہی ہین آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا خبردار مین آپہنچی
جلتر نگ نے جو دیکھا کہ ایک پری رخسار للکارتی ہوئی آتی ہے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملکہ
مخمور سُرخ چشم نے سحر پڑھکر ہاتھ مین روک لیا وہی گولہ کھینچ مارا جلتر نگ کا سر پھٹ گیا مسکراکر
آواز دی کہیا طہماس خطا معاف کرنا تمھاری معشوقہ پر مین نے ہاتھ اُٹھایا گلرنگ طرف ملکہ
مخمور سُرخ چشم کے جھپٹی سحر کرنے لگی ملکہ مخمور سحر دفع کر دیتی ہین اور نور الدہر کی طرف اشارہ ہی
کہ صاحب اپنی چہیتی کو منع کیجیے ورنہ سزا پائیگی جوتیان کھائیگی آپ کو ناگوار ہوگا شاہزادہ نور الدہر
حجاب سے پسینے پسینے ہو گئے شرماکر جواب دیا زور سحر مین کسی کا کیا اختیار ہی دیکھو اس لکاتہ کے
سحر سے اپنے کو بچاؤ دائرہ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ عاشق و معشوق مین ایسے دو چار کلمے
راز و نیاز کے ہوئے کلیجون پر چھریان پھر گئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا گُنٹھے سے
نکالا گلرنگ کو کھینچ مارا مثل ہیمہ سال خوردہ جلکر خاک ہوئی آواز آئی مارا مجکو کہ گلرنگ جادو
و جلتر نگ جادو نام تھا اندھیرا دفع ہوا روشنی ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے گھبراکر کہا ملکہ عالم یہان کیونکر پہونچین باغ سے یہ ملعونہ مجکو اُٹھا لائین ملکہ مخمور نے کہا ہم تو برائے
نظارہ جمال آپ کی معشوقہ کے آئے تھے سو دیکھا حقیقت مین ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ اسپر ہاتھ
اُٹھایا بیچاری محروم وصل دنیا سے اُٹھ گئی اسوقت تو مجھپر بڑا غصہ آتا ہوگا شاہزادہ نور الدہر
نے کہا کہ ملکہ یہ باتین مجکو ناگوار ہوتی ہین کیا مین اُس حرامزادی کے ساتھ خود آیا تھا سحر مین میرا
کیا اختیار ہی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا کوئی زبردستی نہین کسی کو اُٹھا تا بٹھا تا کچھ پہلے سے نامہ و پیام
ہونگے نور الدہر عذر کرنے لگے کہ ملکہ بخدا مین نے اس حرامزادی کو کبھی دیکھا نہ تھا ملکہ مخمور کو
بگڑنا نور الدہر کا اچھا معلوم ہوتا ہی بہت چھیڑا جب دیکھا حجاب سے نور الدہر کی آنکھون مین
آنسو بھر آئے ملکہ مخمور نے کہا آپ کیون رنجیدہ ہوتے ہین جو آپ فرماتے ہین یہی سچ ہوگا

یہ کہکر طرف طہماس کے پلٹین طہماس نے سلام کیا ملکہ مخمور نے مسکرا کر کہا کیون میان لم قدت تیر
کیا گذری تمھاری معشوقہ خوب موٹی تازی تھی خوب جوڑ تھا متغیر کیون ہو رہے ہو مین سنتی تھی تمھارا
ہاتھ جوڑنا دیکھ رہی تھی بڑے سپاہی ہو خوب گھرکیان جھڑکیان اُٹھائین تو اپنے آقا کا کٹنا بھی ہی
یہ آپ ہی کی ذات کا سارا فساد تھا گلرنگ کا پیام اُنکو دیا حلترنگ بجانا خود قبول کیا طہماس
نے کہا بس بس مہربانی فرمائیے کچھ حال طلسم ہوش ربا بیان کیجیے ملکہ مخمور نے کہا چہ خوش کسی قصہ
کہانی کہنے والے کو بلائیے غرض کہ آپسمین ہنستے ہوے باتین کرتے ہوے کوہ سے اُترے ایک
درے مین اُسی کوہ کے ٹھہرے کہ نور الدہر نے کہا اے ملکہ عالم لشکر مین چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے
کہا کہ دن بہت کم باقی ہی اور وہ ملعونہ آپ کو بہت دور لے آئی اسوقت پہونچنا ممکن نہین لیکن
آپ ٹھہرین مین سحر سے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کرون یا اس حوالی مین کوس دو کوس جا کے
دیکھون شاید کوئی صورت نکل آئے یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم خرامان خرامان طرف صحرا کے
روانہ ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اور طہماس بن عنقویل دیو پرور سلیح دمل
درۂ کوہ سے نکلکر شاہراہ پر ٹہلنے لگے ابھی ملکہ مخمور پلٹ کر نہ آنے پائی تھین کہ دیکھا صحرا سے گرد
اُڑی قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سوار جرار کا علمدار رو
کے نکل جانے کے بعد دیکھا ایک جوان کوہی گینڈے پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ خود کلان
سر پر زرہ زیب جسم انور پشت پر بارہ ہزار فوج جنگی روا روی مین آتا ہی اُس کوہی کی بھی نگاہ پڑی
کہ ایک جوان خورشید مثال دوسرا عفریت خصال زیر نخل کھڑے ہین اِس کوہی کا میخوار کوہی
نام ہی بسائے مدد لقا چلا ہی اُن جوانون پر جو نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھ تو اس صحرائے ہولخیز مین
یہ دو جوان کیون حیران و پریشان کھڑے ہین نام بھی دریافت کرنا میخوار کوہی کا عیار قریب
نور الدہر کے آبا فر و شوکت دیکھکر حیران ہو گیا جھک کر سلام کیا کہا ہمارے آقا میخوار کوہی
رستم زمان پہلوان دوران خداوند لقا کی مدد کو جاتے ہین آپ کا نام و نشان دریافت فرماتے
ہین نور الدہر نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر طہماس نے کہا کہ جا کر کہدے شاہزادۂ نور الدہر
بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران اور غلام اُنکا طہماس بن عنقویل دیو پرور کسی وجہ سے
یہان آئے ہین تو کیا قاضی ہی کہ نام و نشان دریافت کرتا ہی جہان جاتا ہو جا اور اگر کچھ ارادہ ہو

تو آ عیار تھراتا ہوا بھاگا میخوار کوہی کے پاس آیا کہا حضور یہ جوان تو پوتا صاحبقران کا ہی
اور دوسرا طہماس بن عنقویل دیو پرور اُسکا رفیق قدیم نہین معلوم اس مقام پر کیونکر آ گئے
ہین پوچھنے سے تو خفا ہوتے ہین مگر حضور آپ فرماتے تھے مین پہلے پہل برائے قدمبوسی
خداوند جاتا ہون برائے نذر قدرت کوئی شی معقول نہین ہی آپ بڑے صاحب اقبال
ہین یہ جوان تو نہایت دشمن قدرت کا ہی اس بندۂ مغضوب نے کئی مرتبہ قدرت کو قید کیا ید
قدرت مین ہتھکڑیان پاے خداوند مین بیڑیان پہنائین بڑی بڑی سختیان دکھائین مگر خداوند
لقا کے صبر کے صدقے ان ایسے بندگان سرکش کو غارت نہین کرتے بلکہ مشہور ہی کہ قدرت کے
پیارے بندے ہین میخوار کوہی خوش ہو گیا کہا ای شاطر حقیقت مین کارخانۂ قدرت کے قدرت
ہی پر موقوف ہین ہم لوگ بیوقوف ہین راز و نیاز کب سمجھ مین آتا ہی یارو گرفتار کر لو یا تم لوگ
ٹھہرو مین جا کر دونون کو اُٹھا لاؤن مشکین باندھون سب نے کہا حضور ہمین بھی تو اسمین شریک
کیجیے غلامون کو محروم نہ رکھیے میخوار کوہی منع کرتا رہا لینا لینا کہکر سب چلے طہماس نے دیکھا کہ
گھٹا کفر کی آئی ہی عرض کی حضور ملاحظہ کرین مین انکو ابھی سزاے کامل دیتا ہون ہنوز یہ کلمہ تمام
نہوا تھا کہ ہمراہیان میخوار کوہی آ پڑے طہماس بن عنقویل دیو پرور نے ساطور سے کوہیون
کو جہنم واصل کرنا شروع کیا جسپر ساطور مارا دو ٹکڑے ہوے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے بھی نعرہ کیا طہماس نے ایک کوہی کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی گھوڑا اُسکا خدمت مین نور الدہر
کے حاضر کیا نور الدہر کو گھوڑا جو ملا اڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب میخوار کوہی کے پہنچ گئے
طہماس نے اتنی دیر مین کھلبلی ڈالدی کسی کو مع گینڈے اُٹھا لیا اُلٹ کر مارا کر گدن و سوار
دونون چور چور کسی کو بڑھکر ہاتھ ساطور کا مارا کبھی ادھر کبھی ادھر کی چلی تین تین چار چار سوا تلے اوپر
گرے ایک چشم زدن مین کئی سو کا کام تمام کیا مگر نور الدہر بن بدیع الزمان جو برابر میخوار کوہی
کے پہونچے اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا نور الدہر نے بار خم بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر کمر
زنجیر مین ہاتھ دیکے اُٹھا لیا چاہا زمین پر مارین میخوار کوہی نے یہ سطوت و جلالت و قوت جو
دیکھی عاشق ہو گیا عرض کی ای شہریار الامان نور الدہر بن بدیع الزمان نے چھوڑ دیا شاہزادہ
نور الدہر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا میخوار بصدق مسلمان ہوا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی

ہاتھ نہ اٹھائے مین نے غلامی قبول کی سعادت دارین حصول کی سب نے ہاتھ روک لیے دست بستہ
حاضر ہوے اب منیخوار کوہی نے کیفیت پوچھی نور الدہر بن بدیع الزمان نے کچھ مجملاً حال
جنگ فولاد فولاد شکن اور آنا جادوگری کا بیان کیا منیخوار کوہی نے حکم دیا جلد بارگاہ استاد کرو
فوراً بارگاہ استاد ہوئی خیمے سراپردے آراستہ ہوے اسکے ساتھ تو کل سامان موجود ہی چشم زدن
مین سامان عیش ونشاط مہیا کر دیا شاہزادۂ نور الدہر نے کان مین منیخوار کوہی کے کہا کہ ایک
خیمہ بطور تخلیہ پہلوے بارگاہ مین آراستہ کرادو منیخوار تو اس سامان مین مصروف ہوا شہزادہ
نور الدہر اور طہماس اُس درۂ کوہ کے قریب آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم دو تین کوس
پھر کر پلٹ آئی ہین ایک نخل کے سائے مین ٹھہری ہین کچھ پتلیان ماش کے آٹے کی تیار
کر رہی ہین منظور یہ ہی کہ سحر سے کچھ کنیزین بناؤن ایک خیمہ بھی ترتیب دون کہ بعیش وراحت
بسر کرون کہ شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم ای شہنشاہ خوبی
وای سروِ باغ محبوبی خدا نے سب سامان مہیا کر دیا بارگاہ خیمے سراپردے کل سامان عیش ونشاط
اُس خالق بے نیاز نے اِس صحراے ہولخیز و وحشت انگیز مین مہیا کر دیا ایک کوہی براے مدد
لقا جاتا تھا وہ مسلمان ہوا کیسا دوست خیر خواہ ہوا ہی مین نے الگ بھی ایک خیمہ تمھارے
واسطے درست کرایا کیون مشقت کرو بسم اللہ چلو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا آپ چلیے سب کے
سامنے لشکر مین آنا مناسب نہین ہی مین غرق زمین ہو کر چلی آؤنگی نور الدہر و طہماس بارگاہ
منیخوار کوہی مین آکر بیٹھے ملکہ مخمور سُرخ چشم نے اپنے کو اُس خیمے مین سحر سے پہونچایا دیکھا چھپر کھٹ
آراستہ اسباب عیش ونشاط پیراستہ خیمہ مثل عروس شب اول جھاڑ کنول مردنگ وغیرہ سے
بے تکلف تمام سجا ہوا منیخوار کوہی بھی سمجھ گیا کہ شاہزادے کے ساتھ کوئی معشوقہ ہی اسنے عرض کی
چند کنیزین غلام کے ساتھ حاضر ہین اگر حکم ہو تو اُنکو بھیجدون نور الدہر بن بدیع الزمان
نے کہا کنیزون کو بلواؤ ہم اپنے ساتھ لیکر جائینگے ہم شب کو تمھاری صحبت مین بیٹھنے کی مہلت
نہ پائینگے ہمارے مہربان طہماس تمھارے ساتھ ناچ وغیرہ دیکھنے مین مصروف رہین گے
منیخوار کوہی نے کہا بسم اللہ مگر غلام نے طائفے وغیرہ بھی عمدہ عمدہ طلب کیے ہین چند ساعت
کے واسطے جب ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہوگا چلے آئیے گا اُسی خیمے مین آرام فرمائیے گا

نور الدہر بن بدیع الزمان انشاء اللہ کہکر اُٹھے کنیزون کو ساتھ لیکر خیمے مین آئے دیکھا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن چہرے پر بحالی مثل طاؤس طناز سرگرم خرام نازنین کنیزین آگروا سطے تسلیم کے خم ہوئین ملکہ مخمور سُرخ چشم اور نور الدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ و مہر مسند جواہر نگار پر جلوہ افروزان دونون عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھکر نیر اعظم کو رشک ہوا پردۂ مغرب مین جاکر چھپا دونون وقت بھی آپس مین ملنے لگے طالب و مطلوب کے غنچۂ آرزو کھلنے لگے کنیزون نے جھاڑ وغیرہ روشن کیے شعر

شب آمد ساز گار عشق بازان
شب آمد راز دار عشق بازان
معطر مشک آگین روح پرور
سیاہی مثل زلف مہ جبینان
کشادہ چرخ پر چشم کواکب
ضیاے ماہ تابان شب پہ غالب
ادا سے وہ مہ کامل کا آنا
فلک پر جمع سیارون کی محفل
مہ کامل تھا اُس صحبت کا ناظر
نجوم چرخ رقاصی کو حاضر
کہ یارے برخورد از وصل یارے

دیگر

وہ شب تھی فرح افزا عیش گستر
رخ لیلاے شب وہ نور افشان
حیا سے مہر کا وہ مُنھ چھپانا
تھے روشن صاف جنکے دیدۂ دل
خوشا وقتے و خرم روزگارے

یہ دونون شیدا اسے یک دیگر مدت سے ہجران دیدہ مصیبت عشق کشیدہ اتفاقات قضا و قدر سے جو یہ سامان ممکن ہوا شاہزادہ نور الدہر پیراہن مین نہین سماتے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین ملکہ مخمور سُرخ چشم گلچینی گلشن حُسن کی کر رہی ہی کبھی شرماکر سر جھکا لیتی ہی کبھی شاہزادہ نور الدہر کے چھیڑنے کو اُس جادوگرنی کا ذکر کرکے مسکرا دیتی ہی کہ صاحب وہ بھاگ گئی ہی مین اُسکو نہ روک سکی زبردست ساحرہ تھی مین ہٹ جاؤن اُسکو بلوا لیجیے مین تو فقط حال دریافت کرنے آئی تھی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کبھی ہنستے ہین اور کبھی غصہ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین ملکہ عالم یہ تو تمکو بہلو خوب ملا مجھے اُس فاحشہ سے کیا مطلب ہی سمن رخ نام ایک کنیز بیٹھی ہوئی پیشخوار کو ہی کی نہایت طرار و فرار ہی خود بھی ماہ رخسار ہی حسین جمیل جوان بیٹھی ہوئی سامنے مسکرا رہی ہی کبھی نور الدہر بن بدیع الزمان کی بلائین لیتی ہی کبھی ہاتھ اُٹھاکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو ترقی حسن و جمال کی دعا دیتی ہی اُسنے بڑھکر گلابی اُٹھائی کہا ملکہ عالم اب اسوقت دفتر حکایت و شکایت نہ کھولیے شاہزادہ تمھاری محبت مین بیقرار ہی اس صحبت کو غنیمت جانیے دم بھر مین فلک تفرقہ پرداز

گردون کج باز رنگ تازہ دکھاتا ہی اسکی نیرنگ بازی شعبدہ سازی مشہور ہو اسکے ہاتھ سے کسنے آرام پایا کیسے کیسے عاشق و معشوق پر بدعت کی لیلی پر کیا گذری مجنون کی وہ صورت کی دشت [illegible] تمام ہوا تب عاشقان مین نام ہوا ایک ایک جام مے گلفام نوش فرمائیے رنج و ملال کو خاطر فیض عاطر سے دور کیجیے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون یو اسمن رخ کیا تم بھی اس بلا مین مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو سمن رخ نے ٹھنڈی سانس کھینچی عرض کی واری نوج درگور عشق بھاڑ مین پڑے مجھے تو اس سے علاقہ نہین مگر مین اپنے چچا کے صاحبزادے سے منسوب ہون انھون نے اپنی چاہت مجھسے ظاہر کی ایک مثنوی بھی کہی مجھ بدصورت کا اُسمین سراپا ہی کچھ بیہودہ بکا ہی وہ اپنے والد نامدار کے ساتھ برائے تجارت گئے ہین یہ تو ہوتا ہی کہ اکثر راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین آتے ہین مُنھ بنائے ہوے ہاتھ جوڑ رہے ہین جب صبح کو اُٹھتی ہون خیال ضرور آتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ خدا اُنکو اُنسے ملائے سمن رخ پروردگار کسی چاہنے والے کو شب فرقت نہ دکھائے اور ہم تو آٹھ پہر آفتاب لب بام چراغ سحری رہتے ہین روز و شب مرنے جینے کی جفا سہتے ہین افراسیاب خانہ خراب ایسا دشمن ہمدرد کی لڑائی مالک ہمارے طلسم کشا قید ہین اُنکی مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی اُنکی فرقت مین ایک ایک دن برابر ایک ایک سال کے کٹتا ہی اتفاقات قضا و قدر سے یہان آ گئے ایک نظر اُنکو دیکھ لیا خیال لگا ہوا ہی وہ ظالم اظلم افراسیاب خانہ خراب اگر کتاب سامری مین دیکھ لے نہین معلوم کیا بلا نازل کرے اُنکی سلامتی کی ہر وقت دعا مانگتے ہین اپنی جان کا کیا ڈر جان اُنپر واری ہمارا گھر یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک ملکہ مخمور کے پاک کیے کہا ملکہ مخمور بس زیادہ دل نہ دکھاؤ یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیا ملکہ مخمور نے نوش کیا بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا | کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا | شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین ہائل

کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا | اور اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اُٹھایا جام لبریز کرکے ہونٹھون سے

شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے لگا دیا نورالدہر نے یہ اشعار آبدار مصنف کے

زبان پر جاری کیے غزل | آنکھون کو جاتے ہین پیالا شراب کا | ستون کو فرش عین ہی مینا شراب کا

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
پتلا وہ آگ کا ہوں میں پتلا شراب کا
ہے بزم حسن آج تو چل ہوتی جبین پر
ہولی میں خوب ہوگا تماشا شراب کا

گھٹی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
طفلی سے تا بہ مرگ رہا دور جام ہو
کب ہے عیش باغ میں ملتا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش اے قمر

آتش مزاج یار ہو عاشق ہو بادہ خوار
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
[illegible]
[illegible] کر دیا شیشہ شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام پئے غضب کا سرور خیال میر و شرور دل سے دور رگ رگ میں مستی اٹھ گئی کہ لب دہان شیرین کی چکھنے لگی بوس و کنار ہونے لگا کنیزیں سامنے سے ہٹ گئیں خلوت حاصل ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دونوں ہاتھ حمائل گردن کیے دو ایک بوسے لیے عارض انور ملکہ مخمور سرخ چشم سرخ ہو گئے اشعار

اگر ان پہ بوسے کا گذرے خیال
یہاں تلک تو نزاکت [illegible] نہ ہوا
دو رخسار نازک کہ ہو جائیں لال
جو پہنچے [illegible] لونگی [illegible]

غرض دونوں کو محبت کا جوش شور نا و نوش کبھی ہوشیار کبھی مدہوش عجب صحبت ہے مگر رات جلدی جلدی آنکھوں میں کٹ رہی ہے جب گھڑیال کی آواز آجاتی ہے ملکہ فرماتی ہیں لو شہریار دو بج گئے شب آخر ہوئی وہ دیکھیے سپیدی سحر کی ظاہر ہوئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان گھبرا کر طرف آسمان کے دیکھتے ہیں فرماتے ہیں ملکہ ابھی تو بہت رات ہے برائے خدا سحر کا ذکر نہ کرو میرا کلیجہ دھڑکتا ہے خداوندا یہ شب مثل گیسوے جانان دراز ہو روے سیاہ تو نہ دیکھوں بقول شاعر

پہلے تو مے خوب سی پی اور باجے بھی رنگین بجے * جی چھوٹ گیا بس ساقی کا جب تین پہر پر تین بجے

یہاں تو یہ کیفیت ہے عاشق و معشوق کی صحبت ہے مگر وہاں میخوار کوہی نے اپنی بارگاہ میں بڑے لطف سے جلسہ آراستہ کیا ہے طہماس کرنل [illegible] دکھا [illegible] جام ہے ارغوانی چل رہا ہے جوانوں کا حوصلہ نکل رہا ہے ایک رقاصہ گلعذار ماہ رخسار کمسن الھڑ پنے کے دن اپنے فن میں کامل ہر ایک ادا پر آپ مائل کس لطف سے رقص کر رہی ہے اہالیان محفل مثل تصویر خاموش سب کو سکتے کا سا عالم اشعار

ناچی گت اسطرح وہ ماہ لقا
وجد کرنے لگا تدرو ادا
سر پہ رکھا الٹ کے جب آنچل
ماہ تابان پہ چھا گیا بادل
جسکی جانب بتا کے سسکی لی
جان اسنے سسک سسک کر دی

کبھی غزلہائے عاشقانہ گاتی ہے اہالیان محفل کو لبھاتی ہے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

نشان گور یون غیرون کو بتلاتے تو بہتر تھا
ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا

جو راہ عشق مین گر کر سنبھل جاتے تو بہتر تھا
کسی کی جستجو مین ٹھوکرین کھاتے تو بہتر تھا

جو کچھ تھی دل مین میرے اُنسے تنہائی مین کہہ لیتا
اکیلے راہ مین مجکو وہ ملجاتے تو بہتر تھا

مرا دم حسرت دیدار سے آنکھون مین اُنکا ہی
جو دم بھر کے لیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا

خطا کی جو دوبارہ یار سے ہم نے محبت کی
کہین ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا

نہایت تنگ ہون دل سے قبلۂ یار کی صورت
مرے پہلو سے یہ حضرت نکل جاتے تو بہتر تھا

بتون کی سرد مہری نے تو پھونکا تن بدن اپنا
ہمارے سوز دل کو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا

نہ لو راہ عدم لو ہم بھی چلنے والے ہین
ذرا اے دوستو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا

عیان ہو جسکی خوشبو پھر وہ گل کسواسطے پھولے
تم اپنے حسن پر اتنا نہ اتراتے تو بہتر تھا

گریبان چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت مین
کہین ہم تنگ ہو کر نکل جاتے تو بہتر تھا

تڑپنا نزع مین میرا نہ دیکھا جائیگا تم سے
مرے بالین سے تم اسوقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا

خبر یون ہجر مین کرنا تھی اپنے حال کی انکو
زمین و آسمان نالون سے تھراتے تو بہتر تھا

نہ جاتے پاس اُنکے آپ یہ غیرت کے معنی تھے
کسی کو بھیج کر ہمکو وہ بلواتے تو بہتر تھا

پلا کر می جو بیخود بھی کیا ہمکو تو کیا حاصل
اگر پیر مغان زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا

اگر دو چار آنسو ہجر مین نکلے تو کیا نکلے
ہماری چشم سے بادل بھی شرماتے تو بہتر تھا

مزاج اُنکا یہ ہی جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہین
مری جانب سے گر اغیار بھڑکاتے تو بہتر تھا

جو تم آتے تو ہو جاتے شگفتہ غنچۂ خاطر
تمھارے عاشقون کے پھول کھلجاتے تو بہتر تھا

جو یہ ہوتا تو افشار از دل ہوتا نہ غیرون مین
مرے نالے ہی میرا حال کہہ آتے تو بہتر تھا

سحر تک شام سے کہین وصل کی شب منتین انکی
ہم اپنے دلکو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا

ندامت پر اگر ای یاس بخشش تھی گنا ہونگی
مرے اعضا بھی آنسو ہو کے بہجاتے تو بہتر تھا

اس لطف سے جو اُس نازنین نے یہ غزل گائی میخوار کوئی بھی عاشق مزاج ہی [illegible]ت پھر آن طہماس سے کہا ای رستم زمان ای طہماس نوجوان اسوقت تو اس کمبخت نے مار ڈالا دل کھینچ لیا ہی دل چاہتا ہی چند ساعت کے واسطے شاہزادے کو اس صحبت مین بلائین

اس حور مثال کا گانا سنوائین رات بھی کم باقی ہے سحر قریب ہی بھیروین اُنکے سامنے اُڑے طہماس نے کہا شاہزادے نے آج بعد مدت مدید تخلیے مین معشوق کو پایا ہی آنا دشوار ہی مگر بہادر دوست ہین اگر تم خود جاکر عرض کرو بلا تکلف چلے آئینگے اس محفل کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائینگے میخوار کوہی فوراً اُٹھا اُس خیمے کے دروازے پر آیا اتفاق سے ملکہ مخمور سرخ چشم نے چھپرکھٹ پر آرام فرمایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو نیند کب آتی ہی شمع کافوری ہاتھ مین گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین کبھی عارض پر عارض رکھتے ہین کبھی لب سے لب سینے سے سینہ ملا رہے ہین لطف بوس وکنار کے مزے اُٹھا رہے ہین کہ میخوار کوہی نے بسہولیت سمن رُخ کو آواز دی وہ باہر آئی میخوار کوہی نے کہا اگر شاہزادہ بیدار ہو تو میری جانب سے عرض کر کہ غلام حضور کا در دولت پر حاضر ہی کچھ عرض کرنا منظور ہی اگر سرفراز کیجیے تو عنایت سے کیا دور ہی سمن رُخ نے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے جاکر بادب عرض کیا چونکہ ملکہ مخمور سرخ چشم سوتی تھی شاہزادہ نورالدہر باہر آئے میخوار کوہی نے کہا حضور واسطے ایک لمحے کے بارگاہ مین چلین ایک غزل اور ایک ٹھمری سُنکر واپس آئین کیا لطف کا جلسہ ہی فقط حضور کے نہونے کی کمی ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا اچھا اور کیا مضائقہ ہی اُسی طرح لباس بزم پہنے ہوے میخوار کوہی کے ساتھ بارگاہ مین آئے بیچ بارگاہ مین مسند خالی تھی جلوہ فرما ہوے میخوار کوہی نے بڑھکر اُس نازنین کو موتیون کا مالا اُتار کر دیا اور کہا کہ اسوقت تو مین شاہزادے کو لایا ہون دیکھون تو کیا کمال دکھاتی ہی بس مزا یہ ہی کہ اُٹھنے نہ پائین مجبور ہو جائین اس رقاصہ کا حُسن آرا نام ہی مسکراکر کہا تم جاکر بیٹھو ابھی کہو تو گھر پوچھتے چلے آئین ایسا دام زلف مین پھنساؤن کہ پھڑک کر رہجائین کبھی مسکرا کے بجلی گراؤن کبھی ساون بھادون کی کیفیت دکھاؤن ساری محفل کو رلاؤن میخوار کوہی اسکی باتون پر پھڑک گیا کہا پھر اچھا دیکھین تو یہ کہکر میخوار کوہی ہٹا حسن آرا ناز و ادا سے سامنے جو نورالدہر بن بدیع الزمان کے آئی صورت زیبا دیکھکر خود بیچین ہو گئی خود زرتن سر پر ڈھلکا ہوا زلفین خلیلی تا بہ دوش چہرہ مثل آفتاب عالمتاب آنکھون مین رات کے جاگنے کے لال ڈورے معشوق سے ہم بستر ہوے ہین لباس مین بھینی بھینی بو انگڑائیان

ے رہی ہین حسن آرا نے اُف کرکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پیشواز ہاتھ مین اٹھا کر آگے بڑھی اور یہ

غزل عاشقانہ شروع کی غزل

دار فنا مین ای ابھی بنا نہین رفیق
کیا کچھ خفا ہو مرجان کیون کہان چلے
رکھدونگا سر سنگ کا قاتل کے پائون پر
رگ ہائے گل کی نوئین ہین تیر سان چلے
جوبن یہ اندنون ہی گلستان حسن یار
ہم کیا چلے جہان سے ترقے روان چلے
گل تو رنہ پہ دیتی ہی دشنام عندلیب
تربت پہ آئے کھائے مرے استخوان چلے
یون لکھ رہا ہی کلک مری ہ کا الف
کی خوب سیر باغ کی ای باغبان چلے
سب دوستون کا خوب لے امتحان چلے
مجکو یہ انکی بدمزگی کا خیال ہی
مدنظر ہو جسکو مرا امتحان چلے
بسمل بنا چکے مجھے تیز نگاہ سے
یارب اس چمن مین باد خزان چلے
ہی دوستو یہین مرے لاشے کو سونپ دو
سچ ہی کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلے
لکھتا ہون اپنے ضعف کا مین حال ای قلم
جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے
سایے مین بیٹھے پھول جینے شادمان چلے
آئے ہی سیر بزم سے تم اٹھ کھڑے ہوئے
بامین کہین وہ کہہ نہین سکتا کہان چلے
ہمسے چمن بہار مین چھٹتا ہی بلبلو
اب فیصلہ ہی چھوڑ کے کیون بیجان چلے
ای درد ہجر یار کھٹکتا ہی سب کو تو
کوچے سے یار کے مجھے لیکر کہان چلے
ہین کیا سگان کوچہ دلدار خود غرض
اسطرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے

اس غزل کو گاتے گاتے تو ڑا لیکر چھلی دامن شاہزادے کا چٹکی سے تھام لیا ایک ایک شعر کو دس دس طرح سے بتانے لگی ادھر ستارہ دونون سارنگیان ملی ہوئی گویا گلے ریت رہی ہین طبلیا بھی کامل واکمل ٹکڑے باندھ رہا ہی ادھر ساز کی کیفیت اُدھر حسن آرا کے ذہن کی جودت گل سا چہرہ ڈوپٹہ سینے سے ڈھلکا جاتا ہی سنبھالتی جاتی ہی کبھی سینے پر ہاتھ رکھکر جوبن بیٹھ جاؤ کہکر بتاتی ہی قیامت کے نازو کرشمے دکھاتی ہی اہل محفل ذبح ہو رہے ہین کبھی بڑھ کے اُٹھنا پشت پھیر کر چند قدم بڑھنا چوٹی گندھی ہوئی پشت پر پڑی ہی اُسپر آب روان کا ڈوپٹہ معلوم ہوتا ہی ناگنیان کیچلی جھاڑنے پر آمادہ ہین کہ رگ گل سے باریک پیشواز جسم مین ٹھیک دوبارا پھر سامنے آکے بیٹھی یہ خمسہ طرف شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے متوجہ ہوکر بتانے لگی خمسہ

اب بھلا کیا ہون نظارے آتشین رخسار کے
ہوگئے اغش چاہنے والے جمال یار کے
مر لیے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے
رہ گئے مشتاق طالب جلوہ دیدار کے
مار ڈالا اک پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

کس قدر عاشق ہین یارب اس بت عیار کے
چار سو رہتے ہین نالے کافر و دیندار کے

ٹکٹکی باندھے ہوئے سب لوگ ہین بازار کے حلقۂ چشم پری روزن ہین قصر یار کے
جن چڑھے اسپر جو بیٹھے سائے مین دیوار کے

دل سے وارفتہ ہین تیرے قد کے اور رفتار کے قبر بھی مر کر ملے نیچے تری دیوار کے
گر میسر ہون تو نظارے ترے رخسار کے گوش افسانے سنے جو تجھسے خوش دیدار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

قد ہے تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز اک جہان ہی آپ کا شیدا اے حسن سحر ساز
بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز ناز فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
گل بھی سبزے کی طرح پامال ہون کنار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہین یار کو دعوی گل اندامی کا بیجا نہین
نونہالان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین لالہ ہی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہین
سرو بھی ہین بندہ آزاد قد یار کے

ہی خزان ساری بہار گردش لیل و نہار عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار
ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار چھوڑ کر ہمنے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق جسم پر زیبا ہی میرے خلعت سامان عشق
جسم و جان قلب و جگر ہین تابع فرمان عشق دیکھیے کس سمت بھجوائے ہمین سلطان عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہی بوے زلف تابدار زیست کا نقشہ دکھاتا ہی رخ معجز نگار
حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہی ناگوار مرہم زنگار ہی زخمی کو خط سبز یار
خال لب حب شفا ہی واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے ساتون ستارون کو سپند نور کے سانچے مین ڈھالا ہی خدا نے بند بند
گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہی دو چند دیکھکر آئینہ کہتا ہی وہ آرائش پسند
طوق کے قابل ہی سرگردن ہی لائق ہار کے

حُسن کے مذہب مین فرض پنجگانہ عشق ہی
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہی
اور لوگون کو یہ انداز زمانہ عشق ہی
ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہی
لن ترانی آپنے ہو سائل جو ہون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہما کے پر کے ہون
پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون
یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون
خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہون
واسطے جتنے ہین وہ جویا ہین تری دستار کے

خندہ زن رہتے ہین چشم تر سے کچھ مطلب نہین
کاروبار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین
کام ہی اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بار ہا
منھ کو شرما کر چھپایا مہرو مہ نے بار ہا
دل گلون کے چھان ڈالے ہین مژہ نے بار ہا
باغ مین پی ہی شراب اُس گلبدن نے بار ہا
چیتھڑے اکثر کیے ہین لا کے کی دستار کے

اب تو شاہزادہ بھی انتہا کا متوجہ ہی سحر بحر قریب ہی اسکا زیادہ خیال ہی اس خیال مین آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے شاہزادہ حُسن آرا کا گانا سُن رہا ہی مگر قضائے کار وہان ملکہ مخمور سُرخ چشم بیدار ہوئین پہلو مین اپنے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو نپایا گھبرا کے کنیزون سے پوچھا شاہزادہ کہان تشریف لے گیا کنیزون نے عرض کی کہ میخوار کوہی بلانے آیا تھا وہان جلسے مین گئے ہین ناچ دیکھ رہے ہین یہ سُنکر ملکہ مخمور سُرخ چشم کو بہت ناگوار ہوا غصے مین آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی کنیزون نے کہا کہ حضور ارشاد فرما گئے ہین کہ مین ابھی آتا ہون حضور تشریف رکھیے ہم جاکر اطلاع کرین ملکہ مخمور سُرخ چشم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو تم کیا جانو ایک شب بھی تشریف رکھنا ناگوار ہوا مین اُنکو بلوا کر کیا کرونگی مین طرف طلسم ہوش ربا کے جاؤنگی اب میرا آنا اور اُنسے ملاقات کرنا بالکل بیکار ہی یہ کہکر بقہر و غضب طرف بیرون خیمہ چلین ہر چند کنیزون نے روکا نہ رُکین بگر دلمین تو انتہا کی محبت ہی خیال مین گذرا کہ دیکھو تو آؤ اُن کو یہ نوجوان کیا کر رہا ہی آتے آتے سامنے بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادۂ نور الدہر مسند پر

ملکہ مخمور

جلوہ فرما ہین اور ایک کسبی دامن پکڑے ہوے بتا رہی ہی اور اُسوقت نور الدہر نے خیال
سے اپنی جلالت کے گلے سے اُتار کے موتیون کا مالا دیا ہی وہ تو قوم کی کسبی ہی ناز کر رہی ہی
یہ جو ملکہ مخمور سُرخ چشم نے دیکھا آنکھون کے بیچے اندھیرا آگیا آواز دی ای شہر یار سبحان اللہ خوب
لیاقت ہی ہے اپنی عمر مفت ضائع کی مگر انشاء اللہ اب مُنھ نہ دکھاینگے اب زندگی بیکار ہی شہزادے
نے جو سر اُٹھایا ملکہ مخمور سُرخ چشم کو اس غصے مین دیکھا فرمایا ملکہ مین تو واسطے ایک لمحے کے
آیا تھا یہ کہکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُٹھے عذر کرتے ہوے آگے بڑھے طہماس
نے آواز دی ہان ہان ملکۂ عالم یہ خطا میری ہی معاف فرمائیے بخدا شاہزادہ نہ آتا تھا ملکہ نے کہا
اولم قدے تو تو ہمیشہ سے کٹنا ہی ہم جانتے تھے سپاہی لوگ ان باتون کو معیوب جانتے ہین مگر
تجھ ایسا پہلوان لگائی بجھائی کرے آئندہ کس کو اچھا سمجھا جائے یہ تمھارے ہی فتور برپا کیے ہوے
ہین تم کیا کرو یہ ہمارے نصیبون کی خوبی ہی وہ جو سنتے تھے کہ مردون کی ذات بیوفا ہوتی ہی آج
آنکھون سے دیکھا ہم تو اس کوچے سے نابلد ہین کھیلے کھائے لوگ جانین ایک کو سائی ایک
کو بدھائی ایک سے وعدہ ایک سے انکار شاید اسمین بڑا نام ہی بیوفائی صاحبان ظرف کا
کام ہی ایسی ایسی عورتین تمھارے آقا کے لائق ہین مجھ بدنصیب کو ناحق بدنام کیا مگر بموجب مثل
خود کردہ را درمان نیست۔ جلدی حال کھل گیا با آبرو پردۂ دنیا سے اُٹھ جائین ایسے صاحبان
لیاقت کو زندگی مین مُنھ نہ دکھائین واضح ہو کہ یہ عجب طرح کا جلسہ ہی یہ مقدمہ واقع ہوا ہی کہ آگے
آگے ملکہ مخمور سُرخ چشم طرف سے نور الدہر اور طہماس کے مُنھ پھیرے ہوے گریہ حال ہی
کہ پائنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے دوپٹہ ڈھلکا ہوا عارض گلرنگ پہ بوسون کا نشان رات کی
جاگی ہوئی آنکھین اُسپر غصے مین اُداسی اشک حسرت جاری معلوم ہوتا ہی کہ صدف کا مُنھ کھلا ہی
گوہر آبدار اشک گر رہے ہین یا موتیون کا سہرا مشاطۂ تقدیر نے چہرے پر آراستہ کیا ہی دو چار
اشک جو مژگان پر اٹک کر رہ گئے ہین تیر نہال آبدار پیدا کی غصے مین ہچکی لگی ہوئی بات مُنھ سے نہین
نکلتی ہی نور الدہر بن بدیع الزمان عقب مین عذر کرتے ہوے کہ ملکہ سنو تو تمھاری شکایت بیجا
ہی میری کیا خطا ہی طہماس ذبیح خوار کہی سے دریافت کرو یہ احب قسم لے لو ملکہ فرط محبت سے
پلٹ تو پڑتی ہی مگر پنجۂ نگارین اُٹھا کر منع کرتی جاتی ہی کہ بس بس زیادہ باتین نہ بناؤ میرے قریب

نہ آؤ ورنہ مین ابھی اپنے چھری مار لونگی اب ہماری قبر پر آئیے گا فاتحہ پڑھ جائیے گا اب زندگی
مین ملاقات نہوگی اور آپ کو ہماری کیا پرواہ ہی جسکو موتیون کا مالا پہنایا وہ تو موجود ہی جاکر جلسے
مین بیٹھیے دیکھیے وہ آپ کی چہیتی گھبرائی ہونگی اب رات کوئی تین چار گھڑی باقی ہی آخری چاندنی
ہی فراش فلک نے چاندنی کا فرش زمین پر بچھایا ہی ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے
آسمان سے ہمسری کر رہے ہین دن سے بہتر روشنی ہی اُسی حال پُر ملال مین ملکہ مخمور
سُرخ چشم کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری ہی سحر سے طاؤس بنایا ہی اُسپر سوار ہو چکی ہی قصد ہی
کہ اُڑ کر نکل جاؤن نور الدہر بن بدیع الزمان چلاتے ہین کہ دوڑ کر دامن تھام لون اور
آواز دی کہ ای ملکہ بخدا اگر اسوقت چلی جاؤگی اور ہمارا کہنا نہ مانوگی تو ہم اپنا گلا کاٹ ڈالینگے
یہ کہکر نور الدہر نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھی اسوجہ سے ملکہ مخمور لپٹ پڑی کہا صاحب
برائے خدا ایہ ارادہ نہ کرنا لو مین ٹھہر گئی نہین جاتی نور الدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین
مین قریب پہونچون کہ پہاڑ پر سے آواز آئی ای جان جہان آرام دل مشتاقان آج رات تمنے
کہان گنوائی ہی ہم شب بھر انتظار کرتے رہے ابتو آکر گلے سے لپٹ جاؤ دل بہت بیقرار ہی ملکہ
مخمور سُرخ چشم نے گھبرا کر طرف کوہ کے دیکھا عجب طرح کا معرکہ پیش آیا پہاڑ پر ایک قصر عمدہ
بنا ہوا ہی شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عیش ونشاط سے پیراستہ اک کرسی جواہر نگار بچھی
ہوئی ہی اُسپر ایک جوان تاج شہریاری بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے گنٹھے
یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے بازوون پر نورتن اک جواہر نگار کمر مین ڈاب دونون
پرزمے یاقوت احمر کے ولایتی حمائل سپر عمدہ پشت پر اُسپر جال مروارید بے بہا کا بشوکت
شاہانہ پشت پر کئی سو ملازمان زرین پوش دست بستہ کھڑے ہین سر پر آگے مگس رانی کر رہے ہین
وہ ہنس ہنسکر ملکہ مخمور کو آواز دے رہا ہی اور کلمات خلاف تہذیب اُسکی زبان پر جاری ہین جانی
پیاری اسطور سے کہتا ہی کہ سننے والے کو صاف ثابت ہو کہ یہ قدیم آشنا ہی آج کوئی بات ایسی
ہوئی ہی جس سے غصہ کر رہا ہی یہ جو ملکہ مخمور نے معرکہ جان گزا دیکھا قلب ٹھہرا گیا ایسے کلمات
ناشائستہ کبھی کاہے کو سُنے تھے جون فق رنگ متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ منہ پر ہوائیان
آواز دی او بیحیا یہ تو کس کو کہتا ہی اُسنے ہنسکر جواب دیا جانی خلاف وعدہ کیا اور پھر اُلٹا

غصہ سے جلد آؤ آخر انتظار کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یہ سنتے ہی ملکہ کو تاب باقی نہ رہی طاؤس پر چڑھ کر سامنے اُس قصر کے پہونچی نور الدہر بن بدیع الزمان تو شکل آئینہ کے حیران دیکھ رہے ہین کہ یہ کیا معرکہ ہے یہ کون شخص ہے یہ تو کوئی قدیم دوست اُسکا معلوم ہوتا ہے اس جلسۂ عام مین کیسا ذلیل ہوا یہ سب دل مین کہتے ہونگے کہ شاہزادہ ایسی عورت پر عاشق ہوا جسکا چاہنے والا ایسا خلاف تہذیب پکار پکار کر ایسی باتین کر رہا ہے کہ کبھی رذیل بھی یہ کلمات بیہودہ زبان پر نہین لاتے قبضہ پر ہاتھ تھر تھر کانپ رہا ہے مگر جو مخمور سرخ چشم برابر قصر کے پہونچی جھولی سے گولا نکال کر مارا واضح ہو کہ وہ قصر بر سر کوہ ہے درختون پر جانورون کا انبوہ ہے گولا جو قریب قصر پہونچا طائر درختون سے اُڑ کر گولے سے لپٹ گئے منقارین مار کر گولۂ آہن سحر مخمور سرخ چشم کے ٹکڑے کر کے پھینکدیے اور چاؤن چاؤن کر کے وہ مخمور پر آن پڑے گرد طائران بد افعال بیچ مین یہ عنقاے اوج حسن و جمال دیکھنے والون کے ہوش اُڑ رہے ہین مگر مخمور سرخ چشم نے اُن طائرون سے جنگ شروع کی سحر پڑھتی جاتی ہے کوئی مخمور پر پر مارتا ہے کوئی منقار سے جسم کو غربال کرنے کا قصد کرتا ہے پنجون سے نوچے ڈالتے ہین مخمور سرخ چشم نے کسی کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا کسی کا سر کھینچ لیا اُف اُف کرتی جاتی ہے منہ سے شعلے آتش کے نکلتے ہین اُن شعلون سے طائر جلتے ہین وہ تاجدار پکارتا ہے کہ طائرو میری معشوقہ کو کشان کشان میرے پاس لاؤ خبردار ہلاک نہ کرنا مین آپ تنہائی مین سزا دونگا میری خطا وار ہے اور زیادہ مخمور سرخ چشم کا غصہ بڑھتا جاتا ہے تعلیم کردۂ افراسیاب اگر سحر مین ایسی کامل نہوتی تو وہ جانور بوٹیان کاٹ کر پھینکدیتے ہر چند کہ مخمور سرخ چشم نے بتعجیل تمام ایک زرہ سحر کی جھولی سے نکالکر پہن لی مگر جانور کڑیان آہن کی توڑے ڈالتے ہین ہزار در ہزار جانور ہے مگر مخمور سلیمان وار اُن طائرون کو تسخیر بھی کرتی جاتی ہے جلا بھی رہی ہے کبھی کارد سحر پھینک مارتی ہے ایک مرتبہ دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین مگر جسم سے فوار خون کے بہ رہے ہین ایک لمحہ مین طائرون کا کام تمام کر کے قریب قصر چکی دانۂ یاقوت احمر کا نکالکر مارا اب وہ تاجدار پھر سحر کرنے لگا مگر بیہودہ باتین نہین ہو توقف کرتا مخمور سرخ چشم اُسکے بھی سحر سے اپنے کو بچاتی ہے قصر پر

برقین گراہی ہی قصر کے بروج اور دیوارین گوے مارمار کر گرادین کبھی کڑک کر کسی غلام کو گری طمانچہ سحر پڑھ کر مارا سر اسکا اڑگیا نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے کوہ کے دیکھ رہے ہین کبھی تو تنہائی پر مخمور سرخ چشم کی روتے ہین کبھی بیہودہ باتون پر اس تاجدار کی بیتاب ہوتے ہین جب تلوار کا پڑکر بڑھتے ہین ہاتھ پانوئن مین رعشہ پیدا ہوتا ہی جھونکا ہوے تند کا چلتا ہی لشکر والے ہوا مین اڑ رہے ہین خیمے اڑے جاتے ہین وہ تاجدار وہان سے ڈانٹتا ہی خبردار تم مین سے اگر کوئی آگے بڑھا جلا کر خاک کردونگا لاشون سے میدان بھر دونگا نورالدہر و طہماس و میخوار کوہی اور کل انکے ساتھ والے کسی طرح قدم آگے نہین بڑھا سکتے ہین بلکہ جھونکون سے ہوا کے اور پیچھے ہٹے جاتے ہین گھوڑون نے اگاڑیان پچھاڑیان تڑین مطلق العنان حیران و پریشان اس دشت مین پھر رہے ہین کبھی نورالدہر میخوار کوہی سے کہتے ہین ای بہادر یہ تاجدار ملعون بھلا کون ہی یہ قصر و عمارت کیسی جب شام کو تمھارے ساتھ اترے تھے یہ کوئی علامت نہ تھی یکایک کہان سے آگئی میخوار کوہی کہتا ہی ای شہریار مین نے کبھی ایسا شعبدہ نہین دیکھا مین خود حیران ہون خدا ملکہ مخمور سرخ چشم کو بچائے نہین معلوم یہ کیا طلسم ہی مگر مخمور سرخ چشم اب اندر اس قصر کے اس تاجدار کے ملازمون سے جنگ رستمانہ کر رہی ہی زمین ہلا ہلا دیتی ہی کسی پر دانہ یاقوت کا مار کسی کو نیچے سے ہلاک کیا کبھی ابروے خمدار سحر پڑھ کے ہلاتی ہی چار چار سے سرکٹ کے گرتے ہین مگر اس تاجدار پر کوئی زوال نہین آتا جب ماش کے دانے پڑھ کے پھینکتا ہی ملکہ مخمور سرخ چشم شعلہ ہاے آتش مین چھپ جاتی ہی مگر باران سحر برسا کر ان شعلہ ہاے آتش سے مثل برق کے چمک کر نکلتی ہی ہر چند کہ وہ تاجدار اپنے کو بچاتا ہی مگر مخمور سرخ چشم نے تمام قصر کی دیوار و در کو گرادیا ساتھ والون کو اسکے خاک مین ملادیا نورالدہر بن بدیع الزمان اور میخوار کوہی و تمام اہالیان لشکر مخمور سرخ چشم کے واسطے بیقرار اور اشکبار نورالدہر طہماس سے فرماتے ہین ای طہماس شاید یہی افراسیاب جادو ہی جو مخمور سرخ چشم ہمیشہ ڈرتی تھی اور مجھ سے کہا کرتی تھی کہ افراسیاب ہمہ دان و ہمہ گیر صاحب تاج و سریر ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی معلوم ہوتا ہی اپنی کتاب سامری کو دیکھ لیا آگیا قصر سحر سے بنالیا کل تو اس کوہ پر قصر کا

نشان بھی نہ تھا آج سب کچھ ہو گیا مخمور جلا سے کو اُس بجیا نے کلمات محبت آمیز پکار کر کہے اور طہماس کتا ہرا و شہریار مین نے بھی تو کبھی افراسیاب کو نہین دیکھا خداوند ملکہ مخمور سرخ چشم کو پنجۂ ظلم سے اس نابکار کے بچانا ہاے ایکی مرتبہ کس ساعت ست آنا ہوا اس صحرا مین آتے فتنے کا بہانا ہوا ہر مرتبہ نور الدہر بن بدیع الزمان تیغہ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتے ہین نعرہ پر نعرہ کر رہے ہین مگر بہار تک نہین جا سکتے طہماس قبضہ پر ساطور کے ہاتھ ڈالے ہوے مثل دیو کے جھوم رہا ہی قبضۂ ساطور کو چوم رہا ہی کل فوج تیار آمادہ حرب و پیکار مگر کسی کا قدم نہین بڑھتا جھوکون سے ہوا کے لشکر مین تلاطم ہی فریاد والغیاث کی صدائین بلند مگر ملکہ مخمور سرخ چشم بصد قہر و خشم ساتھ والون کو اُس تاجدار کے مار کر نیمچہ ہاتھ مین جیسے اچھا پھکیت لڑتا ہی دریا خون کے بہا دیے طبقے زمین کے سرخ ہو گئے خون سے تمام لباس پر جے ہوے چہرہ غصہ سے گلنار دیکھا نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہ برابر اُس تاجدار کے پہونچی اُس بجیا نے بڑھ کر وار تلوار کا کیا مخمور سرخ چشم نے سپر کو ہاتھ سے پھینکہ بالکان سے بجلی نکال کر پھینک ماری برق بنکر اُس بجیا کی کلائی پر پڑی کلائی کٹ کر زمین پر گری گویا مچھلی دریا سے خون مین تڑپنے لگی ہاتھ کٹنے سے وہ خیرہ سر دست و پا چہ ہوا اب کون دستگیری کرے غل نکلجانے کا بھی نہ پایا مثل نقش قدم زمین پر جم گیا اُس حال مین مخمور نے بڑھکر نعرہ کیا او بجیا معشوق بنانے کا مزہ چکھا منم ملک الموت جان کافران یہ کہکر نیمچہ مارا اُس بجیا نے سر اپنا بڑھا دیا خود اپنے سر آفت لی اُس سر سے آگاہ نہ تھا سراسر بدحواس ہوا نیمچہ مخمور سرخ چشم کا سر پہ پڑا ذرا فرق نہ کیا یا تو نیمچہ سر پہ چمکا تھا یا تنگ گھوڑیون سے گذر گیا دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا فوج مین نعرہ بلند ہوا ملکہ سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا ہی قمع بغض و حسد گرا دیا کس لطف سے لڑی جو کیا نیچہ برق مثال ہی کیا جاہ و جلال ہی

نظم

شعلہ تیغ برق دم اُس پیکر سے تری
اک قدم آنا عدو کو راہ سو فرسنگ ہی
گر صفِ دشمن پہ سیدھی ہو گئی برق بلا
خود و قاشِ زین و حصہ تا بہ تنگ ہی
پر نہین یہ وصف جو مین نے بیان اسکے کیے
بلکہ یہ تعریف تو ترس کا آسکے ننگ ہی

امتحان گر کیجیے اسکا تو اک جو رنگ ہے	آسمان سے تا زمین اور ماہ سے ماہی تلک

تمام لشکر مین واہ واہ کی صدائین بلند ہوئین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اسکو قتل کرکے جا بجا بھلون
لاشہ اُس جیپا کا زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپا جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ملکہ اُس خون سے
نہا گئی اِدھر تو خون جسم پر ملکہ کے پڑا نہین معلوم اُس عجیب جانی یا رجا ودانی پر کیا صدمہ
گذرا ہاے کا نعرہ کرکے پنجہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اب دیکھنے والون نے دیکھا آندھی سیاہ
چلی کوہ پر دھوان بلند ہوا شعلے آگ کے اسقدر بھڑکے کہ کوہ کے پتھر تمام شعلہ جوالہ
بنگئے وہ صداے ہاے ہاے ہوئین بجلیان چمکین دھوئین کا جوش باد تند کا خروش زمین کو زلزلہ
اہالیان لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان کو معلوم ہوتا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوے ہر
ذیحیات کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم فنا ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا اندھیرے مین اپنا
بیگانہ نہ سوجھتا تھا معلوم ہوتا تھا ہمکو ہوا اُڑائے لیے جاتی ہے وہ اندھیری تاریکی شب و وقت سے
زیادہ پردہ ظلمات کا سا اندھیرا آنکھون کا بند ہونا بیقراری مین اہالیان لشکر کا رونا بعد عرصہ
دراز کے وہ شور وغل اندھیرا ہوا سے تند وغیرہ سب ہنگامہ دفع ہوا اب جو آنکھین کھولکر
دیکھا نہ وہ صحرا ہے نہ وہ مقام نہ وہ کوہ نہ لاشون کا انبوہ ایک ریتی کے صحرا مین سب نے اپنے کو
پایا خیمے زمین پر پڑے ہین بارگاہین سرنگون طہماس ومیخوار کوہی شاہزادے کے قریب
کھڑے ہین ساتھ والے نیم بیہوش مین کوئی مصیبت کے جوش مین وہ عجائب وغرائب دیکھا کہ
عقل حیران اگر ارسطو ہوتا یہ طلسم دیکھکر مثل طفل دبستان مہر خاموشی دہن پر لگاتا اب سب نے
آنکھین کھولین نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرد آگئے نور الدہر نے کہا بھائیو
وہ پہاڑ وہ قصر وہ لاشے سب کہان غائب ہوگئے ہاے مخمور سرخ چشم کو کون لیگیا
طہماس ومیخوار کوہی کہتے ہین حضور کیا عرض کرین عقل اس مقدمہ پیچ در پیچ مین کیا
دخل دے اُس صحراے ہولخیز مین یہ سب اس پریشانی مین تھے آثار سحر نمایان ہوئے گریبان
سحر غم مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے چاک ہوا چہار جانب سناٹا سنگ صحرا
دگرگون بلبلون کا جگر خون طائر عوض زمزمہ سرائی کے صداے ہیہات وافسوس بلند کررہے
ہین پرون سے سر پیٹتے ہین چشمے مثل چشم کور خشک ہین جنگل ویران رنگ چہرہ سحر فق

ہرزونیجات کو قتل اشعار مصنف

ہوئی یکبیک صبح آفت عیان
ہوئے ماہ و انجم فلک پر نہان

ستارہ سحر کا ہوا بس نمود
فلک ہوگیا سرخ روے کبود

اُداسی سی ہر سمت کو چھا گئی
کہ صبحِ قیامت نظر آگئی

فلک نے کیے برہمی کے رسوم
چلا ماہ لے کر سپاہِ نجوم

پڑی اُوس میلی ہوئی چاندنی
تلاطم میں سبزے کے دم پر بنی

ہوئے سرنگون سب نشانِ اختری
ہوئی آمدِ خسروِ خاوری

لگائے ہوئے غازۂ خون سپہر
کہ رنگت سے تھا سرخ جسکی سپہر

رخِ مہر سے تھا غضب آشکار
تزلزل میں تھا جس سے لیل و نہار

سراپا تھی خورشید میں تھرتھری
طبیعت سے ظاہر تھی آتش گری

گذرنے کا شب کے جو تھا رنج و غم
سحر وہ نہ تھی روزِ محشر سے کم

اُڑاتے تھے ذرّے سروں پر جو خاک
سہانا ہوا دشت وہ ہولناک

صبا کو خزان کی خبر ہوگئی
گریزان نسیمِ سحر ہوگئی

گلون نے گریبان کیے تار تار
کھٹکنے لگے دل میں غنچون کے خار

شاخون پہ تھی صاف پژمردگی
اُٹھائے تھا سبزہ بھی افسردگی

طیور اپنے بھولے تھے سب چہچہے
نہ وہ زمزمے تھے نہ وہ قہقہے

بلاتے تھے دل نالہاے چکور
سراسیمہ تھے ہر طرف کبک و مور

کسی جا پہ تھا نالۂ بلبلان
کہیں مرغ کرتے تھے شور و فغان

لگے کرنے زاغانِ کوہی بھی غل
پریشان ہوئے دشت وحشت کے گل

درندے چھپے خوف سے غار میں
تلاطم ہوا دشت و کہسار میں

قمر کیا سحر کو مصیبت ہوئی
کہ معشوق و عاشق میں فرقت ہوئی

حیرانی و پریشانی میں نور الدہر بن بدیع الزمان مبہوت کھڑے ہیں کہ دیکھا شبرنگ بن عمرو عیار اِنکا جو تلاش کو نکلا تھا اُسوقت آکر یہ پہنچا دیکھا اِدہر لشکر میں عجب ہنگامہ ہے کوئی مقابلہ

کوئی خاک اڑا رہا ہی **نور الدہر بن بدیع الزمان** خاموش فرش خاک پر بیٹھا ہی **شبرنگ** دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خیر تو ہی آپ جنگ مغلوبہ مین سے غائب ہوئے تھے یہان کیونکر پہونچے یہ لشکر کہان سے ملا اسوقت یہ تردد و انتشار کیسا ہی لشکر مین ہاے وای کا کیون غلغلہ ہی **نور الدہر بن بدیع الزمان** نے جو اپنے عیّار وفادار کو پایا گلے مین باہین ڈالکر رونا شروع کیا کبھی **شبرنگ** نے اسطرح شاہزادے کو روتا بیقرار نہ دیکھا تھا قدمون سے آنکھین ملکر کہا للہ ضبط فرمایئے حال تو مفصّل سنایئے نور الدہر نے ہاتھ کلیجے پر رکھکر کہا ای برادر **گلرنگ** **ناب وجلترنگ جادو** مجکو اور طہماس کو اٹھا کر لائین طالب وصل ہوئین مین وقت پر آرام جان تسکین دہ دل رنجور عاشق صادق **ملکہ مخمور سُرخ چشم** آکر پہونچین دونون کو مارا زیر کوہ اترے ای بھائی بیان کو طول کیا دون **میخوار کوہی** آیا مجھ سے لڑا مسلمان ہوا شب کو جلسہ آراستہ کیا صبح ہوتے ہوتے فلک نے مجکو لوٹ لیا کوہ پر ایک قصر ظاہر ہوا آئین نامی ایک تاجدار بیٹھا تھا اُسنے **ملکہ مخمور سرخ چشم** کو جانی لنگر پکارا وہ صاحب عصمت وعفت پہاڑ پر جاکر ایسی لڑی ہزارون طائر مارے آخر مین اُس تاجدار کو بھی قتل کیا ای **شبرنگ** ہمارے بخت سیاہ کا سامنا ہو ابعد قتل ہونے اُس ملعون کے ایسا اندھیرا چھایا اب ہم نہین جانتے کہ وہ پہاڑ کیا ہوا ملکہ کو کون لے گیا ہم اس صحرا مین کیونکر آگئے مین اپنے یوسف گم گشتہ کو کہان ڈھونڈھون کہان جاؤن جی چاہتا ہی گلا کاٹ کر مر جاؤن **شبرنگ** نے کہا ای شہریار طریقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ وہ مقام کسی طلسم کا ہی اپنے کو کیون ہلاک کیجیے چلکر طلسم کو تلاش کرین انشاءاللہ غلام پتا لگائے گا ملکہ کا گرفتار کرنے والا اپنی حرکت ناشائستہ کی سزا پائیگا **نور الدہر بن بدیع الزمان** نے کہا ای برادر روح کو راحت نہین ہاتھ پانؤن مین طاقت نہین جسمسے تو اب کچھ نہ ہوسکیگا اگر تم بھی اس معرکہ قیامت خیز کو دیکھتے ہوش اڑ جاتے ایسے کلام نہ کرتے ای بھائی کہان تلاش کرون یکایک یہ قیامت برپا ہوئی کہ آنکھون سے مخمور سرخ چشم مخفی ہوگئی مگر بقول تمھارے کیا مین اب پلٹ کر لشکر مین جاؤنگا اسی صحراے ہول خیز مین سر ٹکرا ٹکرا کر مر جاؤنگا ای میخوار کوہی بسم اللہ لشکر تیار کرو فوراً لشکر مین ترنا ہوئی گھوڑون پر کاٹھیان پڑنے لگین **نور الدہر بن بدیع الزمان**

کا یہ حال ہوا کہ مرکب پر سوار ہوا نہین جاتا رکاب سے پانون نکلا جاتا ہی طہماس نے آکر ہاتھ تھاما مرکب پر بمشکل سوار کیا خاک اڑاتے طرف صحرا کے چلے لیکن بموجب ابیات

دشوار ہی اک قدم کا چلنا — آسان نہین یہان سنبھلنا
کتا تھا بجبر روکے ہر گام — ای زور ہمارے ہاتھ کو تھام
طاقت بیتاب ہو گئی ہی — تسکین خراب ہو گئی ہی
ای شوق کر اب تو دستگیری — عاجز ہو شباب مثل پیری
ہی سر پہ وبالِ دوش اب تو — کچھ بھی نہین ہمکو ہوش اب تو
ای طاقت رفتہ آ خدا را — دل توڑا ہی ضعف نے ہمارا
سر پھرتا ہی گردشِ فلک سے — رنگ اڑتا ہی درد کی چمک سے
محزون ہون دہر کی ہوا سے — مغموم ہون بخت نارسا سے
طالع گردش دکھا رہا ہی — گردون مجھکو پھرا رہا ہی
شادی سے جو ہی بگاڑ مجھ سے — غم کرتا ہی میل جھاڑ مجھ سے
سوزِ فرقت سے جل رہا ہون — حیرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون
وہ نخل ہون جو پھلا نہ پھولا — وہ شی ہون جسے ہر ایک بھولا
وہ درد ہون جو سہا نہ جائے — وہ حال ہون جو کہا نہ جائے
وہ تیشہ ہون اپنا سر جو پھوڑے — وہ سخت ہون اپنا دل جو توڑے
بیداد ز جور چرخ بیداد — فریاد ز دست عشقِ فریاد
شدت پہ ہی زور ناتوانی — ہمسر پر ہی سوار سرگرانی
غمخواری کرے کسی غرض ہی — تپ اٹھتی ہی جس سے وہ مرض ہی

اس جوش و خروش مین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان قطع منازل و طی مراحل مین مصروف ہی دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک کوہ کے پہنچے صرف اس پر ایک قصر کہنہ بنا ہوا معلوم ہوا طہماس نے عرض کی شام قریب ہو آج شب اسی مقام پر بسر کیجیے نور الدہر بن بدیع الزمان گھوڑے سے اترے طہماس آگے ٹیلے سے کود پڑا

ساطور کمر پہ لئے شل رہا ہے ابھی بارگاہین وغیرہ استادہ نہین ہوئین جھگڑون سے باز
رہے ہین کارگذاران میخوارہ کوہی تدبیر کر رہے ہین کہ دیکھا اُس قصر کہنہ سے جو لب کوہ
واقع تھا ایک زنگی سیاہ رو بصورت مہیب قد تاڑ کا لٹھا ہونٹھ موٹے موٹے کریہ منظر
عفریت پیکر بموجب بیت سعدی علیہ الرحمۃ بیت

تو گوئی تا قیامت زشت روئی	بر و ختم است بر یوسف نکوئی

تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ دھرے ہوئے پہاڑ سے کود آ وا آواز دی یہ کون اجل گرفتہ ہے جو
یہان لشکر اُتارا ہے غل شور سے ہمارا سر پھرا جاتا ہے جلد یہان سے لشکر کو اُٹھاؤ اور کہین
چلکے اُترو ورنہ ایک ایک کو سزا سے معقول دونگا جس مقام پر طہماس کھڑے تھے
یہ زنگی ایسے کلام سخت کہتا ہوا وہان پر آیا طہماس نے آواز دی ابے مردک سپاہی کیا واہی
تواہی بکتا ہے زبان کو بند کر اگر یہان اُترے تو کیا کچھ تیرا لیا اس زمین کے واسطے شرف
حاصل ہوا نہین آگاہ ہے یہ لشکر کس کا ہے نبیرہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان وہ سامنے جلوہ فرما ہین یہ جو طہماس نے کہا وہ زنگی سیاہ رو
غصہ سے لال ہوگیا جواب دیا کیسا سپاہی کیسا بہادر ہم اپنی زمین پر نہین اُترنے دیتے جلد اُٹھو ورنہ
تلوار کھینچتا ہون طہماس نے ہنس کر کہا او گدھے لاکھ دو لاکھ کو بلا تو شاید ڈرین مگر تنہا اگر عالم
ایک طرف ہوجاوے تو پنی کرین یہ سنکر اُس زنگی نے طہماس کو تیغہ کا ہاتھ مارا طہماس نے ساطور پر
گا تخشا معلوم ہوا دو اژدہے آپسمین لپٹ گئے طہماس نے تلوار اُسکی روک کر نعرۂ تکبیر کیا اُلجھاوے
مین سے ہاتھ نکالا سر کو بتا کر کمر پر ساطور کا ہاتھ لگایا مثل خیار تر اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے
زنگی کا مرنا قیامت برپا ہوئی نور الدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا طہماس کی گردن
و کمر مین ایک زنجیر لپٹی ایک پنجہ آسمان سے گر کر کمر مین طہماس کی پڑا اُٹھا کر بر وے ہوا
لے گیا اور ایک آواز آئی ہیبت خیز کہ جس سے زمین تھرا گئی بجاے خون کے زنگی کے جسم
سے دھوان نکلا سارے لشکر مین اندھیرا چھا گیا آنکھین سب کی بند ہوگئین بعد تھوڑی
دیر کے زمین کا کانپنا موقوف ہوا دھوان بھی دفع ہوگیا اب دیکھا جس مقام سے صبح کو
کوچ کیا تھا وہی جگہ ہے نہ وہ پہاڑ ہے نہ زنگی کا لاشہ دکھائی دیتا ہے اب تو ہیبت اور زیادہ

ہوئی

حیران وپریشان ہوے واسطے طہماس کے نورالدہر بن بدیع الزمان نے گریبان پارہ پارہ
کیا توشبرنگ دوسری آفت ہوئی رفیق قدیم ساتھ سے چھوٹا فلاک نے پہلی منزل مین لوٹا
شبرنگ کے بھی ہوش وحواس درست نہین مگر ضبط کرکے کہا اے شہریار صبر لازم ہی اور
غمخوار کوہی کو پکار کر آواز دی جلد بارگاہ استادہ کراؤ اس تردد و انتشار سے کیا
حاصل ہوگا سمجھا کر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا
سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے مگر سب خاموش حیرت کا جوش نورالدہر نے کہا اے
غمخوار کوہی اب تم لشکر لیکر اپنے قلعہ کو جاؤ ہمارا ساتھ چھوڑدو علاوہ معشوق کے
طہماس کے غم نے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہمارے بچپن کا رفیق عاشق صادق جری
بہادر تیغ زن صف شکن ہماری محبت مین طرما سب ایسے بیٹے کو میدان قلعہ فروالامان مین
مار چھاتی پر چڑھ کر اپنے نور نظر کا سر کھینچ لیا ہمارے قدمون پر لاکر ڈالدیا ایسے چاہنے
والے کس کو ملتے ہین اب ہم تنہا اُسکی تلاش مین نکلتے ہین یا تو اُسکو تلاش کرکے
لاتے ہین یا اپنی جان دینگے یہ روے سیاہ کسکو دکھائینگے غمخوار کوہی بے اختیار رونے لگا
کہا حضور وہ رفیق قدیم تھے ہم غلام جدید ہین مروت سے بعید ہی کہ اسوقت مین آپکا ساتھ
چھوڑین اگر حضور جان دینگے ہمکو اپنی جان کب عزیز ہی اگر حکم ہو سر کاٹ کر قدمون پر ڈالدین
جو حضور کا حال وہی ہمارا بھی حال شب بھر یہان بسر کیجیے صبح جہان سرکار چلین گے
غلام حضور کے ساتھ ہین یہ سب غلامان باوفا ہین انمین سے کوئی قدم نہ ہٹائیگا غلام
کو ہمیشہ سپاہیون سے عشق رہا ان سب صاحبون کو خون جگر پلاکر پرورش کیا ہی یہ بارہ
ہزار بارہ لاکھ سے نہ رک سکینگے بس نورالدہر بن بدیع الزمان نے سر جھکالیا چیز و تھوڑا
سب نے کھانا کھلایا شبرنگ تو مثل سایہ کے ہر وقت ساتھ ہی بعد کھانے کے پلنگ پر آکر
بیٹھے شبرنگ حاضر ہی اب شب ہجر سیاہ کا سامنا ہوا فرمایا شبرنگ تم آرام کرو صبر وقرار
نے ہمارا ساتھ چھوڑا راحت وآرام نے منہ موڑا یہ کالی رات کیونکر کٹیگی بلا سے سیاہ ہی
کہا جائیگی فلک بھی ستارون سے آنکھین نکالتا ہی آج ماہ تابان مثل تابہ آہن سیاہ ہی
تارے ہین یا خال چہرہ زنگی خیمہ مثل گور تنگ ہی اب تو زندگی سے دل تنگ ہی اس پریشانی

مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے اشعار میر شوکت حسین صاحب متخلص بہ تعمق لظم

ہجر مین جان پہ آجاتی ہے آفت دل کی — کرتی ہے روح کو بے چین اذیت دل کی
آگئے بیٹھو مرے پہلو مین کوئی دم آکر دن — ایک مدت ہی مصیبت کا سقیت لگی
کیا کہین رات کو نکلا کوئی ارمان وصال — نہ چہرے سے ہویدا ہے بشاشت دل کی
جب سے اک شوخ پہ آئی ہے طبیعت اپنی — روح بے چین ہی جاتی رہی راحت دل کی
جاکے ان گیسوون او اللہ الجھتا ہے عبث — دیکھنا ایکدن آجائیگی شامت دل کی
اٹھ نہ پہلو سے کہ ہے شاق بہت اے دلبر — ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دل کی
دونون عالم کو ڈبو دینگی مری دونون آنکھین — فرقت یار مین پائین جو اجازت دلکی
مار ڈالیگا طبیعت کا کہین آجانا — جان بھی جائیگی کہتی ہے یہ رخصت دلکی

رات بھر شبرنگ بن عمرو خدمت مین حاضر رہا سمجھایا کیا شاہزادہ نہ خود سویا نہ شبرنگ کو سونے دیا جب قلیل رات باقی رہی ذرا آنکھ لگی تھی گھبرا کر شاہزادہ اٹھ بیٹھا کہا ای شبرنگ بڑا غضب ہوا ملکہ کسی آفت مین مبتلا ہے ابھی ابھی مین نے خواب مین دیکھا میرا نام لیکر روتی ہے مکان تنگ و تاریک مین بند گرد ساحران خونخوار بیکر وہ ماہ آسمان حسن و جمال مجسم ملال مین مبتلا تھی مین جو سامنے پہونچا آواز دی کیون ملکہ مزاج کیسا ہے فقط اتنا جواب دیا کہ شہریار ہمارے پاس نہ آئیے ہم طلسم مین قید ہین اگر آپ یہان آئیے گا تو مصیبت مین پھنس جائیے گا مگر کسیطرح خواجہ عمرو کو اطلاع کیجیے کیا عجب ہے وہ اگر اس بلا نصیب کو قید آفت سے چھڑائین بڑے بڑے زبردست یہان ساحر ہین علم سحر سے خوب ماہر ہین ای شبرنگ مین نے چاہا کہ نام طلسم کا پوچھون آنکھ کھل گئی آنکھین کو بند کر جائین تو صبر آتا کلمات حیرت و یاس سننے کی طاقت نہ تھی مگر پہلے خواب مین بھی اس تک نہ پہونچ سکے پھڑک کر رہ گئے شبرنگ نے کہا ای شہریار اس خواب سے تو خیال ہوتا ہے کہ ملکہ چین سے ہین آپ نے مصیبت مین دیکھا عکس اسکا عیش ہے نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ای شبرنگ یہ رویائے صادقہ ہے وہ ہی ہے جو آنکھون سے دیکھا دل خانہ خراب ہدایت کرتا ہے کہ خواب سچا ہے ہر چند شبرنگ بن عمرو سمجھاتا ہے کب صبر آتا ہے ولولہ بڑھتا جاتا ہے

ہے

بقول کسی شاعر کے شعر

عاشق کو بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل
حضرت ناصح جو آئین یہ وہ دل لیکر راہ

دیگر

وہ کام بتاتا ہی جو آتا نہین مجکو
یہ تو کوئی مجکو سمجھا دے کہ سمجھاینگے کیا

دیگر اشعار مصنف

گیسو کی یاد مین یہ شب غم بسر ہوئی
کن حسرتون مین آہ ہماری بسر ہوئی

فرقت مین تیری رات تڑپکر بسر ہوئی
کچھ رات رہ گئی تھی کہ اپنی سحر ہوئی
یاد رخ صبیح مین تیری ہوئی کنود

جب دم لبون پہ آگیا اُسدم سحر ہوئی
عین شباب و فرقت معشوق مہربان
شام شباب عمر کی دم مین سحر ہوئی

جب ہونٹھ پر دم شاہزادے کا آیا صبح فراق نے روے سیاہ دکھایا اُٹھکر وضو کیا نماز سحر سے فراغت حاصل کی پھر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان جو شان دخرو شان بدحواس عالم یاس پشت مرکب پر سوار ہوکر تلاش محبوب مین چلے شبرنگ رکاب سے لپٹا ہوا عقب مین تمام لشکر ملکہ مخمور سرخ چشم کا غم طلماس کی جدائی کا الم ہر مرتبہ شاہزادہ آہ کا نعرہ مارتا ہی چاہتا ہی ان سبھون کے ساتھ سے الگ ہو جاؤن اپنے کو دشت نجد مین پہونچاؤن شبرنگ بن عمرو یہ تو پہچان کر کہتا ہی اے شہریار ایسے مقام پر چندکس کا ہمراہ ہونا بہت مناسب ہی غلام سے الگ ہونے کا برائے خدا قصد نہ کیجیے گا ہو جب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ شاہزادے نے بمشکل دل کو سنبھالا بصد سوز و گداز اس غزل کو شروع کیا غزل

زندگی کیون نہو وبال ہمین
کیا کہین آپنے ایک بوسہ کو
صاف نہ بن ہم بلا زلال ہمین
آج بھی ٹلگیا جو وعدۂ وصل
پھیر دین وہ ہمارا مال ہمین
پھر دل آزاریان وہ کرنے لگے
تو ہوا اور انفعال ہمین
چاند دیکھا جو چودھوین شبکا

خون سے کر دیا حلال ہمین
شرم ہی مانع سوال ہمین
مجھ سے کہتا ہی انکے شوق مین دل
بار ہوگا بڑا ملال ہمین
حسرتین دید کی نکلنے نہ پائین
دیکھ پایا ذرا بحال ہمین
خاک ہی اوڑھنا بچھونا ہی
انکے رخ کی ملی مثال ہمین

زلف جانان کا ہی خیال ہمین
تو نے قاتل کیا نہال ہمین
ساقیا دُرد محتسب کو دے
اپنے پہلو سے تو نکال ہمین
دل کی قیمت جو بوسہ دیتے نہین
نظر آئے جو وہ جال ہمین
وصل مین یار ہمسے روٹھ گیا
یہی سند ہی ہی شال ہمین
پاکے وحشی کسی کی آنکھون کا

ٹھوکرتے ہیں بہت غزال ہمیں
آکے دنیا میں تجھ سے بعد ہوا
کر دیا بے چھری حلال ہمیں
وصل میں عیب جستن کے باعث
اُٹھتا ہوتا گیا زوال ہمیں
دیہ لا قاتل لگا کے تیر نظر
نظر آئے کہیں ہلال ہمیں
ہجر میں فرش غم پہ گرتے ہیں

وصل میں یار مجھ سے کہتا ہی
اب ہی درکار اتصال ہمیں
نہوا فصل گل میں کیوں سودا
نہوئی بات کی مجال ہمیں
یار جو بے عدیل پایا ہی
خوب آتی ہی دیکھ بھال ہمیں
عشق ابرو میں جھک گئے ہو گئے خم
اُٹھ سکے ای دردل سنبھال ہمیں

ہجر کا کچھ سناؤ حال ہمیں
تو نے ابرو دکھا کے غیروں کو
ہو گیا کیا یہ اب کی سال ہمیں
جتنا اُنکا عروج حسن ہوا
لوگ کہتے ہیں بیشال ہمیں
یار اگر دائی ہاتھ اُٹھا کرنے
سب کہیں صاحب کمال ہمیں
اُس غزل سنے اور آگ عشق کی

بھڑکائی مگر خیال ہی کہ ای نور الدہر خواب تمہارا سچا ہی اگر ذرا بھی نشان ملیا سے تو تمہارا پکڑ کر جا پڑوں اگر زندگی تمام ہو چکی ہی تو قید خانہ میں سنکر یہ تو کہیگی کہ ہمارا عاشق جانباز تھا مردان عالم میں سرفراز تھا کہ ہماری جستجو میں جان دے دی اور اگر حیات باقی ہی اور تجھ پہونچ گئے بخت نے رسائی کی اور رہا کیا تو اُسوقت کیا خوشی ہوگی اور ای نور الدہر چونکہ مقدمہ وہاں ساحری کا ہی اسوجہ سے خواب میں بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو کو خبر کرو جانتی ہیں وہ عیار طرار ہو رہا کریں گے اور کسنے کیا ہو سکیگا مگر خدا نے ہمکو ساحر کش بنایا ہی بچپن میں طلسم گوہر بار سلیمانی کو فتح کیا اگر خدا نے فضل کیا تو اِس طلسم کو بھی چل کر فتح کرتے ہیں الغرض دن بھر اُس وادی ہولناک میں رہروی کرتے رہے کوئی چند گھڑی دن پچھلا باقی تھا ایک صحرا سے سبزہ زار میں گذر ہوا صحرا دلچسپ لالہ زار جا بجا گل خودرو کی بہار ایک جانب کوڑیالا کھلا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ فرش زمردین پہ جال مروارید کا پڑا ہی طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی صفت میں باغبان

قضا و قدر کی صورت میں نظم | ہر گیا ہے کہ بر زمین روید | وحدہ لا شریک لہ گوید
دیگر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار | ہر ورق دفتریست معرفت کردگار | چونکہ وقت آخر روز ہی

دھوپ ساتھ زردی کے معلوم ہوئی ہی عکس نیر اعظم سے تمام زمین دشت پر چمن زعفران زار کا دھوکا ہوتا ہی سبزہ دشت کا دل میں سبز بختوں کے تخم محبت بوتا ہی

جا بجا چشمے موج مار رہے ہین طائران صحرا سبزے کی فکر مین عندلیب چمن پیرا سے ازل
کے ذکر مین زیر نخل جا بجا میوون کے انبار ایک جانب لالہ با دل داغدار ابیات

دشت تھا صفحۂ زمردگون
صاف مثل لبلون پاک درون
تھی اُسی سبزہ زار سے اظہار
سبزۂ خط گلرخان کی بہار
سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ
مُردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
بس اثر کرتی تھی جہانتک کام
مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
سو کے اُس سبزے پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار
یہ ہوائے خوش اُسکی آتی تھی
روح بالیدگی سی پاتی تھی
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری
چڑھ گئی بس دماغ کو سردی
دل شبنم یہ چاہتا ہی وہان
ہون اسی سبزہ زار پر غلطان
اِک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز
اِک طرف کو زمین عنبر بیز

شاہزادے نے جو دشت پر فضا کو دیکھا یاد شوق نے بیقرار کیا سبزے نے زہر کی تاثیر
پیدا کی نوک سبزۂ خار بنکر قلب مین چبھے ہر پھول شعلۂ آتش ہوا واسطے دل جگر کے شمشیر
سرکش ہوا ہر سوسن کی شاخ خنجر آبدار موجۂ آب نہر کھنچی ہوئی تلوار حباب آنکھین نکالتے ہین اشارے
کرکے ٹالتے ہین مہخوار کوہی نے کہا اے شہریار اسی مقام پر فروکش ہو جیے زیادہ شورش
نہ ہوجیے انشاء اللہ احکم الحاکمین رہبر کامل جادۂ منزل مراد پر پہونچا لے گا مطلب حلی بر آئیگا
سبزہ زار کو دیکھکر جو شاہزادہ آنکھون مین آنسو بھر لایا خبر رنگ نے قدم آگے بڑھایا عرض
کی حضور غم غلط کرین ٹھنڈی سانسین نہ بھرین ذرا بھی غلام نشان پا جاوے ساحرہ ہون یا
غیر ساحرہ فوراً آپنے کو وہان نہ پہونچاؤن تو فرزند خواجہ عمرو غلام کو نہ کہیے گا مطمئن رہیے ان
بات غلام اِسی فکر مین ہی کہ یہ کون تھا جو تاجدار بنکر قیامتین برپا کر گیا اور حضور غلام نے سوچا
افراسیاب جادو تو نہ تھا اگر افراسیاب ہوتا آپکو زندہ نہ چھوڑتا یہ کوئی شعبدہ جدید تھا
وانشاء اللہ بتا طاہی چاہتا ہی حضور طبیعت کو پراگندہ نہ کیجے دل کو تسکین دیجیے مہخوار سچ
کہتا ہی اِسی مقام پر اُترئیے صحرا معقول ہی وہ دیکھیے سامنے قریہ بھی معلوم ہوتا ہی آبادی بھی
قریب ہی نور الدہر بن بدیع الزمان نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ اے شبرنگ
اب تو میرا یہ حال ہی طبیعت ویرانے کو ڈھونڈھتی ہی وہان جاکر ٹھہرون کہ انسان کا نام نہ ہو
وحشیان صحرا سے دل بہلا لینگے اپنے غزال رمیدہ کو دل کھولکر تلاش کرینگے تم براہ محبت

سمجھاتے ہو تمکو ناگوار ہی اٹھو پھر اُسی کا انتظار ہی اُس ملعون تاجدار سے لے جو کلام محبت آمیز
کہا مین نے دیکھا کہ اُس شیر زن کا چہرہ غصہ سے لال ہوگیا پیشانی پر پسینہ تھا کیون اے
شبرنگ تمکو یاد ہوگا ہزارہا جادوگر طرف سے افراسیاب کے ہم لوگون کے مقابلہ کو آئے
اُن بھیاؤن نے بڑے بڑے نیرنگ دکھائے مگر ایسا سحر کسی کو کرتے نہین دیکھا ماشاء اللہ
کس دھوم دھڑکے سے لڑی اول طائرون کو جلایا وہ طائر کمبخت کیا بلا کے تھے جسم
نازنین اُسکا نوچے ڈالتے تھے انکو پھونک کر قمر کو مٹلیا آسکے ساتھ والون کو قتل کیا
اُس تا بدار پر بھی تو جا پڑی مگر اُس ملعون کے مرتے ہی قیامت برپا ہوئی ملکہ کا تیانہ طلانہ
قصر بھانہ وہ کوہ تھا ہمارے قلب پر غم والم کا انبوہ تھا شبرنگ نے کہا اب اُن باتون
کو نہ یاد کیجیے اب ملحوظ رہے کہ شبرنگ پاس نور الدہر کے کھڑا ہی فہمائش کر رہا ہی ابھی
لشکر اچھی طرح پر اُترنے نہین پایا ہی بار لدے ہوے ہمراہیان منجوار کو ہی شل ہے
ہین کہ دیکھا قریہ کی جانب سے ایک عورت سیاہ فام ہونٹ پھولے گال سر پر بڑے
بڑے بال قد لمبا مثل چنار صحرائی آنکھین پتھرائی ہوئین بلکہ ایک آنکھ سے کانی کلوا بھیرون
کی نانی بجھ کی سی صورت یا کالی جی کی مورت ہیبتناک کھاروے کی تہبند باندھے ہوے
تنا سر کرما، دوشکم سینہ پر لٹکتی ہوئین یا تھنیون کے تھیلے تھے کان مین جست کی بالیان
ناک مین پیتل کی موٹی سی نتھ لہسن پیاز کی تھیون کا گندھا ہوا ہار تبھی کوڑیون کا مالا گلے مین
شعر تھی جلد بدن کی خرس کی کھال وہ روغن نہ تھے ریچھ کے تھے وہ بال جو روز روشن
مین اگر کوئی دیکھے آنکھون مین اندھیرا آئے صورت ہیبتناک اُس ماچہ خنی کی دیکھ کر
قلب تھرائے چہرہ اسقدر کالا ہی کہ اُسکے توے کی مثال ناقص ہی شب دیجور کہون رات
سے مثال دون جھولی بائین ہاتھ پر آسمین اسباب تورائی کے دانے مرگھٹ کے دانے
سرسون و کالے ماش وغیرہ اُس بدمعاش نے یہ سب سامان سحر جھولی مین بھر لیا تھا مگر
اب شبرنگ نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر جابجا کھڑے ہین مگر اُسکی نگاہ نور الدہر بن
بدیع الزمان پر پڑ رہی ہی شبرنگ چاہتا ہی کہ آقا تو سید سے سپاہی ہین قصد ہوا کہ
آگے بڑھکر کلام کرون مگر کلیجہ دھڑکنے لگا دل سے کہتا ہی خدا خیر کرے کوئی آفت تازہ

آئی جاتا کہ بڑھوں وہ قریب آگئی اور نورالدہر سے آنکھ ملاکر کہا کہ وزدی لشکر یہاں سے ہٹاؤ
اور کہیں جاکر اترو ربیع کی فصل ہے کھیت سب ہرے بھرے ہیں فوج سے پامال ہو جاینگے
ہمارے اسامیوں کا نقصان ہوگا بدمزہ ہر ایک کسان ہوگا کوٹ ہو چکی ہے کبھی کھیت بٹائی کے
ہیں غلنی لوگ یہاں نہیں ٹھہر سکتے جو فروش گندم نما معلوم ہوتے ہو تم لوگوں کی کچی روٹی
ہے شبرنگ نے پلٹ کر کہا اے نیکبخت تب کی شب اتر رہینگے مسافرانہ وار ہیں صبح ہوتے
چلے جاینگے اس ساحرہ نے کہا نگوڑے الگ جا تو نہا بیٹھے اڑھائی چانول گلا ہم تیرے
آقا سے کلام کرتے ہیں نہ خود بات کرتا ہے نہ اور کو بولنے دیتا ہے یہ مقام پر آفت ہے نورالدہر نے
جو یہ کلام واہیات سنے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہا شبرنگ کیوں ایسی لگاتی کی ست کرتے ہو
میں ابھی زبانِ تیغ سے جواب دیتا ہوں شبرنگ نے پلٹ کر اشارے سے منع بھی کیا
کہ حضور ساحرہ پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ میں ترکیب سے انکی خدمت کیے لیتا ہوں یہ مرد
سپاہی بات کی برداشت نہیں چاہا تلوار کھینچ کر جا پڑیں شبرنگ نے جلدی ساحرہ کا ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا بی بی تم ہمسے متوجہ ہو اِنسے کلام نہ کرو ہمیں لشکر کا اختیار ہے ہم ابھی لشکر کو یہاں سے
لیے جاتے ہیں مسافر کو کیا مشکل ہے یہ دشت سبزہ زار ہے ریگستان میں جا اترینگے ساحرہ
نے ہاتھ چھڑا لیا کہا نگوڑے ہم منع کرتے ہیں نہیں مانتا جسکے منہ میں چانول بھرے ہوتے
ہیں وہی چپاچپا کر باتیں کرتا ہے دیکھ میں ابھی سزا دیتی ہوں یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالنے لگی شبرنگ
سوچا غضب ہوا بس اسنے کہا ملکۂ عالم وہ دیکھیے گانوں سے ٹھاکر صاحب بھی آتے ہیں
آپ کو بلاتے ہیں بس وہ اجل گرفتہ پلٹی شبرنگ تو برابر کھڑا ہی تھا لپٹ کر کوکھ پر خنجر مارا ساحرہ
کا شکم چاک قصہ پاک ہوا مارے لگتے زمین پر گری مگر اسکے گرتے ہی ایک زنجیر آتشین پیدا
ہوئی ایک سرا گردن میں شبرنگ کے دوسرا کمر میں نورالدہر بن بدیع الزمان کے پیچیدہ ہوا
یہ تو بستۂ سلسلۂ محبت تھے ہی خانۂ زنجیر کو قصر راحت سمجھے مگر لشکر میں غل ہوا کہ خونخوار کو ہی
دوڑا وہ زنجیر دونوں کو کشاں کشاں لیکر بلند ہوئی آنکھ دونوں کی بند بیہوش ہوئے نہ سمجھے
کہ پھر کیا گذری لشکر والوں نے دیکھا کہ عیار و سردار زنجیر میں گرفتار ہوکر چشم زدن میں
آنکھوں سے ناپدید ہوئے سب نے چاہا تعاقب کریں کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی اسس

آندھی سے رعد کی گرج برق کی چمک مینہ برسنے لگا کوہیون کے سر کٹ کٹ کے گرنے لگے
مگر میخوار کوہی اس معرکہ کو دیکھکر گھبرایا مگر کیا ہو سکتا ہے اُس آندھی مین ہر ایک کو سکتا ہے روح بر
نی ہے یقین ہے اب شورش ہوا سے دم نکلجاے آخر مجبور و ناچار گھوڑون پر سوار ہو کے جسکا جدہر
منہ اٹھا ادہر نکلگیا جان بچاکر ٹل گیا ایک سمت میخوار کوہی بھی بھاگا چونکہ افسر تھا ہزار
دو ہزار نے ساتھ دیا مگر دیکھتا ہے کہ آندھی مثل بلاے ناگہانی کے چلی آتی ہے سوار پیدل
سیکڑون سر ٹکرا ٹکرا کر مر گئے مال اسباب سب وہین چھوٹا فقط جان کو غنیمت جان کر بھاگے
جاتے ہین جب پانچ کوس پر آکر پہونچے اب جوش و خروش ہوا کا موقوف ہوا لرزان ترسان
ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے بعد عرصۂ دراز کے ہوش و حواس درست ہوے میخوار
نے کہا یارو افسوس ہے جان کا ایسا پاس ہوا کہ سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا شبرنگ
بن عمرو اور آقاے نامور پر نہین معلوم کیا گذری وہ ساحر نہ تھی بلاے ناگہانی آفت
آسمانی کہنا چاہیے سب نے کہا حضور ہمارا کیا ذکر تھا اگر نہ بھاگتے تو کیا کرتے یہ شعبدے
تو کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے منزل اول مین طہماس پر وہ معرکہ گذرا دوسری
منزل مین اقا سے چھوٹے گلابی پہلوان دوران لشکر مین صاحبقران کے چلیے صاحبقران
سے جاکر یہ حال بیان کیجیے وہ کشندۂ ساحران عالم ہین صاحب اسم اعظم ہین کچھ تدبیر
کرینگے میخوار کوہی نے کہا یہ روسیاہ اس قابل ہے کہ جاکر اُنکے بزرگون کو دکھاؤن کیا منہ
لیکے جاؤن اپنے موافق حقیقت کے جنگل جنگل اُس شیر بیشۂ جرأت کو تلاش کرونگا یا ترپ
ترپ کر اپنی جان دونگا ہزار دو ہزار کوہی جو اُسکے ساتھ تھے اُنکو ہمراہ لیکر براے تلاش
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو و طہماس بن عقیل دیوپیکر
روتا پیٹتا ہوا روانہ ہوا اُنکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان وحشت انگیز اُس گل گلزار محبت و عندلیب چمنستان مودت
قمری سرو حدیقۂ رعنائی بلبل شاخسار گلشن زیبائی رنجور مہجور ملکہ مخمور سرخ چشم
گرفتار طلسم حیرت قیدی زندان مصیبت کے بیان ہوتے ہین گوہر آبدار سخن کو
رشتۂ تحریر مین یون پروتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہے تو اے ساقیِ نازنین
پلا جلد صہبائے انگور کا
غم و درد سے دل ہوا پاش پاش
کہ دورِ فلک دورِ پیمانہ ہے
پھنسا ہے ملا ساقیِ مہ لقا
کہ پیرِ مغان سے نہ تھی یہ امید
ارے ساقیِ بیخبر تند خو
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
تصور میں ہے صورت اُس یار کی
اِسی جستجو میں اُٹھاتا ہون خاک

پلا ساغرِ بادۂ دلنشین
یہ کیا ہے بھلا ساقیِ رو سیاہ
یہ وحشت انگیز کی ہے تلاش
کہان تیرہ ہے رشک بنت العنب
لگے شیشۂ دل کو کیا سنگِ ہجر
تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے
مجھے زہر ہے تلخ جام و سبو
یہ ہے میکدے مین غم و ہم کا جوش
ترقی پہ ہے نشۂ بیخودی
جہان تیرہ و تار ہے اے قمر

تصور ہے اک چشم مخمور کا
تلاطم ہے بتخانہ مین آشکار
طلسمات کا تیرا میخانہ ہے
بتا ساقیا غیر ہے حال اب
سمجھنا نہ مخمور ہے اس مین بھید
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
تصور ہے اُس یار کا سر بسر
کہ بے اُسکے بیکار ہے نا و نوش
اُسی گل کی ہے سر بسر یاد تک
وہ خورشید رو آئے کیونکر نظر

غزل لائق ملاحظۂ ناظرین غزل

اے مرگ دیکھتی ہے انھین بار بار کیا
سینہ کے زخم بھی ہین شگفتہ انار کیا
ہر لو جو رنگ رو کی طرح اختیار ہے
اے جان امید وعدہ بے اعتبار کیا
اس وصل مین فراق فلک بھی نہ کر سکا
لپٹے ہوئے مین دامن لیل و نہار کیا
آنکھین کھلی ہوئی ہین جھپکتی نہین پلک
تکلیف نزع بھی ہے شبِ انتظار کیا
بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح
جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا
مانے نہ مانے مرگ سے کیونکر کرون سوال
جسطرح تیرا دل کہ مجھے اختیار کیا
کب ہے فریب راحتِ دشمن پہ اعتماد
تلوے کھجانے کی خلش نوک خار کیا
رکھتی ہے مثل رہ جو آغوش پر خراش
معشوق آبلہ ہے کوئی نوکِ خار کیا
سائل ہون اک بوسہ کا دو چار کا نہین
مین طول مدعا مین کرون اختصار کیا
انجام دیکھتے نہین آغاز کے سوا
ہے طول زلف رحمت پروردگار کیا
جیتا ہون کے ناز اٹھائے ہین رات بھر
تھا جوشِ شوق جلوۂ دیدار یار کیا
ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین
داغِ فراق ہے ستم روزگار کیا

قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکال لین
دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا

مانند پوسہ چار لیون مین نہان ہوئین
پوشیدہ گی ہو میری بھلا آشکار کیا

نیلی سی دھوپ ہے اک کفنی دود آہ کی
پہر روح پوششِ بدن سوگوار کیا

جکڑے ہین ہم نصیب تو گردش مین آرزو
ہم دورِ آسمان ہو مرار وزگار کیا

جھگڑے مین ہون کشاکشِ انفاس کی طرح
کم ہو سکے گا مشغلۂ انتشار کیا

مانندِ روح قیدِ تعلق سے عار ہی
جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا

بدلا ہوا ہی رنگ مزاج اندنون قمر
دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا

جو ہین میان بلاغت نشان دیگر وہ لکھتے ہین اس طرح یہ داستان

مخموران بادۂ رنج و الم و ساقیان خمخانۂ مصیبت و غم رندان میکدۂ اندوہ و آلام و تبع خواران شراب محنت انجام بجام صہبائے مروق ساغر خون دل پیکر دگزک کباب لخت جگر نوش کرکے پیرمغان خامہ دورباش کا مشتاق رہبری ہی آستان مخمور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ جس وقت ملکہ مخمور سرخ چشم نے برسرکوہ ہنگامہ برپا کیا تاجدار کو قتل کر کے بیہوش ہو گئی اب جو آنکھ کھلی دیکھا گرد چند حبشنین ترکنین گرفتار کیے ہوئے اس حال سے لیے جاتی ہین کہ زبان مین سوزن ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان طوق گلوگیر گردن مین تمام زیور آہن آراستہ عرصۂ دراز سے اسیر کمند گیسو تھی گویا آج خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی دل سے کہتی ہی اے مخمور حضرت عشق سے سلسلہ بخوبی ہوا گرفتاری زندان عشق کیا کم تھی جو قید آہن مین مبتلا کیا زنجیر گیسوے مسلسل محبوب بہت خوب تھی مدت سے پابند ہین قید محبت مین کسی کی دردمند ہین آج جتنے طور سے گرفتار رہے مجبور ناچار ہوے اُن عورتون نے لاکر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کر دیا اوپر سے قفل لگایا اب جو اس مکان تنگ و تاریک مین ماہ دولت حسن داخل ہوئی اندھیرے مین دل گھبرایا مطلع زیب النساء مخفی کا زبان پر جاری کیا

مطلع

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود
غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود

ہر کہ پیش اندر گہ دہان خواہ درد سر بود
گر حکیمش بوعلی باشد دوا دشمن شود

اس مکان تاریک کے بخت سیاہ جاگے اس خورشید رو کا داخلہ ہوا مثل ماہ یوسفی روشن ہوگیا تاثیر گوہر شب چراغ کی روشنی عارض انور نے دکھائی یا ماریہ نے اپنا من اگل دیا مگر اسقدر وہ مکان تنگ و تاریک ہی پر دہ ظلمات کی مثال ٹھیک ہی اندھیرے مین اس بدر کامل آسمان خوبی کا دل گھبرایا قریب تھا پھڑک کر دم نکل جائے ابیات

آہ سرد از دل پر درد کشید
ہمہ تن گشت بہ شکل آغوش
ہر زمان پیش نظر رویش بود
رمے کرد بدین طور ملال
گاہ مے بود بلا گردانش
سجدہ گہ کرد باندازِ نماز
کہ رخ خوب تو خجلت دہِ گل
کرد بر حاشیہ تفسیر رقم

دامن و جیب ازین غم بدرید
مقدمش لب بہ تمنا کردہ
گہ بہ دیدۂ دل سوئیش بود
گاہ قربان جانش گشتے
گہ گرفتے بہ ادب دامانش
گہ بہ تقریر چنین بست آئین
ہست سودائی زلفت سنبل

بہ بغلگیری آن دشمن ہوش
دیدہ آغوش ز ہم وا کردہ
گفتگو کار نمودے بخیال
ہمہ تن محو خیالش گشتے
گاہ بوسیدہ دو چشمش بہ نیاز
گہ بہ لب زمزمہ آوردے چنین
اے بر رخسار تو زلف پرخم

کبھی نالان کبھی اپنے بخت پر خندان کبھی مثل طائر نوگرفتار پھڑکتی تھی کبھی اُٹھنے کا ارادہ کرتی ہی زنجیر پا غل مچاتی ہی اُٹھنے کے خیال سے دل بیٹھا جاتا کبھی خود بخود دل سے باتین کرتی ہی نہ جیتی ہے نہ مرتی ہی کہون اے مخمور یہ کیا شعبدہ تھا کسکو ملا کس سے لڑے وہ کون لوگ تھے ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر و ساحری افراسیاب سے سیکھے لیے بیکار ہوے اگر کہون کہ افراسیاب جادو تھا خیال خام تصور نا تمام اسکو کس کا ڈر تھا اول تو اس شیر مشیہ جرأت پر دست انداز ہوتا مین اسقدر سحر کا ہے کو کر سکتی ایک اشارے مین پکڑ لیتا وہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہی اُسکے سامنے میری حقیقت کیا ہی علاوہ اِسکے جن عمرو نے لاکر بیان قید کیا کوئی انہین شناسا تھی اُسکے گھر مین کون ایسا ملازم ہی جسکو ہم نہین پہچانتے نیلا تمام بخت نے دکھایا ہی فلک کس جگہ پر تو ہکو لایا کیا شعبدہ تازہ دکھایا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر کیا گذری ہوگی اُس بیچارے کیا کلمات سخت پکار کرکے وہ لائق اُنکی سماعت کے تھے ہائے شرم و حجاب سے کہین اپنے کو ہلاک نہ کیا ہو یہ جو خیال آیا ضبط نہ ہوسکا رونے لگی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

رہتا ہی جب سے دلربا ہائے ستم الگ الگ
ہمسے ہی دل الگ الگ دل سے ہین ہم الگ الگ

رکھتے ہین عزیز سب تیرے اپنے بقدر حوصلہ
رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ

شرح فراق کا اثر دیکھکے خط مین نامہ بر
کرتا قلم ہی یک قلم حرف رقم الگ الگ

ہمسے لگاؤ آپ نے رکھے جو ظاہر اتو کیا
کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ

ہائے غضب کہ جتنا مین اُس سے زیادہ لگ چلون
اتنا ہی مجھسے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

کبھی خیال مین آتا ہی کہ ای ممنور اس شیر بیشۂ جرأت نے گرفتاری تیری آنکھو نسے دیکھی خدا کرے وہ محفوظ رہے ہون دنیا کی خاک چھانینگے اس زندان مصیبت سے آکر وہی رہا کرینگے وہ شیر فتاح طلسمات عالم ہی ہزارہا ساحر بھی قتل کیے خدا اُنکا معین و مددگار ہی اگر یہ طلسم ہی تو عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا خدا کرے وہی شاہزادہ اُسکا فتاح اس میدان عجائب و غرائب کا سیاح ہو بیقرار ہو کر پکاری کنیز کی مدد کو آئیے اس زندان مصیبت سے چھڑائیے ابیات

بے تو بے صبر و قرارم دریاب
غم برآورد دمارم دریاب
ہردم از دوری لعلِ لب تو
بر سرِ راہ مزارم دریاب
چند ز اندیشۂ بدنامی تو
بیش ازین تاب ندارم دریاب

عاجز و خستہ و زارم دریاب
کہ شود مونسِ تنہائی من
خون دل از مژہ بارم دریاب
کردہ ام نخل جنون سبز با شک
آہ از دل نہ برآرم دریاب

خون بگشتم ہمہ از سر تا پا
جز تو غمخوار ندارم دریاب
گر سرِ فاتحہ خوانیست ترا
رشک صد ابر بہارم دریاب
چند بیتاب ز ہجران باشم

مگر حال اس مقام پر گزارش ہوتا ہے اس طلسم کو جمشید یہ کہتے ہین وہ مقام جلامت طلسم تھا جس مقام پر ملکہ مقید ہوئین بموجب عادت قدیم بادشاہ جمشید جاہ طلسم اپنے تخت پر آکر بیٹھا گرد ساحران غدار کا مجمع ہوا یکایک چند ساحر سامنے سے بیتاب و بیقرار ہوئے بعد آداب و تسلیمات کے یہ سخن زبان پر لائے ای شہنشاہ طلسم جمشید عجب طرح کا معرکہ گذرا یہ کہکر خوب روئے سب سے لاشے پیش کیے کسی کا منھ آتش سحر سے جھلسا ہوا کسی کے سینہ پر گولی کا نشان خوب ظاہر ہوتا ہی کہ یہ سحر کے مارے ہوئے ہین جمشید جادو لاشے دیکھکر گھبرا گیا کہا جلد مفصل بیان کرو انکو کس نے مارا اُنھون نے دست بستہ عرض کی علامت طلسم پر ہمیشہ مینوش خونخوار موجود رہتا ہی ہر طور سے آیندہ و روند کو پھنسا لیتا ہی کل ایک ساحرہ کا

گذر ہوا موجب طریقۂ قدیم کسی کو عورت بنکر کسی کو بصورت مرد جلا سے ہلاک نہ کرنا ہی چونکہ وہ عورت
نازنین مہ جبین غارتگر ہوش گلگون پوش تھی بلکہ تاجدار اسکو ملکا ملا اے شہنشاہ سرکار کا
بول بالا ہو جاہ و دولت دو بالا ہو وہ نازنین اِس زور و شور سے گری کہ صدہا ساحر مار ڈالے
سیکڑوں کو پھونک دیا صدہا پہ مسکرا کر برق چمکائی اُس قتال عالم کے نزدیک یہ لڑائی
بھی ہنسی تھی اگر مقدمہ علامت طلسم نہوتا سحر سے ملکہ خداوندہ ساحری و جمشید بھی نہ گرفتار کر سکتے
آنکھوں کا سحر تو مشہور ہی اُسکی بات بات مین افسونگری رگ رگ مین سحر و ساحری بھری ہی
بمشکل تمام مینوش خونخوار نے اپنے کو قتل کرا کر اُسکو بیہوش کیا اور گرفتار کر کے بھیجا ہی اسقدر
زخمی ہوا کہ دربار مین نہ آسکا چونکہ وہ شاہزادی معلوم ہوتی ہی حسن مین بیمثال ابرو رشک
ہلال رعب و جلال چہرۂ زیبا سے ظاہر ہی ہم لوگون نے ہاتھ نہین لگایا کنیزان شاہی سے گرفتار
کرایا فلان مکان مین نظر بند کر دیا ہی بالفعل طلسم کھا ہی عورتون کو نگہبان قرار دیا ہی شہنشاہ
جمشید جادو یہ حال سنکر گھبرایا ماتھے پر عرق آگیا کہا جلد ہمارے سامنے اُسکو لاؤ
سزا اسے کامل دینگے اپنے ملازمون کے خون کا بدلا لین گے چند حبشنین چلین یہان ملکہ مخمور سرخ چشم
کو تڑپتے تڑپتے ساری رات گذری جب آفتاب عالمتاب نے زندان شب تار سے رہائی
پائی بام فلک پر برآمد ہوا تمام عالم کو صورت دکھائی روز روشن ظاہر ہوا ضیاباری نیر اعظم سے
ذرہ ذرہ ماہر ہوا اُس گرفتار محبس حسرت و یاس نے دیکھا کہ دروازہ اُس مکان تنگ و
تاریک کا کھلا چند حبشنین سامنے آئین صورت زیبا دیکھکر مبہوت ہو گئین بلائین لینے لگین اُن
آئین جو سردار تھین وہ محبت پوچھنے لگین اے شہنشاہ معشوقان عالم اے سردار حسینان
بنی آدم آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کس ملک کی بادشاہ ہو کس آسمان جلالت کی ماہ ہو
ہر چند اُنھون نے پوچھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کچھ جواب نہ دیا ناچار زنجیر تھام کر ملکہ کو
لے چلین مکان سے باہر نکلکر ملکہ مخمور سرخ چشم نے ملاحظہ کیا دار الامارۂ شاہی قریب
تھا ہزارہا ساحران خرس طینت میمون خصلت غول بادیۂ ضلالت جمع ہین چوبدار یسا ول
حاجب دربان پرے باندھے کھڑے ہین پردۂ زنبوری کھنچا ہوا ایک ساحر غدار بلاے
روزگار خود آہنی سر پہ زرہ موٹی کڑیون کی جسم مین دنگل پر درگہ سالاری کے بکبر و نخوت

تمکن ہی رعب و داب ملکہ مخمور سرخ چشم کا دیکھکر خود بخود دل کانپ گیا ہوا جھک جھک کے سلام
کرنے لگا جبش لیکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو اندر دروازے کے داخل ہوئی اب جو کنکھیوں سے
دیکھا ایک ساحر مہیب الشکل عجیب و غریب سیاہ رو تیرہ درون تاج سر پر جسم سے شعلہ آتش
نکل رہے ہین زیور جواہر جسم پر آراستہ لباس زاغ رنگ سے پیراستہ گرداگرد ہزارہا ساحران غدار
تیرہ روزگار و تکلہاے آہنی پر بیٹھے ہین بادشاہ تخت نخوت پر بکبر و غرور متمکن ہی جبش نے بڑھکر
عرض کی اے شہنشاہ خوشخو قیدی طلسم نگاہ روبرو اب جو جمشید جادو نے سر اٹھایا سامنے سے
ساحران غدار کو حکم ہوا ہٹ جاؤ ملکہ مخمور اُس مجمع کو دیکھکر شرم سے مری جاتی ہی حجاب کے گردن جھکی ہی
سر جھکا ہوا مثل ہلال شب اول جسم مین خم مثل تصویر خاموش دریاے غیرت کا جوش سامنے سے
جو لوگ ہٹے جمشید جادو کی جمال جہان آراے ملکہ مخمور سرخ چشم پر نگاہ پڑی وہ صورت
زیبا دیکھی جو کبھی نظر سے نہ گذری تھی لیلی وش شیرین ادا زلفین عارض انور پر پریشان
آئینۂ رخسار نہان آنکھین نشیلی نگاہ ترچھی ابرو شمشیر برہنہ قد نخل حسن مراد جسکی خوش قامتی کا
پیرو سرو آزاد اشعار

وہ زلفین کھڑے پر بکھری تھین یا گلستان مین
درخت سنبلی برپا ہوا تھا سکن ملد
وہ گوش گوش دسے گل کے سنے نہین ایسے
جو اُسکی نرگس بیمار کا رہے بیمار
وہ مینی اُسکی الف دار جو کوئی دیکھے
چمک وہ دانتونکی ہمرنگ لولوے شہوار
بہائے دیدۂ حسرت سے خون کا دریا
رکھے ہوئے ہین برابر بہشت کے دو انار
کمر زیادہ ہی باریک بال سے اُسکی
کہ زیر ناف ہی اک صفحۂ اُسکے آئینہ دار
عجب طرح کے کف ہاتھ جسکو دیکھکے

نگاہ حور کی ٹھہرے نہ اُسکے گالون پر
لیا تھا سایۂ سنبل نے روے گل پہ قرار
جبین وہ دیکھکے ہو جبین ماہ کو شکار
وہ آنکھ دیکھنے سے جسکے ہوے نرگس زار
نگہ وہ تیز کہ بسمل ہو جسکو دیکھکے دل
سدا رہا کرے غمناک و نحیف و نزار
گلو وہ جسکی صفائی کا ہو سکے نہ بیان
جو دیکھے دست حنائی کو اُسکے عاشق زار
لکھکر وہ کر نہ سکے جسکی ہمسری مخمل
نظر نہ آئی نہ آئیگی وہ کبھی زنہار
مقام خامشی ہی وصف کیا کرون اُسپر
رکھے تھا آنکھوں پہ جو دیکھنے کی آرزو بہار

فرشتہ دیکھے تو ہو جائے لاکھ جی سے نثار
پڑی تھی پشت پہ اُسکے وہ تا کمر چوٹی
فزون تھے تیغ صفاہان سے ابرو خمدار
نہ آسکے کار کرے حکمت فلاطونی
مژہ وہ تیر کہ عاشق کا دل کرے افگار
دہن وہ تنگ کہ غنچہ ہو جسکو دیکھکے تنگ
صراحی دیکھکے گردنکی مست ہو ہشیار
غلط ہی سینہ پہ اُسکے جو کہتے ہین پستان
وہ پشت جسکی ہی تعریف مین قلم سیکار
بیان کیا کرون آگے کمر سے تا زانو
کیا ہی لام الف کاتب قضا نے نگار
بادشاہ جمشید جادو نے جو

سراپاے دلپذیر وہ نور کی تصویر دیکھی ہاتھ پانوں میں رعشہ آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا قریب تھا غش کھا کر تخت سے گرے سرداروں نے سنبھال لیا مگر آثار حضرت عشق کے چہرے سے پیدا حزن و ملال ناصیہ سے ہویدا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگا وزیر سے کہا ای وزیر اعظم دستو بعظم تیر مژگان نے اس قتال عالم کے تو دل کو مشبک کیا کلیجہ چھیری چھیری ہو گئی ہوش و حواس درست نہیں میں اگر شربت وصال سے اسکے سیراب نہونگا بیمار محبت ہوان تڑپ تڑپکر مرجاؤنگا وزیر نے تو سر جھکا لیا کہا یہ قیدی طلسم ہے کسی بادشاہ نے کسی قیدی پہ ہاتھ نہیں ڈالا ہے بادشاہ جمشید جادو نے جھڑک دیا کہ کیا بکتا ہے ہماری جان پر بنی ہے تو سمجھاتا ہے یہ کہکر طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے متوجہ ہوا بیقراری میں یہ اشعار باحسرت و یاس پڑھنے لگا بند مسدس

غم میں ہجر میں دنیا سے گذر جاؤنگا
اب نہ اس کوچے سے اٹھونگا نہ گھر جاؤنگا
ڈر ہے اتنا کہ ترے دل سے اتر جاؤنگا

آپ کے عاشقون میں نام تو کر جاؤنگا
ہین وہ عاشق نہین جو موت سے ڈر جاؤنگا
دیکھ لینا یہین گلا کاٹ کے مرجاؤنگا

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی تست
موجب شہرت و بیباکی و خودکامی تست

یہ ستم دیدہ و دانستہ نہ کر ای ظالم
کیون مرے قتل پہ باندھی ہی کمر ای ظالم
یاد کرتا ہون تجھے آٹھ پہر ای ظالم

اپنے بیمار کی لے جلد خبر ای ظالم
اٹھ گیا آہ کا دنیا سے اثر ای ظالم
تو مجھے بھول گیا دل سے مگر ای ظالم

از چہ من نشنوی و یار چہ می پرہیزے
یار شو با من بیمار چہ می پرہیزے

ایسے ایسے کلام جو اس بیحیا نے متوجہ ہو کر ملکہ مخمور سرخ چشم سے کہے اور اشعار پڑھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جمشید جادو کے دیکھا چونکہ زبان میں سوزن ہاتھ پانوں میں ہتکڑیاں بیڑیاں جان سے اپنی بیزار تھی کچھ جواب نہ دیا غرق دریاے حجاب زلفون کو پیچ و تاب جمشید جادو نے پھر وزیر سے کہا ای خیر خواہ قدیم و ای مشیر و ندیم قریب جا کر اس نیر آسمان حسن و جمال کو سمجھا اگر مجکو قبول کرے کل طلسم جمشید کا بادشاہ کرونگا

سلطنت قبضہ مین دیدونگا وزیر مجبور اپنے مقام سے اُٹھا قریب ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا کہا
اے سرو باغ حشمت و اقبال ماہ نونہال حدیقۂ حسن و جمال اِس مقام کو طلسم جمشیدی کہتے ہین
بڑے بڑے ساحران نامی یہان رہتے ہین ہمارا بادشاہ جمشید جادو نبیرۂ سامری کہلاتا
ہے اُنکے سحر کے سامنے فلک بھی اپنی افسونگری بھول جاتا ہے مقام نازکر کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ
آپ کی کمند زلف مین گرفتار ہے نشۂ بادۂ محبت سے آپکے مست و سرشار ہوا اگر قبول فرمایئے
ابھی ہزارہا کنیزان مہ جبین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر ہون آپکے جاہ و جلال سے
تمام اہالیان طلسم جمشیدیہ ہرحون اب ملکہ مخمور سرخ چشم کو تاب نہ باقی رہی ہرچند کہ زبان مین
بسبب سوزن کے لکنت ہے بات نہین کیجاتی ہے مگر غصہ مین جواب دیا کہ اس ملعون کو شرم نہین آتی
ہوتی نواسی کو معشوق بنانے کا ارادہ کرتا ہے خدا کی قدرت کہ یہ سیاہ رو تیرہ درون ہماری محبت
کا دم بھرتا ہے اور تو ہمکو لالچ دیتا ہے خبردار اب ایسا کلام زبان پر نلانا جیسا بادشاہ ویسا وزیر
مصرعہ وزیرے چنین شہریارے چنان ۔ بادشاہ جمشید جادو تخت پر سے دیکھ رہا ہے
کہ وزیر منت و سماجت سمجھاتا ہے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا عجب عالم ہے چاہتی ہے کہ اپنے کو ہلاک
کرون کل اہالیان دربار کو بھی سناٹا ہے آپس مین چشمکین کررہے ہین بعض کہتے ہین کہ بادشاہ کو
شرم نہین آتی یہ گل رخسار انکے لائق ہے حسن و جمال مین معشوقان عالم پر فائق ہے بیت
زعاقل کے روا باشد سخنہاے خطا گفتن ۔ نزیبد مرد دانا را خلاف ماجرا گفتن ۔ خود ملازمان
جمشید جادو پر یہ امر شاق گذر رہا ہے کوئی کہتا ہے ۔ صاحب عفت و عصمت ہے دیکھو تو غیرت
سے اُسکا کیا حال ہے چہرۂ زیبا سے ظاہر حیرت و ملال ہے مگر جمشید جادو اپنے جامہ سے باہر ہے
جو اُسنے دیکھا کہ وزیر سے بھی انکار کیا اور کلمات سخت و سست زبان پر جاری کیے اور سر اُٹھاکر
یہ کلمہ کہا کہ او بیحیا تو کیسا بادشاہ ہے ملالت کا خیال نہین نمکخوارون کا ملال نہین کئی سو ملازم تیرا
میرے ہاتھ سے مارا گیا اُنکے خون کا مجھ سے معاوضہ لے قتل کر دار پر کھینچ دے جمشید جادو
نے غصہ مین کہا مجھ سے یہ عشق ضبط نہو سکیگا اے نازنین ماہ دولت بے اختیار ہین ہین مجبور ہو
ناچار ہین ہین اگر سحر سے زبان ہلاؤن سحر سامری کا نمونہ دکھاؤن وہ وہ منتر جنتر مجھکو یاد ہین
کہ سبز نگاہ مین ڈال دون غلام حلقہ بگوش بناؤن اگر چھری پر وہ منتر پڑھکر زمین پر ڈال دون

طائران ہوائی ہو اسے اتر آئین اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالین عورت کا تسخیر کرنا کتنی بڑی بات
ہی وہ رنگ دکھاؤن کہ مجھ سے زیادہ اسکو محبت ہو بے دیکھے میرے چین نہ پڑے یہ کہکر
غصہ مین آواز دی ای وزیر اعظم یہ کلید لو فلان کوٹھا جلد جاکر کھولو تو ہمارے بزرگون کے
وقت کا ایک گلدستہ رکھا ہی ہر چند کہ پھول اُسکے خشک ہوگئے ہونگے جلد اُٹھا لاؤ وہ
گلہائے خشک رنگ تازہ دکھائینگے اِس گلعذار کو دیوانہ بنائینگے نیا گل پھولیگا سونگھنے والا
گھر کا رستہ بھولیگا وزیر نے کلید اُٹھائی قصد ہوا کہ جاکر گلدستہ لاؤن یہ حال سنکر رنگ رو
اُس غنچہ دہن کا متغیر ہوگیا عصمت کے خوف سے مثل گل گریبان چاک کیا مثل غنچہ دل تنگ
خوف نام و ننگ دل کو طرف بہار پیرائے ازل کے متوجہ کیا عرض کی ای باغبان تمنا و قدر
میرے باغ پر بہار عفت مین خزان نہ آنے پائے جلد طائر ارواح قفس جسم سے نکلجائے اس
ملعون کو نخل بدعت کا ثمر حاصل نہو صرصر قضا کو حکم دے برگ حیات شاخ عمر سے گر جائے
موت کی تصویر آنکھون کے نیچے پھر جائے یا اس صیاد کی بدعت سے اِس عندلیب بے بال و
پر کو بچائے دام تزویر سے نجات دے بیقرار ہو کر اُس بلبل شاخسار محبوبی نے جو یہ دعا کی
چمن مراد مین نسیم بہار کا جھونکا چلا غنچہ خاطر شگفتہ ہوا یکایک آسمان پر برق چمکی جمشید جادو
وغیرہ نے دیکھا ایک ساحر معقول لباس فاخرہ زیب جسم تخت سحر پر سوار آکر بارگاہ
مین اُترا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا ای سہیل اختر شناس اسوقت کیونکر آنے کا
اتفاق ہوا عرض کی مضور کی زیارت کا دل مشتاق ہوا کچھ امورات ضروری بھی عرض کرنا
واجب و لازم سمجھے ابکی جشن مین اس حقیر نے وعظ مین عرض کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم
ہی ضرور طلسم کشا آئیگا نام اِس طلسم جمشید کا مٹائیگا علامت آمد مین یہ کتاب مین تحریر ہی
صاف صاف تقریر ہی کہ پہلے ایک عورت خوبصورت طلسم مین قید ہو کر آئیگی وہی عورت
علامت داخلہ طلسم کشا ہی کاہنان طلسم نے بالتصریح لکھا ہی اس زمانہ مین احتیاط ضرور
ہی کوئی امر خلاف کرنا سراسر قصور ہی کتاب بھی لیتا آیا ہون تمام نجومیون کے احکام اسمین مندرج
ہین حاضر ہی ملاحظہ فرمائیے جا بجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کا داخلہ بڑے کر و فر سے ہوگا دوست
دشمن ہونگے ملازمان خاص رہزن ہونگے یہ حالات سنکر جمشید جادو گھبرا گیا عشق و عاشقی

فرحوش بدحواس ہوکر کہا ای خیر خواہ دوست صادق ایک نازنین حسین قید ہوکر آئی ہی حقیقت نہین آسنے علامت برپای قیامت برپا کی ہی صدہا ساحر مارا گیا مینوش خونخوار نے بڑا کام کیا بہ شکل تمام اسکو پکڑا اسقدر زبردار ہی کہ دربار مین بھی نہین آیا مگر دیکھو وہ معشوقہ ساحرش یہ سامنے موجود ہی کہا ای سہیل اختر شناس مین اسکو دیکھکر مائل ہوگیا میری جان پر بنی ہی ہر چند سمجھایا نہین مانتی جان دینے پر آمادہ ہی ایسی صورت زیبا کبھی میری نگاہ سے نہین گذری ہی اسکی نگاہ شرم آگین نے مارا میرے کلیجہ پر چھری پھر گئی سہیل اختر شناس نے پلٹ کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیکھا تھر تھر کانپنے لگا کہا ای بادشاہ خاموش یہ کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہی اپنے جان و مال کا دشمن ہوا ہی سچا جانتا بھی ہی کہ یہ کون ہی یہ معشوقہ رعنا منظور نظر شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہی افراسیاب جادو کی مصاحب خاص ہمدم با اخلاص نہین معلوم یہان کیونکر آکر گرفتار ہوئی مگر یہ پرچہ اخبار مین مین نے دیکھا ہی کہ آج کل طلسم ہوشربا مین غدر پڑا ہی افراسیاب جادو سے اور مسلمانون سے مقابلہ ہو رہا ہی بہت ملازمان افراسیاب شریک مسلمان ہوگئے یہ بھی کسی وجہ سے بھاگ نکلی ہوگی یہان پہونچگئی ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام باحتیاط اسکو نظر بند کیجیے شہنشاہ کو لکھ بھیجیے وہ اپنے پاس بلوالیگا خواہ قتل کریے خواہ بخشے یہ کہکر سہیل اختر شناس نے چند کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو یہان سے لیجاؤ باحتیاط کسی مکان مین رکھو آب و دانہ پہونچانا خبردار کچھ تکلیف ہونے پائے جب مخمور سرخ چشم کو کنیزین لے گئین سہیل نے میر منشی کو حکم دیا طرف سے جمشید جادو کے نام اس طرح تحریر ہونے لگا۔

نامہ از طرف جمشید بادشاہ طلسم جمشید بہ خدمت افراسیاب جادو نظم نامہ مصنف

ای شہنشاہ ساحران جہان	وی مددگار افسران جہان	ماہ افلاک دولت و اقبال
اختر برج حشمت و اجلال	ای خدیو طلسم شاہنشاہ	دبدبہ م اوج پر ہو دولت و جاہ
ہو یہ مقبول عرض پردازی	اب یہ کہتا ہون شعبدہ بازی	آپ کی ہی جو اک کنیز قدیم
لیجے مخمور قابل تکریم	قید ہی اس طلسم مین وہ اب	بھیجیے اسکو طلب یہ ہی مطلب

ای شہنشاہ گردون پناہ ہو ای خسرو عالیجاہ نئی طرح کا معرکہ گذرا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم میرے

طلسم کی علامت پر نہیں معلوم کس وجہ سے پہونچی اسقدر لڑائی کہ کئی سو ساحر مارے گئے
چونکہ وہ مقدمۂ طلسم تھا آخر گرفتار ہوئی جب غلام کے سامنے حاکمان دربند لیکر آئے مین نے
پہچانا یہ قوس چکا ہون کہ آپ سے یہ آمادۂ بغاوت ہے مسلمانون سے محبت ہے باحتیاط نظر بند
کیا یہ عریضہ خدمت مین لکھا کسی معتبر کو بھیج کر بلوا بھیجیے یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا
پتہ نشان بخوبی سمجھا دیا افراسیاب جادو کا داخلہ باغ سیب مین ہے خدمت مین نازنینان
مہ جبین مہ جبینان مہ تمکین حاضر ہین مہر ماسے برف انداز جادو وابریق کوہ شگاف
وگیسو کشا سے بن شہاب وشہاب نارنجی پوش جادو وملکہ گلگون ناز بلبل جادو
وملکہ نسرین فسترن عذار جادو وغیرہ ناظمان دربند سے ذکر ہورہا ہے کہ اب زمانہ میعاد اسد
بن کرب غازی بہت قریب ہے ای ابریق جادو ایک نامہ فیض شمامہ ہمارے تو دست بازو
صاحب جاہ وحشم شہنشاہ نیلم کے پاس روانہ کرنا چاہیے و دیگر صفدر و صف شکن شعلہ توسن
مالک زندان طلسمی کے پاس ابریق عرض کر رہا ہے کہ عنایت سے خداوند لقا کے ایک
دن مین اٹھارہ سو خراج گذاروں کو خبر ہو جائیگی انجمن مشاورت رونق پائیگی یہ ذکر در پیش
ہے کہ عرض بیگی نے بڑھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا دی اور عرض کی کہ ایک نامہ دار بادشاہ طلسم
جمشید جادو کا در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہے افراسیاب جادو حیران پریشان
کہ بادشاہ طلسم جمشید جادو کو اس زمانہ مین مجھ سے کیا ضرورت ہے خداوند لقا خیر کرے مقام
حیرت ہے حکم دیا نامہ دار کو جلد لاؤ نامہ دار نے آکر زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا نامہ
ہاتھ پر رکھکر بعد ادب پیش کیا افراسیاب جادو نے وہ نامہ مشیر بہ تدبیر کو دیا اسنے باواز
بلند پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ میرے طلسم مین مخمور سرخ چشم قید ہین اور تمام کیفیتین مفصل
طلسم پر لڑنا ہنگامۂ عظیم پڑنا بمشکل گرفتار ہونا لفظاً بلفظاً نامہ مین مندرج تھا افراسیاب
جادو سنکر سن ہو گیا ہوش اڑ گئے وزیرون سے کہا کیون صاحبو کجا طلسم جمشید جادو کجا
مخمور سرخ چشم یہ کیا بھید ہے سب نے عرض کی ای شہنشاہ حضور پر بخوبی ظاہر ہے ہر یکے
باشندۂ طلسم اس حال حسرت مآل سے ماہر ہے کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پر
مخمور سرخ چشم مرتی ہے اپنے کو مطعون و بدنام کرتی ہے اسی سبب مین آ سطرت جاتا ہو طلسم

گرفتار ہونے کا بہانا ہوا اور بادشاہ طلسم جمشید جادو ہمیشہ سے سرکار دولتمدار کا خراجگذار ہی اور بادشاہ طلسم لوزافشان بھی نصف ریاست کا دعویدار ہی مگر جمشید جادو دل وجان سے حضور کا خیرخواہ ہی یہ بھی سنا تھا جس دن سے حضور سے اور کوکب روشنضمیر سے فساد ہوا جمشید جادو نے کوکب روشنضمیر کو خراج دینا موقوف کردیا بموجب تحریر جمشید جادو حضور کسی معتبر کو روانہ کرین مخمور سرخ چشم کو یہان طلب فرمائین سزا جو مناسب وقت ہو وہ دیجیے بادشاہ افراسیاب جادو کو یہ راے پسند آئی فوسآمد ہوش درازبینی ساحر زبردست کو بلاکر حکم دیا کہ جلد طلسم جمشید مین پاس جمشید جادو کے جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم وہان موجود ہی ہماری خدمت مین لے آؤ مدہوش درازبینی مع فرمان شہنشاہ افراسیاب جادو اور دس ہزار فوج کو ہمراہ لیکر طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان ومسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان وشہرنگ بصد کروفر تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ

اے ساقی ماہوش کدھر ہی
رہ رہ کے امنگ ابھارتی ہی
بھر بھر کے پلا شراب گلگون
شادی گھر گھر رچی ہوئی ہی

کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہی
ختم ہونے کی تیرے خیر ساقی
خالی یونہین کب تلک مین بیٹھون
اک مست کا انتظار ہی آج

اب زردی رخ سدھارتی ہی
حالت تو بہت ہی غیر ساقی
کیون دختر رز بچی ہوئی ہی
یان آمد بادہ خوار ہی آج

یہ غزل لائق ملاحظۂ ناظرین غزل

وہ نہ مانینگے عبث انکو سمجھائینگے کیا
پہلے ہی قسمت نے ٹھہرا دی ہی ٹھہرائینگے کیا

واے قسمت کر رہے ہین وہ ہی سے دیکھکر
کسلیے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا

دیکھ لی تاثیر انکی بھی فراق یار مین
ملنے خود شرمندہ ہین منہ تک سے آئینگے کیا

غیر ممکن ہی کبھی آرام سے سوئین حریص
ہاتھ تو کھینچا نہین ہی پاؤن پھیلائینگے کیا

انکی بیرحمی سے کب ڈرتا ہون جنکو ہی لحاظ
منہ تو دکھلاتے نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا

آپکو فرصت ملے رسوا کرنے سے کیا مجال
کب توقع ہو وہ آئین نقش عاشق دیکھنے
بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر
سر بکف پھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین
یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے
رہگئے ہین ٹوٹکر شانہ مین گیسو کے جو بال
جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج
کسطرح بہلائینگے مجکو نہین آتا نہین
گھورتا یہ ہی انھین وہ میل کرتا ہی ادھر
یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین وہ ای نسیم

اور میری طرح سے عاشق ہو جائینگے کیا
ہمنے مانا جان بھی کھوئین تو پھر پائینگے کیا
گلشن تصویر ہو تین پھول مرجھائینگے کیا
کھینچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دھمکائینگے کیا
حور و غلمان دیر ہی مجکو بہلائینگے کیا
اپنی مردہ ہین یہ ای دوست لپٹینگے کیا
کیون بلایا ہی مرے سر کی قسم کھائینگے کیا
حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا
دیدہ و دل میرے مجکو باتین سنوائینگے کیا
عاشقون کو دیدے یہ بھی اپنی ترسائینگے کیا

دیگر کجا بودم اکنون فتادم کجا
بدیدار نیکان نکو آمدم

عنان سخن گشت زینسان رہا
بہ شست آوردم بار دیگر کجو ستا

دگر بار در گفت و آمدم
ابقرائن حی الذی لا یموت

شعر سخن سازے کہ معنی ساز کردہ ٭ سخن را اینچنین آغاز کردہ ٭ آشادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ شبرنگ بن عمرو نے اُس ساحرہ سیاہ فام کو قتل کیا ایک زنجیر آتشین مین شبرنگ بن عمرو و نور الدہر بن بدیع الزمان گرفتار ہوے تھے اور سیخوار کوہی بھاگ کر ایک درہ کوہ مین چھپا اور شاہزادے کو تلاش کرتا پھرتا ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو طوق و زنجیر مین مسلسل پایا پہلو مین اسی حال پر ملال مین اپنے عیار شبرنگ بن عمرو کو دیکھا ایک ساحرہ بشکل مہیب سیاہ فام ہوشنگ جادو نام تاج سر پر تخت پر متمکن ہی گرد اگرد ہزارہا جادوگرنیان سر جھکائے شباب پر شاہزادے کے کف افسوس مل رہی ہین شعلہ رخسارہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے مثل شمع جل رہی ہین کوئی کہتی ہی بوا کیا جوان ہی ایک کہتی ہی صاحب شوکت و شان ہی مگر ہوشنگ جادو نے پکار کے آواز دی کہ کیون او نگوڑے موے مونڈی کاٹے دو بلیے تو نے میری کنیز سیاہ تاب جادو کو مارا اگر مین نہ پہونچ جاتی تو نکل جاتا جلدتم دونون ساحری جمشید کو سجدہ کرو شہنشاہ

جمشید جادو سے تیری سفارش کرون وہ تجکو اپنا سپہ سالار کریگا اور ای جوان کاہنان طلسم جمشید
نے سو برس سے پیشتر جو تصویر طلسم کشا کھینچی ہی تیری صورت سے نہایت ملتی ہی علامتین بھی سب
ظاہر ہین صاف تحریر ہی کہ روز آمد طلسم کشا ایک کنیز حاکم دربند کی قتل ہوگی عیار ساتھ ہوگا وہ
سب صورتین معلوم ہوتی ہین طلسم مین بھی غلغلہ ہی ایک عورت بھی طرف سے علامت کے
آئی تھی سو طازم مینوش خونخوار کے قتل ہوے اب سنا ہی کہ اُسکو سہیل اختر شناس نے بچایا
ہی اور وہ معشوق بادشاہ افراسیاب جادو مخمور خوشخو ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان
نے طرف شبرنگ بن عمرو کے دیکھا کہا ای برادر تم جو کہتے تھے وہ قول تمہارا کرسی نشین
ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم جس طلسم مین قید ہو کر آئی ہین شکر خدا ہم بھی اُسی حوالی مین آئے
مگر وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی کہ قید ہو کر بھی مہجور معشوق سے دور شبرنگ بن عمرو نے
کہا مین اِس سے مفصل دریافت کرتا ہون نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا ہان برادر
کچھ تو پوچھو شبرنگ بن عمرو نے کہا کیون ملکہ عالم اُس عورت کے ذکر سے اور ہماری قید سے
کیا مطلب ہی ہم تو مسافرانہ اسطرف آنکلے تھے آپ کی کنیز نے کلمات سخت کہے ہم شریف
تھے ضبط نہو سکا بیشک خنجر مارا خیر ہم تو اُس جرم مین قید ہوے اُس عورت نے کیا کیا جو نام ابھی
آپ نے ملکہ مخمور سرخ چشم زبان سے لیا ہوشنگ جادو نے کہا وہ بڑی زبردست ساحرہ
ہی افراسیاب جادو نے اُسکو تعلیم کیا ہی ہمارا بادشاہ شہنشاہ افراسیاب جادو کا
خراج گزار ہی پہلے مخمور سرخ چشم کو دیکھکر عاشق ہوا تھا جب زبانی سہیل اختر شناس
کے ثابت ہوا کہ یہ بادشاہ افراسیاب جادو کی کنیز خاص ہی تب اُسکو قید رکھا شہنشاہ
طلسم ہوش ربا کو عرضی روانہ کی ہی وہان سے کوئی رفیق آئیگا مخمور سرخ چشم کو قید کر کے
لیجائیگا سزا جزا کا مالک کو اختیار رہی اور یہ جوان مہر تمثال جو قید ہو کر آیا ہی تصویر طلسم کشا
سے بہت مشابہ ہی ہر فرد بشر کو تاکید ہی کہ جہان ایسی صورت کے جوان کو پاؤ فوراً قتل کرو
بس تم دونون کا بچنا ممکن نہین ہی اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرو تو شاید بچ جاؤ شبرنگ
بن عمرو نے چاہا تھا کہ مین باتون مین میل کر کے عیاری کرون اُس ملعونہ کو دھوکا دے کر
ماروں مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کب مانتے ہین ایک تو ذکر معشوق آیا

قالب پر چھری چل گئی دوسرے نے اپنے مذہب کا نام لیا فوراً جواب دیا او ناحق کیا بکتی ہے سامری و جمشید کون مردود ہیں جنکو ہم سجدہ کریں ہزار ہزار سامری و جمشید پر اور آپسے کے پوچھنے والوں پر لعنت ہے اب شبرنگ بن عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ حضور پہلے جو کچھ کہے ہاں ہاں کہے جائیے میں ابھی اسکو مانتا ہوں انھوں نے نہ مانا سپاہیانہ جواب دیا ہوشنگ جادو نے آواز دی اے جوان حجت ختم کرنا منظور تھا اگر تو سجدہ بھی کرتا تو تجھکو فوراً قتل کرتے کاہنان طلسم کی تاکید ہے کہ جسنے طلسم کشا کو قتل کیا کل اہالیان طلسم کی جان بچائی روح سامری و جمشید پر احسان کیا یہ کہکر آواز دی جلد جلاد کو بلاؤ اور آپ بارہ دری سے اٹھکر صحن باغ میں آئی کرسی پر بیٹھی کنیزیں کشان کشان شبرنگ بن عمرو و نورالدہر بن بدیع الزمان کو سامنے لائیں نگاہ پڑی نورالدہر بن بدیع الزمان کے چار جانب گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلموں تمام اشجار بار اثمار سے سرسبز و سب طرح کے پھول جا بجا ہر چمن میں موجود اشعار

اڑ کر اڑاتی پھرتی ہے بادِ بہاری ہر طرف — نکہت گل نے ہر اک جانب ہیں کھولے عطردان
وجد کے عالم میں صف باندھے کھڑے ہیں جھومتے — اک طرف کیلے بہ شکل حلہ پوشان جنان
دار بستوں سے عیاں ہے چرخ اخضر کی بہار — تاک کے خوشوں پہ ہے عقدِ ثریا کا گمان
طرفہ سرسبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی — ہے زمین فیروزہ گون اور ہے زمردی آسمان

مگر اسوقت وہ گل گلدستہ حدیقہ شجاعت و نونہال گلشن جلالت جو اس حال زار سے مسلسل بیٹھا ہے ہر گل کا کلیجہ خون بلبل کو نوبت بجنون عشق قد نورالدہر بن بدیع الزمان سے ایسا جوش کیا فاختہ نے بر سر شمشاد کوکو کو فراموش کیا نہروں کو بیقراری کا جوش سوسن سیاہ پوش ہوا
بیت روکے قمری نے جب کیا نالہ + سروِ گلشن کا بھر گیا تھالہ + اس عرصہ میں جلاد سامنے آیا کلاہ جلادی سر پر تیغہ بارہ دار چار انگل کا بچھہ چڑھا ہوا صورت اسکی خونخوار آتے کے ساتھ ہی ہاتھ پکڑکر شاہزادے کا کھینچا اسوقت شبرنگ بن عمرو بیقرار ہوا اور گھبرا کر کہا او بیحیا یہ میرا آقا ہے پہلے مجھکو قتل کر میرے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر ہوشنگ جادو نے کہا کہ نگوڑے سب سے زیادہ تیرے قتل کی جلدی ہے کاہنان طلسم لکھ گئے ہیں اسطرح کا سہ دادا و دم ہرکا

عیار اگر قتل ہو جاے تو سو برس تک طلسم پر زوال نہ آئے نہ تو بچیگا نہ اسکی زندگی کی کوئی صورت ہی اور حکم دیا اِس ملعونہ نے کہ اے جلاد صاحب بیداد ایک ہاتھ مین دونون کا سر قلم کر حکم اول ہوشنگ جادو دے چکی ہی چاہتی ہی کہ حکم ثانی دے شبرنگ بن عمرو نے بلک کر دعا کی باب اجابت وا تھا تیر دعا تا بہ عرش اعلی پہونچا بقدرت سبحان لم یزل دعوی بے بدل آسمان پر برق چمکی سب کی نگاہ اٹھ گئی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا تخت زرین پر ایک معشوقۂ دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چہرہ آفتاب تابان عارض ماہ درخشان زلفین مار سیاہ یا عاشق کا دود آہ یا سویدا سے دل عاشق زار یا نافۂ آہوے تاتار ہونٹون سے مسیحائی ظاہر ہی دہن تنگ کے راز سے صانع ازل ماہر ہی سینہ تختۂ نور پستان

جناب بحر سرور قد نمونہ قیامت کہہ آفتاب آسمان شوکت نظم
بال زلفون کے پیچ کھائے ہوئے
پائنچے ہاتھ مین اٹھائے ہوئے — سرو شرمندہ اُسکے قامت سے — تھی خرامان بڑی نزاکت سے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا — ہر رخ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا — دیکھکر وہ جبین گیہان تاب
منہ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب — یون نمایان تھے ابروے خمدار — دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو — تھی مژہ تیر قلب مونس کو — پاس آنکھون کے جیسی پر غنو
یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو — تھے عجب رنگ بوکے وہ رخسار — جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
لب تھے مستی سے کہ وصل کی رات — یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات — دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
ہر رخ خوبی کے یا وہ اختر تھے — تھا فصاحت کا گرچہ بحر وہان — ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن — جسمین یوسف نے کھینچے پیچ و محن — آئنہ تھا حلب کا وہ سینہ
نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ — تھا شکم رشک مخمل و سنجاب — ناف تھی بحر حسن کا گرداب
اب ہو لازم ہی کمر کا حال — نہ بیان کر کہ ہو یہ بات محال — چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر
وصف اُسکا بشر کرے کیونکر — حسن یا فوق کا کسطرح ہو رقم — دلپہ چلتا ہی اپنے خنجر غم
کیا خدا داد حسن ماشا اللہ — آپ حق نے اُسے بنایا تھا — وہ قاتل عالم تخت سے اتر کر

مثل ہلال شب اول برہنہ تسلیم ہوشنگ جادو ختم ہوئی اور ہوشنگ جادو سے ہاتھ بہ بعت پھیلا دیے کہا جاری برخوردار عمر دراز نگر نور الدہر بن بدیع الزمان صورت

اسکی دلکشی بجبین ہو گئے ہوشنگ جادو نے سر سینہ سے لگا لیا کہا واری ملکہ شگوفہ جادو آپ یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مسکرا کر جواب دیا نانی اماں مین نے سنا کسی مسلمان کو آپ نے بہت زور و شور سے گرفتار کیا عجب وہ بیوقوف فرقہ ہے کہتے ہین ہمارا خدا ہے نادیدہ آسمان پر رہتا ہے اور کتابون مین انکے مولویون نے تحریر فرمایا ہے کہ ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہے کیون نانی اماں یہ دلیل حقیقت مین ٹھیک ہے مجھے بڑا اشتیاق تھا کہ دیکھون وہ لوگ کیسے ہوتے ہین کہ ہونے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک کو اختیار کیا ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا اے نور نظر لخت جگر مین نے تو بڑی کدوکاوش سے گرفتار کیا ہے انکی کتابون کا کیا اعتبار ہے یہ فرقہ تمام مکار و غدار ہے مگر صاحبان علم و فضل جری بہادر لئیق ہین سطوت صولت دولت انکا حصہ ہے بہت طول طویل ان مسلمانون کا قصہ ہے بقول کاہنان اس طلسم کا یہی شخص جو قاسم کہتا ہے وہ دیکھو سامنے قید ہو کر آیا ہے دیکھ مین نے زیر تیغ بٹھایا ہے اسکو جلد قتل کرون اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرون اور ہونے دو سو خداوند رضامند ہون اسکے بزرگ دردمند ہون ابھی ظالم کو قتل کرتی ہون جمشید کی تاکید ہے کہ جو اس صورت کا شخص آئے فوراً قتل کیا جائے یہ سنکر ملکہ شگوفہ جادو نے پلٹ کر دیکھا نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک یوسف کنعان حسن مین بے نظیر چہرہ ماہ منیر خود سر پر ڈھلکا ہوا زلفین چلیپا تابدوش غزال چشم شیر خشم صولت و جلالت چہرے سے ہویدا آثار سروری و سرداری جبین مبین سے پیدا آنکھین رشک چشم غزال چتون سے ظاہر حزن و ملال طوق و زنجیر مین مبتلا لشکر جرات کا ہراول ملکہ شگوفہ جادو کے دل نازک پر تیر مژگان اسکے لگا عاشق ہوئے ہاتھ پاؤن تھرتھرانے لگے اشعار

بدنش خون جنون جوشید
از دو سو بستر تن پیچیدہ

بسکہ شد شیفتہ ہر مو لیش
حیرتے آئینہ شد اندر رویش
آہ سرد از دل پردرد کشیدہ

دامن و جیب ازین غم بدرید
از خجلش رنگ پیرہن میخواست
پیرہن وا زو میدان میخواست

دیگر بھی نگہ یار کی آفت تھی
وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ

صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز
رنگ چہرے سے کر گیا پرواز

ہاتھ جانے لگا گریبان تک
چاک سے کے چھپلے پاؤن دامن تک
طپش اک جنون کیا پیدا

اشک نے رنگ خون کیا پیدا
سوزش دل نے جی مین جا کر لی
داغ نے آ جگر کو آتش دی

بیساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اپنی نانی کی گود مین گر کر بیہوش ہوگئی کنیزین چہار طرف سے دوڑ پڑین ملکہ ہوشنگ جادو سر پیٹنے لگی ہی ہی واری کیا ہوا گلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ شگوفہ جادو کو ہوش آیا مگر حال ابتر دل مضطر چشم تر ہونٹھ خشک حیران حیران طرف نور الدہر بدیع الزمان کے دیکھنے لگی شعر مصنف ہوں تصور مین ترے صورت تصویر گلی ٭ جسم میں مثل ہوا پیکر بیجا ہی طرح ملکہ ہوشنگ جادو لے بلائین لیکر پوچھا واری خیر تو ہی مزاج کیسا ہی اسوقت غش آنے کا کیا باعث ہوا آجہ پھر تمھاری سلامتی کی دعائین مانگتی ہون موئی مٹی کی نشانی ہو ہرچند ملکہ ہوشنگ جادو پوچھتی ہی ملکہ شگوفہ جادو کے منھ سے بات نہین نکلتی ہی وہ جو کنیزین بڑی بڑی عقلمند تہین انھون نے بڑھکر کہا بی ملکہ ہوشنگ جادو صاحب تمنے دھوپ مین چونڈا سپید کیا ہی دیکھو کری کاٹو کو راہنڈا قیدی زنجیر مین بندھا ہوا اسطرح سلسل مطلق اپنی جان کا قلق صورت بھی دکھادی اسطور سے اس مصیبت مین اپنے کبھی کاہے کو کسی کو دیکھا ہوگا جلاد خنجر کھینچے ہوے سامنے کھڑا ہی لوگون کے دل کانپتے ہین بچی سے رہ رہ کر جواب پوچھتی ہو اُسکے ہوش درست نہین وہ کلام کیا کرسے اب یہ پہلو ملکہ شگوفہ جادو کو بھی ملا کہا نانی امان حقیقت مین مین ڈر گئی مگر دل سے کہتی ہی او دل خانہ خراب کس پر مبتلا و فریفتہ کرایا کہ جو آفتاب لب بام چراغ سحری نام کا تمام طلسم دشمن دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا واری اچھا دونون وقت ملتے ہین اپنے باغ کو سدھارو کنیزون سے اپنی جاکر کھیلو کودو اسکا ڈرنا کیا بیٹا مسلمان کے قتل کرنے مین بڑے ثواب ہین تکوشل زلف کے ناحق پیچ و تاب مین ملکہ شگوفہ جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا بے اختیار رونے لگی ملکہ ہوشنگ جادو نے گلے سے لگالیا کہا بی بی ہنسے جو کہا سدھارو اسپر روتی ہو حقیقت مین تم ڈر رہی اس جوان کو قتل کرکے سر خدمت مین بادشاہ کی روانہ کرنا منظور ہی ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان آپ خفا نہون تو مین ایک بات پوچھون ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا خفگی کی کیا بات ہی جو دلمین آئے بخوف کہو ملکہ شگوفہ جادو نے کہا آپ نے بادشاہ سے بھی دریافت کیا کہ اسکو قتل کرون یا قید رہے ملکہ ہوشنگ جادو نے کہا اب تو مین نے نہین پوچھا جشن مین کاہنون نے کہا تھا کہ طلسم کشا کے آنے کی یہ علامت ہوگی جسکو ایسا شخص ملے فوراً قتل کرے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان عقل سے

سراسر دوری زندے کو مردہ کرنا تو آسان ہے اور مردے کو کون زندہ کر سکتا ہے اگر یہ جوان
طلسم کشا نہو اور آپ سر کاٹ کے روانہ کرین بادشاہ کے خلاف ہو پوچھیگا کیون قتل کیا
مجھسے کم نیلہ نانی اماں یہ تمدمہ مزاج بادشاہان عالیجاہ ہے بقول شیخ سعدی گاہے بسلامے
برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند پھر کیا جواب دیجیے گا آپ خداوند سامری و جمشید
ولات اعلی و منات معلی و خداوند لقا و خداوند زبرجد شاہ و خداوند فرعون شاہ و
خداوند شداد شاہ شقاق الکوہی وغیرہ کی حضور مین زندہ کیجیے گا ایک عرضی روانہ کیجیے پھر
دو پہر مین جواب آجائیگا یہ بات تو ملکہ ہوشنگ جادو کو پسند آئی چہرے کی بلائین لین اور
ترقی حسن و عمر کی دعائین دین کہا بی بی کیا معقول بات کہی ہے حقیقت مین یہ میرے خیال مین
نہ تھا نام خدا پڑھی لکھی ہو سحر بھی موافق اپنے سن کے خوب جانتی ہو یہ کہکر کنیزون کی طرف
متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمنے ذہانت کو ہماری صاحبزادی کی دیکھا بیشک پڑھنے لکھنے سے
چار آنکھین ہوجاتی ہین عنایت سے سامری و جمشید کے حسین مہ جبین ہے لائق متین ہے سب نے
دعا کی ایسا ہی اسکو شوہر بھی ملے خوبصورت نیک سیرت خاندان عالی سے ہو چاند سے
چہرے پر سہرا دیکھون مین گھر داماد لونگی اپنے چاند کے ٹکڑے کو گھر سے رخصت نہ کرونگی میری
زندگی کا اب یہی سہارا ہے ہم تو چراغ سحری آفتاب لب بام ہین اسکے بچے گود مین کھلاؤن
گی ہاے چمن خوبی کو اس باغ مین لیے پھرون یہ کہکر حکم دیا کہ لیجا کر اس ہتیارن کو قید رکھو صبح
تک جواب آجائیگا بس اسی وقت عرضی لکھی تمام حال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
اور شبرنگ بن عمرو کا اسمین مندرج کیا ہاتھ مین ایک جادوگرنی کے دیا کہا ہاتھ مین شہنشاہ
جمشید جادو کے دینا اور زبانی بھی شہنشاہ سے عرض کرنا جواب فوراً مرحمت فرمایئے جادوگرنی
جب روانہ ہوچکی ملکہ ہوشنگ جادو خود اٹھی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و
شبرنگ بن عمرو کو کشان کشان لاکر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کیا ایک ترنج جھولی
سے نکالا سحر پڑھ کر زمین پر مارا شعلے بھڑکے آتش سحر نے نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ
بن عمرو کو گھیر لیا خلاصہ دودمان خلیل الرحمان آگ کی گرمی سے بیقرار چہرہ آفتاب مثال حرارت
سے سنولا گیا فرط حدت سے غش آگیا ملکہ ہوشنگ جادو نے جادوگرنیوں کو حکم دیا رات کو آب و دانہ

نہ دینا لاکھ قیدی غل مچائے چیخے چلائے خبر نہ لینا یہ حالات ملکہ شگوفہ جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھے اب تو بیقراری اور زیادہ بڑھی دل سے کہتی ہی ہاے ای شگوفہ یہ کیا ستم ہوا یہ پروردہ مہد ناز و نعم اس مصیبت کو کیونکر اٹھائیگا یقین ہی رات ہی کو تڑپ تڑپ کے مرجائیگا مگر مجبور ونا چار اشکبار بیقرار اپنے تخت سحر پر سوار ہوئی کنیزون کو ساتھ لیا اپنے باغ مین آئی باغ کو دیکھکر خار الم دل مین کھٹکا وہ باغ پر بہار بعینہ مثل گورستان سنسان ویران معلوم ہوتا ہی دل اسکا اسی عالم یاس یکہ و تنہا بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا باہر جاؤ میرے سامنے جاؤن جاؤن نہ کرو تمہارے چیخنے سے میرا سر پھرا جاتا ہی دل خود بخود گھبراتا ہی کنیزین تو باہر گئین ملکہ شگوفہ کی آنکھون کے نیچے وہی تصویر دلپذیر پھر رہی ہی دل سے کہتی ہی ہاے اسکی جان تو نے کیا بچائی اور آفت آسمانی اسکے دشمنون کے سر پر آئی اس اندھیرے مکان مین وہ ہاتھ پاؤن کیا گھبراتا ہوگا ہتکڑیون اور بیڑیون سے سٹپٹاتا ہوگا گرد حصار آتش اسکی گرمی جسم نازک کو جلاتی ہوگی مین اپنا حال دل کس سے کہون بے دست و پا ہون کسکو بھیجون کہ جو دمبدم کی خبر لاکر سنائے بیت نہ قاصدے نہ صبائے نہ ہمدمے دارم + حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم + کبھی بیقرار ہوکر کہتی ہی ہاے نہین معلوم اس شہریار پر کیا گذرتی ہوگی مین ملے تو اسکے ساتھ سراسر دشمنی کی اسطرح پر آب و دانہ بند ہونا تڑپ تڑپ کے جان کھونا گرمی آتش سحر سے کیا گھبراتا ہوگا کلیجہ منہ کو آتا ہوگا کبھی ہاتھ اٹھاکر آواز دیتی ہی اور یہ ابیات پڑھتی ہی ابیات

ای باد صبا سوے دل آرام
دیوانے پہ تیرے آفت آئی
گھر بار تمام مجھ سے چھوٹا
جی مین ہی جائین نجد کے بن مین
کہتی تھی اپنے سر پہ ڈالکے خاک
کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہی
چار پائے درندہ بن ابتو

لے جا تو یہ غم زدون کے پیغام
آوارہ ہون تیری جستجو مین
اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا
قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین
ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے
ہان یہ غمخوار اک مرا غم ہی
ہم ہین یا غم سے اسکے کیا کیجے

جسدن سے ہوئی تری جدائی
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین
کبھی بیقرار ہوکر پکارتی ہی شعار
اور کبھی دیکھکر سوے افلاک
میرا دلبر چھوڑا الیسا مجھسے
چار پائے پلنگ کے مجکو
کون ہی کس سے حال دل کہیے

آخر روتے روتے آنکھین سرخ ہوگئین شمشاد قد نامے وزیر زادی اپنے قصر مین تھی اسنے

دیکھا سب کنیزین اپنی اپنی صحنچیون مین بیٹھی ہین شمشاد نے کہا اری ستانیو ملکہ شگوفہ جادو بارہ دری
مین اکیلی ہین سب نے کہا بی شمشاد ملکہ تو آج ہمکو کاٹ کاٹ کھاتی ہین تیور دکھاتی ہین ہم
سبھون سے کہا ہمارے پاس سے جاؤ کیا ہمکو قیدی بنایا ہی ہم سب چلے آئے اکیلی وہان بیٹھی ہین
ہم کیا جانین کیا کرتی ہین شمشاد بڑبڑاتی ہوئی قریب بارہ دری کے آئی اب جو پردہ اٹھاکر دیکھے
ملکہ شگوفہ جادو پانوں لٹکائے ہوے پلنگ پر بیٹھی ہی ساق بلورین کھلی ہوئین پائینچے چڑھے
ہوے موے سر کھلے ہوے آنکھوں سے دریا اشکوں کا جاری گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھین
لال رونے سے پریشان حال یہ شمشاد روتی ہوئی دوڑی جاکر قدمون سے لپٹ گئی سر سے
پاتک بلائین لین ترقی حسن کی دعائین دین پوچھا واری خیر تو ہی ملکہ نے پہلے تو بہت انکار کیا
آخر ٹھنڈی سانس بھرکر کہا ای شمشاد یہ جو جوان قید ہوکر آیا ہی اسکی حسرت و محبت میں میرا دل
جلتا ہی اور مجھے کچھ کام نہین ہی اتنا چاہتی ہون کہ ایک نظر دیکھ لون اور سمجھاؤن ایسی جرأت
کو آگ لگے سحر و ساحری مین خاک دخل نہین جادوگرون سے بھڑ پڑے آخر کیا کر سکے ای
شمشاد مین اسکو کسی طرح سرحد طلسم سے نکالدون شمشاد نے کہا واری بہت دشوار ہی
لونڈی نے دریافت کیا ہی سارے طلسم مین غلغلہ پڑا ہی یہ جوان نبیرۂ صاحبقران ہی نام اسکا
نورالدہر بن بدیع الزمان ہی کاہنانِ طلسم نے اسی کی تصویر درج کتاب کی ہی اس جوان
کا بچنا دشوار ہی سارا طلسم دشمن عالم عالم رہزن ہی اس بات سے دل کو پھیرے اسکا انجام برا ہی
شمشاد نے جو یون سمجھایا ملکہ شگوفہ جادو بلک کر روئی اور کہا ای شمشاد اگر رات کو کچھ
انتظام نہوا جب صبح کو نانی امان اسکو قتل کرنے لگین گی جاکر لڑونگی ہر چند کہ مین نانی امان کے
سحر پر غالب نہ آؤنگی اسکے سامنے تو اپنی جان مٹاؤنگی میرا اسکا لاشہ ایک مقام پر ہوگا خیر
بی شمشاد تم ہمسے رخصت ہو جواہرات وغیرہ جو کچھ ہی اٹھا لے جاؤ یہ جو لباس جسم مین ہی
واسطے کفن کے کافی ہی یہ سنکر شمشاد تڑپنے لگی کہا واری اس مال و اسباب کو آگ لگے ہمین
آپ کی جان کا خیال ہی مال کیا مال ہی اور شمشاد یہ بھی دل مین سوچی کہ یہ آتش عشق آب کلام
نصیحت سے نہ بجھے گی دمبدم شعلۂ محبت بھڑکیگا ضبط کا ملکہ شگوفہ جادو کو اختیار باقی
نہ رہا سوچ کے عرض کی کہ واری ہر چند کہ خرابی ہی ہم بھی اپنی جان آپ کے ساتھ دین گے

یہ جو سامنے کمرا ہی ابھی یہان سے نقب لگاتے ہین شاہزادے کو زندان ست نکالے لاتے
ہین مگر حضور بھی ساتھ چلین قیدی کے گرد مار ان سحر و آتش پرتیہو آپ کی نانی جان لے اپنے
وحشت مجلس سے یہ سامان کر دیا ہی ہمکو دیکھکر نگوڑے زہر اگلین گے وہ سحر سوا ے آپ کے ہمسے
دفع نہوگا ملکہ شگوفہ خوش ہوگئی پائینچے چڑھا کر نقب کھودنے پر آمادہ ہوئی کہا ای شمشاد ایسے
سحر کا دفع کرنا کیا مشکل ہی اب مین سحر سے نقب لگاتی ہون یہ کہکر دوپٹہ کی گاتی باندھی مٹی کے
ڈھیلے ہاتھ مین لیکر زمین پر سحر کرنے لگی دم بھر مین طبقہ زمین کا پھٹا اب تو شمشاد نے سب کنیزون کو بھی
بلایا ملکہ شگوفہ آگے آگے سحر کرتی ہوئی عقب مین سب کنیزین مٹی وغیرہ نکال رہی ہین چند
عرصہ مین دہنہ نقب کا اسی کوٹھری مین جا کر توڑا ملکہ شگوفہ نے سر نکال کر دیکھا شاہزادہ
نور الدہر اور شبرنگ عیار صدمۂ سحر ہوشنگ جادو سے بیہوش پڑے ہین گرد ماران سیاہ
بیٹھے ہوے زبانین منہ سے نکال رہے ہین ملکہ شگوفہ نے تیغۂ سحر سے ماران سیاہ کو قتل کیا
کبھی ماران زلف پرپیچ و تاب کا آتے عکس پڑا کبھی ماران سحر پر سایا اسی بیہوشی مین شاہزادہ
نور الدہر اور شبرنگ کو اٹھایا کنیزین لپٹ گئین ہاتھ ہاتھ نور الدہر و شبرنگ کو لے لیا نقب
مین پھاند کر بیک چشم زدن بارہ دری مین پہونچ گئین گر ہوش و حواس سب کے پراگندہ کہ
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آپسمین چشمک زنی ہو رہی ہی لونڈیان کھسر پھسر کرتی ہین ایک کہتی ہی کہ
بیڑو کی آگ بھڑ کی ضبط نہو سکا دھگڑے کو نکال لائین اب کیسی خوش ہین پھولون نہین سماتی
ہین دیکھو لیوا جیسے آنکھ بھی نہین ملاتی ہین مگر ملکہ خوشی سے باغ باغ تھی شاہزادے کو مسند
پر بٹھایا سحر اتار کر ہوشیار کیا اور ایک جانب آپ شرمائی ہوئی دوپٹہ سے منہ چھپائے ہوے
بیٹھ گئی شاہزادہ نور الدہر نے آنکھ کھول کر جس گلعذار کو باغ ہوشنگ مین دیکھا تھا اسکو اپنے
قریب پایا شبرنگ تو ہوشیار ہوتے ہی شمشاد کی جانب متوجہ ہوا کہا جان جہان ہمارے
پاس آؤ ہم تم پر عاشق ہین اپنے قول کے صادق ہین عمر بھر خدمت کرینگے روٹی کپڑا ٹبے
نرے سے پہونچا ئینگے شمشاد نے جھنجھلا کر کہا نگوڑے کمبخت شامت آئی ہی اپنی امان بھینا کو
روٹی کپڑا پہونچا نخرے کی خوبی یا تو شل مردے کے وہان پڑے تھے دام سے چھوٹتے ہی
جھکنے لگے یہ ہمارے عاشق ہین اپنا منہ تو دیکھو خدا آئینہ کو نصیب نہوا ہوگا چینی مین صورت کرا ہنا چہرہ

دیکھا ہوگا شبرنگ نے کہا کیا مین بُرا لگتا ہون شمشاد نے ایک دوہتڑ مارا اور ملکہ شگوفہ سے کہا حضور اس مسخرے موش صحرائی کے بچے کو منع کیجیے اپنی چونچ بند کیے نہین لاکھوں صلواتین سناؤنگی ملکہ نے اشارہ کیا شمشاد کیون لڑتی ہو لمحہ بھر کی صحبت ہی تین سلوم کیا جو شمشاد نے کچھ میوہ وغیرہ شاہزادے کے سامنے پیش کیا کہا حضور کیون خاموش بیٹھے ہین ہمتون پر آب و دانہ بند تھا نوش فرمائیے ملکہ شگوفہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا نقب سحر لگا کر نکال لائین ہم سب نے انتہا کی شفقت کی شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر کہا ملکہ عالم کا ہم غریبون پر احسان ہی ملکہ شگوفہ تو بیقرار بیٹھی تھی بول اُٹھی صاحب کچھ احسان کی ضرورت نہین ہی آپ کچھ نوش فرمائین مرکب مجھ سے لیجیے بتعجیل یہان سے نکلجائیے صبح ہوتے ہی نانی امان قیامت برپا کرینگی آپ کی تلاش ہوگی مین چاہتی ہون آپ خیر وعافیت سے اپنے لشکر مین پہونچ جائیے اگر یاد رہے تو نامہ وپیام سے یاد فرمائیے گا شاید کبھی ملاقات بھی ہو اسمین کیا اختیار یہ کہکر آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک ملکہ شگوفہ کے پاک کیے کہا اے ملکہ عالم ہمارا اس طلسم سے نکلنا دشوار ہی جب تک اس طلسم کو فتح نہ کرینگے سرحد سے اسکے قدم باہر نہ دھرینگے بعض مقدمات ایسے ہین کہ اُنکا بیان کرنا مناسب وقت نہین ہی اگر حیات مستعار باقی ہی کل کیفیت ظاہر ہوگی یا طلسم فتح ہوگا یا موت دامنگیر ہی آمادہ بدعت فلک پیر ہی اور میوہ وغیرہ کھانا تمھاری عنایت پر موقوف ہی پروردگار کی اطاعت کرو لات و مناآت پر لعنت کرو الغرض ملکہ شگوفہ مع کنیزون کے مطیع الاسلام ہوئی دونون کو جوش محبت شباب کا عالم دو دو جام پیے چند باتین ہونے پائی تھین کہ ناگاہ ماہتاب عالمتاب نے حجاب برج سحر مین منھ چھپایا اور قیدی زندان مغرب یعنی نیر اعظم زنجیرہاے شعاع مین جکڑا ہوا فلک نیلی پر تھراتا ہوا نکلا رخ شمع پر زردی آئی مرغان سحر نے دھوم مچائی اشعار

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت　خروس صبحدم آواز برداشت　عنادل لحن دلکش برکشیدند
نہاد غنچہ از رو در کشیدند　سمن از آب شبنم روئے خود شست　بنفشہ جعد عنبر بوئے خود شست

رنگ روئے ملکہ شگوفہ خوف سے فق ہوا ہر طرف غلغلہ ہوا تو صبح ہوگئی یہ دونون عاشق و معشوق مصروف عیش ہین مگر ہوشنگ جادو شاہزادہ نورالدہر کو قید کرکے سوئی تھی

خواب خرگوش سے بیدار ہوئی یا فتنۂ خوابیدہ جاگا حوض پر آکر منہ ہاتھ دھویا یہ نہ جانتی تھی کہ
آج زندگی سے ہاتھ دھونا ہی کرسی پر بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی جس کنیز کو نامہ دیکر بخدمت
جمشید جادو بادشاہ طلسم مین بھیجا تھا وہ جواب باصواب حسب خواہش اُس ملعونہ کے لیکر
آئی بلاے ناگہانی نے صورت دکھائی ہوشنگ جادو نے فرمان شہنشاہ آنکھون سے
لگایا چوم چاٹ کر کھولا لکھا تھا ای ہوشنگ جادو خبردار خبردار نامہ دیکھتے ہی اُس جوان کو قتل
کرکے سر ہمارے پاس روانہ کرو وہ حقیقت مین طلسم کشا ہی کتاب سامری مین صاف صاف
لکھا ہی یہ مضمون فرح افزا پڑھکر اُس بدسیر نے حکم دیا جلد قیدیان بلا کو لاؤ جلاد کو بلاؤ میدان خونی
کی بتعجیل تیاری ہو کنیزین دوڑکر قریب کوٹھری کے آئین قفل کھولا سر ڈالکر دیکھا وہ مکان خالی
پڑا ہی ماران سحر جلے ہوے شعلہ ہاے آتش سرکش بجھے ہوے دہنۂ نقب موجود بیٹھتی ہوئین سامنے
ملکہ ہوشنگ جادو کے آئین عرض کی حضور قیدخانہ خالی پڑا ہی کوئی اُس جوان کو چھڑا لے گیا
اتنا تو ہمکو بھی ثابت ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہی بس ہوشنگ جادو ہاے کہکر اُٹھی اور اُس مکان
مین آئی معرکۂ مذکور دیکھکر غصہ مین تھرائی اور فوراً نقب مین کود پڑی عقب مین چند جادوگرنیان
ملکہ شگوفہ نے گھبراہٹ مین مہرہ نقب کا نہ بند کیا تھا ہوشنگ جادو نقب کو طی کرکے باغ مین
ملکہ کے آکر نکلی اور اُسوقت پہونچی کہ دونون عاشق معشوق مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین شبرنگ
بن عمرو کے بی شمشاد اکڑی ہی ہین شبرنگ تانین مار رہا ہی ہنگامۂ عیش ونشاط برپا ہی دیکھتے
ہی ہوشنگ جل گئی وہین سے پکارا او شوخ دیدہ ننگ خاندان دھگڑے کو لیکر پہلو مین
بیٹھی ہی اری جمشید جادو کو نہین جانتی خبردار توبہ کر اس جوان کو مجھے دے مین سر کاٹ کر
روانہ کرون سنتے تو ملکہ شگوفہ کھڑی ہوگئی دور سے ہاتھ باندھے گڑگڑا کر عرض کی نانی اماں میری
خطا معاف کیجیے آپ کے نزدیک بھی یہ طلسم کشا ہی اور آپ ہی کا قول ہی کہ طلسم کشا کا قتل ہونا دشوار
ہی بس اس سے دشمنی کرنا بیکار ہی اس شیر صولت کی اطاعت کیجیے پوجیے دو سو خداوند پرست
کیجیے ہر چند کہ بے تمیز ہون مگر آپ کی کنیز ہون میرے حال پر رحم فرمائیے یہ سنکر ہوشنگ جادو
مثل شعلۂ آتش کے بھڑکی پکاری لو صاحبو اور سنو صاحبزادی ہمکو سمجھاتی ہین خوب باتین بناتی ہین
یہ کہکر گرز اُٹھا کر مارا جب تو ملکہ شگوفہ نے گاتی ڈوپٹہ کی باندھی جھولی سحر کی اُٹھائی آواز دی

تا فی امان الامر فوق الادب اب آپ شاہزادہ شیر صولت کی جان کی خواہان ہین تو ہم بھی موجود ہین
سامری و جمشید رب اکبر کی درگاہ کے مردود ہین کیا خوب آپ کے خدا ہین پتھر کے پتلے بنائے ہوئے سجدہ
کیا کبھی کسی آدمی کو خدا بنا لیا استغفر اللہ انھین کے ہاتھ سے دربدر خاک بسر ہے ایسون کا جہنم مین
گھر ہے مین تو مطیع الاسلام ہو چکی جان و مال سب اس شہریار پر نثار ہے یہی شیر معقب ہے ہمہ زنند
زمرد ناہنجار ہے یہ کہکر انگلی سے اشارہ کیا گولا ہوشنگ جادو کا پھٹا زمین پر گرا گئی کنیزین ہلاک
ہوئین ملکہ شگوفہ بھی نورالدہر بن بدیع الزمان نے تیغ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر
ہاتھ ڈالا نعرہ کیا بیت نظیرہ حمزہ صاحبقران بخشم و قہر ☆ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر
جگر ہائے اوج رفعت شاہباز حضرت ☆ کہ شاہانش جہانگیر فلک گیتی ستان جاہ ☆ پناہ لشکر اسلام نور آلہ ہر کہ جنبش ☆
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواہد ☆ شہ رنگ بن عمرو بھی تیر و کمان لیکر آ اٹھا تیر سے کئی جادوگرنیون
کو مارا کبھی حقہ آتش بازی داغ دیا کسی پر حباب بیہوشی لگایا جادوگرنیون کو اسطرح ہلاک کرتا ہے
اپنے کو بھی بچانا ضرور ہے لیکن اس ہنگامہ کو دیکھکر قلب ناصبور ہے نورالدہر بن بدیع الزمان
کے قریب جو ایک جادوگرنی آگئی چوٹی پکڑ کر ایک طپانچہ مارا سر اسکا جنبر گردن سے اڑ گیا
اتنے میں باغ آتش بہار ہوا نخل شمشاد مثل شعلہ جوالہ ہیولی ہر ایک آگ کا انگارہ نہرون کا پانی
کھولنے لگا چشم حباب بھر آگئی تپے آگ کی چنگاریان برسنے لگے زمین کرہ آہنگران قیامت کا
سامان عیان ہنگامہ سحر گرم ہوا شگوفہ کو اب یہ مصیبت ہے کہ نورالدہر کو بچاتی ہے ہوشنگ
جادو کا سحر بھی مٹاتی ہے نورالدہر بن بدیع الزمان کو منع کرتی ہے آپ آگے نہ بڑھیں
سینہ سپر کر رہی ہے دم محبت کا بھر رہی ہے مگر ہوشنگ بدمست ساحرہ زبردست ہے زمین باغ
کو ہلا دیا چمن ہائے گل و لالہ کو جلا دیا ایسے ایسے سحر کیے کہ ملکہ شگوفہ گھبرا گئی لڑتے لڑتے
زخمی بھی ہوئی ایکطرف شمشاد بھی شہ رنگ بن عمرو کو بچا رہی ہے کہتی ہے ارے نگوڑے
تو عیار ہے کود پھاند کر بھاگ جا اپنی جان بچا مین بھی تیرے ساتھ نکل چلونگی شہ رنگ بن عمرو
کہتا ہے اے جان جہان ہمارا آقا تو آمادہ نبرد جان کا خوف ہم اپنی جان بچائین رنڈی کو
لے کر نکلجائین ہمسے یہ نہو گا شمشاد محبت مین اسکی رونے لگتی ہے گانے پر شہ رنگ بن عمرو
کے عاشق ہوئی ہے کبھی دل سے کہتی ہے او خانہ خراب کس مصیبت مین پھنسایا عشق زلف مسلسل

محبوب مین صبح ہوتے ہی روز سیاہ کا سامنا ہوا ہے مگر ہوشنگ جادو مہلت نہین دیتی
ایک مقام پر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے ایک کنیز کو نیمچے سے قتل کیا صدائین
مرنے کی جادوگرنیون کی بلند سنگ باری برف باری ہوئی ہر دو رستے ہوشنگ جادو نے جو
شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا دین سے ایک دو ہتھوڑ زمین پر مارا شاہزادۂ
نور الدہر لڑکھڑا کر زمین پر گرا شہرنگ بن عمرو بھی زخمی ہو کر لڑتا بھڑتا مجبور بیٹھ گیا ہوشنگ
جھپٹی کہ شہرنگ و نور الدہر کو قتل کرون ملکہ شگوفہ نے جو دیکھا بجلی کان سے نکالکر پھینک ہی
ہوشنگ کے سر پر برق گری سر اس ملعونہ کا زخمی ہوا او چھا سا زخم کھایا برق کو کاٹا اب
قیامت کے سحر کرنے لگی آتش سحر برسائی تھی ملکہ شگوفہ کا جسم پھول سے نازک چند آبلے اس
جسم نازنین پر پڑے اب بدحواس ہوئی شمشاد سحر کرتی ہوئی قریب آئی مگر اسکا بھی پشت و پہلو
زخمی ہوئی حسب موافق اپنی حقیقت کے سحر کیا اس ملعونہ پر قبضہ نہوا موت قریب ہی نہ روے
رفتن نہ راہ ماندن شاہزادۂ نور الدہر اسکے سحر مین مسحور ہو چکا انکا بچانا دشوار ہی کد و کاوش
بیکار ہی اسوقت تک اتنی مہلت ہی کہ شاہزادے کی محبت سے ہاتھ اٹھایئے اپنی جان کو غنیمت
جانیے ہمارا کہنا مانیے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین ہم آپ بھی گرفتار ہو جائینگے جمشید جادو عذاب
الیم سے قتل کریگا آپ کے دشمنون کے خون سے ہاتھ بھریگا ملکہ شگوفہ نے کہا اے شمشاد
مروت و محبت سے بعید ہی معشوق کے سامنے عاشق کا جان دینا بھی عید ہی ایسے وقت مین
شاہزادے کو تنہا چھوڑ دون مین اسکے پہلے جان دونگی مگر وقت وہ ہی کہ پلک جھپکانا بھی
دشوار ہی ہوشنگ بلاے روزگار ہی وزیرزادی نے کہا واری اب تک تو مجکو گمان تھا کہ
آپ زخمی پڑیگی لڑ بھڑ کر نکل جائیگی بہر نوع اب جان پر آ بنی ایک بات مجکو یاد آئی ہی ایکدن
آپ اپنی نانی اماں کے ساتھ خزانہ کے ملاحظہ مین مصروف تھین وہ صندوقچہ جسپر مخمل کاشانی
سبز کا غلاف ہی جب آپ کی نانی صاحبہ نے اسکو کھولا اسمین ایک تختی مثل ستارہ سحری چمکتی تھی
آپ کی نانی نے منع کیا کہ بیٹا اسکو نہ اٹھاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین یہ لوح محفوظ ہی جمشید جادو
نے میرے سپرد کی ہی یہی باعث میری آبرو کا ہی جس شخص کے گلے مین یہ ہو اسیر کسی کا سحر تاثیر
نہ کریگا اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اٹھ آئین اس لوح محفوظ پر قبضہ نہ کر سکین اسوقت مجکو

یاد آیا یہ تختی نکال کر شاہزادے کے گلے مین ڈال دیجیے وہ اس حرامزادی ہوشنگ
ننگ خاندان کو قتل کر ینگے ملکہ اُس لڑائی مین شمشاد کے تصدق ہونے لگی کہا اے مونس ہمدم
کیا بات بتائی ہی جلد لا اگر مین بھی سامنے سے ہٹ جاؤ نگی تو یہ ملعونہ شاہزادے کو قتل کر ڈالیگی
یہ کہکر کنجی ازار بند سے کھول کر شمشاد کو دی شمشاد نے جا کر قفل کھولا تختی نکالنے مین معروف
ہوئی یہان ہوشنگ جادو سحر کے قریب نور الدہر بن بدیع الزمان پہونچا چاہتی ہی کہ ملکہ شگوفہ
جھپٹ کر سامنے نور الدہر کے آئی سینہ سپر کر کے کھڑی ہوئی زخم کھاتی جاتی ہی مگر نہین ہٹتی ہوشنگ
جادو آواز دیتی ہی اری او شگوفہ تیرے دیدے سے ڈرنا چاہیے دھگڑے کے لیے جان دیگی
ہٹ جا مین نے خطا معاف کی اب تجکو کچھ نہ کہونگی جمشید سے بھی ذکر نہ کرونگی شگوفہ سر ہتھیلی پر
لیے کھڑی ہی کہتی ہی ارے لکاتہ کیا جھک مارتی ہی پہلے میرا سر کاٹ لے پھر اس شیر بیشۂ جرأت پر
ہاتھ ڈالنا لاکھ جان میری اسکے ناخن پا پر سے نثار ہی جمشید حرامزادہ کیا ناہنجار ہی اب تو
ہوشنگ تیغۂ سحر کھینچکر دوڑی کہتی ہوئی کہ بھلا دیکھو کری ابھی کل کا ذکر ہی کہ رو کر رعٹی مانگتی تھی
آج دیدے مین دیدہ ڈالکر کلام کرتی ہی سارے جمشید سے نہین ڈرتی ہی شگوفہ نے کہا
مین اُن ہجیاؤن پر لعنت کر چکی بس جیسے ہی ہوشنگ نے چاہا کہ تیغہ مارے شمشاد آواز
دیتی ہوئی خبردار خبردار مین آ پہونچی شگوفہ تو سامنے سے ہوشنگ کے کود کر بھاگی شمشاد
نے جھپٹ کے لوح محفوظ گلے مین نور الدہر کے ڈال دی شاہزادے پر سے سحر اُتر گیا ہاتھ
پانوٗن مین طاقت آئی تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پکڑ کر اُٹھا ہوشنگ چاہتی ہی شگوفہ کو
رو کے شاہزادہ نعرہ کر کے بیچ مین آیا سینۂ ملکہ پر سپر کر دیا اسکا تیغہ سحر شاہزادۂ نور الدہر
پر پڑا کچھ تاثیر نہ کی جسم پر سے اچٹ گیا بس نور الدہر نے خبردار خبردار کہکر نعرہ کیا تیغہ
خاراشگاف سلیمانی کو چمکایا ہوشنگ سمجھی کہ میرے ہوسے شگوفہ نے اسکو بچا لیا ہی یہ
غیر ساحر میرا کیا کر سکتا ہی جیسے ہی نور الدہر نے ہاتھ مارا ہوشنگ نے گلوا جیرن کا نام
لے کر خود اپنا سر آگے کر دیا تیغہ خاراشگاف جو سر نحس پر پڑا دو ٹکڑے ہوئے لاشہ جلنے لگا
دھوان چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی وہ آندھی سیاہ اٹھی کہ اندھیرا چھا گیا
ہر ایک کا قلب تھرا گیا دشت کے شیرون کو خوف سے غش آ گیا بعد عرصۂ دراز کے

آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا ہوشنگ جادو تھا آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا بعد لمحہ بعد کے رہتی
ہوئی کنیزان ہوشنگ جادو نے دیکھا کہ ہماری بی بی کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی نور الدہر
بن بدیع الزمان نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان شیرانہ لڑ رہا ہی کنیزون
مین جادوگرنیون مین صدائے الامان الامان بلند ہوئی سبھون نے دست بستہ آواز دی
ملکۂ عالم جیسے آپ کی نانی کے ملازم تھے اب آپ کے تابعدار ہین ہم غریبون کو بچا لیجیے
نور الدہر نے ہاتھ روک لیا ملکہ شگوفہ کو بھی منع کیا سب دوڑ کر قدمون پر گرین خوشی سے
مطیع الاسلام ہوئین اب ملکہ شگوفہ مع کنیزان ماہ رخسار اور مع ملازمان ہوشنگ جادو
بارہ سو جادوگرنیان اس باغ مین جمع ہوئین باغ مین پھر بہار آئی چہرہ ملکہ شگوفہ کا مثل گل
شگفتہ ہوا ملکہ شاہزادے کو ساتھ لیکر خوشی خوشی بارہ دری مین آئی سب کی زخم دری ہوئی
پٹیان مرہم کی چڑھ گئین شمشاد وزیرزادی منظور نظر شبرنگ بن عمرو نے بتعجیل تمام صحبت
عیش و نشاط آراستہ کی شاہزادہ مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا ایک طرف ملکہ شگوفہ جادو
آکر بیٹھی شمشاد نے شبرنگ سے کہا کمبخت اب تو کوئی غزل سنا شبرنگ بن عمرو نے کہا
جانِ جہان جب شب کو ہم تم تنہا ہونگے غزل ٹھمریان بڑے بڑے راگ سنائینگے شمشاد
نے اپنا دوپٹہ ہلا کر منہ سے پھر مجھسے ایسی باتین شروع کین مین پھر تجھ سے کبھی بات نکرونگی
اب تو خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا دور دل کا رنج و ملال کیا شبرنگ بن عمرو نے
کہنے سے شمشاد کے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

دل نے جو کرم کی اک نظر کی
دل چپ ہی کہ مین کہون کدھر کی
تنے ہی سے اسنے ہاتھ اٹھایا
اللہ ری کمی تری نظر کی
احسان ہی آہ نیم شب کا
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی
سنتے نہین کوئی کچھ سنائے

مالک ہوئی آنکھ خشک و تر کی
کیون راہ تباہی انکے گھر کی
خوبی یہ دعاؤن کے اثر کی
کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ
تصویر کھنچی ہی اُس کمر کی
ناصح یہ خدا کرے کسی شب
کانون کو لگی ہی تو کدھر کی

باتین نہین یان ادھر ادھر کی
کچھ کہتی ہی چال نامہ بر کی
کچھ آنکھ مین ہم تری نہ ٹھہرے
یہ بے خبری تری خبر کی
کھوتے ہوئے سے ملے ہو مجکو
آجائے بلا ادھر ادھر کی
کیون ہوتی نہ صبح وصل تقدیر

جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی
دیکھے کا مرے جگر کو کیا غیر
شاگرد ہی چشم فتنہ گر کی
آنسو تو کوئی نکالنے دو
کیا لی ہی خبر دل و جگر کی
دیکھا تھا مری تڑپ کو تونے
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی
الفت مین خدا و بت کے ہی فرق
رکھتے ہی قدم زمین سر کی
بگڑے شب وصل بھی یہ گیسو
اپنی انکھین آپ ہی خبر کی

ہی چرخ کمی نہ گردش بخت
او جھڑ نہ رکے گی اس سپر کی
جس قصد سے چاہو مجھ تک آؤ
حسرت یہ نہین ہی چشم تر کی
رکھتی ہی جو کچھ بھی غیرت آدم
کچھ بڑھ گئین شوخیان نظر کی
حور اور ہمین ملے نہ زاہد
خالق ہی وہ خیر کی بشر کی
بنجا کین بند ہو کے ای آنکھ
تھی شام سے آرزو سحر کی
گرمی ہی جلال کی تپش مین

ہی یاد کچھ اپنے ہمسفر کی
شوخی کرے کیون گردش دہر
چتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
ای درد تیر قربان ہون تیری
شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
خط دینے گیا تھا اٹکو دی جان
لونڈی ہی بلا کشون کے گھر کی
کیا کھنچتی ہی یار کی گلی دور
صورت کسی بیوفا کے در کی
تا صبح گیا تو بیخودی کو
تپتی ہوئی چھاتیان دوپہر کی

مگر شمشاد وزیرزادی نے پلٹ کر جو دیکھا ملکہ شگوفہ جادو کے ہچکی لگی ہوئی ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے اشارہ کیا ملکہ کا غم و نال اور دو چند ہو گئی برائے خدا ذرا سمجھائیے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے رومال اپنے دامن سے اشک ملکہ شگوفہ کے پاک کیے فرمایا کیون ملکہ خیر ہی شمشاد بھی ملکہ کی بلائین لینے لگی کہا ملکہ گانا سنیے ملکہ نے کہا بی شمشاد تمکو گانے کی پڑی ہی ہمارے کلیجہ پر چھری پھر رہی ہی ای شہریار خدا کے واسطے اس جلسہ وغیرہ کو آگ لگائیے جلدی تخت پر سوار ہو بیٹھیے ہم آپ سب ملکر یہان سے نکل چلین ورنہ دم بھر مین قیامت برپا ہوا چاہتی ہی ہوشنگ کا مارا جانا کچھ اچھا نہوا جمشید جادو کے دربار مین ایسے ایسے سردار بلائے روزگار ہزارون ہین یہ خبر مخفی نہ رہیگی وہ بادشاہ طلسم ہی معلوم ہو جائیگا کسی ساحر زبردست کو روانہ کریگا فوراً ہمکو اور آپ کو گرفتار کر لیجائیگا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ مین تو یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگا اب تو شب ہو گئی ہی صبح کو راستہ تباہ دنیا مین خود یکہ و تنہا دربار جمشید مین جاؤنگا ایک یار صادق محب دلی وہان قید ہی اسکے واسطے دل تڑپ رہا ہی اگر اسکی تدبیر نہ کرون تمکو کیا امید ہو گی میرے واسطے

اسنے اپنے کو بلا مین پھنسایا اٹھارہ سو ملک کی سلطنت پر لات ماری اسکا مبتلائے بلا ہونا ہم
جیسے ہزارون جل رہے ہین ہڈیان آتش فراق سے جل رہی ہین ملکہ نے پوچھا وہ کون صاحب ہین
شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی ملکہ مخمور سرخ چشم کا
ذکر اسطور سے کیا کہ اہالیان صحبت رونے لگے طرز کلام سے ملکہ شگوفہ کو صاف ثابت ہوا کہ
ملکہ مخمور سرخ چشم پر بدت مدید سے عاشق ہین اسکا فراق ایسا شاق ہے دیدۂ دل اسکے
جمال کا مشتاق ہے پس بے اختیار سر جھکا کر دل سے کہتی ہے ای شگوفہ یہ کیا ستم ہوا اب قلب
ناصبور پر ہجوم رنج والم ہوا یہ جوان شیر صولت رستم ہیبت ملکہ مخمور سرخ چشم کے عشق مین
مبتلا ہے فی الحقیقت وہ حسن وجمال مین یکتا ہے دیکھیے ہمپر کیا گذرتی ہے یہ جو خیال کیا چشمۂ چشم سے
آنسو محیط موجزن ہوا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اشکون کو دامن سے پاک
کیا کہا ملکہ رونا بیکار ہے اس مقدمہ مین تمکو ناحق اسرار ہے ہم لوگ پابند وضع ہین جس سے جو عہد
کیا تا مرگ یاد رکھین گے تمکو کسی حال مین نہ بھولینگے اسکا ربتہ فلک سا تھا ہے تمنے ہی جان بخشی
کی ہے زندگی بھر اس احسان کو نہ فراموش کرینگے اگر حیات مستعار باقی ہے بعد فتح طلسم جمشید
تمسے آکر ملین گے بعنایت باغبان قضا وقدر ہم غنچۂ آرزو کھلین گے مگر مین کسی طرح رک نہین سکتا
طلسم جمشید مین بخدا ضرور جاؤنگا یا تو تم اسی مقام پر بسر کرو یا نامہ لکھدون میرے لشکر مین
چلی جاؤ وہان میرے جد عالی تبار عم نامدار سرداران ذوالفقار موجود ہین سب تمکو آنکھون پر
بٹھائینگے بلکہ تمہارے جانے سے اور فرزندان صاحبقران بھی میری تلاش مین آئین گے
ملکہ نے دونون ہاتھون سے منھ پیٹ لیا کہا کیون حضور ہمنے آپ کی محبت مین گھر بار تج دیا
نانی کو قتل کیا اسکا انجام یہی ہے کہ آپ تو اتنے بڑے مقام پر جائین ہم اپنی جان بچائین ہمتو آپکو
یہان سے نہ جانے دینگے یا ہمکو اپنے ساتھ لشکر مین اپنے لے چلیے وہان ہمکو چھوڑ کر پھر ہمکو
اختیار ہے یا اپنے دست زبردست سے ایک ہاتھ لگا دیجیے اس کشاکش سے چھوٹ جائین
قبر مین پاؤن پھیلا کے چین سے سوئین آرام پائین شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے
کہا واہ ملکہ یہ روے سیاہ جاکر بھائی بھتیجون کو دکھاؤن علاوہ مخمور سرخ چشم کے
قوت بازو میرے بلکہ عاشق صادق صف شکن وصفدر طہماس بن بختیارک دیو پرور بھی

یقین ہی کہ اسی طلسم مین قید ہون جب وہ داجان سنینگے کہ اپنے سردار کو قید کرا کے چلا آیا منھ کو نہ دکھین گے نظرون سے گرا دینگے اسی دربار مین ایک تیرا ہمچشم ہی جہانت و شوکت مین بے نظیر صاحب سپر و شمشیر سرگردہ بہادران شاہزادہ ایرج نوجوان وہ طعن و تشنیع کریگا دربار مین بیٹھنا مشکل ہوگا مین بجد طلسم جمشید مین جاؤنگا خدا چاہیگا تو فتح کر کے پلٹونگا جب شاہزادے نے قسم کھائی اور یاد دین ملکہ مخمور کے یہ غزل زبان پر جاری ہوئی غزل

راز الفت نہ کرینگے کبھی افشا عاشق / اپنے معشوق کو کرتے نہین رسوا عاشق
اُس گل حسن کو دل دیکے مین پھل پاؤنگا / دیکھتے ہین ثمر نخل تمنا عاشق
عشق جب اپنا جتاتا ہون تو فرماتے ہین / اس زمانہ مین نہین کوئی کسی کا عاشق
سیر منظور ہو گر آپ کو جانبازی کی / ابھی سر کاٹ کے دکھلا دین تماشا عاشق
دیکے کس ناز سے کہتے ہین جنازے پہ مرے / اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا عاشق
دل ہی مجھ مست کا دیوانۂ چشم ساقی / اس خرابات مین ہی جام پہ مینا عاشق
یاد کاکل مین شب ہجر سحر ہو کیونکر / تیرہ روزی پہ مری ہی شب یلدا عاشق
جام سان چور رہا کرتی ہی مستی مین مدام / جام ساقی پہ ہی کیا نشۂ صہبا عاشق
حال موسیٰ کا نہین آنکھ سے دیکھا شاید / کسکے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق
جان پا جاتا ہی وہ باتون مین ہر دل مردہ / اس تکلم پہ ہی اعجاز مسیحا عاشق
تیری بازار محبت کا نرالا ہی چلن / مول یان لیتے ہین سر بیچ کے سودا عاشق
ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائین مزا / مالدارون پہ عبث ہی زن دنیا عاشق
طوطی گلشن اعجاز ہی تیرا خط لب / ہمتو کیا دیکھین تو ہون خضر و مسیحا عاشق

شبرنگ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ اب کچھ نہ کہو یہ جو زبان سے کہتے ہین وہی کرتے ہین ملکہ نے کہا بھیا واہ تم بھی مجھی سے کہتے ہو للہ شاہزادے کو بچاؤ شبرنگ نے کہا ملکہ مین انکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا سایۂ دامن دولت مین پرورش پائی مزاج سے بخوبی آگاہ ہون کیا سمجھکر کہون اُسوقت شمشاد نے ملکہ کے چٹکی لی اشارے سے کہا ذرا الگ چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہی ملکہ فوراً اٹھکر ساتھ شمشاد کے دوسرے کمرے مین آئی شمشاد نے کہا آپ کیون اپنے زبان

لڑاتی ہین مین نے تدبیر کرلی ہی نہ گھبرائیے چلکر رقص شروع کریئے کچھ حیلہ کرکے لوح محفوظ انکے گلے سے اُتروا لیجیے رومال مین لپیٹکر اپنے پاس رکھیے چپکے چپکے سحر کرکے سردار دیعا دونون کو بیہوش کیجیے تخت پر ڈال کر نکل چلیے جب سرحد طلسم سے نکلجا ئینگے انکو ہوشیار کیجیے گا آپ کا کیا کرینگے لکڑی کے چور کو کوئی کٹاری سے نہین مار تا نہین گے غل مچائین گے آخر اپنے لشکر مین چلنا قبول کرینگے ملکہ کو یہ صلاح پسند آئی شمشاد کو گلے لگا لیا کہا کیا معقول بات کہی اب شاہزادی اور وزیرزادی دونون ہنستی ہوئین آکر مسند پر بیٹھین کہا گائیون کو بلاؤ نورالدہر سے کہا ای شہریار جو آپ کہین گے وہی کرین گے کل صبح کو آپ طرف طلسم جمشید کے جائیے گا ہم اسی باغ مین رہینگے جب آپ طلسم فتح کرکے آئیے گا آپ کے ساتھ ہولین گے مگر لوح محفوظ گلے سے اُتار دیجیے رومال مین لپیٹ کر رکھ لین نورالدہر نے فوراً گلے سے اُتار کر ملکہ کو دے دی ملکہ نے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لی چپکے چپکے سحر کیا نورالدہر اور شبرنگ بیہوش ہوئے بس اُسی وقت فوراً چند تخت سحر تیار کیے ایک پر نورالدہر اور شبرنگ کو ڈال لیا باقی تختون پر کنیزون کو سوار کیا جو اسباب لائق اُٹھانے کے تھا لے لیا باقی وہین چھوڑا مع بارہ سو جادوگرنیون کے تخت اُڑاتی ہوئی ایک جانب روانہ ہوئی انکو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان لشکر اسلام کے آنا ارجان کوہی برادر فولاد شکن اور زخمی ہونا ایرج نوجوان کا اور مرکب کا نکال لیجانا زخمداری مین طرف صحرا کے اور پھر قید ہونا ایک ساحرہ کے ہاتھ سے اور آکر رہا کرنا ملکہ بران شمشیرزن کا ایرج نوجوان کو اور جانا ایرج کا بھی طرف طلسم جمشید کے ساقی نامہ

لا جلد پلا کہ ہر ہی ساقی
نہ ... ہین اب نہ گھٹا ہی
آرائش میکدہ ذرا کر
ساغر بھر بھر کے اب پلائین
گلشن مین ای بہار آئے

جو کچھ ہو شراب باقی ساقی
کیون جام و سبو الگ پڑے ہین
رکھ شیشہ مین می تو برابر
وہ بادہ پلا خمار ہو اب
غنچہ ہر ایک مسکرائے

سونا تر اکیون یہ میکدہ ہی
کیون ۔ نہ ادھر اُدھر پھر رہے ہین
آواز دے میفروش آئین
یان خون کا آبشار ہو اب
اب تو بھی ادا مین ای صبا کر

خندان ہون گل بھی کھلکھلاکر	آگے ہو وہ داستان رنگین	ہین نہین شگفتہ سب خامین
احوال طلسم اب بیان ہو	خامہ مرا جنگ کر رہا ہو	ہو کوئی رہا تو قیمہ کوئی
صیاد کوئی ہو صید کوئی	ہو طبع قمر کو آج جودت	ہو اوج پہ آفتاب شوکت

شہسواران عرصۂ جانبازی و یکہ تازان معرکۂ سرفرازی توسن کلک کو میدان جنگ طلسم مین یون جولان کرتے ہین **بیت** مورخ جو ہین دہر مین باہنر وہ دیتے ہین اس داستان کی خبر جبکہ فولاد فولاد شکن ہاتھ سے ایرج تیغ زن کے واصل جہنم ہوا ہمراہ مالکہ سمن عذار صنوبر قد ایرج نوجوان کا عقد ہوا گوہر مراد حاصل کیا اسکے بطن سے ایک شاہزادہ شیر دل پیدا ہوگا کہ ذکر اسکا انشاء اللہ تعالے بشرط حیات تورج نامہ مین تحریر ہوگا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان عجائب نور الدہر بن بدیع الزمان متردد ہین کہ نہین معلوم اس شیر بیشۂ جرأت پر کیا گذری بادشاہ نے خواجہ عمرو سے پوچھا عرض کی اے شہریار عنایت سے پروردگار کی خانۂ حیات تو معمور ہی مگر شکل فرح تو ظاہر ہی تھا صاحبقران اس ذکر مین تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ارکان کوہی بدعوی خون فولاد فولاد شکن اپنے ملک سے لشکر لایا ہی آج اسنے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہو کہ معرکہ آرائے نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان طبل سکندری پر چوب پڑی سرداران نامی و پہلوانان گرامی و غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کو معلوم ہوا کہ کل لشکر لقا سے جنگ ہی لشکر ظفر اثر مین تیاری ہونے لگی چار پہر رات گذری وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی خسرو خاور رصد کروفر با فوج و حشم ضیا شعاع لیکر تخت فلک نیلی پر جلوہ افروز ہوا لشکر جانبین سے میدان کارزار مین آکر ٹھہرے بعد صفوف آرائی ارکان کوہی قریب تخت لقا حاضر ہوا عرض کی یا خداوند شعلہ قتل برادر کلیجہ مین بھڑک رہا ہی فولاد فولاد شکن وہ پہلوان تھا کہ جسکے ہیبت شمشیر سے سرداران زبردست تھراتے تھے اگر صحرا مین جاکر نعرہ کرتا تھا شیر دن کو غش آتے تھے نہین معلوم کیا افتاد پڑی وہ اس طرح قتل ہوگیا یا تو کسی مجمع مین پھنسا ہوگا یا مسلمانون نے انبوہ سے بلوہ مارا ہوگا بختیارک نے کہا اے ارکان ہمکو بھی یقین ہی کہ رکن اعظم کوہستان گرگیا مگر مسلمانون کا یہ دستور نہین ہی کہ ایک سے دو ملکر مقابلہ کرین وہ تو اپنے خویش کے ہاتھ

مارے گئے بموجب مثل کرونی خویش آمدنی پیش ارکان تو سارا حال سن چکا ہی کہا اے ملک جی ان باتون سے کیا فائدہ ہی میرے بھائی کے قاتل کا نام بتایئے پھر تماشا دیکھیے آج میدان مین اسکو قتل کرلون پھر یکہ و تنہا لشکر مین مسلمانون کے گھس جاؤنگا اس گیسو بریدہ کی چوٹی پکڑکر کھینچتا ہوا لاؤنگا بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہی سمجھانا ہمارا کام ہی انکا ایرج نوجوان نام ہی اور رستم دست لقب ہی اپنے چھوٹے سے مقابلہ کرنا کیا ضرور ہی وہ پرورش کردہ ہمارے شہنشاہ اوج و ماہ فلک خنجر گنداری کا ہی ارکان نے کہا اب مجکو آپ ڈراتے ہین مین اس جوان کو ضرور قتل کرونگا یہ بھی سن چکا ہون کہ قدرت کا نواسا ہی مگر ملک جی یہ خونریز خونخوار اسکے خون کا پیاسا ہی بختیارک نے سر جھکایا چپکے سے کہا اسکی قضا آئی موت سرپر کھیل رہی ہی لقا نے کہا اے پہلوان دوران تمکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا ارکان گھوڑے کو اٹھا کر چلا بختیارک کہ رہا ہی یا خداوند یہ ابھی لقمہ شمشیر آبدار ایرج شیردل ہوگا محل لنفس و حسد سے ثمر اسکو نہ حاصل ہوگا اور جو سردار قریب کھڑے تھے صاحبان عقل و فطرت انھون نے کہا صاحب مقام عبرت ہی مثل فولاد فولاد شکن یہ بھی بہت غرور کرتا ہی سنگ گت عدا چشم زدن مین ایسے صاحبان نخوت کا سر چور کرتا ہی فولاد بھی اسی غرور مین مارا گیا یارو دنیا مقام عبرت ہی محل راحت نہین ہی کیسے کیسے صاحبان شوکت خاک مین مل گئے سکندر و دارا و کیقباد کیا ہوئے

نظم

عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی — فلک بال ہما کو پل مین دیتے ہی مگس رانی
نہین معلوم اسنے خاک مین کیا کیا ملا دیکھا — کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی
ہماری آہ دل تیرا نہ زمانے تو یا قسمت — وگرنہ دیکھ آئینہ کہ پتھر ہوگئے پانی
تری زلفون سے اپنی روسیاہی کہ نہین سکتا — کہ ہی جمعیت خاطر مجھے انکی پریشانی
زمانے مین نہین کھلتا ہی کار بستہ حیران حسن — گرہ غنچہ کی کھولے ہی صبا کیونکر بآسانی
جنون کے ہاتھ سے سرتاقدم کا ہیدہ تنہا ہون — کیا اعضا دیدہ زنجیر کی کرتے ہین مژگانی
ترکیا جنگ مین رسم و دستی اندوہ روزی نے — مگر زانو سے اب باقی رہا ہی ربط پیشانی
خدا کیواسطے باز آ تو اب ملنے سے خوبان کے — نہین ہی اسنے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

ہر شخص کو غرور ارکان کا ناگوار ہوا مگر ارکان گینڈا کوہ پیکر کے میدان مین آیا فنون سپہ گری دکھلا کر آوازدی کہان ہے قاتل میرے بھائی فولاد فولاد شکن کا یہ کلمہ زبان سے ارکان کے ہنوز ناتمام تھا کہ ایرج نوجوان نے صف سے مرکب نکالا قریب تخت شہنشاہی آکر اجازت خواہ ہوا جام کلاہ عنبریت مرحمت ہوا ایرج نوجوان نے جام شربت جرأت نوش فرما کر پشت مرکب کرہ بن اشقر پہ سوار ہوا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا کوہ سیرت کوہ کفل تھوتھنی غنچہ گل سنبل پیچان کاکل دور دو خوبیان سو سو قطعہ

زیر ران ہے جو ترے رخش فلک سیر شہا
ہے وہ محبوب کہ جسے کہیے نہایت اچپل

تشکیل کیا اسکی بتاؤن کہ جسے شوخی سے
دائرے بیچ مقدر کے ہین پڑتی کل

اسکی سرچوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے
زلف معشوق نے دیکھے سے کلیجا وسبل

ہر غند و گام سے ماہر ہے کہ یہ اسکی رفتار
ہے چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل

جست و خیز اسکی بیان کیجیے گر پیش حکیم
اعتقادات حکیمانہ مین آجائے خلل

اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ
نسبت اسکی فرس ایسا کہ جیسے کہیے اجل

ارکان کوہی نے جو اس شہسوار عالی وقار کو بصد صولت و شوکت آتے ہوے دیکھا آتش شعار رخسارے جل گیا غصہ مین قلب سے دھوان نکلا اس خیال سے کہ اسنے میرے بھائی کو مارا بھتیجی کو نکال لے گیا اس ظالم کے سبب سے بدنام ہوے نگاور کا بھی قصد نہ کیا بڑھ کر نیزہ مارا ایرج نوجوان نے جو خلاف قاعدہ دیکھا نعرۂ شیرانہ کر کے نیزے کو توڑ ڈالا اسنے غصہ مین ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا کرہ بن اشقر کو بڑھایا منظور یہ کہ زیر بغل جا کر تلوار چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھا لون مگر اتفاق قضا و قدر گھوڑے نے سکندری کھائی سپر سر سے ہٹی جھڑپ مین خود سر سے گرا تیغہ ارکان کوہی کا چل گیا سر پر شاہزادے کے زخم کاری آیا غصہ مین گھوڑے کو سنبھالا تیغہ دودمہ سکندری کو کھینچا زخم سر بائین ہاتھ سے تھا بنا لپٹ کے ہاتھ مارا ارکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مثل برق کے تیغہ گرا سپر کے دو ٹکڑے دیکھنے والون نے دیکھا یا تو برق شمشیر قبہ سپر پہ چمکی تھی یا زیر تنگ پہونچی زمین سے گرد اڑی ارکان کوہی مع گینڈے سوار ٹکڑے اسکے افسرون نے

گریبان چاک کیے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بختیارک نے بھی منع کیا کہ یارو کیون روتے
ہو فاتحہ کا سامان نہ کرو آقا تمھارا ایک تھا تو وہ ہو گئے مگر اُنھون نے نہ مانا ایرج نوجوان
کو دو لاکھ کوہیون نے گھیر لیا ادھر سے صاحبقران و سرداران ایرج نوجوان نعرے کرکے
آگرے مگر زخم ایرج کا کاری تھا ضبط نہو سکا غش آنے لگا غلوے مین لڑتے لڑتے تلوار نیام
مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حمائل کیے گھوڑے نے مالک کو سست پایا میدان جنگ سے
لے نکلا بختیارک نے طبل امان بجوا دیا صاحبقران جب پلٹ کر قریب بارگاہ پہونچے تو امیر
بن عمرو نے بڑھکر عرض کی اے شہریارا ایرج کو زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا صاحبقران
کو نہایت کمال ملال ہوا شتر سوار سانڈنی سوار براے تلاش روانہ کیے مگر شاپور شیر دل بدحواس
ہوکر اپنے آقا کی تلاش مین چلا گرمرکب ایرج نوجوان کو عالم غش مین لیے ہوئے ایک صحرا
مین پہونچا مرکب نے جھیل پر پانی پیا بدن کو جنبش دی وہ ماہ اوج صاحبقرانی زین سے
بر روے زمین گرا مرکب بلحاظ محبت گرد پھر رہا ہے کبھی زبان سے زخم چاٹتا ہے کہ آقا میرا
اُٹھے مگر یہ بیہوش و مدہوش ہین قضاے کار افلاک کوہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا
اُسکے ملازمون نے دور سے دیکھا کہ ایک ماہ تابان دریاے خون مین نہایا ہوا زمین پر پڑا
ہے افلاک کوہی سے کہا وہ گھینٹا بڑھا کر زیر نخل آیا دیکھا کہ قبضہ ہاتھ مین سر زخمی مگر لاکھون
روپیہ کا جوہر ذات پر آراستہ و پیراستہ افلاک کوہی کو نہایت ناگوار ہوا کہا یہ جوان کوئی
تاجر ہے قزاقون نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا اسکو اٹھا کر لے چلو جب اسکو
ہوش آئیگا پتہ نشان پوچھکر قزاقون کو گرفتار کرونگا شہزادے کو اٹھوایا مرکب کو ساتھ لے لیا
اپنے قلعہ افلاکیہ مین آیا ایک مکان عمدہ نہایت معقول فرش و شیشہ آلات سے آراستہ
اُسمین لاکر ایرج کو چھپر کھٹ مین لٹایا جراح بلایا زخمدوزی کراکر پٹیان مرہم کی چڑھادین
جب دو پہر کے شاہزادے کو ہوش آیا سرہانے اپنے ایک پہلوان کو پایا پوچھا یہ کون مقام
ہے افلاک کوہی نے کہا اے جوان تیرا مرکب بھی موجود ہے سلاح بھی حاضر ہے مین نے جنگل
مین آپ کو زخمی پایا قلعہ مین اٹھا لایا کہان تلوار چلی کس کے ہاتھ سے زخم کھایا یا راہ مین
قزاقون نے گھیرا تھا ایرج نوجوان سے ضبط نہو سکا کہا قزاقون کی کیا قیمت تھی

کہ جو ہمسے آنکھ ملاتے مگر ارکان کوہی بھائی فولاد فولاد شکن کا لقا کی مدد کو آیا تھا مقابلہ پڑا
اُسنے ہاتھ مارا مین زخمی ہوا اُسکی قضا تھی میرے ہاتھ سے مارا گیا زخمداری مین گھوڑا اسطرف
نکال لایا افلاک کوہی کو سناٹا آگیا یہ کوہی سب آپسمین ایک ہین یہ بھی ارکان کوہی و فولاد
فولاد شکن و سلیمان عنبرین میرے کوہی کا عزیز دار ہی حیران ہی کہ اب مین کیا کرون اگر گرفتار
کرون تو جرأت مین فرق آتا ہی اگر رہنے دون باعث بدنامی اہل برادری کے خلاف ہوگا نہ
چونکہ بہادر بدی خیال مین آیا کہ جری کے ساتھ برائی کرنا ایسے وقت مین سراسر خلاف ہی مگر جب
صحت پا جائیگا اپنے لشکر کو چلا جائیگا لشکر مین حمزہ کے مجمع بہادران ہی اُس میٹھے شیران مین
بابدولت کا بھی ذکر آئیگا یہ سوچ کر کچھ نہ کہا جواب دیا کہ اے شہریار لڑائی مین یہی ہوتا ہی جیسے
خدمتگار خدمت شاہزادے سے چھوڑے آپ دربار مین آکر بیٹھا رفقا سے کہا ہی یارو تم
سبھے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران قاتل فولاد فولاد شکن وارکان کوہی یہی شیر ہی اسم نوجوان
تا ماہ انتہا کا دلیر ہی بھائیو مین اسکی دل وجان سے خاطر کرونگا بلکہ اگر امتحان پر راضی ہوگا
نیمچہ وغیرہ مین امتحان کرکے خداوند لقا کو سجدہ کراؤنگا اور قصد یہ ہی کہ اسکو مطیع کرکے
بادشاہ کرون خود سپہ سالار بنون سب جواب دیتے ہین حضور بہت مناسب ہی اس صورت
مین آپ کا بڑا نام ہوگا یہ باتین کر رہا تھا کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی جلد تخلیہ کیجیے ملکہ
شوخ چشم جادو تشریف لاتی ہین افلاک کوہی گھبرایا جلد تخلیہ کیا شوخ چشم جادو کو بلایا عرصہ
سے ملکہ شوخ چشم جادو سے اور افلاک کوہی سے آشنائی ہی ہمیشہ آتی جاتی ہی آکر پہلو مین
افلاک کوہی کے بیٹھی باتین ہونے لگین دو دو جام شراب کے پیے مگر افلاک کوہی کو جرأت
پر ایرج کی ایک محبت ہوگئی تھی دل سے کہتا ہی کہ اِس جوان نے کچھ خوف نہ کیا مفصل اپنا
حال بتا دیا ایسے شیر کسیکو ملتے ہین لہذا تھوڑی دیر پہلو مین شوخ چشم کے بیٹھتا ہی یہ کہکر چلا جاتا ہی
کہ مین آتا ہون وہان جاکر ایرج کے زخم وغیرہ کو دیکھکر پھر چلا آتا ہی شوخ چشم نے پوچھا
اے افلاک آج تو متوحش کیون ہی بدحواس جاتا ہی پھر آتا ہی افلاک نے کہا اے جان جہان کیا
کہون عجب طرح کے تردد مین ہون نبیرۂ صاحبقران ایرج نوجوان زخمی ہوکر میرے حوالی
مین آیا مین اُسکو سوداگر جان کر اُٹھا لایا زخمدوزی کی قصر عالی مین بنگلہ دی جب وہ ہوشیار

ہوا مین نے نام پوچھا ایسا بہادر ہی کہ اُسنے صاف نام اپنا تبلادیا کئی بھائی میرے اُسکے ہاتھ سے
قتل ہوے ہین اب اگر اُسکو آزار پہونچاتا ہون تو زمرہ مردانِ عالم سے نکلا جاتا ہون اگر یہ پائے
خدمت کرون سلیمان عنبرین موے کو ہی کو خبر پہونچے وہ برادری مین حقہ پانی بند کرادے
اب مین نے یہ سوچا جب صحت پائیگا کچھ لوگ ساتھ کرکے اُسکے لشکر مین پہونچوادونگا یہ سنکر
شوخ چشم کو غصہ آیا کانپنے لگی کہا او ظالم دشمن خداوند لقا کو تو نے اپنے گھر مین جگہ دی ہی
علاوہ اسکے افراسیاب کا دشمن ہی واسطے ساحرون کے رہزن ہی طلسم آئینہ اسی ظالم نے
درہم و برہم کیا جسر وزاسنے طلسم آئینہ فتح کرکے ملکہ آئینہ جادو کو مارا ہی تمام طلسم آئینہ کی قلعی
کھل گئی ہر ساحرہ کو حیرت تھی یہ جوان نخر سکندر و دارا ہی بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہی
اُسی دن سے تباہ ہون خاص سکونت میری طلسم آئینہ مین تھی جلد اسکی مشکین باندھکر میرے
سامنے لا مین خدمت مین شہنشاہ ہوشربا کی روانہ کرون ا نہین تو کسی ملک مین جاکر آباد
ہون سلطنت ملے پریشانی رفع ہو یہ سنکر افلاک کوہی گھبرا گیا اور کہا ای ملکہ عالم ایسا کلمہ
زبان سے نہ کہو ای شوخ چشم مجھے اُسکی صاف گوئی پر محبت ہوگئی ہے دیکھے اُسکے بھی
ہین بڑا جوان خوشرو صاف گو صاحب سطوت وصولت اُسکے آنے سے میرا گھر روشن
ہوگیا کچھ کچھ اُسکے زخم بہ اندمال پہونچے ہین دو چار دن مین اُسکا امتحان کرونگا بڑا منصف
مزاج ہی اگر زیر ہوگا تو ضرور خداوند لقا کو سجدہ کریگا اور اگر مجھپر غالب آیا تو مین بھی بہت
اُسکی اطاعت کرونگا غلام حلقہ بگوش ہونگا شوخ چشم نے کہا کہ اب تیری قضا آئی بس
اسی مین بہتر ہی کہ اُٹھ اور مشکین باندھکر میرے سامنے لا اور جو تامل کیا تو قسم ہی سامری کی
قیامت برپا کرونگی میرے روبرو کہتا ہی کہ سلطان کی اطاعت کرونگا افلاک کوہی نے کہا
ای شوخ چشم جہان اُسکا پسینہ گریگا مین اپنا خون گراؤنگا مین اپنے گھر مین اُسکی ذلت نہ
گوارا کرونگا بڑا خداوند لقا کا پاس ہی جا دکشا ر پہ جاکے لڑو بڑے بڑے جادوگر میان افراسیاب
کے یہان سے آئے بستم کندہ ہوتی گئے کی موت مارے گئے شوخ چشم غصہ مین آکر اُٹھنے لگی
افلاک نے کہا کیون کہان چلین شوخ چشم نے کہا مردود تو دیوانہ ہوا ہی سودائی ہی
بیہودہ بکتا ہی مین تجھے ہمیشہ خوش وقت جانتی رہی تیری بات کا کیا اعتبار ہی مین جاکے ابھی اُسکی

مشکین باندھے لائی ہون تو اس بات مین خلل ہوئے گا یہ تجویز سوچ کر کہنے لگا تمنے
طلسم آئینہ مین انکے عزیزون کو مارا یہ تمکو پکڑے لیے جاتی ہے مین کیا کرون افلاک نے کہا
کہ اسکے آپ مجکو قتل کرے تب وہان جانا خبردار میرے مہمان کو ہاتھ نہ لگانا شوخ چشم اٹھی
افلاک تو قریب بیٹھا تھا تیغ کھینچکر ہاتھ مارا شوخ چشم کے سر پر پڑا مگر کچھ نہ ہوا اگر سحر کے سبب
زخم سے تو وہی پرکالے ہوتے شوخ چشم علیحدہ ہوکے الگ جا کھڑی اٹھتے اٹھتے آواز دی
وہ موٹے موٹے جیسی کاٹنے پڑے ہاتھ کالون نکلو اندھیری گود مین سلاؤن ماری تڑپا ہوا افلاک
تلوار اٹھاکے اٹھنے لگا شوخ چشم نے چار دانے نارنج کے مارے افلاک ایک کھڑا گرا ہاتھ
پانون بیکار ہوے تیغ ہاتھ سے چھوٹ گئی افلاک کو بیکار کرکے اب وہان سے نکلی یہان
ایرج نوجوان جس قصر مین ہین افلاک اپنے رفیق کو براے خدمت ایرج نوجوان چھوڑ گیا ہے
وہ گرد ایرج کے بیٹھے ہوے باتین کررہے ہین ایرج لڑائی و فولاد فولاد شکن کے
ذکر کررہا ہے یکایک برق اوج ہلال سامنے سے دیکھا ایک جادوگرنی سحر کرتی ہوئی آئی بجلی ہزار کو جلا
گرا دیا ایرج نے چاہا آگے بڑھون شوخ چشم نے چند دانے نارنج کے کچھ پڑھکے پھینکے
ایرج بھی گرے اور رفیقان افلاک بیکار ہوئے اب تو شوخ چشم نے ہنگامہ ڈال دیا صدہا کو
سحر سے جلا دیا سب نے فریاد بلند کی ملکہ ہماری کیا خطا ہے امان مانگی اسنے مہلت دی آپ ایک
ایرج و افلاک کو مع چار سو رفقا مسلسل و مطوق کرایا آپ لباس سرخ پہنکر تخت پر بیٹھی اراکین
سلطنت لرزان و ترسان خدمت مین شوخ چشم کے حاضر ہوے شوخ چشم نے ایرج و
افلاک کو سامنے بلوایا افلاک سے کہا میرے تیرے مدت کی ملاقات و محبت ہے اس جوان سے
ہاتھ اٹھا مجکو رہا کرون تیری سلطنت تجکو دون اسکو بھی قتل کرون افلاک نے کہا او قحبہ مین نے
دل و جان سے انکی اطاعت کی پہلے مجکو قتل کرین اس شیر دل کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا ان ہلا
کی محبت سے منہ نہ موڑونگا شوخ چشم نے انکو قیدخانہ مین بھیجا اپنی جادوگرنیون کو بلوایا ہزار
بارہ سو جادوگرنیان آکر گرد شوخ چشم کے جمع ہوئین انسے اسنے صلاح کی کہ مین ایرج
کو قتل کرون اور سر اسکا لیکر خدمت افراسیاب جادو جاؤن سب نے کہا حضور آپ کو
قتل کرنا ایسے جوان کا مناسب نہین ہے کہ کب روشن ضمیر مسلمانون کا طرفدار ہے اور یہ جوان

ایک مرتبہ طلسم نور افشاں مین گیا تھا شاہزادہ جہانگیر سے لڑا تھا ایسا ہو کہ کوکب کو خبر پہونچے
اسکا ستارہ گردش مین آئے کس برج مین مخفی ہوے گا بہتر یہ ہو کہ اس حال کی ایک عرضی بخدمت
افراسیاب روانہ کیجیے اسمین یہی مضمون ہو کہ کسی ساحر زبردست کو یہان بھیجیے بھیجیے اپنے دشمن
کو بھیجے وہ جیسا مناسب جانینگے کرینگے خواہ قتل کرین خواہ بخشین یہ صلاح شوخ چشم کو بہت
پسند آئی فوراً عرضی اسی مضمون کی لکھی کہا کوئی اس عرضی کو لے خدمت مین افراسیاب کے
پہونچا لے شعلہ جادو نام اسکی کنیز بھڑک کر اٹھی عرضی لیکر روانہ ہوئی

دو کلمہ داستان گرفتار دام گیسو شہید خنجر ابرو اسیر زندان محن یعنے ملکہ بران شمشیر زن بیان ہوتے ہین

ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عرصہ دراز سے
ایرج نوجوان پر عاشق ہے بران کو ہمیشہ یہی خیال قلب پر ہجوم غم و ملال عملداری مین ملکہ
بران شمشیر زن کی ایک مقام ہے ہزار درہ اسکا نام ہے برائے انتظام وہان آئین برج
جہان نما پر جلوہ فرما ہوئین سامنے صحرا ہائے سبزہ زار نواح دلکشا صحرائے پر فضا طائران
زمزمہ سرا کا جابجا ہجوم چہکارنے کی بلبل خوشنوا کی دھوم گل خودرو سے جنگل نمونۂ گلشن
لالہ کے جابجا چراغ روشن نرگس حسرت سے نگران سنبل مین زلف محبوب کا سمان
شمشاد قد معشوق کی کیفیت دکھاتا ہے جوش بہار سے اکڑا جاتا ہے قطعہ

الکھون مین قوت نشو و نما کی کیا تاثیر ۔۔۔ کہ نکلا خال کے دانہ سے سبزۂ خط یار
چمن مین دیدگل نادیدہ کرتی ہے ۔۔۔ مزے اڑاتی ہے کیا چشم دوربین ہزار
ہزار شکر کہ پھولون سے آشیان چھایا ۔۔۔ بست دنون مین بر آئی مراد بلبل زار
بہار نے یہ عنادل سے زور گرمی کی ۔۔۔ پہنا دیا ہے گلون کو لباس آتش کار
یہ فیض باد بہار اندنون ہے عالم مین ۔۔۔ درخت آگ کا پیدا ہو گر پڑے جو شرار
بنے وہ فرط رطوبت سے موج شہر یمن ۔۔۔ زمین باغ پہ رکھدے وجو برہنہ تلوار
عجب نہین ہے کہ وکھلانے کو بہار چمن ۔۔۔ نسیم سبزۂ خوابیدہ کو کرے بیدار
جبتک کے منجر اگر مثل طفل نالان ہو ۔۔۔ تو نکلے مہر کی پستان سے شیر صبح بہار

بہار گلشن عالم ہوا اسقدر دلکش — برنگ شبنم تر ہر ستارہ ہے سیار
کرن کے تار پہ یوں آفتاب اتر آئے — کمند جیسے ہے ہر عنکبوت کے لیے تار
بنے ہیں پھول کرن پھول پتے برگ درخت — نہال قامت خوبان ہے صورت اشجار
پڑے ہے جو رنگ گل تر کا عکس دریا میں — صدف میں دانہ مرجان بنے در شہوار

بلکہ بران شمشیر زن نے جو گنبد جہان نما سے یہ جوش بہار صحراے سبزہ زار کا دیکھا آنکھوں کے نیچے گل رخسار یار پھر گئے قد کی یاد میں صنوبر و شمشاد نظر سے گر گئے نرگسی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اب دل بیقرار کو قرار کہاں آخر گھبرا کر ایک گوشہ میں آئی یاد میں اسی نوجوان کی رونے لگی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے

نظم

سونا پہلو بھی ہو گیا ہے — رغبت کسی چیز پر نہیں ہے
تڑپا کریں حال زار کب تک — ہو خواہش دید یار کب تک
بے صبر ہے جان عاشق زار — آخر کچھ اسکی انتہا بھی
اک جان کو کھوئیے کہانتک — دو آنکھوں سے روئیے کہانتک
وابستہ کار بیخودی ہوں — مطلب نہیں دہر میں کسی سے
بے حس یوں ہوں لباس تن میں — مردہ جسطرح سے کفن میں
ناکامی سے وسوسہ پڑا ہے — اس راہ ستم سے نابلد ہوں
اقبال نے جیب سے منھ کو پھیرا — ادبار نے سب طرف سے گھیرا
تبلاؤ کہ میں کہاں ہوں اے شوق

اک دل تھا وہ بھی کھو گیا ہے
کچھ اپنی مجھے خبر نہیں ہے
اب ضبط فراق کا ہے دشوار
اس درد کی ہے کہیں دوا بھی
گمنام زیادہ بیخودی ہوں
دھو بیٹھی ہوں ہاتھ زندگی سے
بدنامی سے سابقہ پڑا ہے
ایذا کش جور بخت بد ہوں
پس ماندہ کاروان ہوں اے شوق

آخر بیقراری نے اسے قرار کیا کہ اے بران شمشیر زن کسی طرح سے ایک نظر اس جوان صف شکن کو دیکھ آئیں یوں دل بہلائیں اور کوئی علاج اس سے بہتر بیماری ہجر کا نہیں ہے

مسدس

ہے وہ سرسام مجھے کوئی دوا راس نہیں — کھلکھلے بنتے ہیں لیکن تری بو باس نہیں
میرے جینے سے زمانہ میں کسے یاس نہیں — طاقت اٹھنے کی نہیں بھوک نہیں پیاس نہیں
سب سے نفرت ہے کہ ملنے کی آس نہیں یاس نہیں — کیا تعجب ہے کہ تجھکو بھی مرا پاس نہیں

از غم عشق تو بیمارم و بیداے تو

داغ عشق تو بدل دارم و میدانی تو

دمبدم شعلۂ عشق بھڑک رہا ہی دریاے محبت کی طغیانی ہی کشتی حیات طوفانی ہی نباہ پانی مشکل
جوش پر بیتابی دل اسی جوش و خروش محبت مین آخر تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے ساتھ والیون
سے یہ کہکر اُٹھی تم لوگ یہین ٹھہرو مین طرف قصر جمشیدی کے جاتی ہون ساتھ والیون کو اُسی
مقام پر چھوڑا مصاحبون کی محبت سے مُنھ موڑا اشیاے سحر ذات پر آراستہ کیے ایک طاؤس
زرین بال پہ سوار ہوئی کوے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشن ضمیر کے دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کہان لیے جاتا ہی ایسا نہو
جان کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہین کوکب روشن ضمیر مرآت واقعہ مین نہ دیکھ لے تو
ساری قلعی کھلجاے اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھا ہی موت کا مزا ابتداے عشق سے چکھا ہی مگر اس
گوہر قلزم جرأت کی جان پر نہ بنجاے وہ قتال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہوجاے نہ ارادۂ
پر ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہی بیتابی دل ہوش کھوتی ہی آخر آتے آتے ایک کوہ
فلک شکوہ پر ٹھہری چار جانب سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہی سرحد کوہ عقیق مین
چلو ملاقات کریکے چشم زدن مین چلے آئین گے جب باپ کا خیال آتا ہی پھر رک جاتی ہی اُسی
پہاڑ پر بیٹھی عشق کاٹ رہی ہی سنگ صبر دل پر رکھتی ہی مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جس
جادوگرنی کو شوخ چشم نے نامہ دے کر بخدمت افراسیاب روانہ کیا تھا اُسکو پروردگار نے
ایسے مقام پر پہونچایا یعنے شعلہ جادوگرنی صحرا کی اُٹھاے ہوے بدحواس دیکھتی چلی آتی ہی
کہ کہین پانی ملے تو ہونٹھون کو تر کرون کسی سایہ مین دم بھر ٹھہرون اُس پہاڑ پر جو نگاہ پڑی
چشمۂ آب صاف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ مین دل لہرایا چشمے پر آتے ہی پانی پیا ٹہلنے لگی
ملکہ بران شمشیر زن کی اُس جادوگرنی پر نگاہ پڑی خود قریب آئی شعلہ نے جو ملکہ بران کو
دیکھا دل ہی مین تو جلی مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہی کہان سے آتی
ہی اس صحرا مین کیا ضرورت ہی شعلہ تھرانے لگی گھبرا کر جواب دیا حضور کہین نہین ملکہ نے کہا
اس صحرا مین بیوجہ آنا کہین نہین کیا صاف صاف بیان کر ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ رنج تیرا
ہوئی نہ طلسم ہوش ربا کے ہجراے سے پھر گھبرا کر کہا مین تو حضور ہوش ربا کو نہین جانتی

افراسیاب کی رعایا نہین ہون اب تو ملکہ بران کو کامل شک ہوا غصہ مین کہا یہ کیا بیہودہ
باتین بناتی ہی صاف صاف نہین بتاتی دیکھون تو تیری جھولی مین کیا ہی کیا کسی کی تو نامہ دار
ہی اسقدر کیون بیقرار ہی یہ کہکر جھولی چھین لی اب جو اسکو کھولا نامہ سربمہر شوخ چشم جادو
کا نکلا لفافہ پر یہ بھی لکھا ہی نامہ بنام در طلسم ہوشربا بخدمت افراسیاب پہونچے جب تو
ملکہ بران نے کہا کیون او شوخ دیدہ جبتنے تجھ سے ہرچند پوچھا کیون یہ راز چھپایا شعلہ
تو تھرانے لگی ملکہ بران نے لفافہ چاک کرکے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ منہ
کو آیا ہر الف اُس نامہ کا تیر جان ستان ہر دائرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک
مد سنان نیزۂ سرتیز حال گرفتاری ایرج مرقوم ہی غصہ مین آکر جنگلی خاک کی اٹھائی جسم پر
شعلہ کے ڈالدی وہ تو ملعونہ جلکر خاک ہوئی اب کیونکر دل کو تاب آئے گرفتاری محبوب
کا حال دیکھا حیلہ بھی ہاتھ آیا اگر شاید عالم نما آئینہ مین دیکھ بھی لین گے تو یہ کلام ہی
کہ آپ کے طرفدار کے فرزند کو چھڑانے کے لیے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر مثل
باد صرصر بقصد کوہ فرطرف قلعہ افلاکیہ کے چلی یہان شوخ چشم جادو نے جو دیکھا کئی دن گذرے
شعلہ پلٹ کر نہ آئی مصاحبون نے یہ صلاح بتائی کہ حضور دشمن کو قتل کیجیے ساحرون کے
خون کا بدلا لیجیے جب ایرج قتل ہو جائے گا افلاک کوہی مدت کا آشنا ہی اسی طرح
خدمتگذاری کریگا ملکہ اسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہی یہ راے اسکو پسند آئی تخت پر سوار
ہوئی بارہ سو جادوگرنیان بارہ ہزار کوہی بیرون قلعہ آکر میدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم
دیا گنہگار کو لاؤ ایرج نوجوان وافلاک کوہی کو مع سرداران افلاک آرابے پر سوار کرکے
سامنے شوخ چشم کے لائے کنیز کو شوخ چشم نے حکم دیا کہ جاکر افلاک کو سمجھاؤ کہ مین
تیرے حامی کو قتل کرتی ہون تو اُسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر افلاک کوہی
نے جوش محبت ایرج مین شوخ چشم کو گالیان دین اور کہا او ملعونہ مین تو لات و
منات پر بھی لعنت کر چکا اس شہریار کا غلام حلقہ بگوش ہون جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر
کنیز دون نے کہا حضور اس سے کلام نہ کیجیے یہ نوجوان تسخیر جگر ہی نہین معلوم آپ کے
آشنا کو کیا کر دیا اسی کی محبت کا دم بھرتا ہی مرنے سے نہین ڈرتا ہی جب وہ قتل ہو جائیگا

تب افلاک کو بھی اُسکے سر سے نجات پائیگا پھر وہی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک مقام پر مین کرینگے یہ سنکر شوخ چشم نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کو کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا شعر نطع بیفگند و برو ریگ ریخت * دیو زدیو انگیش میگریخت * تلوار کھینچکر سر پر شاہزادے کے آیا گردن پر کہنیلے کا خط کھینچکر آواز دی ای ملکہ عالم حکم اول ہی سمجھ بوجھ کر دیجیے گا صاحبقران اعظم کا پر وتا قتل ہوتا ہی ہزار دن اسکے خون کے دعویدار مین اسکے بزرگ بڑے نامدار مین شوخ چشم نے کہا پھر دے مجکو ڈراتا ہی جلد قتل کر جلاد قریب ایرج کے آیا شانہ پکڑ کر ہلایا کہا ای نوجوان وقت مرگ ہی جو ہوس ہو بیان کر ایرج نے کچھ جواب نہ دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملکہ بران شمشیر زن مین طبیعت گھبرانے لگی دل سے کہا ای ایرج آفتاب عمر کو زوال ہوا بروقت مرگ اُس ماہ اوج حسن و جمال کو نہ دیکھا قبر سے پشت نہ لیگی سوزش قلب کفن کو جلادیگی قبر پر گل نرگس اُگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر خوبون کی کا ہے کو آنا ہوگا عدم مین آنکھین ڈھونڈھینگی اُس لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پر لے چلے ادھر معشوقہ کی یاد ادھر سر کے تلوار کھینچے ہوے جلاد آفتاب لب بام چراغ سحری کی سی کیفیت ہی اس بیقراری مین دافع البلیات یاد آیا طرف پروردگار کے رجوع کیا ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز

ارحم الراحمین مالک یوم الدین نظم
شبے دارم سیہ چون بخت امید
خداوندا شبم را روز گردان
درین شب رو سپیدم کن چو خورشید
چو روز اندر جہان فیروز گردان
ہنوز دعائے ایرج نوجوان

تمام ہونی تھی کہ دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا لکہ ابر آسمان پر نمایان ہوا برق چمک چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑ گئے شوخ چشم گھبرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی

یکایک گرد بھی اُڑی نظم
از دامن دشت آن غبارے
از دامن دشت دکہ او رنگ
رخسارہ نمود شہریارے
گردے برخاست توتیا رنگ
شوخ چشم نے دیکھا کہ مرکب

بادرفتار پر بصد کروفر تفر فرید دنی وکیلالت رستمی شاہزادہ رحمت ... شب سوار تیغ کھینچے ہوا آتا ہے مین سحر بات بات مین جب نیچہ کو ہلا دیا برق چمک کر لرزی ... سر اڑ گئے کوئی جل گیا کوئی دو ہو کر گرا تمیشدین کو کب نے وہ نہ سے اندہ کیا او ملعونو اب تو نے

یہ لیاقت پیدا کی شیر بیشۂ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آتے آتے اشارہ کیا تھا سے پنجے
پیدا ہوئے ایرج نوجوان کی قید کو آن نجون نے توڑ کر پھینک دیا ایک پنجہ گرد پھرا
جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہے اُس پنجے سے قطرے پانی کے ٹپکے سحر بھی شوخ چشم
جادو کا دفع ہوا ایرج نوجوان بھی غصے مین آکر اُٹھا ایک سوار نے نیزہ مارا ایرج نوجوان
نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ پکڑ کر مرکب سے کھینچ لیا جب گرا اُسی مرکب پر سوار ہوئے
نعرۂ شیرانہ بلند کیا نعرۂ ایرج سہ ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر +
افلاک کوہی نے پھر قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والون کو رہا کیا ایرج
نوجوان سب کے آگے بڑھ کر لڑنے لگا جمشید بن کوکب سحر جادوگرنیون کا دفع کر رہا
ہے ایرج فوج مین کوہیون کی ڈوب گیا جمشید کو شوکت دکھا رہا ہے جو پہلوان سامنے
آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا ہاتھ
پر تولکر پھینکا دس گز پانچ گز بلند ہوا اترتے اترتے ہاتھ مارا چورنگ ہوا کیا جمشید نعرۂ تحسین
کرتے ہوئے آتے ہین آواز دیتے ہین کہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت ہے کیا صولت و
جلالت ہے ایرج اور زیادہ گرما گرما لڑ رہے ہین مگر جمشید نے چند سحر ایسے کیے کہ زمین پھٹ گئی
کئی ہزار کافر واصل جہنم ہوئے شوخ چشم کڑک کر سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے
سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب پہونچی چٹیا پکڑ کر ایک تھپڑ مارا ایک ہی تھپڑ مین
زمین پر گری بیہوش ہوگئی ملازمان افلاک کوہی سے کہا اُسکی مشکین باندھ لو ملازمان افلاک
نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دے دی وہ سب جادوگرنیون نے امان مانگی کوہی جمع ہو کر
خدمت افلاک کوہی مین حاضر ہوئے کہا اے شہریار ہم بیخطا ہین خوف جان سے شوخ چشم
کے شریک ہوئے تھے افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے
جمشید سے بغلگیر ہوئے پوچھا کہ اے شیر بیشۂ کوکب آپ کا یہان کیونکر تشریف لانا ہوا جمشید
نے کہا برائے انتظام ممالک نکلا تھا آپ کو مقید دیکھ کر ٹھہر گیا افلاک سے ایرج نے
اشارہ کیا افلاک کوہی نے لا کر پاے انداز بچھائے ایرج زر نثار کرتے ہوئے جمشید
کو لیکر بارگاہ مین آئے تخت زرین پر جمشید کو بٹھایا محفل عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو

داغ عشق تو بدل دارم و میدانی تو

دمبدم شعلۂ عشق بھڑک رہا ہی دریاے محبت کی طغیانی ہی کشتی حیات طوفانی ہی تباہ پانی شکل
جوش پر بیتابی دل اسی جوش و خروش محبت مین آخر تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے ساتھ والیون
سے یہ کہکر اُٹھی تم لوگ یہین ٹھہرو مین طرف قصر جمشیدی کے جاتی ہون ساتھ والیون کو اُسی
مقام پر چھوڑا مصاحبون کی محبت سے مُنہ موڑا اشیاے تحفات پر آراستہ کیے ایک طائوس
زرین بال پہ سوار ہوئی کوے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشنضمیر کے دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ بھڑک رہا ہی دل سے کہتی ہی او خانہ خراب کہان لیے جاتا ہی ایسا نہو
جان کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہین کوکب روشنضمیر مرأت واقعہ مین نہ دیکھ لے تو
ساری قلعی کھلجاے اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھا ہی موت کا مزا ابتداے عشق سے چکھا ہی مگر
گوہر قلزم جرأت کی جان پر نہ بنجاے وہ قتال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہوجاے نہ ارادۂ
پر ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہی بیتابی دل ہوش کھوتی ہی آخر آتے آتے ایک کوہ
فلک شکوہ پر ٹھہری چار جانب سر اُٹھا اُٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہی سرحد کوہ عقیق مین
چلو ملاقات کر کے چشم زدن مین چلے آئین گے جب باپ کا خیال آتا ہی پھر رک جاتی ہی اُسی
پہاڑ پر بختی عشق کاٹ رہی ہی سنگ صبر دل پر رکھتی ہی مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جس
جادوگرنی کو شوخ چشم نے نامہ دے کر بخدمت افراسیاب روانہ کیا تھا اُسکو پروردگار نے
اسی مقام پر پہونچایا یعنی شعلہ جادوگرنی گرمی صحرا کی اُٹھاے ہوے بد حواس دیکھتی چلی آتی ہی
کہ کہین پانی ملے تو ہونٹون کو تر کرون کسی سایہ مین دم بھر ٹھہرون اُس پہاڑ پر جو نگاہ پڑی
چشمۂ آب صاف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ مین دل لہرایا چشمے پر آتی پانی پیا ٹہلنے لگی
ملکہ بران شمشیر زن کی اُس جادوگرنی پر نگاہ پڑی خود قریب آئی شعلہ نے جو ملکہ بران کو
دیکھا دل مین تو جلی مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا کیا نام ہی کہان سے آتی
ہی اس صحرا مین کیا ضرورت ہی شعلہ تھرانے لگی گھبرا کر جواب دیا حضور کہین نہین ملکہ نے کہا
اس صحرا مین بے وجہ آنا کہین نہین کیا صاف صاف بیان کر ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ رخ تیرا
طرف طلسم ہوش ربا کے ہو رہے پھر گھبرا کر کہا مین تو حضور ہوش ربا کو نہین جانتی

افراسیاب کی رعایا نہین ہون اب تو ملکہ بران کو کامل شک ہوا غصہ مین کہا یہ کیا بیہودہ
باتین بناتی ہی صاف صاف نہین بتاتی دیکھون تو تیری جھولی مین کیا ہی کیا کسی کی تو نامہ دار
ہی اسقدر کیون بیقرار ہی یہ کہکر جھولی چھین لی اب جو اُسکو کھولا نامہ سربمہر شوخ چشم جادو
کا نکلا لفافہ پر یہ بھی لکھا ہی نامہ ہذا در طلسم ہوش ربا بخدمت افراسیاب پہونچے جب تو
ملکہ بران نے کہا کیون او شوخ دیدہ ہمنے تجھ سے ہر چند پوچھا کیون یہ راز چھپایا شعلہ
تو تھرانے لگی ملکہ بران نے لفافہ چاک کرکے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ منھ
کو آیا ہر الف اُس نامہ کا تیر جان ستان ہر دائرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک
مرسنان نیزۂ سرتیز حال گرفتاری ایرج مرقوم ہی غصہ مین آکر جلتی خاک کی مُٹھی جسم پر
شعلہ کے ڈالدی وہ تو ملعونہ جلکر خاک ہوئی اب کیونکر دل کو تاب آئے گرفتاری محبوب
کا حال دیکھا حیلہ بھی ہاتھ آیا اگر شاید والد نامدار آئینہ مین دیکھ بھی لین گے تو جاے کلام ہی
کہ آپ کے طرفدار کے فرزند کو چھڑانے کے لیے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر مثل
باد صرصر بصد کر و فر طرف قلعہ افلاکیہ کے چلی یہان شوخ چشم جادو نے جو دیکھا کئی دن گذرے
شعلہ پلٹ کر نہ آئی مصاحبون نے یہ صلاح بتائی کہ حضور دشمن کو قتل کیجیے ساحرون کے
خون کا بدلا لیجیے جب ایرج قتل ہو جائے گا افلاک کوہی مدت کا آشنا ہی اُسی طرح
خدمتگذاری کریگا ملکہ اُسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہی یہ رائے اسکو پسند آئی تخت پر سوار
ہوئی بارہ سو جادوگرنیان بارہ ہزار کوہی بیرون قلعہ آکر میدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم
دیا گنہگار کو لاؤ ایرج نوجوان و افلاک کوہی کو مع سرداران افلاک آرابے پر سوار کرکے
سامنے شوخ چشم کے لائے کنیز کو شوخ چشم نے حکم دیا کہ جا کر افلاک کو سمجھاؤ کہ مین
تیرے حامی کو قتل کرتی ہون تو اُسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر افلاک کوہی
نے جوش محبت ایرج مین شوخ چشم کو گالیان دین اور کہا او ملعونہ مین تو لات و
منات پر بھی لعنت کرچکا اس شہریار کا غلام حلقہ بگوش ہون جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر
کنیزون نے کہا حضور اس سے کلام نہ کیجیے یہ نوجوان تسخیر خنجر ہی نہین معلوم آپ کے
آشنا کو کیا کر دیا اُسی کی محبت کا دم بھرتا ہی مرنے سے نہین ڈرتا ہی جب وہ قتل ہو جائیگا

تب افلاک کو بھی اسکے سحر سے نجات پائیگا بعد بھی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک
مقام پر مین کرینگے یہ سنکر شوخ چشم نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑ کر شاہزادے کو
کھینچا چبوترہ ریت کا بنایا شعر نطع بہ افگند و بر وریگ ریخت + دیو زدیوانگیش میگریخت
تلوار کھینچکر سر پر شاہزادے کے آیا گردن پر کہنیلے کا خط کھینچکر آواز دی ای ملکۂ عالم حکم اول
ہی سمجھ بوجھ کر دیجیے گا صاحبقران اعظم کا پردادا قتل ہوتا ہی ہزار دن اسکے خون کے دعویدار
ہین اسکے بزرگ بڑے نامدار ہین شوخ چشم نے کہا بڈھڑے مجھکو ڈراتا ہی جلد قتل کر جلاد
قریب ایرج کے آیا شانہ پکڑکر ہلایا کہا ای نوجوان وقت مرگ ہی جو ہوس ہو بیان کر ایرج
نے کچھ جواب نہ دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملکہ
بران شمشیر زن مین طبیعت گھبرانے لگی دل سے کہا ای ایرج آفتاب عمر کو زوال ہوا
بروقت مرگ اس ماہ اوج حسن و جمال کو نہ دیکھا قبر سے پشت نہ ملیگی سوزش قلب کفن کو
جلا دیگی قبر پر گل نرگس اُگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر غریبون کی کاہے کو آنا ہوگا عدم
مین آنکھین ڈھونڈھینگی اُس لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پر لے چلے ادھر معشوقہ کی یاد ادھر
سر کے تلوار کھینچے ہوے جلاد آفتاب لب بام چراغ سحری کی سی کیفیت ہی اس بیقراری مین
دافع البلیات یاد آیا طرف پروردگار کے رجوع کیا ای مالک بے نیاز و ای رب کارساز

ارحم الراحمین مالک یوم الدین نظم	خداوندا شبم را روز گردان	چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت امید	درین شب رو سپیدم کن چو خورشید	ہنوز دعاے ایرج نوجوان

تمام ہونی تھی کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا لکۂ ابر آسمان پر نمایان ہوا برق چمک
چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اُڑ گئے شوخ چشم گھبرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی

یکایک گرد بھی اُڑی نظم	از دامن دشت و کوہ اورنگ	گردے برخاست تو تیا رنگ
از دامن دشت آن غبارے	رخسارہ نمود شہریارے	شوخ چشم نے دیکھا کہ مرکب

بادرفتار پر بصد کروفر نفر خریدہ دلی ویکالت رستمی شاہزادہ حمزہ [illegible] ب سوار تیغ
کھینچا ہوا ہاتھ مین سحرات ہاتھ مین جب نیمچہ کو ہلادیا برق چمک کر گری دیو کے سر اڑ گئے
کوئی جل گیا کوئی دو ہو کر گرا تمیشدن کو کب نے دہنے سے اشارہ کیا او ملعونہ اب تو

یہ لیاقت پیدا کی شیر بیشۂ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آتے آتے اشارہ کیا تم سے پنجے
پیدا ہوئے ایرج نوجوان کی قید کو ان پنجون نے توڑ کر پھینک دیا ایک پنجہ گرد پھرا
جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی اُس پنجے سے قطرے پانی کے ٹپکے سحر بھی شوخ چشم
جادو کا دفع ہوا ایرج نوجوان بھی غصہ مین آکر اُٹھا ایک سوار نے نیزہ مارا ایرج نوجوان
نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ پکڑ کر مرکب سے کھینچ لیا جب گرا اُسی مرکب پر سوار ہوئے
نعرۂ شیرانہ بلند کیا نعرۂ ایرج سے ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر +
افلاک کوہی نے پھر قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والون کو رہا کیا ایرج
نوجوان سب کے آگے بڑھ کر لڑنے لگا جمشید بن کوکب سحر جادوگرنیون کا دفع کر رہا
ہی ایرج فوج مین کوہیون کی ڈوب گیا جمشید کو شوکت دکھا رہا ہی جو پہلوان سامنے
آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا ہاتھ
پر تولکر پھینکا دس گز پانچ گز بلند ہوا اُترتے اُترتے ہاتھ مارا چور سنگ ہوائی کیا جمشید نعرہ تحسین
کرتے ہوئے آتے ہین آواز دیتے ہین کہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت ہی کیا صولت و
جلالت ہی ایرج اور زیادہ گرما گرم لڑ رہے ہین مگر جمشید نے چند سحر ایسے کیے کہ زمین تھرا گئی
کئی ہزار کافر واصل جہنم ہوئے شوخ چشم کڑک کر سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے
سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب پہونچی چٹیا پکڑ کر ایک تھپڑ مارا ایک ہی تھپڑ مین
زمین پر گری بیہوش ہوگئی ملازمان افلاک کوہی سے کہا اُسکی مشکین باندھ لو ملازمان افلاک
نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دے دیا سب جادوگرنیون نے امان مانگی کوہی جمع ہوکر
خدمت افلاک کوہی مین حاضر ہوئے کہا اے شہریار ہم بخیطا ہین خوف جان سے شوخ چشم
کے شریک ہوئے تھے افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے
جمشید سے بغلگیر ہوئے پوچھا کہ اے شیر بیشۂ کوکب آپ کا یہان کیونکر تشریف لانا ہوا جمشید
نے کہا برائے انتظام ممالک نکلا تھا آپکو مقید دیکھکر ٹھہر گیا افلاک سے ایرج نے
اشارہ کیا افلاک کوہی نے لاکر پائے انداز بچھائے ایرج زر نثار کرتے ہوئے جمشید
کو لیکر بارگاہ مین آئے تخت زرین پر جمشید کو بٹھایا محفل عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو

ڈھونڈھتا ہوا شاپور شیر دل بھی یہاں آ پہونچا شاہزادے کو دربار مین دیکھکر قدمون سے
لپٹ گیا پوچھا ای شہریار کیا معرکہ گذرا ایرج نوجوان نے تمام حال بیان کیا جمشید نے حکم دیا
شوخ چشم کو لاؤ اگر شاہزادے کی اطاعت کرے تو بہتر ورنہ فوراً قتل کرونگا آتش قہر و غضب
سے پھونک دونگا شوخ چشم سنبھلی ہوئی سامنے آئی افلاک کوہی نے اُٹھکر سمجھایا کہ ای
شوخ چشم جادو مین دل و جان سے شاہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا تجکو بھی مناسب ہے
سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ چشم زدن مین ظہور برکت مذہب اسلام ہوا کہا طلسم فزا افشان
کہا جمشید بن کوکب کا پہونچنا یہ ظہور کرامت ہے خداوند لقا لائق لعنت ہے شوخ چشم جادو
کے بھی زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا صدق دل سے مطیع الاسلام
ہوئی اُسکو بھی رہا کیا صحبت مین آکر بیٹھی ایرج نوجوان نے شاپور سے کہا الگ ایک
بارگاہ استادہ ہو تخلیہ مین جمشید بن کوکب کو بلاؤ شاپور نے فوراً الگ ایک بارگاہ استادکی
مثل عروس شب اول آراستہ کردی ایرج نے ہاتھ تھام کر کہا اب تخلیہ مین جلوہ فرما ہوجیے
جمشید بن کوکب ایرج نوجوان کے ساتھ اٹھکر جب تخلیہ مین آئے بیقرار ہوکر ایرج نوجوان
نے معشوق کا بھائی جان کر بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا آپ نے ہماری جان بچائی
گردن پر ہماری بار احسان ہے شاپور نے دیکھا جمشید سے ضبط نہو سکا چیخ مارکر رویا بیت
وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے + کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے + بلک کر جمشید
کا کہنا کہ ای شاہزادہ والا قدر بس بس ایسا نہو کہ روح قالب سے نکلجائے اب ایرج نوجوان
نے اُس بدحواسی مین روے زیبا پر نگاہ کی اپنے محبوب جانی یار جاودانی باعث تسکین دل
پریمن ملکہ مہران شمشیر زن کو دیکھا ایرج غش کھاکر گر پڑا شاپور قریب آیا ملکہ نے سر اپنے
زانو پہ اٹھا کر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکے بوے زلف معنبر دماغ مین ایرج کے
پہونچی اشک گرم نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین نے لخلخے کا اثر دکھایا شاہزادہ
تو سا ہوش مین آیا فرط محبت سے دونون لپٹ لپٹ کر خوب روئے کئی مرتبہ بیہوش ہو گئے
شاپور سرہانے حاضر ہے دونون کے حال کا ناظر ہے کبھی آقا کو کبھی ملکہ کو سنبھال لیتا ہے مگر یہ
دونون وہ ہجر دیدہ آفت کشیدہ مبتلاے گردش فلک ستم زدہ معشوق بھی مجبور عاشق بھی ناچار

بمشکل شاپور نے دونون کو ہوشیار کیا لاکر مسند پر بٹھایا اسوقت ایرج نوجوان کا خوش ہوکے
کہنا کہ بھائی شاپور عجب یہ روز سعید ہی آج ہمارے گھر مین عید ہی جلد سامان عیش و نشاط
لاؤ آج ملکۂ عالم نے سرفراز کیا ہی مین نے اپنے ستارۂ اقبال کی ترقی پر ناز کیا ہی ملکہ بران
کا رونا کم نہین ہوتا ایرج نے دامن سے اشک پاک کیے پیار سے ہاتھ گلے مین ڈالے
کہا کیون اے جانِ جہان اول تو آنے کا سبب ظاہر کرو شدت گریہ کے حال سے ماہر کرو
بران نے ضبط کرکے جواب دیا کہ کنیز شوخ چشم کی نامہ لے بخدمت افراسیاب جاتی
تھی راہ مین مین نے اسکو گرفتار کیا آنے کا تو یہ اتفاق ہوا اے شہریار رونا تو ہمارے
واسطے عمر بھر ہی اول ہی طلسم آئینہ مین ہمنے آپ سے عرض کیا تھا کہ ہمنے آپ سے محبت
نہین کی اپنی جان کے واسطے آفت مول لی شہنشاہ کوکب روشنضمیر وہ بادشاہ جابر
و قاہر ہی جس زمانہ مین آپ کو برائے مقابلہ شاہزادۂ جہانگیر طلب فرمایا مجکو حکم تھا کہ جبتک
یہ ہمارے یہان مہمان رہین خبردار اے بران ہمارے دربار مین نہ آنا آپ ہی جہان گیر
سے لڑے صاحبقران بھی تشریف لائے ہم زیارت سے بھی محروم رہے ہمارے عشق کا انجام
یہ ہی یہ کلام ہمارا مستند ہی صید و شکار سے دل بہلایا کیجے ہمارا تصور کرنا یاد کرنا نالہ و فریاد
کرنا بالکل بیکار رہی ہماری موت کا حیلہ پروردگار نے مقرر کیا ہی ہمنے آپ کو دل نہین دیا اپنی
جان کا ضرر مول لیا نہ آسکتے ہین نہ تمکو بلا سکتے ہین بار فراق اٹھانے کی اب طاقت نہین
رہی یہ کنیز لب گور ہی ضعف و نقاہت کا زور ہی امروز یا فردا تڑپ تڑپ کے مر جاینگے
کب تک مصیبت فراق اٹھائینگے باپ ہمارا ہمہ دان و ہمہ گیر ہی علم کہانت مین بھی بے نظیر
ہی اگر کہین اسوقت مرأت واقعہ پر آنکھ ڈالے اور اس راز و نیاز کو ہمارے آپ کے
دیکھے چشم زدن مین اسی مقام پر آوے نہین معلوم کس عذاب الیم سے مجکو اور آپ کو
قتل کرے آپ کے بزرگون سے فساد کریگا خواجہ عمرو و مہرخ پر بیداد کریگا پس کیون کر
خوف نہ کرون دل سے مجبور تھی آپکا حال قید دیکھکر نہ رہ سکی مگر اب رخصت ہوتی ہون
ٹھہرنا مناسب نہین ایک دم بھر مجکو آنکھ سے اوجھل ہونا نہین اپنا چشم و چراغ سمجھتا ہی مگر
مجکو آپ کی بربادی کا دھیان ہی یہ سنکر ایرج نے کہا ملکہ ہم تو آج شب کو نکلنے دینگے

بران نے کہا ای شہریار برای خدا نہ رویئے اس ملنے کو ہمارے غنیمت جانیے اگر زندہ ہین تو پھر کبھی ملین گے اگر ہمارے مرنے کا حال سننا سر نہ دھننا چلا چلا کے نہ رونا جان کو نہ کھونا بعد مرنے کے بھی ہمکو بدنام نہ کرنا دل ہی دل مین دم محبت کا بھرنا ہم بھی مثل شمع سوز عشق سے جلتے ہین پر وانسوار زبان سے اُف نہین کرتے ہین قلب پر صدمے سہتے ہین ای شیر بیشۂ شجاعت یہ بھی جرأت ہی کہ چھری گلے پر پھیرے زبان سے آہ نہ نکلے تلوار کا زخم کھاتے ہین زخمون مین ٹانکے دیے جاتے ہین زخم تیغ ابرو لا علاج ہین تمہاری ایک نگاہ لطف کے محتاج ہین ان کلمات حسرت آیات سے کلیجہ ایرج کا پھٹ گیا دامن ملکہ بران کا تھام لیا اشک آنکھون سے جاری ہوے اپنی بیتابی ظاہر کرنیکو یہ اشعار پڑھے

ناظرین وشائقین اس جلسۂ عاشق ومعشوق کو بنظر غور ملاحظہ کرین زبانی ایرج کے اشعار آبدار دامن معشوق بتھام کر بحسرت فرماتے ہین نظم مخفی بطور مسدس

بہ سنانِ نگہِ یار قسم
بہ کمان خانۂ ابرو سوگند
بہ سرِ طرّۂ دلدار قسم
بسرِ نرگسِ جادو سوگند

کہ شدم کشتۂ چشمِ نگہت
خاکِ رہ گشتۂ طرزِ ستمت

بہ صفائے گلِ روئے تو قسم
بہ کمرگیرِ زلفت سوگند
بسوادِ شبِ موئے تو قسم
بدل آویزیٔ الفت سوگند

خاکِ رہ کرد مرا حیرانم
غیرِ مردن نہ بود درمانم

بسرِ چشمِ سیاہِ تو قسم
بسرِ ہندوے خالت سوگند
بغضب گیرِ نگاہِ تو قسم
بلبِ لعلِ مثالت سوگند

سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

اصغائے درِ گوشِ تو قسم
بادلِ نہی ہوشِ تو قسم

بسر ناوکِ مژگان سوگند — بخمِ زلفِ پریشان سوگند

چون منِ نیست دگر بندۂ تو
بندۂ لعلِ شکر خندۂ تو

بشکر ریزیِ گفتار قسم — بخرامِ قدِ دلدار قسم
بعقیقِ لبِ شکر سوگند — بزلالِ سرِ کوثر سوگند

شبِ ہجران خبر از خویشم نیست
جز خیالِ تو کسے پیشم نیست

باز گفتم بدہانِ تو قسم — بسر موے میانِ تو قسم
بہ بر و دوشِ تو زیبا سوگند — بہ بناگوشِ مصفا سوگند

مہر و مہ را نبود پیشِ تو قدر
پیشِ تو جملہ ہلال اند تو بدر

بہ صفاے بدنِ یار قسم — بسرِ چاہِ ذقنِ یار قسم
بہ لباسِ گلِ سوری سوگند — بہ عرقِ غمِ دوری سوگند

عاجزم عاجزم از ہجرانت
لطف فرما کہ شوم قربانت

ان اشعار دلفگار نے قلب ملکۂ بران شمشیر زن کا چین کر دیا خانہ، دل کو غم و رنج سے بھر دیا کہا ای شہریار بس ان حالات کے سننے کی دل مین طاقت کہان ایک ایک کلمہ واسطے تو دہ دل کے تیر دل دوز ہے آپ کی خاطر سے اس شب کو بچاؤنگی ایسا تو جان سے ہاتھ دھونا پڑے اس آغاز کے انجام پر رونا پڑے شاپور نے دیکھا کہ ان دونون عاشق و معشوق کا خیال خیر و شر ہین کہین دم نہ نکل جائے فوراً گلابی اٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہا کیا معشوق کی جان لینا منظور ہے ایک جام شراب ملکہ کو پلا دیجئے وقت عیش و سرور ہای ایرج نوجوان نے جام بلورین ہاتھ پر رکھا کہا ملکۂ عالم ہمارے سر کی قسم اسے نوش فرمایئے نظم

خوشتر ز عیشِ صحبتِ باغ و بہار نیست — ساقی کجاست گو سببِ انتظار چیست

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار ۔ کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر جام لیا اور دو قدح نہ کی نوش فرمایا اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اٹھایا جام عشرت انجام کو شراب ارغوانی سے لبریز کیا پھر یہ اشعار پڑھ کر ہاتھ بڑھایا ۔ نظم

فصل گل رفت و حریفانہ شرابے نزدم ۔ برلب شیشۂ دل قطرۂ آبے نزدم
شد تہی شیشۂ عمر از می ہستی و ہنوز ۔ بزم می گرم نشد سیخ کبابے نزدم

اے شہریار ایرج نامدار بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۔ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ۔ شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا ساغر لیتے ہی آنکھوں میں نشہ آیا مستانہ وار ان اشعار کو پڑھا ابیات

ساقی بنور بادہ بر افروز جام ما ۔ مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما
دیگر
قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا ۔ چھینا ہے نجم بخت نے برج آفتاب کا
اُس مہ کے ہاتھ میں نہیں ساغر شراب کا ۔ مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہیں ۔ شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے ۔ صدقے میں میرے دیکھو تیلہ شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام نوش فرمائے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا طبیعت لہرائی ملکہ بران یہ کلمے زبان پر لائی کہ سنا ہے طلسم جمشید یہ میں نور الدہر کا داخلہ ہوا ہے ایرج نے کہا میرا بھی اُسی طرف قصد ہے میں نے زبانی شوخ چشم کے سنا اول مخمور جا کر قید ہوئی نور الدہر بھی اُسکے تعقب میں گئے اب مجکو جانا واجب و لازم ہے جبتک وہ ادھر اُدھر پھرتے رہیں گے میں بحول قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اُسکو فتح کر دوں اگر میں نہ پہنچا اور اسنے فتح کر لیا لشکر میں جا کر بلبلائیں گے ایسے ایسے غرور کے کلمے فرمائیں گے کہ جنکو سنکر ضبط کرنا دشوار ہے تم بخوبی آگاہ ہو میرے بھیشم میں ذکل رستم کا جھگڑا ہے قبلہ و کعبہ کے زمانہ سے یہ فساد برپا ہے ہمیشہ یہ دست راستی ذلیل ہی ہوتے ہیں مگر صاحب غیرت ہیں ملکہ نے کہا یہ طلسم بھی ہمارے قبضہ میں ہے آپ شوخ چشم کو ساتھ لیکر جلسے میں جا کر دالدنا مدار سے کہکر کسی ساحر زبردست کو روانہ کرا کر جمشید سے کہلا بھیجونگی کہ نبیرۂ صاحبقران شاہزادۂ ایرج نوجوان تمہارے طلسم میں آتے ہیں لوح حوالہ کر دو اور تم اطاعت کرو قید یا طلسم

بھی انکے سپرد کرو وہ ضرور اطاعت کریگا پھر آپ کو اختیار ہی ایرج نے کہا ملکہ کچھ اسکی
ضرورت نہین بعنایت پروردگار سب سامان ہو جائینگے ملکہ خاموش ہو رہی جانتی تھی
کہ آتش خو شعلہ مزاج ہین مردان عالم کے سرتاج ہین دل مین خیال کیا ہم یہ سب تدبیرین
جا کر کرینگے انسے کہنے سے کیا فائدہ شب وصل تھوڑی ہوتی ہی انھین باتون مین گذر گئی مصرعہ
مرغ سحر بلند ہوئی چہرون پر عاشق و معشوق کے ہوائیان اڑنے لگین اسوقت محفل کی اداسی
رخ شمع پر زردی پروانے جلے ہوئے لگن مین پڑے ہین فرش مین جا بجا شکن صاف
معلوم ہوتا ہی کہ خیال عاشق و معشوق مین فرش بھی چین بجبین ہی پردہ ہوا سے ہین اڑتا
حسرت پر عاشق و معشوق کی سر ٹپکتا ہی لپٹ لپٹ کر دونون کا رونا اشکون سے منھ
دھوتا صدائے الوداع والفراق بلند ایک بیقرار ایک دردمند زلفون کی الجھن سے
پریشانی ظاہر چہرون سے حیرانی بخوبی ماہر بران کا یہ کہنا کہ ای شہریار خدا حافظ
و ناصر ایرج کا جواب مین یہ کہنا مصرع گئے تم اُدھر اور ہوئے ہم لعین ہے + ملکہ جی
اب کب ملاقات ہوگی بران نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب دیا وعدہ فردائے
قیامت وہان بھی ملاقات کی امید نہین شعر حشر پر وعدہ دیدار ہی مین ڈرتا ہون کہ
بھیڑ ہو گی رخ یار ادھر ہو کہ نہو + ملکہ نے کہا ای شہریار بس اب غصہ نہ کیجیے ایسا نہو
باپ نے آئینہ دیکھا ہو غضب ہو جائیگا وہ نہایت صاحب غیرت ہی ایرج نے کہا
ملکہ فقط تمھاری بدنامی کا خیال ہی ورنہ طلسم نور افشان کو مٹا دینا کیا محال ہی ملکہ یا تو
روتی تھین یا ہنس پڑین کہا صاحب آپ ایسے ہی ہین میرا خیال ضرور ہی کبھی ایسا قصد
نہ کیجیے گا جہانگیر کے مقدمہ مین کئی پیچ پڑے اب لوح طلسم نور افشان کا ملنا مشکل ہی
مگر آپ کے واسطے کیا دشوار ہی ایسی باتین عاشق و معشوق مین ہو رہی تھین شمع سحری نے بھی اشک حسرت
انکے حال پر بہائے نیر اعظم کا چہرہ زرد بلبلون کے دل مین درد الغرض ملکہ بمشکل تمام
ایرج نوجوان سے رخصت ہو کر زمین مین غرق ہوئین کئی کوس پر جا کر نکلین راہ کو
طے کر کے قصر جمشیدی مین پہونچین کوکب سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا ملکہ بران واسطے
تسلیم کے خم ہوئین کوکب نے اپنے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا ای نور نظر کہان

گئی ہیں ملکہ بران نے دست بستہ عرض کی ہزار ورسے کے انتظام کو گئی وہان جاکر خبر سنی کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان وشاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کا طلسم جمشید مین داخلہ ہوا ہے مگر جمشید جادو برسر پرخاش ہے ایسا نہو کہ فرزندان صاحبقران پر کوئی افتاد پڑجاسے تو آپ کو صاحبقران سے شرمندگی ہوگی اور جب سے آپ سے اور افراسیاب سے فساد ہوا اُس بیحیا نے خراج بھی نہین بھیجا جو یہان سے جاوے خراج کا بھی تقاضا کرے اور فرزند صاحبقران کا جمشید کو مطیع کرادے کوکب نے اُسیوقت خورشید روشن رائے اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو چارسو ساڑھے چارسو جادوگر ساتھ کرکے حکم دیا جسطرح ملکہ نے فرمایا ہے جلد جاکر انتظام کرو خواہ نورالدہر خواہ ایرج نوجوان پہونچ گئے ہون فوراً نوح دلوا دینا خبردار اُنکا کوئی ہوسے جسم میلا نہونے پاے خورشید روشن راے اُسی وقت طرف طلسم جمشید کے بہ تعجیل روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو وقت پر حال تحریر ہوگا بعد جانے ملکہ بران شمشیر زن کے ایرج نوجوان بیتاب وبیقرار ہے آخر مجبور وناچار دربار مین آن کر بیٹھے افلاک کوہی کو حکم دیا لشکر تیار کرو اور شوخ چشم سے فرمایا تم اپنی جادوگرنیون کو حکم دو ہمین طرف طلسم جمشید کے جانا منظور ہے شوخ چشم نام طلسم جمشید سنکر تھرا گئی عرض کی اے شہریار طلسم جمشید مین بڑے بڑے ساحران غدار رہتے ہین وہان کا قصد نہ کیجیے اُسکا فتح ہونا دشوار ہے ایرج نے فرمایا ہمارا بھائی بیچشم اُس طلسم مین پہونچ چکا آفت مین مبتلا ہو سکتا ہے کیا اُسکی مدد کو نہ جاؤن تم جلدی تیاری اور رہبری کرکے ہمکو لیچلو جب طلسم قریب رہے تم الگ ہوجانا اپنی جان بچانا شوخ چشم قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کنیز کو حضور کی جان سے اپنی جان عزیز نہین ہے مگر مقام ترد و تشویش ہے ایرج نے کہا پروردگار نگاہبان ہے شوخ چشم خاموش ہوئی بارہ سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہوکر سامنے آئین افلاک کوہی نے دس ہزار فوج تیار کیا ایرج نوجوان نے شوخ چشم کو تخت پر سوار کیا افلاک کوہی کو سپہ سالار کیا آپ بعہدۂ صاحبقرانی کرہ بن اشتر پر سوار ہوئے اس جاہ وحشم کروفر سے نوبت نقارے بجتے ہوے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوئے حال خیریت مآل انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کہ ملکہ شگوفہ

جوش محبت مین شاہزادے کے بیہوش کرکے اس ارادے پر چلی ہے کہ شاہزادے کو طلسم سے نکال لیجاؤن راہ مین ہنگامۂ عظیم ہونا ساقی نامہ مصنف

ای ساقی مہروش گل اندام
اب دیکھیں گے صورت فلک سیر
بوتل سے نکال بادۂ ناب
کھو دیگا مرا بخار ساقی
صرصر مری گرد پا نہ پائے

دے بھر کے مئے سرور کا جام
منظور نظر سفر ہے ساقی
دوری کے لیے ہے قلب بیتاب
طاقت مجھے یانسے آکے لیجائے
عنقا بھی مرا پتا نہ پائے

بیٹھے رہے کی نہ اب تلک سیر
اور نشہ اتار پر ہے ساقی
شیشہ مین بھی اتار ساقی
منزل پہ ہوا اڑا کے لیجائے
دشت نوردان وادی محنت

و گرفتاران دام حسرت انجام صعوبت اس داستان سحر بیان کو یون تحریر فرماتے ہین کہ ملکہ شگوفہ شیفتہ جمال نور الدہر بن بدیع الزمان اپنی نانی کو قتل کرکے بخوف جان شاہزادے کو بیہوش کرکے اس ارادے پر باغ سے نکلی کہ انکو طلسم سے نکال لیجاؤن رات بھر تخت کو اڑاے ہوے آئی مگر شب کو یہ نہ ثابت ہوا کہ مین کدھر جاتی ہون گردش فلکی ہمراہ ہے پھر پھر کے سرحد طلسم ہی مین رہی صبح ہوئی ایک درۂ کوہ مین آکر اتری اس خیال سے کہ شاہزادے کو رات بھر گذری بیہوش ہے اپنے نزدیک سمجھی کہ سرحد طلسم سے نکل آئی اب شاہزادے کو ہوشیار کرون مجھپر غصہ کرینگے اسکا کیا تردد ہے جو کہینگے سنونگی آخر مین سمجھا دونگی سمجھ جائینگے اپنے لشکر مین مجکو لیجائینگے مع گل جادوگرنیون کے درۂ کوہ مین آئی لوح محفوظ شاہزادے کے گلے مین پہنا دی شاہزادے پہ سے سحر بھی اتارا سردار عیار ہوشیار ہوے نور الدہر نے اپنے کو ایک درۂ کوہ مین پایا گھبرا کر پوچھا ای ملکہ یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے ملکہ شگوفہ تھرا کر قدمون پر گری کہا ای شہر یار جو کچھ مین نے سمجھایا آپ نے قبول نہ کیا آخر مرے دل سے خوف نہ نکلا مین آپ کو بیہوش کرکے بیرون طلسم لے آئی اب یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے جو مناسب وقت ہو سزا دیجیے رنگ روے نور الدہر متغیر ہو گیا شاہزادہ غیرت سے عرق حجاب مین غرق ہوا کہا ملکہ بڑا غضب کیا تم نے مجکو دین و دنیا سے کھو دیا نہین معلوم اُس گرفتار زندان مصیبت و بلا ملکہ مخمور سرخ چشم پر کیا گذری ہوگی اپنے دل مین کیا کہیگی کہ شاہزادے نے ہماری خبر نہ لی اگر خدا نخواستہ بادشاہ طلسم جمشید سیہ نے اُس گل باغ خوبی و سرو نوخواستہ حدیقۂ محبوبی کو قتل کر ڈالا تم عورت ہو

تمکو تو کچھ نہ کہونگا اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤنگا شبرنگ بھی گھبرا گیا چپکے سے کہا ملکہ غضب
کیا یہ شیر جس بیشہ مین جائین بدون شکار واپس آئین دوسرے مقدمہ نا علی علی اس عشق کا
طشت از بام افتادہ ہی یہ قلق سب سے زیادہ ہی نورالدہر نے کہا شبرنگ تم کیون گھبرائے
ہو مرکب تیار کرو ہم ابھی چلتے ہین اپنے کو جس طرح بنے گا طلسم جمشید تک پہونچائین گے
ملکہ عالم اپنی جان بچائین جہان چاہین جائین مجھے اُنسے کچھ کام نہین میری آبرو کی درپے
ہو رہی ہین واہ کیا خوب احسان کیا ہی ہمنے لحاظ سے مخمور کا حال مفصل نہ کہا تھا پردہ بہ پردہ
ذکر کر دیا تھا مخمور نے ہمارے واسطے افراسیاب کہ جو طلسم ہوشربا کا مالک سلطنت وسیع
رکھتا ہی اُس سلطنت پر لات ماری شریک خواجہ عمرو ہوئی سالہا سال سے لڑ رہی ہی افراسیاب
سے بیحیا سے مقابلہ سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا جان آبرو کو تج دیا ان باتون کا بالکل خیال نہ کیا
اسطرح جو غصہ مین نورالدہر نے کہا شگوفہ شل گل مرجھا گئی کانپنے لگی عرض کی اے شہریار مین
خوف جمشید سے یہ حرکت ناشائستہ کر بیٹھی سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نورالدہر نے کہا ملکہ مین تمسے
کچھ نہین کہتا مگر مین بیشک جاتا ہون شبرنگ بخوبی مزاج سے واقف ہی اُسنے فوراً مرکب تیار کیا دروازہ کوہ
کے باہر جا کر ٹھہرا آواز دی اے شہریار مرکب تیار ہی شگوفہ نے کہا بیٹا شبرنگ اسقدر جلدی نکر دیر لے
خدا شاہزادہ کو سمجھاؤ شبرنگ نے اشارہ کیا ملکہ کلام از دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹنا ممکن نہین مین کیا نادان
ہون جو سمجھاؤن مین تو بیچارہ کیا ہون اگر انکے بزرگ بھی آئین پائین کرین نورالدہر فوراً سلاح سے آراستہ
ہو کر مرکب پر سوار ہونے چلے تیغہ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ مین غصہ سے کف منہ مین بھرا ہوا
چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئین اب تو شگوفہ اٹھی دست بستہ عرض کی اے شہریار بسم اللہ
چلیے لونڈی ساتھ چلیگی مین یہان رہکر کیا پہاڑ سے سر ٹکراؤنگی ہمراہ رکاب رہونگی تمنا تھا
عرض کرتی ہون تا بہ قلعہ طلسم پہونچنا دشوار ہی کنیز سراسر خطاوار ہی نورالدہر نے کہا ہر کامل
ساتھ ہی خضر دل رہبری کریگا منزل مقصود تک پہونچائیگا واضح ہو کہ یہان درہ کوہ مین
ہنگامہ ہی شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہو چکا ہی شگوفہ نے اتنا کہکر روکا ہی کہ ایک لمحہ تامل
فرمائیے اسباب سحر جسم پر آراستہ کرلون جادوگرنیون کو آواز دے رہی ہی جلد تیار ہو
سب آراستہ ہو کر باہر آئین شاہزادے نے قصد کیا توکلت علی اللہ مرکب بڑھائیے

مگر دو کلمے داستان مدہوش دراز مینی کہ جسکو افراسیاب نے فرمان دیکر بمضمون طلب گید
ملکہ مخمور روانہ کیا تھا وہ پاس جمشید جادو کے پہونچا فرمان افراسیاب کا جمشید جادو
نے پڑھکر اسیوقت اپنے ایک ملازم معتبر موسوم بہ شاہور جادو کو مع بارہ سو جادوگرون کے
طلب کیا ملکہ مخمور کو قیدخانہ سے بلاکر اژدہے پر سوار کیا شاہور و مدہوش دار مینی مع تین ہزار
ساحران غدار قید مخمور لیکر بیرون قلعہ طلسمی نکلے علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے
ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس گرد فر سے جاتے ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
قریب درہ کوہ مرکب پر سوار مع ملکہ شگوفہ چلا جاتے ہین کہ دیکھا طرف سے صحرا کے گرد عظیم
بلند ہوئی نورالدہر نے آمد لشکر دیکھ کر شبرنگ سے فرمایا دریافت تو کرو کسکا لشکر آتا ہے
شبرنگ نے چاہا کہ بڑھے کہ دامن گرد کا شگافتہ ہوا علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
دو سردار ساحران زبردست بطور سرداری آگے آگے تین ہزار ساحر پشت پر بیچ مین ایک
اژدہے پر ایک مہ جبین مثل قیدیون کے سلسل و مطوق چہرہ اداس عالم یاس اب جو نورالدہر نے
بغور دیکھا اپنی محبوب جانی یار جاودانی ملکہ مخمور سرخ چشم کو پایا پس نورالدہر نے کلیجہ پر گھونسا
مارا کہا تو ملکہ غضب ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پکڑکر ساحر لیے جاتے ہین ملکہ شگوفہ نے
چاہا کچھ جواب دے مگر شاہزادے کو کب تاب تھی مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ

ہمائے اوجِ رفعت شاہبازِ عرصہ مردی
پناہِ لشکرِ اسلام نورالدہر کز ہیبش

گرشاہانِ جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ

دیگر منم سرکنِ لشکر کافران
لقا را بہ یک دست بر داشتم

بہ پیشم نگون شد سر کافران
ظفر بر یلان عرب یافتم

ز طفلی بہ جرأت ہنر داشتم
شہِ نوجوانان لقب یافتم

تو ہیچ محفوظ تو عنایت پروردگار سے گئے ہین تیغ تلوار کھینچکر مارنے لگے جسکے ہاتھ مارا دو
ٹکڑے ہوئے جاتے ہین کہ ملکہ مخمور کو رہا کرون ساحران خدا بھر کر رہے ہین بسبب حرز ہیکل کے
کسی کا سحر انپر تاثیر نہین کرتا ملکہ شگوفہ نے جو یہ ماجرا دیکھا تنہائی پر شاہزادے کی کلیجہ پھٹ گیا
عاشق صادق نورالدہر کی ہر اسنے بھی گاتی باندھی جھولی سنبھالی مع اپنے ساتھ والیون کے
سحر کرتی ہوئی جا پڑی گویا ترنج و نارنج رائی کے دانے مرچ کے دانے چلنے لگے زمین سے

شعلے نکلنے لگے صدہا ہے عجائب وغرائب آتی تھی اژدرہائے آتش فشان دوڑنے لگے ماران سیاہ برستے تھے ساحران غدار قتل نورالدہر پر کمر کستے تھے ایک سمت سے مدہوش دمساز مینی ہوشیار ہوا خود بینی بھولا ملکہ بحیا کو کان ہوئے نہیب شمشیر نورالدہر سے ناک مین دم ہی کان پکڑتا ہی تنگی ہو کہ بھاگ جاؤن لیکن تعلیم کردہ افراسیاب ہر زمین کو ہلا ہلا دیتا ہی ایک جانب شاہور جادو ملازم جمشید لڑائی مین کدکر رہا ہی نورالدہر پر کیسے کیسے سحر کیے مگر تاثیر نہوئی لیکن ملکہ شگوفہ لڑتی بھڑتی لشکر کفار مین دشمنی خوب خوب سحر کر رہی ہی عین گرمی جنگ مین جمال ہیتال مخمور پر نگاہ پڑی دیکھا حسن مین بے مثال ابرو رشک ہلال چہرہ چودھوین رات کا چاند سامنے عارض انور کے بدر کامل ماند گیسوے عنبرین رشک سنبل کاکل پرپیچ کی لہر مار سیاہ پر قہر پیشانی ظاہر ہو رنگ رو تیز جمال اثر شمع جمال کی روشنی سے وہ مقام نورانی ومنور ہی پیشانی نیر اکبر ہی

بند مسدس

ہی وہ جبین بیاض ہی یا صبح عیدکی
سو جان سے جہان کو خواہش ہی دید کی
عالم سے جسنے ظلمت غم ناپدید کی
کانون کو آرزو ہی صفت کے شنید کی

سجدہ کرون جھکاؤن جبین نیاز کو
محراب نور پاؤن اگر مین نماز کو

دریا لکھوں مین نور کا یا عکس آفتاب
افشان سے یا لکھون مین مطلا سر کتاب
یا لوح سیم مایہ حسن صد آب وتاب
القصہ کیا لکھون کہ وہ ماتھا ہی لاجواب

اہل نجوم کو یہ تحیر تمام ہی
جبہہ ہی خود قمر کہ قمر کا مقام ہی

ابرو ہی یا فلک پہ ہی قوس قزح عیان
یا ہی پئے قتل عاشق بے صبر وناتوان
یا ہی خدنگ عشوہ قاتل کو یہ کمان
کھینچی ہی یہ غلاف سے شمشیر اصفہان

مدسوۂ قمر پہ ہی رطق فنا ہوا
یا ہی سفینہ نوح کا الٹا پڑا ہوا

آنکھون سے ساحران جہان مردہ ہوگئے
بادام آنکھ دیکھ کے پژمردہ ہوگئے

نرگس کے پھول باغ میں افسردہ ہو گئے	آہو انھیں سے دشت میں گم خوردہ ہو گئے

قربان چشم مردم ہندی نژاد ہیں
آنکھیں ہیں دو غزال بایدہ تہ رکھتا ہیں

ملکہ شگوفہ کے ہوش اُڑ گئے جی میں کہتی تھی حقیقت میں کیا حسن و جمال ہی کیا خط و خال ہی صانع ازلی نے اپنے دست حق پرست سے یہ تصویر زیبا کھینچی کیونکر شاہزادے کو خیال نہو یہ حسن یہ جمال معشوق عاشق خصال اِدھر ملکہ مخمور نے دیکھا شاہزادہ نورالدہر جو تیغ بکف بڑھ کے بڑھا صدہا ساحر دم بھر میں مار ڈالے دل باغ باغ ہو گیا قید کے رنج و الم سے فراغ ہو گیا غنچہ جان شگفتہ پھول سے گال یا تو کملائے ہوئے تھے یا سرخی آگئی تھی ایک نازنین کو مع چار سو جادوگرنیوں کے دیکھا گرد شاہزادے کے بیٹھ کر سحر کر رہی ہی مخمور بھی صورت شگوفہ کی دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہو کر دل سے کہتی تھی معلوم ہوتا ہی یہ شاہزادے پر عاشق ہو کر یہاں تک آئی ہی یقین ہی کوئی شاہزادی ہی اپنے قید رہنے سے بہت گھبرا رہی ہی کہ نورالدہر پر جادوگرون کا ہجوم ہی مارے اِس جوان کو مارو چارون طرف سے یہی دھوم ہی شاہزادہ نورالدہر شیرانہ جنگ کرتا ہوا قریب مدہوش دراز بینی کے پہونچا مدہوش کے ہوش پراگندہ ہیں کیسے کیسے گولے نورالدہر پر مارے مگر تاثیر نہین ہوئے ایک موے جسم بھی اُس شاہزادے کا میلا ہوا دل سے کہتا ہی سحر کیون جواب دیتا ہی جب شاہزادہ قریب پہونچ گیا مدہوش نے تیغ سحر مارا نورالدہر نے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پر کاٹھا صدہا شعلے بھڑک کر گرے برقین چمکین مگر بعنایت پروردگار سے محفوظ رہے وار مدہوش کا روک کر تیغۂ خاراشگاف کا ہاتھ مدہوش نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا لوح محفوظ کا عکس پڑا سپر سحر کی دو ٹکڑے ہوئی چاہا تڑپ کے نکل جاؤن اجل نے مہلت نہ دی چمک کے تلوار گری مدہوش کے دو ٹکڑے ہو گئے اب تو تمام ساحر بھاگے آواز آئی کہ مارا گیا کو نام میرا مدہوش دراز بینی تھا شاہ ہور کے ہوش اُڑ گئے ارادے کو تو مخمور کے نہ چھوڑا مگر میدان سے پاؤن اُٹھے نورالدہر قتل کرتے ہوئے چلے شگوفہ نے سیکڑون نخل قد ساحرون کے خنجر سے قلم کیے مثل برگ خزان دیدہ کافر گر رہے ہیں شگوفہ پامال کرتی چلی ہی نورالدہر چاہتے ہیں مخمور کو چھڑا لین کئی کوس

اڑتے ہوے آئے قلعہ طلسمی معلوم ہونے لگا شاہور نے ایک جادوگر کو حکم دیا جلد جاکر شاہ کو
خبر کرکہ طلسم کشا آگیا اسیر سحر ہمارا تا نہیں کہ تا مدہوش مصاحب افراسیاب مارا جاچکا جلد
آیئے ورنہ قید مخمور چھین جائیگی وہ جادوگر بھاگا جمشید تخت پر بیٹھا تھا اس سے آکر تمام کیفیت
بیان کی جمشید غصہ مین اٹھا مرکب سحر پر سوار ہوا جمشید کا چلنا لاکھون ساحر اسکے ساتھ ہوے
اسوقت آکر پہونچا کہ نورالدہر نے تمام فوج کو تہ وبالا کردیا ہی شاہور بھاگا کہ بہت ابتر ہوا اور
شگوفہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جل گیا دہن سے نعرہ کیا باش او طلسم کشا او نمیر دار ساو
شگوفہ جلد وہاں سے ہاتھ مارکر قید ہو نہ پائیو ولت سے گرچند کہ شگوفہ بھرائی گر سحر کرنے مین کمی نکی
جمشید نے دو چار گولے اپنے ہاتھ سے ایسے مارے زمین تھرا گئی کئی سو جادوگریان شگوفہ کی بیہوش ہوکر
گرین شگوفہ بھی زخمی ہوئی مگر نورالدہر پہ اسکا اثر نہین کرتا قریب ہی کہ شگوفہ کو گرفتار کرے کہ اندر سے
قلعہ کے پانچہزار ساحرون کے ساتھ سہیل اختر شناس آکر پہونچا یہ شیشے ملیع الاسلام ہی چونکہ کاہن
زبردست ہی کتاب مین دیکھا تھا کہ طلسم اب ٹوٹ جائیگا خدا ئے نادیدہ برحق ہی سامری پرستی کرنا ناحق ہی ناظرین کو
یاد ہوگا اسیلیے بدعت سے جمشید کی ملکہ مخمور کو بچاکر قید کرلیا تھا اسوقت پانچہزار ساحرونکو مطیع الاسلام
کرکے آپہونچا جمشید سمجھا میری مدد کو آتا ہی مگر سہیل برابر ملکہ مخمور کے آیا ہے کہ پہونچا ہمہمہ شور
کرکے ساحرون کو ہٹایا زبان سے سوزن ملکہ مخمور کے نکال لیا سوزن کا نکلنا مخمور
اٹھی سنگ ریزہ اٹھاکر مارے کہ کئی سو ساحر واصل جہنم ہوے سہیل نے بھی نعرہ کیا منم
غلام شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پانچ ہزار فوج سے لشکر جمشید پر حملہ کیا ادھر
مخمور نے آفت برپا کردی لڑتی ہوئی قریب شگوفہ آئی شگوفہ نے جھککر سلام کیا ملکہ
مخمور نے پوچھا بی بی تمہارا کیا نام ہی شگوفہ نے سر جھکاکر کہا بندی غریب الوطن مجبور ناچار
وطن سے دور موت سے قریب آوارہ و سرگشتہ بدنصیب ملکہ مخمور نے کہا کیون بی ساحرون
سے کیون لڑتی ہو ظاہر اتم اسی طلسم کی رہنے والی ہو شگوفہ نے کہا آپ کی قید کا حال سنکر
دلکو تاب نہ آئی شکوہ ہی آپ رہا ہوئین بڑا نام بتانا یہ ہی کہ ہم آپ دونون ملکہ شاہزادے
کو بچائین اس طلسم سے نکال لیجائین اب جمشید بادشاہ طلسم خود آگیا ہی تلبیکا نسب بنا ہی
بدون لوح طلسم بادشاہ کا قتل ہونا دشوار ہی رکدو کا دخل بیکار ہی ملکہ مخمور سمجھ گئی کہ یہ بھی

شاہزادے پر عاشق ہو زیادہ کلام کی مہلت نہ پائی مخمور لڑتی ہوئی ایک جانب نکل گئی
شگوفہ ایک سمت سحر مین مصروف ہوئی اسوقت قیامت کی جنگ ہو سہیل اختر شناس نے
ہزارون کو مارا ملکہ مخمور نے طبقہ زمین کا بلاد یا نور الدہر نے بڑھکر علم فوج کو قلم کیا اب جمشید
گھبرایا دل سے کہتا ہو کیا باعث ہو اس جوان پر سحر تاثیر نہین کرتا آخر ایک کنارے پر آکر
ایک چراغ روشن کر کے چند دانے ماش کے مارے ایک سنہری پتلی پیدا ہوئی جمشید نے
اُس سے پوچھا اوی کنیز سامری اِس جوان پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا اُس پتلی نے آواز دی ای
شہنشاہ اِس جوان کے پاس لوح محفوظ موجود ہی بیراپ کے قریب نہین جاسکتے اُس پتلی
سے یہ سُنکر جمشید میدان جنگ مین آیا اٹھاکر ایک گولہ مارا سہیل و شگوفہ دونون بیہوش
ہوکر گرین جمشید نے حکم دیا ملازمون نے سہیل و شگوفہ کو گرفتار کرلیا تعجیل قلعہ مین بھیجدیا
اب جادوگرون سے اشارہ کیا مخمور پر حملہ کرو بیچ مین لاکھون جادوگر آگئے اب مخمور نورالدہر
سے دور ہوگئی نورالدہر نے ایک مقام پر آکر ایک جادوگر کو مارا پہلو سے آواز آئی شہریار کنیز کو
بچایئے نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ مخمور زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہی جسم پر آبلے
پڑے ہوے نورالدہر نے کہا ملکہ یہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور جمشید نے مجھپر سحر کیا تمام
ہڈیان جل رہی ہین ذرا لوح محفوظ مجکو دیجیے اپنے جسم سے مس کرون نورالدہر نے گھبراکر
لوح گلے سے اُتاری سامنے مخمور کے پھینک دی مخمور نے اُسکو اُٹھاکر رومال مین لپیٹا اور
نعرہ کیا او طلسم کشا منم شہنشاہ جمشید اب نورالدہر نے دیکھا کہ جمشید تاج پہنے سامنے کھڑا ہی
ملعون نے صورت سحر سے مخمور کی بنائی تھی اب جو ایک دوہتڑ مارا نورالدہر زمین پر گرے
شبرنگ کو ڈھونڈھکر پکڑ لیا سرداروں کے سپرد کیا اب طرف مخمور کے آیا چونکہ بادشاہ طلسم
ہی آخر مخمور بھی اُسکے سحر سے بیہوش ہوئی مخمور کو بھی اندر قلعہ کے روانہ کیا آپ اسواسطے بیرون
قلعہ ٹھہر گیا لاشہ بھی اُٹھوانا اپنے سلطنت والون کے منظور ہین اور یہ بھی خیال ہو اگر طلسم کشا کو
اندرون قلعہ طلسم لیجاونگا تو لعبہ میناد مینۂ طلسم قتل کرنا ہوگا اُسی مقام پر بارگاہ استادگی کرائی
قید نورالدہر کی چند ساحرون کے سپرد کی مسلسل کرکے شہزادے کو اور شبرنگ کو اُسی بارگاہ
مین بٹھلایا جمشید جادو بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہو کہ آسمان پر برق چمکی خورشید روشن رائے

وزیر کوکب روشن ضمیر جسکو ملکہ بران نے روانہ کرایا تھا وہ اسوقت آکر پہونچا جمشید
جادو کو سلام کیا پوچھا یہ رن کیسا پڑا جمشید نے کل کیفیت بیان کی اپنے ساتھ لیکر
بارگاہ مین آیا کہا ای خورشید مخمور کو خدمت افراسیاب مین روانہ کرونگا سہیل وشگوفہ
میری ملازم ہین انکو خود سزا دونگا اور طلسم کشا کو تو ابھی قتل کرتا ہون خورشید روشن رای
نے فرمان شہنشاہ کوکب کا ہاتھ مین جمشید کے دیا کہا اسکو پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند
ہوجیے نور الدہر اور شبرنگ و مخمور کو ہمین حوالے کیجیے ہم خدمت شہنشاہ مین لیجائینگے
سہیل اختر شناس و شگوفہ کا تمکو اختیار ہی جمشید جادو یہ سنکر غصے مین کانپنے لگا کہا ای
وزیر اعظم یہ میری شرافت تھی کہ مین تمکو استقبال کرکے لایا جسدن سے شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر شریک مسلمانان ہوے مین نے تو خراج بھیجنا موقوف کیا مین تو افراسیاب
کا ملازم ہون اسیوقت نور الدہر و شبرنگ کو قتل کرونگا ہر چند کہ خورشید روشن رای
کے ساتھ بارہ چودہ سردار دربار مین بھی موجود تھے چار سو ساحر ہمراہ آیا ہی مگر سوچا کہ یہ مقام
فساد کرنے کا نہین ہی ہنس ہنس کر باتین کرنا شروع کین کہا ای برادر تمکو اختیار ہی ہمنے حکم
شاہنشاہ پہونچایا خواہ قتل کرو خواہ بخشو چند ساعت باتین کرکے خورشید روشن رای
نے بکمال یہ کیا کہ بیٹھے بیٹھے چپکے چپکے سحر کرکے سر پر جادو وزیر جادو و ملازمان جمشید کو بقید
نور الدہر و بشکل شبرنگ قید مین چھوڑا نور الدہر و شبرنگ کو بہ نیرنگ سحر اپنے قبضہ مین کرلیا
جب اپنا کام کر چکا کہا تو جمشید اب ہم جاتے ہین جمشید نے کچھ اعتنا نہ کی خورشید روشن رای
باہر نکلا تخت پر سوار ہوا ساتھ والون کو لیکر بہ تعجیل تمام روانہ ہوگیا جمشید جادو نے کہا کہ فوراً
دار استادہ کراؤ جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر نور الدہر و شبرنگ کو دار پر کھینچا جمشید جادو نے حکم
دیا جلاد نے تیغہ مارا دونون کے سر اڑ گئے آواز آئی کشتی مرا نام من سہیر جادو وزیر جادو
بود جمشید حیران ہوگیا یہ کیا معرکہ ہوا مرنے سے ان مردون کی صورتین بھی بدل گئین آ سکے
عزیز سر پیٹنے لگے اور کہا ای شہنشاہ این غلام بود تم نے کیا خطا کی تھی جمشید پریشان ہوا واقعی
مین جو دیکھا صاف معلوم ہوا یہ شعبدہ خورشید روشن رای وزیر کوکب روشن ضمیر
کر گیا میرے سردارون کو قید کرایا نور الدہر و شبرنگ کو لیگیا غصہ مین اندیشہ طلسمی کے

آیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس کو تہہ خانہ مین بھیجدیا اور اِس جملہ حالات کی
عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی سب حال لکھا آخر مین یہ تحریر کیا کہ آپ کی دوستی مین کوکب
سے دشمنی ہوئی طلسم کے بچانے کی فکر کیجیے وزیر کوکب طلسم کشا کو نکال لے گیا وہ اُسکی
ضرور مدد کریگا یہ نامہ جو افراسیاب جادو کو پہونچا نہایت غصہ مین آیا کہا مین لوح طلسم جمشید
ہمین منگائے لیتا ہون یہ کہکر محیط ابر بار جادو کو بلایا اور ایک نامہ بنام جمشید لکھا اُسکا مضمون
یہ تھا کہ اے خیر خواہ بلا اشتباہ کیا مجال کوکب کی جو تم سے آنکھ ملا سکے مجھے ہر وقت خیال ہے
مگر برادر محیط ابر بار جادو مع فرمان مابدولت کے آتا ہے وہ جو قلعہ ہے جسکو دخانیہ کہتے ہین شبرنگ
آتش خوار وہان کا حاکم ہے محیط تمھارے پاس آئیگا تم بھی نامہ بنام شبرنگ آتش خوار
لکھ دینا فرمان مابدولت کا اور نامہ تمھارا لیکر قلعہ دخانیہ مین جائیگا مقام لوح ہمنے محیط کو
سمجھا دیا ہے وہ قلعہ دخانیہ سے لوح لیکر ہمارے پاس چلا آئیگا ہم لوح کو اپنی حفاظت مین
رکھینگے جب لوح دستیاب نہوگی طلسم نہ فتح ہوسکیگا محیط ابر بار فرمان افراسیاب
لیکر طرف طلسم جمشیدیہ کے روانہ ہوا مگر خورشید روشن رائے اپنے سحر سے نور الدہر و
شبرنگ کو نکال لایا پانچ کوس پہ آکے بارگاہ استاد کی شاہزادے کو ہشیار کیا مسند آراستہ
کرکے جگہ دی آپ دست بستہ سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا نور الدہر حیران یا تو مین قید مین
جمشید کی تھا یا اپنے کو بارگاہ آسمان جاہ مین پایا اسباب عیش و نشاط مہیا ایک جوان وزیر
وضع سامنے دست بستہ حاضر ہے جسکی صفت خلق مین زبان قاصر ہے حیران ہوکر کہا اے برادر یہ کیا
مقام ہے آپ کا کیا نام ہے خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کوکب
روشنضمیر کا وزیر ہون آپ کی طلسم کشائی کی خبر شہنشاہ کو پہونچی مجھکو نامہ دے کر روانہ کیا کہ جاکر
جمشید سے لوح دلوا دو شاہزادے کو شکست و عدم شکست کا اختیار ہے مین نے جبکہ
حضور کو قید مین پایا اُس بیچارے نے حکم شہنشاہ کو نہ مانا شکر ہے کہ مین حضور کو مع عیار نکال لایا
اب حضور میرے ساتھ برائے ملاقات شہنشاہ کوکب روشنضمیر تشریف لے چلیے
یا اسی مقام پہ تشریف رکھیے مین ملازمون کو خدمت مین چھوڑ کر پاس کوکب کے جاؤن
جمشید نمک حرام شہنشاہ کا نافرمان ہے اب بمنزل بغاوت کا عازم ہے شہنشاہ اُس سے لوح

سنگوا کر آپ کی خدمت مین حاضر کرینگے نور الدہر سنکر خاموش ہو رہے نہایت شاق ہوا کہ
مددے انسان کی کام کرین یہ بات ضرور مشہور ہوگی کہ کوکب نے جب لوح دلوادی تب
فتح طلسم نصیب ہوئی ای نور الدہر رب اکبر پر تکیہ کرو جسطرح بنے یہان سے نکل چلو جو اپنے
بزرگون کا طریقہ ہی اُسپر کاربند ہونا شیوۂ مردی و مردانگی ہی وہ بے نیاز کارساز مدد کریگا
اس بلا کو دور کریگا دلمین تو یہ خیال کیا ظاہر مین فرمایا ای خورشید روشن رائے تمنے جو کچھ
کہا مناسب کہا جو کچھ تمنے کہا ایسا ہی کرینگے ہم یہان ٹھہرینگے تم جاکر سوچ کے تدبیر کرا دینا
خورشید روشن رائے کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادے کی خوش بیانی پر تسکین دل
ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے خورشید نے آرام کیا نور الدہر اپنے چھپر کھوٹ پر آئے
شبرنگ کو سمجھا دیا تھا اُسنے شاہزادے کو جگایا بہ تعجیل مرکب تیار کیا نور الدہر چپکے سے
اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے برائے اطمینان خورشید روشن رائے ایک پرچہ لکھکر
ڈال دیا کہ ای وزیر اعظم تم متردد ہونا ہم توکلت علے اللہ طرف طلسم جمشید کے جاتے ہین
اور تمکو براہ محبت سمجھاتے ہین ہمارا تعاقب نہ کرنا اپنے ملک کو جاؤ شہنشاہ سے ہماری جانب
سے شکریہ ادا کرنا اور کہدینا کہ ہم لوگ اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین امید اکرنیوالے
کو بخوبی پہچانتے ہین انشاء اللہ اگر حیات باقی ہی تو طلسم کو فتح کرین گے ورنہ اپنی جان دینگے
یہ تدبیر کرکے اُس شب تیرہ و تار مین مع شبرنگ ایک جانب روانہ ہوئے صبح کو خورشید
روشن رائے نے شاہزادے کو نہ پایا کاغذ اُٹھا کر پڑھا ساتھ والون سے کہا کہ صاحبو
فرزندان حمزہ کیا بہادر ہین دریائے جرأت کے بے بہا در ہین مجبور خدمت مین کوکب کی
آکر حاضر ہوا تمام کیفیت ظاہر کی اور ملکہ برّان نے بھی مقدمہ ایرج نوجوان سفارش کی
دست بستہ گذارش کی کہ حضور از روئے وقائع کے معلوم ہوا کہ ایرج نوجوان نے بھی
طلسم جمشید کا بڑے کروفر سے قصد مصمم کیا ہی اور یقین ہی کہ قریب طلسم جمشید پہونچگئے ہونگے
کوکب روشن ضمیر نے اپنے ایک سردار عالیجاہ کو غصہ مین فرمایا کہ ای ابرق آسمان سیر تم
جاکر شاہزادہ ایرج نوجوان کا ساتھ دو لڑبھڑ کر جمشید سے لوح لو شاہزادہ ہر جگہ شکست
کرے گا اُس بیبا کی خار صحرائے غرور کو مثل برگ خزان دیدہ پامال کریگا ابرق آسمان

یکہ وتنہا طاؤس پر سوار ہوکر شیلاغی ایرج نوجوان طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا

اول دو کلمہ شاہزادہ نورالدہر ہون بدیع الزمان تحریر ہوتے ہین

کہ یہ بارگاہ خورشید روشن رای سے نکلے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے جس مقام پر شبرنگ بن عمرو نے ساحر کو مارا تھا اور گرفتار ہوئے تھے وہان پر آکے زیر نخل اُترے ارادہ تھا کہ شب ہو بعد نماز مغرب رب شرقین سے رجوع کرین کہ کلید فتح طلسم حاصل ہو شبرنگ سے کہا ابھی تو دن زیادہ ہے صحرا سے ایک آہو شکار کرکے لائیے کباب لگاکر کھائین شب کو مصروف دعا ہونگے دیکھین پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے شبرنگ نے کہا بسم اللہ مرکب پر سوار ہوکر ایک سبزہ زار مین آئے ایک ہرن پر مرکب ڈالا شبرنگ پیچھے رہگیا کوس بھر بڑھ آئے نورالدہر نے ہرن کو شکار کیا تیر کھاکر آہو گرا نورالدہر مرکب سے کود کے آہو کو اُس نے خنجر کے بقربانی پہونچایا انتظار مین ہین کہ شبرنگ آئے تو آہو کو اُٹھا کے چلین کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہے نورالدہر نے اُٹھا کر تیر مارا وہ آہو گرا نورالدہر نے اسکو بھی ذبح کیا دونون کو کھینچکر ایک مقام پر رکھا ہے کہ دیکھا ایک نقابدار یا دل پوش بصد جوش و خروش مرکب رفتار پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین جو کنا گھوڑا ڈالے ہوئے آتا ہے اُس نقابدار کی نگاہ اپنے صید پر پڑی بغیظ و غضب تمام قریب نورالدہر کے آکر کہا کیون او اجل گرفتہ تو نے ہمارے صید کو کیون شکار کیا کچھ خوف مابدولت کا نہوا نورالدہر بے ساختہ ہنس پڑے فرمایا آپ کا صحرا مین اجارہ ہے صید سامنے آیا شکار کیا نقابدار نے کہا یہان ہماری عملداری ہے کسی کی مجال نہین کہ یہان شکار کھیل سکے نورالدہر نے کہا اب تو تیر مار اخطاف کیجیے جو مناسب ہو سزا دیجیے نقابدار نے کہا یہ ہرن اُٹھا کر گردن پر لادو ہمارے مقام پر پہونچادو جب تو نورالدہر کو غصہ آیا فرمایا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کام مزدورون کا ہے بس نقابدار غصہ مین مرکب سے کود پڑا ہاتھ پنجہ کا بلاتکلف مارا نورالدہر نے پنجہ لگا رین کو شہ کا کہ جھٹکی ماری پنجہ پٹ پڑا کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ذرا زور کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی کمر مین ہاتھ ڈال کر نورالدہر نے نقابدار کو اُٹھا لیا ایکبار جو ہونچی نقاب چہرۂ نقابدار سے دور ہوئی یہ معلوم ہوا برق چمکی

یا ابر ہٹ گیا ماہ تابان پردۂ حجاب ابر سے نکل آیا ایک ماہ پارہ حورخصال پری تمثال ماہ جبین مہر تمکین نظر پڑی شاہزادہ عجب حسن وجمال کی تاب نہ لاسکا غش کھاکر زمین پر گرا ہر چند کہ نازنین بھی شکار ہوئی زخمی تیغ ابرو اسیر کمند گیسو مگر حجاب مانع ہوا عشق کہتا تھا اپنے بیمار کا سر اٹھاکر زانو پہ رکھو عناب لب سے علاج کرو شربت وصال پلاؤ بنفشۂ گیسو کی بو سنگھاؤ جسطرح بنے اسکو ہوش مین لاؤ حجاب کا قول تھا شرم مناسب ہی صاحبان عصمت کو پاس ناموس ضرور ہی عشق تاکید کرتا تھا سراسر عقل کا قصور رہا اسی کشمکش و پیچ مین حیران حیران بالین بیمار اپنے بیمار کے اشک حسرت بہا رہی ہی کبھی بیٹھ جاتی تھی کبھی قصد ہوتا تھا کہ بند نقاب آراستہ کرکے نکل جاؤن مگر جوش محبت مین یہ بھی خیال تھا کوئی جانور درندا سکو آکر گزند نہ پہونچاے یا خدانخواستہ شیر آکر دشمنون کو کھا جاے تو جو مجھپر خون ہوگا اس خیال سے بیٹھی ہی آنکھون سے اشک گرم ٹپکے نخوبوے گلاب عارض پہ شاہزادے کے پڑے آنکھ کھل گئی نازنین نے چاہا اٹھون نور الدہر نے کلائی تھام لی اس نازنین نے شرماکر سر جھکالیا ہان ہان کہکر اشارہ کیا دیکھو ای شخص مجکو ہاتھ نہ لگانا اپنی جان پر آفت نہ لانا یہ کہکر جو مسکرائی سپیدی براقی گوہر دندان کی اس سے برق گری خرمن ہوش وحواس کو شاہزادے کے جلادیا زلف نے پریشان کیا آئینۂ جمال نے حیران کیا ہاتھ تو بمنت تھام لیا اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی سراپا موزون صانع ازل نے نور کے سانچے مین ڈھالا ہی قیامت قد بالا ہی بند مسدس

زلفِ رسا ہی یا شبِ معراج سربلند	یا قدسیون کے صید کو پھینکی ہی یہ کمند
یا ہین وہ مارِ شانۂ ضحاک خودپسند	ہی جسکی دست برد سے آفاق کو گزند

آشفتہ اس سے ایک یہ سنبل چمن مین ہی
دل خون خشک مشک کا نافہ ختن مین ہی

ہی زلف یا دھوان ہی یہ شمع جمال کا	اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
یا ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا	پیدا ہی یا کہ شام غریبان یہ برملا

خورشید روے یار کی گو زلف غرق ہو
ممکن نہین ہی یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دلربا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
عاشق کا دل ستانے کو کالی بلا ہوئی

زلفین سنوارنے مین جو شانہ شل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجۂ شمشاد شل ہوا

ہین معجزے وہ چشم خرد بین مین بیگمان
دیکھے جو سامری بھی تو ہوجائے بیزبان
جادو ہوا اُنکے نام سے دنیا مین بےنشان
آشوب دہر فتنۂ آفاق ہین عیان

یہ ہو نہ چشم زخم کہین خوفناک ہون
دم سورۂ صاد کا مین کرون کیون ٹلے محن

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کردیا
تار نگاہ لطف سے زخم جگر سیا
چتون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھین کبھی چرا کے مرا دل چرا لیا

سیدھی نگاہ تیر سی سینہ کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دو سار تھی

پہلو سے گل کے خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیائے رزم و جنگ
رگ ہائے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
سینے ہوئے ہین جسم پہ پور زری سیاہ رنگ

پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا بہر صید باز نے پنجے نکالے ہین

شاہزادہ بیقرار اشکبار جب کئی مرتبہ اُس مہجبین نے غصہ کرکے کہا صاحب چھوڑ دو نورالدہر نے بدحواسی مین سر قدمون پر رکھدیا اور کہا ای ملکہ عالم ایک چشم زدن تامل فرماؤ اپنے بیمار محبت کا علاج کرو اگر چلی جاؤگی ابھی پھڑک کے دم نکل جائیگا نورالدہر نے جلدی مین زین پوش پشت مرکب سے اُتار کر بچھا دیا پلکون سے جاروب کشی کی وہ نازنین شرماکر بیٹھ گئی مگر دزدیدہ نگاہ سے جمال بیمثال نورالدہر کو دیکھ رہی ہی ہر مرتبہ جوش عشق کہتا ہی گلے مین ہاتھ ڈالدون دل کھول کر ملون مگر پھر شرماکر رک جاتی ہی دونون عاشق و معشوق حیران نورالدہر منت کر رہے ہین وہ شہنشاہ اقلیم شرم و حیا آنکھین نیچی کیے شرم سے کانپ رہی ہی [illegible]

بھی آکر پہونچا اُسوقت ملکہ نے گھبرا کر کہا اے شہریار دیکھیے کوئی راہگیر آتا ہے نورالدہر نے پلٹ کر
دیکھا کہا ملکۂ عالم یار وفادار ہے شبرنگ بن عمرو عیار ہے شبرنگ قریب آیا دیکھا جنگل مین عجیب
جلسہ ہے شاہزادہ ایک نازنین کے سامنے دست بستہ بیٹھا ہے منتین کر رہا ہے شبرنگ تو عیار
ہے اسنے فوراً اپنے توبڑے سے گلابی نکال کر بیچ مین رکھدی آہو کے گوشت کے کچھ کباب
تیار کیے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر شاہزادے کو دیا کہ بسم اللہ اِس مست شراب حسن وناز کو
اک جام پلائیے نورالدہر نے جام سامنے کر دیا ملکہ شرما کر آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا اے
شہریار یہ کیا موقع ہے میرا باغ یہان سے قریب ہے ہر چند کہ تمام خوف وخطر ہے مگر یہان سے
اُٹھ چلنا بہتر ہے نورالدہر نے عجز سے کہا یہ جام نوش کر لو پھر جہان کہو گی وہان چلین گے یہ
جو نورالدہر نے منت سے کہا ملکہ نے جام نوش کیا آنکھون مین نشہ آیا خیال خیر وشر دل سے
دفع ہوا اپنے ہاتھ سے جام نورالدہر کو دیا نورالدہر نے مذہب کا ذکر کیا وہ کلمہ پڑھکر
بصدق دل مسلمان ہوئی اب جو دو دو جام پیے ملکہ نے پوچھا اے شیر بیشۂ جرأت اس صحرائے
پرہول مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نورالدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا نام ونسب بھی
بتلایا مگر نورالدہر نے دیکھا باتین کرتے کرتے یہ نازنین سہمی جاتی ہے چہار جانب دیکھ رہی ہے نورالدہر
نے پوچھا ملکہ اِسقدر گھبراتی کیون ہو یہ مقام خالی از غیر ہے ہماری وجہ سے ہوائے غربت کی سیر ہے
اُس مہ جبین نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا اپنا حال زار بیان کرون یہان سے قریب
ایک شہر ہے میرا باپ وہان کا بادشاہ ہے ملک آباد رعایا دلشاد مگر باپ ہمارا مطیع مہران شاہ
جمشید جادو بادشاہ جمشیدیہ کا خراج گذار ہے نہایت ساحر زبردست مکار وغدار ہے کسی وجہ
سے اُسکا اِس حوالی مین گذر ہوا تھا باپ ہمارے مطیع ومنقاد تھے استقبال کر کے اپنے
شہر مین لے گئے سامان دعوت مہیا کیا کسی درانداز نے مجھ بدنصیب کے حسن وجمال کی تعریف
کی بادشاہ نے مجھکو دیکھ لیا باپ سے ہمارے سوال شادی کا کیا باپ نے محل مین آکر مادر مہربان
سے کہا محل مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ ایسی بیٹی بھولی بھالی جادوگر کے قبضہ مین جائے گی
نہین معلوم کیا رنج وملال اُٹھائے گی آخر مشیرون نے صلاح دی کہ بادشاہ سے کہیے
ابھی آپ کی کنیز کمسن ہے دو برس کی مہلت دیجیے بعد اسکے سامان شادی ہوگا اے شہریار

وہ زمانہ وعدہ کا منقضی ہوگیا تیسرے چوتھے دن اُسکے ساحر آیا کرتے مین باپ پر بہار
دبائو ہی جلد سامان شادی مہیا کرو جمشید جادو عشق مین بیتاب ہی وزرا وامرا پر عتاب ہی
اِس غم سے آب و دانہ ترک رہتا ہی ہر وقت یہ خیال ہی کہ اب کوئی جادوگر آئیگا اُٹھا لیجائیگا
عورتون سے کیا ہو سکیگا جان دونگی نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم مین اسی فکر مین نکلا ہون
انشاء اللہ طلسم جمشیدی کو فتح کرونگا میرے یاران ہمدم جمشید جادو کے یہان قید مین ابھی پچھتا
دن ہی ایک لڑائی پڑی تھی کئی ہزار ساحر میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے لڑتا ہوا قریب
قلعہ جمشیدیہ کے پہونچ گیا تھا مگر فلک نے انقلاب دکھایا دھوکا دے کر اُسنے اوج محفوظ
لے لی ایک ہفتہ عشرہ کی ملکہ تمکو تکلیف ہوگی اُس بیچارے کی کیا مجال جو تمہارا نام لے سکے
مگر ملکہ تمنے اپنے نام نامی سے نہ آگاہ کیا ملکہ سر جھکا کر رونے لگی کہا ای شہریار دریائے مصیبت
کی شناور ملکہ ماہ پرور مگر آپ کی باتون نے کلیجہ فگار کیا وہ بیحیا ساحر زبردست بادہ سحر و
ساحری سے مست اُسکا قتل ہونا دشوار ہی نور الدہر نے کہا ملکہ اپنی آنکھون سے دیکھ لینا
بعد ایک مہینے کے طلسم بھر مین ایک جادوگر واسطے علاج کے ملے تو ہمکو نبیرۂ صاحبقران
نہ کہنا اِن دونون عاشق و معشوق مین رنج و ملال کی باتین ہو رہی تھین شبرنگ دس بیس
قدم پر جھیل ہی پانی لینے کو گیا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش اوبرباد کن ساحران عالم
کہان جائیگا تمام ساحران طلسم تیری تلاش مین پھر رہے ہین تو اِس صحرا مین معشوقۂ شہنشاہ کے
عیش مین مصروف ہی قتل تیرا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہی اور ای ملکہ ماہ پرور غضب کیا اس
باغی کے دام مکر مین پھنسی تیرے لیے بھی خرابی ہوگی جب تک نور الدہر اُٹھین ایک پنجہ کمر مین
پڑا ابر سے آسمان لیکر روانہ ہوگیا ایک ساحر مہیب سامنے اُس ماہ پیکر کے آیا یہ پیکر
آسمان حسن دیکھکر کانپنے لگی صورت مہیب دیکھکر بیہوش ہوگئی چونکہ جمشید جادو اُسپر عاشق
ہی اُس ساحر مہیب شکل نے تخت بناکر ملکہ کو بٹھا لیا سحر کرکے ہوا ہوگیا مپٹ کے شبرنگ
بن عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا چار جانب جستجو مین دوڑا جب پتا نشان دستیاب ہوا ایک
جادوگر کی شکل بنکر تیار ہوا جھولی بائین ہاتھ پر پتلے سونے چاندی کے گلے مین سیندور کا
ٹیکا ماتھے پر بنا ہوا ایک ترسول ہاتھ مین سامری و جمشید کا نام لیتا ہوا ایک سمت جستجو کنان

حل نکلا ملکہ کا حال تو وقت پر ظاہر کیا جائیگا ناظرین کے ذہن اقدس مین آئیگا مگر رستم صولت
اسفندیار صفت صاحب رعب وجلالت آفتاب آسمان شوکت وشان شاہزادہ نور الدہر
بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا ایک دربار عام مین پایا ایک بادشاہ
ساحر تخت پر بیٹھا ہی گرد ساحرونکا دور ہی سرداروں کے کہنے سے ثابت ہوتا ہی فیروز جادو نام دربند
طلسم جمشید ہی فیروز نے پکار کے آواز دی ای سیلاح جادو تنے بڑا کام کیا ساحران طلسم مین
نام کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لائے مگر بادشاہ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک سردار ہی دوسرا اُسکے ساتھ
عیار ہی تصویرین دونون کی آگئین اکیلے طلسم کشا کو لائے عیار کو کہان چھوڑ آئے عرض کی یہ
غلام تلاش مین نکلا تھا ایک مصاحب بھی بادشاہ کا اسی جستجو مین آیا اور وہ دونون برائے
جستجو ایک صحرا مین پہونچے ایک سایۂ نخل مین ملکہ ماہ پرور دختر مہران شاہ سے یہ جوان مصروف
عیش تھا وہ ملکہ کو اُٹھا کر لے گیا مین اس شیر صولت کو آپکی خدمت مین لایا اور کسی کو
اُس مقام پر نہین پایا فیروز نے کہا اُسی مقام پر جا کر تلاش کرو وہ اسکا ہمراز ہی ٹیا جلاد ہی سیاح
نے کہا کہ غلام پھر جاتا ہی ملتا ہی تو ڈھونڈھکر لاتا ہی یہ کہکے پر پرواز پیدا کر کے مثل طائر خیال
بلند ہو کر اُڑتا ہوا چلا شبرنگ بہ شکل ساحر اُسی صحرا مین پھر رہا ہی سیاح آسمان پر چمکا کوسون
تک بیک نگاہ کو دوڑایا سوائے ساحر کے کسی کو نہ پایا خیال مین آیا اسی کو لے چلو
سامنے بادشاہ کے پیش کر دینگے خلعت وانعام لینگے وہین سے سحر کرتا ہوا گرا شبرنگ بن
عمرو کی مرچ نیچے دبے کر لے اُٹھا چشم زدن مین دربار مین فیروز کے لیکر پہونچا شبرنگ
بن عمرو کو کھڑا کر دیا کہا ای شہنشاہ اُس صحرائے مہیب مین سوائے اُس ساحر کے اور کوئی نکلا
یہ حاضر ہی شبرنگ بن عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک طرف شاہزادہ سلسل وطوق بیٹھا ہی مجلس
ساحران جما ہوا ہی ایک بادشاہ تخت پر ہی تو عیار فرزند خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہی آنکھ
کھلتے ہی بادشاہ کو سلام کیا دعا دی خداوند سامری وجمشید کی مدد سے آفتاب اقبال روشن
رہے گیتیان کی بچے بچے کا درگرو کی دیا رہے آج جمشید وسامری نے اپنی قدرت کا ظہور
دکھایا اس خطا جلاد کو قید مین پایا ساے مقبول بارگاہ سامری کا کلیجہ ٹھنڈا کیا سب ہمارے
باپ دادا خدمت مین جمشید وسامری کی جلیا کیے پوری کچہری سٹھائی مندر سے باستے تھے

ہمارے پاس بھی تصویر خداوندی ہی ہر وقت پوجا پاٹ کئے اب بھی اشارے کنائے ہو جاتے
ہین مگر اس ساحرکش کا خون بہاؤنگا ٹھاکر جی کی پیشانی پر ٹیکے لگاؤنگا یہ کہکر خنجر کھینچ کر نوک اسکی
کی گردن پر رکھدیا کہا کیون او ظالم میرے نوجوان بھائی جودھ کو قتل کرتے تجھے افسوس آیا
دیکھ قدرت سامری کہ تجھکو میرے قبضہ مین کرادیا اب سب بھائی برادری والے سامری پرست
ہونے دو سو خدا کے بندے موجود ہین اب مجھے کیا ڈر ہی جادوگرون نے ہان ہان کہکر ہاتھ
تھام لیا بشکل خوشامد کر کے سامنے فیروز کے لائے فیروز ان باتون سے بہت خوش ہوا کہ یہ
بندۂ خاص سامری ہی رگ و ریشہ مین اوتارون کی محبت بھری ہی کرسی پر بیٹھنے کو جگہ دی کہا آؤ
بھائی تمھارا کیا نام ہی اب کس دیر مین مقام ہی کہا حضور جگت جوگرن قوم کا برہمن بیابان جادو
تام پوجا پاٹ کرنا یہی کام ہی اس مسلمان کمبخت نے میرے جوان بھائی کو مارا حضور مجھکو حکم دین کہ مین
اپنے ہاتھ سے قتل کرون خون اسکا کٹورے مین رکھکر لیجاؤن شوالون مین ٹیکے دون اور آپکے
غلام کے پاس ایک پتلی ہی اشارے کرتی ہی بھجن گاتی ہی شوالے سے ملی تھی سامری کے گھر
کی لچھمی ہی جس دن سے مجھے ملی نہال کردیا ہر چھ ماہی مین ہندوون کو جمع کرتا ہون موہن بھوگ
کھلواتا ہون بڑے بڑے داتا لوگ جمع ہوجاتے ہین بڑی بڑی دور سے لچھمی جی کے درشن کرنے
آتے ہین داتا لوگون کے سامنے دیکھو لچھمی جی پٹر پٹر باتین کرت ہین نقدی بھینٹ چڑھاوت ہین فیروز
جادو حیران ہوگیا کہ ہمنے دو دو لاکھ روپے کے بت خریدے ہین اپنے منہ پر کی مکھی بھی نہین
اُڑاتے سر بھی نہین ہلاتے یہ بندۂ خاص ہی یہ سوچ کر کہا ذرا لچھمی جی کا ہم بھی درشن کرین کہا سامنے
یہان دربار مین مجمع بیٹھا ہی کنارے چلیے لچھمی جی سے دو دو باتین کرلیجیے فیروز جادو اشتیاق
مین اُٹھا ایک کمرے مین آکر کہا دیوتا لاؤ لچھمی جی کو دکھاؤ شبرنگ نے کمر سے ایک پتلی نکالی ہاتھ
مین فیروز جادو کے دی کہا مہارانی اپنے باتین کرو سامری کے بندے ہین اور فیروز جادو
سے کہا مہارانی کے منہ سے منہ ملاؤ پیٹ پر ہاتھ رکھکے دباؤ باتین کرینگی فیروز جادو نے پتلی کے
منہ سے منہ ملا کر پیٹ پر پتلی کے ہاتھ رکھا پتلی نے منہ کھولا فیروز جادو نے خوش ہو کر قہقہہ
مارا شبرنگ نے پتلی کے پیٹ پر ہاتھ رکھکے جو زور سے دبایا پتلی کے منہ سے دھوان نکلا
شبرنگ نے پتلی مین کل لگا کے بیہوشی بھر دی تھی فیروز جادو فوراً بیہوش ہوا شبرنگ نے

تپلی کمر مین رکھی فیروزجادو کی زبان مین سوزن دیا ستون سے مضبوط باندھا زنگ رغن عیاری
کا نکال کر شکل فیروزجادو تیار ہوا تاج اُسکا لیکر اپنے سر پر رکھا تمام لباس جسم پر آراستہ
کر کے باہر آیا پکار کر آواز دی قیدی کو ہمارے پاس لاؤ مگر شکر طلیان بیڑیان کاٹ دو ہم تنہائی
مین سزا دینگے نورالدہر کے جسم سے قید بجون نے دور کی شبرنگ ہاتھ تھام کر شاہزادے کا
اندر لایا دروازہ مکان کا بند کر لیا نورالدہر سے کہا اے شہریار غلام آپ کا آپہونچا فیروزجادو کو
مین نے گرفتار کر لیا نورالدہر کو مسند صدر پر بٹھایا اپنی صورت اصلی بنائی فیروزجادو کو ہوشیار
کیا اب جو فیروز کی آنکھ کھلی اپنے کو ستون سے بندھا دیکھا نورالدہر سلاح سے آراستہ قید
جسم پر ندارد اور ایک عیار خونخوار تیغ برہنہ ہاتھ مین لیے نعرہ کر رہا ہے کہا اے فیروزجادو قدرت
پروردگار کو ملاحظہ کیا تجھ ایسا جادوگر میرے قبضہ مین آگیا شاہزادہ رہا ہوا تیرے ملازم بیرون
قصر بالکل بیکار ہین اگر تجھکو قتل کرون کسی کو خبر نہو قدمون پر شاہزادے کے لوٹ پڑے بڑے افسوس
کی بات ہے کہ تم لوگ آپ سمجھتے ہو کہ عمر طلسم تمام ہو گئی اور پھر قفل طلسم کشا مین کوشش کرتے ہو
پوجتے دو سو خداؤن پر لعنت کرو وحدانیت کے قائل ہو وہ حاکم زمین و آسمان بانی بناے
آفتاب و مہتاب و ثابت سیارگان ہے اسطرح شبرنگ نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے
فیروزجادو کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ دل وجان سے اطاعت قبول کی سعادت
دارین حصول کی شبرنگ نے سوزن زبان سے نکالا ستون سے فیروز کو کھولا فیروز دوڑ کر
قدمون پر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے گرا عرض کی اگر غلام کلمہ پڑھے گا تو تا دیر عمر
کی زبان سے جاتی رہیگی حضور کی غلامی مین رہونگا ملازمان جمشید سے لڑونگا نورالدہر نے
سر سینہ سے لگایا فیروزجادو شہزادے کو ساتھ لے کر مع شبرنگ بن عمرو دربار مین آیا اہالیان
دربار حیران ہوے شاہزادے کو دخل زرین پر جگہ دی رفیقون سے پکار کر کہا صاحبو تمکو خبر ہے
کہ ہمپر کیا گذری ہم گرفتار ہو گئے اگر ایسے صاحبان رحم کا سامنا نہوتا قتل ہو جاتے تمکو خبر
بھی نہوتی مین نے اطاعت دین اسلام قبول کی حلقۂ غلامی گوش جان مین ڈالا غلام با اخلاص
ہو اسب نے عرض کی ہم دل وجان حضور کے مطیع و تابعدار ہین بادشاہون کو امورات نیک
کا پابند اختیار ہین اب تو صحبت عیش و انشاط آراستہ ہوئی ساقیان ماہ رخسار جام مے گلگون لیکر

حاضر ہوے رقص شروع ہوا آفتاب عیش وعشرت طلوع ہوا ایک نازنین گل رخسار نے یہ غزل گائی اہالیان صحبت کی طبیعت لہرائی غزل

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہے انکار نے بھی
کہ دلبر ہے نہیں زور چلتا کسی کا

نہ ہو تو کسی کا نہ ہو گا کسی کا
نہ میری سُنے وہ نہیں ناصحو نکی
یہ کہنا کہ کیا مجھپہ دعوا کسی کا
کوئی کیا کرے آپ ہرجائی ہو تم

کیا تشنے قتل جہان اک نظر مین
نہیں مانتا کوئی کہنا کسی کا
جو بھر جاے اُس بیوفا سے تو جانون
نہین میر سچا ان شکوا بیجا کسی کا

نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اشعار عاشقانہ سنے یاد میں ملکہ مخمور سرخ چشم کی اشک آنکھوں سے جاری ہوے دل بیتاب چشم پر آب دل کو دھڑکن جگر کو بھڑکن آہ گرم ہر زبان ہونے لگی سوزش عشق آگ سینہ میں بھڑکانے لگی اشعار

چشم آغوش حسرت دیدار
شوق پامال حسرت وحرمان
آرزوے نظارہ خاک ہوئی
گرد دل سے اڑے زمین کے ہوش
فتنہ محشر آخرین افغان

بحر اشک آب با گلشن صبر
کف افسوس غنچہ مژگان
خاک مین جی ملا دیا غم نے
نالہ آسمان فگن کا جوش
اشک آنکھوں سے متصل جاری

جوش خمیازہ ریزش النظارہ
نگہ یاس برق خرمن صبر
سرمہ سا چشم آبناک ہوئی
خاک اُڑائی کدورت دم نے
صور کا نفخ اولین افغان
خون دل تا بہ لخت دل جاری

حال شاہزادے کا ابتر دیکھکر فیروز جادو نے عرض کی کیوں شہریار اسوقت آئینہ رخسار پر گرد غم والم کی ترقی ہے چہرہ صاف وشفاف سے بیقراری پائی جاتی ہے نور الدہر نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا اے برادر فلک کجرفتار نے عجب روز سیہ دکھلایا ہے بخت واژگون طالع نگون نے اس حال کو پہونچایا ہے ایک ایک دم زیر دم شمشیر مصیبت گذرتا ہے خنجر فراق محبوب ذبح کرتا ہے

درس عشقت را بیان دیگر است
با فلک ہر دم قران دیگر است
از شراب عشق مے سوزد جگر
طالب حق را مکان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را

این مدرس را زبان دیگر است
تا بکے سرگرم کار انجمان
نقل این می از مکان دیگر است
رہرو راہ طلب را ہر قدم
با نعمت راز نہان دیگر است

اختر اختر شناسان ترا
این جہان را ہم جہان دیگر است
درمیان خلق مے جوئید ونیست
ہم ہمے با کاروان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست

ہر کسے را کار وان دیگر است	در نیابد غیر چشم حق شناس	مرد میدان را نشان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق	این معلم را زبان دیگر است	پرتو اقبال صاحب ہمتان
مصطفیٰ از آسمان دیگر است	نور الدہر بن بدیع الزمان سے کلمات عشق آمیز و اشعار	

وحشت انگیز جو سنے فیروز جادو بے اختیار رونے لگا کہا شہریار غلام ساحر زبردست ہے آپ کا معشوق کہاں ہے اگر آسمان پر ہوگا تو اپنے کو مثل دعاے مظلومان پہونچاؤنگا اگر تحت الثرے مین ہوگا قطرۂ آب بنکر جذب ہو جاؤنگا ہر طرح آپ کے مطلوب کو آپ سے ملاؤنگا نور الدہر نے کہا کہ طلسم جمشید یہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم عاشق زار معشوق وفادار قید ہے دوسری نازنین رہتی ہین ملکہ شگوفہ اسی صیاد کی صید ہے ہم محفل عیش و عشرت مین بیٹھے ہین گانا سنتے ہین نہین معلوم اُس گرفتار قفس طلسم پر کیا گذری ہوگی پروردۂ مہد ناز و نعم صاحب شوکت و حشم اسیر پنجۂ ظالم ہے پس استمداد کی مہربانی یہ ہے کہ ہمکو جلد رخصت کرو جستجوے محبوب مین جائین اپنے کو مثل نقش باطل مٹائین یا طلسم کو شکست کرین اس لڑائی کا بندوبست کرین فیروز نے عرض کی کہ ایسے وقت مین غلام ساتھ نہ چھوڑیگا خدمت گزاری سے منہ نہ موڑیگا ہر چند کہ مفتوح ہونا طلسم کا بدون لوح غیر ممکن مگر ہم سرکار کے ساتھ ہین نور الدہر نے کہا سب سامان و سبب راہ سباب مہیا کر دیگا فیروز نے کہا بسم اللہ پچیس ہزار ساحران غدار کو فیروز نے تیار کیا نور الدہر بن بدیع الزمان نے فیروز کو تخت پر سوار کیا آپ خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا علماے گلنار کے پھریرے کھل گئے اس کر و فر سے مع لشکر فیروزی اثر طرف طلسم جمشید و منزلین طی کی بچین ایک دن وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا شاہزادہ پشت مرکب سے اترا بہار سبزے کی دیکھنے لگا یہ نہ سمجھا کہ سبزہ بیگانہ ہے جیسے ہی سبزۂ خوابیدہ پر پاؤن رکھا مثل طالع خفتہ سوتے سوتے دشمن بیدار ہوا تڑپ کر ایک پنجہ آسمان سے گرا کمر مین نور الدہر کی پڑا اس جلدی مین قندیل فلک ہوا کہ کوئی ساحر قریب نہ جا سکا ساحرون مین غل ہوا کوئی شاہزادے کو اٹھا لیگیا فیروز جادو چار طرف دوڑا کچھ نشان نہ ملا روتا ہوا پلٹا شبرنگ بن عمرو سے کہا کیون اے برادر جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا طلسم مین ہنگامہ ہو چکا ہے کل حاکمان دربند کو حکم پہونچا ہے جس طرف

طلسم کشا نکلے گرفتار کرو آخرمین ــــ رِبھی گرفتار کرلایا تھا تصویرین سب کے پاس پہونچ چکی ہین اے
شبرنگ کیا عجب ہی شبرنگ آتش خوار حاکم قلعہ دخانیہ نے یہ آگ لگائی ہو وہ خود بھی نہایت
ساحر زبردست ہی مشہور ہو کہ اُسکے قبضہ مین لوح ہی وہ سب سے زیادہ کد و کوشش کریگا اُسی کے
ساحر ے گئے ہونگے اُسی جانب ہم ہی چلتے ہین شبرنگ نے کہا بسم اللہ غیر و زرع لشکر سمت
دخانیہ چلا مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ایک جادوگر کے پایا وہ تخت پہ بیٹھا ہی گرد
بہت سے ساحر ین اپنے ہاتھ با فنون سحر سے بیکار شبرنگ آتش خوار نے آواز دی کیون اے
جوان چند عرصہ مین طلسم مین بڑے بڑے ہنگامے ڈالے ہزار ہا ساحر تیری وجہ سے طلسم جمشیدیہ
کے مارڈالے گئے مگر میرا نام شبرنگ آتش خوار ہی میرے شعلہ قہر و غضب سے بچنا دشوار
ہی یہ کہکر حکم دیا پہلو سے قصر مین جو کمرہ ہی وہان لیجا کر اس جوان کو رکھو بادشاہ کو عرضی لکھے ہین
جیسا حکم ہوگا بجالا ئینگے یہ خبردار رہے کہ فورا لہر کو قید آہن سحر مین مبتلا کردیا کمرے مین شاہزادہ
بیٹھا ہوا نہ بخیر لارہا ہی شبرنگ آتش خوار اپنے وزیرون مشیرون سے صلاح مین مصروف
ہی کہ صاحبو اسکو قتل کرون یا بادشاہ کو عرضی لکھون انہی اپنی عقل کے موافق سردار جواب دیرہے ہین

دو کلمہ محیط ابر بار جادو کے سنیے کہ جسکو افراسیاب جادو نے یہ کہکر روانہ کیا تھا
کہ طلسم جمشیدیہ کی لوح ہمارے پاس لے آؤ

دوسل محیط جادو پاس جمشید کے آیا فرمان افراسیاب کا جمشید پڑھکر بہت خوش ہوا اپنا
نامہ اس مضمون کا لکھا اے شبرنگ آتش خوار محیط ابر بار شہنشاہ افراسیاب کا سردار مع فرمان
و مع نامہ ما بدولت تمھارے پاس پہونچتا ہی فوراً اسکو لوح حوالے کردینا شہنشاہ نے خود
اسکو مقام لوح کا پتا بتادیا ہی چشمہ کو خشک کرکے یہ آبرو لوح خود نکال لیگا پس جمشید سے
یہ نامہ لیکر محیط جادو طرف قلعہ دخانیہ کے روانہ ہوا جسوقت شبرنگ آتش خوار نورالدہر
کو قید کرکے اپنے سردارون سے صلاح کر رہا ہی اُسی وقت محیط جادو بکبر و نخوت تمام
دربار مین شبرنگ آتش خوار کے آکر اُترا بسبب غرور کے شبرنگ کو سلام بھی نہ کیا شبرنگ
نے دنگل زرین دیا پوچھا آپ کا نام نامی اسم گرامی کیا ہی کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہی محیط نے
نامہ و فرمان ہاتھ مین شبرنگ کے دیا اور کہا مین لوح لینے آیا ہون شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا

ارشاد ہی کہ جلد جاکر لے آؤ لوح طلسم جمشیدیہ ہماری خدمت مین پہونچاؤ وہ قصر کس مقام پر ہی
شہنشاہ نے مجکو نشان بتادیا ہی پہلو مین کمرہ ہی پاس حوض بنا ہی اُسپر تختۂ آہن ہی لوح طلسم کا
وہی حوض مسکن ہی شبرنگ آتش خوار نے کہا آپ کا نام تو محیط ابر بار ہی اور مزاج مین یہ گرمی
ذرا تامل فرمایئے ایک جام شراب نوش کیجیے یہ کہکر ساقی بچے کو اشارہ کیا محیط نے پیالہ پیا
اور دماغ مین نشۂ غرور بھرا لپٹ کر کہا صاحب مجکو بہت تعجیل ہی زیادہ نہین ٹھہر سکتا شبرنگ نے
کہا مین جواب تحریر کرتا ہون مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہی اب لوح لیجانے کی ضرورت کیا
ہی محیط نے کہا مین تحریر و تقریر نہین جانتا وہ سامنے قصر ہی حوض بھی مجکو معلوم ہوتا ہی شہنشاہ نے
سب نقشہ مجکو بتلا دیا ہی مین لوح جاکر نکالتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا جب تو شبرنگ
آتش خوار نے کہا میان محیط صاحب اسقدر سر نہ اُٹھایئے نشہ مین نہ بلبلایئے ہرگز لوح نہ لیجانے
دونگا بانیان طلسم نے ہمارے بزرگون کو ایسا معتبر جانا لوح طلسم کو سپرد کیا جنہنے آج تک برابر
جان سے رکھا اب طلسم کشا کا بھی انتظام کر چکے صحرا صحرا پھرے تکلیف اُٹھائی کانٹے صحرا کے
پانون مین چبھے جب طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے ہین اب آپ واپس جایئے گرفتاری طلسم کشا
کا حال کہیے ہم اس عرصہ مین سر طلسم کشا روانہ کرتے ہین محیط نے کہا مین قاصد نامہ بر نہین ہون
مین پہلو نشین افراسیاب ہون خود صاحب قہر و عتاب ہون یہ کہکر غصہ مین آکر اُٹھا اور کہا
دیکھو یون لوح لیے جاتے ہین جب تک شبرنگ سنبھلے محیط نے ایک گولہ سحر کا بڑھ کر مارا
تمام بارگاہ مین شبرنگ کی دھوان چھا گیا شعلے بھڑکنے لگے کوئی زمین پر گرا مثل ماہی بے آب
تڑپنے لگا کسی کی زبان بند کوئی دم بند شبرنگ بھی اُسکے سحر سے مثل تصویر تصویر سے خاموش
حیرت کا جوش تخت سے اُٹھ نہ سکا محیط گولہ مار کر بل کرتا ہوا بارہ دری سے نکلا قریب حوض کے
آیا حوض پر سے تختۂ آہن اُٹھایا حوض مین پانی بھرا تھا چند دانے ماش کے مارے پانی خشک
ہوگیا محیط جوش سحر سے حوض مین کود پڑا دیکھا پہلو مین ایک مختصر سا دروازہ لگا ہی اُسنے لات
ماری کہ دروازہ ٹوٹا اندر اُس دروازے کے میز پر ایک صندوقچہ رکھا تھا کلید آہنی لگی ہوئی
تھی محیط نے قفل کو جھٹکے سے کھولا پٹرا اُٹھایا اندر اُسکے لوح طلسم جمشید مثل آفتاب عالمتاب
چمک رہی ہی ریشم مین گندھی ہوئی گپھا تقیش کا تختی الماس کی اُسپر یاقوت احمر کے حرف محیط نے

خوشی مین آکر ہاتھ مین اُٹھالیا بحیرت اُس لوح کو دیکھتا ہوا کہ یہ کیا شے بنائی ہے یہ تو ایک سلطنت کا
مول ہے ای محیط اسکو شہنشاہ کو نہ دے اپنے پاس چھپا رکھ کسی وقت پر کام آئیگی دولت دنیا
دلوا دے گی عجب شے نایاب ہے لوح ہے یا آفتاب عالمتاب ہے یہ نہ سمجھا کہ یہ الماس ہے اسکی محبت دل
کے ٹکڑے اُڑا دیگی جان جائے گی خون تھوکنا پڑیگا ایک ایک ریزہ اسکا نشتر بنکر دل مین گڑیگا
ہاتھ مین لوح چمکتا ہوا محبت مین بہوت محیط جادو جوش مین جو پلٹا شاہزادہ نورالدہر قید سحر مین
مبتلا بیٹھا ہے محیط نے جو طلسم کشا کو دیکھا آواز دی ہاتھ او مسلمان دیکھ یہ لوح مین نے لے لی
سر بھی کاٹ کر لیتا جاؤن اسکے معاوضہ مین الگ خلعت و انعام افراسیاب سے پاؤن یہ کہکر
تیغہ کھینچکر جھپٹا یہ ناظرین پر ملحوظ رہے کہ بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہے داہنے ہاتھ سے تلوار کھینچے ہے
جیسے ہی قریب نورالدہر کے پہونچا عکس لوح کا پڑا قید سحر دور ہوئی طبیعت شاہزادے کی مسرور
ہوئی تلوار پر اسکی ہاتھ ڈال دیا محیط چاہتا ہے کہ سحر پڑھون بسبب لوح ہاتھ مین ہونے کے سحر
فراموش ہے قلب پر حیرت کا جوش ہے شاہزادے سے اور محیط سے کشتی ہونے لگی شبرنگ آتش خوار
مع اہالیان دربار بڑے بڑے ساحران غدار سحر مین محیط جادو کے مبتلا ہین جو باہر رکھے وہ جنگامہ
سنکر دوڑے ہین کہ یہ کیا قیامت ہے ہمارے مالک پر کیسی مصیبت ہے تخت سے اُٹھا ہے دل
بیٹھا جاتا ہے شعلے چہار طرف بھڑک رہے ہین اب جو نورالدہر نے نعرہ کیا سب نے دیکھا کہ
طلسم کشا سے اور محیط جادو بے آبرو سے کشتی ہو رہی ہے سحر تو اُس بیچارے کو یاد نہین آماز در کر رہا ہے
نورالدہر نے کمر مین ہاتھ دیکر اُٹھا کر مارا لوح چھین کر گلے مین ڈالی چھاتی پر چڑھ بیٹھے کندہ
زانو سے دبا کر فرمایا او بیحیا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس مغرور نے سامری و جمشید کا
نام لیا کچھ جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ گردن پر دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کے چرخ
دے کر کہا مارا مع نرخرے گردن کو گھسیٹ کر پھینکدیا اتنا مرا جادوگر واصل جہنم ہوا تمام
دربار مین اندھیرا ہو گیا سنگباری برف باری ہونے لگی بیر عمل کرتے تھے کچھ تدبیر بن آئی
بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام ہن محیط جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بر طلب خود
نرسیدیم تحریر محیط ابر بار جادو کا شبرنگ آتش خوار وغیرہ سے دفع ہوا روشنی ہوئی شبرنگ
آتش خوار نے یہ سب معاملے اپنی آنکھون سے دیکھے دیکھا کہ سامنے سے طلسم کشا لوح

گلے مین خون مین محیط کے سنایا ہوا چہرے پر قہر و غضب شبرنگ تخت سے اٹھکر دوڑا پکارا
ای شیر بیشۂ صاحبقرانی تیرا دین سچا ہی خدا ے نادیدہ یکتا ہی میرے دل کو اعتقاد ہوگیا روح کو
شاد کیا ماشاء اللہ اس مغرور کو کس زور شور سے مارا یہ کہتا ہوا قریب آیا قدمون سے لپٹ گیا
نورالدہر نے سر اٹھا کر سینہ سے لگایا فرمایا ای بہادر تم ہمارے قوت بازو ہو زینت پہلو ہو دیکھو
پروردگار ہمارا کیا مسبب الاسباب ہی چشم زدن مین کیا کا کیا ہوا تمھارے پاس قید ہوکر آئے
تھے معبود نے مشکلکشائی کی قید سے چھوٹے لوح ہاتھ آئی تم شریک ہوے اب معاملات
فتح طلسم ٹھیک ہوے شبرنگ نے تمام اپنے سردارون کو آواز دی صاحبو تمنے ظہور مذہب
اسلام دیکھا مین تو دل وجان سے مطیع الاسلام ہوا جسکو طلسم کشا کا ساتھ دینا ہو رہے ورنہ
نکلجاے سب نے عرض کی ای شہریار ہم سب کی اس شاہزادے نے جان بخشی کی ہی دل وجان سے
حاضر ہین شبرنگ آتش خوار مع فوج جادوگران نامدار مطیع الاسلام ہوا شاہزادے نے
شبرنگ آتش خوار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے کہ نوبت ہرکارے سامنے
آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا اور ثنا ے بادشاہی بجا لائے قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار بادا
ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ
بچشم دشمنانت خار بادا

ای شہریار والا تبار فیروز جادو و شبرنگ بن عمرو آپ کا عیار خونخوار مع فوج ظفر موج قریب
قلعۂ دخانیہ آکر اترے ہین مائل جنگ وجدل ہین سب جوان جان نثار بے بدل ہین آپکی
قید کی خبر سنکر آے ہین قریب قلعہ پہونچ چکے ہین نورالدہر نے حکم دیا ہمارے دوست کو
استقبال کرکے لاؤ ہم تک پہونچاؤ شبرنگ آتش خوار نے پوچھا کہ ای شہریار یہ کب مطیع ہوا
آپ کی غلامی سے اسکا بھی مرتبہ رفیع ہوا فرمایا اسکے یہان بھی قید ہوکر آے تھے یہ بھی
شریک ہوچکا بس شبرنگ آتش خوار خود بھی براے استقبال اٹھا فیروز جادو کو مع شبرنگ
بن عمرو بصد کر و فر سامنے شاہزادے کے لایا فیروز نے آکر شاہزادے کو مقام صدر پر پایا
کلاہ فخر کو عرش معلے پر پہونچایا اب محفل عیش وعشرت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و
مطربان خوش آواز و رقاصان سحرساز دربار مین حاضر ہوے محفل فرحت و بزم سرور و
نشاط گرم ہوئی ایک نازنین پریچہرہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ای در خمِ زلفِ تو پریشان دلِ عاشق — در چاہِ گلِ روے تو حیران دلِ عاشق
آبے کہ بصد خونِ جگر یافت لبِ خضر — دیداست دران چاہِ زنخدان دلِ عاشق
تا زلف تو سر رشتۂ زنارِ بتان ست — ہرگز نہ شود مائل ایمان دلِ عاشق
تا گشت لبِ لعل تو ہمراز تکلم — خونِ دل من خورد بہ دامان دلِ عاشق
محفی بسہ دار برو خواہ با دیدہ — از کردۂ خود نیست پشیمان دلِ عاشق

محفل مین صداے تحسین و آفرین بلند ہوئی اُسوقت شاہزادہ بھی مسرور خیال فراق دل سے دور چار پہر رات اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین بسر ہوئی صبح کو نور الدہر نے فرمایا ای شبرنگ آتش خوار جا ای فیروز جادو جلد لشکر تیار کرو بیرون قلعہ چلو مین براے فتح طلسم جاؤنگا شبرنگ نے کہا جلد لوح ملاحظہ کیجیے سمت مرحلہ جات تشریف لیجائیے ہم لشکر لے کر آتے ہین اُسی وقت لشکر تیار ہوا بیرون قلعہ آئے نور الدہر نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح مین نکلا ای فاتح طلسم دادی سیاح این عجائبات جب پروردگار اپنا فضل شریک حال کرے لوح طلسمی حاصل ہو کسی قدر تسکین دل ہو اسم حاشیۂ لوح پڑھنا ایک طائر خوشرنگ بلند پرواز آسمان سے آئیگا اُس سے کہنا ای احمر جنی مژدہ ہو کہ مین نے لوح طلسم پائی جا کر مرحلے فتح کرونگا تجکو قید سحر ساحران طلسم سے نجات دونگا وہ تمکو سوار کر کے لیجائیگا گوہر مراد ہاتھ آئیگا شبرنگ وغیرہ نے دیکھا شاہزادے نے زیر نخل جا کر ایک اسم پڑھا طائر پیدا ہوا قریب شاہزادے کے آیا پہلے وہ طائر آمادۂ حرب و پیکار تھا جب احمر جنی نام لیا مژدہ رہائی دیا طائر رام ہوا شاہزادے کو خوشی خوشی اپنی پشت پر سوار کیا اُڑتا ہوا آسمان پر جا کر غائب ہوا عقب مین فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار فوج ساحران لے کر روانہ ہوئے اُنکو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گلِ گلدستہ صاحبقران نقد روح و روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

لا جلد شراب ناب ساقی
تھوڑی سی بات کو نہ دے طول

دے جام مجھے شتاب ساقی
ای ساقی نوجوان کرم کر

ہو جاؤن شگفتہ دل کے پھول
مستی مری کم کے تانہ دم کر

اے فلک نہیں کے پانون دھرنا
یہ وہ نہین جس سے تو ہی آگاہ
اب نشہ بھی رہ گیا ہی کم کم
کرتا ہی یہ غم ہلاک مجھکو
اے پیر مغان کا دم سلامت
دیکھ آے ہم آفتاب اپنا

لکھا ہوا پھر بیان نہ کرنا
یکدن تو بہ تجھے سنبھال لینا
پی لون مین شراب لے تو دم
اس سمت تو مین ہون بیخود و خواب
دکھلا دے چاند سی وہ صورت

ہشیار کہ ہی یہ اور ہی راہ
آفت ہر کو دیکھ بھال لینا
ہی بنت عنب کی تاک مجھکو
وان دختر رز کمال بیتاب
لو ہو گیا دل کباب اپنا

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان ذی ہوش کرتے ہین شعر

واقفان کہ در سخن فرد اند، شرح این داستان چنین کردند۔ سابق مین ذکر کیا ہی شاہزادہ ایرج نوجوان بصد شوکت و شان مع شوخ چشم جادو و افلاک کوہی سمت طلسم جمشید روانہ ہوے اب قریب در بند آہن تاب آکر پہونچے ظلمات آہن تاب پہلوان بے مثل و نایاب طرف سے جمشید جادو کے یہان کا حاکم ہی مگر ساحر نہین ہی بہادر زبردست بادہ جرأت سے مست اسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ایرج نوجوان نبیرہ صاحبقران مع فوج کوہیان سمت طلسم جمشید جادو جاتا ہی ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب کرگدن مست پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج کو ہمراہ لیا بیرون قلعہ آکر اُترا ابھی پہر دن باقی تھا کہ ایرج نوجوان مع افلاک کوہی سامنے آکر فرد کش ہوے ایرج کو شاپور شیر دل نے خبر دی کہ ظلمات آہن تاب اپنے زمانے کا رستم آپکے روکنے کو آیا ہی مگر طعن کرتا ہی کہ نبیرہ حمزہ ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی ایرج نے اُسی وقت ملکہ شوخ چشم سے کہا تم اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لیکر الگ جا ٹھہرو ہماری لڑائی مین دخل نہ دینا شوخ چشم پریشان اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لیکر ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر اُتری مگر جبکہ آفتاب عالمتاب بخوف شہنشاہ گردون رکاب یعنی مہتاب قلعہ غرب مین جاکر محصور ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا ظلمات آہن تاب کو خبر ملی کہ نبیرہ حمزہ کو حفظ جرأت کا بڑا خیال ہی شوخ چشم جادو کو اپنے سے الگ کر دیا نشہ مین شراب کے حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑے ہرکارون نے یہ خبر شاہزادہ ایرج نوجوان کو پہونچائی کہ ظلمات آہن تاب نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو قصد ہی کہ ضرور سے مقابلہ کرے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی

بجے یہان نقارۂ رزمی بجا نظم	بزد طبل را آنچنان طبل زن	کر ورید مت رہیبت کفن ٭
دہل زن دہل زن کہ تحسین او	ہمین دین او دین او دین او	اس جنگ کا مختصر تحریر کرنا منظور

ہے بلا وجہ طول دینا ایا فت کا قصور ہے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نور کا تڑکا ہوا ظلمت دور ہوئی سیاہی شب کی کافور ہوئی ایرج عالی نقدار بعد نماز سحر بعد کر و فر لشکر کرہ بن اشقر پر سوار ہو کر بصد صولت و شوکت وارد میدان کارزار ہوے اُدھر سے ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب مع لشکر ہزیمت اثر آکر میدان جنگ مین پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین نقیبان بلند آواز کو حکم ہوا نقیبون کا دہ فرقہ ہی اگر اشعار عبرت آمیز سنائین نامرد بزدلون کو لڑوا دین ہزارون کو کٹوا دین خرامان بیچ میدان مین آکر نقیب خوش آواز ٹھہرے بہرون کے سرون مین اول چند الفاظ کہے کہ مردان عالم وقت جانبازی ہی پانون پیچھے نہ ہٹانا دشمن سے لڑ بھڑ کر مر جانا بزرگون کا نام روشن کرو نشۂ بادۂ شجاعت سے جھوم جھوم کے لڑو پھر یہ اشعار پڑھے نظم

حیات ابد ہی جو اسدم مرو	تو بہتر یہی ہی کہ جان کام آے	عجب وقت یہ ہی جو ہمت کرو
جو باقی رہے پھر تو غازی ہو تم	سزاوار گردن فرازی ہو تم	پس مرگ تربت مین آرام آے
نعیم جنان ہی تمھارے لیے	سعادت ہی جو جانفشانی کرے	یہ ملک جہان ہی تمھارے لیے
		یہان اور وہان کامرانی کرے

دنیا ناپائدار ہے زندگی کا کیا اعتبار ہے آنکھون کو کھول کر دیکھو چشم بصیرت حقیقت وا کرو جمشید جم کیا ہوا دارا ایسا بادشاہ سکندر کے دم مین فنا ہوا نظم

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا	مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
عبرت سرا مقام ہی یہ جاے غور ہی	ضحاک کا عروج نہ خسرو کا دور ہی
بیاہ لیجاؤ عروس موت کو	دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

اشعار عبرت آمیز سنکر شیران دشت نبرد جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے آنکھون کے آگے موت کا نقشہ پھر گیا لطف زندگی نظر سے گر گیا ہر ایک کا قصد ہی لڑین بھڑین جان دین نقیبون کا میدان کارزار سے ہٹنا اول ظلمات آہن تاب بصد قہر و عتاب گینڈے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا گھڑی بھر کاٹل نیزہ ہلایا گینڈے کو دوڑایا جب خوب

عرق عرق ہوا دونون سپرون سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈے
کو روکا نیزے کو گاڑ دیا لشکر اسلام کو تیز تیز بہ نظر ستیز دیکھا ہر بہادر سازِ مینغ میل ابو زدہ غرق
دریاے آہن بیت چنان مرد خود را در آہن گرفت * کہ مژگان او شکل سوزن گرفت *
پکار کر آواز دی جسکو تمناے مرگ ہو وہ میرے سامنے آے ایرج نوجوان نے مرکب
پیرا افلاک کوہی سے فرمایا ای برادر اجازت میدان دو افلاک کوہی تخت سے کود پڑا
عرض کی ای شہریار آرزو ہو کہ اس دیو خصال سے غلام مقابلہ کرے یہ ظلمات سیہ بخت
بڑا صاحب طاقت ہو شیران دشت کے دلون مین اسکی ہیبت ہو فرمایا کہ ای خیر خواہ مصرع
دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است * مجکو دیر ہونا نہایت ناگوار ہی یقین ہو کہ نور الدہر
طلسم مین ہونچگیا ہو مین چاہتا تھا کہ طلسم جھٹ پٹ فتح کر دون ہشیم کی آنکھ جھپکاؤن افلاک
نے ..... جھکا لیا کہا حضور رخدا کے سپرد کیا ایرج دوبارہ دامن گردان کر کرۂ بن اشقر پر سوار
ہوے مرکب لاجواب سحار جرأت مین انتخاب مثل باد صرصر تیز تر کلائیان اتا ہوا
دم سے جنور کرتا ہوا جاتا ہی

نظم

زیر ران ہی توسن تیز تر رخش فلک سیر شہسوار — ہی وہ محبوب سبھی جسے کہیے نہایت اجل
شکل کیا اسکی بتاؤن کیسے شوخی سے — جائز ہے بیچ تصور کے نہین پڑتی کل
اسکی سر تا پا کا مین حسن کہون کیا جسکے — زلف معشوق کا دیکھے سے نکلجاے بل
بند بند تو گام سے باہر ہی کچھ اسکی رفتار — ہی چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چل بل
لمہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جائے — پڑ سکے پیچھے نہ اسکے کوئی جز اسکے کفل
جست و خیز اسکی بیان کیجے اگر پیش حکیم — اعتقادات حکیمانہ مین آجاے خلل
قاش سے زین کے ذرہ جو اچکے جاکے عنان — مارے مجنون روے زمین پشت فلک کو وہ کھند اول
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ — نسبت اسکے فرس ایسا کہ جسے کہیے اجل
توسن وہم کو دوڑا اسیے ساتھ اسکے تو بھی — باز گشت اسکی تمام اسکی ہو گام اول

ظلمات آہن تاب نے گرد سپر کا ہاتھ مین لیا بڑھ کر رکاور زنان ہوا پانچ قدم گینڈا ظلمات
کا اور تین قدم گھوڑا شاہزادے کا پیچھے ہٹا ظلمات آہن تاب نے تو عب د

وہ جو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہو کر کہا اے شیر صولت اگر آپ میری اطاعت قبول کرین
تو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دون ایرج نے جواب دیا اے ظلمات اگر سامری و جمشید پر لعنت کرو اور
مسلمان ہو تو تجکو زینت بارگاہ قرار دون ظلمات نے غصہ مین نیزہ اٹھایا تاک کر سینۂ بے کینہ کو
وار کیا ایرج نے سنان نیزہ کو سنان پر گانٹھا آپسمین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل آپسمین
نیزہ بازی ہوئی تین سو ساٹھ فن نیزہ بازی کے آپسمین صرف ہوے چوریان اور گھاتین
ہو رہی ہین ایرج نوجوان نے آخر نیزہ ظلمات کا گانٹھا تھپیڑا مارا صاف ہاتھ سے
ظلمات کے نیزہ نکلگیا ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا شعلۂ غضب بھڑکا غصہ مین
قبضہ پر تیغہ کے ہاتھ ڈالا دو سو من کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا کہ اژدہا غار سے
نکلا غرور و ہر خیر دا ہنکرا ایرج پر جا پڑا اور وہتی تیغہ لگایا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ
کیا مگر نگاہ تلوار کی باڑھ پر ہی جب تیغہ قریب سر آیا ایرج نے پنجۂ خورشید نما کو بڑھا کر جھپکی ماری
تیغہ بیٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشاکش کے زور ہونے لگے مرکب و کرگدن تاب نہ لا سکے
بیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے پہلوانون نے آواز دی اے شیر و یہ بیزبان ہلاک
ہو جائین گے اتر کر مقابلہ کرو ایرج و ظلمات کود کے خم مار کر کشتی مین مصروف ہوے
دونون سر ٹکرانے لگے پیچ توڑ جوڑ بند صرف ہو رہے تھے مگر ظلمات زور بازو سے شاہزادے
کے ونگ زندگی سے تنگ دوپہر کامل ایک طور پر کشتی ہوئی ایرج نوجوان تعلیم کردہ مہتر مہتران
فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق فن کشتی کا مشاق صاحب مذاق ایک مقام پر پکڑ لایا
دونون مونڈھے تھام کر ٹکہ مارا گھٹنے ظلمات کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرے
حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر زنجیر پر ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا لیلیے ہی
زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین تا سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا قصد ہوا زمین پر
مارون اہالیان فوج ظلمات نے دیکھا کہ بڑا اندھیر ہوا اب ہمارے آقا کو گرفتار کر لیگا
تلوارین پکڑ کر جا پڑے شاہزادے کو سنبھلنا دشوار کر دیا چہار طرف سے نیزے اور تلوارین
پڑنے لگین ایرج نے کئی زخم کھائے ظلمات ہاتھ سے چھوٹا ہاتھون ہاتھ سردارون نے
بچایا ظلمات گینڈے پر سوار ہوا ایرج نوجوان نے منگا نہ دریاے خون مین غوطہ مارا

نعرہ کیا شعر ملک ایرج آن آفتاب منیر ۔ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ۔ تیغۂ دودمۂ سکندری
کھینچکر لڑنے لگا ادھر سے افلاک کوہی فوج کو لیکر پہونچا ایرج نوجوان نے چن چن کے
سر اُتار مارے اب ظلمات آہن تاب کے پانوں اُکھڑ چلے ہیں اہل اسلام لڑتے ہوئے
پڑاؤ تک آگئے خیمے خزانے لٹنے لگے ملکہ شوخ چشم جادو بحکم ایرج نوجوان اُتری ہی
سر کوہ سے دیکھ رہی ہی کئی مرتبہ شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ تو کہدے ایک چشم زدن میں آکر
لڑائی کو فتح کرے ایک سحر میں سب کو بیہوش کردے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا خبردار
سحر تو کرنا کیسا اگر تم قریب آؤ گی تو اپنے کو ہلاک کروں گا مردانِ عالم کا یہ دستور نہیں ہی کہ غیر ساحر
سے ساحر کو حکم جنگ دیں مرد کو عاجز کریں شوخ چشم جرأت ایرج کی تعریفیں کر رہی ہی
قضا سے کار طلسم مبتیہ میں جہاں ہنگامہ برپا ہی جمشید نے کل دربندوں پر ساحران زبردست
روانہ کیے ہیں ایک ساحر موسوم بہ بدست جادو اُڑتا ہوا آسمان پر چلا آتا ہی دربند آہن تاب
پر جو ہنگامہ دیکھا آسمان سے اُتر آیا ظلمات کے قریب پہونچا پوچھا ای پہلوان یہ کیسا
معرکہ ہی ظلمات نے دانت نکال کر کہا نبیرۂ حمزہ نے جی چھڑا دیے ہیں سارا پڑاؤ لٹ
رہا ہی ای برادر بدست جادو یہ مسلمان جانے نہ پائیں بس یہ کہنا تھا کہ بدست جادو ماش
کے دانے ہاتھ میں لے کر پڑھا سحر کر کے ماش کے دانے پھینکے لشکر ایرج میں ایک قیامت
برپا ہوگئی ہر ایک زمین پر گرا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا گھوڑوں نے بدلگامیاں کر کے سوار کو
گرا دیا ایرج کا بھی گھوڑا ایک مقام پر تھم گیا ہر چند ایڑ کرتے ہیں نہیں بڑھتا بدست نے
اشارہ کیا ای ظلمات فوج کو حکم دے کہ یہ سب بیکار ہیں انکو مار لیں مگر شوخ چشم نے
جو سر کوہ سے یہ معرکہ دیکھا حیران ہوئی کہ یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی طاؤس کو اڑا کر آگے بڑھی
دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام سحر کرتا پھرتا ہی بے بسی میں ملازمانِ ایرج قتل ہو رہے ہیں افلاک
کوہی کا گینڈا ایک مقام پر ٹھہر گیا ہی رفقا اُسکے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہیں نعرہ کر کے
آگے بڑھی آواز دی کہ ای شہریار آپ نے وہ ساکن کیا تھا قریب لشکر نہ آنے دیا تھا مگر یہ ملعون
بھروسے پر ساحر کے اڑ رہا ہی سکار تھا کیا ای شوخ چشم نے پہلے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پاؤں
قابو میں آئے پھر بڑھکر افلاک کو بچایا بدست پر سحر کرنے لگی گرا سوجھ سے ناچار ہو کر زرا

غفلت کی بدمست فوج ایرج پر سحر کرتا ہے یہ لوگ بیکار ہوتے ہین ظلمات کی فوج
والے قتل کر ڈالتے ہین تو شوخ چشم کو ہر غول مین جلنا پڑتا ہے ایک ایک کو بچاتی پھرتی ہے
اور بدمست جادو نہایت ساحر زبردست ہے ایک مقام پر سحر کیا زمین سے دھوان نکلا اُس
دھوین سے کنیزان شوخ چشم و سرداران ایرج و افلاک نابینا ہوگئے جا بجا
لڑتے پھرتے تھے منہ کے بل زمین پر گرتے تھے شوخ چشم نے ہر چند سحر پڑھا مگر یہ دھوان
دفع نہو سکا اُسکی بھی آنکھون مین دھوان لگا زخمی ہو چکی تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر مین
بدمست کے مسحور ہو گئی اب تو بدمست نے اور ظلمات آہن تاپ نے بیرحمی سے اہل اسلام
کو قتل کرنا شروع کیا شاہزادہ ایرج نوجوان و شاپور شیر دل سحر سے بدمست جادو کے
مضمحل ساتھ والے سب موت مر رہے ہین یہ حال دیکھکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات
بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز و معبود کارساز اس مشکل کو تو آسان کر بندون کو اپنے
بچالے آفت سماوی سے نجات دے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سابق مین تحریر کیا ہے
کہ کوکب روشن ضمیر نے ابریق آسمان سیر اپنے وزیر خوش تدبیر کو طرف طلسم جمشید کے
یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ جس طرح بن پڑے جمشید سے لڑکر شاہزادۂ ایرج نوجوان کو نوح
دلوا دینا شامل جان نثاروں کے ساتھ رہنا ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر تلاش کرتا ہوا اسوقت آکر پہونچا ایرج نوجوان کو عجب حال پر ملال مین
دیکھا زخمدار بیقرار مرکب کے پاؤن زمین نے تھام لیے ہین ہر چند وہ شیر قصد کرتا ہے مرکب
اپنے مقام سے نہین ہلتا ابریق آسمان سیر کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دہن سے
نعرہ کیا منم ابریق آسمان سیر شیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اے ملعون بدمست جادو
مین نے پہچانا تجکو بھی یہ لیاقت ہم پہونچی کہ فرزندان صاحبقران کے ساتھ اس طور سے پیش
آتا ہے اس تیغ زن صف شکن کو شعبدہ سحر دکھاتا ہے یہ کہکر ابریق آسمان سیر نے دستک
دی ایک برق چمک کر سامنے سے ایرج نوجوان کے نکل گئی بدمست جادو کے سحر کا نشہ
شاہزادہ ایرج نوجوان کے سر سے اُتر گیا جام بادۂ جرأت سے مست ہوا لڑائی مین مصروف
ہوا اب شاہزادے کو نہ کچھ دبدبہ کا خوف ہوا ابریق آسمان سیر نے چشم زدن مین کل

اہالیان لشکر ایرج پر سے سحر دفع کیا ملکہ شوخ چشم مثل شعلہ جوالہ اٹھی آتش غیظ وغضب
سے طاقی جم کر سحر کرنے لگی لشکر ظلمات آہن تاب جو تباہ وخراب ہونے لگا شاہزادہ
ایرج نوجوان نے ہاتھ ملکہ شوخ چشم کا تھام لیا کہا ای ملکہ تو سحر نہ کرو بدمست جادو سے
لڑو ملکہ شوخ چشم نے شاہزادے کی بلائین لین ترقی جاہ وجلال کی دعائین دین کہ ای
شہریار والا تبار دشمن کا بھی اسقدر خیال کافرون کے قتل ہونے کا ملال ہر یکیتی ہوئی لڑتی ہوئی
طرف ظلمات آہن تاب کے چلی ابریق آسمان سیر بدمست جادو پر جا پڑا اللہ کا رااو
بدمست شراب نخوت واو پیر مغان میکدہ ذلت غیر ساحرون پر کہان جاتا ہی ہمسے ہین آنکھ ملاتا
ہی بدمست جادو جھومتا ہوا بڑھا گوے نارنج وترنج ابریق پر مارنے لگا جو سحر بدمست جادو
نے کیا ابریق آسمان سیر نے دفع کردیا بدمست نے گھبرا کر تیغہ سحر مارا ابریق آسمان سیر نے
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا سر بدمست جادو کا چنبر گردن سے اڑگیا
لاشہ دھڑسے زمین پر گرا مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر استخوان سے شعلہ نکلنے لگا میدان
تاریک ہوا بعد سنگباری وبرف باری آواز آئی گشتی مرا نام من بدمست جادو بود
شاہزادہ ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب ظلمات آہن تاب پہونچا ظلمات
نے تیغہ مارا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین کر پھینک دی کمر
زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارین ظلمات آہن تاب کا اب
دیدہ دل روشن ہوا آواز دی ای شہریار الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان عرض کی تابندہ
ایم بندہ ایم ایرج نوجوان نے ہاتھ سے رکھدیا ظلمات آہن تاب کلمہ پڑھکر بصدق دل
مسلمان ہوا آواز دی کوئی ہاتھ نہ اٹھائے ہمنے شاہزادے کی اطاعت قبول کی سعادت
دارین حصول کی سب بہادرون نے تلوارین نیام مین کین ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر
شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر قریب شاہزادے کے آیا جھک کے سلام کیا رکاب کو بوسہ دیا
شاہزادہ عالیشان ایرج نوجوان نے سر سینہ سے لگایا فتح کے نقارے بجاتے ہوئے
داخل قلعہ آہن تاب ہوے اہالیان شہر واسطے تماشے کے آئے گلی کوچہ تماشہ بینون سے
معمور ہوا ہر رئیس وامیر کے قلب کو سرور ہوا آگے آگے ایرج نوجوان ایک سمت ابریق

ایک سمت افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم و ظلمات آہن تاب چوب و چقماق ہاتھ میں مست ایرج نوجوان بات بات میں اہتمام سواری کرتا ہوا دونوں ہاتھوں سے زر سرخ و سفید لٹاتا ہوا تماشا شہر کا دکھاتا ہوا لیے جاتا ہے اہالیان شہر جمال ہمشال ایرج نوجوان دیکھکر کہتے تھے پروردگار اس آفتاب جرأت کو سلامت باکرامت رکھنا کہ اسکے تصدق سے راہ ضلالت سے نکلے چشمۂ ہدایت پر پہونچے اس دھوم سے آکر دربار میں پہونچے ظلمات جادو نے عرض کی شہریار بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ایرج نوجوان نے فرمایا کہ اے ظلمات آہن تاب تخت و تاج کی خواہش نہیں ہے رواج دین اسلام کی کوشش ہے بسم اللہ تمہارا تخت و تاج تمکو مبارک رہے ظلمات آہن تاب تخت پر ایرج نوجوان دنگل زرین پر ایک جانب افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم ایک جانب ابریق آسمان سیر سب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے محفل عیش و نشاط گرم ہوئی اسوقت ابریق نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کوکب نے غلام کو اسواسطے بھیجا ہے کہ حضور کے شریک ہوکر جمشید سے لوح لوں طلسم حضور کے دست حق پرست سے فتح کراؤں اور از روے خبر معلوم ہوا تھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا بھی داخلہ ہوچکا نہیں معلوم لوح پائی یا نہیں میں فوراً حضور لوح کی تدبیر کرونگا ایرج نوجوان نے خوش ہوکر لشکر کی تیاری کا حکم دیا مع ابریق آسمان سیر و ملکہ شوخ چشم و افلاک کوہی و ظلمات آہن تاب مع تین لاکھ فوج کے نوبت و نقارے بجاتے ہوئے اس جاہ و حشم سے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرد بے ایمان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کے تحریر ہوتے ہیں ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا اب بصد کروفر
ز پلا ساغر آفتاب
لگا دے مرے منہ سے تو خم کے خم
مجھے فتح کرنا ہے ملک طلسم

وہ مے جس میں ہو رنگ خون جگر
سبو و خم و شیشہ ہائے ظفر
کہ سب نشۂ سحر ہو جس سے گم
پڑے فوج مضمون سے وہ حشر بپا

نہ کر دیر لا برق دم اب شتاب
مری فوج مضمون کو تقسیم کر
جیوں کیوں نہ ساقی محشر کا اسم
کہ ہو غرق مردان خرق ستہ تاب

چقاچاق خنجر سے ہو تھرتھری
کہ قبضہ ہو آب تا فنسے تا بہ قاف
دکھاؤن سر معرکہ رستمی
امنگ اور ہو دے وہ وقت جنگ
وہ بیشک ہی شیر نیستان حرب
وہ ہی گوہر بحر صاحبقران
وہ لکھ چہرہ داستان ای قمر

بلے قصر جمشیدی و سامری
چھکا جلد ہون ایسے خنجر بکف
تلاطم ہو لشکر مین اور برہمی
ہی آج اس بہادر سے جنگ مجدل
ہلاتی ہی دل کوہ کا جسکی ضرب
ٹپکتی ہی جرأت ہر اک بات مین
کہ حاسد کا منہ فق ہو مثل سحر

نظم بلا سائی خوش غلاف
کرون صاف اکدم مین دشمن کی صف
تامل نہ کر ساقی شوخ و شنگ
شجاعت مین جو فرد اور بے بدل
وہ شہزادہ ابن بدیع الزمان
زمین چو رنگ دو اسکے اک ہاتھ مین
استناوران دریاے بیکنار

جرأت و ہمت و غواصان بحر زخار صولت و جلالت زورق کلک کو بحر بلاخیز جنگ طلسم مین

یون روان کرتے ہین نظم
دار دو زبان حکایتے کن
از وین سخنوران ستونی
معجز کند این قلم چو بنیاد
از قادر دہر زا و توام

ای خامۂ سحر سنج بہرام
ز اسرار کہن شکایتے کن
گوئی کہ قلم عصائے موسی است
ز انگشت رسول آیدم یاد
این خامہ کہ ہست دریا ہی

در راہ سخنوری بنہ گام
ای خامہ نہ عاجزو زبونی
کز دی ہمہ معجزات پیداست
این خامہ بقد نخل مریم
در بحر معانی است ماہی

یہان تک اس داستان گلستان کو تحریر کیا تھا کہ شاہباز اوج ہمت و صولت و شوکت و شان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بحکم لوح پشت احمر جنی پر سوار ہو کر چلے ہین کہ احمر جنی کو اہالیان طلسم نے بشکل طائر بنایا نور الدہر نے اسکو مژدہ دیا کہ مین تجکو بشکل انسان بناؤنگا اس مژدۂ روح افزا کو سنکے شاہزادے کو لیے ہوئے ایک صحراے پر بہار مین لاکر اتارا عرض کی غلام یہان سے آگے نہین بڑھ سکتا مگر وقتاً فوقتاً براے خدمتگزاری حاضر ہونگا مگر براے خدا قدم قدم پر لوح کو ملاحظہ فرمائیے گا ورنہ کسی بلا مین پھنس جائیے گا یہ کہکر رخصت ہوا شاہزادہ صحراے پر بہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب چل نکلا خیال مین ہی جب کوئی ساحر سامنے آئیگا تو لوح کو ملاحظہ کیا جائیگا قطع راہ کر کے سامنے ایک باغ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہی خیال مین آیا کہ اس باغ مین چل کر چند ساعت ٹھہرئے ابھی باغ مین نہ پہونچنے پائے تھے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ایک

نازنین حور رخسار نکلی مگر پریشان حال کپڑے میلے چہرہ اُداس چہار طرف دیکھتی ہوئی کنیز نگاہ
اُسکی شاہزادہ نور الدہر پر پڑی قریب آئی جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور نے
مجھے پہچانا نور الدہر نے کہا اتنا تو البتہ ثابت ہوتا ہی کہ کبھی کسی مقام پر دیکھا ہی عرض کی گلشن
میرا نام ہی ملکہ شگوفہ کی کنیز ہون نام شگوفہ کا سنکے شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہو گیا فرمایا وہ
گل باغ خوبی کہان ہی عرض کی ای شہریار صانع باغ عالم نے اپنا فضل شریک کیا لڑائی مین
جمشید جادو ملکہ مخمور و سہیل اختر شناس و ملکہ شگوفہ کو گرفتار کر کے لیگیا تھا ملازمان سہیل
نے بڑی جانبازی کی مخفی قید خانہ مین پہونچے ملکہ شگوفہ و مخمور و سہیل کو رہا کیا وہان سے یہ
تینون صاحب نکلے بخوف جمشید شب کو اس باغ مین آکر ٹھہرے مین قید خانہ مین یہ خبر سنی تھی
کہ دربند دخانیہ پر لوح آپ کو حاصل ہوئی ملکہ شگوفہ تو اس طلسم کی رازدار ہین اس باغ
مین آکر اسواسطے ٹھہری ہین کہ اس رستہ سے طلسم کشا کا گذر ہوگا اسوقت مجھسے فرمایا کہ بیرون
باغ جاکر دیکھ شکر کہ پروردگار نے آپ کو یہان پہونچایا مدعائے دلی بر آیا میں جاکر ملکہ سے
اطلاع کرون شاہزادہ حال مخمور و شگوفہ و سہیل سنکے باغ باغ ہوا غم سے دل کو فراغ
ہوا وہ کنیز بھاگی ادھر سے نور الدہر بڑھے اندر باغ کے نہ پہونچنے پائے تھے کہ اندر سے
باغ کے آگے ملکہ مخمور سرخ چشم ایک جانب ملکہ شگوفہ ایک جانب سہیل اختر شناس
مخمور شاہزادے کو دیکھکر مسکرائین شگوفہ نے حجاب سے سر جھکایا سہیل برائے تسلیم خم
ہوا بڑھ کر عرض کی اب تیرا اقبال غلام کا چمکا جمال آفتاب مثال حضور کا دیکھا مخمور نے بڑھکر
ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا چٹکی سے کہ طرف شگوفہ کے اشارہ کیا دیکھیے آپکی چاہنے والی
موجود ہین قید خانہ مین آپ کا نام لے کے روتی تھین اور ہمین تو اپنی قید کا فقط ملال تھا آپکا
کب خیال تھا اب نور الدہر کو ایک حجاب ہی کہ شگوفہ سر جھکائے ہوئے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوے چپکی چلی آتی ہی سہیل باتین کرتا ہوا کہ ای شہریار لوح طلسم کہان سے پائی
سنا تھا کہ حضور نے مصاحب افراسیاب کو مار کر دربند دخانیہ پر لوح حاصل ہوئی ہمکو تو ہمارے
ملازمون نے چھوڑایا شاہزادے نے لوح دکھلائی کہ گلے مین پڑی ہوئی ہی سہیل نے کہا
حضور اس سے بہت ہوشیار رہیے گا ملازمان جمشید اسکی فکر مین لگے ہین یہ باتین کرتے جو

اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ پر بہار جوانان چمن اکڑ رہے ہیں تمام نخل بار اثمار سے سر بسجود چمن ہائے طولانی گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جاری جاروب کشی میں مصروف باد بہاری نظم

دکھا رہی ہے یہ وحدت میں کثرت آج بہار ۔ ریاض دہر میں ایک ایک گل بنا گلزار
ہزار نخل گل اُس سے چمن میں پیدا ہوں ۔ گرے زمیں پہ اگر تخم اشکِ بلبلِ زار
ہوا کے فیض سے بجائے وہ قدم کا درخت ۔ اُگے نشانِ قدم سے اگر کسی کے غبار
ہر ایک شاخ پہ افشان ہے دہ پھلجھڑی کی طرح ۔ ریاض دہر میں گل ریز ہے نسیم بہار
گرا ہے یہ ورش لطف ذرہ ہے نظرہ ۔ کہ آفتاب ہے پستان کرن ہے دودھ کی دھار
بنا ہر ایک دُرِ گوش بیضۂ سنبل ۔ وہ کون ہے جو نہیں عاشقِ گلِ رخسار
ہوا میں فائدہ جب کہ ضرر رہا ان روزوں ۔ چراغِ گل ہو نہیں گل جو ہو چراغ شراب
ہے ایسی فرط رطوبت کہ کہتے ہیں مزدور ۔ ہم آپ آئنہ لے کر اُٹھائیں گے دیوار

شاہزادہ ساتھ دونوں معشوقان پری چہرہ کے سہیل عقب میں خرامان خرامان سیر کرتے ہوئے مگر شاہزادہ محجوب دو محبوب ساتھ ہیں بارہ دری میں آکر ٹھہرے ملکہ مخمور نے سہیل سے فرمایا بھیا تم یہان کے واقف کار ہو کچھ سامان عیش و عشرت بھی ہے سہیل نے کہا سب کچھ حاضر ہے یہ باغ تو غلام نے بنوایا جب میں حضور کو لیکر یہان آیا یہ کہکے سہیل نے ایک کرہ کھلوایا اور چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر سامنے ملکہ مخمور کے رکھیں مگر ملکہ مخمور کی چھیڑ چھاڑ ساتھ شہزادے کے چلی جاتی ہے کبھی آنکھ سے طرف شگوفہ کے اشارہ کیا کبھی کہا اے ملکہ شگوفہ صاحب قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو شراب پلاؤ نورالدہر مسکرا کر سر جھکا لیتے ہیں مخمور کی بات کا جواب نہیں دیتے ہیں مگر غنچہ خاطر شگفتہ دل باغ باغ سامنے باغ بہشت آئین پہلو میں دو ماہ جبین آفتاب اقبال اوج پہ مخمور کے پنجۂ نگارین میں جام شراب روح پرور اب بالکل شاہزادے کو اسوقت خیال نہیں ہے کہ میں واسطے طلسم کشائی آیا ہوں لوح ملاحظہ کرون ملکہ مخمور نے طعن و تشنیع کرکے جام بھر سامنے شاہزادہ نورالدہر کے ہاتھ بڑھایا ناز و ادا سے اور مسکرا کے کہا اے شہریار

بیت بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۔ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ۔ شاہزادے
نے جوش محبت مخمور مین چاہا کہ ہاتھ بڑھاوٗن مخمور کے ہاتھ سے جام شراب پیون کہ آسمان پر ہنگامہ
ہوا شعلے بھڑکے ایک جادوگر کریہ منظر کو دیکھا وہی طائر خوش رنگ کلان جسپر نورالدہر سوار ہوکر
آئے تھے لیے احمر جنی پر وہ ساحر احمر جنی کو تازیانے مارتا ہوا چلا آتا ہی اور احمر جنی غل مچاتا
ہی کہ ای شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان خبردار خبردار جام نہ پیجیگا یہ ملکہ مخمور سرخ چشم
نہین ہی مرجان جادو اسکا نام ہی اگر جام پی لیا تو اپنے کو گرفتار کرایا بارے دست کو ملاحظہ کیجیے
احمر جنی تو ضرب تازیانہ سے زمین پر گرا ماران جادو بھی بڑھکر بالا آیا نعرے کرتا ہوا کہ او احمر
تو نے طلسم کشا کو بچایا اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا احمر ساشت سے بھاگا ہوا طرف بارہ دری کے
آتا ہی عقب مین ماران جادو و نورالدہر نے یہ معرکہ دیکھکر لوح پر نگاہ ڈالی اسمین لکھا کہ ای
فتاح طلسم احمر جنی خیرخواہ ہی یہ مخمور نہین مرجان روسیاہ ہی یہ جام جو اسکے ہاتھ سے لیا ہی اسی
پر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو نورالدہر نے فوراً وہ جام مخمور پر پھینک مارا اسنے
چاہا بھاگ کر بچون لیکن اجل سر پر کہان بھاگے کیونکہ بچے قطرۂ شراب جو سر پر پڑا آہ کرکے جلنے لگی
نورالدہر نے نعرہ کیا تلوار کھینچی سہیل اور شگوفہ جنکو سمجھے تھے دونون ساحران غدار بلاے
روزگار سیاہ رو تیرہ درون نے بڑھ کر نورالدہر پر گولے مارے نورالدہر نے لوح کو سامنے
کیا سحر باطل ہوا تیغ خاراشگاف سلیمانی سے دونون بچیا کن کو واصل جہنم کیا احمر جنی پشت
پر آکر شاہزادے کے کھڑا ہوا ماران جادو بل کرتا ہوا قریب آیا چاہا احمر کو پکڑے نورالدہر
نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر ماران سیہ رو کا چنبر گردن سے اڑ گیا زمین پر گرا اب
مرجان جادو و ماران جادو سیہ رو وغیرہ کے مرنے سے روز روشن تیرہ و تاریک ہو گیا ہنگامہ
گیر و دار بلند ہوا آواز آئی کہ ہستی ہمارا نام من مرجان جادو و ماران سیہ رو بود افسوس مردیم و جان
دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے اندھیرا سب دور ہوا شاہزادے نے دیکھا لاشے
ان جادوگرون کے پڑے تڑپ رہے ہین جو تصور کر گئے تھے جل گئے جو اصلی تھے وہ باقی
رہ گئے احمر جنی نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار غضب کا دھوکا کھایا تھا جس وقت مجکو
ثابت ہوا کہ آپ باغ مین مرجان جادو کے ہو چکے اور آنکھے دام تزویر مین پھنسنے مین بیقرار ہوکر

اپنے مقام سے چلا کر شاہزادے کو جا کر آگاہ کرون راہ مین اس جیبا یاران سیہ رو نے گھیرا پرورد گا
نے بروقت حضور کو پہونچایا بموجب مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت اب آپ حضور طلسم کشائی
مین جلدی کرین مین نے سنا ہی کہ جمشید جادو فوج ہمراہ لیکر چل چکا ہی آپ کا لشکر کہان ہی شہزادے
نے کہا ہی احمر جنی فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی عقب مین
آتے مین مرحلۂ طلسم پر نہ آسکے اب مرحلہ شکست ہوا مرجان جادو مارا گیا یقین ہی کہ آیا ہی
نجا بہشت مین قریب ہو گئے احمر جنی نے عرض کی مین جا کر تلاش کرون ڈھونڈھ کے لاؤن
مین از قوم جن اپنی تیز روی پر مطمئن ہون نور الدہر نے کہا کچھ تمہارے جانے کی ضرورت
نہین ہی خدا میرا مالک ہی یہ حقیر راہ خوفناک طلسم کا سالک ہی ایسے ایسے معرکے بہت پیش
آئین گے کہان کہان ہم مددگارون کو بلائین گے پروردگار ساتھ ہی اُسکا دامن قدرت ہی
اور ہمارا ہاتھ ہی احمر جنی سے ابھی نور الدہر یہ باتین کر رہے تھے کہ بیرون باغ سے گرد اٹھی
دیوار باغ تو گر چکی ہی دور تک صحرا معلوم ہوتا ہی دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک
جادوگر سرخ پوش بصد جوش و خروش مرکب پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران نابکار سیاہ رو
بد خو باز و بط و ہزبر ہائے آتشین پر سوار نمودار ہوئے اُس ساحر سرخ پوش نے جو دور سے
لاشۂ مرجان جادو دیکھا اور طلسم کشا کو تنہا پایا وہین سے نعرہ کیا منم باقوت جادو برادر
مرجان جادو اے طلسم کشا غضب کیا مقام افسوس ہی مین نہ پہونچا تو نے ایسے ساحر
شعبدہ باز کو کیونکر مارا اب اُسکے معاوضۂ خون مین تجکو کیا چھوڑتا ہون یہ کہکر ساحرون سے
اشارہ کیا جلد طلسم کشا کو قتل کرو اِس ظالم کے خون سے ہاتھ بھر دو نور الدہر نے بھی تلوار کے
قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور نہنگانہ دریائے فوج ساحران مین غوطہ زن ہوئے ساحرون کے سحر
نور الدہر پر چلنے لگے نخل بدغ مثل شمع کافوری جلنے لگے مگر بسبب لوح طلسم کے شاہزادے
پر سحر تاثیر نہین کرتا نور الدہر نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے افسرون کو مارا ہنگامہ گرم
ہوا یاقوت جادو نے دیکھا طلسم کشا پر سحر تا فسون کام نہ کریگا ساحرون کو آواز دی
یارو یہ جوان صاحب لوح ہی سحر نہ کرو تیر و تلوار نیزہ سے مارو اب ساحرون نے
حربہ ہائے سحر موقوف کرکے سلاح ہائے جنگ سنبھالے شہزادہ شیرانہ رستمانہ اُن بھیا دان

لڑ رہا ہے مگر ہزاروں تلواریں چلتی ہیں طائران تیر پر کھول کھول کر اُس شہباز اوج جرات پر گر رہے
ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے مگر شاہزادے کو تردد نہ تھا کس کس سے لڑے اس بیقراری
میں دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے خالق بے نیاز رب کارساز وقت
بیکسی میں سوائے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہے نظم

اے مرہم ریش دلفگاران
از راہ کرم بر آر کارم
در وادی معصیت اسیرم
وز شرم سرے فگندہ در پیش
بردار ز مطرح بلا کم

وے چارہ کار خام کاران
سرگشتہ مکن مرا ازین بیش
مگذار کہ تشنہ لب بمیرم
چون آمدہ ام بہ عذر خواہی
مگذار میان خون و خاکم

مگذار چنین ذلیل و خوارم
بنمائے رہم بجانب خویش
خجلت زدہ ام ز کردہ خویش
نومید مکن مرا اسے

ابھی دعا شاہزادے کی تمام
نہ ہوئی تھی کہ صحرا سے گرد بلند ہوئی شبرنگ بن عمرو آگے آگے عقب میں شبرنگ آتش خوار
و فیروز جادو و فوج ساحران نامی ہے شبرنگ بن عمرو نے نعرہ کیا دیکھا گل گلزار صاحبقرانی
یکہ و تنہا مصروف جنگ ہے چہرہ و جسم خون سے گلنار ہے کنپٹی سے خون ٹپک رہا ہے جیسے کوئی ہولی
کھیلتا ہے شبرنگ نے فیروز وغیرہ کو آواز دی یارو شاہزادہ یکہ و تنہا لڑ رہا ہے یہ سنتے ہی
فیروز وغیرہ حربہائے سحر سنبھال کر آتے ہی شریک جنگ ہوئے ایک ہی حملہ میں صدہا چورنگ
ہوئے اب نورالدہر نے ایک سوار کو مار کر مرکب لیا اُسی پر سوار ہوئے شیرانہ مصروف کارزار
ہوئے شبرنگ آتش خوار نے زمین ہلا دی چہار جانب سے آگ لگا دی ہزاروں ناریوں کو
جلا دیا جنہوں نے دل میں غبار رکھا تھا اُنکو خاک میں ملا دیا شاہزادہ نورالدہر لڑتے ہوئے قریب
یاقوت جادو کے پہونچے اُسنے کئی گولے مارے نورالدہر نے لوح کو سامنے کر دیا وہ گولے
پھٹ کر اُسی کی فوج ضلالت موج پر گرے کئی سو ساحر ہلاک ہوئے یہ حال دیکھ کر کلیجہ یاقوت
جادو کا خون ہو گیا آخر قریب آ کر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا شاہزادے نے تیغہ خارا شگاف سلیمانی
پر لگا اُٹھا اُلجھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغہ برق مثال کو تڑپایا خبردار کہکے ہاتھ مارا اُسنے سامری
و جمشید کا نام لیکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار گھاٹ سے پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے
نئی بات ہے کہ عقب سحر کٹی یا تو تلوار سینہ سپر چکی تھی یا زیر تنگ زین پر تلوار نے بوسہ دیا یاقوت

کافر کا خون آسمان سے برسنے لگا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا آوازین مہیب آئین سنگباری
برف باری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من یاقوت جادو بود افسر جوہر گیا اہالیان فوج
شکست کھا کر کچھ بھاگے کچھ مارے گئے شاہزادہ فتح و ظفر پیشا فیروز وغیرہ نے آکے
شاہزادے کے قدمون کو بوسہ دیا مگر شاہزادہ زخمی ہوا اور شبرنگ بن عمرو نے حکم دیا جلد
بارگاہین استادہ ہون کہ زخم دوزی کیجاے یہان تو بارگاہین خیمے آراستہ ہو رہے ہین
اب وہ کلمۂ داستان جمشید کے ذکر کرنا ضرور ہین کہ جب ابریق آسمان سیر دربند آہن تاب
پر آکے شریک ایرج نوجوان ہوا تھا ایرج لشکر ظفر اثر کو درست کرکے طرف طلسم کے
چلے یہ خبر جمشید جادو کو پہونچی غصہ مین آکر تین لاکھ ساحران زبردست کو اپنے ساتھ لیکر آمل
لشکر ایرج پر آکے گرا یہ بھی بادشاہ طلسم ہی سواے طلسم کشا کے کوئی اسپر غالب نہین ہو سکتا
بس ابریق آسمان سیر خوب خوب لڑا بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا مگر جب جمشید جادو
سے مقابلہ پڑا دو گھڑی کامل سحر چلا آخر جمشید ابریق پر غالب آیا اور گرفتار کرکے زبان
مین سوزن دیا شوخ چشم کو ایک سحر مین پکڑ لیا غرض اسکے سحر سے ایرج وغیرہ سب
بیہوش ہوے سب کو جمشید جادو گرفتار کرکے طرف قلعۂ طلسمی کے لیکر چلا راہ مین اسکو
خبر ملی کہ مرحلۂ مرجان جادو فتح ہوا یاقوت جادو کے ساتھ کے ساحر بھی زخمدار بیقرار آکر
پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا تا بدربند مرجانیہ پہونچا مرجان جادو کا کام
تمام ہوا اب یقین ہے کہ طرف قلعۂ طلسم کے رجوع کرے بس یہ خبر وحشت اثر سنکے جمشید مثل
ابر کے گڑگڑایا اسباب سحر ہاتھ مین لے کر اٹھا اسیوقت نفیر سحر بجی لشکر مین تیاری ہوئی قیدیون
کو ارابے پر سوار کرکے ہمراہ لیا جمشید بہ فوج قاہرہ براے مقابلۂ طلسم کشا چلا یہان شاہزادہ
نور الدہر بن بدیع الزمان بعد قتل یاقوت جادو خود بھی زخمی ہین اہالیان فوج بھی زخمدار
ہین فیروز و شبرنگ بھی بخوبی لڑ چکے ہین ابھی استراحت نہین کرنے پائے ہین بارگاہ مین
قصد ہی جائین کہ ہرکارون نے بڑھ کر عرض کی اے شہریار ہوشیار ہو جائیے جمشید جادو مع
کئی لاکھ فوج ساحران کے آپہونچا اور شاہزادہ ایرج نوجوان کو گرفتار کر لایا ہے نور الدہر یہ خبر
وحشت اثر سنکے گھبرائے بہ تعجیل تمام باہر آئے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے جب تک

شبرنگ وغیرہ سوار ہوں آمادۂ حرب و پیکار ہوں جمشید نے آتے ہی سحر کیا کہ شعلہ ہائے آتش
بھڑکنے لگے لکہ ہائے ابر تیرہ و تار گرنے لگے کئی ہزار ساحر مر کر رہگیا کوئی منہ کے بل زمین پر
گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل تڑپا کسی پر گولہ پڑا کسی نے بدحواس ہو کر اپنے خنجر سے گلا کاٹ ڈالا دو تین
حملوں میں جمشید نے زمین کو ہلا دیا ایک جانب شبرنگ آتش خوار ایک سمت فیروز نامدار
سحر میں مصروف ہیں مگر شاہزادہ نورالدہر پر چونکہ لوح طلسمی گلے میں ہے سحر تو ساحروں کا تاثیر نہیں
کرتا مگر کئی لاکھ ساحروں کا انبوہ ہے تیر و تبر بھی چل رہے ہیں پہلی لڑائی میں زخمی ہو چکے ہیں اب
روح کو راحت نہیں جسم میں قوت نہیں ہے مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی ہیں کھائے زخم جسم پر کھلے ہوئے
بدھیاں پڑی ہیں چہرہ گلنار زخموں سے خون کی دھار رواں قبضہ ہاتھ میں جم گیا ہے یکہ و تنہا
کس کس سے جنگ کریں ایک کو قتل کیا اسی مقام پر دس بیس آجاتے ہیں دم لینے کی مہلت نہیں
پاتے ہیں ہر طرف سے یہی صدائیں ہیں کہ طلسم کشا کو گرفتار کرو مہلت نہ دو اور زیادہ بیقراری کا
نورالدہر کی یہ باعث ہے کہ دیکھ رہے ہیں کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مسلسل و مطوق انکے سامنے لائے
ہوئے سرنگوں غم سے کلیجہ خون طرف انکے دیکھتا ہے تیوری سے یہ پیدا ہے کہ یہ حیات بچشم اس
حال زار سے ہمکو قید میں نہ دیکھتا زنجیروں ہلا رہا ہے مگر قوت اتنی بسبب زخمی ہونے کے نہیں باقی
ہے کہ قید توڑے مجبور و ناچار انکے جملہ سردار بھی مبتلائے مصیبت مثل آئینہ حیرت ہیں ہر مرتبہ نورالدہر
آمادۂ مرگ ہو کر چاہتے ہیں کہ جان دوں اور اپنے برادر یکجان برابر کو قید سے چھڑاؤں مگر فوج
کے ریلے یہ اکیلے کدھر کدھر خیال کریں کہاں تک جرأت دکھائیں اور جمشید بادشاہ طلسم ہے
شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ اسی کے ملازم ہیں اسکو غصہ میں دیکھ کر فرار کے عازم
ہیں ہزار ہا بدون مقابلہ بھاگے جنکو اپنے افسر کا خیال ہے اور کوئی نامردہ کے اسکا ملال ہے وہ
جانبازی میں مصروف رہے بعض کہتے ہیں ہم اپنے شہنشاہ سے لڑیں کیا بیوقوف ہیں آخر
قریب شام جمشید بد انجام نے شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ کل سپہ سالاروں کو
گرفتار کر لیا قریب شام ایرج نوجوان وغیرہ کو بھی مقید کیا اب باقی شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان و شبرنگ ہیں شبرنگ نے دیکھا کہ شاہزادے کو غش آیا چاہتا ہے بس
شبرنگ بن عمرو نامدار تراشندۂ ریش کفار نے جانبازی کر کے ایک حقہ آتشبازی کا

ساحرون پر مارا کسی کا منہ جلا کسی کا گریبان پھنکا غرضکہ جو شبرنگ نے مہلت پائی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو بھی بیہوش کرکے پشتارہ باندھکر بھاگا ایک دمہ کوہ مین آکر مخفی ہوا اُسی بیہوشی مین اپنے آقا کی زخمدوزی کی یہان جمشید جادو رات بھر اُسی تحل کو گھیرے رہا صبح کو دیکھا کہ گرد شجر کے صدہا لاشے پڑے ہین دور تک رن پڑا ہی سب طرف تلاش کی مگر طلسم کشا کو نہ پایا اب جمشید جادو حیران کہ طلسم کشا کیا ہوا ساتھ والون نے کہا حضور بارہ چودہ ہزار ساحرون کا کھیت ہوا غلطی سب مارے گئے کشتِ حیات ساحران پامال ہوئی ایک جوان کا لاشہ کیونکر ملے کیا طلسم کشا فولاد کا تھا علاوہ سحر کے ہزارون تلوارین سحر کی اُسپر پڑی یقین زخم تیرون کے کاری کھائے آخر پامال ہوا جمشید جادو خوشی خوشی اِن سب قیدیون کو ساتھ لیکر بعد کروفر آکر داخل قلعۂ طلسمی ہوا جس قیدخانہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ و سہیل اخترشناس قید تھے اُسی زندان پُرمحن مین شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ کو لاکر داخل کیا اور ملکہ مخمور نے یہ خبر وحشت اثر سُنی کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اسقدر زخمی تھا کہ لاشہ بھی نہ ملا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلجائے نظم

قلزمِ اشک نے طغیانی کی　　دستِ مژگان نے دُرافشانی کی　　شوق نے سلسلہ جنبانی کی
بیقراری نے بھی طغیانی کی

کبھی جو ذرا ہوش آیا منھ سے یہ کلمہ نکلا ہائے ای مخمور کاش کے ہم بہرے خلق ہوے ہوتے یہ خبر نہ سنتے کہ نور الدہر قتل ہو گئے اور ہم زندہ ہین نظم

ملک الموت بھی کیا ہی بیدرد　　آہ سچ ہی کہ بڑا ہی بیدرد　　تھا نہون جون دلکو مین بھر کر آہ
کیسی یہان آن بنی دلبر آہ　　جان ہمہ رنج و سراپا غم ہی　　رنج سا رنج ہی غم سا غم ہی
دیکھتی ہون عجب احوال اپنا　　کیا کہون کس سے کہون حال اپنا　　کبھی چاہتی ہی اپنے کو ہلاک کردون

قصہ زندگانی کا پاک کرون ای مخمور بیحوصلہ کس ساعت سے اس قیدخانہ مین آکر قید ہوئی کہ شائد اگر جان بچی یہ روے سیاہ خواجہ عمرو کو کیونکر دکھاؤنگی کیا بات بناؤنگی جس روز علامت طلسم پر قید ہوئی تھی اُسی یک شنقل کے بارے مین میرا غصہ کرتا اُس شیر جنت آرامگاہ کا بجز دم محبت کا بھرنا اگر مین بدنصیب نہ قید ہوتی وہ شیر دل اس طلسم منحوس مین کاہے کو آتا ہائے مہتاب سر پر کھیلتی تھی ہوشِ تحیر کی جفائین جھیلتی تھی ہمیشہ یہی خیال تھا جب کوہ عقیق پر جاؤنگی روے زیبا دیکھکر جی اٹھونگی

نظم چون مانیان بحالت زار
راضی شدہ ام بمردنِ خویش
عمرے کہ چنین رود حرام است
دانداد اجل بب وداوی
می بود ز ہجر یار دلتنگ

می گفت ز روی آن دل افگار
ای جان چہ بود زتن برآئی
مرگیست کہ زندگیش نام است
من لذتِ زندگی نہ دانم
بر سینہ زدے زدست دل تنگ

بی تو من و دل فگار جان ریش
دی عمر خوش است گر برآئی
ای کاشکہ مادرم نزادے
مرگِ دگر است ہر زمانم
شاہزادۂ عالی شان ایرج

نوجوان ابھی قید میں سر جھکائے ہوئے ایک جانب بیٹھے ہیں انتہا کا قلق ہے دل سے کہتا ہے کہ اے ایرج نوجوان افسوس ہے کہ ہمارے ہاتھ سے طلسم فتح نہوا فلک نے یہ روز سیہ دکھایا اس زندان تنگ و تاریک میں پہونچایا شکوۂ فلکی کر رہا ہے حجاب سے سر زمین اٹھاتا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا جو حال سب سے ابتر دیکھا قریب آکر فرمایا اے شہنشاہ ملک خوبی وای سرو نوخاستہ باغ محبوبی صبر کرو دل پر جبر کرو تمہارا تمقدمہ محبت ہے ہمارا تو وہ شہزادہ روح کی راحت ہے اول تو خیال کرو کہ خدانخواستہ اگر وہ شہسوار میدان یکہ تازی شیر بیشۂ سرافرازی مارا جاتا تو یہ جیالا لاش لاتے سر لاکر ہمکو دکھاتے لوح ملتی طریقے سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑائی بڑی قیامت کی پڑی ساتھ والے سب گرفتار ہوئے آخر بار لشکر نہ سنبھل سکا لوتا بھڑتا کسی جانب نکل گیا ان بیمیاؤں نے یہ مشہور کر دیا کہ طلسم کشا قتل ہوا سراسر غلط ثابت ہوتا ہے خاص دل پر غم و الم کا ہجوم نہیں ہے دل کو تسکین ہے اس قیدخانہ میں تو یہ رنگ ہے ہر ایک اپنی زندگی سے تنگ ہے مجبور ہر ایک کو ایک سمجھاتا ہے شاپور شیردل ایرج کو بہلاتا ہے اور دل کو تسکین دلاتا ہے

دو کلمۂ داستان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان بیان ہوتے ہیں

کہ شبرنگ بن عمرو عیار نامدار درۂ کوہ میں اٹھا کر لایا زخم دوزی کی صبح کو شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے کو درۂ کوہ میں پایا شبرنگ بن عمرو کو بالین پر دیکھا پوچھا اے برادر یہ کیا معرکہ ہے شبرنگ رونے لگا کہ حضور فلک نے گردش دکھائی سردار سب آپ کے قید ہو گئے لشکر منتشر ہوا زخموں سے آپ کا عجیب حال تھا جان بچنا محال تھا میں عالم غشی میں شب کو یہاں اٹھا لایا شکر ہے کہ لوح موجود ہے سر پہ وہ معبود ہے انشاءاللہ آپ طلسم کشائی کیجیے گا نورالدہر نے مجبور ہو کر کہا اے برادر جو منظور خدا میں اپنے کو اب قلعۂ طلسمی میں پہونچاؤنگا

مین نے ایرج کو بھی تو قید مین دیکھا نہین معلوم وہ کیونکر یہان پہونچے سردار بڑے بڑے
اُنکے بھی ساتھ تھے خدا نخواستہ اگر ایک مو سے جسم ایرج کم ہوا مین لشکر مین مُنھ دکھانے کے لائق
نہ رہونگا اِس سے بہتر ہی کہ لڑ بھڑ کر مر جاؤن شبرنگ نے کہا جو حضور فرماتے ہین یہی مناسب
ہی غلام اتنا طالب ہی کہ ایک روز تو یہان توقف فرمایئے کہ زخم خشک ہو جایئن نورالدہر نے
کہا دل پر زخم ہی کس کس کا علاج کروگے یہ کہکر فرمایا تھوڑا پانی کہین سے تلاش کرکے لاؤ شبرنگ
چھاگل ہاتھ مین لیکر بیرون درۂ کوہ آیا جستجو مین پانی کی چلا مگر جمشید جادو جب آکر دوسرے
دن تخت پر بیٹھا شیران سلطنت سے کہا یارو طلسم کشا مارا نہین گیا نہ لوح ملی نہ لاشہ دستیاب
ہوا طلسم کشا کہین چھپ گیا تلاش اُسکی ضروری ہی اُسکا وزیر ہی کہا اُسکا سفاک شعلہ زن نام
ہی سکاری و فریب اُسکا کام ہی کہا حضور آپ کی راے سالم ہی طلسم کشا بڑا ظالم ہی بیشک لڑتے
لڑتے کہین مخفی ہوا بیٹا عمرو ایسے عیار کا اُسکے ساتھ ہی اُسنے ضرور ہی کوئی تدبیر کی ہوگی مگر
اِس حوالی سے کہین دور نہین جا سکتا انتہا کا زخمی تھا اِسی دو کوس کے گردے مین ہوگا غلام
ابھی جاتا ہی اگر سامری و جمشید نے مدد کی تو طلسم کشا کو مع عیار لیکر آتا ہی یہ کہکے سفاک شعلہ زن
بھڑک کر چلا جہان رن پڑا تھا لاشے جابجا ساحرون کے موجود تھے عجب مقام خوفناک
تختے خون کے جمے ہوے نخل صحرا کے جلے ہوے یہ بچیا دیکھتا بھالتا چلا دور سے اُسنے
دیکھا کہ شبرنگ عیار چھاگل ہاتھ مین لیے ہوے اندر سے درۂ کوہ کے نکلا اِس بھیا کو
یقین کامل ہوا کہ بیشک طلسم کشا اِسی درۂ کوہ مین مخفی ہی اپنے آقا کے لیے پانی لینے جاتا ہی
خوشی سے مُنھ مین پانی بھر آیا مثل موج بیتاب ہو کر لہر مین گرفتار کرنے کے روان ہوا چند قدم
شبرنگ بن عمرو گیا تھا کہ سفاک شعلہ زن نے دو دانے ماش کے شبرنگ بن عمرو پر
پھینکے شبرنگ بے حس و حرکت ہو کر زمین پر گر پڑا سفاک شعلہ زن قریب آیا کہا کیون او
نا عیار اپنے سردار کو خوب بچایا درۂ کوہ مین لاکر چھپایا اب دیکھ تیری صورت بنکر جاتا ہون
لوح چھین کر اُنکو بھی گرفتار کرکے لاتا ہون شبرنگ مجبور و ناچار رونے لگا اشکون سے
مُنھ دھونے لگا سفاک نے شبرنگ کو لاکر ایک گوشے مین ڈال دیا آپ سحر سے صورت
شبرنگ بن عمرو کی بنا قریب درۂ کوہ آیا آواز دی ای شہریار ربانی حاضر ہی نورالدہر باہر

نکل آئے کہا اے برادر پانی لائے اُسنے کہا پانی تو حضور حاضر ہے مگر لوح پر خون جم گیا ہے لائیے
پہلے اسکو پاک کرون چشمے مین غوطہ دے کر لاؤن نورالدہر تو جانتے ہین کہ میرا یار وفادار ہے
کیا خبر ہے کہ یہ جعلساز مکار ہے گردش فلکی سے ہر شخص مجبور و ناچار ہے ہر دم بہروپ یہ فلک نیا شعبدہ
دکھاتا ہے رہروان کوے جرأت کوشش نقش پا مٹاتا ہے نورالدہر نے لوح گلے سے اُتار کر حوالے
کی سفاک شعلہ زن نے لوح کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا جھولی مین رکھ کے آواز دی
باشی او طلسم کشا منم سفاک شعلہ زن فدوی اعظم جمشید صف شکن دیکھیو یون لوح لیتے ہین
مسلمانون کو داغ دیتے ہین یہ طلسم جمشید و سامری کی قدرت کا نمونہ ہے خاص بندگان خداوند اس
طلسم مین رہتے ہین یہ سنکر نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُسنے چند دانے ماش کے مارے
ہاتھ پاؤن بےحس و حرکت ہو گئے سفاک شعلہ زن نے ایک تخت سحر تیار کیا شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو اُسپر ڈال لیا اور طرف قلعہ جمشید کے روانہ ہوا جمشید
جادو تخت پر بیٹھا ہے سفاک شعلہ زن آ کر پہونچا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی تمام کیفیت بیان
کی نورالدہر اور شبرنگ کو قید سحر مین مسلسل کر کے قید خانہ مین بھیجا ملکہ مخمور سرخ چشم و ایرج
وغیرہ قید خانہ مین بیقرار و اشکبار تھے کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بھی مسلسل و
مطوق قید خانہ مین پہونچے شور گریہ و زاری بلند ہوا زنجیرین تمام کر سب اُٹھ کھڑے ہوئے
ایرج نوجوان نے گلے مین ہاتھ ڈالدیئے کہا اے برادر عجب خبر وحشت اثر سنی تھی کہ دشمن جنگ مغلوبہ
مین قتل ہوئے اس غم سے کلیجہ مین آبلے پڑ گئے زندہ تو پایا مگر اس حال تبہ مین دیکھا کوئی
ساعت مصیبت تازہ سے فرصت نہین ملتی کلی باغ مراد کی نہین کھلتی ملکہ مخمور سراپا کو شاہزادے
کے دیکھتی ہے کبھی گھبرا کر کہتی ہے کیون اے شہریار یہ رات ہے یا دن ہے آنکھون سے نہین سوجھتا دل
قابو مین نہین افسوس میرے واسطے آپ نے کیا کیا مصیبت اُٹھائی مجھ بدنصیب کا کیون اچھا کیا
قتل ہو جاتی زندان رنج و الم سے چھوٹ جاتی نورالدہر نے سب کو تسکین دی اور فرمایا خدا
مالک ہے شبرنگ بن عمرو ہمارے عیار وفادار نے دشمنون سے بچایا فلک کجرفتار کو رشک
آیا خیر شکر ہے سب ایک مقام پر ہو گئے مرگ انبوہ جشنے دارد مگر خدا واسطے ایرج نوجوان کے
دل روشنا ہے ایسا قوت بازو کسکو ممکن ہوتا ہے جب سے یہ لشکر مین آئے یہ ہمیر فدا ہم آتیر بنا رہے

اگر ایکدم بھر کو جدا ہوے تو مثل ماہی بے آب بیقرار رہے عدم مین بھی ایک ساتھ جائین نہ گے مگر
ای ملکہ مخمور تمھاری مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی یقین ہی جمشید ملعون ہمکو قتل کریگا مگر تمکو بابل فراسیاب
کے نہ بھیجے گا ایک سردار افراسیاب کا ہمارے ہاتھ سے در قید خانہ پر مارا گیا ضرور مکس ملعون
کو خبر پہونچی ہوگی تمھارے نام پر جان دیتا ہی ملکہ مخمور نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا ہر چند
مین سخت جان ہون مگر آپ کے بعد سر ٹکرا کر جان دونگی روے سیاہ افراسیاب خانہ خراب کے
خدا نہ دکھاے اسکی بدعت سے بچاے اسوقت قید خانہ مین شور گریہ و زاری ملبند تھا ایک
ایک جان کے خوف سے دردمند بیان جمشید ملعون نے سفاک شعلہ زن کو بڑا بھاری
خلعت دیا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا جمشید نے حکم دیا منادی ندا کرے کل صبح طلسم کشا کو
مع کل قیدیان بلا ماہد و لت قتل کرینگے ایک ایک نمکحرام کو سزاے معقول دین گے تمام کوچہ و برزن
مین قلعۂ جمشیدیہ کے اشتہار چسپان ہوے منادی جابجا ندا کرتا پھرتا ہی کہ کل صبح کو طلسم کشا
و ملکہ شگوفہ و سہیل اختر شناس و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و ابرق آسمان سیر
مصاحب شہنشاہ و کوکب و ملکہ شوخ چشم و ایرج نوجوان و شاپور شیر دل و شبرنگ بن
عمرو و ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ قتل کیے جائین گے سرکشی کی سزا پائین گے یہ آواز انکان مین
قیدیون کے پہونچی علاوہ ان سرداران مذکور کے بارہ چودہ ہزار اہالیان فوج بھی قید ہو کر
آئے ہین ایک رسن مین بیچارے بندھے بیٹھے ہین شور فریاد و الغیاث ملبند کیا نور الدہر نے
بھی سنا قریب دروازے کے آکر کہا بھائیو کیون فریاد کرتے ہو اپنے معبود کو ایسے وقت مین
نہین یاد کرتے ہو جو شفقت در جہ ماں باپ سے زیادہ مہربان ہی رحم کرنا اسکی شان ہی اگر اسکی عنایت
شریک حال ہوئی چشم زدن مین دام بلاے مصیبت سے رہا ہو جاؤ گے اس آفت سماوی
سے امان پاؤگے رباعی

دنیا ہی عجب سرائے فانی جزبات	نہ دیر مین کچھ ہی نہ حرم مین کچھ ہی	دنیا مین نہ کچھ ہی نہ عدم مین کچھ ہی
	دم مین کچھ ہی اور اکدم مین کچھ ہی	آئن سب نے عرض کی خدا

آپ کو سلامت رکھے آپ کا جمال بیمثال دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون
مین بصارت پیدا ہوئی ہر آپ کا حال حسرت انجام دیکھکر خود مصیبت زار زار روتی ہی
یہ آپسمین باتین حسرت و یاس کی ہو رہی تھین کہ حال قتل مسلمانان سنکر نیر اعظم کا چہرہ زرد

ہوا کانپتا تھراتا کاشانۂ مغرب میں جا کر چھپا لیلائے شب نے زلف مشکین کھول کر حیران پریشان تبلاش جنس آرزو و بعد جستجو محمل اندوہ و الم میں سوار ہوئی نظم

سیاہی ہویدا ہوئی سربسر
کھلے موئے لیلائے شب سربسر
کہ ذرے چھپے خوف سے زیر خاک
قمر دل ہوا اس ذکر سے بیقرار

وہ اس شب کی ظلمت کہ دل بیقرار
لباس سیہ بر میں پہنے قمر
ستاروں کی دہشت سے تھیں آنکھیں بند
دکھائے نہ گردش پلیل و نہار

شب غم کا یک ہوئی جلوہ گر
فلک پر کواکب کو بھی انتشار
وہ سنسان تھی رات اور ہولناک
زمین بیقرار و فلک درد مند
عجب اس شب کو سناٹا تھا لیاں

زندان خائف و ترسان شب کو دربانوں نے دروازہ بھی بند کیا اور غم تازہ دیا سیہ زاران نامی شہر یاران گرامی پروردۂ مہد ناز و نعم اسیر مصیبت و اندوہ و الم اندھیرے سے قید خانہ کے گھبراتے تھے بعض بیقرار ہو کر چلاتے تھے نور الدہر سب کو سمجھاتے تھے کہ یارو وقت دعا ہے نہ گھبراؤ اپنے معبود سے دعا کرو سب نے کہنے سے نور الدہر کے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے نور الدہر دعا کرتے ہیں سب آمین کہہ رہے ہیں آنکھوں سے اشک حسرت بہ رہے ہیں فرزند رشید صاحبقران اوصاف الٰہی میں مصروف نظم

سازندۂ آدم از کف خاک
نقاشش نگار خانۂ غیب
تشریف دہ زمین پر مردم
برکوہ نہ سیل چرخ خود رائے
از قوس قزح گجک بدستش

بیناکن چشم اہل بینش
منشی صحیفہ ہائے لاریب
لطفش زرہ خجستہ عید
او دادہ بہ بندہ وسے زنگ جا

دارندۂ سقف کاخ افلاک
فیاض وجود آفرینش
زینت گر آسمان زانجم
خلخال بساق عرش پیچید
داد از پئے ضبط سیل ستش

اے رحیم و کریم فضل اپنا شریک کر اپنے بندوں کو قتل سے بچا لے زندان مصیبت تہمت سے نجات دے یہ بھیا مصیبت سے قتل کریں گے کفن تیرے بندوں کو نہ دینگے شب بھر تو جھڑک جھڑک کر کاٹی چونکہ مصیبت تھی آنکھوں میں کٹ گئی چہرۂ لیلائے شب سے نقاب الٹ گئی عمل ظلمت کا اٹھا فوج سیارگان کو شکست ہوئی شہنشاہ زرین علم کو فکر بند و بست ہوئی نظم مصنف

بند و بست ہوئی نظم مصنف
سے خاک غم سے تھا یہ مہر فلک
تھی نظم دیگر

ہوا مرغ شب جب الم سے ہلاک
بر آمد ہوا شرق سے یک بیک
رخ افلاک پر کدورت ہیں

سحر کا گریبان ہوا چاک چاک
عجب سحر مصیبت خیز وحشت انگیز
انجم سب مائل مصیبت تھیں

گلشنِ دہر ہے اُداس اُداس
دل پہ ہے ابر حسرت و حرمان
کفِ افسوس برگ ملتے ہین

عالم حزن اور حسرت و یاس
نخل ماتم کی طرح نخل چمن
آتشِ رنج و غم سے جلتے ہین

ہے ہر اک وحش و طیر نالہ کنان
غمکدہ ہے بنا ہر اک گلشن
صبا خاک اُڑاتی ہے ہر شجر سے

سر ٹکراتی ہے نوجوانانِ چمن کو گلعذارانِ صاحبقران کا غم ہے ہر نخل گلزار نخل ماتم ہے عندلیبان خوش نوا غزل خوانی بھولین آہ و فغان کرنے لگین یکایک اُس گلشن مین ہوائے سرد آئی زبان موج ہوا نے یہ آواز سُنائی اے ساکنان باغ عالم کیسا غم والم باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہے بعد خزان کے بہار ہے اے غمخواران گلشن ایجاد تاثیر تمھاری آہ مین ہے قافلہ آمد بہار غنچہ و گل راہ مین ہے گل مراد ملا چاہتا ہے غنچۂ آرزو کھلا چاہتا ہے الغرض سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا نیّر اعظم بصد شوکت و حشم علم زرّین شعاع کھولا ہوا تخت نیلی پر جلوہ فرما ہوا جمشید روسیاہ تاج نحوست برسر تخت نکبت پر آکے بیٹھا تمام ساحران غدار غولان صحرائے کفر و ضلالت کم ہمت خرس طینت میمون خصلت دربار مین آکر جمع ہوئے آج اسقدر جماؤ ہے دربار مین جمشید ملعون کے کہ تِل رکھنے کی جگہ نہین ہے دنگل و کرسیان معمور ہین بدمستان شراب کبر و غرور نزدیک و دور سے ہزارہا بیچارے آئے ہین عمرو ساحری کے مشتاق قتل طلسم کشا کے مشتاق سفاک شعلہ زن مثل آتش تنور کے بھڑک رہا ہے کہ یارو مین نے بڑا کام کیا طلسم جمشید یہ مین نام کیا طلسم کشا کو مین گرفتار کرکے لایا ابھی خاصت بھی نہین پایا کبھی گھبرا کر جمشید جادو سے کہتا ہے اے شہنشاہ جلد طلسم کشا وغیرہ کو بارگاہ مین بلائیے کسی کو دار پر چڑھائیے کسی کو خنجر سے قتل کرلیجئے جمشید نے حکم دیا مقیدان طلسم کو جلد لاؤ اول دربار مین پہونچاؤ اپنے نمک حراموں کو سمجھا دینگے اگر مان جائین تو بہتر ورنہ طعمۂ شاہباز شمشیر ہون سرکش ہمارے نام سے زیر ہون داروغہ جیل خانہ کا دوڑا قیدخانہ مین آکر مقیدان زندان بلا کو نکالا آگے آگے نورالدہر بن بدیع الزمان ایک سمت ایرج نوجوان ایک جانب ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ شگوفہ دفیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار ایک طرف سرداران ایرج نوجوان افلاک کوہی و ملکہ شوخ چشم و ابرق آسمان سیرانِ سب کے عقب مین ہزار ہزار ساحر زنجیر و رسن سحر سے بندھے ہوئے دربار مین جمشید جادو کے پہونچے یہ ملحوظ رہے کہ شاہزادہ نورالدہر

والا مقام کے جسم پر قید سحر یعنی بجاے ہتکڑیون کے مار سیاہ لپٹا ہوا ہی طوق بھی آہن سحر کا
مگر شاہزادہ نے ضبط کرکے آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس ودین ما دا برکسے باد کر
بماند دلشناسد کہ خدا ایکے است و پیغمبر حق بر حق ایرج نے وعلیکم السلام کا جواب دیا کافر دیکھے
سینہ پر تیر پڑا مشتعل ہوے آتش دیدہ کے جل کھایا ہان ہان کی صدا بلند ہوئی جمشید جادو نے منع
کیا کہ یارو کیون رنجیدہ ہوتے ہو اب ان قیدیون کی بات کا برا ماننا بیجا ہی بقول سعدی ہر کہ دست
از جان بشوید ہرچہ در دل آید بگوید سہیل اختر شناس ملکہ شگوفہ و فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار
وغیرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ ای نمک حرامو تمنے طلسم کے شکست کرانے کی تدبیر کی تھی مگر مین نبیرہ
سامری ہون شیر بیشہ ساحری ہون اب بھی قدمون پر گرو ورنہ اب جانبری غیر ممکن بڑے افسوس
کی بات ہی خدا تمہارا لات و منات ہی یونے دو سو کو چھوڑتے ہو تمہاری عقل پر پتھر پڑین مجھ ایسے
بادشاہ سے منہ موڑتے ہو جلد جواب دو سہیل وغیرہ سکھلایا بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے قصور
نہ کر پہلے شاہزادے سے ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایک امر اور ملحوظ ہوا شاہزادہ نورالدہر کو جمشید
جادو نے قریب تخت کے طلب کر لیا ہی دس پانچ قدم کا فاصلہ ہی جمشید جادو بہ عتاب
اپنے سرداروں سے خطاب کر رہا ہی کہ یکایک آسمان پر سے برق چمکی ایک جادوگر ایک مہ جبین
کو تخت پر سوار کیے ہوے آکر پہونچا مگر وہ نازنین حجاب سے سر جھکاتے ہوے آنسو آنکھون مین
ڈبڈبائے ہوے چہرہ اداس عالم یاس جسم مین رعشہ وہ تخت زمین پر آکر اترا جمشید جادو اُس
مہ جبین کو دیکھکر مثل گل کے شگفتہ ہو گیا اُس نازنین کو اپنے تخت پر بٹھا لیا اور لوح طلسمی سامنے
جمشید جادو کے تخت پر رکھی ہوئی ہی سہیل وغیرہ کو دکھلا رہا ہی کہتا ہی اب اسکو خدمت مین شہنشاہ
افراسیاب جادو کے بھیجونگا شہنشاہ اسکو احتیاط سے رکھینگے سو جیسے لوح تخت پر
رکھی ہی اُس جادوگر نے دست بستہ عرض کی یہ آپ کی معشوقہ ماہ پرور دختر مہران شاہ ہی مین اسکو
پہلو سے اس طلسم کشا کے اٹھا لایا تھا اک ساعت بھاگتے گذرا محبت مین طلسم کشا کی مدہوش ہی
دریاے عشق کا جوش ہی اُس دربار عام مین جمشید منتین کرنے لگا ای راحت تسکین دل زار
ای معشوقہ گلعذار جس سے تو نے محبت کی وہ سامنے میرے قید بیٹھا ہی ملک الموت سے اُسکا
سامنا ہی قتل ہوا چاہتا ہی یہ سنکر ملکہ ماہ پرور نے سر اٹھایا اُس حالت مین شاہزادہ نورالدہر سے

آنکھ چار ہوئی کہ شاہزادہ تدبیر میں مبتلا مثل گنہگاروں کے بیٹھا ہی آپس میں آنکھیں چار ہوئیں تیر چشمان عاشق و معشوق دونوں کے کلیجے کے پار ہوئیں کچھ اشارے ہوئے اس کنائے کو کون سمجھے شعر میان عاشق و معشوق رمزیست * کراماً کاتبین را ہم خبر نیست * ماہ پرور کا کلیجہ دھڑکنے لگا پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکے وہ بھی بناوے خالی نہ تھے مطلع قطرے نہیں عرق کے

رخ لاجواب پر * دیکھو پڑی ہی اوس گل آفتاب پر * بند مسدس

سینہ وہ باصفا کہ ہو خورشید کا یقین
لوح بلور سے بھی صفا میں یہ کہیں

رکھے ہیں یا پنگیر میں گلہا سے یاسمین
بہتی صفا سے صبح کی صادق کبھی نہیں

سینہ ہی آئینہ قد آدم دھرا ہوا
آب گہر سے یا کوئی دریا بھرا ہوا

وہ چھاتیاں ہیں یا کہ ہیں الماس کے کنول
ہوتے ہیں فرقدین یہاں صاف مختل

دو قمقمے یہ نور کے رکھے ہیں مشتعل
کرنا گمان انار کا ہی سخت بتنزل

شیشے شراب کے ہیں کہ کوزے نبات کے
یا ہیں حباب چشمۂ آب حیات کے

اِدھر آنکھوں سے شاہزادہ نورالدہر کے اشک حسرت ٹپکے ملکہ ماہ پرور آنسوؤں کو پی گئی اشارے سے منع کیا کہ ای شہریار والاتبار یہ وقت جوش و خروش نہیں ہی اوجمشید کو جواب دیا کہ ای بادشاہ اس ساحر نے یہ سب مجھکو اس ہنگامے میں کیا کیا تکلیفیں پہونچائیں جسکا مجھکو عاشق جانتا ہی میں اسکو پہچانتی بھی نہیں ہوں میرے ماں باپ سے مجھکو چھڑایا اس دربار میں مجھکو بلایا کیسا عاشق فاسق ہو معشوق کا یہی مرتبہ ہوتا ہی یہ بیحیا و سیاہ جو سامنے کھڑا ہی باغ میں سے میرے مجھکو اُٹھا لایا طالب وصال ہوا جب میں نے مرنا جان دینے کا قصد کیا تب یہاں لے کر آیا ہی عشق طلسم کشا و غیر طلسم کشا تباتا ہی اگر حضور کا طلسم کشا نام ہی تو ہمارے نیک انجام ہی یان باپ ہمارے منسوب کر چکے ہیں ہمیں کیا دخل ہی اور اگر کسی اور کو یہ بیحیا کہتا ہی تو اُسکو انی ناک چوٹی پر نثار کروں خاک میں ملاؤں اندھیری گور میں سلاؤں یہ سنکر جمشید بیقرار ہو گیا کہا ای ملکہ ملا اس بیحیا نے آپ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا ملکہ ماہ پرور نے کہا اگر یہ قصد تھا

تو اِس سے پوچھیے آٹھ دن کہان لیے لیے پھرا ہِن تو دمگڑے کے یہان مین تھی مجکو لایا دیکھکر
کوئی نہ لا سکا بس یہ سنکر جمشید مثل شعلۂ آتش بھڑکا کہا او سنگبار جادو ملکۂ عالم کی بات کا جواب
دے کیا فرماتی ہین سنگبار نے کہا حضور مین اِسی جوان کے پہلو مین سے اُٹھا کر لایا تھا
جلدی مین اسپر ہاتھ نہ ڈال سکا بس جمشید جادو نے یہ سنکر غصہ مین سنگدلی کی ایک چٹکی
خاک کی سر پر سنگبار جادو کے ڈال دی جلکر خاک ہوا قصہ پاک ہوا تمام اہالیان دربار
تھرا گئے کانپ گئے کسی کے منھ سے بات نہ نکلی آپس مین کہ رہے تھے کہ دیکھو اِس نمکحرام نے
غضب کی منسوبۂ شہنشاہ پر نگاہ بد ڈالی آخر اعمال قبیح کی سزا پائی اور جمشید جادو نے ملکہ
ماہ پرور کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا کہ ای ملکۂ عالم مین عرصۂ دراز سے اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو ہون
آپ کے یمن قدم سے لڑائی فتح ہوئی ورنہ اِن مسلمانون نے تمام طلسم کو درہم و برہم کیا دوست
دشمن ہوئے اپنے بیگانے ہوئے جب خود تکلیف کی تو گرفتار کرکے لایا ہون یہ تمھارے
قدم کی برکت ہے یہ سامنے لوح طلسمی موجود ہے اِسی کی وجہ سے ہزارون ساحر مارے گئے ملکہ ماہ پرور
نے سر جھکا کر کہا صاحب یہ کیا چیز ہے جمشید جادو نے کہا جان طلسم روح طلسم اسے لوح طلسم
کہتے ہین اسکو دیکھکر ہم لوگ جتنا بھی سیکھتے ہین سحر بھولتے ہین جسکے پاس یہ موجود ہو اُس پہ ہمارا
ہرگز نہین قابض ہو سکتا ملکہ ماہ پرور نے کہا مین دیکھون ہمین کیا لکھا ہے جمشید جادو نے
کہا ملکہ اسکو نہ دیکھو ہم پر عکس پڑتا ہے سحر بھولے جاتے ہین سامنے طلسم کشا بیٹھا ہے اگر اسکے
جسم سے مس ہو جائے قید سحر دور ہو ہمکو قلق طلسم کشا کو سرور ہو ملکہ نے کہا یہ جوان یکۂ تازِ میدان
جرأت شہسوار عرصۂ جلالت ہے لاکھون سے اکیلا لڑتا ہے طلسم مین کیا کیا معرکہ پڑا ہے اسکے بڑے
بڑے جادوگر مین کیسے کیسے باہنر ہین مقام خوف ہے ملکہ ماہ پرور نے لوح کے پاس سے ہاتھ
ہٹا لیا اور کہا کہ آپکا عشق ہمکو لگ گیا ہمارے نصیبہ کی خوبی کہ ماں باپ نے ایسے کے ساتھ منسوب
کیا جو کچھ کیا خوب کیا واہ واہ کیا قدرت سامری کی ہے ہم باغی کو بچائین گے اپنے وارث کو قتل
کرائین گے ماں باپ تک سے جدا ہو چکے اب سوا تمھارے ہمارا پوچھنے والا کون ہے تسے ہم کو
یون نفرت واہ ری قسمت جمشید جادو ہاتھ جوڑنے لگا اور لوح سے کر سامنے رکھدی کہ یہ تو
تمھارے ہی پاس رہیگی ملکہ نے کہا صاحب مین کہا کرونگی مین تو دشمن ہون طلسم کشا کو دیدونگی

جمشید جادو نے کہا ملکۂ عالم غصہ نہ کرو اسکو پاس رکھو ملکہ ماہ پرور نے کہا لاؤ بمجبوری تمہاری
خوشی یہ کہکر ملکہ نے لوح ہاتھ مین لی جمشید جادو نے کہا جلد جلاد کو بلاؤ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو
لوگ جلاد کو بلانے کو دوڑے جمشید جادو طرف وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحبو لوح اپنے
پاس رکھون یا بخدمت شہنشاہ افراسیاب بھیجدون کسی نے کچھ کہا کوئی جواب دینے سے عاجز
ہوا ماہ پرور نے کہا وقت شاہزادے کا قریب آگیا جو کرنا ہی کر گذرو انہی جان جائیگی صدقہ یاپوچھ
یہ شیشہ جو وقت بچ جاے عاشقون مین نام رہیگا ہر عاشق ہمکو ثابت قدم کہیگا جمشید جادو کا تو منہ
اور طرف تھا ملکہ ماہ پرور تخت سے اُٹھی نیچہ ہاتھ مین سے لیا جمشید جادو نے کہا ملکہ کسان
ماہ پرور نے کہا یہ نگوڑا موندتی کا ہاتھ کو گھور گھور کر دیکھتا ہی آنکھ مین پیار سے گھیر دون جمشید
نے ہان ہان کہا ملکہ نے پہلے لوح اسکے منہ کے سامنے چمکائی جمشید جادو نعرے کہکر منہ
پھیرا بس ملکہ ماہ پرور نے تخت پر سے جست کی لوح گلے مین شاہزادۂ نور الدہر کے ڈالدی
کہا شہریار ہوشیار ہوجیے جیسے ہی لوح گلے مین شاہزادۂ نور الدہر کے آئی ماران سحر جل کر
گر پڑے شاہزادۂ نور الدہر اُٹھا ملکہ ماہ پرور کا ہاتھ کھینچ لیا اپنی پشت پر کیا ملکہ ماہ پرور نے
ملکہ مخمور کی زبان سے سوزن کھینچ لیا کہا لو اُٹھو شاہزادے کو بچاؤ اُدھر شاہزادۂ نور الدہر
نے نعرہ کیا نعرہ نظیر حمزۂ صاحبقران بہ خشم و قہر منہ ستارہ حشم شاہزادہ نور الدہر + اِدھر مخمور
سرخ چشم بل کر کے اُٹھی سنگریزے اُٹھا کر مارے پتھر کی سلیں برسنے لگین سنگدلون کے
سر پھٹے بہت حیران ہوکر بت بنگئے ملکہ مخمور نے اور ساحرون کی زبان سے سوزن نکالا نور الدہر
نے نعرہ کیا شاہزادۂ ایرج نوجوان پر لوح کا عکس ڈالا ایرج نوجوان نے بھی قید سحر کو توڑا
نعرہ کیا نعرہ شاہزادۂ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقران سیم
و آفاق گیر + ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بھی اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے
زمین کو ہلا دیا شہنشاہ جمشید جادو ہاے کا نعرہ کرکے تخت سے اُٹھا کہا ہاے یار و یہ آستین
گرگ بغل کہان سے پیدا ہوا اس قتال عالم پر کیون شیدا ہوا تھا سرداروں کو اشارہ کیا مارو
اب تو مین بارگاہ مین تلوار چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اشعار

چلی تیغ شہزادۂ شیر دل | کہ ساحر ہوے خوف سے پا بگل
چمکنے لگی برق تلوار کی

نہ تھی نہ اُس شیر کے وار کی
سکے دم ایک حملہ مین کتنو نکے سر
ہر اک جان سے اپنی عاری ہوا
قیامت بپا کی تھی مخمور نے
سنانین پلچون مین گڑنے لگین
کسی سمت آبریق فیروزہ بخت
لگی سحر کرنے بصد قہر و خشم
شگوفہ کی جرأت کے بھی گل کھلے
ہوے خاک جل جل کے اہل حسد
بڑی ڈر سے منھ کو چھپانے لگا
مدد کیجیے آن کر اب ذری
زمین طلسمات کانپی تمام
لرزے یون کہ ساحر ہوے دردمند

ہر اک ساحر بیحیا سنگدل
بہ سر رو ہوے خون مین تر بتر
کسی غول پر ایرج نوجوان
دکھائی چمک شعلۂ طور نے
ہوے سحر جنبی سے ساحر بتنگ
لگا کرنے ہر ایک پر سحر سخت
نہ نکلا نہ شبرنگ کی وہ جدال
کہ گولے افسون برسنے لگے
لڑائی وہان تھی وہ گھمسان کی
قدم اپنے پیچھے ہٹانے لگے
کوئی پونے دو سوکے لیتا تھا نام
گرہ سے لگا سحر کا انتقام

ہوا ڈر سے شمشیر کے تنگدل
وہان خون کا بحر جاری ہوا
جھپٹ کر گیا مثل شیر ژیان
نگاہین نشیلی جو پڑنے لگین
لگے بھاگنے جو کہ تھے خانہ جنگ
اور اک سمت کو ملکہ شوخ چشم
فنا کر دیے ساحر بے مثال
کیا سحر جم کر جو باشندہ دمد
کہ اُن ساحرون کو پڑی جان کی
زبان پر تھا ہر اک کی یا سامری
چھپا کوئی جمشید کا تخت تھام
شجاعت سے شہزادۂ ارجمند

اسطرح کی جنگ خاوبہ ہوئی کہ زمین و آسمان تھرا گئے خوف سے

نامردون کو غش آگئے جمشید جادو لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ آیا شاہزادۂ والا گہر نور الدہر بن بدیع الزمان کو بھی ملازمان خاص نے مرکب بادرفتار پر سوار کیا شاہزادۂ عالی شان ایرج نوجوان کا بھی اسپ تیزگام آیا ملکہ مخمور نے قیامت برپا کردی لاشون سے زمین بھردی کوہ و برزن مین دریاے خون بہ رہے ہین شیران سحر ڈکارتے پھرتے ہین اُنکے خوف سے بزدلے بیہوش ہوکر گرتے ہین ملکہ شگوفہ جادو نے سیکڑون باغیون کو قتل کیا نمونہ بلاغ مرگ دکھایا ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نے لشکر جمشید جادو کے دُھوین اُڑادیے لاکھون چھپا خاک مین ملادیے شبرنگ آتش خوار نے آگ برسائی ناریون کو راہ جہنم دکھائی فیروزہ جادو مظفر و منصور ہر پُرغرور کو راہ دارالبوار دکھاتا ہی اسکے سحر سے آسمان افسون ساز تھراتا ہی شاہزادۂ والا شان نور الدہر بن بدیع الزمان لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے ہوے مثل شیر خشمناک برابر جمشید جادو کے پہونچے للکارا کہ او مغرور کہان جاتا ہی جمشید جادو نے جو

شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا خون آنکھوں میں اُتر آیا سحر سے آگ برسادی
زمین ہلادی اور زہرہ جادوگر جلکر مر گیا مگر شاہزادہ نورالدہر تیغ چمکاتے ہوئے پاس آگئے
اب مجبور ہوکر جمشید جادو نے تیغۂ سحر کا وار کیا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار کو تلوار
پر روکا وار اُسکا روک کر اژدہا وسے اپنے ہاتھ نکالا خبردار کہکر تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کا
ہاتھ لگایا اُس بیحیا نے کلوا بھیروان کو یاد کیا سپر سحر کی اُٹھا دیا مگر تیغ چمک کر جو گری سپر سحر کے
دو ٹکڑے کیے تاج کاٹ کرتا دو ابرو پہونچی ہاے کہکر جمشید جادو نے اپنے کو زمین پر گرادیا نہ
نورالدہر نے چاہا گرفتار کرلوں یا قتل کر ڈالوں جمشید نے پر پرواز پیدا کیے مثل طائر
خائف بلند ہوا ساتھ والوں کو آواز دی یارو نکل چلو میں طرف گنبد جمشید کے جاتا ہوں
وہاں سے لشکرکشی کرونگا طلسم کشا کا پیچھا نہ چھوڑونگا مگر اسوقت نکل آنا جان بچانا مناسب
ہے کئی لاکھ ساحر اسکے ساتھ بلند ہوئے سحر کرتے ہوئے نکل گئے ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ نے
چاہا کہ روکیں یہ نہ رکا ابریق آسمان سیر نے آواز دی کہ تعقب مناسب نہیں ہے لشکر آپ کا
خستہ ہوگا سب سردار رسکے ہالیان شہر نے پناہ مانگی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے سب کو سرفراز کیا تیغہ خون آلود ہاتھ میں لیے فتح و فیروزی ساتھ لیے آکر داخل بارگاہ جمشید ہوئے
ملکہ باد پرور کو بہ تکلیف تمام داخل محلات کیا تخت سلطنت پر غاشیہ ڈالوادیا نورالدہر نے ایرج
نوجوان کو مقام صدر پر جگہ دی انکے ساتھ والوں کو دنگھاسے زرین مرحمت ہوئے کرسی جواہرنگار
پر ملکہ مخمور سرخ چشم بیٹھی نقل جواہرنگار خزانے سے جمشید جادو کے نکلا ہے اسپر شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و شان متمکن ہوئے زخم دوزبان ہونے لگیں بیاسے
ملکہ شگوفہ زبردست ملکہ مخمور سرخ چشم مقام تجویز ہوا یہ بھی باغ باغ ہے آج غم والم سے فراغ
ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے پکار کر آواز دی اے ساحران نامی و اے جان نثاران گرامی بادشاہ طلسم
شکست کھا کر نکل گیا مقام تردد کا ہے ہرکارے روانہ کیے جائینگے دو چار روز میں انتظام ہوگا مگر اب
سب صاحبوں کو مناسب ہے کہ طلسم کشا کے جان کی خیر مناؤ حفاظت کے سامان کرو ایسا نہو کہ
دروند از آجائے خدانخواستہ انکے دشمنوں کو گرفتار کرکے لیجائے لوح کی فکر ضرور ہوگی سب نے
عرض کی اے ملکہ عالم آپ ہماری مالک و مختار ہیں آپ کو سب طرح کے اختیار ہیں جسطرح ارشاد ہوا

فرمائیے حاضر ہین ہم بھی اس مقدمہ کے ناظر ہین ملکہ مخمور سرخ چشم اپنے مقام سے اُٹھین
شبرنگ آتش خوار کو سیر طلایہ کیا خیر و رجادو کو انتظام لشکر کا حکم دیا اور ملکہ شگوفہ سے فرمایا
تم دروازے پر بارگاہ کے رہنا دو ہین جس بارگاہ مین شاہزادہ آرام فرمائیگا بشکل طاؤس
قبہ بارگاہ پر بیٹھیو رات بھر حفاظت کرنگی سب نے اس بات کو بخوشی خاطر منظور کیا
یہان تو سامان عیش و نشاط مہیا ہے

دو کلمہ داستان جمشید جادو کے بیان ہوتے ہین

جمشید جادو جو ہاتھ سے نور الدہر کے طرف گنبد جمشید کے بھاگا ہر چند کہ شکست فاش کھائی
مگر تین لاکھ ساحران غدار ساتھ ہین اسکی طرف سے سُہیل جادو گنبد جمشید پر حاکم ہے یہ اپنے
مقام پر ہے کہ ہرکارون نے خبر دی اے پہلوان دوران غضب ہوا شہنشاہ نے شکست کھائی
قلعہ جمشیدیہ مین طلسم کشا کی عملداری ہو گئی سہیل مکار گھبرا کر اُٹھا فوج کو لیکر برائے استقبال
چلا کوس بھر پہونچا تھا دیکھا ساحران غدار جمشید جادو کو ہوادار پر ڈالے ہوئے عالم زخمداری
مین لیے ہوئے آتے ہین مگر حیران پریشان سرون سے ساحرون کے خون جاری ہے سہیل
جادو نے کہا حضور نہ گھبرائین چلکر گنبد جمشیدیہ مین فروکش ہون زیادہ نہ تشویش ہون متألم
افسوس ہے کہ سرکار دولتمدار نے ابتدا سے غلام کو خبر نہ کی وہ تدبیر کرتا کہ اتنا طول جنگ کو ہوتا
مگر اب بھی مقام تردد نہین بادشاہ جمشید کو تسکین دیتا ہوا لاکر قریب گنبد جمشید پہونچا نام اس
گنبد کا گنبد جمشید ہے اسمین ایک بڑا بھید ہے آگے ناظرین پر واضح ہوگا گرد گنبد جمشید صدہا قصر
عالی بنے ہوئے ہین ایک قصر عالی مین جمشید جادو کو سہیل مکار نے لاکر داخل کیا زخم دوزی
کا سامان ہوا جب جمشید جادو کا مزاج درست ہوا کہا اے مکار نامدار اب تبلاؤ کہ کیا تدبیر
کرون ہر چند کہ بڑے بڑے ساحران غدار شریک طلسم کشا ہین مگر مجھکو کسی کا خوف نہین
اگر طلسم کشا نہو یا لوح اُسکے قبضہ سے نکلجائے ایک سحر مین سب کو دیوانہ بنا دون تڑپا تڑپا کے
مار دون مگر نام سے طلسم کشا کے کانپتا ہون جب لوح طلسمی چمکا دیتا ہے کلیجہ تھرا جاتا ہے سہیل مکار
نے کہا کہ یہ تو فرمائیے طلسم زر افشان کے بادشاہ کی جانب سے کوئی شریک طلسم کشا ہے یا نہین
جمشید جادو نے جواب دیا افراسیاب بھی بخوبی ماہر ہے اپنے سردار کو روانہ کیا تھا

طلسم کشا کے واصل جہنم ہوا کوکب روشنضمیر نے اپنے شیر خاص ساحر زبردست ابریق آسمان سیر کو شاہزادہ ایرج نوجوان کے پاس بھیجا ہی ابریق آسمان سیر نے در ظلمات فتح کرایا بدست جادو میرے ملازم کو قتل کیا ایرج نوجوان کو ساتھ لیکر طرف طلسم کے آتا تھا مین نے جاکر اسکو بھی گرفتار کیا تھا اب وہ سب ایک ہی مقام پر ہین ابریق آسمان سیر وزیر کوکب روشنضمیر موجود ہی اس جنگ مین آئے قیامتین برپا کین جب تو مین نے شکست کھائی یہ حال پرملال سنکر سہیل مکار ہنسا کہا ای شہریار لوح کو مع طلسم کشا مجھسے لیجیے مین سالہا سال خدمت مین شہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک طلسم نور افشان کے رہا ہون اُسکے سردارون کو بخوبی جانتا ہون ایک ایک کو اچھی طرح پہچانتا ہون اب حضور تامل فرمائین غلام جان دے کر قلعہ جمشیدیہ مین جاتا ہی اگر سامری و جمشید مدد کرتے ہین تو طلسم کشا کو مع لوح لاتا ہی جبکہ طلسم کشا گرفتار ہوجاے یا لوح ہاتھ آجاوے پھر حضور کو اختیار ہی باقی سردارون کو جاکر قتل کر ڈالیےگا یہ کہکر اُس بیحیا نے اپنے پاس سے اسباب سحر نکالا اپنے کو سحر سے بصورت آفتاب جادو وزیر کوکب روشنضمیر بنایا اور ایک نامہ جعلی مہر کوکب روشنضمیر سے تیار کیا مضمون اسکا بروقت ناظرین پر ظاہر ہوگا اس صورت سے مرکب بادرفتار پر سوار ہوکر طرف قلعہ جمشیدیہ کے روانہ ہوا

دوکانہ داستان شوکت بیان سہیل مکار کا بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر بخدمت شاہزادہ عالیشان نور الدہر بن بدیع الزمان جانا اور لینا لوح طلسم کا و ذکر قتل جمشید جادو ساقی نامہ

ای ساقی لالہ فام وہی نوش
کیون بھول کا جام پیکے بھولا
کاوش جو خمار مے نے کی ہے
مرتا ہون دوا پلا دے ساقی
دے بنت عنب شتاب مجھکو
باقی نہین ضبط تاب ساقی

مجھ رند کو کیون کیا فراموش
محفل کی تھی زیب و زین مجھسے
ہشیاری مین طرفہ بیخودی ہے
اس درجہ ہون بیخودی سے سرشار
دکھلا رخ آفتاب مجھکو
اچھی سی پلا وہ بادۂ تند

سرمست مے ازل کو بھولا
رندون کو بڑا اچھا ہین مجھسے
اب دل کی لگی بجھا دے ساقی
ڈھونڈھ آیا کہان کہان نہ جاکر
دل ہجر سے ہے کباب ساقی
کچھ دیر نہ جس سے ذہن ہو کند

۲۰

نہ آنکھ کو کرکے جیب مین جھوموں	نغمہ شاہد مدعا کا چھیڑوں	کیفیت بزم کو بڑھاؤں
اک رند کی داستان سناؤں	مشتاق ہوئی جو طبع عالی	ساقی نے شراب دی نرالی
اب دیکھیے میری خوش بیانی	حضار سنین نئی کہانی	شاہد عروس بیان کو برائے

نظارۂ مشتاقان نرگس وار چشم براہ انتظار کے مشاطۂ نظم و نثر یون آراستہ کرتی ہے شعر خردمند۔
دانا ے فرخ نشان + رقم کرتے ہین اس طرح داستان + کہ بیان شاہزادۂ نورالدہر
بن بدیع الزمان بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران صف شکن وتہور شعاران تیغ زن
اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ مخمور سرخ چشم انتظام مین مصروف ہین ہرکارون کو حکم ہوا
دریافت کرو جمشید بے ایمان کس جگہ نہان ہوا مہتر شاپور شیر دل عیار ایرج عالی وتجارو
شبرنگ بن عمرو شاطر نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے حاضر ہین عرض کی جو اسپیان
تیزرو گئے تھے خبر کر آئے مفصل معلوم ہوا کہ وہ بےحیا قریب گنبد جمشید یہ جاکر اُترا ہے فوج جمع
کر رہا ہے قصد ہے کہ لشکرکشی کرے فقط زخم سر بانے ہے صحت پاتے ہی آئیگا بڑا کرّ و فر دکھائیگا
شاہزادۂ والاقدر نورالدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا سمجھا جائیگا ہمارے سردار غازیان
دیندار و مجاہدان تہور شعار اگر زخمدار نہوتے ہم ایک شب کی بھی اُسکو مہلت ندیتے جب تک
کہ اُس بےحیا نامرد ابدی اور ازلی کو تخت سلطنت سے تختۂ تابوت پر نہ کھینچونگا آرام نہ کرونگا
اگر سب صاحب بالغ نہوتے تو مین یکہ وتنہا جاتا شبرنگ آتش خوار نے عرض کی کہ صرف
حضور دو روز کی مہلت دین غلامان جانباز جس طرح بنے گا جاکر اُس سے لڑین گے حضور
کو اکیلا نہ جانے دینگے اور حضور یہ بھی ملحوظ رہے کہ اب اس جنگ کو طول ہوا شہنشاہ افراسیاب
کو بھی سب طرح کی خبر پہنچی ہوگی اور جمشید جادو نے بھی عرضی لکھی ہوگی کیا عجب ہے کہ ہوش ربا
سے بھی مدد آوے شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر فرمایا کہ اے شبرنگ آتش خوار والد نامدار
طلسم ہوش ربا مین قید ہین جسم سے شعلے نکل رہے ہین میرے برابر کوئی بدنصیب نہوگا عرصۂ دراز
سے قبلہ و کعبہ کا نشان نہین ملتا ہم کیسے نالائق فرزند ہین کہ آج تک کچھ نہین ہوسکتا اسد
غازی والد نامدار کا بھانجہ ہے وہ جاکر تو جانبازی کرے قید کی مصیبت اُٹھائے اور ہمسے
کچھ نہ ہوسکے اگر خدا اپنا فضل شریک حال کرے کہ ہم بھی لڑتے بھڑتے تا بہ طلسم ہوش ربا

پہونچین یا طلسم ہوش ربا کو لڑبھڑ کر فتح کرین یا مارے جائین دولت کونین حاصل ہو مردان عالم مین نام ہو بخیر انجام ہو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا ای شہریار طلسم ہوش ربا عجب مقام ہی وہان جانا دشوار ہی راہ مین ہزار طرح کی خرابی ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی کہ آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشنضمیر مع نامۂ شہنشاہی در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے سردارون کو حکم دیا استقبال کر کے لاؤ شبرنگ آتش خوار وغیرہ گئے باعزاز و اکرام آفتاب جادو کو لا لے سامنے آکر واسطے تسلیم شاہزادہ ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان کے خم ہوا شاہزادہ نور الدہر نے دنگل زرین مرحمت فرمایا آفتاب جادو نے نامہ پیش کیا شاہزادہ ایرج نے فوراً حکم دیا سونے کا ممبر نصب ہوا میرمنشی نے باواز بلند پڑھا مرقوم تھا کہ ای شاہزادگان والا قدر آفتاب جادو مع نیاز نامہ حاضر خدمت ہوتا ہی اگر فتح طلسم مین تامل ہو تو مین خود حاضر ہو کر آستان عالی پر جبہہ سائی کر دون فتح طلسم کرا دون اور ابریق آسمان سیر کو روانہ بھی کر چکا ہون اب تک کچھ خبر دریافت نہین ہوئی آخر گھبرا کر یہ عرضی روانہ کی جسوقت تک آپ لڑائی سے جمشید پلید کی مہلت نہ پائین گے یہ وزیر خوش تدبیر بھی خدمت بندگان عالی مین حاضر رہیگا کچھ فقرات طرزِ سے عمرو کے بھی لکھے تھے نور الدہر و ایرج نے آفتاب جادو کی بڑی خاطر کی ایک بارگاہ اسکے واسطے الگ استادہ کرائی خادم و خدمتگار اسباب عیش و نشاط مرحمت ہوا اور کہا بسم اللہ اُس بارگاہ مین جا کر آرام کرو آفتاب جادو نے دست بستہ عرض کی ای ذرہ نواز جب حضور دربار برخاست کرینگے مین بھی اپنی خوابگاہ مین جاؤنگا شاہزادہ نور الدہر نے جلسہ آراستہ کرایا آفتاب جادو ابریق آسمان سیر سے گھل مل کے باتین کر رہا ہی شاہزادہ ایرج نے آنکھین فرش کر دین اس خیال سے کہ کوے محبوب سے آیا ہی پیام والد دلدار لایا ہی اپنے قریب جگہ دی ہی چپکے چپکے پوچھ رہے ہین کہ ملکۂ عالم کا مزاج کیسا ہی یہ بھی باتین بنا رہا ہی کہ ہان حضور مزاج بہت اچھا ہی آپ کا ذکر اکثر دربار مین آتا ہی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے حکم دیا ساقیان پری رخسار جام بادۂ گلنار لے کر حاضر ہوے دور جام گردش مین آیا ہنگامۂ ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوا ایک حور پیکر نے سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل گائی عاشق مزاجون کے سر پر

غزل

آئیں آنکھ گئے دنیا سے خریدار محبت
آفت آئی کھاتا نہین کیون بندہی بازار محبت

خواہان نہیں عزت کے خریدار محبت
دلال ہے ہمراہ خریدار محبت
پیدا ہے ہر اک عضو سے آثار محبت
بت پوجتے ہین کوے خریدار محبت

توقیر ہے رسوائی بازار محبت
بولی وہ ہوے فاش جو اسرار محبت
آنکھیں ہین مری روزن دیوار محبت
شوریدہ سر حسن ملیحان ہین ازل سے

دل لیکے چلا ہے سوے بازار محبت
داخل کرین جرمانہ گنہگار محبت
یان عشق مجازی مین حقیقت پہ نظر ہے
ہم لوگ قدیمی ہین نمک خوار محبت

سب سے زیادہ ایرج نوجوان بیقرار یاد مین ملکہ بران شمشیر زن کے آنسوون کا تار بندھا ہے تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری جلسہ برخاست ہوا نورالدہر اپنی بارگاہ مین آئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہی انتظام کیا کہ جب شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھپرکھٹ پر آرام فرمایا بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر آن کر متمکن ہوئی سر اٹھا اٹھا کر چہار جانب دیکھتی جاتی تھی دربارگاہ پر سبز رنگ آتش خوار و فیروز نامدار حاضر ہین صداے دورباش دے رہے ہین کیا مجال پرندہ پر مار سکے اور درندے کی تو کیا لیاقت ہے جو ادھر سے گذرے مگر سہیل مکار جو بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر آیا ہے بارگاہ مین اپنی آن کر چپکا لیٹ رہا بجیا کو نیند کب آتی ہے انتظار مین ہے کہ سناٹا ہو تو طلسم کشا کو گرفتار کرون مقام تو اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہے جب اسنے دیکھا کہ پہر رات باقی رہی اپنی بارگاہ سے نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ نورالدہر کے چلا و ملکہ مخمور سرخ چشم کا یہ حال ہے کہ بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر بیٹھی ہے قبہ بارگاہ مین منقار سے سوراخ کر لیا سر جھکا کر کبھی شاہزادے کو دیکھا کبھی کوہ و دشت و بیابان کی طرف نگاہ ڈالی خیال ہے اگر کوئی آئیگا تو باہر سے آئیگا آفت ارضی کی کسکو خبر ہے وقت آخر شب ہوا ٹھنڈی ہوا چلی ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ بند ہو گئی یہ سو رہی فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا یعنے سہیل مکار نے گوشہ بارگاہ شاہزادہ نورالدہر مین سر نکالا دیکھا شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین چار خدمتگار پاؤن دبا رہے ہین تعبیر خواب شاہزادہ والاقدر نورالدہر بن بدیع الزمان بلند ہے سہیل مکار نے سحر کیا چارون خدمتگار بیہوش ہوے اب یہ بیچا تڑپ کر نکلا یہ بھی آگاہ ہے کہ مخمور سرخ چشم بالاے بارگاہ بیٹھی ہے قلب خوف سے تھرا رہا ہے جانتا ہے کہ مخمور سرخ چشم بلاے روزگار ہے اس سے بچنا دشوار ہے افتان و خیزان مثل صید خائف قریب چھپرکھٹ کے آیا دوشالہ چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک شیر دلیر پڑا ہوا سو رہا ہے لوح طلسمی گلے مین ہے خیال مین گذرا اگر جاگ اٹھا تو جان کا بچنا دشوار ہے پہلے ہی لوح طلسمی لینا چاہیے

مقراض جھولی سے نکال کر دو دریا بریشم کا کاٹا گویا رشتۂ حیات شاہزادے کا قلم کیا لوح لے کر اس
بیچیا نے جھولی مین ڈالی اب اِسنے قصد کیا کہ مین نورالدہر کو بھی لون پھر خیال مین آیا کہ گرفتار
کر کے کیا کرونگا ایک ہاتھ مارون کہ برباد کن ساحران عالم کے دو ٹکڑے ہون اِس جلاد صاحب
بیداد نے تیغہ کھینچا شاہزادۂ والا تبار پر سحر تو کیا نہ تھا نورالدہر کی آنکھ کھل گئی دیکھا ایک سیاہ پوش
بصد جوش وخروش تیغۂ برہنہ ہاتھ مین لیے وار کیا چاہتا ہے نعرہ کیا باش او بیچیا ہر چند کہ لوح چھین چکا
ہے مگر نام مرد بہ از مرد اگر سحر کرتا تو یہ بیکار ہو جاتے سہیل مکار بھاگا نعرے سے شاہزادے
کے ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ کھلی دربارگاہ سے ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر وشبرنگ آتش خوار وغیرہ جھپٹے سہیل جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا کسی طرف سے
نکلنے کا راستہ نہ پایا اسی نقب سحر مین پھاند پڑا ملکہ مخمور سرخ چشم جو تڑپ کر گری دیکھا شاہزادہ
حیران کھڑا ہے کہا اے شہریار خیر تو ہے کہا ملکہ ایک جادوگر لوح لے کر اس غار مین پھاند پڑا مجھپر
تلوار کھینچ کر آیا تھا مین نے نعرہ کیا تم سب جو دوڑے تم اُسنے اپنے کو اِس غار مین گرا دیا ملکہ مخمور نے
کہا اے شہریار یہ غار نہین یہ تو نقب سحر ہے شبرنگ وغیرہ سے کہا نقب بارگاہ سے آفتاب جلد
کے لگی ہے اے ملکۂ عالم یہ وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر نہ تھا کیا عجب ہے سہیل مکار ناظم گنبد جمشید یہ
ہووے وہ بڑا جعلساز دغاباز ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہان جائیگا تم سب صاحب
تیار ہو کر ساتھ شاہزادے کے آؤ مین تو چلتی ہون مگر بلکہ خدا اب لوح پاس نہین ہے اپنے آقائے
نامدار کو اکیلا نہ چھوڑنا یہ کہکے جسم سے نقب مین پھاند پڑی یہان شاہزادۂ نورالدہر نکلکر پشت
مرکب پر سوار ہوے ایک جانب سے ایرج نوجوان و ملکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیر وزیر
شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر وشبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار حربہ ہائے سحر ہاتھ مین لے کر
ہزبر آتشین پر سوار ہو کر چلے مگر سہیل مکار نقب سحر کا ٹتا ہوا تین کوس پر صحرا مین جا کر نکلا چاہتا تھا
پر پرواز پیدا کر کے اُڑون کہ پشت سے نعرہ ہوا منم ملکۂ مخمور سرخ چشم او بیچیا کہان جاتا ہے
مین نے پہچانا سہیل مکار نے جو پلٹ کر دیکھا ملکۂ مخمور مثل شعلۂ جوالہ گاتی ڈوپٹہ کی بندھی ہوئی
چہرہ غصہ سے سرخ و اسباب سحر ہاتھ مین غصہ بات بات مین نقب سحر جو جلدی مین لگائی انگلیون سے
ہاتھ کی خون کے قطرے ٹپک رہے ہین سہیل جادو بدحواس ہو گیا ملکۂ مخمور سرخ چشم نے گرتے گرتے ۱۰

چند دانے ماش کے مارے شعلہ ہائے آتش نے سہیل جادو کو گھیرا اسنے گھبرا کر لوح کو
چمکادیا شعلے پانی ہو کر گر گئے لوح کو جلدی رومال مین لپیٹ کر جھولی مین ڈالا ملکہ مخمور پر گولہ
مارا ملکہ مخمور سحر دفع کرنے لگی یہ پھر خوف سے تھراتا ہوا بھاگا ملکہ مخمور جب سحر دفع کر چکی دیکھے
گولہ کاٹا دیکھا سہیل جادو بھاگا جاتا ہی مثل برق جندہ چمکی اور للکارا کہ او ملعون خیر اسی مین ہی
کہ لوح پھینکدے مین تیرا پیچھا نہ کرونگی جہان جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا یہ کہکر ہاتھ
ہلایا برق چمک کر گری سر سہیل بکار کا زخمی ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نیمچہ کھینچکر جا پڑی وہ جو
کر کے بھاگا چاہتا تھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے عاجز کر دیا ہی قریب ہی کہ ملکہ اسکو گرفتار کرے لوح
چھین لے کہ طرف سے گنبد جمشید پہ سکے گرد عظیم اٹھی شعلے بھڑکتے ہوئے طائر منڈلاتے ہوئے
اژدہون کی پھنکار شیرون کے ڈکار لینے کی آوازین آئین دیکھا کہ جمشید جادو مع تین لاکھ فوج
کے اژدر سحر پر سوار مع فوج ساحران غدار پیدا ہوا سہیل بکار نے آواز دی اے شہریار دوڑیے
جلدی آئیے مجکو ہاتھ سے اس خونخوار کے بچائیے بس جمشید وہین سے جھپٹا نعرہ کیا او مخمور
سرخ چشم اپنی جان کو غنیمت جان نکلجا تعرض نہ کرونگا شہنشاہ افراسیاب کا مجکو پاس ہی
اگر قتل کر ڈالونگا وہ بادشاہ عالیجاہ دامنگیر ہوگا کہ میری معشوقہ کو کیون قتل کیا ملکہ مخمور سرخ چشم
نے آواز دی او حیا مین افراسیاب خانہ خراب پر لاکھ لاکھ مرتبہ لعنت کرتی ہون تو اسکا
پاس نہ کر جمشید جادو نے کل فوج کو حکم دیا چار طرف سے گولے ترنج و نارنج کے اس ماہ وج
کمال پر پڑنے لگے مگر مخمور سرخ چشم اس بلوے مین کہ گھٹا فوج کفر کی چھائی ہوئی مثل
آفتاب عالمتاب چمک چمک کے نکلتی ہی صدہا کو نگاہ سحر آگین ڈالکر مار ڈالا مگر کس کس کے وار
کو روکے سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ سہیل بکار جمشید جادو کے پاس نہ پہونچنے پائے زخم
اٹھاتی ہی مگر مثل برق تڑپ کر سہیل جادو پر جاتی ہی ایسے زخم لگائے کہ تمام چہرہ گلنار رستے
خون کے جسم پر جمے ہوئے نیمچہ سحر ہاتھ مین کہنی سے خون ٹپک رہا ہی جمشید جادو نے آواز
دی ارے ظالم کو کمندہائے سحر مین گرفتار کرو چار طرف سے کمندین لے کر ساحر بڑھے اب ملکہ
مخمور سرخ چشم گھبرائی طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی اے سامع الدعوات و اے رفیع الدرجات
اس بلا سے بچالے دریائے مصیبت سے نجات دے نظم

ای کارکشای بستہ کاران
زان پیش کہ گوی او شنیدہ
دردا کہ بہ آب پیش نبردیم
نکشودہ درے بہیچ بابے

امید ہمہ امیدواران
ماییم و ندامت و تحیر
لب تشنہ درین سراب مردیم

برخیز ترا بدل رسیدہ
سرگشتہ بہ وادی تفکر
زین پردہ ندا و کس جوابی

مخمور سرخ چشم کی دعا تمام ہونے پائی تھی کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار ایک جانب سے ملکہ شگوفہ رنگ رو متحیر انگشت تفکر زیر دندان تحیر ملکہ مخمور کو جو کھڑے دیکھا پیتا بانہ اپنے کو گرادیا کہا ملکہ مخمور یہ کنیز آپہونچی ماشاء اللہ کیا کتنا ثابت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواب دیا ای شگوفہ مجکو قتل ہوجانے دے وہ غول مین ساحرون کے سہیل سکار ورح لیے جاتا ہی اُسکو جا گھیر دو کسی سحر کرکے ٹوک دے شگوفہ طرف سہیل جادو کے جھپٹی کہ پہلو سے نعرہ شاہزادہ نورالدہر ابن بدیع الزمان کی صدا آئی نعرہ

بیاو لشکر اسلام نورالدہر کز ہیبش
ہماے اوج رفعت شاہباز عرصہ مردی
عدو در رزمگاہش صد ہزاران تاں الاحزاں ندہد
کہ شاہا فش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ
ایک جانب تلوار کھینچکر یہ بھی گرے

لڑنے لگے دونون لشکر آپس مین مثل آب شور و شیرین و مثل ظلمت و نور مل گئے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے جو اتنی مہلت پائی صفون کو پامال کرتی ہوئی جاتی ہی سہیل جادو گھبرایا ہوا سر سے پاتک زخمدار بھاگا ہوا طرف جمشید جادو کے جاتا ہی ہزارہا جادوگر اسکو گھیرے ہوے ہین جمشید جادو نے حکم دیا میرے قوت بازو کو بچاؤ ہاتھون ہاتھ میرے پاس لاؤ جادوگر لڑتے ہوے سہیل سکار و ناہنجار کو بچاتے ہوے زور اپنے سحر کے دکھاتے ہوے قریب تخت جمشید ہو بخت پہنچے سہیل جادو نے آواز دی ای شہریار لوح لیجیے مخمور خونخوار میرے تعاقب مین آتی ہی جمشید جادو تخت سے کود پڑا اُدھر سے سہیل جادو بڑھا اِدھر سے جمشید چلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دور سے دیکھا کہ لوح طلسمی پاس جمشید جادو کے پہونچا چاہتی ہی ساحران نامدار کو آواز دی یارو یہ وقت جانبازی اور سرفروشی ہی اگر لوح جمشید جادو پا گیا پھر کچھ نہ ہوسکے گا اُسوقت شبرنگ آتش خوار و ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر مالک طلسم نور افشان و فیروز نامدار وغیرہ اس زور و شور سے سحر کرنے لگے کہ زمین و آسمان مین زلزلہ پیدا تھا فلک شعبدہ باز اس سحر و ساحری کو دیکھکر اپنے نیرنگ افسون کو

ہولا مگر باعث انتشار طیعان نور الدہر وامیج نوجوان کو یہ ہے کہ شہزادۂ والاشان امیج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان دریا سے نوج ساحرون میں غوطہ مار رہے ہیں ساحرون ہیجا کو للکار رہے ہین جب کسی ساحر کا سحر اپنے پر چل جاتا ہے ہاتھ پاؤن بیکار مجبور و ناچار ہو کر ٹھہر جاتے ہین شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار وغیرہ یہ بھی جگر کرتے ہین بڑھ بڑھ کے دونون شہزادون کو بچاتے ہین ہر چند کہ قصد کرتے ہین کہ سہیل جادو تک پہونچین نہین ممکن ہوتا لوح جمشید جادو نے بھی جان لڑادی صفین باندھے لڑ رہے ہین قیامت کے معرکے پڑ رہے ہین وہان سہیل جادو نے جمشید جادو کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ لوح دیدے ملکہ مخمور سرخ چشم برق بنکر آسمان مین ڈوبی کڑک کر جو گری سہیل مکار کا سر اڑ گیا یہ بیچا پھڑک کر زمین پر گرا لوح ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر مثل ستارۂ سحری کے چمک رہی ہے جمشید سیہ بخت چاہتا ہے مین اٹھالون ملکہ مخمور کا قصد ہے کہ اپنی جان دون یہ بیچا لوح نہ پائے مگر شاہزادۂ والاشان نور الدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و صولت لڑتے ہوئے اس مقام پر پہونچے دیکھا لوح بیچ مین پڑی ہے گھمسان کی تلوار چل رہی ہے ہزارہا لاشہ پڑا لوٹ رہا ہے دشت ریگستان چمن لالہ زار بنگیا ہے نعرہ کر کے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان مرکب سے کودے لوح کو دیکھکر جسم مین طاقت آگئی سینہ سے نیزون کو ریلتے ہوئے جان پر کھیلتے ہوئے بڑھے ناظرین کو یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملکہ شگوفہ جادو مثل پروانہ کے گرد شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کے پھر رہی ہے جسنے شاہزادۂ والا قدر نور الدہر پر سحر کیا جھپٹ کر اسی کو مارا سر تن سے اتارا ایک سمت -

فیروز جادو بھی آگیا ہے ادھر ملکہ مخمور سرخ چشم نے بھی گولہ آہن کا اپنے خون مین ترکیا یا تو گولہ آہن کا تھا یا گلاب کا پھول بنگیا کھینچکر لشکر جمشید سیہ بخت پر مارا اس پھول کے ٹوٹنے سے اس مقام پر اندھیرا چھا گیا ہر ساحر سیہ رو کا قلب تھرا گیا اس تاریکی مین شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان نے اپنے کو لوح پر گرادیا رستمانہ لوح کو اٹھایا اب جو اٹھے تو لوح کو گلے مین ڈالے ہوئے ایک سوار کو مار کر گھوڑا بھی لے لیا اسپر سوار ہو کر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نبیرۂ کوچک سلیمان نور الدہر بن بدیع الزمان عالیشان

نظم

گر طفلی بجرأت ہنر داشتم
ظفر بر یلان عرب یافتم
شہ نوجوانان لقب یافتم

نقارا بیک دست بداشتم
جمشید جادو نے جو شاہزادۂ

بن بدیع الزمان کو لوح پہنے ہوئے دیکھا سر پیٹتا ہوا پیچھے ہٹا کہتا تھا یارو سامری و جمشید نے
اپنے پرستارون پر یہ کیا آفت ڈالی نئی صورت تباہی کی نکالی مگر یاروجی داری کر دگھیر کر مسلمانون
کو مار لو تم زیادہ ہو وہ کم ہین مگر فرزندان حمزہ اپنے زمانہ کے رستم ہین اس ہنگامہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم
بھی انتہا کی زخمی ہوئی ہی مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جو لوح پہنے دیکھا چہرہ خوشی
سے سرخ ہوگیا درد زخمون سے موقوف ہوا **اشعار**

زمین کو تزلزل فلک شعلہ بار
نقیبان لشکر صدا دیتے تھے
یہ تھا گرم ہنگامۂ گیر و دار
دلیران جنگی یہ ہے وقت جنگ
کہ ہو بحر جرأت کے تم سب نہنگ
قدم بڑھ کے یارو نہ پیچھے ہٹے
کہ ہو کشت جرأت تمہاری ہری
گل زخم کھا کھا کے خون مین بھرو
کرو جنگ مین اب وہ نام آوری
اب ان باغیون کو کردو پامال
زمین خون سے ہو دور تک لال لال
لڑائی مین لڑ بھڑ کے سرسبز ہو
اے دلیران نامی و اے پہلوانان

گرامی عرصۂ زیست بہت تنگ ہی رستم دلو وقت نام و ننگ ہی دنیا مقام عبرت نہ جائے عشرت
زمانہ زندگی کا کم ہی حسرتین بہت یہ بھی غم ہی بڑے بڑے اولوالعزم بہادران میدان رزم دنیائے
فانی سے حسرتین لیکر گئے بروقت نزع منفعل ہوئے مال دنیا کا بد مآل ہی اسکے جمع کرنے کا
ناحق خیال ہی مثل از حکیمے پرسید ند نیک بخت کیست و بدبخت چیست گفت ای برادر نیک بخت
آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مرد و ہشت مصرع نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت ۔ بادشاہون کا
عدالت سے نام ہی بہادرون لڑ بھڑ کر مرنا کام ہی اپنے مالک کا ساتھ دو زخم کھاؤ بلبل جہان
مین سرخرو ہو بحر عالم مین آبرو ہو صدائین نقیبون کی سن سن کے جو نامرد اور نبرد لے تھے بھاگنے
کی فکر کر رہے تھے جھوم جھوم کر پلٹ پڑے دم شمشیر سے گلے ملا دیے شاہزادہ نور الدہر بن
بدیع الزمان نے شمشیر زنی کر کے طبقے زمین کے ہلا دیے لوح طلسمی مثل ستارہ سحری نگین
چہرہ مثل آفتاب عالمتاب تیغ برق مثال ہاتھ مین جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے **نظم**

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر
یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
بہر جا کہ شمشیر او کار کرد
یکے را دو کرد و دو را چار کرد
درید و برید و شکست و بہ بست
یلان را سر و سینہ و پا و دست

اس جوش و خروش مین نہنگ بحر صاحبقرانی جنگ کر رہا ہی کیا عجب ہی زبان تیر و کلہ عمود
سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہو کمانون نے اپنے تئین اسکے بازو پر قربان کیا ترکشون نے

خوف سے منہ کھول دیا نیزے تھرا رہے ہین آنگلیان سنان کی اٹھا کر بھاگنے کا راستہ بتا رہے
ہین تلوارین جنگ سے آری سپر کو اپنی رو دیا ہی بر بیقراری خنجر خوف سے خم تیر بیدم گرز سر گشتہ
بھولے دشمنون کے ہاتھ پاؤن پھولے جرأت شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان دیکھکر
دشمن بھی تعریفین کرتے ہین شعر ترک خنجر دار گردن ہر دم از چپ و راست برین + رزم اوی دید و می گفت
آفرین صد آفرین + المختصر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج قلم کیا
سامری پرستون پر علم مصیبت گرا نامردون نے کھیت چھوڑا بھاگنے کی فکر ہوئی استاد ان
سخنور تحریر فرماتے ہین کہ تین شبانہ روز ایک طور پر یہ جنگ رہی فوج جمشید بحساب لشکر
اسلام بہت کم مگر یہ تھوڑے ایسے لڑے لاکھون کے جی چھوٹ گئے آخر بھاگنے لگے شاہزادہ
عالیشان نورالدہر بن بدیع الزمان علم فوج قلم کر کے قریب جمشید جادو پہونچے اسنے بھی
سحر سے دریا سے خون بہا دیئے ہین شاہزادہ نورالدہر کو جاتے دیکھا ترنج و نارنج گولے
آہن کے گچھے پیکان کے ماش کے دانے سب نورالدہر پر پھینک مارے ایک برج آتشین
شاہزادے پر گرنے لگا نورالدہر نے روح کو جتکا دیا وہ برج آتشین ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اسکے
لشکر پر گرا ہزارون ناری جلے نورالدہر برابر جمشید کے پہونچگئے جمشید گھبرایا جانتا ہی سحر اس جوان
پر تاثیر نہ کریگا تخت سے اپنے کو گرا دیا غلطاں مارکر کچھ سحر کیا بازوون پر اس کے حمید خائف کے
پر پیدا ہوے اڑکر چلا قصد ہوا کہ نکلجاؤن اپنے کو خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے پہونچاؤن
سردارون نے شاہزادہ نورالدہر کو آواز دی ای شہریار اگر یہ نکلجائیگا بڑا فساد برپا کرے گا
شاہزادہ نورالدہر نے دیکھا حقیقت مین ایکی جست مین قندیل فلک ہو جائیگا پھر اسکو عقاب
تصور بھی نہ پائیگا بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش پر سے اتاری تیر سہ پہلو نخچیر کمان مین پیوست کیا
تاک کر جمشید جادو کو مارا قضا تو اس تیر کی دامنگیر تھی وہ تیر سینہ پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار
گذرا جمشید جادو الٹ گیا بجاے خون کے جسم سے شرارہ آتش نکلا جہنمی جلتا ہوا زمین پر گرا
تمام زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا آوازین مہیب آئین سنگباری برفباری ہونے لگی بعد اسکے آواز
آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم تمام ساحران
طلسم جمشید پر گھبرا گئے صدہا مکانات جو اسکے سحر سے بنے تھے وہ گر گئے تین شبانہ روز

دلائی کو گذر بھی چکے تھے چار طرف سے آواز الامان بلند ہوئی وزرا و امرا ساکنان گنبد جمشیدی رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت مین حاضر ہوئے مطیع الاسلام ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بفتح و فیروزی مع شاہزادہ ایرج نوجوان بعد عظم و شان داخل گنبد جمشیدی ہوئے دیکھا ایک قصر عالی بیچ مین تخت جواہر نگار گرد بر دو نگل و کرسیان و شیشہ آلات سے قصر آراستہ ایک جانب ملکہ شگوفہ و ملکہ مخمور سرخ چشم ایک سمت ابرق آسمان سیر مشیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب روشنضمیر مالک طلسم نورافشان مع شبرنگ آتش خوار و فیروز تا مار سب زخمدار بیقرار جراحان چابک دست حاضر ہوئے دو دن کامل مین زخمدوزی سے سب سردارون نے صحت پائی تیسرے دن دربار شاہزادے کا گرم ہوا کوٹھے خزانے کے کھلے سلاح ہائے طلسمی ساز و یراق و مرکبان و صندوقچہ ہائے جواہر اسلحے یہ سب اسباب نکلکر سامنے گنبد جمشیدی کے انبار کیا گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے خلعت و انعام سے سرداران طلسمی کو سرفراز کرنا شروع کیا اس سامان مین شاہزادہ معروف ہی شبرنگ آتش خوار کل امورات کا مہتمم ہی کہ شبرنگ بن عمرو نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت پر ایک مرد پیر سفید پوش حاضر ہی شاہزادہ نورالدہر نے کہا بلاؤ دیکھا تو سامنے سے ایک مرد پیر بزرگ باریش سفید عمامہ سفید سر پر قبائے اطلس در بر آکر سلام کیا ایک کنٹھا ہاتھ پر رکھکر بطور نذر پیش کش کیا عرض کی کہ ای شگوفہ گلزار صاحبقرانی و ای نوباوہ گلشن کامرانی فتح طلسم جمشید مبارک ہو یہان سے قریب قصر ہی اسی گنبد کے متعلق کہ اسکو قصر حکما کہتے ہین اس قصر مین جناب حکمت مآب بقراط ثانی رہتے ہین اب تک ہم سب لوگ تقیہ مین تھے شکر ہی کہ آج مذہب یزدان پرستی شائع ہوا آفتاب عالمتاب ملت حق طالع ہوا ایسے جناب حکیم صاحب نے بعد دعائے ترقی عمر و دولت عرض کی ہی مین نہایت زیارت کا مشتاق ہون برائے چند ساعت سرفراز فرمایئے ہر چند کہ حاضر ہونے مین میرے لیے شرف کونین ہی روح کو راحت دل کو چین ہی مگر چند امورات ضروری عرض کرنا ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا بسم اللہ بزرگون کی زیارت سے ترقی عمر و دولت ہی انکی ملاقات کرنا ہماری سعادت ہی شاہزادہ نورالدہر اٹھا ملکہ مخمور نے اشارہ کیا کہ ہمین ہمراہ بھی ساتھ چلینگی شاہزادہ

نورالدہر

نور الدہر نے مسکرا کر جواب دیا بلکہ ان بزرگ کے چہرے سے آثار زہد و عبادت ظاہر ہین عرض
کی کہ مین ضرور چلونگی وہ جو مرد بزرگ آئے تھے اُنھون نے کہا ای شہریار خود حکیم صاحب نے فرمایا
ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو ضرور ساتھ لائیے گا اور دوسرے صاحب فرزند غا ور سیاہ آنکھ بھی
ساتھ لیجیے نور الدہر بن بدیع الزمان نے شاہزادۂ ایرج نوجوان و ملکہ مخمور سُرخ چشم
و شبرنگ آتش خوار وغیرہ چالیس سردار دونون عیارون کو ہمراہ لیا اُن مرد بزرگ کے ساتھ
چلے کوس بھر راستہ طی کر کے قریب قلعۂ عالی کے پہونچے دیکھا دروازے پر چند خدمت گزاران
معقول صاحب عقل و شعور حاضر ہین شاہزادے کو دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوے پردۂ زنبوری
کھنچا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اندر داخل ہوا دیکھا مکان نفیس ایک چوکی گرد اگرد کرسیان جواہر نگار اسباب
عبادت بیشمار بخورات روشن قیصر رشک گلشن اُس چوکی پر ایک مرد مقدس بزرگ چہرے سے
آثار رعب و جلالت ظاہر جبین مبین پر گھٹّا عبادت کا مثل ستارۂ سحری چمک رہا ہی شاہزادۂ نور الدہر
بن بدیع الزمان کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے مسکرا کر فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای خورشید
فلک کامرانی تشریف لائیے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست * کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست
نور الدہر بن بدیع الزمان سے یہ فرمایا اور شاہزادۂ ایرج نوجوان کو دیکھکر فرمایا ای نقد

روح و روان قاسم عالی شان وای شاہزادۂ ایرج نوجوان شعر		بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم
تنگ آمدہ ام چندانکہ از غم رباعی	ز آمدنت اگر خبر داشتمی	در رہگذرت گل و سمن کاشتمی
نگذاشتمی کہ پای بر خاک نہی	خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمی	دست راست مین کرسی جواہر نگار

پر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جگہ دی بسمت دست چپ شاہزادۂ ایرج نوجوان کا
مقام ہوا طرفہ شاہزادۂ نور الدہر کے وہ مرد بزرگ متوجہ ہوے فرمایا کہ آپ کے قدوم میمنت لزوم
کی برکت سے دیدۂ دل روشن ہوئے مجھے صرف ملکہ مخمور سرخ چشم سے ملاقات منظور تھی ملکہ
مخمور سرخ چشم بلا تکلف سامنے آئین حکیم صاحب نے فرمایا کہ ای نیر آسمان حسن و جمال کچھ مجملاً
کچھ مفصلاً طلسم ہوش ربا کا حال ارشاد ہوئے میعاد شاہزادۂ عالی وقار اسعد نامدار کسقدر باقی
ہی افراسیاب خانہ خراب کس فکر مین ہی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھون سے دریا اشکون
کا جاری ہوا عرض کی وہ حال آپ نے پوچھا جسکو زبان سے تقریر کرتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی

عرصہ دراز گذرا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہے ساحران طلسم ہوش ربا کا میسا ہے نہین معلوم زندان مصیبت مین اُس شیر صولت کا کیا حال ہے حکیم صاحب نے فرمایا ای نور نظر وہ صاحب اقبال ہے ایک دن افراسیاب جادو کی قید سے ضرور چھوٹیگا مگر افراسیاب کا ہو لیگا وہ رستم خصال افراسیاب کا قاتل ہے جو اُسکے قتل کی فکر مین ہے وہ سراسر جاہل ہے بیچارہ افراسیاب کتاب سامری نہین دیکھتا جو کچھ اُسمین تحریر ہے وہ نوشتۂ تقدیر ہے مگر ای ملکہ مخمور رہا ہونا اسد کا گنبد نور سے نہایت دشوار ہے مگر وہ بے نیاز مالک و مختار ہے ہنر پر بیشۂ طراری نہنگ بحر عیاری صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار سے عرض کرنا بقراط ثانی آپ کی قدمبوسی کا بہت مشتاق ہے نہین معلوم کیا باعث فراق ہے انشاء اللہ بحول و قوت الٰہی و بہ عنایت فیوض نامتناہی وقت معین پر حاضر ہونگا جو مناسب وقت ہوگا عرض کرونگا مگر یہ نیاز نامہ ملفوف ہے سوائے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے جو کھولے بیوقوف ہے شاہنشاہ اوج عیاری سے کہنا کہ اِسکو ملاحظہ فرمایئے اِسکے مضمون پر کاربند ہوجیے جن جن ساحرون کا نام اسمین لکھا ہے جبتک وہ آپ کے مطیع و منقاد نہونگے دشمن پامال دوست دلشاد نہونگے اور عرض کرنا کہ آپ کو بڑے بڑے مقامات سخت کا سامنا ہے اُس رب پروردگار آپ کے سرداران نامی کی جان بچائے کہ جب افراسیاب بجبرۂ سخت بلا کے سلطے کا قصد کرے مین نے جو علم ستارہ شناسی مین دیکھا صاف ثابت ہوا کہ مشعل جادو ضرور آئیگا اپنی روشنی دکھائیگا اُسکی شمع حیات کون بجھائیگا بجبرۂ ددم جسکے مالک کا نام ملکہ تاریک صورت کش ہے اُسکے نام سے دل شوش ہے اُس مقام تک جانا مشکل ہے کہ وہ کوشش لاحاصل ہے ای مخمور ان فقرات کو خدمت مین خواجہ کی با ادب گزارش کرنا ہمارے لیے دعاے خیر کرین ضرور سفارش کرنا بہت سے امورات فرما کر وہ نامہ مخمور کو دیا شاگرد رشید انکے جو شاہزادے کو بلانے گئے تھے انکا پیر عبادت گزار نام ہے فرمایا کہ شاہزادے کیواسطے سلاح طلسمی لاؤ پیر عبادت گزار ایک کشتی مین سلاح طلسمی آراستہ کرکے سامنے حکیم صاحب کے لائے اپنے دست حق پرست سے حکیم صاحب نے خود یاقوت احمر بعد کر و فر افسر کے سر پر رکھا زرۂ الماس نگار رہ ستارے سے نور سے رونگے زیب جسم شاہزادۂ والا قدر کیے چار آئینے کو

دیکھا ہر شخص کو حیرت ہی آئینہ سکندری کی کیا حقیقت ہی یہ تمام اشیاے نادرہ وسے کر تیغہ برق مثال اپنے ہاتھ سے کمر مین شاہزادے کے لگایا کمان کیانی نے داہنی جانب معلق پایا ثابت ہوا ماہ تابان برج قوس مین آیا ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین جانب ایک سلاح نیلم نگار خدمت مین شاہزادہ ایرج نوجوان سے حاضر کیا چالیس سرداران نامدار جو ساتھ شاہزادہ عالی وقار کے آئے تھے جناب حکمت مآب نے سب کو مخلع کیا اور فرمایا اے شاہزادہ والاقدر اپنے جد عالی تبار صاحبقران نامدار سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرنا اور کہنا حضور فراش راہ دین اسلام ہین اب غلام سمت خانہ کعبہ جائیگا بعد فراغ حج طلسم ہوش ربا مین بھی آئیگا یہ کہکر اٹھے ہوادار پر سوار ہوے سامنے شاہزادہ نورالدہر کے مع بندگان خاص و ملازمان باختصاص سمت صحرا روانہ ہوگئے ناظرین اس مقام کو ملحوظ رکھین انشاءاللہ وقت پر جناب حکمت مآب کا ذکر آئیگا ہر ایک مشتاق انکی داستان سے لطف اٹھائیگا اب شاہزادہ عالیشان نورالدہر بن بدیع الزمان قلعہ جمشیدیہ مین آئے صلاح سے ملکہ مخمور سرخ چشم کی ملکہ شگوفہ کوہیان کا حاکم کیا شبرنگ آتش خوار وغیرہ کو دربندعن کے انتظام کا حکم دیا زندان طلسمی مین کہ اسی قلعہ جمشیدیہ مین واقع ہی ہزارہا بندگان خدا قید تھے شیران سلطنت نے جب اسکا نشان بتایا نورالدہر خود در زندان پر تشریف لائے در زندان وا ہوا اپنے عاشق صادق ہزبر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو برق کو پایا شاہزادہ نورالدہر نے جوش محبت مین گلے سے لگا لیا کئی سو زندیان جلیل القدر تھے سب کو رہا کیا سب نے شرف پاسنے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کر کے مسلمان ہوے بعد ایک ہفتہ کے ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادہ نورالدہر سے رخصت ہوئین آپسمین انکار رخصت ہونا خیال فراق مین بلک بلک کے رونا دیکھنے والون کے کلیجے شق ہوتے ہین مخمور کا عرض کرنا کہ اے شہریار دو ہفتہ از دو دین جاتے ہین پھر پروردگار آپ سب صاحبون سے ملائے اے شہریار وہ زمانہ قریب ہی ہم لوگ رہائی طلسم کشا کی فکر کرینگے افراسیاب خانہ خراب قتل کی تدبیر مین ہی دیکھین فلک کیا کیا دکھائے نورالدہر و ایرج نوجوان و شاپور و شبرنگ نے اپنی اپنی عرضیان خدمت مین خواجہ عمرو نامدار کے روانہ کین چاہا اکثر تحفہ جات دین ملکہ مخمور سرخ چشم نے

نے کہا اے شہریار تاجدار طلسم ہوش ربا ہمکو پہونچنا دشوار ہے راہ ہاے مشہور ترک کرینگے کوہستان و
خارستان کو طے کرینگے نقد جان کا بچنا مشکل ہے تحفہ جات کیونکر بچائین ان اشیا کو لیجا کر بحفاظت
رکھے جب جامع المتفرقین اُسنے آپ کو ملائیگا ان تحفہ جات کو بھی پیش کیجیے گا ان کلمات
حسرت آمیز پر ملکہ مخمور سرخ چشم کے سبکی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا شور گریہ و
زاری بلند ہوا شاہزادہ نورالدہر ابن بدیع الزمان کو گریان و نالان چھوڑکر آواز الفراق و الوداع
کہتی ہوئی جفاے ہجر سہتی ہوئی طاؤس زرین بال پر بیٹھکر سمت طلسم ہوش ربا روانہ ہوئی بعد
اِسکے جانے کے شاہزادہ نورالدہر نے اول ملکہ ماہ پرور سے عقد کیا ملکہ شگوفہ جادو کو
وقت فتح طلسم ہوش ربا کا مژدہ دیا ساحر سب اِسی مقام پر چھوڑے غیر ساحر جوانان یلتن و
دلاوران صف شکن کو ہمراہ لیا مال طلسمی چھکڑون پر لدوایا طہماس بن عنقویل دیوپر در
بعہدۂ سپہ سالاری ہراے انتظام لشکر آگے بڑھاکنی سوفقار سے پر چوب پڑی شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان مع ایرج نوجوان نقد روح روان قاسم ذیشان بصد شوکت و شان
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑو وقت پہ انکا بھی حال تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا کے کہ بارگاہ مین سے ملکہ مہرخ کی
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو افراسیاب جادو لیگیا ہے پہونچنا اِسکا کوہ مروارید پر اور
ملکہ شبنم گوہر پوش کا روکنا شہنشاہ افراسیاب جادو کو اِسکا شریک جلسہ ہونا
عیاریان عیارون کی بعد جستجوے بسیار رہائی خواجہ عمرو عیار نامدار ساقی نامہ مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی ماہرو
کرون ذکر حالِ عمرو جوش مین
ترے دور مین جام عشرت ہون
ارادہ ہے اب سوے افراسیاب
غضب کی ہین عیاریان ساقیا
جسے دیکھکر ہونٹھ چاٹین ظریف
جھکا دے مرے ساقیِ مہربان

پلا ساغرِ بادۂ جستجو
ترے میکدے مین ہوا انقلاب
طلسمات جمشید سے جلوون
دکھا جلوۂ روے جنت النسب
بدہ ساغرِ بادۂ پُرضیا
عبث جامِ صہبا پہ منہ دراز
دکھاؤن تجھے شعبدہ سازیان

مرے ساقیا جلد آہوش مین
کہ ہے دورپئے جنگ افراسیاب
دکھاتا ہے کیا دیکھین دورِ شراب
رہائی عمرو کی ہے منظور اب
نہ ہو درد سے وہ زلالِ لطیف
دے فکر سے طبع مخمور ہی
لگا سے مضامین کو گلدستہ

تحریر وتقریر مین آراستہ کرکے غنچۂ محفل سامعین مین رنگ و بو دکھاتے ہین داستان رنگین وسحر
آگین ناظرین کو سناتے ہین شعر مصنف جو ہین کاتبان جلالت شعار * رقم کرتے ہین بادل ہوشیار
سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بعد پیچ وتاب آیا اژدر بنکر خواجہ عمرو کو اٹھا لیگیا
سردارون نے ہر چند پیچھا کیا کچھ نہوا چالاک وغیرہ نے سردارون کو روکا اور پانچون عیار
فکر رہائی خواجہ عمرو نامدار مین چلے مگر افراسیاب نے بصورت اصلی ہوکر عمرو کو پنجہ مین دبایا
عمرو ہوشیار بھی ہوا اپنے کو پنجۂ بدعت مین اُس جلاد کے پایا ہنسکر کہا ای شہنشاہ آپ کو
تکلیف ہوتی ہی غلامون کو اسقدر سر نہین چڑھاتے ہین آپ مجھ گنہگار کو اپنے ہاتھ مین لیے جاتے
ہین مجکو چھوڑ دیجیے مین حضور کے ساتھ چلون افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تونے
ایسے ایسے صدمے پہونچائے ہین کہ کلیجہ داغدار ہی تیرے تیر ظلم سے دل فگار ہی آج تجکو ضرور
قتل کرونگا یا لیجا کر کسی بیابان طلسم خوفناک مین چھوڑ دونگا کہ تڑپ تڑپ کے جان دے
خواجہ عمرو نے کہا حضور غصہ مین فرماتے ہین مگر اپنے خیرخواہ پر ضرور رحم آئیگا اب مین آج اقرار
کرتا ہون حضور مجکو چھوڑ دین مین ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ کو سمجھا کر لے آؤن اور نہ مانین تو
عیاری کرکے گرفتار کردون اب مین بہت ناچار ہو چکا ہون فاقون سے مرتا ہون بی مہرخ
تو بادشاہ بنکر بیٹھی ہین اپنے کو وحید عصر جانتی ہین شہرون سے جو روپیہ خراج کا آتا ہی وہ خزانے
مین جمع ہوتا ہی ہمکو تین روپیہ مہینہ دیتی ہین اُسمین بھی غیر حاضری کاٹ لیتی ہین پنچ دو دن جہر
جیمر بے آب ودانہ گذرتے ہین وہان کوہ عقیق پر اہل وعیال مرتے ہین نہ یہان کسی کو ہمارا
خیال نہ وہان حمزہ کو ہمارے عیال کا ملال ای شہنشاہ ہم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے
بموجب شعر * نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوئے * تجھے چاہ کے ہم تو
خدا کی قسم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوئے * بس اب ای شہنشاہ توبہ کرتا ہون آپ کی
خدمتگزاری مین بسر کرونگا آپ ایسا قدردان کہان پاؤنگا عیار بچون کو دیکھتا ہون لاکھون روپے
صرف کرتی ہین روز سرکار سے خلعت ملتے ہین اور پھر آپنے کیا ہو سکتا ہی مین نگس گم کے
آپ کے ہزارون جادوگر مارے اس خیال پر کہ سرکار سے ملکہ مہرخ کی خلعت ملیگا غنچۂ آرزو
کھلیگا اسکا عوض یہ ملتا ہی کہ ارشاد فرماتی ہین خواجہ نہ گھبراؤ بوقت رہائی اسد غازی

سمجھا جائیگا ایک شہر کی سلطنت آپ کو دینگے خراج بھی آپ سے نلینگے آپ یقین مانیئے گا قسم ہی خدا وند لقا کی جھوٹ نہ جانیئے گا جب رات فاقہ سے گذر جاتی ہی تب جنگل مین جاکر ایک تھا ہون اسوقت حضور مجکو اپنا بیگانہ نہین سوجھتا جو سامنے آگیا اُسکی خیر منائی کلی کھری کرلی خواہ آپ کا ملازم ہو یا بی مہرخ کا ناظم ہو انصاف سے فرمایئے مرتا کیا نہ کرتا اب ضعف و نقاہت غالب ہی دل آرام کا طالب ہی حضور کی خدمت مین ہاتھ دنیا سے اُٹھا کر رہونگا جو ٹکڑا سرکار سے ملیگا غنیمت جان کر بسر کرونگا یہ کہکر عمرو بن امیہ خوب بلک بلک کر رونے لگا افراسیاب جادو کو بھی یہ حال سُنکر افسوس ہوا کہا کہ ای عمرو یہ تو سچ کہتا ہی سلطنت کے امورات مین تجکو دخل نہین ہی عمرو نے کہا نہین حضور ہماری اختیار ہوبے سبب حکم تھا نہین ملتا بی مہرخ صاحبہ بڑی عقلمند ہین صبح کو اُٹھکر سلام کرتی ہین مرنے جینے کی باتین پوچھی جاتی ہین روپے پیسے مین ہمکو دخل نہین ہی بموجب مثل گھر کے مالک ہو مگر کسی شی کو ہاتھ نہ لگاؤ اور عورتین حضور یون کہتی ہین گھر بار تمہارا کوٹھری کو ٹھلے کو ہاتھ نہ لگانا یہ مثل میرے مقدمہ مین صادق آتی ہی ان باتون مین افراسیاب کو ایسا مزا ملا کہا ای عمرو مین کسی مقام پر ٹھہر کر تجسے پوچھونگا آگے آگے افراسیاب سامنے کوہ مروارید کے پہونچا صبح کا وقت ہی ملکہ شبنم گوہر پوش حاکم کوہ مروارید سر ریر جواہر نگار پر جلوہ فرما گرد کنیزان زرین پوش اسباب عیش و نشاط درست ہوتا جاتا ہی کہ ملکہ شبنم کی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ کوئی شی پنجہ مین دبائے اُڑے ہوئے آتے ہین ملکہ شبنم کھڑی ہوگئی کنیزون کو قاعدہ سے پشت پر جا بامثل ہلال شب اول واسطے تسلیم کے خم ہوئی کہا آؤ شہنشاہ تشریف لایئے افراسیاب کی جو نگاہ جمال بیمثال ملکہ شبنم گوہر پوش پر پڑی بھولی بھولی صورت دونون عارض پھول سے جنکے سامنے خجالت سے گلہائے چمن پر اوس پڑی ہی آب صاف و شفاف گوہر سے منہ دھویا ہی اکثر قطرے جبین نورآگین سے گررہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی شبنم سحری برگ گل سے پاسمین سے قطرہ زن پیشانی پرشکن آنکھین نرگس شہلا ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار کا نقشہ خال عارض انور پر خال خال ہین اگر ہین تو باعث ترقی حسن و جمال ہین بھوین خمیدہ و کشیدہ مردم دیدہ کے اشارے ہین اس مثال مین بڑے کمال ہین قریب بدر کامل دو ہلال ہین گلا صراحی دار دو گلنار حسن سے معمور باعث عیش و سرور سینہ پر دو حباب دریائے نور یا دو قبہ بلور نظم

حیرت ہی جنکو سرو مین کیونکر لگے ثمر
یا تیرین چرخ ہین یکجا بہمد گر
چھٹنی بشکل ریزۂ نیلم نظر پڑی
یہ مردمک ہی دیدۂ عشاق کی جمی

طوبا بہشت سے اُتر آیا ہی یار دل
انسان کی مجال نہین ہی جو باندھے
پھولونسے رس ہی یا مگس شہد لیے ہی
پیدا ترنج پر گل سوسن مگر ہوے

احول کی یا نگاہ نقطہ بین ہین دو نہر
دیکھے اگر فرشتہ کلیجہ کو تھام لے
ہمرنگ گوزجل ہی نہ لکھون انار کبھی
سربستہ یا ہین لاکھ سے درج گہر ہوے

سر سے پانوں تک قیامت بوٹا سا قامت یا سرو باغ جنت دریاے زیور جواہر مین غوطہ زن پوشاک نفیس مزاج سلیس افراسیاب کی ملکہ شبنم کو دیکھ کر رال ٹپک پڑی فوراً اُتر آیا ملکہ کے جھومکے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا عمرو بن امیہ نامدار کو زمین پہ رکھدیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین ہی ہی شہنشاہ یہ بن مانس جل مانس کہان سے لائے ایک کہتی ہی لو اِس مثال سے طبیعت مطمئن ہی یہ نگوڑا مر جیا جن ہی ایک نے کہا ناحق کا خیرخواہ مین پہچان گئی ٹھیا دیکھا افراسیاب نے کہا ای ملکۂ عالم یہ شخص بلاے روزگار رہزن شدہ ساحران غدار ہی عمرو اسکا نام ہی جادوگرون کا قتل کرنا اسکا کام ہی افراسیاب ملکہ سے شکایتین کرتا جاتا ہی مگر سراپا نگاہ تجوری ہی صبح کا وقت ہی کوہ فلک شکوہ مثل گلدستہ کے آراستہ چمنہاے رنگا رنگ پیراستہ غنچون کی چٹک پھولونکی مہک ہوا سے شاخہاے نخل کا جھومنا عارض گل کو بلبل کا چومنا ابیات

سجدۂ خالق مین ہی ہر شاخ نخل پُر ثمر
حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہی زبان
نشۂ عشرت مین سنبل ہی کھلے بالون کھڑی
کرتی ہی تعریف سوسن باغ کی با صد زبان
آبشارون سے خجل ہین چشمہاے سلسبیل
حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان
ہی تماشا گاہ حوران ارم ہر کنج مین
جوش گل سے ہر چمن ہی رشک گلزار جنان
نشہ پیرایان گلشن مین بہم مرغولہ سنج
دیتے ہین گلبانگ عشرت طائران خوش بیان
چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن
زمزمہ پرداز کوکو سرو پر ہین قمریان
قہقہہ زن کبک ہی شمشاد کے سایہ تلے
کرتے پھرتے ہین قدر دان چمن اٹکھیلیان
ہی نکلتا موج آب جو سے لہر ساز کا
لحن داودی سے پانی بھر رہے ہین باغبان
نخل کے پتون سے آتی ہی جلاجل کی صدا
ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین رقاصیان
ہر طرف ہی بزم عیش اور نغمۂ چنگ و رباب
ہی کمند آہوے دل کو تار ساز مطربان

شتاب سے بلبلون کی ہی سپہر فلک کے ڈپلے چوٹ	پہونچی ہا ہمین کی گمک بھی تا بہ گوش عرشیان
شیشہ و ساغر بکف ہین ساقیان حور چشم	دور مین ہی دورہ جام شراب ارغوان

افراسیاب جادو تخت پر متمکن ہی پہلو مین ملکہ شبنم گوہر پوش گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی دم عشق و محبت کا بھر رہا ہی خواجہ عمرو چپکے سر جھکائے سامنے بیٹھے ہین پکار کر کہا ای شہنشاہ مجکو بھی رہا کر دیجیے آپ تو میری خطا معاف کر چکے ہین مین بھی کچھ گاؤن ملکہ عالم کو غزلین اور ٹھمریان سناؤن حضور جیسے شہنشاہ ہین ویسا ہی معشوق بھی ملا ہی چشم بد دور کیا حسن ہی کیا جمال ہی کیا اچھا جوڑا ہی بچے بھی عمدہ ہونگے حسن مان کا جلال باپ کا ملکہ شبنم گوہر پوش نے تیوری پر بل ڈال کے آواز دی کہ نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا بکتا ہی شہنشاہ اسکو منع کیجیے مین اسکی صورت دیکھکر ہول کھاتی ہون خوف سے مری جاتی ہون افراسیاب جادو نے کہا ملکہ تم اس شخص سے آگاہ نہین ہو اسکا لقب ہی یکہ تاز میدان طراری شہسوار اشہب عیاری سربرندۂ جادوگران تاج ستانندۂ ریش کافران قاتل ملکہ دمامہ برباد کن ملک عطلی آباد و ملکہ شبنم گوہر پوش دشمنے ملک کے ملک برباد کیے جس دن سے طلسم ہوش ربا مین آیا ہی ہزارہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ اب کسی قدر راہ پر آیا ہی سوا میرے کسی سے نہین دبا ہی ملکہ نے کہا ہوگا نگوڑا مجھے کیا کام سامری و جمشید ایسی صورت نہ دکھائین یہ کہکے کنیزون کو آواز دی ہماری سوسن ڈومنی کو لاؤ شہنشاہ کو گانا سنواؤ فوراً ایک کنیز چلی کنیز دوڑی ہوئی جاتی ہی ادھر سے ایک گنوار کی شکل بنا ہوا مہتر برق فرنگی آتا ہی کنیز کو دیکھکر پکارا بی بی کہان جاتی ہو یہان جنگل مین ایک بھیڑیا نکلا تھا ایک مسافر کو پھاڑ ڈالا ہم قوم کے پاسی ہین ٹھاکر صاحب نے ہمکو یہان حفاظت کے واسطے مقرر کیا ہی یہ سنکر وہ کنیز چونکہ نوجوان تھی گھبرا گئی کانپنے لگی کہا میان نوکری سے ناچار ہین سامنے گاؤن مین سوسن ڈومنی کے مکان مین جائینگے برق فرنگی نے پوچھا اس سے کیا کام ہی کنیز نے کہا شاہنشاہ افراسیاب جادو مالک طلسم ہوش ربا آئے ہین ایک بن مانس کو کسی جزیرے سے لائے ہین ملکہ کو منظور ہی کہ شہنشاہ کو گانا سنوائین یہ سنتے ہی برق اسکے ساتھ ہوا کہا بی بی چلو ہم تم کا پہونچا دئی چار پانچ قدم پر جا کر حلقہ کمند کا مارا جاب مار کر بیہوش کر دیا ٹانگ پکڑ کر کنارے لایا بس و زیور اسکا اتار لیا اسکی صورت آپ بنکر تیار ہوا اسکا پتہ سوسن کے

پہونچا مگر دیکھین حیران کہ جسکو بیہوش کیا اسکا نام نہ دریافت ہوا جیسے ہی دروازے پر سوسن کے پہونچا سوسن ابھی سوکر اٹھی تھی صورت دیکھتے ہی پکار اٹھی شمشاد آج کہان آئین برق سمجھا کہ مین جسکی شکل ہون اسکا نام شمشاد تھا کہا بی بی جلدی سے تیار ہو شہنشاہ افراسیاب آئے ہین ملکہ شبنم نے تمکو یاد کیا ہی یہ جلدی سے اٹھی ایک کمرے مین جاکر لباس و زیور سے اپنے کو آراستہ کرنے لگی برق بھی تڑپکر اندر پہونچا ٹہل ٹہل کے باتین کرنے لگا دروازہ کرکا بھیڑ دیا جلدی سے گلوری اپنے پاس سے نکالی کہا بوبی سوسن تمکو توفیق نہین ہوئی مگر ہم تنہا خور نہین ہین ہماری گلوری کھاؤ شرمندہ ہو جاؤ سوسن نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی برق نے سوسن کو تو اٹھا کر جلدی سے صندوق مین بند کیا آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر سوسن کی شکل بنکر باہر نکلا ماں اسکی شبو نے پوچھا بیٹا شمشاد کہان گئی برق نے کہا ہی امی جان تمکو دن دہاڑے ایسا کم سوجھتا ہی ابھی تو تمھارے سامنے سے گئی ہی شمشاد کنیز لٹھے کے برابر تمکو نہین سوجھی شبو نے کہا ہان بیٹا ابھی صبح کا وقت ہی افیون کا نشہ بھی ابھی نہین ہوا حقہ بھی نہین پیا چلو سوار ہو برق ڈولی مین سوار ہو کر روانہ ہوا عقب مین شبو سارنگی والے طبلیے یہ بھی چلے یہان خواجہ عمرو بیٹھے کہ رہے تھے ای شہنشاہ میری خطا معاف ہوئی افراسیاب کہتا ہی کہ خواجہ عمرو ہمین یقین نہین آتا کہا حضور کو اختیار ہی ایک مرتبہ تو اور قبول کیجیے اگر جو خلاف ہو تو پھر کبھی میری بات کو نہ مانیے گا بالکل مجکو جھوٹا جانیے گا یہ باتین تھین کہ سوسن آن کے پہونچی ڈولی اتری برق جو سامنے آیا تھا ہوا افراسیاب کو جھک کر سلام کیا افراسیاب جادو سوسن کی چال ڈھال شوخی طراری زبان تڑاق پڑاق دیکھکر بے چین ہو گیا متوجہ ہو کر باتین کرنے لگا پوچھا کیون ای سوسن اچھی رہین مسکرا کر کہا حضور کو دعا دیا کرتے ہین افراسیاب نے جو آنکھ ملائی برق نے منھ چڑھا کر انگوٹھا دکھایا افراسیاب اس شوخی سے پھڑک گیا کہ شبو وغیرہ بھی یہ سمجھین برق فرنگی کنکھیون سے دیکھ رہا ہی کہ استاد قید مین بیٹھے ہین افراسیاب اچھا اچھا کہتا جاتا ہی اب تو سوسن کی زبان درازی کو سن رہا ہی افراسیاب جادو نے کہا ہان سوسن کچھ گاؤ شبو نے اشارہ کیا سازندے والیون نے ساز ملایا برق فرنگی نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی

غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہو گئی ‖ کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہو گئی

بزم جاناں میں جو آمد شد ہماری ہوگئی
خیمہ پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھا بیزار جیسے اِسکے تم خواہاں ہوئے
تجکو بھی اُس دن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھوں نسے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر تری فرقت میں جاری ہوگئی

اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیوں احبّا پہ نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل میں جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخرِ کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

کاش یہ قاصد نہ لکھ دیتا کہ آتا ہی کوئی
ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہوگئی

مجھ سے ہی یہ بدگماں پوشیدہ رکھنا ہوا سے
دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہوگئی

آسرے سنے بس چلا رکھتا ہو وصلِ یار کے
سچ تو یہ ہی زندگی امیدواری ہوگئی

وصل میں دل ہو مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی

آ نہیں سکتا میں بیخود ہو کے پہروں آپ میں
رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہوگئی

کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدموں پر گرے
ہمسے بیہوشی میں بھی اک ہوشیاری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح
زیرِ خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہوگئی

اس رنگ سے یہ غزل گائی ملکہ شبنم گوہر پوش کی طبیعت بھرآئی افراسیاب بھی تعریفیں کر رہا ہی مگر عمرو منہ بھلائے بیٹھا ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ شہنشاہ یہ نگوڑا عمرو انسان ہی کہ حیوان افراسیاب نے کہا ملکہ کیوں کہا آپ دیکھتے ہیں سب تعریفیں کر رہے ہیں کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی اس نگوڑے کی سمجھ میں نہیں آتا افراسیاب جادو نے کہا ای ملکۂ عالم یہ علم موسیقی میں کامل و اکمل ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ بھلا یہ نگوڑا کیا گا ئیگا کچھ مسخراپن کرتا ہوگا یا بھانڈوں کے ساتھ چھیٹیاں کرتا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو تمہارے گانے کا یقین نہیں آتا خواجہ عمرو نے کہا ہاں حضور بجا ہی میں کیا گاؤنگا بقول شاعر شعر بھی حسب حال ہوتے ہیں ✤ ہم غزل کیا کہیں گے روتے ہیں ✤ حضور کو میری بات کا اعتبار نہیں آتا نہیں تو ملکہ کو دو چار شعر گا کے سناتا مجھے کچھ حضور سے عرض بھی کرنا ہی افراسیاب جادو نے کہا خواجہ عمرو کہو عمرو نے کہا یا میرے پاس آیئے یا غلام کو قریب بلائیے بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ چلا کے کہی نہیں جاتی اور یہ تو ظاہر ہی کہ میں حضور کا دشمن ہوں افراسیاب جادو نے کہا کہ

میرے قریب آؤ یہ کہکر افراسیاب نے سر اُتار لیا تو عمرو کے ہاتھ پانون بیکار رہتے اُٹھنے کی طاقت
ہوئی برق اپنا رنگ جما رہا ہی شبنم سے آنکھین ملائے ہوئے گا رہا ہی یہ کیا معلوم کہ اوس
پڑنے کو ہی خواجہ عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے پشت پر سے برق کو حلقے کمند کے مارے اور للکار کر
آواز دی کہ او پاجی شہنشاہ ہماری خطا معاف کر چکے برق کمندون مین پھنس کے گرا ملکہ
شبنم گوہر پوش نے کہا ہان ہان او ساربان زادے میری گائن کے ساتھ یہ کیا حرکت کرتا ہی خواجہ
عمرو نے کہا ملکہ یہ برق فرنگی عیار ہی ہمکو اور شہنشاہ کو مارنے آیا ہی شبنم تو جھلا کر اُٹھی عمرو نے
مروڑ کر برق کی مشکین باندھین جلدی سے پانی کا چھینٹا منھ پر مارا رنگ و روغن عیاری کا
اُڑ گیا اب تو سبنے دیکھا کہ ایک انگریز سامنے کھڑا ہی شبو سر پیٹنے لگی ہی ہی میری بچی کو کیا کیا
خواجہ عمرو نے ایک کوڑا برق فرنگی کو مارا کہ بتا سوسن کو کیا کیا برق نے تڑپ کر کہا استاد
وہین کمرے مین صندوق مین بند کر آیا ہون شبو تو پیٹ رہی ہی مگر ملکہ نے کنیزون کو بھیج
سوسن کو صندوق سے نکال کر لائین اب تو شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ عمرو بڑا خیر خواہ
ہی خواجہ عمرو یہ بھی اس سے پوچھو میری لونڈی کیا ہوئی عمرو نے اور دو تین کوڑے برق
کو مارے کہا بتلا شمشاد کہان ہی برق تڑپ گیا کہا استاد وہان جنگل مین پڑی ہی عمرو نے اور
دو طمانچے مارے کہا ابے استاد کسکو کہتا ہی مین تیرا قاتل ہون بی مہرخ اور بہار کی ناک چوٹی کاٹکے
لاؤنگا ہمپر دو دو فاقے گذرین سب قورمہ اور پلاؤ کھائین ہمکو ترسائین کنیزین جاکر شمشاد کو
بھی لائین اب تو شبنم گوہر پوش نے خواجہ عمرو بن امیہ کا ہاتھ تھام لیا کہا ای عمرو تونے مجھپر بڑا
احسان کیا لاکر شہنشاہ افراسیاب جادو کے قدمون پر گرا دیا عمرو رونے لگا کہ ملکہ مین تمھاری
خدمت مین رہونگا مہرخ وغیرہ نے مجھکو پیٹ کی بڑی مار دی میری کچھ قدر نہ کی اب آپ ذرا دو
چیزین میری سنئے افراسیاب اب بھی کہے جاتا ہی ملکہ مجھکو عمرو کی بات کا اعتبار نہین آتا ہی ملکہ
شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ اب یہ آپکی بڑی ناانصافی ہی اگر دل سے نہ شراکت کرنا منظور
ہوتا اپنے شاگرد کی گرفتاری مین قصور ہوتا اور حضور نے مجھکو اسکے گانے کا مشتاق کیا چند چیزین
سننے کے بعد آپکو اختیار ہی اگر آپکو اعتبار نہین ہی بعد برخاست جلسہ کے اپنے ساتھ باغ سیب
مین لیجائیے گا خواہ قید کیجیے گا خواہ کسی صحراے خوفناک مین چھوڑ دیجیے گا کہ جہان سے آنا

لیکن تھوا فراسیاب جادو کے جی خیال مین تہا کہ ہان سچ کہتی ہو طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوکر کہا خواجہ اب جو تمنے فتور کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑونگا خواجہ عمرو نے کہا اب مین کچھ نہ عرض کرونگا جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمایئے گا وہ خدمت کرونگا کہ بڑا لطف اٹھایئے گا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ بس باتین ہو چکین گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دوزانو ہوکر سامنے بیٹھا سازندونکو اشارہ کیا ساز درست ہوے عمرو نے یہ غزل شروع کی

غزل

شب غم فرقت ہمین کیا کیا مزے دکھلاے تھا — دم رکے تھا سینے مین کمبخت جی گھبراے تھا
یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بہکاے تھا — سچے غلط پیغام سارے کون یا تنگ آے تھا
بل پے عیاری عدو کے آگئے وہ پیمان شکن — وعدۂ وصل آج پھر کرتا تھا او شرماے تھا
سنکے میری مرگ بولے مر گیا اچھا ہوا — کیا برا لگتا تھا جسدم سامنے آجاے تھا
یار و دشمن راہ مین کل دیکھنا کیونکر ملے — وہ ادہر کو جاے تھا اور یہ ادہر کو آے تھا
بات شب کو اس سے منع بیقراری پر بڑھی — ہمتو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھاے تھا
کوئی دن تو اس پہ کیا تصویر کا عالم رہا — ہر کوئی حیرت کا نقشہ دیکھکر کھنچ جاے تھا
سوے صحرا لیچلے اس کوے میری لاش کو — تھا یہی ڈر ان دنون تو امرا گھبراے تھا
ناز و شوخی دیکھتا وقت تظلم دمبدم — مجھ سے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھنجھلاے تھا
ہو گئی دو روز کی الفت مین کیا حالت ابھی — مومن وحشی کو دیکھا اسطرف سے جاے تھا

یہ اکل زبان کی غزل جو خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے گائی ہر اہل دل کی طبیعت بھر آئی مذاق ملک دہلی اشعار عاشقانہ مضامین بیتابانہ مومن ایسے شاعر کامل کے اشعار عشق و عاشقی کے اسرار ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ سب گانے والیون پر اوس پڑگئی عمرو کے پانون چہو چہوکر گرد پھرتی مین بعض بعض لوٹ لوٹ کر گرتی ہین صاحبان مذاق تو قتل ہو گئے واقفان علم موسیقی دنگ تھے اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیشہ سے سواد علم موسیقی دل کو لگی ہوئی تھی کہ ایسے کامل کی کنیزون کو رہنا بہتر ہے کیا صاحب فضل و ہنر ہے افراسیاب جادو سے کہا شہنشاہ یہ تعویذ بازو بنانے کے لائق ہے کل کامون پر فائق ہے افراسیاب جادو کا یہ حال ہے خاموش بیٹھا سن رہا ہے سر دھن رہا ہے کہا خواجہ عمرو تم ہی ساحری و جمشید کی وہ مرتبہ تمھارا کرونگا کہ شاہان ملک رشک کرینگے امن مراد

تمہارا گوہر مدعا سب بے بہا سے بھر دینگے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ عمرو برائے خدا خاموش ہو ایک چیز تو اور گاؤ عمرو نے کہا ملکہ سنیے نئے طور سے بجاؤنگا گندھیا کے سننے والے دنگ ہون وہ کمال دکھاؤنگا افراسیاب کو بھی نشہ شراب سبو مین شبنم ایسی ماہتاب بول اٹھا کہ اچھا خواجہ ہم بھی آج نے نوازی کے مشتاق ہین ہم خوب جانتے ہین کہ آپ اس کمال مین طاق ہین کشتی مین جوڑیان نے کی رکھی تھین عمرو نے بہ تعجیل ہاتھ پھیری کر کے اپنے پاس سے جوڑی نے کی نکالی دہن پر رکھ کے دم حقو کا یہ غزل شعلہ انگیز آتش ریز شروع کی غزل

ناز آتش غمزہ آتش ہر دو سے زیبا آتش است
بوالہوس منشین کہ آن بدخو سراپا آتش است

تا نہ سوزد خویش را پروانہ ننشیند زپاے
مرغ آتش خوارہ را آرے تمنا آتش است

گر سمندر طینت است و گر بود ماہی مزاج
در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است

کے تواند چشم موسے تاب دیدار آورد
گر تجلی شعاع کوہ سینا آتش است

میزند بس شعلہ در دل آتش سوداے عشق
بلبلان را در نظر تصویر گلہا آتش است

دل کباب از سوزش او دیدہ لبریز را
معجز عشق است یکجا آب و یکجا آتش است

شعلہ خیز از خاک وادی ایمن ہنوز
بسکہ آن را در جگر از عشق موسی آتش است

ز رخشان مخفی محبت آتشے در دل مرا
کز حرارت بر لبان آب دریا آتش است

اب تو محفل مین تانین اڑنے لگین سوز محبت سے کلیجے جلنے لگے استخوان سے ہر ایک کے شعلے نکلنے لگے اور شبنم گوہر پوش نے زیور تار تار کے دینا شروع کیا افراسیاب جادو سے کہتی جاتی ہے کہ شہنشاہ اس عیار کو مجکو دے دیجیے اور مجھ سے عہد لیجیے اپنے کوہ سے نیچے نہ اترنے دونگی حضور خاطر و دلہی وہ حیینہ ہے کہ جانور بھی رام ہو جاتے ہین اور یہ تو مصیبت کا مارا آرام پائیگا غلام حلقہ بگوش ہو جائیگا خواجہ عمرو نے جو سب کو محو دیکھا اب نے مین بیہوشی بھر بھر کے اڑانا شروع کی گاتا بھی جاتا ہے بجاتا بھی جاتا ہے بجانے کے چلے مین شمع ہاے موی اور کافوری پر پروانے بیہوشی کے چھلکتا جاتا ہے دو گھڑی کے عرصہ مین دود بیہوشی ساری محفل مین پھیلا افراسیاب جادو بھی چھینک مار کے بیہوش ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کا بھی منکا ڈھلک گیا کنیزین گھبرا گھبرا کر اٹھین دھما دھم گر گر کر بیہوش ہوئین عمرو حیران ہے کہ دود بیہوشی نے اسقدر جلد

تاثیر کی اپنے مقام سے اٹھا جو ساقی بچہ شراب پلا رہا تھا ظاہر مین تو بیہوش تھا جیسے ہی عمرو بڑھا ساقی بچے نے خواجہ عمرو کا ہاتھ اُچک کر پکڑ لیا کہا کیون خواجہ عمرو شہنشاہ افراسیاب کو جگادون عمرو کانپنے لگا مگر نگاہ ملا کے جو دیکھا اپنے فرزند ارجمند چالاک کو پایا گوشے سے کنیز کی شکل بنا ہوا جانسوز بن قران ایک طرف سے جشن بنا ہوا ضرغام شیر دل در میخانہ پر دارو غہ بنے ہوئے مہتر قران آئے کہا اُستاد بیچارے برق کو کیون باندھا یہ شعبدہ کیون کیا ہم لوگ پہلے ہی پہونچ گئے تھے مہتر قران نے کہا مین نے دار وغہ کو پکڑ کے غار مین ڈالا اُسکی شکل بنکر شراب مین بیہوشی ملا دی چالاک نے کہا مین نے ساقی کو پکڑا مین ہی تو شراب پلا رہا تھا جانسوز و ضرغام شیر دل نے کہا ہمنے گزک مین بیہوشی ملائی اب خواجہ عمرو نے اول بڑھکر برق فرنگی کو کھولا چالاک چلا تھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے خواجہ عمرو نے ہاتھ تھام لیا کہا یہ کیا کرتا ہی انشاء اللہ یہ مطیع الاسلام ہوگی خواجہ عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اب محفل کو لوٹنا شروع کیا مگر مہتر قران لبغدا پکڑ کر طرف شہنشاہ افراسیاب جادو کے چلے زینہ پر تخت کے قدم رکھا چاہا کہ جھپٹ کے لبغدا ماردون کہ سر اُسکا گوہ کھاتا پھرے زمین کانپی مہتر قران زینے سے نیچے گر پڑے سمجھے کہ شاید پاؤن پھسل گیا تین مرتبہ زینہ پر چڑھے عمرو نے جو دیکھا آواز دی ای قران خبردار کیا کرتا ہی اِس بچیا کو سوائے طلسم کشا کے کوئی مار سکتا ہی مہتر قران نے کہا اُستاد آج اِسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چسخ دے کر مارا کہ اگر تختۂ آہن پہ پڑے ریزہ ریزہ ہو جائے مگر وہ پتھر جب اُس سنگدل کے قریب پہونچا ایک سنہرا پنجہ زمین سے پیدا ہوا اُس پنجہ نے افراسیاب جادو کی دستگیری کی یعنے پتھر کو طمانچہ مارا کہ پتھر پاؤن پر مہتر قران کے پڑا قریب تھا کہ ہڈی ٹوٹ جائے قران ایسے جری کے مُنہ سے آہ نکلی خواجہ عمرو و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو و برق فرنگی کپڑے سب کے اُتار اُتار کے ڈھیر کر رہے ہین جب انبار زیادہ ہوتا ہی خواجہ اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور جادوگرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا سنگباری و برف باری ہو رہی ہی مگر مہتر قران اسی فکر مین ہی کہ افراسیاب جادو کو مارون جب کئی پتھر مارے اور وہ پلٹ کر اپنے ہی پاؤن پر پڑے پاؤن مہتر قران کا غربال ہوا اب تو

غصے سے چہرہ لال ہوا تو بٹوے مین ہاتھ ڈال کر تکونی بارود کا ایک تھیلہ نکالا دور سے
افراسیاب پر بارود پھینکی افراسیاب کے دامن وغیرہ پر سب بارود پڑی اب مہتر قران
نے ایک پگڑی نکالی اُسکا فتیلہ بنایا ایک سرا سینہ پر افراسیاب جادو کے پھینکا ایک سرا
تھام کر مہتر قران پیچھے ہٹا عمرو کو آواز دی اُستاد ہٹ جاؤ اس ناری کو جلائے دیتا ہون
خواجہ عمرو نے کہا کہ ای مہتر قران کیا غضب کرتا ہی یہ کندۂ جہنم اس آگ سے نہ جلیگا آخر
مین تو کف افسوس ملیگا مین سب تدبیرین کر چکا مگر مہتر قران نے نہ مانا پگڑی کے سرے
مین آگ لگا دی عیار کود کود کر الگ ہوئے فتیلہ جلتا ہوا مہتر بڑی دور گیا تھا کہ آسمان سے
آواز آئی باش اونا بکار و کیا کرتے ہو اب جو سر اٹھا کر دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش
و خروش نازل افراسیاب جادو کی نعرہ مہیب کرتی ہوئی آئی ہر عیار تو چھوٹی پہاڑ سے کود کے
بھاگے ماہیان زمرد پوش نے دیکھا کہ افراسیاب کا دامن و گریبان جلا جاتا ہی باران سحر
برساتی ہوئی گری پنجہ کمر مین دے کر افراسیاب کو اٹھا لیا لیکر بلند ہوئی پہاڑ پر دیکھا ہزارہا
جادوگرنیون کے لاشے تڑپ رہے ہین سر پیٹتی ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات
کے روانہ ہوئی مگر ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ چار گھڑی رات باقی تھی عمرو اندھیرے مین بھاگا
پانچون عیار بھی ساتھ ہین جدھر منہ اٹھ گیا شب تیرہ و تار مین چلے جاتے ہین خوف کے مارے
کسی مقام پر نہ ٹھہرے عیارون نے بھی ساتھ نہ چھوڑا اس خیال سے کہ راہ بھول جاینگے
لشکر اسلام تک کیونکر پہونچین گے بعد عرصۂ دراز کے ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے کہ یکایک
آثار سحر نمود ہوئے عابد شب زندہ دار ماہ تابان کے ہمراہ طاعت گزار یعنی ثابت و سیارگان
عبادت رب اکبر مین سر بسجود ہوئے عیار طرار خنجر گزار آفتاب عالمتاب بانہائے عیاری سے
آراستہ ہوا یعنے کمندہائے شعاع کو بازو پر لپیٹ کر میدان چرخ نیلی فام مین سرگرم رہبری ہوا
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے چشمہ پر وضو کیا چھون عیارون نے نماز سحر ادا کی اب خواجہ عمرو
نے چہار جانب سر اٹھا کر دیکھا کوئی نشان اپنے مقام لشکر کا نہ پایا حیران ہو کر مہتر قران سے
کہا بات کو بڑی دور نکل آئے نہین معلوم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی صورتین بدل لینا
مناسب ہی طلسم ہوش ربا کا سنگریزہ بھی ہمکو بھیجا نتا ہی خواجہ عمرو کے کہنے سے سب نے

صورتین تبدیل کین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک ساحر نوجوان کی شکل بنکر تیار ہوئے
خود سر پر لباس فاخرہ زیب جسم جھولی بائین ہاتھ پر اور آستین اسباب سحر یہ پانچون ملازم و
رفیق معلوم ہوتے ہین خواجہ نے افسرون کی صورت بنائی ایک جانب کو چلے اب نیر اعظم
بلند ہوتا جاتا ہی تابش وحرارت بڑھنے لگی ہر سو پہر رہروی کی تھی کہ جھونکے ہوائے گرم
کے چلنے لگے طپش وحرارت سے نیر اعظم کی نخل جلنے لگے جو ذرہ خاک کا اُڑکر جسم پر پڑا شعلۂ
آتش کی تاثیر پیدا کی آبلہ پڑگیا آب نایاب طائر اس دشت کے عطش سے بیتاب چشمے جابجا
مثل چشم کور کے خشک پڑے تھے پتے درختوں کے مثل چہرہ مدقوق زرد جھوکون سے ہوا کے
شاخین گرد و برد پیک نگاہ جلتا تھا طائر وہم بھی خوف حدت سے باہر نہ نکلتا تھا تھر تھرک ہے
تھے جانوران درند شدت تشنگی سے پھڑک رہے تھے جنگل کا سناٹا گرمی کی شدت دھوپ کی
حدت خواجہ عمرو اُس صحرائے ہول خیز وحشت انگیز مین ایک سمت مع ساتھ والون کے
بھاگا چلا جاتا ہی پیاس کا خیال ہر ایک کی جان لیتا ہی جوش تشنگی مین ایک ایک کو تشنہ دیتا ہی نیا
پانی مشکل ہر ترقی پر طپش دل ہی

نظم

کوسوں کا وہ چٹیل ایک میدان ہے	انسان نہ وان کوئی نہ حیوان
دھرتی بھی قدم ہوا نہ وان پر	ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک لون کا جھونکا	اِک شعلۂ آتش سقر تھا

اگر زمین پر گرتا ہی تو دانہ بھن جاتا ہی دن بھر اُس صحرا مین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
مع عیارون کے مارے مارے پھرے مگر کوئی مقام استراحت کا نملا پانی تک ممکن نہوا
جب دن قلیل باقی رہا دم لبون پر آیا دور سے ایک نخل سرسبز و شاداب نظر آیا چند طائر بھی
اُسپر آشیان گزین ہین سامنے چشمۂ آب صاف وشفاف دن بھر کی پیاس اُٹھائی ہی پانی
کو دیکھکر جان آگئی اُسی چشمہ پر آکر گرے پانی پیا غش آنے لگا اُسی نخل کی بیخ پر سر
رکھکر پڑ رہے پانی بھی بمشکل تمام ملا کھانا کیسا صبح کو قران نے کہا اُستاد ظاہر ومعلوم
ہوتا ہی کہ اس دشت ہولناک مین قحط ہی لیکر آئی ہی اب تو بھوک سے دم نکلتا ہی کچھ زنبیل
مین سے نکالکر دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کھانے کی کوئی چیز تو میری زنبیل مین رہتی ہی نہین

چالاک نے کہا کلہ حضرت خضر کا آپ کے پاس تھا آج تو وہ مرحمت فرمایئے خواجہ عمرو نے کہا
بیٹا وہ تو لیگئے بھلا بزرگ لوگ اپنی شے کسی کے پاس چھوڑتے ہین بڑے خسیس ہوتے ہین پروردگار
کے رازدار ہین اُسکے گھر کے مختار ہین ایسا کرتے تو انتظام کا ہیکو چلتا لاکھ لاکھ مہتر برق فرنگی
اور چالاک نے کہا خواجہ عمرو نے کچھ سماعت نہ کی اُسی حال مین وہ شب بھی بسر ہوئی تڑپ
تڑپ کے وہ رات کاٹی مگر صبح کو مہتر قران نے کہا کہ اُستاد آنکھون سے دیکھتے ہین یہ نخل
اور چشمہ وہی معلوم ہوتا ہی جو روز اول ملا تھا خواجہ عمرو نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہی
اب زیادہ اپنی آوارگی کا ملال ہوتا ہی رہبر کامل مالک ہی آج انشاءاللہ اس صحراے ہول خیز
سے نکلجائینگے ایسی باتین حسرت آمیز کرکے ایک جانب روانہ ہوے کسی قدر دن چڑھا تھا
وہی صحراے ہول خیز وحشت نظر آیا اُسی طرح دن بھر مارے مارے پھرے شام کو پھر اُسی
نخل اور چشمہ کے پاس پہونچے اب یقین کامل ہوا خواجہ عمرو نے کہا یارو الگ الگ ہو جاؤ
صحراے سحر مین لاکر تقدیر نے پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا شب تو تڑپ تڑپ کے بسر کی اب صبح کو
الگ الگ روانہ ہوے مگر سمت کو چھوڑدیا خواجہ عمرو ایک درہ کوہ کے اندر گئے اُس درے
سے باہر نکلے تھوڑی دور راستہ طے کیا تھا کہ ایک سواد شہر معلوم ہوا دیہات و قریات جابجا
آراستہ کھیت پر کسان وغیرہ حراست مین زراعت مین مصروف ہین چشمہ ہاے آب صاف و
شفاف جاری ہین کاہ فروش ہیزم فروش گٹھے سرون پر رکھے ہوے اندر شہر کے جاتے ہین
خواجہ عمرو بھی ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے رنگ و روغن عیاری کا نکالا ایک تاجر جلیل کی صورت
بنکر تیار ہوے کھیری رنگت سرخ و سفید ریش تابناک قباے اطلس زیب جسم کنٹھے یاقوت احمر
کے گلے مین لعل و یاقوت کی انگوٹھیان ہاتھ مین مگر بسبب زیادتی سن کے جھریان پیشانی
پر مگر وہ جھریان نہین ہین ایک سطر مکاری ہی کمر کا خم خم کمان ہی کہ تیر تدبیر تو وہ مطلب پر
لب معشوق ہوتا ہی ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین آنکھ پہ رکھکر ملاحظہ فرماتے ہوے طرف
شہر کے چلے تھوڑا سا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار ضرغام
شیردل عیار و جانسوز بن قران صاحب شوکت و شان حیران و پریشان سامنے
سے چلے آتے ہین خواجہ عمرو ٹھٹھر گئے کہا ارے کمبختو تمکو کہین مرنے کی جگہ نہ ملی پھر میرے

پاس اسئے مہتر قران سے کہا استاد چار طرف مارے مارے پھرے جب ایک درہ کوہ مین
داخل ہوے تو حضور کے پاس پہونچے اب جہان جایئے ہمکو ہمراہ رکھیے بموجب مصرع ع ہرچہ
رود برسرم انچہ پسندی رواست ٭ خواجہ عمرو نے برق و فرغام و جانسوز سے کہا کہ اچھا صورتین
گماشتون کی بناؤ اور مہتر قران نامدار سے کہا بیٹا تم مرد سپاہی ہو ایک جوان شمشیرزن کی قطع ہو
آن چارون عیارون نے جھٹ پٹ صورتین تبدیل کین کوئی گورا کوئی کالا کوئی سونولا شیر و
شکر کی پگڑیان سرون پر قبائین معقول پہنے ہوے جوتے کامدار مہتر قران نامدار ایک دکھنی جوان
کی صورت بنکر تیار ہوے سیلا کئی ہزار روپیہ کا سر پر ڈاب کئی ہزار کی زیب کمر و تیغ ڈاب
مین سپر پشت پر مثل قرص قمر بانکپن چہرے سے ظاہر آثار جرأت و جلالت ناصیہ سے ہویدا
وما ہراس شان و شوکت سے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوئے چار
گماشتے پشت پر مہتر قران نامدار طوار کا سایہ کیے خواجہ بزرگان سب کے آگے آگے تلدین کر
دیکھا شہر آباد و رونق پاکیزہ عمارات بخت کشور اکنک رہا ہی گرم بازاری ہو رہی ہی شعر
زہے صفائے عمارت کہ در تماشائش ٭ بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار ٭ مراقبہ بنانہ جوہری بازار
نہایت تکلف سے آراستہ جوہری نیچے حسین سرخ و زرد و کپاسی پگڑیان سرون پر حسن مین
رشک قمر جواہرات اعلیٰ و بیش قیمت کا سامنے ڈھیر گماشتون کے آگے بہی کہاتے کھلے ہوے
کانٹے چھوٹے چھوٹے ہاتھ مین بیع و شرے پر تلے ہوے سامنے انکی دکانون کے کنجڑون کی
دکانین عجب تکلف سے لنگے عمدہ عمدہ چندریان اوڑھے ہوے انوٹ بچھوے ہاتھ پاؤن
مین دکانین مولسری کے درختون کی چھاؤن مین شعر صدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن
کرے نارپستان تو سیب ذقن ٭ دیگر نارپستا نکی کیا لکھون تعریف ٭ یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا
کمرون پر کسبیان تماش بینون کے گلے کی تسبیحان طرار فرار و صندار حسین مہ جبین خوش جمال
چہرہ ماہ تابان ابرو ہلال آنکھین لیں دہنار کو آنکھین دکھاتین بلکہ شعر مثال چشم ادا آمدہ تماشش ٭
گر چشم دگر باشد شناسش ٭ دیگر بہر خندہ کز لب برانگیختے ٭ نمک بر دل خستگان ریختے ٭ دیگر

زلف عنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و جادی بر ہلا		جائے صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا

ساز ندے سامنے حاضر عاشق تن جمال بیشال کے ناظر نظم ایک اک آئین شوخ دیدہ تھی

پردہ ناموس کا دریدہ تھی	ایسی بچھین ایسی گرما گرم	برق وسیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ عمرو بن امیہ نامدار آتے آتے قریب ایک جوہری کی دکان کے پہونچے سیٹھ سوداگر صاحب
کو دیکھکر کھڑا ہو گیا تاجر جلیل جان کر سلام کیا کہا سوداگر صاحب تشریف لائیے دکان آپ ہی
کی ہی جو خرید و فروخت منظور ہو سب کچھ ممکن ہی خواجہ عمرو فوراً دکان پر بیٹھ گئے چارون گماشتے
دست بستہ کھڑے ہین مہتر قران نیچہ کاندھے پر رکھے ٹہل رہے ہین خواجہ عمرو نے جیب سے
ایک جوڑی گوہر بے بہا کی نکالی سامنے سیٹھ جی کے رکھدی فرمایا جوہری صاحب اسکی قیمت لگاؤ
ہرچند کہ کوئی ضرورتِ فروخت نہین ہی میری آنکھوں مین بصارت نہین ہی مگر کلدان پیچھے رنگیلا آجائیگا آج سرا
مین ٹھہرنا ہوگا صرف و مصارف روزمرہ کو دس پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پڑتی ہی تم جانتے
ہو ہشیاری سراکی ذرا ذرا سی بات پر لڑتی ہی بازاری لوگون سے کون زبان لڑائے ایسا کچھ
انکو دیا جائے کہ ہمسے کلام بھی نہ کرین دم خدمتگزاری کا بھرین جوہری نے جوڑی کو اٹھا کر بنگاہ
خریداری دیکھا رنگ ڈھنگ مین نایاب پایا منہ مین پانی بھر آیا کہا سوداگر صاحب کچھ قیمت
فرمائیے گا تو لگاؤن بیعانہ دون آپ نے فرمایا جو گماشتہ ہی قیمت وغیرہ وہ جانتا ہی جو تمھارے
نزدیک مناسب ہو قیمت لگاؤ آونے پونے خرید لو وہ جوڑی مہاجن کے ہاتھ مین ہی قیمت کی
تکرار ہو رہی ہی کہ ایک طائر سرخ رنگ شاخ نخل سے اڑا زقیل مارتا ہوا چلا مہتر قران نے
چٹکی کے اشارے سے کہا استاد اس طائر کو دیکھکر میرے ہوش اُڑ گئے ہین خدا خیر کرے عمرو
بھی گھبرا کر اٹھا کہا سیٹھ جی جوڑی موتی کی دید دسرا سے جاکے گماشتے کو بھیجونگا جوہری جی اپنا
کلتا ہی کہ ایسی شئ عمدہ ہاتھ سے جاتی ہی اگر یہ جوڑی ملتی ہزار با روپیہ کا نفع ہوتا خواجہ عمرو نے بمشکل
اُسکے ہاتھ سے لی چاہتے ہین کہ اٹھین دیکھا نقارے پر چوب پڑی سواری کسی بادشاہ جلیل
کی آتی ہی ہٹو بچو کا ہلڑ مہتر قران تو پیچھے ہٹے ایک کوچہ تنگ تھا سیلا وغیرہ سر سے اتار کر پھینکو
ایک جانب بھاگے مگر خواجہ عمرو جبتک اٹھین سواری کے آگے چوبدار تھا اُسنے خواجہ عمرو سے
پکار کے کہا خواجہ بازرگان ہماری مالک شاہزادی اس ملک کی ملکہ سہیل نابخی یاد کش
یاد فرماتی ہین خواجہ عمرو اچھا کہکر اٹھا چاہا نکل جاؤن مگر چوبدار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ عمرو نے
پلٹ کے دیکھا برق وچالاک وغیرہ بھی ہلڑ مین چلے پنے خواجہ عمرو چوبدار سے کہتے تھے

کہ ہاتھ چھوڑدو ہم تمہارے ساتھ چلتے ہین خواجہ نے ابھی یہ کلام تمام نہین کیا تھا اُس مجمع مین سے
ایک نازنین کو دیکھا کہ تاج شہریاری برسر لباس فاخرہ زیب جسم انور آ سنے پکار کے آواز دی
مردِ بےخبر دار اِس ساربان زادے کو نہ چھوڑنا جسوقت میرے ملک مین آیا تھا اُسی وقت برون
نے خبر ہونچائی تھی پانچ عیار اور بھی اسکے ساتھ تھے اسکے حواس خمسہ وہ پانچون بھی بڑے پاجی
ہین کدھر گئے خواجہ عمرو نے دیکھا وہ کہتی ہوئی قریب آتی ہے مرد کا ہاتھ نہین چھوڑتا خواجہ عمرو
نے کہا مرد بےصاحب دیکھو وہ منع کرتی ہین مرد کا جیسے ہی پلٹا عمرو نے کوکھ پر خنجر مارا عمرو
بھی سمجھ گیا کہ یہ پہچان گئی بلا مین پھنسے دیکھیے پروردگار کیا دکھائے خنجر مرد بے کی کوکھ پر پڑا
یہ توہاے کرکے زمین پر گرا عمرو نے جست کرکے گلیم اوڑھ لی چوبدار کے مرنے سے آواز آئی
کشتی مرا نام من تابدار جادو بود بازار مین ایک ہنگامہ برپا ہوا دکانین بند ہونے لگین سہیل
نارنجی پوش وہان پر آن کے شہری پکار کر کہا یہ ہمارا قلعہ ہے اس قلعہ کو قلعہ عجائب کہتے ہین یہ
نگوڑے مکار و غدار اپنے پاؤن سے اپنی گور مین آئے ہین اب کہان نکل سکین گے خواجہ عمرو
ایک گوشے سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش یہ کہتی ہوئی بیٹھی کہ مین ابھی
اِن سب کو بلوائے لیتی ہون اس سرکشی کی سزا دیتی ہون تابدار جادو کا خون بالا بالا نجائے گا
ساربان زادے نے کیا مجکو اور اسباب سمجھا ہے اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
بھی اُسکے عقب مین مہتر برق فرنگی و ضرغام شیردل و جانسوز بن قران صاحب شوکت و
شان یہ چارون صورتین بدل کر شہر مین پھرنے لگے جس دروازے سے آئے تھے تلاش کیا
وہ پھاٹک نہ ملا گھبرائے ہین کہ ہم کہان ٹھہرین کوئی بصورت فقیر بنا مہتر برق فرنگی ایک گھوڑی
کی صورت بنکر تیار ہوا بصورت تماشے مختلف شہر مین پھر رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا مگر مہتر قران
جو بھاگے ایک ٹوٹی قبر مین لیٹ رہے دروازہ شہر کا نہ ملنے سے انکو بھی زندگی سے یاس ہی بڑا
ہراس ہے خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے در بارگاہ پر کھڑے ہین مگر خوف سے کانپ رہے ہین ملکہ
سہیل نارنجی پوش بصد قہر و غضب بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہتی ہوئی نگوڑے عیارون
کی شامت آئی ہے میرے قلعہ مین سے دیکھون کیونکر نکل کے جاتے ہین ابھی بلاتی ہون جھولی
مین ہاتھ ڈال کر سُرخ کاغذ کا لا متواض سے مچھ گھوڑے کترے زمین پر ڈال دیے چند دانے

ماش کے مارے جھوٹون بصورت مرکب اصلی بنکر تیار ہوے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے
ایک ایک کی پیشانی پر ایک ایک عیار کا نام لکھا کہا جاؤ اپنے اپنے سوار کو جلد لاؤ جس مرکب
کی پیشانی پر خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا نام تھا چونکہ گلیم اوڑھے عمرو دروازے پر کھڑا ہی
وہ اُسی مقام پر آن کر ٹاپنے لگا لیعنے ٹاپون سے زمین کھود رہا ہی یا گرد عمرو کے چرخ مارتا ہی
کنیزون نے آکر کہا حضور پانچ مرکب تو روانہ ہو گئے ایک گھوڑا دروازے پر ٹاپ رہا ہی
سہیل نارنجی پوش گھبرائی کہ یہ کیا معرکہ ہی مگر مہتر برق فرنگی بازار مین ایک دکان پر سیٹھن
کی بلبلؔ کر رہا ہی یعنے بصورت اگھوری ایک کھوپری ہاتھ مین لے لی ہی اُسمین گھلی بھری ہوئی لوگون
پر پھینک رہا ہی لوگ جانتے ہین کہ وہ ہی بھاگتے پھرتے ہین کبھی پیشاب کر کے چلو مین لیتا
ہی لوگون پر دوڑتا ہی آدمی پر آدمی گر رہے ہین بازار مین ہنگامہ ہی لوگون نے دیکھا
ایک گھوڑا کوتل دوڑا ہوا چلا آتا ہی وہ گھوڑا گرد برق فرنگی کے پھرنے لگا برق بھی تڑپ کر
بھاگا گھوڑے نے پیچھا نہ چھوڑا پانون مین گھسکر اپنی پشت پر سوار کر لیا جیسے ہی مہتر
برق فرنگی پشت مرکب پر آیا رنگ روغن چہرے کا دفع ہو گیا مہتر برق فرنگی نے اپنے
کو بصورت اصلی پایا ہوش و حواس پراگندہ ہاتھ پانون مین رعشہ بازاریون مین بکھیڑا میان
انگریز بنگلے لنبی ٹوپی سر پر پتلون جاکٹ جسم پر آراستہ حلقے کمند کے بازوون پر توبڑہ کسوت
عیاری کا پہلو مین لٹک رہا ہی جب مہتر برق فرنگی نے اپنا یہ حال دیکھا چاہا گھوڑے سے
کودون ممکن نہوا تو مہتر برق فرنگی نے ہی پڑی جائی پودمے پر ہاتھ ڈالا ٹوپی اڑاتا ہوا
ہٹو بچو کہتا ہوا جاتا ہی ہزارون آدمی شہر کے ہنستے ہوے پشت و پہلو پر تھوڑی دور برق
چلا ہی کہ دیکھا جانسوز بن قران دھر غام شیر دل و چالاک بن عمرو اسی طرح مرکبون پر
سوار بصورت اصلی مجبور و ناچار چلے آگے ہین آپسمین اشارے ہوے ہر ایک نے طرف
آسمان کے اشارہ کر کے کہا دیکھین بھائیو اب خدا کیا کرتا ہی اس قلعہ مین آکر ہم پھنسے گھما
مہتر قران کا سنیے یہ جا کر ایک ٹوٹی قبر مین اتر گئے دیکھا کہ ایک مرکب آتا ہی مہتر قران نے
خیال کیا اسی جانب آتا ہی کیا عجب ہی کہ میری تلاش مین ہو ای مہتر قران دروازہ بھی تمہارا
نہ ملا تمہارے لیے بزرگون نے قید لگائی ہی کہ جس دن گرفتار ہوے موت کا سامنا ہی یا حیدر کرار

کہکے ایک بغدا زمین پر مارا مہتر قران طبقے کے اندر آیا اب جو خیال کیا وہ گھوڑا انسی تمام
پر چرخ مار رہا ہی ٹاپون سے زمین کھودنے کا ارادہ کرتا ہی اب تو مہتر قران اندر ہی اندر
نقب کھودتے ہوے چلے مہتر قران تو نقب کھودتے ہوے جاتے ہین ہر چند اندر زمین
کے دل گھبراتا ہی قفس در قفس پیچیدہ مگر مہر درویش بجان درویش انگلیون سے قطرے
خون کے ٹپک رہے ہین نقب کھودتے ہوے جاتے ہین مگر خواجہ عمرو بن امیہ گلیم اوڑھے
دربارگاہ ملکہ سہیل نارنجی پوش پر کھڑے ہین گھوڑا گرد اسکے خاک اڑا رہا ہی کہ یکایک ہڑ بڑا ہوا
دیکھا مہتر برق و چالاک و جالسوز و ضرغام مرکبون پر سوار سیر اراشکبار چلے آتے ہین الامان
کنکر عمرو کنارے ہوا ملکہ سہیل نارنجی پوش کو چوبدار نے خبر دی چار مرکب چار عیارون کو
لے کر آئے ہین ایک اتبک نہین پلٹا ایک دروازے پر خاک اڑا رہا ہی سہیل نارنجی پوش
غصہ مین بیرون بارگاہ آئی دیکھا چارون عیار گھوڑون پر سوار کھڑے ہین جو مرکب کہ خاک
اڑا رہا تھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے بنگاہ قہر اسکی جانب دیکھا کہا کیون بھڑوے میرے
ملازمون کے گرد پھرتا ہی جا کر اپنے باپ کو نہین تلاش کرتا مرکب نے بنگاہ حسرت طرف ملکہ
سہیل نارنجی پوش کے دیکھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دانہ ماش کا اٹھا کر مارا اور کہا
زروح سامری مین بھی تاثیر باقی رہی دانہ پڑتے ہی مرکب جلکر خاک ہوا عیارون کی جانب
متوجہ ہوئی کہا کیون لنگوٹو میرے قلعہ مین آکر کچھ مزا اٹھایا اب تمھارے سر کاٹ کر خدمتمین
شاہنشاہ افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا کے روانہ کرونگی جادوگرون سے اشارہ کیا کہ
انکو گھوڑون سے اتار و شکین بندھوا کر اندر لائی کہا دیکھو ان دولتن کو بھی کھولتی ہون مہتر
برق نے کہا ملکہ عالم اعلے اعلے مراتب رہین چراغ حسن و جمال ہمیشہ روشن رہے دشمن مثل
سبزہ پامال ہون دوست نہال ہون اور کسی کے دل کا حال تو ہم نہین جانتے ہم تو غلامی کو
حاضر ہین آپ نے ہمکو یہ مرتبہ دیا پیادے مشہور تھے گھوڑے پر سوار کیا اپنی آبرو سے اپنے
سامنے بلایا آخر ہماری کیا خطا ہی ہم جو خدمت مین رہینگے دل و جان سے خدمت گزاری
کرونگا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے کہا او نگر زیر کے بچے میرے سامنے زیادہ باتین نہ بنا اگر
مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو نہین معلوم کیا قیامتین برپا کرتے مہتر برق فرنگی نے کہا

سمجھو حضور کا نام سنکر آئے تھے جیسا سنا تھا اُس سے زیادہ پایا مہتر برق فرنگی تو انہی کہے
جاتا ہی مگر ملکہ سہیل نے کہا ایک منقل آتشین لاؤ مین اُن دونون عیارون کے بلانے کی تدبیر
کرون کنیزین چلی ہین کہ آسمان پر سناٹا ہوا شعلۂ آگ کے گرے خوشبوے مشک و عنبر آئی ملکہ
سہیل نارنجی پوش نے سر اٹھایا دیکھا ایک بزرگ آسمان سے اُترے چلے آتے ہین ریش
سفید تا بناف تاج زرین سر پر جامہ زیب جسم گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہی کبھی سرخ
کبھی زرد کبھی کبود ہو جاتا ہی اُن بزرگ نے آواز دی منم پابوس بزرگوار نائب خداوند لات و
منات ای سہیل نارنجی پوش تیرا اختر اقبال اوج پر ہی کیا کار نمایان کیا اِن مکارون کو پکڑ لیا
مگر ساربان زادہ بلاے روزگار ہی تجکو متردد پاکر قدرت نے ہمکو بھیجا لو عمرو بن امیہ نامدار
کو گرفتار کر کے پاس ہماری بندی خاص ملکہ سہیل نارنجی پوش کے پہونچا دو عمر اُسکی بڑھاؤ
سہیل نارنجی پوش گھبرا کر تخت سے کھڑی ہوگئی نائب لات تخت پر اُترے جامہ کو دیکھکر سب
اپنے جامہ سے باہر ہین کہ دمبدم رنگ بدل رہا ہی پہلو سے عمرو کو نکال کر سامنے پھینک دیا کہا
ای سہیل یہ عمرو بن امیہ نامدار موجود ہی اب ملکہ سہیل نارنجی پوش نے دیکھا عمرو شکین
بندھا ہوا سامنے تخت کے پڑا ہوا ہی دربار مین یا خداوند لات و منات کا غل ہوا سب واسطے
سجدے کے جھکے سہیل نارنجی پوش نے بھی قدمون کو بوسہ دیا نائب لات نے سر چھاتی سے
لگایا کہا ای ملکہ سہیل نارنجی پوش دربار مین قدرت کے تیری بڑی تعریف ہی زبان قدرت
پر تیری توصیف ہی جلد اِن پانچون کو قتل کر خبردار اِس برق کے دام تزویر مین نہ پھنسنا برق
تو حیران کہ خداوند یہ کیا معرکہ ہی چالاک نے اشارہ کیا کہ تو بجائی قبلہ و کعبہ آ گئے نائب
لات نے کہا ای سہیل رات بھر لات و منات و سامری و جمشید مین جوتی پیزار رہی ہی لات
منات کہتے تھے کہ عیارون کو ہاتھ سے سہیل نارنجی پوش کے قتل کرائینگے سامری و جمشید
کہتے تھے کہ سہیل کا ستارہ گردش مین آیا عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا ملک الموت جاے اُسکی روح
قبض کرے تب لات و منات نے ہمکو حکم دیا کہ ای پابوس بزرگوار تم جا کر اُسکی عمر بڑھا دو
دو دو سو برس کی عمر کل اُسکے ساتھ والون کو عطا کرو سامری و جمشید منہ تکتے رہ جائینگے
کچھ بھی نہ کر سکین گے جلد شراب منگا ایسا نہو ملک الموت آ جاے ملازم اُسکے دوڑے

شکلے قرابے شراب کے لاکر دربار مین رکھے نائب لات نے ایک قرابے پر انقلاب لات ومنات
پڑھا لوگ حیران تھے کہ یہ کون سی زبان ہے کہا اس قرابے کی شراب سب مین ملا دو ایک ایک جام
سب ملکہ پیین مگر خبردار ایک ہی سانس مین اگر نہ پیا ابھی دم نکل جائیگا اور یار ملک الموت چل چکا ہے
آیا ہی چاہتا ہے قرابہ کھینچکر اپنے ہاتھ سے بھر کر ملکہ سہیل نارنجی پوش کو دیا کہا اے بندی
خاص الخاص جلد پیجاوے نہ کر ملکہ سہیل نارنجی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی
ہونٹون سے لگایا ایک شعلہ چمکا شراب پر گرا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ہزار ٹکڑے ہوے
اسی شعلہ مین سے آواز آئی اے ملکہ سہیل ہوشیار ہو جا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش او
سکارین نے پہچانا یہ کہکر ہاتھ اٹھایا چاہا سحر کرون خواجہ عمرو تخت سے کودے سرہنگ جادو اسکا
وزیر سامنے کھڑا تھا اسنے کلائی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ ڈال جھٹکا دیا عمرو منہ کے بھل زمین پر گرا گرتے
گرتے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکر لیٹ کر خنجر مارا سرہنگ جادو کے
پہلو کو توڑ کر خنجر باہر نکلا سرہنگ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جست کی کہ مین نکلجاؤن جادوگرون
نے گھیرا خواجہ عمرو نے حقہ آتشبازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منہ جھلسا کوئی ہائے ہائے
کرکے گرا اب بارگاہ مین عمرو بھاگا بھاگا پھرتا ہے دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھون سے ناپدید ہوا
گھبرا کر عمرو نے تیغ بھی کھینچا کسی پر حباب مارا وہ بیہوش ہو کر گرا کسی پر کمند ماری کسی کے خنجر
گوکھ پر مارا کسی کو پنجہ مین رکھا کسی کو چیر مارا ملکہ سہیل دیکھتی ہے کہ عمرو مثل برق کے تڑپ رہا ہے زمین
پر قدم نہین جمتا کئی سو جادوگرون کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہے کہ دروازہ بارگاہ کا نہین ملتا جلوخانہ
تنگ جاتا ہے جب ساحر لینا لینا کہکر دوڑتے ہین گھبرا کر پلٹ آتا ہے سہیل نارنجی پوش نے چند دانے
ماش کے ہاتھ مین لیے عمرو نے ایک جادوگر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ سہیل نارنجی پوش نے ایک
دو بستر زمین پر مارا آواز گیر کی دی زمین نے پاؤن خواجہ عمرو کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہو کہ مہتر
برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیردل و چالاک بن عمرو پر کو بند سے بیٹھے ہین عمرو
کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے نعرہ کیا ہان سب کے سر کاٹ لو
جادوگر تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے اب خواجہ عمرو کو عالم یاس ملک الموت پاس بلک بلک کر
آواز دی اے رب سب بے نیاز وا اے خالق کارساز اس مشکل کو حل کر ادھر مہتر برق و جانسوز

وضرغام وچالاک وغیرہ تڑپ تڑپ کر پکار رہے ہین ای معبود لم یزل وای عزیز بے بدل بلاکت سے بچائیو ظلم سے ان ساحرانِ غدار کے نجات دے خواجہ کو اس حال مین دیکھکر چالاک نے سرد سے مار اپکار اکہ ای رحیم وکریم اگر قبلۂ کعبہ قتل ہو جائینگے چراغ لشکر اسلام از طلسم ہوش ربا تا بکوہ عقیق گل ہو جائیگا ایک آن مین گلزار ابراہیم پر خزان آجائیگی افراسیاب کے ظلم سے فوج مہرخ امان نہ پاسکے گی نظم

ور غیل کرد آیش سیاہی
او بافتہ مجوزہ خاک
او کرد بنا سراچۂ تن
بکشادہ ورو زدیدہ روزن
برمنظر دیدہ طاق ابرو
او ساختہ این ہمہ عجائب
این شعل مہ کہ بر فروزد
بے روغن وبے فتیلہ سوزد
نمود دو روزن از مہ وخور
در پنبۂ ابر آن یگانہ
امواج دہ بحار جود است
بخشندۂ خلعتِ وجود است
او داد بہ آفتاب شاہی
زین پنبہ صبح چرخ افلاک
بستہ زکمال قدرت از مو
او کردہ بنای این غرائب
در بیضہ سر نگونِ اخضر
بنہفتہ زژالہ پنبہ دانہ
تو بے نیاز ایسے مقام پر قتل

ہوتے ہین کہ دفن وکفن بھی نہ ملیگا لاشہ کون اٹھائیگا قبر تک کون پہونچائیگا یہ دل سے جوانِ بھون نے دعا کی تیر ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار مہتر قران نامدار جو نقب دیتے ہوئے اندر سے زمین کے آتے تھے زیر زمین اسی بارگاہ مین آکے پہونچے جان سے تو اپنی بیزار روح قالب سے نکلنے کو تیار آنت مین گرفتار انگلیون سے خون ٹپک رہا ہی یکایک کان مین آواز گیرودار کی آئی مہتر قران نامدار نے اوپر ہاتھ کر کے ایک نقب اما را آئینہ سا طبقہ ٹوٹا مہتر قران نے دیکھا خواجہ عمرو ومہتر برق فرنگی وجانسوز وضرغام شیر دل وچالاک مشکین بندھے بیٹھے ہین خواجہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے ساحر تلوارین کھینچے ہوئے آمادۂ قتل ہین یہ لوگ گریہ وزاری کر رہے ہین اور ایک ساحرہ جو سب کی افسر معلوم ہوتی ہے تیغہ پکڑے ہوئے طرف خواجہ کے جاتی ہے اندھیرا آنکھون کے نیچے آگیا قلب تھرا گیا گردن اٹھا ہجو لباس بیٹھا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش او قحبہ کیا کرتی ہے مین آن پہونچا

نعرۂ مہتر قران ذیشان
بمیدان فردہ آتش فشانم
سریع السیر چون بادِ بہاری
منم مہتر قران شیرِ ژیانم
جہان سر سنگ در خنجر گزاری
مالکہ سہیل نارنجی پوش پلٹی کہ

شکلے قرابے شراب کے لاکر دربار میں رکھے نائب لات نے ایک قرابے پر القاب لات ومنات
پڑھا لوگ حیران تھے کہ یہ کون سی زبان ہے کہا اس قرابے کی شراب سب میں ملا دو ایک ایک جام
سب ملکہ پئیں مگر خبردار ایک ہی سانس میں اگر نہ پیا ابھی دم نکل جائیگا اور یارو ملک الموت چل چکا ہے
آیا ہی چاہتا ہے قرابہ کھینچکر اپنے ہاتھ سے بھر کر ملکہ سہیل نارنجی پوش کو دیا کہا اے بندی
خاص الخاص جلد پیجا دیر نہ کر ملکہ سہیل نارنجی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ میں لیا جیسے ہی
ہونٹوں سے لگایا ایک شعلہ چمکا شراب پر گرا شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ہزار ٹکڑے ہوئے
اسی شعلہ میں سے آواز آئی اے ملکہ سہیل ہوشیار ہو جا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش اے
سکارہیں نے پہچانا یہ کہکر ہاتھ اٹھایا چاہا سحر کرون خواجہ عمرو تخت سے کودے سرہنگ جادو اسکا
وزیر سامنے کھڑا تھا اسنے کلائی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ ڈال جھٹکا دیا عمرو منہ کے بل زمین پر گرا گرتے
گرتے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکر لیٹ کر خنجر مارا سرہنگ جادو کے
پہلو کو توڑ کر خنجر باہر نکلا سرہنگ لڑکھڑا کر گرا عمرو نے جست کی کہ میں نکلجاؤں جادوگردن
نے گھیرا خواجہ عمرو نے حقہ آتشبازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منہ جھلسا کوئی ہائے ہائے
کرکے گرا اب بارگاہ میں عمرو بھاگا بھاگا پھرتا ہے دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھوں سے ناپدید ہوا
گھبرا کر عمرو نے نیمچہ بھی کھینچا کسی پر جواب مارا وہ بیہوش ہو کر گرا کسی پر کمند ماری کسی کے خنجر
کوکھ پر مارا کنجہ میں رکھکر کسی کو چیر مارا ملکہ سہیل دیکھتی ہے کہ عمرو مثل برق کے تڑپ رہا ہے زمین
پر قدم نہیں جمتا کئی سو جادوگردن کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہے کہ دروازہ بارگاہ کا نہیں ملتا جلو غا
ٹھٹک جاتا ہے جب ساحر لینا لینا کہکر دوڑتے ہیں گھبرا کر پلٹ آتا ہے سہیل نارنجی پوش نے چند دانے
ماش کے ہاتھ میں لیے عمرو نے ایک جادوگر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ سہیل نارنجی پوش نے ایک
دہبترہ زمین پر مارا آواز گیرکی دی زمین نے پاؤں خواجہ عمرو کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہے کہ مہتر
برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو پر لوبند سے بیٹھے ہیں عمرو
کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے نعرہ کیا ہاں سب کے سر کاٹ لو
جادوگر تلواریں کھینچ کھینچ کر چلے اب خواجہ عمرو کو عالم یاس ملک الموت پاس بلک بلک کر
آواز دی اے رب بے نیاز داد اے خالق کارساز اس مشکل کو حل کر ادھر مہتر برق وجانسوز

وضرغام وچالاک وغیرہ تڑپ تڑپ کر پکار رہے ہین اے معبود لم یزل واے عزیز بے بدل بلاکت سے بچائے ظالم سے ان ساحران غدار کے نجات دے خواجہ کو اس حال مین دیکھکر چالاک نے سرد سے مارا پکارا کہ اے رحیم وکریم اگر قبلۂ کعبہ قتل ہو جائینگے چراغ لشکر اسلام از طلسم ہوش ربا تا بکوہ عقیق گل ہو جائیگا ایک آن مین گلزار ابراہیم پر خزان آجائیگی افراسیاب کے ظلم سے فوج مہرخ امان نہ پائے گی نظم

در غسل کرائیش سیاہی | او بافتۂ مجوزہ خاک
او کرد بنا سراچۂ تن | بکشاد درو ز دیدہ روزن
بر منظر دیدہ طاق ابرو | او ساختہ این ہمہ عجائب
این شعلہ کہ بر فروزد | بے روغن و بے فتیلہ سوزد
نمود دو روزن از مہ و خور | در منبۂ ابر آن یگانہ
امواج دہ بحار جود است | بخشندۂ خلعت وجود است

او داد بہ آفتاب شاہی
زین پنبۂ صبح چرخ افلاک
بستہ زکمال قدرت از مو
او کردہ بنائے این غرائب
در بیضۂ سر نگون اخضر
بنہفتہ ز ژالہ پنبہ دانہ

اے بے نیاز ایسے مقام پر قتل ہوتے ہین کہ دفن وکفن بھی نہ ملیگا لاشہ کون اٹھائیگا قبر تک کون پہونچائیگا یہ دل سے جوان بھون نے دعا کی تیر ہدف مراد پہ پہونچا بقدرت پروردگار مہتر قران نامدار جو نقب دیتے ہوئے اندر سے زمین کے آتے تھے زیر زمین اسی بارگاہ مین آکے پہونچے جان سے توانی بیزار روح قالب سے نکلنے کو تیار آفت مین گرفتار انگلیون سے خون ٹپک رہا ہے یکایک کان مین آواز گیرودار کی آئی مہتر قران نامدار نے اوپر ہاتھ کرکے ایک نقب اماراتیل سا طبقہ لوٹا مہتر قران نے دیکھا خواجہ عمرو ومہتر برق فرنگی وجانسوز وضرغام شیردل وچالاک مشکین بندھے بیٹھے ہین خواجہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے ساحر تلوارین کھینچے ہوئے آمادۂ قتل ہین یہ لوگ گریہ وزاری کر رہے ہین اور ایک ساحرہ جو سب کی افسر معلوم ہوتی ہے تیغہ پکڑے ہوئے طرف خواجہ کے جاتی ہے اندھیرا آنکھون کے نیچے آگیا قلب تھرا گیا گردن اٹھا بجوالباس بیٹھا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش اوقحبہ کیا کرتی ہے مین آن پہونچا

نعرۂ مہتر قران ذیشان | سریع السیر چون باد بہاری | جہان سر سنگ در خنجر گذاری
بمیدان اژدر آتش فشانم | منم مہتر قران شیر ژیانم | ملکہ سہیل نارنجی پوش بلٹی کہ

ے بلا کہاں سے آئی چاہتی تھی کہ سحر کرے بلند اٹھا کہ شہر کے ہزار ٹکڑے ہوئے عمرو کے پاؤن
زمین نے چھوڑ دیئے برق و جانسوز دفعۃً تمام و چالاک پر سبقت دے رہا ہے مکان گرنے لگے
صداے ہائے ہو بلند تمام ساحر درد مند بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی سوزان من سیل نارنجی ڈش
ہو جانب روشنی ہوئی ساحران شہر نے عیاروں کو گھیرا عیار لڑتے بھڑتے بیچ شہر مین آ گئے
ہین مہتر قران کا بغدا چل رہا ہے خواجہ عمرو نے جاب مار مار کے صدہا نامردوں کو مارا
برق کر بیچ کھینچے تڑپ رہا ہے ساحران شہر کے تو یہ لوگ قبضہ مین نہین آتے حقہ ہائے
آتشین مار کر ہزاروں کو جلا دیا اب دروازہ شہر کا بھی معلوم ہو رہا ہے قریب ہے کہ لڑ بھڑ کر
نکل جائین ساحر سحر بھول گئے ہین دیوارین شہر کی گر گئی ہین باغ مین گلہاے رنگارنگ سے
چنگاریان نکل رہی ہین شاخین مثال شمع کافوری جل رہی ہین ہر نخل شمشاد پر شعلہ کا گمان ہے
ہر درخت آگ کا شجر معلوم ہوتا ہے کوہ و برزن مین ہنگامہ ہے کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا
کہ باشید او نا عیار و شیری دختر بلند اختر کو مار اسم شعلہ خوار جادو مہتر قران نے جو سر اٹھا کے
دیکھا ایک ساحر قد بالاے رونگار ہزبر آتشین پر سوار ہاتھ مین اسباب سحر دسون انگلیان
مثل پنجشاخے کے روشن آگ کا پتلہ بنا ہوا عیاروں نے چاہا کہ کود پھاند کر نکل جائین جہاں تک
جمع ساحران مقابلے سے ان بیچاروں کے حیران و پریشان تو رہا ایک جھپکنے نہ پائی کہ شعلہ خوار
زمین پر آ تھا ہزبر آتشین سے کود کے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ عیاروں کے پاؤن زمین سے
تمام لیے اور شعلہ خوار جادو بھڑک کر بیٹھا ایک طرف لاشہ جلتی بیٹی کا تڑپتے دیکھا آگ
لگ گئی گریبان چاک کیا منہ پر خاک ملی آواز دی ہائے اے نور نظر پارہ جگر ان ظالموں کو رحم
نہ آیا عین شباب مین تجھکو مارا یہ کہکر طرف عیاروں کے پلٹا عمرو سے آنکھ ملا کر آواز دی او
ساربان زادے تم چھوٹوں کو تو ابھی پھونکتا ہون مگر مہرخ وغیرہ کی بھی شامت آئی ہے
اگر اس خون کے معاوضہ مین جا کر کل کو نہ مارا تو نام اپنا شعلہ خوار جادو نہ پایا یہ کہکر جھولی
سے گولہ نکالا چرخ دے رہا ہے عیاروں نے دیکھا کہ وقت خاتمہ قریب آیا سب تیسہ ادھکر
پکار اٹھے اے دافع البلیات و اے سامع الدعوات فریاد رس درماندگان و خلاق زمین و
آسمان تو نے بطن مادر مین جگہ دی تو ہی نے نو مہینے ظلمت کی چالیس روز قبل از تولد

شیر پستان مرحمت فرمایا ایک کارہ کن میں تمام عالم کو بنایا النظم

قیام آموز سرو جویباری
گناہ آمرز رندان قدح خوار
رفیق روز در محنت گزاران
ز شکر ش پر شکر کام شکر خوان
بقرار مین اپنے آقا کو پکار رہے ہیں نظم
یا علی درماندہ ام دستم بگیر
تو امیری تو وزیری من گدا
وصف ذاتت در کلام اللہ رہ

بلندی بخش ہر ہمت بلندے
جماعت گیر پیران ریاکار
ز بحر لطف او ابر بہاری
ز قہر ش زہر عیش تلخ حرفان
مشکلم در پیش یا حاجت روا
در گناہ خود گرفتارم اسیر
یا علی سلطان عالم نام تو
تو امام ما سے تو ید اللہ ہست

تعصب باف عروسان بہاری
بہ پستی افگن ہر خود پسندے
انیس خلوت شب زندہ داران
کند خار و سمن را آبداری
سب سے زیادہ مہتر فوران
کس نی جز ذات تو مشکل کشا
کن نظر بر بے نوائی یا شہا
آسمان پست است پیش بام تو
اے کریم کارساز و واسطہ ان

بزرگان دین کا رحم کر اس بجیا کے ظلم سے بچائے یک کر جو ان سبھوں نے دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا اتفاقات قضا و قدر بحکم مالک بحر و بر ملکہ مخمور سرخ چشم جو طلسم جمشیدیہ سے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان سے رخصت ہو کر چلی تھی بخوف شاہنشاہ افراسیاب مثل ستارے کے آسمان میں ڈوبی ہوئی چلی آتی تھی شور و غل کی آواز کان میں پہونچی دیکھا ایک شہر کو کہ دیواریں وغیرہ گر گئی ہیں قصر ہائے پختہ جا بجا جل رہے ہیں ہر در و دیوار سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں اپنے چھوٹوں عیاروں کو دیکھا کہ مجمع ساحران میں پابہ گل ہیں لاشے سیکڑوں گرد پڑے ہیں ایک ساحر غدار آتش کا تیلہ بنا ہوا ہاتھ میں گولے کو چرخ دے رہا ہے کلمات سخت بہ نسبت عیاروں کے زبان پر جاری گولا مارا چاہتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم کا کلیجہ جلا مگر شعلہ خوار جادو نے گولا مار کہ عیار جل جائیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہیں سے سحر کیا کہ وہ گولا الٹا پلٹا مجمع ساحران میں آ کر پھٹا کئی ہزار ساحر جل کر مرے شعلہ خوار گھبرایا کہ یہ کیسی آگ لگی میرے سحر نے میرے ہی جادوگروں کو جلایا چاہا کہ بچہ کھینچ کر جھپٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم ملکہ مخمور سرخ چشم میں نے پہچانا اتر تے اترتے سحر کیا زمین پھٹنے لگی کئی سو جیا داخل جہنم ہوئے شعلہ خوار نے کہا باش اے مخمور میں نے پہچانا یہ کنکر گزشتہ ماش کے دھوئے مارے صدہا شعلوں نے اس ماہ آسمان خوبی کو گھیرا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دو ملک

یہان پہونچین اسوقت مین یک نظرے خوش گندرے کل لشکر اسلام کی سلامتی کی خیر منا رہے ہین
ہمارا عشق یہی ہی جہان رہین جان و مال کی انکے خیر ہو یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ
مخمور سرخ چشم طاؤس زرین بال پر سوار دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مثل برق جہندہ
بارگاہ مین آکر اتر پڑین پایۂ تخت کو بڑھکر بوسہ دیا سب سے صاحب سلامت ہوئی ملکہ بہار نے مسکرا کر
کہا حضور بادشاہ بخیر ملکۂ عالم آئین کیون ملکہ مخمور خوب مزے اڑا آئے اتنی جلدی آنا کیا ضرور تھا
معشوق کے پہلو مین دل مسرور تھا یہان آنے سے کیا فائدہ ہر وقت جان جانے کا خیال
آٹھ پہر جنگ و جدال خوب راگ و رنگ مین مصروف رہین ملکہ مخمور نے کہا بی بہار صاحبہ مجکو یہ
حال بھی معلوم ہی آتے ہی طعن و تشنیع شروع کر دی بہار نے کہا بوا خفا کا ہے کو ہوتی ہو
حقیقت مین اسد غازی کو چھڑانے گئی تھین لوح طلسمی بھی ملگئی دربند بھی فتح ہوئے انتو
ملکہ مخمور کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوا کہا بی بہار صاحبہ خدا چاہیگا تو شاہزادہ اسد بن کرب غازی
بھی چھوٹینگے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی وہ بھی دن خدا دکھائیگا اور انشاء اللہ ہمین لوح طلسمی
کا پتا لگا لینگے تم سمجھتی ہوگی ہم کوہ عقیق سے آتے ہین پروردگار نے ہمین ایسے وقت پر پہونچایا
کہ تمام لشکر اسلام مصیبت مین تھا بادشاہ لشکر اسلام کی جان بچائی اس کلمہ پر تو ملکہ بہار کو
غصہ آیا کہا بس لو بیٹھو چھوٹا منہ بڑی بات نہ بولو انکا خدا حافظ و نگہبان ہی پیدا کرنے والے کا
انپر احسان ہی ذرا سی بات کہی لڑنے لگین معشوق کی جھانجھ مجیرا آ تاری دونون مین چاؤن
چاؤن جو ہوئی ملکہ مہرخ نے منع کیا دونون کو گلے سے لگایا کہا ملکہ مخمور بیان کرو کیا معرکہ
گذرا ملکہ بہار ہمارے سر کی قسم حال تو سنو مخمور نے کہا حضور مین بیشک کوہ عقیق پر گئی تھی
کسی کی چوری نہین ہی مین کسی کی لونڈی باندی نہین جب کوہ عقیق پر پہونچی ایک جادوگر یہان سے
گیا تھا اُسنے قیامت برپا کی تھی اول جاکر اُسکو مارا سر میدان للکارا اب اور بڑی مصیبت
کیا عرض کرون کسی وقت مفصل بیان کرونگی مجمل یہ ہی کہ طلسم جمشیدیہ مین یعنی خدا سلامت رکھے
اُس شیر بیشۂ جرأت ہنر بر دوشت بہت گل گلزار خلیل الرحمان شاہزادہ نور الدہر کو اُس
زور شور سے طلسم فتح کیا کہ زمین تھرا اٹھی تھی جمشید جادو کو گھسکر مارا وہان سے مہلت پاکر
آئی راہ مین خواجہ عمرو بن امیہ ایک قلعہ مین جاکر مبتلائے بلا ہوئے تھے وہان پہونچکر

شعلہ خوار جادو کو مارا قلعہ سے اُن سب کو نکالا یہ سب کچھ کیا اور پھر پہلو مین بیٹھی تھی راگ و
رنگ مین مصروف تھی یہ خیر خواہ ایسی بیوقوف تھی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا جوش محبت مین یہ
سب کچھ ہوا نہایت دربار مین خوشی ہوئی ملکہ مہرخ نے پوچھا ای ملکہ مخمور خواجہ عمرو کو تو افراسیاب
جادو لیگیا تھا قلعہ مین کیونکر پہونچے ملکہ مخمور نے کہا مین نے یہ خواجہ سے دریافت نہین کیا
شعلہ خوار جادو کو جب مارا لاشہ اسکا مع سہیل نارنجی پوش ہوا پر اُڑ کر چلا مین گھبرا کر بہ تعجیل تمام
نکل آئی خواجہ کا تا والا دہی کہ اُستاد جلد نکلیے ایسا نہو کہ بلا مین پھنسو بارے وہ بھی نکل گئے یقین ہی
تشریف لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے عرض کی خواجہ عمرو مع عیارون کے آتے
ہین سرخ مو وغیرہ واسطے استقبال کے نکلین خواجہ عمرو بارگاہ مین آئے سب سردار واسطے
تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہرخ نے تصدق وغیرہ اُتار دیا پوچھا کہ خواجہ اُس ظالم کے پنجہ سے کیونکر رہائی
پائی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور ملکہ شبنم گوہر پوش کی آنکھ کھلی حیران ہوئی کہ بچھاڑ دی کیونکر
پڑی اپنے کو مروارید بہ گا ماشن رہی تھی اس دربارگاہ مین کیونکر آئی خواجہ عمرو نے پکار کے آواز
دی ای ملکہ شبنم گوہر پوش قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا مین تجکو بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ
مین گرفتار کر لایا اگر قتل کر ڈالتا کسی کو خبر بھی نہوتی اول تو تمہارا احسان تھا کہ تمنے افراسیاب
جادو سے میری سفارش کی جان بچانے کی گذارش کی علاوہ اسکے تمسے ایک محبت بھی ہوئی
سامری وجمشید پرست کروان سب شاہزادیون کا ساتھ دو کتاب سامری مین صاف صاف
تحریر ہی کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی قاتل افراسیاب جادو ہی جادوگرنا دین اسلام
مین بڑا ثواب ہی ہرچند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو ناگوار رہا ہرچند کہ گانے
پر خواجہ عمرو کے مائل ہوئی ہر تیغ علم موسیقی کی گھائل ہوگئی ہی گرفتار ہوگئے اپنا آنا بہت شاق
ہوا مگر یہ بھی خیال کیا کہ بڑے بڑے ساحران نامی دربار مین ملکہ مہرخ کے جمع ہین ملکہ بہار
و باغبان عالی وقار و ہمار قدرت صاحب سطوت و صولت برق و رعد وغیرہ سبھی کا اتفاق
مین خرابی ہی ردست بیٹکے کام کرو اسی شغل مین سوچ کر جواب دیا کہ خواجہ مجھے عذر کیا ہی مین ہمیشہ
اسی فکر مین تھی کہ آپ کی خدمت مین پہونچون افراسیاب جادو سے لڑا دن یہ بھی آپ پر
ظاہر ہو جائیگا بہت سے اسرار طلسم مجھے معلوم ہین بر وقت رہائی طلسم کشا عرض کرونگی مقام ہوح

بتاؤنگی مین نے دل وجان سے اطاعت طلسم کشا قبول کی یہ سعادت حصول کی ملکہ مہرخ
نے منگواکر خلعت دیا پہلو مین ملکہ مہرخ کے کرسی ملی مگر خواجہ عمرو نے چپکے سے ملکہ بہار سے کہا
کہ ملکہ مہرخ سے کہہ دینا کہ شبنم گوہر پوش دل سے مطیع نہین ہوئی چہرے سے سیاہی کفر کی دور
نہین ہوئی بہار نے کہا نہین خواجہ یہ ساحرہ بڑی صاحب لیاقت ہے یہ ایسا نہ کریگی عمرو خاموش
ہو رہا ملکہ شبنم گوہر پوش کے دل کو تو پیچ وتاب ہے کہ شب ہو تو ساربان زادے کو گرفتار کر کے
خدمت مین ملکہ حیرت کی لیجاؤن اسکی عیاری کی سزا دون مگر بشکل کنیز شمیمہ ملقب زن عیارچی
دربار مین ملکہ مہرخ کے حاضر تھی دربار کی کیفیت دیکھکے بھاگی خدمت مین ملکہ مہرخ کی آئی عرض کی
ای ملکہ عالم شاہنشاہ عمرو کو لیگئے تھے ملکہ شبنم گوہر پوش کے مقام پر جاکر ٹھہرے تھے عیارون نے
عیاری کی عمرو رہا ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل مین ڈالکے آیا راہ مین کسی وجہ سے قلعہ سہیل
نارنجی پوش مین پہونچا سہیل نارنجی پوش کو مہتر قران نے مارا باپ اسکا شعلہ خوار ملکہ مخمور
سرخ چشم کے ہاتھ سے داخل جہنم ہوا قلعہ ویران ہو گیا ابھی عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل
سے نکالا عمرو نے سمجھایا وہ مطیع اسلام ہوئی عمرو سے کہہ رہی ہے بعد رہائی شاہزادہ اسد بن
کرب غازی لوح طلسم ہوش ربا کا پتا بتاؤنگی در بند فتح کراؤنگی انگوٹھا بھاری خلعت ملا ہے ملکہ
حیرت جادو قہر و غضب مین کانپنے لگی کہا جو نمکحرام جاتا ہے لوح کا ضرور پتا لگاتا ہے بلاؤ تو ملکہ صرصر
شمشیر زن کو یہ کلمہ منھ سے نہ نکلا تھا کہ سامنے سے صبا رفتار کمند انداز بصد کرشمہ وناز نمایان
ہوئی ملکہ حیرت کو غصہ مین دیکھکر مثل آئینہ حیران ہوئی ملکہ حیرت نے کہا ای صبا رفتار مین تجکو
نہال کرونگی دامن آرزو گوہر بے بہا سے بھر دونگی شبنم گوہر پوش ملکہ تمکال جادو کی بھانجی
ہو مسلمان ہوئی جس طرح سے بنے گرفتار کر کے لا مارے کوڑون کے حرامزادی کی کھال
اڑا دونگی صبا رفتار نے کہا لونڈی گئی اور جاکے لائی صبا رفتار سر شام صورت اپنی ایک
جادوگرنی کی بنا کے لشکر مین خواجہ عمرو کے داخل ہوئی ملکہ شبنم گوہر پوش بصد جوش خروش
دربار مین ملکہ مہرخ کے داخل ہے غصہ مین خاموش بیٹھی ہے دل سے کہہ رہی ہے کہ ای شبنم تیری
دست برد تو رات کو ہوگی مسلمانون پر اوس پڑے گی یعنی خواب مرگ مین مبتلا ہونگے جسکو پاجاؤنگی
سر کاٹ کرکے جاؤنگی بگوڑے عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ عمر بھر یاد کریگا میری بدعت سے

فریاد کریگا پہر رات گئے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کے واسطے ایک بارگاہ استادہ کرادی کنیزین برائے خدمتگزاری مرحمت ہوئین سب سردار اپنے اپنے خیمہ مین گئے صبا رفتار ایک درخت کی آڑ پکڑے ہوئے بارگاہ شبنم گوہر پوش کو تاک رہی ہے کہ سناٹا ہو تو جاکر تدبیر گرفتاری کرون یہان ملکہ شبنم گوہر پوش کو کب آرام ہو بعد جانے خیمے کے کنیزون کو اپنے پاس سے رخصت کردیا تھا جاگ رہی ہے کہ رات زیادہ گذرے تو بارگاہ سے نکلون پہلے نگوڑے عمرو عیار کا سر کاٹ لون جو ہو سکے آج رات بھر قتل کرتی پھرونگی صبح ہوتے بارگاہ ملکہ حیرت جادو مین پہونچونگی جب اسنے یہ خیال کیا کہ پہر رات باقی رہی ہے اپنے چھپرکھٹ سے اٹھی باہر بارگاہ کے آئی چہار طرف نگاہ اٹھاکے دیکھنے لگی خواجہ عمرو کے خیمے پر نگاہ ڈال رہی ہے کہ گوشے سے صبا رفتار نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو دیکھا جی مین کہتی ہے کہ کیا سبب ہے کہ اسوقت ملکہ شبنم اپنی بارگاہ سے نکلی مگر اچھی صبا رفتار یہی وقت عیاری ہے جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگاکر مہتر برق فرنگی کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑتی ہوئی سامنے ملکہ شبنم گوہر پوش کے آئی شبنم اسکو دیکھکر جی مین کہنے لگی کہ یہ عمرو کا قوت بازو ہے پہلے اسکو لینا چاہیے پکارکر آواز دی بھیا کہان سے آتے ہو صبا رفتار تو خود ہی چاہتی ہے کہ مجکو بلائے تو مین اپنا کام کرون پلٹ پڑی پکار کر کہا ملکہ عالم خیر تو ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا بھیا برق اسوقت بارگاہ مین دل گھبرایا چاندنی کی سیر دیکھنے باہر نکل آئی ہون آو گھڑی بھر ہمارے پاس بیٹھو خیال مین ہے ای شبنم پہلے تو اسکو بارگاہ مین لے چلو اسکا سر کاٹ لو صبا رفتار نے کہا ملکہ حاضر ہون ملکہ شبنم گوہر پوش برق کو لیکر اندر آئی صبا رفتار نے آتے ہی کہا ملکہ کوئی گلابی شراب کی بھی ہے اسوقت بہت جی چاہتا ہے ملکہ شبنم نے کہا بھیا لو پیو یہ کہکر گلابی سامنے کی صبا رفتار نے جھٹ پٹ جام لبریز کرتے کرتے بیہوشی شامل کرکے ہاتھ پر رکھکر کہا ملکہ پہلے آپ پیجیے ملکہ شبنم نے بے تکلف ہاتھ بڑھا دیا جام لبون سے لگاکر پی گئی جام پلاکر صبا رفتار اٹھی ملکہ شبنم نے کہا بھیا برق کہان چلے صبا رفتار نے کہا اب طلائے پر جاؤنگا ملکہ شبنم اٹھی کہ ماش کا دانہ ماردون کہ یہ باہر نہ جا سکے اٹھتے اٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گری صبا رفتار نے فورا زبان مین سوزن دیا حلقہ ہائے کمند سے مشکین باندھین سراپچہ چاک کرکے نکلگئی

طرف لشکر ملکہ حیرت کے روانہ ہوئی ستارۂ سحری چمک چکا ہی خواجہ عمرو کو رات بھر خیال
رہا ہی کہ دیکھیے ملکہ شبنم گوہر پوش کیا کرتی ہی دو گھڑی رات رہے سے عمرو اُسکی بارگاہ پر
آیا اندر آکر دیکھا پتہ صبا رفتار کا معلوم ہوتا ہی سراپچہ چاک ہی بس خواجہ عمرو نے خیمے سے
نکلتے ہی آواز دی ملکہ شبنم گوہر پوش کو صبا رفتار چرا لیگئی سرداروں نے قصد کیا عمرو
نے کہا پہلے مین جاتا ہون دیکھون تو معرکہ کیا ہی آپ لوگ خبر منگائیے گا جیسا مناسب وقت
ہوگا عمل مین لائیے گا یہ کہکر طرف لشکر کفار کے بھاگا یہان ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی
شاہزادیان وزیرزادیان آتی جاتی ہین مصور و صورت نگار ملکہ یاقوت جادو و ملکہ
شعلۂ آتش مزاج و ملکہ نمکین شیرین کلام و ملکہ صنوبر شمشاد قد وغیرہ جمع ہین ملکہ حیرت
جادو کہہ رہی ہی کہ مین نے برائے گرفتاری ملکہ شبنم گوہر پوش صبا رفتار کو روانہ کیا ہی صبح
ہوگئی تو شبنم کو کہان پائیگی مصاحبین عرض کر رہی ہین حضور دم لے ہی کر آئیگی یہ سخن ناتمام تھا
کہ صدائے زنگ کی بلند ہوئی دیکھا صبا رفتار کمند انداز پشتارہ بدوش آ پہنچی ملکہ حیرت نے
پوچھا صبا رفتار کسے لائی عرض کی حضور شبنم گوہر پوش کو لائی یہ سنتے ہی ملکہ حیرت جادو
نے کہا لا سامنے بٹھلا دے صبا رفتار نے بائین فرش بٹھا کر فتیلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ شبنم نے
آنکھ کھولی ملکہ حیرت جادو نے پکار کر آواز دی او قحبہ او شغتل او کمبخت اپنے باوا عمرو پر
عاشق ہوئی اسد غازی کو رہا کرنے جاتی تھین لوح طلسمی کا راز بتاتی تھین اب کہ تیرے
حمایتی کہان ہین ملکہ شبنم شرم سے غرق عرق ہوگئی ایسے کلمات مہملات کبھی کانون سے کاہیکو
سُنے تھے جواب دیا ملکہ خیر تو ہی مین یہان کیونکر آئی عیارچی نے کہا مین برق بنکر تمھاری مشکین
باندھ لائی شبنم نے کہا حضور مین تو اسواسطے مطیع الاسلام ہوئی کہ عمرو کا سر کاٹ کر لاؤن
یہ آپ نے کیا غضب کیا میرا کام بنا بنایا بگاڑ دیا ملکہ حیرت جادو نے کہا لو صاحبو اور مزا سنو
مجکو کل کی چھوکری نادان بناتی ہی وہان گئین تو اُنکی دوست یہان ہمارے ساتھ فقرہ بازی
جعلسازی ارے دیکھ تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون تو نے اپنے مقام پر شاہنشاہ کو بیہوش
کرایا تیری ہی باتون سے عمرو چھوٹا ورنہ ابکی شاہنشاہ اُسکے فقرے مین نہ آتے ایسی چھیتنی
دکھا کے میرے بھولے شاہنشاہ کو بہکا لیا دشمن کو چھڑوا دیا ہمارے دشمنون مین جبیٹھ کر

فتح طلسم کی تدبیر بتاتی ہیں میرے سامنے آکر یہ باتیں بنائی ہیں جلد جلاد کو بلاؤ اس نمک حرام کو قتل کریں شبنم ہر چند کہتی ہی ملکہ ذرا ہوش مین آؤ چوچ سنبھالو بادشاہ کی جورو بنکر آپ سے باہر ہو دوست کو دشمن بناتے بھی شرم نہین آتی ہی اِس بات پر تو ملکہ حیرت جادو کو اور غصہ آیا فوراً جلاد کو بلایا کہا اِس زبان دراز کو قتل کر جب جلاد نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا ریت کا چبوترہ بنایا گردن پر کوئلے کا خط دیا تیغ چمکا کر پکارا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ؛ مرغ را دانہ بلا شد طعنہ بر صیاد چیست ؛ کسکا سر رشتۂ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب بارگاہ سلطانی ہی کسکی کشتی عمر طوفانی ہی ملکۂ عالم حکم اول ہی سمجھ کے دیجیے اب تو ملکہ شبنم گوہر پوش کا عجیب حال قلب پر ہجوم غم و ملال کم سنی کی موت کا سامنا اتنے بڑے دربار مین ہر کس دشمن جان تشنۂ خون نظر آیا رنگ روے ملکہ شبنم گوہر پوش متغیر ہوا پیشانی پر موت کا پسینہ آیا جسم مین رعشہ دل سے کہتی ہی اے شبنم تیرے مکر نے تجکو ہلاک کیا اب اسوقت ثابت ہوا کہ دین عمرو کا سچا ہی کجا ملکہ مہر رخ و بہار کجا مقابلۂ افراسیاب نابکار قوت و قدرت خدا سنا دیدہ صاف ظاہر ہی اتنا بڑا بادشاہ چاہے اپنے ملازمون کو نہ قتل کر سکے جو جو اوصاف خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے اپنے پروردگار کے بیان کیے وہ سب حق ہین اے دل تردد منزل وہ معبود برحق ہی اے خدا ے عمرو مین عہد واثق کرتی ہون اگر اِس بلاے ناگہانی سے بچون خواجہ عمرو کی شریک ہوکر افراسیاب خانہ خراب سے لڑون شاہزادہ اسد غازی کی رہائی مین جان و دل سے کوشش کرون یہان ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا اے ہالو ہمنے حکم اول دیا اِس بد انجام نمک حرام کو جلد قتل کر جلاد نے شانۂ ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہلا یا کہا اے گنہگار حکم اول تیرے قتل کا مل چکا جو کھانا ہو کھا لے جو وصیت کرنا ہو کر لے اب جان کا بچنا دشوار ہی موت تیرے سر پر سوار ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نے جواب دیا او بیحیا اپنے کام مین مصروف ہو نہ پانی کی ہوس نہ کھانے کی خواہش البتہ یہ بڑی کاہش ہی اے حاضرین وقت اگر کسی کا گذر لشکر اسلام مین ہو تو خواجہ عمرو سے ہمارا یہ پیغام پہونچا دے کہ اے شہنشاہ اوج عیاری آپکی کنیز ناچیز بیکس و بیبس ہوکر دربار کفار مین قتل ہوئی یہ ہوس دل مین رہگئی کہ وقت آخر آپ کی زیارت سے مشرف ہوتی مگر جہان تک ہوسکے اس کنیز کا لاشہ لیجانیے گا طریقۂ اہل اسلام سے دفن کیجیے گا

آپ کے سامنے مین نے مکر سے کہا تھا مگر اب صدق دل سے اطاعت دین اسلام قبول کی شاہی وقت آخر سعادت دارین حصول کی فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا لونڈی کے جنازے کو کاندھا دیجیے گا یہ کہکر چیخ مارکر روئی نگاہ طرف آسمان کے اٹھائی بیقراری مین پکاری **نظم**

ای عمرو کے خداے نادیدہ | ہے یہ تیری کنیز رنجیدہ | مجکو اس قید سے چھڑا جلدی
بدعت وجور سے بچا جلدی | پہونچی اپنی سزا کو ای معبود | سنتی ہون ہر جگہ تو ہی موجود
شان قدرت کی اب دکھا یا رب | اس بلا سے مجھے بچا یا رب | دین اسلام ہی قبول مجھے
جانبری جلد ہو حصول مجھے | ای سمیع وعلیم ای ستار | خالق بے نیاز ای غفار
وقت امداد و دستگیری ہے | شاق لونڈی پہ یہ اسیری ہے | تیری قدرت تو آشکارا ہے
اب ترا ہی فقط سہارا ہے | سن چکی ہون کہ بے نیاز ہے تو | اپنے بندونکا چارہ ساز ہے تو
تیرے در کے گدا ہین شاہ و فقیر | پھیر دے اس کنیز کی تقدیر | مجھ گنہگار کی دعا ہو قبول
ہو۔ ہائی اب اس بلا سے حصول

ملکہ شبنم گوہر پوش کے جو آنسو ٹپکے اہالیان دربار اور زیادہ ہنسے کہا ای ملکہ عالم خداے نادیدہ سے دعا کرتی ہے دم اسکی وحدت کا بھرتی ہے حیرت جادو نے حکم دیا او جلاد جا بہ سر کاٹ لے جلاد تیغہ پکڑ کر چلا جیسے ہی چاہا کہ ہاتھ مارے پیشانی پر ایک پتھر پڑا جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز دی وہ مارا اب سبنے دیکھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش تو صحیح وسالم بیٹھی ہے جلاد کی لاش پڑی ہے ملکہ حیرت جادو نے کہا دیکھو تو ای صبا رفتار یہ کس نے پتھر مارا صبا رفتار چہار طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو خدمتگار بنا ہوا ستون کی آڑ پکڑے ہوے کھڑا ہے صبا رفتار نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے آواز دی او ساربان زادے کہان جائیگا عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن وکمر مین پڑے سبک ہو کر کمند کے حلقون سے اور منہ سے نکل گیا منم شاہنشاہ اقلیم عیاری کسکی مجال ہے کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے مگر حلقون سے کمند کے نکلکر عمرو زمین پر گرا تھا کہ ایک جادوگر نے آواز گیرا کی دی زمین نے پانون عمرو کے پکڑ لیے اس جادوگر نے چاہا عمرو کو تلوار سے مارے پہلو پر چوبدار سونے کا عصا لیے کھڑا تھا اسنے آواز دی او میان ساحر دیکھو ملکہ منع کرتی ہین اسنے منہ پھیرا چوبدار نے وہی عصا سر پہ جادوگر کے مارا اور نعرہ کیا منم صاحب بغدہ گران قاتل ساحران

مہتر قران اُس ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو کے پاؤن چھوٹے لوٹ مار کر قریب ملکہ شبنم
گوہر پوش کے پہونچا زبان سے سوزن نکالا کہا ای ملکہ شبنم گوہر پوش ہوشیار رہو ملکہ شبنم
نے اُٹھتے اُٹھتے ایک دو تھڑ زمین پر مارا زمین کانپی کئی جادوگر مرے تڑپ کے بیرون
بارگاہ آئی دیکھا چون عیار نیچے ہاتھ مین پکڑے موجود ہین حلقے کمند کے جواب بیہوشی حقہ ہای
آتش بازی مار مار کئی سو جادوگرون کو قتل کیا مگر ملکہ حیرت جادو غصہ مین دوڑی باہر بارگاہ
کے آکر دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش سحر کر رہی ہی سنگریزے اُٹھا اُٹھا کر پھینکتی ہی عیار بھی
لڑ رہے ہین مثل برق کے نیمچہ مارا اور غائب ہوے خوف سے ساحرون کے زرنخلستان
مین چھپ جاتے ہین کبھی کسی غار مین بچاند پڑتے ہین بڑی چستی و چالاکی سے لڑ رہے
ہین ملکہ حیرت جادو نے شبنم کو للکارا خبردار او شبنم کہان جاتی ہی منم ملکہ حیرت جادو
خاتون شاہنشاہ طلسم ہوشربا ملکہ شبنم گوہر پوش نے ایک جادوگر کو مار کر جھولی اُٹھالی
ہی اُسمین سے ترنج نکال کر مارا حیرت نے برق چمکائی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا
مگر کئی ساحرون کو شعلۂ آتش نے جلا دیا بس حیرت نے بڑھ کر ایک گولہ ملکہ شبنم پر مارا بال
اپنے کھول دیے ملکہ شبنم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا لڑکھڑا کر گری ملکہ حیرت
نے آواز دی اِسکا سر کاٹ لو اب مہلت نہ دو ساحر باوہ کر کے چلے ملکہ شبنم گوہر پوش
نے خیال کیا کہ سحر فراموش قلب پر حیرت کا جوش قریب ساحر نہ پہونچنے پائے سمجھے کہ بیٹھین
پھولون کی آئین طائرون نے زمزمہ سرائی شروع کی آسمان سے نعرہ ہوا ای شبنم گوہر پوش
نہ گھبرانا منم ملکہ بہار جادوگرتے گرتے ملکہ بہار نے حیرت جادو پر گلدستۂ سحر مارا کچھ پھول
شبنم پر پھینکے شبنم بھی اُٹھی گلدستہ ملکہ بہار جادو کا سر پر حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے گھاس
سرخ نے شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی جسکے جسم پر پھول پڑا جل گیا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ
جھوما شعر عاشقانہ پڑھا تلوار کھینچ کر اپنی گردن پر رکھ لی کسی نے قرولی اپنے پیٹ مین ماری
آپسمین بھی تلوار چلی کئی سو جادوگر سحر بہار سے جہنم مین پہونچے بہار نے آتے ہی شبنم کو
بھی رہا کیا شبنم پر اوس پڑ چکی تھی ہمہ تن اشک تھی یہ بھی لڑنے لگی بہار نے جو اتنی مہلت پائی
پھر اُٹھا کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ملکہ حیرت کا مصاحب زرریز جادو پانچ سو جادوگر

اسکی پشت پر کھڑا ہوا رکر رہا تھا پھول جو پرسے کچھ اسکے سر پر گرے جلدی سے اٹھا کر سونگھے بھول گیا اپنے کو بھول گیا جھوما گلچینی گلشن بہار کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا باغی تھا جھونکا ہوا سے عشق کا چلا پکار اٹھا ای سرو باغ محبوبی وای غنچۂ نو دمیدۂ حدیقۂ محبوبی آپ کے گلشن عشق کا ہوا خواہ ہون آرزوے وصل مین تباہ ہون یہ کہکر غزل عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف بہار کے دوڑا غزل دوست صادق جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

مر مٹے ہم تو محبت مین یہ انجام ہوا
مین بھی مجنون کی طرح خلق مین بدنام ہوا
زندگی مین نہ ملا آپ گھڑی بھر کو نصیب
درد دل میرے لیے باعث آرام ہوا
آپکے عشق کا حاصل یہ ہوا مجکو ثمر
آکے مہمان جو ہمارا وہ گل اندام ہوا
دل جو خوش جیسا کہ الفت مین جلا شل چراغ
آکے دامن مین وہ عطر گل بادام ہوا
اب وہ کیون پچھلے پہر آئے عیادت کے لیے
رات ادھر آئی تو روشن یہ سر شام ہوا
رات بھر جنکے سکا نو نہین تھے لاے جلتے
کوئی مشتاق ہوا کوئی دل آرام ہوا

آپ کہتے ہین کہ ہم مفت مین بدنام ہوا
مستعد قتل پہ میرے جو وہ گلفام ہوا
قبر مین جا کے تو حاصل ہمین آرام ہوا
آپنے لی نہ خبر اپنے گرفتارونکی
انگلیان اٹھنے لگین خلق مین بدنام ہوا
ایک ہو جاتے ہین یون جنکو محبت کا ہے ذوق
آنسو آنکھونکا ہری روغن بادام ہوا
ایک عالم یہ زمین بزم مین ہنستے پایا
جو ہمارے لیے ہوتا تھا سر شام ہوا
رات کے آتے ہی دل بجھ گیا مانند چراغ
گل چراغ انکے مزارونکا سر شام ہوا

آپ سے دل کے لگنے کا یہ انجام ہوا
روح بالیدہ ہوئی خوش دل ناکام ہوا
غش کے عالم مین رہی بیخبری تا بہ سحر
مر گئے آخر کار انکا یہ انجام ہوا
بنگیا رشک چمن خانۂ وحشت اپنا
جام شیشے سے نہ شیشے سے جدا جام ہوا
انکی آنکھونسے جو گرمی مین پسینہ ٹپکا
بھر گئے سو مرتبہ خالی صفت جام ہوا
درد الفت بھی حسینونکا ہے کیا کوئی چراغ
جو کہ بجھتا تھا دم صبح سر شام ہوا
دلکو بہلا لیا سودا کی محبت نے جواد

غزل دیگر تصنیف کردۂ منشی احمد حسین صاحب المتخلص بہ قمر

جلد دے جام ساقیا نشہ کا اب اتار ہے
تیری نشیلی آنکھ کا آج تلک خمار ہے
پھولون کی ہر طرف مہک سبزے کی جا بجا لہک
غنچون کی یک بیک چٹک باغ مین کیا بہار ہے
زلف دوتاے نازنین کالی بلا سے کم نہین
جب ہوئی مار آستین سینے مین دل فگار ہے
تیر مژہ کا ذکر کیا جسکے پڑا وہ پھر بچا
ترچھی نگہ کی جب ذرا برچھی جگر کے پار ہے
دیکھکر اُس پری کی چال سبزہ رقص ہون پائمال
قد ہی کہ تازہ ہے نہال پھول سا بر عذار ہے
اُسکی وہ نازنین کمر جو کہ عدم کی دے خبر
نور کا سانچہ سر بسر کیا ہی حسین نگار ہے

باہین گلے مین ڈالدو حسرتِ دل نکال دو	اب نہ سوال ٹال دو بوسہ یہ ناگوار ہے
شب کو گئے جو اے قمر کو چین آسکے نظر	ماہ نہ وہ پڑا نظر فکر ہے انتشار ہے

ملکہ بہار نے آواز دی کہ کیون میان کیا چاہتے ہو سب نے دانت نکال کر کہا میری جان جاتی ہے ملکہ بہار نے جواب دیا ہم پر مرتے ہو یا فانون کی مصیبت کا دم بھرتے ہو کہا نہین حضور آپ پر جان جاتی ہے آتش عشق ہڈیون کو جلاتی ہے کہا اچھا تلوار کھینچو خفت نہ کھینچنا یہ کہتے ہی اُسنے تلوار کھینچی پانچ سو ساحرون نے اپنے اپنے گلے پر رکھی ملکہ بہار سکرائین برق گری کہ خرمن ہوش وحواس کو اُنکے جلا دیا آہ کرکے پانچ سو نے اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالے چشم زدن مین اتنے ساحر بیدم ہوکر گرے کہ خون کے دریا بہے صداے دار وگیر بلند ہوئی حیرت نے جو یہ پلٹ کر دیکھا نہایت دردمند ہوئی آواز دی کہ او بہار تو نے میرا کلیجہ داغدار کر دیا اتنی دیر مین میدان کو لاشون سے بھر دیا مگر آج تیری قضا دامن گیر ہے دیکھ تیرے قتل کی یہ تدبیر ہے یہ کہکر کاروسحر جھولی سے نکالی اسم پڑھا بہار پر چھری چھینک ماری بہار پیچھے ہٹی ہر چند چاہا بچون ممکن نہوا کار دآن کر شانہ پر پڑی شانہ لشانہ ہوا گل سا چہرہ کمھلا گیا اب حیرت چلی کہ بہار کو مارون یکایک زمین شق ہوئی ایک جوان کو دیکھا خفت چہرے سے آشکار بھورے بھورے بال صاحب اقبال کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ کیا منم رعد جادو واضح عرض کیا ہے کہ مان بیٹے ساتھ رہتے ہین ملکہ برق مان رعد جادو کی آسمان پر چمکتی ہے اپنے فرزند کے آواز کی مشتاق رہتی ہے رعد نے نعرہ کیا اسکی صدا کی تاثیر سے حیرت تھرائی برق چمک کے آسمان سے گری سر حیرت جادو کا زخمی ہوا مگر زخمی ہوتے ہی حیرت جادو نے اٹھا کر گولا مارا رعد جادو زخمی ہوا دونون پانون مارکر غرق زمین ہوگیا برق تڑپ تڑپ کے لڑنے لگی یکایک نقارے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ سرخ چشم بصد قہر وخشم مع چار سو ساحران نامی ورئیسان گرامی پشت پر لشکر ظفر اثر علمہاے زرنگار ہی کے پھریرے کھلے ہوے اپنے اپنے نام کے نعرے کرکے آپڑے ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ میرے واسطے کل اہل اسلام آئے دونون لشکر آپس مین ملگئے ہر چند لازم ملکہ مہرخ کا یہی چاہتا ہے کہ ہم اپنی جان لڑائین مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بجائین مثل گل شگفتہ وجد کر رہی ہے حقیقت مین ہمارا بیان خواجہ عمرو

بڑے قدرشناس ہین اپنے ملازم کے یہ پاس ہین ایک کے واسطے ہزارون نے جان دی
سب سردارون نے جان لڑا کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بیچ مین لیا زخمی ہوگئی تھی ہوا دار پر سوار
کیا ملکہ مہرخ نے آواز دی ای غازیان دیندار و ای نبابردان تہور شعار جو مراد تھی وہ حاصل ہوئی
شبنم کو باغیون سے بچالیا تسکین دل ہوئی اب نکل چلو سب سرداران نامدار سمٹ کر ایک مقام
پر ہوئے لڑتے ہوئے سحر کرتے ہوئے ملکہ شبنم گوہر پوش کو لیچلے ملکہ حیرت جادو ہر چند کد و
کاوش کرتی ہے جنگ مین کوشش کرتی ہے مگر ممکن نہین ہوتا ہے یہ بھی بلاے روزگار ہے زوجہ افراسیاب
ناہنجار ہے ہزارون کو مارا بڑھ بڑھ کر ملکہ مخمور و بہار جادو کو للکارا ملکہ بہار نے آواز دی اے حیرت
کیون چیختی بلبلاتی ہے ہم اپنے سردار کو لینے آئے تھے تجکو داغ دینے آئے تھے اپنے دھگڑے
افراسیاب کو بلا اُس سے مدد طلب کر جا پلٹ جا کیون جان دیتی ہے اپنا خون کا ہیکو اپنی گردن
پر لیتی ہے ہماری شریک ہو جا تجکو بادشاہ بنائین طلسم ہوش ربا لا بھڑ کر مٹائین غصہ مین حیرت
جادو ملکہ بہار پر سحر کر رہی ہے کبھی ملکہ مخمور نے بڑھ کر اسکا سحر رد کیا کبھی باغبان قدرت نے
بڑھ کر روک لیا اسطرح لڑتے ہوئے کنارے تک لشکر کے پہونچ چکے ہین وزیرزادیان ملکہ
حیرت جادو سے عرض کر رہی ہین کہ حضور اب کد کا وش بیکار ہے شبنم گوہر پوش کو وہ لوگ
چھڑانے آئے تھے لیئے جاتے ہین اب پلٹ آیئے میدان کارزار مین دیکھا جائیگا ٹوک کر اسکو
میدان کارزار مین قتل کرینگے ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ واپس ہو اور کئی سو ملازمان ملکہ مہرخ
ملکہ شبنم گوہر پوش کے ہوادار کے گرد مین شبنم بھی انتہا کی رخداری مین ہے سحر کرتی جاتی ہے تیغ عرض
کر چکا ہون کہ صدق دل سے مطیع الاسلام ہو چکی ہے اب جو جملہ سردار آکر اڑے اور زیادہ ملکہ مہرخ
وغیرہ سے محبت ہوئی روح کو راحت قلب کو قوت ہوئی کہ یکایک آسمان پر غل ہوا ایک ساحر
سیہ فام کو دیکھا کہ قفس آہنی ہاتھ مین منھ سے شعلہاے آتشین نکلتے ہوئے للکارتا ہوا کہ ای ملکہ
شبنم غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوئی اپنی جان پر کھیلی منم سلج شور جادو فرستادہ ملکہ ہینکال
جادو تمھاری خالہ صاحبہ کو خبر معلوم ہوئی ہے حکم دیا ہے کہ مشکین باندھ کر لاؤ یہ کہکر اس زور و شور
سے گرا ماش کے دانے سے تنکیلتا ہوا کچھ شعلے بھڑکے گرد ہوادار کے جو ساحر تھے وہ آتش سحر
سے جلنے لگے ہر ایک کی آنکھون سے شعلے نکلنے لگے سلج شور جادو نے ہاتھ بڑھا کر شبنم کو

ہوا دار پر سے اٹھالیا قفس آہنی مین بتعجیل تمام بند کیا مثل شعلۂ جوالہ کے گلا اور مثل برق جہندہ
کے قفس لے کر بلند ہوا ملکہ حیرت جادو کو پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم تردد نفرمایئے گا مین انکو
انکی خالہ صاحبہ کی خدمت مین لیے جاتا ہون وہ کان پکڑ کر دو طمانچے ماریگی راہ پر آجائینگی
اتنا جلد غائب ہوا کہ اہل اسلام تحریر نہ کر سکے اب جو پلٹ کر دیکھا وہ ساحر غائب ہو گیا حیرت
اپنے لشکر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے پلٹ گئی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ باخاطر پریشان منتشر
وبیقرار پلٹ کر بارگاہ مین آئین عیار بھی سب ساتھ ہین ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا
ملکہ شبنم کو وہ ساحر سیہ فام لے گیا اسکی فکر واجب و لازم ہے خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھی بڑا خیال
ہے برق و چالاک نے کہا استاد ابھی جاتے ہین ملکہ شبنم گوہر پوش کا پتہ لگاتے ہین ملکہ مخمور
نے کہا خواجہ میرے آنے کے ساتھ ہی شبنم گوہر پوش کا بھی جھگڑا آنکلا آیا مجھے آپ سے ایک
بڑا امر بزرگ عرض کرنا ہے اسکو بگوش ہوش سماعت فرمایئے عمرو متوجہ ہوا کہ ملکہ بیان کر ملکہ مخمور
نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپ سے پردہ کیا ہے مین نے ایک شب کو خواب پریشان
دیکھا واسطے ملاقات شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے روانہ ہوئی لشکر دیو پروردگار کا
ایسے وقت پر پہونچی کہ ایک ساحر فرستادۂ افراسیاب خانہ خراب لشکر اسلام کو تباہ کر رہا تھا
جاتے ہی اسکو مارا اور دو جادوگرنیان کہین سے آئی تھین وہ شاہزادہ نورالدہر و طہماس
کو اٹھا کر لے گئین ایک پہاڑ پر جاکر انکو بھی قتل کیا وہ مقام علامت طلسم جمشید تھا مین معلوم کر
آمین کیا بعید تھا مختصر یہ ہے کہ مین طلسم جمشید یہ مین قید ہوئی شاہزادہ نورالدہر نے لوح حاصل کی طلسم
کو فتح کیا جمشید جادو کو جاکر گنبد جمشیدیہ پر مارا وہان کے قصر مین ایک حکیم بقراط ثانی جلوہ فرما تھے
مجکو اور نورالدہر کو بھیجا نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے آپ کو سلام کہا ہے ہزارون دعائین
دی ہین ایک پرچہ کاغذ کا دیا ہے اور فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو یہ کاغذ دینا
بمقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی کام آویگا یہ سنکر خواجہ عمرو نے اسی وقت تخلیہ کیا
کاغذ لے کر ملکہ مخمور سے پڑھا لبشد ومدظرف سے بقراط ثانی کے مرقوم تھا کہ ای سرپرست
مسلمانان و سردار عیاران رفیق و شفیق زلزلۂ آفاق ثانی سلیمان سرو باغ خنجر گذاری گل شگفتہ
عیاری ہای و نامدار خواجہ عمرو ذی وقار پر واضح ہو کہ تدبیر رہائی طلسم کشا مین تھہ اول یہ کر

کہ سمنکال جادو کو مطیع کرو دوسرے ملکہ ماران زمین کن و اسرار جادو کا بھی شریک ہونا
واجب و لازم ہی راستہ گنبد نور کا سرحد باغ سیب سے پیدا ہوگا یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے
کہ رہائی شہسوار عرصہ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی آپ ہی کی کوشش پر
موقوف ہی مگر جو جو نام عرض کیے یہ ساحران مذکور جب تک شریک نہونگے رہائی شیر مبغیرد
صاحبقرانی کی ناممکن ہی اگر قضائے مہلت دی تو بعد طواف خانہ کعبہ یہ نیازمند لقراط ثانی بھی
بروقت حاضر خدمت ہوگا یہ مضمون پڑھکر خواجہ عمرو نے پوچھا ملکہ سمنکال جادو و ماران
زمین کن و اسرار جادو یہ سب کہاں ہین ملکہ بہار نے کہا سمنکال جادو تو یہاں سے
پانچ چار منزل پر ایک قصر ہی اسمین رہتی ہی ملکہ شبنم گوہر پوش کی خالہ ہی اُسنے اسکو پالا ہی
مگر ماران زمین کن و اسرار جادو کے آج تک ہمنے نام بھی نہین سُنے نہین معلوم یہ کون
ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ طلسم نہایت وسیع ہی افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا
مالک ہی کیا ہر ایک کو سب جانتے ہین مگر اتنا مین آگاہ ہون کہ ماران زمین کن و اسرار
جادو سرحد باغ سیب مین ہین اُس سرحد مین جاکے آنا نہایت دشوار ہی جسطرح پر دریائے
خون رواں و پل پرپزادان تھا کہ بدون حکم افراسیاب جادو کوئی اُس پار نہ جا سکتا تھا
ویسا ہی پانچ کوس کے گرد مین سرحد باغ سیب ہی جو اُس سرحد مین پہونچا گویا تہ تیغ
آسیب ہوا نام سُنا ہی مگر بخوبی آگاہی نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا حساب تو کرو کہ میعاد اسد
غازی مین کسقدر زمانہ باقی ہی مخمور و بہار نے کہا ایک ہفتہ سے زیادہ نہوگا بلکہ خبر
پائی ہی کہ افراسیاب خانہ خراب نے حاکمان دربند کو نامے بھی تحریر کیے جو بڑے بڑے
شاہان اولوالعزم ہین کہ چار چار لاکھ فوج سے ایک ایک مہینے کے راستے سے سفر کرکے
اپنے اپنے مقام سے چل چکے ہون تو عجب نہین مگر ابھی افراسیاب نے مشتہر نہین کیا
امروز فردا مین یہ بھی ہوا چاہتا ہی خواجہ عمرو نے کہا خیر خدا مالک ہی مین ملکہ شبنم گوہر پوش
کی فکر مین اب جاتا ہون مہتر چالاک و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام
شیردل اس تخلیہ مین شریک ہین ان سب نے عرض کی کہ استاد ملکہ شبنم گوہر پوش کی
فکر کرنا واجب و لازم ہی یہاں تو تخلیہ مین یہ صلاح ہو رہی ہی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ دمسر کو

روانہ کیا کہ ای صرصر جا دیکھ تو مسلمان کس تدبیر مین ہین ملکہ صرصر شمشیر زن کو ادھر مطلبین

اب دو کلمہ داستان افراسیاب جادو بیان ہوتے ہین

کہ کوہ مروارید سے اسکو ملکہ ماہیان زمرد پوش اٹھا کر پردۂ ظلمات مین لائی افراسیاب جادو جب ہوشیار ہوا ملکہ ماہیان نے کہا ای افراسیاب یہ کیا شامت ہی کہ ہر مرتبہ دام تزویر عمرو مین پھنستا ہی افراسیاب جادو نے کہا کیا کہون مجکو بڑا افسوس ملکہ شبنم گوہر لیجو فحش کا ہی کہ ساربان زادہ اسکو گرفتار کر کے لیگیا ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری اب مین باغ سیب مین جاتا ہون کل کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر باغ سیب مین آیا انیسین جلیسین خدمت مین حاضر ہوئین دور شراب شروع ہوا یکایک آسمان پر سے روتے پیٹنے کی آواز آئی افراسیاب جادو نے سر اٹھا کر دیکھا لاشہ شعلہ خوار جادو و سہیل نارنجی پوش سامنے آکر گرا ہر دو ن سے فریاد کی افراسیاب جادو نے پوچھا ارے انکو کسنے مارا عرض کی حضور ایک کو حضرت قران نے ایک کو ملکہ مخمور سرخ چشم نے قتل کیا افراسیاب جادو نے کہا یہ لوگ وہان کیونکر پہونچے یہ کہکر کتاب اٹھا کر دیکھی کل کیفیت معلوم ہوئی غصہ مین تھرایا ایک کوٹھا کھولکر فولادی تیلہ نکالا کہا جا کر صرصر کو تو یہان لا ادھر صرصر بارگاہ سے ملکہ حیرت جادو کی نکلی ہر جاتی ہی طرف بارگاہ مہرخ کے جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی تیلہ فرستادہ افراسیاب جادو زمین پر گرا صرصر شمشیر زن کی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے افراسیاب جادو کے پایا صرصر نے دیکھا کہ افراسیاب غصہ مین بیٹھا ہی صرصر واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر اس ساربان زادے نے نہایت مجکو پریشان کیا ہی کلیجہ خون ہوگیا کوہ مروارید سے جا کر قلعہ سہیل نارنجی پوش مین پہونچا ملکہ سہیل نارنجی پوش و شعلہ خوار باپ اُسکا دونون مارے گئے مگر بڑا تعجب ہی کہ ملکہ مخمور کا نشان طلسم جمشید پہ سے ملا تھا یہان ساحرون نے بیان کیا کہ شعلہ خوار کو مخمور نے مارا صرصر نے کہا حضور فرزندان حمزہ قدم جس مقام پر گیا وہ مقام ویران ہوا طلسم فتح ہوگیا ہوگا مخمور وہان سے بلتی ہوئی آئی ہوگی یہان عمرو وغیرہ سحر مین شعلہ خوار کے پھنسے مخمور نے دیکھا اُسی گرمی مین شعلہ خوار کو مارا اسکا تعجب کیا ہی آج کا حال تو حضور نے سُنا ہی شبنم جا کر مطیع الاسلام ہوئین موجب حکم ملکہ حیرت جادو مین گرفتار کرلائی نگوڑے عمرو نے ہنگامہ

برپا کیا شبنم کو ہر ہوش کو چھوڑ ایا مین گرمی جنگ مین سلح شور جادو آیا شبنم کو ہر ہوش کو گرفتار کرکے لیگیا ملکہ حیرت جادو سے کہتا گیا کہ مین شبنم کو بخدمت ملکہ سنکال جادو لیے جاتا ہون وہ انکی خالہ ہین سمجھا لینگی سرکشی کی سزا دینگی افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر سنکال جادو کے مقدمے مین مجھے بڑی فکر ہی ایسا نہو اسکو عیار گرفتار کرلین اور وہ بھی عمرو کی شریک ہو جائے تو مقدمہ رہائی اسد بن کرب غازی مین رائے معقول دیگی مین چاہتا ہون اسکو بلوالون سرحد باغ سیب مین ایک باغ دون وہ آمین رہیگی سرحد باغ سیب سے اسکا نکلنا مناسب نہین ہی مگر جسطرح سے ہو سکے جاکے مخمور کو گرفتار کرلاؤ صرصر قسم ہی سامری و جمشید کی کہ جس روز سے مخمور سرخ چشم نکلگئی ہی نشہ اتر گیا شراب و کباب کا مزا نہ رہا یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھر لایا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا ای صرصر اسوقت مخمور کا ذکر آیا دل قابو مین نہین آتا ہی یہ کہکر اشعار زبان پر جاری کیے غزل مصنف

گیا کہین آپ سے کیسی ہی یہ بیماری دل ۔ درد سے بھی نہین ہو سکتی ہی غمخواری دل
تیر مژگان نے انگلین توڑکے مارا اسکو ۔ پسلیون سے نہ ہوئی آہ سپرداری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی ۔ صف ماتم نہ کبھی ہوے عزاداری دل
ای قمر تیر زبان سے بھی نہ خوف آے مجھے ۔ اسد اللہ رہے گریہ مددگاری دل

دیکھ لائے خدا ابن تو ظالم کو راہ پر
رکھتی ہی باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر
کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہی یہ
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر
دیکھا جو پھر کے یار نے انکھین چھپا گیین
عاشق اثر ہو درد رسیدہ کی آہ پر
دکھلاے سیر چشم فسونگر و دلفگار گر
دیہم چڑھے ہوے مین یہ سبکی نگاہ پر

چھائی ہوئی ہی بے اثری رنگ آہ پر
ہی نابہ ونکو مزد عبادت کی چشمداشت
نازان ہو جو زن دنیا کی چاہ پر
پھر پیروی یہ اسکی قدم مارنے لگے
بجلی کا شک ہوا مجھے اسکی نگاہ پر
سمجھا کہ بجلی مین آدیہ سانپ مبتلا
رقصان ہون پتلیان ابھی تارنگاہ پر
مبتلاے گردش بحر جہان تو دل

جائیگی جان سرمہ چشم سیاہ پر
سیری نظر ہی اسکے کرم کی نگاہ پر
ہنگام دید سامنے اس رشک ماہ کے
طاؤس و کبک آگئے مین جھپٹ کے راہ پر
اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سنا
افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر
داغ جگر یہ ڈبی نرگس حسین اسکا
گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر افراسیاب جادو نہایت مکدر ہوا صرصر نے کہا کہ شاہنشاہ رنجیدہ

سنو میں ابھی جا کر مخمور کو گرفتار کرکے لاتی ہوں یہ کہکر پانہا سے عیاری سے آراستہ ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہاں خواجہ نے جلسہ تخلیہ کا برخاست کیا ملکہ مہرخ سے کہا کہ میں فکر رہائی ملکہ شبنم میں جاتا ہوں برق و چالاک پہلے سے روانہ ہو گئے خواجہ عمرو اپنے خیمے میں آئے ہیں پانہا سے عیاری بدن پر آراستہ کر رہے ہیں ملکہ مخمور جو اس جلسے سے اٹھی طرف اپنی بارگاہ کے جاتی تھی انہیں جلبین گھیرے ہوئے صرصر بھی اسوقت بصورت بیدل آئی مخمور کی فکر میں پیچھے پیچھے چلی سمن رخ نامے کنیز ملکہ مخمور کے پیچھے رہگئی تھی صرصر بھی ایک جادوگرنی کی صورت بنی ہوئی ہے سمن رخ کو اشارہ کیا لو ایک بات تو سنو سمن رخ پلٹی جیسے ہی درخت کی آڑ میں آئی صرصر نے حباب مار کر بیہوش کیا رنگ روغن عیاری کا لگا بصورت سمن رخ ملکہ مخمور کے ساتھ ہوئی ملکہ مخمور اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھی مگر مکدر اسد غازی کے صدمے میں پریشان اور یاد نورالدہر میں حیران بے اختیار بول اٹھی شعر غم صیاد فکر باغبان ہے ❊ دو عالم میں ہمارا آشیان ہے ❊ یہ شعر پڑھکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی موراشک حسرت سلک مژہ میں پرونے لگی آہ آتشبار نے خرمن خرد پر بجلی گرائی حشر توڑا آفت ڈھائی دل سے کہتی ہے کہ اے مخمور یہ کیا غضب کیا کسکو دل دیا آخر عنان صبر دست اختیار سے کھو بیٹھی کشتی دل کی دریاے الم مفارقت میں ڈبو بیٹھی دفعتہً یہ کیا سودا ہوا کسکی کمند زلف میں اسیر ہوئی کسکی تیر نگہ کی نخچیر ہوئی کسکی تیغ ابرو سے گھائل ہوئی کسپر دل و جان سے مائل ہوئی اب آتش فراق میں دل جل رہا ہے یاس کیسا زمانہ ہجر کا کھل رہا ہے بیت نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ❊ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ❊ افسوس ہے کہ دل بھی آیا تو کسپر کہ جسکا تمامی اہل طلسم دشمن اور اسیر یہ رنج و محن دیکھیے خالق بے نیاز و کریم کارساز داد رس درماندگان و فریاد رس مہجوران کب وہ دن لاتا ہے کہ اس بچھڑے ہوئے کو مجھ غم رسیدہ سے ملاتا ہے دیکھوں تقدیر کب تک ایڑیاں رگڑواتی ہے آگے کیا نہیں دکھاتی ہے اور اب تو جان پر بنی ہے دل میں یہی ٹھنی ہے کہ اس کشاکش جدائی سے تڑپ تڑپ کے جان دیدوں یا کچھ ایسا کھا کر سو رہوں دامے برما و گرفتاری ما کاش مکم مادر میں پیدا ہوتی تو کاہے کو الم فراق سوزش قلبی سے جان کھوتی بیت چہ خوش بودے اگر مادر نہ زادے ❊ بجائے شیر مارا زہر دادے ❊ قسمت کا لکھا

سب کچھ پورا ہوا شکایت فلک کجرفتار نا ہنجار بیکار ہی اپنی جان بچنا دشوار ہی کیا کرون کہان جاؤن اس دلِ ناصبور کو کیونکر سمجھاؤن بیت بدل دے اور دل اس دل کے بدلے الٰہی تو تو رب العالمین ہی ہماب تو ضبط و شکیبائی کا یارا مطلق باقی نہین رہا آتش فرقت نے دل و جگر مین آگ لگا دی بے اختیار طبیعت بھر آئی اسی حالت بیقراری و گریہ و زاری مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار دوست صادق جناب شاہ میرزا صاحب التخلص باشک

تڑپ رہی ہی مری جان کس ابتدر
کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
جو ایسا جانتے تمسے نہ ہم جدا ہوتے
چڑھ آیا رو رو کے اکثر بخار بن تیرے

کوئی گھڑی نہین دلکو قرار بن تیرے
وہ سر جو رہتا تھا زانو پہ آپکے اکثر
کہ ایکدم بھی نہوگا قرار بن تیرے

ہوے جو پہلو سے جبسے کہ تم جدا دلبر
بلک بلک کے ہوا ہی فگار بن تیرے
جو کچھ خیال محبت کا آگیا ہی کبھی

واہ ری تقدیر کوئی چارہ نہین دفعتہ کیا باد مخالف میرے چمن عیش و کامرانی مین چلی کہ دل شگفتہ کو پژمردہ کر دیا چار دن بھی اپنے اُس گل خوبی کو جی بھر نہ دیکھا کہ یہ روز سیہ پیش آیا جب وہ گھبراتی اس غزل کو بار بار پڑھتی غزل جناب شاہ میرزا صاحب التخلص باشک

ہم کہین اور تم کہین صاحب
شب ہجران ہی اور زاری ہی
کر نہ برباد اسکے کوچہ سے
اسی عاشق کی دم شماری ہی
سن تو اے اشک کبتلک رونا

چشم کو شوق اشکباری ہی
خاک یہ زندگی ہماری ہی
نہ جئینگے کبھی صبح تک ہم
اے صبا خاک یہ ہماری ہی
یہ سبک تو نے کر دیا ظالم
اب تو نالون سے خلق عاری ہی

چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی
کسکا سونا کسے ہی آتی نیند
آج کی رات ہمپہ بھاری ہی
جو نہین تھا کسی شمار مین آج
میرا مردہ بھی سبکو بھاری ہی

صرصر جو بصورت سمن رخ حاضر ہی اسنے بڑھ کر بلائین لین تقی حسن دجال کی دعائین دین کہا کیون واری حضور اسقدر زیادہ متردد ہین ملکہ محمور نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہا اے سمن رخ کیا کہون دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہی دل بہت گھبراتا ہی ایک ہفتہ میعاد شاہزادۂ اسد غازی مین باقی ہی کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی اگر خدا نخواستہ وہ شیر بیشۂ شجاعت قتل ہوگیا ایک ہی دن مین افراسیاب خانہ خراب سب کو قتل کریگا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شاہزادۂ نور الدہر کے فراق مین دل بہت بیقرار ہی یہ کہتی اور یہ غزل پڑھتی غزل

دوست صادق الوداد جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رات فرقت کی تڑپنے مین بسر کرتے ہین / نالہ و آہ مین ہم شب کو سحر کرتے ہین
وصل پر انکو رضامند اگر کرتے ہین / شام ہوتے ہی فغان مرغ سحر کرتے ہین
پردے مین وصل کی درخواست اگر کرتے ہین / سر جھکا لیتے ہین وہ نیچی نظر کرتے ہین
انکے کوچہ مین کبھی ہم جو گذر کرتے ہین / نالے پہلے سے انھین جا کے خبر کرتے ہین
ہم ہین جھگڑا ہی محبت کا مٹائے دیتے / آج سر دے کے ہم عشق کی سر کرتے ہین
آپ کی اتنی عنایت بھی ہمین بس ہوگی / کیون نہین آپ ادھر نیم نظر کرتے ہین
اُٹھ ہی آپ چلے جاتے ہین محفل مین رقیب / شکر اگر وہ نظر ہم پہ اگر کرتے ہین
بیخودی مین نہ رہا ضبط کا یارا جو آہ / تھام کر دل سوے افلاک نظر کرتے ہین

محبت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کی کیا کیا صدمات اُٹھائے فلک کجرفتار مصیبت کسی خرد ابتر کو نہ دکھائے تقضائے کار جانسوزین قران پھرتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ مخمور آیا چونکہ ہر روز سنتا ہی کہ زمانہ میعاد شاہزادہ اسد بن کرب غازی گذر گیا ہی دل غم و الم سے بھرا ہی خیال مین آیا کر چل کر ملکہ مخمور سے پوچھین کہ ہمارا آقائے نامدار کیونکر رہا ہوگا یہ سوچ کر دروازے پر پہونچا ایک کنیز نے جاکر ملکہ مخمور سرخ چشم سے عرض کی مہتر ضرغام شیردل آتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اشک گر رشک آنکھون سے پاک کیے کلیجے پر ہاتھ رکھکر فرمایا بلا لو صاجو واسے برحال ضرغام والا مقام و دیگر عیاران خوش انجام کہ ایک سر ہزار سودے تمام ساحران ہوش ربا غریبون کے دشمن جو بیجا بانی جور و جفا آتا ہی پہلے یہی فکر ہوتی ہی کہ عیارون کو مٹائین گرفتار کرکے پاس افراسیاب خانہ خراب کے لیجائین نہین معلوم یہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کیونکر اپنی جان بچاتے ہین غرض شمشیر زن جو بصورت سمن رخ باتین سن رہی ہی آمد ضرغام شیردل سُنکر روباہ صفت سُن ہوگئی گھبرائی بولا کے اٹھی کہا حضور کنیز مستیاب کرکے حاضر ہوتی ہی یہ کہکر لوٹا لیکر بھاگی بیت الخلا مین جاکر چھپی لیکن ضرغام شیردل فراق اسد نامدار مین روتا ہوا سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا سلام کیا ملکہ مخمور نے فرمایا ای مہتر والا گہر اسوقت کدھر کا قصد ہی ضرغام نے بے اختیار آہ کا نعرہ مارا چشمۂ چشم سے دریائے اشک موجزن ہوا اس طرح رودیا جسطرح ماد مہربان

غم مین اپنے فرزند نوجوان کے گریان ہو مخمور رنجور خود درد رسیدہ غم فراق شاہزادہ نور الدہر
مین کبیدہ و بیقراری و اشکباری ضرغام پر طلب ناہموار ملکہ مخمور تھرا گیا کلیجہ منہ کو آگیا کہا ای
ضرغام رب انام انجام بخیر کرے دامن مدعا تمہارا گل مراد و آرزو سے بھرے اسقدر پریشان
ہو تمسا رہے ہزار ہا بلکہ تمام ساحران طلسم ہوش ربا دشمن ہین اگر مبتلائے غم و الم رہو گے بعجلت
افراسیاب سہو گے آٹھ پہر وہان بھی فکر بارگاہ حیرت مین ہر وقت یہی ذکر ہی جسطرح ہو سکے
اول عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرو تب سامان قتل طلسم کشا کرو نام طلسم کا سنکر ضرغام
نے سر زمین پر دے مارا کہا ای ملکہ دل تردد منزل کا حال کس سے کہین اب یہی قصد ہے زیر
گنبد نور جا کر اپنی جان دین ضرور لوگ کہتے ہونگے ضرغام شیر دل خاص عیار طلسم کشا ہی لیکن
بڑا بیحیا ہی کہ آقائے نامدار قید بلا مین مبتلا گرفتار دام حسرت انجام مصیبت و بلا یہ کیسا رفیق قدیم
مشیر ندیم ہی کہ اس سے کچھ نہین ہو سکتا عیش و عشرت مین مصروف ہی بخدا ای ملکہ جسدن سے
یہ سنا کہ ہفتہ عشرہ میعاد اسد غازی مین باقی رہگیا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام
اسوقت یہ سوچ کر تمہاری خدمت مین حاضر ہوا کہ برائے خدا کوئی تو ایسی تدبیر بتاؤ کہ تا بہ گنبد نور
پہونچین اپنے آقائے نامدار کو رہا کرین یا جان دین عنایت خدا سے مشہور ہی کہ ملکہ مخمور سرخ
چشم مصاحب خاص افراسیاب ہین لیکن ہم پر نظر لطف و عنایت نہین معلوم ہوتی تم و
راہ طلسم سے آگاہ کرو ہمکو تا بہ گنبد نور پہونچاؤ بدنام نہون اگر اور کچھ نہ ہو سکے تو زیر قدم آقائے
نامدار اپنی لاش ہو ہر شخص یہ کہے کہ غلام وفادار نے آقائے نامدار کے واسطے جان دی سعادت
کونین حاصل ہوئی یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی کہا ای ضرغام شیر دل ہمنے آج تک
کیا کوئی راز چھپایا ابتدا سے عاشق صادق ہین یار موافق ہین تمنے تو سنا ہوگا کہ جب نور الدہر
سے اول مرتبہ ملکہ آئے افراسیاب آگاہ ہوا وہ ملعون ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین بے نظیر
محبت مین آنکے کوڑے کھائے سختیان سہین ظلم اٹھائے لیکن دامن صبر دست استقلال سے
نہ چھوٹا غرق دریائے محبت رہے آپ لوگون سے آکر شریک ہوئے ای ضرغام والا مقام
میری جان تک نام اسد نامدار پر نثار ہی مین لوح کی راز دار ہون گنبد نور کا حال مجھکو نہین
معلوم انشاء اللہ سنا ہی کہ ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن راز دار گنبد نور ہین اگر وہ

مطیع الاسلام ہون تو شاید گنبد نور تک رسائی ہو یہ تو تلاش کرو کہ یہ دونون کہان ہستی ہین مقام
سکونت انکا دریافت ہو اُسوقت مین خود تمہارے ساتھ چلون اُنکی گرفتاری کی فکر کرون یا لڑ
بھڑ کر محبت مین اسد نامور کی جان دون اس بات کو خیال مین رکھو گوش ہوش سے سنو
جسطرح بن پڑے اپنے کو پاس ملکہ صنعت سحرساز کے پہونچاؤ وہ افراسیاب کی قوت بازو
زینت پہلو ہی کیا تعجب ہی کہ ملکہ اسرار و ماران زمین کن کا مقام و مسکن جانتی ہو کسی حیلہ سے
اُس سے پوچھو اُسوقت میرے پاس آؤ مجھ سے کل کیفیت بیان کرو تب مین تدبیر پہونچنے
گنبد نور کی تبلاؤن بلکہ تدبیر و تقریر کیسی جان و مال سے حاضر ہون کل سردارون کو لیکر
بلوہ کرون خدا فضل کرے تو اسد نامدار کو قید افراسیاب خانہ خراب سے چھڑاؤن
ای ضرغام یہ نہ خیال کرنا کہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوے رہجائینگے روز قتل اسد غازی زیر گنبد نور
مرینگے گرد اُس شیر دل کے ہم سب کے لاشے ہونگے کہنے والے کہین گے کہ وہ سردار نامدار یہ غلامان
وفادار ہم بے فکر نہین ہین مگر مجبور و ناچار راز گنبد نور سے ناواقف لیکن آمادہ مرگ و مہیاے قضا
ہین جہان تک ہوسکے گا سلطنت افراسیاب کو مٹائینگے جان لڑائینگے لیکن عیاری مکاری
تمہارا کام ہی جو کچھ کہ ہمنے کہا ہی دریافت کرکے آؤ پھر ہماری جانبازی دیکھو ضرغام شیر دل نے
کہا ای ملکہ عالم مین ابھی جاتا ہون ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے مسکن کا پتا لگاتا
ہون بلکہ خود حیرت جادو سے پوچھونگا اگر رسائی ہوئی اور تا بہ افراسیاب خانہ خراب پہونچا
تو خود اُس بےحیا بانی مکر و دغا سے دریافت کرونگا حتے الامکان جستجو مین کوئی دقیقہ اُٹھا نرکھونگا
یہ کہکر سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے باہنا سے عیاری آراستہ کرنے لگا لیکن صرصر شمشیر زن
پرفن بیت الخلا سے یہ سب باتین سن رہی ہی خوف ضرغام شیر دل سے پسینہ پسینہ جی مین
کہتی ای ای صرصر یہ نگوڑا مجگو دیکھ لیگا قیامت برپا کریگا جان بچنا دشوار ہوگی افراسیاب جادو
و حیرت کو کیا خبر ہی کہ ہمپر کیا گذری کون یہان آکر بچائیگا یا سامری و جمشید یہ نگوڑا جلد جاے
ایسا ہو کہ ملکہ کسی کام کو مجھی کو پکارین جواب نہ دون تو بھی خرابی ہی ہر طرح دل کو بیتابی ہی
مگر ملکہ مخمور غافل از شعبدہ بازی فلک کجرفتار کہہ رہی ہی کہ ای دختر عالی وقار جلد جاؤ جس طرح
ہمنے کہا ہی جستجو مین مصروف ہو خبر فرحت اثر لیکر آؤ صاف صاف سمجھاؤ ای ضرغام ایک ایک لمحہ

برابر ایک ایک سال کے گذرتا ہی اب دیر نہ کرو ضرغام شیر دل نے قصد کیا کہ کچھ دیر ٹھہرون
مخمور کے خیمے مین آیا ہون ایک دو جام شراب پیون پھر یہان سے چلون ملکہ مخمور نے
کہا کہ ای دختر ضرغام کیسی شراب کیسے کباب شعر پیتا ہون خونِ دل نہین خواہش شراب کی +
دل بھن رہا ہی کسکو ہوس ہی شراب کی + اور دل مین ملکہ مخمور کے ہی کہ جلد دختر ضرغام
جائین تو مین اپنے دل کو غم سے خالی کرون تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان آنکھون
کے سامنے رکھ کچھ باتین کرین دفتر شکایت کھلین اِس عرصہ مین ضرغام شیر دل باتمامے
عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ مخمور سے کہا تو ملکہ تلاش مین ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو
کی جاتا ہون خدا چاہتا ہی تو خبر فرحت اثر لیکر آتا ہون ضرغام شیر دل ملکہ سے رخصت ہو کر
گیا صرصر شمشیر زن ایسی بولائی تھی کہ پاخانہ مین سجدہ شکریہ سامری و جمشید کیا نام بخش لات و
مناات ورد ہوا کرامت پر اُنکی ناز کرتی تھی اب اپنے کو درست کر کے پائنچے سنبھالتی لوٹا ہاتھ
مین لیے ہوے سامنے ملکہ مخمور کے آئی ملکہ نے جو اپنے کو تنہا پایا فراق یار مین دل گھبرایا
بیساختہ آہ کا نعرہ مارا اشک حسرت چشم پُرنم سے جاری ہوے پنجہ وحشت نے گریبان جنون
چاک کیا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سر کو زمین پر دے پٹکا غش آگیا کنیزین دوڑین
صرصر نے بڑھ کر ملکہ کو سنبھالا عرق گلاب و بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی صرصر نے کہا
ملکہ عالم خیر تو ہی دختر کے جاتے ہی آپ کو کیا ہو گیا ہوش و حواس درست فرمائیے دلکو بہلائیے
اگر آپکے غم فراق مین تڑپ تڑپ کے جان دی شاہزادہ بھی خدانخواستہ آپ کے صدمے
مین مردہ ہوگا ملکہ ٹھنڈی سانسین بھر کر جواب دیا شعر دل مین اک درد اٹھا آنکھون مین آنسو
بھر آے + بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانیے کیا یاد آیا + دیگر شکل امید تو کب مجکو نظر آتی ہی + صورت
یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہی + بی بی سچ کہتی ہو کس امید پر دل مضطر کو سمجھاؤن ہاے کیا
کرون دو چار دن مین خدانخواستہ اسد نامور قتل ہونگے پھر بھلا ہمارے وارث زندہ رہینگے
اپنی جان نہ دینگے مین پہلے ہی سے اپنے کو کیونکر نہ ہلاک کرون کن آنکھون سے وارث کا
لاشہ خون مین ڈوبا دیکھون صرصر نے کہا حضور بجا فرماتی ہین شب فرقت مین سچ ہی نیند عاشق کی
اچٹ جاتی ہی مصرع غضب کی رات ہوتی ہی بڑی مشکل سے کٹتی ہی + سچ تو یہ ہی کہ جدائی مین

جان ہی پر بنتی ہی شب فرقت کیسی کٹھتی ہی بقول شاعر بیت دل لگانا عذاب ہوتا ہی + آدمی کیا خراب ہوتا ہی + مگر حضور ایسا بھی نچاہیے انسان اپنے کو سنبھالے رکھے اسطرح ہوش و حواس نکھو بیٹھے خداوند کریم مسبب الاسباب ہی کوئی تو ایسا سبب کریگا کہ آپکا غنچۂ آرزو کھلیگا کہ ملکہ تو نہیا ہو رہی تھی صرصر کو کہ جو بصورت سمن رخ سمجھا رہی تھی جھڑک دیا کہا کیونکر ضبط کرون تیر ایسا جگر کہان سے لاؤن شعر بہتے بہتے تھمین گے آنسو + رونا ہی یہ کچھ ہنسی نہین ہی + اے سمن رخ تو کیا جانے جو مجھپر گذرتی ہی کسی کا دل کچھ خوب مزے اٹھاتا ہی خواب خواب مین بھی نہین آتا ہی غزل دوست صادق الوداد سید محمد تقی صاحب المتخلص بہ جواد

شام سے نالہ و فغان سحر کرتے ہین	اسطرح ہجر مین ہم شب کو بسر کرتے ہین
بیخودی مین جو کبھی شکوہ زبان سے نکلا	ہاے جا جا کے رقیب انکو خبر کرتے ہین
ہر صنم مین نظر آتی ہو خدا کی قدرت	ہم کبھی دیر مین جا کر جو نظر کرتے ہین
فرط غیرت سے ہوے جاتے ہین خود غرق عرق	ہمسری لب ترے دندان جو گہر کرتے ہین
قصر سے ہمکو نہ مطلب ہی نہ شاہی سے غرض	کنج عزلت مین فقیرانہ بسر کرتے ہین
رات کو بھی نہین منزل پہ ہین دم لیتے جواد	صفت ریگ روان ہم جو سفر کرتے ہین

صرصر تو نہایت چست و چالاک ہی جلدی گرفتار کرون یہی تاک ہی ہاتھ باندھکر عرض کی ایک خبر مینے سنی ہی حضور گوشہ مین چلین تو مین عرض کرون ملکہ مخمور تخلیہ مین آئی صرصر نے ادھر ادھر کی باتین کر کے کہا حضور ایک جام شراب نوش فرمایئے غم کو دل سے بھلا دیجیے یہ کہکر گلابی اٹھائی جام لبریز کیا ملکہ مخمور کو دیا ملکہ مخمور بے تکلف پی گئی پیتے ہی کلیجہ مین آگ بھڑکی کہا سمن رخ یہ شراب کیسی تھی دل و جگر جل گیا کہا حضور شراب ذو کشیدہ تھی ذرا ٹھہر کر ٹہلیے نشہ کم ہو جائیگا دل تر و تازہ منزل تسکین پائیگا ملکہ مخمور اپنے مقام سے اٹھی بیہوشی تاثیر کر گئی ارے کہکر لڑکھڑائی گرتے ہی بیہوش ہوئی صرصر نے چادر عیاری بچھائی دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن و کمر ساتوین حلقے سے مضبوط کر کے زبان مین سوزن ملکہ مخمور کے دیا پشتارہ دوش پر لگایا سراچہ چاک کیا مثل باد صرصر نکل گئی یہ تو دوا روی کرتی ہوئی نمکستان کی آڑ پکڑتی ہوئی جاتی ہی خیال ہی کہ عیار ضرور پیچھا کرینگے پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہی یہان

کنیزون نے جب دیکھا کہ ملکہ کو تخلیہ مین عرصہ ہوا پردہ اُٹھا کر اندر آئین دیکھا نہ سمن رخ ہی
نہ ملکہ مخمور ہی نشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہی بس کنیزون نے غل مچایا خواجہ عمرو
با نہانے عیاری سے آراستہ ہو کر ملکہ مہر رخ سے رخصت ہوے تھے کہ کنیزین دوڑی
ہوئی ملکہ مخمور کی آئین کہا خواجہ غضب ہوا ملکہ مخمور کو کوئی چرا لیگیا عمرو بدحواس چلا ایک گوشہ
مین دیکھا سمن رخ بیہوش پڑی ہی عمرو نے اُسکو اُٹھایا ہوشیار کیا وہ حیران اُس سے
بہت پوچھا مگر وہ نہ بتا سکی عمرو نے کہا اس سے کیا پوچھتے ہو اسی کی شکل بنکر کوئی عیار لیگیا
لیگئی اول عمرو خیمہ مین آیا صرصر کے پتیرے کا نشان پایا کہا وہی ظالم لیگئی مین تلاش مین
ملکہ شبنم گوہر پوش کے جانے کو تھا برق و چالاک جا چکے مین شبنم کا خدا حافظ ہی تلاش
ملکہ مخمور کرنا ضرور ہی یہ کہکر عمرو طرف صحرا کے چلا مگر صرصر مثل ہوا کے اڑی ہوئی جاتی ہی
عیارون کا جو خوف ہی کئی کوس خلاف راہ کے نکل آئی گھبرا رہی ہی اگر پتا کھڑکتا ہی پیچھے
کھینچکر ٹھہر جاتی ہی دل سے کہتی ہی گھوڑے کا پتے کا سامنا ہو وہ ہر وقت گھوڑا نغدا لپنے
پھرتا ہی سامری و جمشید اُس سے بچائین فکر مین ہی کہ کوئی ملازم شہنشاہ کا ملجاے اُس سے
کہون مجھے تخت پر سوار کر کے باغ سیب مین پہونچا دے اگر عیار ایک بھی آجائیگا مخمور کا
شاہنشاہ تک پہونچنا مشکل ہوگا اور کیا عجب ہی کہ ساحر بھی تعاقب مین آئین اس خیال
مین تھی کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک تاجدار کو دیکھا تاج شہریاری برسر قبہ شاہنشاہی در بر
موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پشت مرکب پر سوار ساٹھ ہزار ساحر پشت پر
بصد کر و فر شکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ادھر سے تو صرصر بڑھی اس خیال مین کہ اس تاجدار سے
کہونگی کہ دشمن کو افراسیاب جادو کے گرفتار کر کے لائی ہون باغیون کا ڈر ہی جان کا خطرہ
ہی قلب مین کانٹا کھٹکتا ہی آپ اپنی فوج ساتھ کر کے تا باغ سیب پہونچا دیجیے اُدھر اُس
تاجدار کی نظر پڑی کہ ایک نازنین عیار وضع ہشیارہ بدوش سامنے سے آتی ہی ناظرین پر واضح
ہو کہ ساحر تاجدار کا سبز بخت جادو نام ہی افراسیاب کا خراج گزار ہی برسے خسکا صحرا مین آیا
ہی اپنے جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا اپنے ساتھ والون سے پوچھا صاحبو تم پہچانتے ہو یہ زن
کون ہی جو ملازم پہچانتے تھے اُنھون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ عیار بچی افراسیاب کی

نہایت طرار و قزاق صف شکن ہی اسی کا نام صرصر شمشیرزن ہی کسی کو گرفتار کیے ہوے لائی ہی
سبز بخت نے جو جمال بے مثال صرصر کو دیکھا بیقرار ہو گیا کلیجہ تھام لیا صرصر قریب آئی واسطے
تسلیم کے خم ہوئی ہاتھ اٹھا کر دعا دی گہر ریزی صرصر کی زبان سے سنکر سبز بخت اور زیادہ
بیقرار ہوا بہ خندہ پیشانی پوچھا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہی یہ پشتارے مین کسکو باندھا ہی جسم
نازک پر صدمہ پہونچا ہو گا صرصر نے کہا حضور ہمارا یہی کام ہی پیشہ عیاری مین نام ہی مگر
اسوقت ہمارا ایک مطلب ضروری درپیش ہی مین تنہا ہون دشمن شاہنشاہ کو گرفتار
کیا ہی اسکے دوست نا جائین اسکا پس و پیش ہی سبز بخت تو صرصر پر عاشق ہو چکا ہی کہا
ملکہ کسی کی مجال ہی اگر تمکو کوئی نگاہ بد سے دیکھے آنکھ نکال لون ہم تمہارے ساتھ چلین گے
تا باغ سیب پہونچا دینگے ہم بارگاہ استاد کراتے ہین گھڑی بھر چل کے بیٹھو شراب پیو کباب
کھاو تھکی ہوئی آتی ہو لمحہ بھر آرام کر لو پھر باطمینان خدمت شاہ مین چلو مگر دل مین یہ ہی کہ اسکو
اپنی بارگاہ مین لیچلو دشمن شاہنشاہ کو تو قضہ پہونچا دینگے مگر اسکو لالچ دے کر مطلب دل
حاصل کرینگے صرصر جو گھبرائی ہوئی تھی اسکے مطلب دلی کو نہ سمجھی کہا کیا مضائقہ سبز بخت نے
جھٹ پٹ بارگاہ استاد کرائی جو گھڑے چنگیر عطر دان پاندان گلابیان شراب کی کشتیان کباب
کی سب سامان عیش درست کر دیا اب سبز بخت نے کہا ملکہ چلو اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا پشتارہ
بندھا ہوا ہی یہ سمجھا کوئی قیدی ہو گا صرصر کو لے کر بارگاہ مین آیا چند مصاحبان خاص بندگان
با اختصاص ساتھ آئے سبز بخت مسند پر بیٹھا ملکہ صرصر سے کہا آؤ بیٹھو پشتارہ رکھدو صرصر
نے پشتارہ زمین پر رکھدیا ادب سے سامنے مسند کے بیٹھی سبز بخت بہ نگاہ محبت ملکہ صرصر
سے باتین کرنے لگا آغاز کلام کسی سلسلہ سے ضرور ہی کہا ملکہ صرصر یہ گنہگار مرد ہی یا عورت ہی
اسکی کیا کیفیت ہی صرصر نے کہا ای شہنشاہ اسکا نام ملکہ مخمور اپنے حسن و جمال پر اس نازنین
کو بڑا غرور رہی شاہنشاہ کی دشمن ہوئی واسطے ساحرون کے رہزن ہوئی شہنشاہ افراسیاب
کا حکم ہوا مین نے لشکر مین جا کر اسکو گرفتار کیا یقین ہی کہ ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ میری جستجو مین آئین
اسکو چھڑا لیجائین اسواسطے مین حضور سے طالب مدد ہون آپ کے ذریعے سے تا باغ سیب
پہونچون سبز بخت نے کہا ملکہ صرصر اسکا پشتارہ کھولو ہوشیار کردو ہم اسکو سمجھا کر مطیع شہنشاہ

کرین لطف سے پہلین صرصر نے کہا ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام ہی آپ نہ چلیے ابی صحرا مین شکار کھیلیے ہزار دو ہزار ساحر میرے ہمراہ کر دیجیے وہ پہونچا دینگے اسنے کہا ملکہ مین خود جاونگا فیشارہ تو کھو صرصر نے چادر چہرہ سے ملکہ مخمور کے ہٹائی چہرہ کھلتے ہی اک برق چمکی آنکھون کے نیچے سبز بخت جادو کے اندھیرا آگیا آفتاب جمال دیکھکر قلب تھرا گیا آنکھین بلکہ دیکھا پھول سے رخسار معشوق نہایت حسین طرحدار

نظم

یون تھا اُسکے لباس تن مین
خورشید ہو جسطرح گہن مین
رخسار ہر اک چمک رہا تھا
خورشید جبین دمکرہا تھا

اس جمال حور شمائل پر جو سبز بخت کی نگاہ پڑی گل عارض سے آنکھ لڑی کلیجہ تھام لیا سامری کا نام لیا مخمور کی بھی آنکھ کھلی بیہوشی تو اُتر چکی تھی گھبرا کر چار طرف دیکھنے لگی زبان مین سوزن پلایا اب سمجھی کہ مین اس دربار کفر مدار مین قید ہوکر آئی صرصر پر طلائی شرم سے سر جھکا لیا سبز بخت کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لایا کہا ای صرصر مین اب اسوقت صاف صاف کہتا ہون پہلے تو تمکو دیکھکر مائل ہوا مگر اب اس قتال عالم کی تیغ ابرو سے گھائل ہوا دلپر قابو نہین اگر اسکے وصل مین عرصہ ہوگا مر جاؤنگا ای صرصر واسطہ سامری و جمشید کا میری جان بچا مخمور کو میری طرف سے سمجھا تجکو بھی نہال کر دونگا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر دونگا یہ سنکر صرصر گھبرائی کہا ای شہریار ذرا ہوش مین آئیے اپنے دل کو سمجھائیے ورنہ قیامت برپا ہوگی یہ افراسیاب جادو کی معشوق ہی وہ مدت سے اسیر ہیں یہ اُنکی خدمت سے نکل آئی ہی مین اُنکے حکم سے گرفتار کرکے لیچلی ہون افراسیاب سے تو اسکو انکار ہی تمھارا عشق جتانا بیکار ہی صاحبقران کے ہوتے پر یہ مرتی ہی اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہی اب ایسی بات منہ سے نہ نکالنا شاہنشاہ سن پائینگے صورت سے بیزار ہو جائینگے سبز بخت نے کہا شہنشاہ کو اب اسمین کیا دخل ہی اُنکا کیا نقصان ہی وہ عاشق ہوے اُسنے انکو نہ قبول کیا مجھپر تو آنکھ کھولتے ہی نگاہ محبت ڈالی دیکھ لینا ای صرصر میرے کہنے ہی کی دیر ہی دل و جان سے قبول کریگی صرصر نے کہا خوبصورت تو آپ ایسے ہی ہین آپ کہیے راضی کیجیے مین زبان سے نہ کہونگی یہ آفت اپنے سر پر نہ لونگی آپ کو اگر یقین ہی کہ مجھپر مائل ہو چکی آپ جاکر سوال و جواب کیجیے آپ کو اختیار ہی مین اس باب مین دخل نہ دونگی بلکہ ابھی جاکے شاہنشاہ سے اطلاع کرتی ہون ورنہ

میری ناک چوٹی کاٹی جائے گی یہ سنکر سبز بخت کو غصہ آیا کہا ای صرصر سنو مین تمھارے شاہنشاہ
کا غلام زر خرید نہین ہون خراج گزار البتہ ہون تمنے تو ایسا ڈرایا دھمکایا گویا کہ شہنشاہ مجکو کھا لین گے
شہنشاہ کی بات کا ہم جواب دے لین گے اگر تم براہ مہربانی سمجھا کے راضی کر دو گے عوض مین
موتیون کا مالا لو صرصر نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ صاحب مجھے آزاد کر دیجیے میرے تیغچی کو جب مجھے
دیجیے آپ شاہنشاہ سے جا کر پیام سلام کیجیے سبز بخت نے کہا واہ تا میری تو اسوقت جان جاتی ہی
معشوقہ تیغ زن مین ہر مین تعین ہوا ہے کر دو تم لیجاؤ شہنشاہ قتل کرین ہم یہان اسکے فراق مین رو رو
کے مرین یہ مجھسے کبھی نہو گا صرصر نے کہا مین تو بے پشتارہ لیے نجاؤنگی بلا سے راہ مین عمرو وغیرہ
مرخ وغیرہ چھین لیتے شہنشاہ کے معشوقہ کی آبرو تو بچے گی یہ کہکر صرصر طرف مخمور کے چلی کہ بیہوش
کر کے پشتارہ باندھون جب تو سبز بخت نے صرصر کو ڈانٹا او بے شغل اُدھر کہان جاتی ہے یہ کہکے
قریب آیا صرصر کو کلمات سخت کہنے لگا صرصر نے کہا دیکھیے زبان سنبھالیے سبز بخت نے آواز دی
کہ اس بیہودہ کی گردن مین ہاتھ دو ہماری بارگاہ سے نکالو مخمور حیران حیران دیکھ رہی ہے دل سے
کہتی ہے خداوندا یہ کیا ہوا کہ ابھی کیا چپکے چپکے صلاحین ہو رہی ہین اب مخمور نے دیکھا صرصر اور آپس
تاجدار سے باتو چپکے چپکے باتین ہو رہی تھین یا تو تین جادوگر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوے لیچلے
ہر چند صرصر چیخی چلی سبز بخت نے ایک فریاد نہ سنی صرصر کو بیرون بارگاہ نکلوا دیا صرصر کو نکال کر
سبز بخت رو سیاہ آ کر تخت پر بیٹھا ملکہ مخمور فرش پر بیٹھی تھی سبز بخت نے رفیقون کو اشارہ کیا دو
تین رفیق قریب ملکہ کے آئے کہا ای ملکہ عالم ہمارے شاہنشاہ نے آپ پر احسان کیا قید سے
صرصر کی چھڑایا اب احسان کا بدلا احسان ہے بس شاہنشاہ کی تجپر جان جاتی ہے بادشاہ جلیل مین
ساحر زبردست ہین وہ مرتبہ تمھارا ہو گا کہ بڑے بڑے بادشاہ رشک کرینگے یہ کلمات مہملات سنکر
ملکہ مخمور سرخ چشم کا چہرہ سرخ ہو گیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ ضبط کر کے جواب دیا اپنے بادشاہ
سے کہو کہ کیون صرصر سے چھین لیا ہمنے تجھسے درخواست کی تھی او بے حیا خبردار شامتین
نہ آئین اپنا منہ بنوائین دور ہو ہمارے سامنے سے اگر تم افراسیاب کے دوست ہو تو ہم اسکے
دشمن ہین ہمکو قتل کر دو عصمت کا نام نہ لینا ورنہ ابھی تڑپ تڑپ کے جان دو نگی جا کر سمجھا دو
کہ او بے حیا مجکو بے وارث نہ جاننا چار سو سرداران نامی دیباران گرامی مع فوج بیشمار میرے واسطے

مرنے پر تیار ہو گئے ہر ایک اپنی جان دیگا بہرام فلک سے تیرے خون کا معاوضہ لیگا ان لعینون
نے سبز بخت سے یہ سب کچھ بیان کیا کہا حضور وہ اِس نام پر جان دیتی ہی ہر چند سمجھایا مگر وہ نہین
مانتی جب تو اِس ملعون نے پکار کر کہا ای ملکہ مخمور اب میرے قبضہ سے نکلنا دشوار ہی یہ غلام
آپ کا عاشق زار ہی جو حکم دو سب طرح پر حاضر ہون ملک و مال جاہ و جلال اور بیوجہ کا انکار
کبھی نہ مانوگی ساحر زبردست ہون ایک دہنی ایسی پڑھیگا کہ تم خود مجھپر عاشق ہو جاؤگی یہ کہکر
اِسنے خدمتگارون سے کہا کچھ پھول پتے جنگل سے توڑ لاؤ ابھی گلدستہ سحر بناؤنگا اس سرکش
کو سونگھا دونگا مجھسے زیادہ بیقرار ہو جائیگا ہماری منت سے نہین مانتی مہرخ و بہار پیر اکیا
کر لینگی وہ ساربان زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیا ہی مین اُسکو کیا سمجھتا ہون مخمور کے تو ہوش
پراگندہ ہین اور ساحرون نے اشیاے مذکورہ اِس مغرور کے سامنے لاکر جمع کیے مخمور نے دیکھا
یہ بیجا سحر پڑھ پڑھ کر گلدستہ بنا رہا ہی خود بھی سحر کی واقفکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ بیقرار ہی دل سے
کہتی ہی ای مخمور غضب ہوا آج عصمت مین فرق پڑیگا سواے جان دینے کے کچھ نہ بنے گا
افسوس صد افسوس دل کو اپنے معبود سے رجوع کیے ہوے اشک حسرت آنکھون مین بھرے
ہوے سبز بخت پتے اُٹھا اُٹھا کے گلدستہ بنا رہا ہی مگر صرصر روتی ہوئی بارگاہ سے سبز بخت
کے نکلی سر پیٹتی ہوئی جاتی ہی چونکہ خود بھی عورت ہی اور معاملہ عصمت ہی صرصر کے دل پر چھُری
چل رہی ہی بھاگی ہوئی جاتی ہی اُدھر خواجہ عمرو بھی تو چل چکے تھے ایک نخل کی آڑ پکڑے
کھڑے تھے دیکھا صرصر خالی ہاتھ روتی ہوئی آتی ہی عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہی بہ تعجیل
صورت صبا رفتار کی بنا تھوڑی سی خاک اُٹھا کر چہرے پر ملی جیسے ظاہر ہوا کہ دوڑے
آتی ہی اس صورت سے اپنے کو آراستہ کرکے آنکھین ملتا ہوا نخل کی آڑ سے نکلا پکار کر آواز
دی ملکہ کہان جاتی ہو صرصر کا دل اُبھرا ہوا تھا صبا رفتار کو جو تکتے دیکھا آواز دی ای صبا رفتار
آج غضب ہو گیا مین نے مخمور کو چرایا تھا راہ مین سبز بخت ملا اُسنے پشتارہ ملکہ کا مجھسے چھین لیا
مخمور پر عاشق ہوا اب سامان وصل مین معروف ہی مجکو گردن مین ہاتھ دے کر نکلوا دیا مین شہنشاہ
سے اطلاع کرنے جاتی ہون یہ جو عمرو نے سنا ہوش اُڑ گئے پکار کے کہا ملکہ جا کے شہنشاہ سے
کہو مین جا کر ملکہ حیرت کو لاتی ہون حرامزادے کو سرکشی کی سزا دلواتی ہون صرصر نے بے اختیار

ہو کر کہا جلد جا کر ملکہ سے بیان کرو کہ وہ خود آئے اس لعین کو سزا دے مخمور کی قید سے نے عمرو
وہین سے گھبرایا یہ کہتا ہوا کہ ملکہ جاؤ اب زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہین مین مطلب اصلی سمجھ گئی
صرصر کو بھی پریشانی مین خیال ہوا طرف باغ سیب کے چلی مگر عمرو بشکل صبار فتار سامنے
سبز بخت جادو کے پہونچا بہ تعجیل ایک نامہ مہر افراسیاب سے تیار کیا ہاتھ مین لے کرسی صورت
سے سامنے سبز بخت کے آیا دیکھا مخمور سامنے سر جھکائے روتی ہے کلیجہ پھٹ گیا مگر ضبط کیا
سبز بخت کو ہاتھ اٹھا کر دعا دی پایۂ تخت کا بوسہ لیا نامہ سبز بخت کے ہاتھ مین دیا مہر شاہنشاہ
دیکھکر لفافہ چاک کر کے جو پڑھا ایسا مضمون عشرت خیز لکھا تھا کہ مونچھون پر تاؤ دینے لگا تاج کو
کج کیا وزیرون نے پوچھا کیا مرقوم ہے ہنسکر کہا افراسیاب ہمارا بادشاہ ہے ہم اسکے غلام قدیم
ہین بی صرصر نے جا کر فریاد کی ہماری سرکشی کا حال کہا بی صرصر کی ہوا بگڑ گئی شاہنشاہ نے شغل
کو قید کیا ملکہ مخمور کو ہمین بخشدیا وزیرون نے کہا حضور بادشاہون کے اعزاز و اکرام بادشاہ
کرتے ہین وہ عیارہ بھی ناحق حضور سے کج بحثی کرتی تھی سبز بخت نے کہا بی صبار فتار بیٹھو عمرو
نے مسکرا کر کہا وہ مٹھائیان ہمین بھی خلعت دلوایئے ایسی خوشی کا نامہ لے کر آئے ہین آج تو بھاری
جوڑا لونگی سبز بخت نے کہا ایسا نہال کرونگا کہ دولت دنیا سے مالامال کرونگا مگر ابھی صبار فتار مخمور
مجھ سے راضی نہین ہوتی خیر گلدستۂ سحری مین تیار کرتا ہون مجھ سے اسقدر محبت ہو جائیگی کہ مثل کنیزون
کے خدمت مین رہیگی صبار فتار نقلی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شاہنشاہ یہ عورت کیسی کور ظاہر
و کور باطن ہے آپ ایسا طرحدار وضعدار تاجدار صاحب اقتدار و ثمند سن شریف ابھی تو شیخ نیا ماند
سنو گا شفق مین تارے چمکتے معلوم ہوتے ہین پیری و شباب گلے مل رہے ہین مگر رنگ شباب
غالب ہے ہمنے تو صاحب جابجا یہ سنا کہ ہر ناز نین آپ کی طالب ہے ایک شاہزادی کے پاس
آپ کی تصویر ہے آج وہ بات یاد آئی ایکدن جو ہم برائے ملاقات گئے تو اُس شاہزادی نے تصویر
محبت تاثیر مجھکو دکھائی اور رو کے کہنے لگی کہ صبار فتار ایک سوداگر آکر یہ سودا ہمارے ہاتھ
بیچ گیا پتا نہین لگتا کہ کس تاجدار کی تصویر ہے آج جو آپ کے جمال بے مثال کو دیکھا وہ جملہ یاد آگیا
سبز بخت نے سحر کرنا تو موقوف کر دیا صبار فتار کو سامنے کرسی پر بٹھالیا کہا صبار فتار میرے
سر کی قسم سچ کہتی ہو صبار فتار نے کہا حضور آپ کی جوانی کی قسم اب مین اُس بیچاری کے پاس

جاؤنگی مژدہ وصل دے کر ہزارون روپے پاؤنگی سبز بخت نے کہا اُس شاہزادی کو لاؤ اُسکا
کیا نام ہی صبار فتار نقلی یعنی خواجہ عمرو نے مسکرا کر کہا کسی لٹنی کو بلاؤ مجھے کیا نفع مین تمھاری
نگاہون کو دیکھکر خود ہول کھاتی ہون ایسے مردوے سے ڈرنا چاہیے آنکھون مین کھائے
جاتا ہی سبز بخت سمجھا یہ بھی مجھپر عاشق ہوئی کہا صبار فتار کیا ہم تسے باہر ہین مخمور کو راضی کردو پھر
تم سے بھی مزے اُٹھاوینگے عمرو نے ہاتھ بڑھکر پٹے پکڑ لیے اور ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے سبز بخت
کو مارا کہا کیون نگوڑے میری آبرو لیگا مین ایسے ہرجائی سے محبت نہین کرتی یہ کہکر ٹھنڈی
سانس بھری آنکھون مین آنسو ڈبڈبا کر اُٹھی یہ کہتی ہوئی کہ بھلا رے دیکھیے تیری محبت کیا کیا کرائیگی
آخر کو خاک چھنوائیگی لوگ سمجھاتے ہین مگر آپ سنتے نہین تخلیہ کا حکم دو کہ تنہائی مین سمجھاؤن
عورت کی بات عورت خوب سمجھتی ہی مردوا ہور کہ کیا جانے عشق تو اُسکی آنکھون سے ٹپک رہا ہی
نہین معلوم کس وجہ سے انکار کیا سبز بخت نے کہا دوسرے خیمے مین لیجاؤ جسطرح مزاج مین
آوے سمجھاؤ باتون پر صبار فتار کی بھول گیا مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگا رفقا سے کہا کہ بی
صبار فتار بھی ہمپر مائل ہو مین یارو تمنے سنا تصویرین بھی ہماری دور دور پہونچی ہین ایک
شاہزادی مدت سے عاشق ہی صبار فتار اُسکو بھی لائیگی تا بدولت اُسکا بھی محل کرینگے
اور صبار فتار کو بھی گھر مین ڈال لینگے ایسی ہی عورتون سے انتظام خانہ داری خوب
ہوتا ہی رفقا سر جھکائے مسکرا رہے ہین آپسمین کہتے ہین کہ ہمارے شہریار کو سودا ہوا ہی
کہ کہ بڑی ڈاڑھی صورت کالی بجا کی پھبتی ہوتی ہی ہن شریف یہ میان کو باہ بھی ہوگی
اُسپر اسقدر بلبلا رہے ہین مگر خواجہ عمرو مخمور کو لے کے گوشے مین گیا کہا کیون ملکہ ایسے حسین
وجمیل کا وصل کیون نہین قبول کرتی ہو مخمور نے بہ نگاہ قہر و غضب دیکھا کہا او شفتل کیا بکتی
ہی افراسیاب ایسے جلیل کو تو مین نے قبول نہ کیا پھر یہ کیا بیچا ہی مین گنہگار ہون وہ
مجھکو قتل کرے میرے خون سے ہاتھ بھرے عصمت کا نام لیگا تو بہت سزا اُٹھائیگا انشاءاللہ
خواجہ عمرو کے ہاتھ سے سزا پائیگا صبار فتار نے کہا نگوڑے عمرو کا کیون نام لیتی ہی وہ
بھڑوا کیا ہی اُس سے کیا ہو سکتا ہی مخمور نے کہا جیسا وہ ہی تمھارا دل ہی خوب جانتا ہی اور پہچانتا
خوب پہچانتا ہی جب تو خواجہ نے بائین آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے مثل گل کے شگفتہ ہو گئے

کہا خواجہ خدا تمکو سلامت رکھے بری زبان سے سوزن کو نکال لیجئے کہ ابھی اس ملعون کو سنا دون سارے لشکر کو تباہ کرون عمرو نے کہا ملکہ جو گرڈ دیے مرے اُسکو زہر کیون دیجیے چلئے میٹھ جاؤ مُنہ سے نہ بولو مین اپنا سب مطلب کرلونگا دو چار کوڑی کا روزگار کرلون ملکہ مخمور نے کہا مجھے کلام کرنا نہایت ناگوار ہی عمرو نے کہا تم کچھ نہ کہنا ہم سمجھ لینگے باتین بنا لینگے یہ کہکر مخمور کی زبان سے سوزن نکالا مخمور کو ساتھ لیے ہوے باہر نکلا آگے بڑھکر سبز بخت سے کہا واہ رے اُلو کے پٹھے مردوے تو تو گدھا ہی سلطنت کیونکر کرتا ہی مخمور کہتی ہی مین نے جبسے دیکھا ہی میری جان جاتی ہی یہ کیسا عاشق تھا کہ پہلے ہی بدمزگی کرنا شروع کی اسوجہ سے مجکو بھی نفرت ہوئی او بھڑوے عورتین اپنے کو یونہین روکتی ہین اپنی چاہت نہین ظاہر کرتی ہین سبز بخت نہال ہوگیا ملکہ مخمور کو دیکھکر اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ باندھنے لگا کہ ملکہ میری خطا معاف کرو عمرو نے مخمور کو کرسی جواہر نگار پر جگہ دی سبز بخت کو اشارہ کیا بس بیٹھو تعظیم و تکریم نہ کرو اب تو بڑی خوشی ہی شراب و کباب منگاؤ دو چار جام پیکے معشوقہ کو تخلیہ مین لیجاؤ مزے اُڑانا ہمارے احسان کو نہ بھولنا سبز بخت نے کہا ساقی پچون کو طلب کرو جلد حاضر ہون صبا رفتار نقلی یعنے خواجہ عمرو نے کہا کلید میخانے کی ہمکو دو ہمین شراب کا انتظام کرینگے سبز بخت نے کنجی میخانے کی خواجہ عمرو کو دی عمرو نے میخانہ مین جاکر سارے شراب کو خراب کیا سب مین بیہوشی ملائی نہایت سلیقہ سے کنٹر الماس نگار کشتی مین لاکر سامنے آراستہ کیے سبز بخت سے کہا آپ خوش ہین میرے قلب کو فرحت ہی مجھ خاکی مین روح کو راحت ہی دل چاہتا ہی کہ ایک غزل اسوقت ہم گائین شراب بھی اپنے ہاتھ سے پلائین سبز بخت نے کہا صبا رفتار تمھین اختیار ہی عمرو نے اہالیان دربار کو اشارہ کیا کہا لو صاجو یہ لشکر مین پتلے کے پتلے بھیجدیے گائن سے اشارہ کیا تم ذرا بایان چھیڑو اُسنے بایان بجایا خواجہ عمرو نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی

غـزل

کبھی بے نقش درم ہو نہ مسخر معشوق	دیکھے انسان حقیقت مین تو ہی زر معشوق
غیر ممکن ہی وفادار ملے ہر معشوق	قدر دان ہوتا ہی قسمت سے میسر معشوق
اُسپہ ہم مرتے ہین مرتا ہی زمانہ جسپر	اپنے معشوق سے ... اینین بہتر معشوق

مجھ نئی طرح سے نہین کرتا ہی بیداد وہ شوخ | ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق

یہ غزل جو خواجہ عمرو نے سامنے سبز بخت باغی کے گائی دربار مین صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی مخمور کو اسی ہنگام مین جام بھر کر اشارہ کیا کہ اک جام سبز بخت کو پلا دو مخمور نے سر جھکا لیا عمرو نے اپنے ہاتھ سے بھر کر دیا مسکرا کر کہا کہ لو میان جام پیو جو ہونا تھا ہو چکا سبز بخت خوشی مین آکر جام پی گیا کل اہالیان دربار شراب پی چکے ہین اب عمرو اس خیال مین ہی کہ دو چار شعر اور پڑھون یہ سب بیہوش ہو کر گرین لوٹ لون نکل جاؤن مخمور بھی اشارے کر رہی ہی کہ خواجہ جلدی کرو عمرو منہ پھیر کر کہہ دیتا ہی کہ ہول کیا ہی مگر قضاے کار ملکہ صرصر شمشیر زن جا کر باغ سیب مین پہونچی افراسیاب جادو عیش و نشاط مین مصروف ہی دیکھا کہ صرصر روتی پیٹتی چلی آتی ہی افراسیاب نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا مین بموجب حکم سرکار لشکر مسلمانان مین گئی اپنی جان لڑائی ملکہ مخمور کو لے نکلی راہ مین مجھکو تردد تھا کہ ایسا نہو عیار آکر پشارہ چھین لین یہان سبز بخت جادو شکار کھیل رہے تھے مین نے اُنسے کہا کہ مجھکو تا بہ باغ سیب پہونچا دے اُنھون نے بارگاہ استاد کرائی ملکہ مخمور کے جمال بیمثال کو دیکھکر مائل ہوے پہلے مجھپر پھسلے تھے مجھسے کہا اسکو رضامند کر دین آگاہ تھی کہ ہمارے حضور کی نگاہ اُسپر پڑتی ہی مین بگڑی کہ پشارہ یہان چھوڑ دونگی غصہ مین میری گردن مین ہاتھ دیا بارگاہ سے نکلوا دیا اور یہ کہا کہ ابھی گلدستہ بحر سونگا کہ اسکو راضی کر لونگا اے شہنشاہ وہ بھڑوا سبز بخت گلدستہ بنا رہا ہی خدا اسکی آبرو بچائے یہ سنکر افراسیاب جادو کو غصہ آگیا ابرو پر بل پڑ گیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا نمک حرامون نے بہت پریشان کیا ہی اس بیحیا کی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر پر نگاہ محبت ڈالے بیحیا کو شرم نہ آئی ابھی دیکھو جا کر کیا قیامت برپا کرتا ہون آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا یہ کہکر مثل شعلہ جوالہ کے چمک کر آسمان مین اڑ رہا یہان دربار مین خواجہ عمرو نے گاتے گاتے سبز بخت جادو سے اشارہ کیا کہ اب معشوقہ کا ہاتھ پکڑ کر تخلیہ مین لیجاؤ خوشی مین آن کر سبز بخت نشہ مین اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی دھم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے لینا لینا کہکے اُٹھے وہ بھی گرے بیہوش ہوے فوج نے پہر بھر پیشتر سے شراب خوب پی تھی بیہوشی چل رہی ہی کوئی اونگھ رہا ہی کوئی ٹھمک رہا ہی کوئی نشہ کی دھن مین گا رہا ہی کسی نے کپڑے اتار کر پھینک دیے

ننگا بھاگا جاتا ہے یہان بارگاہ مین عمرو نے نعرہ کیا نیمچہ پکڑ کر چلا کہ سبز بخت کو بھیل تلوار کا چکھاون
مخمور کھڑی ہے خواجہ مین تو کلیجا اون آپ فرماتے ہین ملکہ میرا ساتھ دو کچھ کام کرو اسکے کپڑے
تو اتارو مخمور ہاتھ باندھتی ہے کہ استاد مجھ سے کچھ نہین ہو سکیگا فرماتے ہین مخمور مین ابھی اسکو
بیدار کردونگا مخمور کہتی ہے آپ کو اختیار ہے سر حاضر ہے ہمسے کسی کے کپڑے نہین اتارے جائینگے
یہ کلام ناتمام تھا کہ افراسیاب جادو آسمان پر چمکا اسنے اول اہالیان لشکر کو دیکھا کہ آپس مین
جوتی پیزار ہو رہی ہے یہ سمجھا کہ سبز بخت نے سب کو شراب پلوائی ہے یہ سب خوشی کر رہے ہین
وہان سے نعرہ کیا باش او نمک حرام او وہ بیحیا سبز بخت کہان ہے جسنے بغاوت پر کمر باندھی معشوقہ پر
نگاہ ڈالی نعرہ افراسیاب کی آواز کان مین عمرو کے پہونچی مخمور سے کہا بھاگ افراسیاب جادو
آپہونچا مخمور نے گھبرا کر دونون پانوئن زمین مین مارے غرق زمین ہو کر بھاگی عمرو نے دیکھا کہ
سبز بخت مارا نہین گیا اور افراسیاب جادو آگیا صبا رفتار تو بنے ہوے تھے ایک جلاب
دافع دارو بیہوشی سبز بخت کے منھ پر مار دیا اسنے آنکھ کھولی کہا شہنشاہ جلدی آ بیٹھے
افراسیاب آگیا اپنے قول سے پھرا معشوق کی اسکو محبت آگئی تمنے سب کام خراب کیا
مخمور کو اسنے سحر سے چھپا لیا ہے مجکو بھی قتل کریگا اب اسوقت کچھ جرات دکھاؤ مین اس خیمے مین
چھپی جاتی ہون اترتے اترتے حرامزادے کو ایک گولہ مارو کہ اسکا سر پھٹ جاے یہ کہکر عمرو
تو دوسرے خیمے مین گھس گیا گلیم اوڑھ لی سبز بخت غصے مین سنبھل کر اٹھا گولہ ہاتھ مین لیا افراسیاب
غصے مین پردہ اٹھا کر بارگاہ مین آیا نعرے کرتا ہوا او نمک حرام سبز بخت میری معشوقہ پر آنکھ ڈالی
جیسے افراسیاب نے اندر خیمے کے سر ڈالا سبز بخت نے ایک گولہ مارا کہ کیون بیحیا مردان عالم کو
کلمات سخت و سست کہتا ہے مخمور تیری خالہ ہے ہم تو ضرور وصل حاصل کرینگے گولا افراسیاب کی
پیشانی پر پڑا اگر طلسم بند نہوتا تو سر پھٹ جاتا افراسیاب نے چرخ کھایا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا
نعرہ کیا او باغی بتا مخمور کہان ہے سبز بخت نے کہا تیرے پاس نہان ہے مین تجکو مار کر لونگا جب
سبز بخت نے دیکھا کہ میرے سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب بڑھتا چلا آتا ہے تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاتھ
تلوار کا مارا افراسیاب نے خالی دیکر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا سر سبز بخت کا اڑ گیا
مر کر گرا ایک لات ماری استخوان چور چور ہوے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا

نام من سبز بخت جادو ہو د مار کر اُسکو غصہ مین افراسیاب خیمے مین چہار جانب ڈھونڈھنے لگا
کہین ملکہ مخمور کو نہ پایا ران پر ہاتھ مار کے دیکھا کہ مخمور کہان گئی نوشتہ پایا کہ مخمور نکل گئی فلان
صحرا مین جاتی ہی غصہ مین جھپٹا باہر نکلکر چند سنگریزے اُٹھا کر اچھالے وہ سب بیہوش پڑے تھے
اینٹ پتھر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے آپ جستجوے مخمور مین چلا اب عمرو نے نکلکر
سب مال لوٹنا شروع کیا سب مردون کو برہنہ کر دیا اور بتعجیل عقب مین افراسیاب کے راہی
ہوے ملکہ مخمور جو غرق زمین ہوئی تھی کوس بھر پر جا کر نکلی مگر پسینہ پسینہ گھبرائی ہوئی افراسیاب
کا خیال کلمات سبز بخت کا ملال زیر نخل کھڑی ہوئی چہار جانب دیکھ رہی تھی دل سے کہتی ہی کہ
ای مخمور راستہ لشکر اسلام کا کدھر ہی کہ سامنے سے نعرہ ہوا منم افراسیاب جادو او مخمور
تیرے واسطے کیا کیا خاک چھانی ہی اب تو تیرے فراق مین عجب عالم ہی عاشق کا لبون پر دم
ہی مخمور کے ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے اور افراسیاب جادو قریب آگیا مخمور نے جھولی
سے اسباب سحر نکالا ترنج و نارنج ماش کے دانے افراسیاب پر پھینک مارے صد ہا شعلہ ہاے
آتش افراسیاب خانہ خراب پر گرے ایک طرف سے تلوار گری شانہ پر خنجر پڑا مگر یہ بھیا
بیغیرت کب کٹتا ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا سب چیزین باطل ہو گئین مخمور سحر کر کے سامنے افراسیاب
کے بھاگی افراسیاب جھپٹا چونکہ مدت سے عاشق ہی تصویر بدحواسی مخمور کی دیکھ کر کلیجہ بیٹھا جاتا
ہی وہ گل سا چہرہ کمھلایا ہوا پیشانی پر پسینہ جسم مین رعشہ ہونٹ تھراتے ہوے کبھی لڑکھڑاتا دوپٹہ
ڈھلکا ہوا کرتی آب رواں کی مسکی ہوئی پائنچے ہاتھ سے سمیٹے ہوے گرد جو اُڑی ذرے زلفین
عنبرین پر جیسے شب تیرہ مین تارے فلک خوشی سے تارون کو تصدق اُتارے افراسیاب پکارتا
ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کیون مجھ سے بھاگتی ہی قسم ہی سامری جمشید کی کچھ سزا
نہ دونگا کل طلسم کا بادشاہ کر دونگا ای مخمور میری صحبت سے تو نکل گئی میکشی کا مزا جاتا رہا جب مخمور
نہین تو کیسا خمار افراسیاب منتین کرتا ہی مخمور حربے سحر کے کرتی جاتی ہی کبھی غصہ مین آواز دیتی
ہی کہ او بھیا کیا بکتا ہی اپنی خالہ حیرت کو سلطنت دے مجھسے محبت و الفت کا نام نہ لے مین تیری
دشمن ہون دیکھ زمانہ قریب آپہنچا ہی انشاءاللہ اسد غازی کو قید سے چھڑائینگے وہ شیر دل
طلسم فتح کریگا ای افراسیاب جادو تیرا نمک کھایا ہی براہ خیر خواہی سمجھاتی ہون مسلمان ہوجا

وسد غازی کو لا کر خدمت مین خواجہ عمرو کی پہونچا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا ہاتھ سے شہنشاہ
عیاران عالم کے امان نہ پائیگا ان باتون کو سنکر افراسیاب جادو شل بید کے کانپا غصہ سے چہرہ سرخ
ہوگیا مخمور نے چاہا پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن جان بچا کر مل جاؤن افراسیاب نے غصہ مین
یا سامری کہکر ایک دو ہتڑ زمین مین مارا زمین سنگلاخ ہوگئی مخمور زمین پر گری ہونٹ بند ہوگئے
اسم سحر نہ پڑھ سکی افراسیاب قریب آیا ہاتھ پکڑ کر غصہ مین کھینچتا ہوا لے چلا کہتا جاتا ہے کہ اے مخمور آج
اگر میرا کہنا نہ مانا سرتابی کی تو اس ظلم سے قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر
رو دیں ورنہ دیکھ سمجھاتا ہون توبہ کرو مرتبہ اعلی کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم ہوش ربا رشک کرین
مخمور کچھ جواب نہین دیتی سر جھکائے ہوئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے افراسیاب ہر مرتبہ
قبضہ پر ہاتھ ڈال کے ڈراتا ہے کہ سر کاٹ لون سرکشی کی سزا دون مخمور گھبرا کر سر جھکا دیتی ہے اشارہ
ہے کہ تجھے اختیار ہے میری جان کا حافظ پروردگار ہے اس حال پر ملال مین مخمور کو لیے ہوئے افراسیاب
سو قدم تک آیا اب قصد ہے کہ گھر مین لیجا کر دون باغ سیب مین لیچلون وہان تمام شاہزادیان
وغیرہ موجود ہین سمجھائینگی ڈرائینگی دھمکائینگی ضرور اطاعت کرے گی قتل کرنے کے خیال مین دل
دھڑکتا ہے کہ ہائے ایسے محبوب جانی یار جادو دانی ماہ رخسار گلعذار شمشاد قد خورشید خد نازک اندام
کبک رفتار شیرین گفتار ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون دست ظلم
اسکے خون سے بھرون ایسی ایسی باتین سوچ کر ٹھہرا ارادہ کیا ہے کہ گھر کے اندر اسکو کسی مقام پر
قید کر دون کہ دیکھا سامنے سے بونڈا لاگر دکا اٹھا ملکہ صرصر شمشیر زن باناے عیاری سے آراستہ
نیمچہ کمر مین لگا ہوا پسینہ پسینہ ہانپتی ہوئی آتی ہے افراسیاب نے پکار کر آواز دی اے صرصر مین نے
آج بہت بچاؤ کرام کو مارا ساری فوج کو جلا دیا مخمور کو گرفتار کیا ہے حیرت جادو سے جا کر کہنا
سبز بخت جادو کسی خطا پر ہاتھ سے شہنشاہ کے مارا گیا جہنم واصل ہوا اس قلعہ پر کسی منتظم کو
روانہ کرین رعایا تباہ و برباد نہو مخمور کو لیکر طرف باغ سیب کے جاتا ہون یا کسی مقام پر
قید کر دونگا کہ یہ چپ مرک پھر نکر مرے صرصر بہت خوب کہتی ہوئی قریب آئی مخمور کو سمجھانے
لگی اے مخمور شہنشاہ کے قدمون پر گرو ایسے مالک پرورش کرنے والے کہے ملتے ہین صد وعدہ
مالک چاہنے والے کے صاحب شان و شوکت شہنشاہ طلسم ہوش ربا صاحب ہفت اقلیم دا

انکی قدمبوسی کی آرزو رکھتے ہین تمہاری عقل پر یہ کیا پتھر پڑے ہین اپنی نیکی بدی نہین سمجھتی ہو
ناحق جان جائیگی ان باتون پر صرصر کی افراسیاب خوش ہوا آنکھ سے اشارہ بھی کیا کہ اسکو راضی کر
تھوڑا سا بھی یہ عذر کرے تو مین معاف کردون خوشی خوشی لے کر باغ سیب مین جاؤن صرصر
ہاتھ باندھ رہی ہے ای مخمور میری بات مان جواب دو مثل تصویر کیون خاموش ہو مخمور کو سمجھانا صرصر
کا بہت ناگوار ہے افراسیاب ہاتھ تھامے کھڑا ہے کلیجہ پر خنجر غم والم چل رہا ہے مگر ناظرین پر واضح
ہو کہ یہ صرصر شمشیر زن نہین ہے خواجہ عمرو بارگاہ سبز بخت بد سیر جو لوٹ کر چلے تھے دور سے
جو دیکھا افراسیاب مخمور کو گرفتار کر کے لیے جاتا ہے آکر باتین کرنے لگے قصد ہے کہ اسکو بیہوش
کردن ملکہ مخمور کو چھڑا لون سامنے افراسیاب کے کھڑے مخمور کو سمجھا رہے ہین افراسیاب
کو بہلا رہے ہین مگر قضائے کار صرصر شمشیر زن تو افراسیاب سے اطلاع کر کے چل چکی ہے
اسوقت آکر پہونچی جیسے ہی صرصر سامنے کھلائی دی عمرو نے دیکھا کلیجہ ہل گیا وہان سے صرصر
اصلی نے دیکھا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا شہنشاہ سے گھل مل کر باتین کر رہا ہے للکارا کہ ای شہنشاہ
سنو ملکہ صرصر شمشیر زن یہ نگوڑا مُوا مونڈی کاٹا ساربان زادہ میری شکل بنا کھڑا ہے آپ کو دھوکا
دیا چاہتا ہے عمرو نے دامن پکڑ کر افراسیاب کا کہا دیکھیے میری شکل پر عمرو آتا ہے مخمور جو پکڑی گئی
نگوڑے کو چین نہ پڑا افراسیاب جادو حیران ہوا کہ مین کیا کرون اب کسکو صرصر جانون یہ کنیز ہے یہ
عمرو ہے وہ کہتی ہوئی آتی ہے کہ یہ عیارون کا افسون ہے اب صرصر اصلی پچاس قدم پر ہے دوڑی ہوئی چلی
آتی ہے غل مچاتی ہے عمرو نے کہا ای شہنشاہ آپ تو حیران ہو گئے ہین یہ مین مردسی ہاتھ کو ران پر
رگڑ کے دیکھیے آپ کا کمال آپ کی دستگیری کریگا صاف آئینہ ہوگا افراسیاب نے منہ پھیر کر
ران پر ہاتھ رکھا عمرو نے بجتی حلقے کمند کے مارے پلک جھپکنے کی دیر تھی ادھے کھکر افراسیاب
بلبلا تڑاق سے جاب مارا افراسیاب زمین پر گرا صرصر دوڑی بھلا نگوڑے تو نے غضب
کیا شہنشاہ کو بیہوش کر لیا یہ کہکر تھپڑ گوپھن مین رکھکر مارا عمرو نے جست کر کے خالی دیا مخمور کی زبان
سے سوزن نکالا مخمور نے کہا خواجہ بھاگو عمرو نے کہا تم جاؤ ہم پیچھے آئینگے صرصر نے جو دیکھا کہ
مخمور کی زبان سے سوزن نکل گیا ڈری کہ مجکو نہ پکڑے نخل کی آڑ مین چھپ گئی خواجہ عمرو نے
جب دیکھا صرصر غائب ہوئی مخمور نے چاہا کہ عمرو کی کمر مین پنجہ دے عمرو نے کہا مین اپنا گلا

کاٹ لونگا جان دیدونگا مین تاج تو اسکا لے لون دو چار کوڑی کا روزگار تو کرون بال بچون کی فکر ہی سویرے سویرے بھنی بنہوگی تو سارا دن خالی جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا مخمور تو چرخ مار کر بلند ہوئی عمرو نے کمند پھینک کر تاج تو افراسیاب کا کھینچ لیا صرصر نے نخل کی آڑ مین دیکھا کہ مخمور چلی گئی اب نعرہ کر کے دوڑی کہتی ہوئی کہ خبردار ساربان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے تاج اُٹھا کر کہا لو جانی یہ پہنو تیرے دم کے لیے ساری فکر ہی ای صرصر غصہ نہ کرو تو ہم ایک بات کہین صرصر نے کہا گوڑے کیا کہتا ہی عمرو نے کہا مجکو کئی برس ہو چکے کہ تمپر عاشق ہون اپنے قول کا صادق ہون جو تو نے مجھ سے نکاح کر لیا ہوتا کیسے عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہوے ہوتے طرارسکار غدار تمکو کمائی کھلاتے ضعیفی مین کام آتے آج تو گلے مین ہاتھ ڈالدے لیک بوسہ مین لون تو بھی مجکو پیار کر لے صرصر نے کہا گوڑے اسی ہوس مین مریگا اور رنجیدہ کھینچکر آپڑی عمرو سمجھا اب یہ افراسیاب کو ہوشیار کر دیگی کار عظیم درپیش ہی شبنم گوہر پوش کے قید ہونے کا طراپس وپیش ہی یہ سوچکر چوٹین بجاتا ہوا ایک جانب نکلگیا صرصر نے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا افراسیاب کانپتا ہوا غصہ مین اُٹھا پوچھا یہ ساربان زادہ کہان گیا صرصر نے کہا حضور مین چیختی رہی آپ نے کچھ خیال بھی نہ کیا وہ ہوا کا خواص رکھتا ہی میرے روکے سے کیا رکتا لمبا کر نکلگیا افراسیاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون مشکین باندھکر عمرو کو لاتا ہون صرصر نے کہا حضور آپ طرف باغ سیب کے تشریف لیجائین کنیز جا کر فکر کرتی ہی حضور کے سر انور پر تاج بھی تو نہین ہی دینا عیب بین ہی سرکار کو سر برہنہ دیکھکر دشمن مضحکہ کرینگے دوست ٹھنڈی سانسین بھرینگے افراسیاب مجبور ہو طرف باغ سیب کے روانہ ہوا دوپٹہ کمر سے کھولکر سر پر لپیٹ لیا صرصر مثل باد صرصر کے تلاش عمرو مین گئی خواجہ عمرو لشکر مہرخ مین آئے مخمور بھی پہنچی سب کو خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی عمرو نے پوچھا چالاک و برق پلٹ کر نہین آئے ملکہ مہرخ نے کہا کچھ کیفیت نہین معلوم عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم بخدا مجکو شبنم گوہر پوش کا بڑا غم ہی مین اسکی رہائی کی فکر مین جاتا ہون اتنی سی سنگنی ملی ہی شبنم کی خالہ کا سمنگال جادو نام ہی پرچہ مین حکیم ابقراط ثانی کے اول مین یہی نام ارقام ہی کوئی صورت ابھی رہائی اسد غازی کی نہین ظاہر ہوئی حساب سے ایک ہفتہ باقی ہی دربار مین شور گریہ و بکا بلند ہوا ہر ایک نے کہا خواجہ دیکھین

گردون دون دالنقلاب پر سہولقلون کیا دکھاتا ہی جب ذکر اسد آتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی عمرو نے کہا پروردگار مالک ہی نہ گھبراؤ مشکل لاحل کو وہی آسان کریگا دامن آرزو گل مدعا سے بھر دیگا مگر لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکر سامنے ملکہ مہرخ کے عمرو نے قنطورہ زربفتی و سپاہ سقرلاطی وگوہن عیاری حیلہ ہاے ناحق سے اپنے کو آراستہ کیا سب سے رخصت ہوکر تلاش مین قصر

ملکہ سمنکال کے روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑو

دو کلمہ داستان شوکت بیان گہر ریزی کلک جواہر سلک کی ذکر رہائی ہژبر بیشہ صاحبقرانی زینت آراے سریر سلطنت جہانبانی قرہ باصرہ مکنت وحشمت غرہ ناصیہ جرأت وہمت صاحب لواے صفوف آراے میدان صولت وجلالت گوہر دریاے سخاوت دکان جواہر مروت نظر کردہ بزرگان دین صاحب عزوتمکین پروردہ مہد جانبازی شہسوار عرصہ یکہ تازی تاجدار اقلیم سرفرازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی مین دریاے رضا مین جلالت آئین مین براے جستجوے گوہر مرادیون غوطہ زن ہوتا ہی عیاریان خواجہ عمرو کی جانبازی مہتر قران نامور کی خراجگزاران افراسیاب کا زیر گنبد نور جمع ہونا براے ملاحظہ قتل اسد غازی سامان میلہ وجشن از در شہر ناپرسان تا کوہ مروارید آمادہ مرگ ہونا سرداران عمرو کا اور مشہور ہونا کہ خواجہ عمرو قتل ہوگئے فکر سے خواجہ کے رہا ہونا

اسد نوجوان کا ساقی نامہ مصنف

ساقی مئے عیش وعشرت آمیز	لا جلد پلا زلال گلریز	اب دل کو ہی تاک دخت رز کی
پلوا کوئی ساغر گلابی	دے بادۂ عیش خم کی ہو خیر	میلے کی کرون ادھر ادھر سیر
کر اتنی ذرا تو مہربانی	دے مجکو شراب ارغوانی	میخانے مین تیرے ہمگناہ ہی
مجمع رندون کا جابجا ہی	گلرنگ وہ دے شراب دلخواہ	ہو محتسبون کے دلکو بھی چاہ
میخانے مین تیرے اک ہی میلہ	جلوہ کرتا ہی کیون جھمیلہ	میخوارون سے ساقیا خموشی
سمجھا ہی تو سہل میفروشی	دو چار پلا دے بھر کے ساغر	احسان ترا ہمارے سر پر

کچھ نظم کا رنگ اب جماؤں
جم جم یہ پیوے مے معطر
کس شادی و خرمی کی ہے دید
رکھنا نہ دقیقہ کوئی باقی
خاروں سے چھٹیگا آج وہ گل
مشتاق و نزار ہے اُسی کی
فرقت میں ہمیشہ اُسکے سنبل
لبریز ہے خون دل سے تھالا
سکتے میں کھڑا ہوا تھا شمشاد
گلدستہ بیان وہ بھی اب کہہ گی
سبزے کو خوشی ہوئی یہ تازہ
ہر گل کی طرح مہک رہا ہے
وہ شیر اسد وہ فرد یکتا
وہ شان وہ شکوہ وہ شجاعت
مجکو بھی خوشی سے بیخودی ہے
جیسے کہ نیا نیا سمان ہے
اِس جلسہ کا منتظم قمر ہے
اک سمت ہے سوز ایک جا ساز
دنیا کی دو رنگیاں عیاں ہیں

میلے کا نیا سمان دکھاؤں
روشن تو کرو قمر یہ منبر
کیا آج کوئی سعید ہے عید
عمدہ سے جو عمدہ ہو وہ مے لا
سو جان سے فدا ہے جیسے بلبل
وہ مردم چشم گلرخان ہے
پُر پیچ ہے مثل مارو کا گل
سر بستہ جو غنچۂ چمن تھے
اب ہوگا غم و الم سے آزاد
مرغان چمن تھے نغمہ بھولے
مخمل کا بچھایا سبز جادہ
سب کو جو سرور بلا تعب ہے
جلاٰت میں ہے کون اُسکا ہمتا
شیروں کا ہے زہرہ آب ڈر سے
لا جلد پلا دے ساغر مے
پی پی کے شراب اب میں جھوموں
جو صورت مہر جلوہ گر ہے
لشکر میں عمر کے رنج و غم ہے
یاں غم ہے اُدھر کو شادیاں ہیں

پلا ساقی پھر سے ساغر
کس جشن کی ہے خوشی سراسر
میں نے کہا کچھ نہ پوچھ ساقی
چھک جاؤں سرور میں وہ پلا
نرگس بیمار ہے اُسی کی +
وہ رونق صحن بوستان ہے
ہے داغ بدل الم سے لالہ
اب ہوینگے پھول وہ بھی کھلکے
سوسن کو چمن میں تھی خموشی
ہو وینگے شگفتہ اب خوشی سے
صحرا صحرا لہک رہا ہے +
اب فکر رہائی اسد ہے
اللہ رے ہمت و جلالت
عفریت نہ لاسے تاب ڈر سے
میلہ اُسی جشن کا ہوا ہے
ہر سمت برائے سیر گھوموں
یوں لکھتے ہیں راویان جانباز

حیرت عشرت میں دمبدم ہے

غواصان قلزم زخار مضامین و شناوران دریاے بیکنار فصاحت آئین طراران میدان جانبازی و عیاران سرفروش بانمار سرفرازی شاطران خنجر گزار وجواسیسان اخبار عشرت آثار فکر و جستجوے حالات حیرت آیات طلسم کشا میں یوں قطعہ زن ہیں قطعہ سہ چیز آمد مسلم نزد شاہان + ہنر یا مال یا مرد سخندان + من از مال و ہنر چیزے ندارم + یکے فضل سخن دارم بیارم + شعر بیایم بار دیگر من بگفتار +

دردن سینہ دارم قصہ لب بیا + اس داستان شوکت بیان کو حقیر اذل کونین منشی احمد حسین خوشہ چین خرمن فضل وہنر متخلص بہ قمر بطرز نو لفظاً لفظاً تصنیف بلکہ تالیف گزارش خدمت سامعین مین کرتا ہی اس داستان کی تصنیف مین خون دل کھایا ہی بڑے بڑے جلسون مین شاہزادگان والا مقام و رئیسان عظام کو یہ مضمون سنایا ہی خلعت تحسین وآفرین پاچکا ہون مال دنیا کے بھی مزے اٹھا چکا ہون اب یہ مضمون فرحت آئین مشتہر ہوتا ہی صاحبان خاص وعام سے ایما ہی روزمرہ کے لفظ لفظ مین بھید ہی حرف حرف ملاحظہ فرمائین جہان جہان غلط ہو اصلاح دین عیب کو چھپائین سبحان اللہ دلکو مصنف کے شاد کرین بدی کا خیال نہ کرین بنام نیکی یاد کرین اول ایک غزل عاشقانہ لکھنا ضرور ہی اسوقت اس مضامین فرحت آئین کو تحریر کرتا ہون طبیعت مسرور ہی

غزل

سینہ کوبی سے زمین ساری ہلا کے اٹھے
یان تلک روئے کہ اسکو بھی رلا کے اٹھے
گر نہو دل مین خیالِ نگہ خواب آلود
دل چرا بیٹھے وہ جب آنکھ چرا کے اٹھے
ہو غضب شب یلدا سے رہائی یا رب
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اٹھے
سوزش دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی
پانون کیا کوچہ مین اس ہوشربا کے اٹھے

کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اٹھے
دلسے کیونکر نہ دھوان سا تم ہوا کے اٹھے
درد کیا کیا اثر خفتہ جگا کے اٹھے
گو کہ ہم صفحہ ہستی پہ تھا اک حرف غلط
الفت مہ سے کہین ہم مٹا کے اٹھے
مین دکھاتا نہین تاثیر مگر ہاتھ مرے
وہ جو پہلو سے پسینہ مین نہا کے اٹھے
شعر مومن کے پڑھے بیٹھ کے اسکے آگے

آج اس بزم مین جو خان اٹھا کے اٹھے
شعلہ کا تپ غم سینہ جلا کے اٹھے
شمع کے جسکا محفل مین جو مذکور ہوا
لیک تھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اٹھے
اف رے گرمی محبت کہ ترے سوختہ جان
ضعف کے ہاتھ سے کب قد ہما کے اٹھے
ہم بھی مانند نشانِ کف پا بیٹھ گیا
خوب احوال دل زار سنا کے اٹھے

واضح رائے بیضا ضیا ہو کہ خواجہ عمرو ومہتر برق وچالاک نامور برائے تلاش ملکہ شبنم گوہر پوش بصد جوش وخروش اپنے مقام سے روانہ ہوئے اول مہتر چالاک بن عمرو باکنا سے عیاری سے آراستہ اٹھا ہوا جاتا ہی دیکھا ایک صحرا ہے سبزہ زار فرح ودلکشا جابجا نہرین سلسبیل آسا آئینن آب صاف وشفاف جسکے سامنے آب گوہر بے آبرو برسر ہر ولب جو قمری معروف کو کو طائران زمزمہ سرا بلبلان مینوانی تعریف باغبان قضا وقدر کی کرتے ہین کسی جانب طاؤس رقصان کہین سوسے سنبل پریشان تدرو خوش رفتار خرام ناز معشوق کا مزا دکھاتا ہی عندلیب خوش نوا کا دل بھرآتا ہی ایک جانب ایک قصر عالی بلند ومرتفع جھت پردے سے آراستہ چند نازنینان مہ جبین مہ جبینان

مہر تمکین اُس قصر مین اپنے اپنے مقام پر جا فرزن بارہ دری مین ایک مسند پر تکلف پر ایک
شاہزادی خوش سیر بصد زیب و فر متمکن ہی چالاک نے کنارے آکر اپنی صورت صبا رفتار
کلند انداز کی بنائی یہی فطرت ہاتھ آئی کہ چلکر دریافت کیجیے کہ اس شاہزادی کا کیا نام ہی یہ کہتا اپنے
ہی دل سے باتین کرتا ہوا بصورت صبا رفتار سامنے قصر کے آیا سب کنیزین پکارتی ہوئی
دوڑین ارے خیلہ صبا رفتار کہان جاتی ہی بڑی بیمروت ہی لحظہ بھر ٹھہرنا دشوار ہی تھوڑی دیر مین
چلی جانا ہم جانتے ہین بڑی خوبصورت ہو چاہنے والون سے فرصت نہوتی ہوگی دھگڑون سے
ہمارا نام مے دینا چالاک بھی ہنستا ہوا اُنکے منہ چڑھاتا ہوا کوئی ارے بیمروت کہکے لپٹ گئی کوئی
دوپٹہ پکڑ کے کھینچنے لگی کسی نے اُگال منہ سے نکال کر پھینک مارا کسی نے کہا ارے مدت سے
کہان تھی چالاک بھی ویسا ہی جواب دیتا ہی کسی کے منہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کا بوسہ لے لیا اُن سب سے
باتین کرتے کرتے چالاک نے پوچھا بی بی کیا کر رہی ہین ارے اچھال چھکا مین تیری بی بی کا نام
ہی بھول گئی ایک نے کہا صبا رفتار دن بدن نخی ہوتی جاتی ہو ہماری بی بی ملکہ آہو چشم آج بڑے
تردد مین ہین صاف کہین ہمین بھی غم ہی بوا صبا رفتار بڑا غضب ہوا ہمنے فقط سنا ہی کہ عمرو عیار نے
بی شبنم گوہر پوش پر کچھ سحر کر دیا وہ مسلمان ہو گئین حیرت کے نوکرون کو قتل کیا اُنکی خالہ سمنکال جادو
کو خبر ہوئی بوا تم جانو وہ تو اسگلے وقت کی ہین اُنھون نے سلح شور جادو کو بھیجکر پکڑوا بلوایا اُدھر ہی
سے قفس مین بند کرکے لیگیا بوا مجھے وہ بھولی بھولی صورت دیکھکر بڑا رحم آیا سمنکال جادو نے
ہماری بی بی آہو چشم کو لکھ بھیجا ہی کہ اپنی گوئیان کو آکر سمجھاؤ ہماری بی بی جانے کی تیاری کر رہی ہین
یہ سنکر چالاک کنیزون کے ساتھ ساتھ اندر قصر کے آیا ملکہ آہو چشم کو سلام کیا آہو چشم نے کہا
صبا رفتار کہان سے آتی ہی چالاک نے کہا حضور طلسم ہوش ربا مین آگ لگی ہی گھر گھر تباہی ہی
جہان دیکھو آفت برپا ہی عیارون نے ہنگامہ ڈالدیا ہی اسی فکر مین نکلی ہون آپ سے بھی کچھ
عرض کرنا ہی ذرا کنارے چلیے تو عرض کرون آہو چشم اُٹھ کھڑی ہوئی گھبرا کر کہا بوا صبا رفتار
خیر تو ہی کہا حضور خیر و شر کا حال خدا ہی ہی قتل اسد غازی کی تاریخ قریب ہی آفتاب لب بام وہ
بے نصیب ہی غازیان اولوالعزم جمع ہونگے مہرخ و بہار کہتی ہین ہم اسد کو چھڑا لینگے اپنی جان
مٹائینگے کمبختون کو سودا ہوا ہی شاہنشاہ سے کیا لڑ سکینگی اٹھارہ سو ملک کا مالک جادو علوم سحر

وشعبدے کا سالک ہے دان ہمہ گیر خوش تدبیر صاحب فوج کثیر آہو چشم کہتی ہے ای صبار فتار سچ کہتی ہے
بادشاہ کا مقابلہ کرنا کیا آسان ہے ان لوگون کی سرکشی سُنکر دل پریشان ہے ہمین تو بوا بہار سے
محبت ہے اب مجھ سے نہین نکال سکتی کوئی سن پائے شہنشاہ سے کہدے وہ کہین کہ بہار سے
لگاؤ ہے تو یہ بھی باغی ہے چالاک درست درست کہتا ہوا ملکہ آہو چشم کو تنہائی مین لایا عیارون کی
عیاری کا ذکر کرنے لگا کہ عیارون نے بڑے بڑے ستم برپا کیے شہنشاہ کو کیا کیا دھوکے دیے
آپکی سکونت صحرا مین ہے مین سمجھائے دیتی ہون کسی غیر کو یہان آنے نہ دینا مکر سے مکارونکے
بچی رہنا آہو چشم نے کہا بوا صبار فتار تمہاری مہربانی ہے میرے یہان نگوڑے عیارون کا کیا
کام مین اپنے قصر کسے نہین نکلتی یہ باتین کرتے کرتے چالاک نے خاصدان سے گلوری نکالی
آہو چشم کو کھلا کر بیہوش کر کے اُسکو تو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ اُسکی شکل بنکر نکلا کنیزون
کو آواز دی تخت تیار کرو قصر پر ملکہ سمنکال کے ہمکو بلیلو سحر کرنے کی تاب ہے ہمنے قسم کھائی بروز قتل
اسد غازی جب لشکر مہرخ سے مقابلہ ہوگا اُسی دن سحر ہونگے مہرخ و بہار کو قتل کرین گے
کنیزون نے کہا واری آپ کو سحر کرنے کی کیا حاجت ہے ایسی کونسی ضرورت ہے یہ باتین کرتا ہو چالاک
تخت پر سوار ہوا پانچ کنیزین ساتھ لے لین تخت اُڑاتی ہوئی طرف قصر سمنکال جادو کے چلی
اب مہتر برق فرنگی کا حال سُنیے یہ ایک جادوگر بنا ہوا ٹہلتا ہوا جاتا تھا قریب ایک باغ
کے پہونچا دیکھا چوبدار وغیرہ در باغ پر ایستادہ ہین مگر برق نے پہچانا کہ سرماے برف انداز
کے بہت سے ملازم زیر دیوار باغ ٹہل رہے ہین عقل سے دریافت کیا شاید سرماے برف انداز
اس باغ مین آیا ہے آج بن پڑے تو انھین کو ٹھنڈا کر دے یہ سوچ کر بشکل صرصر شمشیرزن در باغ
پر آیا صرصر حسین تو انتہا کی ہے ملازمان سرماے پکارا بی صرصر کہان سے آئی ہو برق نے
منہ بنا کر کہا تمہارے منہ مین آگ لگانے آئی ہون جہان نگوڑون نے دیکھا کھنکھارنے لگے
نگوڑے آنکھون مین کھائے جاتے ہین جاکے اپنی بٹیا بہنیا کو تاکو نگوڑو گھر کی تو خبر لو دو چار قہقہہ
مار کر ہنسے کہا بی صرصر تم تو ہوا سے لڑتی ہو تم سے بات بھی کرنا دشوار ہے آج کل زبان بہت کھلی
ہے صرصر نے کہا کسی کی دبیل نہین ہون سامری جمشید شہنشاہ کو سلامت رکھین کوئی ٹیڑھی نگاہ
اُٹھائے تو آنکھین نکلوا لون ابھی جو شہنشاہ سے کہدون تو معلوم ہو کیدلان نے آکر صرصر کا

ہاتھ تھام لیا کہا بی صرصر کیوں خفا ہوتی ہو یہ پیادوں کا فرقہ ہے تمکو خدا نے حسن ہی ایسا دیا ہے
برق نے تیوری بدل کے سر جھکا لیا کہا کیدان صاحب یہاں کہاں آنے کا اتفاق ہوا کیا
وزیر صاحب بھی آئے ہیں کیدان نے چپکے سے کہا اس باغ میں ملکہ شجر جادو آشنا وزیر صاحب
کی رہتی ہیں کبھی کبھی جیدو سے چھپ کر چلے آتے ہیں مزے اڑاتے ہیں صرصر نے کہا میاں
کیدان صاحب خوب بتایا مجھے ناحق بڑھ ہوتی مکان پر سے جا کر لیٹتا پچھتا اب جاتی ہوں
پیغام شہنشاہ کا دے کر چلی جاؤنگی یہ کہکر اندر باغ کے آیا دیکھا نہایت باغ پر بہار نخل قطار
در قطار گلہاے رنگارنگ شگوفہاے بوقلموں سرو شل قد معشوق اکثر ہے ہیں گلچیں و باغباں
جوش بہار دیکھکر اتر رہے ہیں ہر نخل سرسبز و شاداب چشموں کی آب و تاب دیکھکر آب گوہر تیاب
حباب چشم معشوق کا سماں دکھاتے ہیں نخل جوش بہار سے پھولوں میں نہیں سماتے ہیں حوض میں
فوارے چھوٹ رہے ہیں خزانہ مروارید بے بہا کے لٹ رہے ہیں برق فرنگی بشکل صرصر
ہوا سے باغ کھاتا ہوا وسط باغ میں پہونچا دیکھا سرما سے برف انداز مسند پر پہلو میں ملکہ شجر
جادو جام شراب چل رہے ہیں حوصلے نکل رہے ہیں برق واسطے تسلیم کے خم ہوا سرما نے پوچھا
ملکہ صرصر کہاں سے آتی ہو یہاں کا ذکر ہمارے گھر میں نہ کرنا ناحق کا فساد ہوگا یہ وجہ تو ہمارا گھر سے
نکلنا ہوتا نہیں شہنشاہ نے حکم دیا کہ جا کر سمنکال جادو سے ملاقات کر و اسکو لاکر سرحد باغ سیب
میں بسا دو شاہ کا کچھ اسمیں مطلب ہوگا میں نے دیکھا دن زیادہ ہے یہاں ٹھہر گیا برق نے تیوری
بدل کر کہا واہ واہ وزیر صاحب آپ نے کیا مجکو احمق نادان بنایا ہے میں بیٹھکی ہلکی نہیں ہوں لگائی
بجھائی سے مجکو نفرت ہے میں جہاں کی بات دیکھتی ہوں وہیں ختم کرتی ہوں سرما نے کہا ملکہ صرصر
بے آمد سخن میں کہا خفا نہو ہم خوب جانتے ہیں یہ تمھارا شیوہ نہیں ہے صرصر نے کہا حضور آپ نے
ملکہ شبنم گوہر پوش اور ملکہ سمنکال کا نام لیا آج سب عیاران لشکر براے رہائی شبنم نکلے ہیں مجمل
سمنکال میں دوس پڑے سکی ذرا مجھ بوجھکر وہاں تشریف رکھیے گا سرما نے کہا صرصر تم بھی ہمارے
ساتھ چلو آج شب بھر وہاں رہنا ہوگا سمنکال مجکو آنے نہ دیگی بڑے لطف سے دعوت کرے گی
بہت خلیق ہے نہایت لائق ہے برق نے سر جھکا کر کہا آپ کی خوشی اُس محفل میں شب کو دھما چوکڑی
ضرور ہوگی اگر مجکو آپ سیدھے چلتے ہیں تو بی سمنکال سے کہکر انتظام شراب میرے سپرد کرا دیجئے گا

تو دھوکا نہ کھائیے گا سہلا نے کہا وہان اپنا اختیار ہی مگر صرصر ضرور چلو تمھارے کہنے سے مجکو بھی خوف پیدا ہوا حقیقت مین عمرو وغیرہ ضرور آئینگے صرصر نے جواب دیا آئینگے تو ذلت بھی اٹھائینگے سہلا نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھایا تنجر جادو کو بھی ساتھ لیا تخت اڑا کر طرف قصر سمنکال کے روانہ ہوئی دو کلمہ داستان ملکہ سمنکال کے سنیئے جب آتشہ اپنے بھانجی کے مسلمان ہونے کی خبر پائی بہت گھبرائی روئی پیٹی سلح شور جادو کو روانہ کیا قفس مین بند کرکے لایا سامنے سمنکال کے پہونچایا سمنکال قید مین دیکھکر سر پیٹنے لگی ہی ہی بچی اسی دن کے لیے پالا تھا کہ تجکو اس حال سے دیکھون موئے عمرو نے کیا سحر کیا ہماری محبت کو فراموش کردیا مین نے اپنی ساری جوانی تیرے گنوائی پہلون مین تمکو لیکر سوتی تھی رات ساری جاگ کر بسر ہوتی تھی اب نام خدا جوان ہوئین ہماری جانبازی کو فراموش کیا ارے بی بی واسطہ سامری کا توبہ کرو مین تمھین قفس سے نکالون زخمون مین ٹانکے دون تصدق اتارون اپنے کو تیرے سے وارون شبنم کی زبان مین سوزن ہی کلام نہین کیا جاتا بمشکل جواب دیا خالہ امان آپ ناحق جان دیے دیتی ہین نہ مجھپر کسی نے سحر کیا نہ جادو کیا مین نگوڑے عشق و عاشقی کا نام نہین جانتی مذہب مسلمانون کا پسند آیا افراسیاب کے نام سے نفرت ہوئی بی حیرت نے سر دربار بلا وجہ ذلیل کیا وہ کلمے کہے جو کبھی کانون نے نہ سنے تھے مین غدر کرتی تھی کہ عمرو کے گرفتار کرنے کو لشکر مسلمانان مین رہی تھی وہ مکار غدار بنا کے لے گئین عمرو نے آکر مجکو بچایا اگر سرداران اسلام نہ آجاتے ہم قبرون مین سوتے ہوتے وہ سب میرے محسن ہین میری جان بچائی چاہو قتل کرو چاہو جیتو مین مسلمانونکا ساتھ نہ چھوڑونگی یہ سنکر سمنکال بہت جھنجھلائی سیکڑون کنیزین گرد جمع ہوگئین چانون چانون کر رہی ہین کوئی کہتی ہے دبی بی خالہ امان کو یون جواب دیتی ہو دو ہی دن مین دیدہ پھٹ گیا ایک کہتی ہے تو عاشق مزاج نہ تھین اب تو آثار حضرت عشق کے چہرے پر پائے جاتے ہین ہونٹون پر پپڑیان ہوئے زلف پریشان آئینہ رخسار آئینہ سان حیران ایک نے کہا حرامزادی چپ رہ اپنی خالہ کی لاڈلی ہین لاڈلی بیٹیان دیوارین پھاندتی ہین ہم جو کچھ سمجھاتے ہین تو بی سمنکال خفا ہوتی ہین کہ میری بچی پر طعن و تشنیع نہ کرو میری بچی گھٹ گھٹ کر دبلی ہو جائے گی یہ باتین ہو رہی تھین سمنکال کو سناٹا ملکہ شبنم کے ہاتھ پانون مین رعشہ کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ آہو چشم مہ لیلی بہن ملکہ شبنم کی تخت طلا پر سوار تاج جواہر نگار سر پر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چند کنیزین ساتھ تخت

آکر آہزرا آہو چشم نے سمنکال کو سلام کیا سمنکال گلے سے لگا کر رونے لگی کہا بیٹا آہو چشم
تمہاری بہن وحشی ہوگئی جو کوئی بولی ہمکو آنکھیں دکھاتی ہو ساتھ والیوں سے شوائی ہو آہو چشم
نے کہا خالہ اماں میں تو اسی واسطے دوڑی آئی ہوں میری بوا کو کیا ہوا ارے میری بھولی بہن کو کسنے
بہکا دیا سینا اُس کی مسلمانوں میں کس واسطے گئی وہ تو سب بھوت پریت ہیں آنکھوں میں نگوڑوں کے
سوہنی ہی جو آئیں جا کر بتلا سا سامری جمشید کو ہوگیا پی بہار صاحب سرو قد غنچہ دہن پھول سے عارض
صراحی سا گلو شیریں سخن خوش رفتار آئینہ رخسار افراسیاب کی منظور نظر یکایک بہن سے لڑیں
مسلمانوں پر جا پڑیں جاتے ہی عمرو کی شریک ہوگئیں پی بہار نکل گئیں باغ سب برباد ہوا خالہ اماں
انصاف تو کرو جس باغ میں بہار نہو وہ باغ ہو کہ کلیجہ کا داغ ہو کانٹا اُسکی محبت کا دل میں شہنشاہ
کے کھٹکتا ہی اُس سرو قد کی یاد میں مثل قمری کے پھڑکتا ہی سمجھایا بھی قید بھی ہوئیں ذلت اٹھائی مگر
راہ پر نہ آئی دیکھیے ہمشیرہ صاحبہ کیا کرتی ہیں مگر خالہ اماں خفا نہو تو میں کچھ عرض کروں چھوٹی
ہوں بات بڑی کہونگی انصاف کے مقام پر خاموش نہ ہونگی خطا معاف آپ کی چالوں چالوں
آٹھ پہر کی کانوں کانوں نے یہ آفت برپا کی آپ کی صحبت سے بیزار ہو کر باغ میں رہیں نوجوان
مستانیاں نوکر رکھی گئیں جب کبھی میں نے جا کر دیکھا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہی دونوں وقت ملتے کو میں
سوئی دوڑی پھر رہی ہیں وہ نگوڑیاں پچھل پائیاں ساتھ ہیں آنکھ کھجلا جادو جھولا ہو رہا ہی
میں ہمیشہ کھٹکتی تھی کہ دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہی یہ کہکر سینے سے خوب رویا پھر کان میں جھک کر کہا اب
آپ زیادہ ظلم و بدعت نہ کیجیے میرے کہنے پر رہیے میں اپنے طور پر سمجھا لونگی صبح تک آپ کے قدموں پر
گرا دونگی سمنکال نے ہاتھ باندھے کہ بیٹا آہو چشم میں تیری لونڈی ہو جاؤنگی جو تیرے نزدیک
بہتر ہو وہ کر جادوگر نے کہا قفس تو الگ رکھوا دیجیے کنیزوں وغیرہ وہاں نہ جاویں سمنکال
نے کہا کہ قفس صاحبزادی کا کنجی میں رکھو خبردار وہاں کوئی نہ جائے آہو چشم ہماری چھوکری جو
کہے وہی کرنا کنیزوں نے قفس اٹھا کر ایک کنجی میں رکھہ یا مودب سامنے سمنکال کے بیٹھا
دل میں سوچ رہا ہی کہ کس صورت سے تقریب شراب کی کروں یہ سب بیہوش ہوں ملکہ شبنم
کو رہا کروں اس خیال میں تھا کہ ہوا سرد چلی ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے ابر شق ہوا دیکھا
سرما سے برف انداز ایک پہلو میں اسکی معشوقہ شجر جادو مع چند کنیزوں کے گوشہ تخت پر ملکہ

بانہائے عیاری سے آراستہ سہارے برف انداز سے گرسیان کر رہی ہے چالاک کے ہوش اُڑ گئے کہ یہ تو غضب ہوا والدہ ماجدہ آن پہنچین اب ہوا بگڑی صرصر کے سامنے تیری ہوا نہ بندیگی آتے ہی پہچان لیگی سمنکال سرما کو دیکھکر کھڑی ہوگئی سہاگت سے آتا صرصر بھی کود دی سمنکال نے کہا وزیر صاحب آپ نے سنا ہمارا گھر برباد ہوتا ہے اپنی تباہی پر ہر وقت رونا ہے سرما نے کہا مین اسی واسطے حاضر ہوا ہون شہنشاہ نے مجھکو بھیجا کہ شبنم کو بھی جاکر سمجھاؤ اور ملکہ سمنکال سے کہو کہ آکر سرحد باغ سیب مین بسو جبتک طلسم کشا قتل نہو جائے سرحد سے باہر قدم نہ نکالو سمنکال نے گھبراکر کہا اس سے کیا فائدہ گھر بسا بسایا کیونکر چھوڑون سرما نے کہا وہ متعہدات راز و نیاز ہین بروقت سمجھا دینگے سمنکال نے کہا چھوکری کے بارے مین کیا ہوگا صرصر بولی اُٹھی بی سمنکال کیون گھبراتی ہو ہم اسی واسطے آئے ہین بی سمنکال ابھی انتظام ہوا جاتا ہے بوڑھا چونڈا ہلاتی ہو ناحق کی باتین بناتی ہو صاحبزادی نے کسی کا گھر لوٹ لیا کسی کی دیوار پھاندی کسی سے نین ہنسا کر لیا بی حیرت نے کلمات سخت کہے صاحب شوکت صاحب لیاقت بگڑ گئین عمرو عمرو پکارنے لگین جسکی جان اور آبرو پر بنے تبلاؤ بی سمنکال وہ کیا کرے بڑے بڑے رستم جان جانے کے وقت گھبرا جاتے ہین دمن بھیائی سے منھ چھپا لیتے ہین آپ نے بھی غضب کیا میان سلح شور کو بھیدیا اُنھون نے بھی جرأت دکھائی گرفتار کر کے قفس آہنی مین بند کر لیا اب تبلاؤ آدمی کو ناگوار ہو کہ نہو کوئی صاحبان لیاقت کو جوتیان مار کر نہین سمجھاتا ہے بی سمنکال خفا نہو نا پانی کا ہنگا منھ پر آتا ہے چالاک پر کل آہو چشم صرصر کو دیکھکر منھ چھپائے بیٹھا تھا اب جو اسطرح کی باتین سنین کان کھڑے ہوے دل سے کہتا ہے یہ باتین تڑاق پڑاق ہمارے بھائی برق کی معلوم ہوتی ہین ڈرتے ڈرتے منھ پھیر کر دیکھا بھوری بھوری آنکھین دیکھکر پہچانا اب تو چالاک اُٹھا کہا بی صرصر سیا بھی سلام برق نے آنکھ ملائی ایک نے دوسرے کو پہچانا خوب آپسمین اشارے کنایے ہوے برق نے کہا بھائی چالاک ابھی سب کو مارے لیتا ہون چالاک نے کہا مین رنگ جما چکا ہون برق نے پوچھا ملکہ شبنم کہان ہین چالاک نے اشارہ کیا سمجھی مین قفس رکھوا دیا ہے آج تو وزیر اعظم کی بھی گردن تو چالاک نے کہا اب کہان جاینگے سرما قریب آن کر ملکہ سمنکال کے بیٹھا سمنکال نے کہا سامان عیش و عشرت مہیا کرو سرما نے

کہا بی سمن کال انتظام شراب وکباب بی صرصر کے سپرد کرو اسی واسطے مین ساتھ لیتا آیا ہون آج
ضرور عیاران اسلام عمرو وغیرہ ادھر کا قصد کرینگے انکے سامنے کیا مجال ہو کہ آسکین بخوبی
ایک ایک کو پہچانتی ہین انکو گرفتار کرلینگی اور ہمیشہ شراب پینے مین احتیاط کیا کرو رہائی اسد غازی
قریب ہو عمرو آفتین برپا کریگا ہم لوگ فکر قتل مین مسلمان ذکر رہائی مین جسکی چل جاے سمن کال
نے کہا اے وزیر اعظم بہت مناسب کیا صرصر یعنے برق نے بڑھکر کلید میخانہ کی لی اب چالاک و
برق خوش ہین کہ سب کو مار کر محفل درہم وبرہم کرینگے چوگھڑے جنگیر عطردان پاندان کنیزین محفل
مین آراستہ کررہی ہین برق نے گلابیان نکلوانے کا قصد کیا ہو چالاک کا اشارہ ہو کہ ہان بھائی
جھٹ پٹ داروے بیہوشی ملاؤ برق چلا ہو کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور کے جشن کا ذکر
سنکر ایک کلاونت در دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو سمن کال تو خود چاہتی تھی کہ آج ایسا سامان
مہیا ہو کہ وزیر اعظم دستور معظم افراسیاب خوش ہوکر کہے کہ اسطرح کا جلسہ کبھی صحبت شہنشاہ افراسیاب
مین بھی نہین ہوا حکم دیا بلالو برق وچالاک گھبرا کر دیکھنے لگے آپس مین اشارے ہوے
چالاک نے کہا بھائی برق شائد قبلہ وکعبہ آپہونچے یہ ذکر ابھی تمام نہوا تھا دیکھا ایک شخص نحیف
وضعیف آب روان کا کرتا زیب جسم شروع کا پاجامہ اگلی وضع کا سفید ڈاڑھی تا بناف پانون مین
رعشہ طنبورہ کہنہ کاندھے پر منھ مین ایک دانت مگر جیٹھا مزیدار سرخ چہرہ سر پر گلوری جھکائی
ہو بیک گررہی ہو نصف ڈاڑھی رنگی ہوئی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ہوا جھک کر ملکہ سمن کال
کو سلام کیا عرض کی اعلے اعلے مراتب رہین آفتاب سلطنت تابان رہے صرصر نے آگے بڑھکر
کہا میان گویے صاحب کہان سے آتے ہو بڑے میان گھبرا گئے بغلین جھانکنے لگے سر جھکاکر کہا
حضور مین نے پہچانا نہین آپ کون صاحب ہین صرصر نے کہا آپ نے ہمکو نہین پہچانا صحبت مین
شہنشاہ افراسیاب کی آپ آکر گاے تھے اب آپ کی آج یہان بڑی خاطر ہوگی اچھی طرح
خدمتگزاری کیجائیگی بڑے میان نے سر جھکاکر کہا بی بی تمہاری خوشی ہو تو ہم چلے جائین تم لوگون
کے بیچ مین بھنگ کہاتے ہین بڑے بڑے لوگون کی محفل مین جاتے ہین سامری جمشید مسلمانون
کو غارت کرین جبسے انکا قدم آیا فیض بالکل اٹھ گیا کسی کو دمڑی نہین دیتے جابجا ملک ویران
پڑے ہین ہمارے قدردان ہٹ گئے برق نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا بڑے میان صاحب

بیٹھیے حقیقت مین یہ عمرو مین روح جسم سے نکل گئی دل سے کہا خواجہ اب پکڑے گئے یہ ظالم آپ پکار کر کہدیگی ابھی خیر ہی نکل چلو دوسری طرف سے آہو چشم نے آکر ہاتھ پکڑ لیا کہان میان کلاونت صاحب ہم آپ کے قدردان ہین دل سے تمہاری خدمت کرینگے اب عمرو اور زیادہ گھبرایا کہ پکڑے گئے برق جو بصورت صرصر ہی کہا ذرا سر تو اٹھایئے ہمسے آنکھ ملایئے گھبرایئے نہین خدمت مین شہنشاہ کی آپ کو بڑی دھوم سے لے چلینگے عمرو نے اب جو سر اٹھایا اس پہلو پر برق کو دوسری جانب اپنے نور نظر چالاک کو دیکھا اب تو بڑے میان ٹھٹھا مارکر ہنسے کہا اب ہمنے بھی پہچانا تم دونون صاحب تو ہمارے کمال سے خوب آگاہ ہو اب زیادہ لطف ہوگا برق نے کہا بڑے میان شراب ہمارے قبضہ مین ہی عمرو سمجھ گیا کہ یہ دونون پہلے سے آئے ہین رنگ اپنا جما چکے ہونگے شراب مین بیہوشی بھی ملا چکے ہونگے دو زانو ہو کر سامنے سمنکال کے بیٹھے سمنکال سمجھی یہ بڈھا کیا گائیگا نخرا ہی کریگا آواز بھی منھ سے نہ نکلیگی کہا اے صرصر اس بڈھے کو کچھ دلوا دو رخصت کرو برق نے ہاتھ بڑھا کر کہا ملکہ صاحب یہ لوگ یادگار ہین تانسین بیجو باورا و میان تان تولخان وغیرہ کی انھون نے آنکھین دیکھی ہین سماعت تو فرمایئے بہت محظوظ ہوجیے گا ہمنے انکو بہت سنا ہی سمنکال نے بمجبوری کہا خوشی تمہاری اب تو خواجہ عمرو نے طنبورے کو ملایا گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے	نخل تابوت مین جب پھول لگے نرگس کے
وہ چلا جان چلی دونون یہان سے کھس کے	اسکو تھامون کہ اسے پانون پڑون کس کس کے
پانون تربت پہ مری دیکھ سنبھلکر رکھنا	چور ہی شیشۂ دل سنگ ستم سے بس کے
کس پہ پیروے ستمگر سے ملا دل افسوس	کشتہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اسکے
نالۂ اشک نہو باعث دردسر مرگ	غیر کے سر پہ لگاتا ہی وہ صندل گھس کے
کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے	جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

اس غزل سے صدائے واہ واہ بلند ہوئی عاشق دل جو تھے انھون نے کلیجے تھام لیے آنکھ ملا کر ملکہ سمنکال سے یہ غزل زیب النسا مخفی کی گائی غزل

رسمے ہیچش دیدہ و من بخبر ہنوز	دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز

اے گریہ ہمتے کہ زخوننابہ جگر — دارم ہزار دجلہ بر چشم تر ہنوز
خاکِ وجود من بغم ہجران بباد داد — من در ہوائے وصل توام دبدر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خرابی ہنر شدم — دارم ہوائے صحبت اہل ہنر ہنوز

برق نے لاکر کلا بیان چن دین بیہوشی دل بھر کے ملائی چالاک اپنا کام کر رہے ہین ساقی بیچے شراب پلا رہے ہین رنگ محفل دگرگون ہے یہان سرما کے پہلو مین معشوق صدا الاؤ لاؤ کی بلند برق بھی جانبازی مین مصروف خواجہ کو ہاتھ نہین ہلانا پڑا برق کئی مرتبہ تڑپ کر صحنچی مین پہونچا ملکہ شبنم گوہر پوش سے کہا آیا ملکہ نہ گھبرانا تمھارے واسطے تین عیار اس محفل مین موجود ہین ابھی سب کو قتل کرتے ہین تمکو چھڑا کر لیے چلتے ہین ملکہ شبنم دل مین اپنے بحال چہرہ خوشی سے لال دل سے کہتی ہو کہ ای شبنم ان لوگون کا کیونکر ساتھ بدے ہر وقت واسطے جانبازی کے موجود ہین صحنچی مین دیکھ رہی ہو برق کے کہنے پر پہچان گئی تھی کہ خواجہ طنبورا لیے گا رہے ہین برق لشکل صرصر تڑپتا پھرتا ہی چالاک گاوریان حاضر کر رہا ہی رات تھوڑی باقی تھی اب نشہ تیز ہونے لگا سرما کی آنکھون مین سرسون پھولی سر چکرانے لگا ملکہ سمنکال جادو سے کہا دیکھو خداوندون کے تخت آسمان سے اتر رہے ہین او تم تعظیم کے لیے نہین اٹھتین بڑی بے ادب ہو سنگ سیاہ ہو جاؤگی سمنکال جادو نے کہا کہ تم وزیر افراسیاب جادو ہو پہلے تمکو اٹھنا مقدم ہی ادھر گھبرا کر سرما اٹھا ادھر ملکہ سمنکال جادو اٹھی ادھر کنیزین اٹھنے لگین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے یہ سب گرے جو اپنے مقام سے اٹھا گویا جہان سے اٹھا دھما دھم گر گر کر بیہوش ہونے لگے عمرو نعرہ کر کے اٹھا برق نے نیچہ کھینچا چالاک خنجر پکڑ کر چلا اول برق نے جھپٹ کر ملکہ شبنم گوہر پوش کو قفس سے نکالا زبان سے سوزن کھینچا شبنم اپنے کو آراستہ کر کے رنگی چھولی سحر کی اٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی عمرو کپڑے اتار لے لگا زیور اتار ا اور قتل کیا لاشے جادوگرون کے برہنہ پھڑکنے لگے دریا سے خون جاری ہوا عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سمنکال کو قتل کرون کسی کو برق نیچہ مار دیتا ہی کسی کو چالاک خنجر لگاتا ہی اندھیرے مین عمرو لوٹنے مین مصروف ہی مرنے سے ساحرون کے اندھیرا ہو گیا صداہائے مہیب آرہی ہین زمین کو تزلزل آسمان کو چکر سارا مکان پردۂ ظلمات ہی سیاہی شب یلدا کی مات ہی ظلمت آباد کہنا ٹھیک ہی اسوقت وہ قصر مثل گور یہودان تاریک ہی یہ

ہنگامہ دیکھکر شبنم گوہر پوش گھبرا رہی ہی ہر مرتبہ پکارتی ہی خواجہ خدا کے واسطے نکل چلو کوئی اور مصاحب نہ آجاے قلعہ بہت وسیع ہی اسکا مرتبہ رفیع ہی عمرو کب سنتا ہی ہزارون کو قتل کر ڈالا شبنم پکارتی ہی خواجہ ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی کبھی گھبرا کر کہتی ہی خالہ امان کو گرفتار کر لو قتل کرنے کا قصد نہ کرنا سمر ماکو ٹھنڈا کرو اور اسباب جادو کا باز و ٹوٹ جائیگا اسکی ذات سے بڑا انتظام ہی عمرو ہان ہان کرتا جاتا ہی مگر ہاتھ نہین رکتا قضاے کار مطیر جادو مصاحب سمنکال کا واسطے شکار کے گیا ہوا تھا وہان سے پلٹا ہی دیکھا کہ قصر پر سمنکال کے دیکھا آگ برس رہی ہی ساحرون کے مرنے کی صدا بلند ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہی گھبرا گیا کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوا آسمان پر جاکر دیکھا کہ تین عیار خنجر ہاے برہنہ ہاتھ مین لیے قتل کرتے پھرتے ہین سمنکال ایک جانب بیہوش پڑا ہی عالم کو انتظام فراموش وہین سے نعرہ کیا خبردار او ناعیارو یہ کیا ستم برپا کیا ہی مین آپہونچا مطیر جادو شبنم نے آواز دی تو خواجہ غضب ہوا جلد بھاگو یہ عیار کب رکتے ہین جست کر کے چشم زدن مین قصر سے نکلے شبنم نے دو چار گولے مارے آگ برسا دی سیکڑون اسکے سحر سے بھی مرے تڑپ کے یہ بھی بیرون حلقہ آئی خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی باہر آکر ٹھہرے صبح ہو چکی تھی شبنم کا انتظار ہی مگر عمرو افسوس کر رہا ہی کہ کیا فلک نے گردش دکھائی ہاے پہلے مین نے سمنکال کو گرفتار نکر لیا برق کہتا ہی استاد اسکی موت نہ تھی کمبخت بچ گئی کل آن کر مارینگے عمرو نے کہا بقراط ثانی نے جو پرچہ بھیجا ہی اول مین اسی کا نام لکھا ہی کہ سمنکال جادو کو مطیع کرنا چاہیے فلک ہمارے ساتھ یہ گردش

ہی بیکار ساری کوشش ہی ابیات	جو پہونچی قیامت تو تہ دخان ہی	مرے ہاتھ مین دامن آسمان ہی
کوئی آج سے ہی فلک مدعی کیا	ہمیشہ مرے حال پہ مہربان ہی	کدورت یہان کیا کرین کہیے تو
یہ دل گرد کلفت کا اک کاروان ہی	جو روتا بھی ہون نہین غبار دلی سے	تو آنسو کا سیلاب ریگ روان ہی
عجب مخمصے مین ہون جور فلک سے	حوادث کے تیرون کا سینہ نشان ہی	عمرو اس خیال مین کھڑا الجھا ہی

کہ ملکہ شبنم گوہر پوش بھاگی ہوئی آئی کہا خواجہ غضب ہوا مطیر جادو برس پڑا سمنکال و سرما کو ہوشیار کر دیا سب شیر سے تعاقب مین آتے ہین جلدی بھاگو یہ کام تمام ہونے پایا تھا کہ سامنے سے سمنکال بعد قہر و جلال کف منہ سے جاری گالیان دیتی ہوئی چلی آتی ہی شبنم کو دیکھکر پکاری او چھوکری کہان جاتی ہی تیرے دھگڑون نے میرا گھر برباد کیا خوب تو نے مجکو تماشا کیا اب تو زندہ

نخل کے جائیگی شبنم ملیٹ پڑی خواجہ نے گلیم اوڑھ لی چالاک و برق تڑپ تڑپ کے زرغہا سے
نخلستان مین چھپے قلعہ کے اندر سے ہزارہا جادوگر دوڑ پڑا شبنم گوہر پوش کو گھیر لیا سرما بھی
اپنی معشوقہ کے لیے روتا ہوا آپہونچا کہتا ہوا کہ ہاے جوان معشوقہ کو میری مارا شجر جادو کے نخل
حیات کو قلم کیا یا سامری ایسے بن کا درخت بھی نہ کٹے ایسا صدمہ کوئی نہ دیکھے باغ حیات پر
آسکے صرصر خزان چل گئی شاخ زندگانی نہ پھولی نہ پھلی غنچہ آرزو سربستہ رہا گل امید نہ کھلا اب سرما
نے بھی اس گرمی مین شبنم پر سحر کیے روئی کے گالے اڑانے برف پڑنے لگی ایک جانب
سمنکال جادو چاہتی ہے شبنم کو پکڑ لون یا آتش سحر سے پھونک دون خواجہ عمرو جب دیکھتے ہین
کہ شبنم کو ساحرون نے گھیرا شبنم بحواس عالم یاس مین زخمی ہو رہی ہے اسوقت گلیم اتار کر ایک
حقہ آتشبازی کا ماردیا سو دوسو جلگئے کبھی جادوگر شکرآیا کسی کی کوکھ پر خنجر مارا چالاک بھی جابجا خنجر
مارتا پھرتا ہے مگر ساحرون کا بلوہ نہین کم ہوتا اگر کسی کے سحر مین پھنس جاتے ہین شبنم ان جادوگر
کو قتل کرکے عیارون کو چھڑاتی ہے مگر کس کس کو مارے اکیلی کیا کرے خواجہ عمرو کو انتہا کا قلق ہے
کہ افسوس شبنم گوہر پوش قتل ہوتی ہے گل رخسار پر زردی چھا گئی ہے آنکھون مین حلقے جسم مین خنجر
اہالیان شہر کے نزدیک اک تماشہ ہین کوس تک شبنم گوہر پوش رلتی ہوئی آئی ہاتھ سے
جادوگرون کے مہلت نہ پائی زخمون مین جدجور ہوئی سمنکال جادو و سرما نے برف انداز
قیامت برپا کردی بیقرار ہوکر دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا عمرو و برق چالاک نے بھی دعا کی نظم

یارب سگ نفس زشت را ساز | از آہوی چشم دلبران باز | در کوکب اشک در سحرگاہ
بنمای بجانب خودم راہ | در چاہ شقاوتم بدین روز | آہ سحرم دہ از سر سوز
کن مد الف کہ ہست در آہ | سالم رسن و برآیم از چاہ | از شوری اشک چشم بی آب
خواہم نگہی کہ نایدش خواب | ما را ز خودی خود جدا کن | توفیق رفیق راہ ما کن
توفیق تو گر رفیق راہ است | غم نیست اگرچہ رہ تباہ است | چون دست اجل شود گلوگیر
موی نکنی ز لطف تقصیر | سازد کلید قفل چو بستم | از راہ کرم بگیر دستم

شبنم بھی آنکھون سے اشک حسرت بہا رہی ہے کہ اے باغبان قضا و قدر مثل نسیم سحری گرمی آفتاب
سحر سے ان بیحیاؤن کے پامال ہون یہ کنیز غم و الم سراپا اشک ہو رہی ہے قطرون سے ان ظالم نگر

گر رہی ہے ہوائے لطف سے نخل آرزو کو سرسبز کردے دامن مدعا گل مراد سے بھر دے دعا
تمام ہونی تھی کہ بقدرت سمیع و علیم و بعنایت رحیم و کریم ملکہ بہار شمشیرزن طاؤس زرین بال پر
سوار باغ نگارین سے طرف ہزار درے کے چاتی ہین صبح کا وقت نور کا تڑکا تارون کا جھلملا
طائران خوش الحان کا چہچہانا کبک کوہی کا قہقہے مارنا عندلیب خوش نوا کا پھول پھول کر ہر شاخ
پر چہکارنا سبزے کو صنعت باغبان قضا و قدر نوک زبان چشم نرگس شہلا سے استغفار ہی عیان
ملکہ بہار نے جو یہ سمان دیکھا یاد گل عارض ایرج نوجوان مین اشک حسرت آنکھون سے ٹپک پڑے
ایک کہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہر گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوگئے اشعار

ای جلوۂ برق خانمان سوز
اے موجد قتل بیگناہان
ای محرم و محرم تمنا
اے ماہ بروج بیوفائی
اے نورس بوستان خوبی
بازی دو عاشقان جانباز
اے داروے درد بیقراران
اے باعث بیقراری دل
کبتک یہ ستم کے طور ظالم

اے طعنہ زن فسون نگاہان
ای کافر بیوفاے عیار
ای مہر عروج کج ادائی
اے تازہ بہار گلشن حسن
اے جادوے سحر فن فسون ساز
اے غیرت دلبر زلیخا
اے موجب آہ و زاری دل
آتش زن آرزو گدازان

اے شعلۂ آتش جہان سوز
اے دلبر و دلربائے دلدار
اے ہمدم و ہمدم مسیحا
اے نقش و نگار مسکن حسن
تجھ سے نثار جان خوبی
اے باعث قطع دست کوہ کے
اے مرہم زخم دلفگاران
ای حوصلہ سوز چارہ سازان
کب تک یہ جفا و جور ظالم

عرصۂ دراز تک ان اشعار کو پڑھ کر روئی کبھی دل سے کہتی تھی اے
نادان یہ بیقراری اشکباری بالکل بیکار ہے جان دینا عشق مین مآل کار ہے اسی تردد و انتشار مین ٹہل
رہی تھی کہ ایک جانب سے ہنگامۂ دار و گیر کی صدا کان مین آئی کبھی شعلے بھڑکے کبھی لگے
ابر کے کڑکے گھبرا کر طاؤس پہ سوار ہوئی کہا کہ دیکھ یہ کیا معرکہ ہے کسی مقام پر ساحرون سے
جنگ ہو رہی ہے بجلی بھی چمکتی ہے تعجیل آنسو پونچھے طاؤس پر سوار ہو کر مثل ستارۂ سحری آسمان پر
چمکی دیکھا کہ ایک مقام پر ہزارون جادوگر ایک مہ پارہ کو گھیرے ہین اس ماہ پیکر نے لڑتے لڑتے
زخمی ہو کر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین تمام جسم خون سے لال لختے خون کے لباس پر جمے ہوے
یہ حال دیکھ کر دل بھر آیا اس نازنین کی تنہائی پر قلب تھرایا مائل بہ پستی ہوئی جب قریب پہونچی

دیکھا کہ خواجہ عمرو بھی لڑرہے ہین حقہ ہاے آتشبازی مارکر گلیم اوڑھ لیتے ہین اب تو بران نے نعرہ کیا خواجہ نہ گھبرانا یہ کنیز آن پہونچی آتے آتے مٹھی بھرکے ماش کے دانے مارے کئی سو جادوگر آتش سحر سے جلکر خاک ہوے قریب ملکہ شبنم کے پہونچی شانہ تھام کے اٹھایا چونکہ بران نے اسکو دیکھا نہ تھا تازہ مطیع الاسلام ہوئی ہی پوچھا ای شاہزادی تیرا کیا نام ہی عمرو نے پہلو سے اپنے کو ظاہر کیا کہا ای نورنظر اسکے شریک ہوتے ہی آفت آئی کہ مروارید کی شاہزادی ہی ملکہ شبنم گوہر پوش نام ہی یہ سمنکال جو لڑرہی ہی اسکی خالہ ہی گرفتار کرا لیگا یا تھا ہمنے آن کر بچا لیا اب ان بھون سے فقیر ای ہزبر بیشہ جرأت جہانتک ہوسکے سمنکال کو قتل نہ کرنا زندہ گرفتار کرو شبنم پر اوس نہ پڑنے دو یہ سنکر بران نے کہا خواجہ ہٹ جایئے خدا چاہتا ہی تو ابھی اسکو گرفتار کرتی ہون یہ کہکر ملکہ بران نے گاتی دوپٹہ کی باندھی نیمچہ بنام انتقام سے لیا ساحرون پر حملہ کرنا شروع کیا جب نیمچہ کو جنبش دی برق چمکی دو چار کے سر اڑ گئے کسی پر گولہ مارا کبھی جوڑے سے اختر مروارید نکالا جب چمکا دیا ہر ساحر بدگہر مروارید کو دیکھکر گھبرایا صدف چشم مین تاریکی چھائی طبیعت گھبرائی اندھا ہوکر ٹٹولنے لگا بھاگ کر نکلجاون گندے تولنے لگا چونکہ قلعہ قریب ہی ہزارہا ساحر براے مدد سمنکال چلے آتے ہین لینا لینا کا غل مچاتے ہین جب برق شمشیر ملکہ بران شمشیرزن چمکتی ہی الامان کہکر ہٹتے ہین بیغیرت تلوار سے سب کٹتے ہین مگر سمنکال بڑے زور شور سے ملکہ بران پر سحر کرتی ہی ہزارہا تیر و ترنج ورائی کے دانے بران پر پڑتے ہین مگر بران نہنگانہ پلنگانہ آن روباہون مین مصروف سحرخوانی ہی

نظم مصنف

زمین ہلگئی کانپا مہر منیر
اڑی کسقدر گرد پاے سمند
چھپا مہر تابان بزیر غبار
قیامت ہوئی ہر طرف آنسکا
اندھیری بیابانین سب ہوگئی
وہ ڈھالونکی اٹھی گھٹا جھوم کے
چمکنے لگی برق شمشیر کی
صدا آئی پیہم پہ تیر کی
زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز
یہ اک جا پہ لاشونکا ستراؤ تھا

ہوئی جنگ تازہ تہ چرخ پیر
بنا اک سیہ آسمان بلند
اڑی گرد یہ دن کی شب ہوگئی
بڑھی فوج قضونکو سب چوم کے
وہ حملے تھے بران کے گرم ترین
زمین ترتھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا

آخر نہیب برق شمشیر ملکہ بران شمشیرزن سے ساحران غدار بھاگنے لگے تیر و کمان پھینک کر گوشون مین چھپے کمانون مین خم آیا تیرانداز سہم گئے تیر یہ نہ کھولتے تھے ترکش مین تیر تھے یا

طائران پرند ستھے ملکہ بران لڑتے بڑھتے سامنے سمنکال کے پہنچی للکارا کہ خبردار او سمنکال
جھولی پھینک دے قدمون کو چوم نعرۂ غرور سے نہ جھوم سمنکال نے کئی گولے مارے بران نے
روک کر ایک مروارید سامنے سمنکال کے کر دیا ایک شعلہ چمکا سمنکال بیہوش ہو کر گری بران
نے زبان مین سوزن دیا رسن سحر سے مشکین باندھ لین ہمرہیان سمنکال بھاگ کر قلعہ مین جھپے
اب میدان کارزار مین تینون عیار و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ شبنم گوہر پوش موجود ہین سب
کافر بھاگ گئے خواجہ عمرو نے ملکہ بران سے کہا سمنکال کو ہوشیار کرو بران نے سحر اتارا
سمنکال نے آنکھ کھولی اپنے کو اس حال تباہ مین پایا شبنم خالہ کا یہ حال دیکھکر رونے لگی
اس زنہاری مین ہاتھ باندھ کر آگے بڑھی کہا کیون خالہ وہان ظہور شرف اسلام دیکھا آئینہ دل سے
غبار رفع ہوا اطاعت دین اسلام ملت بیضا کی قبول کیجیے سعادت کونین حصول کیجیے میری خاطر
سے ملکہ بران نے آپ کو قتل نہ کیا عمرو بھی سمجھانے لگا بران نے بھی کہا اے سمنکال تو ساحر
زبردست ہی کتاب سامری مین ضرور دیکھا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی سامری پرستون کی آبرو
جا چکی اسد شیر دل افراسیاب کا قاتل ہی احکام مین حکماے طلسم کے جو دخل دے وہ جاہل
ہی اسوقت سمنکال زنہاری تھی غصہ بھی انتہا کا ہر چند ان سب نے کہا اسنے جواب بھی نہ دیا
عمرو نے کہا ملکہ ہٹو مین ابھی انکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر خنجر کھینچ کر بڑھا شبنم گوہر پوش رونے لگی
ہاتھ سے خواجہ کے لپٹ گئی دست بستہ عرض کی خواجہ مان نے میری کمسنی مین انتقال کیا ہے
مجھکو بڑے ناز و نعم سے پالا اسوقت غصے مین ہی نہین مانتی ہے چلکر قید کیجیے قتل کی سزا نہ دیجیے
آخر دو چار دن مین مان جائینگی مین سمجھا لونگی عمرو رک گیا ملکہ بران نے قصد کیا کہ تخت طیار
کرے مگر حال افراسیاب جادو سماعت فرمائیے باغ سیب مین تخت جواہر نگار پر بیٹھا برائے
شاہان طلسم ہوش ربا فرمان بمضمون طلب روز قتل اسد لکھوا رہا ہی اب ہر وقت یہی چرچے
ہین کہ زمانہ قتل اسد قریب ہی جو اس جلسہ مین شریک ہو بڑا بے نصیب ہی کہ یکایک دیکھا سرلاد
برق انداز زخمی چلا آتا ہی افراسیاب جادو نے گھبرا کر پوچھا اے وزیر اعظم مین نے تمکو
واسطے لینے سمنکال کے بھیجا تھا یہ کیا ہوا اسنے کہا شب کو عیارون نے آکر قیامت
برپا کی شبنم کو رہا کر لیا ہم سب نے جا کر گھیرا مین وقت پر بران آگئی غلام اسکے ہاتھ سے

زخمی ہو کر چلا آیا نہیں معلوم سمنکال پر کیا گذری یہ سنکر افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا لیا
نہو عمرو اسکو گرفتار کر کے لیجائے اگر وہ مطیع الاسلام ہو جائے گی تو باعث خرابی ہو اس راز کو
سمجھ سے نکال نہیں سکتا یہ کہکر بقہر و غضب تمام سمت قلعہ سمنکال چلا یہاں خواجہ وغیرہ چاہتے
ہین کہ سمنکال کو لے کر چلیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا و دختر کوکب بدملت
آن پہنچے تیری قضا میرے ہاتھ سے ہے عمرو تو پرچھائیں دیکھکر خیمہ ٹیک کر ایک غار مین جا بیٹھا
برق ایک جانب چلا ایک ایک سمت شبنم نے گولا مارا ملکہ ان نے برق چمکائی چلا افراسیاب
اور کوکب اتنا ہم بران نے بہت سے آتش کے دانے پھینک مارے افراسیاب سحر
دفع کرنے لگا بران نے دیکھا اس جگہ سے جان بچانا دشوار ہے اس سمت لڑنا بھی بیکار ہے
یہ کہکر دونوں پا فولاد زمین مین مار کے غرق زمین ہو کر نکل گئی شبنم ایک جانب بھاگی نظروں سے
افراسیاب کی مخفی ہو گئی اب جو افراسیاب نے دیکھا بران و شبنم کو نہ پایا قریب سمنکال کے
آیا دیکھتا ہے کہ سوزن نکلا سمنکال دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئی کہا شہنشاہ عیاروں نے
میرا گھر لوٹ لیا بوندی کو تباہ کر دیا میری بھانجی کو مطیع کر کے لے گئے مجکو بڑا داغ دے گئے
افراسیاب نے کہا اے سمنکال بعد ایک ہفتہ کے سردار رومال سے ہاتھ باندھ بادہ حلقہ بدمست
بادولت میں حاضر ہونگے جب اسد قتل ہو جائیگا مایوس ہو کر آخر کہاں جائیں گے شرف بندگی
پائینگے شبنم کو مین گرفتار کرا منگاؤنگا تمہارے سپرد کر دونگا مگر تمہارا رہنا اس قلعہ مین مناسب نہین
ہے واسطے دو ہفتہ کے چلکر سرحد باغ سیب مین رہو خبردار اس سمت نہ آنا جہان تک ہو سکے
اپنے کو چھپانا اسمین بھی اسرار ہے اسکا ظاہر کرنا بیکار ہے سمنکال نے کہا جو مناسب وقت ہو
افراسیاب سمنکال کو لیکر قلعہ مین آیا تختہائے سحر تیار کیے مال اسباب سمنکال کا اسپر بار کیا
کنیزون کو بھی اسکے ساتھ لیا ایک تخت پر آپ بیٹھا تخت اڑتا ہوا قریب باغ سیب کے آیا
باغ سیب سے دو کوس ہٹ کے ایک باغ مین کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا سمنکال کو
اسمین اتارا تاکید کی خبردار خبردار اسی تین کوس کے گرد سیر و شکار کرنا آگے جانے کا قصد نہو
ورنہ بادولت کے خلاف ہوگا سمنکال اس مطلب کو نہ سمجھی کہ غرض کیا ایسا ہی ہوگا شعر
خلاف رائے سلطان رائے جستن + بخون خویش باشد دست شستن + افراسیاب

سمنکال کو بخوبی سمجھا کر طرف باغ سیب کے گیا سمنکال اس باغ مین سکونت پذیر ہوئی
مگر خواجہ عمرو جب افراسیاب جادو کا غار سے نکلے صورت بدل کر قلعہ سمنکال مین آ کے
لوگون سے سنا افراسیاب سمنکال کو مع کنیزون مع مال سرحد باغ سیب مین لیگیا عمرو
منتشر و پریشان اپنے لشکر مین آیا ملکہ مہرخ سے کہا ایک سمنکال جادو کا پتا ملا تھا اسکو بھی
افراسیاب جادو لیگیا قلعہ مین خبر سنی کہ لیجا کر سرحد باغ سیب مین بسیایا سرحد سے نکلنے کی
اسکو ممانعت ہے اے ملکہ عالم بقراط ثانی کے پرچہ مین نام نکلے تھے کہ کوشش رہائی اسد نامدار
مین یہ امر واجب و لازم ہے کہ سمنکال جادو و اسرار جادو و ماران زمین کن کو مطیع کرنا ضرور
ہوگا جبتک یہ تینون شریک نہونگی تدبیر طلسم کشا کی رہائی کی ٹھیک نہوگی یارو اب مین کیا کرون
کدھر جاؤن باتون سے عمرو کی دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا مصیبت پیاسد غازی
کی ہر خرد و کلان دردمند ہوا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر صاحب
صولت نے عرض کی خواجہ باطنیان مجھو بوقت قتل اسد نامدار خون کے دریا بہا دینگے ملازمان
افراسیاب کو انشاء اللہ مثل نقش قدم مٹا دینگے اور کوئی تدبیر ہمارے ذہن مین نہین ہے عمرو
نے کہا اے سرداران نامی و اے جانبازان گرامی خدا تم سب کو صحیح و سالم رکھے مین چاہتا ہون کہ
تم سب کی جانین بچاؤن اور اسد غازی کو قید سحر افراسیاب سے چھڑاؤن انتہا کا دردمند
ہون احکام بزرگان دین کا پابند ہون بموجب حکم السعی منی والاتمام من اللہ خدا حافظ و ناصر
اسی فکر مین جاتے ہین مسبب الاسباب سامع الدعوات شاید کوئی سبب پیدا کرے مستمر
برق فرنگی تڑپ کر سامنے آیا عرض کی استاد اس غلام جانباز کو ضرور ہمراہ لیجیے عمرو نے کہا
تم سب کو برائے حفاظت لشکر اسلام چھوڑتا ہون یہان تم کو بھی تو دمبدم بلا نازل ہوتی ہے ہر روز ساحران
زبردست کا سامنا ہے اے عیاران خنجر گزار جہان تک ہو سکے جستجو سے ہاتھ نہ اٹھانا شبنم گوہر پوش
جو زخم دار آئی ہے عمرو نے اسکی زخم دوزی کا حکم دیا شبنم زار زار روئی کہ اے شہنشاہ عیاران و اے
پیشوائے خنجر گزاران عجب وقت مین یہ کنیز شریک ہوئی کہ آپ اس بیقراری مین سرداران
نامی اشکباری مین عمرو نے کہا اے شبنم جبدن سے اس طلسم مین آئے ایک لمحہ آرام نہ پایا کیا
کیا انقلاب فلک نے دکھایا اب وقت جانبازی ہے تم آرام سے ہمراہ مہرخ و بہار لشکر مین

رہو کوئی تمھاری خدمتگزاری سے سرتابی نہ کریگا بعد شبنم کے سمجھانے کے عمرو نے تخلیہ کیا اُس جلسہ
مین ملکہ مخمور و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و خورشید زرین سحر و شکیل جادو
وغیرہ چالیس سرداران نامی شریک تھے عمرو نے بحسرت سب سے کہا ایک امر کا تو آپ سب
صاحب خیال رکھیے گا اگر میری کسی خرابی کی خبر آئے کوئی کہے کہ عمرو گرفتار ہوگیا یا قتل ہوا صبر کرنا
دل پر جبر کرنا اپنی تدبیر سے غافل نہونا جھگڑا مین شامل نہونا ان کلمات حسرت آیات خواجہ عمرو
پر ہر ایک کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اپنے اپنے دل مین سمجھ گئے کہ عمرو
بہ تنگ ہوکر جان دینے پر آمادہ ہوا مخمور و بہار نے خواجہ عمرو نامدار سے لپٹ کر کہا خواجہ تمھارے
راز باطن سے ہم بخوبی آگاہ ہوے وائے ناکامی ہم کیسے تباہ ہوے اگر ایک دن آپ لشکر
مین نہونگے ابتر اسباب سے بلکہ جان بچانا مشکل ہوگی بدون آپ کی زیارت کے کیونکر تسکین دل
ہوگی عمرو نے ان دونون کو گلے سے لگایا ہر چند ضبط کیا نہوسکا چیخ مار کر رویا کہا اے مخمور و بہار میرا
جسم خاکی تلاش مین جاتا ہے روح لشکر مین رہیگی بس اب خدا کو یاد کرو ہمارے واسطے نذر نیاز کرنا
سب کو روتا پیٹتا چھوڑ کر عمرو بالباس عیاری سے آراستہ ہوا ایک ایک کو گلے سے لگایا فکر رہائی
اسد غازی مین طرف صحرا کے روانہ ہوا دل مین ہزارون طرح کے تاو پیچ کبھی یہ خیال کہ دنیا
ہیچ ہے ای عمرو کیا فکر کرتے ہو ہر چند کہ انتہا کی بیقراری اشکباری شرمساری ہے مگر طمع ہر وقت غالب
ہے طبیعت مال جمع کرنے کی طالب ہے راہ مین چلے جاتے ہین جہان کسی مسافر کو دیکھا قزاق
بنکر لوٹ لیا کسی مقام پر ایک معشوق نازنین کی شکل بنکر بیٹھ گئے رونا شروع کیا راہگیر نے
پوچھا تم کون ہو کہا سامنے جو گاؤن ہے اُس مین زمیندار رہتا ہے اُسکی دختر ہون کسی ملے اُس سے کہدیا یہ
خانہ خراب ہے باپ نے غصہ مین نکالدیا یہان آن کر بیٹھی ہون جلی جاتی ہون کنوئین مین گر پڑون مرد
مسافر بھولی باتین سنکر بیقرار ہوا ہاتھ کلیجہ پر رکھا پوچھا کسی کے یہان ہوگی جواب دیا ہان جب آپ
جھاڑو بہارو دینے کے لائق ہون مرد مسافر نے کہا تمھین اپنی آنکھون مین رکھینگے گھر کی
بی بی بنائینگے تتلا کر جواب دیا بیوی خالہ کو کہتے ہین چھوٹی خالہ کو بیوی کہا کرتے ہین مرد مسافر
سمجھا بالکل نادان ہے بھولی بھالی ہے اس سے مزے لینگے شعر اُسے طفلی مین ہی کہتے تھے
ہم یہین شادمان ہوکر یہ کہہ کر یہ اک آفت جان جہان ہوگا جوان ہوکر ہمراہ مسافر کے گاؤن مین

لیگئے وہ سمجھا مطلب حاصل ہو گا اپنے پاس سے آسنے روٹی مٹھائی اُسی کھانے مین بیہوشی
دی لنگے مین پھانسی چھپی تھی گلے مین ڈال کر یا اسطرح اُسکے ٹوٹکے کی خیر مناتے ہوئے
جاتے ہین ایک گانون کی طرف سے تاشا بجنے کی آواز آئی جاکر دیکھا ایک زمیندار کی برات
اُتری ہی آمون کے باغ مین ایک بڑی سی دری بچھی ہی ایک طرف لکڑ سا لگ رہے ہین نائی
چلمین بھر کر دیتے جاتے ہین شراب چل رہی ہی ایک دیہاتن بیری تانین اڑا رہی ہی ٹھاکر
لوگ ڈٹے بیٹھے ہین سپر تلوار سامنے انگوچھے سر پر باندھے ہوئے دوہری مرزئی پیچھے
نینون اور نین سکھ مارکین کی دھوتیان ہاتھ مین چاندی کی موٹی موٹی انگوٹھیان کمر مین کندھنیان
دُولھا بیچ مین ایک بھاری مین پیال بھر کے بجائے مسند لگا دیا ہی دولھا کے گلے مین زرد جامہ
بچرنگا پائجامہ دُولھا پیشاب کو اُٹھا تو ڈھول تاشا بجنے لگتا ہی دیہاتن ناچنے والی بھی نشہ مین
شراب کے آڑی ترچھی تانین لگا رہی ہی بھیرون کا وقت ہی مگر بہاگ گا رہی ہی یہ سامان جو خواجہ
نے دیکھا منہ مین پانی بھر آیا دل سے کہا دو ہزار کا ٹھکانا ہی اُسی دم یہ سوچ کر رنگ روغن
عیاری کا نکالا نوجوان گوئیے کی شکل بنکر تیار ہوئے گوری صورت بھاری ٹوپی سر پر ایک
کان مین بجلی ایک مین انگوٹھی شروع کا گھٹنا بھاری جوتہ چھوٹی سی ستاری ہاتھ مین گنگناتے ہوئے
بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی محفل مین آکر ہاتھ اُٹھا کر دعا دی ٹھاکر جی کی جے رہے اعلے اعلے مراتب
رہین کشتِ امید سرسبز ہو سینکی بڑھتی رہے شہر مین غلہ کی ارزانی ہو جنس عشرت کی فراوانی
ہو دولھا کے باپ نے پوچھا میان گوئیے کیا نام ہی کہا حضور ہمارے نانا پیر خان صاحب
آپکے یہان کے قدیم آنے والے غلام کو اُستاد بجرنگی کہتے ہین ہمیشہ دھانون کی فصل مین آتے
ہین شادی کی خبر پائی ہی کہا بیٹا زمیندار صاحب کے یہان جاؤ تمہارے بزرگون کی برت ہی
ناناجی کا گولا اُتر گیا باپ جوانی مین مرا اب آپ لوگون کی آس ہی ٹھاکر صاحب نے کہا بھیا ایک
گجل گاؤ دو تین تانین اڑاؤ چار نسیری جو سوا سیر مٹھائی لیگی جب گنے کٹے کھریان پڑجی ادا کرو سیر
کھانڈ لیجاؤ اکر دگوئیے نے جھک کر سلام کیا ستاری (یعنے گرد) بلائی رنڈی دیہاتن پاس آن بیٹھی قدم
چھوکر کہا ہان استانا آج تو کوئی بڑھیا خیال سناؤ میان بجرنگی نے جواب دیا بیٹا نئی غزل سنو

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہی	نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہی

حنا کے رشک سے کیونکر نہ آئے جوش میں خون — کسی سبب سے ہو پہ وہ بھی پامال تو ہی
ذرا تھم ای دل مضطر ز فکر وصل کر ملن — شب قلق نہ سہی خواب ہی خیال تو ہی
کہان تلک گلہ ہائے تغافل قاتل — ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہی
جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا — اب آ گئے ہو نہ امید انفعال تو ہی
وہ اضطراب کہان ضعف سے مگر اب بھی — ہو آؤن حضرت عیسی تک اتنا حال تو ہی
شب فراق مین بھی زندگی پہ مرتا ہون — اگر خوشی نہین ملنے کی پر ملال تو ہی

اس غزل پر سب زمیندار جھومنے لگے دو دو اٹھنیان چونیان ٹینٹ سے نکال کر پھینکین میان بحر نگی نے چادر پھیلا دیا اب رنگ خواجہ کا جما ہوا ہی ارادہ ہی کہ شراب کا چرچا کرون بیہوشی ملاؤن قضائے کار ملکہ سمنکال جادو کہ اسکو لا کر افراسیاب نے ایک باغ مین رہنے کا حکم دیا سیر و شکار کا نہایت شوق ہی صبح کے وقت تخت سحر پر سوار ہوئی اڑتی ہوئی کوہ و دشت و بیابان مین جاتی ہی ایک بلند پہاڑ پر ٹھہری سبزہ زار کی کیفیت دیکھ رہی ہی صبح کا سہانا وقت دھوپ جابجا برنگ زعفرانی نخلستان پر ظاہر ہوتی جاتی ہی چشمہ ہائے آب روان کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہی طائران دشت صفت باغبان قضا و قدر مین دم بھر رہے ہین شاخہائے نخل پہ چہچہے کر رہے ہین سمنکال بیر کو ٹہل رہی ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی دل سے کہتی ہی یہ کون ظالم گا رہا ہی خفتگان خاک کو جگا رہا ہی چونکہ علم موسیقی مین اسکو بھی اچھی طرح معلومات ہی خود بھی اس کمال مین استاد ہی تخت کو اڑا کر طرف اُسی آواز کے چلی جھک کے دیکھا ایک مقام پر گنوارون کا مجمع ہی ایک گویا نوجوان خوبصورت نیک سیرت کس لطف سے گا رہا ہی کہ طبیعت بھری آتی ہی سمنکال نے بلندی پر تخت ٹھہرالیا عرصہ تک سنا کی آخر دل مین سوچی کہ اسکو اٹھا کر لے چلو اپنے باغ مین چلکر دل کھول کر سنو اسکو تو تعویذ بازو بنانا خوب ہی معشوق خوب رو صورت مین محبوب ہی یہ سوچ کر سحر کر کے گری پنجہ کمر مین دے کر خواجہ کو اٹھا خواجہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے سمنکال اُسی بیہوشی مین لیے ہوے اپنے باغ مین آئی آپ مسند پر بیٹھی خواجہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا عمرو نے آنکھ کھول کر سامنے ملکہ سمنکال جادو کو دیکھا بلغ باغ ہو گیا دل سے اپنے کہتا ہی سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہی عجب

شعر باز در خانہ دین گرد جہان می گردم + آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم + یہ کو عمرو سمجھ گیا کہ گویا جان کر اگلا لائی ہی خیر اس تک پہونچے یہ بڑی بات ہی اب انکا گریبان ہی اور میرا ہاتھ ہی دل میں یہ باتیں کرکے ہاتھ اٹھا کر دعائیں دین گھبرا کر کہا حضور یہ کیا مقام ہی آپ کا غلام یہان کیونکر آیا یہ کہکر تھرتھر کانپنے لگے آنسو آنکھوں میں بھر آئے سمنکال نے کہا میان گویے صاحب نہ گھبراؤ ہم تمکو لائے ہیں کچھ گانا سناؤ انعام و اکرام لو ذات نکالکر کہا حضور میں اپنے گھر میں پہونچ جاؤنگا بڑھیا مان راہ دیکھتی ہوگی نانی ڈھونڈھتی پھرتی ہوگی سمنکال نے کہا اپنا نام بتاؤ میان گویے کہان کے رہنے والے ہو عمرو نے کہا حضور استاد بجرنگی نام ہی جہان بعضیں بندھتی ہیں تالو کا پیڑ ہی وہی رہنے کا مقام ہی سب کنیزیں کھلکھلا کے ہنس پڑیں سمنکال نے کہا میان استاد بجرنگی تم ان مستانیوں کے ہنسنے پر نجاؤ ہمکو گانا سناؤ عمرو نے تانیں مارنا شروع کیں سامنے سمنکال کے یہ غزل عاشقانہ گائی غزل

اندھیری گور کی صورت غریبخانہ ہوا
ہمیشہ تنکے چنے میں بلبل ہون
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جس پہ آشیانہ ہوا
قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو

فراق چشم میں آنکھیں ہوئیں ہماری کور
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
شباب بنکے چھلاوہ گذر گیا افسوس
صدا جرس کی سنی قافلہ روانہ ہوا

دکھا کے زلف جو کل شکوہ وہ روانہ ہوا
تک آنسوؤں کے بہلنے کا بھی بہانہ ہوا
ہمیشہ آفت سر پر ہمین یہ آیا کی
کھلا نہ کچھ کدھر آیا کدھر روانہ ہوا
چند اشعار عمرو نے گاکر تمام

کیا لیکن محفل کو ہنسایا رلایا مارا جلایا سمنکال تو بیتاب ہوگئی موتیوں کا مالا اتار کر دیا عمرو کو یہ خبر نہین ہی کہ میں سرحد باغ سیب میں آگیا اور اصل یہ ہی کہ بدون حکم افراسیاب نکلنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سمنکال رجوع ہوچکی کہہ رہی ہی کہ استاد ہم تمکو نجانے دینگے نوکر رکھینگے خواجہ عمرو کہہ رہے ہیں کہ آپ مالک ہیں میں خوب آپ کو راضی کرونگا یہ کہکر عمرو نے پیر پھیلائے کہا ملکہ ہم تو اب رخصت ہوتے ہیں سمنکال نے کہا استاد کیون عمرو نے کہا اب جوانوں کے نشہ پانی کا وقت ہی بتی یہ جا مینگے ملکے کا ٹھرا پی کر چوک کی سیر کرینگے سمنکال نے کہا استاد شراب یہاں حاضر ہی کہا حضور اگر آپ نے ایک ادھا دیا تو اس سے کیا ہوگا سمنکا نے کہا خم کے خم موجود ہیں کہا حضور میری عادت ہی جب سب اہل صحبت کو پلا لونگا تب میں بھی ایک جام پیونگا سمنکال نے کہا لاؤ شراب کنیزیں بھی تیار ہوگئی ہیں عمرو کے گرد زیر

جلد لالہ گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی حاضر کین خواجہ عمرو نے ایک گلابی اٹھالی کہ غلام کو یہی کافی ہے سمنکال نے مسکرا کر کہا جسقدر تمہارا جی چاہے پیو عمرو کو سمنکال کو دیکھکر حیرت ہوگئی ہے دل سے کہتا ہے جھٹ پٹ پاکر بیہوش کرو ایک خدمت مین ملکہ مہرخ کے چلوا ہی خیال سے بتعجیل تمام جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے سمنکال کے پیشکش کیا سمنکال نے مسکرا کر جام لیا

عمرو نے آنکھیں ملاکر اشعار پڑھنا شروع کیے ای ملکہ عالم اشعار

مستون کو فرض مین ہے مینا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہے مستونکی آجکل
ٹپکلہ وہ آگ کا ہے مین تیلا شراب کا
ای بحر حسن آج تو چل ہوتی جہیں گی
ہوتی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا

ہوش دیا سرور نہ مجھ بادہ خوار کو
پہلو مین یار ہے ہین شیشہ شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام مے
اکی ہو عیش باغ مین جلسہ شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر

آنکھوں کو جانتے ہین پیالہ شراب کا
ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا
آتش مزاج یار ہے عاشق ہے بادہ خوار
عاشق کا جسم بنگیا تیلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے زندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیے شیشہ شراب کا

سمنکال تعریفین کر رہی ہے جام شراب ہاتھ مین تمام اہلیان محفل کا یہ حال ہے کہ بے شراب پیے مست ہین خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار آبدار پڑھے آنکھوں مین میکشوں کی نشہ آگیا عمرو سمنکال سے آنکھ ملائے کہ رہا ہے ملکہ عالم نوش فرمایئے نوش فرمایئے شراب گلرنگ کے مزے اٹھایئے سمنکال نے جام کو ہونٹوں سے لگایا اسکو تو افراسیاب بہت ہوشیار کرچکا ہے اپنے قصر مین عیاروں کے دھوکے اٹھا چکی ہے بازو پر پتلی صورت ساحری کی بندھی ہے وہ تڑپ کر شعلہ سان جام شراب پر گری شراب شعلہ بنکر اڑگئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اسی پتلی نے آواز دی ملکہ سمنکال جادو ہوشیار ہو جا یہ عمرو عیار ہے بس سمنکال نے ایک دو تھپڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین نے تھام لیے سمنکال تیغہ پکڑ کر اٹھی کہا کیوں او ساربان زادے تیرے خوف کے مارے یہان آکر بھی یہان بھی بچیا نے بچیانہ چھوڑا بھانجی کو میری مطیع الاسلام کر لیا گھر سارا لوٹا اب جان کا خواہان ہے تیری مجال کیا ہے کہ بجبر دست انداز ہو تیری بوٹیاں کاٹ کاٹ کے کھاؤنگی تکڑے مکار جلسا کو خاک مین ملاؤنگی یہ واضح رہے کہ عمرو اسی گویئے کی صورت پر ہے جب سمنکال نے تیغہ کھینچکر چاہا عمرو کو قتل کرے عمرو رونے لگا ہاتھ باندھ کر کہا ای ملکہ عالم آپ صاحب انصاف ہین عدالت فرمایئے ظالم و جاہل نہ بنجایئے ایکدن خداوند لقا کا سامنا ہوگا وہ عدالت شعار بات بات کی تحقیقات کرے گا

مین جس جنگل مین زمیندارون کی برات مین بیٹھا تھا یہی میرا پیشہ ہی کا ہی کر ٹیون کو پھنسا کر
چار پیسے لیتا ہون بی بی مہرخ وغیرہ کیا ٹھا دیتی ہین جو مانگ جانچ کر لیتا ہون وہ بھی چھین لیتی ہین
آپ مجھے کیون اٹھا لائین مین نے آپکے قتل کا قصد نہین کیا آپ سے آپ کے گھر نہین آیا تھا
مین ہی آپ کو بیہوش کیا مگر قتل نہین کیا آپ کی بھانجی شریک ہو چکی ہی ہمکو آٹھ پہر یہی فکر رہتی ہی کہ
آپ کی خدمتگزاری کرین شبنم کے مطیع ہونے کا رنج مشا مین سمجھا بجھا کر پاس ملکہ مہرخ کے لیجاؤن
ای سمنکال تو ساحرہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ہو ذرا خیال کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر تو نے
کتاب سامری مین پڑھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی اسد غازی قاتل افراسیاب ہی
دیکھ لو کتنے بڑے طلسم پر کیا انقلاب ہی مہرخ وغیرہ کا مجمع بڑھا جاتا ہی اور طلسم گشت ربا ہی جب
کے بارے مین دیدۂ دل کھول کر دیکھو چشم انصاف وا کرو سامری و جمشید بھی مثل تمہارے ساحر
تھے آخر مر گئے معاذ اللہ پیدا کرنے والا احکم الحاکمین رب العالمین مسبب الاسباب سامع الدعوات
اکیلا ہی زمین و آسمان کو ایک کلمۂ کن سے بنایا ہی ہر گل بوٹے سے رنگ صنعت قدرت آشکار
کیسی خزان کیسی بہار یہ سرکشی قبر مین کام نہ آئیگی تاریکی قبر مین شمع اعمال روشن ہوگی وقت مشکل اپنی
زبان اپنی دشمن ہوگی راہ ضلالت کو چھوڑو نور اسلام سے تاریکی قلب کو روشن کرو مین بالکل بے خطا
ہون اسطرح کے کلمات عبرت آمیز حسرت خیز وحشت انگیز عمرو نے کہے کہ سمنکال کانپ گئی ہاتھ
روک لیا کہا ای عمرو تو نے اسوقت مجھکو تہلکے مین ڈال دیا اس خطا پر تو مین نادم ہوئی کہ مین خود
تجکو اٹھا لائی مگر مقدمہ مذہب مین بڑا انتشار ہی نہین سمجھ مین آتا کہ اصل مین کون پروردگار ہی عمرو
نے کہا ملکۂ عالم میرے پاؤن پر سے سحر اتار دیجیے رہائی دیجیے مین ابھی سمجھا دونگا جادۂ حق دکھا دونگا
راہ بہشت عنبر سرشت بتا دونگا سمنکال نے کہا خواجہ مین تمسے ڈرتی ہون تم تو چھلاوا ہو دم کا
تیلہ ہو دم دے کے بھاگ جاؤ گے پھر ہاتھ نہ آؤ گے تمنے جسے خداوند لقا کا نام لیا مجید صنعت
اپنے پروردگار کی بیان کی اسکا کیا سبب عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم وہ کلمہ خوشامد کا تھا یہ کلمہ
حق ہی کہ سمیع و علیم رب برحق کارساز مطلق ہی شک کرنے والے مشرک کہلاتے ہین جہنم مین پھینکے جاتے
ہین ایک سوال کا جواب آج تک تمام عالم پنڈت نہ دے سکے ده درویش در گلیمی بخسپند و
دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند اسکے معنی صاف آشکار ہین خیالات محالات بیکار ہین جب دو

بادشاہ سلطنت نہیں کر سکتے پس ہونے دو سو خدا کیونکر ہو سکتے ہیں کہنے والے بیہودہ بکتے ہیں نظم

صفتیں اسکی ہیں بیان سے فزون
جس جگہ دیکھیے وہ ہی موجود
آسمان و نجوم و شمس و قمر
نور کے بحر اور باغ دوام
خلد کی وہ تمام آرائش
ارم و خلد جنت الماوے
غنچہ و گل جدا جدا رنگین
ہیں زمرد سے رنگ جنکا تیز
ملک و قدسیان و جن و بشر
بحر ذخار و بر و کان و جبال
لفظ کن میں یہ سب کیے پیدا

اسکی قدرت کا کیا میں وصف لکھوں
اسنے کیا کیا نہیں کیا پیدا
عرش و کرسی و جنت و کوثر
قصر اک اک جہان میں نورانی
جس میں دنیا سے بڑھکے آسائش
خوشنما جابجا تمام شجر
جنکی خوشبو سے شاد قلب حزین
بلبلیں اور مرغ خوش الحان
وحشیان و طیور دشت و در
خاک و آب و ہوا و آتش بھی
کارخانے عجب کیے پیدا

وہی خالق ہے اور وہی معبود
ہر مکان کا مکین کیا پیدا
سب حجابات اور لوح و قلم
رفعت و شان جسکی لاثانی
سلسبیل اور کوثر و طوبے
کیسے خوش ذائقہ سب انکے ثمر
روشوں پر وہ سبزۂ نوخیز
حور و غلمان تمام اور رضوان
ہفت طبقات ارض دشت و جبال
جس سے ساری بنا ہے انسان کی
اے ملکہ سمنکال اگر دلائل ثبوت

اسلام عرض کروں سالہا سال میں ختم نہوں بس دلیل کامل ہے کہ تمہارے خداوند کیسے تھے جو مر گئے پروردگار کی ذات کو ہمیشہ بقا ہے جو چیز دنیا میں پیدا ہے اسکو ایکدن ضرور فنا ہے بموجب کلام قدسی نظام رب انام کل من علیہا فان و یبقے وجہ ربک ذوالجلال والاکرام علاوہ ازیں روز حشر جسدن وہ معبود حقیقی و رب تحقیقی صفت قہاری و جباری دکھائیگا آفتاب عالمتاب سوا نیزے پر آشکار ہوگا ہر خرد و کلان حدت سے بیقرار و اشکبار ہوگا ایک سمت دفترہائے نامۂ اعمال کھلینگے میزان عدالتین اعمال نیک و بد کے تلینگے کس کو پیدا کرنے والے سے سوال و جواب کی تاب ہوگی اے سمنکال اسوقت کیا جواب دوگی سوال ہوگا کہ شیاطین کو میرا ہمسر کیا اپنے خدا بنائے کفر و کافری سے اس بیحیائی پر بھی نہ شرمائے تمہارے لات و ہبل کہاں ہیں اسوقت تمہاری شفاعت نہیں کرتے اب دم خدائی کا نہیں بھرتے اے سمنکال اس کفر و کافری کا انجام جہنم ہے وقفۂ زیست کا بہت کم ہے وحدانیت اسکی یاد کرو اپنے نفس امارہ پر نہ بیداد کرو عمرو نے یہ کلام حسرت انجام جو سامنے سمنکال کے کہے سمنکال

کے رونگٹے کھڑے ہو گئے مثل بید کانپی رنگ چہرے کا متغیر ہوا منھ پر ہوائیان اڑنے لگین
کہا خواجہ تمھارے کلام فیض انجام نے بیقرار کر دیا خانۂ دل کو صفت معبود سے بھر دیا کہا برائے
خدا مین کیا کرون افراسیاب سے کیونکر جدا ہون میرا پیچھا نہ چھوڑیگا قتل سے منھ نہ موڑیگا
عمرو نے کہا نہ حق کا انتشار ہے افراسیاب کیا نابکار ہے مسبب الاسباب وہ پروردگار ہے ظالم
کے ہاتھ سے مظلوم کو بچاتا ہے ہر مشکل مین وہی کام آتا ہے دیکھو ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ کا کیا
کر لیا ہر مرتبہ انکے قتل پر آمادہ ہو کر بقہر و غضب تمام جاتا ہے وہ رحیم و کریم انکو بچاتا ہے سمنکال
نے کہا مجکو دین اسلام کا اعتقاد ہوا مگر خوف افراسیاب دل پر غالب ہے آپ تو جایئے مین تدبیر
کر کے آؤنگی اپنی جان بچانے کی فکر کر کے آپ کے لشکر سے ملجاؤنگی عمرو نے کہا ملکہ اعتقاد
کامل نہوا پروردگار کو حاضر و ناظر نہ سمجھا صفحۂ دل پر اس مصرع کو نقش کرو ع دشمن اگر قویست
نگہبان قوی تراست ۔ جب تمھارا خدا سب سے بڑا ہے اہالیان دنیا سے ڈرنا کیا ہے سمنکال
ہاتھ باندھے سامنے خواجہ کے کھڑی ہے کہ آپ جایئے مین کوئی کار نمایان کر کے آؤنگی اگر نجبہ
تالیف ہوگا تو سر افراسیاب لاؤنگی مگر افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت پر
بیٹھا ہے ذکر قتل اسد نامدار ہو رہا ہے یکایک خیال آیا کہ دیکھون سار بان زادہ کہان ہے اُس
سکا کے نام سے بہرام فلک لرزان ہے فوراً کتاب اٹھائی اٹھین دیکھا عمرو سمنکال سے کھڑا
باتین کر رہا ہے سمنکال ہاتھ باندھے کھڑی ہے کہ مین کل حاضر ہونگی اطاعت اسلام قبول کی بس
افراسیاب غصہ مین کانپا وزیرون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے جواب دیا
نمک حرامون نے سر اٹھایا ہے مجکو نادان بنایا ہے سمنکال حرامزادی عمرو کو اپنے باغ مین
لائی ہے نکل جانے کا ارادہ ہے مسلمانون سے ملنے پر آمادہ ہے یہ کہکر غصہ مین آواز دی کوئی حاضر
ہے اُسے جاکر عمرو و سمنکال کا سر لائے سرکشی کا مزا چکھائے پلنگ جادو موجود ہے اُسنے
کہا ابھی غلام جاتا ہے چشم زدن مین دونون کو گرفتار کر کے لاتا ہے افراسیاب جادو نے کہا
سمنکال زبردست ہے بادۂ سحر و ساحری سے مست ہے لڑ بھڑ کر نکلجائیگی تیرے ہاتھ نہ آئیگی
مگر یہ شیشہ لیتا جا آب دیدہ کا سحر ہے پہلے اسکو پھینک مارنا بعدہ المکار نادا سطے چند ساعت کے
سمنکال بیہوش ہو جائیگی فوراً گرفتار کر لانا پلنگ نے سلام کیا شیشۂ آب لے کر فوراً

وہ بے آبرو چلا سمنکال و عمرو باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال
ارے نمک حرام تونے دشمن کو اپنے گھر مین بلایا شہنشاہ کا خوف نہ آیا سمنکال نے سر اٹھا کر
دیکھا کہا لو خواجہ غضب ہو معلوم ہوتا ہی افراسیاب نے کتاب سامری سے دریافت کیا
اس بیحیا غلام کو ہمارے قتل کرنے کو بھیجا خواجہ ہٹو یہ کہکر سمنکال نے چاہا کہ سحر کرے اپنے
کو بچائے مگر پلنگ جادو جوش غضب مین شیشۂ آب نایاب پھینک چکا تھا وہ ٹوٹا ایک
قطرہ سر پر سمنکال کے ایک سر پر عمرو کے گرا یہ سنبھل نہ سکی پناہ پانی شکل ہوئی لہرا کر گری گرداب
دریا سے بلا مین پھنسی پلنگ کڑک کر گرا ایک پنجہ مین عمرو و سمنکال کو اٹھایا طرف افراسیاب
جادو کے چلا بردے ہوا پجوش و خروش اڑا ہوا جاتا ہی صبح کا وقت ہی راہ مین باغ ہی ملکہ
گلگون نازک چشم کا چونکہ آج کل حکم افراسیاب کل ناظمون کو ہو چکا ہی کہ بروز قتل طلسم کشا
سامان لشکر کشی واجب و لازم ہی ملکہ گلگون نازک چشم سحر اپنا تیار کر رہی ہی چار سو کنیزین
ایک ایک شعلۂ جوالۂ آتش کا پرکالۂ سحر مین طاق شہرۂ آفاق زمین سے تا آسمان دھوان دھار
کسی نے آگ روشن کی کسی نے پانی برسایا کوئی فولادی گولے اچھال کر اسکا زور دیکھ رہی
ہی کوئی عقاب بنکر اڑتی ہی کوئی ستارہ بنکر چلی کوئی بشکل برق کڑکی باغ مین آتش کا ہنگامۂ سحر
گرم ہی اسی راستہ سے پلنگ جادو گزرا گلگون نازک چشم نے سحر پڑھکر بڑے زور شور سے
گولہ طرف آسمان کے پھینکا وہ گولہ سینہ پر پلنگ جادو کے پڑ گیا قضا دامنگیر اسکی کیا تدبیر
سمنکال کو ہوش آ چکا تھا پلنگ کے مرتے ہی اسکے پنجہ سے چھوٹی ساحرہ زبردست ہی سحر
کرکے ایک جانب بھاگی دل سے کہتی ہوئی قول عمرو و تخت نشین ہوا پیدا کرنے والے نے
جان بچائی اب افراسیاب کو کیا منہ دکھلا سکتے ہین نہ لشکر اسلام مین جا سکتے ہین دیکھیے تقدیر
کیا دکھاتی ہی یہ کہتی ہوئی بھاگ کر ایک درہ کوہ مین مخفی ہوئی حیران و پریشان مضطر و بدحواس
مگر نقش اسلام نگین خاطر پہ جم چکا خدا واحد ہی یقین واثق ہو گیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
پنجہ سے پلنگ جادو کے چھوٹ کر سامنے ملکہ گلگونہ نازک چشم کے گرے گرتے گرتے اٹھتے
آواز دی کہ صبح شب قمر غرۂ ہندی ع ہمیشہ دلبر سجان مبارک باشد۔ ملکہ گھبرا کر دیکھنے لگی دیکھا ایک
گویا پڑا اینٹھ رہا ہی ایک سمت لاشہ پلنگ جادو کا تڑپ کر سرد ہو چکا ہی گھبرا کر ملکہ نے پوچھا

ای شخص تو کون ہی عمرو رونے لگا کہا بی‌بیان لون آپ لوگون کا ہاتھ دیکھنے والا ملکہ نے پوچھا یہ
کیا معرکہ تھا کہا حضور پہر گویا مجرے کی جمع مانگی تو مارنے کو دوڑے یہ کہکر لیچلے تھے کہ اب
رات بھر نچوڑونگا حضور میرا منہ چھوتے تھے گلے لگائے لیتے تھے میری پشت پر ہاتھ پھیرا مین
چیخنے لگا بس خدا معلوم کیا کر دیا مجکو لیکر آسمان پر بلند ہوگئے کنیزین ہنسنے لگین کہا ای ملکہ عالم کوئی
حسن پرست ہوگا مگر یہ کیا حماقت کہ بدون رضامندی کے ایسے امر کا ارادہ کرنا ملکہ نے کہا چپ رہو
بیہودہ نہ بکو نگوڑا کوئی ظالم ہوگا میان گویے صاحب کچھ ہمارے سامنے گاؤ عمرو نے کہا حضور
مین اب توبہ کرچکا ہم تو سمجھتے ہین اس جلسے مین چار پیسے کماکر کھاوینگے اب ثابت ہوا کہ کمال
باعث زوال ہی کنیزون نے کہا ہماری ملکہ صاحب فیاض و سخی ہین ایک چیز سنکر صدہا روپیے
دیدیتی ہین وہ حرامزادہ کوئی جلاد صاحب بیداد ہوگا عمرو نے کہا حضور اب پہلے ملجائیگا
تو گاؤنگا ملکہ نے کہا تمکو بہت کچھ ملیگا کنیزین بھی گرد آن کے جمع ہوگئین ملکہ نے چند اشرفیان
سامنے عمرو کے پھینکدین عمرو نے دیکھا سارا جلسہ لباس فاخرہ سے آراستہ ہی غرض کی ذرا
سازندون کو حکم ہو جائے مگر میرے گھر مجکو پہونچوا دیجیے گا بڑھیا نانی دروازے پر کھڑی
ہوگی رات کو مین ڈرتا ہون جو رات کو واسطے پیشاب کے اٹھتا ہون تو نانی کو پکار لیتا ہون
اور حضور اب تو مین بنیے کی دوکان سے سودا لیکر چلا آتا ہون کنیزین قہقہہ مار کر ہنس پڑین کہا
حضور یہ تو بڑے بہادر ہین مگر نام تو پہلے بتادو کہا حضور استاد خورد برد ہمارا نام ہی ریاضت بہم
کثرت کرتا ہون بڑی بڑی تانین لیتا ہون باپ ہمارے بڑے گویے تھے میان تان توڑ خان
کا پوتا ہون نانی نے مجکو تبلا بھی سکھلایا ہی ہماری نانی خالہ امان کے ساتھ مجرے مین
جاتی ہین وہان سے روپیہ لاتی ہین ہمین خوب دودھ جلیبا کھلاتی ہین یہ میان جادوگر صاحب
ہمکو گھر سے بلا لائے بی ہمسائی نے کہا تھا استاد خورد برد تو نڈے بازون سے بچے رہنا
سب ٹھٹھے مار کر ہنسین کہا استاد خورد برد اب گاؤ اپنے نام کی پیروی کر دکھاؤ کچھ بجاؤ
کہا حضور خوب راگنی کرینگے سامنے نرگس خواص بیٹھی تھی ہونی سی کرڈیل جوان چھوٹے چھوٹے
گال انکی طرف دیکھکر میان خورد برد بہت ہنسے کہا حضور یہ حکم دین تو مین گاؤن ملکہ
نے کہا میان خورد برد انکے کیا معنے ہمارا کہنا ناگوار ہی بی نرگس کا بڑا اختیار ہی کہا حضور میری

جورو کی صورت اپنے سے بہت ملتی ہے کوسٹے پر ہر وقت وہ کھڑی رہتی ہے جب جورو اماں کہکر پکارتے ہین ہنستی ہوئی چلی آتی ہے مگر ابھی دودھ نہین پلاتی ہے اسی وجہ سے ہم دُبلے ہین نانی نے سمجھادیا ہے کہ بہت سا روپیہ کما کے لاؤ تو تمہاری شادی کردین جب جورو دودھ پلائیگی موٹے ہوجاؤ گے نہین عمر بھر دبلے رہو گے حقا مین سو گئے کہا در خوا مین اسقدر نہین کہ پیٹ مین درد ہونے لگا ملکہ نے کہا بی نرگس اپنے خصم کے قریب آ بیٹھو کانے کا حکم دو وہ خواص ہنستی ہوئی قریب آبیٹھی اپنے مسکرا کر کہا بی بی ذرا پیٹ پر ہاتھ بھی رکھدو کہ کلیجہ ٹھنڈا ہوجائے نرگس نے پشت پر ہاتھ رکھا میان خوردبرد نے دانت نکوس کر کہا ہمین ذرا سا دودھ پلادو یہ کہکر چھاتیون کی جانب ہاتھ بڑھایا نرگس نے ہٹ نگوڑے کہکر ڈھکیل دیا گرے چوٹ لگی مگر ہنس دیے کنیزون نے کہا میان اُستاد خوردبرد اب گا ورات کو تمہارے پہلو مین جورو کو سُلوادینگے دودھ بھی پلوادینگے اب تو خواجہ بن ابتہ ضمری نے ذر اُٹھائی بیقراری مین یہ غزل بجائی

غزل

گل اُس نگ کے زخم رسیدون مین مل گیا — یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا
گر بعد فقد مہر سگ دنیا ہوا تو کیا — کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین مل گیا
دکھلا کے کہکشان سے فلک چاک سینہ رات — اُس ماہوش کے سینہ دریدون مین مل گیا
اِس شکل سے ہوا وہ طلبگار دید یار — صاف آئنہ کا دیدہ ندیدون مین مل گیا
حُبِّ حسین ذوق وہ شے ہے کہ جس سے حُر — تھا اگرچہ اشقیا مین شہیدون مین مل گیا

دیگر

دائم اسیر دور گردون دل من است — در بزم غم پیالہ پر خون دل من است
از جستجو نشان وصالت نیافتم — وصلت مراست لیلی و مجنون دل من است
خونِ دلم گذشت ز جیحون و کم نشد + — از صد محیط قطرہ افزون دل من است
نرگس شنید نالہ زارم ز ہوش رفت — فریاد رفت بادہ گلگون دل من است
مخفی دلم ز نغمہ شوق آشنا نشد — ہنگامہ شکایت و افسون دل من است

وہ وہ غزلین عمرو نے گائین کہ ملکہ گلگون نازک چشم کی آنکھون سے آنسو جاری عاشق تن سکے دل کو بیقراری کوئی آہ کرتا ہے کوئی واہ کنیزین بلائین لیتی ہین انگوٹھی اُتار کر دیتی ہین خواجہ جی کسی کی گود مین جا بیٹھے کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے احمق بیوقوف وہ بھی ہنستی ہین

بعضی آوازہ کستی ہین میان اُستاد خورد برد تم تو ہر دل عزیز ہو پیاری چیز ہو گلگون نازک چشم
نے کہا میان اُستاد خورد برد ہماری نوکری کرلو اسی باغ مین شغل ہو کے بسو تمہاری شادی
کر دینگے عمرو نے کہا اب ہم زیادہ نہ ٹھہرینگے اب ہمارے نشہ پانی کا وقت آگیا چھٹی پر جا سینکے
وہان دو چار چیزین گا کے منگے ٹکے کا شراب کر گھر کی راہ لینگے بنیے کے یہان ہے سودا ابھی خریدنا
پڑتا ہی قرض کے سبب سے بنیا روز لڑتا ہی ملکہ نے کہا کمبخت غریب ہو اس کمال پر بدنصیب ہی
لو ارے ہم تجکو بہت کچھ دینگے روز بنیے کے یہان نجانا پڑیگا جنس غلہ بھروا دینگے تیرے
گھر بھر کی خبر لینگے عمرو نے کہا واہ حضور ہمنے جو چیزین گائی ہین وہ پیسے ہم لیکے ٹلینگے اور
تھوڑا دارو کا منگا دیجیے ہم بھی پیین آپ بھی پیجیے ملکہ نے کہا لاؤ گلابیان گلابیان کنٹر ملا نگار
لا کر رکھے گئے ساقی بنے موجود ہوئے ملکہ نے کہا لو میان اُستاد خورد برد جسقدر چاہو پیو عرض
کی حضور ساقی ہمین بنایئے ہم ساقی ہونگے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے نشہ مین گانے کی کیفیت ہوگی
پھر اور ہی صورت ہوگی ملکہ نے کہا اچھا تمہین اختیار ہی اب تو خواجہ نے شراب کو الٹ پلٹ کرنا
شروع کیا نمک سرکاری ملا یا جام بھر کر ملکہ گلگون نازک چشم کو دیا ملکہ خوش ہو کے پی گئی
سب کنیزین مصاحبین چاہتی ہین کہ جلد شراب کا خاتمہ ہوگا ما اس ظالم کا تنین عمرو ایک ایک کو
شراب پلاتا جاتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھتا جاتا ہی ملکہ گلگون نازک چشم وزیرزادی سے کہ رہی
ہی کہ اس کمبخت کو روپیہ بہت سا دینگے کوئی راستہ مین چھین لیگا چوبدار ہمراہ کر کے ایک تو ڑا
روانہ کیا جائے چوبدار جا کر اسکے مان باپ سے کہدے کہ یہ اب خدمت مین ملکہ کے رہے گا
ایک دن شہنشاہ افراسیاب کو صحبت مین بلا ئینگے اسکا گانا سنوا ئینگے کنیزون نے کہا حضور
وہ حسن پرست ہین اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے فوراً لیجا ئینگے محفل مین ہنسی دل لگی ہو رہی ہی عمرو سبکو
شراب پلا رہا ہی رنگ اپنا جما رہا ہی کبھی گاتا ہی کبھی جاو بتاتا ہی اب یکا یک بیہوشی نے سب پر
ماہرکی نرگس کی ٹکٹکی بندھ گئی تمشا د فدا کرکے اُٹھے تالیان بجا بجا کر گانے لگے خود بھی
بھاؤ بتلانے لگے غنچہ دہن کی زبان بند سوسن کی زبان درازی موقوف ہوئی سنبل نے موے سر
کھول دیے یاسمین وست درازی ہونے لگی کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کسی نے پاجامہ
اتار کے پھینکدیا ہنستی ہوئی ننگی بھاگی کوئی چمن مین جاکر بیہوش ہوئی کوئی جوش مین نشہ کے

جو تم مین پھاند پڑی غرق دریاے خجالت ہوئی اب محفل کا رنگ دگرگون کسی کی آنکھین
نماسی نکلی ہوئی ہین کوئی اچھلتی ہی کوئی کودتی ہی ایک نے کہا بوا تیری چار آنکھین ہین اسنے
جواب دیا بوا نوج کیتیا چہار چشم ہوتی ہی تبا تو خیلا چار آنکھین کہان ہین دو آنکھین تو ظاہر ہین
دو آنکھین کیا تیرے کلیجے مین نہان ہین اسنے جھنجھلا کر دو انگلیان اٹھائین کہا دیکھ دونون
وہ ہین اور دو یہ ہین یہ کہکر دو انگلیان اسکی آنکھون مین گھسیڑ دین وہ ہاے ہاے کہکر گری کہا
حرامزادی خدا کرے تیرے بھی دیدے پٹم ہون کنئی کتی ہی ای گجا میرے ہاتھ پکڑ لے مجھے کوئی
آسمان پر لیے جاتا ہی ایک کہتی ہی میری آنکھون مین اندھیرا آتا ہی اب جا بجا گر گر کنیزین بیہوش
ہونے لگین آپسمین لڑ رہی ہین صحبت مین ہنگامہ بلا فساد کین داد بیداد گلگون نازک چشم
غصہ مین جھنجھلا کر مسند سے اٹھی کہتی ہوئی کہ حرامزادیو میری محفل تمنے بازار بنادی عمرو نے بھی کہا
ہان ملکہ لینا جیسے ہی نازک چشم اٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
نیمچہ پالٹ کر اٹھا کپڑے سب کے اتارنے لگا لباس اتار کر قتل بھی کرتا جاتا ہی لاشے پھڑک رہے
ہین شور گیر و دار بلند ہی بیرغل مچا رہے ہین کچھ تدبیر نہین بنتی سنگباری برفباری ہو رہی ہی دس
بیس کنیزون کو قتل کرکے اب عمرو چلا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرون وہان افراسیاب
نے باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے وزیرون سے پوچھا ہمنے پلنگ جادو کو براے گرفتاری ہنکال
عمرو عیار کے بھیجا تھا عرصہ ہوا پلٹ کے نہین آیا یہ کہکر کتاب سامری اٹھائی یہ مضمون لکھا
کہ زندگی پر حرف آیا منہ سپٹ لیا یہ کہکر اٹھا یارو غضب ہوا پلنگ جادو مارا گیا عمرو باغ مین
گلگون نازک چشم کے خون کے دریا بہا رہا ہی اب اسکو قتل کیا چاہتا ہی مین خود جاتا ہون
ہر چند وزیرون نے کہا کہ ہم جائین عمرو کو باندھکر لائین افراسیاب جادو نے کہا وقفہ
بہت کم ہی سواے ماہدولت کے کوئی نہ پہونچ سکیگا یہ کہکر غصہ مین بلند ہوا مگر کتاب مین دیکھا
کہ عمرو نیمچہ کھینچکر قریب گلگون نازک چشم پہونچ چکا ہین سے نعرہ کرتا ہوا چلا خبردار او سارق نادان
گلگون نازک چشم کو قتل نہ کرنا ورنہ بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جاؤنگا دنیا مین ایک مسلمان کو
زندہ نہ چھوڑونگا عمرو چاہتا تھا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرے کہ نعرہ افراسیاب کی
آواز کان مین آئی اور دیکھا کہ قریب سر کے آ پہونچا عمرو بھاگا افراسیاب جادو نے کہا اپنا

عمرو اُچک کے ایک صحنچی مین آیا افراسیاب نے پکارا کہ عمرو صحنچی سے نکلکر بارہ دری مین گیا
افراسیاب دوڑا قصر دہان متعدد تھے عمرو بھاگ کر ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے زنجیر
بند کر لی کوٹھری مین ایک جانب دیکھا چاندنیان دریان بہت سی پڑی ہین اُن سب کو اُٹھا کر
اپنے اوپر ڈال لیں آپ دبین مخفی ہوا اب افراسیاب چہار طرف دوڑا جب عمرو کو نپایا
پلٹ کر ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کیا گلگون نے اُٹھتے اُٹھتے کہا استاد خورد برد
خوب گاتے ہو دل کو لبھاتے ہو پھر وہی اشعار آبدار عاشقانہ سنایئے ایسے مضامین سے
دل روشن ہوتے ہین ایک سے ایک اشعار انکا بہتر ہی تیرا اقبال اوج پر ہی افراسیاب نے
ایک دو تھپڑ مارا کہا کیا استاد خورد برد آنکھ تو کھول قتل ہو گئی ہوتی او نام خورد برد افراسیاب
بہت ہنسا کہا عمرو روز نام نئے بناتا ہی جیسے صورت بدلتا ہی اب ملکہ گلگون نازک چشم گھبرا کر
اُٹھی دیکھا صدہا لاشے کنیزون کے پڑے تڑپ رہے ہین اب تو جو کنیز اُٹھی پیٹتی ہوئی اُٹھی کوئی
کہتی ہی ہائے میری بُوا کیا ہوئی کوئی کہتی ہی کم سنی مین میری بچی ماری گئی گلگون نازک چشم نے
کہا ای شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہی افراسیاب نے کہا عمرو تمھارے باغ مین پہونچا مین حیران ہون
یہان کیونکر آیا مین نے واسطے گرفتاری سمنکال و عمرو عیار کے پلنگ جادو کو روانہ
کیا آخر پلنگ کیا ہوا گلگون نے کہا شہنشاہ مین اور کچھ نہین جانتی مگر ایک جادوگر کو لیے
کو نچہ مین دبائے ہوے جاتا تھا مین سحر تیار کر رہی تھی گولہ اُسپر پڑ گیا وہ مر کر گرا ایک ساحرہ
اور بھی تھی وہ فوراً نکل گئی گویا باغ مین گرا مین نے اُسکو اُٹھایا اُسنے ایسی بھولی باتین کین
کہ ہم سب ہنستے ہنستے بیقرار ہوگئے آخر وہ خوب گایا شراب پلائی اب جو آنکھ کھلی حضور کو دیکھا
افراسیاب نے کہا وہ عمرو عیار تھا تمنے غضب کیا میرے جادوگر کو مارا سمنکال پنجہ سے
نکل گئی اُس حرامزادی نے اپنے گھر مین عمرو کو جگہ دی یہ بھی یقین ہی مطیع عمرو ہو چکی تھی کہ
پلنگ نے جا کر دونون کو گرفتار کیا معلوم ہوتا ہی وہ یہان پر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا
عمرو نے گویا بنکر بیہوش کیا مین نے کتاب سامری مین دیکھا فوراً آکر تمکو بچایا لیکن اب
ای گلگون نازک چشم عمرو بھاگ کر انھین مکانون مین چھپ گیا ہی مین نے ڈھونڈھا
نہین دستیاب ہوا ان کنیزون کے لاشے اُٹھوا کر پھنکواؤ کل مکان اچھی طرح تلاش کرو ۲۰۰

شاید نکل گیا ہو مین جاکر اطراف مین تلاش کراتا ہون مگر افسوس یہ ہی کہ عمرو سرحد باغ سیب مین آگیا تم بھی جادوگرون کو واسطے تلاش کے بھیجو گلگون نازک چشم یہ حالات حیرت آیات سنکر گھبرا گئی عرض کی ای شہنشاہ آخر عمرو اِس سرحد باغ سیب مین کیونکر آیا افراسیاب جادو نے کہا حرامزادی سمنکال جادو اُٹھاکر اپنے باغ مین لائی نہین معلوم دوستی سے یا دشمنی سے جسوقت سے اُسکی بھانجی مسلمان ہوئی اُسدن سے اُسکے ہوش پراگندہ ہین شاید عمرو نے اُسکو تسخیر کرلیا باتین اُسکی سحر آمیز ہین سامری و جمشید اُس ظالم کی باتون سے بچائین ای گلگون بہت ہوشیار رہنا عرض کی اب حضور لونڈی سمجھ گئی کوئی غیر میرے باغ مین نہ آسکیگا ساحر بھی برائے تلاش عمرو و سمنکال روانہ کرتی ہون افراسیاب بخوبی سمجھاکر چلا گیا اب گلگون نازک چشم کا جو مقام عیش و راحت تھا غمکدہ ہوگیا یا تو سروہاے باغ غم سے آزاد تھے اکڑ رہے تھے قد معشوق کی شان دکھاتے تھے یا بشکل آہ معلوم ہونے لگے گل بشکل شعلہ ہاے آتش غنچون سے چنگاریان نکلتی ہین شاخون پر بارِ غم و الم شکل کمان خم تخل پا بہ گل باد صبا خاک اُڑاتی ہی ہر گوشۂ چمن سے رونے کی آواز آتی ہی گل قصر محل رنج و مصیبت سارے باغ سے ظاہر آثار حسرت گلگون نازک چشم لاشے سبکے اُٹھواکر اپنے مقام سے اُٹھی کنیزون کو ساتھ لے کر مکانون مین پھرنے لگی ہر گوشے مین ڈھونڈھتی رہی کسی کا نشان جو نہ تھا تھا ساتھ والیون سے کہتی تھی صاحب جو شہنشاہ نے ناحق پریشان کیا یہ کہدیا کہ عمرو یہین ہی اِس فکر نے بشکل آئینہ حیران کیا اب اُس نگوڑے کا دیدہ دلیر ہوا سب کو قتل بھی کیا اور ہمارے باغ مین بیٹھا بھی رہا ہمنے تو کبھی دیکھا نہ تھا ہم بھی نگوڑے عمرو کا سانہ تھا ورنہ کیا مجال تھی جو عیاری کرتا شہنشاہ اسقدر احمق ہین کہ سو مرتبہ اُنپر عیاریان کرچکا اور جسطرح طرح کی صورتین بناکر آتا ہی عیاریان کرجاتا ہی اور وہ ان پر طعن کرتے ہین اُنسے زیادہ بیوقوف کون ہی مگر مکانات جو گلگون نے کھولے تھے اُنکے کھڑکنے کی صدا بلند ہوئی عمرو اُس اندھیری کوٹھری مین گھبرایا خوف ہوا کوئی اِس مکان کو کھولکر آئیگا تو گرفتار کرلیجائیگا عمرو نے گھبراکر اپنے کو زمین پر گرادیا اوندھا لیٹا نقش زمین بنگیا سینہ مین کوئی شی چبھی عمرو نے ہاتھ سے ٹٹولا معلوم ہوا قفل لگا ہی عمرو نے فرش کو چاک کیا دیکھا زمین مین ایک دروازہ نصب ہی اُسمین بڑا سا قفل لگا ہی متعجب عمرو سوچے اسمین

خزانہ رکھا ہوگا قفل کاٹ کر خزانہ مین چلین دو چار کوڑی کا روزگار کرین یہ سوچکر زنبیل پر ہاتھ
ڈالا کنجیان نکالین ہزارون کنجیان آپکے پاس رہتی ہین ایک کنجی قفل مین ٹھیک آئی اُس سے
قفل کھولا دروازہ وا کرکے خواجہ عمرو اندر آئے دیکھا نہایت اندھیرا ہی اپنا ہاتھ اپنے کو نہین
سوجھتا سیڑھیان پختہ ٹھوکر کرتا ہوا گرتا پڑتا بعد عرصۂ دراز انجام پر سیڑھیون کے پہونچا دیکھا ایک
دروازہ لگا ہی اُسمین بھی قفل آراستہ ہی اُسکو بھی عمرو نے کھولا باہر نکلا دیکھا مختصر سا ایک صحرا ہے
سبزہ زار جا بجا چشمے چھوٹے جھیلین تمام سرسبز و شاداب دور سے دروازہ ایک باغ کا معلوم
ہوتا ہی مثل آغوش عاشق وا عمرو گلیم اوڑھے ہوے اُس صحرا کو طی کرتا ہوا دم محبت باغبان
قضا و قدر کا بھرتا در باغ پر پہونچا مگر حیران و پریشان دل سے کہتا ہی عمرو عجائبات سرحد باغ سیب
مین آکر پھنسے احکم الحاکمین بچائیگا دیکھیے یہان سے کیونکر خلاصی ہوتی ہی چلو اس باغ کو بھی دیکھیں
اسمین کون رہتا ہی یہ سوچ کر عمرو اندر باغ کے آیا مگر واضح رہے کہ خوف سے یہان کے عجائب
و غرائب کے گلیم سر پر دل مضطر صورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان دل مین شمار کہ زمانہ
قتل اسد نامدار قریب ہی ہم اس بلا مین مبتلا اُسکی رہائی کی صورت حافظ حقیقی پیدا کریگا دامن
آرزو گلہاے مراد سے بھریگا اس خیال مین آنکھون سے اشک حسرت ٹپکتے ہین سوز فراق
اسد غازی مین استخوان جل رہی ہین اپنی جان کا خیال غربت مین آن کر اکیلے پھنسنے اسکا ملال
کبھی ملکہ مہرخ و بہار کو یاد کرتا ہی اپنے خدا سے فریاد کرتا ہی کہ پروردگار اُن سب کو پنجۂ طلسم
افراسیاب سے بچا صورت روز سیہ نہ دکھا عمرو تو روتا ہوا گلیم اوڑھے ہوے کبھی اُس باغ
مین جانے کا قصد کرتا ہی کبھی ڈرتا ہی مگر افراسیاب جادو ملکہ گلگون نازک جسم کو ہوشیار
کرکے باغ سیب مین آیا مشیران سلطنت و وزیران ابہت نے پوچھا ای شہنشاہ کیا معرکہ
گذرا افراسیاب جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا یارو عجب معرکے درپیش ہین ہزار
طرح کے مابدولت کو پس و پیش ہین اول تو اٹھارہ سو ملک کے ناظمون کو نامے لکھنا مناسب
ہین کہ بروز قتل اسد غازی آکر شریک ہون اُس سرکش کے قتل کو دیکھین ہر ملک کے ہنگامے
سو فتنے ہون جبھی سے اسد غازی نے طلسم ہوش ربا مین داخلہ کیا ہی ہر شخص کی یہی
زبان پر ہی کہ یہ نوجوان فتاح طلسم ہوش ربا ہی طرف سے شہنشاہ پرستان کے آیا ہان بھی

اُس جوان نے جرأت دکھائی حیرت نے گرفتار کرا منگایا کتاب قدیم سے تصویر اسی جوان کی
شکل عورت کی عقل ناقص اسی وقت قتل کر ڈالتی مگر صحرائے حیرت میں قید کیا وہاں ملکہ حسین
الماس پوش اسیر عاشق ہوئی صندل جادو کو اسد غازی نے مار ڈالا یہاں طلسم کو زیر و زبر
پیدا ہوا صاف صاف کتاب مین لکھا تھا کہ قاتل صندل جادو فاتح طلسم ہوش ربا ہوگا سامری
نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے مگر یار و سامری جمشید بابدولت کی شوکت سے آگاہ نہ تھے ورنہ ایسے
کلمات مہملات کبھی نہ لکھتے کسکی مجال ہے کہ طلسم ہوش ربا پر نگاہ ڈالے چند لونڈیان غلام باغی ہوے
میرا کیا کر سکتے ہین سب لوگ بیہودہ بکتے ہین یہ سمنکال حرامزادی شریک ہوگئی تو میرا کیا کر سکتی
ہے ارے ارژنگ جادو بارہ ہزار فوج لے کر جلد جا سمنکال فلان فلان درہ کوہ مین مخفی ہے
مجکو یقین کامل ہے کہ عمرو سے ملگئی ہے ایسا نہو کہ اِس سرحد سے عمرو نکال لیجاے اب اُر بان زادے
کو بھی تلاش کر کے قتل کر ڈالنا سرحد باغ سیب سے نہ نکلنے دونگا اول مین سرحد طلسم ہوش ربا دریائے
خونخوار ویل پر پیدا ہوا تھا اسکو دختر کوکب نے مٹایا خاک مین ملایا اب یہ سرحد باغ سیب ہے
بدون میرے حکم کے کیا مجال جو نکل جاے مگر جو ساحر کہ واقف کار ہین علم سحر مین ہوشیار ہین وہ البتہ
لیجا سکتے ہین اب مجھے بڑا خوف سمنکال جادو کا ہے ایسا نہو عمرو کو نکال لیجاے سمنکال کے
شریک ہونے مین بڑا فتور ہے اِس نالائق کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہے اے ارژنگ جادو جلد جا و فلان
درہ کوہ مین یقین ہے کہ مخفی ہے جلد مشکین باندھکر لانا ہماری خدمت مین پہونچانا مارے کوڑون کے کھال
اُترادونگا اب کسی کا پاس نہ کرونگا ارژنگ جادو بارہ ہزار ساحران غدار لیکر برائے تلاش
سمنکال روانہ ہوا اسکو راہ مین چھوڑیے مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار مضطر بقول بسم اللہ
کہکر اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ وسیع و دلکشا نخل باردار ہر بوٹا نئی طرح کی بہار
جوانان چمن اکڑ رہے ہین نہرین موج مار رہی ہین طائران بے زبان صفت ایزد منان مین مصروف
سبزہ چمن کو اعتقاد وحدانیت معبود کی صنعت نوک زبان خوابیدہ نہین پیدا ہے ہر نوک سبزہ سے
ثابت ہے کہ دم صانع مین سبز بختان چمن کے زبان کھولا چاہتا ہے غنچہ چٹک کر بولا چاہتا ہے عندلیبان
خوش نوا پھول پھول کر ثناخوان گل پر زمزمہ سرائی مین تر زبان نخل سرو پر قمری طوق ملامت
بگردن سبز بختان چمن کی مدح خوان چمنستان مین جا بجا زیر نخل ہیرون کے انبار ایک جانب

کیلون کی قطار صاف ثابت ہی کہ خوبان سبز پوش قبائے اخضری در بر سر سبزی و شادابی چمن پر جھوم رہے ہین نظم

سجدۂ شکر مین ہی شاخ ثمردار ہر ایک — دیکھکر باغ جہان مین کرم عزّ و جل

قوت نامیہ لیتی ہی نباتات کا عرض — ڈال سے پات تلک پھول سے لیکر تا پھل

واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیچ — آبجو قطع لگے کرنے روش پر مخمل

بخشتی ہی گل نورستہ کی رنگ آمیزی — پوشش چھینٹ قلمکار ہی بر دشت و جبل

عکس گلبن یہ زمین پر ہی کہ جس کے آگے — کار نقاشی مانی ہی دوم وہ اول ہے

تار بارش مین پروتے ہین گہرہائے تگرگ — ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل

بارسے آب روان عکس ہجوم گل کے — لوٹے ہی سبزے پہ ازبسکہ ہوا ہی بیکل

شاخ مین گل کے نزاکت یہ بہم پہونچی ہی — شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل

جوش روئیدگی خاک سے کچھ دور نہین — شاخ مین گاو زمین کے بھی جو پھوٹے کونپل

حد ایام کے پیش از حد نامیہ سے — بچۂ مرغ چمن تخم سے آتا ہی نکل

دست گلخوردہ و شاخ گل و گلزار بہم — بجہان نشو و نما کرنے مین ہی ضرب مثل

چشم نرگس کی بصارت کی زبس ہی درپے — غنچۂ لالہ نے سرمہ سے بھری ہی مکحل

اسقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کی طرح — چشم سیار گلستان مین جھپکتی نہین پل

آبجو گرد چمن لمعۂ خورشید سے ہی — خط گلزار کے صفحہ پہ طلائی جدول

اڑ کے آئی ہوئی پھرتی ہی خیابان مین نسیم — پانو ان رکھتی ہی صبا صحن مین گلشن کے سنبھل

اس باغ جنت نظیر کو خواجہ نگاہ حیرت سے دیکھکر حیران کہ سبحان اللہ کیا صنعت قضا و قدر ہی وسعت طلسم ہوش ربا اسقدر ہی کہ زمین کے اندر مکانات اسقدر رفیع و وسیع جابجا تازنینان سہ جبین پھر رہی ہین ابھی تک خواجہ گلیم اوڑھے کنج باغ مین کھڑے ہین اس فکر مین ہین کہ کوئی کنیز اسطرف آئے اسکی صورت بنکر جاؤن چونکہ صبح کا وقت ہر ایک پارہ آنکھین ملتی ہوئی اٹھی ہی کوئی حوض پر منہ دھو رہی ہی کوئی کسی کو پکارتی ہی کہ ارے سنبل کس پیچ مین ہی رات بھر تو غائب رہی اب صبح کو بھی آئیگی یا نہین یا اندھیر مچائیگی ایک پکارتی ہی تو ا

نرگس اٹھو آنکھیں کھولو نرگس نے انگڑائی لیکر کہا خدا کرے تیرے دیدے پٹم ہو جائیں سونے نہیں دیتی تڑکے سے اودھم مچایا ہے شبنم کا جا کر منہ دُھلا شمشاد اگر دیتی ہوگی اسکو بلا کنیز دن میں یہ ہنگامے ہیں خواجہ تماشا دیکھ رہے ہیں ایک کنیز کو دیکھا بھولے بھولے گال بوٹا سا قد دوپٹہ ڈھلکا ہوا سوتے سوتے اٹھی لٹیا ہاتھ میں سے کر بولائی ہوئی کنج باغ میں آئی ایک نخل کے نیچے پاجامہ کھولکر بیٹھ گئی چھن چھن موتنے لگی عمرو نے منہ پھیر لیا جب وہ پیشاب کرکے اٹھی پاجامہ باندھنے لگی خیال میں آیا اسکو تو بیہوش کرو اسکی صورت بنکے چلو مگر سوچے کہ اس کمسن نوجوان کے واسطے بیہوشی کا خراب کرنا سراسر حماقت ہے گلیم اوڑھے تھے سر کھول دیا اور آدھے آدھے ہاتھ کھول کر جیسے ہی سامنے اُسکے آگئے اسنے دیکھا ایک سر اور دو ہاتھ بیر سے سامنے آتے ہیں ہائے کہکر گر پڑی اور بیہوش ہوگئی عمرو نے لباس و زیور اُتار لیا اُٹھا کے کنیز کو زنبیل میں ڈال لیا اس خیال سے کہ کسی رئیس کے ہاتھ اسکو فروخت کرلینگے گوشہ میں آ کے رنگ روغن عیاری لگا کر اُسی نازنین کی صورت بنکر تیار ہوئے وہی خال وہی خط وہی قد و قامت وہی کرشمہ بھولی بھولی صورت اگر اُسکی ماں بھی دیکھے تو نہ پہچانے لٹیا ہاتھ میں لے کر خراماں خراماں چلے دو چار پھول توڑ کر انگیا میں رکھ لیے جب صحن میں آئے ہر صحنچی کے آگے ایک ایک پلنگڑی بچھی ہے کوئی خالی ہے کسی پر نازنین بستر میں لوٹ رہی ہے کوئی اُٹھ کے بیٹھی ہے ٹلی کتر رہی ہے لٹیا اُٹھا کے گلی کی کلوری گلے میں رکھلی ہے بعضی گھبرا کے اُٹھی لوٹا ہاتھ میں لیا طرف بیت الخلا کے بھاگی اب حیران ہیں میری صحنچی کونسی ہے نام میرا کیا ہے کہا ایک نے پکارا ارے گلرو جلدی فراغت کر کے چل ملکہ ماران زمین کب بیدار ہوئی ہیں عمرو نے گھبرا کر کہا بوا ابھی تڑکے تڑکے ہوش بھی درست نہیں ہوئے تو نے کانوں کانوں کر کے اور پریشان کیا یہ تو بخوبی سمجھ گئے کہ میں گلرو خواص خاص کی صورت پر ہوں پکار کر کہا خیلہ یہ تو بتا ارے میری صحنچی کونسی ہے ایک نے کہا ارے ادھر آ تیرے مرنے گرنے کی یہ جگہ ہے جو کچھ رات کو کھاتی ہو وہ بھی بھول جاتی ہو مستانی اُبل پڑی ہے اپنے رہنے کی جگہ بھول گئی ہے ایک نے کہا بوا بی گلرو تو شے خانے کی مالک ہیں ساری مندریں انھیں کو ملتی ہیں انکی نانی ڈھڈو قمرن روز صبح کو دوپٹے پاجامے لیکر گدڑی بازار میں جاتی ہے پرانے کپڑے بیچ لاتی ہے دھگڑ دون کو جامدانی کے انگرکھے بنا کر پہناتی ہے اپنی آج صحنچی بھول گئی آنکھوں میں چربی چھائی ہے بی گلرو

پھول گئیں خواجہ بھی تڑاق پڑاق جواب دیتے ہوئے کسی کا گال نوچ لیا کسی پر گلوری کا اُگال پھینک دیا ہائے ظالم کہکے کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا کسی کے مارنے کو پاؤں سے جوتی اُتاری کسی پر پیک تھوکدی لڑتے بھڑتے اپنی صحنچی میں آکر بیٹھے دروازہ بھیڑ لیا گٹھریاں اُٹھا اُٹھا کر زنبیل میں رکھیں صحنچی کو اسباب سے صاف کر دیا بیٹھکر کنگھی چوٹی کی مسّی ہونٹوں پر ملی بن سنور کر باہر نکلے صحنچی میں قفل لگا دیا کہ کوئی یہ نہ دیکھے کہ صحنچی میں اب بوریا تک نہیں باقی ہے کہ یکایک غل ہوا کہ ملکہ ماران زمین گن بیدار ہوئیں چوبدار نے آواز لگائی ارے جلد آؤ ملکہ عالم اُٹھیں آفتابہ ہاتھ دُھلواؤ سحر کی پر لیجاؤ عمرو سب کے ساتھ ہنستا ہوا تمسخر کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آکر بیٹھا دیکھا پردہ ہائے زربفتی کنیزوں نے باندھے بارہ دری مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ چوگھڑے چنگیریں عطردان پاندان گلدستے باسی اُٹھا کر پھینکدیے تازے گلدانوں میں رکھدیے کنیزان ماہرو پنجۂ مژگان سے فرش پر جاروب کشی کر رہی ہیں مسند ناز پر ایک ماہ پارہ بصد ناز و ادا جلوہ فرما ہے جبین بیمن خورشید تابان عارض ماہ درخشان انکھڑیاں ستارۂ سحری کو آنکھیں دکھانے والی صف مژگان تیر دلدوز برائے قلب عاشقان مطلع ابرو قریب چشم خوشنما بیت موزون کھینچ نگارہ ہونے کے مضمون طاؤس میں ہم تخم بیان میں اس اشارے سے بھی ماہر میں قد

نظم

سرو باغ دلجوئی سراپا من ہم بر دلی
برتو ناریخ نوبت شاخ درخت
دہنش تنگ باشکر دلتنگ
ہر طرف کا برو تبسم کردہ
بردہ صد رہ روندہ پا اتراہ
نرگسش دورباش غمزہ خدنگ
کردہ تعلیم دزدی نجبش
لعل او کردہ بر شکر سیری
عالمے راکنجدی نہ خرید
ستے از نازکی در دہ نہ ترسید

قامتے در خوشی چو عمر دراز
سخت رستہ ز صحبت دل سخت
سرو آوردہ ابروانش بکار
آرزو میش و ہوشش گم کردہ
طرہ را سرزدہ بخو نخواری
لعل در آشتی و جشو د بجنگ
سخن تلخ در لبش چو نبات
شہد را داد چاشنی گیری
گیسوئے پیچ پیچ از سر ناز
پاسے تا سر ہمہ لطافت و زیب

ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
روئے گلرنگ او گل بارنگ
چون سقا بر کبیتین قسار
چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
چشمہاے ز شرم زیباری
نیم دزدیدہ خندہ زیر لبش
مرگ را داد چاشنی زحیات
خال او گو ہزارہ پردہ درید
داد بر دست فتنہ رشتہ دراز
رگ ما خون بہ بدوں ز لطف بدن

پیچ

ہمچو رشتہ درون گوہر صدف	خونش در پوست در تنک صلبی	ہمچو مے در زجاج حلبی

عمرو نے جو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھی کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا سامنے آکر گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگا کام خدمت مین مصروف ہوا دل سے مشورہ کر رہا ہی کہ کیونکر خواجہ یہان سے کیونکر نکاسی ہوگی یا بن پڑے تو اسکو گرفتار کرون ای عمرو یہ وہی نام تو جو پرچہ مین حکیم بقراط ثانی کے لکھا ہو خدا فضل کرے تو اسکو مطیع کرون سمنکال تو راہ پر آکر ہے چھوٹی دیکھیے اُس سے کیونکر ملاقات ہوتی ہی عمرو یہ کھڑا سوچ رہا ہی اور جمال بیمثال ملکہ ماران زمین کن پر نگاہ ہی کبھی واہ ہی کبھی دل سے آہ ہی جب ملکہ ماران زمین کن ہنس دیتی ہی گوہر آبدار درج دہن سے ظاہر ہوتے ہین دیکھنے والے رشتۂ نگاہ مین موتی پروتے ہین سینہ پر نار پستان کا اُبھار عاشقون کی بنائین دل کے بار ہوتی ہین شعر نار پستان کی کیا لکھون تعریف + یہ تو میوہ ہی باغ رضوان کا + مگر عمرو نے خیال کیا کہ دیکھا نصف بارہ دری مین ایک پردہ کھنچا ہوا ہی اُسکے اندر سے ایک ضعیف عورت کے بولنے کی آواز آتی ہی عمرو نے ایک کنیز سے چپکے سے پوچھا بوا اس پردے مین کیا ہی وہ ہی اُسنے عمرو کا ہاتھ مروڑ دیا کہا کیون ستاتی ہی تو نے فتنہ کی باتین کہین استادن آیا مگر تیرا نشہ نہین اُترا ملکۂ عالم کی نانی ملکہ اسرار جادو آرام کر رہی ہین نام اسرار جادو سنکر عمرو بن امیہ ضمری بھول گیا مگر دل دھڑک رہا ہی کلیجہ پھڑک رہا ہی دل مین تو یہ ہی کہ ابھی ان دونون کو مطیع کرون مگر یہان سے کیونکر نکلونگا ای پروردگار مین کس مقام پر ہون تہ زمین کی پہونچا ہون عمرو یہ سوچ کے باتین کر رہا ہی کہ اندر سے آواز آئی ماران زمین کن سو کے اُٹھی یا نہین یہ سنتے ہی ماران زمین کن حاضر حاضر کہکر اُٹھی طرف پردے کے چلی عمرو بھی ساتھ ساتھ چلا پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت تخت پر بیٹھی ہوئین کمر مین خم مگر لباس عمدہ زیب جسم کہانسی کا عارضہ گزشت ہونے کا سامنے رکھا ہی کھر گھر کہانس رہی ہی طشت بلغم سے معمور مگر چہرے سے جلالت پیدا و آتشکاری سحر کی ہویدا عمرو پردے کے باہر سب کے پیچھے تھر تھر کانپ رہا ہی پردے سے جھانک جھانک کے دیکھتا ہی ملکہ ماران زمین کن سامنے پہنچی مثل ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوئی اسرار جادو نے قریب بلا کر گلے سے لگایا چٹ چٹ بلائین لین منہ چوم کر لاڈ و عنوان سے کہنے لگی کہا بیٹا تمھین تو

آٹھ پہر عیش کو دستے کام ہی کچھ خیال ہی کہ کونسا زمانہ ہی زمانۂ قتل طلسم کشا قریب ہی جو اس ہنگامہ
مین بچ جاے وہ بڑا خوش نصیب ہی سامری و جمشید کے احکام مین فرق آیا جاہتا ہی دیکھین
فلک کجرفتار کیا رنگ دکھاتا ہی اس زمانہ مین آٹھ پہر ہوشیار رہنا اپنا کھیلنا عیش و فرحت موقوف
کرو جب سے اٹھی ہون دل کا عجیب عالم ہی قلب پر ہجوم غم ہی صاف مجکو معلوم ہوا کہ عمرو عیار
باغی تمھارے باغ مین آیا ہی دری جلسہ مین ہی میرے بیرون نے مجکو خبر دی میرا زمانہ ضعف
و پیری کا ہی تم نام خدا جوان ہو بزرگون کے تحفجات کی مالک ہو اور گنبد نور کی سالک ہو
بی بی تمنے ابھی اپنے مرتبہ کو نہین پہچانا بادشاہ طلسم ہوش ربا کو ہماری اطاعت واجب و
لازم ہی اگر ہم بادشاہ طلسم ہوش ربا سے بگڑ جائین کل ساکنان طلسم بار مصیبت اٹھائین مگر
سامری جمشید ایسا نہ کرین مذہب بڑی چیز ہی جسنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا بڑا بدتمیز ہی
اب جاکر باغ مین تلاش کرو عمرو عیار کو اپنی کنیزون مین ڈھونڈھو خبردار خبردار بیٹی ہوشیار
رہنا عمرو عیار بلاے روزگار ہی تمنے بی بی نہین سنا ساحر شمشش خداوند ساحران تھا دریاے
قلزم مین عمرو نے اسکو جاکر مارا دم بھر مین بڑے بڑے بڑون کی آبرو مٹا دی حقیقت مین یہ جوان دہ
ہنگ کجر عیاری ہزبر دشت طراری ہی مجکو اطمینان ہو تو اگلی کتابین نکالون تمکو سکھاؤن پڑھاؤن
وارث تحفہ جات سامری ہو بحرین یکتاے عالم بچپن کی باتین چھوڑو عمرو کی فکر سے منہ نہ موڑو
رات کو گھڑی بھر میرے پاس بیٹھا کرو پوچھا کرو بزرگون کی پڑھو لو ماران زمین کن سر جھکاے
گھڑی تمام باتین سنتی ہی منہ پھیر کے ہنستی جاتی ہی ساتھ والیون سے کہا نانی جان کو سودا ہو گیا
ہی اسرار جادو سے سب حقیقت کھلکے پردے کے باہر آئی عمرو بشکل گلرو ساتھ ہی ماران
زمین کن خرامان خرامان مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی کھل کھل
ہنس رہی ہی عمرو نے آگے بڑھ کر قدمون کو بوسہ دیا سر سے پانک بلائین لین ترقی حسن و
جمال کی دعائین دین پوچھا خیر تو ہی نانی جان آپکی کیا کہتی تھین ملکہ نے کہا ارے گلرو آج
کو نانی اماں نے نئی نئی باتین کہین کہتی ہین کہ عمرو عیار تیرے باغ مین آگیا کنیزون مین تلاش
کر دیتھارے نوکرون مین چھپا ہی سوتے سوتے اٹھی ہین رات کو شراب بہت پی گئی ہی یقین ہے کہ
سرور باقی ہی اگلے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین [illegible] کو بھی بڑ بڑ بکے جاتی ہین روز تو یہ

غصہ ہوتا بیٹا بنا لو او کپڑے بدلو زیور پہنو باغ سے کہین نجاؤ آنکھ مچولا نہ کھیلا کرو کتاب لاؤ سبق پڑھو چار حرف لکھو دونون وقت ملتے بلا وہی سے نکلو آج ان باتون مین سے کوئی بات نہین پائی کچھ کہین یا نہ کہین عمرو نے کہا ملکہ عالم عمرو کون شخص ہے بڑا کوئی چور ہے منہ زور ہے مین اپنا زیور اتار کے رکھ آؤن آگ لگے گہنے مین جو جان جاسے ایسا نہو گلا گھونٹ جائے میرا زیور لیلے جب سے نانی امان نے آپ سے یہ باتین کہین مین ہول کھاتی ہون مری جاتی ہون حضور میرا تو سواے آپ کے کوئی نہین ہے ہان مرچکی بڑھیا نانی کو دمہ کا عارضہ ہے رات کو بھی کھانسی اٹھی تھی جب اللہ کے پیٹھ سہلائی ٹھنڈائی جوش کرکے پلائی تب جان بچی صبح وشام کی مہمان ہین دل مین بڑے بڑے ارمان ہین حضور کڑھائی چڑھوا دیجیے سب کے پہلے مین گولہ اٹھاؤنگی بڑی روٹی کی قسم کھاؤنگی حضور سامری وجمشید کے حکم سے لونڈی کو دھبا نہین لگیگا واری مین نے آج تک کسی کا تنکا نہین چھوا بس اب واری اٹھیے باغ مین چلیے اچھی طرح تحقیقات کیجیے چور کو سزا دینا بہتر ہے اور واری آج صبح کو ایک مالن نے دیکھا تھا مین صاف صاف کہدون جب مین صبح کو پیشاب کو گئی زیر نخل نرگس تو بھکا انبار ہے خودبخود ہل رہے تھے مین آنکھ بند کرکے بھاگی بس اتنا معاملہ گذرا جو دیکھا وہ کہدیا واری آنکھین پھوٹین جو مین نے کبھی کسی کی چیز اٹھائی یا جھوٹی قسم کھائی ہو جب مین آپکے گھر نوکری کرنے آئی نانی امان نے کہدیا تھا کہ بی بی محل مین نوکری کرنے چلی ہو جس کسی کی چیز کو دیکھنا زہر سمجھنا جانتا حضور مجکو بہت بہت نانی امان نے تاکید کیا ہے کہتی تھین بیٹا چور کا کوئی ٹھکانا نہین ہوتا ان بھولی باتون پر ماران زمین کن ہنسی گلرو کے آنسو پونچھے کہا اری دیوانی چور آچکا کیسا وہ عمرو عیار ساحر کو پکڑ کر مار ڈالتا ہے کوئی صاحبقران ہین انکا عیار ہے بڑا مکار و غدار ہے ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ بہار جادو و نافرمان سحریان و شاہزادہ شکیل بے عدیل و رعد جادو و برق خوشخو صف شکن ملکہ بلبل سحر افگن و صاحب شوکت و صولت وزیر اعظم باغبان قدرت و صاحب ناز وادا ملکہ شمع سرخ موے کا کلکشا و صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ کو اس عیار نے اپنے شریک کرلیا ہے سنتے ہین کہ افراسیاب کا ناک مین دم کردیا ہے طلسم کے برباد ہونے کا شہنشاہ کو بڑا غم ہے مجکو تو نانی امان کا حکم نہین ہے نہ کبھی باغ سے باہر بھی نہین جاتی نانی امان رات کو یہی مجکو سکھلاتے

گھمارا کرتی ہین جہان مین رات کو سبق پڑھنے بیٹھی یہی باتین شروع کردین لوبی بی رعدو
برق عمرو کے شریک ہوگئین باغبان قدرت بھی جاکر لگیا فلان ساحر مارا گیا میری بلا جانے
جھوٹ ہی یا سچ ہی بیٹھے بیٹھے ایک یہ بھی ابیج ہی کہان میرا باغ کہان عمرو عیار بڑی نگہبان
ہمارے باغ کی ملکہ گلگون نازک چشم ہین سو وہ بھی جب شریک ہوجائین خود راستہ ہمارے
باغ کا بتائین تب آنے والا آسکتا ہی وہ خالہ زاد بہن ہین وہ کیا کسی کی شریک ہونگی اول
تو یہ مقام سرحد باغ سیب ہی یہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی اگر آئے تو بھٹک بھٹک کر یہین ہی
بیٹھے بیٹھے یہ بھی ایک شعبدہ بنا دیا گلرو بٹھو اپنے کام مین معروف ہو آج رات کو کوٹھے پر
جلسہ کرینگے ڈومنیان بلوائینگے شب ماہ ہی گانا سُنینگے یہ باتین سُنکر خواجہ عمرو کو تو اطمینان
ہوا کہ اسکے دل مین کینہ بالکل نہین ہی رات کو شراب پلاکر اول اسکو بیہوش کرونگا اسکی شکل
بنکر اُس ڈھنڈھو کو لونگا مگر یہ باتین ختم نہونے پائی تہین کہ پردے سے اسرار جادو نے
پکارا اجی ماران زمین کن کہو عمرو کو تلاش کیا ماران نے کہا نانی امان ڈھونڈھ رہی ہون
ہمارے باغ مین کہین نہین ہی سارا باغ چھان چکی آپ کا حکم بجالائی اسرار جادو نے
چلا کر کہا ہماری باتون کو خلاف سمجھتی ہی وہ لال جلد والی کتاب کسی کنیز کے ہاتھ بھیجدے مین
دیکھکر نام بتاؤن کہ کسکی صورت مین ہی تمکو بھلا کھیل سے فرصت کہان ہمکو بہلاتی ہو اپنی کنیزون
مین بیٹھکر مسخرا بناتی ہو ماران زمین کن نے ہنسکر الماری سے ایک کتاب نکالی عمرو گھبرایا
کہ حرامزادی صورت بتائیگی اب جان بچنا دشوار ہی تامل بیکار ہی پہلے چل کر اسی کو لو یہ سوچکر
کہا لائیے کتاب مین دے آؤن ملکہ ماران نے کتاب ہاتھ مین عمرو کے دی عمرو حاضر جان
لیکے پردے کے قریب آیا پردہ اٹھایا اسرار جادو نے سر اٹھا کر اول سراپا کو دیکھا پھر
کتاب ہاتھ سے لی کھول کر پڑھنے لگی عمرو نے دیکھا یہی وقت ہی کتاب کھولتے ہی وہ ہنسی ہی
سراپا کو بھی تھا ہے بہ نگاہ غور دیکھ چکی ہی اب اسکو مارو یہ سوچکر حلقے کمند کے مارے گردن
اور کمر مین اسرار جادو کے اچھی طرح پڑے عمرو نے جھٹکا مارا سرکٹ کے الگ گرا جسم چارپائی
پر تڑپنے لگا عمرو حیران کہ یہ کیا سحر کہ ہوا کمند نے خنجر کا کام کیا حیران دیکھ رہا ہی ہوش اڑ گئے
ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بیہوش نہونا کمند سے برق بنکر نکلجانا یہ سانحے دو دیکھے تھے ایسا

تھی

شعبدہ کبھی پیش نہ آیا تھا ہاتھ کا پینسکند بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی قصد ہوا کہ بھاگوں جان بچا کر
نکل جاؤن اب باغ مین ٹھہرنا دشوار ہی کوشش بیکار ہی یہ عمرو سوچ رہا تھا کہ پہلو سے دیوار
شق ہوئی نعرہ ہوا منم ملکہ اسرار جادو او ساربان زادے تجکو تو نے حیرت اور افراسیاب
بنایا مصور و صورت نگار سمجھا عمرو نے پلٹ کر دیکھا اسرار جادو بلا برآ چکی ہی قصد کیا
پلٹ کے خنجر مارون اسرار جادو نے ایک دو تہ ٹر زمین پر مارا شعلہ آگ کا بھڑک کر عمرو پر
گرا رنگ و روغن اڑگیا زمین نے پانوُن تھام لیے عمرو بصورت اصلی ہوگیا وہ لاشہ جو پڑا تھا
ماش کے آٹے کا پتلہ ٹھہرا اسرار جادو نے آواز دی بی صاحب زادی صاحب یہان آؤ ہماری
باتون کو باد ہوائی سمجھا تمکو سودا تھا آ کے دیکھو عمرو کو پکڑ لیا ماران زمین کن مع سب انیسون
اور جلیسون کے دوڑی ہوئی آئی اب جو ماران زمین کن کی نگاہ پڑی ایک شخص عجیب الخلقت
دنیا سے نرالی صورت قریب پلنگ کے کھڑا ہی تھر تھر کانپ رہا ہی سراپا اسکا یہ ہی ناریل سا سر
کلچہ سے گال مروارید سے دانت زیرہ سی آنکھین تکی سے ہاتھ پانوُن چھ گز کا دھڑ تلے کا
اوپر کا منڈلا تین گز کا کنیزین آہ اوہ کر کے بھاگین کہتی ہوئین ہی ہی واری یہ کیا بلا ہی چل ما لنس
ہی یا بن مانس یا مرچیا جن ستھیا ذیو کی چھیتی بیٹھک ہی بعضی ہی ہی میری جان گئی کہکے گر پڑین
کوئی بولی بوا شمشاد مجھے سنبھال لے نرگس گھور گھور کے دیکھنے لگی سوسن نے غل مچایا
سنبل نے بال کھول دیے سر پیٹنے لگی ماران زمین کن تھرتھر کانپی ہوش و حواس اڑ گئے
اسرار جادو نے کہا بی بی ہمنے یہ چونڈا دھوپ مین نہین سفید کیا ہی ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی
کہ عمرو اس باغ مین آئیگا اب تو تمکو سودائی نہ بنایا گلگون نازک چشم کو بلاؤ قفس آہنی لاؤ
اس نگوڑے موئے مونڈی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کیا جائیگا
اسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزین انگمین عمرو کو بند کرنے لگین عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا
کہ ملکہ اسرار جادو تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہین گزری جسدن سے طلسم ہوش ربا
مین قدم رکھا ہزار ہا ساحران غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر
شعبدہ باز جلساز ہم عیار ہم سردار آکے لڑے اس عبد ذلیل سے معرکے پڑے حرامزادو نکو
کتے کی موت مارا جہنم واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر یہ انتظام میرے واسطے کسی نے

نہین کیا جسوقت مین آپ کے باغ مین داخل ہوا آپ کو خبر ہوگئی میری تقدیر پھر گئی مگر آج میرے
دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ مذہب سامری و جمشید کا درست مسلمانون کی دلیل سست ہی جلا جاتا ہون
آپ کا غلام بنکر رہون شرف خدمت حاصل کرون مین عیاری مین کامل تم سحر و ساحری مین عاقل
بموجب مصرعہ خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + آپ تخت نشین ہون مجکو لشکر سپرد
کیجیے اول مہرخ و بہار کو مٹاؤن پھر کوہ عقیق پر جاکر لشکر حمزہ مین آگ لگاؤن اسکے بعد طلسم ہوشربا
و طلسم نور افشان و بیابان گلریز و ہفت کوہ زلازل ان سب سے لڑیے اگر سب کو مار کر آپکی
عملداری نہ کرادون تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھون تصویر سامری و جمشید منگائیے اپنے
قدرت کے احکام تلقین فرمائیے بچھیا کا گوبر بھی پیونگا مسلمانون کا آج سے ذکر نہ کرونگا اسرار
جادو یہ باتین سُنکے قہقہہ مار کر ہنسی کہا خواجہ آفرین صد آفرین یہ فقرے تو تمھارے افراسیاب
جادو قبول کریگا یا مرشد زادے میان مصور صاحب میرے سامنے ایسی باتین نہ فرمائیے ذرا
ہوش مین آئیے قضا تمھاری قریب ہی اسد بدنصیب ہی خوب مجکو یقین ہی اگر افراسیاب نے قتل
کیا طلسم ہوشربا بربادی سے بچ گیا مین نے بھی سامری نامے کو پڑھا ہی اُسمین صاف یہی لکھا
ہی کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہین ہی عمرو قاتل ساحران ہی مکر و غدر اُسکا عالم پر عیان ہی مگر
قضا تمھاری میرے ہاتھ سے ہی عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم اب تو مین سامری و جمشید پر لعنت کرونگا تمھارے
مذہب کو برا کہونگا سامری نامہ مین تو صاف مرقوم ہی کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہین ہی
پھر آپ مجکو کیونکر قتل کرینگی یا سامری و جمشید جھوٹے تھے یہ کیسا واہیات مذہب ہی صاف صاف
مطلب ہی اے اسرار جادو تو ہر بات کو میری مکر جانتی ہی حقیقت مین مین کبھی تم لوگون کے شریک
نہونگا گھس گھس کے جادوگرونکو مارونگا ہمارا خدا مسبب الاسباب ہی رب الارباب ہی ہر بندہ
اُسکے فیض سے کامیاب ہی وحید و یکتا عالم و دانا سمیع و علیم رحیم و کریم قہار و جبار ستار و غفار
تم سب پر وہ مجکو غالب کریگا اگر صاحب عقل و شعور ہی تو قدمون کو ما بدولت کے بوسہ دے اسلام
اختیار کر دم سامری پرستی کا نہ بھر مثل تیرے وہ بھی ساحر تھے کتے تھے واصل جہنم ہوئے زمرد شاہ
باختری جسکو تم جاگتی جوت کا خدا کہتی ہو بہ ریش او شاشیدم و تراشیدم ہاتھ سے ہمارے
آقاے نامدار کے ملک بہ ملک دہ بدہ قریہ بقریہ مقام بمقام بھاگا بھاگا پھرتا ہی مثل ہمارے تمھارے

ہلتا ہوتا ہی اہل و عیال کھانا پینا سونا جاگنا کل حرکات و سکنات مین شریک ہی اب اُسکی
خدائی کیونکر ٹھیک ہی سو مرتبہ صاحبقران نے اُسکو گرفتار کیا اسکا نام جلالت ہی کہ پھر چھوڑ دیا یہ
فرمایا کہ تجکو مجمع عام مین قتل کرینگے جس مقام پر تیرے لاکھ دو لاکھ حامیتی ہونگے اُس جگہ اُسکے خون
سے ہاتھ بھرینگے مگر ایسا بیحیا ہی کہ پھر منہ دکھاتا ہی انھین سے لڑنے کو آتا ہی لیکن عنایت پروردگار
سے شکست پر شکست کھاتا ہی ملکہ عالم یہ تمھارا مذہب ہی مسلمان ہو تو بڑا غضب ہی اسرار جادو
کلام صداقت نظام عمرو سے حیرت مین آگئی صنعت پروردگار مطلق کارساز برحق سُنکر جھومنے لگی
بات منہ سے نہ نکلتی تھی قلب پر تاثیر ہوئی انتہا کی دلگیر ہوئی مگر کچھ سوچ کے جواب دیا خواجہ بس
چرب زبانی موقوف کرو آمادہ مرگ مہیا ے قضا رہو اگر بلاے ناگہانی سے بچ جاؤ گے تو
دیکھا جائیگا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ گلگون نازک چشم بھی آکر پہونچی ملکہ باران زمین کن گلے سے
لپٹ گئی پوچھا بُوا گلگون یہ خواجہ عمرو پنجرے مین بند بیٹھے ہین اسوقت نانی امان سے
ایسی باتین کین کہ میرا دل ہل گیا پیدا کرنے والے کا خوف پیدا ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی بوا
میرا دل میرے قابو مین نہین صاف معلوم ہوتا ہی کہ اسوقت پہلو مین نہین ہی تمھارے باغ
مین یہ عمرو کیونکر پہونچا اب اسرار جادو بھی مسند پر آکر بیٹھی گلگون نے تمام کیفیت گذشتہ ظاہر
کی کہا مجکو شہنشاہ نے آکر بچایا ورنہ گویا اسنے بیہوش کر چکا تھا ایسا کمبخت گاتا ہی کہ دل بیقرار ہو جاتا
ہی اور جس کسی کو اس علم مین کچھ سودا ہی اُسکے واسطے تو یہ جلاد ہی مگر جب شہنشاہ نے آکر مجکو بیدار کیا
بعد جانے شہنشاہ کے سارے باغ مین مین نے ڈھونڈھا لیکن پتا نہ ملا صبح کو مین نے دیکھا تھا
کہ وہ کھڑکی کھلی ہوئی تھی مجھے کچھ خیال نہ ہوا نہین معلوم کسنے وہ مقام بتا دیا کہ یہان آپہونچا
باران زمین کن نے کہا بوا سویرے اُٹھتے ہی نانی امان نے مجھ سے کہا کہ عمرو عیار تمھارے
باغ مین آگیا مین سچ کہون مجکو مطلق یقین نہ تھا مگر نانی امان کو تو پھر دھن لگ گئی آخر کو کتاب
منگائی یہ ظالم خود لیکر دوڑا جا کر کمند ماری مگر نانی امان انتظام کر چکی تھین ہم ایسے لوگ ہوتے
تو مار لیا ہوتا مگر بوا اسوقت مذہب مین اس شخص نے کلام کیا ہی کہ دل مین تاثیر پیدا ہوئی
مین تو اسکے کلام پر شیدا ہوئی مگر بقول نانی امان کے کہ یہ دشمن ساحران عالم ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی
یہ تو ظاہر ہی کہ اسکا قتل ہونا دشوار ہی انتہا کا مکار و غدار ہی تقریر مین طرار طرار ہی اتنا تو ضرور

اسوقت معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا بہت خام ہے ہر ساحر کا بد انجام ہے نانی امان مصاحب سامری
کہلاتی ہین مگر عمرو کی کسی بات کا جواب نہ دے سکین دنگ ہو گئین زبان ہے کہ قینچی چلتی ہے اس ظالم
کے فقرہ ہائے گرم سے شمع انجمن جلتی ہے گلگون نازک چشم نے کہا بوا سامری و جمشید خبر گیرین
دیکھیے اس زمانہ مین کیا ہوتا ہے چہار طرف طلسم مین غدر ہے تو تو میرا ابھی قول ہے کہ طلسم کا بنیاد شوا
ہے فتاح اسکا بیشک اسد نامدار ہے اسرار جادو نے پکار کے کہا چھوکرو کیا چپکے چپکے باتین
کرتی ہو مین سمجھ رہی ہون بیہودہ باتین نہ بکو جو کچھ سامری و جمشید دکھائینگے دیکھینگے ہماری
رلے پر رہو جو ہم کرین وہ کرنا بیٹا گلگون کچھ جادوگرنیان ساتھ لے تو قفس عمرو باغ سیب مین
پہونچا دو میری جانب سے عرض کرنا کہ جس صبح کو اسکے قتل کرنے کا قصد ہو مین بھی حاضر ہونگی
طلب فرمایئے گا ماران زمین کن کو بھی ساتھ لیتی آونگی مکرر عرض کرنا کہ اے شہنشاہ گردون پناہ
پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکالیے زمانۂ انقلاب آگیا اگر عمرو کو قتل کیا خیر و عافیت ہے ورنہ
سراسر مصیبت ہے اس زمانہ مین غرور کو کام نہ فرمایئے جو کچھ سامری نے لکھا ہے وہ سب پیش
آتا جاتا ہے ہم خیر خواہان دولت ہین غمخوار سلطنت ہین براہ خیر خواہی عرض کیا قبول و عدم قبول
کا اختیار ہے تقدیر سے ہر شخص ناچار ہے یہ تمام کلمات حسرت آیات سنکر گلگون نازک چشم
نے قفس عمرو کا اٹھا لیا اسی راہ کو طے کر کے جسطرح سابق مین تحریر ہوا ہے اپنے باغ مین آئی
کنیزین سب دوڑین کہنے لگین واری یہ کس جزیرہ کا جانور ہے لیکن بے بال و پر ہے کیسی بولی
بولتا ہے نر ہے یا مادہ ہے ایک نے کہا واری آنکھین بھی ہین ایک نے کہا کان ناک بھی ہے ایک نے
کہا مجھے معلوم ہوتا ہے چالاک بھی ہے گلگون نازک چشم نے کہا بیہودہ نہ بکو یہ تم سبھون کا جھگڑا
ہے او حرامزادیو یہ عمرو عیار ہے وہ جو گویا بنا تھا بھولی بھولی باتین بنا کر بیہوش کر گیا تھا اسکی
صورت اصلی یہ ہے جا کر باغ مین ملکہ ماران زمین کن و اسرار جادو کے پہونچا اسرار جادو نے
آخر گرفتار کیا یہ مگوڑا انکے بھی قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا اگر وہ تو مصاحب سامری ہین فن سحر و
ساحری مین مشہور صاحب عقل و شعور اپنے کو غائب کر کے اسکو دھوکا دیا تب یہ ظالم گرفتار ہوا
جلد تیاری کرو ابھی اسکو لیکر خدمت افراسیاب مین جائینگے قید اسکی باغ سیب مین ہونا چاہیے
چار سو جادوگرنیان اسباب سحر سے آراستہ ہوئین ملکہ گلگون نازک چشم تخت پر سوار ہوئین

قفس سامنے رکھ لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی قید عمرو لیکر چلی اسکو راستہ مین چھوڑ دو

دو کلمہ داستان زررنگ جادو کہ افراسیاب کے برائے گرفتاری سمنکال روانہ کیا تھا سنیے

ناظرین ملاحظہ فرماوین سابق مین ذکر کیا تھا کہ سمنکال جادو پلنگ جادو کے قبضہ سے چھوٹکر
بخوف افراسیاب خانہ خراب ایک درۂ کوہ مین جا کر چھپی مگر حیران کہ کیا کرون کدھر جاؤن ہاے
عمرو کا بھی ساتھ چھوٹا شریک لشکر ماہرخ نہو سکی کس بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوئی کہتی تھی
ای خداے نادیدہ مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا اس وقت مصیبت مین تجکو یاد کیا مجھکو
تا بلشکر ماہرخ پہونچا دام آفت سے چھوڑا کیا کیسے تجکو پکارون اس راہ سے بالکل نابلد ہون
نہین معلوم عمرو پر کیا گذری اب سواے لشکر ماہرخ میرا کہان ٹھکانا ہی دن عمر کے تمام ہوئے
گرفتار دام رنج و آلام ہوئی اگر لشکر ملکہ ماہرخ مین جاتی ملکہ بہار جادو سے ملتی غنچۂ آرزو کھلتا
سمنکال درۂ کوہ مین بیقرار اشکبار زندگی سے اپنی بیزار گردش فلک و دوار کی حکایت
کر رہی ہی بعد عرصۂ دراز درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب چلی مگر زررنگ جادو کہ جو افراسیاب
نے مع بارہ ہزار ساحرون کے تلاش سمنکال جادو پتا نشان بتا کر روانہ کیا ہی وہ اس
صحرا مین آیا چار طرف ڈھونڈھ رہا ہی ساتھ والے اسکے صحرا مین پھر رہے ہین کئی مسافرونکو
دھوکے مین مارا بیچارے غریبون کو للکارا خون ناحق اپنی گردن پر لیا اپنے لیے جہنم کا
سامان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ
زررنگ جادو کی نگاہ پڑی پہچانا دہن سے للکارا کہ خبردار او سمنکال مین آپہونچا رومال
سے ہاتھ باندھے چلکر قدمون پر افراسیاب کے گر سمنکال نے جو پلٹ کر زررنگ جادو کو
دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی جواب دیا او نابکار کیا بکتا ہی افراسیاب کیا مردود ہی میرا رب اکبر
معبود ہی جو کہا وہ کہا چار طرف سے بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا مگر یہ ساحرہ
قدیم ہی بلکہ افراسیاب کی ندیم ہی اس بلوے کو کب مانتی ہی جب گولہ مارا دس کا سر پھٹ گیا
کبھی ہاتھ ہلائے برق چمکائی ان بیچارون پر بجلی گرائی خرمن حیات جل کر خاک ہوا کئی سو
بیچارون کا دم بھر مین قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ کمر مین دے کر بلند ہوئی دونون
ٹانگین پکڑکر چیر ڈالا جادوگرون پر ساحر کو پھینک مارا اُس خون سے دریا سے آتش

پیدا کیا ساحر مثل ہیمۂ خشک جلنے لگے جسم سے شعلے نکلنے لگے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہوا نظم

سمنکال جادو لڑتی اسطرح	تڑپتی ہی برق تقضا جس طرح	کیا سحر جسپر وہ بیدم ہوا
قیامت کا میدان میں عالم ہوا	زرنگ سیہ رو بتنگ آگیا	سحاب الم فوج پر چھا گیا
قیامت کا سامان عیان ہرطرف	ہوا خون کا دریا رواں ہرطرف	سمنکال پر جا پڑا جب زرنگ
وہ تھی بجرأت کی گویا نہنگ	کیا وار جب اُسنے تلوار کا	سمنکال جادو نے رو کر دیا
لیا ایک گولہ بصد شد و مد	کہا رو کے خالق مری کر مدد	تو ستار ہی اور غفار ہی
کنیز سیہ رو گنہگار ہی	ترے لطف کی ہو نہیں ابید وار	کر اب مجھکو منصور پروردگار

دل کو خالق بے نیاز سے رجوع کرکے اسم پڑھا جمیٹ کے زرنگ نابکار پکارا اسنے لاکھ
کلوا بیرون نارسنگہ کو پکارا کچھ نہوا گولہ سینہ پر پڑا پشت کو توڑکر پار گذرا جنگل مین اندھیرا ہو گیا
آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگ جادو بود افسوس جان دادم و بمطلب خود نرسیدم ساتھ والون
نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا سمنکال پر ہمارا نیچہ قابض نہین ہوا بجلی کو کیا روکین ایسے زبردست
کو کیا ٹوکین فرار پر قرار کیا سمنکال مارتی ہوئی پیچھے چلی ہزارون کو قتل کیا مگر حیران پریشان
کہ آخر اے بیر طرک کہان جاؤن کدھر جاکر جان بچاؤن افراسیاب جادو کا دشمن کہان ملین بیگا
پروردگار بچائیگا اِس تردد مین لڑتی بھڑتی جاتی ہی قضاے کار اِسی طرف سے ملکہ گلگون
نازک چشم قید خواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے جاتی تھی یکا یک کان مین آواز
ہا و ہو کی پہونچی زرنگ کے مرنے کی قیامت بپا ہوئی گھبرا کر پلٹ پڑی اِسی صدا پر چلی
ساتھ والیون سے کہتی ہی کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی کسی مقام پر قیامت کی لڑائی ہو رہی ہی دریے
جادوگرون کے مرنے کی آواز آتی ہی خیال کرکے دیکھو زمین تھراتی ہی کنیزون نے عرض کی
واری اپنے کام کو چلیے لڑائی مین جانے سے کیا فائدہ مسلمان فوج شہنشاہ سے لڑ رہے ہونگے
مہرخ و بہار سے معرکے پڑے ہونگے گلگون نے کہا یہ مقام سرحد طلسم سیب ہی یہان کہان ہوا تھا
آسیب ہی مہرخ و بہار یہان نہین آسکتین اگر آئین تو نکلنا مشکل ہو گا آپس مین کچھ ادھرسے پر
لڑائی ہو گی بس مصالحہ کرانا ضرور ہی یہ کہکر پرپرواز پیدا کیے گلگون بلند ہوئی کنیزون نے
اُس تخت کو گھیر لیا جسپر قفس عمرو کا رکھا ہی عقب مین چلین یہان سمنکال مثل شیر غضبناک

فوج زرنگ کو قتل کر رہی ہے تعاقب فراریون کا نہین چھوڑتی کہ گلگون نازک چشم آسمان پر چمکی دیکھا کہ سمنکال جادو ساحرون کو قتل کر رہی ہے گلگون نے للکارا اے سمنکال یہ کیا ہنگامہ ہے یہ لوگ تیرے مقابلے کے قابل نہین لشکری پیادے جاہل ہین انھون نے تیرا کیا نقصان کیا تلوار ہاتھ سے پھینک دے ورنہ سزا سے معقول دونگی چٹیا پکڑ کے کھینچتی ہوئی سامنے افراسیاب کے لیجاؤنگی سمنکال نے للکارا او چھوکری کیون شامت آئی ہے مین مطیع الاسلام ہو چکی افراسیاب دشمن ہے وہ گمراہ میرے واسطے رہزن ہے مگر کیا کر سکتا ہے ہمارا مالک پروردگار ہے یہ کہکر گلگون نے اہل فوج کو آواز دی کیون بھاگے جاتے ہو اگر افسر تمھارا نہین ہے ہم تو ہین یہ کہکر گلگون نے بھی سحر کرنا شروع کیا بھاگے ہوئے پلٹ پڑے سمنکال سے الجھ گئے ہین سمنکال نے تخت پر قفس عمرو کا رکھا دیکھا دل بیقرار ہو گیا پکار کر آواز دی خواجہ یہ کنیز تازہ آپ کی محبت مین برباد ہوئی آتی ہے آپ کو رہا کرتی ہے آپ کیونکر گرفتار ہوئے یون مجبور و ناچار ہوئے عمرو نے آواز دی اے سمنکال فلک برسر گردش ہے افراسیاب جادو کو ہمسے بڑی کاوش ہے مگر اے سمنکال اتنا خیال رکھنا اگر ہماری قضا قریب ہے تو مجبور و ناچار ہون ورنہ انشاء اللہ لشکر اسلام مین جس طرح بنے گا تجکو لیجاؤنگا قتل نہونے دونگا اور اگر رہا ہو جاؤن تو حکم سے پروردگار کے کل فوج ساحران کو کھڑے کھڑے شکست دون سمنکال لڑنے لگی اور چاہتی ہے کہ خواجہ کو چھڑاؤن لڑتی بھڑتی تا بہ تخت پہونچون گلگون نازک چشم کے ساتھ چار سو جادوگرنیان تخت پر محاصرہ کیے ہین گولے ترنج و نارنج چل رہے ہین زمین کانپ رہی ہے مگر سمنکال ساحرہ زبردست ہے باوجہ اطاعت عمرو سے مست ہے زخم کھاتی جاتی ہے مگر گھسی جاتی ہے گلگون تا بہ تخت نہین آنے دیتی سینہ سپر کیے سحر کر رہی ہے مگر سمنکال لڑتی بھڑتی ہے اہالیان فوج زرنگ تو بیدل ہو چکے ہین گلگون کے للکارنے سے بڑھ گئے ہین جدھر سمنکال رخ کرتی ہے کائی سی پھٹ جاتی ہے ساحر پر ساحر گرتا ہے پیادون کی آنکھون مین نقشہ موت کا پھرتا ہے گلگون نازک چشم سے اور سمنکال سے مقابلہ پڑا گلگون نے ایک جانور پشم کے آٹے کا بنایا سامری کہکر اسکو اڑایا آواز دی اے سمنکال یہ طائر سحر سامری ہے اسمین افسونگری بھری ہے ہوش اڑا دیگا طائر وہم و خیال اس افسون تک نہ پہونچیگا بس سمنکال نے دیکھا وہ طائر اڑتا گرد سر سمنکال چرخ مارنے لگا سیٹیا

ہیہات کہنکہ لکار سے لگا سمنکال پر جو سایہ طائر کا پڑا عقاب ہوش اڑا ہاتھ پانون مین رعشہ
آنے لگا قلب تھرانے لگا خیال کیا اگر تین چرخ اور سار لگا تو پاگل ہو گی پھر بڑی مشکل ہوگی سمنکال
نے پیشانی پر نشتر مارا خون ہتیلی پر لے کر آواز دی ای طائر ستمگری یہ تیرا بھوگ ہی خون پینے کا
تجکو روگ ہی طائر کند سے بلند ہو کر ہتیلی پر سمنکال جادو کی گرا خون پینے لگا خون پیکر مثل
کبوتر کے ہاتھ پر سمنکال کے گو بجا منقار اٹھا کر چہرۂ زیبا سے سمنکال کو دیکھنے لگا صاف ظاہر
ہوتا تھا کہ تسخیر ہوا سمنکال نے کہا ای طائر ستمگری خوراک پائی شکم سیر ہی اب کام کرنے مین کیا
دیر ہی طائر کند سے تول کر اڑا سر پر گلگون نازک چشم کے آیا جھپکا مارا تھرا کر سر پر گلگون
کے بیٹھ گیا گلگون نے ایک چیخ ماری کہا ہائے خود کردہ را درمان نیست تھا سو غش ہو کر ٹھہر گئی
زبان بند ہوئی سمنکال نے گولہ اٹھا کر مارا سینہ کو توڑ کر نکل گیا گلگون نازک چشم تھرا کر گری
جہنم واصل ہوئی آواز آئی کشتی ملا نام من گلگون نازک چشم لو داب کنیزین گھبرا گئین قفس عمرو
ہاتھ مین لیا بیتاب و بیقرار ہو کر بھاگین اب سمنکال نے اٹکا تعاقب کیا منظور ہی کہ قفس عمرو
چھین لون اب کنیزین تو بھاگی جاتی ہین سمنکال سحر کرتی ہوئی دوڑی جاتی ہی اب یہ جان
ستانی ہی کہ جس طرح بنے قفس عمرو چھین لون مگر دو کلمہ اسرار جادو و یاران زمین کن ملاحظہ
ناظرین ہون کہ یہ نانی نواسی دونون بعد بحالی کے قید عمرو کے آپسمین باتین کر رہی ہین ذکر
قتل اسد غازی در پیش ہی اسرار جادو نے کہا ای صاحب افسون ہن ای یاران زمین کن
قید عمرو تو مین نے روانہ کی مگر ادھر سحر خبر دیتا ہی کہ کچھ افتاد پڑے گی گلگون نازک چشم ابھی کمسن
ہی اپنے کمال پر مطمئن ہی ای نور نظر کسی کنیز کو روانہ کر دیا تم ہی اسباب سحر سے آراستہ ہو جا کر
دیکھو کیا معرکہ گزرا اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی پھر میرا کچھ اور ہی تدبیر بتاتا ہی یاران زمین کن نے
کہا نانی اماں آج تمہین صبح سے انہین جھگڑون کا خیال ہی اب عمرو سا سونڈی کا ٹانا لگوڑا
گرفتار ہو گا گلگون نازک چشم لے کر گئی اب تھوڑی دیر ہی دم بھر مین وہ واپس آئینگی ہم مقول
سنائینگی جب وقت قتل عمرو مشہور ہو گا آپ نے کہلا بھیجا ہم آپ چلینگے تماشا لے قتل عمرو دیکھینگے
اسرار جادو نے کہا او نور نظر یہ وقت غفلت نہین ہی ساحران طلسم کی جان پر بنی ہی حقیقت
مین عمر طلسم تمام ہو چکی افراسیاب نے غفلت مین سب کام خراب کیا تمہارے بزرگون نے

بڑے مرتبے تھے بادشاہ ہوش ربا جب بعجز بلاتا تھا تب جاتے تھے سو تو تو روح طلسم ہوش ربا
کی نگہبان ہو ایسا نہو کہ انجام میں پشیمان ہو میں شب قتل اسد کو پہلوے افراسیاب میں ہونگی
رات بھر بیدار رہونگی اگر مجکو ذرا غفلت ہوا ایسی قباحت ہو کہ سنبھالنا دشوار ہو جاے طلسم کے
انتظام میں فرق آے دیکھیے زمانہ کیا رنگ لاتا ہی فلک کیا گردش دکھاتا ہی عمرو نے سعدہ
مذہب میں ایسے کلام سیکے کہ اسوقت تک محویت ہی صاف تو یہ ہی کہ مثل آئینہ روشن ہی کبھی انجام
کا خیال ہی کبھی بربادی طلسم ہوش ربا کا ملال ہی ماران زمین کن چونکہ ابھی نوجوان ہی ان باتو تیز
ہنستی ہی اسرار جادو کی باتون پر آوازے کستی ہی یکایک زمین تھرائی کچھ ٹکڑے ابر کے آسمان پر
نمایان ہوئے آثار رنج و ملال عیان ہوئے منبر پر ایک گلدستہ رکھا تھا وہ خود بخود جلکر خاک ہوا
اسرار جادو نے اپنا سر پیٹ لیا کہا او غضب ہوا گلگون نازک چشم قتل ہوگئی یہ گلدستہ اسکا
گل حیات تھا دیکھو خود بخود پژمردہ ہوا ہاے اسکا غنچہ آرزو نہ شگفتہ ہوا پھولنا بادخزان کا چلا
عین بہار میں صرصر رنج و الم چلی شاخ تمناے گلگون نہ پھلی نہ پھولی اب تو ماران زمین کن
کے بھی ہوش پراگندہ ہوے نام گلگون کا لے کر رونے لگی اسرار جادو تو بھید سے بخوبی
واقف ہی اسباب سحر لیکر مثل شعلہ جوالہ کے اٹھی پر پرواز پیدا کر کے چلی آواز دی بیٹیا جلد آؤ دیر
نہ لگاؤ ماران زمین کن طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی عقب میں کئی سو جادوگرنیان ایک
ایک فسون ساز شعبدہ باز یگانہ آفاق سحر و ساحری مین طاق روتی پیٹتی چلین یہان سمنکال
جادو کا گلگون نازک چشم کو قتل کرکے کنیزون سے لڑ رہی ہی قصد ہی قفس عمرو چھین لون یا جا
دون عمرو قفس مین سے کہہ رہا ہی کہ اے سمنکال تو جان بچا کر نکل جا پروردگار میرا حافظ ہی اگر حیات
باقی ہی چھوٹ جاؤنگا مجکو اسرار جادو نے قید کرکے بھیجا ہی وہ بلاے روزگار ہی بڑی مکار و
غدار ہی سمنکال جادو کہتی ہی خواجہ اگر تمکو نہ چھڑایا تو کیا کام کیا بلکہ اپنے کو بدنام کیا منہ دنیا
کو کیا منہ دکھاؤنگی آپ کے قید کی خبر سناؤنگی یہ کہتی جاتی ہی انجام سے سحر کر رہی ہی دو سو کنیزون
کو قتل کر چکی ہی چند باقی ہین کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باش اے سمنکال جادو غضب کیا
گلگون کا خون بہایا ہمارا بھی خوف نہ آیا ستم بلکہ اسرار جادو عمرو نے جو قفس سے اسرار جادو
کو آتے دیکھا جی چھوٹ گیا یقین ہوا کہ اب رہائی غیر ممکن ہی ملک الموت کا سامنا ہی مگر سمنکال

کہ اسکو وہ پہر لڑتے گذر چکے ہین ہزار ہا ساحر مارے ہین دریاے خون مین نہائی ہوئی
ہے بلوے سے ساحرون کے گہبرائی ہوئی ہے اب اسرار جادو کو دیکھکر رنگ رو متغیر ہوا طائر
ہوش وحواس اڑا حواس خمسہ مین خلل آیا اسرار جادو سے گرتے گرتے سحر کیا کارد نکال کر
اسم سحر پڑھا کارد کو پھینکا ہر چند سمنکال نے روکا شانہ نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا چاہتی ہی
زخم شانے کا باندھون اسرار جادو نے یا سامری کہکر دو تیر زمین پر مارا ہوے سر کھولے ہوے
اف اف کرتی ہوئی ٹبھی سمنکال جادو کو چرخ آنے لگا تھرتھرا کر زمین پر گری زبان بند
دل دردمند اسرار جادو نے زبان مین سوزن دیا گرفتار کر لیا تفس عمر و کنیزون سے طلب کیا
کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ ماران زمین کن بھی مع چند کنیزون کے آکر پہونچی دیکھا تین کوس
تک دریاے خون بہا ہے سوا سمنکال کے لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے گھبرا گئی پوچھا نانی امان یہ ساحر کسکے
ہاتھ سے مارے گئے اسرار جادو نے کہا بیٹیا آنکھین کھولو بہ نگاہ غور دیکھو جو ہم کہتے تھے وہ ہوا
یا نہین ماران زمین کن نے کہا نانی امان آپ بڑی عاقل ہین حقیقت مین سحر مین کامل ہین
اسرار جادو نے کہا سمنکال کو نگاہ ملاتے ملاتے عمرو نے مسلمان کیا صاف تو یہ ہے کہ میرے بھی
آئینۂ دل پر غبار آگیا مذہب کے عقدہ مین بڑی فکر ہے ہر وقت دل تردد منزل سے یہی ذکر ہے چلو
اب خدمت مین افراسیاب کی چلتے ہین دیکھین وہ غافل عیش پسند کیا کرتا ہے تدبیر معقول تو یہ ہے
کہ اسوقت ان دونون کو قتل کیا جاے طلسم ہوش ربا کو بربادی سے بچاے اگر اسکے خلاف
کریگا روز سیاہ کا سامنا ہے وقت بہت قریب آگیا ہے بیٹیا ماران زمین کن وہ تو بادشاہ طلسم ہوش ربا
ہے اسکا بڑا مرتبہ ہے میرا اسی برس کا سن ہے کسکی کسکی آنکھین دیکھین شعر کے جلسے مین شریک ہوئی
جناب شیخ امام بخش ناسخ کیسا شاعر جلیل ہوا حافظہ زبان اردو کا باندھ گیا اسکے بھتیجے خواجہ حیدر علی
آتش نے کیا زبان روزمرہ پائی تھی بی بی صاحبان مذاق کو روزمرہ بہت پسند ہے ایک غزل
انکی قافیہ بلے تحمل مین باد اسے معنی کھٹکا جھٹکا مگر کس لطف سے اسکو نظم فرمایا ہے بی بی تم نوجوان

سنیں اس غزل کو یاد کرو غزل آتش	فراق عشق مین مار پڑا جو دل ٹھٹکا	یہی وہ راہ ہے جسمین ہے جانا کھٹکا
نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو	ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا	کہوں جو عرش بریں بھی تو کہہ نہیں سکتا
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا	پری سے چھپر کھوا نہ ہے ہوتا نہیں کھلا	حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
جسے کہ راہ ہوئی اس سے خوب ہی ڈھب کا

کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا
عجب زمین ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے

عجیب بھول بھلیان ہے غفلت ہستی
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چسکا

بی بی دیکھو مطلع اس غزل کا موافق مطلب افراسیاب جادو کے ہے غفلت کا انجام خراب ہے ماران زمین کن کو سمجھاتی ہوئی قید سنگال و خواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے چل نکلی یہان افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا انتظام مین مصروف ہے اپنے وزیر سرمار برف انداز ابریق کوہ شگاف سے کہہ رہا ہے کہ کل ممالک مین نامے روانہ کرو روز قتل اسد غازی مین قید پر آجائین قتل ہونا اسد غازی کا اپنی آنکھون سے دیکھین ہمارے خراجگذارون کو اطمینان خاطر ہو عین وقت پر ہر کہ ومہ حاضر ہو سرما سے یہ باتین کرتا جاتا ہے عیش و طیش کا سامان مہیا ہے نازنینان مہ جبین حاضر ہین ایک جانب ساقیان ماہرو گانے والیان خوش گلو سرما نے عرض کی کہ چند ساعت راگ و رنگ موقوف رہے غلام نامے تیار کرے بہتر ہے سب پر ہو جائین طائران تیز پر طلب ہون نامے جلد جلد پہونچائین افراسیاب نے کہا تم نامے لکھو یہ گائین سوسن خوش آواز زبان دراز آگئی ہے ایک غزل سن لین پھر امورات مالی و ملکی مین مصروف ہون سوسن کو

اشارہ ہوا سوسن نے یہ غزل گائی
ہمیشہ بدر ہے چاند رخ کبھی ہلال نہین
شکستہ حال کی آواز ہے سوال نہین
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے
نہال عمر کو آرہ ہے یہ ہلال نہین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہو خاک اے بحر
یہ حسن مرحوم شاگرد میر ضیاء الدین ضیا
اسی واسطے تجکو کم دیکھتے ہین
جو ہستی کو اپنی عدم دیکھتے ہین
اگر زندگی ہے تو چلکے حسن اب

بہار حسن خداداد کو زوال نہین
یہ حسن نور خدا ہے اسے زوال نہین
فلک کو یاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین
گہن مین چاند ہے تارے شریک حال نہین
بیاض حسن کے گیسو نہین یہ لطافت ہے
کہ تمہارے عناصر مین اعتدال نہین
تجھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہین
ابھی دل ترا یار ہم دیکھتے ہین
خدائی کا احوال ظاہر ہے دل سے
ان آنکھون سے کنکے قدم دیکھتے ہین

سدا گلاب کے دو پھول ہین گال نہین
جواب دیکے نہ دل توڑنا سائل کا
کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
مہینہ زیست کا گھٹتا ہے ہر مہینے مین
عیان ہے سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین
غزل دیگر سرمین صاحب التخلص
جھمکڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہین
عدم مین ہے ہستی انہین کو ہوا ہے
کب اسکو کم از جام جم دیکھتے ہین
افراسیاب نشہ مین مست

غزلین بکثرت سن رہا ہے کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ اسرار جادو ماران زمین کن خس

خواجہ عمرو و ملکہ سمنکال کو لیکر سامنے آئین ملازمان زرنگار و یاد کرتے ہوے آئے افراسیاب
گھبرا گیا عمرو کو تو قفس مین دیکھکر خوش ہوا ملکہ اسرار جادو نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی شہنشا
مقام افسوس ہی زمانۂ قتل طلسم کشا کا اسقدر قریب ہی آپ کو ناچ رنگ سے فرصت نہین یہ وقت
عیش و راحت کا نہین ہی ملکہ سمنکال جادو مسلمان ہو گئی زرنگار جادو کو مارا ملکہ گلگون اسی
ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی اگر کنیز نہ پہنچتی عمرو کو چھڑا لیجاتی افراسیاب نے گھبرا کر کہا ای ملکہ اسرار
تم نے عمرو کو کیونکر پایا اسرار جادو نے عرض کی حضور نے جا کر گلگون کو بچایا تھا وہان سے
بھاگ کر میرے باغ مین پہونچا آپ کے اقبال سے مین نے اسی وقت بی باران زمین کن سے
کہدیا انھون نے میری بات کو ہنسی مین اڑایا یہ ساربان زادہ میرے پاس پہونچا مجکو بیہوش کرنیکا
قصد کیا آپ کے اقبال سے میرا کیا کر سکتا ہی مین نے انکی گردن لی قید اسکی بدست گلگون روانہ
کی راہ مین بی سمنکال نے اسکو مارا اسکے مرتے ہی مجکو خبر ہوئی مین نے آتے ہی بی سمنکال جادو
کو ایک سحر مین بیہوش کیا اب یہ دونون گنہگار حاضر ہین سرکار کو اختیار ہی مگر مناسب و انسب یہ ہی
کہ فوراً قتل کیجیے دیر بہتر نہین ہی میعاد قتل اسد مین کے دن باقی ہین مین نے آکر آپ کو عیش و
راحت مین مصروف پایا خالی ہمارے تدارک سے کیا ہوگا عمرو کو تو آج ہی شب کو قتل کیجیے اب
اس ظالم کو مہلت نہ دیجیے ای شہریار اس بات کو ہماری لکھ رکھیے اگر عمرو زندہ ہی تو اسد غازی
رہا ہو جائیگا اور اگر عمرو قتل ہوا پھر طلسم ہوش ربا فتح ہونا دشوار ہی اب عیش و راحت کو ترک
فرمائیے امورات مالی و ملکی پر متوجہ ہو جائیے افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ دولت جو تم کہوگی وہی
ہوگا ابھی ابھی مشہور کرو سرحد باغ سیب مین مشتہر ہو جاے کہ صبح کو ساربان زادہ قتل ہوگا اسرار
جادو نے دہل زن کو بلا کر اذن دیا وہ چلا سرماہ برف انداز و ابریق نے چند اشتہار لکھے سرحد
باغ سیب مین چسپان ہوے افراسیاب نے کہا ای ملکہ اسرار جادو آج شب کو تم بھی اسی مقام
پر کیفیت باغ سیب ملاحظہ کرو صبح کو عمرو کو قتل کر کے جانا اے اسرار جادو تیرا سمجھانا درست ہی مگر
لونڈیان غلام بد دولت کا کیا کر سکتی ہین انکی بھی یہ لیاقت ہی کہ بد دولت کے مقابلہ مین آئین جسدن
قصد کرونگا مثل نقش قدم مٹا دونگا اسرار جادو نے عرض کیا ای شہنشاہ شعر خلاف رای سلطان
رای جستن ٭ بخون خویش باشد دست شستن ٭ مجکو زیادہ گستاخی مناسب نہین ہی مگر دوسرے

مقام پر سعدی صاحب ارشاد فرماتے ہین بیت دانی کہ چہ گفت زال بارستم گرد + دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + آپ نے کیون انکو حقیر جانا چشمہ بڑھ کر دریا ہوگیا اب فسادری دشوار ہو بجبر متاج دنظارہ ہو موجہائے بلاکی طغیانی ہو کشتی حیات طوفانی ہو تو کیا عجب ہو ابتک جو کچھ کیا خوب کیا اب جلد اسکا خاتمہ کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے میرے نزدیک ایک عمرو یار آگیا یہان سے تا کوہ عتیق مسلمانون کا فیصلہ ہوا عمرو عیار سب کا سردار ہی یہ ذکر تھا کہ لیلائے شب نے زلف مشکین کو سنوار اشل عروس شب اول بناؤ کرنے لگی ستارون کی پیشانی پر افشان چنی بدر کامل کی چاندنی لگائی لباس نور آگین جسم پر آراستہ کر کے حجلۂ چرخ برین کو منور و روشن کیا بیت چون بشام آفتاب نورانی + گشت در زیر خاک زندانی + شعر ظلمت شب کہ مشک خام بود + بہر آسائش تمام بود + افراسیاب نے کہا جلسہ آراستہ ہوا ایک جانب ملکہ اسرار جادو پہلو مین ملکہ ساسان زمین کن کرسیہائے جواہر نگار پر متمکن ہوئین مگر افراسیاب جادو نے گلرنگ سے کہا کہ ہمنکال عمرو کو لیجا کر مقام حفاظت پر رکھو گلرنگ نے قفس عمرو کا اٹھایا سر زنجیر ہمنکال جادو کو ہمراہ اپنے کمرے مین لاکر قفس رکھا دروازے پر کرسی بچھا کر خود بیٹھی مگر افراسیاب نے آراستگی باغ کو حکم دیا اول میان روشن علی خان نے جھاڑ کنول آراستہ کیے ابیات

تیل پانی کے وہ چھٹلے تھے گلاس | جن سے شرمائے ساغر الماس

فانوس فلک انجمن کے تارے تھے | یا کلس عرش کے اتارے تھے

ایک جانب آئینے قدآدم بہ تکلف تمام آراستہ جو آئین صورت دیکھے غبار دل مٹے اپنے خوبصورت ہونیکا جوش ہو شان و شوکت سکندر فراموش ہو نظم

آئینہ تھا کہ باغ جوہر تھا | بے تکلف دل سکندر تھا | جو تھے سنگ کوہ طور کے تھے

جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے | زور دیوارگیریون پہ بہار | کیسے پستان شاہد دیوار

کنول کا دوشاخہ شل دست دعا بارہ دری مین یہ کیفیت باغ سیب اپنی بہار پر گل بوٹے کیفیت دکھاتے تھے موتیا موگرا چمپا چنبلی جوہی موتیے کیجول آبرو گوہر بے بہا کی مٹاتے تھے بیلا البیلا جوہی کی نزاکت عارض محبوب کو خجلت بو وہ بھینی بھینی کہ دماغ جان کو معطر کرے چشمونکی صفائی دیکھکر آب گوہر پانی بھرے چمن ہائے سطانی ہر نخل لاثانی گملہائے خوشبودار سے ملو خیابان جابجا نازنینان خوشتر و سفید پھول ہین کہ تارے چمک رہے ہین جھونکون سے ہوا کے نیچے جھک جھک مین

بہار اس باغ کی کنیز ہمیشہ دست بستہ حاضر گلچین و باغبان خود اس گلشن فرح افزا کے ناظر نازنینان حسین و مہ جبین بھاری پائجامے آنچل پلو کے دو پٹے چہرے آفتاب عالمتاب ناز و غمزے مین نایاب گل سے چہرے دیکھکر عاشق بیتاب انکھڑیان نشہ مین اپنے حسن بیمثال پر مغرور یا سر ایجاد و کے منہ سے نکلا ای شہنشاہ فیروز بخت ویسا باغ پر بہار کبھی نگاہ سے نہین گزرا ابیات

دلکشا ایسا در باغ کہ سبحان اللہ ۔۔۔ جسکو سعدی کی گلستان کا نہ پہونچے کوئی باب

باغ ایجاد کے چارون چمن اسپر صدقے ۔۔۔ ہشت فردوس نہین ایک خیابان کا جواب

ہر طرف بوقلمونی کے عجائب نیرنگ ۔۔۔ سرو شمشاد برائے گل و ریحان نایاب

غنچون کے دل مین امنگین ہین جوانی کیسی ۔۔۔ بو دمے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب

جب نسیم آتی ہے کھلجاتا ہے غنچہ دل کا ۔۔۔ جب شمیم آتی ہے لیجاتی ہے وہ عطر گلاب

روشون پر عجب انداز سے چلتی ہے صبا ۔۔۔ روح کو چال کیے دیتی ہے جسکی بیتاب

رنگ لالہ سے ہم آغوش ہے نسرین بہار ۔۔۔ بستر ناز پہ سبزے سے طراوت بخواب

نکہت سنبل تر کرتی ہے مشک افشانی ۔۔۔ گل وہ شاداب ہین جنسے کہ ٹپکتا ہے گلاب

صحبت بادہ پرستان کا ہے نقشہ گل مین ۔۔۔ شاخ ساقی ہے سبو غنچہ ہے گل جام شراب

بلبلین مست ہین مطلق نہین فریاد کا ہوش ۔۔۔ ہار ہوجاؤ گلون کا یہ گلون سے ہے خطاب

باغبان کرتے ہین خاطر تو ہمارا گلچین ۔۔۔ دشمنون سے بھی چلی آتی ہے بوے احباب

ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے ۔۔۔ کشت امید رہی فیض سے جسکے شاداب

چار سو جوش ریاحین کا گلون کی کثرت ۔۔۔ وسط گلزار مین اک نہر مصفا پر آب

ہو سے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری ۔۔۔ چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب

جسکی موجون مین تماشاے درخشانی برق ۔۔۔ جسکے فوارون مین کیفیت باران سحاب

جنبش لہراے طبیعت وہ روش لہرون کی ۔۔۔ جنکا دم بھرنے لگے چشم تماشا و حباب

وہ صفا خیز وہ تابان وہ درخشان پانی ۔۔۔ پانی پانی ہو جسے دیکھ کے موتی کی بھی آب

وہ چمک ہے وہ تڑپ نہر کی لب گردان مین ۔۔۔ لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب

برج اک نہر پہ خورشید درخشان کا شرف ۔۔۔ بارہ برجون مین نہین چرخ کے اک اسکا خواب

چار بنگلے وہ فرح بخش ہین وہ روح افزا | | ایک اک جو سارم جن کی ہوا مین ہیت ناب

الغرض ملکہ ماران زمین گن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ گل رنگین منراج سر پر جواہر نگار تاج رکھے ہوے سیر باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہی ہی سمت مین افراسیاب کی مسکرا کر زبان کھولی گل کلام رو برمے افراسیاب یون نیش کے کہ اے شہنشاہ گردون پناہ کیا باغ آپ کا پر بہار ہی بارہ دری کیا قطع دار ہے حسینان عالم کا اسوقت باغ مین جمگھٹا ہی پرستان کی پریون کا میلا ہی افراسیاب جادو کی بھی نگاہ سخت جمال جہان آراے ماران زمین گن پر پڑی جواب دیا کہ اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی آج تمھارے قدم رنجہ فرمانے سے محفل جلوہ منزل کا اور ہی عالم ہی غنچۂ خاطر با دولت کھلا ہی تمھارے قریب بیٹھنے سے لطف زندگی ملا ہی یہ کہکر ساقیان ماہ وش کو اشارہ ہوا جام آفتاب ہاتھ پر رکھکر بعد ناز و ادا پیش کیے اب تو دور جام پے در پے ہی اگر گردش انجام گردش مین آیا ناچ ہو رہا ہی رنگ بندھا ہوا ہی زلف سنبل شب کمر سے گذر چکی ہی مگر تو گرفتار قفس محن قید سلسلۂ غم آوارہ وطن نئی جہروالا گہر خواجہ عمرو کمر بے مین قید ہین گلرنگ جادو کے صید ہین ہنگامۂ عیش سنکر طبیعت لہرائی ایک عیاری یاد آئی خیال آیا کہ خواجہ بیٹھے رہو گے صبح کو دم خنجر پر گلا رکھو گے اس کمسنی مین موت کا مزا چکھو گے ابھی دنیا کا کیا دیکھا حسرت و ارمان دل مین بھرے ہین متلعی دامنگیر ذلیل و حقیر جان تو بچاؤ کچھ فکر کرو ممکنہ کال جادو بیچاری زخمی ہو کر جو آئی ہی ایک گوشہ مین بیہوش پڑی ہی بی گلرنگ جادو کسی بچھائے دروازے پر بیٹھی ہین اگر کوئی اُدھر آتا ہی تو منع کرتی ہین کہ ادھر نہ آؤ عمرو قید ہی اسطرف سے مات چلنے کی قید ہی یکایک کان مین گلرنگ کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا عمرو بلک بلک کے رو رہا ہی بیقرار مضطر لباس تمام آنسوون سے تر بتر گلرنگ نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی کیون روتے ہو کیا ملال ہی جان جانے کا خیال ہی پہلے نہ سمجھے اتنے بڑے بادشاہ سے بجز بڑے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہی بڑے بڑے بادشاہون کو مد چکا ہی بادشاہ قدیم طلسم ہوشربا نکتہ سنج نکتہ بین جلالت و عدالت آئین شہنشاہ لاچین اُسکی سلطنت کو افراسیاب نے ہٹایا گرفتار کر لیا آج تک کسی کو یقین معلوم کہ کہان قید ہی نشان قید بتانا دشوار ہوا ہاتھ سے افراسیاب کے ذلیل و خوار ہوا شاہان

بنگالہ و کانرودیس نے اکثر قصد کیا کہ ہوش ربا پر قبضہ کریں لشکر کشی کرکے آئے یہاں سے
دو وہ ساحر مقابلہ مین پہونچے کہ اُنکے جی چھوٹے شہنشاہ نیلم شہنشاہ توس و ملکہ فیروزہ فیروزہ
ودخان سیہ رو و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ آگئے جاکر لڑے آخر ساحران کانرودیس
مقابلہ نہ کرسکے لوگ دم بھاگے ملازمان شاہنشاہی نے خیمے بارگاہیں وہاں خزانہ لوٹ لیا
اگر شہنشاہ ارادہ کرتے ہم لوگ جاکر خاص کانرودیس مین جھنڈے گاڑتے مگر افراسیاب
نے خیال نہ کیا فرمایا اُس ملک نحس پر قبضہ کرکے کیا کرونگا جادوگرنیاں کریہ منظر بدصورت بدوضع
یہان کی شاہزادیاں خوش رو خوش پوشاک فن سحر و ساحری مین چالاک کس تکلف سے
طلسم کو آباد کیا یہ سامان یہ شوکت یہ شان کسکو نصیب ہے ای عمرو تجھ ایسا عقلمند ایسی حرکت
کرے اتنے بڑے بادشاہ کے منہ چڑھے آغاز انجام نہ سوچا چند لونڈی غلام شریک ہوے
آپ سمجھے سامان ریاست ٹھیک ہے ملکہ گلرنگ جادو نے جو اس طرح کہا عمرو اور زیادہ تڑپ
تڑپ کر رو دیا کہا ای ملکہ گلرنگ مین اس طلسم کو اسقدر وسیع نہ سمجھا تھا اِس جوش مین چلا آیا کہ
ایک بادشاہ کو عیاری کرکے مارونگا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کرونگا بدیع الزمان کو چھڑا لیجاؤنگا
طلسم مین پہونچے بی بی مہرخ شریک ہوگئیں مجکو ترغیب دی شہنشاہ سے لڑوادیا یہ نہ سمجھایا کہ
افراسیاب قتل نہین ہوسکتا وہ لوگ تو بچانے ملازم ہین جسوقت جائینگے ملجائینگے اپنی خطا
بخشوالینگے مجہ بیچارے غریب کی مفت مین جان گئی ای ملکہ گلرنگ ذرا اندر آؤ مین تجھ
سے کچہ اپنے دل کا حال کہوں کہان تک خاموش رہوں رات دوپہر گذر چکی جون جون رات
گھٹتی ہے کلیجے پر چھری چل رہی ہے موجب شعر غافل تجھے دیتا ہے یہ گھڑیال منادی + گردون نے
گھڑی عمر کی اک اور گھٹادی + میرے بیٹے ننھے ننھے بچے کئی جورو ان یہ سب بھوکی پیاسی مرینگی
انکی سرپرستی کون کریگا صاحبقران کے دفتر مین ہماری غیر حاضری لکھی ہوئی تنخواہ ملنے کی
امید نہین ملکہ اسوقت زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہے طبیعت خودبخود گھبراتی ہے مین نے
دو چار کوڑیان جمع کر رکھی ہین اہل و عیال دار کو سب طرح کی فکر ضرور ہے صاف کہوں آپ سے
چار پیسے کاغذ پر کچہ دو چار نیلے پیلے نگینے بھی ہین آپ میرے قریب آئیے تو دکھاؤن
حال دل بھی عرض سناؤن نام جواہرات کا سنکر گلرنگ کے منہ مین پانی بھر آیا یہ سب

جانتے ہین کہ عمرو طرار مرد طماع ہی جلدی بڑے بڑے مال پائے ہین جلدی اٹھکر اندر آئی عمرو کو دم دینے لگی خواجہ مجھسے کوئی بات نہ چھپاؤ ہم تمھاری سفارش کرینگے ہمارے کہنے پر رہو گے تو قید سے تمھین چھڑوا دینگے مین افراسیاب جادو کی کلید عقل ہون مجھے سب طرح کا اختیار ہی بی حیرت کی میرے سامنے کیا لیاقت ہی ہر بات کا شہنشاہ مشورہ مجھی سے لیتے ہین میرے حسن و جمال پر جان دیتے ہین میری بانکی ادا اٹھلا کے چلنا وہ بہت پسند فرماتے ہین اکثر کہا کرتے ہین مین تجھے گھر مین ڈال لونگا مین منھ نہین لگاتی رات کو کبھی انکے پاس نہین جاتی الگ الگ رہتی ہون عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم شہنشاہ سے ہماری سفارش کرا دو ہمیشہ غلامی کرینگے تابعدار بنے رہینگے گلرنگ نے کہا صاف صاف کہو ہمکو کیا دوگے ہم ابھی چھڑوا سکتے ہین بچا سکتے ہین شہنشاہ امیدوار رہتے ہین کبھی خراج و باج کے واسطے اکثر جو بادشاہ قید ہوتے ہین مجھ ہی کمبخت کو بولنا پڑتا ہی وہ بیچارے سلامت رہین مجکو بہت مانتے ہین حیرت جادو سے بیشتر مانتے ہین تحفہ تحائف بھیجا کرتے ہین میرے نام سے ڈرتے ہین عمرو نے کہا بی گلرنگ تمکو اپنی صورت کی قدر نہین ہی اپنے کو بگاڑے رہتی ہو صبح کو اٹھکر دو انگلیاں مسی کی لگا لیا کرو ٹھسا منھ پر ملا کرو چار دن مین رنگت کھل جائے انگڑیاں تمھاری غضب کی ہین اور یہ جو آپ نے فرمایا مجھے کیا دوگے مجھ غریب کے پاس کیا ہی ایک تاج لایا تھا مدت سے میرے پاس رکھا ہی ایک سال کا خراج ملک باختر کا اسمین صرف ہوا ہی بی گلرنگ آدھا تم لے لو سارا نہ لیسکو گی گھبرا جاؤ گی گلرنگ ایسی بات کو کیا سمجھتی جواب دیا خواجہ مین چھپا رکھونگی چولھے کے نیچے بڑی ہنڈیا مین رکھ کے گاڑ دونگی عمرو نے کہا ہان ملکہ جو ایسا مزاج مین ربط و ضبط ہی تو ضرور دونگا اب تمھارے ساتھ معاملہ کرونگا میرے ہاتھ کھولدیجیے تو تاج نکال کے دکھاؤن اب تم سے کیا پردہ ہی میرے پاس بڑا مال ہی جس ملک پر چڑھ کر حمزہ گئے ہین نے وہان کے بادشاہ کا تاج لیا اسکو محتاج کر دیا گلرنگ نے پوچھا خواجہ کہان رکھے ہین عمرو نے کہا میرے پاس زنبیل ہی وہ میری تحویل ہی تم آدمی معقول ہو سب چیزین دکھاؤنگا مگر بے ایمانی نہ کرنا ایک تاج لے لینا سونا چاندی بھی میرے پاس بہت ہی پاؤ بھر سونا سیر بھر چاندی سے زیادہ نہین دونگا تم سے عہد پختہ کر لونگا گلرنگ نے کہا خواجہ ہماری بات مین کبھی فرق نہ ہوگا جو کہو گے

دہی کرینگے جو چیز ہین گے تمھاری خوشی سے لین گے یہ کہکر گلرنگ نے عمرو کے ہاتھ کو لے سرکا تاج خواجہ کے ہاتھ پانون قابو مین آئے سنبھل کے بیٹھے کبھی مسکرائے کبھی ہنسے کبھی گنگنائے کہا ملکہ غزل تو سن لو تم سمجھدار معلوم ہوتی ہو ذرا دل سے اپنے حسب حال یہ اشعار ہین یہ کہکے پچکے چپکے بہاگ کی دھن مین یہ غزل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے ملکہ گلرنگ کو سنائی غزل

همدمی ہجر مین جز آہ رسا کس نے کی — آبیاری مرے اشکون کے سوا کس نے کی
مرض عشق مین پٹکا نہ مرے پاس کوئی — کس نے دی مجکو غذا میری دوا کس نے کی
کب نکلسکتا ہی ظلمات مین پھنس کر کوئی — میری گردن تری زلفون سے رہا کس نے کی
غنچۂ دل کو ہی کیون یاس نسیم وصلت — سب چمن پھولے ہین پیدا یہ ہوا کس نے کی
جز ترے آنکھون مین انسان رہا کیون ای نور — نہ دل مین جگہ تیرے سوا کس نے کی
کھینچ لاتا تھا دل اس کوچہ مین اور پانون کٹے — یہ ستم کس نے سزا پائی خطا کس نے کی
عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر — تمھین منصف ہو وفا کس نے جفا کس نے کی
حیرت آئینہ کو ہی سو ہوے فتنے بیدار — نازنے آنکھ ذرہ صبح یہ ہوا کس نے کی
گل نے بھی بدلہ ہی جامہ نہ وہ رنگ اور نہ وہ بو — باغ میں زیب بدن سرخ قبا کس نے کی
ابر برسا ہی ذرا مجھیہ نہ سمجھے طوفان — مین تو واقف بھی نہین آہ و بکا کس نے کی

گلرنگ جادو یہ غزل سنکر بیقرار ہوگئی کہا خواجہ سب شعر بہت عمدہ ہین خوب گاتے ہو بس اب لاؤ مال دکھاؤ ہم اخرا اسباب سے تعین مانگ لین گے اپنے ساتھ رکھین گے عمرو نے کہا ملکہ ہم بھی تمھارے پاس رہین گے رات کو پانون دبایا کرین گے گانا سنائین گے رنج و غم مین دل بہلائینگے خواب مال دیکھو یہ کہکے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا ملکہ ذرا دیکھہ تو لو لینا دینا تو خیر جو تمھارا ہی وہ ہمارا ہی جو ہمارا ہی وہ تمھارا ہی گلرنگ نے سر جھکا کر دیکھا زنبیل مین ایک شہر آباد نظر آیا عمارتین عمدہ عمدہ ایک نمونہ بہشت سونے چاندی کے سنگ و خشت درخت پھولے پھلے دروازے شل آغوش عاشق کھلے ہر رنگ کا تماشا مہ جبینون کا جمگھٹا حور وشون کا جلسا ابیات لائق ملاحظہ ناظرین

بیچ مین باغ کے ہی جلوہ نما اک کوٹھی — زیب اورنگ زمین تاج فلک عرش قباب
وجد سیارون کو ہو طمطمہ عمارت ایسی — سجدہ کرنے کہین دیکھین جو درون کی محراب

بے تکلف کبھی دیکھے وہ سجاوٹ یہ کبھی | ویسے سامان نظر آئے نہ ایسے اسباب
غازۂ صبح سفیدی در و دیوار کی ہے | فرش اُسکا شرفِ چادرِ عکسِ مہتاب
دیکھکر حسن کو پردون کی چھتین حیرت مین | خوشنما ایسی چھتین جیسے ہے پردونکو حجاب
جھاڑ سب نور کے شاخ شجر طور کنول | آئنہ مہر درخشان کا رخِ عالمتاب
غضب وہ چار طرف بوقلمون تصویرین | دیکھنے والے کو تصویر کرے استعجاب

ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہے ایک حور رقص کی زبان پر بعد ناز و ادا یہ جاری ہے خداوند ہمارے
بادشاہ خواجہ عمرو سلامت باکرامت رہین دوست انکے نہال دشمن پامال گلرنگ نے دیکھا
ایک جانب دریاے قہار و زخار اسمین بحرے سو زنکیان بڑے بڑے جہاز دخانی مین کشتی و بادی
چھوٹے ہین سب طرح کے مال اُسپر لدے ہین جابجا شیلے نادرہ کا انبار رفتہ بیشمار کہین قلعہ
بن رہا ہے صداے فریاد و الغیاث کی بلند کوئی خوشنود کوئی دردمند کنارے دریا کے ہزارہا مزدور
ٹوکریان سرون پر مٹی سونا ہاتھ مین کام سے رہا ہے ذرہا مزدور ایکا چوتڑون پر دھڑاک سے
سونا پڑا جہاز سے مال اُتر رہا ہے صندوق زر و جواہر سے بھرا ایک گوشہ مین تاج بھی بہت سے
رکھے ہین گلرنگ نے کہا خواجہ یہ کونسا شہر ہے تمہارے نام کا بازارون مین گزر سکتا ہے ایک طرف
تاج بہت سے رکھے ہین پانچ تاج لونگی جب تمکو رہا کرونگی خواجہ عمرو نے کہا دیکھو بدعہدی
ہونے لگی یہ باتین میرے سب خلاف ہین اگر خوشی تمہاری اُٹھا لو گلرنگ جادو ہاتھ بڑھا کر جھکی
عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر ٹہکہ دیا گلرنگ زنبیل مین جا پڑی گلرنگ نے دیکھا گرتے
ہی آفت برپا ہوئی کالی کالی وردیان کالی کالی صورتین پانچ چار آکر گلرنگ سے لپٹ گئے
کپڑے اُتارنے لگے یہ چیخی پیٹی کون سنتا ہے کپڑے اُتار کر ایک عرقی باندھی ٹوکری مٹی کی سر پر
رکھی سپاہی نے کہا چل آگے بڑھ ذرا جو رکی ایک دھول ایک تھپڑ دی گلرنگ کو بحر حالکل فراموش
حیرت کا جوش انشاءاللہ دو مقام پر مختصر مختصر حال زنبیل کا محرر نے لکھا ہے کسی مقام معقول پر مفصل
تحریر ہوگا کہ زنبیل مین خواجہ عمرو کی کیا کیا اشیا ہین بموجب روایت طاہر فاریابی یہ زنبیل عطیۂ
حضرت آدم ہے یہ زنبیل اس خواجہ کی ہمدم ہے جب خواجہ نے گلرنگ کو زنبیل مین ڈال دیا ایک
گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا ہاتھ پانون اسیطرح رسی سے

باندھ دیے آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر گلرنگ کی صورت تیار ہوئے وہی صورت وہی لباس وہی زیور ذات پر آراستہ کیا ہنستے ہوئے باہر نکلے دیکھا ہنگامہ عیش و نشاط برپا ہی افراسیاب مست و مخمور تخت پر بیٹھا ہی ایک پہلو مین ملکہ ماران زمین کن افراسیاب بہ نگاہ محبت چہرہ بے نظیر کو دیکھ رہا ہی مگر ملکہ اسرار جادو دمبدم یہی کہہ رہی ہی ای شہنشاہ اب رات کم باقی ہی یہ صبح قتل عمرو کی ہی سامری و جمشید ہماری آپ کی امداد کرین خیر و عافیت سے عمرو قتل ہو جاے مراد سامری پرستون کی پوری ہو مسلمانون کا حوصلہ پست ہو ای شہنشاہ صفحۂ خاطر پر اس کلام فرحت انجام کو لکھ لیجیے عمرو کے قتل ہوتے ہی بی مہرخ و بہار وغیرہ فوراً خدمت مین حاضر ہونگی عذر تقصیرات کرینگی سرکار بجبت ملینگے اول تو اس کنیز نے آپ کی اب کمر باندھی ہی مین صبح کو لشکر گران لے کر بر سر مسلمانان جاؤنگی ایک سحر کر کے سب کو باندھ لاؤنگی مگر بشرطیکہ عمرو قتل ہو جاے افراسیاب کہتا ہی ای اسرار جادو تجکو سودا ہی خیالات محال تیرے دل مین ہین شکوک تیرے آب و گل مین ہین اب تھوڑی رات باقی ہی عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے لشکر کشتی کا تجکو اختیار ہی اتنا تردد بیکار ہی یہ باتین خواجہ نے سب اپنے کانون سے سنین ریش مبارک پر ہاتھ پھیر اکنیزون سے پلٹ کر کہا دروازے پر قید خانہ کے حاضر ہو آج سلطان دعوت اسرار جادو و ماران زمین کن کا تہیا ہی ہر ایک مصاحب سرکار کام کر رہا ہی ایسا نہو کہ صبح کو پرسش ہو مین میخانہ کا انتظام کر دون چونکہ اسرار جادو سے ڈرا ہی فکر ہی کہ اسکے سامنے بھی نجاؤن الگ الگ اپنا کام کرون یہ کہہ کر در میخانہ پر تشریف لائے داروغہ سرشار جادو کرسی پر بیٹھا ہی گلابیان بھیج رہا ہی عمرو بصورت گلرنگ سامنے آیا سرشار جادو اٹھ کھڑا ہوا کہا کیون ملکہ گلرنگ خیر تو ہی عمرو نے کہا واہ میان سرشار کیا خاک انتظام کیا شہنشاہ خفا ہوتے ہین بادشاہون کے پینے کی شراب خاص عمدہ نوشیدہ الگ چاہیے تفرقی علحدہ ہو مگر آپ سے کچھ نہو سکیگا آپ کنارہ کیجیے اب کشتی دی محفل مین ہم روانہ کرینگے بڑے جوش و خروش مین انتظام ہوگا اب ہم بھی موج مین ہین ہمارے تمہارے کیا جدائی ہی بدنامی نہو شہنشاہ ناحق غصہ کرتے ہین عجب مردوا ہرجائی ہی آج بی ماران زمین کن پر زہر اگل رہے ہین انکی بانی کی فکر ہی یہ افراسیاب ہی ضرور ڈنک ماریگا پیچ و تاب دکھائیگا آخر موذی کا سر کچلا جائیگا یہ سنکر

داروغہ صاحب کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے کہا عنایت آپ ہی سب جما جون کے تصدق سے یہ عہدہ ہی یہ سنتے ہی عمرو مینا زمین گم شراب کو خراب کرنے لگا جوشی ملا ملا کر بھیجنا شروع کیا ساقی بجون پر پکار پکار کرتا اکید کر رہا ہی سارے جلسہ شراب پہونچاؤ سب کو پلاؤ آج بسم ساقی مین کوئی باقی نہ رہجاے شکایت کا کلمہ کسی کی زبان پر نہ آسے اب عمرو نے بنیاد طلسم شراب کے بیرون باغ سیب ہا ایان افراسیاب کو بھیجو اسکے سپاہی افسر دو بڑے ملکہ گلرنگ کو دعا دینے لگے اے ملکہ گلرنگ ہمیشہ تمھارے باغ حسن مین بہار رہے گل مراد شگفتہ ہو شاخ آرزو بھولے پھلے دشمن خوار و زار رہین صرصر حوادث کی جنا مین ہمین عمرو کہتا جاتا ہی کمیدان صاحب لیجیے آج ہمارا اہتمام ہی دل بھر کے پیجیے جو نہ پیتے تھے وہ بھی دو دو بڑے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہی باہر لشکر مین بھی مےکشی کا ہنگامہ گرم ہوا بارگاہ مین افراسیاب سے کوئی شک شکوک کا نام باقی نہین عمرو تمہید اول مین چند جام پہونچ چکے ہین اسرار جادو بھی نصیحتین کرتے کرتے خاموش ہوئی باران زمین کن نشہ مین چور افراسیاب مخمور سامنے طائفے ناچ رہے ہین ہر مرتبہ لپٹ کر جمال عابد گسل زاہد فریب باران زمین کن کو دیکھکر محو ہوتا ہی مزرع دل مین تخم محبت بوتا ہی نشہ مین بی باران زمین کن کا چہرہ سرخ دونون زلفین دونوں جانب ہل رہی ہین حلقہ مین دل عاشقان گرفتار شب بارنگ کے مضمون بیچدار بے اختیار افراسیاب صفت گیسوے مشکین مین اشعار پڑھنے لگا

افشا ہو رازِ حسن کھُلین عقدہ ہاے زلف — شانے کی ہر زبان پہ ہو ماجراے زلف
ای خوشخرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا — لوٹے کمر دوتا ہو اگر جھونک کھاے زلف
سودا ہی ہمکو سنبلِ باغِ مراد کا — چلتی ہی اپنے گلشنِ دل مین ہواے زلف
شانے کی جا انھین دل صدچاک دیجیے — وہ پیچ کیجیے کہ بہت پیچ کھاے زلف
کھل جاے اپنی آنکھ معطر دماغ ہو — غش مین تو وہ پری ہمین آکر سونگھاے زلف

دیگر

موسلے سے چل کے کیجیے طولِ کلام زلف — ہو جاے آج وادی ایمن مین شام زلف
گیسون آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر مین — کاٹا نہ تیغِ ناز سے تم نے کلام زلف
گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولین گے — قرطاس صبح حشر پہ لکھین گے نام زلف

ہون محو زلف پیچ کی باتین نہ کیجیے	ٹلیئے بہت نہ رشتۂ طول کلام زلف
زلفون کو منھ پہ رکھکے وہ دانستہ ہنس پڑے	آب گہر مین گھولتے ہین مشک شام زلف

یاران زمین کن نے مسکرا کے منھ پھیر لیا کہ شہنشاہ مجھے یہ باتین اچھی نہین معلوم ہوتی ہین اب رنگ محفل دگرگون ہونا شروع ہوا اول بیرون در باغ سیب سے لگا لگا یہ شراب جو پہنچی جسنے پی بیہوش ہوا اب باغ سیب مین جابجا جادوگر و جادوگرنیان نشہ کے جوش مین بدحواس پھرنے لگین کوئی کنج باغ مین جا گری کوئی جوش مین آکر چشمہ مین پھاند پڑی کوئی آنکھون کی اندھی کنوین مین جا رہی ناچنے والیون کے بھی ہوش پراگندہ سازندے بدحواس خواجہ عمرو در زنجانہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہین ہنستے ہین خوش ہین کہ نمک سرکاری کی تاثیر شروع ہوئی رنگ جم گیا افراسیاب پر عمرو کی نگاہ ہے سب سے زیادہ اسرار جادو کا خیال ہے دل سے کہتے ہین کہ یہ بڑی ہوشیار ہے آج دربار کو درہم و برہم کرکے نکلو مگر جب یہ خیال آجاتا ہے دل تھراتا ہے کہ سرحد باغ سیب سے کیونکر نکاسی ہوگی بڑی خرابی ہوگی یہ سوچتے ہوے پھر قیدخانہ مین آکر سمنکال کو ہوشیار کیا گھبرا کر اسنے آنکھ کھولی دیکھا قفس مین خواجہ بیہوش پڑے ہین قریب میرے گلرنگ کھڑی تنبیہ و تہدید کر رہی ہے کہتی ہے کیون اے سمنکال جادو اب کہو صبح کو کیا ہوگا سارہ بان زادے کے ساتھ دینے کا مزہ چکھا یہ بھی قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا تمھاری جان گئی اب کہو کیا ارادہ ہے اگر سامری و جمشید کو برحق جانو تو مین تمھاری سفارش کرون شہنشاہ ہوش ربا سے گزارش کرون سمنکال نے جواب دیا کہ اے گلرنگ جادو جاؤ بیٹھو ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دو سامری و جمشید پر لعنت ہے مین دل سے مطیع اسلام ہو چکی ہون خضر بیابان ہدایت نے رہبری کی اب غول بیابان بدعت بنکر نہ بہکا سکیگا۔ جہوڑی جا نہ مجکو سمجھا مین عمرو کے ساتھ اپنی جان دونگی یقین ہے کہ ثابت قدم رہونگی جب عمرو نے سمنکال کو ثابت قدم کوے محبت مین پایا کہا اے سمنکال مبارک ہو مین نے رہائی پائی گلرنگ کو پکڑ لیا وہ زنبیل کی سیر کر رہی ہے دیکھو سب بیہوش ہو رہے ہین مگر ہو سکتا ہے کہ تو مجکو باغ سیب سے نکلیگی میرے لشکر تک پہونچ سکے گی سمنکال مثل گل کے شگفتہ ہوئی جواب دیا خواجہ اس کنیز نو کا خیال رکھنا فراموش نہ کرنا سرحد کیسی تم تو باغ سیب مین ہو میری یہ لیاقت نہین ہے

کہ مین یہان سے لیکر نکل سکون جو شخص مثل افراسیاب ہو سحر مین انتخاب ہو وہ لیجا سکتا ہی میری
یہ حقیقت نہین ہی اے خواجہ حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا تمہاری عیاری پر دل کو تقویت
اور روح کو راحت ہوئی مگر سب کے بیہوش کرنے سے نفع نہ نکلنا دشوار ہی کہ وہ کاوش بیکار ہی
عمرو نے کہا خیر ملکہ تم نہ گھبراؤ خدا مالک ہی اگر نہ نکل سکونگا تو آج باغ سیب مین خون کے دریا
بہادونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے روئی عطر بیہوشی کی کان سے نکالی سمنکال جادو کو سنگھائی اسکو
بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا مگر کہدیا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھنا یہ ہماری دوست صادق محب
واثق ہی مطیع الاسلام ہی ایک اور گنہگار نکالا اسکو بشکل سمنکال جادو بنایا اسی طرح سلسل
کرکے ڈالدیا اتنے عرصہ مین بارہ دری مین سب بیہوش ہوئے افراسیاب کا بھی تخت پہ
منکا ڈھلک گیا مع اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن وغیرہ سب بیہوش اب اندر سے
باہر تک سناٹا ہو گیا اسقدر عمرو کو ملال ہی جان جانے کا خیال ہی کہ اسوقت کسی کا لباس
نہ اتارا مال و اسباب بھی نہ اٹھایا مگر اسرار جادو پر نیمچہ کھینچکر چلا کہ پہلے اسی کو مارون یہ بڑی
ساحرہ زبردست ہی کیا کیا افراسیاب کو سمجھایا ہی میری جانب سے بہکایا ہی جہان تک ہو سکے
آج انکے امیرون اور وزیرون کو قتل کر وجب صبح ہو جائیگی کسی گوشہ مین چھپ رہین گے
کوئی سامان نکاسی کا نکل آئیگا جامع المتفرقین اپنی قدرت سے مہرخ و بہار سے ملائیگا ہر چند
کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر دل بیتاب ہر مرتبہ نیمچہ کھینچکے قریب اسرار جادو کے جاتا ہی گھبرا کر
پلٹ آتا ہی عمرو ایسا بیباک قتل مین ساحرون کے چست و چالاک مگر اسرار جادو پہ ہاتھ
نہین اٹھتا دل بیٹھا جاتا ہی جب کئی مرتبہ یہی کیفیت ہوئی آئینہ دار عمرو کو حیرت ہوئی دل سے
کہا بسم اللہ قتل بھی کرو ہرگز نہ ڈرو نعرہ کرکے چلا نعرہ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم　　　بباغ دین زکلکش آبیاری　　　کزان استاد عیاران عالم
بہر کشور بلاے جان کفار　　　عمرو آن شاہ عیاران عیار　　　جہان سرسنگ در خنجر گزاری

چاہتا تھا کہ نیمچہ مارے کہ برق سی
کی ہو کر لگی عمرو گرا گھبرا کر کہا کہ خدا خیر کرے یکایک زمین شق ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نور افشان
جادو و استاد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر گرد مین اٹا ہوا پسینہ پسینہ رنگ رخ متغیر متردد و متفکر ہاتھ
خواجہ کا تھام لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری وا ے گل گلدستہ حدیقہ طراری ماشاءاللہ کیا کار نمایان

کیا مگر آپ کی عقل سے بعید ہی اسرار جادو کو آپ قتل کرتے ہیں اس بھید سے آپ بیخبر ہیں
حکیم بقراط ثانی کے پرچہ میں اسرار جادو و ماران زمین کن تحریر ہی کہ ضرور مطیع کرینگے
یہی تدبیر ہی قول بزرگان فراموش کیا ایک عنبہ سے کم سیاد قتل اسے غازی میں باقی ہی اگر
یہ قتل ہو جاتی بھر رہائی اسد نامدار تا روز قیامت نہو سکتی مسبب الاسباب نے سامان مہیا
کیا میں نے بیٹھے بیٹھے اسوقت قصر نور افشان میں بطور ستارہ شناسی کے دیکھا کہ خواجہ عمرو
ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کن کو قتل کیا چاہتے ہیں مُحرّق زمین ہو کر آیا اپکو آپ تک
پہونچایا ہر کس و ناکس کی مجال ہو تھی کہ اس مقام تک آتا شکر ہو کہ میں پہونچ گیا آپ کی تقدیر
دلپذیر اسرار جادو کے دل میں تاثیر کر چکی ہی نقطہ نمائش کی زیر ہی اور سیطرح خیر ہی عمرو نے
سر جھکا لیا کہا ای نور افشان بڑا کام کیا بخدا مجکو بالکل خیال نہ تھا ای شہنشاہ نور افشان ایک
سر ہزار سود سے نور افشان نے کہا آپ بہت بجا فرماتے ہیں یہ کہکر نور افشان جادو نے
اسی بیہوشی میں ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کو گود میں اٹھا کر بارہ دری سے باہر
نکالا دونوں کو ہوشیار کیا ملکہ اسرار جادو نے آنکھ کھول کر شہنشاہ نور افشان کو دیکھا
عمرو کو تنہا پایا ہوش اڑ گئے کہا ای اسرار جادو یہ کیا بھید ہی نور افشان نے کہا ای ملکہ اسرار
جادو واقبال کا تبان طلسم سب کرسی نشین ہوے عمر طلسم تمام ہو چکی ہمنے تجسے زیادہ دنیا کو
دیکھا مذہب سامری و جمشید باطل پایا ای ملکہ اسرار جادو انجام کا خیال ضرور ہی عمر دو روزہ
پر بیجا غرور ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم تہ خاک پنہاں ہوے صاحبان نوبت و نشان کا

اشعار

کوئی نام نہیں لیتا قیصر و خاقان کا بھی نشان مٹ گیا
نہ سکندر ہے نہ دارا نہ فریدون باقی
نہ ہے ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
نہ وہ دیہیم رہا اور نہ وہ تاج رہے
صاحب چتر و حشم قبر کے محتاج رہے

ای ملکہ اسرار جادو دنیا مقام عبرت ہی نہ جائے عشرت سوچو تو ہم تم کیا ہیں کمتر از حباب دریا ہیں
زیادہ کلام کا محل نہیں ہی تم خوب سمجھتی ہو مذہب خدائے نادیدہ کا برحق ہی وہ خالق مطلق ہی
ای ملکہ اسرار جادو میں نے مصاحبت سامری و جمشید کی ان شیطانوں کی صحبت دیکھی سوائے
مکر و غدر کے کچھ نہ دیکھا خواجہ عمرو نے آکر ہمکو راہ پر لگایا اہل اسلام کی بات کا جواب ممکن نہیں
ای ملکہ اسرار جادو افراسیاب کو غرور مٹا دیگا طلسم ہوشربا ضرور فتح ہو جائیگا مگر تم سامری

کی رازدار ہو صاحب جاہ و وقار ہو بس بہتر یہی ہے کہ عمرو کا ساتھ دو بہت قریب ہے غرور کا فوج کو ترک کرو مین خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہون جو تیری صلاح ہم تم سے کرجائین ای ملکہ اسرار جادو خبردار خبردار اسکے خلاف نہ کرنا اسکا خیال دل سے مٹادو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی وقت تباہی طلسم آچکا ہے ای ملکہ اسرار تو جہاندیدہ اور آزمودہ کار ہے زیادہ تجکو ناحق اصرار ہے جب وقت بربادی آتا ہے دوست دشمن بنجاتا ہے حیلات روز و شب نابید اس طلسم کا کیا وجود ای ملکہ اسرار جادو تمکو ناواقف نہین جانتا ہون اچھی طرح بیجانتا ہون خدا نہ کرے فلک کجرفتار ہے سر آزار ہو کیساہی زردار ہو نلک شل مار سیاہ ٹیڑھی چال چلتا ہے ہردم زہر اگلتا ہے عقرب نیش ہے ہر صاحب لیاقت کا دشمن ہے بموجب اشعار

مستعد اتنا یہ افعی ہے گزند خلق پر
پیچ اسکی چال کا دیکھو ہے شکل اژدہا

خوان پر اُس رویہ کے ست بجھتا رنکے نقل
چکے ہین تودہ ہین خاکستر کے یہ چنگاریان

ختم اسیر ہو چکی بدخلقی و بدخصلتی
پھر نہ آیا اسکے گھر اسکا ہوا جو میہمان

تنگی اوقات کرتا ہے نصیب حسن و لطف
غنچہ و گل اس سبب سے رنگ و بو کا ہے مکان

ناتوان کو دے توانائی اگر اُسکی مدد
خار ہو جاویں دہن زنجیر پاسے رہروان

دیکھ ٹک احوال عنقا کا کہ اس ظالم کے ہاتھ
نام ہے اگر کرے کوئی تو مٹتا ہے نشان

پابرہنہ دربدر ہر دم پھرا دے دھوپ مین
خار کے سر پر کرے دامان گل کا سایبان

ابر دریا بار کو ترسائے دشت یاس پر
خشک رکھے مزرعۂ امید ہر پیر و جوان

ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز
پوست کھینچے ہے ہما کا دیکھے مشت استخوان

رشتہ کی خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر
بہر سود ناکسان اس سے کسان کا ہے زیان

ای ملکہ اسرار جادو اب زیادہ دماغ خالی نہ کرو اُسی طرح جا کر اپنے بستر پر آرام کرو مسلمانون کا ساتھ دو سرکشان مغرور کو قتل کرو اپنا نام کرو باغ اسلام کی سیر مبارک ہو خارستان کفر سے نکلو انشاء اللہ باغبان قضا و قدر گل مراد سے دامن بھریگا سر و حدیقہ جرأت اسد غازی کو بلا کریگا غنچۂ آرزو شگفتہ ہوگا گل سرکشی افراسیاب جادو پژمردہ ہوگا اِس روش سے انتظام کرو کہ ملکہ بہار کی جا گرفتہ ہوگی ہوشل سوسن زبان درازی سے کا سنبل پیچان سے پریشانی آشکار

سر شہنشاہ نے سرکشی کر کے کیا پھل پایا بے ثمر مشہور ہوئے ناحق اکڑ کر مغرور ہوئے ان کلمات
عبرت آمیز نور افشان جادو سے ملکہ اسرار جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے گلے
مین ہاتھ ڈال کر کہا ای برادر بجان برابر قسم ہے پیدا کرنے والے کی تمہارے کلام فصاحت انجام
سے غبار کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور آنکھون مین نور ہوا صفائی حاصل ہوئی آئینۂ
اسلام نے صورت فتح وظفر دکھلائی مین بدل وجان حاضر ہون ای شہنشاہ نور افشان شب قتل اسد
کو میرے لیے بڑی سختی ہوگی مگر اس بار کو سر پر اُٹھایا ہے جان کا ناحق خوف وخطر ہے ملکہ اب ہمکو
نہ شریک ہونے مین ایمان کا ضرر ہے تمہارے چراغ کلام نے خانۂ تاریک دل منور و روشن کردیا
بادۂ نور اسلام سے ساغر قلب کو بھر دیا صہبائے مصفائے ایمان سے مست ہون تا حیات نشہ
نہ اُترے گا مخمور شراب الست ہون یہ کہکر ماران زمین کن کا ہاتھ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا کہا
ای رہبر کامل اس جوان کا اور آپ کا شب قتل اسد ساتھ ہوگا آپ کا دامن اسکا ہاتھ ہوگا
جادۂ نقب طلسمی کا راستہ پر خطر قدم باقدم جان کا ضرر مین جا نہ سکونگی شب بھر پاس افراسیاب
کے اسی باغ سیب مین رہونگی آپ اسکی دانائی اور نادانی کا خیال نہ کیجیے گا خواجہ سمجھ سمجھ کے
قدم دھرنا اپنی رائے پر کام کرنا یہ کنیز حضور کی راہبر ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا ملکہ خدا سر پر
ہے اگر حیات باقی ہے سب مصیبتین جھیلین گے ابھی بڑے بڑے کھیل کھیلین گے دیکھو صبح قریب
ہے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو جائے ساری مشقت ضائع جائے میری ہم شبیہ وہمصورت
ملکہ سمنکال کو صبح ہوتے ہی قتل کرا دینا عرصہ نہونے پائے نوبت نقارون کو حکم دینا ہنگامہ مین
قتل کرانا ای ملکہ اسرار جادو اسقدر خوشی کرنا کہ افراسیاب بھی مبہوت ہو جائے بس بڑا کام یہ ہے کہ
سمجھنے نہ پائے اب ہمارے تمہارے کہان وعدہ ہوتا ہے اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری
وای نہنگ قلزم زخّار طرّاری ہم بھی لشکر کشی کر کے زیر گنبد نور آئینگے بعد انتظام کے افراسیاب
جادو کو لیکر باغ سیب مین آئیگا شب بھر میرا اُسکا ساتھ رہیگا ای یاور غریبان وای داد رس بیکسیان
آپ ملکہ ماران زمین کن کو ساتھ لیکر جہان یہ لیجائے وہان جائیے گا اپنے حاضر وناظر کو ساتھ
رکھیے گا اسطرح کے آپس مین عہد و پیمان ہوئے ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے راز
دنیاز خواجہ عمرو نے خوب سمجھ لیے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا ای ملکہ عالم خدا ہمین مددگار ہے

ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن اسی طرح جاکر اپنے اپنے مقام پر لیٹ رہین گویا سوتی ہین نور افشان جادو نے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا سحر کرکے غرق زمین ہوا خواجہ کو لیکر قصر نور افشان مین پہونچا ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون بیٹیان شہنشاہ نور افشان جادو کی حسن انکے عابد کش زاہد فریب پھول سے چہرے آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ حسن جمال ابرو رشک ہلال شہنشاہ اقلیم حسن وجمال سینہ پر ابھار جیسی جنبش کرتیان جسم مین پھرتیان ہونٹ برگ گل باغ رعنائی گلو صراحی دار مین حسن پر بہار سامنے قصر نور افشانی کے مقام مزار عشاقان تعمیر ہوگئی شاہان جلیل و پہلوانان بیعدیل جمال ہمشیال پر اُن دونون غزال صحرائے دلربائی کے مائل ہوکر آوارہ دشت ادبار مصیبت عشق مین گرفتار ہوے آخر آتش سوزان عشق کی گرمی کی تاب نہ لاسکے بار کوہ مصیبت حضرت عشق سر پر نہ اٹھا سکے نقیر بنکر سامنے قصر نور افشانی کے آئے تاب آفتاب جمال کی نہ لائے جسم پھکنے لگے استخوان دہکنے لگے دل وجگر جلا سودا بڑھا خون گھٹا کوئی گلا کاٹ کر مر گیا کسی نے زہر کھا لیا کوئی مثل فرہاد تیشہ سے سر ٹکرا کر جان شیرین کا دشمن ہوا تڑپ تڑپ کے جان دی کوئی دشت نجد مین گیا چاہا جانشین قیس ہون ایک جگہ آسن مار کر بیٹھ رہون آنکھون کی یاد مین آہوان صحرا سے انس کرون فراق قد محبوب کے بونڈون سے گرد کیے ہمت ہون دامن خار صحرائے الجعین آبلۂ پا ہماری جان پھوٹ پھوٹ کے روئیں خاک بستر خشت بالش مرے ہے چندے اس حال مین بسر کی آخر شبہاے تاریک فراق نے ستایا دریاے خواہش دیدار محبوب جوش مین آیا بعد چندے دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے ہوئے پھر کوے محبوب مین آئے نظم

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوے دوست — ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوے دوست
کسنے مجھ وحشی کے پھینکے انکے آگے استخوان — اک سرے سے ہوگئے مجنون سگان کوے دوست
کب ہی کعبہ کا شرف ایسا کہ رکھتے ہی قدم — پانون اپنے چومتے ہین رہروان کوے دوست

یہ اشعار آبدار بھی اپنے حسب حال مصیبت مآل کوے محبوب مین بیٹھکر پڑھنا شروع کیے غزل

سوز و رون کی اے دل اسکو خبر نہین ہی — آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن — مشکل گھر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہی
شعرون مین کسکا باندھون دیوان مین لا کے کسکو — اک وہم سا ہی سب کو اسکے کمر نہین ہی

مرنے میں بھی ہین پاس نقد اطاعت حق
زندہ سمجھ کے مجکو کرتا ہی وار پہ وار
اُس کی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی
ابرو کی تیغ تو لو مژگان کے تیر مارو
ای شاہدان غنچون کیونکر بلاؤن تمکو
جس درجہ چاہیے چمکے مہتاب آسمان پر
کوچہ سے اپنے بستر اٹھوا دو تم نہ میرا
اُس حور کو لبشر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ
وہ خامہ کیا کہ جس سے مضمون نو نہ نکلے
تن پر سے سر جو اُترا بس سر کا درد اُترا
اُس گل پہ مال اپنا سب نے کیا تصدق
اہل ہنر کے آگے پڑھا ای قبول اشعار

کیونکر کٹے گی منزل زاد سفر نہین ہی
مین مر گیا ہون کب کا اُسکو خبر نہین ہی
روح الامین کا بھی اسجا گذر نہین ہی
عاشق ہون مین مجھے کچھ خوف و خطر نہین ہی
اب نذر کو تمھارے خون جگر نہین ہی
جب تک کہ بام پر وہ رشک قمر نہین ہی
اب تک تمھارے دل مین کیا میرا گھر نہین ہی
پر بخبر دے مجکو منظور شر نہین ہی
بتقدر شاخ ہی وہ جسمین ثمر نہین ہی
تن پر جو سر نہین ہی اب درد سر نہین ہی
غنچون کی بھی گرہ مین دیکھا تو زر نہین ہی
کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہی

چند عرصہ تک اِس ہائے وائے مین رہے ایکدن خیال ہوا کہ آہ کی تاثیر دیکھین تڑپ تڑپ کے نالے کرین شائد دل معشوق سرکش پسیجے آہ کی تاثیر تو پیدا کی مگر برق بنکر اپنے اوپر گری بموجب مصرع آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے پھنک کر رہگئے ہر ایک نے جو دیکھا وقت سحر اندھیر تھا عاشق صادق کی خاک کا ڈھیر تھا ملا زمان نور افشان کو ثابت ہوا ان جوانان عاشق تن نے محبت مین ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان کے جانین دین شب وصل کی صورتین نہ دیکھین اِن ناشاد و نامراد کی قبرین بنانا مناسب ہی اِسوجہ سے اُس مقام پر حسرت و یاس غالب ہی عود سوز و عنبر سوز روشن ہین مگر دھوان پیچ و تاب کھاکر اُٹھتا ہی پیچ و تاب دیکھکر صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ عاشقان زلف کمر ازہین اب بھی بعد مرنے کے کمند مصیبت مین گرفتار ہین بیادرین پھولون کی بالائے قبر نازک مزاج پڑی تھین بار پھولون کا بھی روح پر بار ہی کبھی کبھی یہ دونون شاہزادیان زیور والباس سے آراستہ ہوکر بناز و کرشمہ سامنے سے مزار عاشقان کے گذرتی ہین نگاہ یاس سے اُس طرف دیکھ لیتی ہین

عاشقون کی روحین قبر مین بیتاب ہو جاتی ہین آوازین عجیب و غریب آتی ہین کسی نے تڑپکر صدا دی شعر روشن شد از وصال تو شبہا ے تار ما + صبح قیامت است چراغ مزار ما + اگر گھبرا تے ہوون کا کسی نازنین کے ہاتھ سے لحد پہ گر پڑا آواز آئی شعر آہستہ برگِ گل بفشان بر مزار ما + بس نازک است شیشۂ دل در کنار ما + کسی سوختہ بخت کی روت مجروح نے آہ کی پٹیرے قبر کے جلنے لگے خاک سے بھی شعلے نکلنے لگے خواجہ عمرو نے جو اِس مقام حیرت انجام کو دیکھا نور افشان جادو سے پوچھا کہ یہ قبرین کن سوختہ بختون کی ہین جن سے حسرت و یاس برس رہی ہی بقول شاعر شعر ابر رحمت اگر نہین ای برق + بیکسی گور پر برستی ہی + نور افشان جادو نے بیان کیا ای شہنشاہ عیاران یہ دونون کنیزین آپکی آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان صاحبان عفت و عصمت یکتا ے روزگار حسن مین اپنا مثل نہین رکھتین جا بجا کے شہزادے انپر عاشق ہو کر آئے سوداے زلف عنبرین مین انکے تباہ ہوے آخر انجام عشق یہ ہوا کہ اپنی جانین دین چونکہ شاہزادگان جلیل تھے قبرین انکی اسی مقام پر بنوائین مزار عاشقان اسکا نام رکھا ہی ہر سال عاشق تن جمع ہوتے ہین دیکھے وشا آکر انکی نوجوانیان یاد کرکے روتے ہین اِن دونون کی عفت و عصمت کی قسم کھانا چاہیے جب مین طالب انکی شادی کا ہوا انھون نے جواب صاف دیا ہم ابھی حصول علم و کمال مین مصروف ہین اگر ہماری شادی کیجیے گا تو تعلیم و تلقین ترک ہو جائیگی جس طرح چاہنے والون کو اِنسے محبت ہی اسیطرح مجھکو بھی محبت سے رغبت ہی مجھکو اِنکی ذات سے بڑا آرام ہی ملکون ملکون بسبب حسن کے انکا نام ہی جس روز سے مین نے آپ کا مذہب اختیار کیا اِنکا خضوع و خشوع مجھ سے بھی زیادہ ہی جس طرح خوبصورت ہین اُسی طرح نیک سیرت ہین پاکدامن صاحبان علم و فن حسن و جمال مین یکتا صاحب مہر و وفا ہر چند یہ صاحبزادیان میرے صلب سے نہین ایک شاہ جلیل القدر کی دختر بلند اختر ہین اب مجکو روح سے بہتر ہین خواجہ عمرو نے یہ سُنکے دونون شاہزادیون کو گلے سے لگایا پیشانیون پر بوسے دیے دونون گلعذارون نے غنچۂ دہن وا کیے کہا خواجہ صاحب ہم روز بابا جان سے کہتے ہین کہ ہمکو مقابلۂ حیرت مین جانے کی رخصت دیجیے ہم بھی جا کر حیرت سے لڑین ایسے معرکے پڑین کہ بی حیرت گھبرا جائین ہوش و حواس درست نرہین جواب دینا مشکل ہو مگر قبلہ و کعبہ نہین قبول کرتے فرماتے ہین

کہ ای نور نظر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اہل اسلام کے کشت حیات پر سحاب ابر غم والم چھا جائیگا اُسوقت
مدد کرینگے عنایت سے پروردگار کی بلائے مبرم کو رد کرینگے مگر آپ ہمین اپنے ساتھ لیجیے کوشش
ربائی طلسم کشا مین شریک کیجیے خدمتگذاری بوجہ احسن بجا لائینگے خدا چاہے تو ملازمان افراسیاب
مان جائینگے خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ ہم تمھین اطلاع دینگے بلوا بھیجین گے تمھارے استاد
جبیل وبے نظیر ہین ہمہ دان وہمہ گیر ہین انکا کہنا مانو وقت کی منتظر رہو آجکل تردد وانتشار ہے افراسیاب
آمادۂ حرب وپیکار ہے شہنشاہ نور افشان نے سامان عیش ونشاط سامنے خواجہ کے مہیا کیا
چند ساعت ٹھہر کر خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے بصورت مبدل روانہ ہوئے وو کلمۂ داستان
افراسیاب سنیے کہ یہ مبتلائے خواب خرگوش صبح کو مثل فتنہ کے بیدار ہوا دیکھا ملکہ اسرار جادو و
ملکہ داران زمین کن آتشین گل سردار اپنے اپنے مقام سے اُٹھے افراسیاب نے کہا ای اسرار
جادو بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کراؤ سامان قتل عمرو بتعجیل مہیا ہو اس عرصہ مین
کارگزاران شاہی حاضر آئے دست بستہ عرض کی شب کو سرکار نے برائے قتل عمرو اشتہار دیا تھا
لاکھو کہا آدمی واسطے تماشا دیکھنے کے حاضر ہین انتہا کا جماؤ ہے مگر جابجا یہی چرچے ہین کہ کئی مرتبہ عمرو
کے قتل ہونے کا اشتہار ہوا وہ ظالم ہمیشہ بچا آج بھی ویسا ہی کچھ ہوگا اسرار نے کہا سچ کہتے ہین اندھا
جب تپیا سے جب دو آنکھین پائے جلد جا کر میدان خونی کی تیاری کرو اہالیان مجمع کو تسکین دو
کہو کر بھائیو آج ثواب بے انتہا حاصل کرو قتل عمرو مین شریک ہو یہ بھی سنا دو کہ ملکہ اسرار جادو کا
قیدی ہے آپ لوگ آمادہ رہین فوراً آتے ہین ساربان زادے کی قید آپ سب صاحبون کو دکھاتے
ہین اس باغی کو ابھی دار پر چڑھاتے ہین کارگزاران شاہی بیرون باغ پہونچے جلادان خرین طینت
میمون خصلت جمع ہونے لگے ہر طرف ہنگامے ہین کہ لو صاحبو سرکشی کا اختتام ہوا آج تو ساربان زادہ
قتل ہوتا ہے اب بی مہرخ وبہار کہان جائینگی آخر دست بستہ خدمت شہنشاہ مین آئینگی مگر یار وہ یہ
وہ شخص ہے کہ جو شہنشاہ سے برابر لڑا کئی سال معرکہ پڑا ایک نے کہا یہ تمکو کاہے سے معلوم ہوتا ہے
کہ وہ قتل ہوگا بھلا وہ مرنا کیا جانے کتنی مرتبہ ہم لوگون نے بھی سنا عمرو قتل ہوتا ہے یہان جب
آئے تو خبر پائی کہ وہ لوٹ مار کے نکل گیا شہنشاہ کا لاکھون روپیہ کا نقصان ہوا ویسا ہی کچھ آج
بھی ہوگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی آمد آمد افراسیاب کی ہوئی اولا ان اول سرمارہ رفتانہ

وابرق کوہ شگاف اہتمام سواری کرتے ہوے آکر ٹھہرے ایک جانب سے لکہا ہاے ابر
سرخ وسیاہ اُٹھے شاہزادیاں خوبصورت نیک سیرت نازنینان دربند طلسم کہ جو اکثر خدمت مین
افراسیاب کی رہتی تھین اسباب سحر سے آراستہ لباس معقول زیب جسم آکر ٹھہرین بیچ مین دیکھا
افراسیاب ایک تخت سحر پر سوار چار اژدر آتش فشان کسے ہوے منہ سے شعلہ ہاے آتش چھوڑتے
ہوے افراسیاب بکبر ونخوت تخت نکبت پر سوار گرداگرد سرداروتاجدار ایک سمت طاؤس
زرین بال پر ملکہ ماران زمین کن وملکہ اسرار جادو اہتمام کرتی ہوئی دم محبت شہنشاہ کا بھرتی
ہوئی ایک آرا بے پر عمرو عیار وملکہ سمنکال جادو مسلسل ومطوق بیہوش ومدہوش پڑے ہین
جادوگرون نے جب بہت غل مچایا ہے صدائین نقارون کی بلند ہوئی تب ان دونون گنہگارون
نے آنکھین کھولین حیران وپریشان چہار جانب دیکھ رہے تھے اب تو غل یہ بلند ہوا یارو
افراسیاب کا تیر اقبال اوج پر ہے مالک فتح وظفر ہے لو واسطے دونون کے سلطنت و
وزارت حکومت ہوچکی خاتمہ ہوا آج عمرو قتل ہوتا ہے اسی ہفتہ مین طلسم کشا بھی مارا جائیگا
گنبد نور سے اُتارا جائیگا اب بی مہرخ وبہار کیا کرینگی کہان بھاگ کر چھپینگی کون انکا دستگیر
ہے نوجوانون کے قتل پر آمادہ چرخ پیر ہے جابجا یہ ہنگامہ ہے کوئی کہتا ہے عمرو قتل ہوتا ہے بعض
لوگ کہتے ہین مشہور تھا کہ عمرو کی ساحرون کے ہاتھ سے قضا نہین ہے یہ بصورت عمرو
کوئی اور ہے یہ بھی ایک عیاری کا طور ہے بچا ئیو وہ بڑا فتنہ انگیز ہے عیاری مین بہت تیز ہے اسرار
جادو کو قتل عمرو مین بڑا اصرار ہے سب دیکھ رہے ہین کہ انتہا کی بیقرار ہے بذات خود انتظام
مین مصروف ہے دار استاد کرائی نقارچیون نے آواز دی سترہ سو نقارہ چاشنی دے کر درست کرو
تیار رہو جسوقت یہ دونون بیدم ہون رہرو راہ جہنم ہون سترہ سو نقارون پر ایک مرتبہ چوب
پڑے یارو مزا یہ ہے کہ زمین ہل جاے سب کو خلعت زرتار ملینگے غنچۂ آرزو کھلین گے ایک
ایک کو بادشاہ طلسم ہوش ربا نہال کریگا منھ تمھارے موتیون سے بھریگا کہان تک زر
وانعام لوگے بہت راضی ہو گے ہماری مشقت وخیرخواہی دیکھو یہ موا مونڈی کاٹا ہمارے
باغ مین پہونچا بعنایت سامری ہمنے گرفتار کیا راہ مین بی سمنکال نے چاہا قید چھین لین ہم فوراً
پہونچے اس نمکحرام کو مقید کیا رات جاگ کر کاٹی سامری سامری کر کے صبح ہوئی آج یہ دو شخص قتل ہونگے تماشا

جسکا تمام عالم مین شہرہ ہی بڑے بڑے ساحران نامی کو اسنے مٹایا کوئی اسکا دامن نہ چھو سکا
آفتاب جاہ و جلال افراسیاب طالع ہوا نیر دولت و کامرانی ساطع ہوا اکرا ہالیان طلسم ہوش ربا
مضمون حق بحقدار رسید ظاہر ہوتا ہی دوست خوش ہین دشمن مثل ابر بہار روتا ہی زمانہ سرکشی کا
تمام ہوا البریز عمرو کی زندگی کا جام ہوا نعرہ سے لگاتی ہوئی ملازمان شہنشاہ کو ہنساتی ہوئی قریب
آرا بے کے آئی ایک لات عمرو کو ماری کہا کیون گوڑے موے مونڈی کاٹے حرامزادے فسادی
جعلساز غدار و مکار چور اچکون کے سردار ارے جہان تیرا قدم جاے ماں بیٹون مین فساد ہو
جس گھر پر سایہ تیرا پڑے وہ گھر برباد ہو اگر تیرا سایہ باغ مین پڑے پھولون سے رنگ و بو جدا ہو
سرو اپنی راستی بھولے ہر چمن مین فساد کا گل پھولے بلبل و قمری مین جھگڑا ہو گلچین و باغبان
آپسمین لڑین خزان بہار پر غالب آے ہوا تاثیر آگ کی دکھاے ہر گل شگفتہ مرجھاے ہر شجر
نخل ماتم ہوجاے مگر یہان تمھاری سرکشی نے کچھ تاثیر نہ دکھائی کیا جلد موت آئی یہ کہکر ملازمان
سے اشارہ کیا ملازمون نے دونون کے پانؤن مین زنجیر باندھی زنجیر پکڑ کر کھینچی دس گز زمین سے
اونچے ہوگئے مثل چورون کے الٹے لٹکے ملکہ اسرار جادو دوڑی ہوئی قریب شہنشاہ
افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کمان کیانی اٹھائی ساٹھ ہزار کمانین کڑکین ملکہ اسرار
جادو نے تیر چھوڑا ساٹھ ہزار عقاب تیر گوشہ کمان سے اڑے سینہ پر گنہگارون کے پڑے
مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرے جسم چھلنی ہوگئے اب اور ساحرون کے ڈھیلے تیر و تفنگ چلے
لاشے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین کانپ گئی صدمہ مبارکباد
بلند ہوئی لاشون کو حکم ہوا پانؤن مین رسی باندھکر سرحد باغ سیب مین کھینچتے ہوے پھرو تمام ملکو مین
مشتہر کرو کہ عمرو قتل ہوا افراسیاب پلٹ کر تخت حکومت پر بیٹھا نذرین گذرین خوشیان ہونے لگین
ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کو خلعت فاخرہ سے شہنشاہ افراسیاب نے مخلع کیا ملکہ
اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ جہان تک ہو سکے خبر قتل عمرو و ملکہ مہرخ و بہار کو نہ پہونچے جب
طلسم کشا بھی قتل ہوجائیگا یہ بیدست و پا ہوکر آپ سے عذر کرینگی اگر اسطرف خبر قتل عمرو پائینگی
لڑ بھڑ کر جان دینگی افراسیاب نے کہا حرف حیرت کو لکھ بھیجونگا یہ مضمون ضرور رہیگا کہ پڑھکر خط کو
چھپا کر رکھ دو اور سامان تیاری لشکر مین معروف رہو اسرار جادو و ماران زمین کن افراسیاب سے

یہ لکھکر رخصت ہوئین کہ اب حضور معرفت نقارہ نواز طلسم کے حسب تاریخ قتل اسد کا ڈھنڈھورا پٹوائینگے ہم نانی نواسی باغ سیب مین آئینگے جب یہ دونون جاچکین افراسیاب نے حیرت کو نامہ لکھا

نامۂ افراسیاب برائے حیرت جادو

ای نوگلِ باغ شادمانی
ای نزہت باغ زندگانی
ای تازہ شمیم گلشن عشق
ای سوزش و مستیِ دل عشق
ای شعلۂ ناز و فتنہ بازی
ای گوہر بحر و درج حشمت
ای نور جمال ماہرویان
سرکردۂ بزم نازنینان
آگاہ ہو بعد شوق دیدار
سب طرح ہی خیریت گیا شر
کھینچا دشمن کو بر سر دار
قتل اسکو کیا بظلم و بدعت

نوبادۂ گلشنِ جوانی
ای تازگی دماغ عاشق
ای نور چراغ روشنِ عشق
ای تاب و شکیبِ بیقراران
تاثیر فنون سحر سازی
خورشید سپہر عشوہ و ناز
زیبائش تاج مشکبویان
سرمایۂ عیش و کامرانی
آتا ہی یہ نامہ فرحت آثار
سرسبز ہوئی ہی کشت امید
گلشن مین ہنین ہر اپنے اب خا

شاہنشہِ ملک کامرانی
پر ساز مئے ایاغ عاشق
ای موجۂ نکہتِ گل عشق
کافور قلوب دلفگاران
ای نیر آسمانِ نکہت
بیباک زمانہ شوخ و طناز
سر حلقۂ زمرۂ حسینان
بخشندۂ عمر جاودانی
احسان ہی سامری کا ہمپر
اقبال کا اوج پر ہی خورشید
یعنے کرتی عمرو کی شوکت

ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای حاکم ملک محبوبی اس نامۂ فرحت آثار کو پڑھ کر

چاک کر ڈالنا اس بات کو منہ سے نہ نکالنا قتل عمرو کی خبر تا صبح قتل اسد غازی مخفی رہے ورنہ مسلمان فساد برپا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو اب حکم ہوگا مشتہر کرایا جائیگا کہ فلان تاریخ کو طلسم کشا قتل ہوگا شہنشاہ پرستان مین تشریف لانے کی تیاری کرو اب عرصہ مناسب نہین ہی افراسیاب نے یہ نامہ طائر جادو کو دیا وہ نامہ کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا آدو کار لشکر ملکہ مہرخ کے سنیے بیان کئی دن کا زمانہ گذرا کہ حیرت نے طبل جنگی نہین بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین مع کل سرداران نامی و ساحران گرامی جلوہ فرما تہین مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک و جانسوز وضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار سامنے ملکہ مہرخ کے خشتہا ے زرین پر تمکن مین مہرخ نے فرمایا ای عیاران نامی آپ لوگ بہت مستعد مین ایک ہفتہ کامل گذرا کہ شہنشاہ نے خیا ـ ی نو ـ حیہ عمرو

نہین معلوم کہان ہین آثار رنج و ملال عیان ہین برائے خدا لشکر حیرت سے خبر تو لاؤ کہ
ہمارے سرپرست پر کیا گذری خدانخواستہ کہین قید تو نہین ہو گئے ہیں کہ ہماری جدائی مین
کیونکر آرام آیا یا کہین جا کر کسی معشوق سے دل لگایا وقت جان دینے کا قریب آگیا ہی قلب
تھرا رہا ہی وہ تشریف لاوین جلسۂ مشورہ منعقد کرین انکے حکم سے لڑین مرین آخر کیا کرین یہ سنکر
چالاک نے کہا حضور مین ابھی جاتا ہون اپنے قبلہ وکعبہ کی خبر مفصل لاتا ہون یہ کہکر طرف
لشکر حیرت کے روانہ ہوا راہ مین آکر صورت تبدیل کی مثل کنیزان حیرت کے صورت بنائی
خرامان خرامان داخل بارگاہ حیرت ہوا دیکھا دربار حیرت کا ساحران نامی سے معمور ہی حیرت
تخت یاقوت نگار پر بکبر و نخوت تمام متمکن چہرہ مثل آفتاب روشن زلف گرہ گیر مین پیچ و تاب آنکھین لئے
عتاب تما ہر نازنین خدمت مین دست بستہ حاضر دریائے جواہر مین غوطہ زن لباس فاخرہ
زیب بدن گرد شاہزادیان ایک ایک سحر مین طاق شہرہ آفاق مہتر چالاک اگالدان بغل مین
لیکر پشت پر ملکہ حیرت جادو کے آیا رومال سے باادب مگس رانی کرنے لگا سراپا کو دیکھ رہا ہی
کبھی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہی کبھی اگالدان سامنے کر کے جھک جاتا ہی یکایک آسمان سے برق چمکی
ایک جادوگر عقاب سحر پر سوار آکر پہونچا بارہ تسلیم خم ہوا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا حضور اسکو
ملاحظہ فرمائین اسکے مضمون پر کاربند ہون دوست خوش دشمن دردمند ہون یہ کہکر نامہ دیکر
ساحر تو چلا گیا ملکہ حیرت نے نامہ کھولا پڑھنا شروع کیا ایک ایک حرف سے بشاشت آشکار
خوشی سے چہرہ گلنار چالاک جو پشت پر کھڑا تھا یہ جھکا ہوا مگس رانی کرتا جاتا ہی حرف حرف
پر نگاہ ہی حیرت نے پڑھکر نامہ چاک کر کے اگالدان مین ڈال دیا چالاک تھراتا ہوا باہر نکلا
آنکھون مین اشک حسرت قلب پر گرد کدورت ہر چند ضبط کرتا ہی دریائے غم و الم جوش مین ہاتھ
دستگیری نہین کرتے پاؤن ثابت قدمی سے محروم آنکھین کہتی ہین دریا بہائین دل کہتا ہی کہ
قبلہ وکعبہ کہکر اورون کو بھی رلائین اس حال مین مبہوت دہن پر مہر سکوت ہر چند دل مین جوش
مگر مثل تصویر خاموش بہ مشکل تمام افتان وخیزان بارگاہ مہرخ مین پہونچا مہرخ نے دیکھا رنگ
روے چالاک متغیر متردد ومتحیر آنکھین پتھرائی ہوئین جسم مین رعشہ ماتھے پر پسینہ مہرخ نے گھبرا کر
کہا اے مہتر والا گہر خیر تو ہی غم و الم سے چالاک کا یہ حال تھا کہ بول نہ سکتا تھا گھبرا کر ایک ایک کا

تھے تکتا تھا برق دوڑ کر لپٹ گیا کہا مرشد زادے خیر تو ہے کیا ایسا صدمۂ جانکاہ پہونچا برائے
خدا ظاہر کرو اسقدر ضبط کرنے میں روح نہ نکل جائے چالاک نے ہائے قبلہ و کعبہ کہکر ایک نعرہ
مارا مثل مرغ بسمل زمین پر گرا تڑپنے لگا تمام شاہزادیاں اپنے اپنے مقام سے اُٹھیں چالاک
کو سنبھالنے لگیں مہتر قران نے گود میں اُٹھا لیا کہا ای فرزند برائے خدا حال تو ظاہر کرو چالاک
نے سر پیٹ کر قران کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا ای نظر کردۂ بزرگان جنکے تم جان بخش کہلاتے
تھے وہ سیّار گلشن جنان ہوے یکہ و تنہا پاکر قبلہ و کعبہ کو بیکسی اور بے وطنی میں افراسیاب نے
باغ میں اُس سردار کو دار پر کھینچا بروقت انتقال ہم خدمتگاروں میں سے کوئی نہ پہونچا نہیں
معلوم لاش پر کیا گذری سنتا ہوں سر اطہر کنگرے پر باغ سیب کے رکھا گیا لاشہ اُس بچارے
نظر کردۂ پیران کا جنگل میں پھنکوا دیا قران نے پوچھا ای فرزند کیونکر معلوم ہوا خاک اُسکے دہن
میں کسنے یہ خبر سنائی چالاک نے کہا راز میں افراسیاب نے حیرت جادو کو نامہ لکھا اور تاکید
تھی کہ خبردار راز ظاہر نہو کوئی عیار ماہر نہو میں کنیز بنا ہوا پشت پر کھڑا تھا میں نے بھی پڑھ لیا یہ خبر
وحشت اثر سنکر سرداروں نے قیامت برپا کی کسی نے سر چوب خیمہ پر مارا کوئی ہائے معین و مددگار
کہکر روتے روتے بیہوش ہو گیا جب چالاک و ضرغام ہائے قبلہ و کعبہ کہکر نعرے مارتے ہیں
سننے والوں کے کلیجے پھٹے جاتے ہیں ملکہ بہار نے پچھاڑ کھائی مخمور نے پیٹ پیٹ کر اپنے کو
نیلا کر دیا ملکہ مہرخ آئینہ وار حیران ایک ایک کو سمجھاتی ہیں کہ صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو اول ہمکو یقین
نہیں آتا اور اگر خدانخواستہ ایسا ہی ہوا تو مرضی پروردگار میں کیا چارہ ہے اگر باغبان قضا و قدر
کو اس باغ پر بہار کا برباد کرنا منظور ہوا خزان کی آمد ہے کیا اختیار ہے بندہ مجبور ہونا چاہیے بلکہ اُسکا
معاوضہ یہی ہے کہ ہوش و حواس درست کرو لڑ بھڑ کر اپنے معین و مددگار کے خون کا بدلہ لو کیا اُسکیلیے
جان دینگے خدا چاہیگا تو خون کے دریا بہا دینگے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ذرا سب کو روکا کسیقدر
ہنگامہ کم ہوا مہتر قران نے کہا یارو تخلیہ کرو غیر کو اس محفل غم و الم میں نہ آنے دو تو میں سب
صاحبوں سے کچھ راز دل ظاہر کروں فوراً تخلیہ ہو گیا پانچوں عیار چالیس پچاس سردار اُس
تخلیہ میں شریک ہیں مہتر قران نے کہا یارو سب صاحب میرے حال عشرت مآل سے بخوبی آگاہ
ہیں شاہان اولوالعزم وزیران باتدبیر پر یہ کیفیتیں ظاہر ہیں کہ میں ملک حبش کا حکمران ہوں مجکو

بشارت ہوئی بزرگان دین نے مجھ ایسے روسیاہ پر نظر رحمت ڈالی نظر کردۂ بزرگان
مشہور ہوا روح کو راحت قلب کو سرور ہوا پھر حکم ہوا کہ خواجہ کی غلامی جا کر اختیار کرو جہاد
کرکے راہ خدا میں لڑو مرد خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے اپنے سرداران نامی
میں مندرج فرماتے تھے جان نثار کی آبرو بڑھاتے تھے میں نے جادۂ بزرگان دین
سے قدم نہ ہٹایا راہ عیاری سے منھ نہ پھیرا خواجہ نے یہ عزت دی جان بخش خطاب دیا ذرہ
کو آفتاب بنایا مہر پدر و مادری کو فراموش کیا ملک بہ ملک انکے ساتھ جہاد کرتا رہا ای ملکۂ عالم
اس تمہید سے یہ مراد ہی کہ وہ مجکو فرزند جانتے ہیں میں نے قبلہ و کعبہ کہا کلاہ فخر کو آسمان پر
پہونچایا شب سے بیشک مجکو تردد و انتشار رہی روح بیقرار رہی مگر انکے انتقال کا یقین
نہیں آتا اسمیں کوئی مطلب معقول ہی ہماری مراد دل حصول ہی سب سے زیادہ یہ بڑی
دلیل ہی انکے جان بچنے کی سبیل ہی کو سرانزیب پر بموجب روایت دفتر رب اکبر نے انسے
وعدہ کیا کہ جب تک تین مرتبہ اپنے منھ سے موت نہ مانگو گے قبض روح کا ملک الموت کو
حکم ہوگا پھر میں کیونکر کہوں معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد ارشاد میں اس صادق الوعد کے
فرق آئیگا فلک ہمکو یہ روز سیہ دکھائیگا صاحبو سب صاحبان عقل و فراست ہو مالک سریر سلطنت
ہوا اپنے اپنے دلوں پر ہاتھ رکھو دیکھو دل کیا کہتا ہی بخدا اسوقت اس کلام سے روح
کو راحت قلب میں قوت آگئی تصویر خداوند نعمت کی آنکھوں میں پھر رہی ہی وہ شہنشاہ عیاران
ہیں اس رزم میں حصول مطالب دلی عیان ہیں دیکھیے حال کھلیگا مناسب یہ ہی کہ اپنے
اپنے طور پر فکر و کوشش رہائی اسد نامدار میں سرگرم رہو رونا پیٹنا موقوف کرو کلام نصیحت التیام
مہتر قران سے سب کو تسکین ہوئی چاہتے تھے کہ اُس تخلیہ سے باہر آئیں مہتر قران نے
گھبرا کر کہا کوئی میری گوشمالی کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ او کالے چپ رہ عمرو باغ سیب میں مارا گیا
جسم سے اسکا سر اتار لیا سب لوگ حیران چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا زمین پر ایک پرچہ
کاغذ کا پڑا ہی مہتر قران نے اسکو اٹھایا لکھا تھا ای ملکہ مہرخ و بہار و ای عیاران نامدار
ہماری فکر نہ کرو مرنے جینے کا ذکر نہ کرو اپنے اپنے اختیار کے موافق فکر رہائی اسد غازی
کرو جانیں لڑا دو ہم اب روسیاہ تم سب کو نہ دکھائیں گے یا اسد و مہ جبین کو لے کر

آ سینگے یا اب تم سب صاحبون سے عدم مین ملاقات ہوگی والسلام راقم خواجہ عمرو مہتر قران نے پڑھ چکے وہ نوشتہ سب کو سنایا مطمئن ہوکر ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ مین آئین یہی چرچے ہین کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہی یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا چرند و پرند ہر کارے دوڑے ہوے آئے مگر گھبرائے ہوے سامنے آکر ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے صفت وثنا شاہنشاہی بجالائے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ | گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد | ہمہ کار عالم بکام تو باد

عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو ہر تاجدار آپ کے فیض سے سرفراز ہو بیرون بارگاہ آئیے ملاحظہ فرمائیے ایک ساحر ضعیف و نحیف تخت پر سوار نقارہ ایک آگے رکھا ہی چوب ہاتھ مین تخت اڑتا ہوا وسط سما مین ٹھہرا ہی کچھ کہکر نقارہ بجایا چاہتا ہی جلد باہر تشریف لائیے خود بگوش حق نیوش سماعت فرمائیے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و برق لامع و باغبان قدرت و سمار قدرت و خورشید زرین سحر وغیرہ جملہ سردار و پانچون عیار گھبرا کر بیرون بارگاہ آئے سر اٹھا کر دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب و غریب سیہ فام ایک لنگوٹ باندھے ہوے جسم سے برہنہ بال سر پر سفید و سیاہ ترچھی نگاہ ہیبت ناک بیباک نہایت چست و چالاک نقارہ آگے چوب ہاتھ مین لیکر بلند کی آواز دی تمام خلقت پیدا کی ہوئی خداوند سامری و جمشید کی ہی حکم بحکم قضا شیم افراسیاب جادو شہنشاہ طلسم ہوشربا کل ساکنان طلسم آگاہ ہون کہ آج کے تیسرے دن بوقت سحر بصد کر و فر اسد نامور و ملکہ مہ جبین خود سر بیٹی شہنشاہ کی دختر زیر گنبد نور قتل کیے جائینگے اپنی سرکشی کی سزا پائینگے یہ آواز دے کر نقارہ پر چوب لگائی زمین طلسم ہوش ربا تھرائی اسی طرح اس جیالے نے تین آوازین دے کر تین چوبین لگائین باغبان قدرت نے کہا صاحبو افراسیاب ایسا صاحب اختیار ہی کل صاحبان طلسم ہوش ربا کے کان مین یہ آواز پہونچ گئی ہوگی اٹھارہ سو ملک کے شاہ اور شاہزادیان اب فوجین لیکر چلینگی کوئی آج کوئی کل شہر نا پرسان مین آجائینگی اپنا اپنا جاہ و حشم دکھائینگی یار و افسوس ہی دل کی دل مین رہی ابتک کوئی تدبیر نہ کی اک عیاران نامی خواجہ عمرو نے حجاب سے منہ چھپالیا اب کس سے صلاح و مشورہ کرین اب اپنے کو شہر نا پرسان مین پہنچائین جو جو

سردار جس طور سے آئے بقید نام ملک و تاجدار نام دریافت کر کے ہمکو خبر ہو پہنچاے خیر
تقدیر مین ہماری یہ بد نامی لکھی تھی جو مرضی کریم کارساز کی گنبد نور مین جانا اسد غازی کا
چھوڑنا امریست مشکل دکاریست دشوار مگر جسوقت اسد و مہ جبین کو زیر گنبد نور دار پر چڑھاے
لائیگا ہم سب مرنے والے کمرین باندھکر جا پڑینگے نیر دار لڑینگے اپنے سردار کے سامنے
مرجائینگے یہ بھی ظاہر ہی کہ فوج افراسیاب کی بیشمار ہوگی ہماری فوج کی کیا حقیقت ہی ہماری
کیا لیاقت ہی تابعدار کا پہونچنا دشوار ہوگا فوجون کے ریلے ہونگے خیر اپنی جان دینے پر
قادر ہین انکی محبت مین مرنے کو حاضر ہین ملکہ بہار جادو نے کہا اے باغبان قدرت اے
صاحب شوکت خواجہ کا نہونا بڑی خرابی ہی دل کو بیتابی ہی وہ ہمارے تاجدار ہین آج تک
اُنہین کی صلاح پر کیا اُنھون نے ہر مقام پر ہمکو چھڑایا بچایا بدبخت افراسیاب سے بچایا ہمکو
اس کاغذ کے پڑھنے سے تسکین منوٹی افراسیاب حاکم نیرنج و شعبدہ ہی یہ کاغذ بھی بزور سحر
یہان پھنکوا دیا ہی کیونکر ہوسکتا ہی کہ خواجہ ہم لوگون سے ملاقات نہ کرتے مشورہ خیر و شر دیتے
ملکہ مہرخ نے کہا اے بہار اب یہ سوچ بچار سب بیکار ہی پروردگار کو اختیار ہی دیکھو پردۂ غیب
سے کیا ظاہر ہوتا ہی پانچون عیار قنطورہ ہاے زریفتی و پیتاوہ ہاے سقرلاتی و گوپھن ہاے
عیاری ذات پر آراستہ کر کے طرف شہر ناپرسان کے چلے ملکہ مہرخ و بہار نے دیکھا کہ ملکہ
حیرت جادو و مصور صورت نگار و ملکہ یاقوت جادو و مانی و نقاش و بہزاد و سنگ کش
و گیسو کشا سے بن شباب وغیرہ لشکرہاے جنگی آراستہ کر کے بڑے کروفر جاہ و حشم سے
ہمراہ ملکہ حیرت کے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوے عقب مین تمام بہیر و بنگاہ گاڑیان
چھکڑے اسباب باربرداری وغیرہ منتظم ہمراہ سب چلے جاتے ہین انبوہ سے لشکر کے راستے
بند ہوگئے ہین راہگیرون کو راستہ چلنا دشوار ملکہ مہرخ و بہار نے بلاکر جمعدارون کمیدانون
کو حکم دیا کہ تم سب صاحبون نے سنا نقارہ نواز نقارہ بجا گیا ہمارے واسطے دہ کوس پیل
تھا نوبت جان دینے کی آگئی تھا نجہ بھی دیکھو کف افسوس مل رہے ہین ہمارے غم مین
علمون نے بال کھول دیے ہین شہنا اودہ کی سانس لے رہی ہی قرنا کا دم بند ہی ہرجا ندار
و غیر جاندار دردمند ہی آپ سب صاحب کمرین باندھے موجود رہین جسوقت موقع ہو آواز ین گین

چلکر لشکر افراسیاب سے لڑین اب عیاران اسلام گئے ہین خبرین آمد کی لشکرون کی لائینگے تمل شاہان طلسم اس ہنگامہ مین آئینگے ہم ہمیشہ سے کہتے ہین پروردگار مدد کریگا تماشا دکھائینگے دریاے لشکر کفار مین ڈوب ڈوب جائینگے تم سب صاحب بجرأت سے نہنگ ہو وہ چلکر خونریزی کرو کہ خون کے دریا ہمین سب بے آبروؤن کو ڈبو دین پروردگار ناخدا کے بحر و برکشتی مسلمانان کو آفت سے بچائے بیڑا پار لگائے سب نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گردون پناہ سب خبرین نمکخوارون کو معلوم ہین یہ بھی سن چکے کہ خواجہ عمرو کئی دن سے معدوم ہین اُنکے مقدمہ مین اقوال مختلف ہین وہ ڈرین جو پیدا کرنے والے سے منحرف ہین دونون طرح ہماری آبرو ہے غازی و ینا دیجیے دونون جگہ سرخرو ہین ہم لوگ آٹھ پہر تیار ہین آپ کے اشارہ کے امیدوار ہین نام قتل اسد غازی سنکر جا پڑینگے سینے سپر کر دینگے غنیمہا پرستان لاشون سے بھر دینگے ملکہ مہرخ نے کہا مرحبا صد مرحبا سپاہیون کا یہی نام ہے مردان عالم کا لڑ بھڑ کر مر جانا کام ہے آپسمین عہد و پیمان واثق ہوا ایک کے ہاتھ مین ایک نے ہاتھ دیا نامرد بزدلون کو بھاگنے کی فکر ہوئی چپکے چپکے مال و اسباب سنبھالنے لگے افسرون سے حیلہ حوالہ کی باتین بھاگنے کی گھاتین کسی نے کہا کیدان صاحب گھر سے خط آیا ہے بیٹی کے عقد کا زمانہ قریب ہے یہ معاملہ عجیب ہے نجائینگے تو برادری والے طعن کرینگے کہ کمبخت باپ نہین آیا بیٹی کو رخصت نہ کر گیا مین حضور رات ہی کو جاؤنگا صبح کو گجر دم چلا آؤنگا آپ کو سوتے مین جگاؤنگا بعض نے کہا رسالدار صاحب گھوڑے کے پیٹ مین گرگری ہو گئی ہے دوا پوچھنے سلوتری کے مکان پر جاؤنگا گھوڑے کو بھی لیجانا ضرور ہے میان سلوتری کا مکان بہت دور ہے بعض نے چپکے چپکے ہتیار سنبھالے کمر باندھی گٹھری کپڑون کی اٹھائی سلام علیک کر کے چلے افسر نے کہا میان سپاہی صاحب کہان دور جا کر جواب دیا حضور یہ اسباب گھر پر رکھکر چلا آؤنگا آخر وقت کا آ کر پہرہ دونگا بعضے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوے حقہ بیچ مین رکھ لیا دو گھٹی ہونے لگی ایک نے کہا بھائی تمنے سنا خواجہ عمرو قتل ہو گئے ایک نے کہا بھائی آخر سرکشی کا یہی انجام ہے ایک نے کہا میان تمکو کیا کام ہے ہم تم تو بھائی بڑھتی کے ساتھی ہین نام کٹواؤ آج ہی نکل چلو چاندنی رات ہے صبح ہوتے ہوتے اپنے گانون مین پہنچ جائینگے

ہم تو بھائی کسان ہین کھیتی کر کھائینگے ہم تو بھائی جلوسی لوگ ہین بیسکر طون جگہ نوکری کی جب
لڑائی کا موقع آیا آبرو سے اپنے گھر چلے آئے اسی دن کے لیے پانچ کے نوکر ہین اِدھر اُدھر
سے لوٹ مار کے کھاتے ہین تنخواہ اپنی بچاتے ہین گھر جالکر چار بیگھے زمین کا پٹہ کرینگے محنتی ہین
ایک گوئی بیل کی خریدینگے وہ الگ کما پر چلیگی جنس کی رقم بچیگی سوائی پسا سامیونکو دینگے
فصل پر من کا سوا من لینگے یہ آپسمین باتین کین دو دو کر کے نکلگئے سوداگر جا بجا
دوکانین بند کر رہے ہین مال دوکانون سے نکال لیا غلامون کے ہاتھ طرف شہر ناپرسان کے
روانہ کیا کان مین گماشتے سے کہدیا در شہر ناپرسان پر چلکے دوکانین لگاؤ مسلمانون کا
اب ستارہ گردش مین ہے یہان مال رکھنا بہتر نہین ہے جاتے ہی دوکان کا ٹکٹ لے لینا ایک
مہینہ کامل یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جو مردان عالم کہ جان نثار ہین نمک حلال صاحب جاہ
وجلال مالک کے خیرخواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑے بھڑے آنکے اگلے مجمع ہین اسباب
جنگ کی تیاری مین مصروف ہین ایک کہتا ہے بھائی زیردار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی خاک
وخون مین غلطان ہونگے جب مردان عالم کی تلوار کھنچی ملازمان افراسیاب بودے
ہین ہمارے منھ پر کیا چڑھینگے دمبدم جوانون کے قدم آگے ہی بڑھینگے ایک قدم آگے
رکھا آبرو پائی ایک قدم پیچھے ہٹا ذلت اٹھائی بزرگون کے نام نہ مٹانا سینون پر تلوارین
کھانا پیٹھ کے لڑنا دشمنون کو ٹوکنا مجمع کو روکنا منھ پر تلوارین کھائینگے اپنے افسر اسد غازی
کو چھڑائینگے اگر آگ کا دریا ہوگا کود پڑینگے آگ برسا دینگے بس بھائیو اپنے اپنے خیمہ مین
چلکر بیٹھو سلاح جنگی درست کرو داہنے ہاتھ سے کھانا حرام ہے سپاہی کا نیک انجام ہے لشکر
مہرخ مین عجب ہنگامہ کہین شور گریہ وزاری کہین فریاد و بیقراری کسی کو بھاگنے کی فکر کہین جان
لڑانے کا ذکر یہی خبرین ہرکارون نے ملکہ مہرخ کو آکر سنائین کہ حضور جسوقت سے نقارہ
بجا ہزارہا آدمی آپ کے لشکر سے نکل گیا اب بھی بستر اٹھ رہے ہین پر بلکے بر سے خالی ہو چکے
ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا جاکر لشکر مین پکار دو کہ ہم خوشی سے کہتے ہین جسکو اپنی جان عزیز ہو
وہ لشکر سے چلا جائے اگر خدا ہماری فتح کرائیگا بلا تکلف آپ تشریف لائیے گا اگر حال
شکست سُن پائیے گا اپنے اپنے گھرون مین آرام فرمائیے گا جسکو مرنا ہو جان دیتا ہو

ہمارا ساتھ دے اب وقت زوال ہی ہمارے لشکر مین رنج و ملال ہی ہمارا تکیہ خدا پر ہے آپ سب صاحبون کا اسیوقت نکل جانا بہتر ہی وقت پیچھے پھرنے مین خرابی ہی ان کلمات پر فلک چہرخ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا سرداران عمرو کے گریبان چاک چہرون پر خاک حال ابتر و بیقرار و مضطر حیران و ششدر مگر نگاہ سب کی عنایت خدا پر اب راقم کو حال جشن طلسم شہر نا پرسان کا لکھنا منظور ہی جس مقام سے رہائی اسد کا چھوٹنا لکھا ساقی نامہ بھی تحریر ہوا مگر اس مقام سے کہ مضمون جشن و آمد سرداران افراسیاب بالتصریح لکھنا منظور ہی لہذا چند اشعار آبدار بطور یادگار مرقوم ہوتے ہین ناظرین اس داستان شوکت بیان کو ملاحظہ فرما کے یقین واثق ہی مضامین داستان اور روزمرہ کا لطف اٹھائینگے نظم دلفریب

چاہیے نام اُسی کا ای خامہ	زینتِ نام زیب سرنامہ	فلک اسکی نمونہ قدرت کا
یک قلمدان ہزار صنعت کا	رخِ قرطاس کو صفائی دی	اور سیاہی کو روشنائی دی
دیا قمری کو مصرعۂ نالا	مصرعۂ قد سرو پر بالا	کی عطا تو خطون کو کلک ادا
کیا عاشق کو تختۂ مشق جفا	ساقیا جلد اُٹھ درنگ نہ کر	عرصہ مطلب کا دیکھ تنگ نہ کر
طاق سے تو اُتار مے شیشہ	طاق پر رکھ کتاب اندیشہ	شیشۂ مے کی یہ دراز زبان
اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان	مین ہون مانند ساغر لبریز	جان بلب جان بلب کو کیا پرہیز
جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے	پانون توبہ کے لڑکھڑانے لگے	لڑے یا تاک مجھے نشہ مین چور
تاکہ مانند خوشۂ انگور	دل کے سارے پھپھولے توڑنے ہین	نکلتا ہاتی کوئی نہ چھوڑون مین
شب ہجران بسر نہین ہوتی	نہین ہوتی سحر نہین ہوتی	بستر رنج و کنج تنہائی
رات کیا آئی اک بلا آئی	شام سے حال ہے یہ صبح تلک	نہین لگتی مری پلک سے پلک
کیون نہین بولتے سحر کے طیور	کیا شفق نے کھلا دیا سیندور	جان بیتاب جیسے بیکل برق
وہ بھی گرم فشارہ کل برق	نبضین چھوٹی ہو مین غشی طاری	ایک فرقت ہزار بیماری

دیگر ساقی نامہ مصنف قمر

ساقیا رنج و غم کا ذکر نہ کر	لا پلا دے شراب فکر نہ کر	نشۂ مے مین سیر کرنا ہے
سرِ جلات طلسم ہو نگے طے	اب وہ دے جام بادۂ سر جوش	رہین مستی مین بھی بجا مرے ہوش

ساقیا دے شراب عیش و سرور
جسکے خاطر یہ رنج و غم جھیلا
سیکڑے کی بھی تیرے خیر رہے
میکشون سے تو آج جنگ نکر
بزم رندان مین آج جلسا ہی

ذکر عیاری عمرو ہی ضرور
وقت عیش و سرور ہی ساقی
جام دے مجکو آج پی در پی
ای قلم رے عنان رخش قلم
دیکھین میلہ مین کیا تماشا ہی

فلک کی جا کے دیکھون میلا
اتنو ناحق غرور ہی ساقی
جلد لا ساقیا درنگ نکر
نظم مضمون تازہ ہون پیہم
دیگر اشعار حسب مقام مضمون غزل

عشق کی جوش کا کچھ دل مین اثر ہو تو سہی / درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہین کیا دل کی تمنائین قصاص / جوشش گریہ بھلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلائین گے انھین یا وہ ہمین / کشش عشق ادھر خواہ اُدھر ہو تو سہی
دل کو کیا دخل لڑے یار جو مجھسے شب وصل / غیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
زلف کی جھونک اٹھائے گی یہ ہنگام خرام / قابل اِسکے تری بل کھاکے کمر ہو تو سہی
نہ سنیگا جو مری داور محشر نہ سُنے / عرصۂ حشر مین اچھا وہ نڈر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہی کہ مہمان بلاؤن اسکو / کہتی ہی خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین / دل مایوس کو امید سحر ہو تو سہی

اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی عجب مضمون ہاتھ آیا ہی کہ مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و مہتر قران و ملکہ مہرخ وغیرہ کو مطمئن کرکے طرف شہر ناپرسان کے روانہ ہوے مہتر قران نے کہا بھائیو اُستاد تمھارے سر پر اِسوقت موجود نہین ہین کسی بات مین کمی نہو مزاج مین برہمی نہو ملکہ مہرخ کو خبرین بھی پہنچین اور یہ بھی دیکھو کون کون سردار آتا ہی آج افراسیاب کیا رنگ لاتا ہی اب آمین ہمسے تمسے ملاقات ہو یا نہو اپنے اپنے کام مین چست و چالاک ہو جاؤ برق نے جواب دیا خلیفہ صاحب آج سے کل تک مین نے سُنا ہی کہ خدا جگزار آئینگے جنگی فوجین ہمراہ لائینگے اب خلیفہ صاحب فرداً فرداً الگ ہو جاؤ اپنا اپنا رنگ عیاری کا جماؤ آپس مین صلاحین کرکے یا تو پانچون مثل حواس خمسہ ایک جگہ تھے پانچون عیاری مین پانچ ہین مثل برگ خزان رسیدہ فرداً فرداً چلے مہتر برق فرنگی ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر دروازے پر شہر ناپرسان کے آیا

دیکھا انتہا کا اژدہام ہے دھکم دھکا ہو رہا ہے جانے والوں کے کپڑے لٹے ہوتے ہیں عیار رکھیوں
کا انتظام ہے ایک ایک کو دیکھتی جاتی ہیں کبھی غل مچاتی ہیں اے نگہبانان در شہر ناپرسان وائے ساحران
نمکخواران شہنشاہ دوران دیکھو خیال رکھو عیاران لشکر اسلام اندر شہر کے نہ آنے پائیں انکا
استاد مارا گیا ہے شہر میں آکر غدر ڈال دینگے جسکو پائیں گے قتل کرینگے انتظام دشوار ہوگا
عتاب شہنشاہ نامدار ہوگا مگر برق نے گوشہ سے دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن جب ذکر قتل عمرو
کرتی ہے ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہے دوپٹہ اُسکے سر سے ڈھلکا جاتا ہے آئینہ رخسار پر حیرانی
زلفوں کے اُلجھنے سے پریشانی ظاہر ہوتی ہے دل سے کہتا ہے اے برق ملکہ صرصر کو اُسکا ملال
ہے رنڈاپا چہرے سے برس رہا ہے خداوندا یہ خبر غلط ہو مگر کیونکر اندر جاؤں ایسا نہو یہ ظالم
پہچان لے گرفتار کرا دے تو غضب ہو اسوقت میں کون چھڑائیگا سوائے خدا کون مدد
کو آئیگا اسی فکر میں کنارے کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جوان ساحر صورت مہیب تازیانہ مار آتشیں
کا ہاتھ میں سب کو للکارتا ہوا چلا آتا ہے ہٹو ہٹو کی آواز دیتا ہوا انتہا کا زبردست ہے جب ڈپٹ
مار دیا چار چار تلے اوپر گر گئے برق نے پہچانا کہ خلیفہ جاتے ہیں انھیں کے پیچھے نکل چلو یہ
سوچکر یہ بھی عقب میں چلا ملکہ صرصر شمشیر زن نے چاہا اس ساحر کو روکے ہر چند کہ پہچانا
نہیں مگر قصد ہوا کہ روک کر پوچھوں کہ کس کے ملازم ہو کس سمت کے عازم ہو مہتر قران نے
کاندھے پر ہاتھ رکھکر ٹہلکر دھکا دیا ملکہ صرصر منہ کے بھل گری مہتر قران و برق جست کرکے
نکل گئے داخل شہر ناپرسان ہوے ایک گوشہ میں آکر ٹھہرے مہتر قران نے برق سے
اشارہ کیا میں زیر نخل ٹھہرا ہوں تم بارگاہ حیرت کی خبر لاؤ دیکھو وہاں کیا رنگ ہے برق
نے قصد کیا تھا کہ تڑپ کر بڑھے دیکھا سامنے سے ایک جوگی جٹائیں خاکستری چھوٹی ہوئی
لوہے کے کنڈل کانوں میں کرڑبری ڈاڑھی بھبھوت بدن پر ملے ہوے خاک کا تپلہ بنا ہوا
اکتارہ ہاتھ میں دو چیلے پشت پر ایک کے ہاتھ میں خنجری دوسرا ہاتھ سے تال دیتا ہوا جو دونوں
کا گرو ہے اکتارا بجا کر بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے پہچانا کہ چالاک و جانسوز و فرخام
شیر دل بھی اندر شہر کے آگئے آپسمیں اشارے ہوے پانچوں پانچ سمت گئے مگر برق
فرنگی جادوگر بنا ہوا بارگاہ ملکہ حیرت پر آیا دیکھا چوبدار لیسا مل حاجب و دربان تھا۔

باندھے کھڑے ہین ایک سمت کرگدن ہاے آتشین مرکب ہاے پرند شیران جنگی ٹہل رہے ہین برق دیکھتا بھالتا سر جھکائے ہوے دربارگاہ پر پہونچا دیکھا پردہ زربفتی کھنچا ہی ایک ساحر زبردست بادۂ کفر و نخوت سے مست ورنگ سلاری کے زنگل پر بیٹھا ہی آنے جانے والون کو روکتا ہی برق فرنگی پہلے تو ورکا پھر حاضر حاضر کہکے بلا تکلف اندر پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو بصد زیب و زینت تخت پر جلوہ فرما ہی گرد اگرد سات سو شاہزادیان سونے چاندی کی کرسیون پر بیٹھی ہین افراسیاب کا تخت خالی ہی اُسپر حاشیہ پڑا ہی ملکہ صنعت سحرساز و سرمار برف انداز وابریق کوہ شگاف تینون وزیر باتدبیر بیچ بارگاہ مین کھڑے ٹہل رہے ہین دریاے آتشبار سحر مین غوطہ زن ہین ملکہ حیرت سے عرض پیرا ہین کہ حضور بارہ پہر کا وقفہ ہی ابھی تک خراجگزارون کی آمد نہین شروع ہوئی ملکہ حیرت نے کہا آج سے کل تک سب پہونچ جاوینگے دیکھو دور سے ابر فیروزی اُٹھا ہی جاکر خیمہ بارگاہین آراستہ کرو جو سردار آئے موافق حقیقت کے اُسکا سامان کرو دیکھیے شہر ناپرسان مین کیونکر تاجداران اولوالعزم ٹھہر سکتے ہین صنعت سحرساز نے کہا حضور ہمنے رعایا سے کبھی مکان خالی کرا لیے ہین یہ کہکر صنعت آگے بڑھی برق بھی دیکھنے لگا دیکھا ابر فیروزی قریب آیا یکایک شق ہوا دیکھا تخت فیروزنگار پر ایک نازنین ماہ پیکر تاج شہریاری برسر چہرہ مثل ماہ انور جڑی جڑی آنکھڑیان دلہ بزری پہ آمادہ تیر مژگان تختۂ سیم پیشانی ابرو نیمچہ ہاے اصفہانی قد موزون مصرعۂ دیوان حسن و ملاحت خوبصورت نیک سیرت ابیات

عجب شکل اُسکی دل آویز تھی
حیا ساتھ اُسکے بلاخیز تھی
قد ناز کا سرو و طوبی غلام
نسیم چمن پائمال خرام
جبین بدر تھی اور ابرو ہلال
بہ چشم تھی اور بہ مردم غزال
نظر دام دلہاے برنا و پیر
مژہ تیر و بینی چو پیکان تیر
دہن درج یاقوت و دندان گہر
زبان پارۂ لعل و کان درر
صدف گوش تھے اور بنا گوش در
گلا سی گلو از مے حسن پر
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمان
وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال
نہ تھا سینہ تھا بحر حسن سراب
دو پستان اُسی بحر کے دو حباب
وہ آئینۂ پشت کی آبرو
دکھائے رخ شاہد آرزو
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر
کمر ہی نہ تھی تھی وہ تار نظر
وہ لوح شکم صبح امید تھی
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی
اب آگے تو ای خامہ گرداب ہی
بیان سے تو بچتا ہی آداب ہی

وہ پاے نگارین تھے جو موج گل
کف پاے رنگین تھے چمن برگ گل
وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا
وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا

مسدس

کف الخضیب ہی کفک بوز کا لقب
آنکھیں جو فرش راہ کرون شوق کے سبب
تلوون نکور وے مہر نہ پہونچے بعد تعب
خار نظر ہو خار نزاکت ہی یہ غضب
بوسہ کا وہم مین جو تصور رسان ہوا
تلوون مین صاف رنگ حنا کا عیان ہوا

قامت وہ حشر حسن کہ قیامت ہو پائمال
تشبیہ وان جو قد سے تو شمشاد ہو نہال
سرو بہشت لکھون تو ہو راستی کمال
شاعین سخن مین تکلین جو طوبیٰ سے معنی مثال
فتنہ کی خجل قد و قامت سے موت ہو
کہ قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو سلے
آرام مثل برق کسی جا پہ وہ نہ لے
انسان کیا ملک کے جگر مین قدم تلے
محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح سے چلے
چلتے ہین ایسی چال کہ ہل چل جہان مین ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

فیروزی جوڑا زیب جسم پشت پر دو لاکھ ساحران جنگ آزما ایک ایک سحر و ساحری مین یکتا طائران پرند پر سوار وہ تخت آکر اترا ملکہ صنعت بغلگیر ہوئی ہاتھ تھام لیا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے لیچلی پوچھا کہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش آنے مین کیون عرصہ ہوا کیا باعث تھا فیروزہ نے کہا بو اصنعت ایسا تاکید کا نامہ پہونچا مین شکارگاہ مین تھی جلدی مین جریدہ چلی آئی وہی دو لاکھ فوج جو شکار مین ہمراہ تھی اسکے سوا اور سامان نہ کرسکی یہ باتین کرتی ہوئی ملکہ فیروزہ بصد جوش و خروش اندر بارگاہ کے آئی ملکہ حیرت جادو کو نذر دی پہلو مین بیٹھنے کو کرسی ملی سرماء برف انداز و ابریق کوہ شگاف کو حکم ہوا انکی فوج کو جاکر بہ آرام تمام اترواؤ جگہ معقول انکے واسطے تجویز کرو خبردار کسی کو تکلیف نہو نے پاے سرما و ابریق دونون بموجب حکم کے باہر آئے ملکہ صنعت سحر ساز نے دیکھا اور ایک ابر سیاہ اٹھا زمین و آسمان دھنوان دھار ہوگیا

دھوین کا آسمان تیار ہو گیا اُسمین شعلہاے آتشین چمکتے ہوے صاف معلوم ہوتا تھا کہ
شب تاریک مین جگنو پھر رہے ہین شعلہاے سرکش زمین پر گر رہے ہین دھوین کا زمین
و آسمان بنگیا چاہ بابل کا نشان دیتا تھا عاشقان زلف سیاہ دود آہ جانتے تھے کوئی کہتا
تھا یہ پہاڑ ہی یا سیہ بختون کی قسمت کا بگاڑ ہی وہ ابر بھی قریب بارگاہ کے آکر یکایک شق ہوا
دیکھا ایک ساحر سیہ فام دُخان سیہ رو نام آتش خو آتش مزاج مردود بارگاہ کبریا جہنم کا
کُندا ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ساتھ تخت سے سیہ بخت کودا ملکہ صنعت سحرساز نے صاحب سلامت
کرکے بارگاہ ملکہ حیرت مین پہونچایا دُخان سیہ رو نے نذر دی خلعت مرحمت ہوا ایک جانب
دنگل برپا کرکے یہ بھی بیٹھا کارگزاردن کو حکم ہوا اہالیان لشکر کو جگہ معقول دو برق فرنگی نے
دیکھا ان ساحرون کے اترنے کی نوبت نہین آئی ہی کہ زیر آسمان یکایک طوفان نوح
برپا ہوا ایک دریاے قہار پر سر ہوا جوش مارتا ہوا ظاہر ہوا نہنگان خون آشام ماہیان
سیمین اندام گھڑیال مگر خوش حال اُس دریاے قہار مین اُچھلتے موج مین کلیل کرتے ہوے
ظاہر ہوکر غوطے مارتے ہین کبھی ڈوبتے ہین کبھی اُبھرتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تمام
دنیا ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی کیونکہ کشتی حیات پار ہوگی سامان سلاح جنگ اُس دریا
سے آشکار ہر گرداب سپر مدّور ہر موج شمشیر پر جوہر سلسلہ آب مقام کا زنار ہر حباب چشم پر عتاب
مچھلیان تیر دلدوز پلہ پرستان جگرسوز باشندگان شہر ناپرسان کو خیال اب سب ڈوب جاینگے
اس دریاے قیامت خیز سے کیونکر امان پاینگے لیکن جون جون دریا قریب آتا ہی مختصر ہوتا جاتا ہی
قریب شہر ناپرسان آکر دریا معدوم ہوا کرگدن پر سوار ایک غدار معلوم ہوا مندیل و دستار سر پر
قطرہ ہاے آب انگلیون سے ٹپکتے ہوے تمام لباس پانی مین تر مغرور بے آبرو ہوا پر پشت پر
سات لاکھ ساحران غدار ہزار ہا بے آتشین پر سوار اژدرہاے آتشین پر ہالہ بارگاہ زلیخی کا
لدا ہوا سر پر پھیلا کے علم سیاہ کُھلا ہوا ملکہ صنعت نے بمحبت آواز دی اے دوست صادق ہی محب
واثق اے آبروے ساحران نامی اے دُر صدف بحر خوش کلامی اے مواج بن گرداب آدم خوار تمہارے
بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ حلیم کب تشریف لاینگے ملکہ عالم سب مشتاق ہین یہ سُنتے ہی بوتلج
مسکرایا تخت سے کود پڑا پہلو مین اسکے نوجوان بیٹا صاحب شوکت و ہوش اطمینہ عدد کوش

دریانوش زوجہ اسکی حسین و خوبرو مواج جادو کی دختر نہایت پرفن ملکہ لطا غوطہ زن صاحب اسکے
حباب خونریز و مرغاب فتنہ انگیز و سرخاب کلنگ سوار دہنگ آتشبار مواج بن
گرداب کو حلقہ مین لیے ہوے ملکہ صنعت کو مواج بن گرداب نے جواب دیا اے صاحب
راز و نیاز اے ملکہ صنعت سحرساز فرمان شاہنشاہی ایسے وقت پر پہونچا کہ شہنشاہ نیلم کا
ارادہ شکار کا تھا فوراً مابدولت کو حکم کیا جلدی مین اٹالہ بارگاہ کا لدوا صرف سات لاکھ ساحر
لیکر شاشب آیا کسی مقام پر نہین ٹھہرا شہنشاہ بھی تشریف لاتے ہین بارگاہ استادہ کراؤن
شہنشاہ کو بروقت تشریف آوری تکلیف نہو مواج بن گرداب یہ باتین کررہا تھا کہ کئی
ہزار نقارون پر چوب پڑی سب نے دیکھا شہنشاہ نیلم بصد جاہ و حشم تخت جواہر نگار پر سوار
پشت پر بارہ لاکھ ساحران ناہنجار بدکردار میمون وار مرکب ہاے سحر پر سوار صدا ہے یا سامری
و جمشید زمین کو ہلاتی تھی فوج کی کثرت سے گاو زمین تھراتی تھی ایک جانب نازنینان خوشرو
سمن عذار قمر سیما نازک اندام زہرہ جبین طاوسان زرین بال سے اترین شہنشاہ نیلم تخت سے
اترا نقارے بجے دمامے گڑگڑائے صنعت مع کل فوج کے براے سلام آس ناکام
کے خم ہوئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ صنعت کو قریب بلایا بہ شفقت و محبت ہاتھ پشت پر رکھا پوچھا
مزاج اچھا رہا صنعت نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون
شہنشاہ نیلم نے کہا تمنے تو اب ہمارے پاس آنا بالکل چھوڑا مابدولت کی محبت سے منھ موڑا
صنعت نے کہا اے شہنشاہ آپ کو طلسم ہوشربا کا حال بھی معلوم ہے آٹھ پہر لڑائی جھگڑا ہے آفت
فساد برپا ہے لاکھون آدمی ملازمان شہنشاہی معرض تباہی مین آیا صدہا ملک قبضہ سے نکل گئے
مسلمانون نے لیلیے ایسے ایسے سردار قتل ہوے جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین ہے مین نے اکثر اپنے
سحر مین سب کو پھنسایا کوکب روشن ضمیر نے مدد بھیجکر بچایا عیار تو قیامت کے پرکالے ہین چن چن کے
سردارون کو مارا میان باغبان قدرت بھی شریک مسلمان ہین طلسم ہوشربا کی تباہی کے
سامان ہین کس کس خیرخواہ شہنشاہ کا نام لون شرم آتی ہے اے شہنشاہ زمین پاؤن کے نیچے سے
نکلی جاتی ہے سرزمین ہوشربا مقام جنگ و جدل ہے عملداری مین خلل ہے شہنشاہ نیلم نے مسکرا کر
جواب دیا شہنشاہ اُن سب کو قتل کیون نہین کرڈالتے مابدولت سے فرمایئن اے صنعت مجکو تو یہ

دماغ کہان کہ بذات خود میدان کارزار مین جاؤن کھڑے ہوکر اپنے لونڈی غلامون سے لڑون
مگر اپنے وزیر خوش تدبیر دریا دل مواج بن گرداب سے اشارہ کر دونگا سب کو ڈبو دیگا ابھر نا مشکل
ہوگا دہن اژدر لب ساحل ہوگا اُسکے سحر کے حباب بھرے گولیان ہین موجۂ دریا سے سحر شمشیر آبدار
ایک پہر بھر مین باغیون کو مٹا دیگا صنعت نے تشرما کر سر جھکا لیا کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب مسلمان
ایسے نہین ہین کہ جنپر کوئی یکایک غالب آئے بڑے بڑے سامان ہین ارکین سلطنت شاہنشاہ اُنکے
شریک ہین سلطنت وزارت فوج ولشکر ملک ومال جاہ وجلال سب کچھ اُنکے پاس موجود ہی شہنشاہ
نیلم نے ہنسکر کہا تیرے دل پر سکۂ رعب مسلمانان جگیا ہی نام سے مسلمان کے رنگ اڑتا ہی اِس
حیلہ مین مابدولت تشریف لائے ہین انتظام معقول کر دینگے جبل لاشہا سے مسلمانان سے بھڑینگے
ای صنعت ہم وہ ہین کہ اپنے ولی نعمت شہنشاہ لاچین صاحب شوکت کو گرفتار کرا دیا سلطنت کو
اُنکی مثل نقش پا مٹا دیا یہ بیچارے کیا چیز ہین شہنشاہ افراسیاب کے منتظم بے تمیز ہین یہ کہتا ہوا
مع چار سو سرداران زبردست اندر بارگاہ حیرت کے آیا برائے تعظیم شہنشاہ نیلم حیرت تخت سے
اُٹھی چچا جان کہکے لپٹ گئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ حیرت کو گلے لگا لیا مسکرا کر کہا بی بی تخت پر بیٹھو
ہمارے واسطے دنگل منگاؤ حیرت نے برابر پایۂ چہارم تخت کے دنگل جواہر نگار رکھوا دیا اُسپر
شہنشاہ نیلم جب بیٹھ چکا تب حیرت متمکن ہوئی سرداران شہنشاہ نیلم اپنے اپنے مقام پر بیٹھے
بارگاہ ملکہ حیرت تاجداران اولوالعزم سے معمور ہوتی جاتی ہی شہنشاہ نیلم بیٹھکر لاف وگزاف
کرنے لگا کبھی ملکہ حیرت کو سمجھاتا ہی نام مہرخ وبہار سنکر بہت جھلاتا ہی کہتا ہی بی بی حیرت جادو
نمکحرامون کا میرے سامنے نام نہ لو مابدولت کو بہت ناگوار ہوتا ہی اب ہم شہنشاہ کا کہنا مانینگے
اپنے ہاتھ سے انتظام کرکے جائینگے مہتر برق فرنگی سامان فوج شہنشاہ نیلم دیکھکر گھبرا گیا دل
سے کہتا ہی خداوندا ان ظالمون کے شر سے ملکہ مہرخ وغیرہ کو بچانا گھبرایا ہوا باہر بارگاہ کے آیا
دیکھا کہ دوڑے ہوئے ہرکارے ہانپتے ہوئے کانپتے ہوئے برق نے پوچھا بھائیو خیر تو ہی اُنہون
نے جواب دیا ای بھائی صفدر وصف شکن شہنشاہ توسن کی آمد ہی اُس گرد وفر سے آیا ہی ابلق چرخ
اُسکا جاہ وجلال دیکھکر تھرایا ہی برق نے کہا وہ جیا کیا ہی توسن نام ہی ققطقان کا ٹرا ہی اُسپر بھی
سواری گا ٹھینگے دانہ گھاس بند کر دینگے چونکہ ساحر بنا ہوا ہی ملازمان حیرت سے باتین کرتا ہوا آگ

نکلا خبر آمد شہنشاہ توسن کی سنکر ملکہ حیرت جادو باہر نکل آئی خود شہنشاہ نیلم انتظار مین آکر ٹھہرا یہ مالک زندان خانہ طلسمی ہی اسکا سب پاس کرتے ہین صاف تو یہ ہی کہ ڈرتے ہین نیلم ملکہ حیرت سے کہہ رہا ہی ہمارے بھائی صاحب تشریف لاتے ہین ملکہ عالم ہم دونون بھائیون نے ملکہ تمھارے شوہر کو بادشاہ بنایا شہنشاہ کا آباد گھر مٹایا تحفہ جات چرا چرا کر نکالے راستے طلسم کے بتائے مگر شہنشاہ لاچین ایسا بادشاہ جلیل ساحر زبردست تھا کہ سلطنت بگڑ جانے پر سالہا سال لڑا ایسا ایسا معرکہ پڑا کہ ایک ایک دن مین دس دس لاکھ ساحرون کا کھیت ہوا صدہا شہر ایسے ویران ہوئے کہ جنکا آباد ہونا دشوار ہی بادولت کا بیان کرنا بیکار ہی اس عدالت ولیاقت سے شہنشاہ لاچین نے سلطنت کی ہر گلی کوچہ گلزار رہتا تھا مظلوم ظالم کے ظلم سے رنج و ملال نہ سہتا تھا مگر سامری جمشید کو یہ منظور ہوا شہنشاہ افراسیاب بادشاہ ہوئے اب انکو عیش و سرور سے کام ہی ای وزیر باتدبیر اسکا بدانجام ہی تم نے بھی زمانہ کے نشیب و فراز دیکھے آنکھون کے سامنے کیسے کیسے آباد گھر مٹ گئے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار گل کی رعنائی بے اعتبار بقول شاعر نظم

دنیائے بے ثبات مین کسکو قیام ہی
جمشید کس جگہ ہی کہان اسکا جام ہی
ہان چار روز کے لیے یہ اژدحام ہی
ہمروان ہی توسن چالاک خامخو
اورنگ جم ہی اور نہ سکندر کا آئینہ
توسن بھی اسطرح کا کہ جو بے لگام ہی

مصنف کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا ای شہنشاہ عجب عبرت آمیز حیرت خیز آپ نے کلمات فرمائے اس آنکھون کے سامنے ناپائداری دنیا پھر گئی جاہ و حشم کی خواہش نگاہون سے گر گئی اب ہمارا غفلت و غرور پیشہ ہی آٹھ پہر تباہی ملک و مال کا اندیشہ ہی اس حیلہ سے آپ تشریف لائے ہین آپ کے بھائی صاحب بھی آئے ہین دونون صاحب ملکے اس طلسم کو مٹا دیجیے سرکشون کو اپنے دست زبردست سے سزا دیجیے نیلم اچھا اچھا کہکے سر ہلا رہا ہی کبر و نخوت سے تاج کو ہر پر کج کرتا ہی کہ دیکھا سامنے سے شتر سوار چوبدار سامان ماہی مراتب ظاہر ہوا ملکہ حیرت نے کہا شہنشاہ توسن آئے یہ کہکر مع وزرا و امرا مع شہنشاہ نیلم و مواج بن گرداب چند قدم آگے بڑھی بعد نکلنے سامان تزک کے سات سو علم سیاہ رنگ نشان کفر و ضلالت پیدا ہوئے علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوئے ایک جانب ٹھہرے یکایک صدا طبلچی کی بلند ہوئی آگے قرق زنجیر کھینچتی ہوئی پلٹنین رسالے وردیان زرق برق کی سوار پیدل پہنے ہوئے رسالے کے آگے

رسالہ دار پشت پر سوار مرکب دور کا سبے اونچی نیے ہوئے مرکبون پر نقارے نقارچیون کی وردیان بنات سلطانی کی کار زردوزی سے درست ہر خورد وکلان اپنے اپنے کام پر چالاک وچست کیمدان اپنی پلٹن کے آگے تاشے بجتے ہوئے ایک جانب شہنا نواز بصد سوز وگداز بھیرویں کی تانین اڑاتے ہوئے ٹھمریان غزلین گاتے ہوئے

غزل

نہ آہ مجھ سے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین
وہ تنگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین

کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین
ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین

بتون سے ہوتے ہین ہم سجدہ کر کے طالب وصل
دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین

پکارتی ہے محبت جو بیٹھے چپ بھی ہین
یہ ڈھنگ جلد تر افشائے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین ولے جو منقطع ہین نالے
شکایت رہِ دور و دراز کرتے ہین

نہ بند کر درِ مسجد کو مجھ پر ای زاہد
مرے گناہ درِ توبہ باز کرتے ہین

وہ شوخ کتنا ہی مجھکو بنا کے بے پروا
نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین

کہین نظر نہ لگے آئنہ کی ڈرتا ہون
نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین

گلا نہ کیجیو اے دامنِ شب ہجران
کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین

وہ تیرے غم نے شب ہجر میرے ساتھ کیا
کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین

بگاڑے قبر کو پامال کر کے عاشق کی
ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین

نہ بخت خوش نہ دل ای عشق بے اثر تجھسے
بگڑ بگڑ کے سگلے کارساز کرتے ہین

بصد نیاز اٹھاتا ہے خنجرِ قاتل
شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین

جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے
خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

تمام سامان شاہانہ گرداگرد صدہا نقیب آوازین لگاتا ہوا مصرعہ بڑھے عمر و دولت قدم باقدم ۔ تخت جواہر نگار پر توسن جادو بصد نخوت و غرور کئی ہزار مصاحب رفیق ساحر بے نظیر ندیم وزیر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے بڑے تکلف سے سواری شہنشاہ توسن کی پہونچی شہنشاہ نیلم بجائی صاحب کہکر بڑھا ہاتھ تھام کے تخت سے اتارا کئی سو پنڈت برہمن اشلوک پڑھتے ساعت نیک و بد بچارتے ہوئے ہر ایک چوراہے پر پوریان تل آملے ہوئے چنے دوڑ دوڑ کر

رکھنے لگے نیلم ہاتھ تھام کر شہنشاہ توسن کو لیے ہوئے طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے بڑھا حیرت
لے بھی آگے بڑھ کر سلام کیا صنعت نے بڑھ کر دعائین دین وزیر امیر لشت پر حیرت و نیلم برابر
برابر اس کروفر سے داخل بارگاہ حیرت جادو ہوا بیچ مین تخت حیرت ایک پہلو مین تخت شہنشاہ
نیلم ایک جانب شہنشاہ توسن کے واسطے تخت آراستہ ہوا حیرت جادو تخت پر بیٹھی اب کئی سو
تاجدارون کا مجمع ہی سرداران زبردست ساحران بدمست کا کیا شمار ہی بارگاہ حیرت معمور ہی برق
یہ سامان دیکھکر باہر نکلا دیکھا چالاک بن عمرو چوبدار کی صورت بنا ہوا عصا چاندی کا ہاتھ مین
لباس معقول زیب جسم کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی برق ساحر بنا ہوا قریب آیا آپس مین آنکھین لڑین اشارے
ہوئے مجمع سے الگ آئے برق نے کہا کیون مرشد زادے تمنے یہ سامان دیکھا اب تو شہر
ناپرسان مین بارہ کوس تک تل رکھنے کی جگہ نہین ہی اور ابھی سنتے ہین سردار تاجدار آنے کو باقی ہین
چالاک نے کہا ای برق فرنگی قفس جسم مین روح گھبراتی ہی عجب طرح کی حیرت ہی فلاکت آمادہ
بدعت ہی اس مجمع مین ساحرون کے چرخ و بہار زیردار اسد نامدار پہونچ سکینگی بارہ کوس پر
روک لیجائینگی ہوا کا گذر دشوار ہی مگر قبلہ وکعبہ کو تلاش کرو اگر زندہ ہین تو اس مجمع مین ضرور
ہونگے یہان تو فرداً فرداً تاجدار چلے آتے ہین بارگاہ مین جماو ہی اب چلکر بیرون شہر ناپرسان انبوہ
خلائق کا سامان دیکھنا چاہیے ابھی ایک ساحر ذکر کر رہا تھا کہ مہینہ بھر پیشتر سے واسطے حاضری
اس جلسہ کے بنام تاجداران جلیل اشتہار جاری ہوئے تھے دوکاندار بھی طلب ہوئے ہین
در شہر سے تا بہ کوہ مرجان بڑے تکلف سے میلہ آراستہ ہوا ہی برائے انتظام داروغہ کارگزار تھانہ دار
چلے آتے ہین ہر طرف یہی دھوم ہی ملکہ عالم نے حکم دیا ہی اس جشن مین خبردار کسی کا نقصان نہونے
پائے بڑے تکلف سے انتظام ہو جلسے چور گرہ کٹ نہ آنے پائین جب سرحد مین قدم رکھین مقید
ہو جائین انجام جلسہ تک قید مین رہین جفائین سہین ایک خبر یہی سنی ہی زیر کوہ مرجان برائے انتظام
آمد مسلمانان نوجین جا کر اتری ہین خبردار مقرر ہی حکم ہو چکا ہی کہ جب مسلمانون مین کمربندی ہو
فوراً خبر ہو جائے بڑھکر فوج شہنشاہی باغیون کو روکے آگے نہ بڑھنے دے سرحد کوہ مرجان سے
آگے بڑھ کر جنگ وجدل ہو ہمارے جشن مین نہ خلل ہو سب کد و کاوش بیکار ہی آپس مین صلاحین
کرتے ہوئے چلے راہ مین قران وجانسوز و ضرغام بھی ملے ایک نے ایک سے اشارے

کنانے سے حالات آمد شہنشاہ نیلم وشہنشاہ توسن ظاہر کیا قران نے اشارہ کیا اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرو یہان سے بازار مین چلو مین نے اسوقت دور سے بازار جوہری فروشان مین ایک تاجر جلیل ضعیف کو دیکھا مین قریب نہ جاسکا اُس مقام پر زیادہ ساحرون کا جماؤ تھا ایک طرف سے اُستانی آتی تھین گھبرا کر ہٹ آیا بخوبی پہچان نہ سکا یقین ہے کہ اُستاد والا نژاد تھے جوہریون کی دوکان دوکان پھر رہے تھے چالاک نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ قبلہ وکعبہ نے قتل کا شعبدہ کیا مگر اِس حال کا ظاہر کرنا مناسب نہین ہے کوئی صورت ایسی کرو کہ ہمسے اُنسے ملاقات ہو جاے چالاک نے کہا بھائیو الگ رہو ایک ساتھ نہ چلو عیار پہچان پھر رہی ہین آنکھ ملتے ہی پہچان جاتی ہین کئی مرتبہ سامنا ہوا جان بچا کر نکل آئے خدا اُن ظالمون کے ہاتھ سے بچائے یہ کہکر پانچون پھر الگ ہوے کوئی بشکل تاجر کوئی بصورت چوبدار کوئی ہرکارے کی صورت بنا خبرین لیتا ہوا مگر مہتر قران نے رنگ روغن عیاری کا لگایا کوتوالی چبوترے کے سپاہی بنکر تیار ہوے نیلی تپی سر پر دھوتر کا انگرکھا گاڑھے کا گھٹنا چادرہ گاڑھے کا کمر سے بندھا ہوا سپر کہنہ پشت پر تلوار پرانے چمڑے کی نیام کی کوتھی گرگئی ہے تو پھلا نکلا ہوا اِس کیفیت سے سر جھکا کر طرف بازار کے دیکھتے بھالتے ایک بلندی پر آکر تھمے دیکھا زیر گنبد نور فوجین بیشمار خیمون بارگاہون مین سردار گوش برآواز بیٹھے تھے کہ ذرا آمد آمد سلطانان کی خبر سنین جا پڑین دمبدم مجمع فوج بڑھتا جاتا ہے اٹھارہ سو ملک کے خراجگزار تاجدار چلے آتے ہین جو تاجدار آیا لشکر کو اُتارا ایک وزیر چند مشیر ہمراہ لیے جا کر داخل بارگاہ حیرت ہوا اب مہتر قران یہ دیکھکر حیران ہو گیا ہے دل کانپ رہا ہے دل سے کہتا ہے افراسیاب کی کتنی بڑی سلطنت ہے افراسیاب کی عملداری کی بڑی وسعت ہے کیونکر غرور نہ کرے نخوت اُس بیجا کی بیجا نہین ہے زمین کانپ رہی ہے اور پھر فوج آرہی ہے دیکھیے آمد فوج کا کب اختتام ہوتا ہے اب مہتر قران ٹہلتے ہوے ٹیکرے سے اُترے دیکھا اول بازار جوہر فروشان برابر کئی ہزار دوکان ایک ایک جوہری حسین وخوبصورت سرخ سبز وزرد کپاسی پگڑیان سرون پر لباس پرتکلف پہنے ہوے سامنے وہ جواہر اعلے اور بیش قیمت ڈھیر ہے کہ جوہری فلک یک چشمۂ آفتاب کو آنکھ پر رکھکر بصد حسرت دیکھ رہا ہے کسی جگہ گوہر بے بہا بحرین کے تاجران

جلیل غوطہ خور آنکے ہمراہ مین لیکر آئے ہین مول تول کر رہے ہین جوہر شناس جمع ہین دلال بیچ مین
گھسے آتے ہین رنگ ڈھنگ سنگ مین دھبّا لگاتے ہین خریدارون پر مشتری فلک کو رشک ہی
ایک ایک موتی معشوقان خوش چشم کا اشک ہی ضیائے الماس جگر مین جا کرتی ہی اگر دیکھ پائین
رشک سے ہیرا کھائین یاقوت احمر خوش رنگ عاشقون کا لخت جگر اشک خونی سے بہتر و برتر
نگینے موزون شہر نگینہ والون کے اسکو دیکھکر جگر خون نیلم نایاب چرخ نیلی جسکو دیکھکر بیتاب زمرد
ریحانی پر معشوقان سبزہ رنگ کی جان جاتی ہی سبز بختون کی طبیعت گھبراتی ہی ہر گوشے سے
یہ صدا آتی ہی شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر + دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم + سبز سبز نگینے
سبز بختان چمن پر طعن کرتے ہین سبزہ درختون کا انکی محبت کا دم بھرتے ہین عقیق یمنی شجری
پھولون کے رنگ کو مٹاتا ہی یہ نگینہ جسکے ہاتھ مین ہو تاثیر دکھاتا ہی بلاے ارضی و سماوی سے
بچاتا ہی ایک جانب صرافہ جوانان سیمتن زردار مالدار کوٹھی وال ہنڈیان سکرتی ہین حساب
اصل و سود بہی کھاتون پر لکھے جاتے ہین مدت کے دیے ہوے قرضے چلے آتے ہین ایک
نے کہا سیٹھ صاحب اصل کا روپیہ موجود ہی گماشتے نے جواب دیا کہ سود کی تکرار ہے سود ہی گورے
گورے لڑکے پاس بیٹھے ہین شوخ و شنگ کندن سے رنگ سونے کے بانے وضع کے نرالے
جسمین مروارید بے بہا کانون پر چڑھے ہاتھ مین طلائی کڑے کردھنی کمر مین ناپ تول نظر مین ہوتے
چاندی کی تھیلیان رکھی ہین روپیہ حاصل کرنے کی خوب لذتین چکھتی ہین ایک جانب دکانین
بزازی کی کان کرشمہ و ناز کی دکان پر رشتہ دارون کا جماؤ دلالون کا بگاڑ بناؤ گلبدن نایاب
اطلس چرخ کو جس سے حجاب تنزیب نین سکھ جس سے دیکھکر دل کو چین آنکھون کو سکھ ایک
ایک تھان نفیس لینے والے رئیس ہر طرح کا کپڑا موجود ہی ململ ڈھاکے کا جو تنگ خاندان ہین
آنکا عیب ڈھانکتا ہر دکان پر گھوڑے کے تھان کے اکثر بیان ہین یہان ایک دکان بصد ہا
تھان ہین ریشمی کپڑون کے طاقے بیشمار پھولدار اطلس باغ پر بہار اگر چھینٹ سے برسات
مین آنکھ لڑ جائے خریدار پکارے مجھپر چھینٹ نہ پڑ جائے ایک جانب گلفروش بسے ہوے
ہاتھون پر کمر کسے ہوے آواز دیتے ہین ہار جوہی بیلے کا دل بس جائے البیلے کا طرہ یہ ہی باز
خوب خریدار محبوب ایک جانب دکانین بھٹیارون کی تخت بلند پائین دل پسند صورتین بھولی بھولی

چہرے ماہ آسمان حسن و رعنائی قد موزون شمشاد حدیقۂ زیبائی زیور عمدہ نفیس پہلوؤن مین جوان جوان حلیس جوڑے ترچھے ادا مین بانکی گرد گرد بان سنہری سرخ نیچے شان و شوکت سے آ آ کے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین جوان نشہ باز معشوقون کے دمساز نشیلی آنکھین طرے جڑھو رہے ہین دم جو پڑے نشے تیز ہوئے اشعار پڑھنے لگے پکار اٹھے شعر ؎ آلا ہد کے دم مین کھینچ دم جو سون کے رندون مین ☆ پیا پے دم ہی کا توفق ہے مردہ دلون و زندون مین ☆ دوسرے نے جھوم کے جواب دیا بھائی کیا نقرہ کہا جو لوگ ان کا تو یہ اعتقاد ہے کسی کامل کا ایک شعر یاد ہے شعر ؎ آزاد کے دم مین تو اگر کچھ دھن کا پکا ہے ☆ جنت اک باغ ہے دوزخ کا بھی اک شرعی دھڑکا ہے ☆ بھائی دنیا مین چار پیغمبر آئے چارون آپس مین بھائی ہین دو کے معتقد زاہدان خانہ خراب و شیخ بد نیت دو کے معتقد ہم لوگ جوانان بیباک چست و چالاک بھائیو سمجھ لو وہ کون ہین تمازرونہ بھنگ گوزہ سر جھکانا غل مچانا انکو مبارک

مطلع حضرت مصنف

اللہ کا کرم رہے رند و بنگ حال پر	عاشق ہوئے ہین ہم تو اسی چال ڈھال پر
تلوار لیکے ہاتھ مین اکڑ و بھرا ی تو	قاضی پر آوت آئے بلا کو توال پر

بھائیو ہم لوگ خدا کے پیارے ہین نشہ باز بھولے بھالے مزاج نرالے رنگیلے طرحدار دم مارنیوالون مین تو یہ ہنگامے ہین بھنگیڑن معشوق مزاج عاشقون کے سر کا تاج جور وز کے پینے والے ہین وہ تخت پر آ بیٹھے ساقی سے سانگنے لگے اُس گلعذار نے مسکرا کر بات کی نہال ہو گئے غنچہ آرزو کھلگئے گنڈا اسکا لکر جھینکا کہا جانی آج تو جور کرو بہڑوکی پلوا دُ ایک دم لگوا دُ نشہ کا اُتار ہے فصل بارش کی بہار ہے سینے پر کیا ابھار ہے دم لگا کر اور زیادہ اکڑے تعریفین سراپا کی ہونیلگین ہماری بھنگیڑن حسن مین بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے ابروے خمدار ذبح کرتے ہین ان نشیلی آنکھون پر ہم مرتے ہین ای محبوب جانی یار جاودانی گھر بار جان و مال سب تجھپر نثار کرین خوب نشہ ہوا کیا دم کھنچا کہو تو سر کاٹ کے قدمون پر رکھدین دوسرا گنڈا اسکا لوا و چلم بھر وا اسنے مسکرا کر پیسے اُٹھا لیے پنجۂ نگارین سے چرس جانے لگی دم مارنے والے بول اُٹھے کشمیرن پلا ناسا لجھا نکلا جاتا زیر تخت ڈھاناک کے بکل جل رہے ہین نوکر غرقی باندھے وہ ابھی اگلا جانے والا نشہ مین چور ہاتھ بڑھا کر چلم لی بکل کی آگ چھوٹی چھوٹی جاتی میان کے سامنے حاضر کی میان نے کڑکڑا کے دم لگایا بالشت بھر لو اٹھی طرف نوکر کے متوجہ ہوئے کہا لے بھائی پیتے تو بھی دم

لگالے نشہ جمالے اِسنے پھر حقہ منھ پر رکھا یہ فقرہ ہنسکر کہا بجا ہو چرس کتی ہی کھانسی کر دن گٹرہ کر دن
اسپر بھی پینے والا نہ مرے تومین کیا کر دن اِس بانا مین بڑے ہنگامے ہین اِن معشوقان
طناز پر ایا ناز کے حالات حسن و خوبی رقم کرون کلام کو زیادہ طول ہو مشتاق ملول ہو مگر عجب جلسہ
ہی ڈھولک بج رہی ہی شعر خوانی کا ہنگامہ مطلع اشعار مخمسے رباعیات پڑھ رہے ہین بعضے
جلکر کہتے ہین میان کیا خاموش ہو میان آتش صاحب کا دہ سوخت پر مصرع شعر سے شعر
لڑے ابکی چودھوین کو مشاعرہ ہوگا اُستاد مظہر و مدار بخش آئینگے عشو خان فیض آبادی سے
تکرار بڑی ہی بڑی ہی یاد کر کے آیا ہی بارہ بارہ بیر پڑھتا ہی ہمین چار دن کی یاد ہی شیخ گھسیٹا ہمارا
استاد ہی اب اسوقت تمام میلہ جوش و خروش پر ہی اٹھارہ سو لاکھ کا آدمی جمع ہی راہ سے نکلنا دشوار
ہی ایسا جلسہ خوشنما میلہ کبھی نگاہ سے نہین گذرا نظم مصنف

جو صورت مہر جلوہ گر ہے
مضمون کے گہر دہن سے اگلون
تشبیہ ن کہ سمان ہی سب چمن کا
پہنے ہوے سب لباس پُرزر
ہر غنچہ دہن کے منھ پہ سرخی
وہ نرگس چشم سرمہ آلود
دل بانکی ادا پہ جنکے قربان
مجمع افیونیون کا اِک جا
نظارہ کنان ہین جنکی پریان
گنا کوئی چھیلتا ہی بیٹھا
کشمیری کہین پہ چھن رہی ہی
چلمون پہ چرس کی پڑتے ہین دم
گاڑا نشہ کا اُسنے جھنڈا
عیاش کمال کھیلی کھائی

میلہ کا رقم کرون وہ سامان
حاسد کا ہو رشک سے جگر خون
کیا کیا خوش رو و گلبدن ہین
ترچھی سکھے کلاہ سر پر
ہونٹھون پہ کوئی مسی لگائے
مژگان ناوک سے تیز افزود
اک سمت کو چانڈو پینے والے
جنکے اوصاف سب ہین زیبا
چسکی کوئی بیٹھا گھولتا ہی
ہی کوئی مزہ گزک کا چکھتا
اک سمت ہین ساقیون کی باتین
مشغل سے نہین ہی جسکی کو کم
دکانین تنبولنون کی اک سو
پہنے ہوے زیور طلائی

اس جلسہ کا منتظم قمر ہی
ہون آئنہ وار لوگ حیران
میلہ ہی یہ اک نئے فیشن کا
رشک نسرین و یاسمن ہین
کھائے ہوے پان کی گلوری
سوسن کو بھی جس سے شرم آئے
کس ناز سے ہر طرف خرامان
بانہو ہاتھون مین ہین سنبھالے
بیٹھے ہین بچھائے اپنی دریان
کانٹے مین تمکے تولتا ہی
مغلی کہین چا سے بن رہی ہی
دم دیکھے نگاہ جن پہ ڈالین
دم مارا کسی نے دیکھے گنڈا
بانکی ترچھی حسین و خوش رو
ہنس ہنس کے گال اک پہ جھینکا

دکھلایا کسی کو مرطے کے ٹھینگا
کرتی ہین کسی سے کبکے یہ چاپل
رنگ اپنا کوئی جما رہا ہی
جھبرطون مین دھرے ہین انکے کیلے
لنگا پھیرا کا کے پانون دھرنا
آوازین ہین اسطرح لگاتے
اک جا یہ مٹھائی کا ہی جوبن
پیرا برفی امرتیان ہین
کیا ذائقے دال موٹھ کے ہین
پانی کی یہ ہی سبیل پیاسو
جل ٹھنڈا یہ پی رآکے جھٹ پٹ
یہ بالیان بجلیان یہ کنگن
کیا ہار کھلے ہین سوتیا کے

چونا کسی یار کے لگایا
بیڑا اب کھاے بیرے مکھ لال
اک سمت ہین کبرمین شکیلہ
کہتی ہین ڈبل کے تین پیلے
بیٹھے ہین کسی جگہ کبابی
سے لونگ چڑے کباب کلیجے
شیرین سخنی سے وہ دکاندار
لڈو عمدہ جلیبیان ہین
سقے بھی کٹورون کو بجا کر
گرمی مین کلیجہ ٹھنڈا کر لو
کہتے ہین یہ گلفروش ہنسکر
یہ جھمکا یہ بدھی اور یہ جوشن

ہنس ہنس کے کسی کا خون بہایا
بیڑا کوئی لیکے کھا رہا ہی
صورت مین حسین اور جبیلہ
یارون سے اشارے بازی کرنا
چہرے چمکتے ہین آفتابی
اک بیچ رہا ہی حلوا سوہن
کہتے ہین پکار کر یہ ہر بار
اک کہتا ہی لڈو سونٹھ کے ہین
کہتے ہین یہ شور و غل مچا کر
ہی ڈونکی با جھونکے کھٹ پٹ
گنا بھی پھولون کا ہی معطر
کہتے ہین کبھی صدا لگا کے

عیاران طرار یہ تماشا دیکھتے ہوے صورتین بدلے جان کا ڈر مگر ہر مقام پر جانا بھی ضرور ہی اپنے اُستاد کو ڈھونڈھنا منظور ہی ایک جانب جو آئے دیکھا عجب ہنگامہ ہی ایک جوان گھنٹی بجا کے پکار رہا ہی ایک پیسا ٹکٹ نقل کی اصل دکھا دین اب جو آگے بڑھا دیکھا نظم مصنف

ہر لاگ کہین یہ سر کٹے کی
انداز طلسم جابجا ہی
جی چاہتا ہی کہ گھر بجائین
یارب طالع کو اسکے چمکا
بابان کسی جا گٹک رہا ہی
طنبورے کی ہی کہین یہ نوبت
گاتی ہی کوئی غزل قمر کی

ٹھیٹر کا کوئی جماے ہی رنگ
حیران ہوا جسنے شکل دیکھی
کیا میلا ہی واہ اور جلسہ
رات آج کی شب ہین گنوائین
اک سمت ہین رنڈیونکے ڈیرے
سارنگی کا سُر چمک رہا ہی
خالی کوئی گنگنا رہی ہی
اور کوئی ہی منتظر سحر کی

بجتا ہی کہین رباب مرچنگ
ہر جا آپسمین تذکرا ہی
دیکھا کرے بس بغور جلسہ
یہ سب ہی قمر کے دم کا جلوا
عیاش کھڑے ہوے ہین گھیرے
بجتی ہی کہین ستار کی گت
سر ساز سے اک ملا رہی ہی
غزل مصنف قمر

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین | راحت سے ہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے | ای دام کشو دیکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل وبلبل کے کل مین نے کہے انسے | باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچہ کی تر سے کھینچی | فردوس اٹھا لایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ کے قمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین | قول اہل سخن کا ہی استاد اسے کہتے ہین

تماشہ بین جمع ہین مجرا ہو رہا ہی نازنینان مہ جبین شوخ و شنگ طرار فرار ناز کرشمہ چتون مین ملی ہوئین مست ہین انکے بانکے چاہنے والے قریب بیٹھے ہین فرمائش ہو رہی ہی بی لذت بخش کوئی ٹھمری کوئی غزل گاؤ رنگینی دکھاؤ ہم تو مدت تک مشتری کے خریدار رہے جس دن سے وہ خانہ نشین ہوئین لطف غزل کا اٹھ گیا گانے کا مزہ جاتا رہا انکی فصاحت وبلاغت کی کیا تعریف کرین خود صاحب تصنیف موزون مزاج گائنون کے سرکا تاج نائکہ نے جھلا کر جواب دیا خیاب رسالدار صاحب خطا معاف اس چھوکری کے شہرے ہین یہ بھی شعر نظم کرتی ہین تہ بانے مین طاق شہرۂ آفاق ہان چھوکری جو کل غزل یاد کی ہی بہاگ کے ذہن مین سنا دے برق چمکا دے رسالدار صاحب بڑی دور سے آئے ہین ہمیشہ خط آیا کرتا تھا اشتیاق تمنا ہے آپ کے رقعے ہین ہم تو انھین کی تحریر پا کے جلسہ مین شہنشاہ افراسیاب کے بڑے مزے اٹھائے یہان تو اک ہنگامہ ہی میلہ کا ہے کو جمیلہ ہی میان داروغہ ارباب نشاط نے کل سے صرف ایک مرتبہ دو خوان کھانے کے بہونچائے یہان پچاس آدمی ساتھ ہین ٹٹو گھوڑے بیلیان اپنا صرف ہو رہا ہی یہ سنکر رسالدار صاحب بہول گئے ساری شہسواری بہول گئے کمر سے نوٹ سو روپیہ کا نکالا پیش کیا کہا بی لذت بخش صاحب آپ تو ہماری مہمان ہین اس جلسہ مین تشریف لانے کے ہم پر احسان ہین نائکہ نوچی دونون خوش ہوئین سازندون سے کہا رسالدار صاحب ساری جمشید سلامت رکھین بی لذت بخش گاؤ ہم رسالدار صاحب کو مدت سے جانتے ہین بہت کچھ دینگے خوش کر کے یہان سے بھیجینگے روپیہ ملنے سے بی لذت بخش کو بھی مزا ملا غنچہ آرزو کھلا چہرہ مثل گل کے سرخ ہو گیا مسکرا کر گنگنائین یہ غزل شروع کی

غزل

عشق مین رسوا جوانی آہ وزاری ہوگئی | کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمہاری ہوگئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
تیسرے پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھا بیزار جب سے اسکے تم خواہان ہوئے
مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریہ حسرت سے اور آنکھونسے جو تھی رسم و راہ
بعد مدت پھر مری فرقت مین جاری ہوگئی

اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

وصل مین دل ہی مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی

کل جو غش کھا کر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی

ناز دل کیا تھے اُٹھائے غیر کے احسان تک
ختم تیرے ناتوان پر بُردباری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہی قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہم سے وضعداری ہوگئی

دل پکڑ لیتا ہی دشمن جب تڑپتا ہی جلال
اُسکی بیتابی ہی کیا شوخی تمہاری ہوگئی

دیگر

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
پھیرے روٹھے کو منا لائیگی حسرت میری

نہ رکین غیر کے روکے سے بھی یارب اکدن
ادھر آنے مین وہ بیجا ہین طبیعت میری

جان دے کر بھی کہتا ہون انھین کچھ نہ دیا
حوصلہ میرا ہی دل میرا ہی ہمت میری

ناتوانی کا گلہ مجھسے ہو کیا تاب ای عشق
شکوہ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری

آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مرجانے دو
خود ٹھہرتے ہو نہ منظور ہی رخصت میری

یار آیا ہی شب وعدہ کہ تصویر اُسکی
دیکھتا ہی کوئی بیٹھا ہوا صورت میری

ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین وہ
آلگی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری

بیخبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہی
دل سے کہتا ہون خبر لیجے حضرت میری

روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے
وہ تو ہنستے بھی نہین سُنکے مصیبت میری

منھ لگائین تو سمجھ کر کے لگائین مجکو
کچھ نہ بن آئیگا بگڑیگی جو عادت میری

یار کو ڈھونڈھ نکالین گی یہ آنکھین ہی جلال
کچھ پتا دل کا لگائیگی تو حسرت میری

اِس غزل پر تو اُس قاتل عالم نے کبھی مارا کبھی جلایا ایک ایک شعر کو سو سو طرح تمایا تیلنے
مین کبھی جنگل کبھی باغ دیوانہ بن کبھی نقشہ محبوب کبھی صورت مطلوب کبھی سینہ پر ہاتھ رکھکے

سسکیان بھرنا کبھی سامنے مشتاقون کے مچلنا کبھی دل عاشق پاس بگارین سے ملنا اب تو
روپیہ اشرفی برسنے لگا بیل بڑھنے لگی کہین ایک بنیا مہاجن بیچارا آفت کا مارا اس جلسہ مین آ پھنسا
رسالدار نے پانچ دیے اسنے دس پھینکے رسالدار بیچارے دس کماتے ہین بچاس اٹھاتے مین
آج جلسہ کے خرچ کے واسطے سود و سو روپیہ قرض لیکر چلے تھے وہ دیچکے کچھ بازار مین صرف ہوا
مہاجن نے جب ٹمینٹ ٹٹولا یہ گھبرائے چاہا مال اب مین سے نکالکر تلوار دیدین نا گاہ نے چٹکی لی مٹھی
روپیون کی پہلو مین رکھدی اشارہ کیا ہمسے لیتے جاؤ بی لذت بخش کو دیتے جاؤ بنیے کو لٹنے دو
ہمارا نفع اسکا نقصان تمھارا ہم پر احسان رسالدار صاحب یا تو بدلگامی کرنے کو تھے قدم تھم گئے
اب تو بیل دینے پر جم گئے بنیا دم بھر مین لٹ گیا آخر چترہ جھاڑ کے بی امیر بخش سلام کر کے
اٹھا گا بعد اسکے جانے کے ہنسی دل لگی ہونے لگی اسیطرح دس آتے ہین پانچ جاتے ہین سب زند
ساز کر کر کے تماش بینون کو لگا کے لاتے ہین جو بانکا ترچھا ملا اسکا ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور دکھن
سے ایک بائی آئی ہی کیا خوب گاتی ہی چلکر دو چیزین سنیے اس کوچہ مین جو آیا لٹا ہنستا ہوا آیا
روتا ہوا گیا بعض تو خرچی چکا کر رہے ہین بعض خرچی چکاتے ہین ساتھ کے یارون سے
کہ رہے ہین بھائی یاران ہم پیشہ یہی کھیل کھیلتے ہین ایک شب سے زیادہ دوسری شب رنڈی
کے یہان نہین آتے تین سو کسبیون کے نام فرد پہ لکھے ہین مگر روز خانگیون کی ڈولیان
آتی ہین اوباش گرستون کو لگا لاتے ہین ہر خیمہ مین رنڈیون کے یہی ہنگامہ ہے کہین سوز کہین
ساز کہین راز کہین نیاز عیاران لشکر اسلام ہر سمت جاتے ہین خواجہ عمرو کی تلاش ہے مقام سے
جو کسبیون کے بڑھے ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ کلان استادہ ہی اسمین نوجوان جمع
ہین دف بج رہا ہی خیال میر شوکت حسین صاحب سحر کے باواز بلند گائے جاتے ہین –

بجتا ہی رباب اور مرچنگ ٹکڑے والے ہین کچھ نرالے	دارے کا جما ہوا ہی اک رنگ کچھ دارا بجا کے گا رہے ہین	کچھ بیٹھے ہین اسمین کلنی والے کچھ جھوم کے تان اڑا رہے ہین
گاتے ہین خیال یہ سحر کا		جلوہ جسمین ہی سب قمر کا

خیال تلازمۂ لسبنت شاعر بےنظیر عالی استعداد جناب میر شوکت حسین صاحب
المتخلص بہ سحر جوک پہلا

بسنت آیا ہی شور ہر سو ہی بلبلون کا ہر اک چمن مین
وہ پھولا ٹیسو لگی ہی آتش چنار سے جلتے ہین سارے بن مین

سمایا ہی رنگ زعفرانی ہر ایک نسرین و نسترن مین
خدا کی قدرت کا ہی تماشا کہ زردی آئی ہی یاسمن مین

ہی بیلا البیلا پن دکھاتا کہ زرد پوشاک ہی بدن مین
چنبیلی کیا گل کھلا رہی ہی چٹک ہی غنچہ کی ہر سخن مین

نہین ہین پھولے سماتے غنچے خوشی کے مارے خود اپنے تن مین
بھرے ہین گلچین کی جھولیون مین وہ پھول کھرے جو تھے چمن مین

قطعہ
دی ہی خبر بہار کی لا کر نسیم نے
مہکا دیا چمن کو گلون کی شمیم نے
صیاد کو ڈرایا ہی امید و بیم نے
شادی رچائی بلبلون کے دل دو نیم نے

شگفتگی کا بھرا ہی پانی ہر ایک تھالی کے بھی لگن مین

چوک دوسرا تلازمہ بسنت مصنفہ سحر

مثال یرقان ہی چشم نرگس ابھی ہی البیلی باولے پن مین
کہ ٹکٹکی بھی لگی ہوئی ہی گلون پہ حسرت ہی انجمن مین

اشارے چنپا سے ہو رہے ہین کہ آئی تو بھی اب اس وطن مین
بسنتی پوشاک ہی جو پہنے بہار کیا آگئی چمن مین

نہین ہی جوہی کا کام یان کچھ سمائیگا موتیا سمن مین
بہار کیندے کی آج کل ہی بسنت آیا ہی ہر چمن مین

قطعہ
اُجڑا ہوا چمن یہ پھر آباد ہو گیا
استادہ پیشوائی کو شمشاد ہو گیا
شادان ہر ایک بلبل ناشاد ہو گیا
پژمردہ غم سے اب دل صیاد ہو گیا

خوشی سے سنبل کو وجد یہ ہی اکڑ رہا ہی وہ بانکپن مین

چوک تیسرا مصنفہ سحر

بسنت کا رنگ جم گیا ہی حلب مین تاتار مین ختن مین

ہر ایک دشت وجبال وبر مین ہر ایک دریا مین اور چمن مین
بسنتی سبزہ ہی یون روش پر عقیق یا زرد ہین یمن مین
یہ زعفرانی ہی ترش ململ گاون کی خاطر ہر اک چمن مین
کہین یہ ہی شور فاختہ کا کہین یہ قمری ہی ہر سخن مین
کھلا ہوا پھول یا کہ غنچہ کہین پہ بلبل کے ہی دہن مین

قطعہ
دیکھو ہزار رنگ پہ گلزار آج ہی — مرغان خوش نوا کا فلک پر مزاج ہی
اب تخت زعفرانی کی بھی احتیاج ہی — ہر گلبدن کے سر پہ بسنتی جو تاج ہی

نہین ہی کھوٹا کھرا ہی ہر گل ہر ایک ثابت قدم چمن مین

چوک چوتھا مع تخلص استادان خیال

رسالگر کا بھی زعفرانی لباس تو عمدہ ہی بدن مین
مداری کپڑے بسنتی پہنے ہوے ہین داخل اس انجمن مین
اگر ہی ہیرا کا لال چہرہ پہ زرد پوشاک ہی بدن مین
وہ ٹھاٹھ عاشق علی کے دیکھو اکڑے آتے ہین بانکپن مین
گئی خزان اور بہار آئی سحر ہمارے بھی اب چمن مین
اسی سے شہرہ ہی لکھنو کا یمن مین چین مین حلب ختن مین

قطعہ
چرچا رہیگا چنگ وسرود رباب کا — دھرپت کی تان راگ خیال خباب کا
دورہ وہ ہر طرف کو شراب وکباب کا — پیری مین آج اٹھیگا مزہ کچھ شباب کا

یہ رات گذریگی عیش مین سب لپیٹے پلوے گلبدن مین

اس جلسہ کو دیکھکر جوان کمسن پیر عقیل فہیم اوصاف مین مصروف ہین کہ کس کامل نے یہ رنگ جمایا ہی کیا کیا خیال مین غزل کا بھی لطف ہی ٹھمری کا مزہ ہی مصنف نے کیا کام کیا ہر بڑا خوش جگر کھایا ہی کس کس مضمون کے خیال نظم فرمائے ہین باغ بہار سامنے بنا کر دکھائے ہین کیا فصل بسنت کے مضامین دلنشین ہین پڑھنے والے بھی جوانان فصاحت آئین ہین جی چاہتا ہی صبح تک میان سحر کے خیال سنین بیان سے قدم نہ ہٹائین عیاران لشکر اسلام اس مقام پر بھی دیر تک ٹھہرے

غرضکہ عمرو کی چہار جانب جستجو کی اس چمن مین بھی اپنے پھول کی بو نہ پائی آگے بڑھے ایک عجب توڑے جگمگے دیکھے جوانان شیر دل کی آواز آرہی ہے یاہو کے نعرون سے زمین تھرا رہی ہے کسی سے پوچھا اس مقام پر کیا جلسہ ہے ایک نے کہا بھائی اسی مقام پر تو سارا میلہ ہے اول صاحبان آبرو پیروان حضرت خضر والیاس حق شناس نیک اساس دریادل پاک از زشتی شہزادہ پرستان کے سارے بہشتی حق نیوش مشک بدوش بجوش وخروش آکر جمع ہوئے ہین ایک جانب ظاہر کے میلے دل کے اُجلے جنکی ذات سے تمام وضیع وشریف سفید پوش ہوتے ہین کثافت لباس کو دھوتے ہین صاحبان شست وشو خوشخو صاحب حسن وخوبی سارے شہر کے دھوبی آکر ڈٹے ہین دونون فرقون مین معرکے پڑگئے ہین کیا کیا عمدہ عمدہ کھنڈ گاتے ہین جو نہین سمجھتے ہین وہ اُسکو پاکھنڈ بتلاتے ہین اگر ٹھہر کر سنین صاحب فراست سر دھنین ثمنویان دلچسپ مضامین عمدہ شاعران نامی نے اسطور مین نظم کیا ہے ان صاحبون کو یاد کرادیا ہے یہی سب جوان گاتے ہین ہر میلے مین آتے ہین عیارون کو اشتیاق ہوا اس جلسہ مین آکر پہونچے دیکھا بڑی بڑی اینٹین بجائے فرش رکھی ہین ایک جانب سقے کھاروے کی لنگیان ڈھیری مرزائی پگڑیان سرون پر نری کے جوتے ڈٹے ہوئے ہین دوسری جانب دھوبیون کا پرا جما ہوا ہے انگرکھے جامدانی کے اُجلے صاف وشفاف پائجامے ین سکہ کے گر میلے ایک پائچہ چڑھا ہوا ایک اُترا ہوا تیوریون پر بل پڑا ہوا ہاتھون مین چاندی کے کڑے گلے مین نقرئی زنجیرین گاوریان کھائے ہوئے گنٹھے دار جوتی چڑھائے ہوئے دونون فرقے ڈٹے ہوئے ہین بڑے لطف سے یہ کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب سحر کے گارہے ہین کھنڈ

دھوبی سقو نکے ہین مقابل
سر سے وہ منڈلاسے ہین اُتار کے

سب کھنڈ گے گانے پر ہین مائل
گاتے ہین یہ کھنڈ ہاتھ پھیلا

اُجلے میلے ہین دھوبی سارے
دیتے ہین جواب دھوبی چیلا

کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب تخلص سحر لکھنوی اول سوال سقون کا

ایک کامل اُنمین آگے بڑھا اپنے کان پہ ہاتھ رکھکر پکارا

ہان ہان او میرے میان

سنو بھائی دو یار سقون کے نارے
اب عاشق کے دل ہین بہت بیقرار ے

صبا نے کیے جو نین مین اشارے ... تو غنچے چٹک کر یکا یک پکارے

چلو بلبلو آئی ہے اب بہارے

جواب دھوبیون کا

ایک دھوبی بھی آگے بڑھا اور یہ نعرا مارا

ہان ہان او میرے پیارے

خوشی سے نہین گل جو پھولے سمائے ... تو مرغان گلشن مین اترائے آئے

اکڑ کر یہان شمشاد جو بن دکھاتے ... خبر لاکے ہر ایک چمن مین سناتے

کہو باغبان سے کہ گلشن سنوارے

دوسرا سوال سقون کا

صنم آج گر وصل ہو تو مزا ہے ... گھٹا چھائی ہے اور چمن پر فضا ہے

مئے لالہ گون بادل پر صفا ہے ... بھرے جام ساقی یہی کہہ رہا ہے

کہ پہلے شراب تو کچھ ہو خمارے

ارے او میرے میان

تو میرا ہے دلدار ... مین تیرا بچپن کا یار ... پیارے جلدی آؤ ... عاشق کے گلے لگ جاؤ

جواب دھوبیون کا

فلک نے مرے حال پر رحم کھایا ... کہ وہ ماہرو میرے گھر آج آیا

تب مجھے سادہ پن یار جانی کا بھایا ... کہ آتے ہی مجکو گلے سے لگایا

سحر کا دماغ اب فلک پر ہے بارے

او میرے میان

تو میرا ہے پیارا ... مین نے تجھ پر جی اپنا وارا ... دل تیرے نذر کیا ... حسن تیرا مول لیا

سامعین مین چرچے ہو رہے ہین کہ آج تیسرا دن ہے سقے دھوبیون کی جان کو کاپ رہے ہین بیڑا کرنے پر آمادہ ہین کہتے ہین خوب گندی کرینگے انکی استری لینگے دھوبی باٹا کرینگے جب تو پے مین آئینگے ایک کہتا ہے بھائی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ادھر دھوبی بھی جوش مین کہتے ہین ہم

بہشتیون کو سوندن مین ٹہوا لینگے ڈول مشک چھوڑکر بھاگین گے خاک بھانکتے ہین ابھی سے کنوین جھانکتے ہین اب آبرو پہ بنیگی ہمارے اِنکے خوب چھنیگی پناہ بانی شکل ہوگی ہمارے اُنکے تکرار لب ساحل ہوگی عیاران لشکر اسلام نے ہر ایک مقام پر ٹھہر کر تلاش عمرو کی اب تک ملاقات نہوئی ایکطرف بازار مین دیکھا بڑا ہنگامہ ہے مرچڑے چاقو ہاتھ مین سر پر چرکے لگے ہوئے خون بہا کر پیسہ لیتے ہین بڑا کمال حاصل کیا ہے ایک پیسہ اُنکا خونبہا ہے ایک جانب گرز مار دو ضربین لگائین پیسہ لیا ایک طرف شیدی جھجھنے ہاتھ مین شلنگین لگا رہے ہین جہان اُڑے گنڈا لیکر ٹلے ایک مقام پر ستھرے شاہی فقیر بے پرواہی ڈنڈے بجا کے یہ بانی کہہ رہے ہین

قطعہ یعنی بانی

صدقہ نانک شاہ کا بھنڈارے بھرپور	جگ جگ جیے لاڑلی ٹہجتی ہر دم جاہی	آٹھ پہر جو نستھ ٹکڑی کھہ پر رہے نور
		شاد ہو روح سامری کہتے ستھرے شاہی

عجب رنگ پر میلہ ہے کُل شہرون کے دکاندار ہر مقام پر نئے طور کی بہار خریدار بیوپاری وہ اشیاء نادرہ کہ مشتری فلک جان دیکے خریدے سکندر ایسا بادشاہ اگر اِس میلے مین آئے مثل آئینہ حیران ہو جائے جمشید نے کبھی ایسا جلسہ آنکھ سے ندیکھا ہوگا جام جہان نما مین آغاز و انجام اُس نیکنام کو ثابت نہوتا کاسہ ہائے چینی دکانون کے اُسکے جام سے بہتر جا بجا جلسون مین نازنینان چپر چبکر آٹھ پہر مین میلہ خوب جما ہے دکانین نہایت لطف سے آراستہ تاجرون کے اسباب تکلف سے پیراستہ کوچہ ہائے بازار دلچسپ سے کوچۂ زلف محبوب کا نشان ملتا ہے غنچۂ آرزوے عاشقان اِس بازار رشک گلزار کو دیکھکر کھلتا ہے دکانون مین تصویرین دلپذیر اگر مانی و بہزاد ہوتے آہ کھینچتے یا تصویر کشی سے ہاتھ کھینچتے اگر کسی عاشق مزاج کا اُس کوچہ مین گذر ہوتا تصویرونکو دیکھکر مثل تصویر تصور خاموش حیرت کا جوش

تعریف میلہ و بازار نظم دلچسپ مین یہ نظم بھرتی نہین ہے نہایت پاک وصاف ہے بے تکلف میلے کا نظم اوصاف ہے

کہان ایسی بازار آئینہ بند	دکانین ہین ایسی کہان دلپسند	جو بازار ہین یوسفستان حسن
دکانین نظر آتی ہین کان حسن	سجاوٹ دکانون کی ایسی بنی	کہ سو جان سے ہونگے مشتری
کبھی ایسے سوداگر آئے نہ تھے	کبھی مال تاجر یہ لائے نہ تھے	گرانمایہ ہین جتنے اسباب ہین
سب اشیا و اجناس نایاب ہین	کبھی تھین نہ ایسی خریداریان	نہ ہر جنس کی گرم بازاریان

ہر اک شے جواہر کی تولون بکی
کسی جنس کا نقد سامان ہو مول
کسی سمت بزازہ آراستہ
دکانین ہین آنکی جواہر کی کان
نہ دیکھے تھے یہ شیشۂ پر بہار
کہ بھولے نگہ اپنی نیرنگیان
صفا خیز سب آئینے نور کے
فلک عکس سے جسکے ہو جا سبز
کہین ہین وہ ہمثل حلوا فروش
دکھاتی ہی شیرین ادائی کا لطف
بھرے خرمے کتنے نزاکت سرشت
وہ شیرین لبونمین نہ پایا مزہ
چکھنی ہمین وہان نعمتین بیشمار
وہین آکے پیتے ہین میکش شراب
کہین پھول والون کا بازار ہی
عجائب ہی جو ہی عجب موگرا
دکانین کہین دور تک عطر کی
کسی عطر مین سنبلِ تر کی بو
کوئی نکہت ایسی کہ لیجائے ہوش
جمائے ہوئے شل پان اپنا رنگ
جسے وہ گلوری بنا کر کھلائے
تماشائیون کا آسی جا ہجوم
وہ شوخ و دلبر وہین جلوہ گر

ہر اک چیز یوسف کے مولون بکی
کوئی چیز وہ جسکی قیمت ہی دل
کسی سمت صرافہ پیراستہ
دکانین کہین شیشہ آلات کی
نہ کی تھی کبھی سیر مینا نگار
مینا بار ایسے مصفا کنول
دل آویز سب جھاڑ بلور کے
کہین شیشۂ سبز پر تو فگن
سب ایسے جنھین من و سلوا فروش
جلیبی ہی زرے شیرۂ جان کے دے
پسند آئے حورونکو جو در بہشت
لگائے ہوئے ہین کہین مطبخی
مطنجن مزعفر مربے اچار
کبابون کی گرمی مین کیا گفتگو
دہان کی ہوا تک بھی گلبار ہی
چنبیلی کی کثرت ہی بیلے کا جوش
بساتی ہی کپڑے مہک عطر کی
کسی بو پہ مائل نسیم چمن
کسی بو سے بیہوش کو آئے ہوش
یہ سر سبزی حسن کا حال ہی
وہ خود قتل کا اپنے بیڑا اٹھائے
حقیقت مین وان ہی سمان نخر کا
ادھر کچھ جوان حسین کچھ ادھر

کسی مال کا مایۂ جان ہی مول
سمجھتا ہی مفلس غنیمت ہی دل
کہین جوہری ہین لگائے دکان
جہان ڈھنگ شوخی خیالات کی
وہ جلوہ دکھاتی تھین مردنگیان
بچھا ہو تو روشن ہو دلکا کنول
کہین جلوہ آرائے مینائے سحر
بناوے جو میلے کا گل پیرہن
بیان کیجیے کیا مٹھائی کا لطف
اگر امرتی کھائے امرت نہ دے
جو قند مکرر مین آیا مزہ
دکانین طبقہائے نعمات کی
کبابی جہان بھونتے ہین کباب
کہ بے چین کر دیتی ہی جسکی بو
نرالی ہی خوشبو نیا موتیا
وہین پر زیادہ ہی بیلے کا جوش
کسی عطر مین ہی گلِ تر کی بو
کسی بو پہ عاشق شمیم چمن
تنبولن بھی بیٹھی ہی اک شوخ و شنگ
زبان جسکی تعریف مین لال ہی
کسی سمت ساقن سے جوبن کی دھوم
کھنچا ہی وہان سائبان لوند کا
جسے بھر کے حقہ پلاتی ہی وہ

دیکھو ین اُس جوانک اڑاتی ہو وہ　عیاران جانباز سر جلسہ مین جاتے ہین جلسہ دیکھینے کا کسا و ہوش

ہو دریاے عیبت کا جوش صاف یہ ہو کہ سارے میلے کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین چھان ڈالا ابھی تک تو کہین پتا نملا ناگاہ سلطان انجم سپاہ پر شکست کے سامان نظر آئے ستارے چرخ نیلی فام پر جھلملاے کہ فوج شجاع نیر اعظم کی بصد شد و مد عرصۂ میدان فلک پر آمد آمد ہوئی شہنشاہ ظلمت کو مقابلہ و مجادلہ کی کدھوئی ہر چند چاہا جوانان سیارگان کو میدان رزم مین جماؤن شان و شوکت و جلالت دکھاؤن لیکن صاف ثابت ہوا کہ وقت تنگ ہو شہنشاہ زرین پوش اقلیم روز آمادۂ جنگ ہو آخر قلعۂ مغرب مین جاکر محصور ہوا داخلہ فوج ضیاے آفتاب عالمتاب سے ظلمت کدہ

عالم پر نور ہوا **نظم مصنف**

چمکنے لگے ذرہ ہاے زمین　منور ہوا صاف چرخ برین

برآمد ہوا شاہ گیتی فروز　درخشندہ کامل ہوا روے روز

طیوران صحرا ہوے نغمہ خوان　برآمد ہوا مہر باعز و شان

عیاران اسلام بیقرار و ناکام شہر ناپرسان سے متردد و پریشان نکلے لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ مین آئے دیکھا لشکر مین شب سے کر بندی ہو اپنے اپنے افسرون کے ساتھ خیمون مین بارگاہون مین جمع ہین اشارون کے مشتاق ہین جرأت و شوکت مین طاق ہین عیا بارگاہ مہرخ مین آئے دیکھا ملکہ مہرخ تخت پر کرسیون پر شاہ و شہریار زادیان بصد کرّ و فر دریاے سلاح جنگ مین غوطہ مارے ہوے آمادہ جانبازی مصروف ذکر حالات ہین غازی عیار دعا و ثناے شاہنشاہی بجالا کے عرض کی اے غازیان صف شکن واے شور شعاران شمشیر زن کل صبح کو آپکی خدمت سے رخصت ہوے تھے آٹھ پہر شہر ناپرسان مین رہے جو کچھ کہ آنکھون سے دیکھا کیا عرض کرین از شہر ناپرسان تا کوہ عقیق فوجون کے جمگھٹے ہین سرداران **افراسیاب** مع فوجہاے جنگی آگئے ہین پیک نگاہ کا گزر دشوار ہی ہر ایک بجیا آمادہ حرب و پیکار ہو ملکہ مہرخ نے کہا ہمین مرنا جان دینا ہی مرنے والے کے نزدیک ایک ورکرور برابر ہین اے عیاران خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی کہین ملے یا نہین چالاک نے کہا کہ ابھی تک زیارت نصیب نہین ہوئی بہت کوشش کی مہتر قران نے کہا وہ مکر سے غافل نہونگے خدا انکو زندہ رکھے جامع المتفرقین آنسے ملائے زیارت سے مشرف ہون صرف آپ صاحبون کو خبر کرنے آئے تھے خدا حافظ پھر جاتے ہین اب صبح کو اگر حیات باقی ہو زندہ ملینگے ورنہ لاشے ہمارے زیر دار اسد نامدار پڑے ہونگے

ملکہ مہرخ نے کہا آج کی شب شب قیامت ہے جبکہ سردارِ وسط سما پر جا کر ٹھہرینگے وقت کے منتظر رہینگے
جب افراسیاب ہمارے آقائے نامدار کو گنبد نور سے نکالیگا جو بن پڑیگا وہ کرینگے زبان سے
کچھ نہین کہتے جو منظور خدائے کارساز کو مگر بار وافسوس صد ہزار افسوس ایک شب بیچ مین باقی ہے
کوئی تدبیر معقول نہوئی ہائے سعادت ابدی حصول نہوئی خواجہ عمرو کا ہمسے چھوٹنا بڑا ستم ہوا اگر
وہ ہوتے مرنا بھی ایک تدبیر کے ساتھ ہوتا اب خدا سے یہی عرض ہے جان دینا ہمپر فرض ہے یہ ہنگامہ
دیکھکر دل پر اُس پروردہ مہد ناز و نعم ملکہ حسین الماس پوش پر کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی
ہوگی نہ دھڑکون مین اُسکی جان جائیگی وہ عاشق صادق نہ بچیگی مردہ زیر گنبد نور آئیگا آخر مین
افراسیاب پچھتائیگا ملکہ مہرخ نے کہا صاحبو وہ بیچاری عیش پسند نشہ سلطنت مین چور سا پنے سحر و ساحری
پر مغرور اُس ہوسے کو نہ کسی کے جینے کی خوشی نہ مرنے کا غم ہم لٹتے ہین سامان تباہی ظاہر ہے
دل کے حال سے پروردگار ماہر ہے کلیجہ چیر کر کسکو دکھائین زمین شق ہو سما جائین ماں نے اسکی
کمسنی مین انتقال کیا خون جگر پلا پلا کر پالا آنکی تقدیر کے نوشتے کو نہ دیکھا کہ کاتب قدرت نے
کلک قدرت سے صفحہ پیشانی پر یہ مضمون مصیبت خیز لکھا ہے کہ چودھوان برس بھاری ہوگا جب سے یہ
سال شروع ہوا ہم بلائین لیا کرتے تھے شعر چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیرہ گھٹنے لگتا ہے مہ
چار دہ پورا ہوکر صاحبو ہر سال صدقہ اُتارتی تھی اپنی جان آنبر دارتی تھی اس سال مین تقدیر نے
بھلا دیا تصدق میری بچی پر سے نہ اُترنے پایا جسدن سے صحرائے حیرت کی سلطنت ملی دل مین
مجھ بدنصیب کے دھڑکن پیدا ہوئی حرامزادی لکاتہ فاحشہ صندل جادو کو بھی کل نگہبان کیا مجھے
درد سر پیدا ہوا کہا کرتی تھی کہ اُس فاحشہ کے اطوار دیکھکر لڑکی کو اُسکی نہ ہوا لگے ابھی کچی لکڑی ہے
ہر طرف جھک سکتی ہے مین جب جا کر کہتی تھی کہ بی بی دو چار دن کو گھر چلو میرے کلبۂ احزان کو نور جمال
سے منور کرو کھیل کود مین پڑی تھین کل آؤنگی کہکر ٹال دیتی تھین مین باغ کو شیشہ آلات سے آراستہ
کرتی تھی دن رات انتظار مین گذر جاتا تھا جب آفتاب جمال نہ طالع ہوتا تھا بغیرت بنکر
پھر جاتی تھی بلائین لیکر کلمات شکایت آمیز جو میری زبان سے نکلتے تھے صاحبو اُسکی سعادتمندی
کا کیا ذکر کرون نانی امان کہکر لپٹ جاتی تھی جہان ذرا غصہ کیا رونے لگتی تھی جو تحفے ملکون سے آتے
تھے چھپا کر رکھتی تھی مین کہتی تھی بی بی تمنے نہ نوش کیا جواب اسکا یہ تھا کہ نانی امان تم بغیر ہمارے

حلق سے نہ اترا ہم تم ساتھ کھائین حبب مین گئی ہے کھانا کھلاے نہ آنے دیا اُس اپنی ماہ تابان کو کنعان
پاؤن چتھیڑے پانون مین باندھ کر جنگل وصحرا مین نکل جاؤن اپنے غزال رمیدہ کو کس بن مین ڈھونڈھون
اس بیان پر ملکہ مہرخ کی بارگاہ فلک اشتباہ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا بہار کی ہچکی لگ گئی بلبل عبان
قدرت نے گریبان چاک کیا ملکہ سرخ مو نے کا کہکشا بال نوچنے لگی شکیل جادو بھانجی کا
نام لیکر بہت رویا تلوار ٹیک کر اٹھا کہا مادر مہربان آپ کا رونا ہمسے نہین دیکھا جاتا ہم ابھی جاکر جان
دیتے ہین یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے ملکہ مہرخ نے دامن تھام لیا کہا ای باعث قوت وتوانائی قلب
وجگر ای نور نظر اب تمھارے جمال کو دیکھکر جیتے ہین ہمارے بعد جان دینا پہلے ہمکو دفن کر لینا پھر تمکو
اختیار ہے ملکہ نے کہا بیٹا ہماری وصیت آخر گوش ہوش سے سنو جسوقت ہم سبھون کا یہان خاتمہ ہو
لینے لڑ بھڑکر افراسیاب سے مرجائین وصیت اول یہ ہے اگر ہو سکے تو لاش اُٹھانے کی تدبیر کرنا اگر
ممکن نہو ای جان مادر اپنی خدمت مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کے پہونچانا ہم
کشتگان حسرت ویاس کا تفصیل سُنانا بقیہ عمر خدمت مین آقا کی بسر کرنا انکی غلامی کا دم بھرنا یقین کامل ہے
اپنے لونڈی غلامون کے خون کا عوض لینے طلسم ہوشربا مین ضرور آئینگے آقا کے ساتھ آنا لونڈیون کی
قبرون کا نشان بتانا عرض کرنا کہ سورۂ فاتحہ سے اپنے نمکخوارون کو یاد کیجیے روحونکو شاد کیجیے شکیل
قدمون سے مان کے لپٹ کر چیخ مار کر رویا عرض کی مادر مہربان یہ آپ نے کیا نصیحت کی کیسی ہدایت
کی خدا اُس روز نمکسلام کو نہ رکھے کہ حضور قتل ہون مین روسیاہ لیکر خدمت مین صاحبقران کی
جاؤن اس گلشن بخیزان کے بربادی کی خبر سناؤن آپکے قدمون کے نیچے ہمارے واسطے بہشت
عنبر سرشت ہے ہم قدمون کو نہ چھوڑینگے آپ سے پیشتر جان دینگے ملکہ مہرخ نے گلے لگا لیا کہا ای نور نظر
تمھارے دیدار سے روح کو راحت آنکھونکو بصارت حاصل ہوتی ہے تسکین دل ہوتی ہے ہم تم سب ساتھ جان
دینگے اپنی فوج کو مخفی مخفی تیار رکھو شام کے منتظر رہو انشاء اللہ جلا کر قیامتین برپا کرینگے دریاے خون بہا دینگے
وہ تلوار چلیگی کہ افراسیاب بھی تمام عمر یاد کریگا کیا ہم اکیلے مرینگے اُسکے خراج گزارون کے نام مٹا دینگے
سب نمکحرام جمع ہوے ہین کیا مقابلہ کرینگے بودے ہین بھاگ جائینگے پشت دکھائینگے یہ دو حیا
نمکحرام شہنشاہ نیلم وشہنشاہ توسن جادو بڑے غرور کرتے مین اپنے ولینعمت کو گرفتار کرایا نمکحرامی کرکے
عہدہ سلطنت کا پایا انشاء اللہ بحول قوت الٰہی وبعنایت فیوض نامتناہی اس ملک کو اسلام آباد

کرینگے جبھی تک مجبور ہین کہ جب تک طلسم کشا اندرون گنبد نور رہی ہر چا تنا ز مجبور رہی گنبد نور سے باہر
تو لائے پھر تماشا دیکھیے بارہ لاکھ گلا زنجیر دار ہین ہوگا جب بارہ لاکھ مر لینگے تب طلسم کشا کو کفار قتل
کرینگے اس مرنے مین ہفت اقلیم مین ہمارا نام ہی جان نثاران نمکخوار کا یہی کام ہی ایک دن مرنا ضرور ہی
اسطرح کے جان دینے مین روح کو راحت قلب کو سرور ہی ان کلمات جرأت آیات ملکہ مہرخ سے
سب سردار اٹھ کھڑے ہوے ملکہ مہرخ سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے اگرچہ ایسا بادشاہ ہمارے
ہمراہ ہی ہمکو کیا پروا ہی دن بھر لشکر اسلام مین یہی کلام رہے مطلع سرد پڑے ہین باب عیش و نشاط
مسدود ایک ایک متنفس جان دینے کو موجود جب دن قلیل رہا عیاران اسلام صورتین تبدیل
کر کے الگ الگ شہر ناپرسان مین آئے سیلہ جلسہ مہم ترقی پر ہی چالاک و برق نے اپنے کو بشکل
ساحران جلیل عرصۂ قلیل مین بارگاہ حیرت مین پہونچایا دیکھا مجمع تاجداران سے بارگاہ حیرت مین
تل رکھنے کی جگہ نہین ہی یکایک جلسہ مین ہنگامہ ہوا ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی ملا
آمد شہنشاہ ظاہر ہی اٹھارہ سو تاجدار اپنے مقام سے اٹھے بیرون بارگاہ آکر پرے جمائے برق اور
چالاک بھی نگران ہین یکایک آسمان پیلک ہائے ابر ہفت رنگ کمال رعنائی و زیبائی سے
ظاہر ہوئے سات رنگ کے ابر الگ الگ ایک جانب ابر گلنار صاف ظاہر ہوتا ہی کہ یاقوت احمر
کا پہاڑ ہی یا شفق پھولی یا خون برسیگا یا ظاہر ہی کہ بہرام فلک سرخ پوش ہی قہر و غضب کا جوش ہی ایک
سمت لکۂ ابر زعفرانی پر بہار ہی یا شگفتہ چمن زعفران زار ہی ایک طرف ابر کبود رنگ نہایت شوخ
و شنگ کہین لکۂ ابر سیاہ بصورت اژدر مہیب کینہ خواہ ہر لکۂ ابر علیحدہ علیحدہ صنعت سحر سے انکو آراستہ
کیا ہی مصنوعات ممالک ہر ابر سے ظاہر ابر سرخ کو بہ نگاہ غور دیکھو سکندر و دارا کی لڑائی کے مرقع حسن تدبیر
سے آراستہ کیے صاف کھلتا ہی کہ دونون بادشاہ برائے مقابلہ جمے ہوے ہین فوجون کی دھوم لشکر کا
ہجوم بخوبی ظاہر ہوتا ہی کسی جانب مرقع مدائن تختگاہ نوشیروان بصد عظم و شان نمایان یعنی تخت سلطنت
پر نوشیروان ملک العادل کسریٰ دربار سرداروں سے مملو گرداگرد شاہان خوشرو جیسے حکیم جم سو ندیم
بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویداران سلطنت بصد تمکنت کرور سوار کا افسر ایک سے ایک بہتر و برتر
خود سر مغرور متکبر موجود ہین عیش و فرحت کا سامان رقاصان پریچہرہ حاضر جیسا ایسا دل ناظر ساتھ ابرون
مین ہفت اقلیم کا نمونہ زیر ابر مروارید تخت جواہر نگار افراسیاب تاج یاقوت نگار سر پر قبائے ملکا

زیب جسم خود سر ستونوں کے پاس کنٹھے یاقوت احمر کے رنگ کے دلو رتن الماس کے گوریا ے جواہر من گجلے مرجان ابروون پر بل بارہ ہزار پری زادان حور نژاد طریقہ سحر و افسون مین استاد عارض چاند کے ٹکڑے ابرو ہلال عید آنکھیں نرگس شہلا لب نعلین پھول کی پنکھڑیاں سراپا سے شوخی عیان قریب تخت افراسیاب ساز بجتے ابر سے موتی برستے ہوئے بکبر و نخوت تمام یہ بدانجام اپنے خراجگزارون کے لشکر پر نگاہ ڈالتا تھا جوا جماو لشکرون کے دیکھکر پھولا ہوا شل گدھے کے مونچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا تاج پر ہاتھ چلا جاتا ہی تجملاہی دکھاتا ہی اس زور و شور سے آمد افراسیاب جادو ہوئی بارہ کوس کے گرد مین کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اپنے مقام سے برائے تعظیم نہ اُٹھا ہو شوالون میں گھنٹ و ناقوس کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوتا تھا اسقدر زر و جواہر لٹایا ہی کہ ایک ایک گدا غنی ہوگیا اس شان و شوکت و جلالت و ہیبت سے افراسیاب کا تخت زمین پر آیا شہنشاہ قوس و شہنشاہ نیلم وغیرہ برائے تسلیم جھکے افراسیاب نے شفقت پشت پر اُنکی ہاتھ رکھا ایک ایک کا بحبت مزاج پوچھا کل تاجدارون نے افراسیاب کو گھیر لیا اب داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب کا تخت اکیس زینے بلند بیچ مین بچھا ہی اُسپر متمکن ہوا اٹھارہ سو تاجدار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اِس کر و فر سے دربار افراسیاب آراستہ ہوا اُسوقت چہرے پر افراسیاب جادو کے نگاہ ہیبت ٹھہرتی ایک جانب ستون کی آڑ پکڑے ہوئے چوبدار کی شکل پر مہتر قران بہ نگاہ حیرت دربار افراسیاب کو دیکھ رہے ہیں جادوگرنیان کیسی کیسی حسین و جمیل جمع ہین پرے اِن سب کے جمے ہین تن تن کے بن بن کے سینے اُبھار اُبھار کے جمال اپنے افراسیاب کو دکھا رہی ہین یہ باغ بیخزان سامنے پھولا پھلا آراستہ و پیراستہ ہی اُس مجمع مہ جبینان مین مہتر قران کی چونگاہ پڑی ایک شعلہ عذار کو دیکھا کہ نہایت حسین کمسن زعفرانی جوڑا زیب جسم زیور کم دو آویزے زمرد نگار اُسکا عکس جو عارض انور پر پڑتا تھا کیفیتی حسن کی سرسبز و شاداب ہوتی تھی ناز و کرشمہ دست بستہ جلو مین آنکھین دیدہ لیل و نہار کو آنکھ دکھائین چشم نرگس شہلا کو جھپکائین

اشعار

چشم انصاف سے دیکھیں جو تمہاری آنکھیں ‖ سیکڑوں آنکھ طلوعین ہین یہی پیاری آنکھیں

چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین + ‖ ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھیں

باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہے دل ‖ چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھیں

تا آنا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے — دیکھے ہیں تو چھری ہیں نہ کٹاری آنکھیں

مسدس

قامت وہ ہے کہ جس سے قیامت ہو پائمال — سرو بہشت لکھوں تو ہے راستی کمال
تشبیہ دوں جو قد سے تو شمشاد ہو نہال — شاخیں سخن میں نکلیں تو طوبیٰ سے دوں مثال

فتنہ کی خوبیِ قد و قامت سے موت ہو
قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دلِ خلق کو ملے — انسان کیا ملک کے جگر ہیں قدم تلے
ہم مثلِ برق کسی جا پہ وہ نہ رہے — محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح سے چلے

چلتے ہیں ایسی چال کہ اک چل جہان میں ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان میں ہو

رفتار سے ہے لغزش مستانہ آشکار — آمد ہے باغ خاطر احباب کی بہار
تلوؤں سے پیستے دل عاشق ہیں بار بار — ٹھوکر لگا کے مردوں کو کرتے ہیں ہوشیار

چھلّی میں پاسیچے کو جو وہ تھام کر چلے
زندگی و موت کا وہ سرانجام کر چلے

مہتر قران اس زرق و برق کو دیکھکر حیران کسی مقام پہ وہ شوخ و شنگ مثل برق کے قرار نہیں لیتی کسی کے چٹکی لے لی کسی کا منھ چڑھایا کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو دھکا مار دیا مہتر قران بنگاہ حسرت دیکھ رہا ہے اس جمال بیمثال کو دیکھکر بیقرار ہے مہتر قران تو اس فکر میں کہ کسی طرح اس مہ جبین کو قبضہ میں کرے ان تنہا ملجائے تو گود میں اٹھا کے لے بھاگوں مگر افراسیاب جادو طرف شہنشاہ نیلم زن توسن جادو کے متوجہ ہوا نیلم نے دست بستہ ہوکر پوچھا اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا کوہ نیلم پہ پہونچے اخبار کے پہونچے حالات ربانی طائران سحر کے سُنتے کیفیت سُنکر ہوش اڑ گئے چند عرصہ میں ایسا انقلاب ہوا تاجداران طلسم پر خداوند سامری و جمشید کا عتاب ہے لاکھوں آدمی مارا گیا بڑے بڑے سحر کے مشہور ہیں کہ باغی خوب خوب لٹے کسی قدر اپنی زبان فیض بیان سے ارشاد فرمائیے کہ یہ کیا رنگ ہے ہر شخص اپنی جان سے تنگ ہے افراسیاب نے کہا اے برادر نہ انقلاب ہے نہ کوئی پیچ و تاب ہے چند لونڈیاں غلام نمک حرام بدانجام باغی ہوکر عمرو کے شریک ہوئے ساحر بھی اکثر مارے گئے چونکہ بادولت رحمدلی کو کام

فرماتے ہین وہ لوگ بچ جاتے ہین جس روز دل چاہیگا چشم زدن مین شاد ولنگا راہ عدم دکھا دونگا
ایک شاہزادی ملکہ حیرت صاحب کی ہمشیرہ بی بہار جادو بھی سے لڑین غصہ مین نکل گئین شریک
عمرو ہوئین بس انکا سارا پاس ہی کہ حیرت صاحبہ کو ملال ہوگا باغبان قدرت بھی باغیون مین
شامل ہوا مابدولت کا کیا نقصان ہی کل اسد کو قتل کر کے ان سب کو گرفتار کرلاؤنگا اول یقین کامل ہی
کہ بعد قتل طلسم کشا رومال سے ہاتھ باندھکر سب آپ ہی چلے آئینگے خطائین معاف کرائینگے اگر نہ آئے
تو ثابت ہوا کہ ستارہ انکا گردش مین ہی تیرا اقبال کا زوال ہوا مابدولت سے بچکر کہان بھاگینگے یہ
سنکر نیلم نے کہا ای شہنشاہ گردون پناہ ہم دونون بھائی کیسے خیرخواہ ہین طلسم ہوشربا کے پشت پناہ
ہین رائے بیضا ضیا پر بخوبی روشن ہی ہمسے زیادہ کون انکا دشمن ہی چلے قتل طلسم کشا مین ہم دونون
بھائی حاضر ہوے ہین اگر خلاف مزاج شہنشاہی نہو کل بعد قتل طلسم کشا دونون غلامان خیرخواہ کو حکم
محکم ملے کہ جاکر ایک پہر بھر مین سب کی مشکین باندھ لائین یا سر کاٹ لین دونون امر ممکن ہین یا اپنے
وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار کو اشارہ کردون اس جوش وخروش مین جاسکے چشم زدن مین
سب کو ملا بودے غوطے کھا کھا کے مرین ایسے دریاے بحر مین ڈوبین کہ قیامت تک نہ ابھرین وہ
دریاے سحر کی طغیانی ہو کہ کشتی حیات مسلمانان طوفانی ہو بڑا گھمنڈ مسلمانون کو کوکب روشن ضمیر پر ہی
وہ کیا خود سر ہوا ابھی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرین گیئے تو یکہ و تنہا جا پڑین یقین تو ہی کہ آمد ہی سنکر مقابلہ
کا خواہان ہو طلسم نور افشان مین تلاطم عیان ہو چھوٹی بات کا بڑھانا کیا ضرور ہی تامل کرنا عقل کا قصور ہی
افراسیاب ہنسا کہا اچھا بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ باتین ابھی ناتمام تھین کہ آسمان پر ایک ابر سیاہ
پیچ و تاب کھاتا ہوا نمایان ہوا بر سر بارگاہ برقین چمکین تڑپکر زمین پر گرین آنکھین اہالیان دربار کی جھپک
گیئین قران نے دیکھا ایک ماہ پارہ پندرہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتین شباب کے دن سراپا مین
کھلی بوٹا سا قد نہال باغ محبوبی ایک ساحرہ سن رسیدہ عقل و فطرت پیشانی سے آشکار دونون تخت
سے اترین برائے تسلیم افراسیاب و حیرت خم ہوئین ہر تاجدار سے سن رسیدہ بخلق و مروت ملی وہ مہ جبین سر جھکائے
کھڑی ہی افراسیاب نے مسکرا کر اس حور طلعت سے کہا ملکہ یاران آؤ ہم تمہارے مشتاق تھے تمہاری سر حد مین کہو
خیر و عافیت ہی سر جھکا کر عرض کی اقبال شاہی شریک حال ہی اس ضعیفہ سے پھر کے افراسیاب نے کہا اسرار
جادو آؤ ایک طائفہ کو سن تو دو گھنٹہ ٹھہرو پھر ہم تم باغ سیب مین چلینگے شب وہین بسر کرین گے

صبح کو آکر طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھرینگے ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو کو افراسیاب خانہ خراب نے قریب تخت جگہ دی کرسی جواہر نگار مرحمت ہوئی ملکہ ماران زمین کن صف مین شاہزادیون کے متمکن ہوئی اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ گردون پناہ ہماری عرض خیر خواہی سرکار کو یاد ہے ہم نے خبر پائی کہ خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو پہونچ گئی یہ خبر چار دن مخفی نہ ہو سکی افراسیاب نے جواب دیا تمھارے سامنے ملکہ حیرت کو نامہ لکھا تھا طائر سحر لیکر آیا اسی احتیاط سے کسی جادوگر کے ہاتھ نہ بھیجا کہ شائد کوئی عیار اُسکو گرفتار کرکے نامہ پاجائے اب ما بدولت حیران ہین کہ کسنے انکو خبر پہونچائی ہر چند کہ ہم خوب جانتے ہین عیاران اسلام بلا کے ہین کوئی اُس دربار مین حاضر ہوگا ملکہ کے ملاحظہ کرنے مین نام پڑھ لیا مگر اسکا کیا خوف ہے مین نے عمرو کو قتل کیا جسکو دعوے ہو وہ ہم سے انتقام لے صاحبو اصل تو یہ ہے اگر عمرو نہ قتل ہوتا اِس شب کو آفتین برپا کرتا اب کل مسلمان مثل مردے کے ہین یقین ہے کل دست بستہ حاضر ہونگے لونڈیان اور غلام کیا مقابلہ کرینگے وہ ان سب کا پشت پناہ تھا مکارون کا بادشاہ تھا اصل تو یہ ہے کہ ملکہ اسرار جادو کی صلاح سے وہ قتل ہوا اُنھون نے بہت معقول صلاح دی قتل مین ساربان زادے کے جلدی کی ورنہ مین ہمیشہ قید کرتا تھا اُسکے شاگرد آکر چھڑا لیجاتے تھے دربار مین افراسیاب خانہ خراب کے یہ باتین ہو رہی ہین ہر ایک بیجا آمادۂ حرب و پیکار سامان عیش و عشرت مہیا ساقی نچکے جامہاے شراب ارغوانی لیے ہوے اپنے کو پوشاک نفیس سے آراستہ کیے ہوے سرداران بارگاہ کو لبھا رہے ہین ناز و کرشمے دکھاتے ہین مضمون شب مصیبت بارگاہ آفتاب عالمتاب با جگر کباب حیران و پریشان لرزان و ترسان بارنگ زرد گریبان دریدہ جغلے حرارت کشیدہ غم بربادی اہل اسلام سے کاشانۂ مغرب مین جاکر روپوش ہوا شام مصیبت انجام نے صورت دکھائی لیلاے شب نے جوڑا گیسوے مشکین کا کھولا آثار ظلمت سواد مشرق سے عیان ہوے ذرہ ہاے ریگ بیابان بھی شرم سے خاک مین نہان ہوے ماہ تابان شال عزا بردوش ثابت و سیارگان فلک کو غم

و ہم کا جوش

نظم مصنف

یکایک عیان شام غربت ہوئی — مصیبت کی ظاہر علامت ہوئی
سیاہی وہ اُس رات کی ہولناک — گریبان مہتاب تھا چاک چاک
کسی کے نہ باقی رہے عقل و ہوش — ہوا فوج اسلام مین غم کا جوش
اندھیرا ابر اک سمت تھا آشکار — دلون پہ غم و رنج کا تھا غبار

کوئی جان دینے پر آمادہ تھا ۔ کوئی شکل تصویر استادہ تھا
کوئی اشکبار اور کوئی دردمند ۔ مصیبت میں تھے سب وہ حسرت پسند
یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مر جائینگے ۔ مرینگے مگر نام کر جائینگے
کہیں سرخ موبال کھولے ہوئے ۔ پریشان و مضطر غم و رنج سے
شکیل دلاور کو تھا رنج و غم ۔ مشوش نہایت بہ درد و الم
ہوا باغبان کا بھی پژمردہ دل ۔ بہار اس چمن میں ہوا افسردہ دل
تلاطم میں سردار لشکر تمام ۔ نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام

لشکر اسلام میں عجب ہنگامہ ہے سرداران جان دینے پر آمادہ جس لشکر میں شب بھر کٹورا کھنکتا تھا گرم بازاریاں ہوتی تھیں آج شام سے دکانیں بند دوکاندار دردمند بازار میں متاع رنج و مصیبت کی خریداری خریداروں کو بیقراری اشکباری رونق پر بازار نہیں کسی کا کوئی خریدار نہیں اشیاے عیش و عشرت کی گرانی جنس غم و رنج کی ارزانی کاروان اندوہ و الم کا داخلہ ہوا تاجران مسرت و شادمانی نے کوچ کیا اسباب شادی کی کمی مزاج میں دوکانداروں کے برہمی قافلہ راحت و آرام لٹ گیا بھائی سے بھائی دوست سے دوست چھٹ گیا جھنڈے بازاروں کے نشان رنج و مصیبت آشکار آہ دل عاشق بیقرار پھریرے ہوا میں اڑتے ہیں یاس بیٹھی کو بال کھولے ہیں جابجا اندھیاری فوج رنج و الم نے لشکر اسلام کو گھیرا ہے دربارگاہ میں ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ہمار قدرت و ملکہ ہلال سحر افگن و شاہزادہ خورشید زرین سحر وغیرہ سرنگون بیٹھے ہیں ملکہ مہرخ نے کہا یارو یہیں بیٹھے بیٹھے شب بسر کرو گے رو رو کے سحر کرو گے عیاران اسلام کہہ گئے تھے کہ اب اس مجمع سے ہمارا یہاں تک آنا دشوار ہے جو کچھ ہو سکیگا کر گذرینگے اب پلٹ کے نہ آئینگے یا زیر گنبد نور ہمارے لاشے ہونگے حقیقت میں وہ بیچارے اسیر حال کیا کیا کام کریں خبر ہو چکا میں کہ عیاری میں مصروف ہوں اب یارو تم لوگ بھی اتنی فکر کرو کہ بروقت آنے اسد نامدار کے گنبد نور سے قریب اپنے آقا کے پہونچ جاؤ ہو سکے تو طلسم کشا کو اپنے قبضے میں کر کے لڑو بہر نوبت اپنی جان دو ان کلمات حسرت آیات کو سنکر صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت و حسین و خوبرو ملکہ بہار جادو و مہ جبین و رعنا ملکہ سرخ مو کاکلکشا صاحب جرأت و صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن و ساحر بیعدیل شاہزادہ شکیل بارہ ساحران نامدار ذی وقار جان نثار سر فروش بادۂ جرأت سے مدہوش اس امر خاص پر آمادہ ہوئے اور ملکہ مہرخ کو صلاح دی کہ آپ لشکر ظفر اثر کو تیار رکھیں ہم بارہ سردار مثل ستاروں کے آسمان میں ڈوبے رہینگے بطور زخمی بروقت سحر آمادۂ مرگ ہو کر لشکر افراسیاب پر گرینگے ممکن ہوگا اسد نامدار و مہ جبین الماس پوش کو اپنے

قبضہ مین کر لینگے اگر وہ انکو پا گئے اور وہ ہمارے قبضہ قدرت مین آ گئے تو کل آنکی تدبیر کرینگے ورنہ لڑائی مین مصروف ہونگے آپ گوش بر آواز رہین جب ہم مرنے والون کے نعرون کی آواز سنین لشکر ظفر اثر کو لیکر جہان تک ہو سکے اپنے کو تا بدر وازۂ شہنا پرسان پہونچائین بس اب زیادہ صلاح بیکار ہی جامع المتفرقین حافظ حقیقی مالک و مختار ہی ملکہ مہرخ نے اس صلاح کو قبول کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ملکہ مہرخ بارگاہ مین مشتاق آواز باغبان قدرت وغیرہ ہین مگر باغبان گیارہ سرداران نامی کو لیکر بیرون بارگاہ آیا باغبان نے سحر کیا پر پرواز پیدا کر کے بشکل عقاب بنا پرمارتا ہوا بر سر شہنا پرسان اپنے کو بلندی پر مخفی کیا ملکہ بہار جادو نے گرہ اٹھا کے پھینکا اندھیرا چھا گیا اس تاریکی مین وہ ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی چہرہ آدا اس عالم یاس اوڑ کر بلندی پر مقام مذکور کے پہونچی ملکہ سرخ موے کاکلکشا نے گیسوے مشکین کھولکر دستک دی یہ بھی اڑکر بلند ہوئی یہ بارہ ساحران روح رواں لشکر بر سر شہنا پرسان نگاہ ڈال رہے ہین سحر کے انتظار مین ہین مگر مہتر قران نامدار بعد بار افراسیاب مین جس نازنین کا اول ذکر کیا ہی آسکے جمال پر فریفتہ ہو کر نظارہ بازی کر رہے ہین کبھی افراسیاب پر نگاہ ہی مگر اس مہ جبین کی محبت مین حالت تباہ ہی یکایک افراسیاب طرف ملکہ ماران زمین گن کے متوجہ ہوا کہا ای ماہ آسمان حسن و جمال و ای بدر درخشان فلک جاہ و جلال اب تکو ہم سامری و جمشید کے سپرد کرتے ہین اپنے مقام پر جاؤ مصروف حفاظت ہو مگر اتنا خیال رہے کہ آجکی شب آرام کرنیکی نہین ہی اپنی سرحد کی گرد آوری واجب و لازم ہی ہر ایک کی خبر لینا آجکی شب عیر کو اپنی خدمت مین آنے دینا بوقت سحر مع اپنے مصاحبان زیر گنبد نور آنا ہماری نصیحت قبول بجا لانا بادولت ملکہ اسرار کو ہمراہ لیکر باغ سیب مین جاتے ہین حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ تشریف لیجائین ماران ایک دو ترلین بسکے جائینگی ابھی تو سر شام ہی سرحد پر ابھی کیا کام ہی افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر ملکہ انکو جلدی رخصت کر دینا دو گھنٹے سے زیادہ دربار آج کی شب نہ رہے کل تاجداران جلیل اپنی اپنی بارگاہون مین بعد برخاست دربار تشریف لیجائین اس حکم قضا شیم کو بادولت کے بگوش ہوش سماعت فرمائین اپنی اپنی بارگاہ مین حفاظت گنبد نور مین مصروف رہین آرام نہ فرمائین ای ملکہ حیرت تم اپنے خیمہ مین سحر کامل اپنا تیار رکھنا وزرا و امرا سب کا خیال رہے یہ شب شب قیامت ہی یہ سمجھا کر افراسیاب جادو تخت پر سوار ہوا اسرار جادو کو پہلو مین بٹھا لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا ماران زمین گن

انتہا کی جمیل و حسین ہی حیرت جادو نے قریب اپنے تخت کے کرسی پر جگہ دی گائن کو اشارہ کیا حکم ہوا غزل شروع کرو ملکہ ماران زمین کن کو بھی رخصت کرین ہم جا کر اپنے کام مین مصروف ہون آج کی شب ہمکو بڑی مشقت ہی مگر صاحبو اس شب کی مشقت تمام عمر کی راحت ہی ماران سے اپنے حالات کے ملکہ حیرت زہر آگل رہی ہی کہتی ہی اے ماران زمین کن آج سب سے زیادہ ہمکو پیچ و تاب ہی دیکھیے آخر و رشب کسطرح کٹتا ہی ہر چند کہ عمرو قتل ہوا مگر اسکے شاگرد عقرب نیش زن ہین شب بھر تک ڈنک چلینگے صبح کو ہاتھ ملینگے ماران نے کہا حضور بس اس طائفہ سے ایک غزل سن لیجیے ہمکو جلد رخصت کیجیے گائن نے غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو ہی	اپنے رونے پر ہنسی پھر مجھکو یار آنے کو ہی
بعد مدت اے جنون تیری بہار آنے کو ہی	ہوش ہی جانے کو بوسے زلف یار آنے کو ہی
مانگ لیتا بوسۂ لب یار سے مین وصل مین	ورنہ خود ہونٹھون پہ جان بیقرار آنے کو ہی
دیکھنے کو تھا کدھر وہ بت ادا سے بزم مین	یہ ابھی کسکی قضا پروردگار آنے کو ہی

چند اشعار غزل کے سنکر ماران اٹھی قران وغیرہ نے دیکھا جلسہ برخاست ہوا سب تاجدار طرف اپنی اپنی بارگاہ کے چلے مگر ماران بہ تعجیل اٹھکر باہر نکلی کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی قران نے جس نازنین کو تاکا تھا اسی نے ماران کو سلام کیا اب اسوقت بارگاہ حیرت پر ہنگامہ ہی کل تاجدار نکل آئے ہین قران نے دور سے اتنا دیکھا کہ ماران نے ہاتھ اس نازنین کا پکڑ لیا کہا بوا چلو آج ہمارے باغ مین رہو اسنے مسکرا کر کہا بہت خوب مین آپ ہی کے انتظار مین کھڑی تھی ماران نے ہاتھ تھام کے تخت پر بٹھا لیا تخت ہوا پر بلند ہوا قران دیکھکر رہ گیا کہ چالاک جادوگر بنا ہوا آیا کہا لو خلیفہ دربار برخاست ہوا اب سب ساحر اپنے اپنے انتظام کر رہے ہین جو کچھ کرنا ہو کر لو قران نے کہا اے فرزند یہ ساحرہ جو ماران نام آئی تھی ایک نازنین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر لیگئی ہی اسکی چتون پہ استاد کا دھوکا ہوتا تھا مگر اسقدر جلد تخت نکل گیا کہ کوئی زور نہ چل سکا چالاک نے کہا ابھی تمین پھر درمیان مین ہین صبح کو سب کچھ کھلجائیگا میزان امتحان مین سب کا کمال تل جائیگا دو دو کلام آپسمین ہوئے ہین کہ صرصر اور صبا رفتار پھرتی ہوئی سامنے سے آئین دیکھتے ہی دونون نے قران و چالاک کو پہچانا آواز دی لینا یہ دونون عیاران لشکر اسلام مین قران و چالاک انکے نام ہین چند جادوگر بڑھے کہ قران نے بہ تعجیل ایک ساحر کو لغدا مارا اسکا سر چٹا زمین پہ گرا اندھیرا

ہوا قران نے اُسی دم کی بن صرصر اور صبا رفتار کو گود مین اُٹھا لیا ویرانے کی جانب بھاگا
کہا اُستانی اگر غل مچاؤ گی گردن دبا دونگا پھر ٹک کر بچاؤ گی دونون کو سکتہ ہوگیا شہپر کے
قبضہ مین ہین جانتی ہین کہ آج کا لیا جوش و خروش مین ہی مار ڈالنا اسکے نزدیک کیا بڑی بات
ہی خاموش ہوکر رہ گئین قران دونون کو لیکر ایک گوشے مین آیا درختون مین دونون کو باندھا
برق بھی آگیا چالاک تو ساتھ تھا قران نے کہا بھائیو یہ دونون صاحب یہان آرام کرینگی اب جو جس سے
بن پڑے جاکر و مین بھی جاتا ہون اُسی مقام پر چالاک رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت صرصر برق بصورت
صبا رفتار اب الگ الگ ہوے اول چالاک سیدھا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا دروازے پر آکے دیکھا کہ
نگہبان حاضر ہین پوچھا ملکہ عالم کیا کرتی ہین سب نے کہا تیاری مین سحر کے مصروف ہین اب تھوڑے عرصہ مین سحر تیار
کرکے برآمد ہونگی چالاک بلا تکلف پردہ اُٹھا کے اندر آیا دیکھا حیرت بعد شان و شوکت یکہ و تنہا چوکی پر
سنگ مرمر سفید کے بیٹھی ہی ایک گلدستہ سحر کا بنایا ہی اپنے پہلو مین رکھ لیا ہی چالاک نے بشکل
صرصر جھک کر سلام کیا بڑھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین پوچھا داری گلدستہ
کیسا ہی حیرت نے کہا ای صرصر صبح کو بر وقت قتل اسد مسلمان آکر اپنی جان دینگے اسوقت
ہونٹھ ہلانا مشکل ہوگا اسواسطے یہ سحر تیار موجود کیا سامری لشکر پھینک دینے کی دیر ہی دس پانچ
ہزار کو یہ سحر جلا دے گا چالاک نے پوچھا حضور سو آپ کے اگلو ہر کوئی اسکو اُٹھا کر یہی لشکر
پھینکدے اور آپ کے لشکر کا نام لے حیرت نے کہا ای صرصر عجب طرح کا نکتہ پوچھا یہ بات کہنے
کے لائق نہین ہی یہ گلدستہ قیامت آئین ہی مگر تجھ سے کیا پردہ ہی حقیقت مین اگر کوئی اُٹھا کر پھینکدے
عرصہ دراز تک یہ پھول چنگاریان بنکر گرین ہزارون کیسے لاکھون کو جلا دین منظور یہ ہی کہ جس وقت
لشکر باغیان سامنے آئے ایک ہی سحر مین گل حیات اُنکا پژمردہ ہو جاے گلشن مراد دشمنون
کا خزان ہو بوا بہار کا بھی بڑا امتحان ہو رنگ گلہاے سحر دیکھکر پھول جائین ہوا ے گرم سے
جھونکے آئین یہ کلام حیرت انجام سنکر چالاک خوش ہوا بیٹھکر کہا داری شام سے جو ادس مین لونڈی
بھری نشہ اُتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہی لونڈی کو شب بھر کا ہوش ہی چاہتی ہون یہ نگوڑے
عیار آنے نہ پائین رات کو سب گرفتار ہو جائین حضور مبارک ہو اب کل تک حرامون کا خاتمہ
ہوگا مین نے خبر سنی ہی ملکہ بہار رومال سے ہاتھ باندھکر آنے مین انکار بھی ہین فرماتی ہین

مین اپنے باپ کے ملک مین چلی جاؤنگی ہوش ربا مین نہ رہونگی بوا حیرت کی کانین کی جفا
نہ سہونگی مگر اب حضور کو یہ مناسب ہے آپ بزرگ ہین وہ خورد ہین میرے پاس پیغام آیا تھا انکو
مزاج سے افراسیاب کے بڑا ڈر ہے ایسا نہو کہ سزا دے جبھی دین شل مخمور کے مجکو بھی کوٹھے مارین
مین لاکر انکو آپ کے قدمون پر گرادون آپ بھی گلے سے لگا لیجیے گا سزا نہ دیجیے گا نام بہار
کے ملنے کا سنکر مثل گل شگفتہ ہو گئی ہنسکر کہا صرصر تجکو میرے سر کی قسم بہار میل کرنے کو کہتی ہے
چالاک نے کہا حضور عمرو مر چکا صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا اب کسکے بھروسے پر لڑینگی حضور سا حق
جو لڑینگی ناک رگڑینگی جان بڑی چیز ہے سب کو عزیز ہے چالاک نے ایسی گھل مل کے باتین کین
کہ حیرت خوش ہو گئی گلابی سامنے کھسکا دی کہا لو صرصر پیو تم رات ہی کو جاکر بہار کو بلا لاؤ عرض
کی بہت اچھا ابھی جاتی ہون اپنے ساتھ ہی لیکر آتی ہون یہ کہکر جام بھرا کہا حضور بھی نوش کرین
حیرت خوشی مین پی گئی پیتے ہی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک مدت سے حیرت پر مرتا ہے تنہائی
مین خوب پیار کیا گود مین اٹھا کر باحتیاط پلنگ پر لٹا دیا دوشالہ اڑھا دیا اب باطمینان تمام رنگ روغن
عیاری کا نکالکر صورت حیرت جادو کی بنکر تیار رہا تاج زرین سر پر سب زیور بھی اسکا اتار کر اپنے
زیب جسم کیا اس گلدستہ کو جھولی مین رکھا وہ جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی مسکراتا ہوا باہر آیا ملکہ
یاقوت جادو وزیرزادی در دولت پر حاضر ہے اس سے کہا اب ہمکو رات بھر آرام کرنا مناسب
نہین ہے گلدستہ سحر ہمنے تیار کر لیا مین نے قسم کھائی ہے کہ اب شب بھر سحر نہ کرون جب مسلمانونکا
سامنا ہو تو آگ برسا دون مین تخت پر سوار ہوتی ہون تم اپنے سحر سے اڑ کر قریب گنبد نور چلو
وزیرزادی نے کہا بہت خوب واری آپ کو سحر کی کیا احتیاج ہے اب چالاک بصورت حیرت
بہ عجب و جلالت تخت پر سوار ہوا پہلو مین وزیرزادی کو بٹھا لیا اسنے سحر کیا تخت اڑتا ہوا طرف
گنبد نور کے چلا اس بات کو تو چالاک بخوبی جانتا ہے کہ اندر گنبد نور کے جانا دشوار ہے مگر جب
افراسیاب اسد غازی کو نکالے اسی تخت پر بٹھالونگا جو بن پڑے گا کرونگا چالاک تو بشکل
حیرت چلا دل مین غرور ہے کہ مثل میرے کوئی عیاری نہ کریگا برق فرنگی بصورت صبا رفتار
بارگاہ مصور جادو پر آیا پوچھا شہزادے کیا کرتے ہین لوگون نے کہا جلسے خانہ مین جلوہ فرما
ہین تصویرین کھینچ رہے ہین برق تڑپ کر اندر خیمے کے گیا دیکھا مصور جادو نے ایک گٹھا

تصویر دلکا کھینچا ہی اَبتر کچھ بند سے بنا رہا ہی مصور نے سر اٹھا کر پوچھا عیار رفتار اسوقت کہان آئین
عرض کی حضور پھرتے پھرتے پاؤن ٹوٹ گئے موئے برق فرنگی سنگدل کے بھی ایک پتھر مارا پاؤن میرا
ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا اب حضور ملاحظہ فرمائیں یہ تصویرین کیسی ہین مصور نے کہا وقت بوقت کیواسطے
بنا رکھی ہین جمشید کا نام لے کر مقراض سے انکے سر قلم کرونگا اُتنے ہی سردارون کے سر کٹ کٹ کر گر پڑینگے
سر مو فرق نہوگا برق نے پوچھا حضور اب تو یہ تصویرین ہر شخص کے ہاتھ سے کام کر سکتی ہین مصور نے
کہا یہی نقشہ ہی بس برق نے مصور کو بیہوش کیا گلوری کھلا کر برہنہ کر کے ایک گوشے مین ڈالدیا
اُسی کی صورت بنکر تصویرین جھولی مین رکھین باہر نکلا کہا ملکہ صورت نگار ہماری زوجہ صاحب کو
بلاؤ ہم قریب گنبد نور جاکر حفاظت کرینگے یہ خبر سنکر فوراً صورت نگار آئی کہا صاحب چلو اب بیٹھنے کا
وقت نہین مگر تخت اُڑانے مین سحر تعین کرنا مین ایک ہی مرتبہ مسلمانون پر بلا نازل کرونگا جسکا دفعیہ
مشکل ہو یہ کہکر تخت پر بیٹھا صورت نگار اپنی زوجہ کو پہلو مین بٹھالیا چند وزیرزادیان گرداگرد اُس
شان و شوکت سے بصورت مصور جادو برق خوشخو تخت اڑاتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا مہتر
قران نامدار ایک ساحر کی شکل بنکر ایک نامہ ہاتھ مین لیکر بمہر افراسیاب بارگاہ ابریق کوہ شگاف
پر آیا خدمتگار سے کہا وزیر اعظم سے عرض کرنا نامہ دار شہنشاہ کا آیا ہی ابریق نے خبر سنکر فوراً
بلوالیا قران نے دیکھا ابریق کے تخت پر ایک سنگ کلان اور گرد چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے
ہین پہلے قران نے نامہ ہاتھ مین دیا ابریق نے پڑھا لکھا تھا ای وزیر اعظم شب کو بہت اچھی طرح
حفاظت کرنا ہمنے اپنے معتبر کو روانہ کیا ہی ایک راز بھی کہدیا ہی تنہائی مین یہ دریافت کرلینا اس راز
پر کاربند ہونا خبردار غفلت نہ کرنا یہ آخر شفقت ہی ابریق کوہ شگاف نے نامہ پڑھکر کہا شہنشاہ نے
راز مین کیا ارشاد کیا ہی اور نام نامی اسم گرامی آپکا کیا ہی قران نے کہا بہتار جادو میرا نام ہی کل مالک
کی خبرگیری ہمارا کام ہی سب کو بارگاہ سے رخصت کیجیے کل احوالات ظاہر کرون حالات قتل اسد سے ماہر
کرون ابریق نے فوراً تخلیہ کیا مصاحبون کو ہٹا دیا اول قران نے پوچھا میان وزیر صاحب
یہ تخت پر سنگ کلان و خرد کیسے رکھے ہین کیا علم سحر پر پتھر پڑے سے ہین ابریق نے کہا میان بردبار جادو
صاف تو یہ ہی کہ وقت سحر ہنگامہ قتل اسد نامور ہوگا مرغ وبہار وغیرہ ضرور لڑنے آئینگی اسوقت بیٹھکر
سنگدلی دکھائینگی یہ پتھر تخت پہلے سے تیار رہیگا اشارہ کرتے ہی اہالیان لشکر بت بجائینگے یہ پتھر کا ل

تیمر بر سیدگا ایک ایک قطرہ آب کو ترسیدگا جوان تیمروں کو جس فوج پر میرا نام لیکر پھینک دیگا لینا لینا
لکھلا لکاریگا مطلب ہو جائیگا دشمن امان نہ پائیگا قران نے کہا مین سمجھ گیا یہ حضور نے بڑا کام کیا
تھوڑی آگ منگائیے راز سحر شہنشاہ سے آپ کو آگاہ کروں وان آئندہ آپ کا کل مراد سے بھر دوں ابرق
نے منقل آتش لاکر رکھی قران نے گریبان کر جھولی سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ مین سلگائیے پھر کیفیت
ملاحظہ فرمائیے ابرق نے لوبان ڈالا دھوان نکلا ابرق بیہوش ہوا قران نے اس سنگدل کو
چٹائی مین لپیٹ کر کنارے ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر تخت پر سوار ہوے۔ وتیمر اپنے پاس رکھ لیے
ملازمون کو حکم دیا اٹھا کر قریب گنبد نور کے لیچلو اسی طرح سر بار برف انداز کو جا کر بعد مکر و ہنر ضرغام
شیر دل نے ٹھنڈا کیا جانسوز کو شکل خدمتگار اپنے پاس بلجا لیا ملازمون سے تخت بلند کرا کے
چلے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ حضرت چالاک بن عمرو بصورت ملکہ حیرت برق الشکل مصور بد سیر
قران بطور ابرق کوہ شگاف ضرغام قطع پر سر بار کے جانسوز شکل خدمتگار تختون پر سحر کے
سمت گنبد نور جاتے ہیں بارہ سرداران تپیدہ گریبان دریدہ آسمان پر اس امید پر گڑ رہے ہین
کہ بوقت سحر جانبازی کرینگے دو کلمہ خواجہ عمرو تحریر کر چکا ہون کہ بصورت نازنین ماہ پیکر ساحرہ
پرفن ملکہ یاران زمین کن کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین یاران نے کہا اے ماہ آسمان عیاری
وادی تیر برج خنجر گزاری اب مین آپ کو اول اپنے باغ مین لیکر چلتی ہون وہان میرے باغ مین
نقب ہے آسیمن تا بہ گنبد نور بانیان طلسم نے راستہ قرار دیا ہے بیچ مین جا بجا ساحران غدار مین اہتمال
کے مکار مین فن افسون مین طاق شہرۂ آفاق خدا انسے بچاسے تا بہ گنبد نور بخیر و عافیت لیجا
ملکہ اسرار جادو نانی امان شب کو ہمراہ افراسیاب باغ سیب مین رہینگی اگر افراسیاب نے
کتاب سامری دیکھ لی تو انکی زندگی پر حرف آئیگا وہ ظالم زندہ نہ چھوڑیگا مگر جو نوشتۂ تقدیر یہ باتین
کرتی ہوئی اپنے اسی باغ سیب مین آکر پہنچی جس مقام پر خواجہ گرفتار ہوے تھے یاران خواجہ کو
لیکر بارہ دری مین آئی تخت زرنگار بچھا تھا کہا خواجہ اسکو اٹھاؤ فرش ہٹاؤ اسی مقام پر نقب ہے اسی
سے مطلب ہے عمرو نے تخت اٹھایا تختۂ سنگ ہٹایا مہرۂ نقب نظر آیا باشارہ یاران خواجہ بصورت
اسرار جادو بنکر تیار ہوے یاران زمین کن لوٹ مار کر بصورت اژدر مہیب آراستہ ہوئی خواجہ بشکل
اسرار جادو پشت پر سوار ہوے یاران نقب مین گری تلابہ آتشین جلالت آگین منہ سے چھوٹتی ہوئی

چپ

چلی مگر لرزان ترسان مضطر و حیران قدم قدم پر خوف جان اسنا ندین کوس طے کیا تھا کہ راہ مین جھمکا
ایک حجرہ پختہ بنا ہوا شیشہ آلات سے آراستہ فرش عالی سے پیراستہ جھاڑ کنول روشن ایک سلو بعد
کر و فر اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے یکہ و تنہا ٹہل رہا ہے آواز دی کون آتا ہے خواجہ نے آواز دی
مین ملکہ اسرار جادو ای ہوشیار خوشنود آج شب قتل طلسم کشا ہی قیامت کا سامنا ہے خبردار ہوشیار رہو
آج شہنشاہ بھی باغ سیب مین بیدار ہین کل شاہان طلسم زیر گنبد نور حاضر ہین یہ سنکر ہوشیار قریب
آیا ملکہ اسرار نقلی کو باادب سلام کیا ماران زمین کن بھی بشکل اصلی بنی ہوشیار جادو بہ تعظیم و تکریم ان
کو حجرے مین لیکر آیا مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین عمرو نے بہ تعجیل
تمام جام شراب اٹھا لیا گھمائی سے پڑیا دارو بیہوشی کی ڈال کر پہلے آپ منہ سے لگایا کہا لو ہوشیار
تم بھی پیو اسنے دست بستہ عرض کی ای ملکہ عالم آج کی شب ہمکو شراب پینے کی ممانعت ہے یہ شب
قیامت ہے اوراق سامری مین صاف تحریر ہے کہ اس رات سے ساریان نادیفر و آئیگا ایسا نہو
شراب پیکر سو جاؤن عمرو نے کہا ای فرزند یہ وہ مقام ہے کہ ہوا بھی نہین آسکتی بھلا نگوڑا عمرو اس
مقام پر کیا آسکتا ہے بڑے بڑے صاحبان عجائب و غرائب کو اس نقب کے ذکر سے سکتا ہے تحریر
سامری کا کیا اعتبار اسنے کتاب مین جوش مین آکر لکھدیا کہ طلسم ہوشربا فتح ہوجائیگا سراسر عقل
کے خلاف افراسیاب نے لوح توڑ کے پھینکدی جب لوح نہو گی طلسم کاہے سے فتح ہوگا لڑائی
جھگڑا ہونے سے کیا ہوتا ہے ادہر عمرو اب دنیا مین کہان ہے لاشہ صحرا مین سرکنگرہ باغ سیب پر
نگہبان یہ مثل ٹھیک ہے طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت جب تم نہ پیوگے ہمین کیا
ضرورت ہے شراب کباب اٹھادو ہمین تا بہ گنبد نور جانا ہے طلسم کشا دختر شہنشاہ کی صبح تک حفاظت
مین رہینگے ہوشیار جادو تحسین کرنے لگا ملکہ عالم آپ کے فرمانے کی بات ہے ہم اس سے زیادہ
کیا حفاظت کرینگے آپ ہی کی تعلیم کردہ ہین مگر حضور مین نے ابھی اوراق دیکھے تھے صاف مرقوم
ہے کہ ای ہوشیار خبردار رہنا عمرو آکر تمکو شراب پلائیگا ماران زمین کن ان باتون پر ششدر تھا عجب
رہی ہے کہ خداوندا دیکھیے کیا ہوتا ہے افسوس ملکہ مہرخ و بہار سے نہ ملے حسرت و یاس لیکر دنیا سے
چلے صاف صاف تو ہوشیار کہ رہا ہے مگر عمرو وہ دلسوزی کرا ہی کیے جاتا ہے خیر عمرو نے اپنے ہاتھ سے
جام بھر کہا لو بیٹا ہوشیار پیو مجھے ملال ہوگا جو اسوقت نہ پیوگے سامری نامہ مین جو لکھا ہے وہ ہی

ہو رہا ہی مین عمرو ہون شراب پلاؤنگی اسمین زہر سنکھیا ہی بیٹا پیا اورے یہ کہکے ہوشیار کا کان
پکڑ لیا کہا نگوڑے چھوکرے عقل کے ناخن لے تجھ ایسے لونڈے مین نے بہت سے بنا کر چھوڑ دیے
ہین بڑی باتین بناتا ہی بڑے ہوشیار ہو لیکن جب قتل کے درپے ہونگی دیکھین پھر وے ساحری
جمشید کیونکر بچاتے ہین تمکو بے ذبح کیے بچاؤنگی تمھارے قتل کا مسلمانون سے انعام پاؤن گی ہوشیار
گڑگڑانے لگا کہا ملکہ میری کیا مجال لائیے مین پینے کو حاضر ہون عمرو نے فوراً جام منھ سے لگا ہی دیا
ہوشیار نے جام ہاتھ مین لیا یا سامری کہکے برابر دہن کے لایا قصد کیا کہ پیوے شراب شعلہ بنکر
اڑگئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا اتنا تو ہوشیار کے منھ سے نکلا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا پاش او ظالم
مین نے پہچانا ناماران کے تو ہاتھ پانؤن مین رعشہ آگیا ہوشیار نے چاہا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھے
عمرو مسند پر چاق و چوبند چست و چالاک عیاری مکاری مین یکتا جال الیاسی کاندھے پر تھا
نعرہ کرکے ہوشیار پر مارا اس جال مین ہوشیار پھنسا ساری ہوشیاری بھولا عمرو نے کھینچکر داخل
زنبیل کیا ماران زمین کن قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ کیا کارنمایان کیا موت کا سامنا تھا مگر خواجہ
اب آگے قیامت کا مقام ہی ایک جادوگر اور ہی جسکا نخل بدعت نام ہی عمرو وہان کا تمام اسباب
اٹھا اٹھا کر نذر زنبیل کرتا جاتا ہی کہا ملکہ نخل بدعت کے کیا معنی ماران نے کہا یہ دو فقرے گوش ہوش سے
سن لیجیے پھر آگے چلیے افراسیاب جادو نانی امان کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا ہی عین بارہ دری
کے سامنے ایک درخت نصب ہی اسکا نخل بدعت لقب ہی یعنی یہان سے آگے بڑھکر ایک جادوگر
بدانجام نخل بدعت نام اس لقب کا نگہبان ہی شاہان ہوش ربا نے اسکا مرتبہ بڑھایا ایسے ملعون
نے وہ نخل باغ سیب مین اپنے ہاتھ سے بنایا ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑے اگر یہ بیہوش ہو کوئی اسکو
بیہوشی پلائیگا وہ نخل خشک ہو جائیگا اگر کسی نے اسکو مار ڈالا وہ نخل جلنے لگتا ہی ہر شاخ و برگ
سے شعلہ نکلنے لگتا ہی اگر اس نخل پر ایسی کوئی افتاد ہوئی پہلے تو افراسیاب نانی امان کو قتل کرے گا
جانتا ہی کہ اسرار ظالم ہی صاحب راز ہی خوش انجام ہی ہمکو تمکو بھی آکے زندہ نہ چھوڑیگا چشم زدن
مین آجائیگا علاوہ ازین آج رات پھر وہ ملعون کتاب سامری دیکھیگا اور نقب کے حالات پر
نگاہ ڈالتا رہیگا عمرو نے کہا ای رشک چمن ای ماران زمین کن وہ مسبب الاسباب ہی جان دیگی
بیان آئے مین ان حالات کو ملکہ اسرار ہمسے کہہ چکی ہین مگر کیا کرین پارۂ جگر نور نظر اسد دلاور

قتل ہوتا ہے اُسکی مصیبت پر دل روتا ہے بسم اللہ دیر نہ کر داب جلد چلو آیندہ کیا ہوگا یہ سوچ ہو موجب مصرع حال غیبی کس نہ داند بجز پروردگار ۔ یہ ماران زمین کن مجبور ناچار مضطر بصد تشکیل اژدر پیکر تیار ہوئی خواجہ بشکل اسرار جادو پشت پر ماران زمین کن کی سوار ہوے اسی طرح نقب مین چلے دو پیکر افراسیاب جادو ملکہ اسرار خدا شخو ناظرین والاتمکین ان مضامین فرحت آئین کو بنظر مہربانی لفظاً لفظاً ملاحظہ فرمائین عجب و بسط سے یہ مضمون رہائی اسد تصنیف ہوا ہے ایک داستان شوکت بیان اس حقیر پر تقصیر منشی احمد حسین قمر کو حفظ مراتب جانبین کا بڑا خیال رہتا ہے یہی امر بہت دشوار ہے ورنہ تحریر و تقریر سراسر بیکار ہے افراسیاب بادشاہ ہوش ربا صاحب شوکت و شان عمرو عیار مسلمان نظر کردہ ہفت پیغمبران ہے دونون کے مرتبے مین فرق نہ آئے اور طلسم کشا ہو جائے ابتدائے تحریر حقیر سے تا انجام ہر کس کے حفظ مراتب کا بہت خیال رہیگا ان جواہرات بے بہا کے نگینون کو بازار مین پھینکدیا اسکا عمر بھر ملال رہیگا ایک طرح کی خوشی بھی ہے کہ شاعران نامور قدر شناسان والا گہر کے ملاحظہ مین آئیگا یہ خاکسار خلعت تحسین و آفرین پائیگا نہال ہو جائیگا یہ حاکم مطبع اودھ اخبار قدردان ذی شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای کی عنایت بے بہا نے ایسا ممنون کیا کہ کچھ عذر نہ ہوسکا یہ تحفہ حقیر پیشکش ہے گو اپنی کم علمی جہالت کج مج بیانی پر ہر وقت طبیعت مشوش

ہے چند اشعار ساقی نامہ
دماغ قمر عرش اعلے پہ ہے
شراب مضامین سے سرمست ہون
مری نظم مین رنگ تاثیر ہو
ہے ہر لفظ ملک سخن کا خراج
چل اے توسن کلک جادو نگار

کہان ہے تو اے ساقی خوبرو
منور معطر پلا جام مے
مرے ساتھ رہ ساقی گلبدن
مسلسل ہو دلچسپ تقریر ہو
بس اب بحر غم سے نکلتا ہون مین
دکھا جلد باغ سخن کی بہار

پلا دے مجھے بادۂ مشکبو
مجھے ٹوکنا اب اگر مست ہون
شگفتہ ہو دل وقت سیر چمن
خزانہ بیان کا اُلٹتا ہون آج
گہرہاے مضمون اُگلتا ہون مین
چہرہ - عبارت آراے باغبانان

حدیقۂ سخنوری و گلچینان گلشن افسونگری گلہاے مضامین رہائی اسد نامور کو گلدستہ بیان مین زیب دیگر غنچہ انجمن ناظرین مین یون پیش کرتے ہین خواجہ عمر شب کو اژدر سوار بشکل ملکہ اسرار نقب بختہ کو طے کرتے ہوے چلتے ہین مگر افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب ملکہ اسرار جادو کو ساتھ لے کر باغ سیب مین آیا بارہ دری مین باغ کی مسند جواہر نگار پر متمکن ہوا سامنے ملکہ اسرار جادو بھی لیکن

اسرار جادو کا دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے کہ افراسیاب کے ہاتھ میں کتاب سامری ہے اگر یہ ملعون
یاران زمین کن کو دیکھیگا کہ عمرو کو میری شکل پر ساتھ لیکر نقب پختہ کی راہ سے گنبد نور پر جاتی ہے فوراً
آتش قہر و غضب سے جلا دیگا کشت حیات کو خاک میں ملا دیگا خوب جانتی ہے کہ اس ملعون نخل جادو پر
جب عمرو غالب نہ آئیگا تا بہ قید اسد کیونکر جائیگا مگر اس ملعون پر افتاد پڑے اور یہاں شاخ نخل جلے
وہ نخل افراسیاب کے سامنے ہے اسی واسطے افراسیاب نے پردے بارہ دری کے اٹھا دیے ہیں اس
نخل سرسبز و شاداب پہ ہر دم نگاہ ہے وہ نخل بھی اسی باغ کا ہوا خواہ ہے اب اسرار جادو حیران ہے کہ میں
کیا جلد چھیڑوں کہ یہ کتاب دیکھنے نہ پاوے ورنہ غضب ہو جائیگا اسرار جادو نے یہ دل میں خیال کیا
ہے کہ افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ اسرار جادو میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں ملکہ یاران زمین کن
باغ میں ہیں کہ نقب میں گرد آوری کر رہی ہے اسرار جادو نے کتاب پر تو ہاتھ رکھدیا اور کہا شہنشاہ
گیتی ستان اے عادل باذل اے شہنشاہ بحر و بر مفخر شاہان ہفت کشور جس عدالت و سخاوت سے آپ سلطنت
کر رہے ہیں نوشیروان آپ کے گلشن عدالت کا خوشہ چین تھا بلکہ ایک چاکر کمترین تھا سخاوت میں
حاتم کیا لیاقت ہے اسقدر حضور نے زر ریزی اقلیم ہوش ربا میں کی کہ کسی جا گدا کی آواز کان میں نہیں
آتی ایک ایک فقیر غنی ہے محتاج کا آپ کے ملک میں نام نہیں کشکول گدائی پر تاج شہنشاہی کا گمان ہے
فلک سرکش آپ کا ممنون احسان ہے ملکہ اسرار جادو نے اسطرح کی تعریفیں کیں کہ افراسیاب بھول گیا کتاب
ہاتھ سے رکھدی کہا کیوں اے ملکہ اسرار جادو نوشیروان بڑا بادشاہ عادل تھا ما بدولت نے تو سنا ہے کہ ایک
سر جاہل تھا ملکہ اسرار نے کہا حضور عدل میں تو کامل تھا امورات مملکت سے غافل تھا جیسے حضور اپنی
ذات سے شجاع و دلیر ہیں بیشہ طلسم ہوش ربا کے شیر ہیں اگر آپ زبان ہلائیں آسمان کی طنابیں زمین پر
کھنچ آئیں اگر شمشیر زنی پر آجائیں میدان کارزار میں خون کے دریا بہائیں بے لیاقت نوشیروان نے خواب
میں نہ دیکھی تھی برخ زرین بنا کر تخت پر بٹھا دیا تھا اسی غفلت میں حشام بن علقمہ خیبری نے عین شکار میں
شاہ کو گرفتار کیا تاج و تخت چھین لیا اُسکے وزیر اعظم خواجہ بزرجمہر سابق میں انتظام کر چکے تھے کہ امیر حمزہ
کو پسر خواندہ کرا دیا تھا حشام کو جا کر بچرب زبانی سمجھایا کہ اے حشام شاہ تمہارے آنے سے بڑی خوشی
ہوئی شاہ چاہتے ہیں تمکو مالک سریر سلطنت کریں نیک و بد کا ہفت اقلیم کے تمکو اختیار دیں چلیے شہر میں
جلوہ شاہانہ دکھا کر دو شاہ نے کہا امیر حمزہ مرد مسلمان کو اپنا پسر خواندہ کیا ہے وہ دعوے سلطنت کرتا ہے تم اتنی

بیٹھا

تکلیف اُٹھاؤ تا بہ خانہ کعبہ جاؤ اُس سرکش کا سر کاٹ لاؤ وحشام مغرور کو اُسنے زور بازو پناہ خاور آ
قبول کر لیا امیر حمزہ پر چڑھ گیا اُس شیر بیشۂ عربستان سے مقابلہ پڑا عین معرکہ کارزار مین حمزہ عرب نے
بیک ضرب شمشیر آسکے دو پر کالے کیے فوج ہزیمت موج کو شکست دی تاج و تخت شاہی اپنے
قبضہ مین کیا بہ راسخ الاعتقادی شاہ کو عریضہ لکھا اس کمترین جان نثار نے اُس دشمن کو واصل جہنم کیا
تاج و تخت کو باحتیاط رکھا ہی زہے فخر و شرف کہ اس کمترین عقیدت گزین کے گھر مین تاج و تخت
شہنشاہی جلوہ افروز ہے کسی معتبر کو بھیجکر شہنشاہ گردون پناہ اِس تحفۂ موروثی کو طلب فرمائین یا
نیازمند کو بلائین تخت شہنشاہی کو بعجز و افتخار سر نیاز پر رکھکر لاؤن کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچاؤن بندہ
آنچہ رائے مولائے ما زہے اوئے ای شہنشاہ طلسم ہوش رُبا نوشیروان اس عرضی کو دیکھکر پھول گیا
غیر مذہب کو فرزند جان کر اپنے ملک مین طلب کیا حمزۂ عرب آسمان عربستان صاحب
شوکت و شان کمسن حسین جمیل آفتاب عالمتاب آسمان جرأت خورشید درخشان فلک ہمت جو
تاج و تخت لیکر حاضر ہوا شہر مدائن مین ہنگامہ تھا کہ قاتل حشام آیا دختر بلند اختر شہنشاہ گل رخسار
ملکہ مہر نگار جمال حمزۂ عرب پر مائل ہوئین خنجر ابروسے گھائل ہوئین حضورت باعث زوال دولت
سلطنت کیا نیان ہو کنیز نے تاریخ معتبر مین دیکھا کہ حمزۂ عرب نہایت صاحب غیرت شیر بیشۂ جرأت
تھا آخر مین باغ مراد مین اُسنے بھی ملکہ موصوف کو دیکھا دلدادہ و فریفتہ ہوا مگر آتش عشق کو کانون
سینہ مین مخفی کیا ہر چند گرمی عشق نے دل و جگر کو جلا دیا مگر اُس رابطہ و ضابطہ نے افسانہ کی شہریار
اقلیم ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ ہفت کشور سے غرور مین اپنے زور کے باغی ہو گیا تھا
بارہ برس خراج نہ بھیجا تھا شاہ نے حمزۂ عرب کو حکم دیا کہ اگر ای فرزند تم لندھور بن سعدان کو جاکر
زیر کر کے ہماری خدمت مین حاضر لاؤ تمھاری اپنی دختر بلند اختر کے ساتھ شادی کرین شرف دامادی
سے تم سرفراز ہو شاہان ہفت اقلیم کو تمھارے مرتبہ پر ناز ہو شہسوار میدان یکتازی و سرفروش معرکہ
جانبازی جفائین راہ کی جھیل کر جان پر کھیل کر ملک ہندوستان مین پہونچا بعد معرکہ ہائے عظیم
لندھور کو اپنا مطیع کیا کہ مفصل یہ حال نوشیروان نامہ مین تحریر ہی یہ تو مجمل تقریر ہی ای شہنشاہ حمزہ
نے تو یہ خیرخواہی کی اپنی جان پر کھیلا لندھور کو مطیع کیا حساب کرکے بارہ برس کا خراج لیا مگر نوشیروان
کا وزیر دیگر بختک نام بد انجام بدکار بدسرشت متعصب آسنے شاہ کو یہ صلاح دی کہ حمزہ مسلمان ہی

جب زیادہ زور پکڑیگا آپ کی سلطنت پر دست اندازی کریگا خاص بر سر ہندوستان اُس ملعون نے
حمزہ کو زہر دلوایا وہ تو صاف باطن تھا زہر سے بچا صحت پائی بختک نے یہان یہ بات بنائی ای شاہ
حمزہ ہندوستان مین مرگیا جوان دختر کا گھر مین بٹھانا بہتر نہین ایک بادشاہ موسوم بہ اولاد بن مرزبان
خراسانی کو بھلا بلوایا اُسکی شادی کردی ملکہ مہر نگار صاحب عفت نے اپنے کو اُس سے بچایا عہد کیا
کہ بعد چھ مہینے کے میری بارگاہ مین آنا اولاد بن مرزبان کوچ کرکے اِس شرط پر ملکہ کو لیچلا راہ مین حمزہ
عرب نے خبر پائی بجرأت جاکر اولاد بن مرزبان کو مارا ہرچند کہ عاشق تھا مگر ملکہ مذکورہ کو باحتیاط تمام
خدمت مین شاہ کی روانہ کردیا یہ کہدیا کہ جب شاہ خوشی سے میرے ساتھ شادی کردینگے یہ شرف
حاصل ہوگا ایسی ایسی بے اعتدالیان شاہ نے حمزہ کے ساتھ کین آخر حمزہ نے لڑبھڑ کر مہر نگار کو قبضہ
مین کرلیا بختک نے پھر تو فساد کامل شروع کرادیا دن بدن حمزہ کا عظم وشان بڑھا سلطنت
نوشیروان پر زوال آنے لگا حق بھی طرف حمزہ کے شریک تھا ملک عراق و اصفہان کوہشتد یلک
کشور ملک یونان استنبول خرسنہ روم کل ملک مغرب وغیرہ حمزہ کے قبضے مین آئے آخر مین شاہ بھاگ کر
ملک ترکستان تک پہونچے خوان اعظم سلسال بن ال بن دیو بن شمامہ جادو بہادر جنگجو شاہ کے
شریک ہوکر خوب خوب لڑا آخر کی لڑائی مین خان اعظم نے فرار پر قرار کیا بختک کو خواجہ عمرو نے
جھلا کر مار ڈالا اجل رسیدہ پکا کر شاہ کو اور اُسکے بیٹے بختیارک کو کھلادیا تب نوشیروان تھک کر ملک
مدائن مین آیا حمزہ کو بعاجزی لکھا اب مین کبھی عمر بھر آپ سے جنگ نہ کرونگا صرف ملک مدائن کو
چھوڑ دیجیے ٹکڑا روٹی کا ملے دعا دیا کرونگا حمزہ نے عوض مین ایک ملک کے سات ملکون کی سند
لکھکر بھیجدی اُسپر بھی اکتفا نہوا شاہ کے فرزند ہرمز و فرامرز کو بختیارک لیکر نکلا حمزہ پر خروج کیا حمزہ
نے اُنسے بھی مقابلے کیے بڑے بڑے شاہ پہلوان رستم زمان گرشاسپ جہان شاہزادون کے
شریک ہوئے کچھ حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوئے کچھ مارے گئے بختیارک شاہزادون کو لیے لیے
ملک بملک پھرا یہان تک کہ تا بہ باختر پہونچا خداوند زمرد شاہ باختری کی خدائی کے بڑے زور و شور
تھے ایک کرور چوراسی لاکھ فوج پہلوانان زبردست کا اوج موج حمزہ اُس ملک پہ بھی لڑتا بھڑتا
پہونچا خداوند سے بڑے بڑے معرکے پڑے وہی بختیارک بن بختک خداوند لقا کا ندیم ہوا خداوند
لقا نے اُنکی صورت مضحک دیکھکر اپنی درگاہ کا شیطان مقرر دیا اُسنے خدائی مین بھی فتور ڈالے ایسے دشمنے

بھاگنے کی قدرت نے شکست نہ کھائی ملک مور وٹی چھوٹا شل نوشیروان شہر بشہر قریہ بقریہ دیہ بدیہ
حمزہ کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ خداوند تھے بہادشاہ ہر ایک پہلوان برائے
مدد آتا تھا مگر حمزہ و فرزندان حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا وہی خداوند لقا عاجز و درماندہ ہوکر
آپ کے خراجگذار سلیمان عنبرین موے کوہی نامدار کے ملک مین بھاگ کر آئے ہین حمزہ مع
اپنی فوج ظفر موج کے برسر مقابلہ ہے آپ کے ساحر بھی برائے مدد خداوند جاتے ہین فرزندان عمرو
کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اُسی حمزہ کا بیٹا بدیع الزمان آپ کے طلسم مین آکر قید ہوا اسد غازی
نواسہ حمزہ کا اپنے ماموں کے چھڑانے کو آیا پانچون عیار ساتھ آئے آپ کے سردار مہرخ و بہار
وغیرہ شریک ہوئے بیان کا حال تو سب سرکار پر روشن ہے دن بدن مسلمانون کو ترقی ہے شاید خداوند
لقا نے مسلمانون کے واسطے تقدیر بہبودی کردی ہے یہ حال مجمل جو ملکہ اسرار جادو نے سامنے افراسیاب
خانہ خراب کے شروع کیا اور آفتاب تقریر دلچسپ نے طلوع کیا دیدۂ دل افراسیاب کا منور ہوگیا
گوش ہوش مشتاق ہوا ہر مرتبہ کہتا تھا اے اسرار جادو حال عشق مہرنگار یا جنگ ملک باختر مفصل
بیان کر کیا کیفیت دلچسپ ہے عجب لذت ملتی ہے جی چاہتا ہے عمر بھر سنوں ملک تال کے کاروبار ترک
کردوں اسرار جادو کبھی حال باختر مین الجھاتی ہے حال عشق دختر لقا ملکہ گیتی افروز کا سناتی ہے کہ قاسم
نبیرہ حمزہ نور چکیدۂ خالق قدرت پر مائل ہوا کبھی عشق ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب ساتھ بدیع الزمان
کے ذکر کرتی ہے کبھی حال زبرجد نگار مقام خدائی زبرجد شاہ و ششمش و دمامہ کہتی ہے کبھی حال فرعونیہ
د ساحر ششمش و عیار رہیلے عمرو معرض بیان مین لاتی ہے کیفیت دلپذیر عشق و جنگ کی معقول تقریر
سن سن کر افراسیاب کبھی جھومتا ہے کبھی زانو پر ہاتھ مارتا ہے کبھی کہتا ہے اے اسرار یہ کتابین ہمکو منگادو
کتب خانہ شاہی سے نکلوا دو ایک جلد روز پڑھا کرون جسکی مجمل مین یہ کیفیت ہے مفصل کی کیا لذت
ہوگی اب پھر ادل کو نہین بے ہنر منشی احمد حسین قمر خدمت شائقین مین عرض رسا ہے کہ اول مین
اسرار نے افراسیاب کی توصیف کی توصیف کے بعد جب افراسیاب متوجہ ہوا کتاب دیکھنے سے غافل
ہوا تب اسرار نے اس مقدمہ طولانی کو چھیڑ دیا مراد اس سے یہ ہے کہ اسرار ایسی باتین کررہی ہے کہ
افراسیاب کو باتون مین محو کرون کتاب سامری نہ دیکھنے دون حال یاران نہ دیکھنے پاسے
ورنہ مدعاے دلی حاصل ہوگا یاران عمرو صف شکن کو لے کر تا بہ گنبد نور نہ پہونچ سکیگی اسواسطے

یہ قول کلام ہی اسواسطے اس تقریر دلپذیر کا یہ انجام ہی مگر شعبدہ بازی فلک کج رفتار سے اسرار جادو بھی غافل ہی یہ فلک ہر وقت برسر گردش ہی نیرنگ دکھانے کی ہر وقت کوشش ہی نظم مصنف

فلک ہر گھڑی درپے جنگ ہی | عجب گلشن دہر کا رنگ ہی | کسی کو نہ دم بھر بھی راحت ہوئی
غم و رنج کھینچے مصیبت ہوئی | اگر ایک ساعت ملا دلکو چین | مہینوں کیا بیٹھکر غور و شین
اگر شب کو شادی کا سامان ہوا | تو وقت سحر شغل افغان ہوا | فلک کی عجائب ہین نیرنگیان
بجز رنج و غم عیش ممکن کہان | کبھی ہی خزان اور کبھی ہی بہار | جو دیکھا تو لالہ بھی ہی داغدار
کوئی گل خوشی سے جو خندان ہوا | ستم بڑھ کے گلچین نے اسپر کیا | جہان رنگ غم اور حال جفا
گیا توڑ کر پائمال جفا | اگر سرو نے سرکشی کی ذرا | تو ہین آسپہ بدبخت کا آرہ چلا
چمن مین جہان گل کے انبار تھے | یکایک جو دیکھا خس و خار تھے | بیان تو بلاغ سبب مین اسرار

جادو نے دام قصص و حکایات مین افراسیاب کو پھنسایا کتاب کو نہ دیکھنے دیا مگر مہر سپہر عیاری بعد گرفتار کرنے ہوشیار جادو پھر بشکل اسرار جادو پشت ماران پر سوار ماران بشکل اژدر بعد کرو قرمش باد تند نقب بچۂ کوطی کرتی ہوئی جاتی ہی گھبراتی ہی کہ اب رات کم رہگئی کیون خواجہ کہان تک تیز روی کرون بارہ کوس کی یہ نقب ہی پھر گنبد نور کی دیوار مین یہ نقب پہونچی ہی صناعان چابکدست نے دیوار کو خالی کیا ہی بصنعت تمام نقب کو پہونچایا ہی یہ راستہ برابر ہی وہ راہ بلندی پر ہی اب نشیب ہی وہ مقام فراز ہی ہر چند مجکو اپنی رہروی پر ناز ہی دیکھیے مقام مخل بدعت سے کیونکر گذر ہو یا الٰہی جلد تا بہ گنبد نور پہونچون طلسم کشا قبضہ مین آجائے تب سحر منہ دکھائے یکایک دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک کمرہ نقب مین بنا ہی انتہا کی روشنی ہی ایک ساحر کریہ منظر بد بکر میمون صورت طینت مین بدعت باہر کمرے کے کمر باندھے ہوا ٹہل رہا ہی جیسے ہی اسکی نگاہ اژدر پر پڑی پکارا کون آتا ہی ماران نے آواز دی ای مخل بدعت جادو راہ مین سے ہٹ اسوقت میرے آنے مین بھید ہی ملکہ اسرار جادو پشت پر سوار ہین ہم بشکل اژدر خونخوار مین برائے مخالفت طلسم کشا بحکم افراسیاب جاتے ہین مخل نے کہا ملکہ جاتی ہین کون روک سکتا ہی ثانی اماں تمہاری مالک ہین ہمیشہ سے اس راہ نقب کی سالک ہین ایک ایک سنگریزہ یہان کا پہچانتا ہی یہ حقیر بھی بخوبی جانتا ہی آپ ہماری افسر ہین ہم سے سب طرح بہتر ہین مگر ہم طرف سے شہنشاہ

طلسم ہوش ربا کے نقب پر مامور ہین یہ شب شب قیامت ہے قول سامری وجمشید یہی ہے ستارہ شناسون
کی تحریر بھی کا بھید یہی ہے خیر سے اتنی رات کٹے دلمین دھڑکے ہین گردش سیارگان سے ڈرتے ہین
ملکہ ماران جواب دیتی جاتی ہے اور آگے بڑھتی آتی ہے لیکن خواجہ عمرو نے جسوقت سے نخل بدعت
کو دیکھا ہے باتون مین شاخ نکال رہا ہے جڑ کی بات کہتا ہے کلام سے اُسکے ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت
دنا ماران واسرار کا اسکو بار ہے بھولتا جاتا ہے چنانکہ ذلیل وخوار ہے دلمین خواہش ہے کہ گل حیات
طلسم کشا پامال ہے ملکہ بہار وباغبان قدرت کو ملال ہے جسوقت سے خواجہ نقب مین داخل ہوئے
ہین چست وچالاک وہوشیار ہمہ تن چشم تیور پر قہر وخشم جال حضرت الیاس کا کاندھے پر ایک کاندھے
پر گلیم عیاری حلقہ ہاے کمند آصفاے باصفا بازوون پر پٹوا حضرت داؤد کا کمر مین بجائے خنجر
تیور کو اُسکے دیکھ رہے ہین جیسے ہی ماران قریب آن کر پہونچی قصد کیا دب کر نکلجاؤن نخل بدعت
نے عمرو پر اپنا سایہ ڈالا خواجہ کے چہرے سے رنگ روغن عیاری کا اڑگیا نخل بدعت نے
ڈانٹا او ماران ساربان زادے کو ساتھ لیے جاتی ہے عمرو تو کود کر کنارے اتنی جلدی آیا کہ جیسے
برق چمکتی ہے گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا مگر نخل بدعت نے ماران پر گولا مارا ماران کے
گرد شعلۂ آتش آ گئے یہ تڑپ کے نکلی بصورت اصلی ہوئی برق بنکر نخل پر گری کہ اس ملعون کو قلم
کرون مگر نخل بدعت بلاے روزگار ہے قدیم ساحر ہے فنون سحر سازی سے بخوبی ماہر ہے اپنے کو بچا
للکارا کہ او ماران تو نے غضب کیا ہم تو جانتے تھے کہ سامری نامہ مین صاف لکھا ہے کہ عمرو
اس راہ سے ضرور آئیگا جب تو ہمنے اپنے اوپر سحر کر رکھا تھا کہ کسی صورت پر آئے ہمارے سایہ
سے صورت تبدیل ہو جاے ڈھونڈھتا جاتا ہے اور چار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہے حیرت ہے کہ
ساربان زادہ کہان گیا پشت اژدر سے اُترتے اُترتے غائب ہو گیا ماران نے دو چار سحر ایسے
کیے کہ نخل کو زخمی کیا قتل نہ کرسکی ایک مرتبہ جھوم کر یا سامری کہا دو تبر زمین پر مارا ماران لہرا کر
زمین پر گری زبان بند ہو گئی چہرہ اُداس مُردنی منہ پر چھا گئی یہ بیچا تیغۂ سحر کھینچکر جھپٹا کہ سر
کاٹ لون پھر عمرو کو ڈھونڈھون ماران تڑپی دل کو رجوع کیا اور کہا اے خالق بے نیاز جان
بچانے مصیبت سے نجات دے قطعہ

لطف تیرا عام ہے کرم رحمت	ہو کرم سے ترے چشمِ کرمت	مجرم عاجز ہون کر نگہ تقویت

تو ہی خالق تجھے بخیر پر سلامت | دیگر کیا سیہ کاری نے منہ کالا کیا | بات کرنے کا نہیں کچھ منہ رہا
رحم کر خاکِ ذلت سے اٹھا | میری حقد جرم کی تخصیص کیا | دیگر ہو رہے ہیں ہم جو در نگی خطب
سر پہ یہ اعمال لائے ہیں غضب | رکھتے ہیں چشم عنایت تجھ سے سب | تجھ سوا کس سے کہیں احوال اب

تخل نے چاہا کہ سر یاران کا کاٹ لوں خواجہ عمرو پہلو میں گلیم اوڑھے کھڑے ہیں دل کو تاب نہ باقی رہی فوراً گلیم سر سے اتاری سامنے سے ٹوک کے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحب جرأت | مرے مکر سے کانپتا ہے جہان | تراشندۂ ریش کفار ہوں
زمانے کا مکار غدار ہوں | مرا تیز رفتار ہو گر قدم | صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو | نہ پائے مری گرد پاپوش کو | دوندہ جہان گرد طرار ہوں
جہان گیر عالم کا عیار ہوں

او ہیجیا کیا کرتا ہے خبردار عورت پر کیا وار کرتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر ادھر دیکھ ہمسے آنکھ ملا ہمارے سامنے آ تخل غصہ میں پلٹا عمرو برابر تو ہو ہی چکا تھا ہتوڑا حضرت داؤد کا سر پر مارا تخل بدعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے مر کر گرا لاشہ تڑپا اندھیرا چھایا صدائے گیرودار بلند ہوئی روح ساحری دردمند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من تخل بدعت بود افسوس جان دادیم و مردیم و مطلب خود نہ رسیدیم ہائے تخل بدعت کو قتل کیا تخل شباب سے پھل نہ پایا بہار عمر پر خزان آئی خزان نے صورت دکھائی اس ہنگامے میں ماران اٹھی کھڑی ہو کر پیٹنے لگی سر زمین پر دے مارا کہا خواجہ غضب کیا اسکو کیوں مار ڈالا عمرو نے کہا وہ تجکو قتل کرتا تھا اور میں کیا کرتا اُسنے کہا خواجہ بڑی قیامت ہوگی اُسی کے ہاتھ کا بنایا ہوا ایک تخل باغ سیب میں افراسیاب کی بارہ دری کے سامنے ہے وہ اب جل جائیگا افراسیاب دوڑا ہوا آئیگا جلدی گنبد نور پر چلو ہائے اب نانی کو بھی مار ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا عمرو کے بھی ہوش اڑ گئے کہا بی بی جلدی چلو ماران و عمرو دوڑتے ہوئے زیر گنبد نور پہونچے دیکھا اندر دیوار کے اوپر گنبد نور کے جانے کا راستہ بنا ہے اب عمرو آگے ماران پیچھے عمرو صورت بدلتا ہوا یعنی رنگ روغن عیاری کا لگاتا جاتا ہے صورت افراسیاب بنانا منظور ہے گنبد نور میں بارہ جلاد اسد اور سہ جبین کے نگہبان ہیں ہر وقت سر پر تلوار کھینچے موجود رہتے ہیں حکم ہے افراسیاب کا اول تو یہاں کوئی آ ہی نہیں سکتا اگر سوائے میرے

کوئی آسکے فوراً اسد و مہ جبین کو قتل کر ڈالنا عمرو تو صورت بنکر افراسیاب کی گنبد نور مین نکلا
جاہتا ہے سو دو سو قدم کا راستہ باقی ہے مگر وہان رات قلیل ہے بلکہ ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے اسرار
جادو نے رات بھر افراسیاب کو دام کلام مین پھنسایا یکایک آسمان سے ایک شعلہ بھڑک کر
اُس نخل پر گرا جلنے لگا افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا اے اسرار جانفزا دی تو نے مجھکو کتاب
تو دیکھنے دی صاف ظاہر ہے کہ تو مسلمانون سے ملگئی ارے ہاے نگہبان نقب مارا گیا سواے
تیری نواسی کے عمرو کو وہان کون لیجاتا اب معلوم ہوا کہ قتل عمرو مین بھی تو نے مجھکو دھوکا دیا وہ کوئی
اور تھا جسکو تو نے قتل کروایا یہ کہکر غصہ مین اٹھا کہ مین جاکر گنبد نور پر دیکھون ابھی ابھی نخل بدعت
مرا ہے جب تو شعلہ اس نخل پر گرا ہے اسرار جادو کے ہاتھ مین اسباب سحر تھا افراسیاب پر پھینک مارا
کئی تلوارین کئی چھریان کٹاریان افراسیاب پر گرین یہ بھلا کب مانتا ہے چوٹ جسم مین لگی موے بدن بھی
میلا نہوا اُف کرکے اُٹھا وہ سحر سب باطل ہوگئے دامن سے افراسیاب کے گلا اسرار جادو کا بندھ گیا
افراسیاب تو اُڑ کے طرف گنبد نور کے چلا اسرار جادو مثل چھپکلی کے لٹک رہی ہے مثل ماہی بے آب
پھڑک رہی ہے مگر رہا نہین ہوسکتی وہان عمرو روزن دیوار توڑ کر منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا کہکر نکلا جلادون
نے جو افراسیاب کو دیکھا جھکسے کے سلام کیا عمرو نے بتعجیل جیب سے مشت زر نکال کر جلادون
کو دیا کہا تم لوگون نے خوب حفاظت کی ایک ایک کو شہر دیکر بادشاہ کر دونگا یہ تو آپسمین تقسیم کر لو رات
بھر جاگے ہو ایک ایک جام پیو یہ شراب قیر سامری کی ہے اپنی جیب مین سے گلابی نکالی ایک ایک
پیالی بارھون کو پلائی پیتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرے اسد و مہ جبین کو عجب حال پر ملال مین دیکھا
اسد غازی کے بال بڑھکر کمر سے گذر گئے ہین ناخن جو رشک ہلال تھے بدر کمال ہوے آنکھین
مثل نرگس بیمار نحیف و نزار مہ جبین کے چہرے پر ہوائیان دونون کے پانون ہاتھ مین ہتھکڑیان
بیڑیان صورتین دونون کی دیکھ کے عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا مگر بتعجیل جال مارکر دونونکو ادھر تو عمرو نے
نذر زنبیل کیا جلادون کے سر کاٹے مٹھیون مین اُنکے اشرفیان تھین ہاتھ مڑور کے چھین لین عمرو
بتعجیل کر کے طرف یاران کے بھاگا کہا اے بجلی تعجیل اور افراسیاب مثل شعلہ جوالہ سر گنبد نور کا ہاہر
جادو دامن سے بندھی لٹک رہی ہے چالاک بشکل ملکہ حیرت جادو گلدستہ سحر ہاتھ مین کنیزین گرد تخت
کو اُڑاتی ہوئی قریب گنبد نور پہونچا ہے ایک طرف سے برق بصورت مصور گنگھ تصویر زن کا لیے ہوئے

قران بصورت ابرلیق سحر کے پتھر ہاتھ مین ضرغام بشکل سرمار برف انداز زدی کے کانون پر قطرے پانی کے پڑے ہوئے سرمار اصلی کے بنائے ہوئے جانسوز بشکل خدمتگار پہلو مین گرد چند مصاحب ان ہمیون کے تخت اڑتے ہوئے ساحرون کے سحر سے قریب گنبد نور پہونچے مین جیسے ہی افراسیاب مثل برق کڑکا بصورت شعلہ جوالہ عمر کا حیرت کو دیکھکر آواز دی ای خاتون محل غضب ہو اعمرو عیین گنبد نور مین پہونچا اسرار نگرام نے رات بھر مجھکو کتاب نہ دیکھنے دی قصص و حکایات مین بہلائے رہی جلد گنبد نور کی خبر لے چالاک نے کہا شہنشاہ بہت خوب لائیے اسرار حرامزادی کو تو مجھے دیجیے افراسیاب جادو نے بائین ہاتھ سے اشارہ کیا اسرار کی گردن بندھی ہوئی تھی دامن اتنا کھنچگیا تخت پر چالاک کے گری یہ سب عیار تو تخت اڑاکر قریب افراسیاب کے آئے جب اسد و مہ جبین کو عمرو اپنی زنبیل مین رکھ چکی نقب مین پہونچکر سفید مہرہ بجاکر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو کزان استاد عیاران عالم

سراپا دانش و عقل مجسم
بہ بلاغِ دین زکرش آبیاری
جہان سرہنگ در خنجر گزاری
بہر کشور بلائے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار
آنے ساحران بجیا مین نے اسد

و مہ جبین کو اپنے قبضہ مین کیا ای ساحران سلطان اسلام اگر آمادہ جانبازی ہو نکل جاؤ خدا کا فضل شریک حال ہوا اسد نامدار عالی وقار نبیرۂ حمزہ شہسوار میرے قبضہ مین آیا یہ جو خواجہ عمرو نے اندر سے نعرہ کیا بہار و باغبان وغیرہ جو آسمان پر اڑرہے ہین انکے بھی کان مین یہ صداے جانفزا روح بخش فیض دنما پہونچی ہاتھون مین اشیاے سحر اس ارادہ پر تھے کہ افراسیاب پر سحر کرینگے اب وہی اسباب فوج کفار پر پھینک مارے مگر چالاک کہ بصورت حیرت تخت زرین پر اسرار جادو کو افراسیاب نے اپنے دامن سے جھٹکا کہا ای حیرت لینا مین گنبد نور مین جاؤن یہ کیسی آواز حیرت خیز آتی ہے زمین کیون تھراتی ہے چالاک نے بچالاکی اسرار جادو کو لیا برابر افراسیاب کے تو تخت پہونچ ہی چکا تھا آواز عمرو کے سفید مہرے کی سن رہا تھا دس حباب دس انگلیون سے منہ پر افراسیاب کے ماردیے پہلے سے برق بصورت معور و قران بصورت ابرلیق و ضرغام بصورت سرمار ان سب نے اشیاے بیہوشی افراسیاب پر مارے افراسیاب تو الٹ گیا نمکین کھاتا ہوا چلا مگر بیہوش ہوتے ہوتے ہاتھ جو ہلا دیا تخت عیارونکے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے مگر اسباب سحر سازان مذکور کے جو انکے پاس تھے یعنی چالاک نے گلدستہ حیرت پھینک مارا آواز نکراہی ساامری یہ جو شہر ناپرسان مین فوجین تیار ہین انکو جلادو دو اور اپنے

بے

نام کا نعرہ بھی کیا منم مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو نعرۂ چالاک
عیاری من آمد جست و چالاک

بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید با دگر در تیز گامم
خلیفہ اولم چالاک نامم

قران نے نعرہ کیا نعرہ قران
سریع السیر چون ابر بہاری
جہان سرہنگ در خنجر گذاری

بمیدان اژدر آتش فشانم
منم مہتر قران شیر ژیانم
ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ

کیا برق بھی پکار اٹھا نعرۂ برق منم برق رفتار و خنجر گذار × منم یکہ لیکن گران بر ہزار
بہار و باغبان وغیرہ نے دیکھا کہ ان لوگون نے انتہا کی جرأت پیدا کی کہ ساحران مذکور کی شکل
پر ہوا پر تھے اسباب سحر تو اپنے پھینکے مگر افراسیاب کا ہاتھ ہو لگیا تخت سب کے ٹکڑے ٹکڑے
ہو گئے زمین پر یہ سب گر پڑے اور اسرار بھی الٹی ملیٹی جاتی ہے کڑک کڑک کے گرے عیارون کی
کمر مین پنجے دیے چالاک نے کہا ملکہ اسرار کو لینا یہ بھی ہماری طرفدار معلوم ہوتی ہے سحر افراسیاب مین
مبتلا ہے ایک ساحر نے اسکو بھی پنجہ مین دبایا یہان قیامت برپا ہے ابلق سنگدل کے سحر کے چتر
شہر ناپرسان مین برس رہے ہین سحر حیرت سے شعلہ ہائے آتش گر رہے ہین گلدستے مین اُسکے
شعلۂ جوالہ بھرے ہوے تھے ناریون کو جلانے لگے قران نے تصویر ہائے مصور کو پھینکا اُسنے یہ
نقشہ کیا مثل تصویر تصویر ہو کر بلا زمان افراسیاب گرنے لگے سرکشون کے سر پھرنے لگے سحر سرما
نے برف برسائی گرم مزاجون کو ٹھنڈا کیا بچھاؤن پر سر منڈلاتے ہی اولے پڑے ٹھنٹھے جہنم مین سو گئے
سردار تو عیارون کو مع اسرار پنجون مین دبا کر طرف اپنے لشکر کے چلے جب عمرو نقب مین اترا ماران
نے سحر کر کے طبقہ زمین کا اڑا دیا عمرو کو ساتھ لیکر طرف لشکر ظفر اثر کے مثل باد صرصر بھاگی مگر خوف سے بھری
ہے یہان شہر ناپرسان مین رات بھر شہنشاہ شیلم و شہنشاہ توسن و معراج بن گرداب آدم خوار و بطمہ
صد گوش و دریانوش و حیحون جادو و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و بدسرشت و بدخو دخان سیہ رو
و ملکہ عقاب آسمان سیر و ملکہ شبرنگ سیاہ پوش و ساحر لاثانی و قزاق کہربا پیشانی و طیران
و سیران گوشہ گیر و ملکہ شیخ و شنگ و ملکہ زعفران عجائب رنگ و قتال جادو و مشعال
جادو و بابیل جادو و ہابیل جادو و شریر جادو و ضربہ جادو و منیر آسمان نشین و ملکہ
شور انگیز جلالت آئین و قلماق اژدر پوش و سالار مینوش و ملکہ طنبور سحر ساز و ملکہ عندلیب
نغمہ پرداز وغیرہ رات بھلا نہ اپنی بارگاہون مین جاگی ہین، دو گھڑی رات رہے سے جلادان

خرس طینت و میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت سیاہ رو بد خوئے تیرہ درون حاضر ہین آرہ کش
تسمہ کش چشم کن سینہ شگاف پھر رہے ہین دارین استادہ بر سر کرسی جلاد سب سے زیادہ منتظم صاحب
جاہ و حشم شہنشاہ ظلم و ساحر پرفن شہنشاہ توسن سحر ہوتے ہی بارگاہون سے نکلے تھے کہ یکایک
یہ قیامت برپا ہوئی چونکہ براے انتظام کل شاہان و ساحران بدانجام اپنے خیمون سے باہر آچکے تھے
دیکھا کہ شہنشاہ آسمان سے یون چلے آتے ہین نیچے سر اوپر پانون اور عیارون کے نعرے ہوے
برف و سنگ و خنجر و تیر و تبر برسنے لگے لاکھون بجیا و اہل جنم ہوے صداہاے گیر و دار تا بہ فلک
پہونچی زمین تھرانے لگی چونکہ یہ سب ساحران زبردست ہین بادۂ سحر و ساحری سے مست ہین حیران
و پریشان لاکھون لاشہ پھڑک رہا ہی کا یہ ابر تیرہ و تار کڑک رہا ہی رعد کی گرج برق کی چشمک زنی
تیرون کی بوچھار ساحران زبردست نے بتعجیل تمام بخیال انجام سپرین سحر کی فوراً تیار کین ان
آفتہاے آسمانی سے اپنے کو بچاتے تھے کبھی گھبراتے تھے کہ یہ کیا قیامت آشکار ہی غل ہی کہ
اب جان بچنا دشوار ہی کوئی کہتا ہی خداوند لقا کو غصہ آیا تقدیر برعکس کی سفت مین ہم غریبون کے
جان پر بنی کسی طرف شور ہی یا لات اعلے منات صلی توبہ کرتے ہین آپ کے بندے مرتے ہین وقت
دستگیری ہی کوئی سامری جمشید کو پکارتا ہی بعض گھبرا کر کہتے ہین ان سب پر لعنت کرو یہ سب خداوند
بڑے ظالم ہین اپنے بندون کی تباہی کا افسوس نہین کسکو پکارین کس سے فریاد کرین رات سے
بازاری بدمعاش جمع تھے بڑے بڑے پہلوان ڈنڈ پیل سن چکے تھے کہ بر وقت قتل اسد
ضرور لڑائی ہوگی مال لوٹینگے آج کے وعدے پر مہاجنون سے قرض لیا تھا ان سب صاحبون
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا آپس مین کہا لو بھائیو غدر ہو گیا اسوقت نہ داد ہی نہ فریاد ہی مطلب حاصل
کرو جسکا مال ملجاے لوٹ لو ہتھا ہیگا نہ کیسا کسی نے کسی کی پگڑی اچھال دی صرافونکی دوکانون کی
تھیلیان غائب ہونے لگین شہر نا پرسان لٹنے لگا دوکاندار رام رام کہکر بھاگے بعض واقفکاران شہر
شوالون مین گھس پڑے بت سونے چاندی کے قبضون مین کیے برہمن تہبری دھوتیان باندھے
ہوے پلوتھیان پھینک کر بھاگے جلاد اپنے گلے کاٹنے لگے مگر افراسیاب زمین تک پہونچا
تھا کہ تپلہ فولادی زمین سے نکلا شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کو لپٹ گیا گود مین لیکر چھٹا پانی کا
مارا افراسیاب نے آنکھ کھولی یہ قیامت برپا دیکھی ساحر جل رہے ہین زمین سے شعلے نکل رہے ہین کہین

پتھر برستے ہین ساحر جان بچانے کو ترستے ہین ایک سمت برفباری الامان فوج کی بیقراری افراسیاب
نے اُٹھتے اُٹھتے ایک اغزۂ کوہ شگاف کیا دیکھا نہ حیرت ہے نہ سرما نہ ابریق نہ مصور مگر سحر آسکے
پتھر برسا رہے ہین برف گرا رہے ہین وہان بوقت سحر صرصر وصبا رفتار جو درختون سے بندھی تھین کلہ کن
نے آکر انکو کھلوایا دونون بدحواس افتان وخیزان اس مجمع مین آکر پہونچین دیکھا دریا خون روان
بہ رہا ہے افراسیاب منہ منہ کہہ رہا ہے بھاگ کر دربارگاہ حیرت پر آئین دیکھا دربارگاہ پر سناٹا ہے خوف
سے نگہبان بھاگ گئے یہ دونون پردہ اٹھا کر اندر آئین دیکھا بی بی حیرت دوشالہ تانے سو رہی ہین
خیال کر کے دیکھا دماغ پر بیٹی بیہوشی کی چڑھی ہے دونون پیٹنے لگین ہائے اماں کی منہ دھلا کر کہا بی بی جلد
اُٹھیے سارا شہر قتل ہو رہا ہے صاف ثابت ہے کہ مسلمان آپڑے سحر ہو رہے ہین آپ کی فوج والے
رو رہے ہین لاکھون بھاگ گئے لاکھون مر چکے شہنشاہ کو نا زمین پر گرتے تھے تپلے نے روکا شاہان
اولوالعزم اپنے کو بچاتے ہین سرداران لشکر گھبراتے ہین حیرت آنکھین ملتی ہوئی کہتی ہوئی جلی آگ لگے
اس سلطنت کو کسی غریب کے گھر بیاہی جاتی ماش کی دال روٹی کھاتی آرام تو پاتی نگوڑے مسلمانون
نہ دن سوجھے نہ رات نہین معلوم مجکو کون بیہوش کر کے ڈال گیا مین کیا جانون صبح ہوتے ہی کیا اندھیر
ہوا ناگاہ ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی کہا ملکہ جلد چلیے شہنشاہ خفا ہوتے ہین آپ کے سحر نے آگ لگا دی
ہزارون جل گئے لاکھون جان بچا کر نکل گئے یہ سنکر حیرت گھبرا کے دوڑی اس عرصہ مین صرصر اور صبا رفتار
خیمہ مصور مین پہونچین دیکھا مرشد زادے ننگے چٹائی مین لپٹے کھڑے ہین صبا رفتار نے کہا
اُستانی صاحب دیکھیے یہ کیا سامان ہے صرصر نے کہا یہ نگوڑا ننگ خاندان ہے ہمیشہ جلسے سے باہر
رہتا ہے عیارون کی خفا سہتا ہے صرصر نے منہ پھیر کر چادر اڑھایا منہ پر چھینٹا پانی کا مارا مرشد زادے
نے گھبرا کر آنکھ کھولی صرصر وصبا رفتار کو سامنے پایا سمجھا عیاران اسلام مجھے مارنے آئے ہین چلایا
دوڑ کر دو خبر مارے صرصر نے کہا مرشد زادے ذرا ہوش مین آئیے شہنشاہ کے پاس چلیے دیکھیے آپکی
تصویرون نے کیا نقشہ کیا ہے ہم صرصر وصبا رفتار ہین مصور گھبرایا جلسے سے باہر تھا اب لباس
پہنا گھبرا کر پوچھا کیا اسد قتل ہوگیا عیارنیون نے کہا باہر تو چلیے زیادہ نہ مچلیے مصور جلدی لباس
پہنکر بیرون بارگاہ نکلا دیکھا قیامت کا ہنگامہ ہے اس عرصے مین صرصر وصبا رفتار نے جا کر سرما وابریق
کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی دونون آنکھین ملتے ہوئے گھبرائے ہوئے بدحواس کہتے ہوئے کیون ملکہ خیر

تو ہی صبا رفتار نے کہا چلو تم لوگ یہان بیہوش پڑے تھے سحر نے تمھارے قیامت برپا کر دی یہان
افراسیاب کھڑا ہوا فوج والون کو بچا رہا ہی سحر دفع کرتا جاتا ہی آگ بجھانے کو پانی برساتا ہی برف
پر برق چمکاتا ہی کہ سامنے سے ملکہ حیرت بیٹھی ہوئی پہونچی افراسیاب نے کہا کیون او حیرت ناک
تیری کاٹ لون تیرے سحر نے لاکھون کو جلایا حیرت نے کہا شہنشاہ مین تو بیہوش پڑی تھی سحر تو مین نے
برائے مسلمانان بنایا تھا کہ صبح کو زیادہ مشقت نہو مسلمانونکو میرے افسون سے مہلت نہو سرماد ابریق و
مصور بھی پہونچے افراسیاب نے کہا واہ مرشد زادے بڑے حرامزادے ہو اپنی تصویرونکو توڑ دو کو مصور
نے کہا زبان سنبھالیے بیہودہ بات منھ سے نکالیے نادان کہکر سارا طلسم مٹوا دو لگا افراسیاب نے کہا تمھارے
نانا دادا بیچارے کیا تھے الٹی سیدھی نالائق تدبیر کرتے ہین ایک مسلمانون کا خدا ہی یہ ایسے نامرد ہین ایک
سے پونے دو سو ڈرتے ہین آپ کو کچھ معلوم بھی ہی شائد طلسم کشا چھوٹ گیا پھر بھر کامل افراسیاب و مصور
و حیرت و سرماد ابریق نے ملکر وہ جو سحر سے آتش برپا تھی آنکو ہٹایا اب جہان تیرہ و تار روشن
ہوا افراسیاب کو پرچہ اخبار گزرا کہ بارہ لاکھ جادوگر مر گیا کچھ برف مین ٹھنڈے ہوے کچھ آگ کی سوزش سے
جہنم مین گئے شور گریہ و زاری بلند ہی کوئی کہتا ہی باپ مارا گیا کوئی کہتا ہی جوان بیٹا موا کوئی کہتا ہی بھائی
تو نے شباب مین جان گنوائی کسبیان سر پیٹ رہی ہین شہدے بچے نوچیون کو رو رہے گئے افراسیاب نے
سرماد ابریق سے کہا ان سب کو چپ کرو خاموش ہون لاشے جلد اٹھواؤ یا بدولت جا کر گنبد و زمین تو
دیکھین اگر حرامزادی ماران خواجہ عمرو کو لے کر راہ نقب سے پہنچی جلادون پر تو حکم ناطق تھا کہ سواے
میرے جو کوئی آئے اگرچہ میری زوجہ بھی ہو اسد و مہ جبین کا سر کاٹ لینا دیکھین ان بیحیاؤن نے کیا کیا
سرماد ابریق وغیرہ چوب و چقماق لیکر دوڑے اس بدعت مین ہزارون کے سر پھٹے لاشے اٹھوانے مین مصروف
ہوے جنگل تمام لاشون سے معمور ہو گیا افراسیاب بقہر و عتاب چرخ مار کر بالاے گنبد نور آیا آکے دیکھا اسد
و مہ جبین نمار و جلادونکے سر کٹے پڑے ہین گھبرا کر نقب مین پھاند ادکھا بیچ مین سے طبقہ ٹوٹا ہوا ہی لاشے
تخل بدعت پڑا ہی نقب کی عمارتین برباد یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر قہر و غضب مین کانپتا ہوا برون
نقب آیا تمام حاکمان در بند متردد و متوحش ایک مقام پر کھڑے ہین سب کے افسر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ
توسن و ملکہ فیروزہ و دود خان سیہ رو آپس مین اشارے کنائے کر رہے ہین نیلم کہتا ہی شہنشاہ کی
غفلت حد پر پہونچی سردارون کو لوگون بیزار کیا سب نامی نامآوران طلسم رازدار جاکر شریک مسلمانان ہوے

قید اسد نامدار ہی کا انتظام نہو سکا ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ توسن کیسے منتظم ہین کون کون صاحبین
بھائی صاحب کے سپرد ہین اگر کہین چھوٹ جائین تو طلسم ہوش ربا کی خاک اڑا دین شہنشاہ ہوش ربا کی
زندگی دشوار ہو بھاگنے کا راستہ نملے ہر متنفس کو رنج وملال پہونچے بھلا چڑیا تو نکل ہی جاتا تو کوئی زیبایت
کردے کہ ہمارے بھائی صاحب کے زندان مین کون شخص قید ہی قیدی کا کیا نام ہی اسکے قید کرنے سے
کیا کام ہی نہ محافظ ہین نہ نگہبان اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر ہوکر ہفتہ مین ایک مرتبہ تشریف لیجاتے ہین
اپنی آنکھون سے قیدیون کو دیکھ آتے ہین مصور جادو تو ایک الو کے پٹھے ہین کہا ای بادشاہ عالیجاہ
وہ کونسے قیدی ہین جو شہنشاہ توسن کے سپرد ہین بادشاہ ملک ہین یا گردہین شہنشاہ توسن نے ہنسکر
کہا مرشد زادے اعزاز واکرام تو قیدی کا آپ نے سنا اسکا نام لینا کیونکر مناسب ہی اور آپ بخوبی آگاہ ہین
اسوقت خیال مین نہین ہی آپ ہی بزرگون کی صلاح سے وہ لوگ قید ہوے مگر عرض کرتا ہون مثل
باغبان وغیرہ اگر ہم شہنشاہ سے باغی ہوجائین ایک ہفتہ مین طلسم کا کام تمام کردین مگر شہنشاہ کے رازدار
ہین اس سلطنت ہوش ربا کے ہم خود مالک ومختار ہین کل معاملات ہماری رائے سے ہوتے ہین ایک
قید مین طلسم کشا کی ہمنے دخل نہ دیا دیکھیے کیا انجام ہوا ملاحظہ کیجیے شہنشاہ گنبد نور سے آتے ہین
مردونکی خبر لاتے ہین یہان تو یہ باتین ہین توسن ونیلم کی باتون پر کل سردار ہنس رہے ہین افراسیاب
پر ضحکہ ہی کوئی کہتا ہی غافل ہی کوئی کہتا ہی بالکل جاہل ہی کوئی کہتا ہی انتظام نہو سکا ایک کہتا ہی اسد کو
عمرو چھڑا لیگیا کچھ نہو سکا ایک کہتا ہی کیا غضب کے عیار ہین آسمان پر اڑ رہے تھے بیہوش کرکے شہنشاہ
کو بھاگے کیا غضب کر گئے لاکھون کی جان گئی کیا قیامت کا ہنگامہ تھا چندکس جو بچگئے یہ بھی عنایت
لات ومنات ہی صبح کو یہ نہ سمجھ مین آتا تھا دن ہی کہ رات ہی یہ باتین تھین کہ افراسیاب غصہ مین تیوری پر
بل منہ مین کف بھرا ہوا پیشانی پر شکن دریائے قہر موجزن جیسے ہی قریب آکر پہونچا نیلم وتوسن نے براہ
ضحکہ مسکرا کر پوچھا کیون شہنشاہ کیا طلسم کشا چھوٹ گیا عمرو کیونکر پہونچا کس نے سراغ لگایا اس راہ کو
کون جانتا ہی عمرو کی کس نے رہبری کی کس سرکش نے خودسری کی افراسیاب نے جو سب کو مسکراتے
دیکھا فرط قہر وغضب مین تاج کو کج کرکے وچھون پتاؤ پھرا کہا ای حاکمان دربند طلسم ہوش ربا وای ناظمان
ممالک عجائب دنیا با دولت کسی صاحب کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین اگر اف کردون تمام کوہ ودشت کو
جلادون اگر دعوی خدائی کرون مردے کو زندہ زندہ کو مردہ کر دکھاؤن اگر علوم نیرنگ وشعبدہ پر آجاؤن

فلک ہفت پیکر کے چھکے چھڑاؤں سب صاحب بخوبی واقف ہیں چند کس ناواقف ہین اپنے بزرگوں سے
سنا ہوگا جس روز نابدولت دریاے نیل پر پہونچے لوح طلسم کی تلاش تھی آپ سب صاحب فرماتے تھے
ای شہنشاہ دریاے نیل پر نہ جایئے لوح لینے کے سودے مین نہ پڑیے وہ مقام عجائب وغرائب ہے دریا
قہار و پُر مصائب ہے ہر ساحر نے وہان سے کنارا کیا اسکا ڈوبنے والا کبھی نہ ابھرا ایک ایک موج
اسکی گرداب قیامت ایک ایک قطرہ محیط آفت نہنگان دریاے نیل مکار مثل مچھلیوں کی ماہیت سے
کماہی کون آگاہ ہے اُس نیل جوش وخروش مین کسکو رسم وراہ ہے حباب بھی آنکھین نکالتا ہے مستغاظ ہر بکر
قہر وغضب مین گھمر رہا ہے ہر وقت کف لاتا ہے مردم آبی کو ڈراتا ہے مقام خوفناک ہے چل کنارے سے کنارا
بستر خوف تباہی جہاز عمر رواں ہے ہر ایک موج شمشیر بران ہے گرداب حلقہ ماتم گھاٹ اُسکا تلوار کا گھاٹ کہ
پاٹ اُسکا چادر چرخ نیلی کا پاٹ ہے ہزار ہا اُسمین جانور آدم خوار زمین وہان کی ناہموار مگر نابدولت نے
کچھ خیال نکیا بجوش وخروش پہونچا صاحب لوح قہقہہ فیل سر قد وقامت مین دیو کا ہمسر قہقہہ کا مارنا کیا
ہنسی تھا سب صاحب فرمایئن اسکو کیونکر نکال کر لایا مثل کرباس کہنہ کے چیر پھاڑ کر پھینکدیا
اسوقت سب صاحب مضحکہ کرتے ہین نابدولت بہرام فلک سے نہین ڈرتے ہین اگر سرداران خواجہ عمرو
وعیاران نامور پسر دش نکمدامان بڑا کام کر گئے مارا ان نے عمرو کو راہ نقب سے تا بہ گنبد نور پہونچایا اسرار
جادو نے شب بھر مجکو قصص وحکایات مین مصروف رکھا کتاب نہ دیکھنے دی تھی جستجو کی اب آپ سب
صاحب دیکھین سب باغیوں کو چشم زدن مین لاتے ہین دیکھون میرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہین
اسوقت آپ سب صاحبونکے موج تبسم نے خنجر بران کا کام کیا اس ہنسنے نے زخم جگر پر نمک چھڑکا ان
کلمات قہر آیات افراسیاب سے بڑے بڑے ساحر جو موجود ہین اور اپنے کو سامری زمان اور جمشید عہد
جانتے ہین ایسے ویسے کے سحر کو کب مانتے ہین غصہ دیکھکر افراسیاب کا کانپنے تھرانے دیکھا حقیقت مین
افراسیاب کی صورت بدل گئی چہرہ سرخ ابروون پر بل آستین تا بہ مرفق چڑھائے آنکھین جوش قہر وغضب
سے آل آتش شعلہ جوالہ یا جہنم کا جلا ہوا کندا معلوم ہوتا تھا یہ کہتے کہتے مرقد دستک دیکھے تقریرون سے
سب کی غائب ہوا سب کے طائر ہوش اڑے حیرت نے پریشان ہو کر بال کھول دیے دوپٹہ منہ پر رکھکر
رونے لگی کہا صاحب غضب ہوا ایسا غصہ مین کبھی شہنشاہ کو مین نے نہین دیکھا اکیلے گئے ہین مسلمانون مین
صرف سترہ سو سردار مین جیجون عیار مکار و غدار ہین ایسا نہو کہ میرے وارث کو کسی دام مکر مین پھنسائین

آپ لوگوں کا مضحکہ کرنا بہت ناگوار ہوا آج یہ سحر تو آشکار ہوا دیکھئے دیکھتے غائب ہوئے مین تو ٹھہر نگی جاکر اپنے وارث کی خبر لونگی برے وقت مین جاکر شریک ہون مجھے اپنے راج سہاگ کا ڈر ہی ارا کین طلسم ہوش ربا کا بارگاہ عمرو مین گذر ہی میرا وارث تنہا ہی نکلا ہون نے ایکا کیا ہی یہ کہکر آئے آگے حیرت پشت پہ اشمارہ سو تاجدار گرد گرد نگش ساحران یکتا ناظمان دربند طلسم ہوش ربا ساحر ہشیار غول کے غول غٹ کے غٹ چلے آتے ہین طبتے زمین کے تھراتے ہین عیّار نچیون کو حیرت نے اشارہ کیا کا ای کمبخت ذرا بڑھکر خبر لو جو کچھ وہان گذرے دمبدم کی کیفیت سناؤ یہ سنکر صرصر و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین جنگل گشت مصروف مین بہ لکر مثل باد صرصر کے بھاگین وہ کلمہ لشکر عمرو کے سنیے ساقی نامہ

ای روز الست کے شرابی
دے جام ابھی سلامتی کا
ہی میری دعا کے لینے والے
ہو وادے دختر عنب سے
نظرون ہی مین دیکھکر جو پی جاون
بھر جائے خوشی سے شیشۂ دل

ساقی ہی کدھر شراب لائے
لانا اک پھول کی گلابی
مر مر کے خزان کے دن گذارے
کر دل پہ ہی مرے حوالے
دلمین مرے وہ شباب آجائے
مرنے سے ملے نجات جی جاؤن
آنکھون مین پڑین جو لال ڈورے

دن فصل بہار کے پھر آئے
سودا ہی یہ ہنسی خوشی کا
پھولا نخل مراد یار رے
دل ہی مرا ڈالوان ڈول کب سے
اس دلمین آفتاب آجائے
اڑ رے جبدم وہ رشک محفل
پھر جائین نشے مین کالے گورے

یہان ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون سریر شہنشاہ باتوقیر صاحب قہر و خشم ملکہ مہرخ سحر چشم شب بھر مسلح کمل آمادۂ مرگ مہیائے قضا زندگی سے بیزار مجبور و ناچار حیران و پریشان سترد د تو حش کبھی بارگاہ مین کبھی بیرون بارگاہ گردش سیارگان پر نگاہ جون جون رات گھٹتی ہی غم و الم بڑھتا ہی ہوا خواہان لشکر کمرین باندھے ہوئے اپنے اپنے بستر پر ملول و کمدر گوش بر آواز کہ مالک ہمارا حکم دے اگر دریائے آتش ہی پھاندین میرین اڑین ناگاہ گریبان سحر چاک ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم گھبرا کر بیرون بارگاہ آکر کہا ای یار و سحر ہو گئی ہم سب کی صبح ہوئی کوئی عیار پلٹ کر نہ آیا کچھ حال شہنشاہ پرسان نہ سنلیا جان دینے کا بھی وقت آیا برائے خدا یار و بڑھکر دیکھو شہنشاہ پرسان کا کیا رنگ ہی خدانخواستہ طلسم کشا کو قتل تو نہین کیا اگر گنبد نور سے اتارنے کا قصد ہوا ہو ہمکو جلد لا کر خبر دو اپنی جا کر جان دین افسوس صد افسوس کیا لاشہ ہمارے افسر کا اکیلا رہیگا واجب تو یہ تھا کہ بیچ مین قافلہ سالار گرد ہالیان قافلہ

دیکھنے والے کہیں ملازم نمکخوار بعد مرنے کے بھی اپنے آقا کے ہمراہ ہین اصل مین ہوا خواہ ہین قریب تھا
کہ لوگ خبر کے واسطے دوڑین آسمان پر برقین چمکین باغبان قدرت بصد صولت خوش انداز خوش رو
ملکہ بہار جادو و ملکہ سرخ موے کا کلکشا وغیرہ بارہ سردار عیارون کو اپنے پنجۂ قوی مین تھامے ہوے
ایک ساحرہ ضعیفہ کو باغبان قدرت اپنے دوش پہ ڈالے اس رنگ سے آکر زمین پر اترے ملکہ مہرخ
نے بیقرار ہوکر آواز دی یارو براے خدا کچھ خبر بھی سناؤ دل کو مجھ سوختہ بخت کے تسکین دو داخل باغبان
قدرت نے اتنا جواب دیا اے ملکۂ عالم خیریت ہی بیان کیتے ہین جس ساحرہ کو مین لایا ہون اُسکو
افراسیاب باغ سیب سے گرفتار کر کے لایا تھا ہوشیار کر دون تو مفصل حال یہ بیان کرے ہمنے
عیارون کو روے ہوا سے گرتے دیکھا فوراً سنبھال لیا ملکہ بہار جادو نے اور باغبان قدرت
نے ملکہ اسرار جادو کا سحر اُتارا یہ رازدار ملکہ اسرار بیہوش تھی جسوقت افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب
سے چلا تھا ایسا سحر بیہیا نے کیا تھا کہ تمام جسم مین آبلے پڑ گئے تھے آنکھون سے بالکل نہ سوجھتا تھا
اب جو بہار و باغبان نے پھول برسائے گُل مراد حاصل ہوا چہرۂ انور اسلام سے مثل ماہ کامل
ہوا آنکھ کھولکر اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ملکہ مہرخ انتشار مین خبر فرحت اثر کے انتظار مین جملہ
سرداران نامی سالاران گرامی کو اپنے گرد حلقہ زن پایا چہار جانب ہجوم سیارگان بیچ مین ملکہ مہرخ
مثل ماہ تابان اسرار جادو اب سمجھی کہ مین بارگاہ گردون پناہ اہل اسلام مین پہنچی خوشی خوشی
آ شکر بادشاہ حجاہ کو سلام کیا ملکہ اسرار جادو نہایت بلیغ و فصیح ہر چند کہ سن زیادہ تھا مگر حسن ملیح
شیرین کلام نیک انجام بعد سلام ہاتھ اُٹھا کر صفت ملکہ مہرخ مین بفصاحت یہ چند شعر پڑھے نظم

شاہا ترے گدا کا ہو مشہور احتشام
شاہان سرفراز سب اُسکے ہین بارے نام

ہو اسپ پر سوار کرے عزم جنگ اگر
میدان کارزار مین ادنےٰ ترا غلام

جولان کرے جدھر کو رہے اسطرف نہ خاک
اُڑ جاے خاک اُدھر کو جدھر کو پھرے لگام

پامال اسقدر ہو کہ معلوم بھی نہ ہون +
افراسیاب کون ہے رستم ہے یان کدام

شمشیر اُسکی خرمن اعدا کو ہے جو برق
آوے گر اُسکے ہاتھ مین یک لحظہ بے نیام

جلجاے اور تک صف اعدا کی اور کو
بے سر ہین پھر تو مد نظر یک قلم تمام

آپ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کو کسکے منہ مین زبان ہے جو بیان کر سکے عمدا تین حضور کی

یہ چند اشعار آبدار عرض کرنا واجب ولازم ہی اشعار

نوشیروان پہ عدل کا گویا ہی اتہام	دیتا ہی تیرے عدل مین ای عادل زمان	ای وہ کہ تیرے عدل کی نسبت مجاز محض
کیا کیا ہی خوبیون سے کیا حق نے تجکو خلق	ابنای روزگار کے ای فخر و احترام	زخم جگر کو سودہ الماس التیام
یامین تری شجاعت و ہمت سے اب کلام	تیرا ہی بار علم ہی ای صاحب وقار	مدح کو حلم کا مین کرون یا بیان خلق
		کشتی خاکدان کا جو پانی پہ ہی قیام

دعا دیکر سرداران بارگاہ اسلام سے بغلگیر ہوئی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای ملکہ اسرار برای پروردگار جلد کچھ حال خیریت آل طلسم کشا و خواجہ عمرو بیان کرو کہ قلب ناصبور کو گونہ تسکین ہو اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ انجم سپاہ پروردگار عالم دمبدم اقبال کو ترقی عطا فرمائے روز سیاہ دشمنان تیرہ بخت کو دکہائے خواجہ صحیح وسالم ہین کنیز حضور صف شکن ملکہ یاران زمین کن راہ نقب سے انکو ہمراہ لیکر برسر گنبد نور گئی ہم مین برائے کارگزاری باغ سیب مین پاس افراسیاب کے رہی رات بہر اس تیرہ بخت کو کتاب سامری نہین دیکھنے دی ایک افتاد پڑی کہ نخل بدعت کو شائد خواجہ یا یاران نے قتل کیا بس افراسیاب خانہ خراب آگاہ ہوگیا مجھ بھی یہ بلا نازل ہوئی تھی خواجہ کو سمجھا دیا تھا کہ جہان تک ممکن ہو نقب کے دو ساحر نگہبان ہین انکو زندہ گرفتار کرنا انکے خون سے ہاتھ نہ بہرنا مگر نخل بدعت نہایت ہوشیار مکار غدار تھا عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ اسنے ضرور خواجہ عمرو کو پہچانا ہوگا وہی اسکی موت کا بہانہ ہوا اب نہین معلوم پھر خواجہ عمرو پر کیا گذری مگر آگے بڑھکر خبر دریافت کرنا واجب ولازم ہی اگر طلسم کشا کو قبضہ مین کرلیا تو کیا سبب ہوا کہ ابھی تک تشریف نہین لائے خیرخواہان دولت کی کیون نہ طبیعت گھبرائے یہ کیفیت بگوش ہوش عیاران نامی سن رہے تھے بہ تعجیل بانہائے عیاری سے آراستہ ہوکر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام و قران بیرون بارگاہ آئے باغبان و بہار نے کہا ای عیاران طرار ہمارا بھی ساتھ چلنا ضرور ہی اسوقت مین تامل و تساہل سراسر عقل کا قصور ہی سب سردار آمادہ ہوئے کہ ہم سب جاتے ہین خبر لاتے ہین ایسا نہو کہ نقب سے نکلتے نکلتے ملازمان افراسیاب گھیرلین از شہر ناپرسان تا کوہ بلور فوجین فروکش ہین خیرخواہان طلسم ہوش ربا سرکش ہین مہرخ کو بھی تاب نہ آئی کہا صبا جو مین سب مین نامرد ہون کہ مرغ زین بنی بیٹھی ہون شب بہر سر دہنا کی آتش رنج و مصیبت مین جلا کی سب سرداران جان نثار بیقرار ہین چلنے پر تیار ہین کہ صحرا سے گرد اڑی مگر پہچان دشمن و دوستان غبار الم سے کہے

دلون پر ستے اُسی جانب سب دیکھنے لگے گلستان ابر رحمت یا آیۂ فرحت وہ گرد فق ہوئی سب نے دیکھا
آفتاب درخشان آسمان عیاری نیّر تابان برج خنجر گزاری مثل باد صرصر اُڑے ہوئے آتے ہین ایک جانب
ملک یاران زمین کن مگر رنگ رو متغیر سب سردار بے اختیار آگے بڑھکر پکار اُٹھے شعر
ای پیک راستان خبر یار ما بگو ٭ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ٭ دیگر از کجا میرسی ای ہدہد فرخندہ قدم
باد قربان سرت حلقۂ مرغان ام ہو خواجہ بہر خدا زبان معجز بیان سے خبر فرحت اثر سناؤ ایسا نہو ہم
مشتاقون کی روحین پھڑک کر جسم خاکی سے نکل جائین خواجہ عمرو نے آواز دی ای سرداران نامی و جان
نثاران گرامی رب اکبر صانع بیچون نے نفس اپنا شریک حال کیا دور دل کا غم و ملال کیا اسد غازی و
ملکہ مہ جبین کو گنبد نور سے جا کر بخیر و خوبی لایا مالک بے نیاز نے یہ روز سعید دکھایا باغبان قدرت
یہ مژدہ جان بخش سنکر مثل گل شگفتہ ہوا بہار جادو خوشی سے پھولے نہین سماتی تھی دوڑکر خواجہ عمرو بن
امیہ نامدار کو گود مین اُٹھا لیا یاران سے ایک ایک بخوشی بغلگیر ہوتا تھا اس عظم و شان سے خواجہ
عمرو کو لیکر بارگاہ فلک اشتباہ مین آئے ملکہ مہرخ بخوشی تخت پر سرداران ذیشان فرحان و شادان
کرسیون پر متمکن پانچون عیار سامنے حاضر ہین سب باشتیاق خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی جانب
دیکھ رہے ہین مصرع چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است ٭ اب خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہین مگر خاموش
حیرت کا جوش ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ برائے خدا کچھ بیان کرو زنبیل سے اسد و مہ جبین کو نکالو آنکھین
مشتاق ہین چند ساعتین بھی شاق ہین دیدار فرحت آثار سے دیدۂ دل منور ہون یہ سنکر خواجہ نے
منھ بنا کر کہا صاحبو یہ تو بیشک ہے گنبد نور سے انکو اُتار لایا مگر وہ دونون میرے پاس نہین ہین مین دو چار
دن مین تدبیر کر کے لے آؤنگا ہفتہ عشرہ مین تمسے ملاؤنگا ملکہ بہار نے گھبرا کر کہا خواجہ کیا راہ مین افراسیاب
ملگیا آپ سے چھین لیا جلد فرمائیے اسکا نام بتائیے ہم تو افراسیاب سے مقابلے کو موجود ہین اور کسی کی
کیا حقیقت ہے عمرو نے کہا صاحب جہان اسد و مہ جبین ہین وہان لڑائی کا کام نہین ہے اس مقام
پر فرشتون کے پر جلتے ہین ملکہ بہار نے کہا کیا کوئی افراسیاب سے بھی زیادہ ہے عمرو نے کہا ہمنو
ساکھ بڑی چیز ہے لین دین مین زور نہین چلتا مین مہاجن کا قرضدار تھا مقدمہ رہائی اسد غازی مین
اُسسے قرض لیا تھا صرف کیا وہ راہ مین چھپا کھڑا رہا جب مین نقب سے نکلا اُسنے قیدی مجھسے چھین لیے
مین کیا عذر کرتا یہ سنکر باغبان قدرت ہنسا کہا خواجہ ہم سب قرضہ ادا کرنے کو حاضر ہین

عمرو نے کہا صاحب سنو صاف یہ ہی روپے کا کام زبان سے نہین نکلتا جن صاحب سے جو کچھ ہوسکے مجھے کسی سے انکار نہین ہے موافق اپنی اپنی حقیقت کے سب صاحب دین اپنے افسر کو رہا کرین ورنہ وہ صاحب بڑا ظالم ہے نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا یہ کہکر ایک بڑا سا چادرہ زنبیل سے نکالا مین بارگاہ مین بچھا دیا فرمایا ہان بسم اللہ سب صاحب رکھتین یہ تو مجھکو یقین ہے کہ آخر مجکو تمسک لکھنا ہوگا رفتہ رفتہ ادا کرتا رہونگا مگر سود کو پہونچ جائے روپیہ بڑھنے نہ پائے وہ قرضہ اسقدر ہے کہ جسکا سود بھی پہونچنا دشوار ہے اسکا بانی حمزہ نامدار ہے انکی دختر بلند اختر زبیدہ شیر گیر میرا فرزند کرب والا تدبیر وہ شادی جسمین تمام شاہان عالم کا مجمع تھا محفل نہ تھی گویا مرقع تھا آقائے نامدار نے وعدہ سب کچھ کیا تھا مگر ابھی تک ایک حبہ بھی نہین دیا بعد چوتھی سب سے وعدہ تھا پھر قرضہ کیونکر ادا ہوتا ایک ایک پیسہ ادا کرگئے ہین سود بھرتے ہین اب یہان تم سب صاحبون کے بھروسے پر لیکر خرچ کیا مگر شکایت حکایت بیکار ہے جو جس سے ہوسکے وہ اسوقت مین کمی نہ کرے اُس جا پر پر آخر فیون کے توڑے گرنے لگے خواجہ خوشی خوشی مال اُٹھاتے جاتے ہین باتین بناتے جاتے ہین یہ ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ابھی خواجہ عمرو نے شاہزادہ اسد و ملکہ مہ جبین کو زنبیل سے نہین نکالا روپیہ پیسہ زیور سردار دیئے جاتے ہین وہ داخل زنبیل ہورہا ہے یہ بھی فرماتے ہین کہ مجھے کسی صاحب سے انکار نہین یہ مقدمہ فیض دینا ہے جو کوئی ایک دیگا دس پائیگا یہ فیض خدا کہان جائیگا علاوہ قرضدارون کے غربا و مساکین در دولت پر شب کو منہ چھپا کے آتے ہین انکو دیا جاتا ہے ہر شخص فیض پاتا ہے خانہ کعبہ مین ہزار ہا روپیہ روانہ کرتا ہون جناب خواجہ عبد المطلب والد نامدار صاحبقران مستحق کو نہین پہونچاتے ہین وہ غربا مجکو عرضیان تحریر کرتے ہین دوبارہ بھیجدیتا ہون سب اہل دربار خوش خرم ہین ہنسی قہقہے چھپے ہو رہے ہین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہے تحصیل پر آمادہ ہین تمام اہالیان لشکر ظفر اثر مشتاق دیدار فرحت آثار اسد نامدار ہین مگر خواجہ ہی فرماتے ہین کہ آج کوئی متنفس لشکر مین باقی نہ رہے کبھی خوش کرنے کو سردارون کے گنگنا کے یہ چند اشعار گاتے ہین اہالیان محفل کو لبھاتے ہین

اشعار

بوسہ لون چشم مست کا وقت خمار ہے
ساغر چڑھاؤن نشہ مے کا اُتار ہے

پستان یار کا بھی قیامت ابھار ہے
گویا انار قد نخل میوہ دار ہے

دل اپنا بلبلِ چمن روے یار ہی
یہ باغ وہ ہی جسمین ہمیشہ بہار رہی

سر سبز خط سے کیا چمن روے یار ہی
ہی طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہی

چلتے ہین بعد مرگ بھی ٹھکراکے قبر کو
ہم خاک مین ملے انھین اتنک غبار ہی

اے گریہ چشم تر کی حفاظت ضرور ہی
یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے

نیرنگ دہر سے نہین حیرت زدون کو ڈر
تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار ہے

نیرنگِ عشق دل مین کھلاتا ہی گل نئے
اپنے چمن مین سیرِ طلسم بہار ہے

اسوقت محفل مین عجب فرحت وانبساط ہی جلسۂ عیش ونشاط ہی مگر انقلاب فلک کجرفتار گردون غدار مشہور ہی ایک دم مین رنگ تازہ دکھلاتا ہی ہنستے کو رُلاتا ہی شب کو چمن گل کھلا صبح کو جھونکے سے ہواے گرم کے مرجھایا اس دار ناپائدار مین کبر ونخوت بیجا ہی انسان ضعیف البنیان خاک کا پتلا ہی جہان فانی کیا لائق سکونت ہی حقیقت مین مقام عبرت ہی جمشید نے جام بنایا انجام کیا ہوا سکندر کا بھی حال پر ملال آئینہ ہی مقام حیرت کسان صاحب آئینہ ہی دو دن کیواسطے تاج وتخت ہی شاہ وگدا کو درپیش منزل سخت ہی ہر دم دم کا شمار ہی رنج وراحت بالکل بیکار ہی صاحبان جاہ وحشم کہان ہین ملول وغمگین پردۂ خاک مین پنہان ہین یہ فلک شعبدہ پرداز آخر ہر گردش مین ہی جسکو عیش مین دیکھو اسکو رنج دون ہی کوشش ہی گردش فلکی تخم مصیبت بوتی ہی گل ہنستے مین شبنم انکے حال پر روتی ہی لالے نے رنگ یاقوتی پایا فوراً داغ کا دھبا لگا عندلیبان خوش نوا فصل بہار کے مشتاق رہتے ہین پھول کر شاخ گل پر بیٹھنا نصیب ہوا چشم زدن مین مصیبت باغبان سہتے ہین شب کو معشوق گلرخسار سے وصلت سحر کو صدمۂ فرقت ہر ساعت دنیا مین رنج والم شادی وغم توام ہین دیکھین انجام کیا ہوگا خوب ثابت ہی جو ذیحیات ہی ضرور فنا ہوگا اشعار

ہر شخص کو اک دن ہی مرنا
مٹنے کو بنی ہین صورتین سب
کیا زور امانت خدا مین
ہشیار رہو خواب ہی یہ دنیا
پھر ترک نہ سکا وہ جسکی آئی

بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا
جانے کو ہی یہی سبکا آنا
کیا دخل مشیتِ خدا مین
فرصت نہین منہہ سے بولنے کی
بیٹا ہو باپ ہو کہ بھائی

مٹی مین ملین گی صورتین سب
گذر ایون ہین اسقدر زمانا
اک نقش برآب ہی یہ دنیا
مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
بندہ بندہ خدا خدا ہی

جو حکم وہ دے وہی بجا ہے
نابود اور لفظ بود ہے ایک
آغوش لحد مین اُسکی جا ہے
سبکے لیے اک یہی سبق ہے
اچھون کو قضا بھی چاہتی ہے
چھٹکارا پھر نہین کہین ہے
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا دان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہے
دو روز کا ہے فقط پس و پیش
کس کس کو موت نے نہ لوٹا
کھد کھد کے گڑھے پٹے ہزارون
جو آیا سفر کریگا اک دن
آتے جاتے ہین سلسلے وار
آئے تو خدا کی مہربانی
برباد ہوئے ہزار ہا گھر
کس جا پہ نہین گذر ہے اسکا
جب وہ نہ رہے تو کوئی کیا ہے
ڈھارس کو نہین یہ ذکر تھوڑا
باقی ہر چیز کو فنا ہے

بد ہو یا نیک نحس یا سعد
سبکا عدم و وجود ہے ایک
ہو زیست اگر بصورت نوح
مرنا برحق ہے موت حق ہے
وعدہ جب ہو گیا برابر
آ پہونچیگی موت بس دہین پر
پہرا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہے
یہ جو ہے سات دن کا ہفتہ
کیسا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا
تکیہ مین بستر ہے سبکا
جیتا ہے جو مرے گا اک دن
اس دم کا اعتبار کیا ہے
جائے تو وداع زندگانی
کس دل کو دیے نہ داغ اسنے
داغ ہوا ہر جگر ہے اسکا
محبوب خدا نبی ہمارے
انکو بھی تو موت نے نہ چھوڑا
الحی ہی صبر کی یہ ارقند

پہلے کوئی جائیگا کوئی بعد
جو مان کی کنار مین رہا ہے
اک دن نکلیگی جسم سے روح
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
سبکے لیے یہ سفر ہے درپیش
سب جائینگے یہین رفتہ رفتہ
رشتے ناتے کٹے ہزارون
ہڑواڑون مین گھر بنا ہے سبکا
آگے پیچھے یونہین لگاتار
اس سانس پہ اختیار کیا ہے
اس موت سے کون بچا مگر
گل لاکھون کیے چراغ اسنے
جنکے لیے یہ جہان بنا ہے
کیسے اللہ کے تھے پیارے
ایک اُسکی ذات کو بقا ہے
اللہ ہے صابرون سے خورسند

جب کوئی خوشی ہو تو خوف کرے فلک کی گردش سے ڈرے کہ سامنا رنج و غم کا ہوتا ہے ہنسنے کے بعد آنسوؤن سے منہ دھوتا ہے وہ سامنا اسوقت اہل اسلام کو ہے کہ خواجہ عمرو بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سردارون سے ہنس ہنس کر زر و جواہر لے رہے ہین دربار مین چہل پہل لشکر مین خوشی کا ہنگامہ اسد غازی و ملکہ مہ جبین ہنوز زنبیل مین فقط صبا جوانی

عمرو کی تحویل مین کہ یکایک ایک نعرہ کوہ شگاف کی آواز آئی زمین تھرائی اہالیان لشکر نے دیکھا
کہ مین دربارگاہ مہرخ پر افراسیاب بصد قہر وغضب زمین سے پیدا ہوا پہلے پردہ اٹھا کر اندر
بارگاہ کے گیا سب کو عیش وراحت مین مصروف دیکھا للکارا او نمک حرامو او ساربان زادے
تین روپیہ کے پیادے بڑا صدمہ مال ودولت کو دیا دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون نمک حرامی کا آج
مزا چکھاتا ہون ملکہ مہرخ وبہار وباغبان قدرت وسمار قدرت وغیرہ نے چاہا اٹھکر بھاگین
یا افراسیاب پر سحر کرین عیارون نے بھی قصد کیا کہ حلقہ ہاے کمندارین یا گر کر نقش زمین بنین
عمرو نے بھی سنیچہ ٹیکا کر جست کر کے نکلجاؤن یا گلیم اوڑھ لون مگر افراسیاب نے اس جلدی مین سحر
کیا کہ کوئی سردار ہاتھ مین حربہ سحر کا نہ اٹھا سکا پہلے تو ایک دستک دی سب سردارون کی آنکھون
مین اندھیرا آگیا سنکے ڈھل گئے معلوم ہوتا تھا کہ مردے بیٹھے ہین کسی کے قالب مین جان نہین
عمرو مع کل عیار چالاک وبرق وغیرہ زمین مین پڑے ہین ہچکی لگی ہے دم توڑ رہے ہین نہ ہاتھ
پانون مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت افراسیاب خانہ خراب یہ حرکت کر کے بارگاہ سے بقہر
وغضب تمام باہر آیا پردہ چھوڑ دیا اہالیان لشکر کا عجیب حال چہرون پر ہوائیان اپنے اپنے
مقام پر خاموش دریاے حیرت وغیرت کا جوش افراسیاب بارگاہ کے کل سردارون کو بیکار کر کے
باہر نکلا ہی کہ طرف سے شہزادہ پرسان کے ملکہ حیرت جادو مع اٹھارہ سو تاجدار ساحران بدکردار کے
جو تعاقب مین چلی تھی روا روی کر کے آپہونچی سب نے دور سے دیکھا کہ افراسیاب دربارگاہ
مسلمانان پر کھڑا ہی جیسے ہی سب کو آتے دیکھا نعرہ کوہ شگاف کر کے غرق زمین ہوا شہنشاہ توسن
وشہنشاہ نیلم وغیرہ وہان سے آوازین دینے لگے کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ سب خیرخواہان دولت
آپہونچے آخر ہم کسمن کے واسطے ہین ذرا تامل فرمایئے ٹھہر جایئے دیکھے تو ہم کیا کرتے ہین افراسیاب
نے جواب بھی نہ دیا ان سبکے سامنے غرق زمین ہوا نیلم وغیرہ نے دیکھا کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ بارگاہ
مسلمانان تھرائی زمین سے چہار طرف بارگاہ کے دھوان نکلا وہ بارگاہ کہ جسکے اندر سترہ سو
سرداران نامی ونام آور جان وروح لشکر ظفر اثر جمع ہین اسکے گرد کا طبقہ تھرایا اب بادشاہ نیلم
و توسن جادو وغیرہ حیران ہین کہ یہ کیا شعبدہ ہے دھوان کیسا چہار طرف سے بارگاہ کے
نکل رہا ہے ان باتون کو تمام نہ کرنے پاے تھے کہ اندر سے زمین کے نعرہ ہوا منم شہنشاہ

طلسم ہوش ربا اب طبقے کا طبقہ زمین کا ابھرا افراسیاب بقہر و عتاب دونون ہاتھون سے کل
طبقے کو مع بارگاہ لیے ہوے ابھرا مگر حال یہ ہے کہ تاج سر پر کج آنکھین ابلی ہوئین معلوم ہوتا ہے
حدقۂ چشم سے نکلجائینگی بند قبا ٹوٹے ہوے زرہ کی کڑیان شکست نعلین پارہ پارہ اس حال
پر ملال سے یہ کوہ عظیم الشان اٹھائے ہوے منہ سے کف جاری قدم کو لغزش مگر عظم و شان
دکھانے کی کوشش قدم بڑھاتا ہوا آتا ہے ہر قدم پر ٹھہرتا ہے نیلم و قوس وغیرہ کل ناظمان و رئیس
طلسم ہوش ربا کے ہوش پران ہین غول کے غول اس تماشے کو دیکھکر یا سامری یا جمشید کہتے تھے
غل مچا رہے تھے افراسیاب پانچ قدم پر آکر وہ بار عظیم ہاتھون پر لیکر جھلا جھلا کر آواز دی اے
سرداران شعبدہ باز و اے ساحران نیرنگ ساز تم مین سے کوئی ایسا ہے کہ اس بار عظیم الشان کو
ہاتھون پر تم اٹھائے تا بشہر ناپرسان پہونچائے سب نے فریاد کی کہ اے شاہنشاہ گردون بارگاہ
تو شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ہے اس طلسم کی سلطنت کے تو ہی لائق ہے سحر و قوت و طاقت مین سامری
و جمشید پر فائق ہے ہم مین کسی کی یہ لیاقت نہین کہ اس بار کو سر پر اٹھائے یا تا بشہر ناپرسان لیجائے
افراسیاب بصد پیچ و تاب اس بار کو لیے جھوم رہا ہے پھر غصہ مین آواز دی یارو دس لکے
سنبھالو تم لوگ بادولت پر گھمنڈ کرتے تھے قوت و طاقت و اختیار بادولت کا دیکھو چشم زدن
مین آیا بارگاہ مین بیک چشم زدن کل کو بیہوش کردیا مین ستو سو سردار ہین چھون عیار ہین
اب ان سب کو اسی طرح تا بشہر ناپرسان لیجاؤنگا آج ان سرکشون کو خاک مین ملاؤنگا کوئی
سوال کا افراسیاب کے جواب نہین دیتا تھا ہر ساحر کے جسم مین تھرتھری مگر ملکہ حیرت جادو
نے جو اپنے وارث کو اس حال مین دیکھا کہ طبقے کا طبقہ ہاتھون پر اٹھائے ہوے کھڑا ہے انگلیون سے
قطرے خون کے ٹپک رہے ہین استخوان لرزنے کی صدا قریب ہے کہ کنپٹیان فق ہو جائین سر
پیٹنے لگی چلائی اے شاہنشاہ یہ کنیز آکر شریک ہوتی ہے افراسیاب نے اشارے سے منع کیا اے
خاتون محل خبردار زیر طبقۂ بارگاہ آنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ حیرت جادو نے آواز دی اے شہنشاہ
مین کیونکر بازون میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے ایسا نہو کہ آنکھین نکل پڑین یا دشمنون کے ہاتھ پاؤن
بیکار ہو جائین واسطہ سامری و جمشید کا کچھ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب اپنا کمال دکھا رہا ہے دل مین
گھبرا رہا ہے قوت سلب ہوئی جاتی ہے پسینہ ٹپکنے کی آواز آتی ہے افراسیاب با صاحب اختیار ہے

ان کلمات حیرت آیات کو سنکر دلمین سوچا کہ حقیقت مین اِس بارگران کو لیکر تا بہ شہر ناپرسان ہرگز نجا سکونگا ایسا نہو کہ کسی طرح کی ذلت ہو بڑے بڑے ناظمان در بند موجود ہین یہ سب بڑے مردود ہین پھر مضحکہ کرینگے دم نیرنگ بازی کا بھرینگے یہ سوچکر مثل ابر کے گرجا نعرہ کوہ شگاف کیا آواز دی ای غلامان سامری جلد حاضر ہو مابدولت کو بڑی ضرورت ہی نیلم وغیرہ نے دیکھا کہ یکلمہ افراسیاب کا ہنوز ناتمام تھا کہ زمین سے دھوان نکلا شعلے بھڑکے آواز آئی ای شہنشاہ حاضر غلامانِ ذلیل کل امورات مین سرکار کے کفیل ہین اب سبنے دیکھا کہ چار پتلے قوی تن قوی سن زنگی بچے معلوم ہوتے ہین زمین سے نکلے افراسیاب نے اشارہ کیا چارون نے چارون کونون پر اُس طبقے کے اپنے سر لگا دیے اُس بارگران کو اپنے سر پر لیا افراسیاب نے کہا اب مابدولت چھوڑتے ہین اُن جوانون نے آواز دی بحکم سامری سرکار الگ ہو جائین غلام نبھی لیکر چلینگے مقام شرم و حجاب ہی سرکار اتنا بڑا بار اُٹھائین چار غلام اُٹھانے مین تامل کرین اب افراسیاب نے اُس بار عظیم کو اُنپر چھوڑ آپ جھومتا ہوا نکلا جب سرحد طبقہ سے باہر آیا حیرت لپٹ کر رونے لگی کل سردارون نے دوڑکر ہاتھ چوم لیے قدمون کو بوسے دیے کہا ای شہنشاہ گردون بارگاہ تو ہی سلطنت طلسم ہوش ربا کے لائق ہی کل شاہان ہفت اقلیم پر سحر و قوت مین فائق ہو اٹھارہ سو تاجدارون نے افراسیاب جادو کو گھیر لیا حیرت دامن سے لپٹی ہوئی ہجوم عام بھیا از مقام لشکر مسلمانان تا بہ شہر ناپرسان تل رکھنے کی جگہ نہین ہی آدمیون سے معمور زمین ہی پشت پر وہ چارون غلامان سامری طبقۂ بارگاہ مسلمانان لیے ہوے آتے ہین اب یہ نقشہ نگاہ ناظرین سے چھپے

دو کلمہ داستان ندرت بیان صاحب جرأت و تدبیر شہنشاہ آسمان جاہ کوکب روشنضمیر بیان ہوتے ہین

اس شب کو یہ شہنشاہ خیر خواہِ مسلمانان شب بھر صفائی قلب سے مرآت واقعہ دیکھا کیا خواجہ عمرو کا جانا اسرار جادو کا افراسیاب کو بہلانا پھر آفت گذشتہ برپا ہونا بلکہ اُسوقت کوکب نے قصد کیا تھا کہ جاؤن جسوقت خواجہ نے نقب مین نخل بدعت کو مارا تھا اور افراسیاب غصہ مین جھپٹا تھا مگر فوراً کوکب پر آئینہ مین آئینہ ہوا کہ خواجہ عمرو نے اسے وہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اور نقب سے نکل گئے اُسوقت کوکب نے آئینہ کو ہاتھ سے

رکھا غبار دل مٹایا ہنستا ہوا قصر مرآت سے نکلا اسوقت خورشید روشن رای نے پوچھا حضور
خیر تو ہی کوکب روشنضمیر نے ہنسکر کہا میان افراسیاب کی قلعی کھل گئی کیا عمرو کی صفت کردن
ماشاءاللہ کس زور وشور سے ساتھ ماران زمین کن کے نقب کو طی کیا اسد و مہ جبین
کو زنبیل مین رکھلیا ای خورشید روشن رای طائران سحر کو روانہ کرو جلد خبر منگاؤ ہم جبتک
امورات دفع ضرورت مین مصروف ہوتے ہین ادہر ملکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین مین
خبر دو کہ نور نظر تردد دل مین نہ کرو خوشی کا سامان مہیا ہو خواجہ عمرو نامدار نے بعد کروفسہ
بحسن تدبیر قید سے اسد غازی کو رہا کرلیا یہان تک مین دیکھ چکا کہ خواجہ عمرو اپنے
لشکر ظفر اثر مین بخیر و خوبی پہونچ گئے کوکب روشنضمیر یہ کہکر ہاتھ منہ دھونے مین مصروف
ہوا خدمتگاران کارگزار حاضر ہوئے خورشید روشن رای نے دو طائر بھیجے ایک سمت لشکر
ظفر اثر خواجہ عمرو و دیگر بخدمت ملکہ بران اول ذکر ملکہ بران شمشیر زن واجب ولازم ہی
انکو بھی شب بھر باغ مین تڑپتے گذری لشکر تیار خود آمادۂ حرب وپیکار باغ مین ٹہل رہی ہی
گرد تمام شاہزادیان صبح کو رنگ رو فق چہرے سے ظاہر قلق حکم کی اپنے باپ کے منتظر ہی
کہ اب وقت قتل اسد آگیا ہمکو جاکر شریک ہونا مناسب ہی افراسیاب بربادی مسلمانان
کا طالب ہی یکایک آسمان سے طائر آکر ہونچا نامہ اسکے گلے مین بندھا ہوا ملکہ بران نے
نامہ لیکر مضمون پڑھا ہنس پڑی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا لو صاحبو خواجہ نے طلسم کشا
کو چھڑا لیا افراسیاب خانہ خراب کو داغ دیا صد اسے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ بران نے
کہا اب سب ملکر لشکر مین خواجہ عمرو کے چلینگے آج سریر جہانبانی پر جلوس ملکہ مہ جبین
الماس پوش ہوگا بحر عیش وعشرت کا جوش ہوگا یہان تو یہ ذکر ملکہ بران شمشیر زن
کو جلسۂ عیش مین جانے کی فکر لباس فاخرہ نکلنے لگے سب سردار کپڑے بدلنے لگے
مگر وہ طائر جو برای تہنیت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گیا تھا جہ حال مصیبت مال تحریر
کرچکا ہون اسکو دیکھکر چشم زدن مین پلٹا کوکب تخت پر آکر جلوہ فرما ہوا ہی جواہرات
کی کشتیان نکلوانے کا حکم دیا ہی کہ وہ طائر آکر پہونچا کہا ای شاہنشاہ غضب ہوگیا افراسیاب
جادو کل سرداروں کو مع طبقۂ بارگاہ مسلمانان سحر سے بیکار کرکے لیے جاتا ہی غلام نے

آنکھون سے دیکھا اہالیان لشکر عمرو مین شور گریہ وزاری بلند ہی اُس بارگاہ مین سب سردار
کل عیار موجود تھے جب افراسیاب آیا جس طرح عرض کیا اُٹھا کر لے گیا یہ سنکر کوکب نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا لو صاحبو غضب ہو گیا عمرو کی کل مشقت ضائع ہوئی عجب خبر وحشت اثر
شائع ہوئی مگر مین ابھی جاتا ہون ای خورشید روشن رائے تبان کو بھی فوراً لکھو کہ بی بی
لشکر کشی کرو افراسیاب خانہ خراب کل سردارونکو مع شیخ دشاب لیے جاتا ہی ہم سب کو
داغ تازہ دیے جاتا ہی خورشید روشن رائے نے فوراً ملکہ بران شمشیرزن کو خبر دی
ملکہ بران نے بھی منہ سیٹ لیا یا تو خلعت نکل رہے تھے اُن سب کو پھینکا اسباب سحر اُٹھایا
تیاری جنگ ہونے لگی کوکب روشنضمیر بیتاب و بیقرار حال مسلمانان پر اشکبار سلاح
جنگ سے آراستہ ہوکر مرکب بادرفتار پر سوار ہوا کہ ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا چہکارا اور
ایک کاغذ ہاتھ مین کوکب کے دیا کوکب نے اسکو کھول کر پڑھا طرف سے برہمن ویکین تن
کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہ گیتی پناہ برائے خدا کیسی ہی ضرورت ہو خبردار خبردار قصر جمشید سے
قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خدانخواستہ دشمنان شاہنشاہ کے واسطے سامنا ذلت کا ہی گردش
سیارگان سے صانع خورشید و ماہ بچائے فلک نیرنگیان دکھاتا ہی صاحبان لیاقت ہی کو ستاتا ہی
یہ مضمون پڑھکر کوکب کو پسینہ آگیا قریب تھا کہ غیرت سے غش آجائے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ
اپنے کو ہلاک کرون خورشید روشن رائے نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا گرد پھرا تصدق
ہوا عرض کی خیر ہی چشم زدن مین کیا ہو گیا فلک نے کوئی نیرنگ دکھایا شعبدہ نو کا سامنا
ہوا کوکب نے کہا کہ مسلمانون پر تو یہ آفتاد افراسیاب ستم ایجاد کی بیداد کل سردارونکو بقہر و
عتاب وہ خانہ خراب لیے جاتا ہی اُستاد جی نے تحریر فرمایا ہی کہ قصر جمشید سے باہر قدم نہ رکھنا
کیسی مشکل ہی عمرو کے کیا کیا مجھپر احسان ہین کہان کہان اپنے جان لڑائی جان و آبرو بچائی
مین اُسکی مدد کو نجاؤن منہ چھپا کر بیٹھ رہون مصرع واے بر ما و گرفتاری ما ؎ اگر خواجہ
عمرو کو افراسیاب نے قتل کیا یا اُسکا ایک مو سے جسم بھی کم ہوا مین دنیا مین منہ دکھانے
کے قابل نہ رہونگا صاحبان جرأت کیا کہین گے ہر محفل مین یہی ذکر ہوگا کوکب روشنضمیر
قابو پرست ہی خواجہ عمرو سے بھائی چارہ کیا وقت پر اُسکا ساتھ نہ دیا خورشید روشن رائے

نے کہا ہی شاہنشاہ تقدیر الٰہی سے آپ مجبور ہین برہمن روئین تن نے رقعہ یہ لکھا ہی دشمنون کو ذلت کا سامنا ہی مردان عالم کی جان جائے بخت بد روز سیہ نہ دکھائے خورشید نہاں خیر خواہ ہی حسن تدبیر سے کوکب روشنضمیر کو روکا اور باتون مین اُلجھایا فوراً معرفت طائران سحر بران کو بھی آگاہ کیا صرف اتنا مضمون لکھدیا کہ برہمن کی تاکید ہی خبردار باغ نگارین سے قدم باہر نرکھنا ورنہ خرابی ہوگی یہ خبر وحشت اثر سنکر بران نے بھی رونا شروع کیا دوہتڑ چلنے لگا ہر ایک کا یہی قول تھا یار و یہ کیا غضب ہی مہرخ و بہار وغیرہ قتل ہون ہم برائے امداد ہنجا سکین بران کہتی ہی کہ صاحب جو باپ کے حکم سے گردن تابی ناممکن ہی مگر یہ بھی واضح رہے کہ بعد خواجہ عمرو اگر سر ٹکرا کر جان نہ دی تو نام اپنا ملکہ بران شمشیرزن نہ رکھا لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مرجاؤنگی کسکو روے سیاہ دکھاؤنگی ابھی دو دن گذرے ہین صمصام بدانجام باغی ہوکر افراسیاب کا شریک ہوا قتل پر میرے آمادہ تھا شاہنشاہ اقلیم عیاری و تاجدار ممالک خنجر گذاری نے کس حسن تدبیر سے مجکو بچایا صمصام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا آج آپ پر یہ آفت اور ہم شراکت نہ کرین دنیا کے لوگ کیا کہینگے ہر محفل مین طعن و تشنیع کرینگے ایسی زندگی سے موت بہتر ہی ہمارا دل کا ہیکو ہی پتھر ہی نہ حیا نہ حجاب خوف خدا نہ شرم اہالیان دنیا ان باتون پر ملکہ بران شمشیرزن کے تمام شاہزادیان نازمان دربند پریشان و وردمند آنکھین پرآب دل مین حجاب زلفون کو پیچ و تاب عجب ہنگامہ محشر انگیز برپا ہی بران نے کہا یہ بیٹیا رونا بیکار ہی برائے خدا آپ لوگ اتنا احسان کرین کہ والد نامدار سے ذکر نہ کیجیے گا مین جاتی ہون جس طرح بنتا ہی ان سیمون کو چھڑاتی ہون ہاتھ قضا لیے جلتی ہی عقل میری جادہ عدم دکھاتی ہی آبرو تو رہ جائیگی ملکہ شگوفہ نے دامن تھام لیا کہا اے گل رعنا شہریاری و اے بلبل حدیقہ تاجداری آپ کے والد نامدار کسی مقام پر افراسیاب بد کردار سے رکے یا کسی فن مین رہگئے ملک و مال کا پاس ہوا کسی جنگ مین ہراس ہوا ہمیشہ شیرانہ سینہ سپر کیے رہے آج قصر کے باہر قدم نہ رکھنا گردش سیارگان کا سبب ہی اسمین بھی کچھ مطلب ہی حضور جان کا خوف نہین آبرو کا پاس ہی ساعت نحس شومی بخت بری چیز ہی حضور آبرو اس بحر جہان مین سب کو عزیز ہی چشمون مین ذلیل ہوکر جیا تو کیا زندہ ہی تو ناکام مرگیا تو بدنام موت

زیست دونون خراب حضور کو کب کیا نادان ہین عمرو کے اہالیان نورافشان پر بڑے بڑے
احسان ہین کیا وہ احسان فراموش ہین نام خدا صاحب عقل وہوش ہین ملکہ بران شمشیر زن
ان باتون کو سنکر بے اختیار زار زار رو رہی ہی اشک گلرنگ چہرۂ زیبا پر جاری ہی حالت غشی
کی طاری ہچکی لگی ہوئی ہی بات مُنھ سے نہین نکلتی ہی مثل شمع دل ہی دل مین جلتی ہی مثل تصویر
خاموش کھڑی ہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوانمرد کو دیکھا تخت زرین پر سوار قوی تن قوی
سن سونلی صورت صاحب شوکت وجلالت تاج زرین برسر خلعت فاخرہ دربر آسمان سے
آکر اُترا سب حیران حیران دیکھنے لگے کہ یہ جوان تاجدار کون ہی وہ نوجوان تخت سے اُتر کر
قریب ملکہ بران کے آیا بران نے اُس پریشانی مین سلام بھی نہ کیا نگاہ حیرت سے دیکھنے
لگی اُس نوجوان نے سر سینے سے بران کا لگا کر فرمایا اے نور نظر اے چراغ طلسم نورافشان
اے نیر تابان کوکب عالیشان یہ کیا حال ہی مجکو نہین پہچانا مین ہون ملک احول مربع نشین
شاگرد رشید شاہنشاہ نورافشان پیر بھائی تمھارے والد نامدار کا مین نے خبر سنی کہ افراسیاب
جادو ہمارے بھائی کا دشمن ہوا ہی معرکہ عظیم پڑا ہوا ہی برائے جان نثاری حاضر ہوا بھائی صاحب
کہان ہین میری جانبازیان اُنپر عیان ہین ملک احول نے یہ جو فرمایا پتا نشان اپنا سمجھایا
بران شمشیر زن عم نامدار کو لپٹ گئی بے اختیار رونے لگی کہا اے عم نامدار غضب ہوگیا
افراسیاب بدانجام کُل سرداران اہل اسلام کو برائے قتل سمت شہر ناپرسان لیے جاتا
ہی والد نامدار پر ساعت سخت ہی مجبور اُستاد بہمن کی تاکید ہی کہ جادۂ اعتدال سے قدم
نہ بڑھاؤ مقابلہ مین اُس بھیا کے نجاؤ پس کیسا مقام غیرت ہی جاے حیرت ہی ایسے
سرداران جلیل خواجہ الیاس عقیل جسنے ہر مرتبہ ہماری جان وآبرو بچائی وہ یون بذلت
قتل ہوجاے افسوس تمسے کچھ نہوسکے یہ سنکر احول مربع نشین نے کہا بیٹیا پروردگار
چاہتا ہی تو ابھی جا کے سرداران اسلام کو لاتا ہون افراسیاب ناکام بدانجام کے چونا لگاتا ہون
تم تامل کرو کیون بیقرار ہوتی ہو بلک بلک کے روتی ہو افراسیاب خانہ خراب کی مجال ہی کہ
جو میری زندگی مین قتل کر سکے اگر موت ہی دامنگیر ہی شعر مرنے پیچم ز شمشیر حبیب + ہر چہ
آید بر سر من با نصیب + اگر وہ سب ہنگامہ مین مارے گئے نام ہوا نیک انجام ہوا اتنے

بڑے بڑے بادشاہ گمراہ سے لڑے ہر مقام پر ذکر ہوگا کہ احول مربع نشین مسلمانوں پر نثار ہوا نام مردانگی کا روشن کر گیا ای نور نظر جسکا نام باقی ہی وہ زندہ ہی ایکدن مرنا ضرور ہی اسوقت تامل کرنا سراسر قصور ہی

اشعار

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند	کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند
آن پیر لاشہ راکہ سپردند زیر خاک	خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل	گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند
خیرے کن اے فلان وغنیمت شمار عمر	زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

مگر ای بہان خبردار تم میرے تعاقب مین نہ آنا ورنہ انتہا کا ملال ہوگا تمھارے والد نامدار کے بار احسان سے سر اٹھا نہین سکتا ہمارے آنکے عاشق معشوق کا باہم راز دنیا ز ہی افراسیاب جادو بڑا جعلساز ہی ہمارا وہ بے نیاز کارساز ہی یہ کہکر ملک احول مربع نشین نے ایک ناند سونے بنائی قدرے آسمین پانی سیاہ رول ہاتھ مین مثل تخت اس ناند مین یہ جوان رستم شوکت صاحب جلالت سوار ہوا کچھ اشارہ کیا وہ ناند چرخ مارتی ہوئی طرفۃ العین میں آنکھوں سے ملکہ بہار شمشیر زن کے غائب ہوگئی بہار ان اس حال پر ملال کو دیکھکر حیران و پریشان دعامین مصروف ہوئی کہ ای خالق کونین میرے عم نامدار کو افراسیاب بدکردار پر مظفر کرنا جاکر افراسیاب کے سحر کو مٹائین سرداران اسلام کو چھڑائین فوراً ایک طائر سحر کو واسطے خبر گیری کے روانہ کیا مگر احول مربع نشین جلالت آئین ناند سحر غائب کیے ہوے اپنے کو نظر سے مثل مردم دیدہ چھپائے ہوے کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا دم سحر و افسونگری کا بھرتا ہوا اس مقام پر پہونچا جہان کا حال تحریر کر چکا ہون تحریر نقشہ بارگاہ خواجہ عمرو و فوج افراسیاب سامنے آنکھوں کے معلوم ہوتا ہی ناظرین والا اعتبار پر بالتصریح مفہوم ہو کہ افراسیاب آگے آگے مجمع مین وہ اٹھارہ سو تاجداروں کے بہ کبر و نخوت موچھوں پر تاو پھیرتا ہوا اپنے سحر پر نازان دمبدم کہتا چلا آتا ہی کیون ای شاہنشاہ شکیل و ای شاہنشاہ تو سن آج اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے ما بدولت کے سحر کی داد دیتے دعواے خدائی سے باز آتے خداوند بھی سر سجدہ جھکاتے ایسا بار کون اٹھا سکتا ہی مین خداوند طلسم ہوش ربا ہون سحر و

ساحری قوت وشجاعت مین بیمثل ویکتا ہون اگر دعواے خدائی کرون زیبندہ و سزاوار ہی شوکت وجلالت آشکار ہی سب تاجدارون نے دست بستہ عرض کی جو ارشاد فیض بنیاد ہی بجا ہی کسی کی کیا مجال کہ آپ کے سامنے سحر وساحری کا نام لے آپ کا دامن دولت تھام لے حضور صاحب تاج وتخت ہین بیمثل وبے نظیر خوش رو خوش تدبیر زور وہمت سخاوت وجلالت ریاست وامارت سب آپ کے بندۂ درگاہ ہین آپ ہفت اقلیم کے شاہنشاہ ہین آپ کے اوصاف مین یہ اشعار صادق آتے ہین شاعران شیرین سخن فرماتے ہین نظم

گر طواف آستان مین ہو توقف ایکدم
نکہت گل پر پڑین موج صبا کی قینچیان
بیضۂ فولاد سے نکلے صدائے عندلیب
گلشن عارض کو ہو گر شعبدے کا امتحان
رعب شوکت سے گلستان مین زبانین بند ہین
غنچۂ سربستہ کہہ سکتا نہین راز نہان
اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکی شرم سے
پھینکدے دامن سے الماس کواکب آسمان
قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے
صبح دم دیکھے اگر لطف بہار بوستان
حلم سے ہر سینۂ صدچاک ہوتا ہی رفو
زخم بھر دیتے ہین شانونکے یہ گیسوے تبان

ایسی اشعار آبدار کو سنکر افراسیاب بہ کبر ونخوت جھومنے لگا کہا بھائی شہنشاہ ہمیلم اس سے بڑھ کے مابدولت کی صفت ہی ہکو تمسے کمال محبت ہی افراسیاب اس کبر وغرور مین تاجدارن ہمراہی سے ہنس ہنس کے باتین کرتا ہوا چار کوس راستہ طی کر چکا ہی مگر احول مربع نشین سحر غائب کر کے چلا تھا اس مقام پر پہونچا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے مانند کوتون مین نخل کے چھپا پایا جس بارگاہ کو پتلے اٹھائے ہوئے ہین سحر غائب کر کے احول قریب پردے کے آیا پردہ اٹھا یا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا سترہ سو سردار وجملہ عیار سحر سے افراسیاب کے صورت تصویر بنے ہوئے بیٹھے ہین نہ ہاتھ پانون مین حس وحرکت نہ آنکھون مین بصارت آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون ملول ومحزون احول کے دل پر چوٹ پڑی کلیجہ یہ سانحہ دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ضبط نہ کرسکا بیقرار ہو کے رویا خیال مین آیا کہ ان سب سردارون کا لیجانا تو آسان ہی مگر علم نیرنج وشعبدے کا بھی امتحان ہی افراسیاب خانہ خراب دلمین یہ کہیگا کہ غلامان کو کب ایسے ایسے صاحبان لیاقت موجود ہین تاجداران ہوش ربا سب مردود ہین اب پتلے اسی طرح راہ طی کر رہے ہین احول

اندر بارگاہ کے ان تدبیرون مین مصروف ہو دل سے کہتا ہو افراسیاب بڑا بیوقوف ہو دل سے یہ باتین کرکے بہت سا ماش کا آٹا اُس دانائے روزگار نے جھولی سے نکالا پتلے ہمشبیہ سردارون کے بنائے مہرخ کو تخت سے اُٹھایا تخت پر مہرخ نقلی کو بٹھا دیا اسی طرح ہر سردار کے مقام پر تصویرین بنا بنا کے بٹھادین اور فولادی پنجے بنائے ایک ایک سردار کی کمر مین پنجہ ڈال کر بیرون کو حکم دیا کہ فلان مقام پر درہ کوہ ہو اُسمین لیجاکر جمع کرو فرداً فرداً پنجے فولادی نکال نکال کر لیجاتے ہین اُس درہ کوہ مین جمع کرتے جاتے ہین یہ بھی واضح رہے کہ سب سرداران مہرخ ابھی سحر مین افراسیاب کے مبتلا ہین ورنہ خود آڑکر نکلجاتے جلدی مین احول اُنپر سے سحر بھی نہین اُتار سکا اس خیال سے کہ شہر ناپرسان کے قریب پہونچ چکے تھے اتنے عرصہ مین احول نے سترہ سو سردارون کو مع عیارون کے بارگاہ سے نکالا درہ کوہ مین اُسکے بیرون نے پہونچایا جب کل کو نکال چکا اور دروازہ شہر ناپرسان کا دکھلائی دیا تب خود سحر غائب کرکے نکل گیا اپنی کارگزاری پر آب نازان چہرے سے بشاشت عیان شادان و فرحان چلا اب ذکر اسکا وقت پر آئیگا افراسیاب اسی طرح نشہ غرور مین جھومتا ہوا قبضۂ شمشیر کو چومتا ہوا گرد بجیاب جماؤ سب کو اشتیاق ہو کہ دیکھو صاحبو یا تو صرف اسد غازی قتل ہوتا اب جملہ سردار و عیار قتل ہوینگے ایک زندہ نہ بچیگا آج سے لڑائی کا جھگڑا طے ہو جاویگا مہرخ و بہار خوب لڑین باغیون نے خوب سر اُٹھایا شاہنشاہ کو ستایا یہ نہ سمجھے کہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہو سحر و ساحری مین بھی یکتا ہو دیکھو کیا کار نمایان کیا اٹھارہ سو ناطمان در بند پر اپنی شوکت سحر کو عیان کیا تماشا دیکھنے والون کا ہنگامہ شہر ناپرسان کے گلی کوچے معمور ہزارہا آدمی کو ٹھون پر مشتاق قتل اسد نامور نگاہین بارگاہ پر کسی کی زبان پر صد دسے واہ کوئی آہ کرتا ہو اس باغ پر بہار کے قلم ہونے کا غم بہار کی گرفتاری کا الم کوئی نام باغبان کا لیتا ہو کوئی گلچین کا پتا دیتا ہو کوئی مثال شبنم گریان کوئی مانند گل خندان تیلیون نے اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو مع طبقۂ زمین بیچ شہر ناپرسان مین نصب کیا چارون پتلے نکلکر سامنے افراسیاب کے آئے آداب و تسلیم بجا لائے افراسیاب نے چارون کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا اے غلامان سامری کیا کہنا تمہارے اوصاف شاہان طلسم ہامن کو لکھکر آگاہ کرونگا ایسے ہمشمون مین آبرو باؤگے اخیر غلامان سامری مشہور ہو جاؤگے وہ چارون

رخصت ہوئے اہالیان شہر محو حیرت ہوئے ملازمان افراسیاب نے اُٹھکر پردۂ بارگاہ ملکہ مہرخ اٹھایا
دیکھا سب خاموش منہ کے ڈھلے ہوئے آنکھین بھرائی ہوئین سرنگون بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے جو
بہار کو اس حال حیرت مآل سے دیکھا ہاتھ پھیلا پھیلا کے کوسنا شروع کیا کہا کیون بوا بہار اب
تمہارے حمایتی کہان ہین نگوڑا ساربان زادہ بھی تو پڑا ہی اٹھکر عیاری نہین کرتا باغبان بھی
نگوڑا اچکا بیٹھا ہی بھر ا ہوا ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہی گویا منہ مین زبان نہین بی مہرخ صاحبہ بڑی صاحب شوکت
وجلالت ہین مالک سریر سلطنت ہین چار دن کو تخت پر بیٹھین چو تڑون کے ولہ رجھڑ گئے
تمام ہوش ربا مین جھنڈے گڑ گئے یہ کہکر بہار کو کوستی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی کنیزون نے
روکا حیرت نے کہا مین نہ مانونگی بہار کو اپنے ہاتھ سے سزا دونگی چوٹی پکڑ کر دو چار جوتیان
انکے سر پر مارونگی افراسیاب نے بھی ہان ہان کہا سرما وابریق سے اشارہ کیا کہ کسی تدبیر سے
بہار ومخمور کو الگ کر و سمجھا کے قصور معاف کر دونگا دامن بہار گل مراد سے بھر دونگا مخمور کو منتظم
جلسۂ عیش کرنا ہی الخ گذشت گذشت یہ دونون منظور نظر ہین دل سے انکی محبت نہین نکلتی پھر سرفراز
کرونگا سرما نے چاہا ملکہ حیرت کو بڑھ کر روکے حیرت نے کہا ای وزیر اعظم مین اپنا سر
پیٹ لونگی کنوین مین گر کے جان دونگی میرے قریب نہ آؤ میرے مقدمہ مین کوئی صاحب دخل
نہ دین شہنشاہ اپنا چونچلا اٹھا رکھین ابھی تک دل سے محبت نہین گئی بی بہار و مخمور کا بڑا ہی پاس
ہی انکی اذیت ناگوار ہی مجھ سے کوئی نہ بولے مین اپنے ملک کی بادشاہ ہون سزا جزا کا مجھکو
اختیار ہی خوشی سے چہرہ سرخ کیئے جھکتی اندر بارگاہ کے گھس آئی ملکہ بہار کے جھونٹے پکڑ کے
کھینچے بالون کے ساتھ سر بھی دھڑ سے گر پڑا حیرت پیٹنے لگی ہی ہو شاہنشاہ نے کیا سحر کیا میری بہن
گل گئی یہ کہکر ہاتھ پکڑا ہاتھ بھی ہاتھ مین آگیا موم کا خواص ہوا سب اعضا الگ الگ ہو گئے حیرت
غل مچانے لگی ای شاہنشاہ دوڑو میری بہن کے اعضا کو کیا ہو گیا سرکہ ملا کر سحر کیا تھا سب اعضا
گل گئے اچار بن گیا اب تو کنیزین ملکہ حیرت کے سنبھالنے کو دوڑین اندر بارگاہ کے گھس آئین یہ
کستی ہوئی مارو نگوڑے باغیون کو جب ہماری بی بی کی بہن ملکہ بہار گل گئین یہ بھی سب سڑ گئے ہونگے
جس نے جسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گویا دستگیر ہوئی ہاتھ پکڑنے کی لاج نہ کی ہاتھون کا عجیب حال پایا
اب تو کنیزون کا جسم تھر تھرایا ہنگامہ ہوا کہا ای شہنشاہ آپ خود اندر تشریف لائیے گنہگارون کا حال

تو ملاحظہ فرمائیے اتنے میں کل سردار مع شاہنشاہ اندر بارگاہ کے آئے بغور جو دیکھا سب ماش کے
آٹے کے پتلے تھے اس حال حیرت مآل کو دیکھکر افراسیاب جادو کو سناٹا آگیا توسن و نیلم
نہایت مقرب ہیں قریب کھڑے تھے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہے کیا مسلمان جو فروش گندم نما ہیں ماش
کے آٹے کا خرمن جمع ہو گیا مگر شاہنشاہ یہ کسی بدمعاش کا کام ہے بڑی دانائی کر گیا نہ خون ظاہر ہوا
دل پر دھر گیا نہیں معلوم جن تھا یا انس تھا ہمارا آپ کا ہمجنس تھا علی آدمی کا یہ کام نہیں ہے ایسی
باتیں کر کے پھر اسی طرح مضحکہ کیا جیسا بروقت رہائی اسد غازی مسکرائے تھے کلمات طعن آمیز
زبان پر لائے تھے افراسیاب جھلاتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کتاب سامری دیکھی غصہ میں آیا آستینیں
چڑھائیں تھرتھر کانپتا قبضہ پر ہاتھ ڈالا دوڑ کر حیرت لپٹ گئی کہا شاہنشاہ کچھ حال تو ظاہر کیجیے کیا
معرکہ ہے یہ کسنے شعبدہ کیا ہے کسکی موت آئی ہے افراسیاب نے کہا صاحب میں تمہارے کہنے سے
طبقہ کو تلون کے سپرد کر کے سرداروں سے باتیں کرتا آگے ٹھہر آیا تھا میاں احول آکر اپنا
شعبدہ دکھا گئے سرداروں کو لے گئے ابھی تک فلاں درہ کوہ پر نہیں پہونچے سرداروں کو درہ کوہ
میں رکھا ہے سحر میرا نہیں آتا ہے اسوقت تمنے پریشان ہو کر یہ جھگڑا ڈالا اگر ماہ دولت کے دوش پر
ہوتا ایک مگس آکر بیٹھتی مجکو دریافت ہو جاتا آنکھیں چیر کر پھینکدیتا اتنے عرصہ تک وہ بارگاہ میں
رہا اپنا کام کر لگیا خیر سمجھا جائیگا مصرع حیدرا چون اجل آید بپے صید اورود + یہ سنکر تمام
تاجداروں میں غل لیو واہ واہ کا بلند ہوا افراسیاب دردمند ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا
قبضہ پہ ہاتھ ڈالا چاہا پر پرواز پیدا کروں خاراب ظلماتی ملازم ماہیان زمرد پوش کا بلبر
کھڑا تھا قدموں سے لپٹ گیا کہا شاہنشاہ آپکا جانا مناسب نہیں ہے اگر کوکب ہوتا البتہ
ہم آپ کو جانے دیتے یہ کہکر پر پرواز پیدا کر کے بجوش وخروش روانہ ہوا افراسیاب غصہ میں
ٹہل رہا ہے میدان خونی درہم و برہم کوئی کہیں گیا کوئی گوشہ گیر ہوا کوئی حسرت سے دام غم والم میں
اسیر تھا دارین سرنگوں جلادوں کا غم سے کلیجہ خون خراج گزار بھی روانہ ہونے لگے دوکانیں
تباہ اسباب جابجا پڑے رہگئے شیرین فروشوں کی بھٹیاں ٹوٹی پڑی ہیں ہر طرف سناٹا لوگ
آپسمیں باتیں کرتے چلے جاتے ہیں قہقہے لگاتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یارو جو ہونا تھا ہوا اب
ناحق کد وکاوش ہے افراسیاب کی بیکار کوشش ہے عمرو بڑا عاقل ہے فن عیاری میں کامل ہے کسکا منہ ہے

بالائے گنبد نور پہونچا اسد و مہ جبین کو لیگیا ایک دن اسیطرح لوح حاصل ہوجائیگی ورنہ تباہ ممالک ویران رعایا حیران و پریشان ہوگی جتنے ساحران عمدہ ہین عمرو کے شریک ہوئے طلسم کشا بھی اب سامان سلطنت درست کریگا ابتک مہرخ و بہار کو یہ ملال تھا ہردم اسکا خیال تھا کہ افسر سر پر نہین لوح کسکے لیے تلاش کرین وہ سب طلسم کے رازدار ساحران نامدار ہین نشان لوح کے دریافت کر کے طلسم کشا کو لیجائینگے دیکھنا اُسدن بھی شہنشاہ سر پیٹتے ہوئے آئینگے بعض کہتے ہین بھائی یہ جو مسلمان ہوگیا اچھا رہا ہمکو خوف افراسیاب نے تباہ کیا بیکار کے گمان ہین کہ شہنشاہ زندہ نہ چھوڑینگے اوروں کا کیا کیا ہم تم بھائی خوف مین خاموش رہے اب واجب و لازم ہی دل اپنا اپنے فعل پر نادم ہوا افراسیاب نے سرما سے کہا میلے کو جاؤ سردارونکو روکو یہ بھائی میرا کیا ہی سب کو ایسکر آتا ہی آج ہی کل کو قتل کرونگا اب کیا مسلمانون کو زندہ چھوڑونگا سرما ہر چند روکتا ہی کوئی نہین مانتا وہ جو عیارون نے سرما و ابرق و مصور وغیرہ کے سحر صرف کیے تھے اُسمین لاکھون جہنم واصل ہوئے روکنے پر وزیر اعظم کو باقی ماندہ جواب دیتے ہین ای وزیر اعظم مال لُٹا ساتھ والے قتل ہوئے میلے مین آکر بڑا نفع ہوا اب کیا منظور ہی ٹھہرنا کیا ضرور ہی سرما سر جھکا لیتا ہی کبھی غصہ مین جواب دیتا ہی یارو ابھی سب مسلمان گرفتار ہوکر آئینگے اسی میدان خونی مین مارے جائینگے وہ جواب دیتے ہین اب حضور قتل کرین اب اور لوگ جلسے مین آئینگے ہم تو صورت بھی نہ دکھائینگے شہر ناپرسان کا تو یہ حال ہی ہر کس و ناکس کے دل پر ہجوم غم و ملال ہی مگر احول مربع نشین جلالت آئین قریب کوہ کے آیا ماندسے نکلا قصد ہوا اندر درہ کوہ کے جاؤن مسلمانون پر سے سحر اتارون قریب درہ کوہ کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ آسمان پر سے نعرہ ہوا منم داراب ظلماتی احول نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام للکارتا ہوا اتنی جلدی اُترا کہ احول درہ کوہ تک نہ پہونچ سکا داراب کو دیکھکر پلٹا اُس سنگدل نے اُترتے اُترتے احول پر گولہ مارا احول نے رول جو ہاتھ مین تھا گولے پر لگایا گولہ اُٹھ پلٹ کر سر پر داراب کے پھٹا شعلہ ہای آتش نے ناری کو گھیر لیا ملک احول جھپٹا کہ جاکر اسکی مشکین باندھلون یا سر کاٹ لون داراب شعلہ ہای آتشین مین مثل ماہی بے آب تڑپا باران سحر برساتا ہوا اندر سے آگ کے نکلا مگر آبلے تمام جسم پر پھیلکے پڑگئے آبلون سے وہ لنگور شکل خوشۂ انگور اُن آبلون مین جلن سا ہا بکین بھبولا جسم پر تازہ گل پھولا اُس گرمی مین سیاہ رو بقہر بغضب تمام تیغہ کھینچکر احول پر جاپڑا اُسنے آگ بھڑکائی تھی یہ برس پڑا

کئی ہاتھ تیغہ سحر کے لگائے احول مردِ سپاہی پھنکیت ہے سب چوٹین خالی دین مثل شیر غضبناک نعرہ کیا او چھیا شعر توفرب بے زدی ضرب من نوش کن ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ نظم مصنف

ذرا ضرب مردانِ عالم نورد دیکھ
منم صف شکن پہلوان شیر مرد
منم افتخارِ یل پیلتن
من آنم سرکوب افراسیاب
نہ جان اپنی او چھیا مفت دے
جہنم مین جائیگا تو بیدریغ

سپاہی کو او چھیا یون نہ کوک
منم نامور سرخ ذی حشم
ہژبر دمان رستم صف شکن
قضا کے تو پنجہ مین اب آگیا
مسلمان ہو جا گیر اسلام لے

منم فارس عرصہ گاہ نبرد
منم قاتل کافر بدشیم
یہ بین ضربت تیغہ پر آب و تاب
ترے دل پہ ابر الم چھا گیا
نہین تو ترا سر ہے اور میری تیغ

نعرہ شیرانہ کرکے تیغہ سنگ خارا شگاف نیام انتقام سے کھینچا اُسکا وار روک کر داہنا قدم آگے بڑھایا پتیرے سے کمر کو تاکر سر پر اُس خود سر کے ہاتھ مارا روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا معلوم ہوتا تھا بخت سیاہ کا سامنا ہوا اپنیل کا ٹیکا ماتھے پر چڑھا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دیکھا تیغہ قضا تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے خود سر کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مرتے ہی داراب ظلماتی کے اندھیرا ہو گیا آوازین مہیب آئین بیرون نے لاکھ تدبیرین کین کچھ بن نہ پڑا آواز آئی گشتی مرا نام من داراب ظلماتی بود ادھر تو لاشۂ داراب زمین پر گرا سرشق ہوا ایک طائر سیاہ رنگ مثل زاغ پیدا ہوا زفلین مارتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا یہان احول اسکو قتل کرکے نہر پہ آیا تیغہ پاک کرکے کمر سے لگایا چھٹین خون کی جو زرہ پر پڑی تھین اُنکو دھونے لگا یہان افراسیاب سناٹے مین کھڑا دیکھ رہا ہے تاجدار سوار ہو ہو کے چلے جاتے ہین میلے والے سرکشی دکھاتے ہین افراسیاب نے غصہ مین کہا اے وزیر اعظم ندو سب کو جانے دو پھر بعد مین سب اہالیان درنبہ کو بلوالونگا جشن عام کرونگا یہ کلام ناتمام تھا کہ آسمان سے طائر سیاہ نمایان ہوا حیرت نے گھبرا کر کہا شہنشاہ دیکھیے یہ طائر کیسا آتا ہے صورت رنج و الم کی دکھاتا ہے وہ طائر بہ تعجیل زفیل مار کر کاندھے پر افراسیاب کے آبیٹھا افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا اے طائر سحرائی میرے بیر بھائی پر کیا گذری طائر نے ایک چیخ ماری پر وہان سے سر پیٹتا زمین پر گرا طائر روح اُسکا قفس جسم سے پرواز کر گیا خبر وحشت اثر کہ سکا افراسیاب نے کہا داراب پر کوئی افتاد پڑی بیشک کوئی خرابی ہوئی یہ کہکر کتاب سامری اٹھائی

مضمون پڑھکر کچھ منھ سے نہ کہا پر پرواز پیدا کر کے چلا حیرت نے آواز دی شہنشاہ مین بھی ہمراہ چلون دشمن کا کام تمام کرون افراسیاب نے کہا خبردار جو میرے تعاقب مین آئیگا سزا ے معقول پائیگا یہ کہکر غائب ہوا دنیاے ناپائدار کا عجب عالم ہے کبھی عیش کبھی غم ہے دنیا کیا کسی کی جاگیر ہے موت ہر وقت دامنگیر ہے بچشم خیال اگر دیکھا جاوے تو قضا خود ہر شخص کی نگہبان ہے جب محافظ حفاظت سے ہاتھ اُٹھائے نگہبان ہی دشمن ہو جاے انسان ضعیف البنیان کیونکر پنجے موت سے سکو چارہ ہے اِسکے خوف سے دل پارہ پارہ ہے ملک الموت کا قاطع لذات نام ہے مجمع کا متفرق کرنا اِسکا کام ہے سہاگن عورتونکو بیوہ کیا بھائی کو بھائی سے جدا کیا ضعیف باپ نوجوان فرزند کی لاش پر روتا ہے رونے پیٹنے سے کیا ہوتا ہے جس معشوق کو پہلو مین سلاتے ہین اُسکو مکان تنگ و تاریک مین بند کر کے چلے آتے ہین نظم

ناسازی زمانہ سے کیسے کہان کہان تک
بیزار ہوگئی ہے جسم حزین سے جانتک
رکھکر لحد مین مردہ کوئی نہ پاس ٹھہرا
خویش و عزیز سارے ہیں جیتے فقط ہیں جانتک

اب ان فقرات عبرت آمیز سے مصنف کی مراد ظاہر ہوگی کہ وہان افراسیاب کی آواز آئی زمین مثل گہوارے کے کانپی طائر گھبرا کر اپنے اپنے آشیانون سے اُڑے اژدرون نے مسکن چھوڑے تیون نے محبت شجر سے منھ موڑے پہاڑون سے پتھر گرنے لگے کل صحرا مین تلاطم شیران دشت کے ہوش و حواس گم اس زور شور سے افراسیاب جادو پہونچا احول مربع نشین قدم نہ بڑھا سکا افراسیاب للکارا کیون احول میرا حال نہ معلوم تھا شعبدہ کر کے میرے گنہگارونکو نکال لایا اگر جان کی خیر چاہتا ہے میرے قیدیون کو حوالے کر دیکھ اپنے خون سے ہاتھ بھرا احول نے جواب دیا اے مغرور کیا بکتا ہے مردان عالم مرنے سے کیا ڈرتے ہین جو کچھ کرتے ہین سمجھ کے کرتے ہین افراسیاب جادو نے سنگریزہ اُٹھا کر مارا احول پر پتھر برسنے لگے اُس فلک شکوہ نے پتھرون سے سینے کو بچایا ایک پتھر بازو پر پڑا اُسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک پتھر سینہ پر افراسیاب کے پڑا ضرب سے اُسکی جوڑ بند کے ہل زمین پر دھد سے گرا احول نے قہقہہ مارا کہا اے بدکردار بد انجام سنبھل مین آ پہونچا یہ کہکر جھپٹا جب تک افراسیاب جادو خاک سے اُٹھے ایک رول افراسیاب پر مارا سر پر افراسیاب کے پڑا کڑاکے کی آواز آئی افراسیاب

کو تیور آ گیا مگر یہ تو طعون وہ سخت جان ہی کہ اسکا مرنا دشوار ساحر غدار جبتک لوح طلسم کشا کہ نہ ملے مرنا اسکا مشکل ہی سحر و علوم نیرنگ مین بھی کامل ہی حکمایان اشراقین کا یا بکار ساحر کامل اٹھارہ سو ملک کا سردار رول کھا کر بقہر و غضب تمام اٹھا تیغہ برق مثال کمر سے کھینچا اژدہا غار سے بل کر کے نکلا بڑی ذلت اٹھائی سر مین چوٹ کھائی بموجب مثل خوب سر کوبی ہوئی اب سر کی کھا کر خیرہ سر سنبھلا سودا سے غرور سر سے نہ نکلا افراسیاب خانہ خراب تیغہ سحر کھینچکر چلا نعرہ

کوہ شگاف کیا نعرۂ افراسیاب | مرا نام ہی شاہ افراسیاب | دلیرون کو ہی مجھسے شرم و حجاب
بلا سے جہان سحر مین بجیل | مرے آگے قطرہ ہی اک رود نیل | زمانے کا مین اپنے جمشید ہون
کہ مین چرخ افسون کا خورشید ہون | نہین کوئی عالم مین میرا نظیر | مری اوج سے پست ہی چرخ پیر
اگر سحر پڑھکر اشارہ کرون | فلک کو زمین پر ابھی کھینچ لون | بتکبر و نخوت تمام کلمات غرور زبان پر

قریب احول کے پہونچا ہاتھ تیغ کا مارا اُسوقت بھی احول نے خوب خوب سحر کیے افراسیاب پر آگ برسائی مگر موت دامنگیر تھی تیغہ سحر افراسیاب پڑا اُس بہادر بے نظیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا زمین سے خاک اُڑی صاف ظاہر تھا کہ زمین احول کے غم مین خاک اڑاتی ہی کوہ و دشت سے رونے کی صدا آتی ہی پتھر آپسمین سر ٹکرانے لگے سوز غم مین پتھر کے کلیجے سے چنگاریان نکلتی تھین گھاسیان جلتی تھین نخل دشت شاخ سے سر پیٹنے لگے پتون نے کف افسوس ملے ہر شجر کی حالت تباہ ہر شجر بشکل آہ ہنگامہ گیر و دار بلند طائران صحرا در دمند اس بہادر کا لاشہ زمین پر گر کر تڑپا بلمحوظ خاطر سامعین رہے جو ساحر کے مرنے کی صدا آتی ہی کشتی مرا نام من فلان بود یہ آواز نہین آئی انجام اس آواز نہ آنے کا انشاءاللہ وقت پر تحریر ہوگا ناظرین حظ اٹھاینگے بہت پسند فرماینگے مگر افراسیاب خانہ خراب جوش قہر و غضب مین تاج کو سنبھالتا ہوا تلاش مین مہرخ وغیرہ کی درہ کوہ مین آیا انتہا کا وہان اندھیرا پایا افراسیاب جادو کو حیرانی نے گھیرا مشعل سحر کو روشن کر کے وہ تیرہ بخت دیکھنے لگا کسی سردار کو اُس درہ کوہ مین نہ پایا مثل غول صحرائی بڑی سختی اٹھائی پہاڑ کے اندر دوڑتا پھرتا ہی کبھی ٹھوکر کھا کر گرتا ہی جب سردارون کو کسی مقام پر نہ پایا زمین مین ٹٹولنے لگا حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا گنہگار میرے کیا ہوے آخر بدحواس ہوکر بیرون درہ کوہ آیا ران پر ہاتھ رگڑ کے دیکھا معلوم ہوا کہ مہران شمشیر زن دختر کو کب نکالکے

لیگئی اور حقیقت مین معرکہ یہ ہوا کہ جب افراسیاب جادو احول سے لڑائی مین مصروف ہوا
اتنے عرصہ مین ملکہ بران شمشیر زن سحر تو جلدی مین نہ اتار سکی مگر سردارون کو تخت پر ڈال کر
باغ نگارین مین لیگئی افراسیاب کو جو یہ معلوم ہوا قہر و غضب مین یہ کہتا ہوا چلا کہ آج دختر کو کب
کا ستارہ گردش مین آیا میرے ہاتھ سے قضا تھی میرے گنہگارونکو لیگئی مجکو داغ دے گئی غصہ
مین چلا یہان ملکہ بران شمشیر زن سردارون کو لیکر باغ نگارین مین پہونچی وسط باغ مین چبوترے
پہ لا کر اتارا قصد ہوا سب کا سحر اتارون مگر دیکھا سب کے منکے ڈھلے ہوے آنکھین بند بیہوش
کلام کرنے سے معذور نہ عقل نہ شعور سب سے زیادہ عیارونکو بلا مین مبتلا دیکھا خواجہ عمرو کا لباس
پارہ پارہ جسم پر آبلے اول ملکہ بران قریب خواجہ عمرو کے آکر بیٹھی سحر کرنا شروع کیا مگر سحر افراسیاب
خانہ خراب کا بھی دفع ہونا دشوار ہی بران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا پیشانی پر اپنی نشتر مارا
وہ خون اختر پہ ڈالا مروارید کو لعل بے بہا بنایا حوض مین سے پانی لیکر ایک کاسہ مین چند غوطے
اختر مروارید کو دیے آبروے مروارید پانی مین شریک ہوئی اُس پانی سے منہ خواجہ عمرو کا دھلایا
کلمہ پڑھکر خواجہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے بران شمشیر زن کو دیکھا پوچھا ای نور نظر کیا مقام ہی ہم یہان
کیونکر ہو پنجے بران نے کہا خواجہ خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا افراسیاب آپ سب
صاحبون کو گرفتار کرکے لیچلا تھا ئم نامدار احول مربع نشین ذی وقار نے آپ سب صاحبون
پر جان اپنی نثار کی لونڈی آپ سب صاحبون کو اٹھا کر اپنے باغ مین لائی مگر اٹھکر کنارے ہو جیسے
افراسیاب آیا چاہتا ہی صرف عیارون کا سحر ملکہ بران شمشیر زن اتار نے پائی تھی اب طرف
سردارون کے متوجہ ہوئی کسی قدر اتارا ہی کسی قدر باقی ہی کہ آسمان پر سے افراسیاب جادو کا
نعرہ ہوا پکارتا ہوا کہ او چھوکری کیون قضا دامنگیر ہوئی ہی آج تیرے قتل کی تدبیر ہوئی ہی میرے
گنہگارون پر دست انداز ہوئی تمھارے چچا جان کو تو مار ڈالا لاشہ اسکا پڑا پھڑکتا ہی جلکے اُسکے
دفن و کفن کی تدبیر کرو یہ کہتا ہوا کف منہ سے جاری زمین پر آیا بران نے بڑھکر مقابلہ کیا سردارا ن
بیہوش کو پشت پر لیا ملکہ مہرخ و بہار ہوشیار ہو چلی ہین دیکھ رہی ہین کہ بران نہ افراسیاب سے سحر
چلنے لگا بران نے بحجابات تمام سینہ اپنا سپر کردیا ہی چاہتی ہی مین قتل ہو جاؤن مگر ان سبکو بچاؤن افراسیاب
کے سحر الامان الامان زمین تھرائی آسمان سے آگ برسنے لگی باغ نگارین کیسا پر بہار تھا نرگس نے

گھبرا کر آنکھین بند کرلین کہ بربادی باغ نہ دیکھون سنبل بصد پریشانی بالون کو کھولے مصروف دعا طفلان غنچہ کو بیکلی کہ ایسے باغ پر بہار مین یکایک باد خزان چلی سرو گھبرا کا نپ رہا ہی باغ سے نکلجانے کی فکر بعذر لنگ سے پابگل قمری کا طوق گلو گیر عوض کو کو کے آہ وزاری کی تدبیر سوسن کی زبان مین کانٹے خار پھولون سے اُلجھنے لگے بلبل کو شغل آہ وزاری بلا مصروف بیقراری رنگ باغ دگرگون بید مجنون کو جنون عشق ریحان کو پیچ پیچ انجمن مین خاطر مشوش بران باران بحر یہ ساتی ہے باغ کو صرصر گرم سے بچاتی ہی مگر جھونکون سے ہوا کے آواز گریہ وزاری آتی ہے عندلیب خوش نوا بصد رنج والم یہ غزل گاتی ہے غزل

رنج والم یہ غزل گاتی ہے غزل	بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا	مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
بشکل اشک ہون ناقدر وبیقدر	وہ گوہر ہون کہ کھویا جسنے پایا	نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام
عجب ہے تیرے لب پر کیونکر آیا	سرشک چشم کوئی آبلہ تھا	جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
وہ مشتاق شہادت ہے دم ذبح	گلے سے مجکو خنجر نے لگایا	نہ اٹھا گر کے آنسو کی طرح سے
عدم کا لطف جینے نے دکھایا	ہوا سرمہ بھی شاید حسن اغیار	جو ایسا تیری آنکھون مین سمایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا	گلہ بھی شکر ہو کر لب پر آیا	ہوئی جھوٹی قسم کھانی جو منظور
خوشا قسمت مین انکو یاد آیا	مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہے	کہ بیٹھا آپ اور مجکو اٹھایا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا پس از مرگ	ہمین یارون نے مٹی مین ملایا	ملکہ مہرخ و بہار یہ حال پرملال

دیکھکر چاہتی ہین اپنے مقام سے اُٹھین بران کے ساتھ جنگ مین شریک ہون مگر دست و پا بیکار زبان کو لکنت صاف دہن تنگ پر مہر خاموشی ہوشیاری پر غالب بیہوشی اُٹھنے کا قصد کرتی ہین دل بیٹھا جاتا ہے غش چلا آتا ہے ضعف کو قوت ناطاقتی کو طاقت آئینہ رخسار پر حیرت چہرے سے ظاہر نقاہت دو تین سحر ملکہ بران شمشیر زن نے افراسیاب کے دفع کیے قہر و غضب کے تیر سینہ پر لیے بارہ سو کنیزین افراسیاب پر سحر کررہی ہین آنکھون کے اشارے سے افراسیاب ہر ایک کے سحر کو ٹالتا غصہ سے آنکھین نکالتا ہے ہر مرتبہ کہتا ہے کہ سامنے سے ہٹو گنہگارون کو قتل کرنے دو مگر سب نے چہار طرف سے گھیرا ہے کئی سو نے اپنی جان دی لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین گویا ستارے خاک پر پڑے ہین افراسیاب نے پیچھے ہٹ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یا سامری کہکے نعرہ کیا ملکہ بران شمشیر زن مع اپنی بارہ سو کنیزون کے

زمین پر گری زبانین بند جو لیان سحر کی جل گئین افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا کہ ان سب کو قتل کرون ایک کو زندہ نچھوڑون کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہی مین آپہونچا نظم

منم ماہ افلاک علم و ہنر	ہنر پروران کوکب نامور	منم قاتل کافران جہان
یل صف شکن صاحب گرز و سنان	دلیر و عدو کش شہ بے نظیر	لقب یافتم خاص روشن ضمیر
خبردار سازم کہ ہشیار باش	ازین خواب خرگوش بیدار باش	افراسیاب نے دیکھا کوکب

بسطوت و صولت تیغہ برق مثال ہاتھ مین سامنے افراسیاب کے آیا بران و مہرخ وغیرہ جو زمین پر تڑپ رہی تھین اُنکو پشت پر لیا افراسیاب نے بڑھکر وار کیا کوکب نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا شعلہ ہاے آتش دونون کے سحر سے اُڑنے لگے کبھی کوکب برج آتش مین چھپ گیا باران سحر برسا کے بجھایا کبھی افراسیاب برج خاکی مین مخفی ہوا دو چار سحر آپسمین چلے سے کہ افراسیاب نے نعرہ کیا ارے کوئی حاضر ہی ہر چند کہ افراسیاب سرحد غیر مین آیا ہی مگر طلسم ہوش ربا حقیقت مین مقام ہوش ربا ہی نعرہ کرتے ہی افراسیاب کے ایک پریزاد نہایت حسین شمشاد قد خورشید خد کشتی ہاتھ مین چشم زدن مین سامنے افراسیاب کے آئی اُسمین ایک تاج مکلل بجواہر رکھا تھا فوراً افراسیاب کے سر پر رکھدیا اور خود غائب ہوئی اب تو چہرہ افراسیاب کا سرخ ہوگیا چہرے پر جرأت کے آثار ہویدا شجاعت و شوکت ناصیہ سے پیدا تلوار پکڑکے کوکب پر جا پڑا کوکب نے چاہا تلوار پر تلوار کو روکون عکس تاج کا پڑا آنکھین جھپک گئین تلوار سر پر کوکب کے پڑی سر زخمی ہوا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے کوکب کو سایہ مین تلوار کے لیا چاہتا ہی کہ ہاتھ مارے کوکب جب آفت کرتا ہی ایک شعلہ بھڑک کر سامنے افراسیاب کے آتا ہی افراسیاب کچھ بڑھکر اُسے بجھاتا ہی پھر بڑھتا ہی مگر کوکب پر وقت تنگ تاج کے عکس نے کوکب کو پریشان کیا ہی یکایک ایک نخل بلند سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کرتا تجھ پر سایہ سامری و جمشید کا رہے دشمن تیرا جفاے شکست سے منم ملکہ حیرت جادو افراسیاب نے دیکھا صاف نظر آتا ہی کہ حیرت آسمان سے اُتری شاخ نخل بلند پر ٹھہری ہی دوپٹہ سنبھالتی جاتی ہی ہاتھ مین اسباب سحر شاخ نخل سے کود ی افراسیاب نے کہا ملکہ قریب نہ آنا کوکب سحر کرتا جاتا ہی مین نے زخمی کرکے نیم بسمل کیا ہی حیرت نے کہا اے شہنشاہ ع زود دل یک شود دشکنند کوہ را + یہ کہتی ہوئی قریب پہونچی ذرا ایک

افراسیاب کی جھپکی تھی نعرہ کرکے حلقہ ہائے کمند مارے آواز دی منم ہزبر دشت طراری نہنگ بحر عیاری
طرار و خنجر گزار خواجہ عمرو نامدار چودہ حلقے کمند کے گردن مین افراسیاب کی پڑے ادھر کھینچا عمرو
نے جلاب بیہوشی منھ پر مارا افراسیاب چرخ کھاکر زمین پر گرا عمرو نے آواز دی ای شہنشاہ لینا کوکب
تلوار لیے ہوئے جھپٹا یکایک زمین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش بصد جوش وخروش سحر کرتی ہوئی
زمین سے نکلی نکلتے نکلتے ہاتھوں مین دانے ماش کے تھے کوکب پر پھینک مارے کئی خنجر ٹوٹے پیکان تیر
کٹے جسم پر کوکب کے پڑے کوکب اُنکے دفع کرنے مین معروف ہوا ماہیان نے پنجہ مین افراسیاب
کو دبایا دونون پانون مارکر غرق زمین ہوئی صاف مثل برق تڑپ کر نکلگئی ماہیان کے آنے سے
عمرو گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا تھا گلیم اُتارکر اپنے کو ظاہر کیا کوکب دوڑکر خواجہ سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ
عیاران عالم ای محترم و محتشم ماشاءاللہ کیا اسوقت کا غایان کیا اسوقت افراسیاب نے خاتمہ کردیا
تھا سر پر اُسکے تاج طلسمی بریزاد رکھی گئی تھی ای خواجہ افراسیاب نہایت صاحب اختیار ہی عکس سے
تاج کے آنکھون مین اندھیرا آنے لگا بڑی قباحت تھی جان بچنے کی اور کون صورت تھی تب آپسمین
خواجہ سے شہنشاہ کوکب بغلگیر ہوئے ہاتھونکے بوسے لیے سب سردار مع ملکہ بران بیہوش پڑے
تھے خواجہ نے کہا ای شہنشاہ انپر سے سحر اُتار لیے ہوشیار کیجیے کوکب نے کہا خواجہ اتنا تو مژدہ سنادو
کہ اسد و مہ جبین قبضہ مین آگئے عمرو نے کہا ای برادر بجان برابر یہ شب شب قیامت ہی یاران کے
ساتھ نقب سے راستہ جا بجا اسد و دو منتظم وجود افراسیاب نے جو کام کیا ساتھ پختگی و مضبوطی کے محال
نہ تھی کہ اس راہ پر خوف کو کوئی طے کرتا رب اکبر نے پہونچایا شکر ہی کہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد
بن کرب غازی و ملکہ مہ جبین کو چھڑا لایا کوکب روشنضمیر کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا
پلٹ کے حکم دیا کہ قصر جمشید سے فلان صندوق مین شیشہ آب دمیدۂ سحر موجود ہی اُسکو
بہت جلد لاؤ ملازمان باآبرو و خیرخواہان خوشرو فوراً شیشۂ آب نایاب کو لائے کوکب نے اُسی پانی
سے منہ مہرخ وغیرہ کے دُھلائے چہرے سردارونکے مثل ماہتاب روشن ہوگئے گویا آب حیات تھا فوراً
اُٹھ بیٹھے سب سردارونکے بعد کوکب نے اپنے گوہر بے بہا کا منہ دُھلایا بران بھی اٹھین ملکہ مہرخ و بہار
دنیا فریبان و شکیل جادو و رعد و برق و ملکہ سرخ موئے کاکلکشا و خورشید زرین سحر و باغبان قدرت
و سمار قدرت وغیرہ اُٹھے آپسمین گلے ملنے لگے وہی باغ نگارین جو ابھی محل رنج و الم تھا اب قدرت سے

باغبان قضا و قدر کی پر بہار ہوا شاخین جھومین درختون نے سرکشی کی غنچے مسکرائے پھول رنگ لائے نرگس کی انکھڑیان نشیلی ہر شاخ نخل رنگیلی سنبل کی زلفین لہرائین سوسن نے ہولیان گائین بلبلونکے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے سوسن کی زبان درازی دیکھکر طائران خوش الحان کو تاب نہ آئی یہ اشعار

زبان پر جاری کیے اشعار بہاریہ بطور خمسہ

کچھ خبر دیتی ہے فریاد عنادل باغ مین
موت کا سامان ہے یہ رنگ محفل باغ مین
کوئی پھولیگا شگوفہ آج اے دل باغ مین
زعفرانی پہنے ہے جوڑا وہ قاتل باغ مین

ہنس رہے ہین گل یہ رنگ زخم بسمل باغ مین

دیکھ الفت کے اثر چل تو بھی اے دل باغ مین
نام عاشق اس سے ہوتا تھا جو حاصل باغ مین
یہ تماشا یاد رکھنے کے ہے قابل باغ مین
آکے فرماتا ہے وہ لیلی شمائل باغ مین

بید مجنون کے تلے ٹھہراؤ محمل باغ مین

خوب گلگشتین ہوئین جام مے احمر پیے
ہے صبا خود رفتگی مین روئے گل کیا دیکھیے
تازیانِ ہوش جو جو کچھ ارادے تھے کیے
چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے

ہم سے دیوانے ہین کب جانے کے قابل باغ مین

کچھ دنون ہے سربلندی پھر وہی افتادگی
نخل عمر یان تشنہ ہے پھل کی سرنگہ پڑی
اپنے اپنے وقت پر ہر شے کو ہوتا ہے یہی
آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھی

شور محشر تھی بپا آہِ عنادل باغ مین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ
خود نمائی پہ جو آیا وہ روشن کا فروغ
جلوہ ہوتے ہی روش کے شمع کا گل تھا فروغ
پرتو رخسار جانان سے بڑھا ایسا فروغ

چاندنی کو ڈھونڈھتا ہے ماہ کامل باغ مین

اسقدر طوفان اٹھا سب شناور ڈر گئے
حوصلے دریا دلی کے تہ بہ پا کر گئے
باغبان صیاد گلچین غرق ہو بیدم گئے
بحر اشک بلبل گریان سے جل تھل بھر گئے

خاک دیکھین شاہد گل لطف ساحل باغ مین

لاکھ پھولنسے زیادہ ہین ہمارے دلکے داغ
دیکھتا ہے جب کبھی ہنستا وہ گل باغ باغ

دیکھ

سیری باعث ست گلچین سے ہی اسکو فراغ	سیر گلشن سے شگفتہ ہو گیا وہ خوش دماغ
بوے گل ہی مثل دود شمع محفل باغ مین	

سب سرداران نامی و ساحران گرامی مثل گل شگفتہ و خندان شکریۂ باغبان قضا و قدر بر زبان آپسمین ایک سے ایک بغلگیر کوکب سے خواجہ نے کہا اب ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جاتے ہین کوکب نے کہا ہم عقب مین آتے ہین دیدار فرحت آثار طلسم کشا سے فیضیاب ہون دشمنون کے دل جلکر کباب ہون ملکہ مہرخ و بہار و جملہ سرداران تخت سحر کے تیار ہوے خوشی خوشی سوار ہوے طرف اپنے لشکر کے چلے کوکب و بران و ملکہ اختر بن سیلان و ملکہ مجلس جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز خوشرو وغیرہ قصر جمشیدی مین آکے باورچہار دست و خورشید روشن راے کو کوکب نے حکم دیا کہ کشتیان جواہرات کی براے نذر طلسم کشا و پیشکش ملکہ مہ جبین حور لقا آراستہ کرو براے لشکر وردیان عمدہ تقسیم ہون کہ جنکی آب و تاب سے فلک اطلس شرمائے ہر ملازم خوشی سے پیرہن مین نہ سمائے ہمارا اور خواجہ عمرو کا چولی دامن کا ساتھ ہی دشمن کا گریبان ہی اور ہمارا ہاتھ ہی کارگزاران شہنشاہی تیاری مین مصروف ہوے ساقی نامہ و جشن رہائی اسد و مہ جبین

		ساقی ہین یہ روزہاے گلگشت
ہی غیرت باغ ہر بر و دشت	پھر لب سے مرے اسے لگا دے	ساغر کبھی متصل پلا دے
اب دور فلک سے دل ہوا شاد	ہی نام عمل کا مہر آباد	ہین جلوہ نوبہار کے دن
بدمستی بادہ خوار کے دن	تزئین چمن کے ہین یہ ایام	گلگشت چمن کے ہین یہ ایام
کیا رنگ مین بہار پر ہے	عالم گل و لالہ زار پر ہے	آتا ہی نظر جو سرو بستان
شمشاد کھڑا ہی سخت حیران	اور دیکھے جلوہ ہاے شمشاد	پابند طرب ہی سرو آزاد
ہی وجد فزا نواے بلبل	قربان ترانہ ہاے بلبل	دلکش ہی غضب صداے قمری
کیا چیز ہی ہاے ہاے قمری	باندھے ہی ہوا نسیم کیتی	ہی روح فزا نسیم کتنی
کیا کیا ہی مچا رہا ہی دھوم ابر	آتا ہی مدام جھوم جھوم ابر	چل سوے چمن بہار دیکھین
سیر گل و لالہ زار دیکھین	بیٹھین لب آبجو یہ یک دم	پی جائین سبو سبو یہ یک دم
شاید اسی طرح چین آئے	ہی ٹھہرے کچھ اضطراب جائے	بہلے دل بیقرار تسکین
مسرور ذرا ہو جان غمگین	ہو چارہ پذیر درد الفت	اٹھ جاے جہان سے گرد کلفت

پامال کرے نیون غم عشق
اس حال خراب سے چھٹین ہم

جینے دے عذاب ہمدم عشق
خونناب کہانتلک پیے دل

اس رنج عذاب سے چھٹین ہم
تڑپے ہی شراب کے لیے دل

نغمہ سنجان شاخسار ریاض خوش بیانی و زمزمہ پردازان حدیقۂ سخندانی گلچینان دوحۂ تحریر و تقریر و صفیران گلشن تسطیر دلپذیر غنچۂ انجمن مشتاقان مین یون چہچہے کرتے ہین شعر مرتب کن جشن این داستان چنین سر میکند کہ با عزو شان شہنشاہ خنجر گزاران و سر برندۂ جادوگران باج ستانندۂ رستم کافران افسر عیاران صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار مع مہرخ و بہار وغیرہ آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے حکم قضا شیم صادر ہوا کہ براے ملکہ مہ جبین تکلف تمام تخت طاوسی آراستہ ہو و براے ببر بیشۂ جرأت نہنگ بحر جلالت سرخیل پہلوانان اعنی اسد غازی دنگل جواہر نگار پیراستہ ہو کارگزاران لشکر ظفر اثر و جان نثاران نامور کمر ہمت باندھکر بصد کر و فر آمادہ ہوے بارگاہ گردون اشتباہ زرنگاری وہ استادہ ہوئی کہ قبہ پرنور جسکا خورشید درخشان سے ہمسری کرتا تھا طنابین زلف حور کی استادے الماس نگار ستون مرصع کار تھا تین پردہ پوش عماجان عفت پردہ پردہ دار مجلس نشینان عصمت حمام کے گرم کرنے پر مشاطان جابدست سرگرم ہوے نازنینان دریا دل جانان آبرو دار دو جانب حاضر ہین ایک سمت اسد شیر دل ایک جانب ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر داخل کیا حوض نایاب پر از آب صاف و شفاف جسکے سامنے گوہر بے آبرو مہر و ماہ فلک کو آسمین غوطے لگانے کی جستجو اسد نامدار غسل کرکے جامہ خانہ مین آئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ ماہ تابان برج آبی سے برآمد ہوا کنیزان ذی ہوش ملکہ مہ جبین الماس پوش کی خدمتگزاری مین مصروف ہین ملکہ مہرخ و بہار و جملہ تاجداران عالی وقار شاہزادیان حور نژاد دونون کے استقبال کو باادب تمام ایستادہ ہوئین سب کو قاعدے پیشوائی کے بخوبی یاد ہین سب گوش برآواز ہین اپنے نیر اقبال پر نازکنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین ملکۂ عالم قصر حمام سے برآمد ہوا چاہتی ہین لباس زیب جسم فرما رہی ہین کوئی تاجدار ہنستا ہوا بڑھ کر آتا ہے اسد غازی کی تشریف آوری کی خبر سناتا ہے کہ لباس جسم اقدس پر آراستہ کرچکے سلاح خانہ مین تشریف لیگئے ہین مسلح ہوکر برآمد ہونگے آنکھین مشتاقان دیدار کی نرگس وار کھلی ہین تخت طاوسی آراستہ دنگل جواہر نگار پایۂ چہارم تخت پر بصد کر و فر بچھایا گیا یکایک صدائے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلند ہوئی روح سامری و جمشید دردمند ہوئی سب نے نگاہ اٹھا کر دیکھا

ایک جانب ملکہ مہ جبین سبز غنچہ دہن گلبدن قد دلجو رشک سرو لب جو چہرہ ماہ تابان جبین بالور خورشید درخشان ابروے خمدار کو کس سے مثال دون ہلال فلک کیونکر کہون یہ ابروہین یکتا ہلال انگشت نما خنجر ہین نمودار مین قدرت پروردگار مین عارض بدر آسمان کمال ہی گل تر کہنا ناقص مثال ہی لب جان بخش عیسیٰ مریضان محبت غنچۂ دہن تنگ اسرار الفت دندان موتیون کی لڑیان جمال بیمثال حیرت افزا سانچہ مین ڈھلا ہوا سراپا ایک جانب سے اسد نامدار بصد شوکت و وقار سلاح ذات پر آراستہ رستم شوکت فریدون جلالت چہرۂ پرنور آفتاب عالمتاب شہریاری پیشانی کوکب شش جہت افروز جہانداری دہن کی صفت مین فکر جو کی ظاہر ہوا کہ ایک بات ہی لبون سے پیدا اعجاز کرامات ہی شیر صولت رستم ہیبت صاحب علم و شان روح روان حمزۂ صاحبقران کے میلے سرداران صف شکن تیغ زن فنون جرأت سے ماہر غیر ساحر سایہ مین تلوارون کے شاہزادہ والا قدر کو لیے ہوے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے خلعت ہاے فاخرہ سرداران نامی کے زیب جسم بارہ ہزار کنیزان مرصع پوش ایک ایک حسن مین بے نظیر جہرے رشک ماہ منیر ناز و کرشمہ و انداز ہمدم و ہمراہ گرد ملکہ مہ جبین ایک پہلو پر تخت کے ملکہ مہرخ ایک جانب معشوق گلعذار ملکہ بہار ایک پایہ پر صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت چوتھے پہلو پر برق و کیتا ملکہ سرخ مو سے کا کلکشا چالیس مشیر چالیس وزیر حکما و ندیم نکحوار ان قدیم اپنے اپنے مقام پر خرم خاموش بحر شادی و عیش کا جوش اس کروفر جاہ و حشم سے خواجہ عمرو مرغ زرین بنے ہوے خلعت فاخرہ سے مخلع زیرہ سی آنکھین چمکتی ہوئین پشت پر جا بنائے کمر نگی مہتر برق فرنگی عاقل و کامل مہتر ضرغام شیر دل آفتاب عالم افروز مہتر جالسنوز صاحب بغدہ گران مہتر قران عیار بیباک مہتر چالاک بانہاے عیاری سے آراستہ تنطورہ ہاے زریفتی سے پیراستہ ملکہ مہ جبین کو تخت طاؤسی پر جلوہ فرما کرا کے اولان اول خواجہ عمرو نے نذر دی ملکہ مہ جبین مسکرائین کہا تو نظر مین تو خدمتگزار ہون میری نذر پر تو ہاتھ رکھیے اب کل سردار نذر دینگے ہم لیتے جائینگے جمع رکھین گے وقت پر حساب سمجھا دینگے خواجہ عمرو یہ کہکر دامن پھیلا کر کھڑے ہوے نذرین گذرنے لگین سب سے پیشتر ملکہ مہرخ یہ کہکر جھکین کہ واری شکر ہی جس روز سے تمہارے دشمن قید ہوے تمہاری نیابت مین عہدۂ سلطنت پر قائم رہی آج تسکین ہوئی حق بحقدار رسید ایک سو ایک تختی الماس کی پیش کی خواجہ دامن پھیلائے کھڑے ہین دامن مین نذرین لیتے جاتے ہین گلہاے نذر پنجہ نگارین پر رکھکر ملکہ بہار نے

سامنے اُس سرو حدیقۂ سلطنت کے پیش کیے ساحر عیدیل شاہزادہ شکیل نے تیغہ برق مثال ہاتھ پر رکھکر واسطے نذر کے خم ہوا خواجہ عمرو نے فرمایا آج سپاہگری کا کام نہین ہے نقدی لائیے جواہرات نذر مین دیجیے شاہنشاہ گیتی ستان کے ہلمون جان ہے تصدقات اُتار کے ہمکو دو خانۂ کعبہ کو روانہ کرین تمام سردار شادان و فرحان نذرین دینے مین مصروف ہین سترہ سو لفقار سے پر چوب پڑی روشن چوکی بج رہی ہے غزلین بہار کباد کی شہنائی مین بجا رہے ہین تائین اُڑا رہے ہین اسد شیر دل دنگل سپہ سالاری پر جلوہ فرما معشوق حور نژاد پر نگاہ محبت پڑ رہی ہے ملکہ مہ جبین تخت طاؤسی پر شوکت وسطوت جلوہ فرما ملکہ نگفونگی آمد کا ہنگامہ کئی ہزار طائفے در دولت پہ حاضر ہین داروغۂ ارباب نشاط جوانان خوشرو منتظم کارگزاران سبکے ناظر ہین ہزارہا خیمہ استادہ ہوا ہے سرداران نامی کی بارگاہین اپنے اپنے مقام پر بازارین دلچسپ دوکانین عمدہ دو کا ندار طرحدار بازار کھلے ہوئے بیع و شرا پہ تلے ہوئے ہر مقام پر سامان عیش و عشرت مہیا کل لشکر مین جشن کی دھوم تاجران جلیل القدر چلے آتے ہین دوکانین لیکر اشیائے نفیس جا رہے ہین چند عرصہ اس سامان مین گذرا تھا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب عالمتاب سامان جشن بے نظیر دیکھ کر بنا بر تبدیل لباس قصر مغرب مین داخل ہوا اور سلطان گردون پناہ اعنی خسرو انجم سپاہ مشیران وزیران ثابت و سیارگان ہمراہ فرش چاندنی آراستہ کر کے برائے ملاحظہ تماشائے دلپذیر بصد توقیر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا کارگزاران شاہی سامان روشنی مین مصروف ہوئے شعار جشن

ہر طرف فوج مین ہے آرائش
ہر روش کی نہین ہے گنجائش
شیشہ باز فلک ہے آتشباز
کہکشان سے ہوا ہوائی ساز
نہین رستون مین روشنی کے دیے
انجم ہے چشم روشنی کے لیے
شب شادی کی دھوم کی کیا بات
روز روشن تھی روشنی سے رات
آؤ ساقی کہ جمع ہین احباب
سب مہیا ہین عیش کے اسباب
لادہ جون آفتاب ساغر زر
آب گلرنگ سے لبالب کر
نہر چمن زار و دشت و در کی سیر
ہین نہال آج آشنا و غیر
گل نمط دل شگفتہ سبکے کیے
خلعت فاخرہ سبھون کو دیے
ہر طرف رقص مین ہین دلربایان
بادے کو بان ہین سلسلہ مویان
شادمانی سے ہے نوا پرداز
ہے یہ منظور سب درست ہون ساز
گل و لالہ سے چشم باز کرے
رنگ محبت کو دیکھ ناز کرے
چھیڑ ساز طرب نوا کے تئین
باندھ آواز سے ہوا کے تئین
وجد مین لا تو ہر پرستون کو
یاد دے تک سرو دستون کو
آؤ ساقی کہ روشنی ہے خوب

محو آرائش آج ہین محبوب
لالہ رنگ رخ نکویان کو
رنگ مجلس مین ڈال شیشے سے
چل گلابی کو ہاتھ مین لے لے

شیشہ شیشہ شراب ہی درکار
مایۂ ناز خوبرویان کو
ہو کے سرمست ہو تماشائی
ایک دم جام متصل دے دے

صحبت عیش کو چھکا اکبار
اس پری کو نکال شیشے سے
حکم کشش ہی سپہر مینائی
ٹھاٹھ بندی جا بجا ہو رہی ہی

روشنی سے چراغان کے زمین بہتر از چرخ برین بارگاہ مین جھاڑ نایاب انتخاب کنول اُسکے روغن گل سے معمور جنکی روشنی سے عندلیبان گلشن عیش کو سرور بتیون مین تار نگاہ پریزادیان یا شعاع آفتاب تابان بیاض سفیدی سحر و مثل معشوقان صفا پرور کی چربی اُسکے فتیلے نازنینان حور پیکر سنے اپنے ناز و کرشمہ کے سانچے مین ڈھالے الماس کی ہر ایک مردنگ ہی آبروے گوہر بے بہا

جسکو دیکھکے دنگ ہی تبسم
تیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس
یا کلس عرش کے اُتارے تھے

طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن
جن سے شرمائے ساغر الماس
زور دیوارگیرون پہ بہار

نور مہ ایک جا پہ تھا روشن
فلک انجمن کے تارے تھے
کیسے پستان شاہد دیوار

پردے بارگاہ زربفتی کے اُٹھے ہوئے ہین کہ آسمان سے لکہ ابر مرواریدی ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بھتیجی شہنشاہ کوکب روشن‌ضمیر کی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیرزن تخت سے اُتری بارہ سو نازنینان مرصع پوش ہمراہ شوکت و شان لشکر دیکھتی ہوئی خوشی سے چہرہ گلنار گلشن حسن پر بہار داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی سر جبین واسد کو نذر دی کرسی جواہر نگار پہ مثل عرش منزل مین مہ ماہ تابان جلوہ فرما ہوئی دوسرا لکہ یاقوت نگار بڑی دھوم سے اُٹھا معلوم ہوتا ہی کہ ہر رو سے ہوا دریاے خون روان جوش مار رہا ہی ملکہ بران گردیزادان حور پیکر و زیرزادیان رشک شمشیر قمر بارہ ہزار مصاحبان خاص ماہ رویان با اخلاص بارگاہ مین پہنچین نذر دی شرف خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئین قریب تخت دلکش زرین پر بیٹھین خواجہ عمرو نے پوچھا ای نور نظر شہنشاہ کی تشریف آوری مین کیا دیر ہی ابھی تک آپکے انتظار مین ناچ نہین شروع ہوا ملکہ نے دست بستہ عرض کی سوار ہو چکے ہین تشریف لایا چاہتے ہین یہ کلمہ نا تمام تھا کہ ابر نورانی بصد ہیبت و جلالت مثل آفتاب تابان ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے شہنشاہ پرجیس زرین علم صاحب جاہ و حشم علمدار شہنشاہ کوکب فیل مست پر سوار ہی شتر ہی سواری کے فیل کی وہ دھوم * جیسے ابر بہار آوے جھوم * علم زرنگار کی جھڑ بغل مین دبائے ہوئے پھریرا زرنشان

پرچم گیسوے حورجیان اس شوکت و شان سے شہنشاہ پرچیں فیل سے اترا پشت پر بارہ ہزار جوانان
خوبرو و خوشخو چھڑ کو ایک مقام پیکار رہ یا خود منتظر آمد شہنشاہ مین صف باندھکر ٹھہرا ایک جانب سے شاہزادہ
جمشید بن کوکب مرکب باد رفتار پر سوار بارہ سو شیر دل مصاحب کمسن کمر کم سبزہ آغاز جرات و شوکت
مین سرفراز گھوڑے سے اترکر یہی مشتاق آمد پدر عالی مقدار ٹہلنے لگا ابھی ابر عظیم اٹھا کئی ہزار طائر
زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے روے ہوا پر ٹھہرے ابر تنک ہوا سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب بصد توقیر
گرد پہلوون مین چار دن وزیر بلور چہار دست سپہ سالار نامور پایہ تخت پر شاہ کے ہاتھ رکھے ہوے
اس شکوہ سے آکر پہنچا تخت جواہر نگار سے اترا مع شہنشاہ پرچیں زرین علم و جمشید نالاشتم قریب قریب
وزیران خوش تدبیر داخل بارگاہ ہوے اسد نامدار براے تعظیم کوکب روشنضمیر دنگل سے اٹھے کوکب
نے چاہا قدمون سے لپٹ جاؤن اسد نامدار نے سر سینے سے لگایا کوکب کی آنکھون سے آنسو ٹپک
پڑے جمال جیتال سطوت و دولت و قد و قامت کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہے مثل آئینہ چہرے پر حیرانی
چشمہ چشم سے اشکونکی طغیانی عمرو نے بڑھ کر رومال سے اشک کوکب پاک کیے کہا بھائی آج روز
عیش و فرحت ہے بیقراری اشکباری کیسی سجدہ شکر بے نیاز کرو اسکی رحمت پر ناز کرو کیا عنایت ہوئی
مجھہ مور ضعیف مشت استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اسد شیر دل کو گنبد نور سے رہا کرکے لایا کوکب نے
جواب دیا خواجہ خوشی کی تو انتہا نہین مگر اسوقت یہ خیال آیا کہ اس عرصہ دراز تک یہ ماہ اوج صاحبقرانی
برج گنبد نور مین غروب رہا کیا رنج والم سہے شاہ جلیل پروردہ مہد ناز ونعم یکایک یہ ہجوم غم و الم
اسد ان کی کسے امید تھی آج دیدہ دل زیارت آفتاب چرخ صاحبقرانی سے روشن ہوے اسی کی حیرت
ہے اسوقت دل پر ہجوم لشکر عبرت ہے کلام حسرت انجام کوکب پر کل سردارون کے آنسو بھر آئے ہر ایک
نے اشک حسرت ٹپکائے کوکب نے دیکھا ایسا محفل عیش کا رنگ دگرگون ہوا الٹ کر تختی الماس
کی دست زبردست پر رکھکر سامنے ملکہ مہ جبین الماس پوش کے خم ہوے عمرو نے مسکرا کر کہا برادر
تمہاری نذر کی کیا ضرورت ہے اگر قبول نہ ہوگی تم رنجیدہ ہوگے تمہارا ملال ہمکو گوارا نہین بھلا و بسم اللہ
خوشی تمہاری گلے سے اتار کر لٹو یاقوت احمر کا شریک کردو کہ تمہارا نام ہو چلتے وقت پھیر لینا کوکب
نے ہنسکر چند دانے یاقوت احمر کے جیب سے نکالے نذر مین شریک کیے خواجہ نے یہ بھی مال نذر زنبیل کیا
کوکب روشنضمیر کو دنگل یاقوتی پہلوے اسد غازی مین ملا آج پہلے پہل کوکب نے اسد نامدار کو

دیکھا جب اسد گنبد نور پر قید ہو چکے تھے تب خواجہ عمر و بعد عرصہ دراز طرف ملک کوکب کے گئے اور شرکت
کوکب ہوئی آج نگاہ جو جمال بیمثال پر پڑتی ہے حیران جمال محو دیدار خلق ہے اسد کا کلام کرنا و زبان
کرا ای شہنشاہ طلسم نور افشان ہم نہایت ممنون و مشکور ہین کہ محبت اہل اسلام مین کیا کیا کا شایان ہوئے
گنبد نور مین زبانی جادون کے ہمکو خبرین ملتی تھین جس زمانے مین جہانگیر آکر آفت برپا کی اور دوح حاصل
کی سُن سُن کے دل گھبراتا تھا کلیجہ منہ کو آتا تھا اگر چیغیر رہا ہوتا تو انکو لطف ملتا آخر ثابت ہوا کہ نور تعر
نانا جان سکے ہین وہ آکر زیر کر کے لیگئے ای شہنشاہ اِس رہائی کو قید سے بدتر جانتا ہون جس خواہش
مین مین آیا ہون اُسکا ابھی تک نشان بھی نہین ملا ماموں جان انجم گروہ رستم شکوہ سرخیل فتنہ ملک بانتر
پہلوانان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن نہین معلوم کس مقام پر قید مین ای شہنشاہ ہم تو ابتک
بالکل بیکار و مجبور و ناچار رہے ہوتے نانا جان کو خدا سلامت رکھے اگر انکا قدم نہ ہوتا کون ہمکو قید سے افراسیاب
کی چھڑاتا بزرگ ہزار ہا منزل پر یہان تو دربار مین یہ باتین ہو رہی ہین مگر دو کلمہ داستان افراسیاب
خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین بلاغ ملکہ بران شمشیر زن سے ملکہ ماہیان زمرد پوش بجوش و خروش لیکر
افراسیاب کو باغ سیب مین آئی ملکہ حیرت جادو و سرما برف انداز و ابریق کوہ شگاف
و مصور جادو و صورت نگار وغیرہ بھی یہان پہونچے میار تو برہم و بہم ہو گیا سب بادشاہ اپنے
اپنے ملک کو گئے ماہیان زمرد پوش نے افراسیاب جادو کو ہوشیار کیا افراسیاب جادو
غصہ مین آٹھا کہا کہ نانی امان تم مجکو کیون لائین ہائے اسد غازی چھوٹ گیا مین اپنی جان دونگا
حیرت رونے لگی بال کھول دیے کہا ہے ہے میرے شہنشاہ کو کیا صدمہ پہونچا ماہیان نے کہا ای حیرت
خاموش رہو ایسا نہو کہ میرا بچہ گلا کاٹ کے مر جائے اگر اسد غازی چھوٹ گیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا
انکو ہون نے یہ فساد برپا کیا ماران زمین کن و اسرار جادو اگر نہ شریک ہو جاتین عمر بھر اسد غازی
نہ رہا ہوتا اب انکو امون کی فکر واجب و لازم ہے ملکہ حیرت جادو تم سلمان لشکر کشی کرو جا کر مقابلہ مین
آخر اسکی تدبیر کیجائیگی جب ماہیان نے اسطرح کہا تو افراسیاب بھی بول اُٹھا کہ اسد غازی
کے رہا کرنے سے کیا ہوتا ہے لوح میرے طلسم کی مفقود ہے بالکل نابود ہے ماہیان زمرد پوش
نے برائے تسلیم افراسیاب خانہ خراب جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ملکہ حیرت جادو و مصور
و صورت نگار وغیرہ کو ہمراہ سے کر اپنے لشکر مین چلی افراسیاب کہاں ماہیان زمرد پوش نے

شراب پلا کر مطمئن کیا اِس اثنا مین ملکہ صرصر و صبا رفتار وغیرہ پانچون عیار بچیان افتان و خیزان حیران و پریشان متردد و متفکر و متوحش آکر پہونچین دیکھا افراسیاب نشہ شراب سے مست بیٹھا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہی صرصر نے بڑھکر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے صرصر ملکہ حیرت مع لشکر مقابلہ مسلمانان مین گئی ہین تم بھی جاؤ خبردار ابھی طبل جنگی نہ بجوانے دینا مقابلہ کا قصد نہ کرین بدولت خود کمر کا بندھ کرینگے قتل مسلمانان مین کوشش کرینگے ہر چند کہ نامان در بند بھی آمادہ تھے مین مانع ہوا کہ سمجھ کے انتظام کیا جائیگا پانچون عیار بچیان بھی فوراً روانہ ہوئین یہان ملکہ حیرت جادو مع لشکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین لشکر اہل اسلام سے کوس بھر ہٹ کر بارگاہ حیرت جادو نہاد رہتی ہی حسب طریقہ قدیم بارگاہ مین آئی تخت پر بیٹھی پانچون عیار بچیان بھی آئین سب ملکہ حیرت جادو کو بہلا رہی ہین سنج رہائی اسد مین انتہا کا اٹھایا ہی سب سے زیادہ مرشد زادہ مصور بد خو سمجھا رہا ہی کہ اے ملکہ عالم تصویرین کھینچکر دیکھیے تو مسلمانون کا کیا نقشہ کرتا ہون اگر ان سب کو دیوانہ کرکے نہ مارا تو نام اپنا بیرہ ستامری نہ پایا اسمین حیرت نے ملکہ صرصر سے کہا جاکر خبر لشکر باغیان لاؤ آج تو سب نگوڑے سشل گل کے پھولے بیٹھے ہونگے طلسم کشا کو چھڑا لیا اپنے نزدیک بڑا کام کیا ہوا صرصر سامری نہ کرے کہ میرے شہنشاہ کو غصہ آجائے نگوڑون کو جان بچانا مشکل ہوگا جلد لیکر آنا فوراً ملکہ صرصر شمشیر زن برائے خبر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئی یہان بارگاہ اہل اسلام مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی صحبت جشن آراستہ وردیان نئی تقسیم ہوئی ہین باغ مسلمانان مین بہار ہی باغیون کو خار ہی

نظم

ہو مبارک یہ جشن خوش انجام
کچھ مزے سے بھی آشنائی کر

ساقیا دے وہ مے جو باقی ہی
دور گردون بکام عیش مدام
پڑھ غزل میر کی جو ہووے یاد

شادی ایسی بھی اتفاقی ہی
اے مغنی غزل سرائی کر
اُنکو اس فن مین کہتے ہین استاد

غزل میر تقی میر

کب تک آئینے کا یہ حسن قبول
دیکھین ہم سب جب ایسی بو بھی ہو
سرکشی گل کی خوش نہین آتی
ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

موسم ابر ہو سبو بھی ہو +
منہ ہزار اسطرف کبھو بھی ہو
ہی غرض عشق صرف ہی لیکن
ناز کرنے کو ولی یار دھی ہو
دل تمنا گدا تو ہی ہر سے

گل ہو گلشن ہو اور تو بھی ہو
ہو جو تیرا سا رنگ گل کا ہے
شرط یہ ہی کہ جستجو بھی ہو
کسکو بلبل ہی دم کشی کا دماغ
ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو

تمام لشکر مین چراغان ہر خیمہ مین نازنینان پریوش مجرے کر رہی ہین بارگاہ اسد نامدار تو اسوقت
نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی تمام تاجداران تخت نشین شاہزادیان گلفام گل اندام فصاحت آئین
اپنے اپنے مقام پر بیچ مین اسد غازی ایسا ماہ تابان گرداگرد ہجوم سیارگان فلک سے چاند
بہ نگاہ حسرت اس جلسہ کو تک رہا ہی ہوس ہی کہ اس محفل نورآگین مین شریک ہون بہ نگاہ آئندوان
جلسہ کی کیفیت دیکھون ایک ایک رقاصان سیمبر گلپیرہن غنچہ دہن ناز و کرشمہ مین استاد بلا سے
عاشقان جلاد وساز لیے ہوئے کوئی ناساز نہین تانین پڑ رہی ہین نوبی فلک وجد مین ہی ساقیان
سیمین ساق جام وصراحی ہاتھ مین جابجا حاضر ہین دور جام صہبائے گلگون کا جوش ہی صدائے
ہوشا ہوش و نوشا نوش ہی خواجہ عمرو کسی جواہر نگار پر خلعت زرین زیب جسم الوز جلوہ فرما ہین پنچ
عیار منتظم کاروبار اسوقت صرصر شمشیر زن بصورت مبدل اس بارگاہ فلک اشتباہ مین آکر
پہونچی سامان جشن و عیش دیکھکر محو حیرت ہوئی الٹے پانون پھری سامنے ملکہ حیرت کے آئی
مگر گھبرائی ہوئی کچھ مسکراتی ہوئی ملکہ حیرت نے پوچھا کیون صرصر خیر تو ہی اسوقت تو تم محو حیرت ہو
صرصر نے کہا واری کیا عرض کرون آج لشکر مسلمانان مین ایسی صحبت عیش آراستہ ہی کہ کبھی کنیز کی
نگاہ سے ایسا جلسہ فرحت افزا نہین گذرا بارہ کوس تک لشکر مین جابجا ناچ ہو رہا ہی روشنی ایسی
کہ دیدۂ دل روشن ہوتا ہی بارگاہ مین جاکر جو دیکھا بلی مہ جبین صاحب تخت طاؤسی پر طلسم کشا صاحب
دلگل جواہر نگار پر شاہان ذی وقار سے تمام بارگاہ مملو ہی ایک ایک نازنین پر جوبن ہی حقیقت مین
اسوقت بارگاہ رشک گلشن ہی اب اسوقت کوکب روشن ضمیر نے عمرو سے فرمائش کی ہی نے نوازی
کی خواہش کی ہی حضور اب بانسری عمرو کی بجے گی آج ساربان زادہ دل توڑ کے نئے طور سے نے
بجائیگا واقفکاران علم موسیقی کو وجد ہو جائیگا مین تو آپ کے خوف سے خبر لیکر چلی آئی روح کو
اسی جلسے مین چھوڑ آئی آنکھون کے نیچے وہ سامان پھر رہا ہی لونڈی تو جاتی ہی آج کی شب وہین رہونگی
خواجہ عمرو کی نے نوازی سنونگی صرصر نے جو اس چرب زبانی سے کیفیت جشن کی بیان کی حیرت
بھی نہایت مشتاق ہوئی کہا کیون صرصر ہم اس جلسہ کو کیونکر دیکھین تو نے دل بیقرار کر دیا خانہ دل کو
اشتیاق سے بھر دیا صرصر نے کہا واری آج کیا مشکل ہی جلسہ عام ہی روک ٹوک کا وہان کیا
کام ہی ہزارہا آدمی آ رہا ہی اس اژدحام مین کون کسکو پہچانتا ہی مصور نے کہا ملکہ ہمارا بھی دل اڑایا

بیشک آج جلسہ بڑی کیفیت کا ہوگا ایک تدبیر ہم بتائیں ہم آپ چند کس چلیں صورتیں بدل لیں ہماری ایلچانہ کو نائکہ بناؤ ہمکو انکا آشنا قرار دو تم اور پانچون عیار بچیان نوجوان بنو بہلی مین سوار ہو کے چلو بڑی خاطرین ہونگی پلاؤ زردے بھی کھاؤ مفت مین جلسہ بھی دیکھو یہ رائے سب کو پسند آئی صرصر تو خود بیقرار ہی اسنے بھی کہا بہت اچھا یہ خوب بات ہی اب صرصر نے رنگ روغن عیاری کا نکالا مصور سے کہا داڑھی مونچھین مونڈوا لیے مصور راضی ہوا داڑھی مونچھونکو رخصت کیا صورت انکی صرصر نے بدلی بھاری ٹوپی گوٹے ٹکے کا لباس بہت عمدہ مشروع کا پایجامہ ٹاٹ بانی جوتا صورت نگار اسکی جورو کو نائکہ بنایا آپ بھی مع چارون عیار بچیونکے صورت تبدیل کی مگر صرصر شعلہ جوالہ بنکر تیار ہوئی حیرت جادو خود حسین مہ جبین تھی اسکے جو رنگ روغن لگایا حسن پھٹ پڑا لباس جواہر نگار زیور مرصع کار پانچون عیار بچیان مصور و ملکہ صورت نگار و ملکہ حیرت ماہ رخسار دو کنیزین واسطے خدمت کے لیکر بہلی مین یہ سب سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئین کنارے پر لشکر اسلام کے داروغہ ارباب نشاط حاضر ہی جو طائفہ آتا ہی اسکو باعزاز خیمہ مین جگہ دیتے ہین جیسے ہی یہ پہونچین داروغہ نے پوچھا صاحب کہان سے آنا ہوا میان مصور بول اٹھے جناب داروغہ صاحب بی نور بائی دکن سے آئی ہین ابھی ریل سے اتری ہین حال جشن طلسم کشا کا سنکر تشریف لائی ہین داروغہ ارباب نشاط بھی نوجوان جمال بیمثال حیرت دیکھکر بیقرار ہو گیا سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا بائی صاحبہ آپ نے بڑا احسان کیا سرکار طلسم کشا سے بہت کچھ ملیگا خدمت کو ہم حاضر ہین باتین کرتے کرتے ران پر ہاتھ رکھا حیرت نے سسکی لیکر ہاتھ ہٹا دیا تیور پر بل پڑ گئے مصور کی جانب دیکھا مصور بول اٹھا داروغہ صاحب آپ ہمسے باتین کیجیے یہ بہت کم سخن ہین ابھی سرفراز نہین ہوئین اب داروغہ کی نگاہ صرصر پر پڑی کلیجہ تھام لیا قریب آکر پوچھا کیون بی تمہارا کیا نام ہی صرصر طرار فرار عیارہ بلائے روزگار اسنے مسکرا کر کہا نام اپنے گھر مین جاکر پوچھیے ذرا اپنی صورت تو دیکھیے آئینہ تو میسر نہوا ہوگا چینی مین موت کے تو دیکھا ہوگا آپ تو تصویر کھینچنے کے لائق ہین صورت مین لنگور پر فائق ہین داروغہ یہ بیباکی چالاکی تقریر دلپذیر سنکر بیقرار ہو گیا اب جو پہلے بیچ مین سے پلٹن رسالونکی گذری روشنی تو ہر مقام پر بے انتہا ہی جوانون کی جو نگاہ پڑی آواز سے کسنے لگے کوئی پکار اٹھا میان جلنے والے جوانون سے تو ذرا آنکھین چار کرو ایک نے کہا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک نے کہا سینے پر کیا غضب کا ابھار ہی سنان غم کلیجے کے

بارہی یہ جو آوازین چہار طرف سے آئین حیرت نے کہا صرصر تو نے بڑا غضب کیا پہلے یہ اعتراض ہمارے
ذہن مین نہ آیا کسی کو جو دیکھیگا آوازہ کسیگا داروغہ نگوڑے نے ران پر ہاتھ رکھدیا دل مین
یہ آیا کہ برق بنا گر دن خرمن ہستی بھڑوے گستاخ کی جلا دون میان مصور ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ
واسطے سامری جمشید کا غصہ کو کام نہ فرمانا ورنہ غضب ہو جائیگا جان بچنا مشکل ہوگی ہم چونٹیون
کے سرداران سرخ و وڑ پڑینگے اتنا جو کیا وہ کیا زانو پر ہاتھ رکھنے مین کیا نقصان ہوا کچھ ہو تماشا
تو دیکھینگے مگر حیرت کو بہت ناگوار ہے دل سے کہتی ہے مین نے یہ کیا کیا اب تو مین خود تماشا
بنگئی ہملی کا ٹھہرنا مشکل ہے جوان تماشہ بین ہملی سے لپٹے جاتے ہین کوئی اشارون سے پوچھتا
ہے کیا خستہ تن ہے حیرت غصہ مین سرخ ہو جاتی ہے جواب نہین دیتی سر جھکا لیتی ہے کوئی میان
مصور کے قریب آن کر کہتا ہے میان صاحب آداب عرض ہے یہ جو آپ کے قریب ہین گوری بی یہ
کیا مہینہ لینگی مصور حیران کوئی صورت نگار سے کہتا ہے بی بی صاحبہ تسلیم ایک کہتا ہے ہم تو ناکہ سے
ملاقات کرینگے خوب بالائی ٹپا سے کھلائیگی صرصر ہاتھ جوڑ ہجوم ہے یہ تڑاق تڑاق سب کو جواب دیتی ہے
مگر اپنی حرکت ناشائستہ پر نادم دل سے کہتی ہے ای صرصر دیکھیے کیونکر آبرو بچتی ہے آغاز مین خیال انجام
نہ کیا یہ کیا کام کیا اگر عیار پہچان لین تو گرفتار ہو جائین افراسیاب ناک کاٹ ڈالیگا نہین معلوم
کیا آفت برپا کریگا سب نبھی کو بیوقوف بنائینگے صلاح نبانے والے الگ ہو جائینگے بمشکل ہملی خیمہ تک
پہونچی ہرکارے جیرائی جمع ہو گئے ہر ایک نام پوچھتا ہے مصور جلدی سے خیمہ کے اندر سب کو
لیکے داخل ہو گیا پردے چھوڑ دیے حیرت نے ایک دو تھپڑ مارا کہا مرشدزادے آپ نے غضب کیا
کسبی بنا کے لائے بزازی پیشہ یہ قوم تو سب سے بیحجاب ہوتی ہے مردوے مجھپر ٹوٹے پڑتے ہین اگر سن
پائیگا میرا خصم مجھے کھا جائیگا آپ لوگون کا کیا جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے مصور نے کہا نہ گھبراؤ کیا کسی کے
ہاتھ لگانے سے کچھ نقصان ہو جاتا ہے ہمارے مذہب مین ان باتون کا عیب نہین ہے جب پنچایت
ہوتی ہے چودھری صاحب پکار کے کہدیتے ہین راہ گلی کا معاملہ معاف ہے نہ جرمانہ نہ شکرانہ ایک دو
مرتبہ مین عورت گنہگار نہین ہوتی ہم افراسیاب کو جواب دے لینگے جس واسطے یہ جفا اٹھائی ہمنے
تو اپنی قوم کی صورت بنائی نیرہ سامری ہمین کچھ شرم نہ آئی تم ناحق بیقرار ہوتی ہو یہ باتین تھین کہ
داروغہ صاحب خوان کھانے کے لیکر آئے سر سے مزدورون کے اتروائے حیرت کے پاس

بیٹھکر کہا لو جان جہان خاصہ نوش کرو حیرت نے مصور کی جانب دیکھا مصور جلدی سے بیچ مین آگیا
کہا داروغہ صاحب چھٹکی سے بات نہ کرو یہ بہت کم سخن ہی بڑکی کی طرف آؤ داروغہ صرصر کی طرف بڑھے
صرصر نے کہا موے کلموہے تیری شامت دامنگیر ہی جاکے رنڈیون کو کھانا پہونچا ایک ایک یہ گرا
پڑتا ہی کچھ ہو بھی سکتا ہی کہ خالی منھ سے مزا نکالتا ہی جورو کی توجاکے خبر لے وہ کو سے تھے فراقی ہونگی
تمے یار کو بلاتی ہونگی یہ کہکے داروغہ صاحب کا منھ چڑھا دیا پٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا داروغہ صاحب
ہنستے ہوے چلے مگر مصور سے پوچھا آپکا کس نام سے ذکر کرین میان مصور نے کہا طائفہ نو رمالی
کے نام سے مشہور ہی میرا شیخ ہینگا نام بتا دیجیے گا اب ہمکو جلدی طلب فرمایئے صحبت مین بلوایئے
داروغہ صاحب نے کہا ابھی جاکر بلواتا ہون صرصر نے داروغہ کا دامن تھامکر پوچھا ارے کلموہے
یہ تو بتلاتا جا خواجہ عمرو کی ذرہ نوازی مین کیا دیر ہی داروغہ صاحب نے کہا اب سامان ہو رہا ہی ابھی
تک تو طائفین کا ہنگامہ تھا کئی ہزار طائفہ ہی ملکہ مہرخ نے آج دروازہ خزانہ کا کھول دیا ہی روپیہ
لٹ رہا ہی جو اس جلسہ مین آئیگا نہال ہو کر جائیگا علاوہ زر و جواہر کے جاگیرین پائیگا سب طائفے
مشتاق خواجہ عمرو کے بیٹھے ہین بارہ بجے خواجہ شروع کرینگے یہ کہکر داروغہ رخصت ہوا میان
حیرت نے غصہ مین کھانا نکھایا مصور و صورت نگار نے پلاؤ زردے پر خوب ہاتھ مارے یہ تو
بیفکرے ہین لیکن حیرت کو نہایت انتشار ہی مگر جلسے کا وہ اشتیاق ہی کہ سب کچھ گوارا ہو بعد تھوڑے
عرصے کے داروغہ صاحب نے آن کر کہا میان شیخ ہینگا صاحب چلیے فوجیون کو اپنے ساتھ لیجیے
سرکار سے طلب ہی صرصر نے داروغہ سے کہا اتنا احسان کرنا ہم لوگ خواجہ عمرو کی ذرہ نوازی کے
بہت مشتاق ہین یہ بھی زمانہ کے اتفاق ہین کہ ہم لوگون کا آنا ہوا بادشاہ دکن کے ملازم ہین کسی طرح سے
رخصت نہ ملتی تھی حیلہ کر کے آئے ہین ہمارا مجرا دن کو ہو تو بہت بہتر ہی شب کو ہنگامے مین کیا ضرور ہی
داروغہ نے کہا تمہارا ابھی مہینہ بیس دن رہنا ہوگا مجرائیون مین ملازم کرائینگے بہت کچھ دلوائین گے
مگر میان شیخ ہینگا صاحب ہمارا خیال رہے یہ چھٹکی کی انکھڑیان مارے ڈالتی ہین پلکون کے تیر
چل رہے ہین حیرت سرخ ہو کے رہ گئی داروغہ نے ہنسکر سینہ پہ ہاتھ رکھا مصور حیران ہین کہا تک
ہتیلی دون کس کس سے بچاؤن اب یہ سب داروغہ کے ساتھ چلے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے
دیکھا عجب سامان ہین شوکت پر بارگاہ کی ماہ دہر قربان ہین سرداران ذی وقار تاجداران نامدار عیاران بہادر

تجرگزار ناز نینان پری پیکر اپنے اپنے مقام پر حیرت کی نگاہ پڑی گل رخسار ملکہ بہار نرگس شان و شوکت سے جلوہ فرما ہی زیور مین پھول بنکے لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی بدھیان پھولونکی زیب جسم انور چھپکا موتیے کا سر پر بصد حسن و ادا ناز و کرشمہ مثل کنیزان خدمتگزار دست بستہ حاضر ہین ایک جانب ملکہ مخمور شیلی آنکھڑیان آثار جلالت چہرۂ زیبا سے عیان ساغر چشم بادہ حسن سے معمور کمان خانۂ ابرو مین تیر مژگان برائے دل دوزی عاشقان لیس ہین ادا کی برچھیان نگہ کی کٹاریان چل رہی ہین ملکہ مہرخ بصد کر و فر چہرہ مثل گل شگفتہ تمام اہالیان دربار کی خدمت مین مصروف ایک جانب بادشاہ باتوقیر نوجوان جرأت مین بے نظیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر حیرت جاہ و جلال دربار دیکھکر دنگ ہوگئی نظم لاعلم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار | تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار | عجب بارگاہِ معلے اساس

نہ تا این و جازم نبود سے قیاس | تخت طاؤسی پر سلیمان حشم فریدون خدم بالقیس شیم ملکہ مہ جبین

تاج شہریاری زیب الور لباس فاخرہ زیور جواہر نگار صاحب جاہ و جلال اوج پر نیر اقبال نظم

امارت عدالت کا اُنسے رواج | حسین مہ جبین صاحب تخت و تاج | مہ آسمان حشم ذی وقار

سمن بر سمن بو حسین گلعذار | رعب و جلال دیکھکر یہ سب واسطے تسلیم کے خم ہوئے گوشۂ بارگاہ

مین بیٹھنے کو جگہ ملی اس ہنگامۂ عیش مین کسی کی نگاہ نہ پڑی برق و چالاک وغیرہ کاروبار ضروری مین مصروف خلعتہائے فاخرہ پہنے ہوئے کبھی بیرون بارگاہ جاتے ہین کبھی اسباب ضروری لے کر اندر آتے ہین حکم خواجہ عمرو نام مہتر قران صادر ہوتا ہی یہ سامنے حاضر ہین حکم پاکر اشارہ کرتے ہین برق وغیرہ فوراً بجا لاتے ہین اتنا بڑا جلسہ شور و غل کیفیت تمام دور جام تل عین گرمی صحبت مین کوکب نے کہا برادر خواجہ عمرو الکریم اذا وعدہ وفا الاشتیاق اشد الموت خواجہ بھولے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بران نے مجلس جادو سے اشارہ کیا مجلس جادو چالاک خواجہ سے بیباک گستاخ اپنی کرسی سے اٹھے خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیئے کہا ماما جان گایئے آج خوشی کا دن ہی سب کی طبیعت مطمئن ہی عمرو نے ذرا تامل کیا مجلس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا فوراً ایڑیان زمین پر رگڑنے لگی خواجہ کو کچھ بن پڑا سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آکر بیٹھے سازندوں کو اشارہ ہوا ساز آپس مین ساز کرنے لگے دم سروں کا بھرنے لگے تمام اہل محفل کی نگاہین طرف خواجہ عمرو کے ہین صرصر بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہی حیرت جادو شرمائی بیٹھی ہی خواجہ نے جوڑی ڈی کی نکالی ناگنی تڑپتی ہوئی ہاتھ میت لی دمن پر رکھکر دھیمے سُر چھونکی یہ غزل

عاشقانہ شروع کی غزل

میرے گھر کا ہے کو آپ آئیے گا
ایسا جانباز کہان پائیے گا
کس طرح ہجر مین جاتی ہے جان
کیسے کچھ اور بھی فرمائیے گا
چھپ کے غیرونکو بلاتے ہین آپ
ہان بجا سچ ہے ضرور آئیے گا
روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
دو گھڑی بیٹھ کے اٹھ جائیے گا
پیٹھ موڑے تو رہے گی نہ یہ آنکھ
زلف کو مجھ سے خفا پائیے گا

کل بھی منہ پھیر کے فرمائیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا
وصل مین کہتے ہین بیٹھے بیٹھے
دیکھنے سیر چلے آئیے گا
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہے
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا
جیتے جی ہو چکے واحد شاہد
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا
روح قالب سے یہ کہکے نکلی
ایک کروٹ مین بدل جائیے گا

آج گھر جائیے کل آئیے گا
میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا
آپ سایہ مین لپٹ جائیے گا
سنکے حال شب فرقت بولے
آپ تو اٹھ کے چلے جائیے گا
ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین
کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا
بات رہجاے مریض غم کی
دل کسی اور سے بہلائیے گا
ای خلیل افعی پیچان ہے یہ

سب گانے پر عمرو کے گوش برآواز ہین یاد مین اپنی قید کی مصیبت کے اسد و مہ جبین کی آنکھون سے اشکون کے دریا بہ رہے ہین صرصر محو حیرت غرق دریاے عبرت مصور کا یہ نقشہ ہے کہ تصویر بنگیا ہے کوکب بیتاب بیقرار سب سے زیادہ بران ہجر دیدہ آفت فراق کشیدہ اشکبار اپنی وزیرزادی شگوفہ سے کہا مین بے سبب نہین کہہ سکتی تو خواجہ سے فرمائش کر کہ اشعار زیب النسا مخفی سابق مین جلد پنجم طلسم ہوش ربا مین دیکھے تھے مگر وہ ترجیع بند پورا تحریر نہین ہے لطف باقی ہے اگر یاد ہو براے خدا ارشاد فرمائیے جسمین سوگند و قسم ردیف ہے عجب کلام لطیف ہے عمرو اشارے کو بران کے سمجھا جانتا ہے عاشق زار فراق ایرج مین بیقرار ہے زبان حال سے یہ ترجیع بند شروع کی ترجیع بند مخفی لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین

بسر عہدہ دوست قسم
بہ نگہہاے تکلم سوگند
نکہے برسر داغم بفشان

دیگری نیست ہمہ دست قسم
بہ اداہاے تبسم سوگند
بوے گل برسر داغم بفشان

بہ سر نرگس مخمور قسم

بدل ما شق بخود قسم

بہ بر و گردن عجب سوگند — بہ سرو سنبل اشہب سوگند
کہ دل از دست شدہ بیایم — مدعا دوست و گر آرام

بہ حنائے کف پائے تو قسم
باز گفتم بہ ادائے تو قسم

بہ گل عارض رعنا سوگند — بہ خم زلف چلیپا سوگند
عاشقم عاشق گفتار توام — عاشق قامت رفتار توام

برم تیغ سیہ تاب قسم
بہ صفای دل حتاب قسم

بصف خنجر مژگان سوگند — بدل خون شہیدان سوگند
بندہ ام بندۂ دیرینۂ تو — محو مہر و غضب و کینۂ تو

بسرخ عارض گلفام قسم
بہ بناگوش دل آرام قسم

بہ سر جعد معطر سوگند — بجفاہائے تو دلبر سوگند
نیست غیر از مرا غمازے — تند خو سنگدلے شہبازی

ان اشعار محبت آثار نے محفل میں سناٹا ڈالدیا سماں بندھا تھا کسی میں طاقت کلام نتھی ہر ایک کو عمرو کے کمال کا خیال آنکھوں لتے آنسوؤں کا تار مزاج ناساز صرصر تو آج ذبح ہوگئی ہو اسے محبت عمرو میں محو مطلق صبا رفتار سے کہتی جاتی ہے صبا رفتار تجکو میرے سر کی قسم یہ آواز کیسی گوش زد ہوئی تھی کمال دیکھیہ بیشک وحید عصر ہے حیرت بھی کہ رہی ہے اے صرصر عمرو سرگروہ کاملین ہے اب علم موسیقی میں اسکا مثل نہیں ہے صرصر نے کہا واری عیاری میں بظر میرے کاکب نظیر ہے کیسا خوش تدبیر ہے آپسمیں چپکے چپکے یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ قضلے کا مثل مشہور ہے ع دل رابدل رہی است دین گنبد سپہر ہے حقیر اس مضمون کو گوش زد ناظرین کر چکا ہے کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہے کام کرتے کرتے گھبرایا برق نے پوچھا کیوں مرشدزادے خیر تو ہے کہا بھائی برق کیا کہوں اسوقت کچھ خود بخود اضطراب ہے دل

محبت منزل بیتاب ہے کئی دن کا زمانہ گزرا اپنے معشوق پریچہرہ کو نہین دیکھا بڑا تعجب ہے کہ اتنا بڑا جلسہ
عیش آراستہ ہوا کہ اگر جمشید زندہ ہوتا اس باغ عیش کی گلچینی کرتا خدا کی عنایت سے ایسی کیفیت ہے ادھر اندر
کے اکھاڑے کی کیا حقیقت ہے کیا کیا نازنینان حوروش جمع ہین بارگاہ مین اسوقت قیامت برپا ہے قبلہ و
کعبہ نے ایسی ذیجائی طبیعت بھر آئی مخفی کے اشعار ایسے پڑھے کلیجے پر چھری چلنے لگی یقین ہے کہ عیار بچیان
اس جلسہ مین ضرور آئی ہون یہی خیال ضرور ہے غافل رہنا سراسر قصور ہے برق نے کہا مرشد زادے
بہت بات معقول کہی دیکھ بھال ضرور چاہیے ہے اُستاد آج رنگ مین مین فرمادیا ہے سب باتون کا خیال رکھنا
یہ کہکر برق و چالاک دونون کے دونون اندر آئے مصور نے ملکہ حیرت سے کہا ساقی نیچے سب طرف
شراب پلا رہے ہین ادھر نہین آتے دور مین ہمین نہین پاتے حیرت نے کہا ابھی مرشد زادے چپکے بیٹھے رہو
حال نہ کھلجائے اسکو غنیمت جانو مگر مصور نے چالاک کو دیکھکر اشارہ کیا چالاک قریب آیا مصور نے کہا
مہتر صاحب بی نور بائی کے ساتھ والون کو شراب نہین پہنچی ہم لوگون کی شراب جنم گھٹی ہے چالاک نے
کہا ابھی حاضر کرتا ہون صرصر و صبا رفتار تو عیار بچیان ہین انھون نے چالاک کو دیکھکر منہ پھیر لیے چالاک
نے جو بغور مصور سے آنکھ ملائی یہ نگاہ اول پہچانا کہ یہ تو مصور جادو ہے اب تو بیٹا صورت نگار کو بھی پہچانا
پہلو مین صورت نگار کے بی حیرت سر جھکائے شرمائی ہوئی آنکھ نہین چار کرتین چالاک نے ہاتھ پر ہاتھ
رکھکر کہا جانی ذرا سر تو اٹھاؤ یارون سے نگاہ ملاؤ شراب تمھارے واسطے لائین اپنے ہاتھ سے تمھین
پلائین حیرت نے سر اُٹھایا گھبرا کے کہا نہین مین شراب نہین پیونگی چالاک سے نگاہ جو چار ہوئی سنان
مژگان دل کے پار ہوئی تیر نگین آنکھون نے قتل کیا ابرو کی جنبش سے کلیجے پر خنجر چلگیا بخوبی پہچانا
دل سے کہتا ہے یہ ظالم برباد کن صبر و طاقت ہے سامنے آنکھون کے ملکہ حیرت ہے مگر یہ بھی عیار ہے فرزند عمرو
نامدار ہے گھل مل کے باتین کرنے لگا پاس بیٹھنا غنیمت ہوگیا حیرت شرمائی جاتی ہے پیچھے ہٹتی ہے نہین نہین
کیے جاتی ہے چالاک نے ہنستے ہنستے سینہ پر ہاتھ رکھا مارستان کا مزہ چکھا حیرت نے اُلٹا ہاتھ مارا اٹھلاتے ہوئے
مہتر قران بھی آئے چالاک نے کہا خلیفہ صاحب ذرا یہان تشریف لائیے آپ نے لگو یہان بہان
نہین دیکھائین اس عالم کے میان شیخ ہینگا صاحب مالک ہین مہتر قران بھی سمجھا کچھ دال مین کالا
ہے یہ جاکر بیٹھے صبا رفتار رنڈی بڑی معشوقہ دلنواز صاحب کرشمہ و ناز حیران ہو کر رہگئے ران پر ہاتھ رکھکر
پوچھا بی تمھارا کیا نام ہے صبا رفتار نے سر جھکا کر کہا مجھے گلعذار کہتے ہین قران نے کہا تصدق اس نام کے

اگر کسی بیوقوف نے نام رکھا تمھارے عارض رنگین سے گل کوکب مثال ہو یہ عارض بدر کامل ابرو و رشک ہلال ہی نام خدا کیا سراپا ہی صناع ازل نے جسم الوزکو لوز کے سانچے مین ڈھالا ہی صبا رفتار نے کہا آپ کی عنایت بنہایت ہی اتنے مین مہتر برق فرنگی بھی آیا دیکھا ایک نازنین سے میان چالاک گھل بل کے باتین کررہے ہین ایک سمت خلیفہ صاحب چپکے چپکے کلام مین مصروف ہین اسنے بیٹھتے ہی شمیمہ لقب کو پہچانا معشوقہ دلفریب کو دیکھکر دل ناشکیب ہوا تڑپ کر بیٹھ گیا کہا صاحب آپ لوگ انکو شراب نہین پہونچی بھائی چالاک صاحب دو چار گلابیان اٹھالایئے آپ سب صاحبون کو پلایئے آپ کے یہ سب صاحب مہمان ہین جشن مین سرفراز کیا ہم سب پر احسان ہین صرصر منھ پھیرے بیٹھی ہی اسکو یہ گمان ہو کہ صورت ہر ایک کی تبدیل ہی شناخت کی کیا دلیل ہی خوبصورت رنڈیان دیکھین یہ بھی نگوڑے جوان ہین لپٹے جلتے ہین مگر ای صرصر اچھا نہ کیا دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام اسکا بد ہی یا سامری جمشید وقت مدد ہی میان چالاک و برق و مہتر قران نے اب بخوبی ایک ایک کو پہچانا آپسمین اشارون مین باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین مگر قران نے برق کو اشارہ کیا مین انکی نگہداشت کرونگا جاکر استاد سے اطلاع کردو دیکھو کیا حکم دیتے ہین برق یہ کہکر اٹھا میان شیخ ہینگا صاحب مین آپ کے لیے شراب وکباب لاتا ہون مصور شراب کے لیے بیقرار ہی سخت کہا ہان مہتر صاحب دو چار گلابیان لایئے برق اس حیلے سے اٹھا یہان خواجہ سگ نے یہ سماعین کا جو بے سمجھ کا حال ہو کسی کے ہوش درست نہین ہین اسوقت یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہین اشعار

ہو رخصت جان حال مین بتلا نہین سکتا	رہوار ہمت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہی ایجان کہ کہین جا نہین سکتا	مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہو کنار لحد تنگ	آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا
قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر ناداں	سنتا ہی مگر یار کو سمجھا نہین سکتا
ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق	لطف چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا
پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ ترے دل کا	ڈھونڈھے اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد	دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھرے رہتے ہیں مرے جسم کے شعلے
پھاہا کوئی تا زخم جگر آ نہیں سکتا

تقصیر شب وصل ہے شکوہ بھی تمہارا
شرم آتی ہے تا نوک زبان آ نہیں سکتا

لاکھوں گرہیں ہیں دل عاشق کی طرح سے
شانہ شکن زلف کو سلجھا نہیں سکتا

رکتے نہیں سیاح عدم اشک کی صورت
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہیں سکتا

سکتے نہیں گوش شنوا عاشق جانباز
دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہیں سکتا

مشکل ہے نسیم اب کہ میسر ہوں وہ راتیں
کھوئے ہوئے آرام کو ٹھہرا نہیں سکتا

برق فرنگی خبر کہنے آیا تھا سر پکڑ کے بیٹھ گیا تڑپنے لگا جب خواجہ ٹھہرے تب برق کے ہوش درست ہوئے جھک کر کان میں عرض کیا استاد جلد صلاح تبلایئے مصور و صورت نگار و ملکہ حیرت جادو و ملکہ صرصر و صبا رفتار و شمیمہ نقب زن و شرارہ سنگ انداز و شاہین چنگل کشا میرے دو کنیزوں کی صورتیں بدلکر آپ کے دربار میں آئی ہیں مصور صاحب قرم ساق بنے ہوئے ہیں سب کے سردار ہیں تیغ ہیں ننگا بھڑوے کا نام ہے اس انتظام میں کیا ارشاد ہوتا ہے عمرو گھبرا کر سوچنے لگا بعد دم بھر کے فرمایا اے برق نہیں معلوم انکو کیا منظور تھا خدا نے اب تک محفوظ رکھا مگر اے فرزند تدبیر معقول یہ ہے آپ لوگ عشق و عاشقی کو کام نہ فرمایئے گا اسوقت آپ بہت گھبرائے ہوئے آئے ہیں معشوقہ کو دیکھا تڑپ گئے ساری عیاری بھولی اب جا کر کیفیت سے شراب پہونچاؤ بیہوشی بھی سلیقہ سے ملاؤ بیہوش کرو میں ابھی آتا ہوں برق تو ادھر چلا عمرو قریب ملکہ مہرخ کے آیا کان میں کہا حیرت وغیرہ صورت بدلکر دربار میں آگئی ہیں میں نے برق کو بھیجا ہے سب کو جا کر بیہوش کرو اگر حیرت آگاہ ہو گئی تو قیامت برپا کرے گی یہ سنکر ملکہ مہرخ کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ اسکا جلد انتظام کرو عمرو پاس سے ملکہ مہرخ کے ہٹے خود بھی اسکی فکر میں چلے مگر مہتر برق فرنگی گلابیاں لیکر چلا تھا اثنائے راہ میں چالاک لاکھا کہو بھائی کیا حکم ہوا برق نے کہا استاد نے ارشاد فرمایا ہے کہ خبردار یہ نکلکر جانے نپائیں چالاک نے کہا بھائی برق حیرت بھی قید ہو جائیگی یہ تو مجھکو گوارا نہیں ہے میری معشوقہ کی زبان میں سوزن دیا جائے میرے کلیجے میں سنان غم کی کھٹکیگی میرا دل چاہتا ہے میں جا کر اسکو آگاہ کر دوں وہ بیچاری نکل جائے برق نے کہا ایسا غضب نہ کرنا چالاک کا رنگ رو متغیر ہوا کہا بھائی بدبخت کرنے کہاور کافر کیا کم ہیں اگر بیچاری کو نہ ستائینگے تو کیا نقصان ہوگا یہ باتیں تھیں کہ خواجہ عمرو آگئے پیچھے دیکھا چالاک و برق کھسر پھسر کر رہے ہیں عمرو نے کہا ارے برق کیوں

دیر کی برق نے سر جھکایا خواجہ سمجھے کہ چالاک سفارش حیرت کی کرتا ہوگا دو طمانچے چالاک کو مارے کہا
کیون نالائق عرصہ کرتا ہی عیار پہچان ساتھ مین فرمانے سے اشارے کو سمجھ جائینگی خاص یہ سب فکر مین
اسد کے آئی ہین وہ شیر سحر سے آگاہ نہین ابھی چھپ کر ایک گودا مار دے قیامت ہو جائے اگر ہم سبکو
مار بھی ٹالینگے تو کیا ہوگا نام اسد سنکر چالاک بھی گھبرایا کہا حضور مین دشمن کا پاس نہ کرونگا ابھی جا
سب کی گردن لیتا ہون عمرو الگ ہوا برق و چالاک گلابیان لیکر آئے میان مصور واسطے
عذاب کے مبتلے ہوئے تھے گلابیان دیکھکر ہاتھ بڑھایا کہا مہتر صاحب لائیے چالاک نے برق گلابیان
دے کر ہٹ گئے گوشہ بارگاہ مین آکر ٹھہرے مصور نے سب سے پہلے شراب اپنی جورو کو پلائی صرصر نے
کہا مرشد زادے سحر بہت قریب ہی شراب نہ نوش کیجیے عیار نگوڑے دیکھ گئے ہین ایسا نہ ہو کوئی فتور
برپا ہو مصور نے کہا اس ہنگامہ مین کون کسی کو پہچانتا ہی عیار رنڈیان خوبصورت دیکھکر بیٹھ گئے تھے
صرصر نے بھی مصور کے کہنے سے دھوکا کھایا جب ایک ایک جام سب پی چکے صرصر نے کہا ہوا جو
غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ شراب مین بیہوشی تھی یہ کہکے قصد کیا کہ اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے
گری چشم زدن مین مصور و حیرت وغیرہ سب بیہوش ہوئے سحر فراموش ہوئے گوشے سے عیار نکلے چالاک
تو قریب حیرت کے آیا زبان مین سوزن دینے کے حیلے سے پیار کرنے لگا برق اپنی معشوقہ سے لپٹا
خواجہ نے سامنے آکر دو دو کوڑے سب کو مارے مصور و صورت نگار و حیرت وغیرہ کی زبان مین سوئیان
دیا عیار بچونکو کمند سے باندھا تو ہلڑ ہوا ملکہ مہرخ و بہار و کوکب وغیرہ کھڑے ہوگئے کہا خواجہ خیر تو
ہی کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا کہ خدا نے اپنا بڑا فضل کیا مصور و صورت نگار و حیرت سب اہل کر
فکر مین اسد غازی کی آئے تھے برق وغیرہ نے بچا نا گرفتار کر لیا اسد غازی نے کہا نانا ابا گرفتار
کرنے کی سند نہین ہی ان سب کو رہا کر دیجیے خواجہ عمرو ہنسے کوکب سے کہا انکی دردمندی سماعت فرمائیے
یہ جرأت و شوکت سے پابند مین کوکب نے کہا ای نبیرۂ صاحبقرانی وای مناسب بجز خوش بیانی یہ قدم
سحر مین سب مکار فقط اگر عیارون کا قدم درمیان مین نہ ہوتا ایک یہ اشکال بتلائین افراسیاب سے
رہ سکتا تھا خواجہ عمرو نے کیا کیا کارنمایان کیے آپ تو عرصہ دراز کے بعد چھوٹے ہو جو منگا یہ ہوسے ہین وقائع
نگارون نے لکھے ہین کبھی بوقت مہلت ملاحظہ فرمائیے گا تب خواجہ عمرو کی قدر ہوگی اسد نے کہا
پیر و مرشد میری ترقی لیاقت کے باعث ہین کل لشکر اسلام انکی اسے کما یا بند ہو سے شوکت الکا مرہون منت

بند ہو مگر مجکو شاق ہوا کہ عیاری سے گرفتار کیا عمرو نے کہا اپنے مقام پر بیٹھے رہیے آپ ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دیجیے یہ طلسم ہوش ربا ہے ہر ایک مقدمہ یہانکا ہوش ربا ہے اتنے مین اندر باہر ہنگامہ ہوا کہ زوجہ افراسیاب گرفتار ہوئی جلسہ درہم برہم تمام سردار باہر سے اندر آئے ایک سے ایک پوچھتا ہے کیونکر گرفتار کیا یکایک سب نے دیکھا کہ مصور کی شکل مین تبدیلی ہوئی زبان مین سوزن پہلو مین بی صورت نگار عیارہ بچیان رن مین آفتاب اقبال حیرت گہن مین یہ بھی سر جھکائے ہوئے تیوری پر بل غصہ سے کانپتی ہوئی مصور چونکا گھبرا کے ہر طرف دیکھتا ہے بیہوشی جو دی گئی تھی اُسکے نشکی تاثیر باقی ہے کسی قدر ہوشیار ہوئے مگر خیال شراب و ساقی ہے لاؤ لاؤ کیے جاتے ہین زبان مین سوزن ہے لے سے گھبراتے ہین کبھی صورت نگار کیطرف متوجہ ہوکے فرماتے ہین کیون صاحب مین نے کیا خطا کی جو مجھے ہتکڑیان بیڑیان پہنائی ہین میں تو تمکو کسی بات کو نہین روکتا صبح سے پہر رات گئے تک جہان جا ہو جاؤ رات کو میرے پاس چلی آؤ بی بی تمھارے بغیر مجکو نیند نہین آتی کسی مقام پہ ہاتھ رکھکر سو رہتا ہون کبھی کوئی لفظ خلاف تمکو نہین کہتا ہون ان باتون پر مصور کی سب ہنسے مگر بہار نے حیرت ایسی گلعذار کو جو مقید دیکھا بیقرار ہو کر اُٹھی کہا بوا بلاے خدا طلسم کشا کی اطاعت کرو تاج و تخت لو اب تو اقبالمندی طلسم کشا کی تیر ظاہر ہوئی ظہور قدرت پروردگار دیکھا باغبان قضا و قدر نے کیا کیا گل کھلائے باغیونکو خار دیئے آج باغ اسلام پر بہار ہے خزان کے دن گئے ہر دشمن مثل لالہ دل داغدار ہے تمھاری کیا شامت تھی کسی نکر آئین یہ صلاح کسنے بتائین مصور تو بیغیرت ہے تمھارے حال پر حیرت ہے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہے کوئی یون آبرو کھوتا ہے تقدیر بگڑتی ہے تو کچھ زور نہین چلتا ہے ہر وقت آسمان رنگ بدلتا ہے اے ملکہ عالم نظم

گزندے صاحب جوہر کو مقدر عزت — جوہر فرد ہے بالفرض کو کیا بے سمت
متقاضی چرخ جو تو ہے تو یہ کیا گر تیرے — مثل دہقان فلک رکھتے ہون طالع ہمت
دور گردون نہ موافق ہو تو ہوا اور خفیف — جر اثقال مین تو جتنی اُٹھائے محنت
آگئے برگشتگی بخت کے سے چلنے کی نہین — نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
گو فصاحت مین تو سحبان ہے وے بے تقدیر — حرف مطلب پہ زبان کو ہو تری سو لکنت
گو ریاضی مین ہین صناع اگر بخت ہین بد — نقش باطل ہے تری شکل وہ جسمین صنعت

ملکہ بہار نے اس فصاحت و بلاغت سے حیرت کو سمجھایا گویا منہ سے پھول جھڑتے تھے ہر کلام

مسلسل موتیون کی لڑی معلوم ہوتا تھا عندلیب خوش نوا گلشن بیان میں نغمہ سنج ہے کہ حیرت جادو نے
بنگاہ قہر و غضب طرف بہار کے دیکھا لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے جواب دیا بس زیادہ انبار عظمت شان نہ دکھا
مجلوے بیہودہ یہ سمجھا قدرت سامری کی مین تمھاری اطاعت کرون دشمنون سے محبت کرون اب تو یہان
حضور کو بھی غصہ آیا ہوش درست ہوے پکار اُٹھے منم نبیرۂ سامری ابھی نانا دادا سے عرض یاد کرونگا
آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا اپنے بھائی خداوند داؤد سے کہکر سب مسلمانون کو سنگ سیاہ
کرا دونگا بد دولت کے غصہ سے ڈرو بیہودہ کلام نہ کرو بس ہتیاری مین ہے کہ زبان سے سوزن نکال لو
جمین اپنی بارگاہ مین جانے دو عمرو نے کہا میان شیخ ہینگا شیخی نہ بگھارو آمادۂ مرگ و مہیاے قضا
ہوا بے حیا جورو کو ناگمہ بنایا آپ قرمساق بنکے آیا غیرت نہ آئی اب نانا دادا کو بلاؤ آج کچھ کرامت دکھاؤ
ہم بھی دیکھین کیسے نبیرۂ سامری ہو یہ کہکر عمرو نے آواز دی بس بہار مجھو تم دخل نہ دو یہان جلاد کو بلاؤ
فوراً جلاد حاضر ہوے پردہ بارگاہ کا اُٹھایا قصد ہوا ان سب کو قتل کرین ملکہ بہار زار زار رو رہی ہے
عمرو کا غصہ دیکھکر بول نہین سکتی ملکہ مہ جبین کو بھی انتشار اسد نامدار کو انکا قتل ہونا ناگوار حکم سے خواجہ
کے جلادون نے چاہا انکے ہاتھ پکڑکر کھینچین گردن پر کوئلے کے خط دین یکایک زمین تھرائی صداے
مہیب آئی قریب تھا کہ گوش گردون کر ہو تمام عالم زیر و زبر ہو زمین شق ہوئی افراسیاب غصہ مین
بھرا ہوا زمین سے نکلا نکلتے نکلتے چند سنگریزے اُٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے حیرت کی کمر مین پنجہ
دیا سب کو سحر کرکے اُٹھا لیا نعرہ کیا یا شیدای مسلمانان تم سبھون کی قضا قریب ہے یہ سرکشی بد دولت بیہ
لشکرکشی طلسم کشا کے رہا ہونے پر گھمنڈ نہ کرنا وہ بلا مین نازل کرونگا کہ خود اپنے گلے کاٹکر مر جاؤ گے
میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤ گے یہ کہتا ہوا اتنا جلد افراسیاب نکلگیا کہ کوئی زبان نہ ہلا سکا عرصہ دراز
تک اندھیرا رہا خود کوکب نے سحر دفع کیا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ افراسیاب جا چکا دور سے نعرے کی
صدا آتی ہے کوکب نے چاہا پیچھا کرون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہنشاہ جانے دو اپنی زحمت کرے گیا
ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + آپ اور صلاحین کرتا ہین یہ خوب ثابت ہے کہ افراسیاب
قتل نہین ہو سکتا بس اس کدوکاوش سے کیا فائدہ کہنے سے خواجہ کے کوکب رک گیا افراسیاب تو
جا ہی چکا تھا یہان کوکب وغیرہ سب رکے دربار مین بیٹھے جلسہ تو درہم و برہم ہو گیا مگر افراسیاب حیرت
وغیرہ کو لیے ہوے باغ سبب مین پہونچا سب کو ہوشیار کیا متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے افراسیاب نے

کہا مرشد زادے واہ کیا آپ نے کمال کیا اگر مین وقت پر نہ پہونچتا سازبان زادہ سب کو قتل کرتا ہمنے اسواسطے بھیجا تھا کہ مقابلہ مین فروکش ہو مسلمان مطمئن ہوجائین نہ کہ اس صورت سے دربار مسلمانان مین جانا عیاران اسلام سے آپ کو آگاہی نہیں اُلٹی ہوئی چڑیا کو وہ لوگ پہچانتے ہین دل کا حال جانتے ہین سب سے زیادہ صرصر پر غصہ کیا صرصر نے کہا حضور مین تابعدار حکم سے سرتابی کرسکتی تھی فرمانے سے مرشد زادے کے مجبور ہوگئی مین نے تو عرض کیا تھا کہ مسلمان خلق مین بے نظیر ہین خود صاحب توقیر ہین ظاہر مین سوار ہوکر ہوادار پر چلیے مسلمان باعزاز واکرام لیجائینگے مقام صدر پر بٹھلائینگے ان سب کا قول ہے روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی افراسیاب نے کہا نہ وہ درست تھا نہ یہ مناسب اب تم جاکر مقابلہ مین اُترو مین وہ فکر کرتا ہون کہ ایک زندہ نہ بچے یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو سمجھا کر طرف لشکر کے روانہ کیا آپ کتاب سامری لیکر بیٹھا بعد نکلجانے افراسیاب کے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اب زمانہ عیش و سرور کا نہین ہے فکر لوح واجب و لازم ہے یہ کہکے خواجہ کے کان مین کہا ہم تو رخصت ہوتے ہین مگر اس مقدمہ کو باغبان و مخمور سے رجوع کیجیے یہ کہکر کوکب و ملکہ بران وغیرہ سرداران طلسم نورافشان بصد شوکت وشان طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوے افراسیاب باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا سوچا کہ مقفل لوح تک کون جاسکتا ہے کسکی مجال ہے یہ مابدولت ہی کا کمال ہے کہ ایسے مقام پر لوح کو رکھا ہے کہ طائر وہم وخیال بھی نہین جاسکتا ایسے ایسے مہملات سوچ کر چونکہ عیش پسند ہے تخت پر سوار ہوکر طرف پردہ ظلمات کے روانہ ہوا یہان عمرو نے بعد برخاست جلسہ انجمن مشاورت کو منعقد کیا شمع رائے کو روشن کرکے مصروف صلاح ہوے گلہاے کلام روبروے باغبان پیشکش کیے فرمایا اے باغبان عالیشان خدا نے تمھارے پھول کو کانٹون سے نکالا اب کیا دیر ہے لوح کی فکر بتاؤ باغبان نے چند باتین مخفی کان مین خواجہ عمرو کے کہین خواجہ عمرو نے اسد غازی کو شراب پلاکر بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق اس جلسہ مین حاضر ہے خواجہ نے ایک خرما جیب سے نکالکر کہا بیٹا برق یہ رطب تازہ خانہ کعبہ سے آئے تھے لو یہ تمھارا حصہ ہے برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا استاد مفصل فرمایئے کیا منظور ہے آخر غلام کا کیا قصور ہے عمرو نے کہا قصور کیسا ہم کوئی چیز تمھارے بغیر کھاتے ہین بیٹے نور نظر کھاے تو بڈھا باپ بھی چکھے برق کہتا ہے اے استاد خدا کیواسطے صاف بتایئے عمرو نے زبردستی منھ مین ٹھونس دیا یہ کہکے کہ تبرک کی چیز ضرور کھلاؤنگا حلق سے اُترتے ہی برق نے کہا اُستاد مجھے

روکے میری جان گئی ہاے مجھے بیہوشی کھلا دی عمرو نے سر کے نیچے ہاتھ دیا برق بیہوش ہوا
برق کو عمرو نے اٹھا کے نذر زنبیل کیا بعد اسکے ضرغام کو بلایا کان سے عطر کی روئی نکال
کہا دیکھو بیٹا عطر کیسے آیا ہی کتنے تولہ کا ہی اترانا نہین صاف صاف بتانا ضرغام نے حیران ہو کر سر جھکا کر
کہا کیون قبلہ و کعبہ کیا کسی طرح کی سزا دیجیے گا بیہوش کیجیے گا میرے پاس خود بیہوشی حاضر ہی سنکھیا
بھی موجود ہی جو حکم ہو کھا لون جان قدم اقدس پر نثار کرون عمرو نے زور سے اسکا کان پکڑ لیا کہا کیون
اے جوانا مرگ ہم تجھے زہر سنکھیا کھلائینگے اسی دن کے لیے پالا تھا ہمین زکام ہو گیا دماغ بند ہی ہم سونگھے
کہ یہ نوجوان ہین قیمت بوجہ احسن بتائینگے تمھارے لیے سنکھیا زہر ہنگا ان نالائقون کی حرکتون سے کلیجہ
چھن گیا یہ کہکر روئی بجو بروئی دماغ سے ضرغام کے لگا دی ضرغام چھینک مارکر بیہوش ہوا عمرو نے اٹھا کر
اسکو بھی نذر زنبیل کیا باغبان نے کہا ہم تو آگے بڑھتے ہین آپ مخمور کے ہمراہ تشریف لائیے انشاء اللہ
وقت پر ہم بھی ملجائینگے مقام ضرورت پر اپنے کو پہونچائینگے یہ کہکر باغبان قدرت و ملکہ بہار جادو و
رعد و برق و برق لامع خواجہ کے سامنے ایک جانب روانہ ہوے بعد انکے خواجہ عمرو و ملکہ
مخمور ملکہ مہرخ سے رخصت ہونے لگے تمام سردار بیقرار ہو کر رونے لگے مہرخ نے ہاتھ اٹھا کر دعا دی
کہ ای شہنشاہ اوج عیاری شعر بسفر رفتنت مبارک باد + بسلامت روی و باز آئی + اس سفر سے
پروردگار ہمارے مالک و حاکم کو خیریت سے لانا جمال جہان آراے طلسم کشا بخوشی و خرمی دکھانا
کل سرداریون بلک کر روئے جیسے نوجوانون کے جنازے پر شور گریہ و زاری بلند ہوتا ہی عمرو نے
ایک ایک کو چھاتی سے لگایا کہا ملکہ حقیقت مین یہ سفر آخرت ہی شریک حال اسکی عنایت ہی مین
نہین واقف کہ یہ کمبخت جادوگر مجھکو کہان لیے جاتے ہین خدا ان ساحرون کی بدعت سے بچاے پھر
تم سبھون سے ملاے یہ فرما کر چالاک کو قریب بلایا گلے سے لگایا فرمایا کہ ای نور نظر حفاظت لشکر کا خیال
رکھنا جامع المتفرقین پھر تمکو ہمسے ملائے چالاک نے عرض کی حضور کا اقبال شریک ہو گا غلام جانبازی
و سر فروشی کو حاضر ہی مگر کیا مجال مثل حضور کے حفاظت کر سکون جان لڑاونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر قران
نامدار درۂ کوہ سے نکل آئے دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئے کہا استاد غلام کو بھی ہمراہ لیجیے خیر خواہ کو تباہ
نہ کیجیے عمرو نے کہا ای جان بخش بن میرے ساتھ چلنے سے یہان رہنا بہتر ہی ایسے مقام پر سارا لشکر ہی خدا نخواستہ
اگر لشکر پڑاؤ سے ہٹ جاے تباہی آئے پڑاؤ چھوٹنا نشان شکست ہی مقدم یہی بندوبست ہی قران نے

عرض کی آپ بڑا ہمارے سر پر بار رکھتے ہین خدا اسکا انجام بخیر کرے خواجہ نے سب کو گریان و نالان چھوڑ کر مخمور کو ساتھ لیا مگر چالاک سے اتنا پھر کہہ دیا ای نور نظر ہمارا جانا ثابت نہو ہماری صورت بنا کر وزد کہنا عیارزنچیون سے اپنے کو بچانا اور ای قران باغبان و رعد و برق و برق لامع و بہار مخمور یہ چند سردار لشکر سے نکلے ہین انکی صورت کے بھی سردار بنانا فراموش نہ کرنا یہ نہ ثابت ہو کہ یہ لوگ لشکر سے نکلگئے ہین بخوبی سب کو سمجھا بجھا کر قنطورہ زرلفتی و مینا و ۂ سفر لاتی و گوہین عیاری بصد طراری آراستہ کرکے مخمور سے کہا بسم اللہ مخمور نے کہا مین نیچہ ہین آپ کو دبالون پر پرواز پیدا کرکے لیچلون عمرو نے کہا آپ چلیے مین آپ کے ساتھ ہون جہان تلاش فرمائیے گا اُس جگہ پر غلام کو اپنے سایہ مین پائیے گا مخمور نے پر پرواز پیدا کیے اُڑکر چلی خواجہ نیچے ٹیک کر مثل برق جہندہ سایہ مخمور مین طرف صحرا کے روانہ ہوے

دو کلمۂ داستان شگفت بیان بہار آگین فصاحت آئین جانا خواجہ عمرو کا برائے تلاش طلسمی برہبری مخمور و باغبان وغیرہ راہ مین ملنا مرحلۂ غافل و ہوشیار کا جرأت خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اور پھر پہونچنا باغ باغبان قدرت مین و ملاخطۂ نیرنگ سحر باغبان قدرت وہان سے پہونچنا بہ مقام گنبد بے نور مین اور رسائی خواجہ عمرو کی تا بہ باغ سیماب جادو و داستان دیگر متعلقہ مقامات ساقی نامہ

کھولیو ساقی منہ کو سبو کے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے
ہوش مین آ نشہ ہی تجھکو
سست تغافل کب تک رہنا
جب توسن آواز کسی کی
صبر شکن ہی بانگ تظلم
سست شراب غم کی خبر لے
جوشش خمار نشۂ دل ہی
بادہ سرشک اور چشم ہی پیالہ
بادۂ الفت زہر اثر ہے

پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے
غفلت بیجا رشک پری کیون
ایسا کہان کا نشہ ہی تجھکو
ربط لب و پیمانہ کہان تک
آہِ فلک انداز کسی کی
غور سے سُن فریاد ستم کش
سینہ کبابِ غم کی خبر لے
ہاے وبالِ جان ہی جینا
ہاے وہ مستانہ ہی نالہ
یعنی تری اب آن بنی ہے

جام شراب احمر بھر دے
حال سے میرے بیخبری کیون
محو تعطل کب تک رہنا
ہاے وہ مستانہ کہان تک
شور فگن ہی بانگ تظلم
جلد کہین دے داد ستم کش
جان شکنی پیوند گسل ہے
جنبش دم سے ریزۂ مینا
نشۂ غم مین حال دگر ہی
دل شکنی بھی جان شکنی ہی

تڑپتے ہی سینہ بات کیے سے | درد اُٹھتے ہی سانس لیے سے | ضعف سے کیونکر حال بیان ہو
لب جو کھلے تو بند زبان ہو | چشم کشائی کوہ کنی ہی | جنبش مژگان تیشہ زنی ہی
فرش زمین ہی چشم بہم ہی | یہ بھی مگر اک نقش قدم ہی | باد صبا سے حال دگرگون
گردش بالین گردش گردون | جوش طپیدن حوصلہ فرسا | دل کی طپش سے زلزلہ برپا
حیرت و حسرت نالہ وزاری | مضطر یا نہ باتین ساری | گریۂ خونی غیرت جیحون
منبع قلزم دیدۂ پُرخون | بسکہ سرشک خون سے بھرا ہی | عرصۂ دامن صحن بنا ہی
دل کی قلق سے دشت نوردی | نقش قدم ہی صحرا گردی | سیاحان منازل رنج و مصیبت

و دشت نوردان خارستان صعوبت جستجو کنندگان مقام حسرت انجام لوح طلسمات و طالبان مطالب کالاے دکان مصیبت آیات راہ پُرخطر مہالک صعوبت مین یون کام فرسا ہین شعر
سخن ساز کہ معنی ساز کردہ ❊ سخن را این چنین آغاز کردہ ❊
ماہ آسمان اوج عیاری و آفتاب عالمتاب فلک خنجر گذاری صاحب عقل و شعور ملکہ مخمور کے ہمراہ براے جستجوے مقام لوح طلسمی روانہ ہوے فراق خواجہ مین اہالیان لشکر ملکہ مہرخ تیر الم و زاری کا نشانہ ہوے مگر ملکہ مخمور اُڑی ہوئی جاتی ہی جب جھک کر دیکھتی ہی خواجہ عمرو کو اپنے سائے مین پاتی ہی جی مین کہتی ہی ای مخمور خواجہ عمرو بڑے طرار ہین گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہ مین صحراے خارستان و کوہستان خوفناک نہ انسان نہ حیوان مثل کف دست میدان دھوپ سے پتھر چٹک رہے ہین نخل ہواے گرم سے جلے ہوے نہ شاخ نہ پتا بالکل بے دست و پا بگولے گرد کے پیچ و تاب کھاتے مثل دیو مہیب راحت سے دور مصیبت سے قریب دشت کا سناٹا چہار جانب ویرانہ بستی کا نام کہان مقام سکونت غولان کبھی عنایت باغبان قضا و قدر سے صحراے سبزہ زار ملا براے چند ساعت غنچۂ آرزو کھلا ایسا مقام فرح افزا اگر مل گیا تو غنیمت ہوا ملکہ مخمور ہوا سے اُتر آئی ایک نخل کے سائے مین دونون ملکر بیٹھے ملکہ مخمور نے کہا خواجہ چار پہر رہروی کرتے گذرے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کھجورین شیرینی جو ساتھ کر دی تھی آپ نوش فرمائیے ہمین بھی عنایت کیجیے پھر راہ رو منزل مقصود ہون خواجہ ابھی مقام دور ہی منزل کرنا سراسر قصور ہی عمرو نے کہا ملکہ تم ایسی جلدی چلین تھیلا کھجورون کا گر گیا یہان جنگل مین

کہا نابینا کہان مگر وہ سامنے گانون معلوم ہوتا ہی لاؤ تمھارا اگر آج لائین کچھ خریدین تم بھی کھاؤ ہم بھی
کھائین ملکہ مخمور نے ناچار ایک فرد کڑے کی اُتار کر دی خواجہ عمرو نے لیلی گانون مین جاکر
فرد تو زنبیل مین رکھ لی رنگ روغن عیاری کا لگا کر مُہ چہرے کی شکل بے گانون مین آئے دو تین
زخم اوچھے اوچھے سر پر لگائے خون بہتا ہوا پیسا دوکان تحصیل لیا دو پیسے کی جوار بھنائی
صورت اصلی ہو کر پاس مخمور کے آئے سامنے وہ جوار ملکہ مخمور کے رکھدی کہا لو بی بی
کھاؤ رزاق مطلق کا شکر کرو اس صحرا مین یہ نعمت ملی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ کڑا کیا کیا
کہا بھئی بھوکے بچے کو دیدیا اُسنے یہ جوار تو دی وزن مین ڈیڑھ سیر ہی ملکہ مخمور نے گھبرا کر کہا خواجہ
تین ہزار روپیہ کی یہ جوڑی بنوائی تھی اُس موے نے کڑا لیکر صرف جوار ہی دی خواجہ عمرو
نے کہا یہان گانون مین کون پوچھتا بھئی بھوکا بڑا مرد آدمی تھا خانہ کعبہ کا رہنے والا ہی جب
بزرگون کے نام بتائے تب اُسنے کڑا لیا ورنہ چور چور کر کے مجکو لوگون نے پکڑ لیا تھا اُس بچارے
نے قید سے چھڑایا کوتوال کو رشوت دی مین نے تمسک لکھدیا خیر ادا کرینگے اب اسکا ذکر نہ کرو تم
کھاؤ پیو چلو مخمور چپ ہو گئی جوار کھا کے شکر کیا پھر روانہ ہوئے اسی طرح قطع منازل وطی مراحل
کرتے ہوئے دم بہ دم کاہل کا بھرتے ہوئے ایک مقام پر آکر مخمور سرخ چشم اُتری ہاتھ خواجہ کا
تھام لیا سر اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار آہن نہایت بلند و مرتفع کھنچی ہوئی ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے
کہا خواجہ سلامت اس دیوار کے اُس پار باغ غافل و ہوشیار ہی عجب مقام جانگزا مصیبت خیز
عبرت افزا ہی مین سحر کر کے دیوار مین در بناتی ہون آپ کو جست کر کے داخل ہونا چاہیے پہلے
ملاحظہ کر لیجیے مین بھی پہونچونگی عمرو نے کہا بسم اللہ در بناؤ صورت باغ حسرت دیاس دکھاؤ ملکہ
مخمور نے گنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا خواجہ عمرو کمر چست باندھکر کھڑے ہوئے اس امید
پر کہ یہ جب دیوار مین در بنائیگی مین فوراً جست کرونگا اپنے کو اُس طرف پہونچاؤنگا ملکہ مخمور
سرخ چشم نے اسم سحر کا پڑھا دانہ یاقوت احمر بصد کر و فر دیوار پر مارا اگڑا کا ہوا در اتنا بڑا بنا کہ
ایک آدمی دیوار آہن کے اُس پار بہ سختی داخل ہو سکتا ہی در بنتے ہی عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا
عجب مقام قیامت ہیبت انگیز نظر آیا تیر الم دل پر گڑے سینے پر نیزے مصیبت کے پڑے
شمشیر جفا نے زخمی کیا خنجر ہلال گلے پر پھرا باغ کا یہ نقشہ ہی بجائے گل و ریحان شمشیر و سنان ۲۱۰

مثل درختون کے دہقان بدبخت نے بوئے ہین اُسکی سبب سے ہوش کھوے ہین اصل بیان یہ ہی
ایک چمن مین پیکان تیر ایک چمن مین سنان ہائے نیزہ ایک جانب تلوارین قبضے اُنکے نابود نہاے
مثل برق چمک رہے ہین سارا باغ اسی عجائب و غرائب سے مملو ہی چند نخل بھی جابجا مگر کتر اُنپر
ہزار در ہزار جانور عوض زمزمہ سرائی کے صداے ہیہات وافسوس بلند کرتے ہین جیسے ہی
در تیار ہوا عمرو نے بہ نگاہ حسرت دیکھا طائر مثل انسان کے غل مچانے لگے ای ساکنان باغ عبرت
ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مخمور سُرخ چشم نے ساربان زادے عیار کو قریب دیوار آہن پہونچایا سحر سے
دیوار مین در بنایا عمرو یہ قیامت دیکھکر رُک گیا جست نہ کر سکا چشم زدن مین وہ در بند ہو گیا ملکہ
مخمور نے کہا خواجہ یہ کیا غضب کیا آپ نے اپنے کو اِس پار نہ پہونچایا عمرو نے ٹھنڈی سانس
بھر کر کہا ای مخمور اشیاے سلاح جنگ سے باغ مین تل رکھنے کی جگہ نہین اگر مین جست کرتا نیزہ
و تیر و دم شمشیر پر گرتا کیونکر جانبر ہوتا عمداً جان کھوتا ای مخمور سُرخ چشم آج مجکو ثابت ہوا تو نے
دام مکر مجھ ایسے زیرک کے واسطے پھیلایا پردے مین دوستی کے دشمنی کرتی ہی کیونکر ایسے مقام
پر جاؤن اگر سنان نیزہ پر گرا تمام جسم غربال ہوگا اگر تلوارون پر گرا انصاف سے بتا میرا کیا حال
ہوگا کون جان بچنے کی صورت ہی تو بیشک دل سے طرفدار افراسیاب ہی مگر مین بیش و لاجواب
ہی ملکہ مخمور سُرخ چشم نے کہا خواجہ عمرو قسم ہی سر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کی باغ سیماب
کے جانیکا یہی راستہ ہی اور بڑے بڑے مقام خوفناک ملینگے خدا آپ کی جان بچائے تا بہ مقام لوح
پہونچائے میری جان حاضر ہی نثار کرون مگر اس مقام پر بالکل ناچار ہون اتنا جملہ اور عرض کرتی
ہون کہ ایک مرتبہ مین نے دروازہ پیدا کیا اسد باب ہوا اب اِتنی مرتبہ اور در بنانے کی مجاز ہون
اس مقام کی صاحب راز ہون دوبارہ دروازہ بنکر جو بند ہوگا اگر تمام عالم کے ساحر آکے سحر
کرینگے دیوار مین در نہ بنے گا راہ مقام لوح سے ناامید ہیے گا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا آنسو
آنکھون سے جاری ہوے ملکہ مخمور سُرخ چشم بھی بلک کر رونی زبان پر یہ اشعار حسرت و
یاس کے جاری ہوے اشعار

داد خواہون کے شور سے دیکھو
تیغ کے سے نکالے ہین جوہر

کوئی اس دور مین جیے کیونکر
چونک پڑتا ہی فتنہ محشر
آتش لعل سینہ جبا لنوز

ملک الموت ہی ہر ایک بشر
آئینے نے بھی اس زمانے مین
آب نیسان ہی ایک بدگوہر

جسکو دیکھو سو مایۂ بیداد	کیا ہوا گر نہین ہے سیمین بر	ذکر انسان سے دیو مجنون ہو
آدمی سے پری کو آئے حذر	ہے پئے اشتیاق ویرانی	شاہ فرہاد ہے ستون کشور
نہ امیرون کو پاس بندی عدل	نہ رعایا مطیع فرمانبر	اسکو شور ستم زمان کا خطاب
جو کرے قتل خورد سالہ پسر	کمترین خانہ زاد طعنہ زن	طرز حرف ملامت مادر
ہین گدا پُر غرور شیر دہر	بیگنہ جو کیا ہے خون پدر	چمن آرا کو رسم پیرایش
اک بہانہ ہے بہر قطع شجر	ان اشعار عبرت آثار پر ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بیتاب ہوئی	

صورت شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی آنکھون مین پھر گئی خیال ہوا ای مخموران مقامات ہولناک سے زندہ پلٹنا دشوار ہے خیر جو مرضی پروردگار ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار فراق مین صاحبقران زمان کے خوب رویا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم امید نہین کہ پھر زندگی مین آقاے نامدار سے قدمبوس ہون ای ملکہ مخمور جب یہ ظاہر ہوا کہ سواے اس راستے کے ادہر کوئی راہ نہین بسم اللہ آپ در بنائیے مین اپنے کو دم شمشیر پر گراتا ہون شاید حیات مستعار باقی ہے پہنچینگے ورنہ ملک عدم مین ملینگے ملکہ مخمور سرخ چشم دانہ لیکر آمادہ ہوئی کہا خواجہ براے خدا اب نہ رُکنا ورنہ سر شک پٹک کے جان دینا ہوگا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے کہا ضرور جاؤنگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہاے کمند آصفلاے باصفا بازو پر لپیٹے مشت خاک اُٹھا کر گریبان مین ڈالی لباس کو کفن تصور کیا آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوا کہا ای ملکہ مخمور سرخ چشم ذی شعور بسم اللہ اب دیر نہ کیجیے ملکہ مخمور نے ایکی مرتبہ دانہ کلان نکالا عرصہ دراز تک سحر پڑھا جھپٹ کے دانہ مارا جیسے در تیار ہوا طائرون نے غل مچایا الو یار و پھر مخمور سرخ چشم نے سحر کرکے دیوار آہن مین در بنایا ہے عمرو آتا ہے دوڑ دو ظالم کو روکو یہ کہکر طائرون نے صدا دی کہ او عمرو اس باغ مین نہ آنا مقام عبرت ہے اس آغاز کا بد انجام ہے یہان کے حاکمون کا غافل و ہوشیار نام ہے اس مقام سے کسی کو راحت نہ ملی بادشاہ طلسم ہوش ربا ان مقامات پر نہین آتا خبردار اپنی جان نہ کھونا آبرو سے ہاتھ نہ دھو یہان کا ہر گل خار ہے ہر شاخ اصل مین چھپی ہوئی تلوار ہے مفت مین کیون جان دیتا ہے اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہے ہر چند طائر چیخے پیٹے صداے حیرت خیز سے اُنکے تو ہوش اُڑے مگر کلیجے پر

سپر پھینکا اور کہا ای کریم کارساز ای حافظ حقیقی ای مالک تحقیقی تو بچانے والا ہی دل کو رجوع کرکے
جست کی اس خیال سے کہ کسی شاخ نخل پر پانون جماؤنگا ملکہ مخمور نے بھی دیکھا خواجہ عمرو
ورسے نکلکر انتہا کا بلند ہوا جو نخل اصلی تھا اس تک تو نہ پہنچا جس چمن مین تلوارین بوئی ہوئی ہین
و نیلے مثل برق کے چمکتے ہین وہ چمن انتہا کا وسیع تھا اُسی چمن پر لڑکھڑاتا ہوا گرا پانچ قدم کی بلندی
باقی ہی قریب ہی کہ تلوارون پر گرے جسم پرزے پرزے ہو جاے خواجہ عمرو نے تہ دل سے دعا
کی ای سامع الدعوات ای کریم کارساز ای بے نیاز حفاظت کر بچالے اس آفت ناگہانی سے
نجات دے افسوس ایسے مقام پر جان گئی لاش کون اٹھائے گا اس مقام پر آفت مین
کون کام آئے گا دفن و کفن بھی نہ ملے گا ای خالق کونین رب المشرقین و المغربین مین تیری
ہی مدد کا خواستگار ہون

نظم

چو عاجز رہانندہ دانم ترا | تو گوئی ہر آنکس کہ در پیچ و تاب | دعائے کند من کنم مستجاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا | عقوبت مکن عذر خواہ آمدیم
بدرگاہ تو روسیاہ آمدیم | سپردم بتو مایۂ خویش را | تو دانی حساب کم و بیش را

خواجہ عمرو نے جو اس طرح بک کر عرض کیا زمین کا طبقہ پھٹا بصد صولت و شوکت باغبان
قدرت پیدا ہوا نعرہ کیا ای خواجہ عمرو نہ گھبرا نا غلام آ پہونچا نکلتے نکلتے خواجہ کو اپنے ہاتھ پر روکا
طائرون نے غل مچایا ارے یارو باغبان قدرت آ پہونچا باغبان قدرت خواجہ عمرو
کو لیے ہوے جست کرکے چمن سے تلوارون کے نکلا خالی زمین پر آکے قائم ہوا اتنے عرصے
مین جتنے طائر تھے زمین پر گرے معلوم ہوا ساحر تھے گرتے تیغ و ناریج باغبان قدرت
پر چلنے لگے باغبان قدرت نے خواجہ عمرو کو نیچے سے یہ کہکر چھوڑا کہ حضور اپنے کو بچائین
خواجہ عمرو کود کر لڑائی مین مصروف ہوے حقہ آتش بازی نکالکر مارا ہزار ہا جادوگر گوشہ ہا
باغ سے نکلتا چلا آتا ہی باغبان قدرت پر باغیون نے آگ برسائی خواجہ عمرو حقہ ہاے
آتشبازی مارکر گلیم اوڑھ لیتے ہین کبھی آثار کر ظاہر ہوتے ہین باغبان کی تنہائی پر روتے
ہین باغبان پر بلوۂ عظیم ہی جتنے طائر درختون پر تھے سب انسان بنے ہین اور صد ہا طرف
سے چلے آتے ہین کسی نے آگ برسادی کسی نے گولہ مارا کسی نے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارا
باغبان بیچارہ کس کس کو جواب دے زخم کاری کھائے اس ہنگامے مین عمرو دریاے سحر کو

تعجیل رہا ہی جب کسی ساحر کلان کو دیکھا کہ برائے قتل باغبان چلا خواجہ عمرو نے گلیم سر سے
اُتاری اُس مجمع ساحران مین پیترا بدلکر سامنے آیا للکارا ساحر پلٹا خواجہ عمرو نے تڑاق سے
حباب بیہوشی مُنھ پر مارا جادوگر لہرا کے گرا گرتے گرتے عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمر زم کہ کلہ از سر قیصر بربا | رنگ از رخ بخشک بداختر بربا | در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم | جادوگر زمین پر گرا عمرو گلیم اوڑھکر غائب ہوا کبھی جست کرکے

کسی کے کاندھے پر پہنچا لپیٹ کر خنجر مارا سر اُسکا زمین پر گرا خواجہ کو دکے پھر مخفی ہوے اسطرح
ہر غول مین ہر صف مین کبھی جھکر پالٹ کا ہاتھ مارا تین تین کے پانوٗن اُڑا دیے کبھی جنگی بان داغ دیا
صدہا کے مُنھ جھلس گئے کبھی ظاہر ہوے کسی ساحر کا سحر چل گیا زمین نے پانوٗن تھام لیے تاک کے
کسی کو تیر مارا وہ خطا کار مرا یہ آگے ہوے بہ تعجیل گلیم اوڑھ لی جادوگر حیران ہین کہ اس بدمعاش پر
زور نہین چلتا برق جہندہ کا حال ہی بجلی کا رُکنا ٹوکنا محال ہی اکثر زخم بھی عمرو نے کھائے ساحرون
کے تیر و تفنگ بھی چل رہے ہین ناریل اُچھل رہے ہین مگر باغبان قدرت مجمع ساحران مین
گھسا ہی نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہی یکایک بارہ دری سے دو جادوگر تاج پہنے ہوے لباس عمدہ
زیب جسم ایک نے نعرہ کیا منم غافل جادو دوسرے نے نعرہ کیا منم ہوشیار جادو غافل
نے بڑھکر باغبان قدرت پر کارد سحر لگائی شانے کو توڑکر باغبان کے پار گذری ہوشیار
جادو نے خبردار کہکے برق چمکائی سر باغبان زخمی ہوا باغبان نے گھٹنے ٹیک دیے
ایک ساحر مہیب بشکل عجیب قطران جادو نام اُسکو غافل و ہوشیار نے آواز دی کہ
باغبان قدرت کا سر کاٹ لے اس باغی کو جلد سزا دے وہ بھی سحر کرتا ہوا طرف باغبان
کے چلا ہر چند کہ باغبان قدرت نے گھٹنے ٹیک دیے مگر سنبھلکر پتھر اُٹھا کر سنگدلون پر مارتا ہی
کسی کا سر پھٹا کسی کا مُنھ ٹوٹا یون اپنے کو بچاتا ہی مگر قطران جادو بدخو نے جھپٹ کے
باغبان قدرت پر ماش کے دانے مارے اس جنس کے سحر کو باغبان نے روکا مگر بیدم
ہوگیا غش آنے لگا قطران تیغہ کھینچکر طرف باغبان قدرت کے بڑھا عمرو نے دیکھا باغبان
قدرت قتل ہوتا ہی گلیم سر سے اُتار کے نعرہ کیا او بیحیا کیا کرتا ہی برابر آکے کمند ماری جھٹکا دیا
وہ بیحیا مُنھ کے بل زمین پر آیا لپٹ کے خنجر مارا قطران کا شکم چاک قصہ پاک قطران کو

شجر بغض باغبان سے یہ ثمر حاصل ہوا فوراً جہنم واصل ہوا ہوشیار جادو نے دور سے
یہ دیکھا کہ عمرو نے بصد صولت و شوکت و جرات قطران جادو کو مارا اب عمرو نے قصد کیا
گلیم اوڑھ لون ہوشیار نے وہین سے گھبرا کے آواز دی عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین نے پانوں تھام
لیا خواجہ عمرو نے حافظ حقیقی کا نام لیا کہا لو باغبان مین بھی بیکار ہوا سحر مین اس بجیلے کے
پھنسا اب باغبان نے بلک کے دعا کی عمرو نے آمین کہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا قدرت
باغبان قضا و قدر پھولون کی لپٹین آئین ہوا کے جھونکے چلے دیکھا سب نے ملکہ بہار گلعذار
گلدستہ ہاتھ مین آڑی ترچھی بدھیان گلے مین طرہ موتیے کا آراستہ و پیراستہ رنگین مزاج حسینان
عالم کے سر کا تاج دیکھا ملکہ بہار جادو نے کہ باغبان پڑا زمین پر تڑپ رہا ہی خواجہ بیکار
ساحران غدار دونون کو قتل کیا چاہتے ہین بہار نے نعرہ کر کے گلدستہ مارا پھول برسے
ایک پھول عمرو پر گرا عمرو تو خوشی سے پھول گیا سرو قدین طاقت نرگس چشم مین بصارت یہ
رنگ دیکھتے ہی اُٹھکر گلیم اوڑھ لی ساحر جھومنے لگے ملکہ بہار زمین پر آئی گلشن سحر کو رونق دی
اسی طرح دو تین گلدستے مارے بہار نے باغبان کی دستگیری کی تمام ساحر مست ہو کے گلچینی
گلشن حُسن بہار کرنے لگے غافل و ہوشیار نے دیکھا کہ بہار نے آتے ہی رنگ اپنا جما لیا چمن
جوہر شمشیر پر خزان آئی یعنی تلوار کے چمن نیزہ و تیر کے گلشن بہار نے آتش قہر و غضب سے
جلا دیے کئی ہزار ساحر گلے کاٹ کر مر گئے غافل و ہوشیار نے بڑھکر سحر کیے گل عارض بہار
مرجھایا یعنی سر زخمی ہوا قطرے خون کے روے انور پر قریب تھا کہ بہار لڑکھڑا کر گرے زمین شق ہوئی
رعد جادو نعرے کرتا ہوا نکلا کانون پر ہاتھ رکھکر آواز دی سنم رعد جادو کئی سو ساحر چرخ کھا کے
گرے سر پھٹ گئے برق چمک کر آسمان سے گری کئی ہزار کے سر اُڑا دیے رعد گرجنے لگا برق
چمکی خون کی ندی بہا دی مگر غافل و ہوشیار رعد و برق پر سحر کر رہے ہین جب دونون طوفان
ٹھہرتے ہین سحر پڑھتے ہین زمین ہلا دیتے ہین رعد و برق و باغبان قدرت پر انتہا کا
بلوہ ہی ہزارون کو مارا مگر مجمع ساحران کم نہین ہوتا یکایک آسمان پر برق کلان چمکی نعرہ ہوا اسم
ملکہ برق لامع غافل بڑھا ہوا چارون پر سحر کر رہا تھا برق لامع چمک کر غافل جادو پر
گری اُس بجیا کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من غافل جادو بود دیوارین باغ

کی ٹھرائیں مکان جلنے لگے ہوشیار جادو خبردار ہوا کہ بھائی مارا گیا بازو ٹوٹا بدحواس ہو کے طرف برق لامع کے چلا برق لامع چمک چمک کے گرنے لگی ہوشیار دیکھ رہا ہی کہ کسی مقام پر برق لامع جسے ذرا بھی ٹھیمے تو میں سحر کروں بھائی کے غم میں رو رہا ہی برق لامع ایک ایک صف کو کاٹ کر ایک نخل کے سائے کے نیچے رُکی تھی کہ ہوشیار جادو نے خبردار باش کہکے ایک ترنج سبز کھینچ مارا برق لامع نے انگلی کے اشارے سے اُس تیرہ بخت کے ترنج سبز کو کاٹا ترنج کٹا اُسمین سے کارد نکلکر شانے پر پڑی برق لامع بھی زخمی ہوئی اُسکے قوت بازو کو مارا اسکا شانہ بھی نشانہ ہوا کون دستگیری کرے ہیہات کہکے پھر چمکی مگر جسم میں رعشہ پایا دیکھا کہ مخمور سُرخ چشم بھی پہونچی شریک جنگ ہوئی ہوشیار سب کو جواب دے رہا ہی بھائی کے غم سے بدحواس چہرہ اُداس لیکن زبان کا اپنی خون لیکر جسپر خون مارتا ہی قطرہ خون چنگاری بنکر جسم پر پڑتا ہی آتش سوزان کی تاثیر پیدا کرتا ہی ساتھ والون کو صدا دے رہا ہی یارو یہ چند کس میں بیکس و بے بس ہیں بلوہ کرو اب امان نہ پائیں برادر غافل کے غم سے بیقرار ہون تام کو ہوشیار ہون اسقدر ساحرون کا جماؤ ہی تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہی ان سرداران مذکور نے لاشون کے انبار لگا دیے کشتون کے ڈھیر مگر سحر سے ہوشیار کے اندھیرا خواجہ عمرو کبھی ظاہر کبھی مخفی لڑائی سے مُنھ نہیں موڑتے جس ساحر کو پا جاتے ہیں تیر و تفنگ سے قتل کرتے ہیں باغبان قدرت و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سُرخ چشم و برق لامع و رعد و برق دریاے خون میں غرق جنگ میں مصروف ہیں قریب ہی کہ بلوے میں گرفتار ہو جائیں بیقرار ہو کر سب نے دعا کی ای ستار و غفار ان نابکارون کے ہاتھ سے بچالے خواجہ عمرو نے بھی تڑپ کر کہا ای

شعر

رحیم و کریم و ای سمیع و علیم
خداوندا تو میدانی کہ بد کردم نہ دانی
امید رحم تو دارم تو ئی ستار یا اللہ
سلطان بے وزیری خلاق بے نظیری

شاہا کریمی و رحیمی و غفور
ز دست کر شیطانی مرا ہشیار یا اللہ
از دست بیقرارم فریاد رس الٰہی
چون دست من بگیری فریاد رس الٰہی

دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم
نہ طاعت سزاوارم تجھسے نہ نیکی کردہ ام
جز تو کسے ندارم فریاد رس الٰہی
دعاے خواجہ قبول ہوئی سعادت

حصول ہوئی آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا دیکھا ابر شق ہوا دل ابر سے چودھوین رات کا چاند جسکے سامنے خورشید جہانتاب ماند چرخ مارتا ہوا ظاہر ہوا ہوشیار پیمانہ ماہر ہوا

کہ یہ کیا اسرار ہے عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ بُران ماہ رخسار ہے گرا کے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے
ہوئے زمین پر گری ساحرون کے جسم مین آگ لگ گئی نور ماہ نے ناریون کو جلایا سیہ بختون
کا ستارہ گردش مین آیا نعرۂ بُران بہ افسونگری نامور ذی وقار پنجم دختر کوکب نامدار +
زمین پر آتے آتے گلے سے موتیون کا مالا اُتارا اُس گوہر صدف دریاے خوبی نے لشکر
ہوشیار جادو پر کھینچ مارا موتی شکست ہوئے کئی ہزار ساحر زبردست پست ہوئے تیغہ
نیام انتقام سے کھینچا دہ دریادل ساحرون پر برس پڑی جوش قہر و غضب مین کفار پر جا پڑی
ندی خون کی بہی اب رعد و برق وغیرہ کو بھی مہلت ہوئی جم کر لڑنے لگے برق لامع بھی
کڑکی ملکہ بہار نے مہلت پائی سحر کے گل کھلائے ہزارہا ساحر دیوانے ہو کر سر پھوڑنے لگے
کوئی تڑپا کوئی کڑکا کسی پر مخمور جا پڑی کہین برق لامع گری خرمن ہستی کافران جلا کے اُٹھی
لنگے سحر کی عملداری مٹی مگر ملکہ بُران شمشیر زن صف شکن سحر و افسون مین بے نظیر حسن مین
رشک ماہ منیر پنجۂ سحر کھینچا ہوا غصے سے کف منھ مین بھرا ہوا جوہر جرأت آشکار دونون ابروے
خمدار کھینچی ہوئی تلوار اشارون کی کٹاریان مژگان کے تیر سب چمن مین چل رہے ہین کوئی
پامال کوئی غربال صفون کو درہم برہم کر کے قریب ہوشیار پہونچی آواز دی او ہوشیار جادو
ہمارے سحر سے غافل ہے علم فسونگری سے جاہل ہے آنکھ چار کر ہم پر وار کر ہوشیار جادو بلبلا
ملکہ بُران پر سحر کرنے لگا کئی گولے مارے بدمعاش نے ماش کے دانے پھینکے رائی کے
دانون کا کیا شمار ملکہ بُران سحر اس بیحیا کے دفع کرتی ہوئی بڑھی و مردانگی لڑتی بھڑتی قریب
ہوشیار پہونچی اُس بیحیا نے تلوار کا وار کیا ملکہ بُران نے سپر سحر پر روکا اختر مروارید جڑ لیے
نکالا خبردار خبردار کہکے ہوشیار پر کھینچ مارا سینۂ پرکینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا لڑکھڑا کر
زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من ہوشیار
جادو بود ساحرون کے جی چھوٹ گئے چاہا فرار برقرار کرین باغبان و بہار نے آواز
دی یہ بیحیا نکلنے نہ پائین اگر بھاگ جائینگے افراسیاب نابکار کو خبر یہان کی پہونچائینگے رعد
و برق و برق لامع و مخمور نے چہار جانب سے گھیرا جادوگرون کو نکلنا مشکل کر دیا تا بہ
شام سب ساحران بد انجام واصل جہنم ہوئے سرداران مذکورہ فتح کر کے بارہ دری مین آنے

خواجہ عمرو بھی ظاہر ہوے مگر سب صاحب زخمی ہین باغبان قدرت نے بارہ دری مین بیٹھنے کا سامان کیا خواجہ عمرو قصر عالی دیکھکر بیچین ہوے کہا مین دیکھون کیا کیا آراستگی ہی یہ دونون ساحران جلیل تھے افراسیاب کے بڑے کفیل تھے جس مقام کو مقفل دیکھا سومین سے قفل کاٹا اندر جاکر جال مارا مال اسباب جو پایا اُٹھاکے نذر زنبیل کیا ہنستے ہوے باہر تشریف لائے فرمایا ای باغبان قدرت یہان تو خزانے مین ایک حبہ نہین ہی کیسا یہ بجیا خسیس تھا بالکل خبیث تھا سب مکانون مین ڈھونڈھا نقد کا نہ نکلا ایک مکان مین دو مٹکے مٹی کے رکھے تھے جھنجھی کوڑیون سے بھرے تھے اُنکو مین نے حوض مین پھینک دیا جھنجھی کوڑیان کیا ہوتین باغبان نے کہا غافل و ہوشیار یہان کے بادشاہ تھے اس زمانے مین بہت تباہ تھے آپ مکانون مین کیون جاتے ہین ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین خواجہ عمرو اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہا اب مین کہین نہ جاؤنگا تمھارے پاس بیٹھا ہون باغبان قدرت نے سب کے زخمون مین ٹانکے دیے خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالکر مرہم دیا سب کے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب سب سردار مع ملکہ بُران نامدار و خواجہ عمرو عیار باطمینان بیٹھے باغبان قدرت نے کہا خواجہ حاتم طلسمات عالم نے بڑے مقام عجائب و غرائب کو اپنی قدرت سے فتح کرایا ای شہنشاہ اقلیم عیاری یہ امید نہ تھی کہ ان دونون بجیاؤن پر ہم غالب آوینگے ان ایسے ساحران نامی پر فتح پاوینگے پہلے تو یہی تردد تھا کہ آپ کیونکر باغ مین ان باغیون کے پہونچینگے مگر ماشاء اللہ بخدا کیا کام کیا بڑا نام کیا ابھی آپ کو بڑی مصیبتین اُٹھانی ہین فکر مین لوح کی چلتے ہین اس راہ پُرخطر مین فرشتون کے پر جلتے ہین آپ نے جو کام کیا یہ عہدۂ طلسم کشا تھا خواجہ عمرو نے سر جھکالیا کہا ای باغبان قدرت اُسکی قوت و توانائی پر نازان ہون بندۂ حقیر رب دوجہان ہون اب باغبان قدرت و ملکہ مخمور و رعد و برق لامع و بہار و ملکہ بُران شمشیرزن صلاح کرنے مین مصروف ہوے خواجہ سے کہا آپ آرام فرمائیے شب بھر ابھی باغ غافل و ہوشیار مین بسر کیجیے ناگاہ شہنشاہ فلک اول نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان حصن حصین مغرب مین جاکر روپوش ہوا اشعار در توصیف صبح لاعلم

چو شاہنشہ روم لشکر کشید	سپہدار مغرب علم بر کشید
گل سرخ بشگفت ازین سبز باغ	

ز طاؤس زرین چون گشت زاغ	چو برتخت مینا نشست آفتاب	سر از نیستان بر آمد ز خواب

بوقت سحر سرداران مذکور خواب سے بیدار ہوئے کمرین باندھکر رہروی پر آمادہ ہوئے خواجہ
عمرو سے باغبان قدرت نے کہا بسم اللہ پروردگار نے اس منزل پُر ہول سے بفتح و فیروزی
نجات دی بسم اللہ تشریف لے چلیے ہر شخص الگ الگ رہروی مین معروف ہو یہ تو بخوبی
ظاہر ہی ہمارے ہاتھ سے کوئی باغی بچکر نکلنے نہین پاتا شاید افراسیاب خانہ خراب کتاب
سامری دیکھے ہمارے حال سے آگاہ ہوجاے یا تعاقب کرے تو سب کو ایک مقام پر
نہ پائے گیی کوس پر ایک باغ ملیگا وہین چلکر ٹھہریے ہم بھی حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے
بالباس ہائے عیاری جسم پر آراستہ کیے نشان پر باغ کے چلے خواجہ عمرو کے بعد رعد و برق وغیرہ
الگ الگ سب اُسی جانب روانہ ہوئے اول خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ غافل
و ہوشیار سے جو نکلے صحرا دلچسپ نظر آیا ہر جانب گلہاے خودرو طائران خوش آوازہ
چشمہاے صاف و شفاف ہوا معتدل تماشا دیکھتے ہوے جاتے ہین کسی قدر راستہ طی کیا ہی دیکھا
ایک چہار دیواری سنگ مرمر سفید کی اُسپر کارگزاران بجا بکدست نے منبت کاری کی ہی گلشن
سحر ان کا نمونہ دیکھنے مین حُسن دونا چاٹک عظیم الشان مثل دیدۂ مشتاقان کھلا ہوا عمرو سوچا
یقین ہی کہ باغبان قدرت نے اسی باغ کا وعدہ کیا ہو بسم اللہ کہکر اندر باغ کے قدم رکھا
لپٹین پھولون کی آئین صبا نے عطر مجموعہ پیش کیا دماغ جان معطر و معنبر ہوا جو انان چمن خوش ادا
ہر گل کا جوبن نرالا دایہ بہار کو طفلان غنچے کی پرورش کرنے کی تلاش زمین مشک آگین ہوا

عطر پاش ابیات قسم
کر رہا ہی عجیب گلریزی
جیسے ٹپکے شجر سے پختہ ثمر
رنگ دکھلا رہی ہی طبع قمر
نقطے ہین غنچہ ہاے سربستہ
دی نظر جس طرف کو باغ مین جا
جس سے ہون شاد عندلیب بلبل

چمن تازہ مین ہی تازہ خیال
کیا بھلی لگتی ہی سبک خیزی
جا بجا یہ صبا پکار آئی
گل تازہ کھلے ہین کاغذ پر
اُس چمن مین ہوا ہی آج گذر
دیکھی اک شان باغبان قضا
ہر کسی جا یہ بیلا البیلا

جھومتا ہی قلم برنگ نہال
حرف یون بن رہے ہین کاغذ پر
چمن نظم مین بہار آئی
حرف ہین یا کہ پھول نورستہ
جو کہ باغ ارم سے ہی بہتر
ہین شگفتہ وہ رنگ رنگ کے پھول
کہین سنبل کے سر پہ ہی سیلا

کھل رہی ہی چنبیلی ایک طرف
جس سے پامال ہو دل خوشرو
کسی جا پر اکڑتا ہی شمشاد
پھرتی ہی ہر طرف کو البیلی
کیا کہون حسن سبزۂ رخسار
اس چمن مین بسی ہی کیا بو ہی
تاک انگور پر وہ طرفہ بہار
میکشون کو نوید دیتے ہین
پر ہین مشتاق سبز باغ بڑے
صورت نخل شمع خود سیراب
اک طرف کو ہی لطف ریحان پر
کہین بلبل کی لحن داؤدی
عندلیبون کا شاخ گل پر ہجوم
چشم نرگس کو انتظار ہی آج
آئے گا کیا کوئی صنوبر قد
کسی گلرو کا انتظار ہی آج

کہین نسرین و نسترن کی صفت
کہین نرگس اشارے کرتی ہی
رنج و اندوہ و غم سے ہی آزاد
گل لالہ عقیق زرد کا تھا
ہر طرف فرش مخمل زنگار
ہم بھی باشندگان گلشن ہین
جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار
سرو آراستہ ہی دوش بدوش
دیکھ لو ایک پاؤن سے ہین کھڑے
داغ لالے مین بسکہ پیدا ہی
سبزۂ خط یار سے بہتر
کیا گل اشرفی کا کیجے بیان
اس غزل کی پڑی ہوئی ہی دھوم
پا بہ زنجیر موج ایسی کیون
قمریون کا نگر شکار ہی آج
اے قمر باغ کی صفت جو لکھی

ہی کسی جا گل حنا کی بو
شوق مین دید گل کے مرتی ہی
کر رہی ہی نسیم اٹکھیلی
عاشقون کو سبب ہو درد کا تھا
بولی سوسن جو مین کھلی جو ہی
سب پر از گل چمن کے دامن ہین
خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہین
گل مینائے سبز پر مدہوش
نہین کوئی درخت طالب آب
حسن اور عشق سب ہویدا ہی
کہین گلشن مین نخل داؤدی
ہی لٹاتا چمن مین اشرفیان
گلباغ مین آمد بہار ہی آج
باغ مین سرو جوئبار ہی آج
چشم نرگس جو وا ہی گلشن مین
گلشن نظم پر بہار ہی آج

خواجہ عمرو نے جو اُس باغ مین گل و لالہ پر نگاہ کی بے اختیار غنچہ دہن نے واہ کی ہوائے باغ دماغ مین بھری بند قبا کھولدیے خرامان روش پٹری کو طے کرتے بڑھے دیکھا گوشۂ باغ سے ایک باغبان بچی ماہ پارہ گلعذار سرو قد غنچہ دہن یاسمین پیکر خوش منظر جسم مین پھولون کا زیور اٹکھیلیون سے چال چلتی ہوئی ہاتھ مین سونے کا بیلچہ زربفت کا لہنگا گلنار دوپٹہ اُسپر دولائی آب روان کی آستینون دار کرتی وہ کرتی ہنستی ہنستی خوبصورت نیک سیرت کبک رفتار شیرین گفتار مثل ماہ تابان سامنے سے نمایان ہوئی خواجہ عمرو کی نگاہ اُس عاشق کش کے جمال پر پڑی پھری نگاہ کی دل خستہ منزل مین گڑی اُس عالمتاب سپہر حسن کو دیکھکر پسینہ آیا

کلیجہ بھر آیا دل کو اضطراب جان بیتاب آنکھین مشتاق جمال خواہش کو آرزوے وصال مبیاختہ آہ کی کلیجہ تھام لیا حافظ حقیقی کا نام لیا وہ شوخ چشم شرما کر ایک جانب چلی خواجہ عمرو دیوانہ وار مضطرب بیقرار سایہ سان اُسکے ساتھ ایک نخل کے سائے مین جا کر وہ شمشاد قد ٹھہری خواجہ بھی تڑپتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نگاہ حسرت سے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے وہ غنچہ دہن مسکرا کر روش پٹری درست کرنے لگی زرد پتے اُٹھا کر کنارے رکھتی تھی کبھی روشون پر دست نازنین سے بیلچہ کاری بعشوہ و ناز کبھی خرامان مثل طاؤس طناز جب بصورت ہمزاد اُس پریزاد کے عقب مین عرصہ دراز تک پھرے کبھی لڑکھڑا کر گرے اپنے کو عصاے آہ ٹیک کر تھاما مگر سنبھلنا دشوار دل بیقرار جب دل خانہ خراب نہ سنبھلا دریاے محبت نے جوش مارا جہاز غم کی طغیانی قریب تھا کشتی حیات طوفانی ہو سامنے جا کر دست بستہ کھڑے ہوے رعب حسن و جمال سے کچھ کہہ نہ سکے اُس آئینہ رخسار نے بصفائی قلب پوچھا کیون ای شخص کیا صورت ہی کیون دمبدم ترقی حسرت ہی مجھسے کیا چاہتا ہی کون ملنع ہی خواجہ عمرو نے گڑگڑا کر کہا ای سرو چمن خوبی و ای رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی تیرے گل عارض کا بلبل ہون اب تاب صبر وضبط باقی نہین قریب ہی کہ طائر روح قفس جسم سے پرواز کرے

غزل زیب النسا مخفی

سخت دشوارست گفتن معنی ناگفتہ را
سیر گلشن بشگفاند خاطر آشفتہ را
عمر شد صرف شمار روز عمر ای بیخبر
گرد بجاروب مژگان خانقاہ رفتہ را
دعائین دینگے گھونگھ قیدی زلف
نہ مجھپر رحم او جلاد کرنا
اُڑادو خاک میری ٹھوکرون سے
بنا کر قاعدے بیداد کرنا
جنازا اُٹھ سکے میرا تو تم بھی

سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را
پنجہ ہمت نگیرد دامن یاس امید
چند چون طفلان نگہداری بسفتہ را
دیگر کسی صورت تو دلکو شاد کرنا
جہانتک ہوسکے آزاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن
اگر منظور ہی برباد کرنا
مزا تھا بے بسی کی گالیون مین
ادا رسم مبارکباد کرنا

سیکند گر نالہ بلبل در چمن عیش کمن
چون زلیخا گر بہ چنگ آریم عمر رفتہ را
مخفیا اشکی ز چشم ترک بیحاصل بود
ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا بہے ہاتھ
جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
ادب سیکھے نہین ہم تو گرفتار
اُسی بھولے سبق کو یاد کرنا

اُس باہوش نے مسکرا کر جواب دیا ای شخص تو یہ ہم سے کیسی باتین کرتا ہی نہ جان نہ پہچان نہ دیکھا نہ بھالا مسافرانہ تو یہان آیا

اپنا عشق جتاتا ہی ہر چند کہ طریقہ دنیا کا یہی ہی خلاق زمین و زمان نے مرد واسطے عورت کے مقرر فرمایا ہی عقد و مناکحت کی تاکید کی ہی مگر عقل سے بعید ہی غیر کفو سے اتفاق نہین ہوتا میرا پیشہ بخوبی ظاہر ہوا کہ مین باغبان بچہ ہون تو قوم شریف سے معلوم ہوتا ہی بس ہمارے اہل برادری مان باپ کیونکر قبول کرینگے لیکن تیری بیقراری نے ہوش اُڑا دیے باغبان بچہ دل سے خوف آتا ہی قلب تھراتا ہی ایسا نہو کہ گلشن حُسن مین خزان آجاے مخالف برباد کرے اگر اپنے کو قوم باغبان سے قرار دے نے کمال کو اس پیشے کے حاصل کر کیا عجب ہی کہ اہالیان برادری قبول کرین خواجہ عمرو گھبرا کر قدمون پر گر پڑا رونے لگا کہا مجھے نقش پا تیرا تاج شاہی سے بہتر ہی غلامی مین فخر سرا سر ہی جس خدمت کو حکم ہو آنکھون سے بجا لاؤن اگر چھری گلے پر پھرے گردن نہ ہلاؤن اُسنے کھرپی عمرو کے ہاتھ مین دی کہ اے شخص کاروبار مین مصروف ہو جب اور باغبان آئین قوم پوچھین اپنے کو باغبان بتانا شرافت و نجابت کو چھپانا جب چند دن مین بخوبی سب اہالیان برادری تیرے حال سے ماہر ہونگے اُسوقت ہمارے والدین سے شادی کی خواہش کرنا مگر درخت مین پیوند لگانا روش پٹری درست کرنا حاصل کر و چودھری بروقت نسبت امتحان لینگے اگر امتحان مین خام رہے چودھری قبول نہ کرے گا آیندہ اے شخص تجھے اختیار ہی تیرے عجز و انکسار پر رحم آتا ہی خواجہ عمرو نے کہا اے گل گلشن مہر و وفا اے رنگ و بوے چمن حلم و حیا مین بہت جلد ان کمالات کو حاصل کرونگا وہ باغبان بچہ تعلیم کر رہی ہی خواجہ عمرو کھرپی لیے ہاتھ مین سایہ سان اُسکے ساتھ پھر رہے ہین لباس پر گرد و غبار پڑا ہوا کبھی زمین کھودتے ہین شاخین تراش کر پیوند لگاتے ہین کبھی فرماتے ہین دیکھو صاحب یہ پیوند لائق ملاحظہ ہین وہ مسکرا کر جواب دیتی ہی اے شخص یہ علم دریا ہی خواجہ اس حال مین ہین مگر رعد جادو جو باغ غافل و ہوشیار سے چلا تھا وہ بھی اسی باغ مین مثل بو کے داخل ہوا سیر گل و لالہ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سایے مین وہ نہال حدیقۂ افسونگری بیٹھ کر ایک گوشے سے معشوقہ سہی قد ماہ رخسار سیمین عذار گل پیرہن نازک بدن غنچہ دہن رشک گلشن خرامان خرامان مثل خورشید درخشان نمایان ہوئی رعد کی نگاہ اُس مایۂ حسن و ناز پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی ہوش باختہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ رنگ رو متغیر بیتاب و مضطر ہوا کلیجہ تھام لیا

رُعب حُسن وجمال سے تھرایا لڑکھڑایا بے اختیار پکار اُٹھا مطلع نکالون کس طرح سینے سے اپنے تیر جانان کو ٭ نہ پیکان دل کو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکان کو ٭ مطلع پھرا دیا جلوے نے ترے چشم صنم کو ٭ چکرا دیا غمزے نے ترے طوف حرم کو ٭ غزل زیب النسا بیگم مخفی

ریخت بر خاک مذلت سبکی آبروی ما
چین پیشانی نہ بیند گوشۂ ابروی ما
از برای خاطر آثار نیکی تا کی توان
آخرش ای ماہ تو یکرہ نظر کن سوی ما
دگر یہ ہو کا شوق ہے دل دوستدار ہو جائے
شریک حال دل بیقرار ہو جائے
ابھی اٹھاتے ہین میرا جنازہ کیون اُن جب
کسیکا تو دل بے اعتبار ہو جائے

آبروی خود نیاید رنگ ما بر روی ما
پنجۂ غم سالہا شد پنجۂ صبرم شتاب
اینقدر سرگشتہ در عالم بجست و جوی ما
دل ضعیف و غم قوی تنہا و ریع عشر تسل
مری طرف مرا پروردگار ہو جائے
نہان تو دل مین ہوئی ہی کسیکی حسرت یہ
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے
کمال عاشق کامل یہ ہی کہ ملتے ہی آنکھ

گر بغرق ما نہد صد کوہ محنت روزگار
رستم وقت خود دست این قوت بازوی ما
بھر بوی پیرہن چشم تمنا شد سفید
وا سگ مخفی نبودی ہم شرابوی ما
کبھی جگر کو بھی ای درد عشق ذرہ فیق
جو آنکھ سے نہین آشکار ہو جائے
بغل مین میری رہے یا اُسی کے پہلو مین
جلال وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

رعد جادو نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے تاب نہ آئی غش کھا کے زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپا اُس آفت جان شہنشاہ خوبان نے جو اس شیر بیشۂ جرأت کو زمین پر تڑپتے دیکھا غیرت پر اُسکی رحم آیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچائی عاشق زار کی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی آنکھ کھولدی گھبرا کے اُٹھ بیٹھا بحسرت و یاس سراپا کو دیکھنے لگا مگر آنکھون سے آنسو جاری مُنھ سے کچھ نہین بولتا اب اُس آفت روزگار نے غنچۂ دہن وا کیا کلام رنگین مُنھ سے نکالا پوچھا کیون ای جوان تجکو یکایک کیا ہوا کیون غش کھا کے گرا رعد جادو اور زیادہ تڑپا بے اختیار ہو گیا کچھ کہہ نہ سکتا تھا آئینۂ رخسار پر نگاہ تھی مثل تصویر سکتا تھا ڈوپٹے سے اُسنے اشک پاک کیے کلمات تسکین زبان معجز بیان سے کہے تب رعد نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ تیرا عاشق زار ہون نرگس بیمار کا بیمار ہون ای مسیحاے زمان مسیحائی فرمائیے اب زندگی دشوار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی یہ سُنکر وہ شہنشاہ حسن وناز بصد غمزہ و انداز مسکرائی کہا ای تاجدار والا قدر ای افسر افسران ای پہلوان دوران یہی تو سمجھا مین کون غریب باغبان بچی ہون ای شخص تو شاہزادہ کامگار جلیل مین قوم کی باغبان بچی ذلیل بھلا یہ پیوند ممکن ہی میرے لیے لیاقت تنی

حقارت اپنے دل کو سنبھال آبرو ریزی کے کلمات اپنی زبان سے نہ نکال اپنے دوست احباب کی
نظر سے گر جائیگا بہادر جری صاحبان سطوت ولیاقت تجکو کیا کہینگے مین اپنی برادری مین بدنام
تیرا بد انجام رعد نے کہا تیر انقش قدم تاج شاہان ہفت اقلیم سے بہتر یہ ذلت عزت ہی اس نامردی
مین شوکت ہی دل پر اختیار نہین کسی کا تابعدار نہین جو ذلیل سمجھے گا نہ ملے گا یہ سُنکر اُس نازنین نے
سر جھکا لیا کہا ای شخص یہ بڑی مشکل ہی علاوہ لیاقت کے نوجوان رعنا زیبا چہرے سے جرأت
پیدا تیری نسبت میرے واسطے فخر دا افتخار ہی مگر والدین کی بدنامی برادری والے حقہ پانی بند کرینگے
شادی غمی موقوف والدین کو داغ ہوگا عمر بھر ہمکو غم سے نہ فراغ ہوگا کیسا غضب ہی باغبان بچی
کوئی نہ کہیگا شاہزادی کہنے والے کہینگے ہم جواب حجاب سے نہ دینگے پس دلکو اپنے سمجھا کر گھر کا راستہ
لے ہمکو بھی تیری یاد رہیگی شب بھر ستائیگی یہ خوشامد نت تیری یاد آئیگی ایک البتہ صورت ہی پیشہ
باغبانی اختیار کر جو پوچھے اُسکو جواب دے غریب الوطن حیران و پریشان ہون قوم کا باغبان ہو
رعد نے کہا مجکو سب کچھ منظور ہی یہ پیشہ سلطنت سے بہتر ہی اُس باغبان بچی نے رعد کے ہاتھ مین
بیلچہ دیا کہا یہ اسباب جالت دور کیجیے خود و زرہ اُتار کے ایک گوشے مین رکھدیجیے رعد باغ
باغ ہوگیا مثل گل کے شگفتہ ہوا سلطنت کو نین ہاتھ آئی کہا ای جان جہان کیا تدبیر معقول بتائی فوراً
خود و زرہ اُتار کے نخل پر رکھدیا بیلچہ ہاتھ مین لیا گلکاری مین بخاکساری مصروف ہوا اسی
باغبان بچی کے ساتھ پھرنے لگا مگر ملکہ بُران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر صبا کو طی
کر کے مثل بہار اس باغ جنت نظیر مین تشریف لائین گلگشت مین مصروف ہوئین سامنے ایک
باغبان بچی نہایت حسین بھولی بھولی صورت کمسن عمدہ لہنگا دوپٹہ زعفرانی خرامان سامنے
آئی ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو سلام کیا ملکہ بُران شمشیر زن
نے مسکرا کر کہا بوا کیون کیا نام ہی اُسنے شرما کے سر جھکا کے جواب دیا لونڈی کو گل پیرہن کہتے
ہین اسی باغ ہمیشہ بہار مین ہم بھی رہتے ہین ملکہ بُران شمشیر زن نے کہا بوا ہمین تم سے قلبی
محبت ہوئی جی چاہتا ہی تم سے بہنا پا کرین دوپٹہ بدلین اُسنے دست بستہ عرض کی مین باغبان بچی
آپ شاہزادی میری مجال ہی کہ آپ سے دوپٹہ بدلون لونڈی ہو کر آپ کو بہن کہون ملکہ بران
نے کہا ہماری یہی خوشی ہی تمکو منھ بولی بہن بنائین تخت پر اپنے برابر بٹھائین اُسنے کہا حضور یہ

ناممکن ہی ہم برادری کو نہین چھوڑ سکتے اگر ہم سے محبت ہی تو ہمارے پیشے کو اختیار کیجیے یہ مونگی کھرپی ہاتھ مین لیجیے ملکہ برّان شمشیر زن نے کہا ہمین بدل و جان منظور ہی یہ کہکر اپنا دوپٹہ اُسکو اُڑھا دیا اُسکا دوپٹہ آپ اوڑھا کھرپی ہاتھ مین لیکر اُسکے ساتھ پھرنے لگین اسی طرح ملکہ بہار جادو بھی آمین یہی سانحہ ملکہ بہار گلعذار پر بھی گذرا برق لامع و برق اسی طرح اس باغ مین آئین بلا مین پھنسین ملکہ مخمور سرخ چشم بھی اگر اس باغ مین گلچین ہوئین بعد سب کے باغبان قدرت اس باغ جنت نظیر مین آیا خواجہ عمرو ایسا عیار ایک باغبان بچی کے عشق مین مبتلا ایک پر رعد ایسا جوان شیدا ایک کی محبت مین ملکہ برّان مبہوت بہار و مخمور و برق و برق لامع کے باغبان بچون سے بہا پائے گیے دوپٹے بدلے ہین ساتھ ساتھ اُنکے اس رنگ سے پھرتی ہین یہ حال دیکھکر عرصہ دراز تک ہنسا پھر مثل برق تڑپا باغ کو بہ نگاہ حسرت دیکھا ایک ایک نخل سے لپٹ لپٹ کر رویا اشک حسرت پاک کرکے خواجہ عمرو کو آواز دی ای شہنشاہ عیاران میرے پاس تشریف لائیے کچھ عرض کرنا ہی کہا معشوقہ گل رخسار کے ساتھ ہین اس صنوبر قد کے ہم پر احسان ہین ہم تو قوم کے باغبان ہین باغبان نے کہا مین اس سہی قد کے ساتھ آپکی شادی کرونگا ای رعد تم آؤ تمھاری بھی خانہ آبادی کرونگا یہ سنکر عمرو رعد وغیرہ قریب باغبان آئے گروہ باغبان بچیان حیران و پریشان چہرون پر ہوائیان لرزان ترسان ہاتھ باندھے ہوئے سامنے باغبان کے آئین کہا ای شہنشاہ کس حُسن سے ہمنے اپنا کام کیا حضور کو کچھ پسند آیا کیا تمام کیا دختر شہنشاہ کوکب روشنضمیر عمرو ایسا عیار صاحب تقریر و تدبیر ارسطو فطرت لقمان حکمت مرد زیرک جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسا دانا دام مین پھنسا ہی مبہوت ہو رہا ہی ان سبکا یہی حال ہی اب قتل کرنا بہت آسان ہی اگر جان بخشی کیجیے آپ کا احسان ہی باغبان نے حجاب سے سر جھکا لیا کہا تمھارا کیا کہنا تم لوگ ایسے ہی کامل ہو مگر دنیا مقام عبرت ہی ہر شی کے لیے فنا ہی باغبان قضا و قدر کو بقا ہی گل و گلشن کی بھی بے ثباتی عیان ہی آج بہار کل خزان ہی

دور ایام اگر شرم و حجابے دارد
بخت سیراب نگاہان مے خوابے دارد

فلک از ابر بر خسار نقابے دارد
انکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد

بازباد دل شدگان ناز و عتابے دارد

بسر بلا ہی سر عشاق پر آوردہ زلف ‌‌ ظلمت شب جسے کہتے ہین سو پروردہ زلف
روز نرگس کی یہ ہتھین آہ سیہ کردہ زلف ‌‌ ماہ و خورشید نمایش زپس پردہ زلف

آفتا بیست کہ در پیش سحابے دارد

گرچہ ہر بوسے پہ ہم کرتے ہین سو جان نثار ‌‌ پر ہمین زندگی تازہ ملی ہی ہر بار
جان لیجاوے اجل تو بھی ہی مرنا دشوار ‌‌ آب حیوان اگر آنست کہ دارد لب یار

روشن ست اینکہ خضر نیز سرابے دارد

جستجو مین تری ہر سو ہی روان سیل سرشک ‌‌ دیکھتی ہی ترے پاؤن کے نشان سیل سرشک
تو جہان جاے ہی پہونچے ہی وہان سیل سرشک ‌‌ چشم من کرد بہر گوشہ روان سیل سرشک

تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

زندگانی سے ہون بیزار جدائی مین اشد ‌‌ شاد ہوتا ہون جب احوال نظر آتے ہین بد
ہون تو بیجرم پہ تقدیر سے خوش ہون بیحد ‌‌ غمزۂ شوخ تو خونم بخطا مے ریزد

فرصتش باد کہ خوش فکر صوابے دارد

سینہ آتش کدہ ہی آہ سے جھڑتے ہین شرر ‌‌ اس تپ و تاب مین آتا ہی دل افسردہ نظر
ابتک اس خام کو ہی حاجت صد داغ جگر ‌‌ چشم خونریز تو دارد زدلم قصد دگر

ترک مست ست مگر میل کبابے دارد

لب ہلانے کا بھی باقی نہ رہا ضعف سے حال ‌‌ کیا لکھون سینے مین کیسا ہی بھرا شوق وصال
دل کی دل ہی مین رہی عرض تمنا ہی محال ‌‌ جان بیمار مرا نیست ز روے تو سوال

اے خوش آن خستہ کہ از دوست جوابے دارد

ایک دشمن ہی یہ مومن کو خدا افضل کرے ‌‌ سخت بدخواہ عزیزان ہی کہین جلد مرے
اُس سے کہتا ہی کو خاموش رہا آہ بھرے ‌‌ دکند سوے دل خستہ حافظ نظرے

چشم مستت کہ بہر گوشہ خرابے دارد

دیگر

قدمون سے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوئے ‌‌ مہندی تھے انکے پاؤن کی اب نقش پا ہوئے
لو ہم گئے جو آگے کہا تم نے مر کہین ‌‌ اچھی گھڑی کے کوسنے ہم کو دعا ہوئے

شاکی ہی اک زمانہ کہ ملتے نہین کہین / تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوئے
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا / رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوئے
مدت سے دیکھتا نہین غیرون کے ساتھ بھی / جو رے نکلتے تھے ادھر اُنکو وہ کیا ہوئے
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل / گم ہو گیا جو ایک کبھی دمِ سوا ہوئے
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا / اہل وفا تھے چند کہ وہ بیوفا ہوئے
افسوس دل لگاتے ہی لیلی قضا نے جان / تیری ادا اُن کے بھی نہ حق سے ادا ہوئے
اپنا ہی جانتا ہی تمھین گبرہو کہ شیخ / بُت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوئے
کچھ شعر اب سُناؤ اس انداز کے جلال / انداز قافیہ ہو ردیف اُن مین کیا ہوئے

ان اشعار کو پڑھکر باغبان عرصۂ دراز تک رویا ہر نخل وچمن کو بہ نگاہ حسرت و یاس دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا کبھی اشک حسرت بہے کبھی کلمات عبرت زبان سے کہے آخر چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پر معشوقہ عمرو کے ڈالدی وہ آہ کر کے چیخی دہن سے شعلہ ہائے آتش نکلنے شل چراغ جلنے لگی عمرو نے کھینچکر باغبان قدرت پر جا پڑا کہا او باغی یہ تو نے گرما گرمی مجکو دکھائی باغبان پیچھے ہٹ گیا عمرو کا نیچہ زمین پر ٹپکا ہائے لیک بیہوش ہوا اب باغبان نے اُسی طرح پر معشوق ماہ رخسار کو خاکساری دکھائی یعنی چٹکی خاک کی ہر ایک کے سر پر ڈالی جسوقت رعد جادو کی معشوقہ جلی رعد گرجا بائے جان جہان کہکر چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤن مین بھی اسکے ساتھ ستی ہون مگر گر کر بیہوش ہو گیا یہی حال سب شاہزادیون کا ہو گیا کہ جلنے سے ان باغبان بچیون کے بیہوش ہو گئین بعد عرصۂ دراز سب ہوشیار ہوے خواجہ عمرو نے کہا ای باغبان یہ کیا قیامت تھی کہ ابتک قلب پر صدمۂ عظیم ہی باغبان نے کہا ای خواجہ اسد نامدار رشک طلسم کشا ہین اقبال مندی مین بھی یکتا ہین یہ باغ آپکے غلام کا ہی مقام لوح کا یہی راستہ ہی یہان کی ہوا کی تاثیر دیکھیے کیا تاب کا آپکے حال تھا اگر سامری جمشید اس رستے سے قصد کرتے تو یونہین دیوانہ کر کے مار ڈالتا کیا مجال تھی جو آگے قدم بڑھاتے پہلا مرحلہ غافل وہوشیار دوسری منزل کا منتظم آپ کا تابعدار ملکہ بُران وبہار نے باغبان کی بڑی تعریف کی بُران نے کہا ای باغبان حقیقت مین آتے ہی ہوا لگی طبیعت نے اور کیفیت

پیدا کی تھی باغبان نے کہا حضور یہ مقام ہمارے بڑے بزرگون نے بڑی شفقت سے بنائے
تھے تلاش لوح مین ایسی ایسی سختیان ہین جب تو افراسیاب کو اطمینان ہی جانتا ہی کہ اس
راہ پُرخطر سے گذرنا ناممکن ہی مگر اقبال مند کے لیے سب آسان ہی اگر مین شریک ہوتا جن
نازنینان مہ جبین نے آپ کو مبہوت کیا تھا اُنھین مین سے ایک مجکو خبر پہونچاتی مین آکر گرفتار
کرتا بڑے بڑے اولو العزم صاحبان افسون و نیرنگ اس مقام پر آکے ناچار ہوے آپکے
نیازمند کے ہاتھ سے گرفتار ہوے یہ کہکر باغبان نے ماش کے دانے ہاتھ مین لیے نخلستان پر
پھینکنا شروع کیے نخل جلنے لگے ہر پھول سے شعلے نکلنے لگے تمام باغ آتش بہار ہو گیا ہر غنچہ
چنگاری ہر پھول انگارا ہر نخل شجر آہ اُس باغ پُر بہار کا حال تباہ طائران نغمہ سرا کا آہ آہ کرکے
اُڑنا لہرا کے آگ مین گرنا عوض زمزمہ سرائی کے پرون سے سر پیٹتے تھے باغ سے نکلنا دشوار
آگ کے قصر شعلون کی دیوار ہر کنج باغ سے شورش آشکارا ہنگامہ آتش زنی گرم تھا کہین زمین
سے دھوان نکلا بعد عرصہ دراز تمام چمن و نخل و گلشن و غنچہ و گل و در و دیوار و طاؤس و بلبل
سب جلکر خاک ہوے ہو کا مقام معلوم ہوتا تھا باغبان اپنی گرم مزاجی پر روتا تھا کہا خواجہ
آپ کی محبت مین اس مرحلۂ پُر بہار کو غلام نے مٹایا آج اسم بامسمّیٰ ہوا گلچین و باغبان ہمیشہ
سے غنچہ و گل کے دشمن ہین صیادان دام بر دوش عندلیب خوش نوا کے رہزن ہین آج شب کو
اسی مقام ویران مین آرام فرمایئے صبح کو منزل مقصد کا راستہ لیجیے بہار کو بھی اس باغ کے
جلنے کا نہایت ملال ہوا اب باغبان سب کو ساتھ لیکر ایک قصر کہنہ مین آیا کچھ فرش قلیل اپنے
ہاتھ سے بچھایا سب صاحب بیٹھے مگر بہ نگاہ حسرت اُس مقام ویران کو دیکھ رہے ہین چشم دشمن
مین یہ رنگ ہوا بقول جناب میر حسن صاحب مرحوم و مغفور شعر جہان رقص کرتے تھے
طاؤس باغ ٭ لگے بولنے اُن منڈیرون پہ زاغ ٭ باغبان نے دستک دیکر آواز دی
ایک غلام زنگی سامنے آیا باغبان نے کہا یہ سب صاحب آج تمھارے مہمان عزیز ہین
کچھ سامان آب و خورش ممکن کرو غلام زنگی گیا تھوڑی دیر مین ایک خوان کسا ہوا سر پر رکھکر
لایا باغبان نے اُسکو کھولا اُسمین سب طرح کا عمدہ کھانا چند گلابیان شراب کی کشتیان
کباب کی باغبان نے سب صاحبون کی خدمت مین حاضر کیا سب نے خاطر سے باغبان

لی تھا یاسب کے دل غم سے بھرے ہوے تھے ایسے مقام پُر فضا کا برباد ہونا باغبان کا
دمبدم رونا تڑپ تڑپ کے وہ شب بسر کی مسافر منازل آسمان سرائے مغرب مین داخل
ہوا شہنشاہ روز تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا سب صاحبون نے کمر ہمت چست
باندھی اُس مقام ویران سے مضطر و پریشان آگے بڑھے صحرائے پُر فضا ملا غنچہ آرزو کھلا
دشت کی کیفیت ہوا کی برودت طائرون کی زمزمہ سرائی شاہدان گل خود رو کی زیبائی جابجا
گل ہزار رنگ کے بلبلون کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے زیر نخل جابجا پھولون کے
انبار ہر مقام پر نئے طور کی بہار بقول سعدی

روضۃ ماؤ نہرہا سلسال
دوحۂ سجع طیرہا موزون
آن پر از لالہ ہاے رنگارنگ
وین پر از میوہاے گوناگون
باد در سایۂ درختانش
گسترانیدہ فرش بوقلمون

عمرو آگے عقب مین باغبان و ملکہ مخمور و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بہار و ملکہ بران صحرائے پُر فضا ملاحظہ کرتے
ہوے چلے آتے ہین کنارے ایک نہر کے آکر براے تفریح ٹھہرے دیکھا ہزارہا ساحر و غیر ساحر کوئی
مرکب پر کوئی پیادہ کسی جانب سے تاجر چھکڑون پر اسباب لدا ہوا گماشتے ہمراہ چلے جاتے ہین کسی جانب سے
اہالیان قریہ آگے آگے زمیندار صاحب ٹٹو پر سوار سپر تلوار باندھے ڈھال ٹھیکا
درست سفر پر چست پشت پر ہزارہا گنوار دل گاڑھے کی دوہری کمر مین باندھے ہوے
مرزائی اُتارے کمر مین لپیٹ لی ہے گلے مین مالا ایک دانہ اور لاج کا ایک سونے کا سی دوا سے
مرزائی اُتار ڈالی کہ دیکھنے والے مالا کیونکر دیکھین کاندھون پر لٹھ بقول شخصے گنوار کے لٹھ سخت
مُنہ پھٹ تنے ہوے چلے جاتے ہین ایک جانب ہزارہا پاسی ننگے پیر جوتا پہننے سے بیر
تیر کمٹھا ہاتھ مین ایک جانب کانوارتھی ہزار در ہزار کانور کاندھون پر بم بم کی آوازین بلند
ایک سے ایک پوچھتا ہوا بھائی انند ہزارہا برہمن ماتھون پر تلک لگائے ہوے جنتری ہوتی ہوتی
بغل مین دبائے پوتھیان ساعت بچارون کہتے ہوے چمرودھے جوتے تیل مین ڈوبے ہوے
اُسپر گرد جمی ہوئی غول کے غول غٹ کے غٹ ڈھرو بجتے ہوے کسی جانب ہزارہا چاریان
گنگام کے لہنگے گاڑھے کی چدریان گاڑھے کی کرتیان نیلی رنگی ہوئی تول کی گوٹ بھنسی کرتی سینے
پر چھاتیون کی پوٹ ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوے مستانیان گاتی ہوئی چلی جاتی ہین زمیندارون

کی عورتین گنوارنیاں لہنگے گلبدن کے جھومتا گوٹا چوڑا چوڑا انیٹو کی دولائیاں انوٹ بچھوے
پانوؤن مین جابجا درختون کی چھاؤن مین کنوئین پر برہمن لوہے کا ڈول برنجی لوٹیا گول گول
میٹھا ہوا آوانہ دے رہا ہے بھائی مسافر وجل پیو ٹھنڈھا لوہے کے کڑے سے ڈول بج رہا ہے
بھجن گا رہے ہین مسافرون کو لبھارہے ہین کسی جانب دیہات کے جوان شوقین گلنار پگڑیان
رنگین لباس خوش مزاج وضعدار طرحدار بڑے کلے مین دبے ہوے چالیس چالیس پچاس
پچاس جوان ساتھ ہنستے ہوے ایک کے گلے مین ڈھول اس غزل کی تانین اُڑتی ہوئی
خوشی خوشی گاتے ہوے چلے جاتے ہین

غزل

غیرون پہ کھل نہ جائے کہین راز دیکھنا
میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
اُڑتے ہی رنگ رخ ترا نظرون سے تھا نہان
اس مرغ پرشکستہ کی پرواز دیکھنا
دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
اے ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
دیکھ اپنا حال زار منجم ہوا رقیب
تھا سازگار طالع ناساز دیکھنا
بدکام کا مآل برا ہے جزا کے روز
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
مت رکھیو گرد نازک عشاق پر قدم
پامال ہو نہ جائے سرافراز دیکھنا
کشتہ ہون اُسکی چشم فسونگر کا اے مسیح
کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا
میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہے غیر کو
بیطاقتی سرزنش ناز دیکھنا
ترک صنم بھی کم نہین سوز جحیم سے
مومن غم مآل کا آغاز دیکھنا

خواجہ عمرو نے باغبان سے پوچھا اے رہبر کامل عاقل جاہل مجکو لگا کے اب کہان لیے جاتا ہے یہ سب کہان جاتے ہین کیا کہین میلا ہے اے ظالم اب بھی کوئی جھمیلا ہے مین خوب جانتا ہون جادوگرون کو اچھی طرح سے پہچانتا ہون تم سب ملازم افراسیاب ہو میرے پھنسانے کے لیے بیتاب ہو مین اکیلا تمھارے ساتھ ہون اگلے وقت کا بھولا آدمی سنکھیا کھلا کے مارو سوتے مین گلا گھونٹ دو آخر کہان لیے جاتے ہو اتنا بخوبی جانتا ہون کہ ملازمان افراسیاب آپ سمین ایک ہو صاحب تدبیر بڑے نیک ہو ملکہ مہران کی وجہ سے خائف و ترسان ہو خدا اسکو سلامت رکھے اگر میری جان لوگے یہ بھی سب کو ٹوک ٹوک کے مارے گی ایک ایک کو للکارے گی بھاگتے پھروگے اسکی وجہ سے میری جان بچی ہے ورنہ تم سب صاحبون نے ملکر مار لیا ہوتا مگر اتنا سمجھ لو کہ مرنیکے بعد برہم رکس ہونگا تمھارے سب کے سرون پر آکر کھیلونگا گھر سب کے خاک سیاہ کر دونگا اب صاف صاف بتاؤ باغبان نے گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا اے محسن ساحران شہنشاہ خنجر گزاران لوائے

شوکت صاحبقران باج ستانندۂ ریش کافران ہماری جان آپ پر نثار ہی اس راہ مین مجبور
وناچار ہین تلاش لوح مین خدا آپ کی جان بچائے منزل مقصد پر پہونچائے خدا ہمارے باطن
سے ماہر ہی حضور پر بھی ہماری جانبازی ظاہر ہی ملکہ مخمور و ملکہ بہار بھی رازدار ہین یہ منزلین
بڑی دشوار ہین سوائے اس راہ سخت وصعب کے اور کوئی راستہ نہین قلب کانپ رہے
ہین کہ خدا خیر و عافیت سے ان منزلون کو طی کرائے افراسیاب غافل رہے اصل کیفیت
یہ ہی کہ یہ سب گنوارون کا میلہ جاتا ہی اس سرحد کو صحرائے مصر کہتے ہین متعلقہ طبقہ یونان
بڑے بڑے حکیمان ذیشعور گذرے ہین جنھون نے اپنے دور علم پر دعوی خدائی کیا علم نیرنج
وشعبدے کو رواج دیا یہان سے بارہ کوس پر دریائے قہار وزخار ہی بعد سال بھر کے کنارے
دریا کے میلہ ہوتا ہی ہزار ہا دیر تعمیر ہین یہ سب میلے والے اُسی مقام پر جاتے ہین آج سے کل تک
اجماع عالم انبوہ خلایق ہو گا بوقت سحر نیر اعظم بوجہ احسن برآمد ہو گا اُس دریائے بیکنار سے
ایک گنبد دو برجدی بصد رعنائی ظاہر ہو کر پانی پر قرار پکڑتا ہی اُسوقت لاکھون آدمی اسپار
کنارے پر جمع ہوتے ہین صدائین یاسامری جمشید کی بلند ہوجے پاٹ کا غو چند ساعت
وہ گنبد نایاب برسر آب دریا ٹھہرتا ہی شمسے پر اُس گنبد کے ایک پتلی سونے کی نگر حسین نہایت
فہیم وعقیل خوش بیان حکما نے اپنے علم وحکمت سے شمسے پر قائم کی ہی چند ساعت مین وہ پتلی
حالات آیندہ وگذشتہ بیان کر کے ایک آواز دیتی ہی کہ زمین کو زلزلہ ہوجاے دریا کو جوش
وخروش نمونے طوفان نوح ظاہر ہوتا ہی اُسکے بیان پر کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی کسی کو عبرت کسی کو
حیرت کوئی غرق دریائے عجائب کوئی غوطہ زن بحر فکر غرائب بعد چند ساعت وہ گنبد اُسی طرح
دریا مین غائب ہوجاتا ہی بس میلہ درہم وبرہم کسی کو شادی کسی کو غم اُس گنبد کو گنبد بے نور کہتے ہین
بیچ مین اُس گنبد کے حکما نے اپنی صنعت سے ایک دریچہ بنایا ہی وہی باغ سیماب کا راستہ ہی
حضور کو وہی منزل گنبد عجائب درپیش ہی غلام کو سب سے زیادہ پس وپیش ہی خواجہ عمرو نے
سر جھکا لیا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا کہا ای باغبان تم بھی تو ساتھ چلو گے اس راہ خوفناک مین
ساتھ دو گے باغبان نے کہا خواجہ یہی تو دشوار ہی غلام اس مقدمے مین مجبور وناچار ہی گو یا یہ
منزل عدم ہی دوست وعزیز ساتھ نہین دے سکتا یار وفادار کا کام نہین جسقدر معلوم تھا عرض کیا

یہ بھی عرض کیے دیتا ہون اگر آپ رک گئے اور داخل گنبد ہوئے پھر سال بھر کامل انتظار مین گذریگا درمیان سال مین وہ گنبد کہان اس حوالی مین ٹھہرنا دشوار ہوگا کہین مقام قیام نہین ہر چند کہ جب خدا آپ کو منزل مقصد پر پہونچائیگا یقین ہی کہ ہم بھی راہ دور و دراز طی کرکے حاضر ہون آیندہ جو منظور پروردگار خواجہ خاموش ہوگئے باتین کرتے ہوے اُس مقام سے اُٹھے ساتھ اُسی مجمع عام کے چلے مگر عمرو غرق دریاے تحیر غواص بحر تفکر سوچ رہا ہی کہ ای عمرو کیا ہوگا ایسے مقام عبرت خیز پر کیونکر جانا ہوگا دل سے یہ باتین کررہے ہین اپنے جانے کے الم مین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین بعد قطع منازل و طی مراحل بوقت شام یہ سب ناکام راہ کو طی کرکے قریب دریاے قہار و زخار پہونچے عمرو نے دیکھا کنارے اُس دریاے زخار کے ریتی کا میدان وسیع ہزارہا شوالہ بنا ہوا شوالون مین سونے چاندی کے بت تختہاے زرین پر آراستہ گھنٹے نواز ناقوس نواز ہزار در ہزار دوکانین بیشمار میلہ جما ہوا بارگاہین خیمے سراپردے استاد رئیس و امیر بارگاہون مین داخل ہین سامان عیش و نشاط جابجا مہیا بازار کھلی ہوئی روشنی بحساب خریدار نایاب ایک گوشے مین آکر باغبان وغیرہ ٹھہرے باغبان نے کہا خواجہ اگر خدا نے فضل کیا اور اس راہ پُر خطر کو آپ طی کرگئے باغ سیماب مین پہونچے کرورر کرور روپیہ کا اُس باغ مین جوا ہی زبانی افراسیاب کی سنا ہی کہ ساٹھ طاؤس یاقوت احمر کے خزانے مین سیماب کے ہین اگر سیماب جادو مارا گیا یا گرمی تیغ شرربار طلسم کشا سے اُڑگیا وہ سب طاؤس آپ کو ملینگے اب اسوقت فرش لگا ہیے عمرو نے کہا آپ ہی وہان جائیے جواہرات کی فکر مین نقد جان گنوائیے فرش تو میرے پاس نہین ہی مگر کہین سے کرایہ کا لاؤن باغبان نے کہا جیسا مناسب ہو عمرو نے کہا کرایہ دلوائیے باغبان نے کہا یہان تو ہمارے پاس حاضر نہین ہی لشکر مین چلکر دینگے عمرو نے کہا تمسک لکھیے باغبان نے کہا یہان قلم دوات کہان خواجہ عمرو نے کہا سب حاضر ہی دو دو ہزار کے رقعے سب کے سامنے پیش کیے سب نے مُہرین کردین خواجہ نے رقعے زنبیل مین رکھے اُٹھکر ایک جانب گئے بعد تھوڑی دیر کے ہنستے ہوے آئے کہا چلو دیکھو روپیہ بھی کیا چیز ہی جنگل مین منگل ہی باغبان وغیرہ خواجہ کے ساتھ ہوے تھوڑی دور پر آکے دیکھا سامنے چمن نخلستان کے ایک خیمہ استادہ سراپردے اُٹھا کر اندر آئے دیکھا وہ خیمہ مثل عروس شب اول

آراستہ بیچ مین ایک مسند فرش معقول گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کل سامان عیش ونشاط مہیا ہی سب نے خواجہ عمرو کے ہاتھ چوم لیے بہار نے کہا خواجہ بخدا آپ کا عدیل ونظیر نہین کوئی ایسا دنیا مین صاحب تدبیر نہین خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھولا پاکر تم صاحبون نے خوشامد کرکے بنالیا ہی مین کمبخت اگلے وقت کا آدمی خوشامد پر پھول جاتا ہون اب ملکہ بران شمشیر زن کو مسند پہ جگہ دی سب آکر بیٹھے پردہ خیمے کا اٹھا دیا میلے کو ملاحظہ کررہے ہین ہر سمت گانے کی آوازین آتی ہین شباشب میلے والے چلے آتے ہین وہ رات دن سے بہتر ہی شوالون کے دروازے کھلے ہوے پوجے پاٹ کا ہنگامہ ملکہ بران نے ملکہ بہار سے اشارہ کیا کہ خواجہ سے کچھ گواؤ منظور نظر بادشاہ اسلام ہو تمہارا کہنا ضرور مانینگے ملکہ بہار نے کہا ملکہ مخمور تم زیادہ گستاخ ہو خواجہ عمرو سے کہو آپسمین کھسر پھسر جو ہوئی خواجہ نے کہا کیا ماجرا ہی کچھ ہم سے تو بیان کرو مخمور نے کہا حضور آفت مین تو مبتلا ہر دم موت کا سامنا جو گھڑی ہی غنیمت ہی اسوقت سب صاحبون کی یہی خواہش ہی کچھ ہوجائے کسی طرح یہ رات بسر ہو خواجہ نے منھ پھلا کر کہا صاحب مین کوئی گویا نہین ہون ہزارون طائفے میلے مین موجود ہین روپیہ دیجیے مین بلالاؤن مخمور نے دو انگوٹھیان یاقوت احمر کی اتار کر سامنے خواجہ کے پیش کین کہا حضور یہ انگوٹھیان آپ کے لائق ہین خواجہ عمرو نے کہا میا خوشی تمہاری ای مخمور تیرا ملال مجکو بہت ناگوار ہی چند شعر تمہاری خوشی سے گاتا ہون یہ فرماکر خواجہ گنگنائے اور یہ غزل عبرت آمیز شروع کی غزل نسیم

ہوئین جب بند آنکھین خوف پرسش کا یقین آیا
ہوے بیدار جب ہم وقت خواب واپسین آیا

اٹھے شعلے درون سینے سے تعظیم مین میرے
سرشک دیدہ استقبال کو تا آستین آیا

تڑپ کر رات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم
نہین آیا نہین آیا نہین آیا نہین آیا

وہ تھا محروم راحت مین وہ مقتول جفا تھا مین
کہا یہ ڈھونڈھنے کو جو کوئی آیا یہین آیا

سنا پایا کوئی مجھسا بے زبان شاید زمانے مین
کہ ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا یہین آیا

وہان تم گھر مین بیٹھے ہم نے توبہ کی محبت سے
ہمتین عصمت کا دھیان آیا ہمین بھی پاس دین آیا

ملا اعلی سے اعلی پست ہستی سے ہوا باہم
فلک پر روح آپہونچی بدن زیر زمین آیا

نہ ڈالی آنکھ مین نے اسقدر تیرا تصور تھا
فرشتہ موت کا سو سو طرح بنکر حسین آیا

کہاں تک شکر ہو او صید افگن تیرے احسان کا | کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشین آیا
ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستون کا | بہار اپنی دکھانے کو ترا خلوت نشین آیا
نہین ہی جاے آبادی یہ ویرانہ ہی او غافل | ہوا کمزور رہا ہی اس مکان مین جب مکین آیا
خدا کی یاد تحفہ ہی جہان سے جانے والونکو | وہی کچھ لے گیا دولت جسے کچھ پاس دین آیا
ادب او نالۂ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا | ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عرش برین آیا
خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا | ہدف ہو کر گیا اُس کوچے مین جب شانہ بین آیا
غرض کیا تشنۂ دیدار کو ہی اس سے ای ساقی | اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشین آیا
اذیت دوست ای ہر چند لیکن دل بہلتا ہی | سبب کیا ہی ابھی تک ناصح مشفق نہین آیا
پھر آئی فصل گل اٹکھیلیان کرتے ہین دیوانے | ترقی پر ترا سودا اے زلف عنبرین آیا
کلام معترض کی جا سخن مین ہم نہین رکھتے | گیا محروم ہو کر جب کوئی یان نکتہ چین آیا
نسیم اک اور بھی رنگین غزل اسطرح مین پڑھیے | کہ ابتک جوش مضمون کا طبیعت مین نہین آیا

ملکہ بہاران تو چوٹ کھائی ہوئی ہین خیال وصل سے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی نا امیدی کی امید ہجران دیدۂ جاوید ضعف کو قوت زورون پر نقاہت ہر روز ہجر کی شب کا سامنا امید و بیم کا معاملہ اس مقدمۂ خاص مین نہ مونس نہ ہمدم نہ ار و نزار دل نہ د منزل سے ہر وقت تکرار کہتی ہین او خانہ خراب یہ کیا کیا ہمین آفت مین مبتلا کیا یہ اشعار عاشقانہ جو سُنے دل بھر آیا آنکھون سے دریاے اشک جاری ہوا اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی دل سیماب کی طپش بڑھی آہ نے سر کھینچا نالۂ دل فلک پر چلا ملکہ مخمور و ملکہ بہار ایک اشکبار ایک بیقرار باغبان قدرت مبہوت مثل تصویر سکوت وہ رات اسی حال مین گذری ناخداے کشتی روز یعنی مہر گیتی افروز دریاے نیلگون سپہر بوقلمون سے شناوری کر کے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا

اشعار در صفت صبح

سیاہی شب نیرنگ چون شد از نظر غایب | سحر کز جانب مشرق برآمد رایت بیضا
غبار رنگ ظلمت محو شد از عرصۂ غبرا | فروغ بیرق رنگین شاہ شام شد پیدا
فرو شد لشکر انجم درین سیماب گون دریا | جہانگرد از تجلی جمال خویش نورانی

خواجہ نے وضو کر کے نماز ادا کی بخضوع و خشوع ہاتھ اُٹھا کے دعا کی ای ستار العیوب و ای دافع البلیات کیا کیا تیری بندہ نوازیان کارسازیان بندون پر

صرف ہوتی ہین ہاتھ پاؤن چشم و گوش عطا فرمائے کار دنیا مین کامل ہوے کیا کیا شرف حاصل ہے نظم

کیا پایۂ منت سلیمان ۔ اک بات مین تخت پر بٹھایا ۔ کیون شکر کرین نہ آل داود
افسون شہنشہی سکھایا ۔ اب بھی نظر اس مجاز مین ہے ۔ کیون مہر نگاہ مین سمایا
ذی عقل بسیط اُسکا پرتو ۔ ذی نور مجرد اسکا سایا ۔ سبحانک یا الٰہ عالم
عالم ترا عجز نے دکھایا ۔ ہرجا پہ ہے تیرا جلوہ لیکن ۔ دیکھا تو کہین نظر نہ آیا
یان عقل ہے گم کہ بس کبھی کو ۔ پایا ہر شی مین پر نہ پایا ۔ اللہ ری تیری بے نیازی
یعقوب کو مدتون رُلایا ۔ یوسف سے عزیز کو کئی سال ۔ زندان عزیز مین پھنسایا
یان شعلے کو سرکشی کی کیا تاب ۔ ابلیس کو خاک مین ملایا ۔ تجکو ہی سزا ہے کبریائی
کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا

ای رہبر خضر و الیاس ای قابل شکر و سپاس بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہونچانا جادۂ گمراہی نہ دکھانا اسد غازی منصور و مظفر ہو یہ مرحلہ سخت و صعب سر ہو ملکہ بران وغیرہ دیکھ رہی ہین کہ اس مکاری غداری پر کسقدر خواجہ کا قلب صاف ہے مقام انصاف ہے ادھر ہاتھ بلند کیے آنسو چشم حق بین سے بہنے لگے نماز سے فراغت کرکے خواجہ اُٹھے بانہاے عیاری سے جست و چالاک ہوے خیمے سے باہر نکلے سب سردار ساتھ ہین باغبان قدرت خواجہ کے پہلو پر بیٹھا تاہوا کہ خواجہ تامل نہ فرمایئے گا گنبد بے نور مین فوٹا جایئے گا اب وقت بہت قریب ہے لائق ملاحظہ یہ معاملہ عجیب و غریب ہے کنارے دریا کے اسوقت ہنگامہ عظیم برپا ہے غریب و امیر و فقیر وضیع و شریف شہری و بازاری سب طرح کے لوگ جمع ہین دریا پر سب کی نگاہ ہے سوا پہر دن نہ آنے پایا تھا کہ دریا مین تلاطم ہوا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح کا ظہور ہے نے کبھی ہر گرداب چشم خونخوار موجہاے دریا تیغ آبدار لاکھون مچھلیان تڑپین نہنگ نکلے مگر گھبرائے ہوے گھڑیال گھڑی گھڑی اُبھرتے تھے مردمان آبی فریاد کرتے تھے بعد تلاطم امواج دریا ساکت ہوا وسط دریا مین چمک ہوئی اول ایک تجلی ظاہر ہوئی بعد تجلی کے شمسہ مثل آفتاب چمکتا ہوا ظاہر ہوا گنبد زبرجدی دریا سے اُبھرا چشم زدن مین پانی پر قائم ہوا ضیاے گنبد زبرجدی پر نگاہ نہ ٹھہرتی تھی ہر خرد و بزرگ ادنی اعلی پیر و جوان صداے یا سامری یا سامری دینے لگے پھول دریا مین پھینک رہے مین

کوئی دوڑ کر سبز پتے لایا کسی نے مٹھی بند کر کے دریا مین کچھ چھوڑا بڑا کار ثواب کیا گپت دان دیا
پتلی نے آواز دی ای بندگان سامری و جمشید ای پرستاران ماہ و خورشید ای مطیعان لات
و جبل ای پیروان ملت و مذہب مہمل آگاہ ہو گوش ہوش سے سُنو یہ سال انقلاب ہی سامری
پرستون کو اضطراب ہی اس ممالک مین اور مذہب شایع ہوگا تمھارا ریاض مدتون کا
ضایع ہوگا آب و ہواے طلسم ہوشربا خلاف ہی مزاجون مین سامری پرستون کے اختلاف
ہی خرابی بربادی قریب ہی معاملۂ عجیب و غریب ہی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ بیچ مین گنبد کے
ایک دریچہ ہی مثل چشم ماہی کھلا ہی پتلی کی جانب سب دل و جان سے متوجہ ہین اُسی سمت دیکھ
رہے ہین پتلی پکار رہی ہی ایہا الحاضرین ای مشتاقین و ناظرین افراسیاب بادشاہ تمھارا
مغرور ہوا پابند عیش و سرور ہوا رعایا کی فکر نہین عدالت کا ذکر نہین رعیت برباد حاکم
مثل جلاد چور ٹھگون کا زور بدمعاشون کا زمانہ کوتوال کو رشوت کھانے کا بہانہ جب کسی
غریب کے یہان چوری ہوئی کوتوال صاحب براے تحقیقات آتے ہین جسکے یہان
چوری ہوئی اُسی کے عزیزون کو دھمکاتے ہین کسی بیچارے غریب کو پکڑ لیا کہا یہ بدمعاش
ہی کسی طرح چار پیسے لیجیے یہی تلاش ہی حاکم لوگ رشوت کھاتے ہین چور اُچکے مزے اُڑاتے ہین
کچہریون مین ہر یونگ پڑے ہین نامنصفون کی ناانصافی کے جھنڈے گڑے ہین آشنا
ناآشنا نام دوست مثل کیمیا زر قلب کا چلن ہر شخص مہوس ہمہ تن بھائی کا بھائی دشمن ہی باپ کا
بیٹا رہزن ہی رنگ باغ عالم دگرگون بدعت و جور باغبان سے گلون کا کلیجہ خون جانور
بیچارے پتون مین چھپتے ہین چڑیمار لاسا پھنکی لیے پھرتے ہین ای سامری پرستو آج
کا میلہ آخری آنکھین کھولکر دیکھو ہم آج سے اس جلسے مین نہ آئینگے غرق دریاے فنا
ہو جائینگے آج اس جلسے مین وہ شخص آیا ہی کہ جسکے نام سے ساحرون کو تپ چڑھتی ہی اُسکے
ہاتھ سے ملک سامری پرستان برباد و تباہ ہوے کیسے کیسے ساحران جلیل مارے گئے
جو کچھ سامری و جمشید لکھ گئے ہین اُسکا اثر ظاہر ہوا اس جلسے مین سر برہنۂ جادوگران
و ریش تراشندۂ کافران آگیا نام و مقام سنو آنکھین کھولکر دیکھو سامنے لباس سبز پہنے کھڑا ہی
کون پہچان سکتا ہی ساحرکشی اُسکا کام صاف صاف یہ ہی کہ عمرو عیار اُسکا نام ہی تمام اہالیان

جلسہ اس کلام حسرت انجام پر گھبرا گئے چہار جانب دیکھنے لگے باغبان نے کہا الخواجہ
بسم اللہ اب اپنے کو جست کرکے کھڑکی مین پہونچایئے اب تامل نہ فرمایئے دیکھیے گنبد
ہلا یا وقت اسکے غرق ہونے کا قریب آیا مثل مشہور ہی قطرے کا چوکا گھڑے ڈھلکائے تو
کیا ہوتا ہی اور تیلی نے بھی آپ کا نام صاف صاف لیا سارا میلہ آپ کا جویا اگر دیکھ لینگے
زندہ نہ چھوڑینگے ہم لوگ آپکے تابعدار مشہور ہین اس راہ مین ہم نہایت مجبور ہین
جہان موقع ہوگا اپنے کو آپ کی خدمت مین پہونچائینگے جان نثار کرنے ضرور آئینگے خواجہ
عمرو نے دیکھا حقیقت مین تیلی کے ساکت ہوتے ہی گنبد زبرجدی مین جنبش ہی غرق
ہونے کی کوشش ہی بس عمرو نے مرنے پر کمر چست باندھی ہٹو ہٹو کہکر نعرہ کیا ای ساحران
غدار و ای کافران ناہنجار سنو نہنگ بحر عیاری دُر بے بہائے صدف قلزم طراری قاتل
کافران سرکوب ساحران جہان فاتح ملک عنطلی آباد و برباد کن ملک زبرجد نگار دافع
بدعت و رامہ و مشمش منہدم کن بنائے قصور ظالمان سرکش نامی و نامدار عمرو عیار حمزہؑ
ذی وقار ای ساحران تیرہ درون دیکھ لو پھوٹی آنکھون سے کہ گنبد بے نور مین جاتا ہون
اور طلسم کشا ساتھ ہی یہ بھی آگاہ ہو جاؤ انشاء اللہ جاکر لوح لیتا ہون افراسیاب ناہنجار
کو شکست دیتا ہون اس آواز کو سُنکر تمام ساحرون نے اس جانب دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا
ناٹا سا کلاہ نمدے کی سر پر نمدے ہی کا کرتہ زیب جسم انور ایک جانگھیا کھاروے کی پہنے ہوے
اسمین زنگ ٹکے ہوے ناریل سا سر کلّے سے گال زیرہ سی آنکھین مروارید سے دانت
طباق سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پاؤن چوگنے دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا منڈلا نو گز کا
پیادہ مگر شطرنج کا پیادہ ہی بادشاہ کو دوڑ کر مارتا ہی اس صورت زیبا طلعت جہان آرا کو دیکھکر تمام
ساحران بد سیر گھبرا گئے پیشانیون پر پیماؤن کے موت کے پسینے آگئے اپنے خداوندون کو
پکارنے لگے یا لات اعلی منات معلی سیتے میتے دُم خبیثہ سر گاے کا ٹھُر الو ٹمک لوٹا
ٹھوٹمک جھوٹا ارُل خرل خیر اڈبا ای پونے دو سو خداوند و مدد کو دوڑو یہ ساربان زادہ
گنبد بے نور مین جاتا ہی روح کو تمھاری ستاتا ہی اس ظالم کو روکو لوح کی تلاش ہی بڑا بدمعاش ہی
قتل کی آپ کے بندون کی فکر ہی ہر گلی کوچے مین یہی ذکر ہی زمانہ انقلاب کا آیا کاہنون کا قول

کرسی نشین ہوا یہ سب غل مچاتے رہگئے مگر یہ ہنر پیشہ جرأت صاحب سطوت ولیاقت جانباز سرفروش بحر عیاری کا جوش کسی جانب متوجہ ہنوا نام خدا الیکر یکبارگی جست کی جیسے طائر اڑتا ہوا جاتا ہی تاک کر اسی کھڑکی مین داخل ہوا عمرو تو گنبد بے نور مین گرا مگر باغبان قدرت وغیرہ کی جانب سب ساحر وغیر ساحر بلوہ کرکے چلے نام لیلے کے پکارتے تھے نعرے مارتے تھے یارو باغبان قدرت وملکہ مخمور سرخ چشم ورعد وبرق وبرق لامع ودختر کہ کب روشنضمیر بلکہ بڑان شمشیرزن یہ سب موجود ہین رہبری کرکے لائے نہین معلوم باغ غافل وہوشیار سے کیونکر گذر رہے ان سب کو مار لو زندہ نہ جانے پائین عمر بھر یاد کرین یہ کہتے ہوئے طرف باغبان وغیرہ کے چلے باغبان قدرت سب کو سمجھا چکا ہی کہ یہ مقام لڑنے کا نہین یہان سے نکل چلنا مناسب ہی فوراً سب نے سحر کیے زمین کے طبقے پھٹے چشم زدن مین سب کی نگاہون سے مخفی ہو گئے سب بیچیا سر پٹتے خاک اڑاتے طرف اپنے اپنے مسکن کے روانہ ہوئے تو وہ دل تیر غم والم کے نشانہ ہوئے ہر ایک ذکر کرتا تھا کہ یارو کیا بلا کا عیار ہی بڑا طرار وفرار ہی کس دھوم سے داخل گنبد بے نور ہوا سب کو رنج وملال مین دکھا اب آیندہ دیکھیے کیا ہوتا ہی اب یہ میلہ عمر بھر ہنوگا روح سامری کو صدمہ ویا عیش مین ہم سبھون کے خلل پڑا غدر نے افراسیاب کے یہ روز سیہ دکھایا کہ عمرو کو گنبد بے نور کا پتا ملا ہم لوگ جانتے تھے مسلمان عمر بھر لڑینگے مقام ونشان لوح نہ پاوینگے یہ تو سب اس طور سے شکایت سامری وجمشید وافراسیاب کرتے ہوئے جاتے ہین

اب حال خواجہ سنیے نظم
درین پردہ آواز نالم چو نے
مغنی فغانی کہ آمد بجان
باحوال جم یا باحوال کی
درین زیر نہ پردۂ آسمان
کوکب درخشان بہج فطرت

نیر تابان فلک ہمت آفتاب عالمتاب چرخ متانت ماہ شب افروز آسمان جرأت یعنی خواجہ عمرو جب گنبد بے نور مین داخل ہوے یہ معلوم ہوا کہ مین کسی بلندی پر سے کودا اندھیرا انتہا کا بعد عرصۂ درازہ پاؤن زمین پر قائم ہوئے نگاہ اٹھا کے دیکھا نہ نشان دریاے قہار معلوم ہوتا ہی گنبد بھی معدوم ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز ریتی کا جنگل کہین نشان انسان وحیوان نہین درخت بے برگ وشاخ صحراے ریگستان وسیع وفراخ

جہانتک نگاہ کام کرتی ہی وہی دشت ہولناک بے خس وخاشاک ہواے گرم کے جھونکے چل رہے ہین تمام دشت کرۂ آہنگران ہر شجر خوف ہواے گرم سے مثل بید لرزان اس مرز وبوم شوم مین صد اے بوم نہین ہر ذرہ مثل شعلۂ جوالہ چمک رہا ہی اگر جسم پر پڑ گیا قلب تھرایا سوزش جہنم کا ذکر آیا خواجہ عمرو کو پیاس نے بیقرار کیا جستجوے آب مین چہار جانب دوڑنے لگا آب اس دشت آتش بہار مین نایاب چشمۂ آفتاب پر نگاہ پڑتی ہی اُس سے سیرابی غیر ممکن اس دھوپ مین ہر ایک سمت براے آب دوڑ دھوپ کرتا ہی پیاس کی شدت مین نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی طپش قلب ترقی پر ہونٹھون پر جان مضطر کئی کوس کا میدان طے کیا مگر پانی دستیاب نہوا چاہتا ہی کوئی مقام سائے کا ملے لمحہ بھر آرام لون اس سوزش حرارت سے جان بچاؤں سایۂ غیر ممکن

نظم

دشت پرہول ہر طرف سنسان
مسکن خوف و بیم ہو کا مکان
بونڈے گردباد کے ہر جا
کرۂ نار دھوپ سے صحرا
تابش آفتاب زورون پر
ذرے اسپند دشت سب مجمر

خواجہ اس قدر اس دھوپ مین گھبرائے کہ پیاس سے لبون پر دم آیا سوزش وحرارت سے قلب تھرایا دن سارا اسی دوا دوش مین گذرا شام تیرہ روزگار کا اسی دشت ہولناک مین سامنا ہوا سمجھے ستے کہ اب آرام ملیگا ایک مقام پر عمرو ریتی مین بیٹھ گیا جھونکے ہواے گرم کے پہلے موقوف ہوے یہ ٹھیکا جاتا ہی شب کو اور زیادہ مصیبت کا سامنا ہوا اندھیرے سے دل گھبرایا کالی بلا سے پالا پڑا روشنی کا کہین نام نہین غولان بیابانی دوڑتے پھرتے ہین آنکھین اُنکی مثل مشعل کے روشن براے مسافران رہزن کہین مار سیاہ گھبرا کے بانبی سے نکلا ہی اوس چاٹنے کی فکر کر رہا ہی اُس وادی جہنم مین اوس کہان مار سیاہ کے کلیجے مین چھری غم کی گڑی اُسپر بھی اوس پڑی کہین اژدر آتش فشان ریتی مین لوٹتا ہی اپنی آگ مین آپ جلا جاتا ہی آسمان پر بھی اندھیرا چار طرف سے غم والم نے گھیرا تڑپ تڑپ کے وہ رات عمرو نے بسر کی صبحکو دیکھا نیر اعظم کے نکلتے ہی ہواے گرم چلنے لگی خواجہ عمرو کا جب بھوک پیاس سے عجیب حال ہوا انتہا کا غصہ آیا خیال مین گذرا ہم تو آٹھ پہر سے بھوکے پیاسے مر رہے ہین برق وضرغام مفت خوری زنبیل مین کر رہے ہین ہم پر یہ مصیبت اُنپر راحت میوے کھاتے ہونگے مزے اُڑاتے ہونگے

ای خواجہ جو ہم سوچے تھے وہی ہوا ملازمان افراسیاب پردے مین دوستی کے دشمنی
کر گئے اس سحر لے آفت خیز مین پھنسا دیا اب افراسیاب سے جا کہینگے عمرو کو ہم نے
مار ا آگ لگے گنبد بے نور کو عمر بھر عیاری کی ہم بیچارے بھولے آدمی مکر کو مکارون کے نہ سمجھے
گنبد بے نور مین چل دیے کود پڑے وہ بیچاری تتلی خیر خواہ تھی اُسنے نیک و بد سُنا دیا ہمارے
قیاس مین نہ آیا خیر خدا اُن سبھون سے سمجھے گا ایک دن مکار جہنم مین جائینگے مجد غریب کو مار کر
کیا پائینگے ایسے ایسے خیال کر کے بیچ جنگل مین کھڑے ہین پانون مین آبلے پڑ گئے ہین زنبیل سے
برق و ضرغام کو نکالا جیسے ہی وہ زنبیل سے نکلے دشت ویران کو دیکھکے تھرا گئے ضرغام
تو چپکا کھڑا ہی مگر برق تو بڑا تیز ہی پوچھا اُستاد یہ کیا مقام ہی کیا اسی دشت کا وادی جہنم نام ہی
عمرو نے کہا میری پاپوش جلانے گنبد بے نور مین کودا تھا اس ریگستان مین آ کر نکلا باغبان
وغیرہ پھنسا گئے جعلسازون نے دام تزویر بچھایا مجد بیچارے بھولے غریب سے کہدیا صاحب
یہی لوح ملنے کا راستہ ہی مین اُنکے دام مکر مین پھنس گیا بے سمجھے بوجھے پھاند پڑا آج تین دن
گذرے کہ آب و دانے کا نام نہین گرمی سے یہان کی کلیجہ بھُن گیا مین تو اب نوبت بجان
وکارد باستخوان ہون آپ دونون صاحبون کو اسواسطے نکالا ہی کہ میرے پاس سے جانے
برق نے کہا اُستاد نہ گھبرائیے ہم جانبازی کو حاضر ہین رزاق مطلق آب و طعام بھی پہونچائیگا
رہبر کامل منزل مقصد کا چہرۂ زیبا دکھائیگا غلام جستجو کرینگے آپ کے تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر
رہ نہ جائینگے اگر اصل مین باغبان وغیرہ نے ایسا ہی کیا تو انشاء اللہ اُنسے بدلہ لینگے اُنکو
بھی کسی مصیبت مین پھنسائینگے اب گھبرانے سے کیا فائدہ آپ نے بہت خوب کیا
ہمکو نکال لیا صلاح کر کے کوشش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھرینگے باغبان قضا و قدر
پھر نہال کریگا نخل تمنا پھولے پھلیگا خواجہ نے کہا بس بس زیادہ نہ باتین بناؤ میرے سامنے
سے دفعان ہو اب اُن پھنسانے والون کو ہم کہان پائینگے جو سزا دینگے آپ بڑے قانع
ہین بے صبر ہونے سے مجکو مانع ہین مجکو زبان درازی زیادہ نہین پسند آتی ہی بھوک پیاس
سے میری جان جاتی ہی بڑے شاگرد رشید ہو فرزند سعید ہو لاؤ کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ برق نے
کہا اُستاد ہمارے جدا ہونے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا یہ فعل سراسر لاطائل ہوگا حضور قبل شام ۲۰۰

شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد انبوہ را ٭ مصرع صبر تلخ ست ولیکن
بر شیرین دارد ٭ عمرو نے کہا بڑے صابر و جابر ہو میرے سامنے سے جاؤ کیہ صبر و جبر کرو
مین اپنی جان سے بیزار ہون بھوک پیاس سے بیقرار ہون جسپر تین دن گذر رہے ہون
اُسکے دل سے پوچھیے تم تو زنبیل مین تھے اُستاد کے شاگرد بنکر خوب مزے اُڑائے ہونگے
آب سرد پیا ہوگا میوے تر و خشک کھائے ہونگے چبا چبا کے باتین کرتے ہو مجھے چرب زبانی
سے نفرت ہی اپنے حال مصیبت مآل پر بڑی حیرت ہی ہاے مین نے اُن نالائقون کا
کیون کہنا مانا اپنے کو اس مصیبت مین پھنسایا برق تو منت کر رہا ہی مگر ضرغام نہایت
آتش خو شعلہ مزاج ہی کہا بہت اچھا والد نامدار ہم جاتے ہین آپ کاہکو خفا ہوتے ہین
پروردگار ہمکو اس کرۂ جہنم سے نکالیگا بعد مصیبت کے راحت ہوگی کھانے کی فکر پانی کی جستجو
کرینگے رزاق مطلق رحم کریگا خواجہ عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے مارے کہا کیون
بے نالائق جوانا مرگ ہم اپنی مصیبت مین ہین ہم سے زبان لڑاتا ہی اس گرمی مین شعلہ مزاجی
دکھاتا ہی پال پوس کر جوان کردیا جاؤ کما و کھاؤ کبھی کوئی ٹکرا باپ کو بھی دینا نصیب ہوا میرے
ٹکڑے کھا کھا کے پلے ہو ضرغام نے کہا ہر مہینے کی تنخواہ آپ لیلیتے ہین کبھی تنخواہ مین کوئی
لگا دیتے ہین ہم اپنی لوٹ مار مین بسر کرتے ہین ناحق کا ہمپر غصہ ہی ہم کیا کرین کیون آپ
مصیبت مین پھنسے کچھ ہمنے اس مصیبت مین پھنسایا ہی اُسکا غصہ آپ ہمپر اُتارتے ہین ناحق
ہم کو مارتے ہین عمرو نے کہا ابے تنخواہ کیسی بلکہ مہرخ پر چڑھتی ہی اُنسے کیون نہین مانگتے جاؤ
جاکے طلب کرو تمکر امی پیکر باندھو عرضی لکھواؤ منصفی مین جاؤ وکیل کرو محکمۂ اول مین جاؤ اپیل
کرو بقول شاعر شعر نہ بلبل ذکری گل بے دلیل است ٭ وکیل نالہ در فکر اپیل ست ٭ ہم جانتے
ہین تم سب کچھ کروگے ہمارے منھ پر کہہ بیٹھے تنخواہ ہماری یہ نوکری کے لائق ہین کچھ عیاری
بھی آپ کو آتی ہی عیاری کس جانور کا نام ہی عمر بھر کبھی تجکو نہ آئیگا ہمیشہ جوتیان کھائیگا ضرغام
تو یہ سنکر کنارے ہوا کہا حضور بس کڑے ہوے مردے نہ اُکھیڑیے ہم ابھی جاتے ہین
ایسا نہو کچھ ہمارے منھ سے نکل جاے جہنم کا سامنا ہو آپ کی پرورش تو ظاہر ہی کہین سے
لوٹ مار کر لاتے ہین وہ بھی تو آپ چھین لیتے ہین ہم ایسے سعادتمند ہین کہ دیدیتے ہین

عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے اور مارے ضرغام بلک گیا روتا ہوا پیچھے ہٹا دہی کوڑا
لیکر برق پر چلے برق بھی تڑپ کر بھاگا کہا استاد لیجیے جاتے ہین کوڑے کھانے کی
طاقت نہین یہ کہکر دور کھڑا ہوا اور رو کر کہنے لگا استاد اب آپ کو منھ نہ دکھائینگے اس دشت
ویران مین بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے ایک دن کے کھانے کو تو ہمکو دیدیجیے
عمرو نے کہا اے نالایق مین آپ بھوکون مرتا ہون میرے پاس کیا رکھا ہی برق نے کہا
حضرت خضر کا مشکیزہ اور کلچہ آپ کے پاس ہی وہ کیون نہین نکالتے آپ بھی کھائیے
ہمین بھی کھلوائیے عمرو نے کہا وہ تو مجھسے چھین لیگئے بزرگان دین کسی کا پاس کرتے ہین
اور اگر ہوتا بھی تو مین نہ دیتا اسمین حکم ہی جب آدمی چالیس روز بھوکا پیاسا رہے تب اُس
کلچے کو کھائے مشکیزے کا پانی پیے برق نے کہا استاد خدا سے ڈریے چالیس دن مین
آدمی زندہ کاہیکو رہے گا عمرو نے کہا ہماری بلا سے جانے چاہے کوئی مرے چاہے کوئی
جیے لیجیے آپ دونون کے حال پر رحم کرتا ہون ایک سوکھی روٹی خمیری پڑی ہوئی ہی
لو آدھی آدھی بانٹ لو برق نے کہا استاد ہم دونون جوان ہین آدھی روٹی مین کیا ہوگا
ڈاڑھ بھی تو گرم نہوگی عمرو نے آدھی آدھی دونون کے آگے پھینک دی کہا چاہو کھاؤ
چاہو مرو یہ کہکر اسی صحرائے ریگستان مین خواجہ ایک جانب چلے ضرغام نے کہا ای
برادر برق قبلہ وکعبہ نے تو چشم مروت پر ٹھیکری رکھ لی نگاہ پھیری اب اپنے مسبب الاسباب
کو یاد کرو جستجو مین مصروف ہو مگر نہین معلوم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی ساتھ
رہنا مناسب نہین نام ہمارے اور تمھارے مشہور ہین کل ساحران طلسم ہوش ربا
پہچانتے ہین اگر ایک گرفتار ہو دوسرا محفوظ رہے برق کو یہ رائے پسند آئی کہا ہان بھائی
سچ کہتے ہو یہ صلاح کرکے دونون الگ الگ چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مگر
مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری نے غصے مین یہ کام کیا برق و ضرغام کو اپنے
پاس سے نکال دیا اسی صحرائے پرہول مین ایک مقام پر جا کے ٹھہرے سوزش و حرارت
دمبدم صحرا کی بڑھتی جاتی ہی طبیعت تسکین نہین پاتی ہی اب سوچے کہ ای عمرو یہ تمنے کیا
حرکت کی ایسے عیار خنجر گذار طرار فرار مکار غدار مصیبت جھیلنے والے جان پر کھیلنے والے

اگر ساتھ رہتے قوت بازو زینت پہلو خیر خواہ جان نثار ہزار طرح کا مطلب نکلتا غصے کا کام
خراب ہی ترقی پر اضطراب ہی لاحول پڑھکر رونے لگے پھر جو کچھ خیال آیا پکارتے ہوئے دوڑے
بیٹا برق وضرغام کہان گئے آؤ میرے پاس چلے آؤ ملول نہو وہ دور نکل جا چکے تھے
اگر سنا بھی تو تساہل کیا اب خواجہ زیادہ بدحواس ہوئے اپنی حرکت پر نفرین کرتے ہین آخر
مجبور و ناچار مضطر و بیقرار اپنی حرکت ناشایستہ پر منفعل ایک جانب روانہ ہوئے تھوڑی
دور راستہ طے کر کے اُسی صحراے بے آب و گیاہ مین ایک مقام پر عمرو ٹھہرا تین شبانہ روز
عمرو کو گذرے ابھی تک کوئی ساحر و غیر ساحر عمرو کو نہین ملا اس وجہ سے زیادہ انتشار ہی
دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو کاش کے کسی راہگیر سے ملاقات ہو آتا تو دریافت کرون کہ کیا مقام ہی
اس بیابان آتش خوار کا کیا نام ہی اب تو جیسی پڑے جھیلنا چاہیے مگر برق وضرغام کا
جدا کرنا بڑی حماقت ہوئی وہ اگر ساتھ ہوتے خبر لاتے اُن کمبختون سے صلاح کرتے اب وہ
بیچارے بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے ای عمرو عقل پر بھی زوال ہی اب فرزند
و شاگرد کے واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ہی اس غربت مین اُنپر کیا گذرے گی اس سوچ
مین خواجہ کھڑے تھے کہ دور سے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گھبرایا ہوا چلا آتا ہی مگر بدحواس
مثل صید خائف چوکنا ہر ایک جانب گھبرا کر دیکھتا ہوا صاف ظاہر ہی کہ پانی کی جستجو اُس
بے آبرو کو ہی وہ ساحر قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے آواز دی ابے او ساحر کہان جاتا ہی ادھر آ
ہمین کچھ تجھسے پوچھنا ہی وہ قریب آیا کہا بھائی صاحب آپ کیا شیرین زبان ہین ابے تبے
کیسی کسی مرد آدمی کو یونہین پکارتے ہین عمرو نے کہا ہماری یہی زبان ہی بہتر ہے باوا کا اجارہ
ہی ہم سے باتین نہ بنا جلد بتلا یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی کون یہان کا حاکم ہی کون
یہان ناظم ہی اُسنے کہا صاحب ذرا زبان سنبھالیے بیہودہ کلمے مُنھ سے نہ نکالیے اس سرزمین کو
سرحد سیمابیہ کہتے ہین ہمارے حاکم کا سیماب جادو نام ہی شہنشاہ افراسیاب کا قوت بازو
ساحر خوش و نیک خو لوح طلسم ہوش ربا کا حاکم اس ملک کا ناظم آپ کون صاحب ہین کیا
کسی بڑے بادشاہ کے مصاحب ہین جو چبا چبا کر باتین کرتے ہین دم یکتائی کا بھرتے ہین
عمرو کو دل لگی سوجھی کہا کیون جی تم مجھکو دیکھ رہے ہو میرا چہرہ کیسا ہی قد و قامت کتنا بڑا ہی

اسنے کہا صاحب آدمی معلوم ہوتے ہو عمرو نے کہا او ناری تو نے مجکو نگاہ بھر کے دیکھا جلکے
خاک کیون نہوا بدولت کا نام قہر و غضب سامری ہی رگ رگ مین آگ بھری ہی مگر دیکھ اب
تجکو جلاتا ہون او جبنی تجکو خاک مین ملاتا ہون یہ کہکر آنکھین نکالین سُرخاب جادو گھبرا کر
بھاگا عمرو پکارتا ہوا پیچھے دوڑا لبے او سرخاب ٹھہر جا ایک بات سُن لے تجکو آدھا جلاؤنگا
نصف ٹھنڈا رہیگا سرخاب جادو پر پرواز پیدا کرکے اُڑ گیا نظرون سے مخفی ہوا عمرو نے
پھر اپنے فعل پر نفرین کی دل سے کہتا ہی کہ ای عمرو تجکو کیا ہو گیا ہی عقل پر بالکل پتھر پڑے عیاری
مکاری سب بھول گئے اتنا بڑا نشان پایا مناسب تھا اُسکو گرفتار کرتے اُسکی صورت بن کے
باغ سیماب مین جاتے افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا غضب ہوا مین بالکل بیوقوف ہو گیا
عمرو دل سے باتین کرتا ہوا پلٹا مگر حال اس سرحد کا سماعت فرمائیے سرخاب جادو جو عمرو
سے خائف ہو کر بھاگا باغ سیماب مین آیا واضح ہو کہ سیماب باغ سیماب کا حاکم ہی وسط باغ
مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت تکلف سے آراستہ اُسپر سات گلدستے جسمین گلہا
عجائب و غرائب پتیان سرسبز نہایت نیرنگ سازی گلگون طرازی سے درست کرکے رکھے
ہین اُن گلدستون پر افراسیاب خانہ خراب نے ایک ابر سیمابی درست کیا ہی تاثیر اُسکی
یہ ہی کہ افراسیاب نے سیماب جادو سے کہدیا ہی کہ جب عمرو مع اسد غازی سرحد
باغ سیماب مین پہونچے گا ابر کو جنبش ہوگی اور جب خاص اندر باغ کے وہ باغی داخل ہوجائیگا
ابر سیمابی رنگ تازہ دکھائیگا یعنی چرخ ماریگا یہ علامت قرار پاچکی ہی سیماب جادو بارہ دری
مین بیٹھا ہی یہی ذکر ہو رہا ہی کہ باغیون نے بہت سر اُٹھایا ہی طلسم کشا کو رہا کر لیا سیماب اپنے
رفقا کو جواب دیتا ہی رہا ہونا اسد کا بیکار ہی لوح نہین دستیاب ہو سکتی کون مرحلۂ غافل و
ہوشیار فتح کرے گا باغ باغبان سے کیونکر گذریگا دیوانہ پری بنکر سر ٹکرائیگا بو سے پھولون کی
مست ہو جائے گا اگر باغبان قدرت نے اپنے باغ کو خود مٹایا گنبد بے در مین داخلہ مشکل
ہی کون ایسا مرد کامل ہی اگر ایسا بھی ہوا صحرائے سیمابیہ مین گرمی سے مرجائیگا تشنگی نہ سہہ سکیگا
بعض کہتے ہین حضور عمرو بڑا عیار ہی نہایت مکار و غدار ہی شہنشاہ عیاران قاتل ساحران
لقب ہی بڑا بیڈھب ہی ملکہ مخمور صاحب مسلمان ہوچکی ہین اس مقام کی راز دار ہین بڑی

ہوشیار ہین بلکہ بہار جادو بھی ایک بغاوت دکھا چکین سیر گلشن اسلام مین مصروف ہین انکی ذات پر بڑے بڑے کام موقوف ہین باغبان قدرت قوت بازوے افراسیاب بھی شریک ہوا ہی بہار و باغبان کا ساتھ ٹھیک ہوا افراسیاب ایسا غافل ہوا ان تینون کے قتل واجب ولازم تھے سیماب نے کہا افراسیاب بڑا ساحر نامی شہنشاہ گرامی ہی جسدن چاہے گا لڑائی کو فتح کریگا لاشون سے میدان بھر دیگا اپنی اپنی عقل کے موافق ہر ایک کا کلام ہی سیماب نے کہا یارو ہم تک نہین کوئی آسکتا اور مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکھتا باغبان و مخمور و بہار کیا چیز ہین افراسیاب کو غرہ ہین مین گلشن بہار کا گلچین نہین ہون کہ مین انکی صورت زیبا دیکھکر اشعار رنگین پڑھون میان باغبان کا پاس کرون بی مخمور کی نشیلی آنکھین دیکھکر مست ہوجاؤن محبت سے نگاہ ملاؤن اگر آنکھ غضب کی ڈالون بی مخمور کی آنکھین پتھرا جائین نرگس شہلاے باغ سے آنکھ ملانا بھول جائین یہ کلام حسرت انجام درپیش صاحبان سیماب کو پس وپیش کہ سرخاب گھبرایا ہوا آیا پسینے پسینے کانپتا ہوا ہانپتا ہوا سامنے سیماب کے گر پڑا سیماب نے پوچھا خیر تو ہو سرخاب جادو کی زبان بند دل دردمند منھ سے بات نہین نکلتی حضور حضور کہتا ہی کبھی اپنے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہی سیماب جادو نے اُٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا برادر ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو بیان تو کرو کیا کوئی بلاے تازہ نازل ہوئی سرخاب نے گھبرا کر کہا پہلے تھوڑا پانی پلائیے غلام کی آبرو بچائیے آبدار نے لاکر جام آب دیا سرخاب نے جب پانی پیا ہوش وحواس درست ہوے کہا اے شہنشاہ آپ کا نام سیماب ہی غلام حضور کے واسطے بہت بیتاب ہی شعلۂ آتش قہر سامری کا اس حوالی باغ مین آگیا مین تو بچا مگر حضور سیماب ہین اُڑ جائینگے ہم لوگ کیونکر پتا پائینگے مسلمان آپ کا کشتہ بنائینگے حضور ہمارے نزدیک کیمیا ہوجائینگے یہ قہر سامری بڑا مہوس ہی جنگل مین بوٹیان پتیان ڈھونڈھتا پھرتا ہی کانٹون مین اُلجھکر نہین گرتا ہی جلدی تدبیر کیجیے سیماب جادو یہ حال حسرت مآل سُنکر تڑپ گیا کہا اے سرخاب مین اس پہیلی کو اچھی طرح نہین سمجھا ہوش مین آ بالتفصیل سمجھا کہا حضور غلام راہ مین آتا تھا قہر سامری سے ملاقات ہوئی اُنھون نے فرمایا مین شعلہ آتش قہر سامری ہون تو نے مجھپر نگاہ ڈالی کیون نہ جل گیا حضور یہ گرما گرمی سُنکر مین بھاگا وہ پکارتا ہوا میرے پیچھے دوڑا حضور سحر نے آبرو بچائی

پر پرواز پیدا کرکے اُڑا بشکل ہیانتک پہونچا سیماب جادو ہنسا کہا ای سرخاب کیسا قمر سامری تجھسے جلا سینگے کیسی افسونگری باکل مہمل باتین کرتا ہی تجھکو کوئی جادوگر ملا تھا تیرا شناسا یا غیر شناسا تھا کہا حضور آدمی بھی عجیب الخلقت مہیب صورت مین سنے کبھی اس وضع کا آدمی نہین دیکھا مصور خیال تصویر نہین کھینچ سکتا مانی و بہزاد ہوتے تو آہ کھینچتے ہاتھ بصد اکراہ کھینچتے سیماب یہ حال مصیبت مآل سُنکر متردد و متوحش ہوا بارہ دری سے باہر نکل آیا سیماب کے دل پر غم و الم چھایا طرف ابر سیمابی کے دیکھا ابر مین جنبش ہی کہا لو یار و غضب ہوا عمرو عیار مع اسد نامدار حوالی باغ سیماب مین آگیا ای سرخاب جلد جا جس شخص کو تونے دیکھا تھا اُسکو پکڑ لا خبردار تامل نہ کرنا وہ ساحر نہین ہی ہرگز نہ ڈرنا اگر اُسکو گرفتار کرکے لائیگا نہال ہوجائیگا سرخاب جھپٹا صحرا مین آکر چہار جانب مثل غول بیابانی دوڑنے لگا دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ وہی ساحر پھر آیا یہ تو کنارے ہوے کہین جاکر چھپے مگر سرخاب بیقرار بیتاب انعام و اکرام کی خواہش عمرو کے ملنے کی کاہش ہر ایک جانب جاتا ہی یک خیال کو دوڑاتا ہی ہوا ے گرم چل رہی ہی بونڈلے گرد کے چہار جانب سنسان اُس ویرانے مین دیکھا ایک سیٹھنی برجی تھالی ہاتھ مین اسمین کچھ پھول گرم گرم موہن بھوگ ایک گلابی شراب کی گوری گوری صورت نشیلی انکھڑیان اٹھکیلی کی چال زیور سے زینت جسم دوڑی ہوئی جاتی ہی سرخاب چال ڈھال دیکھکر مرگیا کلیجے پر خنجر ابرو پکارتا ہوا دوڑا کہ جانے والی ذرا ٹھہر جا اس دھوپ مین کہان جاتی ہی جفا گرمی کی اُٹھاتی ہی اُسنے پھر کر دیکھا ہنسکر کہا کیون رے کیا تو کوئی قزاق ہی جو عورت کو اکیلا پاکر راہ مین گھیرتا ہی تجھسے کیا بتائین کہان جاتے ہین ہمارا سیٹھ بیمار ہی ٹھاکر کی پوجا کرنے جاتے ہین سرخاب قریب آگیا اب تو نگاہ لڑی کلیجے مین چھری مژگان کی لگی بھولی بھولی باتین محبت کی گھاتین یاد ابرو دے خمدار خنجر خونخوار خود جلاد سرخاب نے کلیجہ تھام لیا بدحواس ہوکر سامری کا نام لیا نشۂ محبت سے لڑکھڑایا بمشکل اپنے کو سنبھالا گرد گرداں فریفتہ لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا بھیجی جی دیا کیجیے ذرا دیر ٹھہر جائیے مین تمھارے سیٹھ کے لیے دوا بتاؤن تمھارا بھی علاج کرون مسکرا کر اُسنے جواب دیا کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا تو کوئی بڑا بید ہی یا حکیم ہی ہم کاہیکو ٹھہرین کیا ہمارا جان پہچان قدیم ہی مہاجنون مین بدنام ہوجائینگے ساکھ جاتی

رہیگی ہمارے سیٹھ کی ہنڈوی نہ بنیگی سرخاب نے کہا مین بھی کھاتہ دیکھ لونگا درگئی کا سود
لگادونگا دو باتین سن لو پھر چلی جاؤ سیٹھنی درہ کوہ مین بیٹھ گئی کہا بتلا کیا کہتا ہی کونسی دوا بتلاتا ہی
سرخاب نے کہا یہ بوتل مین کیا ہی اُسنے کہا ٹھاکرجی کے بھوگ لگانے کی شراب ہی کہا پرشاد
ہمین بھی دو اُسنے بوتل آگے بڑھادی کہا یہ پرشاد ہی مگر تیری جان کو جلادیگی او بھروے چوس
ٹھنگ اسمین زہر ہلاہل سمجھ کے پینا کلیجہ کٹ جائیگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا سرخاب سمجھا
ہی اس دھمکانے ڈرانے کو کب مانتا ہی بوتل اُٹھا کر مُنھ سے لگالی پیتے ہی گھبرا گیا پیشانی پر موت
کا پسینہ آگیا اُف اُف کہتا ہوا اُٹھا کبھی پوچھتا ہی اس شراب مین کیا ملا تھا اُسنے کہا جو مین نے
کہا وہی تھا زہر قاتل سودہ الماس کف مار سب کچھ اسمین ملا تھا نالائق تو کیون پی گیا ہمین نہین
پہچانتا وہی قہر سامری بات بات مین افسونگری قاتل ساحران سرکوب کافران ماہ آسمان
وقار خواجہ عمرو عیار سرخاب ہاے کہکے دوڑا بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا عمرو نے
بتعجیل سرخاب کو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگایا
طرف باغ سیماب کے چلے یہان سیماب جادو نے ورق سامری مین دیکھا بیقرار ہوکر کہا
ارے عقاب جادو جلدی جا عمرو نے تیرے بھائی کو پکڑ لیا جلد جا کر عمرو کو مار عقاب
چلا صحرا مین آکر ڈھونڈھنے لگا دور سے دیکھا سرخاب پشتارہ بدوش آتا ہی پکار کر پوچھا بھائی
خیر تو ہی عمرو نے جواب دیا بھائی مین نے ساربان زادے کو پکڑا مگر بڑا فعلیا ہی خوب تلوار
چلی ساحر بھی ہی بڑے بڑے ظالم نے سحر کیے مگر مین آپ کا تعلیم کردہ ہون بڑے زور و شور سے
گرفتار کیا لو بھائی اسکو قتل کرو سر کاٹ کے سیماب جادو کے پاس لیچلو انعام و اکرام ملے گا
جاگیر لینگے تعلقدار بنکے بیٹھینگے عقاب خوشی خوشی قریب آیا عمرو نے سامنے اُسکے سرخاب
کو بشکل عمرو عیار رکھدیا کہا بھائی تم اپنے ہاتھ سے قتل کرو تم جانتے ہو میرا خون بہت ہلکا ہی
کسی کی فصد کھلتی ہی تو مجکو غش آجاتا ہی عقاب جادو تیغہ کھینچکر دوڑا سرخاب کے
گلے مین گیند ٹھنسا ہوا ہی غین غین کرتا ہی اشارون سے یہ مطلب ہی کہ مین تیرا بھائی ہون
خبردار قتل نہ کرنا عمرو نے کہا دیکھو بھائی یہ مکار کیا اشارے کرتا ہی جلد ہاتھ لگاؤ ایسا نہو کوئی
اسکا مددگار آجاے پھر قتل کرنا دشوار ہو میری محنت بیکار ہو عقاب جادو نے ہاتھ تلوار

کا مارا سرخاب جادو کا سر کٹ کے گرا آواز آئی کشتی مرا نام تھا سرخاب جادو بود عقاب نے کہا بھائی یہ کیا ہوا عمرو تو بشکل سرخاب انکے پہلو مین کھڑے تھے لپٹ کے خنجر مارا کہا دیکھو یہ ہوا ستم مہر سپہر عیاری عقاب کا بھی طائر روح قفس جسم خاکی کو توڑ کر اڑ گیا وہان سیماب نے اوراق سامری مین دیکھا تو پر ہاتھ مارا کہا او یار و عقاب نے سرخاب کو مارا عقاب کو عمرو نے قتل کیا کہا لینا جانے نہ پائے کئی ساحران غدا چلے یہان عمرو دونون کے کپڑے اتار رہا ہی کہ سامنے آکر ساحرون نے آواز دی کہ او مکار کیا کرتا ہی ہم آپہونچے عمرو نے پلٹ کر دیکھا ساحر قریب آچکے ہین سحر کیا چاہتے ہین عمرو نے حقۂ آتشبازی مارا اسکا ہاتھ جلا کسی کا منھ پھکا کئی ناری واصل جہنم ہوئے دس پانچ اسمین کم ہوئے انکے غول مین سے عمرو جست کرکے بھاگا ساحرون نے پیچھا کیا جب وہ قریب آجاتے ہین عمرو نعرہ کرکے جا پڑتا ہی ساحرون سے بعیاری لڑتا ہی کسی کو حلقۂ کمند مارا کسی پر حباب بیہوشی لگایا ساحر کے منھ پر پڑا وہ بیہوش ہوکے گرا عمرو نے خنجر مارا کسی کو تلوار سے کسی کو تیر سے کسی کو عقل و فطرت و تدبیر سے ہنگانہ رستمانہ لڑتا ہوا صحرا مین جاتا ہی ساحر پیچھا نہین چھوڑتے مگر عمرو اس تیزی سے لڑ رہا ہی ساحرون کو ہونٹھ ہلانا دشوار ہوا ساحر نے منھ کھولا چاہا سحر پڑھون عمرو پر ماش کے دانے ہارون خواجہ نے بہ تعجیل تمام تیر کنجے مین رکھکر مارا حلق مین پڑا گدی کو توڑ کے پار گذرا ساحر گرا اندھیرا ہوا عمرو پھر بھاگا جب کئی ساحر مارے گئے دس مین جہ باقی رہے بھاگے عمرو تو دور نکل گیا گلیم اوڑھکر غائب ہوا اگرچہ ساحر پیچھے خاک اڑاتے سامنے سیماب جادو کے آئے کہا ای شہنشاہ کون کدھا کہتا ہی کہ عمرو ساحر نہین ہی علم افسونگری سے ماہر نہین ہی بہت بڑا جادوگر ہی صاحب فضل و ہنر ہی دم لینا مشکل کردیا لاشون سے میدان بھر دیا پھر سحر کرکے غائب ہوگیا کسکو ڈھونڈھین کہان تلاش کرین اب سیماب کے ہوش و حواس باختہ ہوے ابر سیمابی کی جنبش مین ترقی ہی زیر ابر گلدستے بھی شگفتہ ہین جیسے آمد بہار مین پھول کھلتے ہین طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہین صنعت باغبان قضا و قدر مین بولا چاہتے ہین سبز پتیون پر زمرد ریحانی کا عالم شاخین دست تمنا رنگ و بو مین بھی ترقی ہی قریب گلدستون کے ہوا ے سرد چل رہی ہی سیماب جادو نے کہا یار دو

باغی سرحد باغ سیماب مین موجود ہی بادولت جا کر سامنے ابر سیمابی کے جلوہ فرما ہوتے ہین وہ ہر
ہر نگاہ سبے دروازہ باغ کا بند کرو آمد و رفت موقوف ہو کوئی پکارے خبردار دروازہ باغ کا
نہ کھولنا آج باغ مین انقلاب ہی دیکھو تو سنبل کو پیچ و تاب ہی نرگس کی آنکھین پتھرائی ہین سوسن
خاموش دریاے حیرت کا جوش سب شجر نخل ماتم ہو رہے ہین پتے خنجر بران نہرین مثل آئینہ
حیران جا بجا خاک اڑ رہی ہی باغ سنسان معلوم ہوتا ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی خوف سے بو نہ
دم ہی دیکھیے خداوند لقا کیا تقدیر کرتے ہین یہ خداوند جانتی جوت کا جسدن سے حوالی طلسم موتمنا
مین آیا ہر روز نیا انقلاب ہی ہزارون دوست دشمن ہوے راہبر رہزن ہوے طلسم کشا کا رہا
ہونا گنبد نور سے چھوٹنا مقام تعجب ہی ایسے مقام محفوظ پر جب ساربان زادہ پہونچ گیا تو یہان آنا
کیا مشکل ہی نہین معلوم کون کون راہبر ہین ہمراہ کتنے ساحر ہین باغبان ملکہ ام مخمور دشمن جان
بی بہار ساز دار بھی سب ساتھ آئی ہونگی ساربان زادے کو ہمراہ لائی ہونگی انکی سحر و ساحری
افسونگری چست و چالاکی ساربان زادے کی مہیا کی سب طرح کے سامان مسلمانون کو مہیا ہو گئے
ہمارے افراسیاب صاحب عیش مین معروف ہین وزرا امرا انکے سب بیوقوف ہین جبتک
کوئی تدبیر نہوئی ہمکو بھی اطلاع نہ کی دو کلمے لکھنا محال تھا کیا بڑا کمال تھا اپنے بادہ غرور مین مست ہی
آٹھ پہر شراب و کباب مین مصروف ہی صدہا شاہزادیان واسطے خدمتگزاری کے ہر مقام پر حاضر
ہین آٹھ پہر انکے جمال کی ناظر ہین زنان سلطنت لاچین مین بڑے بڑے کام کیے سلطنت کو
اپنے مالک کی مٹا دیا کیا خوب نام کیا سلطنت لیتے ہی آپ سے باہر ہوے اب غفلت کے
انجام ظاہر ہوے سرکوب آپہونچا عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب وہ شخص ہی اب بھی اگر
سنبھل جائے ہوش مین آئے تمام ساحران عالم ایک طرف ہون یہ اکیلا تمام دنیا کو درہم برہم
کرے خیر اب ہم خود انتظام کرتے ہین اس باغ مین وہ نیرنگ باز عیار شعبدہ ساز کیونکر آتا ہی
جاؤ دروازہ بند کرو بندوبست کرو اب جبتک ہم نہ حکم دین دروازہ نہ کھلے ملازمون نے
دروازے کا انتظام کیا سیماب جادو اسباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے ابر کے کرسی پر
بیٹھا گرد اگرد ہزارہا ساحران مکار و غدار حربہ ہاے سحر لیے ہوے آمادہ حرب و پیکار اب احوال
خواجہ عمرو تحریر ہوتا ہی کہ ساحران فرستادہ سیماب جادو سے لڑ بھڑ کر ایک جانب نکل گئے

ایک درۂ کوہ مین جاکر ٹھہرے اپنی حماقت پر نفرین کر رہا ہی کہ ای عمرو تمام عمر عیاری کی مگر خاک کچھ
نہ آیا ناحق کو سرخاب و عقاب کو مارکر اپنی جان پر آفت لی اب رسائی باغ سیماب مین
ناممکن اسی صحرا مین پھڑک پھڑک کر مرے نکلنا بھی اس سرحد سے دشوار ہی عمرو اس سوچ مین
گھرا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر اُٹھا ہوا اسی جانب چلا آتا ہی عمرو ساحر کو دیکھکر گوشے مین آیا رنگ
روغن عیاری کا لگاکر ساحر مہیب کی صورت بنا وہ ساحر جستجوے آب مین اسی مقام پر آیا
طرف چشمے کے چلا چاہتا تھا پانی پیے عمرو نے آواز دی او بدخوے آبرو ناہنجار بدکردار پانی
لب تر نہ کرنا آبرو نہ کھونا اپنے کو چاہ ضلالت مین نہ ڈبونا اُس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا بھائی
صاحب آپ تو بڑے بدزبان ہین زبان سنبھالیے اپنے ہوش مین آیئے کلمات بیہودہ نہ فرمایئے
عمرو نے کہا زبان کے ساتھ اب جو تم سنبھالینگے تو نے کیا سمجھ کے پانی کی چاہ کی ابے تو کون ہی
تیرا کیا نام ہی کہان سے آتا ہی کہان جاتا ہی کیا کسی کا نامہ دار ہی یا چور اُچکا مکار ہی ہم خاص طرف
سے سامری و جمشید کے اس مقام پر مقرر ہین بندگان سامری کی جان بچاتے ہین بھائی اب
صاف صاف مضمون تمکو بتاتے ہین اس چشمے مین اگر اژدہا پانی پیتا ہی یہ پانی نہین کف مار ہی ہر ایک
موجہ اسکا تیغ آبدار ہی حباب اسکے بس کی گانٹھ ہین گرداب آب محیط بلا نام اسکا چشمۂ فنا خانہ ہو
اسواسطے ایسے کلمات ناشائستہ کہے کہ جسمین تمکو غصہ آ کے پانی نہ پیو اب ہم تمکو پانی پلا دینگے
ٹھنڈک مین بٹھاینگے اُس ساحر نے خواجہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا بھلا تمھارا احسان یہ گالیان
مصری کی ڈلیان ہین اگر پانی پیتا ہڈیان تک پانی ہو کے بہ جاتین ای برادر اب میرا حال
سنو مین قاصد ہون خداوند داؤد کا احمر جادو میرا نام ہی خداوند کو اپنی کرامت سے معلوم
ہوا کہ ساربان زادہ حوالی باغ سیماب مین آگیا ہی پس نامہ ہمکو دیا کہ جاکر سیماب جادو
کو دینا کہ آگاہ ہو جائے عمرو باغ مین نہ آنے پائے عمرو نے سنکر کہا بھائی تمنے بڑا کمال کیا
اب ہم تمھارے حال سے ماہر ہوے پانی پیو کھانا کھاؤ یہ کہکر ایک جانب دو ٹھنڈے چھاگل
مین پانی چھلکاتے ہوے لائے دو ڈلیان برفی کی جیب سے نکالیں کہا لو بھائی نوش بھی کرو
پانی بھی پیو خالی پیٹ مین پانی پینا مناسب نہین ہی کلیجے مین پانی مثل تیر کے لگتا ہی آدمی دھوکا
کھاتا ہی ساحر نے خواجہ کے قدمون کو بوسہ دیا برفی کھائی عمرو نے ہنسکر کہا لو بھائی تمھاری موت

آئی اُسنے ہنسکر پانی بھی پیا کہا آپ کے مزاج مین بڑی ظرافت ہی پانی پیتے ہی گھبرا کر اٹھا کہا بھائی
اس پانی مین کیا شریک تھا عمرو نے کہا سم قاتل تھا ہم تو چلے ہی کہ چکے تھے کہ تمکو موت لیکر آئی ہی
بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا عمرو نے قتل نہ کیا کہ شاید جسکا نامہ وار ہی اُسکو ظاہر
ہوجاے پٹی بیہوشی کی دماغ پر اسکے چڑھا دی نامہ اُسکی جھولی سے لیا اُسکی شکل بنکر تیار ہوے
طرف باغ سیماب کے چلے

پہونچنا خواجہ عمرو کا باغ سیماب مین اور لڑنا اسد غازی کا اور جنگ مغلوب ہونا ساحرون سے ساقی نامہ مصنف

ای ساقی گلرخ وگل اندام
دے پھول کا آج پھر کوئی جام
ہان زور خمار پست کردے
ساغر وہ پلا کہ مست کردے
بے تعلق وشیشہ اپنا ہی قل
اب نشے کا ہی اُتار بالکل
ہون تنگ تری رکھائیون سے
دم ناک مین ہی جمائیون سے
بیتاب ہون کچھ تو بول ساقی
منہ شیشۂ مے کا کھول ساقی
یونہین اُگل سے جام بھر دے
کلنتے مین نظر کے قل کردے
دیدے کہین کم ہو یا سوا ہی
پیمانے کی احتیاج کیا ہی
ہر بار نہ پوچھ یہ کہ ساقی
جیسی مین چاہتا ہون ویسی
رنگین خوشبو کہن فریدار
شیرین سرخوش ہو تند گلنار
نوشین ہجان بخش روح پرور
بیغش روشن صفا معطر
روح افزا ونیم رس شفق گون
خوشبو مین گلاب رنگ مین خون
آئینہ مثال پاک شفاف
قلب صوفی کی طرح سے صاف
دیدے کہ یہ روز وقت ہی سعد
مانگی ہی پھر آج سال بھر بعد
سُن گر تجھے اعتبار آئے
لے اور بھی بادہ خوار آئے
مدہوش خبر بھی کچھ ہی گھر کی
زنجیر ہلا رہے ہین در کی
لڑتے ہین یہ چیخین مارتے ہین
چپکے چپکے پکارتے ہین
عادت انکی بھلا یہ تھی کب
شاید کہ پھنسا کوئی مہذب
زاہد پہ نہ آفت آگئی ہو
واعظ کی نہ شامت آگئی ہو
ملا کو بلا نہ لائے ہون یہ
قاضی کو لگا نہ لائے ہون یہ
ہان خوب یہ بات یاد آئی
اگلون سے جو ہی سُنی سُنائی
ان مفتیون کا یہ مسئلہ ہی
مے مفت کی ہو اگر روا ہی
مے لیتے ہین قرض و دام لیکے
دینا انکو تو دام دے کے
آفت کے ہین بادہ خوار تیرے
ہین ظلم سے میگسار تیرے
باتین جو کرین تو دل لبھائین
چپکے بیٹھین تو قہر ڈھائین

گویا خاموش دونون آفت
شعلے ہین مزاج آگ کا ہی
دیگر ساقی دریادلی عیان کر
صافی صفت سحاب دکھلائے
بادل کی گرج تُنا مین میخوار
کشتی شراب کا بندھے پُل
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
طاؤس بط شراب بنجائے
مہتاب منیر جام بنجائے
ساغر بنے چاند چودھوین کا

بیہوشی و ہوش دونون آفت
آنکھون مین زبان مین سر مین آتش
کشتی مے ناب کی روان کر
ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق
واعظ پہ ہون بھبتیون کی بوچھار
کیفیت سحر اباغ دکھلائے
شکّے کو کدو سے ہمسری ہو
صہبا مین قمر کی روشنی ہو
پیمانہ مہِ تمام بنجائے

غنچہ انکا ستم بلا ہی
پتھر کی طرح جگر مین آتش
بجلی کی چمک شراب دکھلائے
قلقل کی صدا ہو خندۂ برق
ہو جوش پہ بحر ساغر گل
نشہ مجھے سبز باغ دکھلائے
طوطی مرغ کباب بنجائے
صافی شراب چاندنی ہو
ہو دور جو آب آتشین کا

شعر جو ہین زبدۂ زمرۂ رہستان وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان نہنگ بحر
عیاری نامور و نامدار صاحب جاہ و وقار افسر سرہنگان باجگیر اقلیم مکاری کشندۂ ساحران جہان قوت بازوے صاحبقران نامی و نامدار خواجہ عمرو عیار بشکل ناصر دار خداوند داؤد طرف باغ سیماب کے روانہ ہوے قطورۂ زربفتی پہنا یہ سقرلاطی سے آراستہ جست و خیز کرتے ہوئے نہایت خوش و خرم کہ اب تو ایسے سعز و مکرم کی شکل پر جاتا ہون کہ سیماب تڑپ جائیگا بخواہش تمام اندر باغ کے بلائیگا انشاءالله باغ مین رنگ جمائینگے اسد غازی کو گلدستہ ہاے لوح تک پہونچائینگے آج ضرور لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی یہ نہین معلوم کہ ذرا باغ بندہی ہمارے آنے سے وہ واقف ہوچکا ہی انتظام کر رہا ہی حقیقت مین اُس ابر سیمابی کی یہ کیفیت ہی جسقدر خواجہ قریب باغ سے ہوجاتے ہین قدم بڑھاتے ہین جنبش ابر ترقی پہ ہی سیماب بیقرار و مضطر ہی ساحرون کا جماؤ اسکے قریب بڑھتا جاتا ہی کہتا ہی دیکھو یار دوہ ظالم اسی جانب آتا ہی کیا سوچا ہی بڑا حوصلہ ہی مگر قضا دامنگیر ہی بڑا عیار با تدبیر ہی یہ بیان کر رہا ہی سننے والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہین حضور طائر وہم و خیال کے پر جلتے ہین اس صحراے آتش خیز کے ذکر سے زبان پر شعلے نکلتے ہین کیونکر اس صحرا مین بسر کی کیونکر شب ہوئی کیونکر سحر کی صاحب طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی روشن ہی کہ

اوج پر اُسکا نیر اجلال ہی ایسی قید شدید سے رہا ہونا عرصہ دراز تک زندہ رہنا جفاے
قید شدید سہنا اسی شیر کا کام ہی بڑا صاحب جرأت ولیاقت ہی وقائع مین تحریر ہی مورخین
کی صاف صاف تقریر ہی کہ آٹھ برس کے سن مین اس نہنگ بحر جلالت نے خروج کیا اولان
اول دربند ہوشنگیہ پر پہونچا اُسی کم سنی مین اٹھارہ امیرزادے ساتھ تھے ہوشنگ شاہ
کو زیر کر لیا اُس دربند پر قبضہ ہوا القا کے صدہا گانون لوٹ لیے زمیندار نام سے اس
جوان کے تھراتے تھے جس مقام پر یہ فروکش ہوتا تھا نذرانہ لیکر آتے تھے لشکر خداوند لقا
بیحد و بے انتہا مثل مور وملخ کے ساتھ اُس کمسنی مین خالوے قدرت خداوند سے لڑا بھڑا
برا بر کر پڑتا جس فوج پر بدیع الزمان اور قاسم جاتے تھے اُس سے یہ آنکھ ملاتے تھے
دس ہزار اُنھون نے مارے دو ہزار اِسنے بھی قتل کیے دس برس لشکر خداوند سے
یہ جوان لڑا قیطولات پر قید بھی ہوا وہان سے بھی رہائی پائی سند جرأت ہاتھ آئی اب ہ
ہوش ربا مین قدم رکھا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی باغ سیماب مین تو یہ ذکر ہی دروازہ بند ابر کو
دمبدم جنبش سیماب اسباب سحر سے ہوشیار مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار تنبل قاصد
خداوند داؤد راہ کو طی کر کے قریب باغ سیماب پہونچے دروازے پر آئے روزن سے
جھانک کر دیکھا باغ مین ہزار ہا جادوگر پھر رہے ہین عمرو نے پکار کر آواز دی شہنشاہ سیماب
سے خبر کرو کہ احمر جادو شہر داؤد یہ سے فرمان خداوند داؤد لیکر آیا ہی اندر طلب کرین
فرمان پڑھکر جواب دین عمرو نے دیکھا ساحر سنتے ہوئے چلے جاتے ہین کوئی جواب بھی
نہین دیتا جب عمرو بہت چیخا ایک ساحر نے بڑھکر کہا ای برادر اسوقت چلے جاؤ دروازے
بند ہی شہنشاہ سیماب کا حکم نہین ہی سیماب خود تڑپ رہے ہین یہان ساربان زاد
کی آمد ہی اسواسطے بند وبست کر رہے ہین اور وقت آنا کیون خلل مچاتے ہو سحر کھا کے جلتے
خود بھی خداوند داؤد آئینگے تو دروازہ نہ کھلے گا یہ کہکر وہ ساحر چلا گیا اب عمرو حیران ہوا کہ
یہ بڑا غضب ہی ہماری آمد کا یہ انتظام ہمین اپنی قدر نہین شہرون مین جا بجا نام ہی شعر
ذکر میرا مجھسے بہتر ہی کہ اُس محفل مین ہی ۔ رتبہ دیکھو میرے کینے کا کہ اُسکے دل مین ہی
عمرو ہر چند پکارتا ہی ایک ایک کو للکارتا ہی کوئی قریب دروازے کے نہین آتا اب

عمرو نے ڈرانا شروع کیا کہ یارو جا کر خداوند داؤد سے کہدون سب کو سنگ سیاہ کر دینگے شامت آجائیگی زمین باغ سیماب ہلجائیگی ایک نخل اژدہا بنکر سب کو کھا جائیگا ہر ایک شاخ مار سیاہ بنکر ڈسیگی پتے بچھو ہر سرو خرس بدخو شیر زمین سے پیدا ہونگے چیر پھاڑ کر سبکو پھینکدینگے لاکھ عمرو نے رنگ جمایا کسی باغی نے جواب نہ دیا اب عمرو حیران ہوا کہ مین کیا کرون کیونکر اندر باغ کے جاؤن کہانتک غل مچاؤن کوئی بھی یا نہین سنتا جب عرصہ دراز گذرا عمرو نے دیکھا ایک باغبان بچہ نوجوان سبزہ آغاز لال پگڑی سر پر دوہری مرزائی مین سلمہ کی دھوتی زری کا جوتا گیندے کا ہار گلے مین چاندی کے موٹے موٹے کڑے ہاتھ مین ٹہل رہا ہی عمرو نے اُسکو تاکا پکارا کہ بھائی باغبان ہم خداوند داؤد کے پاس سے نامہ مع تحفہ جات لیکر آئے ہین ذرا دروازہ کھول دو اُسنے بھی یہی جواب دیا کہ میان کنجی قفل کی تو میرے پاس ہی مگر شہنشاہ کی ممانعت ہی باغ مین آنے کی کونسی صورت ہی اسوقت چلے جاؤ کل آنا عمرو عیار بڑا قزاق ہی لٹیرا قاتل ساحران سردار مکاران اس سرحد مین آیا ہوا ہی سرخاب و عقاب کو مار اکئی سو ساحرون سے لڑا صحیح و سلامت نکل گیا اسواسطے دروازہ بند ہی کہ وہ باغ مین نہ گھس آئے سب کو لوٹ لے باغ کے ساحر مال اسباب چھپاتے پھرتے ہین بھائی مین نے بھی تھالی لٹیا چمن مین دفن کردی جو کچھ نقدی ہی اپنی ٹینٹ مین رکھ لیا وقت بیوقت بھگدڑ پڑے تکا پیسہ پاس رہے عمرو نے کہا بھائی دروازے کے قریب آؤ دروازہ نہ کھولو دو تین باتین کرکے چلے جاؤ باغبان بچہ قریب آیا عمرو نے کہا بھائی دروازہ کھول دو خداوند کا نامہ لیلو باغبان بچے نے کہا نہین صاحب ہماری نوکری جاتی رہیگی ہم دروازہ نہین کھولینگے یہ کہکر منھ پھیر کر چلا عمرو نے کہا بھائی جاؤ نہین نہ کھولو ایک بات اور سن لو وہ پھر پلٹا عمرو نے کہا ہم خداوند کے نامہ دار ہین اگر ہمین اندر آنے دوگے قدرت سے کہکر تمھین بادشاہ کرا دینگے ایک شہر دلوا دینگے مزے سے سلطنت کیا کرنا رنڈیان نوکر رکھنا سیکڑون خدمتگار مصاحب چوبدار رئیس و امیر و وزیر ہاتھ باندھے کھڑے رہینگے تاج جواہر کا تمھارے سر پر ہوگا تخت زبرجدی پر بیٹھو گے میان سیماب بھی تمھین سلام کرنے آئینگے ایسے ایسے بادشاہ تمھارے دربار مین بار نہ پائینگے گر جائی ہمکو وزیر کرنا روپیہ تحصیلا کرینگے ہر وقت خزانے مین تمھارے دو چار کرور جمع رہینگے

دیکھو بھائی روپیہ کو عزیز کرنا برادری والون سے نہ ملنا میان چودھری تمھارے جو حقہ پانی بند
کرتے ہین ڈھڑ نیچے کی علت مین پکڑوا ملوا ؟ اُسنے کہار کی جورو گھر مین بٹھائی ہی سب کا دھرم
ناس کرتا ہی کہار کا بچہ پینے والون کا پاس کرتا ہی اب تو باغبان بچے نے ان باتون کو خوب گوش
ہوش سے سُنا جواب دیا بھائی تمھاری مہربانی وزیر کیا تمکو اپنا نائب بنا دینگے چودھری حرامزادے
کی ناک کٹوا دینگے مگر دروازہ کھولنا مشکل ہی ہم شہنشاہ سیماب سے پوچھ آئین تم کھڑے رہو
عمرو نے کہا ابے تو بڑا گدھا ہی ہماری بات تیری سمجھ مین نہین آئی دمبدم سیماب کا نام لیتا
ہی پارے کی کیا حقیقت ہی دو انگاریان رکھدینگے اُڑ جائیگا خیر ایک کام کرو قفل کھولو
ہمین اندر نہ آنے دو جو مال خداوند نے بھیجا ہی وہ تو لیلو باغ مین لاکھون جادوگر ہین عمرو
سے یہ خوف ہی ایسا نہو کہ راہ مین اس مال کو ہم سے چھین لے ہم تو اکیلے ہین اب باغبان بچہ
قریب آیا کہا مال کیا ہی عمرو نے کہا کچھ اشرفیان کچھ جواہرات ہی اسکا لینا کیا بڑی بات ہی باغبان
بچے نے کہا ہم دیکھین عمرو نے اشرفیان زرد زرد ہاتھ پر رکھکر دکھائین باغبان بچہ جس زعفران زار
کو دیکھکر ہنسا دل مین سوچا یہ لات و منات کی عنایت ہی مفت مین مال ملتا ہی اس غدر
مین کون پوچھے گا بعد دو چار دن کے تحقیقات ہوئی پہچان بھی نہ سکیگا ایسا مال پاکے ہم نوکری
کاہیکو کرینگے گانون مین جاکر ٹھاکر چچا کے یہان بیٹھ رہینگے یہ سوچکر کہا لاؤ جی مال اور نام بھی
دیدو تم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ عمرو نے کہا اچھا بھائی کھولو مال لیلو میرے بوجھ اُتر جائے
مفلس کو کون پوچھے گا نقد جان تو بچ جائیگی باغبان نے جنیو سے کنجی کھولی قفل کھولکر زمین پر
رکھا زنجیر کھول کے دروازے مین کھٹنا اُڑا دیا دراڑ سے ہاتھ باہر نکالا کہا لاؤ بھائی کہین تمھاری
مشکل آسان ہو سویرے سے اپنے گھر پہونچو جیسے ہی اُسنے ہاتھ نکالا چاندی کا کڑا ہاتھ مین تھا
عمرو کے مُنھ مین پانی بھر آیا عمرو نے خنجر نکالکر باغبان کا کھٹ سے ہاتھ کاٹ ڈالا باغبان بچے
نے ہائے کا نعرہ کیا چیختا ہوا بھاگا عمرو نے دھکا دیا دروازہ کھل گیا عمرو اندر آیا دیکھا باغبان بچہ
ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا روتا پیٹتا بھاگا جاتا ہی عمرو نے آواز دی ابے مال تو لیتا جا
دوسرا کڑا مجھے دے وہ تو جاکر کسی چمن مین بیہوش ہوکر گر پڑا عمرو جھپٹ کر ایک گوشے مین آیا
اسد غازی کو زنبیل سے نکالا ناظرین پر واضح ہو کہ جلد اول مین ارماس بن طرماس

برائے مقابلہ لشکر مہرخ آیا تھا اُسکے پاس چادر جمشیدی تھی مہتر قران نے اُسکو قتل کیا تھا وہ چادر لیکر مہتر برق بھاگا تھا اُس چادر پر سحر تاثیر نہین کرتا عمرو نے وہ چادر زنبیل مین رکھ لی تھی اسوقت نکالی اسد غازی کو اُڑھائی سلاح جنگ بتعجیل جسم پر اُس شیر بیشہ جرأت کے آراستہ کیے کہا ای نور انظار اُڑتے پھرتے تمکو باغ سیماب مین لیکر آئے ہین لاکھون ساحرون سے مقابلہ ہی اب وقت جرأت ہی خنجر اپنے کو گلدستہ ہائے لوح تک پہونچاؤ مالک طلسم عالم فضل اپنا شریک کرے لو طلسم ہوشربا دستیاب ہو مگر آج امتحان زور صاحبقرانی ہی دریائے آہن کا جھیلنا جان پر کھیلنا مین برائے جان نثاری حاضر ہون اسد غازی نے فرط محبت سے ہاتھون کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا حضور آپ کے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا یہ کہکر اسد غازی آگے بڑھا ایک ہاتھ مین تیغہ بیدریغ ایک مین سپر فولادی فراخ دامن اس صولت سے یہ دلیر صف شکن بڑھا عمرو پشت پر مثل ہمزاد ہمراہ ہوا یہان سیماب جادو کرسی پر بیٹھا تھا یا تو ابر مین جنبش تھی یا ابر نے چرخ مارا ابر سیمابی تڑپا سیماب گھبراکر اٹھ کھڑا ہوا کہا لو یارو عمرو عیار مع طلسم کشا ضرور بالضرور اندر باغ کے آگیا افراسیاب نے علامت بتادی تھی وہ ظاہر ہوئی دیکھو ابر سیمابی کو اضطراب ہی مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ پشت سے شیر کے نعرے کی آواز آئی زمین باغ کی تھرائی نخل کانپے طائر درختون سے بدحواس ہوکر بھاگے رنگ باغ دگرگون نوجوانان باغ کا کلیجہ خون نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران
باشید ای کفاران بیحیا و ای نابکاران پر دغا شیر بیشہ مین آگیا

بدون شکار کب پلٹتا ہی سیماب نے دیکھا چمنستان سے یون اسد غازی برآمد ہوا جیسے دہقان کے کھیت سے ظہور نیر اعظم چہرہ آفتاب عالمتاب رعب و جلالت و داب نیکار تہور و شرافت ناصیہ سے آشکار قد سرو باغ صولت آنکھین رشک چشمان غزال صحرائے ہیبت تیغ برق مثال دست زبردست مین شیرانہ ساحران غدار پر آکر گرا سیماب نے آواز دی خبردار جانے نپائے ہان یارو مارلو طلسم کشا کو چار جانب سے گھیرلو خواجہ عمرو پہلو پر اسد غازی کے مگر اس کیفیت سے کہ گلیم کاندھے پر خنجر برہنہ ہاتھ مین جادوگر نکا

جو بلوہ ہوا عمرو تو گلیم اوڑھکر مخفی ہوا مگر اسد شیر دل پر ساحرون نے بلوہ کیا چار جانب سے حربہ ہاے سحر پڑنے لگے بسبب چادر جمشیدی کے سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا اسد نے جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کسی پر ادھر سپر کی لگائی خود سر کا سر پھٹ گیا ہاے کہکر زمین پر گرا کسیکی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھایا گرد سر کے چرخ دیا زمین پر مارا سر غرق زمین ہوا ٹانگین تھرائین روح بخس نے جسطرف سے راستہ پایا نکل گئی جب عمرو دیکھتا ہی کہ اسد غازی پر زیادہ بلوہ ہی اپنے کو ظاہر کرکے لڑائی مین مصروف ہوتا ہی مگر دل سے دعا ہی کہ خداوندا اسقدر فوج کا کیونکر خاتمہ ہوگا تابگلدستہ لوح رسائی نہایت دشوار ہی بحساب فوج کفار حقیقت مین سیماب نے گرد اس چبوترے کے صفین باندھین ہین لوہے کی دیوارین معلوم ہوتی ہین دریاے فوج ساحران کا جوش گیرودار زن کا خروش

نظم مصنف

اسد شیر دل تھا جو مصروف جنگ
ہر اک کافر روسیہ تھا بہ تنگ
ہوا گرم ہنگامۂ گیرودار
زمین باغ کی بنگئی لالہ زار
وہ نعرے اسد کے بوقت وغا
کہ باشید ای کافران بجیا
منم شیر صولت یل ذی وقار
منم صفدر و صف شکن نامدار
منم رہرو جادۂ صفدری
کہ باطل کنم مذہب سامری
ہمن آئیم سرکوب افراسیاب
نظر کردہ شاہ عالی جناب
چو تیغ علی برکشم از غلاف
تزلزل فتد از میان مصاف
عمرو بھی بمردی و قہر و عتاب
لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب
کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا
یہ مکر کا دمبدم جوش تھا
کبھی حقۂ لغلغون سے چلا
لگی آگ منھ ناریون کا جلا
کبھی جوش مین آکے مارا حباب
گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب
کبھی تیغچہ کھینچکر جا پڑا
بقہر و غضب کافرون سے لڑا
قمر مہر خالق سے وہ شیر نر
مہ اوج اقبال و فضل و ہنر
لڑائی مین مصروف بخوف و بیم
وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم
مگر سیماب خانہ خراب نے

دیکھا کہ صدہا ساحران نامی کو اسد غازی نے قتل کیا کس زور و شور سے بیحیا سحر کررہا ہی دم افسونگری کا بھر رہا ہی مگر اسد پر تاثیر نہین ہوتی سیماب گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہی سحر جواب دے رہا ہی اور اسد نے تاک تاک کر افسرون کو قتل کیا غصے مین تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا اسد شیر دل پر تلوار کا وار کیا شعلے گرے مگر اسد کے جسم پر نہ پڑے اسد نے قدم مردی بڑھاکر تیغہ سحر کو سپر فولادی پر گانٹھا نعرہ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا سیماب نے تڑپکر سپر سحر کو چہرے کی

پناہ کیا مگر نہیب تیغ اسد سے ٹکرا گیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا تیغہ برق شال
تڑپکر گری سپر کو کاٹ کر تاج سر کو کاٹتا سر پر گری اوچھا سا زخم آیا تھا سیماب نے اپنے کو یا سامری
کہکر زمین پر گرا دیا سیماب تھا تڑپکر نکل گیا اسد جھپٹا بیچ مین ہزارون ساحر آگئے لڑائی ہونے
لگی سیماب جھاڑ پونچھکر اُٹھا اب نہایت تردد ہوا دل سے کہتا ہی مابدولت کے سحر نے تاثیر
نہ کی اب فتح سے دل نا امید ہی ای سیماب اسمین کچھ بھید ہی سیماب نہایت ساحر زبردست
و چست و چالاک سحر و ساحری مین بیباک تمام باغ اشیاے سحر سے مملو قریب ایک نخل کے
آیا پیشانی پر نشتر مارا قطرہ اپنے خون کا لیکر بیخ نخل پر مل دیا آواز دی ای سحر سامری یہ کیا
شاخسانہ ہی ساحرون کی تباہی کا بہانہ ہی آج باغ مین نیا گل پھولا رنگ سحر کا طلسم کشا پر نہین جمتا
غنچۂ خاطر پژمردہ نہین کھلتا ہزارہا سرو قد قتل ہوگئے ثمر نخل سحر سے نہین حاصل ہوتا طلسم کشا
باغ باغ جھونکے باد خزان کے باغ امید سامری پرستان پر چل رہے ہین ای سرسبز کن شاخ نخل
امید مدد کیجیے آپ کے بندون کے دم نکل رہے ہین بیخ نخل سے ایک برق چمکی آواز آئی ای
سیماب بدون تدبیر اگر طلسم کشا سے مقابلہ کرے گا کشتہ ہوکر خاک ہوگا ہاتھ سے طلسم کشا
ہلاک ہوگا چادر جمشیدی طلسم کشا اوڑھے ہین جبتک وہ جسم سے جدا نہوگی سحر تاثیر نکریگا
جمشید نے برسون خاک چھانی تانا بتھاری کی خوبروئی سے سوت کاتا لکڑیان بنائین روئی
دھنکی تانا بانا چڑھایا یہ چادر تیار ہوئی تھان کے ٹڑے تھے چادر مین تاثیر بھر گئی کیون کوئی بیر
قریب جاے کیونکر کوئی شیطان ہو نھٹ ہلاے جلد تدبیر کر زیادہ نہ تقریر کر یہ سُنکر سیماب گھبرایا
غصے سے پسینہ آیا گوشۂ باغ مین آکر دستک دی ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون اژدر دم
کندۂ جہنم تیغ و سپر ہاتھ مین لیے زنجیر آہنی کمر سے باندھے جھومتا ہوا سامنے سیماب کے آیا
کہا ای شہنشاہ کیا حکم ہی آج کیون غلام کو تکلیف دی کیا سرکار پر مصیبت پڑی سیماب نے کہا
ای اہرمن طلسمی طلسم کشا باغ سیماب مین آگیا جرأت اُسکی جوش پر چادر جمشیدی دوش پر
جلد جا شعبدۂ طلسمی دکھا چادر چھین لے ورنہ آج باغ سیماب کا خاتمہ ہی اُٹھتا ٹھہرتا وہ جوان
قریب چبوترے کے پہونچ چکا ہی اگر لوح پا گیا زندگی سامری پرستون کی دشوار وہ جوان عالیجاہ
رستمانہ جنگ مین مصروف ہی یہ سُنکر وہ اہرمن ہلیتن تیغہ تولتا ہوا سامنے اسد نامدار کے

آیا آواز دی او طلسم کشا کیا ساحرون پر وار کر رہا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ ہم پر وار کر
اسد غازی شیر دلیر تو کہتے ہی جا پڑا اہرمن نے ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر گا نٹھا
ہزارون ساحر نیزہ و شمشیر کے وار کر رہے ہین اسد کی ذرا جو پلک جھپکی اُس زنگی سیاہ برو نے
ہاتھ بڑھا کر چادر دوش سے اسد کے کھینچ لی چادر زمین پر گری اسد نے چاہا جھکگر اُٹھاوین
سیماب دیکھ رہا تھا ایک گولہ مارا وہ اہرمن ہائے کہکر منھ کے بھل زمین پر گرا جسم سے
ناری کے آگ نکلی چادر جمشیدی جلنے لگی اہرمن نے ایک چیخ ماری او سیماب خانہ
خراب میرے ساتھ دغا کی مگر او پاجی ہمارا جلانا کیا خالی جائیگا تھوڑی ہی دیر مین منھ کی کھائیگا
کتے کی موت مارا جائیگا چشم زدن مین چادر جمشیدی اور وہ زنگی جلکر خاک کا ڈھیر ہو گئے
اسد غازی غصے مین بڑھے تھے سیماب نے صرف آنکھ سے اشارہ کیا غضب کا اشارہ
تھا اسد لڑکھڑا کر زمین پر گرا زمین نے پاؤن تھام لیے ہاتھ بھی بے حس و حرکت ہوئے چار
جانب سے ساحر اسد پر بلوہ کر کے چلے عمرو گلیم اوڑھے ایک گوشے سے یہ معرکہ حیرت افزا
دیکھ رہا تھا اسد کے گرتے ہی کلیجہ پھٹ گیا گلیم اُتار کر نعرہ کیا حقۂ آتشبازی مار دیا حقۂ روغن
نفط بھی پھینکا کئی سو ساحر واصل جہنم ہوے پرے کے پرے درہم وبرہم ہوے عمرو جست کر کے
برابر اسد کے آیا مثل پروانے کے گرد پھرنے لگا کبھی گلیم اوڑھ لی کبھی بیقرار ہو کر ظاہر ہوا
مثل برق جہندہ عرصۂ دراز تک لڑا ایک ساحر نے چاہا اسد پر نیزہ مارے عمرو نے
گلیم اُتار کر اُسپر ہاتھ تیغے کا مارا سیماب نے فورًا گھبرا کے آواز دی عمرو بھی برابر اسد کے
گرا سیماب جادو نے آواز دی او نامردو دونون کے سر کاٹ لو خواجہ عمرو بیقرار ہو ے

ہاتھ واسطے دعا کے بلند کیے پکار اُٹھے **نظم دعائیہ**

ای کشانندہ خزانہ جود
نقش پیوند کارگاہ وجود
کوکب آرائے آسمان بلند
ہم زمین ساز و ہم زمین پیوند
بودنی را ہمیشہ بود از تو
بود نابود را وجود از تو
آفرینش رقم کشیدۂ تست
ہرچہ چیزیست آفریدہ گشت
در بنائے بہ فہم عالمیان
در نگنجد بود ہم آدمیان
آدمی کیست خاک بے سرو پا
گوبداند خدائے را چہ خدا
سخن آنجا کہ از خدادانی ست
لاف دانش دلیل نادانی ست
مور کاقد میان دریا بار
کی سد از شناوری بکنار

عقل گو صد ہزار رنگ مہمیت
ہمہ دانندگان تو دانی و بس
طمع نیست از کشت بیجا صلم
ز طاعت مکدر ز عصیان ملول
ندارم بجز عجز چیزے باعث
من و دست و دامان بیچارگی
نگیری چسان دست افتادہ
گدا سے درت بستم کیستم
در افتادگی از کہ خواہم مدد
کسے نیست غیر از تو فریاد رس
بہر حاجتم از تو امیدوار
از خجالت بپاے بس بگریخت
دیگر خدایا بجاہ وخدا وندیت
بخشنودیت کار دارو دلم
کہ نیک و بدم ہر دو بنو درد وا
شد از کف مرا انقد فرصت تلف
بدرگاہت آوردہ ام عجز خویش
کہ خود از کرم ہستیش دادہ
اگر ہست نما در دیگرم
مدد از کہ افتادگان را رسد
ز خاک قفس ارمغان بہار
کہ ہم فیض بخشی ہم آمرزگار
ہر چہ اندر جہان بداند کس
کہ بخشی مقام رضامندیت
بسے شرمسارم ز نفس فضول
چو عصیان بود طاعتم نا سزا
نبخشید سود سے جگر خوارگی
سر از شرم بے برگی افگندہ پیش
بیک عمر در نعمت زیستم
وگرنہ بجز مان مران زین درم
خروشان خراشم جگر در قفس
فرستم صفیر دل سوگوار
عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی

دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت منم صاحب عقل وشعور ملکہ مخمور منم مسخر کن غرب وشرق یعنی رعد وبرق منم سیف قاطع اعنی برق لامع منم گل حدیقہ جادو وقار اعنی ملکہ بہار منم صف شکن ملکہ بران شمشیر زن یہ ساحران نامی جان نثاران گرامی کوئی زمین سے نکلا کوئی آسمان سے مثل برق گرا سحر کرتے ہوے قریب اسد وعمرو پہونچے پہلے عمرو پر سے سحر اُتارا عمرو اُٹھتے ہی گلیم اوڑھکر مخفی ہوا اسد شیر دل نے تلوار کھینچکر نعرہ کیا سب سے پیشتر ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا پھول کھلے ہوا نے اپنا رنگ باندھا گل سحر شگفتہ ہوے گل حیات کفاران مرجھاے طفلان غنچے کو اضطراب شاخون کو پیچ وتاب جوانان چمن اکڑ نا بھولے شمشاد سیدھے ہنو سکے نرگس شہلا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے سنبل نے بال نوچے سوسن گونگی بہری نہرون سے طوفان اُٹھا جوش ہوا کہ کافرون کو ڈبو دون لب نہر سے صدا آئی بھاگ جاؤ آبرو بچاؤ گل سمن ویاسمن پر تازہ بہار لاے کی نگاہ قہر آگین خونخوار طائرون نے غل مچائے باغیون کے ہوش اُڑائے غل ہوا آمد فصل بہار ہے جدھر دیکھو دیوانون کی قطار ہے کئی ہزار ساحر دیوار و در سے سر ٹکرانے لگے سرکشون کو غش آنے لگے مخمور نے دانہ یاقوت احمر

کانکالکر مارا کئی سو کے سر پھٹے مشعلی آنکھون پر ہزارون کے گلے کٹے باغبان نے پھولون کا گیند
مارا شرر ہاے آتش نکلے ناری جل بھن کے خاک ہوے رعد نے چیخ ماری کئی سو لڑکھڑاتے
گرے جو مغرور تھے اُنکے سر پھٹے برق تڑپ کر گری کئی سو کو کاٹ کر نکل گئی برق لامع نے
قیامت برپا کی زلف شبگون ہلادی اندھیرے مین سیہ رو گھبراتے تھے درختون سے ٹکراتے
تھے بحران کا اختر مردارید چلا جس بدبخت پر اختر مردارید مارا ستارہ اُس منحوس کا گردش مین
آیا کچھ تدبیر نہ بن پڑی بد اختر نے سر پٹک کے جان دی سیماب نے دیکھا کہ ان ساحران نامی
نے ہنگامہ برپا کیا زمین ہلادی چشم زدن مین ہزارون مارے گئے باغ مین لاکھون کا
کھیت ہوا دریاے خون جاری ہوا اسد کمان سبھون نے بیچ مین لے لیا سحر سے ساحرون
کے بچاتے جاتے ہین اپنا سینہ سپر کرتے ہین خواجہ گلیم اوڑھے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہین
الامان الامان کر رہے ہین خداوندا سب کو بچانا مگر سیماب جادو کسی کے سحر کو نہین مانتا
سب کو جواب دے رہا ہی سردارون کو تو اپنے نہین بچا سکتا اُنپر ان سبھون نے قیامت برپا
کردی باغ لاشون سے بھر دیا ہزار ہا زنان فاحشہ ہوش ربا کو بیوہ کر دیا باغبان قدرت
پر سیماب جادو غصے مین جا پڑا اسم سحر پڑھکر گولا مارا باغبان نے اُس گولے کو کاٹا
اُسمین سے برق چمک کر باغبان پر گری ہر چند روکا نہ رک سکی سر زخمی ہوا ردے زیبا
باغبان گلگون ہو گیا بہار نے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گلدستے مارے اُس بیحیا نے آتش سحر سے
جلادیے آتش بہار پر بھی زوال آیا پھول سا چہرہ کمھلایا برق و رعد کو بھی زخمی کیا برق لامع
خوب لڑی ندی خون کی بہادی ہزارون کو جلادیا صدہا کو خاک مین ملادیا آخر سیماب نے کار سحر
پھینکی برق لامع کا شانہ نشانہ ہوا برّان نے بڑھکر آواز دی او بیحیا خبردار یہ سرداران
نامی رونق لشکر اسلام ہین طلسم ہوشربا کی زینت صاحبان جرأت وجلالت بے ادبی نہ کرنا انکے
خون سے ہاتھ نہ بھرنا عرصۂ دراز تک سیماب وملکہ برّان سے سحر چلا مگر یہ بیحیا بلاے روزگار
ہی بانیان طلسم نے محافظ لوح قرار دیا ہی ہر طرح کے سحر کو دفع کرتا ہی پہلو نشین سامری رگ
وریشے مین افسونگری افراسیاب کا قوت بازو وزینت پہلو بدسرشت بدخو آخر سر برّان کا
برق سحر سیماب سے زخمی ہوا اپنے ساحرون کو للکار رہا ہی ایک ایک کا نام لیکر پکار رہا ہی

اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ ست جنگ باید کرد ٭ کوشش نام و
ننگ باید کرد ٭ ایک جانب نقیب کڑکیت صدائین دے رہے ہین ای بندگان سامری
روز جوانمردی ہی باغیون کا ہنگامہ ہی نام کرو دشمنان افراسیاب کو گھیر لو جانے نہ پائین سرکشی
سے باز آئین سرکار شہنشاہ سے جاگیر پاؤگے سرفروش کہلاؤگے افراسیاب ایک ایک
کو نہال کر دیگا سپرین تمھاری زر سُرخ و سفید سے بھر دیگا ان صداؤن کو سُنکر ملازمان سیماب
آمادۂ سرفروشی لب پر مُہر خموشی بہار جادو نے کنارے آکر زخم سر کو باندھا اور سے دیکھا
بُران پر بلوہ ہی چہار جانب سے ساحران ناہنجار نے گھیرا ہی گلدستہ لیکر پھر بڑھی آمادۂ
مرگ و مہیاے قضا ہوئی جو الفاظ رنگین غنچہ دہن سے نکلا کھلکر پھول ہوا گلدستے کو پانی کے
چھینٹے دیکر شگفتہ کیا آواز دی ای نگہت و گل اندام جلد آؤ غنچۂ خاطر شگفتہ کرو کافرون پر بلا
نازل ہو یہ کہکر گلدستہ مارا رنگ بہار دوبارہ جما غزل

شادی بہار کی ہی ہماہی چمن درست
رکھا دہان تنگ نے مطلب کو ناتمام
کر باغبان نشیب و فراز چمن درست
دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات
ہوتا ہی پھر نشان فراز کہن درست
ساقی بھلا ہو خیر ہو کوئی جام دے
کرتے ہین غنچہاے چمن پیرہن درست
بیفائدہ ہین چارہ گرون کی مشقتین
زخمون کے مدتون نہین ہوتے دہن درست

پیغام رستخیز ہی آمد بہار کی
نکلا تمھارے مُنھ سے نکوئی سخن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہی روز و شب
ہوتا نہ ایک تا بگلو پیرہن درست
ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو شکستگی
رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
رنگ وفا سے آئنۂ دل ہی پاک و صاف
ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم

غنچے نے تاج گل نے کیا پیرہن درست
مرکس ہوگی ہی نرگس بیمار تندرست
گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہی
کرتا ہی چرخ پیر ردائے کہن درست
کرتی ہی جمع باد صبا خاک منتشر
لکھتا ہی ناز سے وہ بت سیمین درست
کس رشک گلگی شہرت نظارگی ہی آج
رہتا ہی اپنا گوشہ بیت الحزن درست
جاتا ہی ایک عمر لعاب زبان تیغ
ہوا اور طرح زلف جو ورس سخن درست

اس سحر مین بھی بہار نے ہزار ہا کو پامال کیا صد ہا مثل برگ خزان دیدہ زرد رو زمین پر گرے
ٹھوکرون مین فوج کی پامال ہوے اب کی سیماب نے قہر و غضب مین ایک ترنج سبز جیب
سے نکالا اپنے خون سے اُسکو سُرخ کیا اسم سحر کا پڑھکر ان سب پر پھینک مارا ترنج سبز پھٹا
معلوم ہوا صور اسرافیل پھنکا قریب تھا کہ ملکہ و غیرہ کے کان کے پردے شق ہون ہر چند ۱۰۰

اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکین لہرا لہرا کے زمین پر گرین زبا مین بند سحر فراموش بیہوشی کا ہوش
ایک سمت اسد نامدار بھی گر کر بیہوش ہوے سیماب تیغہ کھینچ کے چلا کہ جا کر سبکو قتل کرون
عمرو کا کلیجہ منھ کو آگیا بیقرار ہو کر رویا خالق بے نیاز کو پکارا خداوندا ان سردارونکو بچا لے
بدعت سے اس جلاد کے نجات دے کہ آسمان سے نعرہ ہوا او سیماب خانہ خراب
دست خود را نگہدار ما ہم رسیدیم منم صاحب چتر و شان سرکوب کافران برہم زنندۂ فوج
ساحران غلام جدید صاحبقران شہنشاہ طلسم نور افشان رستم نظیر منم کوکب روشنضمیر
عمرو نے دیکھا کہ کس زور و شور سے کوکب آیا تیغہ برق نظیر دست زبردست مین کھنچا ہوا
تاج زبرجدی برسر زرہ یاقوتی زیب جسم انور جوان رعنا جرأت و شوکت مین یکتا پہونچتے ہی
سحر کیا بران و باغبان و مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار کو ہوش آیا اسد
تیغہ ٹیک کر سنبھلا کوکب نے دیکھا یہ سب انتہا کے زخمدار ہین کثرت جراحت سے بیتاب
و بیقرار ہین کہا تم لوگ سحر کر کے نکل جاؤ مین سمجھ لونگا یہ تو سب پر پرواز پیدا کر کے نکل گئے
کوکب روشنضمیر اسد نامدار کی پشت پر آیا عرض کی ای شیر بیشۂ صاحبقرانی بسم اللہ
بڑھیئے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہی یہ کہکر کوکب نے چند سنگریزے زمین سے
اُٹھائے طرف آسمان کے پھینکے بت پرستون پر پتھر برسنے لگے ہزارہا سنگدل واصل جہنم ہوے
سیماب کو للکارا او بیحیا دیکھ یہ طلسم کشا ہی جستجوے لوح مین یہانتک آیا صاحب جرأت
و اقبال ماہ آسمان جاہ و جلال ہنر بردشت جرأت فریدون فر سکندر حشمت آکر اسکے قدمونکو
بوسہ دے اطاعت اسلام قبول کر دولت کونین حصول ہو انشاء اللہ عمر طلسم تمام ہوئی جابجا
ڈنکا اسلام کا بجیگا کفر کا نام نہ باقی رہیگا ستارہ سامری پرستان گردش مین آگیا جو اس
با اقبال کے شریک ہو جائیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا ہو کر جہنم واصل ہوگا
شجر بغض و عداوت سے یہ ثمر حاصل ہوگا سیماب کوکب کو دیکھکر بیقرار تو ہوا مگر بموجب
مصرع تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است ۔ چکنا گھڑا تھا آب نصیحت نے تاثیر
نہ کی جواب دیا ای کوکب تم نے غضب کیا دین جد و آبا چھوڑا کیا باپ دادا بیوقوف تھے
انکو ان امورات کے نہ وقوف تھے تیرا قتل واجب و لازم ہی شہنشاہ طلسم ہوشربا سے رو

دشمنی پیدا کی وہ بادشاہ عالیجاہ طلسم نور افشان مین آگ لگادیگا سر کو بیان کر چکا جہانگیر بن
صاحبقران کو لایا ابھی چند دن کا ذکر ہی سوراخ مور و مار تلاش کرتے تھے چھپنے کو جگہ
نہ ملتی تھی ابکی مرتبہ بے قتل کیے نہ چھوڑیگا طلسم نور افشان کو مٹا دیگا بھاگتے راستہ نہ ملیگا
جس ہوس مین ہو وہ نہ پوری ہوگی لوح طلسم ہوشربا نہ ملیگی آگ لگادونگا پانی برساؤنگا میرے
سحر قہر خداوند سامری ہین رگ و ریشے مین شعبدہ بازی بھری ہی مین کیا دین جدو آبا
سے پھرونگا جس خدا کو دیکھا نہ بھالا اُسکو سجدہ کرونگا یہ کلمات مہملات سُنکر کوکب روشن ضمیر
کی ابروون پر بل آیا قبضۂ شمشیر برق مثال پر ہاتھ ڈالا جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ بکتا
ہی افراسیاب نے کد و کاوش کی طلسم نور افشان کے مٹانے مین بڑی کوشش کی پر کچھ
نہ کر سکے جہانگیر بن صاحبقران کو لا کر منھ کی کھائی وہ شیر دلیر ہمارے آقاے نامور کا
نور نظر تھا شیر بیشۂ فتح و ظفر تھا آخر حق بحقدار رسید اپنے قبلہ و کعبہ سے ملے غنچۂ آرزو
کھلے باغیون کو داغ ہوا ہمین غم سے فراغ ہوا اب انشاء اللہ وقت قتل افراسیاب
قریب آیا ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہوکر مارا جائیگا غافل مغرور نشۂ بادۂ نخوت مین چور
تو اپنا زور بازو دکھلا اُس نامرد کے نام سے نہ ڈرا سیماب یہ سُنکر آگے بڑھا سحر کرنے لگا
گولے ترنج و نارنج سب اسباب جھولی کا صرف کیا کوکب نے سب سحر دفع کر دیے چمن ہا
طولانی لاشہاے ساحران سے بھر دیے سیماب سحر کرتا ہوا قریب آیا تیغہ سحر کمر سے نکالکر
کوکب پر برس پڑا پینترے بدل بدل کے کئی ہاتھ لگائے کوکب نے خالی دیکر بصد شجاعت
ہاتھ بڑھایا کلائی بچیا کی اس زور سے تھامی یقین ہوا شیر کا پنجہ کلائی پر پڑا استخوان توڑ کر انگلیان
نکل آئینگی کوکب نے جھٹکا مارا سیماب تڑپا کہ ہاتھ چھڑاؤن نکل جاؤن سحر کرون مگر وہ دست
زبردست پنجۂ اجل تھا کسی ہنر نے بچیا کی دستگیری نہ کی ہیہات ہیہات کی صدا اٹھی کوکب نے
بقہر و غضب تمام ایک طمانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا سیماب
کشتہ ہوا طمانچہ مارنا اکسیر ہوگیا پھر مہوس غل مچانے لگے کوئی تدبیر نہ بن پڑی تاریکی چھاگئی سارا
باغ نمونۂ پردۂ ظلمات تھا شور ہاہو بلند سنگباری برف باری کرکے پھر بھی ٹھنڈے ہوے بعد
ع صبر دراز بصد سوز و گداز آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود اب باغ مین روشنی

ہوئی تاریکی رفع ہوئی خواجہ عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاری کوکب کے ہاتھ چوم لیے کہ برادر بجان برابر۔ ایسے وقت پر تم آئے لڑائی کو فتح کیا سیماب ساحرہ بدست سعد چادر جمشید میں سے اسد کو اُڑھا کر اُڑوا دیا مگر اُس بجیلہ نے سحر کر کے چادر جمشید کو جلا دیا اتنا بڑا تحفہ خاک میں ملا دیا برق وغیرہ سب مجبور ہو چکی تھیں کسی کا سحر اُس پر غالب ہوا خدا نے فضل اپنا شریک کیا برّان وغیرہ سب زخمدار ہو گئیں خدا سب کو بخیر و خوبی لشکر میں پہونچائے کوکب نے کہا خواجہ اب رنج وغم کا ذکر نہ کرو حمد الٰہی میں مصروف ہو دیکھو سیماب مرا ابر سیاب گرن مثاوہ سامنے چبوترے پر گلدستے رکھے ہین ای اسد نامدار بسم اللہ کہکر قدم مردی بڑھائیے چبوترے پر جائیے یہی طلسم کشا کی شناخت ہی بسم اللہ کہکر گلدستون پر ہاتھ ڈالیے جس گلدستے مین لوح ہی بحکم قضا و قدر اُسی گلدستے پر آپکا ہاتھ پڑیگا لوح دستیاب ہوگی ای شہریار مقام عیش و فرحت ہی اشعار مخفی

تا باد صبا را بہ گلستان گذری ہست
ہر شاخ کہ آید زپے آن سحری ہست
گر شربت وصلت بہ لب تشنہ ندادند
در کوے تو از باد صبا باخبری ہست

مرغان چمن را بہ گل نظری ہست
بنشین نفس بلبل شوریدہ کہ امروز
بیمار غم عشق ترا چشم تری ہست
بیداد من این ہمہ با بعل مخفی

نومید نباید شدن از گردش ایام
با نالۂ زار دل من ہم اثری ہست
چشم بہ قافلۂ بوے وصالت
اندیشہ نما غیر تو ہم دادگری ہست

آج رب اکبر نے یہ روز سعید دکھایا سامنے گلدستہ لوح کے پہونچایا اسد غازی اس مژدۂ فرح افزا سے مثل گل شگفتہ ہوا ہر چند کہ زخمدار ہی گل زخم نخل جسم پر کھلے ہین بدھیان پڑی ہین مگر یقین ہی کہ نخل مراد بار لائے گلشن پژمردۂ خاطر مین بہار آئے بلبل دل نغمہ سرا ہی غنچۂ آرزو کھلا ہی طرف گلدستون کے جاتے ہین ظاہرا بخت رسا یاوری پر درخشان اقبال کا اختر خواجہ عمرو ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوے دیکھ رہے ہین کوکب مثل نرگس نگران اسد تلوار ٹیک کر سنگ مرمر کے چبوترے پر آیا دس بیس قدم گلدستون سے مفاصلہ ہی رنگ گلدستون کا سرسبز و شاداب طفلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہین آغوش تمنائے طلسم کشا کے مشتاق پھولون کو جدائی دم بھر کی شاق شاخین ہاتھ بڑھا رہی ہین پتیان لہرا رہی ہین نقش پاے اسد شیر دل سے چبوترے کے پتھرون کو شرف حاصل کوکب کہہ رہا ہی ای سرو باغ صاحبقران و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ شوکت و شان قدم مردی بڑھائیے جلد گلدستون کے پاس جائیے عمرو بھی بھولا ہوا دیکھ رہا ہی صدمہ زخمون کا بھول

گیا ہی دہن زخم سے صدا ے مبارک باد بلند ہی اعضا شکنی مین کراں درد منہی مگر قضاے کار اتفاقات
روزگار فلک ناہنجار بدکردار شعبدہ باز نیرنگساز نے بیرحمی پر کمر باندھی اپنی عادت قدیم پر آمادہ ہوا
لمحہ بھر کی بھی خوشی ناگوار ہوئی ساری مشقت بیکار ہوئی افراسیاب باغ سیب مین سریر حکومت
پر بیٹھا ہی سامان عیش و عشرت مہیا ہی سرما و ابریق بڑے بڑے شاہان طلسم بصد فر و شوکت
ذکر رہائی اسد مین مصروف ہین افراسیاب کہتا ہی اگر اسد رہا ہوا تو کیا کر سکتا ہی واسطے لوح کے عمر بھر
سر ٹکرائیگا نشان مقام نپائیگا کسکی لیاقت ہی جو مرحلہ ہوشیار و غافل کو طی کرے یا گنبد بے نور مین
کو دے اگر رستم بھی صحراے سیماب مین پہونچے جل کر خاک ہو چشم زدن مین قصہ پاک ہو سیماب
جو حاکم باغ سیماب ہی با بدولت کا قوت بازو زینت پہلو ا بدولت کا حلیم کروہ پُرانا بردا اُس سے
کون مقابلہ کر سکتا ہی اور علاوہ ازین باغ سیماب مین کیا رکھا ہی وہ بھی ایک راستہ ہی لوح میرے طلسم
کی کہان ہی جب مین نے قہقہہ فیلسر کو مارا اقالوح اُسکے پاس سے لی اُسیوقت توڑ کر پھینکدی
سب کہتے تھے ای شہنشاہ یہ آپنے بڑا کام کیا آغاز مین انجام کا خیال ہوا سلطنت طلسم ہوش ربا
انکے واسطے زیبندہ و سزاوار ہی آپکے دم سے سحر و ساحری کو رونق سامری و جمشید کا مذہب
برحق کہانتک اپنے بندون کو لقا ستائیگا آخر کبھی رحم بھی آئیگا خداوند لقا دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی
اُسکا شیطان بڑا بے پیر ہی قدرت کی تقدیر اس بجیاکی تدبیر جب سے آئے ہو شربا مین غدر ہو الله
دم بھر چین نہ ملا اب تو ای شہنشاہ سامان لشکر کشی کیجیے شاہان ور بند کو حکم دیجیے مسلمانون کو پامال
کرین اسد پہلوان یگانہ ہی لڑائی مین ضرور شریک ہوگا عین گرمی جنگ مین اُسی پر جا پڑینگے اب
آپکے غلام بڑے زور و شور سے لڑینگے مسلمانون کے ٹکڑے اُڑا دینگے مہرخ و بہار وغیرہ کی مشکین
باندھ لائینگے ایک جنگ تو ایسی ہو کہ بادشاہ طلسم نور افشان کے بھی دانت کھٹے ہوجائین بلکہ
بُران کے قتل کی تدبیر کیجیے آٹھو پہر یہی تقریر کیجیے یکایک بیٹھے بیٹھے افراسیاب خانہ خراب
خود گھبرایا پیشانی پر عرق آیا کہا بارہ دری کے باہر نکلو اسوقت طبیعت کا عجب عالم ہی قلب
پر ہجوم غم و الم ہی ایک ہفتے سے جنگ نہین کی شاید طلسم پر کچھ افتاد پڑی کوئی خیریت کی خبر لائے
شاید مہرخ و بہار نے اُسکو گھیرا کمبخت سخن ناشنو ہی ایسا نہو اُسنے طبل جنگی بجوا دیا ہو شاید عیارونکے
دام تزویر مین پھنس گئی ہو چند سردار آمادہ ہوے کہا حضور ہم ابھی جاکر خبر لاتے ہین اگر لڑائی

ہو رہی ہوگی ہم شریک ہونگے ابھی ساحر روانہ نہوے تھے کہ صرصر آگر پہونچی افراسیاب نے
کہا کیون صرصر مزاج حیرت کا کیسا ہی طبل جنگی تو نہین بجوایا پھر تو کبھی بے سنکے تماشا نہین دیکھنے گئین
صرصر نے کہا حضور طبل جنگی وغیرہ تو نہین بجا مگر آج مین لشکر مسلمانان مین گئی تھی عیارون مین صرف
چالاک و قران و جانسوز بن قران بن عمرو و برق و ضرغام کا بالکل نشان نہین ثابت ہوتا
اور سردارون مین بہار و مخمور و باغبان و رعد و برق و برق لامع و اسد نامدار نہین ہین
چالاک نے مکر کیا ہی عمرو بنا پھر رہا ہی لونڈی غلامون کو بشکل بہار و باغبان وغیرہ بنایا ہی مگر کنیز نے
پہچان لیا حضور وہ ہفتے سے یہ سب نہین ہین یہ بھی آج ثابت ہوا کہ تلاش لوح مین یہ سب گئے
ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا کتاب لاؤ فورًا کتاب اٹھائی کتاب دیکھتے ہی افراسیاب نے
سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا اسد غازی تو باغ سیماب مین کھڑا ہی لوح لیا چاہتا ہی یہ کہکر مثل
برق چمکا بصورت رعد گرجا پر پرواز پیدا کیے آسمان مین ڈوبا ساحرون نے چاہا ساتھ دین
افراسیاب مانع ہوا کہا یارو کسی کا کام نہین ہی مقدمہ لوح تھا آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا
ہی یہ کہکر غائب ہوا یہان اسد شیر دل قریب گلدستہ ہاے لوح پہونچ چکا ہی مگر گردش فلکی ہمراہ ہی
پاے جستجو کوتاہ ہی فلک بر سر گردش بیکار کوشش بخت رسائی نارسائی زمانہ ناموافق کی کج ادائی
طالع کی نحوست وقت بد کی بدعت آفتاب اقبال کو زوال ماہ شوکت و جلالت بصورت ہلال
گل عیش پژمردہ غنچہ خاطر ناشگفتہ گلشن عیش سے رخصت بہار بشکل آمد باد خزان آشکار قریب
گلدستون کے اسد پہونچا ہاتھ بڑھاتا تھا کہ آسمان سے آواز مہیب آئی زمین باغ سیماب تھرائی
افراسیاب کا آسمان سے نعرہ ہوا باش او طلسم کشا خبردار گلدستے کو ہاتھ نہ لگانا اب قدم
نہ بڑھانا افراسیاب نے جو اسد کو قریب گلدستے کے پایا گھبرا گیا یہ بھی نہ دیکھا کہ سیماب کیا ہو
لاکھون کا کشت و خون کیون ہوا اسد پر مثل برق جہندہ گرا اسد کے پاس کوئی تحفہ تو موجود
نہین ہی کہ سحر افراسیاب سے محفوظ رہین افراسیاب نے منہ سے اف کی مثل تنکے کے
اسد چبوترے سے نیچے گرے افراسیاب نے گرتے گرتے لوح کو گلدستے سے لیا تڑپ کر
بلند ہوا کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اڑ گئے روح پر صدمہ ہوا وہین سے نعرہ کیا کہ او
افراسیاب خبردار کہان جاتا ہی ہاے لوح لیچلا یہ کہکر کوکب برابر افراسیاب کے پہونچا

انگلی سے اُتار کر انگشتری کھینچ ماری پیشانی پر افراسیاب کے پڑی افراسیاب نے تین چرخ کھا
کر اور زیادہ بلند ہو گیا افراسیاب تنا اونچا ہوا مثل ستارہ کے معلوم ہوتا ہی مگر کوکب تعاقب
نہین چھوڑتا یہان اسد غازی بعد بلند ہونے افراسیاب وکوکب کے مایوس ومجبور فرش
خاک سے اُٹھا عمرو بھی حیران کھڑا دیکھ رہا ہی قریب ہی کہ روح قالب سے نکل جاے مثل تصویر تصویر
کے عمرو خاموش بحر حیرت کا جوش آنکھین عمرو کی پتھرا گئین رنگ روے اسد متغیر عمرو بیخبر اسد
حیران عمرو پریشان اسد کو غم عمرو کو الم اسد گرم رنج عمرو کوشش و رنج اسد دیوانہ وار عمرو
اشکبار و بیقرار تردد مین اسد نامدار عمرو کو فکر و انتشار وہان آسمان پر کوکب و افراسیاب
سے مقابلہ ہو رہا ہی کوکب جان توڑ توڑ کے افراسیاب پر سحر کر رہا ہی افراسیاب پر حیرت
طاری ہی چاہتا ہی مقابلہ نہ کرون ایسا نہو کہ کسی بلا مین پھنس جاؤن لوح میرے پاس ہی طلسم کشا
سامنے موجود ہی سار بان زادہ بھی دیکھ رہا ہی جب کوکب سحر کرتا ہوا قریب افراسیاب پہونچا جوش
جرأت مین چاہا لپٹ جاؤن لوح چھین لون افراسیاب اسقدر بدحواس ہی سواے دفع سحر کے
کوکب پر ابتک کوئی سحر نہین کیا یہی فکر ہی کہ نکل جاؤن جب کوکب نے قریب آکر ہاتھ تلوار کا مارا
لپٹنے کا قصد کیا افراسیاب کو اور کچھ بن نپڑا لوح طلسمی ہاتھ مین تھی چمکا دی کوکب کو غش آگیا
آونگ کے اُلٹتا پلٹتا چلا اگر افراسیاب قصد کرتا کوکب کو مار لیتا مگر سحر کرکے نکل گیا سوار زرین پوش
پیدا ہوا اُسنے کوکب کو گود مین لیا طرف طلسم نور افشان کے لے گیا اب عمرو و اسد اُس باغ
ویران مین حیران و پریشان کھڑے ہین جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہی عمرو نے نگاہ اُٹھائی
اسد کو زخمدار بیقرار اپنے قریب پایا غصے مین کانپنے لگا ہوش نہ باقی رہا اسد کی طرف متوجہ
ہوا کہا او بد اقبال تیرے برابر کوئی بدنصیب نہو گا کس دریاے مصیبت و آفت کو جھیل کر
جان پر کھیل کر یہانتک پہونچے عین وقت پر تیرے بخت واژگون طالع نگون نے نارسائی کی
لوح نہ اُٹھا سکا ہاتھ پانوُن مین جان نہ تھی دو قدم آگے نہ جا سکا بس تیرے ستارے کی گردش سے
خوب ثابت ہوا کہ تو طلسم کشا نہین ہی خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کی عقل نے کمی کی اصل مقدمہ پر
اُنکی بھی نگاہ نہ پہونچی زبردستی کہدیا دیوانہ مجہول طلسم کشا ہی سب کوشش بیجا ہی ہاے تیری
محبت مین مین اپنے آقا سے چھوٹا بدنصیب ہوا زندگی سے دور موت سے قریب ہوا اب

مجھسے کچھ کام نہو سکیگا جہان جی چاہے جاؤ مین اپنے آقا کی خدمت مین جاؤنگا علاوہ اسکے طلسم
فتح کرنے میرے بھروسے پر آئے تھے منہ اُٹھا دیا چل نکلے یہ نہ سمجھے کہ سفر دور و دراز ہی نجومی پنڈت
رمال جمع ہوتے مقدمۂ خاص مین حکم لگاتے مثل جانورون کے گنبد نور مین قید ہو کر بیٹھ رہے مین نے
اپنی جان آبرو مٹائی تابہ گنبد نور پہونچا لاکھون روپیہ کا میرا نقصان ہوا مہاجن مجھے کہا جائینگے
میرے بال بچے چھوٹے آپ سے کیا فائدہ اب چپکے خاموش کھڑے ہو بتاؤ دیوانے مین کیا
کرون اسد بزار زار مثل ابر نوبہار رو رہا جواب دیا کہ نانا جان میری کیا خطا ہی سحر پر میرا کیا زور
تھا اگر پہلوان ہوتا مین لپٹ پڑتا عمرو نے کہا تمھارے نانا کو موت آئے خدا تم ایسے بدنصیب
کی صورت نہ دکھائے اب یہ دلیل تقریر بیکار ہی میرے سامنے سے جاؤ ورنہ مارے کوڑون کے
کھال گرادونگا اپنے گلے پر خنجر پھیر لونگا اس طرح طعن و تشنیع دے کر جو عمرو نے کہا اسد دریائے
شرم و حجاب مین غرق ہو گیا کہا نانا جان بیشک مین بداقبال ہون بیشک آپ میرے واسطے
تباہ ہوئے حضور طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جائین مین کوہ و دشت و بیابان مین سر ٹکرا کے
جان دونگا اپنا خون اپنی گردن پر لونگا نانا جان سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجئے گا والدہ
ماجدہ ملکہ زبیدۂ شیرگیر سے بعد تسلیم کے عرض کیجیے گا مادر مہربان غلام کو حق شیر بحل کیجیے اب ہم
حضور کو زندہ نہ ملینگے قبلہ و کعبہ قبۂ دین ستون اسلام کو رب عالیمقام انکو پیغام پہونچا دیجیے گا کہ غلام
آپکا طلسم ہوشربا مین بیکس و بے بس ہو کر ہاتھ سے ساحران غدار کے سیار گلشن جنان ہوا
فاتحہ خیر سے فراموش نفرمائیے گا اگر ہو سکے تو ساحران طلسم ہوشربا سے معاوضہ لیجیے گا یہ تو یقین
کامل ہی کہ نانا جان ضرور آئینگے ساحران ہوشربا پردست انداز ہونگے افراسیاب ضرور
مارا جائیگا ہاتھ سے ہمارے عزیزون کے مہلت نہ پائیگا بھائی نور الدہر جانبازی کرینگے
ایرج نوجوان بہ یلغار آئیگا سب مجھ نالائق بدنصیب کو آنکھ کی پتلی جانتے ہین ہر فرد بشر کو غم و الم
ہوگا ضرور ہوشربا مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوگا سب صاحب اس بیکس کو یاد کرینگے سورۂ حمد سے
روح کو شاد کرینگے عمرو نے کہا پیغام کسی قاصد نامہ دار کے ہاتھ بھیجیے مین آپکے نانا جان کا غلام
نہین ہون کہ گھر گھر پیغام سلام کہتا پھرون یہ کہکر عمرو بڑبڑاتا ہوا ایک جانب چلا اسد نے جو یہ
بے اعتنائی خواجہ عمرو کی دیکھی زخمداری مین کانٹون کے جنگل مین گھس گیا دلمین مصمم سوچ لیا

کہ چلکر اپنے کو کسی غار وغیرہ مین گرا دون یا گلا کاٹ کے مرجاؤن اس بیکسی مین تام کر جاؤن اب کیا
کسی کو روے سیاہ دکھائینگے زندہ اپنے لشکر مین جائینگے حقیقت مین نانا جان نے بہت بجا ارشاد
فرمایا مین بد اقبال و بدنصیب ہون واے بحال اُنکے کہ جانبازی کرکے تا بہ باغ سیماب پہنچے
ہم بدنصیب محروم رہے گوہر مراد دستیاب ہوا اب سواے جان دینے کے کیا چارہ ہے دل سے باتین
کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آمادۂ مرگ و مہیاے قضا زخمدار بیدست و پا آنکھون مین اشک
حسرت چہرے پر گرد کلفت تمام جسم زخم نیزہ و تیر و تبر سے فگار نہ کوئی مونس نہ غمگسار نامرادی دستگیر
جان دینے کی تدبیر زبان صرف شکایت فلک کجرفتار حکایت بیوفائی گردون غدار دل مین حسرت
و ارمان کا ہجوم نشان راہ نامعلوم ایک نخلستان کی آڑ پکڑ کے اُفتان و خیزان حیران و پریشان ایک
جانب چل نکلا عمرو وزیر دیوار باغ سیماب بصورت آئینہ حیران بشکل گیسو پریشان خاموش کھڑا ہی سوچتا
ہی کہ اب کیا کرون غضب ہوا لوح قبضے مین آکر نکل گئی کلیجے پر چھری چل گئی یہ عمرو کو یقین نہین ہی
کہ اسد کہین چلا جائیگا اسقدر متردد و متوحش ہی دل مین خیال ہی کہ اسد میرے پہلو مین کھڑا ہی
اب جو سر اُٹھایا اسد کو قریب نہ پایا ہوش اُڑ گئے چہار جانب دیکھنے لگا اسد کہتا ہوا دوڑا کبھی
پکارتا ہی ای نور نظر اسوقت مین ہوش مین نہ تھا جو کلمات مین نے کہے اُنکو معاف کرو ہمارا وقت
ضعیفی ہی ہوش و حواس مین فرق آگیا نہین معلوم انتشار مین کیا کہا ملول ہو میرے پاس آؤ مکرر
صلاح کرین جستجوے گوہر مراد مین مصروف ہون ہر چند عمرو چیخا اسد نے سُنا مگر جواب نہ دیا خیال
مین آیا اب جواب دینا بیکار ہے عمر بھر نانا جان کو داغ رہے یہ کلمات ہمارے سُننے کے لائق تھے
بس اب غل مچانے دو طرف صحراے ہولناک کے نکل چلو یہ سوچکر اسد نے اپنے کو ایک نار بن مین
مخفی کیا عمرو جنگل مین دوڑتا دوڑتا پھر رہا ہی اسد دیکھتا ہی مگر فرط غیرت سے جواب نہ دیسکا
سامنا بھی نہ کیا عمرو دوڑ دھوپ کرکے ناچار ہوا اپنی بیوقوفی پر خوب چیخین مار کر رویا اپنی حسرت
و مصیبت و بیوقوفی پہ طعن کر رہا ہی کہ ای عمرو دو حماقتین ایسی ہوئین کہ عمر بھر یاد رہینگی اول وہ
کہ برق و ضرغام کو اپنے سے جدا کیا نہین معلوم کہ وہ کمبخت مرے کہ زندہ ہے ناحق کا غصہ
اُنپر اُتارا آج تو رنگین لشکر صاحبقرانی گرا دیا اُس بیچارے اسد کا کیا اختیار تھا افراسیاب
آگیا لوح لے بھاگا ہاے ای عمرو یہ صاحب غیرت اپنی جان دیدیگا ایسے کلمات سخت کہے کہ اسکے

غلامون نے کبھی نہ سُنے ہونگے کیونکہ اسکو جائز رکھتا عرصہ دراز تک عمرو اُس صحرا مین اسد کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین نشان نہ پایا بدحواس عالم یاس ایک جانب چل نکلا اسد غازی غار سے دیکھ رہے ہین جب عمرو نظرون سے مخفی ہوا اسد غار سے نکلا جان دینے پر آمادہ ہو کر ایک طرف چلا ہی جستجو ہی دل مین یہی آرزو ہی یا تو کسی پہاڑ پر سے اپنے کو گرا دیجیے یا گلا کاٹ کے مرجائیے یا کسی کنوین مین گر پڑیے ہر طرح اپنی جان دیجیے کسی کو مُنھ نہ دکھائیے اب یہ مقام ملحوظ خاطر ناظرین و شائقین رہے برق و ضرغام آوارہ ہوکر ایک جانب گئے افراسیاب لوح لیے جاتا ہی کوکب زخمدار ہو کر قصر جمشیدی مین گیا اسد جان دینے پر آمادہ عمرو بدحواس عالم یاس مین ایک جانب روتے پیٹتے جاتے ہین ان سب کا حال خیریت مآل داستان رنگین فصاحت آئین وقت پر تحریر ہوگی

داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرۂ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان و نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان کہ طلسم جمشید یہ فتح کرکے دونون شاہزادے طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوے و ذکر لقا و لشکر اسلام

ساقی نامۂ مصنف

تندخوئی باعثِ آزار ہی
بے نمک ہی سرکہ پیشانی تری
کام کیا اب ساغر سرشار سے
ہوگیا دل گرمیون سے جی کباب
چشم تر لبریز خون پیمانہ ہی
کیا کرون تھمتا نہین دل کیا کرون
پھر سرشک لالہ گون غمازہ ہی
پھر پھرے دن نالۂ شبگیر کے
بادۂ جرأت پلادے ساقیا

ساقیا اب ناز بیجا کس لیے
زہر قاتل تلخی گفتار ہی
ای تنک ظرف اسقدر بدخو نہو
بادہ کش ہون جام چشم یار سے
جلوۂ مے نے پلایا خون مجھے
جون صراحی گریۂ مستانہ ہی
ناز بیجا اور مین کم حوصلہ
رنگ رو بھی مائل پرواز ہی
ساقیا امداد کا ہنگام ہی
جنگ کا سامان دکھادے ساقیا

چین ابروے بے محابا کس لیے
بے مزہ ہی شکر افشانی تری
دل ہوا کھٹا ترش ابرو نہو
مجلس غم ہی مجھے بزم شراب
آگئی یاد لب میگون مجھے
ماجرا سخت مشکل کیا کہون
کیا رُکے ہی ولولہ سا ولولہ
پھر بن گیا ولولے تاثیر کے
دور دورہ گردش ایام ہی
چہرۂ غازیان دیندار [illegible]

تہور شعار محرران سحر بیان افسونگری وکاتبان اخبار نیرنگ جمشید و سامری کلک شعبدہ اپنی
سحر طرازی پر یون ناز کرتا ہی حال جنگ جرأت و سحر آغاز کرتا ہی شعر مسخر کن ملک تحریر سحر +
رقم کرتے ہین رنگ تقریر سحر ما سابق مین تحریر کیا ہی کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و
ایرج نوجوان طلسم جمشید کو فتح کر کے بعد صولت و شوکت طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران کے روانہ
ہوے تھے قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوے آتے ہین مگر زمرد شاہ باختری نے بعد قتل ہونے
عقرب نیش زن جادو کے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد روانہ کر افراسیاب
نے تیمور سحر طراز کو مع بارہ ہزار ساحران غدار برائے مدد زمرد ناہنجار روانہ کیا یہ بیچا تخت پر
سوار مع ہمراہیان بدکردار طرف کوہ عقیق کے جاتا ہی بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان برائے
نور الدہر و ایرج نہایت پریشان ہوے کہ ان شیرون کا عرصۂ دراز سے نشان نہین معلوم
جواہر سے ارشاد ہوا کہ ای جواہر ایرج نامدار ہاتھ سے ارکان کوہی کے زخمی ہو کر نکل گیا
تھا آجتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا نور الدہر بن بدیع الزمان کو کوئی ساحرہ اٹھا لیگئی تھی اُسکی خبر کے
واسطے تمکو جانا واجب و لازم ہی اُسی وقت جواہر با نہائے عیاری سے آراستہ ہو کر مع چالیس
عیاران نامی کے برائے تلاش نور الدہر و ایرج باے شاطری مارتا ہوا چلا مگر نور الدہر و ایرج
قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایک روز ایک صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا مین
گذر ہوا طہماس بن عنقویل دیو پیکر نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی بازارین آراستہ ہوئین لشکر اترا
دونون شیر یعنی ایرج و نور الدہر آکر داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اُٹھے نظارۂ گل و
ریاحین مین مصروف ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ فوج کا بڑے بڑے
قد کے جوان زبردست پہلوان دور کا بے مرکبون پر سوار سامنے سے گذرے ایک جوان کوہی بہنہ
افسری کر گردن مست پر سوار لاکھ سوار و پیدل فوج کے دل کے دل زرہ پوش چار آئینہ بند آکر
اُسی دشت پر فضا مین اُترے جن مین بارگاہین استادہ ہوئین اُس جوان کی نگاہ لشکر شاہزادگان
پر پڑی شاطر تیز رو کو حکم ہوا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی کون لوگ ہین کہان سے آئے ہین کہان جاتے
ہین یہان ایرج و نور الدہر نے شاپور و شبرنگ سے فرمایا جلد خبر لاؤ اُسکا شاطر دریافت کر کے
پلٹا شاپور نے فوراً خبر دی حضور بدمست کوہی برائے مدد لقا جاتا ہی اپنی دور رفت پر اسکو

بڑا غرہ ہی اُدھر شاطر نے بدمست سے عرض کی نور الدہر و ایرج فرزندان صاحبقران طلسم جمشید کی
فتح کرکے چلے ہین مال طلسم مذکور لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین بدمست کوہی کا یہ
حال سُنکر نشہ اُتر گیا غصے مین کم ظرف مثل جام شراب کے ابلا شاطر سے کہا ابھی جاؤ فرزندان حمزہ
سے کہو کہ اُس طلسم کا ہمارے بزرگون نے اکثر قصد کیا مگر موقع فتح کرنے کا نہ ہاتھ آیا لیکن تم نے
بڑی بے ادبی کی کہ طلسم جمشید کو فتح کیا اب بہتر یہ ہی کہ مال طلسمی لیکر خدمت مابدولت مین حاضر ہو
خداوند کو سجدہ کرو ہم براے خدمتگزاری خداوندمجاتے ہین قدمون پر خداوند کے گرا دینگے میری
عرض و معروض سے دریاے رحمت خداوندی جوش مین آئیگا عمر بھر کا گناہ ایک نظر رحمت خداوند
سے معاف ہو جائیگا اگر خلاف کیا تو بہت بُری طرح پر پیش آؤنگا ابھی تلوار کھینچکر لشکر مین گھس آؤنگا
بڑی ذلت سے قتل کراؤنگا مال طلسم مذکور حصین زنگا عیار نے کہا حضور ایک نامہ تحریر فرمایے
کسی پہلوان کو دیجیے وہ جاکر سمجھائیگا نہ مانینگے تو کان پکڑکر ساتھ لیتا آئیگا بدمست نشہ کبر و نخوت
مین چور اپنے زور پر مغرور یہی مضمون مذکور اور بہت کچھ مزخرفات کلمات مہملات نامے مین درج
کرائے ملفوف کرکے آواز دی ای پہلوانان کوہی تم مین سے ایک جوان فرمان مابدولت کا لیکر
بارگاہ مین فتاح طلسم جمشید کے جائے باشتی سمجھا کر مع مال طلسم دونون کو خدمت مین مابدولت
کے لائے سرشار کوہی سپہ سالار لشکر جھوم کر اپنے دنگل پر سے اُٹھا کہا ای پہلوان دوران وای
گرساشب جہان یہ میرا کام ہی ابھی مع مال دونون کو لاتا ہون یہ کہکر نامہ سر سے باندھا گینڈے پر
سوار ہوا چار ہزار کوہیون کو ساتھ لیکر طرف لشکر شاہزادگان والاقدر کے چلا شاہزادہ نور الدہر کو
شبرنگ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہی بڑے کروفر سے آتا ہی نور الدہر نے
فرمایا کیا مضائقہ ہی ایلچی را زوال نیست لشکر مین خبر کردو منادی ندا کیسے ہر ایک بہادر آگاہ ہو جا
کہ بدمست کا ایلچی آتا ہی کسی بدعت پر اُسکی کوئی صاحب خیال نکرین فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر مین
پہونچ گیا اگر سرشار مغرور و متکبر بصد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جابجا جوانان صف شکن پہلوانان تن
تیغزن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افگن ہین کئی خیمون کی طنابین اُس ہتھیا نے پکڑکر کھینچ لین خیمے گر گئے
بندگان خدا دب گئے ہاتھ منھ ٹوٹا مگر کوئی اُس ہتھیا سے نہ اُلجھا موچھون پر تاؤ پھیر کر یہی جواب دیا
اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان ایسون سے تو ہم تحمل کا کام لیتے ہین مگر سواے صبر و جبر کے

کوئی چارہ نہین بچائیگا اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہیگا تو کوہی پتھرون سے
سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے نصیب شمشیر سے جوانون کے بُت بنجائینگے اسوقت سنگدلی دکھائے جو چاہے
بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا درگہ سالار کو حکم ہو چکا تھا
اُسنے پردہ اُٹھادیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سردارون کا دور بندھا ہوا
ہی اپنے اپنے مقام پر برسر جلوہ فرما ہی مقام صدر پر نورالدہر و ایرج دریاے سلاح مین غوطہ
مارے ہوے پشت پر ہزبر بیشۂ کلنگان صاحب سامور گران صف شکن و صفدر طہماس بن
عنقویل دلیر پرور مثل فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہی سرشار کو ہی دربار دیکھکر دنگ ہو گیا مغرور
نے صاحب سلامت بھی نہ کی نورالدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار نے ڈنگل آہنی بچھا دیا
سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا اپنا رعب و دبدبہ دکھانے لگا نورالدہر نے ہر ایک
کو اشارے سے منع کیا ساقی بچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشۂ انجام
پی گیا اور جام پی در پی پیے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بلبلا کر نکالا اُٹھا ستم نامہ دیا۔ نورالدہر نے کہا
یہ کسکا نامہ ہی اسنے جواب دیا ملک پہلوان پُرزور و زبردست شاہزادۂ بدمست کا نورالدہر نے کہا
نامہ لائیے اُس بچیا نے نامہ سر سے کھولکر نورالدہر کے ہاتھ مین دیا نورالدہر نے میرمنشی سے فرمایا اس
نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کر چکا ہون نورالدہر نے سُنکر سر جھکا لیا مگر ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغۂ
دودم سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منھ مین بھر آیا کہا بچیا نے کیا لکھا ہی ان افعال کی بچیا کو سزا دون
نورالدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم اسمین بدنامی ہی ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے
ہین میدان مین سمجھا جائیگا نورالدہر نے میرمنشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا ای سرشار ہمنے جواب نامہ
جنگ لکھدیا مال طلسم کا دینا ہمکو منظور نہین یہ سُنکر وہ بچیا بگڑا کہا ای جوان کیا مین خالی پیغامبر ہون
ابھی مال طلسمی منگوا دے مین مال طلسمی بھی لونگا اور نقد جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑکر
تم دونون کو لیجاؤنگا نورالدہر نے کہا ای سرشار یہان بدمستی نہ کرو میدان جنگ مین ہمسے سمجھ لینا
مگر یہ بچیا کب مانتا ہی رستم و اسفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہی قبضے پر ہاتھ ڈالکے کہا چلو اُٹھو
نا بدذات کی رکاب تھام لو طہماس تو بخوف نورالدہر خاموش ہی ہونٹھ کاٹ رہا ہی منھ سے نہین
۴۰ بول سکتا مگر ایرج کو تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہین او ملعون دور ہو

اپنے حمایتی سے جاکر اطلاع کر اور نامہ ہاتھ سے نورالدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے
سرشار کے پھینکدیا کہا جاکے اسکی بتی بنا کے بدمست کی اُسمین چلادے سرشار اُبلا ہوا بیٹھا تھا
بقہر و غضب تمام اپنے مقام سے اُٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج پر وار کیا ایرج نے
ڈنگل پر بیٹھے بیٹھے چٹکی ماری تلوار اُسکی پٹ پڑی گویا قسمت اُلٹ گئی نورالدہر ہان ہان کرتے ہین
کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ ایلچی ہی ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی
پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار کا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر چنبر گردن
سے اُڑجاتا صرف دو انگلیان پڑین تڑاقے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھاکے زمین پر گرا ایڑیان
رگڑنے لگا ایرج نے اُٹھکر چاہا ٹھوکر ماروں کہ سر مغرور خود سر کا پھٹ جاے رشتۂ حیات کٹ جاے
نورالدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے مین رُک گیا سرشار بارگاہ مین آنکھیں بند کیے پڑا ہی
کبھی آنکھ کھولتا ہی ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کرلیتا ہی نورالدہر نے جو یہ دیکھا قریب آکر فرمایا ای سرشار
خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑا ہوا جُھک کے سلام کرنے لگا
نورالدہر نے کہا ای سرشار جاؤ اُسنے جھک کر پُرزے نامے کے اُٹھا لیے گھبرایا ہوا باہر آیا
گینڈے پر سوار ہوا ساتھ والوں سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو ایک نے پوچھا حضور
عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتا دینگے تمکو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہی بقول سعدی شعر
ہر جاے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ ساتھ والے خاموش سرشار نے
گینڈے کو بگٹٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ مین بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست نے پوچھا
کیون برادر خیر تو ہی بال طلسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہین جیسے ہی مین بارگاہ سلیمان
مین پہونچا کئی سو جوان مجھکو لپٹ گئے اُسپر بھی مین نے دس بیس کو مارا اگر ایک ہاتھ مین دس بیس
لپٹے ہوے تھے نامہ چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال مین بڑی چوٹ لگی بمشکل یہانتک
آیا یہ سُنکر بدمست مثل رعد کے گرجا کہا اُن دونون جوانون کی شامتین آئی ہین قضا اُنکی دامنگیر ہوا
کیا معقول تدبیر ہی مین براے ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شی بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انھین
دونون کے سر جاکر نذر دونگا طرۂ سنہری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار منع کرنے
لگا حضور اسوقت تامل فرمائیے جو کچھ مجھپر گذری وہ گذری صلاح کرکے سمجھا جائیگا بدمست مست

سنا تا لشکر مین قرنا ہوئی لاکھ سوار پیدل تیار ہوے مجبور سرشار بھی عقب مین چلا مگر بدمست بقہر
وغضب اُڑاے ہوے گینڈے کو جاتا ہی یہان بعد جانے سرشار کے نورالدہر نے دیکھا ایرج
کا غصہ کم نہین ہوتا موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی نورالدہر سمجھاتے ہین ای برادر غصہ نکرو اگر جدعانی تبار
کو خبر پہونچے گی اُنکے مزاج سے خلاف ہوگا لقا پرستون کی کیا کیا بدعت اُٹھاتے ہین اپنی بارگاہ
مین طرح دیتے ہین ایرج کہتے ہین بھائی صاحب مین آپکا سا مزاج کہان سے لاؤن آپکو کلمات
سخت سننے کی عادت ہی مین ابھی بارگاہ بدمست مین جاتا ہون انشاءاللہ ملعون کو سزاے
معقول دونگا سب سردار ایرج کو سمجھا رہے ہین شیر کو بہلا رہے ہین کہ نوبت نقارے کی کانین
آواز آئی صداے با ہوے زمین بھرائی ایرج نے کہا دریافت توکرو یہ کیا ہنگامہ ہی کہ شاپور
وشبرنگ دوڑے ہوے آئے عرض کیا ای شہریار بدمست کوہی سوار ہوا مع فوج آپہونچا
یہ سنتے ہی ایرج ونورالدہر دو شیر ببر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نے قبضۂ ساطور پر ہاتھ ڈالکر
کہا ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمایئن غلام جاکر اُن بیحیاؤن کو سمجھا دیگا مگر یکایک غلغلہ ہوا شبرنگ
نے کہا حضور کوہی لشکر مین گھس آئے تلوار چلنے لگی نورالدہر وایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا
کوہیون نے ہنگامہ برپا کردیا ہا ہالیان فوج نورالدہر وایرج غفلت مین اپنے اپنے مقام پر تھے وہ
بیحیا آپڑے کئی ہزار جوان زخمی ہوے کئی سو سیار گلشن جنان ہوے نورالدہر نے بتعجیل پشت اسپ
بریوش پر سوار ہوے نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزہ صاحبقران بحشم واقبہ شہ ستارہ حشم شاہزادہ
نورالدہر وایرج نوجوان بعد شوکت وشان گرہن اشقر پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ ایرج
ملک ایرج آن آفتاب منیر که صاحبقرانیم وآفاق گیر بہادر سے صدا بلند ہوئی منم ہزبر بیشۂ
کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیو پرورا ب سرداران
ایرج ونورالدہر بھی سنبھلے کوہیون پر جا پڑے ڈٹکر تلوار چلی کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی
کارزار ہو لال ازل درکار ملک الموت بیکار ایک کی روح قبض نہین کرنے پایا دو ہزار مرکر
گرے ملک الموت کو خواہش ہی اس جنگ مین بڑی کاہش ہی کہ براے قبض روح گماشتے
قرار دون مگر ایرج نہنگانہ پلنگانہ لڑتا ہوا جاتا تھا بدمست سے جو آنکھ چار ہوئی بدمست نے
للکار کیون او فرزند حمزہ میرے ایلچی کے ساتھ تو نے برا سلوک کیا ہزارون ملک لیٹ گئے وہ جبر نامہ جیین کے

چاک کیا ایرج نے جواب دیا او بیحیا مردان عالم کا یہ دستور نہین کہ ایک پر دو دست انداز ہون
نہ کہ سو دو سو وہ جھوٹا دغاباز ہی بدمست نے طرف سرشار کے دیکھا کہ ہان ای سرشار ہس جوانکی
زبان تو کھینچ لے ایرج نے جو سرشار کو دیکھا آواز دی کیون او بیحیا سواے میرے اور کون شخص
دست انداز ہوا تھا اب تو سامنے آ سرشار بدمست کے بھروسے پر نعرہ کرکے جا پڑا ہاتھ تلوار کا
لگایا ایرج کو انتہا کا غصہ تھا بار بچا کر پھر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکر پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھالیا
پہاڑ کو دست حق پرست پر بلند کیا اُسی غصے مین طرف آسمان کے پھینکا اُترتے اُترتے ہاتھ تلوار کا
مارا چور رنگ ہوائی گیا شاپور نے آواز دی ای شہریار سبحان اللہ ماشاء اللہ دوست و دشمن کی زبان سے
صداے آفرین بلند ہوئی مگر بدمست کہی یہ رنگ دیکھکر طرف ایرج نوجوان کے چلا للکارتا ہوا
کہ او نبیرۂ حمزہ تو نے میرے قوت بازو کو مارا میرے لشکر مین اسکا نظیر نہ تھا میرے ہاتھ سے بچ کر
کہان جائیگا اس زبردستی کی سزا پائیگا ایرج قریب بدمست کے پہونچا جلدی کرکے بدمست نے
ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ لنگر دار جوان زبردست ایرج نے جلدی مین سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار
بدمست کی جو پڑی گوشۂ سپر کو کاٹ کے سر پر گری زخم کاری سر مین ایرج کے آیا ایرج نے دستانہ
مارا تیغہ جھنا کر نکلا مگر چادر خون چہرۂ بے نظیر پر آئی جی داری کرکے ایرج نے ہاتھ مارا اُسنے گینڈے
کو ہٹالیا ہاتھ ایرج کا خالی گیا نکان سے زیادہ صدمہ پہونچا بدمست نے چاہا سر کاٹ لون نور الدہر
ایک غول مین مصروف جنگ تھے دور سے جو یہ معاملۂ جانگزا دیکھا کلیجہ ہاتھ سے تھام لیا نعرہ کیا
او کوہی خبردار دست خود را نگہدار نعرہ کرتے ہوے برابر بدمست کے پہونچے بیچ مین گھوڑا ڈالا
بدمست کا سامنا ہوا بدمست نے وہی تیغۂ خون آلود بر سر شاہزادہ نور الدہر لگایا نور الدہر
نے تیغۂ خارا شگاف پر کانٹھا آواز دی او بدمست شعر تو ضرب بزدی ضرب من نوش کن * ہمہ
شادی از دل فراموش کن * دیگر دو مجنون گذشت نوبت ماست * ہر کرا پنج روز نوبت اوست *
یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا او بدمست نشۂ بادۂ نخوت سے ہوشیار ہو خواب خرگوش سے بیدار ہو نعرۂ شیرانہ
کرکے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا دل سے کہتا تھا کہ نام تو اُسکا سہی اگر ایک
بھی برظاہر مین ہوتا تو اُڑ جاتا وار نہ روکتا مگر تیغۂ برق مثال تڑپکر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے خود دو لخت
عرق جبین کو کاٹکر سر پر گرا زخم کاری سر پر آیا اُسنے دستانہ مارا تیغہ سر سے اُسکے نکلا چادر خون سر سے

بیجا کے جاری ہوئی نورالدہر نے چاہا سر اُسکا کاٹ لون ہزار ہا کوہی آپڑے ایک طرف سے طلہماس بھی جنگ کرتا ہوا آیا وہان خوب تلوار چلی دریاے خون بہ گیا ایک جانب سے نقد بدیع سردان قاسم عالیشان ایرج نوجوان زخم سر باندھکر آیا جنگ مین مصروف ہوا ۔ اشعار

خروشے برآمد بگیر ابگیر	یکے خورد نیزہ یکے خورد تیر دگر	ہزاران زرہ پوش خنجر گزار
نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار	وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے	وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوا سامنا تیر سے چلنے لگے	نیامون سے خنجر نکلنے لگے	ہوے کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ	کرون کیا بیان ماجراے ستیز	کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
سر و حلق گردان جنگ آزما	نثار دم خنجر و تیغ تھا	روان خون تھا مانند دریاے آب
سر پہلوانان تھے مثل حباب	یہ کیونکر کہون مین کہ پیکار تھی	قیامت وہان اک نمودار تھی
پیاپے تھی یون ضرب گرز گران	کہ جسطرح سے تپک آہنگران	زد و گشت اُسدم ہوئی اسقدر
کہ صحرا ہوا بحر خون سربسر		

ای مردان دشت نبرد رستم و اسفندیار کے یادگار ہو شیر شکار زنان ہو شعر سیاہ لیجاؤ عروس موت کو دو طلاق اس زندگی کی سوت کو یہ کہہ ہر ایک جانب ہنگامہ گیر و دار بلند ہی لشکر کوہیان دردمند بڑے بڑے قد بھاگتے پھرتے ہین نہیب شمشیر مسلمانان سے منہ کے بل گرتے ہین بھاگ کر کوہی پڑاو پر آگئے ایرج و نورالدہر وہان بھی آپڑے پڑاو کوہیون کا لٹنے لگا بارگاہون پر کوہیون کی مسلمانون نے قبضہ کیا بدمست زخمدار بیقرار مثل صید خائف بھاگا بھاگا پھرتا ہی اہالیان فوج مثل موج پراگندہ غم و الم کی طغیانی کشتی حیات کافران طوفانی دریاے خون مین غوطے کھا رہے ہین کنارے تک پہونچنا دشوار جوش پر بحر تیغ آبدار مسلمان نہنگانہ شناور دریاے جرأت و ہمت جنگ مین مصروف بحر دریاے لشکر کوہیان کو جھیل رہے ہین جان پر کھیل رہے ہین اہل اسلام نے لشکر بدمست کو گھیرا ہی ناظرین پر واضح ہی کہ ایرج و نورالدہر مین آپسمین ہمچشمی ہی اگر ایرج نے بجرأت و شوکت بڑھکر میدان کو مارا نورالدہر نے بصد صولت و لیاقت رسالدار کو للکارا غول کے غول پراگندہ بدحواس کوہیان بدمعاش کو میدان جنگ سے بھاگ جانیکی تلاش دریاے نامردی کا جوش پراگندہ لشکر عقل و ہوش طلسمہاے لشکر سرنگون زمین پر یون پڑے ہین جیسے مردے کفن مین بھاگو بھاگو کی

صدا مین گھوڑے کوتل پھر رہے ہین ہتھیار کوہیون کے کمل کے گر پڑے گرز سر کوبی بھولے
تیر گوشون مین چھپتے ہین کمانون مین مثل کمر پیر خم تلوارین بیدم نیزے مثل جسم مدقوق نحیف وزار
سنا مین سنانین بالکل بیکار خنجرون مین نہ دم نہ خم اسکا کیا علاج تبر مثل تیر ایک نقطہ کے محتاج
سپرون کو دوران سر دامن چاک پھول مرجھائے ہوے اپنی سیہ بختی پر غیرت سے کمی ہی کوہیون
کو نہ فرق فنا سے تنخواہ بیباقی ملتی ہی جیرے نامردون کے نقطی نہ دفترہ نہ دفتری قریب ہی کہ کوہی فرار
برقرار کرین مگر قضا سے کام ملکہ ترنج جادو بدمست کی آشنا ہی جب یہ چلا تھا اُس سے لکر آیا
تھا کہ مین واسطے مقابلہ مسلمانان کے جاتا ہون ملکہ ترنج نے منع کیا تھا کہ ای یار صادق و ای محب
واثق مسلمانون سے بگڑ لسی الجھانا اچھا نہین جو تمھارا ابھائی بند گیا وہان سے زندہ پلٹ کے نہ آیا
لہذا وہان نہ جاؤ بدمست کو اپنے زور کا نہایت غرور تھا اسلیے نمانا اور آیا جو کچھ گذرا وہ ناظرین
پر واضح ہی ملکہ ترنج بعد جانے بدمست کے گھبرائی چار سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر جوش محبت
مین چلی اسوقت آکر پہونچی آسمان سے دیکھا بدمست زخمدار کوہیون کی فوج کا ستھراؤ مسلمانان
نے قیامتین برپا کی ہین دریاے خون بہہ رہا ہی بارگاہین خیمے سرنگون بازارین ویران محلے فوج
کے لٹے ہوے دوکانین برباد جھنڈے بازارون کے گرے ہوے منھ کوہیون کے لڑائی سے
پھرے ہوے دوجوانان صف شکن نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین ایک جانب ایک جوان مثل
فیل مست ساطور بدست فوجون کو درہم و برہم کر رہا ہی دم جرأت کا بھر رہا ہی پہلوان یگانہ رستم
خصال عفریت مثال کوئی کوہی اُسکے منھ پر چڑھ نہین سکتا کسی پہلوان کا قدم بڑھ نہین سکتا
یہ معرکہ قیامت خیز جو آسمان سے ملکہ ترنج نے دیکھا اپنے دھگڑے کا سر زخمی پایا بدحواس ہوگئی
وہین سے نعرہ کیا باشید ای مسلمانان ستم ملکہ ترنج جادو یہ کہکر زمین پر آئی ایک سحر مین قیامت
برپا کردی کوئی گھوڑے سے گرا کوئی زمین پر تڑپا چار سو جادوگرنیان اُسکی گولے ترنج و نارنج
مارنے لگین شاپور و شبرنگ عیاران طرار حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین ساحرون کو
للکار رہے ہین کئی جادوگرنیان کنندون سے حباب ہاے بیہوشی سے قتل ہوئین ہر چند
شاپور نے کہا ای برادر شبرنگ جادوگرنیون سے سامنا ہی نکل چلو جان بچا کر چلو شبکو آکر
عیاری کرینگے شبرنگ و شاپور نے قصد کیا مگر جادوگرنیون کے سحر سے زمین ہلنے لگی قدم اٹھنا بھی

دشوار ہی زمین و آسمان شعلہ بار ہی کہین پانی برس رہا ہی کہین نہر آب جاری کہین نخل بھر اگر گرا
گھوڑے مطلق العنان کوتل پھر رہے ہین جا بجا منھ کے بھل گر رہے ہین شبرنگ و شاپور نے ہر چند
چاہا کہ جست و خیز کر کے نکلین مگر ترنج تمام عیارون کے سن چکی تھی کہ فرزندان خواجہ عمرو شاگردان
عمرو کے افسر ہین دیکھا بھالے پتلے تا نبے بتصویر عمرو کی دیکھ چکی ہی ترنج اُسی طرف پلٹی ان دونون کو
دیکھا کسی پر کمند لگائی کسی پر خنجر مارا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس پانچ کے منھ جھلس گئے کبھی جنگی بان
داغا اُن شعلون سے دو چار جلے ایک ساحرہ گلبدن نام وزیرزادی ملکہ ترنج کی مصاحب
خاص ہمدم با اخلاص ساحرہ شعبدے باز شاپور پر جا پڑی ماش کا دانہ مارا شاپور کے پانوٴن
زمین نے تھامے مگر ہاتھ سحر سے بری رہے گلبدن بڑھی کہ بیچ سے سر کاٹ لون جیسے ہی وہ
قریب آئی شاپور نے کمند ماری وہ منھ کے بھل زمین پر گری شاپور نے خنجر مارا شکم چاک قصہ پاک
نعرہ کیا منم شاپور شیر دل ترنج نے یہ معرکہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب بھرایا اپنی مصاحب
خاص کو تڑپتے پھڑکتے دیکھا یہ بھی دیکھا کہ ایک عیار اگر سحر سے کسی کے مقابلہ کرتا ہی دوسرے نے
لپٹ کر خنجر مار دیا جادوگرنی مری پھر دونون نے قیامت برپا کر دی الگ الگ لڑنے لگے ایک
کی ایک مدد کرتا ہی یہ شعر زبان پر جاری ہی ہان بھائی شاپور شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را ؎ یہ سب حرکتین اُن عیارون کی ترنج جادو نے دیکھین دور سے للکارا ای
عیاران غضب کیا میری وزیرزادی کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جاوٴگے عیارون نے
پلٹ کر دیکھا چاہا جست و خیز کر کے نکل جائین مگر ملک الموت کے سامنے سے ٹلنا دشوار تھا ملکہ
ترنج نے ایک نارنج پھینک مارا دونون عیار لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے ملکہ ترنج نے جادوگرنیون
کو اشارہ کیا کہ پہلے ان نگوڑون کو گرفتار کرو ان مکارون نے بڑے داغ دیے نورالدہر سراج
و طہماس وغیرہ سب ایک مقام پر پابگل ہر چند کہ آسمان جرات کے ماہ کامل ہین مگر ہاتھ
دستگیری نہین کرتا ثابت قدمی نے جدائی کی ہوش و حواس نے کج ادائی کی گھوڑون سے گر کے
بیہوش ہوئے ہوش و حواس روپوش ہوئے بدست رنجیدہ کمینہ زخمدار بیقرار سامنے
اپنی معشوقہ کے آیا کہا جان جہان مین لٹ گیا اپنے رفقا سے چھوٹ گیا کیسے کیسے صف شکن سلمانوں کے
ہاتھ سے مارے گئے ملکہ ترنج نے کہا ای بدمست ہمنے تمکو پہلے ہی ہوشیار کر دیا تھا تمنے ہار کہنا

زمانا اسم بامسمٰی ہو بدمستی کے نشے کا یہی کام ہی ذلیل و رسوا ہونا آبرو کھونا یہ کہکر حکم دیا ان سب کو
گرفتار کراؤ طوق زنجیر پہناؤ دربار ان سب کا مجھ سوال جمشید پرستی کرو اگر قبول کرین اپنا رفیق بناؤ
ورنہ فوراً قتل کرو بدمست نے بلاکر آہنگرون کو حکم دیا سرداران نامی پہلوانان گرامی کو مسلسل و
مطوق کیا اسوقت چونکہ بدمست زخمار تھا سب کو قید خانے مین بھیجا از سر نو بارگاہ ہین استادہ
کرائین ملکہ ترنج کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ مین آیا سب رفیق و امیر و وزیر ہمراہ ملازمان شہزادہ
ایرج و نور الدہر کچھ گرفتار ہوے بعض بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپے بدمست کی زخمہ زنی
کی ملکہ ترنج آکر تخت پر بیٹھی بدمست ونگل زرین پر تمام خزانہ طلسم جمشیدی قبضے مین بدمست
کے آیا صدہا چھکڑے اُنپر صندوق ہاے کلان مخمل کاشانی کے غلاف قفل ہاے رومی ترنج
نے چاہا مال اُتروا کر ملاحظہ کرے بدمست نے کہا اے جان جہان اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ
ہوتا ہی گانا سنین شراب پین ہم تم لپٹ کر سوئین ملکہ ترنج نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہی بیہودہ باتین
کرتا ہی دیکھ میرے ہاتھ پانوٗن مین درد ہی رنگ چہرے کا زرد ہی اب یہ بتلا کہ ان سردارون کے
مقدمے مین کیا منظور ہی بدمست نے کہا مین ان سب سے سوال سامری پرستی کرونگا پسران
حمزہ مذہب لات و منات کبھی نہ قبول کرینگے سُنا ہی اکثر قید ہوے تلوارین گلون پر رکھی گئین مگر
ہنی کیے گئے ملکہ ترنج نے کہا سامنے تو بلوا دیکھو تو اب کیا کہتے ہین کچھ جواب سخت دیتے ہین یا خاموش
رہتے ہین بدمست نے داروغۂ زندان خانے کو حکم دیا نور الدہر و ایرج و طہماس کو سامنے
بادولت کے لاؤ ملکہ ترنج نے سحر اُتار لیا ہی قید آہن مین سب گرفتار ہین داروغہ قید خانے مین
گیا نور الدہر و ایرج و طہماس کو سر زنجیر تھام کر سر دربار لایا ہر چند کہ تینون سردار انتہا کے زخمی
ہین مگر شیران دشت نبرد جیسے ہی بارگاہ مین آئے پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس
و درین ماوا بر کسی باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا ایکے است و پیغمبر او برحق وہ بے نیاز کارساز خالق
مطلق ہی بدمست بگڑا قبضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ دیکھو تمنے غضب کیا مسلمانون کو بارگاہ مین ناحق
بلایا ہمارے پونے دو سو خداوندون کو برا کہتے ہین بڑے یہ لوگ سرکش ہین مگر ترنج کی نگاہ جو
جمال بمثال نور الدہر و ایرج پر پڑی چہرے آفتاب بمالمتاب قد سرو باغ مراد آنکھون مین
خیر کے نیچے جلوہ گر ہین جتنو نون مین رستمی مزاجون مین بر ہی ایک جانب طہماس ایسا جوان

قد و قامت مین دیو جرأت مین آن بان مین یکتا پہلوان صاحب شوکت و شان تینون پہ سائل ہوئی حیران
جمال و محو دیدار کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کچھ اعضا پھڑکنے لگے گھبرا کر بدمست سے کہا صاحب ذرا
الگ بیٹھو اسوقت مجھسے نہ بولو یہ بیچارے غربت کے مارے ناحق مصیبت مین پھنسے ہین شاہزادے
صاحبان لیاقت زنجیر پہنے کھڑے ہین انپر رحم لازم ہے ان لوگون سے نام جرأت قائم ہے اگر یہ برے
ہوتے خداوند لقا کا ہے کو زندہ چھوڑتے کیا قدرت کو اختیار نہ تھا جب چاہتے مٹا دیتے سنگ سیاہ
بناتے قہر و غضب قدرت دکھاتے کوئی بات تو انمین اچھی ہے کتابین اٹھا کر دیکھو قدرت نے انکے
دادا جان کی خاطر سے ملک موروثی باختر ایسا شہر ترک کیا خفا ہو کر چلے آئے مگر انکو نہ مٹایا اور
یہ بھی کتاب خداوندی مین مرقوم ہے کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند لقا ہے دن بھر خدا کو برا کہتا ہے
رات کو ایک خیمے مین الٹا لٹکتا ہے توبہ توبہ کرتا ہے دم قدرت کی محبت کا بھرتا ہے قدرت دن بھر
کے گناہ معاف فرماتے ہین میرا جی چاہتا ہے ان بندگان خاص خداوند کو قید سے رہا کردون محفل
عیش مین شریک ہون قدرت کو برا کہینگے آپ آفت سہین گے بدمست نے کہا اے ملکۂ عالم
یہ شیر زنجیرون مین گرفتار دست و پا انکے بیکار ہین رہا ہوتے ہی آفت برپا کرینگے ابھی خون کے
دریا بہا دینگے انکو کون روک سکیگا مین نے جنگ ان ظالمون کی دیکھی جرأت مین بے نظیر صاحبان
توقیر میرے کوہی کتے کی موت مارے گئے کوئی منھ نہ چڑھ سکتا تھا کون آگے بڑھ سکتا تھا بدولت
بھی زخمی ہوئے اگر ملکۂ عالم تم نہ آجاتین لحہ بھر مین لشکر کا خاتمہ تھا ان لوگون پر رحم کرنا بیجا ہے وہ جوان
جسنے سرشار کو مارا خداوند لقا کا نواسا ہے مگر قدرت سے برگشت ہے فولاد فولاد شکن کوہی رکن
کوہستان اسی جوان کے ہاتھ سے قتل ہوا اسکی دختر بلند اختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو نکال لیگیا
بھائی فولاد نے بڑی کوشش کی کچھ ہوا آخر لڑ بھڑ کے اس صاحب غیرت نے جان دی مین ابھی
انکو قتل کرونگا ملکۂ عالم تمھارا کہنا نہ مانونگا یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ ابھی ان جوانون کو مع دونون
عیارون کے قتل کرو ملکہ ترنج عاشق ہو چکی ہے چاہتی ہے انکو کسی حیلے سے بچاؤن معشوقان
پریچہرہ کو پہلو مین بٹھاؤن صف شکن تیغ زن صاحب صولت و جرأت شمع افروز انجمن عشرت
جیسے ہی جلاد سامنے آیا بدمست نے کہا نور الدہر و ایرج و طہماس و شبرنگ و شاپور
کو قتل کر اب ہم سے حکم نہ پوچھنا جلاد تیغہ کھینچ کر اول سر نور الدہر پہ آیا گردن پر کوڑے کا حلقہ دیا طہماس ۱۰

نے اُسکو آندی او بجیا یہ میرا آقاے نامدار ہی پہلے مجکو قتل کرین اپنے آقاے نامدار کا ملال منظور نہین
جان اپنی اُسکے قدمون پر نثار کرون جلاد اُدھر پلٹا طہماس نے سر جھکا دیا اب تو ملکہ ترنج کو نہایت
غصہ آیا اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیون او بجیا پہاڑی ہمارے حکم مین رخنہ انداز ہوتا ہی تیری کیا حقیقت
ہی کوئی تجکو جانتا پہچانتا تھا ہمنے خاک سے پاک کیا کوہستان مین تیرا نام ہوا پہلوانون کو ہمنے سحر کر کے
زیر کرادیا او احسان فراموش آج بھی اگر ہم نہ آتے تو کُتے کی موت مارا جاتا اور وہ بد خصال ان
شیرون کے ہاتھ سے امان پاتا بدمست نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی او مکارہ ہمین باختیار ہی
ہمارے دشمن ہین ہم خود قتل کرینگے اگر تو بولیگی ہمارے حکم مین دخل دیگی تو تجھے بھی قتل کرونگا
کیا دھگڑون کو دیکھکے عاشق ہوئی جب سے یہ بارگاہ مین آئے اُسی جانب دیکھ رہی ہی ملکہ ترنج
ہنسی کہا نگوڑے قتل کرنے والے کو بھاڑ مین ڈالون اپنے ہوتے سوتون کو مار بیشک یہ جوان
جری بہادر اسی لائق ہین سر پر مکان بنا دے اُسمین انکو جگہ دے دو محبوب مطلوب تیرا بڑے
قد کا پہلوان اپنی جان نثار کرونگی تجکو آتش رشک مین جلاؤنگی بدمست تیغہ کھینچ کے جھپٹا کہا
حرامزادی تجکو قتل کرتا ہون ملکہ ترنج پیچھے ہٹی ایک دانناش کا مارا تیغہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کے
زمین پر گرا اُسی مقام پر پاگل ہوا شجر بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوا بدمست کا نشہ اُترا لگا غل
مچانے ای ملکہ ترنج ٹھہر جا اری مجھسے تجھسے بڑی محبت تھی مین تجھپر جان دیتا تھا تو مجھپر شیدا تھی یاد
تو کر تیری خدمتگزاری سے کبھی منہ نہین موڑتا اگلی باتین سب بھول گئی ان کلموہے اردون کو دیکھکے ایسی
بھول گئی ملکہ ترنج کب مانتی ہی آتش عشق نور الدہر وایرج و طہماس شعلہ ور ہی گرمی محبت سے
استخوان جل رہے ہین قلب ناصبور سے شعلے نکل رہے ہین وہی تیغہ بدمست کا اُٹھا کر دوڑی
ہر چند بدمست چیخا پیٹا اگلے پچھلے دفتر کھولے کچھ اثر نہوا ملکہ ترنج نے قریب آکر ہاتھ مارا بدمست
کے دو ٹکڑے ہوے ہاتھ ہلا کر برق چمکائی جلاد کا سر اُڑ گیا اُسی غصے مین طرف کوہیون کے پلٹی کہا
بتلاؤ نگوڑو تم کیا کہتے ہو یہی شرط ہی سب کو پھونک دون آتش قہر و غضب مین جلاؤن سب کوہی
گھبرا گئے منتین کرنے لگے کہ ملکہ ترنج ہم تابعدار ہین میان بدمست صاحب کے مزاج مین بڑا
غرور آگیا تھا آپ نے خوب کیا وہ اسی لائق تھے آپکے بھروسے پر بڑے بڑے ظلم کیے ملکہ ترنج
نے کہا اسکا لاشہ پھینک دو خدمت مین ما بدولت کی حاضر رہو کوہیون نے ٹانگ پکڑ کر لاشہ بدمست

کا مزلے پر پھینک دیا ملکہ ترنج بتمیل بناؤ کرکے مسی کاجل لگا کے تخت پر بیٹھی نور الدہر و ایرج و طہماس یہ عالم حیرت افزا دیکھ رہے ہین ملکہ ترنج نے کہا ان تینون جوانون کی قید کاٹ دو آہنگرون نے فوراً قید سے رہا کیا ملکہ ترنج نے کہا ای شہزادو آؤ دنگل پر بیٹھو تمھارے واسطے اپنے پُتلنے آشنا کو مار ڈالا مگر ان عیارون کو نہ چھوڑونگی نور الدہر و ایرج و طہماس خاموش دنگلون پر بیٹھے سرجھکا ہوے شبرنگ و شاپور نے فریاد کی ملکہ عالم ہم بھی تابعدار ہین جو ارشاد ہوگا فوراً بجا لاینگے ہم تو نمک صحبت ہین گا مینگے بجا مینگے آپ کو خوب راضی کرینگے ملکہ ترنج نے کہا میرے بزرگون نے مجھسے کہدیا ہی کہ عمرو و فرزندان عمرو سے ڈرنا چاہیے بڑے مکار و غدار ہوتے ہین ہر چند دونون نے کہا ملکہ ترنج نے ان دونون کو رہا نہ کیا حکم کیا قیدخانے مین لیجاؤ داروغہ زندان خانہ دونون کو کشان کشان لے گیا اب ملکہ ترنج نے جلسہ آراستہ کیا ساقی بچے حاضر ہوے اول طرف نور الدہر کے متوجہ ہوئی کہا کیون جان جہان و آرام دل مشتاقان خاموش بیٹھے ہو ہنسو بولو مین تم تینون صاحبون سے باہر نہین ہون اور سب دنیا کے مرد آج سے مجھپر حرام ہوے تمھارے لیے سحر سے خود و زرہ تیار کردونگی کوئی دنیا مین تم سے مقابلہ نہ کرسکیگا ایرج نے نور الدہر کے چٹکی لی کہا لو بھائی صاحب تمپر بہت مہربان ہی بھلا اب ہم تمسے کاہیکو کشتی کرسکینگے کیا مجال ہی کہ دنگل رستم کا نام لین نور الدہر نے غصے مین جواب دیا ای ملکہ ترنج کیا بیہودہ بکتی ہی ملکہ ترنج مسکرا کر طرف طہماس کے متوجہ ہوئی کہا او جوان تو تو مجکو ننگا ہوں مین کھائے جاتا ہی ذرا مجکو ہاتھ نہ لگانا مین ابھی کھینچی ہون ابیات

لینا نہ کبھی ابروے خمدار کا بوسہ
لیلون مین اگر اُس بت میخوار کا بوسہ
موتی جو تری نتھ کا ہی نا لما ہمین اللہ
نادان کوئی لیتا ہی تلوار کا بوسہ
آتا ہی مجھے رشک سیہ بختی پہ اپنی
تو لیتے کبھی لب کبھی رخسار کا بوسہ
تا حشر نہ ہوش آئے مجھے نشے سے اسکے
جب زلف تری لیتی ہی رخسار کا بوسہ
نور الدہر نے کہا ای ملکہ عالم یہ

تمھارے ہی لائق ہین جوان اور خوبصورت ہین ایرج نے کہا کہ ادنی سی بات ہی سترہ سو من کا سامان باندھتے ہین بڑے شقی جری بہادر ہین ملکہ ترنج نے کہا کیا مین انسے باہر ہون ای جوان شراب پی لے مین بہت خوش ہوئی یہ دونون شاہزادے بڑی تیری تعریف کرتے ہین طہماس نے اُٹھا ہاتھ مارا جام زمین پر جاکر گرا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ ترنج نے کہا ای جوان تو بڑا بدمزاج ہی عاشق و معشوق کا تنہائی مین ناز و نیاز بہتر ہی مین الگ اٹھو چلون کچھ تنہائی مین کہے گا ابھی دن ہی رات ہونے دے

ایرج و نور الدہر نے قہقہہ مارا طہماس نے کہا شاہزادو ہنس ہنس کے میری جان لوگے اس کم بخت کی شامتیں آئی ہین ملکہ ترنج نے کہا کیون رے کم قدرے مین نے تیرے ساتھ کیا برائی کی جو تو کہیگا مجھے بدل و جان منظور ہی بوجہ غصہ کرنا تیری عقل کا قصور ہی میرے مزاج سے تو آگاہ ہی ذرا سی بات پر مین نے بدست کو مار اپیٹرا بنا کر کھونٹے مین باندھ دونگی وہ دونون بیچارے سمجھائے ہین آپ بھولے جاتے ہین انسانیت سے باہر بس چل اُٹھ دیر نکراسی مین تیری خیر ہی اب تو طہماس گالیان دینے لگا کہا کم بخت یہ دونون جوان دل لگی باز نہین یہ میان ایرج صاحب جو بیٹھے ہین بڑے عاشق مزاج ہین ہم نوکر چاکر بیچارے غریب محتاج ہین خواجہ عمرو کے فرزند ہین ہم سردار ہم عیار نامی و نامدار اُن سے ضرور آشنائی کرو میرا قد و قامت دیکھنے ہی کا ہی حسین خوب رو پہلوان بھکیت بکیت البتہ قابل دوستی ہین جب تمھارے پاس بیٹھینگے لوگ حیرت سے آتش حسرت پر جلینگے ملکہ ترنج نے کہا اچھا مین اُنکے خوش کرنے کو حاضر ہون لو پیارے یہ جام تھین پیو اب میان ایرج گھبرائے ملکہ ترنج نے جام شراب کا ایرج کے منھ سے لگا دیا کہا لے پی نخرا نہ کر بڑا اچھیت ہی تیری پھبتی و گھونگی ایرج نے منھ پھیر لیا ترنج نے کہا پہلا جام اگر تو نہین پیتا تو مین پیے لیتی ہون یہ کہکے جام شراب خود پی گئی گنگنائی ایرج کے رجھانیکو یہ غزل گائی غزل قبول

سوز درون کی اے دل اُسکو خبر نہین ہی	آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہی
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن	مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہی
شعرون مین کسکو باندھون دیوانہ مین لاؤن کسکو	اک وہم سا ہی سب کو اُسکے کمر نہین ہی
اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی	روح الامین کا بھی اُسجا گذر نہین ہی
اے شاہد ان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو	اب نذر کو تمھاری خون جگر نہین ہی
تن پر سے سر جو اُترا ایس سر کا درد اُترا	تن پر جو سر نہین ہی بس درد سر نہین ہی
اہل ہنر کے آگے پڑھ اے قبول اشعار	کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہی

یہ غزل گا کے نشہ کے جوش مین ایرج کو لپٹنے لگی ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر سحر کرکے اپنے کو ملکہ ترنج نہ بچاتی تو سر اُڑ جاتا ایرج و نور الدہر و طہماس اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کو میون نے بلوہ کیا دو چار کو طہماس نے مارا چند کو نور الدہر نے کسی کو ایرج نے پس ملکہ ترنج جادو

غصے مین اُٹھی دیکھا زمین پر دریاے خون بہ گیا غصے مین ایک دوہتڑ مارا تینون سردار زمین پر
گرے سحر مین تینون کو مبتلا کیا کہا اے جوانو میرا کہنا مانو بڑا مجکو قلق ہی انصاف کرو تمپر میرا حق ہی تمھارے
واسطے مین نے اپنے آشنا کو مار ڈالا کیسے ناانصاف ہو مجھے خود رہ رہکے افسوس آتا ہی اگر میرا
کہنا نمانوگے تو وہی حال تمھارا ابھی ہوگا ایرج و نورالدہر و طہماس گالیان دینے لگے کہ کمبخت
کیا بیہودہ ارادہ کرتی ہی ہم لوگ اس فن کے نہین ہین ملکہ ترنج نے کہا بلاؤ جلادون کو ابھی ان کو
قتل کرونگی مین سلامت رہون ان ایسے ہزارون پیدا کرلونگی مجھے کیا پروا ہی اپنے نصیبون کو
جھیکین مجھ ایسی چاہنے والی انکو نہ ملیگی سب طرح حاضر ہون نگوڑے ایسے ٹھنڈے ہین کسی طرح
نہین گرماتے ان جوانون نے کچھ جواب نہ دیا جلاد خنجر کھینچکر قریب آئے اب ایرج و نورالدہر
کو زندگی سے یاس ہوئی اپنے معبود حقیقی سے التجا کرنے لگے دعا مین مصروف ہوے ملکہ ترنج
غصے مین کانپ رہی ہی کھڑی گرد ہین کہ یکایک ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی اے ملکہ عالم
جبرئیل قدرت خداوند باختری یعنی ملک یاقوت شاہ تشریف لاتے ہین شاید واسطے شکار کے
صحرا مین تشریف لائے تھے آپکی خبر سنکے پلٹ پڑے ملکہ ترنج اُٹھی باہر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ
ملک یاقوت شاہ ہوادار پر سوار تاج شہریاری بر سر چار قبۂ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے
کنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو چالیس جوانان خوشرو سپاہی چوبدار ہٹو بچو کرتے ہوے چلے آتے
ہین ملکہ ترنج نے آگے بڑھکے سلام کیا پائے ہوادار کے ہاتھ رکھا پوچھا اے جبرئیل قدرت
یہان کیونکر آپکا اتفاق ہوا یاقوت شاہ نے کہا بدولت واسطے شکار کے آئے تھے زبانی
ہرکارون کی معلوم ہوا کہ بندی خاص خداوند لقا نے مسلمانون کو گرفتار کیا ہی اور قدرت نے
بھی فرمایا تھا کہ جب شکار مین جاؤگے شکار بزرگ دستیاب ہوگا دشمنون کو اضطراب ہوگا
مین مطلب اصلی کو نہ سمجھا اب جو ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سنائی کرامت ارشاد
خداوندی یاد آئی ملکہ ترنج بہ اعزاز و اکرام یاقوت شاہ کو لیکے بارگاہ مین آئی ساتھ والون سے
کہتی ہی صاحبو دیکھو مین نے یہان مسلمانون کو گرفتار کیا قدرت کو وہان معلوم ہوگیا جاگتی جوت کا
خداوند ہی لات و منات سے اُنکا مرتبہ بلند ہی اسمین بھی کچھ شبہ ہی قدرت کی رحمت ہی کہ
ان سرکو نہین ہٹاتے ہین دنیا کے عجائب و غرائب دکھاتے ہین جس دن دریاے قہاری جوش مین

آئیگا ایک ایک مسلمان مثل حباب بحر عالم سے مٹ جائیگا اب مجکو یقین ہی طرۂ بیغمبری ٹلے کا غنچۂ آرزو کھلیگا سب کو ہی عرض کرتے ہین آمنا و صدقنا ترنج نے یاقوت شاہ کو لاکر تخت پر متمکن کیا حکم ہوا جلد ساقیان پری رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہون جبرئیل قدرت نے ملکہ ترنج کے چٹکی لی مسکرا کے کہا صاحب تمھارے بڑے مرتبے ہین خداوند ہمسے فرما چکے ہین اپنے پرانے آشنا بدمست کو قتل کیا قدرت کی تقدیر کا ظہور ہوا اب جانی تمھاری شادی ہمارے ساتھ ہوگی ہم تم مزے اُٹھائینگے اپنے پہلو مین تجھ ایسی حسینہ کو سلائینگے مگر یہ تو بتلاؤ کوئی خیمہ ایسا بھی ہے کہ جہان تخلیہ ہو راز و نیاز کے کلام ہون شکار سے تھکے ہوے آئے ہین آرام پائین نور قدرت تمھارے پیٹ مین اُتارین یہ سنکر ملکہ ترنج پھول گئی سر جھکا لیا شرما گئی گھونگھٹ نکالکر کہا ای جبرئیل قدرت حکم خداوندی مین کون دخل دے سکتا ہی مگر کنیز کو خوف سے سکتا ہی چلیے تشریف لیچلیے چھپر کھٹ درست ہی مگر لونڈی کی طبیعت سست ہی یاقوت ہاتھ تھام کے ترنج کا اُٹھا ساتھ والون سے کہا ہم ملکہ ترنج سے تنہائی مین کچھ باتین کرینگے تم سب صاحب بارگاہ مین باطمینان بیٹھو چرچا شراب و کباب کا کرو ملکہ ترنج کو ساتھ لیکر بخدمت خداوند چلینگے سب کو ہی و کنیزان ملکہ ترنج نے ان سب کی شراب و کباب مین شرکت کی مگر ملکہ ترنج دلمین باغ باغ کہ اب قدرت کی بہو کہلاونگی یہ جبرئیل قدرت ہی تجھسے قلبی محبت ہی ای ترنج اپنے کو روکنا چاہیے جب تخلیہ مین آئی مسند پر یاقوت آکر بیٹھا ملکہ ترنج شرمائی ہوئی ہٹی جاتی ہین ناز معشوقانہ دکھاتی ہین یاقوت نے کہا جان جہان قریب آؤ تنہائی مین نہ شرماؤ ملکہ ترنج نے کہا ای جبرئیل قدرت دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگانا مین لوٹ جاؤنگی تمسے روٹھ جاؤنگی اور کسی بات کا ارادہ نہ کرنا دیکھو سینے تو میرے ہاتھ رکھو کلیجہ دھڑک رہا ہی دل خوف سے مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی میرا دم نکل جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا یاقوت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیون پیاری کیا ہمین ترساؤگی شربت وصل نہ پلاؤگی تشنۂ جام وصال ہین قلب ناصبور پر ہجوم غم و ملال ہین اشعار

زخم تن ابروے خمدار سے پایا ہم نے
خوب پانی تری تلوار سے پایا ہم نے
سبزہ آغاز ہی بوسے ہمین تو دیتا ہی کا

داغ اس چاند سے رخسار سے پایا ہم نے
کور ہم ہوگئے رونے مین کٹی عمر تمام
گل رخسار ترا خار سے پایا ہم نے

تشنۂ بوسۂ چاہ ذقن ای یار رہے ہم
یہ مرض نرگس بیمار سے پایا ہم نے
داغ بڑھتے گئے لیکن نہ دہ منور لا

نہ تو دریم سے نہ دینار سے پایا ہمنے
ایسا صدمہ کوئی اغیار سے ہمکو نملا
جو مزا سایۂ دیوار سے پایا ہم نے

ترے زخمی کو ترا سبزۂ خط یاد آیا
جسقدر رنج دالم یار سے پایا ہمنے
دل دانا کے لیے ہوتا ہی رہزن ہر

ورد تو مرہم زنگار سے پایا ہمنے
لطف یہ سایۂ طوبیٰ مین نہوگا ای دل
صاف تسبیح کو زنار سے پایا ہمنے

کیون ای جان جہان ہم تو بیقراری مین حکم سے خداوند کے آئے تمکو ہم سے انکار ہی ملکہ ترنج نے کہا نہین
ای جبرئیل قدرت آپسے انکار کیا آپ خداوندزادے تو چکیدۂ خالص قدرت ہین مگر مین دل کو کیا
کرون گھبراتا ہی کہ تم کیا کروگے میرے کلیجے پہ خنجر پھیروگے لیکن ناچار سنگ آمد و سخت آمد مگر ایک
وعدہ مجھسے کرلو اور کسی عورت سے کبھی کلام نہ کرنا قدرت کے جاہ و جلال کی قسم کھاؤ تب مجھے
ہاتھ لگاؤ نہین تو مین چیخونگی سارا خیمہ سر پر اُٹھالونگی یاقوت شاہ نے کلائی تھام کر کھینچا کہا جانی
جاہے جتنی قسمین لیلو نوشتہ لکھدونگا قول و اقرار کا پابند رہونگا شعر قول کا ہو نہ یقین ہم سے
نوشتہ لے لو ضامن انسان کے عوض چاہے فرشتہ لیلو خداوند لقا کی قسم لقا کے باپ کی
قسم تمکو اچھی رکھونگا کبھی لونڈی باندی نہ کرونگا دس ہزار کنیزین واسطے خدمتگاری کے پانچ ہزار
روپیہ صرف پاندان دو ہزار روپیہ بابت میوہ خوری اسمین کا ہے کی چوری اب تو ملکہ
ترنج ہنس گئین ٹھٹھا مار کے ہنسین کہا مردوے کیون اتنی قسمین کھاتا ہی باتین بناتا ہی مین نے
بھی دنیا کو دیکھا ہی اسوقت شیطان سر پر چڑھا ہی یہ فریب کھیل رہا ہی جب اپنا مطلب نکل جاویگا
پھر بات بھی نہ پوچھوگے یہی حکم دوگے تنخواہ لو کھاؤ محل مین پڑی رہو یاقوت نے کہا بس اب
زیادہ نہ گھبارو لو جام شراب کا پیو جلدی فیصلہ ہو جام بھر کے لبون سے ملکہ ترنج کے لگا ہی دیا ملکہ
ترنج نہین نہین کرکے پی گئی پیتے ہی گھبرا کے کہا ای جبرئیل قدرت میرے کلیجے مین آگ بھرگئی ہڈی
ہڈی جلنے لگی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہی یاقوت نے کہا اری شراب تو کشیدہ ہی گرمی کی ہو تو کیا بعید ہی
ملکہ ترنج گھبرا کر اُٹھی بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گری یاقوت نے نعرہ کیا منم جوہر بن عمرو
ساتھ والون نے باہر کنیزون کو بیہوش کیا جوہر نے ایک خنجر مارا ملکہ ترنج کا شکم چاک قصہ پاک
ہوا صدا مہیب آئین آندھی سیاہ اُٹھی ابوالفتح وغیرہ ساتھ تھے اُنھون نے بارگاہ کو مزبلہ
قصابان بنادیا کنیزان ملکہ ترنج کو قتل کیا امیرہ و نورالدہر و طہماس و شبرنگ و شاپور
قید سے چھوٹے لشکر جو بھاگ کر دہ ہائے کوہ مین چھپا تھا حالات عشرت آیات سُنکر آئے نورالدہر ۴۰

نے جواہر کو گلے سے لگا لیا پوچھا ای برادر تمہارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا جواہر نے کہا جب آپکو
عرصہ دراز گذرا صاحبقران بیقرار ہوئے مجھے حکم ہوا جاکر شاہزادون کو تلاش کرو راہ مین
غلام نے حضور کی گرفتاری کی خبر پائی شکر ہی خدا نے وقت پر پہونچایا اب آپ بتعجیل تمام لشکر
مین آئیے آپ کے جد عالی تبار آٹھ پہر یاد کرتے ہین ہم آگے بڑھکر خبر پہونچائینگے آپ مع لشکر
منزل بمنزل آئینگے نورالدہر و ایرج نے جواہر بن عمرو کو بڑا بھاری خلعت دیا چالیسون
عیارون کو بھی مخلع کیا جواہر بن عمرو مع عیارون کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا بعد
کو ایرج و نورالدہر نے لشکر آراستہ کیا مال طلسمی لدوایا بشوکت تمام بکیفیت مالا کلام بسمت
لشکر ظفر اثر صاحبقران چلے دو کلمہ داستان صاحبقران و زمرد بے ایمان سنیے کہ زمرد شاہ
باختری اپنی بارگاہ جہان نما مین داخل ہی سلیمان عنبرین موسے کوہی عرض کرتا ہی یا خداوند میرے
کلیجے پر صدہا داغ ہین کیسے کیسے بھائی بھتیجے جری بہادر ممالک کوہستان سے آگئے ہاتھ سے
سرداران اسلام کے مارے گئے ملک جی ہمیشہ مانع ہوتے ہین مابدولت کو نہین لڑنے دیتے
جسدن تلوار نیام انتقام سے کھینچونگا طبقے زمین کے ہلا دونگا بختیارک نے کہا ای پہلوان
دوران تمکو کیونکر لڑنے دین اندھے کی ایک لاٹھی بڑا بھروسا طلسم ہوش ربا کا وہ مدد و عدم
مدد انکی رائے پر موقوف ہی عرصہ سے کوئی ساحر نہین آیا ای رستم زمان ساحر کے آنے سے
بڑی چہل پہل ہوجاتی ہی آپ تامل فرمائیے یقین ہی کوئی نہ کوئی ساحر آتا ہوگا مسلمانون کا
پیشہ سستی کا طریقہ نہین ہی یہی بڑی خیر ہی نہین تو تمہارا قدم کا جمنا دشوار ہونا سلیمان نے کہا
ملک جی تمہارے دل مین مسلمانون کی طرف سے خوف سما گیا ہی بختیارک نے کہا حضور
بچپن سے حال مسلمانان دیکھتا ہون کیسے کیسے پہلوان بڑے بڑے ساحر مسلمانون سے
لڑے آخر مین جہنم واصل ہوئے یہ باتین ہو رہی تھین کہ طرف سے طلسم ہوشربا کے ابر تیرہ و
تار اٹھا آسمین رعد کی گرج برق کی چمک لقا پکار اٹھا ای بندگان من چہ تقدیر کردم دیدی
قدرت مرا بندۂ خاص الخاص نے کسی بندۂ معقول کو بھیجا ابر آگرشق ہوا دیکھا ایک جادوگر تاج
سر پر ساٹھ ہزار ساحران غدار پشت پر بصد کر و فر آکے اترا بارگاہ لقا مین آیا واسطے سجدے کے
جھکا لقا نے کہا ای بندۂ سرکش سر خود از سجدہ بردار لعنت بر تو غیب کردم ساحر نے عرضی

افراسیاب کی پیش کی بختیارک نے اسکو پڑھا طرف سے افراسیاب کے اسمین لکھا تھا یا خداوند تیمور سحر طراز ساحر سرفراز خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوتا ہی کل مسلمانون کو قتل کرکے آپ کو بالاے فیطول پہونچا ئیگا تیمور کو زنگل زرین بیٹھنے کو ملا بختیارک نے پوچھا کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو تیمور نے کلاہ زمین پر دے ماری کہا کیا عرض کرون ساربان زادے نے غضب کیا طلسم کشا کو گنبد نور سے بھگا کر رہا کر لیا بختیارک ناچنے لگا کہا مبارک باشد ایکدن ہمارے پیرومرشد افراسیاب کو قتل کرینگے تیمور نے کہا ملک جی یہ ناممکن ہی لوح طلسم ہوشربا معدوم ہی جسدن افراسیاب بگڑے گا لونڈی غلامون کو قتل کر ڈالیگا حضور غلام کے نام پر طبل جنگی بجا مین دیکھیے کل ہی کیا قیامتین برپا کرتا ہون بختیارک نے خوش ہو کے حکم دیا نقارۂ رزمی گرمایا مگر جاسوسان خبری دو میان خبیری در سرہنگ ملک وابو طاہر خونریز جو اسپسان لشکر اسلام ہر وقت براے خبر لشکر لقا مین حاضر رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے یہان بارگاہ سلیمانی مین بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر و زنگل آصفی پر زندہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور کہ چار ون ہرکارے حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالاے قطعہ

که تا سبزه روئیده باشد بباغ
گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد
همه کار عالم به کام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہے تیمور سحر طراز طرف سے افراسیاب کے آیا ہی اسنے طبل جنگی بجوایا ہی دوسرا مژدہ فرح بخش غلامون نے پایا ہی کہ جس سے روح راحت قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہمارے استاد صاحب نے جانبازی کرکے اپنے کو گنبد نور مین پہونچا اسد کو بڑے کر و فر سے قید افراسیاب سے چھڑایا مگر اب طلسم ہوش ربا مین ہنگامہ ہاے عظیم برپا ہین مشہور ہی کہ طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہی افراسیاب مشہور کرتا ہی کہ میرے طلسم کی لوح نہین ہی مگر سرداران طلسم ملکہ مخمور و بہار و باغبان فکر حصول لوح مین معروف ہو رہے ہین کیا تعجب ہی کہ انشاءاللہ طلسم ہوشربا بہت جلد فتح ہو مگر سنا ہی کہ ابھی تک بدیع الزمان کی قید کا پتا نہین ملا خواجہ عمرو کو اس مقدمے مین بڑی کوشش کی طلسم انتہا کا وسیع ہی آج یہ بھی سنا ہی کہ افراسیاب بڑی بڑی قیامتین برپا کریگا ناظمان دربند کو تحریر کیا ہی اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ تلوار اسکی بے پناہ خدا ہمارے استاد کی جان و آبرو بچاے خیر و عافیت سے لا کر حضور سے ملاے

صاحبقران نے فرمایا عمرو ایسا ہی طرار عیار ہی تم سبکا حقیقت مین سردار ہی ایسے مقام پر بیچارہ اسد کیا طلسم کشائی کریگا اگر لاکھون پہلوان ہوتے صفون کو پامال کرتا شیر کے کلے چیرتا ساحرون سے کیا کریگا خدا اُسکو مظفر و منصور کرے ایسا طلسم وسیع کبھی ہماری نگاہ سے بھی نہین گذرا سب مین بڑا طلسم ہزار اسپ تھا ایک سال کامل ہمین اُسمین لڑا عمرو ایسا عیار تھا اہالیان طلسم ظاہر مسلمان تھے خواہش رکھتے تھے طلسم جلد فتح ہو جاے دختر بلند اختر حکیم اشراق روشن ضمیر حسن بن شکن ماہ منیر آفتاب عالمتاب آسمان عز و شان ملکہ رضیہ سلطان مجھ پر مائل ہو چکی تھی درویش ذاکر و شاکر مظفر ابن زاہد و مہر نوش سبز پوش یہ سب کامل و اکمل عالم و فاضل عامل عاقل رازداران طلسم میرے شریک تھے مگر کسی کا کچھ زور نہ چلا ایسی ایسی بلاؤن مین پھنسا کہ نوبت بجان و کارد باستخوان پہونچا مین صاحب اسم اعظم تھا صاحب حرز ہیکل فتح کے دل یہ تمام سامان تھا مگر طلسم عجائب و غرائب مین مجبور تھا آٹھ پہر ملول و رنجور تھا بڑی بڑی مشقتون سے طلسم فتح ہوا حقیقت مین طلسم ہوش ربا ہوشربا ہی معین و کفیل عمرو و اسد کا خدا ہی ایسے کلمات حسرت انجام زبان سے فرماکر ارشاد ہوا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے قلابہ چینی و کبابہ چینی داروغہ نقارخانہ کو حکم پہونچا طبل جنگی پر چوب پڑی

قطعہ

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
زناہید مریخ کرد این سوال
جہان را مگر روز آخر رسید
سرافیل صور قیامت دمید
بگفتا کہ نا طبل اسکندر است
کز آوازاو گوش گردون کر است

صداے طبل جنگی اہالیان لشکر نے سنی سب پر ظاہر ہوا ہر سردار اس حال سے ماہر ہوا کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ ہی ایک ساحر زبردست ہوشربا سے آیا ہی سردارون نے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا حسرت و یاس سے کہا افسوس صد ہزار افسوس کس ملک مین آئے شمشیر زنی کا نام بھول گئے یہان چھو چھلے کا کام ہی سحر و شعبدہ مین بڑا نام ہی کس سے لڑینگے مجبور ساحرون کے سامنے سر جھکا دینگے وہ بدمعاش ایک ماش کا دانہ پھینک دیتے ہین ساری جی داری فراموش پراگندہ ہوش ہاتھ پانوُن بیکار سپاہی سردار مجبور و ناچار اُسکی قدرت سے لڑائی فتح ہو جاتی ہی ورنہ سحر سے ساحرون کے زمین تھراتی ہی لشکر اسلام مین چہار جانب ہنگامہ واضح راے عالی رہے کہ جواہر بن عمرو و ترنج کو مار کر ایرج و نور الدہر سے رخصت ہو کر چل نکلا مگر ابھی لشکر ظفر اثر مین نہین پہونچا ایرج و نور الدہر بھی ابھی راہ مین ہین مگر جب

لشکر صاحبقران مین طبل جنگی بجا سردارون مین بھی چرچا ہوا کہ دیکھیے کل ساحرون سے کیونکر جان
بچتی ہی شعبان خنجر گزار روح روان عمرو نامدار بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر اٹھا بیرون
بارگاہ آیا مہتر برزک خطائی نے پوچھا مرشد زادے کیا قصد ہی کہان جاتے ہو شعبان نے جوابدیا
آپ سب صاحبون نے سنا ساحر زبردست طلسم ہوشربا سے براے مدد لقا آیا بکبر و نخوت طبل جنگی بجوایا
جملہ سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن پریشان ہین انکا تردد بجا ہی سحر و ساحری مین کسکا زور
چلتا ہی ارادہ ہی کہ جا کر اس مردود کو مارون آتش سحر کو نہ بھڑکنے دون برزک نے کہا مین بھی ہمراہ چلون
شعبان نے کہا آپ سب صاحب حفاظت لشکر مین مصروف رہین پروردگار معین و مددگار رہی
برزک پلٹا شعبان طرف لشکر لقا کے چلا یہان بارگاہ لقا مین تیمور سحر طراز جب طبل جنگی بجوا چکا
لقا نے دربار برخاست کیا تیمور طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیارک نے کہا میان تیمور صاحب ذرا
عیارون کا خیال رکھیے گا آپنے آتے ہی طبل جنگی بجوایا ہی دل مسلمانون کا دکھایا ہی میرے پیر و مرشد کے
خود نظر شاگرد ان نامور ضرور آپکی فکر مین آئینگے ذرا غفلت ہوئی مشکین باندھکے لیجائینگے تیمور نے کہا
ملک جی آپ کی مہربانی کوئی عیار صاحب مجھپر عنایت نہ فرمائینگے عیاری کرنے نہ آئینگے بختیارک
نے کہا ہمنے براہ خیر خواہی واقف کیا آگے اختیار ہی سمجھا دینا ہمارا کام ہی غرور کا یہ انجام ہی تیمور نے
کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا چند رفقا ساتھ فریدار مرد تماش بین نشے باز ہین رنڈی کو ساتھ لائے
ہین منزلون مین مزے اڑاتے ہوے آئے ہین اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا چوبدارون سے کہا ملکہ گلنوش
کو جلد بلاؤ ایک غزل سنکر آرام فرمائینگے صبحکو میدان کارزار مین جائینگے چوبدار چلا شعبان تبدیل ساحر
لشکر مین آیا ہی فکر تیمور مین پھر رہا ہی دور سے اسنے دیکھا اسی بارگاہ سے ایک چوبدار نکلا ہی بہ تعجیل کہین
جاتا ہی شعبان جھپٹ کر چوبدار کے قریب آیا کہا مرد ہے صاحب آداب و تسلیمات قبول ہو چوبدار
نے پلٹکر ایک ساحر کو دیکھا جواب دیا بھیا اچھے رہے کہو کیا مطلب ہی شعبان نے کہا آپ
کہان جاتے ہین چوبدار نے کہا بھائی ساحر صاحب دن بھر جا بجا حکم پہونچاتے ہین رات کو بھی
فرصت نہین ملتی اب میان تیمور صاحب کی رنڈی کو بلانے جاتے ہین شعبان باتین کرتا ہوا
مرد ہے صاحب کے ساتھ ہولیا باتون باتون مین نام و نشان پوچھا یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ اپنے ساتھ
لائے ہین پرانی آشنا ہی ایک مقام تنہائی پاکر شعبان نے چوبدار پر حلقے کمند کے مارے بیہوش

کر کے کنارے ڈالدیا لباس اُنکا اُتار لیا صورت تبدیل کی عصا ہاتھ مین لیکر بڑبڑاتے ہوے چلے
رہ مین اکثر جو ساتھ والے ملے پوچھا میان مردے صاحب خیر تو ہی کس پر غصہ کرتے ہو شعبان نے
کہا بھائی اس زمانے کی نوکری کو آگ لگے کٹنا پن کرنا پڑا ہی رنڈی کو بلانے جاتے ہین لوگون سے باتین
کرتا ہوا خیمے مین گلنوش کے آیا دیکھا ایک کسبی خوبصورت لباس و زیور سے آراستہ سازندے
موجود انتظار مین بیٹھی ہی شعبان کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کہیے مردے صاحب کیا حکم لائے شعبان
نے کہا چلیے آپ کو یاد فرمایا ہی سازندے بھی اُٹھے جب ڈولی لاکر رکھی گئی شعبان نے کہا بی گلنوش
صاحب مجھے کچھ تنہائی مین کہنا ہی مین آپ کو سمجھا دون یہ مقام شکر خداوندی ہی ذرا سی بے ادبی ہو جائیگی
گدھی بنجاؤگی دھوبی پکڑ کے لیجائیگا کھونٹے سے باندھ دیگا گدھے سواریان گانٹھینگے کہین چین نہ ملیگا مثل
مشہور ہی کہ دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بیچاری کسبی تھرا گئی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا میان
مردے صاحب واسطہ سامری کا سب نشیب و فراز سمجھا دو چلنے کے حالات بتا دو ہی جو مین
گدھی بنگئی تڑپ تڑپ کے مرونگی ایسے خداوند کی خدائی مین آگ لگے مین ایسی نوکری سے باز آئی مردے
نے کہا گھبراؤ نہین ہم سب ترکیبین بتلا دینگے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا پھر خیمے مین لے گھسا اور تنہائی مین
پا یا کہا بی گلنوش یہ گلوری کھالو پیک نگل جاؤ ہمیشہ سُرخ رو رہوگی ہم تمھاری حفاظت کا [illegible]
ہین گلنوش نے منھ کھولا شعبان نے گلوری منھ مین دی گلنوش جلدی جلدی چبا کر کھا گئی
پیک حلق سے اُترتے ہی بیہوش ہوئی شعبان نے لباس اُتار لیا گلنوش کو ایک گوشے مین
چھپا دیا اُسی کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر آئے ڈولی مین پانون پھیلا کے بیٹھے سازندون کو ساتھ لیا
کہارون سے کہا مہرا ذرا جلدی جلدی چلو یہان تمور ٹہل رہا ہی کہ شعبان بشکل گلنوش اُترے تمور
دیکھکر باغ باغ ہو گیا کہا کیون ملکہ گلنوش ہمتو مسلمانون سے لڑنے کو آئے ہین کتنے دن بھر ہمارا
خیال نہ کیا اور ہماری یاد نہ آئی شعبان نے سٹے پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے دیوانے سفر کے
تھکے ماندے آئے نہ نہائے نہ دھوئے نہ کپڑے بدلے تمھارا سونٹے والا پہونچ گیا لے مین آئی کیا
کہا جائیگا صبحکو مسلمانون کے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری خونخوار صورت سے دل کانپتا ہی بھڑوے
جلاد کا سامنا ہی سامری جمشید میری جان بچائین تمور نے کہا اے جان جہان مسلمان بیچارون کی
کیا حقیقت ہی کل سب کو قتل کر ڈالونگا قدرت کو بالائے قیطول پہونچا دونگا شیر قدرت لقب پادشاہ

شعبان نے کہا یہ دن کبھی نصیب نہو گا مجھے تو دن بھر گذر ایہی سنتے سنتے کان بھر گئے کہ ہزارون ساحر یہان آئے عیارون نے مار لیا قدرت کے مزاج کا ٹھکانا نہین دم بھر مین تولہ دم بھر مین ماشہ جو چاہا تقدیر کر دی تیمور نے کہا میرے بارے مین تقدیر معقول فرما چکے ہن کہتے ہین تجکو وزارت پیغمبری دونگا صاحب کتاب کرونگا ملکہ گلنوش نے کہا کہ بھڑوے اب تیری زندگی پر حرف آیا رشتہ حیات قطع ہوا املا غلط انشا غلط تیمور نے ملکہ گلنوش سے کہا دو ایک چیزین گاؤ بجا باتین نہ بناؤ شعبان سامنے بیٹھا ساز درست ہوے شعبان نے غزل مصنف کی شروع کی غزل مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقونکے دل مین رہتے ہین	گل لالہ مین مسکن ہے مہ کامل مین رہتے ہین
عدم سے شوق سے آئے چلے دنیا سے حسرت مین	نہ اُس عالم مین مسکن تھا نہ اس منزل مین رہتے ہین

تیمور تڑپنے لگا کہا جان جہان اب آج شب کو یہین رہو سازندون سے اشارہ کیا باہر جاؤ ہم گلنوش سے کچھ باتین کرینگے سازندے باہر گئے تیمور لپٹنے لگا شعبان نے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے بھوت پریت بنگیا لپٹا جاتا ہے ارے شراب تو پی لے نشے مین مزہ بنکر رہ مین اپنے خیمے مین جاکے آرام کرون تیمور نے گلابی کھینچی جام بھر کر سامنے کیا شعبان نے لے لیا منھ لگا کے تھو تھو کرنا شروع کیا کہا کہ کیا ہے اسمین گوہ ملا ہے تو ہی پی تیمور اُٹھا کر پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ گلنوش میرے کلیجے مین آگ جلتی ہے تمام جسم مین آگ پڑ گئی شعبان نے کہا اسمین سنکھیا ملی تھی گھبرا کر تیمور اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گرتے ہی بیہوش ہوا شعبان نے چاہا قتل کرون پھر خیال آیا گرد تو ہزارون جادوگر ہین مجکو نکلنا مشکل کر دینگے یہ سوچکر جلدی مین زبان مین سوزن دینا بھول گیا پشتارہ باندھا سراپردہ چاک کر کے لے بھاگا شعبان تیمور کو لیے جاتا ہے مگر صابر نمدپوش عیار فرامرز بن نوشیروان بختیارک نے اُس سے کہا تھا کہ اے صابر تم اب ایسے ٹھنڈے ہو گئے کیسے کیسے ساحر یہان آئے ہین کبھی نہین گرا تے زمانے مین نوشیروان کے ہمنے بڑی بڑی عیاریان سنین عمرو کا مقابلہ کیا ہر بات مین جواب دیتے تھے اب تمسے کچھ نہین ہو سکتا تیمور بڑا ساحر زبردست آیا ہے اگر تم کسی طرح حمزہ عرب کو پکڑ لاؤ تو کل ہی اُسکے ہاتھ سے سرداران اسلام کا خاتمہ کرا دون صابر اُدھر سے روانہ ہوا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا نخل کی آڑ پکڑے کھڑا تھا شعبان کو نکلتے دیکھا سمجھا کہ میرے لشکر مین جاتا ہے ضرور تیمور کی فکر کیگا بہ تعجیل شعبان کی شکل بنکر لشکر اسلام مین داخل ہوا

دربارگاہ حشامی پر آیا فرامرز عاد مغربی کا پہرا تھا اُسنے شعبان کو آتے ہوے دیکھا کہا ای فرزند مہتر
مہتران کہان سے آتے ہو صابر بڑا نامی عیار ایک ایک کو پہچانتا ہی کہا ای رستم سرزمین مغرب اسوقت
مین نے خبر پائی ہی کہ عیاران لقا بجستجوے صاحبقران مین آئے ہین ایسا نہو کہ دست برد کرین
مین اندر جاکے حفاظت کرون فرامرز نے کہا بہت مناسب ہی صابر اندر آیا دیکھا کہ صاحبقران
آرام کر رہے ہین چار خدمتگار بھی چوکی پر ہین صابر نے خدمتگارون سے کہا جاؤ ہم حفاظت کرینگے
خدمتگار بنیند مین جھوم رہے تھے اُنکو غنیمت ہوا گوشۂ بارگاہ مین جاکر سو رہے صابر برابر چپ چپ
کے آیا کنپٹی مین دارو بیہوشی رکھکر دماغ سے صاحبقران کے لگایا صاحبقران چھینک مار کر
بیہوش ہوے صابر نے پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے نکلا یہان فرامرز نے دیکھا عرصہ ہوا
شعبان باہر نہین آیا پردہ اُٹھاکر جو دیکھا صاحبقران کو فرش خواب پر نہ پایا دیکھا سراچہ چاک
فرامرز بدحواس باہر آیا مہتر برزک خطائی کو آواز دی ای برزگ بڑا غضب ہوا کوئی امیر با تقدیر
کو چرا لے گیا شعبان بنکر آیا تھا نہین معلوم کون عیار پہونچا ابھی ابھی لیکر نکل گیا ہی ہاے کیا غضب
ہی خواجہ عمرو و چالاک بن عمرو طلسم ہوشربا کو گئے جواہر بن عمرو براے تلاش نورالدہر
ابھی نکل گیا کوئی سچا بشکل شعبان آیا ہمارے لیے صورت شعبان مین رمضان کا ہوا برزگ
بیقرار ہوکر دوڑا اسات کم رہگئی تھی فرامرز عاد مغربی بھی مع اپنی فوج ظفر موج تلاش مین مکار عیار کے
چل نکلا اب لشکر مین ہلڑ ہوا فیروزہ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر بادشاہ کو پہونچائی گھبراکر باہر
نکل آئے دیکھا سرداران تہمتن مثل جمہور و بہرام وغیرہ چلے جاتے ہین غلغلہ ہی کوئی عیار امیر کو
چرا لیگیا اہل اسلام کو داغ دے گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا سردارون کو روکو تم شاگردان عمرو
کو لیکر خود بڑھو سائیس سے ارشاد ہوا کہ جلد مرکب خنگ سیہ قیطاس کو تیار کرو یہان تو یہ ہنگامہ
ہی کل سردارون کو خبر ہوگئی لندھور و مالک ہتھیار لگائے ہوے بارگاہون سے نکل آئے
سنا کہ بادشاہ برآمد ہوے ہین خراماں خراماں اسی جانب چلے مگر عرض کرچکا ہون شعبان خنجرگذار
نورنگاہ عمرو بن امیہ نامدار تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُدھر سے صابر سمند پوش بصد جوش و
خروش پشتارہ صاحبقران بردوش لشکر اسلام سے نکل چکا ہی راہ صحرا کو طے کررہا ہی نہایت
خوش بشاش دل سے کہتا ہی کہ لاکھون روپیہ انعام مین خداوند لقا سے پاؤنگا یہ سوچتا ہوا

جاتا تھا کہ کان مین آواز زنگ کی آئی سمجھا میرے شاگرد تعاقب مین چلے ہونگے اسنے آواز دی کون
آتا ہے شعبان تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُسنے آواز صابر کی پہچانی اپنا نام نہ بتلایا جواب دیا ای
شخص تو کون ہی صابر نے خوشی مین کہا منم صابر عیار شہنشاہ ہفت کشور حمزۂ نامور کو گرفتار کرکے
لایا ہون شعبان کے ہوش اُڑ گیے جی مین کہتا تھا ای شعبان سہ ماہی کے روزے واجب ہوے
پشتارہ تیمور کا زمین پر رکھا تیغچہ کھینچکر ٹھہرا جب صابر قریب آیا ستارۂ سحری چمک چکا ہی اُسنے دیکھا
ایک پشتارہ تختۂ سنگ مرمر پر رکھا ہی مٹیا عمرو کا راہ روکے کھڑا ہی صابر نے کہا او چھوکرے تو کسکو
گرفتار کرکے لایا شعبان نے کہا تمھارے باپ تیمور سحر طراز کو باندھ لایا اب بہتر اسمین
ہی کہ پشتارہ صاحبقران زمان کا رکھدے اپنے لشکر کا راستہ لے صابر نمدپوش
نے پشتارہ زمین پر رکھا کہا او چھوکرے مین ہمیشہ برابر تیرے باپ سے لڑا ہون اپنی جان بچا تیمور
کو چھوڑ کر نکل جا ورنہ تیرا ابھی سر لیتا جاونگا شعبان چمک کر جا پڑا تیغچہ چلنے لگا صابر نمدپوش
عیار قدیم نوشیروان کا نیم شعبان سے برابر لڑ رہا ہی ان دونون مین تلوار چل رہی ہی یہان
بختیارک کو رات بھر نیند نہین آئی دو گھڑی رات رہے سے رفیدہ سنبھال کر اپنے خیمے سے
نکلا دربارگاہ تیمور سحر طراز پر آیا دیکھا جابجا ساحر و غیر ساحر آنکھین ملتے ہوے اُٹھے ہین کوئی
لوٹا لیکر طرف صحرا کے جاتا ہی کوئی حقہ بھر رہا ہی نشے باز لوگ اُٹھتے ہی گانجہ ملنے لگے کشتی بوتل
شراب کی سامنے رکھی ہی رات کے بچے ہوے کابلی مٹر دہ سامنے مٹی کی سکوریان بھر کے رکھے ہین
بعض چرس کی چلم جا رہے ہین ساتھ والون سے کہتے ہین بھائی ٹرے پر سا لجہان کے دم لگاو
ہماری ساقن پیاری کو دعا دو بختیارک یہ تماشے دیکھتا ہوا قریب بارگاہ تیمور آیا جادوگرون
سے پوچھا تمھارے افسر صاحب اُٹھے خدمتگارون نے اشارون سے منع کیا میان شیطان
چپ رہو رات سے بی جی صاحب آئی ہوئی ہین رات بھر جاگے ہونگے ابھی آنکھ لگی ہی بختیارک
گالیان دینے لگا کہا ذرا پردہ تو اٹھاو خواب مرگ مین مبتلا ہون بی جی کون اُنھون نے کہا
صاحب ہمارے مالک کی پرانی آشنا ہین بختیارک نے بڑھ کے پردہ اُٹھا دیا دیکھا بھیرون
ناچ رہا ہی بختیارک نے کہا لو نہ بی جی صاحب نہ میان جی اُسی کسبی کی شکل بنکر کوئی عیار
چلا آیا ہوگا مشکین باندھکر لیگیا ای کمبختو جلدی جاکر خبر لو شاید راہ مین ملجاے ابھی نقل کیا ہوگا ٦٠

اب تو ساحر و غیر ساحر دوڑے نجتیارک نے بڑھ کے ضیغم خون آشام سے کہا آپ جلد جائیے
ای خاوے قدرت آپنے سنا تیمور سحر طراز کو عیاران اسلام گرفتار کر کے لیگئے آپ جلد بڑھ کر خبر لیجیے
ضیغم دور کا بیٹھ مرکب پر سوار ہوا مثل باد صرصر چلا عقب مین ایک ہزار ناتھا پرست چھپے یہان شعبان
و صابر نمد پوش لڑ رہے ہین دن نکل آیا ہی شعبان نے صابر نمد پوش کو زخمی کیا ہی تیغ قصد کیا کہ
کر پشتارے پر قبضہ کرون صابر نمد پوش جان دیئے ہوئے لڑ رہا ہی کہ طرف سے لشکر تھا کہ گرد
اڑی ضیغم خون آشام بد انجام مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے ظاہر ہوا صابر نمد پوش نے آواز دی کہ اہ
خاوے قدرت جلد آیئے اس چھوکرے نے عمرو کے بہت پریشان کیا ہی مین حمزہ کو گرفتار کر لیا تھا
ضیغم نے یہ سنکر گھوڑا دوڑایا شعبان نے صابر نمد پوش کے منھ پر تھوک دیا کہ ابھی منھ پر دہوے
عیاری کرتا ہی مگر گھبرا گیا سوار پیدل چہار جانب سے نیزے اٹھا اٹھا کے شعبان پر چلے شعبان
نے نکال کر حقۂ آتشبازی مارا دو چار کے ہاتھ منھ جلے ناری مثل ہیزم خشک بھڑکے قریب تھا کہ نوک نیزہ
پر نیزہ دار شعبان خنجر گزار کو اٹھا لین اس عیار طرار کو ہلاک کرین کہ دیکھا طرف سے لشکر اسلام کے سمت
سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی مع دو ہزار مغربیون کے پہونچا شعبان کو بلوے مین کافرون کے دیکھا
لشکر ضیغم خون آشام پر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی شعبان خنجر گزار نے جو اتنی مہلت پائی صابر نمد پوش
کو نیمچہ مارا شانہ اس بیحیا کا نشانہ ہوا پشتارے پر صاحبقران کے شعبان نے قبضہ کیا کمندین کاٹ دین
منھ پر حباب دافع دارو بیہوشی مارا صاحبقران کی آنکھ کھلی دیکھا ہنگامۂ گیرودار بلند ہی شعبان خنجر گزار
دریائے خون مین نہایا ہوا عرض کر رہا ہی ای شہریار اٹھیے ادھر تیمور سحر طراز کی زبان مین شعبان خنجر گزار
نے جلدی مین سوزن نہ دیا تھا پسینہ جو آیا بیہوشی اتر گئی سحر کر کے پشتارے سے نکلا دیکھا تو ہنگامۂ گیرودار
بلند ہی تلوار چل رہی ہی دریا خون کے جاری اٹھتے اٹھتے اس بیحیا نے گولہ مارا کئی سوار منھ کے بھل زمین
پر گرے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے ادھر نقارے پر چوب پڑی زمرد شاہ باختری سوار ہوا اسوقت آکر پہونچا
ادھر مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی وقار خبر سنکر مع بارہ ہزار تیر اندازون کے پہونچا صاحبقران
کو بہ تعجیل پشت اشقر پر سوار کیا امیر نے دیکھا فرامرز عاد مغربی عجب مصیبت مین مبتلا ہی انا لیان فی جیتہ

شعلہ ہائے آتش گر رہے ہین امیر نے نعرہ کیا نعرہ امیر | امیر عرب ضیغم روبکار
بحکم خدا البتہ شمشیر جار | لیکے تیغ صمصام و قمقام نام | لیکے تیغ عقرب لیکے ذوالحجہ

بن کافران از جہان پاک کرو	سر سرکشان جلد در خاک کرو	تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر کفار پر

جا پڑے جلدی میں خود و خود زرہ داؤدی زیب جسم نہین کرنے پائے اودھر اتالیان لوح نے قرامرز کو اس تباہی میں دیکھا کہ بے بسی سے قتل ہو رہے ہیں ملازمان لقا سنجابی باختری تمشتری حصاری ہیشہ نام سے اہل اسلام کے بھاگتے اسوقت جو سحر مین مبتلا پایا قتل کرنا شروع کیا صاحبقران اسم اعظم پڑھنے لگے ہمراہیان قرامرز کو بچاتے پھرتے ہیں یکایک طبل سکندری چوب پڑی شاہزادہ سعد بن قباد چراغ لشکر اسلام مع سرداران نامی و تاجداران گرامی آکر پہونچے ایک جانب سے لندہور بن سعدان نے نعرہ کیا النعرہ لندہور جزیرہا سے دریا گرفتم تا بہ ہندستان ٭ اگر نامم نمی دانم منم لندہور بن سعدان ٭ دوسرے پہلو سے آواز آئی منم مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر

منم مالک اژدر خشم و کین ٭ سپہ دار ور لشکر اہل دین ٭

تلوار کھینچکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی ملازمان لقا گھبرائے بختیارک نے ساحرون کو آواز دی ای نالایقو نامردو سحر کرو حمزہ عرب سے اپنی جان بچاؤ وہ صاحب شوکت و حشم مالک اسم اعظم ہر سمت اسم اعظم پڑھ کے دم کرتے ہیں سردارون کو بچاتے ہیں اس آمد و رفت میں کئی زخم کھائے سر اطہر زخمی ہوا لشکر کفار نے بسبب ساحرون کے دباؤ دکھلایا تیمور سحر طراز نے جدھر بڑھ کر گولا مارا دو دو جوان بھسم ہو گئے کسی ابر نے پانی برسایا تمام جرأت ڈوبا یا کسی ناری نے آگ برسائی کہیں برف گری کئی ہزار ٹھنڈے ہوئے ایک مقام پر صاحبقران کھڑے لڑ رہے ہیں ضیغم خون آشام نے روباہ صفت اس شیر بیشہ جرأت کی پشت پر جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر با توقیر جھک گئے تلوار کے پلٹے تیغہ سر اقدس پر پڑا زخم کاری کھایا پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا اسکے گینڈے کا سر کٹ گیا تمہ کے بل زمین پر گرا تمام کفار ٹوٹ پڑے ضیغم کو اٹھا لے گئے صاحبقران نے زخم سر باندھا لڑائی میں مصروف ہوئے مگر غش چلا آتا ہے جب بڑھ کر وار کرتے ہیں زخم سر کھل جاتا ہے پھر کنارے آتے ہیں زخم سر باندھ کر پہلوانون پر جا پڑتے ہیں تیمور سحر طراز سحر کرتا ہوا صفون کو درہم برہم کر رہا ہے بجیا ناری نے ہزارون کو جلا دیا ہر چند کہ صاحبقران زخم سر سے نہایت بیقرار ہیں مگر تیمور سحر طراز کو جو اسطرح سے لڑتے ہوئے سحر کرتے ہوئے دیکھا تو جھک کر جا پڑے اسنے بڑھ کے گولا مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولا پھٹ کے گر گیا ساحر بابل جو دل میں سمجھا یہ بھی کوئی بڑا ساحر ہے علم افسون گری سے ماہر ہاتھ کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر

صدقہ ہو کر گر پڑے تیمور سحر طراز نے کیسے کیسے سحر کیے زمین ہلا دی آگ برسائی مگر صاحبقران
پر کچھ تاثیر نہ ہوئی تیغ الماس کھینچ کر جا پڑا امیر پر ہاتھ لگایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھ کر تیغ عقرب پیر رو کا
شعلہ ہائے آتش گرے وہ بھی بیکار ہوئے امیر نے خبردار کہہ کر ہاتھ مارا تیمور سحر طراز نے سپر سحر کو
چہرے کی پناہ کی تیغ برق مثال تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اڑ گئے سر پر خود سحر کے برق شمشیر
گری کشت حیات کو جلا دیا تاری کو خاک میں ملا دیا مع مرکب چار ٹکڑے آندھی سیاہ اٹھی صدائے
گیر و دار بلند ہوئی مگر صاحبقران نے اس زور شور سے ہاتھ مارا کہ زخم کے نکان سے سر زیادہ
کٹ گیا غش آنے لگا گھبرا کر تیغہ نیام میں رکھا ہاتھ گردن مرکب میں حائل کیے بیہوش ہو گئے
مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا طرف صحرا کے لے بھاگا کہ میزبان ہی تھان پر نہ جائیگا
یہ حرکتیں اٹھا چل نکلا یہاں بھاگا یہاں تیمور سحر طراز مرنے سے اپنے مالک کے بدحواس ہوئے
لاش تیمور سحر طراز اٹھا کے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے بعد نکلنے ساحروں کے اہل اسلام
نے لشکر اعدا پر قیامت برپا کی قریب ہی کہ لکھا شکست کھا کے بھاگے صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی شعر
از دامن دشت و کوہ چادر رنگ + گردے برخاست توتیا رنگ + بختیارک نے دیکھا آگے آگے
دو سو علم نشان لشکر دو لاکھ سوار ہر ایک علم کے پھریرے پر تحریف زمرد شاہ باختری مرقوم
آمد فوج کی دھوم ایک پہلوان کوہ پیکر کرگدن مست پر سوار مغرور حقیر زیر سایۂ علم خرس پیکر
پشت پر دو لاکھ کوہی بڑے بڑے قد کے جوان دور کا بے مرکبوں پر نخوت چہروں سے آشکار
بختیارک نے فوراً ہرکاروں کو دوڑایا کہ دیکھو تو یہ کون جوان ہے کس ملک کا پہلوان ہے خناس وسواس
گئے چشم زدن میں پلٹے عرض کی ازرنگ کوہی چچازاد بھائی سلیمان عنبرین مو کا برائے مدد قدرت
آیا ہے بختیارک نے کہا جلد خبر کرو کہ خداوند جنگ مغلوبہ میں معروف میں مسلمان آمادۂ بے ادبی
میں آکر شریک ہو وسواس وغیرہ ہرکارے قریب ازرنگ کوہی پہونچے تمام کیفیت بیان کی
ازرنگ کوہی جام شراب نخوت سے چور انتہا کا مغرور یہ سنتے ہی قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا
صدقے خداوند کے تقدیر کرینگے کیا اچھے وقت پر پہونچا ہوں آج ہی مسلمانوں کا خاتمہ کرتا ہوں
یہ لوگ بڑے سرکش ہیں ہم خود گرم مزاج شعلۂ آتش ہیں دیو ہو تو اسکو بھگا دیں شیر کے گلے چیریں
اگر دریا دلی دکھائیں نہنگان خونخوار کا خون بہائیں سپر گرداب بھر ڈالیں دریا میں جوش و خروش

ہون مرد مان آبی روپوش ہون میدان رزم کو صحبت بزم جانتا ہون رستم و زال کو کب مانتا ہون
لاف و گزاف کرتا ہوا گینڈے کو بڑھایا مثل اژدر بل کھا کے نعرہ کیا یا شیدای مسلمانان منم پہلوان
جہان رستم زمان چل وہان ازرنگ کوہی بس اسی مین خیر ہے کہ ہٹ جاؤ یا خداوند لقا کو سجدہ کرو
سپاہ گری سے ہاتھ اٹھاؤ جان بچاکر بھاگ جاؤ تمہاری قضا دامنگیر ہو تیغہ سپر ابرق نظیر ہو بلبلاتا ہوا
فوج خلاف موج اہل اسلام پر گرا تمام فوج اسکی تازہ دم اہل اسلام کو غم و الم لڑتے لڑتے سارا دن گذر
چکا تھا دیمہ و سحر طراز نے برباد کردیا تھا تمام میدان لاشون سے بھر دیا تھا چند ساعت گذری کہ سحر و
افسون سے مہلت پائی ہے اب جو یہ پیادہ دو لاکھ کوہیون سے لشکر اسلام پر گرا افسر فوج صاحبقران
نامدار زخمی ہوکر نکل چکے ہین قریب تھا کہ پانون اٹھ جائین شکست فاش کھائین اہل اسلام مصروف
دعا ہوئے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عزیز بے بدل از مردہ سامان گرد
برخاست سب نے دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان بن صاحبقران و نورالدہر بن بدیع الزمان
مع سرداران تہمتن و جان نثاران صف شکن اسوقت آکر پہونچے ہنگامۂ قیامت برپا دیکھا
شاپور و شیرنگ نے بڑھکر خبر دی کہ ای شہریار لشکر اسلام پر عجب آفت برپا ہے اول کوئی ساحر آیا
تھا وہ تو واصل جہنم ہوا اسکے مرنے سے کچھ غم کم ہوا اب ازرنگ کوہی دو لاکھ فوج سے آیا ہے قدِ
قیامت مین مثل دیو جرأت مین گیو آپ کے دادا جان کے بھی نعرے کی آواز نہین آتی لندھور
و مالک زخمی ہو چکے شیران دشت نبرد حیران و پریشان ہین سراسر شکست کے سامان ہین
یہ سنکر دونون شیرون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آتے ہی نعرہ کیا لڑنے لگے پرے کوہیون کے
..برہم کردیے لقا نام سے ایرج و نورالدہر کے کانپتا ہے باختری بے لڑے بھڑے صورتین
دلیران دشت نبرد کی دیکھکر آمادۂ فرار ہوے ان دونون جوانون کے ہاتھ سے شکستین کھائین
ذلتین فاش اٹھائین مگر ہمراہیان ازرنگ کوہی لڑائی مین مصروف ازرنگ کوہی نے دیکھا
خداوند لقا تخت اپنا بشاگرد دور جاکر ٹھہرے ہین وہین سے تقدیرین بگھار رہے ہین بندون کو
اپنے للکار رہے ہین ازرنگ کوہی نے آواز دی یا خداوند ہاتھی بڑھائیے مین مسلمانون کو ابھی
شکست دیتا ہون بڑا چھین لیتا ہون بختیارک نے آواز دی قدرت یہین سے تقدیر
کررہے ہین سب مسلمانون کا خون تمہاری تلوار کے سپرد کردیا ہے لڑے جاؤ مسلمانون کو سامنے سے

ہشیار قدرت کے بندۂ خاص طاعت گزار باخلاص ہو جب بارگاہ مسلمانان پر قبضہ کر دیگے تو قدرت
سے جلے آئینگے تکو دُگل پر صاحبقران کے بٹھائینگے سپہ سالار قدرت بنائینگے تمہارے ساتھ ملک موروثی
پر جائینگے یہ سنکر ازرنگ کوہی اور زیادہ مغرور ہوا نشۂ بادہ حماقت سے چور ہوا چلک چلک کے
لڑنے لگا ادھر سے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک جانب ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتے
ہوئے آتے ہین ایک جانب ہزبر بیشہ کلنگان طہماس بن عنقویل دیو پیر و مثل شیر نرجوش مین
ہوا قبضہ ساطور پر ہاتھ جس غول پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا اب کوہی گھبرا نے ملازمان لقا ہوس
دراز سے دور کھڑے ہین یہ وہی لوگ ہین کرپتا کھڑکا اور بندہ سرکا جنتک ساحر موجود ہے جنگ
کیا کیے اب سامنا تلوار و تیر کا ہے دور سے لینا لینا کر رہے ہین قریب کسی مسلمان کے نہین آتے
مگر ملازمان ازرنگ کوہی جانبازی مین معروف ہین خوب بھڑکر تلوار چلی ہے قرولی کی نوبت
آگئی ہے دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات طوفانی گھٹا خونچکانون کی چھائی ہے سر مثل اولون کے گر
رہے ہین سر ملے کفاران مثل حباب دریاے خون مین پیر رہے ہین شاہزادہ ایرج و نور الدہر
بن بدیع الزمان بحر زخار فوج مین شناور ہین حال کا فران کے ابتر ہین اولا ان اہل ایرج نوجوان
نے بڑھ کر علم لشکر ازرنگ کوہی سرنگون کیا سب سے آگے بڑھ کر علمدار کو مارا موجھون پر تاؤ پھیر کر
ایرج نے نعرہ کیا کہ یون فوج کفار کو شکست دیتے ہین نور الدہر بن بدیع الزمان پر نگاہ ڈالی سکرا کر
کہا بھائی صاحب وہ علم فوج کفار سرنگون ہوا آپ تامل فرماتے ہین ازرنگ کوہی کو دیکھا ہون
نور الدہر بن بدیع الزمان کو ناگوار ہوا گھوڑے کو کوڑا کیا ازرنگ کوہی کو للکارا او نامرد ازلی کیا تو
کے سپاہیون کو قتل کرتا ہے ادھر آ مردون سے آنکھ ملا ازرنگ کوہی مغرور و متکبر تو کتے ہی جنجلا
آواز دی او نبیرۂ حمزہ مین آیا یہ کہہ کے گھوڑا بڑھایا نور الدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پر جوش پر
کوڑا کیا دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے ازرنگ کوہی کو ٹوکا
غصہ سے چہرہ لال ہوا نہایت ملال ہوا اپنے سردارون سے فرمایا کہ کشتی گیرزادہ اپنی جرأت پر
ناز کرتا ہے ہر چند کہ کچھ ہو نہین سکتا علم فوج قلم ہونے سے لشکر کفار پر شکست فاش نامردون کو بھاگنے
کی تلاش ہے اب مردے پر جاتے ہین شوکت دکھاتے ہین مین کب مانتا ہون ازرنگ ایسے
پہلتن کوہی کو پشہ سے کم جانتا ہون تیغۂ دودمۂ سکندری کو جلوہ دیا گرو بن اشقر کی پشت پر ہاتھ

رکھا فرمایا ای مرکب اصیل باد رفتاری دکھا دے دم شمشیر پر ہاتھ رکھ کے فرمایا ای تیغۂ برق مثال
طبقے زمین کے ہلا دے نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے ازرنگ کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ
تلوار کا لگایا شاہزادۂ نورالدہر نے تیغۂ خاراشگاف سلیمانی پر کاٹھا وار اسکا روک کے نعرۂ شیرانہ
کیا ہاتھ تلوار کا مارا تیغۂ خاراشگاف مثل برق چمک کر گزرا سپر ازرنگ کوہی کے دو ٹکڑے ہوے یا
تو قبۂ سپر پر چلی تھی تا بہ جگرگاہ پہونچی دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا دلسے کہا غضب ہوا کشتی گیر
زادے نے ازرنگ کوہی کی مقدور کو مٹایا تختۂ مشق مرجانِ عالم تھا گھوڑے کو کوڑا کیا اسوقت قریب
پہونچے شمشیر بے نظیر نورالدہر کی جگرگاہ تک اتر چکی تھی ایرج نوجوان نے برابر آکر کمر پر ہاتھ مارا
مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے جھوم کر نعرہ کیا منم ہژبر دشت جرأت نہنگ دریاے شوکت
نورالدہر بن بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا سبحان اللہ مردہ کشی نہیں جاتی شرم نہیں آتی
ایرج نے کہا میں نہ آجاتا تو آپ کا کام تمام ہوتا اُسنے کمر سے خنجر نکالا تھا کو کمر پر مار دیتا آنتیں و جگر
ہو جاتیں جان بخشی کی آپ لوگ احسان فراموش ہیں نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا
مردہ کیا خنجر مارتا ایرج نوجوان نے کہا بس سامنے سے ہٹ جاؤ زیادہ جرأت نہ دکھاؤ نورالدہر
بن بدیع الزمان نے کہا آپ کیا کرینگے جو کچھ حوصلہ ہو آیئے ایرج نوجوان آتش خو شعلہ مزاج
افسران لشکر کے سر کا تاج ان کلمات کی کب برداشت ہو کہا او کشتی گیر زادے لے یہ کہکے ہاتھ
تلوار کا مارا اگر نورالدہر بن بدیع الزمان سپر کو چہرے کی پناہ نہ کریں دو پر کالے ہوں نورالدہر
نے سپر اُٹھا دی مگر تیغۂ ایرج نوجوان نے گوشۂ سپر کو کاٹا زخم سر پر نورالدہر بن بدیع الزمان کے
آیا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا چادر خون روے انور پر اب نورالدہر کو تاب نہ رہی کہا او
کرپاس فروش بازاری آج دعوی جرأت سب نکلجائیگا یہ کہکر ہاتھ نورالدہر بن بدیع الزمان نے
بھی تیغۂ خاراشگاف سلیمانی کا مارا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال کب
رکتا تھا سپر کو کاٹ کر تا دو ابرو ایرج خوشخو پہونچا ایرج نوجوان نے بہ تعجیل دستانہ مارا تیغہ سر سے
نکلگیا مگر چادرِ خون منہ پر سیعاد عاد رشک دراز گردن سردار ایرج نوجوان نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا
ای شاہزادہ نورالدہر بس ایسا نہو کہ ہمکو بھی غصہ آجاے یہ سنکر طہماس نے ساطور کے قبضے پر ہاتھ
ڈالا آواز دی او عادی ہیچے شاہزادگانِ والاقدر کا نام بہ بے ادبی سے لیتا ہے میعاد طرف طہماس کے

پلٹا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر روکا میعاد کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوئے پہلی شکست یہی
ہوئی طہماس نے ہاتھ تلوار کا مار دیا یہ حربہ تو قیامت کا ہی زخم کاری کھایا قریب تھا میعاد مارا جائے
سرداران ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان مین تلوار چلنے لگی دور سے بادشاہ حجاہ نے
دیکھا سرداران ایرج و نور الدہر زخمی ہین بہت مین کسی کا شانہ چھولا کسی کا سر زخمی ہوا نور الدہر
ہجوم کر زخمداری مین لڑنے پر آمادہ ہین بادشاہ ہان ہان کہکر بیچ مین آپڑے نور الدہر و ایرج کو
الگ کیا سردارون کو آواز دی کہ آپ سب صاحب اسی کے منتظر تھے سب علحدہ ہوئے غصہ
مین دونون جوان زخم باندھکر فوج کو میان پر جا پڑے ازرنگ کو بھی مارا جا چکا تھا سب کو ہی
لاشہ لیکر بھاگے لقا نے طبل بازگشت بجوا دیا بادشاہ حجاہ سرداران تمتن کہسے کر لیٹے جواہر بن عمرو
بھی آکر پہونچا جب کنارے پر لشکر کے آئے گھبرا کر کہا حیدر عالی تبار کہان ہین شعبان خنجر گزار نے
عرض کی صاحبقران زمان انتہا کے زخمی ہوئے تھے خدانخواستہ گرفتار نہ ہو گئے ہون عیاران
اسلام یہ کہکر دوڑے ہم ابھی خبر لاتے ہین لشکر لقا مین اپنے کو پہونچاتے ہین چشم زدن مین گئے
فوراً واپس آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان غلامون نے لاشون مین تلاش کیا لشکر لقا کو
پچھان ڈالا کہین نشان نہ ملا نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ تگی و ابوطاہر خونریز
سامنے حاضر تھے عرض کی خوب غلامون کو ثابت ہی زخمداری مین آقاے نامدار کو گھوڑا اٹھا لیگیا
بادشاہ نہایت پریشان خاطر ہوئے سردارون کی زخم دوزی کرائی نور الدہر بن بدیع الزمان جو مال
طلسم جمشیدیہ لیکر آئے ہین اسکو خزانے مین جمع کرایا جواہر بن عمرو نے عرض کی غلام برائے تلاش
صاحبقران جاتا ہی بادشاہ نے کہا ای برادر ای عیار نامور بہت جلد خبر لانا لشکر مین واپس آنا اب
بجائے خواجہ عمرو کے تم ہو چند ساعت تمہارا نہونا شاق ہوتا ہی خبر لشکر کا قرار نہین ملتی جواہر بن عمرو نے
کہا انشاء اللہ باقبال شہنشاہی غلام بہت جلد پلٹیگا میری کیا مجال ہی کہ عمدنے کو قبلہ و کعبہ سے سنبھال
سکون بادشاہ نے کہا ای جواہر بعد چالاک بن عمرو کے تمنے بڑے لطف سے افسری کا کام کیا
ماشاء اللہ اس سفر مین بھی جا کر ساحرہ کو مارا خوب نام کیا جواہر بن عمرو نے دعائے جان و درازی
بانتہائے عیاری ذات پر آراستہ کرکے برائے تلاش زلزلۂ قاف ثانی سلیمان روانہ ہوا بیان
لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا کہ تیمور سحر طراز کو بھنے بہشت مین بھیجدیا جلد کسی ساحر کو روانہ کرو ورنہ تقدیر

کرکے تیرے طلسم کے ہاتھ سے عمرو عیار کے درہم وبرہم کراونگا نامہ اسطرف جاتا ہے جواہر بن عمرو برا سے
تلاش صاحبقران روانہ ہوا ہے انکو راہ مین چھوڑو

داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان کز خماری مین گھوڑا نکال لے گیا ہے ساقی نامہ تصنیف قمر

ساقی پھر وہ ہن ہو چلا کند
گلرنگ نکال بادۂ تند
شیشہ کی سن رہا ہون قلقل

رکھا ہے کدھر کو ساغر مل
آنکھون مین ہے خمار ساقی
نشہ کا ہے آتا رہ ساقی

پھر آب آتشین پلادے
اس دل کی آگ کو بجھادے
دشمن مرے دوست سے ملاہے

جنگل مین اور رنگ کھلا ہے
بدمست جو بزم پاک مین ہے
یہ بنت عنب کی تاک مین ہے

ہون سا نشہ چڑھا ہوا ہے
حد سے اپنی بڑھا ہوا ہے
اک سر سے بہت اتارنا ہے

اک دیو سیہ کو مارنا ہے
ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ
چمکے گی دم مین سیف خامہ

اُس شیر جری کا اب بیان ہے
جو صاحب تیغ سرفشان ہے
نامی و گرامی و جری ہے

جرأت رگ و ریشہ مین بھری ہے
آن قاتل کافران بدخو
بربادکن یلان بدخو

اب ختم یہ جلد آگئی ہے
حسرت دل مین یہی بھری ہے
شائق ناظر بھی حظ اٹھائین

اس ہیچدان کو دین دعائین
اے مہر سخن عروج دکھلا
ہو طبع قمر کی جلوہ آرا

چہرہ داستان مصنف قمر شیاحان دشت معانی وطے کنندگان جادۂ سخندانی شائقین کو رسم و راہ شہر داستان شوکت بیان سے یون آگاہ کرتے ہین شعر قمر سخن سنج ودانا ے شیرین بیان رقم کرتے ہین اسطرح داستان وہ کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر علی شان میدان جنگ سے زخمی ہوکر بیہوش ہوے اشقر دیوزاد مرکب امیر دانا نژاد کو لے نکلا مگر بے زبان تمام شب نہ جاسکا جدھر منہ اٹھا ادھر چلا آتا ہوے دلیران کی صدا کان مین بھری ہوئی رات بھر چلا آیا وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین قریب جھیل کے ٹھہرا پانی پر منہ ڈالا جسم و جنبش دی صاحبقران پشت اشقر سے زمین پر گرے اشقر نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹنے لگا حیران تھا کیونکر اٹھاؤن جب صاحبقران ہوشیار نہوئے ناچار چرتا ہوا صحرا مین پھرنے لگا جب اپنے آقا کی یاد آتی ہے پھر قریب آتا ہے مجبور پلٹ جاتا ہے مگر اس حوالی مین ایک قلعہ ہے نام اُسکا حصار ہوشنگیہ ہے ہوشنگ وزد جری پہلوان اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہے بارہ ہزار قزاق ہمراہ رکھتا ہے جو کاروان اس حوالی

مین آتا ہی جاکر لوٹ لیتا ہی اکثر بادشاہون کے خزانے تاراج کیے بڑے بڑے پہلوان اس جوان کے
ہاتھ سے قتل ہوے اسوقت براے سیر صحرا مین آیا دس پانچ جوان ہتھیار بند ساتھ تھے کسی کی
نگاہ اشقر دیوزاد پر پڑی کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل باگین کٹی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرنے
مین مصروف ہی ساتھ والون نے ہوشنگ کو آگاہ کیا کہ حضور ایک مرکب صبا رفتار کہ کل پھرتا ہی
ہوشنگ نے پلٹ کے دیکھا گھوڑے کو دیکھ کے عاشق ہوگیا ساتھ والون سے کہا یہ تو مرکب
بے نظیر ہی اسکو گھیر کے گرفتار کرو ہمارے قلعہ مین لے چلو آسکے ساتھ کے قزاق دوڑے اشقر جو کہ
چرنے مین مصروف تھا آسنے ہاتھ ڈالدیا اشقر نے سر اُٹھا کے دیکھا منھ کھول کر سر چبا گیا لاش
اُسکا زمین پر گرا اب تو دس بارہ جوان کمندین رسیان لیکر دوڑے اشقر نے کسی کو پٹک ماری
کسی کو دولتی لگائی کہین لغلغاے سم سے نیچے چل گئے کئی جوان کچل گئے چند جوانون کو مار کر شیہہ
کھینچتا ہوا طرف اپنے آقا کے بھاگا قریب آکر گرد پھرنے لگا اب تو ہوشنگ دزد نے اپنے بازوؤن
پر سے کمندین کھولین بشو بشو کہکر بڑھا جب قریب پہونچا دیکھا ایک جوان خوشرو رشک یوسف
کنعان چہرے سے فر و شوکت نمایان انتہا کا زخمدار زیر نخل بیہوش پڑا ہی حیران جمال محو دیدار ہوکر
ساتھ والون کو آواز دی یارو جسکی قضا تھی وہ اس حیلے سے مارا گیا مرکب کا راکب بھی موجود ہی کسی
نامدار نے بیشہ مین شکار کیا اس جوان شیر دل کے لوٹنے کا قصد کیا مگر سبحان اللہ کیا خوب لڑا ہی
مال اپنا نہین لینے دیا نقد جان دے کر مال کو بچایا اس مقدمہ مین کد و کوشش کرنا واجب و لازم ہی
نہین معلوم مردہ ہی یا صحیح و سالم ہی چار پائی لاؤ اُٹھا کر لے چلین یہ کہکر مرکب کو جھکایا قریب صاحبقران
آکر سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس پائی دیکھا قبضہ شمشیر برق مثال دست زبردست سے نہین چھوٹا
وجد کرتا ہی یہ زخم ہولناک دیکھکر ہوش اُڑ گئے ہین کہتا ہی دیکھو یارو ایسے جوانان شیر دل بھی پردہ دنیا
پر ہین تیر زنے تیر زنے آ رگیا مگر مال نہین دیا مگر وہ کون صاحب تھے کہ ہمارے حوالی مین آکر جرأت
دکھائی صاف تو یہ ہی کہ بڑے نامرد تھے قصد کیا اور مال نہ لے سکے بہتے تو جسکو تاکا بے مال لیے
بیجان نہ چھوڑا کیسے کیسے بادشاہون کے خزانے لوٹے اکثر گھر بھی گئے سب صاحب آگاہ ہین سب
مال لیے نہ ملٹے ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان انتہا کا پھکیت ہی مرکب ایسا عمدہ زیر ران دو چار مارے
گئے زخمی کر کے نامردے بھاگ نکلے اپنے ساتھ والون کے لاشے لے گئے یہ رستم خصال انتہا کا زخمی تھا

بیہوش ہو گئے گر پڑا اُس قلعہ سے چارپائی آئی چار پانچ جوانوں نے ملکر اُٹھائی اشقر دیوزاد اُن
سب پر آنکھیں نکال کر چلا ہوشنگ نے بڑھ کر چمکارا کہا اے مرکب وفادار تیرے آقائے نامدار
کو برائے علاج لیے جاتے ہیں تیرے آقا کے دشمن نہیں ہیں اشقر مثل انسان کے سب کچھ
سمجھتا ہے سر جھکا کر چارپائی کے ساتھ ہو لیا ہوشنگ صاحبقران کو لے کر اپنے قلعہ میں آیا قصر
عالی تعمیر باغ جنت نظیر ایک بارہ دری میں لا کر اُتارا جراحان چابک دست حاضر تھے اول
شراب سے زخم کو دھویا ٹانکے دیے پٹیاں مرہم کی چڑھائیں مگر ہوشنگ کو عشق دلی ہے طبیعت
گھبراتی ہے کہ یہ جوان بیدار ہو تو سب حال اسکا دریافت کروں حسب و نسب پوچھوں رومال ہاتھ
میں مگس پرانی کر رہا ہے بعد عرصہ دراز صاحبقران زمان کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر عالی میں
چھپر کھٹ پر پایا مکان کو چھت پردے سے آراستہ دیکھا پروردگار کا شکر کیا دوسری جانب ایک
جوان رستم خصال تہمتن مثال بیٹھا ہوا خدمت میں مصروف ہے ہوشنگ کی بھی نگاہ پڑی کہ زخمی نے
آنکھ کھولی اشارے سے حال پوچھا امیر نے فرمایا بہت اچھا ہوں مگر اے محسن یہ کیا مقام ہے تمہارا کیا نام
ہے تو نے اس عالم غربت میں جان بخشی کی پہلے اشقر کو پوچھا کہ ہمارا مرکب کہاں ہے ہوشنگ نے کہا
سپر شمشیر زرہ کمان کیانی چار آئینے وغیرہ سب موجود ہیں مرکب آپ کا تھان پر بندھا ہے اس قلعہ کو
ہوشنگیہ کہتے ہیں یہاں سب لٹیرے قزاق رہتے ہیں یہ حقیر اُن سب کا افسر ہے آپ کو صحرا میں
بیہوش پایا بمحبت اُٹھا لایا مردان عالم کا ہمیشہ سے خدمت گزار ہوں آپ کا نام و نسب سے آگاہ
ہونے کا امیدوار ہوں یہ بھی فرمائیے کہاں لڑائی ہوئی کس سے تلوار چلی کیونکر زخمی ہوئے مگر واہ کیا کمال
کیا خوب نامردوں سے اپنے کو بچایا صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا میں ایک بادشاہ کا نوکر تھا اُنہیں کچھ
فساد ہوا میں اپنے مالک کے ساتھ زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا سہیل یکہ تاز اس حقیر کا نام ہے
سپاہگری کا پیشہ قدردانوں کی ملازمت ہوشنگ نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمائیے خانہ بے تکلف ہے
میں بھی مرد سپاہی ہوں مردان شمشیر زن کا تابعدار ہوں لات و منات کی عنایت سے صحت پا کر چندے
کلبہ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائیے بدل و جان خدمت گزاری کرونگا صاحبقران
نے فرمایا کہ تقاضائے آب و دانہ یہاں لایا ہے یقین ہے عمر بھر ساتھ رہے احسان فراموش نہیں ہیں
ایسے وقت میں تو نے دستگیری کی اور جان بچائی ہوشنگ خود عذر کرنے لگا ایسے کلمات نہ فرمائیے

مین محجوب ہوتا ہون غرضکہ ہوشنگ مع قزاقون کے خدمت گزاری مین صاحبقران کی معروف رہا بعد ایک ہفتہ کے امیر نے غسل صحت فرمایا ہوشنگ نے طائفے بلوائے سامان جشن مہیا کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی صاحبقران زمان غسل کر کے سلاح جنگ سے آراستہ ہوئے خود ونیم چار آئینہ سونے ورلے گمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان کا برج قوس مین مسکن ہی ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر مثال اسکی یہ ہی کہ پہلوے ماہ مین ستارہ دنبالہ دار چہرے سے شور و جلالت آشکار آنکھین رشک غزال صحراے ہمت وسخاوت زلفین خلیلی تا بہ دوش تیرون کے تیور صف شکن صفدر بہادرون کے افسر صاحب جوہر شمشیر دوسر ہوشنگ وزروجمال بے مثال دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا جوش محبت مین گلے سے لپٹ گیا دل سے کہتا ہی کہ یہ جوان اگر میرے ساتھ ہے برابر کا حصہ دون اپنا قوت بازو سمجھون اسوقت جمال ماہ تمثال سے سیر اقصر برج اسد سے بہتر ہو در و دیوار روشن و منور ہی لاکر امیر با توقیر کو مقام صدر پر بٹھایا گرد افسران فوج آکر متمکن ہوے شیرون سے بیشۂ صحبت معمور ہر ایک جوان کی کمر مین تیغۂ برق تاب سپر پشت پر رشک قرص آفتاب ہوشنگ پروانۂ جمال صاحبقران ہی آئینہ رخسار دیکھکر مثل آئینہ حیران ہی بوے زلف عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہی شمشیر زنی کا چرچا ہی ہوشنگ وزروے نے اشارہ کیا ایک معشوقۂ پریوش سامنے آکر کھڑی ہوئی گت شروع کی سارنگی بجی گلے کٹنے لگے ساز آپسمین سازے کیے ہوے نازنین خوش آواز گانے مین سوز و گداز اہالیان محفل متوجہ مگر وہ مہ جبین کشتۂ تیغ ابروے صاحبقران اسیر دام گیسوے عنبر فشان ہر تہ سامنے صاحبقران کے آکر بیٹھ جاتی ہی مسکرا مسکرا کر بتاتی ہی پردے مین اپنا حال دل سناتی ہی یہ غزل عاشقانہ بسوز و گداز گاتی ہی

غزل عاشقانہ

رحم قاتل سے اسیرِ دردِ غم ہو نہین رہے
آسکی زلفون کا الٹی پیچ و خم ہو نہین رہے
ایسی ہمت ہی کہ رکھتا ہون بخیلون کو بھی شاد
تیغ قاتل ہاتھ مین یارب علم ہو نہین رہے
محو الفت ہون تو اب وجرم کچھ کرتا نہین
ہاتھ جنبش مین ہو سرگردان قلم ہو نہین رہے

قید غم سے چھٹ گئے اغیار ہم ہو نہین رہے
شکوۂ بے اتفاقی ہی عبث اس شوخ سے
خوش فلک ستمین ہی تو مجکو الم ہو نہین رہے
مین جو پہونچا مضطرب زیر زمین ہی زلزلہ
ہاتھ مین دونون فرشتون کے قلم ہو نہین رہے
تم نکلتے ہو بھلا کیون قتل کرنے کو مرے

گو نہ اس پھندے سے چھوٹونگا مگر وہ حسن تیز
یہ غنیمت ہی جو مجھ سے وہ صنم ہو نہین رہے
حسن غصہ مین ہی وہ اب روح کرتی ہی دعا
حشر تک اب ساکن ملک عدم ہو نہین رہے
جبتک ای طل وہ نہ لکھ بھیجے جواب خط شوق
ہی جمال اپنا اگر سینہ مین دم ہو نہین رہے

گو نہ یکبار زندگی مین دیکھونگا بعد مرگ
بیوفا کہاے سب قول و قسم یونہین رہے
ہر جگہ سے دل تک پہنچا عشق کا بل کئے ہوئے
کیون نہ آنکھون سے نہان داغ رہ یونہین رہے
تیغ کھینچی ناز سے لیکن نہین کرتے وہ قتل
عمر بھر ہم صورت نقش قدم یونہین رہے
دیکھیے پھر کر دل جو طلب ہے سے وہ بار کرتے
وصل کی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے
ہم تو جب بس دل بیتاب کو کہتے نادان
تم نہ آئینہ مین کاش اپنا نظارا کرتے
حیف وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پر
جاکے مسجد مین جو ہم ذکر تمہارا کرتے
دیکھتا خضر نئی آفت کوئی عاشق نجلال

وہ دہن گر فی الحقیقت ہی عدم یونہین رہے
عارض چشم اپنی دکھلا دو اگر دونون بہم
خشک خالی بس لب دیر و حرم یونہین رہے
یاد نے صحرا نوردان محبت مین گنا
ایستی عشق سے جانباز تم یونہین رہے
شعر موزون و موزون سے بھی مین اتفاق نہین
رشک آتا تمہین اپنا اسے پیار کرتے
بے نشان ہو چمن تجھے اپنے تمہارے شہر
کہ سمجھتا نہ اسے ہم بھرا اشتہار کرتے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین الفت مین تری
پانون پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے
تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی مین
آنکھ ملتے ہی جو وہ مار اتارا کرتے

وعدہ اقرار وصلت کرکے ما یا تجر یین
آئینہ سکندر تھا اور جام جم یونہین رہے
کوے جانان کی فضا سے خشک ہی شرمسار
گو مرض ہی پانون مین لیکن وہ رم یونہین رہے
کوچۂ جانان مین بل سکتے نہین وہ ضعف ہے
اے قبول رہا ہی جو سیر بھرم یونہین رہے
تیرے ارمان کو یون عشق مین پیارا کرتے
تم سناتے ہمین ہم نام تمہارا کرتے
سر ہے معشوق تجھے نہ ہنگامہ اب ہے قریب
ابھی بھی تو پاس نہین ہی جسے پیارا کرتے
بھولتے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ
ہم اسی کو ترے دھوکے مین پکارا کرتے
ہوشنگ وزیر بالا ہال محبت پہلو

مین صاحبقران کے بیٹھا ہی دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ہی اپنے سرداران نامی سے چپکے چپکے کہہ رہا ہی آج تو مین مثل بادشاہ ہفت کشور ہون سکندر و دارا سے اقبال مین بہتر ہون ایسا جوان شیر صولت رستم ہیئت میرے گھر مین مہمان آیا ہی مجھے سرفراز کیا ہی مگر یار و یہ جوان اصلی حال اپنا چھپاتا ہی نام بھی اسکا کچھ اور ہی ہمائیو جاے غور ہی تیغہ برق تاب سپر رشک گردۂ آفتاب کمان کیانی فخر ہلال ترکش مین تیر ولدوز سنان تیرہ پر ہیرے کی کنیان منار چار آئینہ وہ اگر اسکندر و ارسطو ہوتے حیران ہوکر اپنی جان کھوتے ایک ایک شی نایاب جمال جہان آرا یوسف مصری کا نقشہ پس کیونکر کہون کہ یہ بادشاہ جلیل نہین ہی بلکہ فخر شاہان عراق ہو میں ہی مین اسکو رخصت نہین کرونگا خلق مین یکتا جب وقت آئیگا صاف صاف کہدیگا اپنا بادشاہ بناؤن قزاقی ترک کر دون ملک گیری پر قدم مارون ایسے جوان منچلے میری نگاہ سے نہین گذرے سب رفقا جواب دیتے ہین حضور حقیقت مین آپ کا خیال بہت بجا ہی ہم لوگون کا یہی قول ہی اگر یہ جوان آپ کی شراکت کرے ابھی ملک بادشاہون سے چلکر چھین لین اگر ستم

ہو تو اسکو شکست دین فوج افسر کے بھروسے پر لڑتی ہی یہ جوان یقین ہی تم سب سے سو قدم آگے بڑھکر
لڑیگا شیر کے گلے چیر ڈالیگا صورت سے جرأت آشکار ہی بیشک کوئی نامی ہونہار ہی بعد برخاست جلسہ
بوقت سحر ہم پوچھ لینگے ایک ایک سے محبت و خلق کی باتین رہتی ہین یہ ہمنے امتحان کیا نوشیروان کی
لڑائیان ملک سنجان کے ذکر اس جوان کو اسطرح یاد ہین صاف معلوم ہوتا ہی نوشیروان کے زمانے
سے تا بہ باختر و ملک فرعونیہ وغیرہ سب جگہ لڑائیون مین شریک رہا باتون مین سب کچھ بیان کیا
جب یہ پوچھا گیا آپ شریک رہے یا نوشیروان یا خداوند لقا کے ملازم تھے ٹال کر کچھ اور ذکر شروع
کردیا صاف صاف ثابت نہوا اب ہم پوچھ لینگے جھوٹ بولنے کی بھی عادت نہین ہی سب کیفیت
ظاہر ہو جائیگی انھین باتون مین وہ جلسۂ شب تمام ہوا ایک رقاص آفتاب مع ساز و سامان
ضیا و شعاع محفل چرخ زبرجدی مین مصروف رقص و سرود ہوا اس محفل خلد منزل مین بھیر و بین
اٹھ رہی ہی طائفون کو بھی خوب انعام ملا ہی سب کا غنچۂ آرزو کھلا ہی ہر کہ و مہ باغ باغ غم سے فارغ ہو شنگ
کا قصد ہوا کہ صاحبقران زمان سے حال پوچھون قریب آیا دست بستہ ہو کر کہا آپ کے نیاز مند
کو بڑی حیرت ہی یہ امر لائق سماعت ہی آپ نے اپنا نام نامی اسم گرامی سہیل یکہ تاز بتلایا ہی لفظ
یکہ تاز پر مجکو ناز ہوا مگر سہیل آپ ایسے آفتاب عالمتاب کا کسنے نام رکھا آپ رشک آفتاب و
ماہتاب ہین حسن مین یوسف کے جواب ہین آپ صاف صاف فرمائیے کہ نام نامی اسم گرامی
کیا ہی کیا افتاد پڑی کہ آپ ایسا رستم خصال زخمی ہوا مرکب بادرفتار اسطرف نکال لایا مرکب آپ کا
سیہ چشمی آنکھون مین جسکی تصویر پھرتی ہی فخر اسپ رخش رخشان کہ مرکب رستم نوجوان تھا مرکب آپکا
بے نظیر جہان آپ کا رشک مہر منیر صاحبقران نے سر جھکا لیا کہا تم خود بہادر لاجواب فخر نریمان سہراب
ہو جو تمسے کہا وہی مفصل ہی اگر تمھارے نزدیک ہمارا یہ نام نہین ہی شاید یہی ہوگا اصلیت بھی کھلجائیگی
تمھاری طبیعت تسکین پائیگی کیا جلدی ہی ابھی تو ہم تمھارے مہمان ہین تمھارے ہم پر بڑے بڑے احسان
ہین ہنوز کلام معجز نظام صاحبقران زمان ناتمام تھا ہوشنگ درد اٹھ کھڑا ہوا تا تم اٹھا کر طائفے
کو منع کیا ناچ موقوف ہوا گھبرا کر کبھی جاتا ہی پھر اندر آتا ہی رنگ رو متغیر متردد متحیر کبھی اپنے سرداروں سے
سرگوشی کرتا ہی کبھی تیغ و سپر اٹھاتا ہی کبھی بھالا سنبھالا کبھی تیر و کمان پر ہاتھ ڈالا آخر سرداروں کو ساتھ لیا ایک
گوشہ مین جا کر بیٹھا کچھ صلاح کی پھر گھبرایا ہوا قریب صاحبقران زمان کے آیا کہا اسوقت میری گستاخی

معاف فرمایئے شکر ہے خداوند لات وجبل کا میری مراد دلی حاصل ہوئی آپ نے صحت کامل پائی نشان
اپنا ہمکو لکھوا دیجیے میں دو سو سوار ہمراہ کرتا ہوں آپ اسوقت روانہ ہو جائیے اگر زندہ رہینگے ہم خود آپکے
پاس آئینگے یا آپ خود سرفراز فرمائینگے بشرط حیات ملاقات ضرور ہوگی صاحبقران نے فرمایا کیوں برادر
خیر تو ہے جیسے ہو ظاہر کرو تمہارے رنج و راحت کے شریک ہیں اسوقت تمکو بہت پریشان دیکھتا ہوں ہوشنگ
کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا آپ ایسے ہی تھے ہیں مگر مہمان کا بچانا ضرور ہے کسی آفت میں غیب کو
پھنسانا عقل کا قصور ہے امیر نے فرمایا اے برادر ہم ہرگز کہیں نہ جائینگے معلوم ہوتا ہے کسی زبردست سے لڑائی
درپیش ہے صاف کہو پس و پیش ہے ہم سمجھ گئے اب نہ چھپاؤ ہوشنگ نے کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ یہاں
سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے اُس قلعہ کو آہن حصار کہتے ہیں بڑے بڑے بہادر اُس قلعہ میں رہتے ہیں
بادشاہ وہاں کا رستم وقت بلال زرین علم صاحب جاہ و حشم اُسکا خزانہ ملازم لے کر میری سرحد سے گذرے
میں جا کر لڑا ہمراہیان خزانہ کو مارا مال تمام لوٹ لایا اب اُسکو کسی نے خبر مفصل سنائی کہ ہوشنگ
قزاق کا یہ کام ہے اُسنے قنطور آہن کلاہ اپنے پہلوان زبردست کو مع ساٹھ ہزار فوج کے روانہ کیا
اُسنے آکر قلعہ کو گھیر لیا ہے ہنگ عیار نے ابھی یہ آکر مجھکو خبر سنائی اب قلعہ سے نکلنا دشوار ہے یہ تو آپ پر
ظاہر ہوا کہ میں قزاق ہوں صرف بارہ ہزار جوان ملازم ہیں اتنے بڑے بادشاہ سے کب لڑ سکتا ہوں
آب و آذوقہ اتنا قلعہ میں نہیں ہے کہ برس چھ مہینے بیٹھ کر لڑوں آخر کیا کروں یہ صلاح ہوئی کہ پھاٹک
کھول کر بارہ ہزار جوان فوج قنطور پر جا پڑیں لڑ بھڑ کر نکل جائیں کسی صحرا میں جا کر چھپ رہیں قلعہ کو وہ
لے لیں جب کبھی موقع پائینگے پھر قلعہ پر قبضہ کرینگے ورنہ قزاقوں کا کوہ و دشت مقام ہے لوٹ مار کام ہی
انجام ہے صاحبقران زمان نے سر ہوشنگ وزرد کا سینہ سے لگایا فرمایا اے بہادر نہ گھبرا جلد لشکر
پیل گراں تیکیا سے ہم مقابلہ کرینگے تا بآہن حصار لڑتے بھڑتے چلینگے آہن حصار کا تمکو بادشاہ
کرینگے اگر ہم قنطور کے ہاتھ سے مارے جائیں اُسوقت تمکو اختیار ہے خواہ لڑنا یا جان بچانا ہوشنگ
نے کہا اے جوان میں تیرا شکر گذار و ممنون ہوا دس ہزار سوار سے اتنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا ناممکن
بس اب آپ اسمیں کر نہ فرمائیں جلد قلعہ سے نکل جائیں صاحبقران نے خود سر انور پر رکھا زرہ پہنی
گھوڑے پر کاٹھی ڈالی کہا بھائی تم ہمارے ساتھ آؤ تردد و انتشار کو راہ نہ دو دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہر چند
ہوشنگ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا اشقر پر سوار ہوئے ہوشنگ مردانہ وار مع بارہ ہزار

جوانان جرار ہمراہ ہوا ساتھ والون سے کہتا ہی مین اس جوان کو ایسے نہ دونگا پہلوانون مین بنام و جاہ
بہادر منصف بسی کہینچکے مہمان کو اپنے گھر مین بلا کر قتل کرا دیا مگر اسکی صولت و شوکت مین فرق نہین
سربازی کرنے کو موجود ہی غرض بیرون قلعہ آسنے ہوشنگ نے بارگاہ استاد کرائی خیمے استادہ ہوے
چند ساعت دن باقی ہی کہ صحرا سے گرد اٹھی قنطور آہن کلاہ مع ساٹھ ہزار فوج کے آکر پہونچا اسکو خبر لگی
کہ ہوشنگ دزد واسطے مقابلہ کے آیا ہی موچھون پہ تاؤ دیکہ کہا واہ قدرت خداوند کہ ناقزاقون کو بھی
یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے مقابلے مین آیا ہی لشکر لیکر آہ زہی قضا دامنگیر ہی ایسے کلمات ہفت و گزاف کرتا ہوا
محل آہنی پر بیٹھا شراب پینے لگا جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا نقارہ رزمی بجے بموجب
حکم طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے ہوشنگ کے موجود تھے خبرین لیکر چلے یہان صاحبقران
محل پر جلوہ فرما ہی ہوشنگ دزد سرنگون نہایت پریشان بمرتبہ صاحبقران سے کہتا ہی ای جوان دلیر
اقبال سے مین نے بڑی مہلت پائی قنطور آہن کلاہ آکر اترا مجکو یقین تھا کہ لڑنے کو آئیگا اب مین نے
رات بھر کی مہلت پائی مین مرد قزاق ہون ہزارہا کوس نکل جاؤنگا کیا مجکو پا سکتا ہی انہون کو اگر وہ شبخون
مارونگا کہ ان بیچارون کے جی چھٹ جاوینگا ہم سر گہہ نہین لڑ سکتے ہم لوگون کا یہی کام ہی قلعہ آہن حصار
کو جا کر تہ و بالا کرونگا سلطنت مین خلل ڈالونگا اسیر فرما رہے ہین ای برادر گھبراؤ یا تو طبل جنگی بجوانے گا
یا بیلغار آئیگا جواب دیا جائیگا منہہ کی کھائیگا آہن حصار کی بھی تدبیر ہو جائیگی تم اس مقدمے کو ہمارے
سپرد کرو جب ہم قتل ہو جائین پھر تمکو اختیار ہی ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہوشنگ
کو دعا سے جان و راز دیکے عرض کی کہ قنطور آہن کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہی کل صبح کو میدان
کارزار مین مقابلہ کریگا مگر حضور نہایت مغرور ہی جام بادہ نخوت سے چور ہی ہوشنگ چاہتا
تھا کچھ جواب دے کہ صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہوشنگ اپنے لشکر مین بھی نوازش
طبل کا حکم دو متردد نہو ہم اس سے مقابلہ کرینگے ہوشنگ نے مجبور ناچار حکم دیا لشکر قزاقان
مین بھی طبل جنگی بجا تیاری ہونے لگی ہوشنگ کو نہایت تردد کہتا ہی قنطور آہن کلاہ نہایت
زبردست ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی اس جوان نے غیرت دلا کر سب کی جان لی یہ تو ہماری غیرت
تقاضا نہ کریگی مفت مین ایک مرد سپاہی مارا جاے ہم کھڑے دیکھا کرین مقام غیرت ہی جان
دینے مین سپاہی کی عزت ہی قزاق بجواب دیتے ہین حضور جوان تو وہ منچلا ہی مگر تم اسکا کہنا کو لا

نہ کرینگے خود لڑینگے ہم مرنے والے ہین کہنے سے اسی جوان کے قلعہ سے نکل آلے ورنہ ہمارا کام یہ ہے کہ دھوکے سے رات کو لڑین غفلت مین جا پڑین ہلڑ کر کے قافلہ لوٹ لیتے ہین اپنی تدبیر سے دشمن کو شکست دیتے ہین اُدھر قنطور آہن کلاہ جب طبل جنگی بجا چکا دربار برخاست کیا تکیہ مین آکر بیٹھا برکارون سے پوچھا ہوشنگ وزرد کس بھروسے پر قلعہ سے باہر نکل آیا ہے کیا اپنے دل مین سمجھا ہے برکارون نے عرض کی اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان ہم جو بارگاہ مین ہوشنگ کی گئے دربار مین آسکے ایک جوان فخر رستم و سام و نریمان مقام صدر پر بیٹھا تھا ہوشنگ حضور کے نام سے کانپتا تھا اُس شیر صولت نے ہوشنگ کو مطمئن کیا کہا کہ میدان مین ہم مقابلہ کرینگے تم کیون گھبراتے ہو مگر وہ جوان رعنا حسن و جرأت مین یکتا ہے ہمنے اس جوانی مین اسکو کبھی نہین دیکھا قنطور آہن کلاہ نے پوچھا آخر اسکا نام کیا ہے وہ بھی کوئی شہزادہ ہے چوہری یا کوئی شہزور ہے کہا نہین حضور اسکے چہرے سے آثار سروری و سالاری نمودار ہے ماہ اوج عزت و وقار ہے قنطور آہن کلاہ نے کہا تم لوگ کیا جری بہادر کو پہچانتے ہو صبح کو بدولت قلعہ مین چاشت کھائینگے جوان بڈھے سب کو دیکھ لینگے دونون لشکرون مین تیاریان مگر قزاق پریشان حال جانبین مین طلایہ پھر رہا ہے صدائے خبردار باش ناظر باش بلند ہے رات رہے سے

انھون نے جوانان شیر دل کو جگانا شروع کیا نظم		نقیبان سو لبو گشتہ خروشان
کہ دنیا بے ثبات و بے قرار است	جوانان دل قوی دارید امشب	کہ فردا روزگار کارزار است
جوانو جاگو اور ہشیار ہو	سلاحوں سے اپنے خبردار ہو	یکایک ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اسیابات
علم آفتاب نکلا جب	فوج انجم ہوئی گریزان سب	شہ خاور سپہر گرد ہوا
رونق تخت لاجورد ہوا	ہوا میدان چرخ سے اکبار	مہ انجم سیاہ رو بہ فرار

شہنشاہ زرین حلہ بصد شوکت و حشم تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا قنطور آہن کلاہ بصد شوکت و جاہ کرگدن مست پر سوار ہوکر مع فوج وارد میدان کارزار ہوا ادھر ہوشنگ بارہ ہزار قزاق آراستہ کیے صاحبقران اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے ہوشنگ وزرد سے صاحب سلامت ہوئی اشقر کو آگے بڑھایا ہوشنگ وزرد کو مع فوج پشت پر لیا بعد ہر دو خریدار میدان جنگ مین آکر پہونچے جانبین مین صفین جنگ کی درست ہوئین نقبا نے بلند آواز

سنے صدا دی ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہے نام اپنے بزرگون کا روشن کرو نام رستم واسفندیار صفحۂ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دو جاہ وجلال دنیا پر مغرور نہو معشوقان پریچہرہ کو دیکھکر مسرور نہو حسینان یوسف جمال کیا ہوے بعد مرنے کے چھپے جانے سے گرد وغبار مین اٹ گئے تنہائی مین قبر کی کون کسکا ساتھ دیتا ہے منزل ملک عدم کا سامنا ہے زادِ راہ کی فکر کرو نظم

چار دن دیکھ لے تو لطف گلستان جہان
پھر نوا سنجی مرغانِ خوش آہنگ کہان

یاد کر جب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا
کیسے کیسے گل خندان ہوے آنکھون سے نہان

جنسے اک دم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین
ایسے بچھڑے کہ نہین صفحۂ ہستی پہ نشان

فلک تفرقہ پرواز کی کج بازی سے
وہ جدا ہو گئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان

سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین
رات دن پیش نظر ہین وہ لب وچشم ودہان

حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی
مسکراہٹ کا اب آثار نہین اُنسے عیان

نہ رخسار مکدر ہین تن آغشتہ بخاک
نہ وہ ہے ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان

نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز
نہ وہ ہنستا نہ کسی کے لیے فریاد وفغان

کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے
ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان

نہ جہان پرتو خورشید نہ تحریک صبا
نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان

نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد ونیک
بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان

کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین
طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

صدائین نقیبون کی سنکر مردانِ عالم جھومنے لگے آنکھون مین نشے جرأت کے آگئے دل میں ہے کہ لڑین بھڑین مر جائین نام کر جائین قنطور آہن کلاہ نے اس لڑائی کو مفت جانکر ساتھ والون کو روکا اپنا گینڈا بڑھا کر میدان کارزار مین آیا آواز دی ای قزاقانِ سرکش کچھ تمکو خوف نہ آیا مال سرکار کا لوٹ لیا بادشاہ عالی جاہ کہ جسکی ہیبت شمشیر سے مردانِ عالم تھرّاتے ہین شیران دشت نبرد دامن صحرا سے منہ چھپاتے ہین شہنشاہ زرّین علم محترم ومحتشم بندۂ مقبول خداوند لقا زور مین پہلوان یکتا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے گمراہ ہو شتک دزد تیری جان بخشی کرتا ہون رومال

سے ہاتھ باندھ کے چلا آ خطا تیری شاہ سے معاف کرا دونگا صاحبقران نے مرکب
صف سے بڑھایا ہوشنگ وزر گھوڑے سے کود کر رکابون سے لپٹ گیا کہا ای
صف شکن قنطور آہن کلاہ بر سر رحم ہے مین جا کر اصلاح کرتا ہون مال شہنشاہ کا
ابھی اپنے ذمہ کرونگا کسی طور سے ادا کر دونگا صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تم سے
کہ چکے بعد ہمارے تمھین اختیار ہے بس اجازت میدان دو تکرار نہ کرو ہوشنگ وزر
نے سر جھکایا صاحبقران نے مرکب بڑھایا قنطور آہن کلاہ پر نگاہ پڑی ایک جوان
شیر صولت حسین وجمیل صف سے قزاقون کی نکلا مرکب باد رفتار زیر ران کلائیان
مارتا ہوا دم سے جنور کرتا ہوا تھوتھنی مثل غنچہ گل زلف حور کاکل چالاک وجست اعضا
سب درست عیوب سے پاک

نظم

	قلم وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہے
ملا ہے عجب رنگ مشکین ہے	اسی سے نقب اسکا شبرنگ ہے	تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار
صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے	ہر اک نعل ہے غنچہ بے مثال	قدم با قدم نعل جنگ ہے
قدم کی روانی کو دریا لکھون	وہ کوہ گران ہے یہ پاسنگ ہے	نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح
کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہے		

قنطور آہن کلاہ حیران جمال و محو دیدار ہو کر سراپا کو صاحبقران
زمان کے دیکھ رہا ہے بارادہ جنگ آگے بڑھا امیر نے او جم سپر کی لگائی کہ پانچ قدم گھینٹا
قنطور کا دو قدم مرکب صاحبقران ایسے سوار کا ہٹا قنطور نے چہرہ زیبا کو بخوبی دیکھا
شیر خشمناک فن جنگ مین بے باک مثل آئینہ حیران ہو کر سراپا کو دیکھا واضح رائے
ناظرین ہو کہ ہوشنگ وزر بھی صف سے نکل آیا ہے محبت مین صاحبقران کی بیقرار
چونکہ صاحب جرأت ولیاقت ہے اپنے مہمان کا قتل ہونا شاق ہے خود جان دینے کیلئے تیار
ہے قنطور آہن کلاہ نے پوچھا ای جوان تو بھی قزاق ہے فن جنگ مین بڑا مشتاق ہے بدولت
کے مقابلہ مین آیا کچھ خوف نکیا اپنے نام سے آگاہ کر قریب قنطور آہن کلاہ ایک عیار کھڑا
تھا اسنے کہا ای پہلوان جہان مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون قنطور آہن کلاہ نے سر جھکایا
عیار و سردار سے آپسمین سرگوشی ہوئی قنطور کلام عیار سنتا ہے کبھی سر دھنتا ہے کبھی حیران ہو کر
جمال صاحبقران پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ بعد عرصہ دراز سر اٹھایا کہا ای جوان تو ہی صاحبقران

داماد نوشیروان ہو ان قزاقون سے کیونکر ملا ایسے شیر ببر کا اس بیشۂ ویران مین کیونکر گذر ہوا صاحبقران نے فرمایا صاحبقران کون مین تو ہوشنگ وزرد کا نوکر ہون بدلے اپنے مالک کے جنگ کو حاضر ہون قنطور آہن کلاہ نے کہا اب نہ چھپایئے مفصل سبب آنے کا بتایئے ہر شخص آپکو جانتا ہے ایک ایک سنگریزہ پہچانتا ہے صاحبقران زمان نے فرمایا جو آپ کا گمان ہے شاید یہی ہو اب تو یہ میدان کارزار ہے ایسی باتون کا ذکر بیکار ہے قنطور آہن کلاہ نے کہا یا صاحبقران زمان مین تو مدت مدید سے آپ کے مقابلے کا مشتاق تھا سیر اباد شاہ شہنشاہ زرین علم اکثر خواہان ہوا کہ بر سر مسلمانان لشکر کشی ہو مگر ہر امر ساعت پر موقوف ہے آپ خداوند لقا کے دشمن ہین لقا پرستون کے رہزن ہین آیئے یہ میدان کارزار ہے ہوشنگ وزرد نے بھی سنا پیچھے ہٹا اپنے قزاقون سے کہا لو صاحبو یہ جوان امیر عالیشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہے یہان صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چلنے لگا ہوشنگ وہمراہیان ہوشنگ وزرد بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین حریف مین مصروف ہین کبھی کہتے ہین ای افسر آپ بڑے بشرہ شناس جرأت اساس ہین روز اول سے آپ فرماتے تھے یہ جوان کوئی بڑا صاحب شوکت وشان ہے یہ نہ جانتے تھے کہ صاحبقران ہے اب حضور کیا ہوگا ہوشنگ وزرد کہتا ہے کہ مین صاحبقران کا ساتھ دونگا میرے واسطے آمادۂ حرب وپیکار ہوا اتنا بڑا شہنشاہ عالی وقار ہے جسکا نوا سے شوکت از مردہ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے لندھور ایسا بادشاہ اسکی ملازمت سے ممتاز ہے میری کیا حقیقت ہے مجھ ایسے ہزارہا چاکران کترین اسکی خدمت مین حاضر رہتے ہین خداوند لقا کا ہم نمک ہے ایسے جوان کی نہیب شمشیر سے رنگ آفتاب عالمتاب زرد ہے یہان تو یہ صفت وثنا ہو رہی ہے صاحبقران اور قنطور آہن کلاہ سے نیزہ چل رہا ہے [illegible] عرصہ مین صاحبقران نے قنطور آہن کلاہ کا نیزہ نکالا قنطور آہن کلاہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قہر وغضب مین تلوار کھینچی ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے بار سپر کو بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا قصد کیا تلوار چھین لون قنطور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کمند آتش کے زور سے پھینکنے لگے گینڈا مرکب

تاب نہ لا سکے پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان کو دے آپس مین کشتی ہونے لگی
ہوشنگ وزد دیکھ رہا ہی دونون لشکرون مین صدائے تحسین و آفرین بلند ہو قنطور
آہن کلاہ تیغ ہیرکابل صاحبقران زمان سے لڑا پہر دن رہے صاحبقران زمان
نے قنطور آہن کلاہ کو زیر کیا فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہی قنطور آہن کلاہ
سوچا اب اگر کچھ خلاف کہونگا جان جائیگی طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا صاحبقران
زمان نے چھوڑ دیا قنطور آہن کلاہ نے اہالیان فوج کو بھی آواز دی صاحبو مین نے
صاحبقران زمان کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ میرے
پاس سے چلا جائے سب افسران لشکر اشارے کو قنطور آہن کلاہ کے سمجھ گئے جواب
دیا ہم حضور کے ساتھ ہین جسکی آپ نے اطاعت کی ہم بھی اُسکے غلام حلقہ بگوش ہین اب
صاحبقران زمان طرف ہوشنگ وزد کے پلٹے فرمایا ای ہوشنگ وزد تم ہمارے
محسن ہو مفصل حال کے مشتاق تھے اب حالات ظاہر ہوے ہمارے حسب و نسب سے
ماہر ہوئے ہوشنگ وزد دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ جان میری ناخن پا پر سے
حضور کے نثار ہو آج دولت کونین حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مع بارہ ہزار قزاق سے کلمۂ
طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق مسلمان ہوا مگر قنطور آہن کلاہ نے دست بستہ عرض کی
کلاہ فخر غلام کی پایۂ عرش اعلی پر پہونچایئے آج لشکر مین غلام کے دعوت نوش فرمایئے ہوشنگ
وزد بھی شریک جلسہ ہون کل جیسا ارشاد ہوگا بجا لائینگے تا حیات قدم اقدس کو نہ چھوڑینگے
صاحبقران زمان نے فرمایا ای برادر یہان ایک ایک دم مجکو زیر دم شمشیر گذرتا ہو تھا سے
مقابلہ ہوا تھا جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوا مرکب اسطرف نکال لایا چاہتا ہون کہ اسی وقت اپنے
لشکر مین پہونچاؤن ایک لحہ تامل نکرون اور ای برادر یہ بھی سب صاحبونکو معلوم ہو کہ کوئی ہوشنگ کو ہوشنگ وزد
نہ کہے بلکہ ہوشنگ نوجوان خطاب دیا قنطور آہن کلاہ نے عرض کی بدل و جان قبول کرینگے مگر آج کی شب
غلام کو خدمتگاری سے محروم نہ فرمایئے صاحبقران خلق مجسم ہین سر جھکا لیا کہا جو تمہاری خوشی کل صبح کو
کوچ کرینگے یہ فرما کر قنطور آہن کلاہ کے ساتھ ہوئے بارگاہ مین آئے قنطور آہن کلاہ نے بظاہر صاحبقران
زمان کو لا کر مقام صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا پہلو مین صاحبقران زمان کے ہوشنگ نوجوان بھی بیٹھا الخ

شروع ہوا ایک نازنین پری پیکر پشتارۂ قنطور سامنے صاحبقران کے آکر رقص کرنے لگی غزل

اُس لب پہ الٰہی مرے مرنے کی دعا ہو — مین سُنکے کہون کوسنے والے کا بھلا ہو
جس منھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو — شکوہ وہ کرے پھر تو مین اُس سے گلا ہو
احسان ہو اُسکا ترے در پر جو گرا دے — ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو
سینہ مین فقط یار کا دم بھرتی رہے سانس — تار ایک ہی بس ایک ہی سی اسمین صدا ہو
خلوت مین جو آتے ہو کوئی اور نہو ساتھ — دل ہی مین رکاوٹ ہو نہ آنکھون مین حیا ہو
آتی ہے یہی بنکے مرے گھر شب فرقت — آفت ہو تو ٹلے کوئی رد ہو جو بلا ہو
دل مانگتے ہو منھ سے مگر کچھ نہین کہتے — انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
مین مانتا ہون تم چاند مگر دلین جو ہے فرق — آغوش مین ہو وصل کی شب اور جدا ہو
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی — اندیشہ ہے کچھ یار کو جاکر نہ پھرا ہو
رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ چھپکر — دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو
قاصد کو اُدھر بھیج کے آیا ہے جو کچھ یاد — کرتے ہین دعا یار کا گھر بھول گیا ہو
کیا جانے کہان تجھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم — کہدینگے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو
ہو خاک مری خاک پہ ڈالے رہے آباد — آندھی ہو بگولا ہو کہ صرصر ہو صبا ہو
بیباک ہی ہو نانگہ یار کا اچھا — ملتی ہے جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

عین محفل عیش و نشاط مین قنطور آہن کلاہ نے اپنے سردارون سے صلاح کی کہا بھائیو مین نے حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچائی اب چاہتا ہون کہ ہوشنگ وزیر و حمزہ کو گرفتار کرون خدمت مین اپنے بادشاہ کی لیجاؤن تمھارے نزدیک کیا مناسب ہے سب نے کہا حضور یہ مرد مسلمان ہے اسکا قتل کرنا خداوند لقا پر احسان ہے قدرت کو بڑے بڑے صدمے ویسے مین بچارے خداوند ملک ملک بھاگتے پھرتے ہین اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین آگئے ہین سلیمان عنبرین موے کوہی نے دامن پناہ دیا ہے عرصہ دراز سے لڑرہا ہے اگر آپ اسکو خدمت مین خداوند کی لیجائیے گا طرۂ بے نظیری ملیگا ہم لوگ عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز ہونگے قدرت کو ہماری خیرخواہی پر ناز ہوگے ہوشنگ وزیر بھی دل سے

مطبع ہوا جو ظاہر میں غلط کیجیے بیہوشی پلا کے پکڑ لیجیے قنطور کو یہ رائے پسند آئی فوراً شراب
میں بیہوشی ملائی عین گرمی صحبت میں اُس مست بادۂ جرأت و شجاعت و سرشار ساغر حشمت
و شوکت کو جام شراب اُس بدمست مئے مکر و نخوت پیر مغان خمخانۂ تزویر و دولت نے پیشکش
کیا اُس ساقی میکدۂ سخاوت کو کچھ انکار نہ تھا نوش فرمایا ہوشنگ دریادل نے بھی پیا صاحبقران
زمان کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قنطور آہن کلاہ ملعون سے فرمایا کہ یہ شراب کیسی خراب
تھی دل کو بےچین کر دیا جام قلب کو غم و الم سے بھر دیا قنطور آہن کلاہ نے کہا باش اے
حمزہ تو نے بڑے بڑے ملک تباہ کیے سیکڑوں بیگناہ قتل ہوئے یہان تمہاری قضا
لیکر آئی تھی صاحبقران زمان تلوار ٹیک کر چاہتے ہیں اُٹھیں بیہوشی نے اپنا کام کیا
اُس آغاز بد کا یہ انجام ہوا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے ہوشنگ نوجوان گھبرا کے
اُٹھا اُسکو بھی بدمستی کا جوش ہوا آخر یہ بھی گرے بیہوش ہوا چار سو سرداران ہوشنگ
اُٹھے امیر نامزدان قنطور آہن کلاہ جابر نے ایک کو دس نے ملکر گرفتار کیا فوج پر شبخون
مارا قزاق تاب نہ لائے آخر بھاگ نکلے اُس بیحیا نے مال خزانہ سب لوٹ لیا خیمے بارگاہیں
قبضہ میں کین رات ہی کو صاحبقران و ہوشنگ نوجوان کو ایک ارابے پر لاد کر
طرف آہن حصار کے روانہ ہوا جب نیر اعظم بصد درد و الم مجبس مشرق سے زنجیر پاے
شعاع میں جکڑا ہوا قلعۂ نیلی حصار پر پابند گشت ہوا روشن و منور ہر ایک کوہ و دشت
ہوا تکان سے ارابے کی اول ہوشنگ کی آنکھ کھلی دیکھا اپنا گھر چھوٹا یہ کیا سلسلہ ہے کہ
خانۂ زنجیر میں مسکن ہے طوق و زنجیر کے پابند ساتھ والون کو دردمند پایا قریب اپنے امیر
با توقیر کو مسلسل و مطوق دیکھ کر بہت گھبرایا آواز دی اے آقاے نامدار آنکھیں کھولیے دیکھیے
یہ کیا غضب ہوا امیر بیدار ہوئے ہوشنگ کے پکارنے سے ہوشیار ہوئے فرمایا اے برادر
کیون گھبراتے ہو مشیت پروردگار ہو ظاہر ہوا کہ اُس نامرد نے حماقت کی دعوت میں
عداوت کی ایسے ایسے شعبدے بہت پیش آچکے ہیں وہ مالک ہے اگر حیات باقی ہے رہا
ہو جائینگے۔ فرد۔ مصرعہ۔ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ✦ اے برادر
بھول سو از مانے کو ہر دم آزار و آفل کے مثانے کی کوشش ہے ملک بکر فتار گروہ ان غدار

کو ہر وقت گردش ہی دمبدم ا

سواے خاک نہ کھینچو نگا منت دستار
کہ سر نوشت لکھی ہی مری بخط غبار

چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم
اگر نہ رو دے مرے روزگار پر شبستا

کروں ہوں تیز میں دندان اشتہا ہر صبح
زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہی بہار

عجب نہیں ہی کہ جاتی رہی ہو دنیا سے
زبس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہی کنار

شراب خون جگر ہی مجھے گزک دل خویش
صداے نالۂ دل ہی مجھے ترانۂ یار

رہی ہی نہ شیشۂ بخت کی ہیچ کیفیت
نت اٹھہ کے سنگ سے اس سر کا توڑتی ہی خمار

زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب
شکست سے نہیں دیتا ہی ایک آن قرار

زبسکہ دل ہی مکدر مرا زمانے سے
بجاے اشک میں آنکھوں سے پونچھتا ہوں غبار

کہاں تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ
کہ جسکے بخت کی سوگند کھاے ہی ادبار

اے ہوشنگ نوجوان وقت رنج و ملال ہی اسکا کیا خیال پروردگار کا شکر کرو وہ حافظ و نگہبان ہی اس قید و بند میں بھی اسکا احسان ہی نامردوں نے بہ مکر گرفتار کیا ہی مردی و جرأت میں فرق نہیں آیا مگر قنطور آہن کلاہ جب قریب آہن حصار پہونچا پانچ کوس کا فاصلہ باقی رہا قنطور آہن کلاہ نے اپنے بادشاہ کو عرضی لکھی بعد القاب شاہانہ لکھا اے شہنشاہ باقبال صاحب جاہ و جلال آپکا تیز اقبال اوج پر ہی غلام سر قلعہ ہوشنگیہ لشکرکشی کرکے گیا ہوشنگ قزاق بہ صد طمطراق حمزۂ عرب کو ساتھ لے کر مقابلے میں آیا میں نے حمزہ کو بہ فن کشتی زیر کیا ہوشنگ وزد کی بھی مشکیں باندھ لیں قلعہ میں آپ کا سکہ جاری کیا قید صاحبقران لے کر حاضر ہوا ہوں پانچ کوس قلعہ سے ہٹ کر اترا ہوں جسطرح حکم ہو قید دشمن خداوند لقا کو لیکر قلعہ میں آؤں معاوضہ میں جرأت و لیاقت کے خلعت و جاگیر پاؤں ہیارسے نے عرضی دی آنکے خدمت میں شہنشاہ زرین علم کے پیش کی شہنشاہ نے پڑھ کر تاج کو کج کیا نخوت سے مونچھوں پر تاؤ دیا کہا یارو قنطور آہن کلاہ نے وہ کام کیا جو بہرام و ملک سے نہ ہو سکتا ازانکہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کیا اسکے جواب لکھو کہ کل بوقت سحر قید اس سرکش کا لے کر داخل قلعہ ہو شہر تمام

آئینہ بند کیا جائے دوکاندار و اہالیان شہر کو بھی خبر ہو اشتہار دیا جائے ڈھنڈورا پٹے کہ کل دشمن خداوند لقا کی قید شہر مین آئیگی سب اپنے اپنے مقام پر خوشی کرین بوقت سحر آمد قید کا تماشا دیکھین قنطور آہن کلاہ نے پہر رات رہے سے لشکر تیار کیا گنہگارون کو ارابے پر سوار کیا طرف شہر کے لیکر چلا یہان صبح سے بازار مین ہنگامہ ہے تمام دوکانین تماشا بینون سے معمور کرون پر کبیان بناؤ کر کے بیٹھی ہین ہر ایک کی زبان پر یہی ذکر ہے ساجو کیا ہمارا بادشاہ صاحب اقبال ہے جسنے سلطنت نوشیروان کو مٹایا گنجاب ایسے سرکش کو مارا ملک باختر پر لشکر کشی کرکے آیا ملک قرناکوک عقرب چشم زحل پیشانی مُبرا سیلاتن نامدار فخر رستم و اسفندیار اپنے سامنے فیل مست کی حقیقت نجانتا تھا حمزہ سے آگر ہم نبرد ہوا اُسکی نہیب شمشیر سے وہ بھی گرو بند ہوا آج قید ہو کر آیا ہے یہ روز سعید خداوند لقا نے دکھایا ہے تمام امرا و رؤسا غنیے مہاجن مرد و عورت ادنی اعلیٰ خرد و کلان پیر و جوان قید کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہین ناگاہ بلند ہوا اہالیان شہر نے دیکھا ایک جوان رشک نور نگاہ پیر کنعان صاحب شوکت و شان چہرہ ماہ تابان جلالت و لیاقت چہرۂ نورانی سے عیان قید آہن مین گرفتار ارابے پر سوار پہلو مین ایک شیر فخر رستم و اسفندیار سے بہتر مسلسل و مطوق عقب مین چار سو سردار نامی نامدار قنطور آہن کلاہ آگے آگے اہتمام کرتا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار سوار جوانان نیزہ داران قیدیون کو گھیرے ہوئے چلے آتے ہین جس کسی کی نگاہ جمال بے مثال صاحبقران زمان پر پڑی کوئی یہ کہکر ہنسا کہ یارو آج روز عید ہے زمانہ سعید ہے یہ وہ شخص ہے جسکی نہیب شمشیر سے بہرام فلک کانپتا ہے سلطنتین مٹا دین جن خداوندون کو قتل کیا نام لات و منات مٹاتا ہے بجائے دیر مسجد بناتا ہے شکر خداوند لات و منات یہ ذلیل و حقیر ہوا قنطور آہن کلاہ نے ذکر کیا اب اِسکو قتل کرینگے جو اسکے قتل مین شریک نہوگا خداوند لقا اسیر جہنم واجب کرینگے دوسرا اہل دل اُسکے برابر کھڑا تھا اُسنے اُسکے منہ پر ہاتھ رکھدیا کہا ای بھائی توبہ کر گردش فلک سے ہر شخص ناچار ہے دنیا مقام عبرت ہے نہ جلسے عشرت نظم سودا

مین سخت تنگ زمانہ سے دلمین حیران ہون ۔ کہ مہر سنگ دلان کیونکہ یان گئی ہے سما
گدازِ عشق ہے اتنا کہ چند قطرۂ اشک ۔ مثال شمع ہے ہر بند استخوان میرا

گذر ہوا طرف میکدہ مرا اک دن
وے نگاہ جو کرتا ہون میکدے کی طرف
کہ مست چاک گریبان و جام بشکستہ پر آب
یہ حال دیکھ کے و انکا خروشتے پوچھا مین
دیا جواب خرد نے مجھے کہ ای نادان
ہتون کی چشم مین جون اسنے شیشۂ صہبا
گئے حواس مرے مجھسے دیکھتا ہون کیا
ہی آہ و نالہ مین نگسر یہ در گلو مینا
جگہ طرب کی مین آیا ہون یا کہ جای عزا
مقام رنج و مصیبت ہی صاف یہ دنیا

ای برادر خوف کرنا چاہیے ہمکو یا تمکو بھی فلک گردش نہ دکھائے کہ خوشی مبدل بہ مصیبت ہو جائے مگر آرابہ صاحبقران زمان کا بیچ چوک مین پہنچا کوٹھون پر ہنگامہ ہی کسبیان پکارتی ہین کہ کیا حسین ہی ایک کہتی ہی بوا ظالم کی آنکھین تو دیکھو دیدۂ غزال کو شرماتی ہین پلکین چھریان یا تیر جان ستان ابرو شمشیر اصفہان عارض رشک ماہ تابان ہونٹون سے مسیحائی عیان سفید دانت موتی کی لڑیان سینہ صفحۂ بلور شکم تختی نور پانون ستون قصر جرات و ہمت اور ہاتھ دستگیر جود و سخاوت سراپا سانچے مین ڈھلا ہی ای بوا یہ جوان تو نور کا پتلا ہی کوئی چاہتی ہی اپنے کوٹھے سے گرادون کسی کا قصد ہی کہ جان و مال نثار کرون ایک کھیلی کھائی کہتی ہی اس جوان کو پاؤن تو کلیجہ مین چھپالون قنطور آہن کلاہ کا سوار مغرور خرس پیکر صاحبقران زمان کے آرابے کے قریب ہی امیر نے فرمایا ای پہلوان دوران فدا حکم دو چند ساعت کو آرابہ ٹھہر جائے ہم بھی تمہارے شہر کی کیفیت دیکھ لین اتفاق سے قید ہوکر گذر ہوا ہی عجب آباد مقام ہی ملک زر ریز زمین حسن خیز نازنینان مہ جبین کا مجمع ہی پریزادون کا اکھاڑا حورون کا جمگھٹا ہم بھی سب کو دیکھین آنکھین سینکین بقول شاعر مطلع غیر آنکھین سینکین اور اپنا دل مضطر جلے ✦ ویسے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے ✦ مغرور نے کہا بادشاہ کا حکم آچکا ہی آرابہ نہ ٹھہریگا امیر نے فرمایا او بیحیا ہمنے تجھ سے عجز کیا تونے جواب بہ نخوت دیا ہم یہ ساعت یہان ضرور ٹھہرینگے مغرور نے کہا قیدی کا کیا اختیار مسلسل مطوق مجبور ناچار امیر نے فرمایا مجبور ناچار تو ہوگا کلام سخت کہیگا تو بے آبرو ہوگا یہ فرماکر دونون ہاتھ شہزادہ آرابے پر ٹیک کر قوت تمام لنگر ڈالا آرابہ چلتے چلتے رک گیا بیل و بیل بنگلے رستہ تنگ سا کے ٹھہر گئے مین قدم نہین اٹھا سکتے تنگ تنگ کی صدائین بلند گاڑی بان ورد مند مضمحل شور ہوا یہ قیدی کم ہو گیا آرابہ نہین

بڑھتا مغرور نے اشارہ کیا نیزہ دارون نے سنانہاے تیزہ جسم سے صاحبقران کے
ملادین جسم اطہر چھین گیا تمام بدن فوارہ بن گیا فرماتے ہین او نامردو سنان نیزہ سے کیا
ڈراتے ہو سر بھی کاٹ لو تو اپنی ہی کرینگے ثابت قدمان کوے جرأت ہین لاش بھی اسی مقام
پر دفن ہوگی اب امیر چہار جانب سر اٹھا اٹھا کر زیب وزینت شہر کو ملاحظہ فرما رہے ہین
سامنے تین قبلے وار سجا ہوا بازار ہر سمت یہی پکار ہو گیا صاحب ہمت ولیاقت ہی تاجران عالم
اسوقت جمع ہین خواجہ خورشید بازرگان جہان گشت ہین ہر ایک اقلیم مین جاتا ہی
تلوارین سپرین نیزہ و تیر و کمان شاہان و پہلوان اسی تاجر سے خریدتے ہین اسنے دیکھا
کہ صاحبقران زمان نے لنگر مارا اور مغرور خرس پیکر تیغہ کھینچکر چلا کہتا ہوا کہ ابھی اس
قیدی کا سر کاٹے لیتا ہون ابھی اس سرکشی کی سزا دیتا ہون خواجہ خورشید نے دامن مغرور
خرس پیکر تھام لیا کہا ای پہلوان دوران اگر اسوقت اس شیر بیشۂ یکتائی کا سر کاٹ لوگے
خوب سمجھ لو اسکے فرزندان ارجمند سرداران جرأت پسند قیامت برپا کرینگے قلعۂ آہن حصار
مین آگ لگا دینگے ای رستم خصال مین ہر سال اسکے لشکر مین جاتا ہون نفع کثیر پاتا ہون خداوند
فرعون شاہ پر جب سامان لشکر کشی ہوئے ہفت دربند فرعونیہ کے تمام عالم مین جاہ وجلال
مشہور ہین مشیر خدائی ساحر ششمش تھا ایک پہلوان بادشاہ سرکش تھا دربند اول
سہیلیہ سہیل چرم پوش نوجوان خوشرو کئی مہینے آپ کے لشکر سے لڑا آخر زیر ہوا دیگر دربند
اقرہ کوہ بادشاہ سکندر شاہ نقرہ کوہی ایسا صاحب شعبدہ تھا کہ لشکر خداوند لقا سامنے
سے لشکر اسلام کے غائب ہو گیا جرأت اسکا نام ہی کہ یہی شیر دلیر آمادہ ہوا کہ تلوار کھینچکر دریا
مین کود پڑونگا اندر قلعہ کے جا کر خداوند لقا کو گرفتار کرونگا پھر نقابدار سیاہ پوش سے لڑائیان
اسکے ہاتھ سے سردارون کی صفائیان کیسے کیسے ساحر و پہلوان مارے زمین تھراتی تھی زبان
دشمن سے تحسین وآفرین کی صدا آتی تھی جانشین انکا دارا ے ہند رستم زمان لندھور بن
سعدان اٹھارہ سو من کا گرز کاندھے پر رکھ کر میدان مین آتا ہی جسکی ہیبت وسطوت سے
چرخ چنبری تھراتا ہی اس دلیر رشک رستم کو اسر ہ جوان دیوکش نے بارہ برس کے سن مین
جاکر زیر کیا اسکا فرزند دلبند انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان

گرد لشکر شکن ملک سمجان مین گئے وتنہا پہونچا دختر گنجاب ملکہ گوہر ملک معشوقہ فرزند اغا پر عاشق ہوا چہار باغ ملک حیران سے اسقدر شبخون لشکر گنجاب پر مارے کہ کئی سو افسر نامی و نامور قتل کیے فوج کا کیا شمار آخر گنجاب کے ممالک قبضے مین گئے جنگ ہفت صف مین ساتون صفین توڑین کمربند گنجاب مین ہاتھ ڈال دیا تمام عالم نے دیکھا کہ دست حق پرست پر بلند کیا ای پہلوان ایسے شیر دلیر کو اس خطا پر قتل کرتا ہی اسکے فرزندان و برادران پہلوانان عالی و قار سے نہین ڈرتا ہی مین جاکر بہ لطف عرض کرتا ہون ورنہ اگر اپنا آٹھا لینگے خود خرس پیکر یہ حالات جلالت آیات سنکر ٹھہرا یا رک گیا مگر خواجۂ خورشید بازرگان قریب صاحبقران زمان کے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور رنجیدہ پیشانی فرمایا ای خواجہ خورشید اس شہر مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی خبر سنکر زیارت حضور کا مشتاق ہوا اسوقت سنان نیزہ سے جسم حضور کا فگار ہی جرأت آپ کی مثل آفتاب عالمتاب روشن و آشکار ہی وہان دربار مین بادشاہ کے سردار جمع ہین چلکر وہان شیرانہ کلام کیجیے ای شہریار حفاظت جان بھی واجب و لازم ہی آپ کی شمشیر زنی سے ستون قصر جرأت قائم ہی صاحبقران نے فرمایا ای خورشید ایسے ایسے معرکے بہت گذرے نامردون نے مکر سے سالہا سال قید کیا جفائین آٹھائین اس زخمداری کا کیا افسوس ہی یہ فرماکر امیر نے دست حق پرست آٹھائے ارابہ سبک ہو گیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ صاحبقران زمان کی قید کے آنے سے ایک دن بیشتر مشہور ہوا تھا کہ داماد نوشیروان سرکوب کفاران زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کو قید کر کے قنطور آہن کلاہ لاتا ہی وزراء و امراء و اہالیان شہر تماشا دیکھین خیمہ محل مین شہنشاہ زرین علم کے ناظرون نے پہونچائی شاہ مذکور کا شانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی ایک دختر بلند اختر ماہ جبین حسین نیکو سرشت رشک حور بہشت شیرین کلام ماہ عالم افروز نام کنیزون نے آکر کہا حضور آپ کے والد تاجدار بڑے صاحب اقبال ہین کہ داماد نوشیروان قید ہو کر آتا ہی تمام شہر آئینہ بند ہی تمام اہالیان شہر واسطے تماشا کے جمع ہین آپ بھی چلکر ملاحظہ فرمائیے مقام عیش و فرحت ہی ملکہ ماہ عالم افروز نے پوچھا کہ یہ تو اکثر سنا ہی وہ نوجوان بڑا زبردست ہی مگر لفظ نوشیروان سنکر یہ خیال آیا ہی کہ کونسی

دختر بلند اختر شہنشاہ بلند اقبال کی اُس جوان کو منسوب ہی ملکہ پروین وزیرزادی نے دست بستہ عرض کی حضور یہ قصہ طول و طویل ہی داماد ہونے کی یہ دلیل ہی دختر شہنشاہ ہفت کشور ملکہ مہر نگار سمن عذار سہی قد ماہ پیکر نازنینان جہان کی افسر شہرۂ حسن و جمال اُنکا ہفت اقلیم مین تھا یہ جوان قید ہو کر جو آیا ہی یہ بھی آفتاب عالمتاب عربستان شیر جوان مرد قاتل پہلوانان نامی بلا دشمن شہنشاہ حشام بن علقمۂ خیبری کہ جسکا نوسے ارش کا قد و قامت تھا جسکی ہیبت سے فیل مست صحرا سے نہ نکلتے شیر دم دبا کر بھاگ گئے تھے تاج و تخت نوشیروان چھین لیا تھا اس جوان نے اُس کوہ تمثال کو بیک ضرب شمشیر دو ٹکڑے کیا شاہ کا تاج و تخت لا کر دیا ملکہ مہر نگار ایسی گلعذار کو اس ماہ اوج اقبال سے منسوب کیا اسوجہ سے داماد نوشیروان مشہور ہوا آخر مین فساد برپا ہوے نوشیروان نے بڑی بڑی شکستین کھائین ذلتین اُٹھائین علاوہ ملکہ مہر نگار دوسری دختر نوشیروان غیرت خورشید جہان ملکہ گوہر تاجدار بھی اس جوان کے عقد مین آئی پس حضور یہ شیر بیشۂ عربستان بانی سلیمان ثانی حسن و جمال مین یکتا ہی انتہا ہے رستمی یہ ہی کہ خداوند لقا سے لڑ رہا ہی شہرون شہرون بھگاتا پھرتا ہی نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ قنطور آہن کلاہ اس صاحب حشمت و جاہ کو قید کر کے لایا ہی ملکہ عالم افروز یہ قصۂ جانسوز سنکر دل و جان سے دیدار فرحت آثار اسیر باتوقیر کی مشتاق ہوئی سر بازار چوک مین ایک قصر شاہی تعمیر ہی اسمین ملکہ مع پروین وزیرزادی و چند انیسان خاص ہمدم باخلاص جلوہ فرما ہی جسوقت یہ ہنگامہ ہوا یعنی صاحبقران زمان نے لنگر مارا اکھڑ ہوا قتل کرو قتل کرو قیدی بگڑ گیا ملکہ ماہ عالم افروز نے پروین وزیرزادی سے کہا حضور دیکھیے قید مین وہ جوان بگڑ گیا ہی اکھڑ ہو رہا ہی ایسا زبردست ہی اراپہ نہین بڑھتا ہی ملکہ ماہ عالم افروز بصد ناز و ادا مسند ناز سے اُٹھی قریب چلمن آئی جھک کر دیکھا جمال خورشید مثال صاحبقران زمان پر نگاہ پڑی دیکھا سر بر سینہ سے فر و شوکت آشکار چہرے سے جلالت و شوکت نمودار شیر خشم رستم حشم یوسف جمال آسمان لیاقت کا ماہ کمال پاے اقدس سے ثابت قدمی پائی جاتی ہی دست و بازو قوی ہیں

پر ہی لنظم جلال

برپا کوندتی ہے وہ بجلی نگاہ مین
کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین
دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین
تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین

کھلتی نہین ہے آنکھ تری جلوہ گاہ مین
کچھ ٹھنڈی گرمیان سی ہین تیری آہ مین
کہتا ہے نالہ یاس بجھا دیگی راہ مین
لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ کیا ساکھ

حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ مین
وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین
اللہ یہ لگی کہ برنگ شب فراق
یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

ملکہ ماہ عالم افروز نے بےاختیار آہ کی کبھی واہ کی زبان سے نکلا ابیات

آنکھون مین ہو کے دل مین قدم رنجہ کیجیے — تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہے راہ مین
چمکا ہے صبح تک مرے سینہ کا داغ بھی — چشمک چلی ہے رات کو کیا مہر و ماہ مین
کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہے قاتل مری قضا — آگر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ مین
آہون کے جوش نے تہ و بالا کیا ہے دل — آندھی اُٹھی ہے میرے جہاز تباہ مین
یون آہوانِ دشت کی آنکھون مین کھپ گئی — سبزی رہی نہ میری لحد کی گیاہ مین
شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ — کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ مین
بے یار صبح و شام ہے آنکھون مین ایک سی — ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین
کیا اسکے آگے بیٹھے ہین عاشق ڈرے ہوئے — آہو از بسکہ نہین ہے غریبون کی آہ مین
جاگا کوئی تو صبح کو ہمسر کریگا حشر — فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین
پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم اے فلک — بیٹھی نہ خاک اُٹھ گئی دیوار راہ مین
مین نالے کرتے کرتے قیامت مین رہ گیا — چھگی وہ لی کسی نے دلِ دادخواہ مین
اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سے جلال — لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

دیگر

رُکتا ہے دم نفاق عجب جسم و جان کے ہین — کیون ای فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے ہین
چھپتے نہین گواہ یہ سوزِ نہان کے ہین — چند اشک گرم ہین کئی چھالے زبان کے ہین
ای آہ اسنے پہلے سمجھ بوجھ یار ہین — آزار دیتے ہین جو شریک آسمان کے ہین
کسطرح نالے کرتے ہین مین بھول ہی گیا — احسان مجھ غریب پہ ضبطِ فغان کے ہین
فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین — مارے ہوئے تغافل جورِ بتان کے ہین
منزل مین لیکے بیٹھ گیا ہے ہجوم یاس — تھکتے نہ ہم تھکائے ہوئے آسمان کے ہین

اپنا غم فراق نے دونون کو کر لیا
اب دل جگر ہمارے نہین مہمان کے ہین
عاشق تری گلی سے نجائینگے بے مٹے
نقش زمین ہین داغ دل آسمان کے ہین
نقش قدم پکارتے ہین راہ عشق مین
مٹ جائے جو ملے جسے نام و نشان کے ہین
حسرت ہے بسملون کو بھی دم توڑیے تو یون
انداز جان کنی وہ ترے نیمجان کے ہین
زیر مژہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے
رنگ آنسوؤن کے چال مین مچھ ناتوان کے ہین
دل دیکھنے کو کہتے تھے دل پھیر لیجیے
پہلو نئے نئے تھین یاد امتحان کے ہین
رحمت کچھ آگے بڑھ کے آنکھین ملیگی اے جلال
جو پیچھے پیچھے حشر مین پیر مغان کے ہین

یہ اشعار آبدار عشق خیز وحشت انگیز زبان پر جاری بدحواس جھکی ہوئی سراپا کو دیکھ رہی ای مبہوت عشق مین دل مین جوش محبت آنکھون مین نشۂ بادۂ عشق کی کیفیت پیشانی پسینہ آلود فوج رنج و مصیبت سامنے موجود دست حق پرست صاحبقران نے اراے سے آٹھائے خون چشم سے بہتا ہوا نگاہین خشم آلود پلکون سے سرکشی آشکار تیر مژگان کلیجہ مین ملکہ ماہ عالم افروز کے گڑ گئے قلب و جگر مین ناسور پڑ گئے ہاے کہکر سینے پر ہاتھ مارا بے اختیاری مین کہا ہاے ستم

نظم

ہمیشہ مستعد کارزار ہین پلکین
فراق یار مین یون اشکبار ہین پلکین
وہ نگہ جس سے بھری تھی سو پھر گئین یہ بھی
سنبھالین تیر سے اگر تیز دار ہین پلکین
جگر کی پھانس ہو مژگان یار کی الفت
کہ جسکو مرکے خود بیقرار ہین پلکین
نہ لگ چلے بہت آہوے چشم یار سے دل
ہزار دست تری گو ہزار ہین پلکین
جلال اشارون مین کیا کچھ نہین یہ کہ سکتے

کبھی خنجری کبھی نیزے کٹار ہین پلکین
یہان گذرتی ہے آنکھون مین رات ہجر کی
شریک گردش لیل و نہار ہین پلکین
یہ کاوش شب ہجر جانے کی کہین بس ہر گ
جو دلمین چبھ کے نہ نکلین وہ خار ہین پلکین
جھپک گئی تھین شب ہجر مین کہین ایسا
کہ تیر انگن نصیب شکار ہین پلکین
رولا رہی ہے لہو یاد حق جو آنکھون مین
زبان چشم سخنگوے یار ہین پلکین

نہ یہ کمانین برستی ہین جیسے بارش مین
کہ طول شب انتظار ہین پلکین
گھر نا دمیدون کو تانے ہو صف عشاق
کہ اپنے کام مین زیر مزار ہین پلکین
غضب ہے شوخ نگاہی تمہاری آنکھون کی
ہماری آنکھ سے کیا شرمسار ہین پلکین
پہنچ سکین نہ گریبان صبح تک شب ہجر
جگر کے ٹکڑے ہین منصور دار ہین پلکین

ان اشعار نے اور زیادہ آگ بھڑکا دی کشاکش سے جان لب پر آئی اس کوچہ سے ناآشنا ضبط نہ ہوسکا دامن صبر و دست استقلال سے

چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آہ دل پر درد سے کھینچی مثل شمع سحر بہ زاری
زمین پر گر کے بیہوش ہوئی کنیزیں گھبرائیں پروین وزیرزادی بی بی واری کر کے دوڑی
سر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصۂ دراز ملکہ نے آنکھ کھولی پروین نے
پوچھا حضور خیر تو ہے مزاج اقدس کیسا ہے فرط نزاکت سے غش آگیا اسطرح کبھی کسی قیدی کو
کاہے کو دیکھا تھا بیچارہ مصیبت کا مارا ہاتھوں میں ہتکڑیاں پانوں میں بیڑیاں گلے میں طوق
گران نگوڑے نیزہ دار گھیرے ہوئے آپ رحم دل آخر نہ دیکھا گیا یہ انجام ہوا ملکہ عالم افروز
نے پروین کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر اٹھ کر دوڑی اس اشتیاق میں قریب چلمن کے آئی کہ اس
ماہ اوج دلبری کو اور ایک نظر دیکھ لوں دل ناصبور کو تسکین دوں جو آکر دیکھا قید صاحبقران
کی جا چکی تھی بازار میں سناٹا گویا کوئی شہر کو لوٹ لے گیا دوکانیں ویران بازار سنسان وہ
صورت نہ پایا نظر نہ آئی زبان سے کچھ کہہ نہ سکی مگر مثل تصویر تصور خاموش ہو رہی ہر چند
پروین نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا سواری لاؤ محافہ آیا اسیطرح خاموش باغ میں
آتری گل لالہ دیکھکر اور ملکہ داغ ہوا بارہ دری میں آکر بیٹھی پروین حیران کہ کیسا ہمارا ستارہ
گردش میں آیا یہ ماہ آسمان خوبی کلام نہیں کرتی سر جھکائے ہوئے مثل تصویر خاموش بیٹھی ہے
مگر حال صاحبقران سنیے کہ قنطور آہن کلاہ و مغرور خرس پیکر قید کو صاحبقران کی
لیے دربار میں شہنشاہ زرین علم کے پہونچے تمام فوج کے سپہ سالار سرکش دربار میں جمع
ہیں مغرور خرس پیکر سر زنجیر تھامے ہوئے اندر دربار کے لایا صاحبقران کی جو نگاہ اس
بارگاہ کفر و ضلالت پر پڑی موافق طریقۂ اسلام کے سلام کیا قنطور آہن کلاہ قریب شاہنشاہ
زرین علم کے دنگل پر جا کے بیٹھا پہلے شاہنشاہ نے قنطور آہن کلاہ سے پوچھا تو نے قلعۂ
ہوشنگ پر امیر کو کیونکر پایا عرض کی چند عرصے سے زخمی ہو کر آئے تھے ہوشنگ ذرد نے
علاج کیا بروقت میرے پہونچنے کے موجود تھے جب میں نے طبل جنگی بجوایا میرے مقابلے میں
نکلے میں نے دوپہر کی کشتی میں زیر کیا فوج ہوشنگ پر جا پڑا اسکی کیا حقیقت تھی کہ میں ہاتھ
ڈالکے قاش زین سے اکھیڑ لیا شاہنشاہ زرین علم یہ حال سن چکا تھا کہ صاحبقران نے لب
اسلام سلام علیک کی شاہنشاہ زرین علم نے کہا کیوں حمزہ دیکھ خداوند لقا نے تجھکو کیا

ذلیل کیا ابھی سرکشی باقی ہی صاحبقران نے فرمایا او نامرد ازلی و ابدی سرکشی کو ہماری کسنے
مٹایا اگر تجھ ایسے نامرد کے سامنے قید ہو کر آیا تو کیا خوف ہی تیرے دربار مین کوئی ایسا ہی کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکالدے اور پھر اسیطرح پابند کرے شاہنشاہ نے کہا کہ میرے سردار
نے تجھکو بمردی و مردانگی سر میدان زیر کیا نہین شرماتا یہ وہی مثل ہی کہ رسی جلگئی مگر بل
نہین جلا صاحبقران کو نہایت غصہ آیا فرمایا اِس نامرد سے دریافت کر میدان کارزار
مین مین نے اِسکی مشکین باندھین اس ملعون عہد شکن نے لقا پر لعنت کی مسلمان ہوا
اطاعت کا عہد و پیمان ہوا دعوت مین پیمانے عداوت کی بیہوشی دیکر مجھکو اور ہوشنگ کو
گرفتار کیا اب بتلا نامردی کا کسکی اظہار ہوا شاہنشاہ زرین علم نے قنطور سے کہا حمزہ کیا
کہتا ہی تو نے اسے مکر سے گرفتار کیا صاف صاف بتلا کیا معرکہ گذرا قنطور کمپا شرمایا پادشاہ
سے کہا اے شاہنشاہ حمزہ جھوٹا ہی آپ کے سامنے مکرتا ہی اِسکے قول کا کیا اعتبار بقول سعدی مصرع
باطل است آنچہ مدعی گوید یہ پادشاہ سے یہ کہکر طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا کہا کیون حمزہ
کیہ میدان مین مجھکو زیر کیا مغرور خرس پیکر زنجیر تھامے کھڑا تھا آواز دی کہ او مغرور
اس دشمن خداوند کا سر کاٹ لے یہ مغضوب بارگاہ خداوندی بڑا زبان دراز ہی اپنی جرأت
پر نہایت نازان ہی پس مغرور نے سر زنجیر کو جھٹکا دیا کہا او حمزہ خاموش نہین رہتا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ
مارا امیر نے ہاتھ اُٹھا دیا سلسلہ جنبانی طرف سے کارساز مطلق معبود برحق کے ہوئی تلوار اُس
نامرد کی ہتکڑی پر پڑی وہی تلوار باعث دستگیری ہوئی پڑتے ہتکڑی کٹی پس امیر نے غصہ
مین قید آہن پر ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر بلند کیا شعر خلیل اللہ بسم اللہ برگفت * بہ نعرہ اولین این قید بشکست
قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدیا ہتکڑی مغرور خرس پیکر پر کھینچ ماری مغرور خود سر کا سر پھٹا
چرخ کھا کر زمین پر گرا ضرب دست صاحبقران سے ملعون کو سرسام ہوگیا تڑپ کر داخل جہنم
ہوا اُسی کی تلوار صاحبقران نے اُٹھالی ہوشنگ زرد مع چار سو سرداروں کے قید آہن مین
مبتلا تھا امیر نے نعرہ کیا نعرہ صاحبقران اشعار مصنف

منم اختر برج عز و جلال	منم آفتاب سپہر کمال	سمند وی بہ چشم فراری شدہ	
ہم عفریت از چشم عاری شدہ	ہمین ذات از کفر شد پاک و صاف	سلیمان کوچک لقب شد لقاف	

ہمہ شہر آباد اسلام شد کہ صاحبقران در جہان نامہ شد۔ بارگاہ شاہنشاہ زرین علم
مین لڑنے لگے کئی زخم کھائے مگر ہوشنگ نوجوان کو بھی قید سے چھڑایا چارسو جوان چھوٹے
مثل شیر خشمناک مصروف جنگ ہوے قنطور آہن کلاہ نے آواز دی او حمزہ مین پہونچا
دیکھ پھر گرفتار کرتا ہون مگر افسران فوج کو آواز دے رہا ہے ان یارو بلوہ کر کے ان جوانون
کو گرفتار کرو ہوشنگ دزد کو بھی پکڑو کفار نے بلوہ کیا صاحبقران ہر چند چاہتے ہین اپنے
کو قریب قنطور پہونچاؤن مگر یہ بیچا ہمراہیان ہوشنگ پر جا پڑا دو چار کو قتل بھی کیا مگر
قریب صاحبقران کے بھی نہین آتا الگ الگ لڑ رہا ہے شاہنشاہ زرین علم نے بھی حکم
دیا ہے ہزار ہا کفار اندر بارگاہ کے آ گئے مگر صاحبقران شیرانہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہے ہین
کیا عجب ہے کہ زبان تیر و کمان تو وہ سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہو کمانین بازوے تہمتنی پر قربان
تیر سہمے ہوے ترکشون مین طائر پر بند دیدہ جوہر تیغہ خونخوار اسرار نظر بند مگر حال سنئے یعنی وہ گرفتار
دام عشق و محبت اسیر زندان الفت صاحب محنت و غم اندوز یعنی ملکہ ماہ عالم افروز نہ
اپنے باغ مین یاد گل رخسار محبوب و خیال سرو قد مطلوب مشتاق دیدار فرحت آثار
صاحبقران مضطر و دلریش و پریشان مثل تصویر تصور دل ہے دل مین پیچ و تاب کھاتی ہے
زلف مسلسل امیر با توقیر یاد آتی ہے پریشانی بڑھتی جاتی ہے رخصت عقل و ہوش دریاے
محبت کا جوش عالم اضطرار آتش الفت شعلہ بار پروین وزیر زادی دم بدم پوچھتی ہے حضور سا
کلام کیجیے خاموش نہ بیٹھیے کیا حضور سوچتی ہین کچھ سبب تو فرمائیے لونڈی سے نہ شرمائیے ملکہ نے
سر اٹھا کر دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گویا رمز شعر مفہوم دہن بالکل
معدوم کلام کرے تو دہن ثابت ہو جائے چپکے سینے مین وہ لذت مل رہی ہے کہ زبان سے بیان
نہین کر سکتی دل سے کہتی ہے الحاصل عشق محبوب بجز خاموش رہنا خوب ہے کہ سامنے سے یکایک
ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی واری یہ نگوڑا موا موئی کاٹا قیدی دربار شاہنشاہی مین جا کر
بگڑ گیا قید توڑ ڈالی دربار مین کس زور و شور سے لڑ رہا ہے سرکش کے ہاتھ کٹین دیدے پھوٹین
سیکڑون ملازم شاہنشاہ کے مار ڈالے ہین مین نے محل کے کوٹھے سے دیکھا سیکڑون سر کٹے ہوے
پڑے ہین بس یہ زبان درازی اس کنیز بے تمیز کی سنکر ملکہ نے جلا کر کہا اٹھ او حرامزادی بیہودہ بات

کسی شریف جری بہادر صف شکن تیغ زن کو کلمات لاطائل کہنا کسنے سکھایا ہی خوف نہین آتا ہی ہمارے دربار مین یہ طریقہ نہین یہ کہکر آواز دی سنبل پانچ کوڑے حرامزادی کو لگا دے نرگس آنکھین نکال لے اُسکو تو کنیزون نے کھینچا شمشاد بڑھی کہ واری اسکو وار پر چڑھا دون نگوری کی سرکشی کی سزا دون ملکہ نے منھ پھیر لیا اُسکو تو جواب نہ دیا مگر پروین سے کہا یوا چلو کوٹھے پر سے دیکھین بڑا غضب ہوا افسوس اس جوان نے اپنی جان کا پاس نہ کیا کیون پروین ماشاءاللہ بڑا صاحب طاقت ہی قید آہن کو توڑ ڈالا ائی بات ہی اُنکا خداے نادیدہ اُنکو بچائے پروین یہ دعا کر کہ اس غربت مین خدانخواستہ سر کٹ جائے مگر آبرو مین فرق نہ آئے اتنا تو دریافت کر کس بات پر بگڑے کیون قید توڑی پروین نے اُس خواص کو بلایا بجنٹ پوچھا تجھکو کچھ معلوم ہی اس گنہگار نے قید کیون توڑی کیا سبب ہوا زنجیر آہن جسکے ہاتھ مین ہتھکڑیان ہون کس سلسلہ سے توڑی تقریر مسلسل ملکہ عالم کے سامنے بیان کر کنیز نے دست بستہ عرض کی حضور یہ نوجوان جب دربار مین پہونچا قنطور آہن کلاہ سے کچھ تکرار ہوئی قنطور نے بادشاہ سے کہا مین نے بہ جرأت زیر کیا یہ سراسر خلاف تھا بیہوش کر کے لایا یہ مکر کیا ہی مغرور رخرس پیکر نے بموجب حکم قنطور ہاتھ تلوار کا مارا قیدی کا بڑا خدا رہ بر دست ہی ہتھکڑیان کٹین ہاتھ اُلجھن سے چھوٹے بس حضور اُسنے قید کو توڑ ڈالا خانہ زنجیر مین خلل ہوا لڑائی پڑی ہی ابتک اُس پر کوئی دست انداز نہو سکا زخم دار ہی مگر بلاے روزگار ہی ہوشنگ وزرو کو بھی نچھڑ لیا اب حضور بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی یہ شیر خشمناک شمشیر زنی مین بیباک نڑا ہی مین خبیث و چالاک یقین ہی سبکو قتل کر کے شہر مین اپنا دخل کر لے گا تعریف صاحبقران عالیشان سنکر ملکہ مسکرائی سر جھکا لیا چپکے سے کہا بوا تیرے منھ مین گھی شکر اب ملکہ بر سر بام آئی جھروکون سے آکر دیکھا قیامت برپا ہی مگر صاحبقران بصد شوکت وشان شیرانہ رمہ گوسفندان مین شمشیر زنی کر رہے ہین اس کیفیت سے لڑ رہے ہین کہ شعر

ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین
رزم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین

جب کوئی ہاتھ صاحبقران پر ہاتا ہی ملکہ گھبرا جاتی ہی الامان کی آواز زبان سے نکلجاتی ہی جسطرح کوئی سپر سر پہ لاتا ہی یون ہاتھ اُٹھا دیتی ہی کبھی کلیجہ پر ہاتھ کبھی منھ ہیٹ لیتی ہی کبھی ہاتھ اُٹھا کر دعائین دیتی ہی ای حمزہ کے خداے نادیدہ اگر تو برحق ہی اپنے بندہ خاص کو بچالے غربت مین مصیبت

سے امان دے یہ دشمن سب اندھے ہو جائین یہ بیچارے غریب امیر لڑ بھڑ کر نکل جائین
اب ملکہ نے دیکھا دن بہت قلیل باقی ہے امیر لڑتے بھڑتے قریب قنطور آہن کلاہ پہونچے
للکارا او قنطور تو نے مجھکو دوپہر مین زیر کیا تھا اب مین آیا تلوار کا وار کر شیرون سے آنکھ
چار کر ہوشنگ نوجوان بھی لڑتا بھڑتا اُسی مقام پر پہونچا جب قنطور تلوار کھینچکر بڑھا ملکہ بہت
گھبرائی کہا لو پروین غضب ہوا وہ بنڈیلا اُس شیر کے مقابلے مین جاتا ہے دیکھو پروین مقام
انصاف ہے قنطور کے ساتھ بڑے بڑے سردار یہ بیچارے غربت مین گرفتار نہ مونس نہ
غمگسار اُنکا اعتقاد اُنکو بچائیگا خداے نادیدہ اگر برحق ہے یہ زبان و سازشتم کی کھائیگا ای پروین
اسوقت قنطور کے ہاتھ سے اگر یہ شیر بچگیا مین خداے نادیدہ کی معتقد ہو جاؤنگی بیشک
خداوند لقا پر لعنت کرونگی ای بوا پروین تم خفا نہونا میرے اسوقت حواس درست نہین
ہین اس شیر کی غربت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہے دیکھ بنڈا پھیکا ہو گیا سر مین خلل پیدا ہوا مین نے ایک
کتاب مین لکھا دیکھا یہ جو لڑ رہے ہین انکے مولوی کی لکھی ہوئی تھی اُسنے یہ مضمون تحریر کیا عجب
تقریر دلپذیر تھی کہ ہونے دو سو خدا کیسے دو بادشاہ تو ایک ملک مین سلطنت کر نہین سکتے
اتنے خدا کیونکر ہوئے سراسر خلاف اعتقاد صاف یہ ہے کہ خدا وحدہ لا شریک ہے کیون پروین
یہ بات عقل سے نزدیک ہے اُسدن سے میرے دل مین کھلبلی ہے لو اب امتحان بھی ہوا جاتا ہے
یہی مذہب حق کے امتحان کی فال ہے ناحق دلکو ملال ہے اگر صاحبقران زمان غالب آ نکلے انکا
دین سچا ہے وحدہٗ لا شریک یکتا ہے پروین نے کہا واری ہمین نہ لقا سے مطلب نہ خداے نادیدہ
سے کام آپ ہماری خداوند ہین اس جوان کے واسطے درد مند ہین ہم بھی دعا کرتے ہین قنطور
بھڑوے کے ہاتھ ٹوٹین آنکھین پھوٹین کتے کی موت مارا جائے یہان تو یہ باتین مگر قنطور مغرور
تیغ کھینچے ہوئے کف منہ سے جاری قریب صاحبقران پہونچا تلوار کا وار کیا اُسوقت اُس مقام
پر انتہا کا ہنگامہ ہے زور و شور سے تلوار چل رہی ہے ہوشنگ نوجوان ابعد شوکت و شان پشتیبانی
مین صاحبقران کی جان لڑا رہا ہے جیسے ہی قنطور آہن کلاہ نے تیغہ کا وار کیا صاحبقران نے
بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا قنطور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اب ملکہ زیادہ بیقرار ہوئی کہا پروین
یہ نگوڑا مشٹنڈا قصائی کا کتا بیچارے غریب کا ہاتھ مروڑے ڈالتا ہے پروین نے کہا حضور دیکھیے تو

اُس روبہ خصال کو یہ شیر غضبناک کس زور شور سے ریلے لیے جاتا ہے ایک بات اور ملاحظہ کیجیے
یہ شہدار ہیں مگر جا بجا ہوا اس آپکے چہرے سے حسرت و یاس ظاہر ہے دیکھیے پھر وہ اپنا کاٹا پیتا ہو دانت
نکالے ہوئے گھبرا رہا ہے ملکہ نے جھک کے دیکھا قنطور نے ٹکر ماری ملکہ نے اپنا سر پکڑ لیا امیر
کے ماتھے سے قطرے خون کے ٹپکے ملکہ نے کہا پروین اب اس بےحیا دغا باز نے سرکشی دکھائی
مگر کیوں لگائی پروین نے کہا ملاحظہ تو کیجیے وہ تو اسیطرح شیرانہ ڈٹے ہوئے ہیں وہ ملعون
آنکھیں بند کیے جھوم رہا ہے صاف روشن ہے کہ آنکھوں میں اندھیرا آگیا ہے یہاں دربار میں ابر تیغ
برس رہا ہے سر مثل اولوں کے گر رہے ہیں مگر قزاق گرد صاحبقران پھر رہے ہیں تیسرے
پیچ پر صاحبقران ریل کے لے دوڑے اب قنطور پیچھے ہٹتا جاتا ہے دونوں مونڈھے پکڑ کے صاحبقران
نے پکڑ مارا دونوں گھٹنے اس بےحیا کے زمین سے آشنا ہوئے پایا لنگر قائم کرے صاحبقران نے
دست حق پرست اس بدمست کی کمر میں ڈالا نعرہ تکبیر بلند کیا شعر کہ نعرہ زد مہر منزل معارج
کہ سیمرغ لرزید در کوہ قاف ۔ اس دیو خصال عفریت مثال کو سر سے بلند کیا ملکہ ماہ عالم افروز
نے کہا اے وزیرزادی دیکھ لیا نہ دیکھا اُس پہاڑ کو ہاتھ پر اٹھا لیا اب تو یقین کامل ہوا خدائے
نادیدہ برحق ہے پروین نے کہا واری ابھی تو قنطور زندہ ہے امیر نے چرخ دیکر قنطور کو زمین پر مارا
اس ہنگامہ میں کہ پلک جھپکانا دشوار ہے چہار جانب سے نیزوں کی بوچھار ہے مگر بموجب قاعدہ آئین
گھٹنہ اُس بے ادب کے سینہ پر رکھ کے فرمایا حالا درست شناختن پروردگار چہ میگوئی اس سنگدل
نے جواب سخت دیا یہ شیر بھر سینہ سے اٹھا ایک پانوں قنطور کا زیر پا دے مارے کہ دست برد
سے تمام کر لیجیے کروفر جھٹکا مارا قنطور کو مثال کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیا ملکہ واسطے سجدے کے جھک
پڑی پکار اٹھی اے خدائے نادیدہ تیرے صدقے کیوں ہو اے پروین اب تو اعتقاد مجھے ہے بیعت کرو
پروین نے کہا واری مجھے بھی بیشک اعتقاد ہوا اگر صاحبقران قنطور پر ظفر یافتہ ہوشنگ
نوجوان کے بیٹے فرمایا ہو ۔ شاہنشاہ زرین علم تھکیا اب اُنکے بھتیجے باہر نکلو ہوشنگ
نے عزم کی بسم اللہ خانہ زاد جانثار سامنے ہیں آرزو ہے کہ میں تو حضور کے قدم چومکر خانہ سے
انجام ہو وہ فتح ہو کہ سب سرداران ہوشنگ نام لیتے ہیں ہوشنگ اُس جوان باقی ہیں
صاحبقران اُٹھ بیٹھے تھے ملک خان پہنچے تھے کہ تیر اعظم سینہ شمشیر صاحبقران سے

لرزان و ترسان چہرہ زرد حصار مغرب مین جاکر محصور ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان
تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا تاریکی سے صاحبقران گھبرائے جسم اطہر پر زخمون کی بھی کثرت
ہی ضعف و نقاہت سے عجیب کیفیت ہی بمشکل لڑ بھڑ کر بیرون بارگاہ آئے دیکھا شاہنشاہ
زرین علم تخت پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ہوشنگ کا
بھی حال ابتر ہی منتظر ہوا کسیطرح ان جوانون کو بچاؤن بیرون قلعہ نکلجاؤن ایک سوار نے نیزہ
مارا امیر نے اسکو بچایا سوار کو مارا مرکب پر اسکے سوار ہوے فرمایا ای ہوشنگ عقب مین
میرے چلے آؤ مگر فوج کے بلوے مین گھبڑا کر کرکے سوار آتے مین اب ملکہ کی نگاہون سے
صاحبقران چھپ گئے اتنی خبر ملی کہ لڑتے ہوے بازار شہر مین پہونچے ملکہ نے بدحواس ہوکر
کہا ای پروین اب شبکو اس ماہ آسمان جرأت کا بچنا محال ہی دیکھا تھا کہ زخمون سے بھی نڈھال
ہی ای پروین مین تو نقاب ڈالکر نکلتی ہون صبر ناممکن ہی پروین نے کہا لونڈی حاضر ملکہ نے
نقاب چہرے پر ڈالی بارہ کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا شب تیرہ و تار مین یہ نیر برج حسن و جمال
بیقرار و اشکبار برج قصر سے نکلی نیچے ہاتھ مین نکلتے ہی ستاہر کو و برزن مین ہنگامہ ہی ہر گھر مین یہی
ذکر ہی کہ صاحبقران نے قیامت برپا کی ہی ہزارون مارے گئے کسی گھر سے رونیکی صدا کہ میرا
شوہر نگوڑے حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا مین بیوہ ہوگئی کوئی فرزند کا نام لیتا ہی صدائے نالہ آتی ہی
ہائے کوکھ اجڑ گئی ملکہ ایک گوشہ مین آکر ٹھہری سمن بر کنیز سے کہا میری اچھی بوا جاکر خبر تو لا
کہ اب کیا کیفیت ہی خدا نے نا دیا انکو بچائے سمن بر واسطے خبر دریافت کرنے کے چلی
یہان صاحبقران لڑتے ہوے تا بہ چوک پہونچے ہین شہنشاہ زرین علم نے جو کلمات
سخت سرداران فوج کو کہے غیرت مین آکر نامرد ٹوٹ پڑے ہوشنگ مع ساتھ والونکے
گرفتار ہوا وہ بیچیا سمجھے کہ ہمنے صاحبقران کو بھی پکڑ لیا امیر بھی انتہا کے زخمدار ہین ایکبار کوچہ
تنگ کی جانب مرکب بڑھایا ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین لیکن پشت مرکب پر سنبھلا نہین جاتا
رکابون سے پاؤن نکلے جاتے ہین مگر بقدرت پروردگار جب کوچے مین صاحبقران
آئے کوئی اس رسم و راہ سے آگاہ نہوا کسی نے پہچانا کیا صاحبقران اسی حال پر ملال
مین تلوار کھینچے ہوے جاتے ہین مقام استقامت کی تلاش ہی تمام جسم زخم خنجر و تبر سے پاش پاش ہی

غش طاری عالم بیقراری شب تیرہ و تار چہار سمت اندھیرا گلی کوچون مین سناٹا دور سے ایک دیوار معلوم ہوئی قریب دیوار کے آئے گھوڑے سے اترے دیوار سے پیٹھ لگا کر بیٹھے چاہا شدۂ تحت الحنک سے زخم سر باندھون ہاتھ کانپا غش آگیا نیچے دیوار گر پڑے گھوڑا استادہ یہان سردارون نے شاہنشاہ زرین علم سے عرض کی حضور سبکو گرفتار کر لیا حکم ہوا سبکو قید خانہ مین لیجاؤ مسلسل و مطوق کرو صبح کو سمجھا جائیگا شاہنشاہ زرین علم پلٹا سمن بر نے یہ سب حال پُر ملال دریافت کیا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ کے آئی عرض کی حضور سب گرفتار ہوگئے فلان قصر مین حکم سے آپکے والد نامدار کے قید ہوئے ملکہ رونیلگی کہا او پروین غضب ہوا اب صبح کو سب قتل ہون گے رات ہی کو کچھ تدبیر کرو اگر خدانخواستہ یہ شیر قتل ہوا ہمیشہ مہر منیر نہ اٹھیگا کالی راتین ہجر کی کیونکر کاٹینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے پروین نے عرض کی باغ مین ایسے چلیے صلاح کر کے رات ہی کو قید خانے پر چلین گے حضور اس اندھیرے مین جان لڑائینگے ملکہ اسیطرح بیدل طرف باغ دلکشا کے چلی مگر حال ابتر آنکھون سے اشک حسرت جاری وصل دلبر سے مایوس ہوش و حواس پراگندہ اشعار

دل شکن حرف نادرست درست	طرز عبرت فزا درست درست	رائے سالم بلا بلا انگیز
سخن لطف ہم جفا آمیز	طعنہ حرف نصیحت آلودہ	طرز تفہیم وحشت آلودہ

کبھی دل سے کہتی ہے کہ اشعار

مجھ سا نادان عشق کیا جانے	شوق زلف سیہ بلا جانے	تپش دل کی حدتین کیسی
مجھ سی نازک یہ شدتین کیسی	محشر آباد یاس و حرمان دل	خانہ زاد جنون پنہان دل
خار غم تیز سینہ کاوی مین	مژہ ہر سر گرم خون تراوی مین	شوق نظارہ سے نگہ بیتاب
نجم سیارہ دیدۂ بیخواب	جان مصیبت کش خمار الم	خواب و خور صورت شراب حرام
گرم بازار گریہ ہمہ جوش	دیدۂ نم دکان شیشہ فروش	دل تنگ ہجوم درد و محن
زخم نو ہمنشین داغ کہن	نفس گرم و شعلہ افشانی	سوز تقریر دوزخ ثانی
[illegible] ہونگے بدن سے شعلے	رشک گلزار آہ آتش بار	شعلۂ آہ سے فلک بیتاب
گوشت ہم داغ ماہی بے آب	بیخودی مین نہ ہاتھ کا سر پانون	اڑ گئے ہوش رکھ کے سر پہ پاؤن

پر

چاک دل کشت زعفران دیدہ | اشک گلگون گل خزان دیدہ | بیتاب سینہ اور دل کو تپش گجہ

مین پھڑکن آہین گرم منھ سے نکل رہی ہین ہڈیان سوز تپش عشق سے جل رہی ہین مست جام محبت چہرہ صاف پر گرد کلفت آنکھین مشتاق دیدار ۔ انکو جستجو سے یار ہاتھ کہتے ہین گریبان چاک کرو پانٔون دوڑتے ہین کہ بیابان نجد مین چلو مجنون سوختہ بخت سے ملاقات ہوگی وہ فن عشق کے اُستاد ہین انکو سبق کتاب مکتب عشق خوب یاد ہین اشعار

جان کو درد یہ فسانہ ہی | جسم کیا ہی کہ قید خانہ ہی | پڑ گئی سر پہ اب بلاے فراق
ہوگئے آہ مبتلاے فراق | اس رنگ سے وہ گلعذار قریب در باغ پہونچی قصد تھا کہ اندر

باغ ہون بخت نارسا نے رسائی کی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز کان مین آئی پروین نے کہا حضور وہ دیکھیے سامنے زیر دیوار باغ ایک گھوڑا کھڑا ہی گردن ڈھلکا ہوا ہی شاید اپنے سوار کو گراکر آیا ہی ایک نے کہا باگین بھی کٹی ہین ایک نے کہا تو تنگی خون سے لال ہی خون سے رنگین بال ہی ملکہ دوڑی دیکھا ایک جوان دریاے خون مین نہایا ہوا زیر دیوار باغ بیہوش پڑا ہی مگر قبضہ شمشیر ہاتھ سے نہین چھوٹا کنیز نے کہا حضور سوار یہی پڑا ہی مگر کسی نے مار ڈالا ہی کوئی کنیز ڈر کے قریب نہین جاتی مگر کشش عشق ملکہ کو کھینچتی ہی جب ملکہ بڑھتی ہی کنیزین مانع ہوتی ہین کہ والا مُردے کے قریب نہ جائیے ملکہ نے کہا او نالائقو نفس کی صدا بلند ہی مُردہ یا زندہ کسیکو کہا جائیگا پروین نے کہا اری روشنی منگاتے ہین مگر جانے سے اور دیکھنے سے مراد کیا ہی ملکہ نے کہا اے پروین کسی غریب کی خدمت کرین دل آشکار انھی ہوا اسی وجہ سے اُس مسافر کی جان بچے زندان رنج مصیبت چھٹے شمع رخسار کو اشارہ ہوا جلد روشنی لا احوال روشن ہو یہ کون غریب ہی زیر سایۂ دیوار باغ پناہ لی ہی رحم کا مقام ہی نہین معلوم کون گمنام ہی ان باتون کو سنکر شمع رخسار جل گئی بڑبڑاتی ہوئی جلی روشنی لائی اب جو نگاہ ملکہ کی پڑی جسکے تیغ ابروے خوار سے خود زخمی ہوئی ہی اُسی جوان کو زخمدار پایا بہ نگاہ اول ہی پہچان لیا کہا اے پروین خدا جھوٹھ نہ بلوائے یہ تو وہی داماد نوشیروان شوہر ملکہ مہرنگار ہی کسیقدر زخمدار ہی یہ کہکے فرش خاک پہ بیٹھ گئی سر اُٹھاکر زانو پر رکھ لیا کنیزین ہان ہان کہکے دوڑین دیکھیے واری کپڑون مین خون بھر جائیگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خون زخمون کا اپنے دوپٹے سے پاک کرنیلگی اب تو مجبور کنیزین بھی قریب آئین ہوشیار ہوکر کہا ہما حضور تھامیلو ہاتھون ہاتھ چلتے ہین

کو لیکر باغ مین آئین مسند پر لاکر لٹایا طشت و آفتابہ منگایا زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا چونکہ فنون
سپاہ گری کا ذوق ہی ٹانکے زخمون مین اپنے ہاتھ سے دیئے مگر روتی جاتی ہی سب زخمون مین امیر
کے ٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین ناگاہ رستم زخمدار ماہ تابان شفاخانۂ شفق مغرب مین برائے
علاج داخل ہوا و سہراب زرین پوش بصد جوش و خروش پشت اشہب فلک پر سوار ہوکے
وعدہ گاہ عالم مین گرم عنان ہوا شعاع نورانی چہرۂ انور سے پر نور جہان ہوا اشعار صبح

صبح کہ قندیل زر آفتاب
یافت ز انوار فلک انقلاب
شعلہ زد از گنبد مینی قباب
جوہری چرخ جواہر فروش
مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ
کرد عیان دانۂ پُر خوش آب

چھپر کھٹ پر صاحبقران کو لٹایا آپ کرسی پر رومال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہی گلچینی گلشن
جمال مین مصروف ہی کہ صاحبقران زمان نے آنکھ کھولی دیکھا سامنے کرسی پر ایک ماہ جبین
گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار سمن بو خوش خو سنبل پیچان گیسو خنجر خونریز ابرو چشم جادو خال ہندو شعر
سحر خندہ کز لب برانگیختے + نمک بر دل خستگان ریختے دیگر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب
است و وادی موسا + جامۂ صبرم در کف عشقت دامن یوسف و دست زلیخا + ایک جانب
باغ بہشت آئین پر نگاہ پڑی نہایت سرسبز و شاداب گلہائے رنگارنگ سے معمور چمن ہائے
طولانی ہر نخل لاثانی طائران خوش الحان مصروف ثنائے باغبان کن فکان نہرین آب صاف
و شفاف سے مملو نخل شمشاد لب جو انپر قمریان مصروف حق سرہ فاختہ کی صدائے کو کو صاحبقران
نے حیران باغ اور جمال اُس حور پیکر کا دیکھکر دل سے کہا شکر پروردگار عالم شعر الحمد للہ بران چیز
کہ خاطر میخواست + بانہ آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید + چونکہ راہ مین پروردگار کی جہاد کیا اسکی رحیمی
و کریمی سے یہ باغ بہشت عنبر سرشت واسطے رہنے کے ملا یہ حور بیقصور سراپا نور رب غفور
کے لیے خدمتگزاری مرحمت فرمائی ملکہ نے جو صاحبقران کو عالم حیرت مین دیکھا مسکرا کے سر جھکالیا
پروین کو اشارہ کیا وہ قریب آئی کہا کیون شہریار مزاج کیسا ہی شربت انار مین حاضر ہی نوش
فرمایئے اب امیر نے اپنے دست و پا کو دیکھا پٹیان مرہم کی زخمون پر اب سوچے کہ مین زندہ
ہون فرمایا کیون صاحب یہ کیا مقام ہی اس ماہ پیکر حور سرشت کا کیا نام ہی پروین نے کہا ائے شہر
آپ جنگ سے زخمی ہوکر زیر دیوار ہماری ملکہ عالم کے باغ کے گرے حضور کو رحم آیا اُٹھوا لائین علاج کیا

قصد ہی کہ آپکو صحت حاصل ہو ایک بندۂ خدا کی جان بچے اسواسطے یہ اہتمام ہی صاحبقران
آگے بیٹھے کنیزون نے شربت انار وغیرہ پیش کیا امیر نے فرمایا جنکے ہم مہمان ہین وہ مرحمت فرمائین
تو ہم پیین اگر زخمی کو اٹھا لائین تو مسیحائی فرمائی ملکہ نے شربت اپنے ہاتھ مین لیا کہا او صاحب
پیو صلاح نشد بلا شد ہم غریب الوطن جانکر اٹھا لائے زخم دوزی کی اسپر یہ نخرہ ہی امیر نے ہاتھ
تھام کر کہا اے شاہنشاہ خوبی و اے رنگ و بوئے گل حدیقۂ محبوبی بار احسان سے تمہارے سر خم ہی
مگر اس شربت کے پینے مین عذر اہم ہی تمہارا مذہب کیا ہی پروین قہقہہ مار کر ہنسی ملکہ نے بھی
دوپٹے سے منھ چھپا لیا امیر نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ ملا امیر نے جام شربت ہاتھ سے رکھدیا
کہا صاحب جبتک اسکی شرح نہو گی تمہارے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہی خاص مقدمۂ مذہب مین کلام
ہی ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا صاحب کوئی ناز اٹھاتا ہی کسی سے لڑتا ہیگا فرمائیے تو کیا کرنا چاہیے
مہمان کا ہر نوع پاس لازم ہی صاحبقران نے کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہا دل
سے وحدانیت کا اعتقاد کرو وہ اسکی یکتائی کا ہمرو پیغمبر پروردگار کے بھیجے ہوئے برحق ہین لقا پرست
و سامری پرست کافران مطلق ہین پیدا کرنیوالے سے محبت دشمنون پر لعنت یہی
مذہب حق کا اعتقاد ہی ملکہ نے طرف پروین کے دیکھا مسکرا کر کہا اس عبارت کا یاد ہونا دشوار ہی
مگر مہمان کی دلشکنی مناسب نہین تتلا تتلا کے عرصۂ دراز مین الفاظ کلمۂ طیبہ ادا کیے پروین
وزیر زادی نے بھی مع کنیزون کے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوئی اب صحبت عیش و
نشاط آراستہ ہوئی جام مے ارغوانی گردش مین آیا ملکۂ ماہ عالم افروز پہلو مین صاحبقران
کے بیٹھی دلنواز گائن سامنے آئی تسلیم کی بیٹھی ملکہ نے اشارہ کیا ساز درست ہوئے دلنواز
نے بصد سوز و گداز یہ غزل شروع کی غزل جلال

کر دے خبر اس خانہ برانداز سے کوئی	روتا ہی کہین درد کی آواز سے کوئی
کہتی ہی شب وصل کہ تجھسا بھی نہو گا	غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی
اللہ رے غمزے ترے اے موت شب ہجر	معشوق بھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
کچھ تھے دم عیسی جو ترے طرز سخن سے	زندہ نہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی
جو دلمین ہی اس سے نہوئی آنکھ بھی محرم	یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی

کچھ اپنی خبر رکھتے نہیں بے خبر عشق
کیا وحشت ہے صیاد ہی مرغان چمن کو
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے
دیتا نہ جواب ارنی یار سر طور
کاٹا ہے پرون کو مرے صیاد نے کیونکر
بیجا ہے جو قاتل سے کرے خون کا دعوے
رکھتے ہین جلا آل ایک روش مضطرب شوق

انجام سے واقف ہے نہ آغاز سے کوئی
رہتا نہین شبنم صفت آواز سے کوئی
ڈرتا نہین یون عشق مین غماز سے کوئی
پہچان نہ جائے تجھے آواز سے کوئی
پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
کشتہ کوئی شوخی سے ہوا ناز سے کوئی
تھکتا نہین منزل مین تگ و تاز سے کوئی

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے دماغ سے خیال خیر و شر دور قلب عاشق و معشوق مسرور ساری رات فرحت و انبساط مین گذری بوقت سحر شمع ہائے مومی و کافوری لہرائین نازنینان ماہ رخسار کے چہرون پر اداسیان چھائین باغ رنگ بہار سے مملو درختون پر طائران زمزمہ سرا فرش مین جابجا شکن پروانون کے جلنے سے مجوب شمع لگن باسی ہارون کا جابجا انبار پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آب شبنم سے چہرون کو دھویا فلک اس محفل عاشق و معشوق کو دیکھکر شبنم کے اشکون سے رویا ماہ عالم افروز کی انگڑایون مین جاگنے کا خمار متوالی و مک ماہ رخسار

دو کلمہ داستان شاہنشاہ زرین علم کے بیان ہوتے ہین

یہ لڑائی کا تھکا ماندا شبکو آکر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا بوقت سحر لباس سرخ پہنا خونخوار بنا تخت پر آکر بیٹھا تمام اہالیان دربار جمع ہوئے مگر کل افسر حیران و پریشان کوئی عرض کرتا ہے میرا بازو ٹوٹ گیا برابر کا بھائی قتل ہوا ایک کہتا ہے آنکھون کا نور جاتا رہا جوان بیٹا مارا گیا شاہنشاہ زرین علم ایک ایک کو تسکین دیتا ہے کہ یارو نہ گھبراؤ یہ لوگ محبت خداوند لقا مین قتل ہوے ہین بڑا شرف یہ ہوا دشمن اعلی خداوند کا پکڑا گیا اسکا سر لوگ نیزہ پر رکھکر چلین گے نام اور دشمن کے لکہ لو قدرت سے کہکر سبکو زندہ کرائینگے باغی کے قتل کے عوض مین ہم طرۂ پیغمبری پائینگے یہ مژدہ جان بخش سنکر سردارون کو تسکین ہوئی عرض کی حضور جلد قیدیان بااکو طلب کرین سر سب کے ایکر خدمت مین خداوند کے چلین زرین علم سنکر حکم دیا حمزہ عرب کو مع ہوشنگ وزند جلد لاؤ دربار مین حاضر کرو دفع حجت ضروری ہے شاید مجبور ہوکر خداوند لقا

کہ سنجیدہ کرے یہ بھی مشہور ہے کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوندی ہے قدرت کیونکر سے
اسکی سرکشی پسندی ہے داروغہ جیل خانے کا گیا قیدیون کو نکالا ہوشنگ نوجوان آگے
وہ جوان پشت بستہ پریشان و مضطرب طوق و زنجیر مین مسلسل اس طور سے دربار شہنشاہی
زرین علم مین آئے ہوشنگ نوجوان نے پکار کر مثل اہل اسلام سلام کیا بس جوانون کے
نعرے سے بارگاہ تھرائی لوگون نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ان قیدیون مین نہین ہین
شہنشاہ زرین علم نے گھبرا کر داروغہ زندان خانہ سے پوچھا حمزہ غضب کیا ہوا داروغہ نے
عرض کی دس جوان مجھ بطلے سلسل کہ جنہین نے قید کیا پچاس جوانون سے شب بھر پہرا دیا
غلام خود بھاگا کیا قیدخانے سے تو کوئی قیدی نہین بھاگا بادشاہ نے ہوشنگ سے پوچھا تیرا آقا
کہان ہے ہوشنگ نے کہا وہ شیر بیشۂ جرات لڑتا بھڑتا نکل گیا ہوگا اس دربدرے پر یہ روباہ
خصال کیا تھا میدان لڑنے مین زخمی ہوکر رہگیا اسوجہ سے گرفتار ہوا تو شاہنشاہ زرین علم
گھبرایا نگہبانان در قلعہ کو بلایا انسے پوچھا شبکو بعد اختتام جنگ کوئی زخمدار لڑتا ہوا بیرون قلعہ
نکل گیا انھون نے عرض کی جب لڑائی شروع ہوئی تھی ہمنے دروازے بند کرکے قفل لگا دیا تھا
شب بھر دروازہ نہین کھلا اسوقت تک وہی بند و بست ہے کون عالم مین ایسا زبردست ہے
کہ ہماری آنکھون مین خاک ڈالکر چلا جاتا اب شاہنشاہ نے وزرا سے صلاح کی کیون یارو
تمہارے نزدیک حمزہ پر کیا معرکہ گذرا سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہماری رائے مین یہ ہے
کہ یا تو اس شہر مین اسکا کوئی دوست تھا وہان جا کر مخفی ہوا یا کسی کوچے مین گرا ہرکارون کو حکم ہو
تلاش کرین مگر ان سبکو قتل کیجیے بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ اسی وزیر نے دست بستہ عرض کی
حضور ایسے سرکش کو اسطرح مخفی قتل کرنا مناسب وقت نہین ہے آج انکو اشتہار دیجیے کل بوقت سحر
بیرون قلعہ تمام اہالیان شہر جمع ہون مجمع عام مین قتل ہون دیکھنے والون کو عبرت دوستون
کو عشرت بدخواہ ملول خیرخواہون کو فرحت حصول بادشاہ نے اس رائے کو پسند کیا تو قدرت
خدا ظاہر ہوا بموجب مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد ۔ بادشاہ نے حکم دیا قیدیون کو
لیجاؤ ڈھنڈورا پٹے اشتہار چسپان ہون منادی یہ بھی ندا کرے کہ حمزہ صاحبقران زخمی ہوکر
غائب ہوگئے جو اپنے گھر مین جگہ دیگا مغضوب درگاہ شاہی ہوگا اور جو اسکو گرفتار کرکے

لائیگا یا خبر مفصل بتائیگا خلعت و انعام و جاگیر پائیگا تمام شہر مین یہ امر کہ مشہور ہوا کہ ہوشنگ نوجوان
کل بوقت سحر دار پر کھینچا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا مگر زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران
زمان باغ مین ملکۂ ماہ عالم افروز جلوہ فرما ہین دن بھر ہی فرمایا کیے ملکہ بس اب مجکو جانے دو
مین دربار مین تمھارے باپ کے جاؤن بیجا نامرد کو سزا دون نہین معلوم میرے ہوشنگ
نوجوان پر کیا گذری گرفتار ہوا یا علف شمشیر آبدار ہوا ملکہ انجام نہ سمجھی کہا حضور باہر نہ جائین
خبر منگائے دیتی ہون ابھی تو حضور کے جسم پر زخم بے انتہا ہین اس مصیبت مین مبتلا ہین یہ کہکر
شمشاد کو حکم دیا دریافت کر شہر مین کیا غلغلہ ہی ہوشنگ نام لیکر پوچھنا یہ شخص قیدی یا کہین
نکل گیا نفقاً نفقاً دریافت کر کے آنا شمشاد اکڑتی ہوئی مردانہ لباس پہنکر واسطے خبر کے نکلی اب
وقت شب ہی ملکہ نے صحن باغ مین فرش بچھوایا چاندنی دیکھنے کا سامان کیا امیر مسند پر پہلو مین یہ
ماہ پیکر انیسین جلیسین سامنے حاضر ہین قریب ہی کہ صحبت رقص و سرود شروع ہو آفتاب عیش
طلوع ہو کہ سامنے سے شمشاد تھر تھر کانپتی ہوئی ہرجواسی مین ہانپتی ہوئی آکے تھم کے بیٹھ گئی ملکہ
نے کہا خیر تو ہی عرض کی واری کل شب کو ہوشنگ مع دس جوانون کے پکڑ لیا گیا سبھون نے جانا
صاحبقران کو بھی گرفتار کر لیا صبح کو شاہ نے دربار مین بلایا حضور کو نہ پایا ہرکارے کو چہ و برزن
مین پھر رہے ہین ہمارے حضور کی بڑی تلاش ہی ہوشنگ کے واسطے قتل کا حکم ہوا ہی صبح
کو بیچارہ مارا جائیگا مہجور آہن کلاہ بھائی قنطور گمراہ کا مع پچاس ۵۰ جوانون کے زندان خانہ کا
نگہبان ہی وہ تنگل پر بیٹھا جاگ رہا ہی حکم ہی اسطرف سے کوئی راستہ بھی نہ چلے لونڈی اپنی آنکھون
سے دیکھ کر آئی سارے شہر مین ہنگامہ ہی اس بیچارے کی جوانی پر لوگ روتے ہین یہ خبر وحشت اثر
سنتے ہی صاحبقران قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اس مردود کی کیا مجال ہی کہ جو میری زندگی مین
میرے دوست کو قتل کرے خود سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی ملکہ گھبرائی دامن سے لپٹ گئی
کہا کیون شہریار کیا قصد ہی امیر نے فرمایا اب جاکر مین دوست صادق محب واثق کو رہا کرونگا
یا اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا اے شہریار مہجور آہن کلاہ بڑا زبردست ہی اپنے بھائی قنطور سے
زیادہ مغرور صاحب کبر و نخوت آتش خو شعلہ مزاج وہ وہان نگہبان ہی پچاس ۵۰ افسر اسکے ہمراہ ہین
آپ زخمدار یکہ و تنہا وہان نجائیے کنیز کی جان بچائیے اگر دشمنون پر کوئی افتاد پڑی ہی مین بیدست و پا

کیا کوئی گنج باع مین ترتیب ترتیب کے مردونگی سیری کنیزین گھوڑے پر سوار ہونا خوب جانتی ہین ایک کو نامہ لکھکر بھیجیے طرف اپنے لشکر کے روانہ کیجیے فوج ظفر موج طلب فرمائیے جب فوج قریب آجائے یہان سے نکل جائیے فوج ساتھ لیکر مقابلہ کیجیے مین تنہا نجانے دونگی صاحبقران نے زبان سے کہا ملکہ تم اس مقدمے مین نہ دخل دو ورنہ ہماری تمھاری محبت نہ رہیگی بڑے شرم کی بات ہے کہ ہمارا سردار قتل ہو جائے ہم محفل عیش و نشاط مین بیٹھے رہین مردان عالم کیا کہین گے صحبت صاحبان سپر و شمشیر مین بیٹھنے کے لائق نہ رہینگے یہ کہکر فوراً صاحبقران یکہ و تنہا اٹھے غصہ مین جو امیر نے یہ کلمات فرمائے ملکہ ڈر گئی رونے لگی جواب نہ دے سکی صاحبقران نے سیلہ دوشنابہ کا جھمسٹ مارا تیغۂ برق نظیر کمر سے لگایا ملکہ نے پلٹ کر پروین سے کہا کیون ہوا یہ بڑے خونخوار ہین اسوقت تیور ہی اور ہین جام صہبائے بیوفائی سے دو رہین ای پروین آنکھون کو دیکھکر مین ڈر گئی دونون ابروے خمدار غصہ مین ہل رہی ہین گویا دو تلوارین چل رہی ہین گیسوون کو غصہ مین پیچ و تاب ہے کہ ناگنیا اچھل رہی ہین جبین پر شکن موجۂ دریائے قہر ہے عکس زلف عنبرین آئینۂ رخسار پر یار سیاہ کی لہر ہے قطعہ جلال

دیکھین آئینے مین وہ اپنی ذرا چین جبین
کبھی آنپر بھی تو آئینہ ہو آئین جبین

مانگ ہے آرہ کش دل نہین سر پر انکے
تیغ کھینچے ہوے ابرو بھی ہین بائین جبین

خوف اسکا ہے کہین صبح نکردے شب وصل
خندہ زن ہوگے تمھاری گل نسرین جبین

چاند کو دبدبہ اس رخ کا دبا لیتا ہے
رو کش عرش ہے اللہ ری تمکین جبین

چہرۂ یار کی تصویر جو ہے پیش نظر
مانگ کی مدح کبھی ہے کبھی تحسین جبین

خانہ زادون مین تری چشم کے ہین خشم و غضب
ہے اگر چین جبین بندۂ دیرین جبین

مشورہ کرتی ہے کیا جانے مرے قتل مین کیا
شکن ابروے تیر خم سے تری چین جبین

عرش مین جھولتی ہے یار کی تلوار جلال
اس ستمگار کے ابرو نہین بائین جبین

رعب و ہیبت صاحبقران دیکھکر ملکہ ماہ عالم افروز با جگر پر سوز عقب مین صاحبقران کے پریشان حال قلب پر ہجوم غم و ملال چلی آتی ہے آنکھون سے آنسو جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا آئینۂ رخسار پر حیرانی زلف شکن سے روشن پریشانی کبھی جھپٹ کر صاحبقران کا

دامن تھامنا عرض کی ای شہریار سمجھے صدمہ فراق نہ اٹھیگا ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے ہماری
مشکل آسان کیجیے اگر آپ کے دشمن کسی آفت مین پھنسے آپ رستم وقت ہین شاید
اوسے بھی کر نکل گئے یہ خبر منحوس نہ سنیگی باپ کو ضرور پہونچے گی یہی کنیزین جا کر سب حال کہین گی
یہ شفقتین خاموش نہ رہینگی فرمایئے وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا نہین معلوم کیا ذلت و رسوائی
ہو ایک اور راز کی بات ہی وہ آپ سے کیونکر چھپاؤن چند دن گذرے کہ مجھ سوختہ بخت
کی تصویر کسی تاجر نے یاقوت شاہ جبہ‌ل قدرت لقا کو پہونچائی اس بیمار نے بہت
پسند کی فرمان بنام والد تاجدار آیا کہ اپنی دختر کو بطور ڈولے کے سوار کر کے روانہ کرو یہان
بہت خوشیان ہوئین مجھکو خود بخود ملال تھا باپ نے چھ مہینے کا وعدہ کیا تھا وہ زمانہ گذر
چکا ہی سامان جہیز تیار اقرار مدار ہو چکا ہی یہ لقا چھینیگا انصاف فرمایئے کہ میرے لیے
کیا قیامت ہوگی صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای ملکۂ عالم مرد سپاہی واسطے ناموس
کے سب کچھ کرتے ہین جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین اب تم ہمارا ناموس ہو ممکن ہی کہ کوئی
خدانخواستہ تیر دست انداز ہو حکم قضا و قدر مین کسکا اختیار ہی بندہ ہر وقت مجبور و ناچار ہی
اگر شاید قضا ہمکو لیئے جاتی ہی قتل ہو جائین کوہ عقیق گلزار سلیمانی مقام ہی تم فوراً نیچے کے
وہان لشکر مین پہونچانا میرے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار تمکو باعزاز و اکرام [illegible]
سر و ہاے چشم مین جگہ دینگے اور یا بحول قوت الہی جو میری نیت مین ہی یعنی جا کر مہجور آہن کلاہ
کو قتل کیا ہوشنگ کو چھڑا لیا تو مین یہین باغ مین آتا ہون ملکہ نے بہ نگاہ یاس چہرۂ بے نظیر کو
دیکھا اسقدر روئی کہ دامن و گریبان تر کر دیا شدت گریہ مین منہ سے نکلگیا شعر گئے تم ادھر اور ہوئے
ہمہ یقین ہی + کوئی دم جیے تو دم واپسین ہی + وہ دن اور وہ وقت ای شہریار خدا نہ دکھائے
کہ بدون آپ کے لشکر اسلام مین جاؤن آپ کے محامات متعلقات مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے
کون صورت دیکھے گا کوئی سبز قدمی کوئی بھنڈ پیری کہیگا صاحبقران نے آنسو دامن سے
ملکہ ماہ عالم افروز کے پاک کیے فرمایا ہمارے لشکر مین یہ طریقہ نہین کیا مجال جو تمکو کوئی
ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے انشاء اللہ ہم خود تمکو اپنے ساتھ لیچلینگے ملکہ رونے کے بدلے دعا کرو ہمارے
دل کو صدمہ ہوتا ہی تمہارے خیال سے جنگ و جدل مین فرق آئیگا مین وقت پہول گمراہیگا

ملکہ ناچار ہوئی صاحبقران یکہ و تنہا سیاہ دوشالہ اوڑھے ہوئے تیغہ عقرب سلیمانی بغل
مین دہر دی کرتے ہوئے چلے شب تیرہ و تار مین ملکہ ہٹ پر دروازے کے ہاتھ رکھے
بحسرت دیکھ رہی ہے صاحبقران آنکھون سے مخفی ہوئے آہ کرکے بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے
مردنی چہرے پر ہاتھ پانون بیحس و حرکت پروین نے ملکہ کو اٹھایا کنیزین روتی ہوئی ساتھ
کہتی ہوئی کہ ہائے اس ماہ فلک حسن کو تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا عیش و راحت مین
ہم سب کی فرق آیا ملکہ پر گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز آنکھ کھولی پوچھا کیون
پروین صاحبقران آئے عرض کی واری ابھی تو پہونچے بھی نہون گے گھبرا کر اٹھ بیٹھی کہا
صاحبو برائے خدا ہم پر احسان کرو تم سب صاحب مجھکو اپنی لونڈی جانو ذرا جاکر خبر تو لاؤ اگر
انکے دشمنو پر نوع دگر ہو تو مین بھی اپنی جان دون دام ذلت مین نہ پھنسون غنچہ دہن بولی اچھی
واری مین جاتی ہون بہت اچھی خبر لاتی ہون ملکہ نے کہا غنچہ دہن تیرا منھ موتیون سے بھر
نہال کرونگی غنچہ دہن مردانے کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی ملکہ صحن باغ مین آکر کھڑی ہوئی
موے مشکین پریشان کیے طرف آسمان کے ہاتھ اٹھائے پکاری ای آسمان کے خدا میرے
میرے وارث کو مجھسے زندہ ملانا مجھ سوختہ بخت کو روئے تاریک شب سیاہ نہ دکھانا دشمن
سب اندھے ہو جائین وہ بے تکلف اپنے رفیق کو چھڑا لائین ایک کنیز نے کہا واری مجھکو
ایک ٹوٹکا یاد ہے دیوانی کی کلھیا مین چولھے کی راکھ بھر کر دیوار مین گاڑ دیجائے سب دشمنون کا منھ
بند ہو جائیگا پھر دیدار کا کونڈا مانیے بی ترت تجہرت کی ہڑیا بی ٹیک کی سپاری چاپر پیٹھو
کو جوتیان یہ سب ٹوٹکے آزمائے ہوے ہین ملکہ نے کہا نذرین مانو مین نقد جان دیئے کو حاضر ہون
ہم کو اختیار ہے میرا مالک پروردگار ہے مین اپنے وارث کو اسی سے لونگی رتجگا کرونگی میان
باغ مین یہ حال ہے کہ ملکہ ماہ عالم افروز دعا مین مصروف ہے مگر صاحبقران گلی کوچے کو طے
کرکے سامنے قید خانے کے پہونچے دو پہر سے شب گذر چکی ہے زلف لیلائے شب تا بہ کمر پہونچی ہے
ہر کوچے مین سناٹا صاحبقران نے دور سے دیکھا مجوس آہن کلاہ سلاح جنگ سے آراستہ
پچاس جوان گرد شہر ابخواری کر رہے ہین اُس مکان کا دروازہ کھلا ہے جس مین ہوشنگ مع
دس جوانون کے قید ہے مجوس معروف شراب پیتا ہے ڈرو قیدیون پر جھنکتا ہے زبان تشنیع کھولا ہے

رہا ہے کہتا ہے او ہوشنگ اب صبح کو قتل کیا جائیگا اپنی سرکشی کی سزا کامل پائیگا ہوشنگ جوانمرد کہتا ہے او بیحیا اگر نامردون کے ہاتھ سے قضا آئی کیا خوف شکر ہے خدا کا کہ راہ ضلالت سے نکلا آب چشمۂ ہدایت سے سیراب ہوا امیر آقا زندہ نکلگیا میرے خون کا بدلہ لیگا تم ایسے نامردون کو کتے کی طرح قتل کریگا جب یہ ہوشنگ نے کہا مہجور بیحیا غصہ میں اٹھا یہ کہتا ہوا تم کو کتا بنا تا ہے ابھی سر کاٹ لونگا یہ جو حال پر ملال صاحبقران نے دیکھا کہ مہجور قتل کرنے کو ہوشنگ کے جاتا ہے تاب نہ آئی قبضے پر تیغۂ سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نعرہ کیا

نعرۂ صاحبقران عالیشان

امیر عرب ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار	یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	تن کافران از جہان پاک کرد	سر سرکشان جملہ در خاک کرد

نعرۂ صاحبقران سے زمین کانپی مہجور مغرور پلٹا دیکھا کہ صاحبقران تلوار کھینچے ہوئے قریب آگئے پلٹ پڑا ہوشنگ نوجوان نے جو اپنے آقاے نامدار کو دیکھا روح کو راحت قلب مین قوت آگئی جسطرح بنا قید کو توڑ ڈالا آواز دی آقا غلام بھی آیا مہجور نے دیکھا ادھر سے صاحبقران شیرانہ ادھر سے ہوشنگ نوجوان پلنگانہ بپھرے چلے آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو آواز دی یارو لینا قیدی بگڑ گیا حمزہ کہان سے آیا جلد دونون کو قتل کرو پچاس جوان تلوارین پکڑکے آٹھے ہوشنگ پہلوان زبردست پیشۂ قزاقی جس سپاہی کے لپٹ گیا دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر کھینچ لیا کسیکو چیر کر پھینک دیا کسیکی تلوار اٹھالی اپنے ساتھ والون کی قید کاٹی زخم کھائے مگر رفیقون کو چھڑا لیا صاحبقران زنان لڑتے ہوئے برابر مہجور بے ایمان کے پہونچے للکارا او بیحیا مردان عالم پر یہ بدعت اسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے تیغۂ عقرب سلیمانی پر کہ تھا وار کو اسکے رد کیا خبردار کہکے برق شمشیر چمکائی سر پر اس خود سر کے ضرب تیغ بیدریغ لگائی آئینۂ شمشیر مین اس نامرد کو جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار مثل برق گری سپر کٹی یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا تلوار آبدار نے زمین پر بوسہ دیا مہجور دو ٹکڑے ہوا اوس پانچ جوان ہوشنگ نے مارے باقی بھاگنے لگے امیر نے فرمایا ای برادر ہوشنگ خبردار انمین سے کوئی بچکے نجانے پائے ورنہ وقت شب ہی ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا ابتو ہمراہیان ہوشنگ نے

مگر کر تا مردون کو مارا بھاگ کر ایک نہ جانے پایا رات بہت قلیل باقی ہے کہ صاحبقران نے
قتل سے ان تیرہ بختون کے نجات پائی مظفر و منصور ہوئے ہوشنگ دوڑ کر قدمون سے
لپٹ گیا ساتھ والے گرد پھرنے لگے ہوشنگ نے پوچھا حضور کیونکر بچے اس شہر نامردان
مین کہان رہے امیر نے فرمایا اب ساتھ آؤ سب احوال معلوم ہو جائیگا مین نے تمھاری خبر
قتل سنی شکر ہے کہ وقت پر پہونچا مطلب دل حاصل ہوا ان دس جوانون کو ساتھ لیکر طرف
باغ ملکہ کے چلے مگر دریاے خون مین نہلائے ہوئے یہان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز مومن
و مع کنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین بیرون باغ اندھیرا دیکھکر پلٹ آتی ہین ملکہ ایک ایک سے
پوچھتی ہے کیون صاحبو کیا دیکھا ہائے افسوس وہ اکیلے وہان نامردون کے بیچ ہین خدا انکو بچا کے
لائے کہ سامنے سے شمشاد دوڑی ہوئی آئی کہا واری کچھ لوگ آتے ہین مگر سبکے لال لال کپڑے
ہین ڈر کے مارے آگے نہین گئی تلوارین بھی چمکتی ہوئی ہاتھ مین ہین ملکہ دوڑی افتان خیزان
در باغ سے باہر نکلی اب جو دیکھا آگے آگے صاحبقران عقب مین دس نوجوان امیر کی
کہنی سے خون ٹپکتا ہوا تیغہ کھینچا ہوا ملکہ نے بہ نگاہ اول صاحبقران کو پہچان لیا دوڑ کر لپٹ گئی
دوپٹے سے خون زرہ کا پونچھنے لگی کہا کیون شہریار کوئی زخم تو نہین کھایا میری دعا نے آپکو یہان تک
پہونچایا یہ پشت پر لوگ کون ہین امیر نے کہا ہمارا رفیق ہوشنگ نوجوان ہے عنایت سے
پروردگار کی مجور کا معشوقہ مرگ سے وصال ہوا نگہبانون کو بھی واصل جہنم کیا اب چلکر ایک قصر
معقول ہمارے رفقا کے واسطے خالی کراؤ اتنا تو ملکہ خوشی خوشی اندر باغ کے آئی پکاری اے پری پروین
تمھاری دعا کی تاثیر سے صاحبقران زمان اپنے رفیقون کو چھڑا لائے بڑا کمرہ خالی کرو فرش و
فروش سے آراستہ ہو شراب و کباب بھی پہونچاؤ وہ بھی تمھارے مہمان ہین تم سب صاحبون
کے ہمسر احسان ہین پروین نے کہا واری خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا قصر آراستہ ہین
پردہ کرین ہم ہٹ جائین پھر مردانہ ہو ملکہ نے کہا پروین انکے رفیقون سے کیا پردہ ہے وہ سب
تمھارے تابعدار ہین یہ باتین تھین کہ صاحبقران مع ہوشنگ نوجوان اندر باغ کے تشریف
لائے ملکہ نے اشارہ کیا صاحبقران نے قصر مین لاکر ہوشنگ کو مع دسون جوانون کے بٹھایا
کنیزون کو حکم دیا طشت و آفتابہ آیا اپنے دست حق پرست سے سبکے زخم دھوئے ٹانکے دیے

ہوشنگ کی نگاہ اُس اختر برج خوبی حسین ومہ جبین وزیرزادی ملکہ پروین پر پڑی شمع جمال کا پروانہ ہوا پروین نے بھی بہ نگاہ محبت اُسکو دیکھا اشارون سے صاحبقران کو بھی ثابت ہوا کہ ہوشنگ و پروین مین باہم اشارے ہوئے مسکرا کر فرمایا کہ بی پروین الطرآگین یہ بادشاہ ملک ہوشنگ ہمارا رفیق وشفیق جان بخش ومحسن ہی پروین نے شرما کر سر جھکا لیا کنیزین اور خوش رو نوجوان امیر نے خدمت مین اُن سردارون کی چھوڑین پروین کو پہلو مین ہوشنگ کے جگہ دی امیر بارہ دری مین تشریف لائے ملکہ سے احوال پروین بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئی کہا اے شہریار ہوشنگ و پروین کو بھی اسی جلسے مین طلب کیجیے صحبت مین جگہ دیجیے اب ایک مقام پر جلسہ قرار پایا ہوشنگ و پروین ہر ایک جوان کے پہلو مین ایک ایک مہ جبین مسند پر صاحبقران و ملکہ ماہ عالم افروز جلسۂ عیش آراستہ جام مے ارغوانی گردش مین آیا یہان تو یہ صحبت عیش ونشاط آراستہ مگر شاہنشاہ زرین علم بوقت سحر آمادۂ قتل ہوشنگ تخت پر سوار ہوکر بارگاہ سے نکلا امرا ورفقا حاضر ہوئے حکم ہوا گنہگارون کو لاؤ مہتر باد رفتار عیار شاہنشاہ کا دوڑا ہوا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا دروازہ کھلا ہی پاس لاشے پڑے ہوئے نگہبان مردہ قیدی ندارد سناٹا پڑا ہی باد رفتار گھبرا گیا حیران کہ کس سے حال پوچھون کون ہی جس سے دریافت کرون مرے کیا جواب دینگے آخر لپٹا سامنے شاہنشاہ کے روتا ہوا آیا عرض کی حضور عجب طرح کا سانحہ درپیش ہی کہ سمجھ مین نہین آتا نگہبان سب مرے پڑے ہین رات کو کوئی آن سبکو قتل کرکے قیدیون کو لیگیا ایک بھی نہین بچا جس سے حال شب کا دریافت کرون اندر شہر کے یہ غدر کہ سرکاری قیدی قید خانے سے نکل جائین نگہبان بیچارے سزا پائین شاہنشاہ زرین علم بہت گھبرایا خود ٹہلتا ہوا در زندان پر آیا دیکھا حقیقت مین جو باد رفتار نے کہا وہی صورت ہی سردارون نے کہا حضور مقام عبرت ہی کوئی مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا اتنا بڑا کام کر گیا باد رفتار نے کہا حضور یقین کامل ہی کہ ابھی کل گنہگار شہر مین ہین در قلعہ پر خوب انتظام ہی بادشاہ نے کہا اے باد رفتار ہر گھر کی تلاشی لو کوتوال کو حکم دو جلد اسکی فکر کرے باد رفتار نے کہا غلام آج ہی اسکی فکر کرتا ہی تمام شہر کو چھان ڈالونگا حضور بارگاہ مین جلیں بادشاہ رنجیدہ کبیدہ پشت دست کاٹتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا باد رفتار بانمانے

عیاری سے آراستہ ہوکر برائے تلاش نکلا استادان سخنور نے تحریر کیا ہے کہ تین دن کے عرصے
مین باد رفتار نے سارا شہر چھان ڈالا ایک ایک مکان کی خبر دریافت کی کہین پتا نہ ملا تیسرے
دن قریب شام تھکا ماندا سامنے بادشاہ کے آیا کہا اے شاہنشاہ کہین گنہگارون کا پتا نہین
ملتا غلام ناچار ہے بادشاہ غصے مین تھرایا کہا او بےحیا مین تجھکو قتل کرونگا صرف آج کی شب کی مہلت
ہے کل صبح کو تیرے واسطے سحر قیامت ہے تیرا ہی قول ہے کہ ہر قلعہ پر بخوبی انتظام ہے پھر یہ بے ادبی
کسکا کام ہے باد رفتار کے ہوش اُڑ گئے سمجھا کہ ہوا گیری کا پتا تھرا تا اتھارا روتا ہوا باہر آیا شاگردون
نے پوچھا استاد خیر تو ہے باد رفتار نے کہا بھائیو کیا کہون بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتین گدھے
کے کان اینٹھین وہ ہمارے بادشاہ کا حال ہے کوئی سرکش چوٹا لگ گیا غصے مین ہمپر فرماتے ہین
کل صبحکو تجھکو قتل کرونگا مین سارا شہر چھان چکا کوئی گھر باقی نہین رہا اب مین کہان جاؤن
صرف باغ مین دختر شاہ ماہ عالم افروز کے نہین جانیکا اتفاق ہوا شاگردون نے کہا استاد
شاید ملکہ کے باغ مین وہ باغی ہو باد رفتار نے کہا ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو وہ صاحب عصمت و
عفت ہے اپنے باغ مین مردانہ پھول نہین رکھتی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اُسکے نام پر مائل ہین
اُسنے شادی نہین قبول کی اُسکو مسلمانون سے کیا کام شاگردون نے کہا ہم ملکہ عالم کو نہین کہسکتے ہین
شاید کوئی کنیز یا وزیرزادی نوجوان نے ایسا کام کیا ہو دشمنون کو چھپا رکھا ہو استاد جایئے دیکھ کے
چلے آیئے باد رفتار نے کہا ہماری قضا ہی آپہونچی حکم شاہنشاہ سے کیا چارہ تم سبھون کے کہنے سے
جاتا ہون دیکھ آتا ہون یہ کہکر مہتر باد رفتار افتان و خیزان حیران و پریشان طرف باغ ملکہ
ماہ عالم افروز کے چلا یہان جس روز سے صاحبقران تشریف لائے ہین دروازہ باغ کا بند
رہتا ہے خوف ہے کہ کوئی دراندازی نہ کرے قریب پہر رات کے گذر چکی ہے کہ مہتر قریب دیوار
باغ ملکہ پہونچا دیکھا دروازہ بند ہے اندر سے گانے کی آواز آتی ہے سمجھا کہ ملکہ کو ہمیشہ سے ناچ گانے کا
شوق ہے صحبت عیش آراستہ ہوگی پھر کچھ سوچکر پشت باغ پر آکر کمندبازی حسبت کرکے برسر دیوار
آیا دیکھا صحن باغ مین شامیانہ باسلک ہائے مروارید استادہ چوبین الماس نگار گلدستے چنے ہوے
مسند ناز پر ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
زمان ایک سمت ہوشنگ نوجوان آنکے پہلو مین ملکہ پروین مثل ماہ درخشان وش جوان

شیر صولت انکے پہلو مین خواصان خاص انیسان با اخلاص دور جام بے اندیشہ انجام چل
رہا ہی فلک کجرفتار رشک سے جل رہا ہی مہجور آہن کلاہ کا حال صاحبقران سامنے ملکہ
کے بیان کر رہے ہین اور فرماتے ہین اے ملکۂ عالم ہمکو کئی دنکا زمانہ گذرا انہین معلوم لشکر کا کیا
حال ہی ہر وقت یہی خیال ہی لقا ایسا دشمن موجود ہی ساحران غدار طرف سے افراسیاب
ناہنجار کے چلے آتے ہین افسونگری کے کمال دکھاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد تنگ ہونگے
کل بوقت سحر بعنایت رب اکبر دربار مین تمہارے باپ کے جاؤنگا اگر مسلمان ہوا تو فبہا ورنہ
مکاری کی سزا دونگا کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لونگا ملکہ دامن تھامے رو رہی ہی کہ اے شہریار
برائے خدا یہ ارادہ نہ کیجیے ابھی تک کسیکو خبر نہین ہی طرف اپنے لشکر کے نکل چلیے اگر آپکو منظور
ہوگا کہ تسخیر قلعۂ آہن حصار کرون اپنے سردارون کو ساتھ لیکر آئیے گا میرے باپ کے پاس
فوج بے انتہا ہی وہ خود بھی زور و طاقت و شجاعت مین یکتا ہی ان چند کس سے کیا ہوگا ایسا
نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے میرے لیے بڑی خرابی ہوگی اگر یہی قصد کامل ہی تو مجھے پہلے ایک
ہاتھ لگائیے جھگڑا چکائیے صاحبقران فرماتے ہین ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو کل صبح کو
ہم ضرور جائینگے مہتر باد رفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا ارادہ ہوا نعرہ کرون
نیمچہ کھینچکر جا پڑون پھر خیال کیا کہ یہ جوان قاتل قنطور آہن کلاہ ہی مہجور کو قید خانے پر جا کر پالا
پچاس ہوا تون کو اکیلے نے للکارا مین کیا کر سکونگا یہ سوچکر دیوار سے اتر آیا دل سے کہتا ہوا کہ بادشاہ
سے جا کر عرض کرون فوج لیکر آؤن مگر وہ تو جوان خود قصد کر رہا ہی کہ دربار شاہنشاہی مین جلوہ
اسکے تیور سے ظاہر ہی جو کہتا ہی وہی کریگا یہ سوچتا ہوا دربار شاہنشاہی پر آیا ستارۂ سحری چمک
چکا ہی باغبان نیر اعظم گلچینی گلہائے ثابت و سیارگان کر کے گلدستۂ شعاع ہاتھ مین بامید فرحت
و انبساط نظارۂ باغ عالم مین مصروف ہوا شاہنشاہ زرین علم چہرہ پر چھایا ہوا فکر و تردد
مین گھبرایا محل سے باہر آیا دیکھا کہ باد رفتار عیار خاموش کھڑا ہی بادشاہ نے کہا کہو مہتر صاحب
کچھ باغی کا پتا ملا مہتر باد رفتار تو جلا ہوا تھا کہا حضور ان باغی باغ مین ہی گلچینی جمال گلعذاران
کی کر رہا ہی بادشاہ نے کہا مین یہ پہیلی نہ سمجھا کیسا باغ گلچینی کسے کہتے ہین گلعذار کیا چیز ہی بادشاہون
کے سامنے بے ادبی کی باتین کرتا ہی بڑا بدتمیز ہی بڑا شاعر ہی استعارے سے بھی ماہر ہی باد رفتار

نے کہا حضور کیا عرض کرون آپ صاف صاف پوچھتے ہین صاحبقران زمان مع ہوشنگ
نوجوان آپ کی صاحبزادی کے باغ مین موجود ہین تھوڑے عرصے مین ہنگامہ بپا ہوا چاہتا ہے
وہ شیر دلیر بارگاہ شاہنشاہی مین گھس آئیگا قیامت ڈھائیگا صاحبزادی حضور کی منع کر رہی
ہیں ورنہ ابتک آچکا ہوتا صاحبزادی حضور کی پہلو مین لیے بیٹھی ہین بار بار منت کر رہی ہین
کہ مجھے اپنے لشکر مین لیچلو وہان سے فوج گران لیکر آؤ وہ شیر کہتا ہے ہم بیٹھے ہین آئے بدون شکل
واپس نہونگے یہ روباہ خصال کیا کر سکین گے اگر وہ جوان دلیر ثابت قدم کو بے جرأت نہوتا تو
شاہزادی صاحب اسکو لیکر نکل گئی ہوتین یہ الفاظ مہملات صاف صاف منہ بنا کر چوبادرفتار
نے سامنے شاہنشاہ زرین علم کے کہے بادشاہ عرق خجالت مین غرق ہو گیا غصہ مین کانپا
تلوار کھینچ کر کہا او بادرفتار مجمع عام مین ہماری بیٹی کا نام لیتا ہے وہ کم بخت ان باتون کو کیا جانے کسی
لونڈی باندی نے چھپایا ہوگا بادرفتار سامنے سے روبفرار ہوا بادشاہ اسی قہر و غضب مین
پشت مرکب پر سوار ہوا افسرون کو حکم دیا جلد فوج تیار ہو اگر جھوٹ نکلا تو اس ملعون کو دار پر
کھینچونگا یہ کہکر جوش جرأت مین گھوڑے کو بڑھایا عقب مین سردار و سوار و پیدل چلے مگر ملکہ
صحن باغ سے اٹھکر ہاتھ صاحبقران کا تھامے ہوئے جاتی ہے کہ ایک کنیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی واری
غضب ہوا در و دیوار کا کسیکو خیال نہ رہا مہتر بادرفتار بوقت شب اس جلسے کو آکر دیکھ گیا
بادشاہ کو خبر کی وہ مع فوج آتا ہے ملکہ تو گھبرا گئی مگر صاحبقران نے فرمایا دیکھو ملکہ ہمارا کہنا نہ مانا مگر خیر
وہ ہمارا بزرگ ہے ہم بڑھکر استقبال کرینگے ہوشنگ سے پلٹ کر فرمایا جلد گھوڑے تیار کرو بتیار
لگاؤ ملکہ نے کہا آپکا کیا ارادہ ہے امیر نے فرمایا اب بھی قصد پوچھتی ہو وہ نامرد مع فوج آتا ہے نامرد
مین گھسے آئے ہم بیٹھے دیکھا کرین یہ فرما کر ملکہ کا ہاتھ چھوڑ دیا گھوڑون پر کاٹھیان پڑ گئین امیر نے
قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا پشت مرکب پر سوار ہوئے ہوشنگ بھی مع اپنے سردارون کے ہمراہ رکاب
سعادت انتساب ہو لیا امیر با توقیر نے فرمایا ای برادر ہوشنگ ہم آگے بڑھ کے مقابلہ کرینگے
تم دریائے باغ پر ٹھہرو ناموس کی حفاظت کرو اگر ہم پر کوئی افتاد پڑے ملکہ کو قتل کر ڈالنا باغ مین تہلکہ
کنیزین بدحواس چاہتی ہین بھاگ کر نکل جائین ملکہ مثل تصویر تصور خاموش در باغ پر بنگلہ ہی
اسمین آکر ٹھہری دعائین مانگنے لگی مگر صاحبقران گھوڑے کو چمکا کر بیرون باغ آئے ہوشنگ

مسلح ہوکر مع اپنے سرداروں کے ہمراہ ہوا امیر سے کہا برادر جو ہم نے بچاہے دیکھو دور باغ پر ٹھہرو
ہوشنگ نے کہا غلام اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑیگا کیا مجال کسیلی جو میری زندگی مین باغ
کی جانب نگاہ کج سے دیکھ سکے غلام بخوبی خیال رکھیگا بلکہ عالم سے ہمین اچھی طرح اطمینان ہے
وہ عاشق ثابت قدم ہین صاحب جاہ وحشم ہین جسوقت دشمنان حضور پر کوئی افتاد پڑیگی وہ
فوراً جان ہمسے ہنگی فرماتی تھین کہ بھیجا کیا مین خدانخواستہ گرفتار ہوکر جاؤنگی قید مصیبت کی
اٹھاؤنگی ہے وارث کے ساتھ جان دونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی صاحبقران کرب
کو بڑھا کر سو قدم باغ سے آگے ٹھہرے مرکب کو روکا نیزہ گاڑ دیا انتظار آمد فوج شہنشاہ ترین علم
کر رہے ہین یہان جب شاہ مذکور مغرور تھوڑا سا راستہ طے کرچکا ساتھ والون نے عرض کی عیار
تو بھاگ گیا حضور ایک سوار کو روانہ کرین وہ دیکھے تو باغ کا کیا رنگ ہی اول تو سراسر خلاف
معلوم ہوتا ہی گر شاید کسی لونڈی باندی نے ایسا کام کیا بھاگنے کی تدبیر ہو رہی ہوگی حمزہ کے کوئی
دشمن ہاتھ پاؤن ہین اس روز کی معلوم کا کیا ذکر بلا وجہ لڑائی ہوئی ہم دیکھتے تھے حضور نے طرح
دی تھی وہ باغی آپ سے کیا اڑ سکتا ہی بادشاہ کو یہ رائے پسند آئی ایک سوار کو فوراً روانہ کیا سوار
نے آکر دیکھا صاحبقران زمان سو قدم آگے بڑھے ہوئے انتظار مین فوج کے کھڑے ہین درِ دروازے
پر باغ کے ہوشنگ نوجوان مثل فیل مست جھوم رہا ہی سوار بھاگا سامنے شاہ کے آیا عرض
کی ای شہنشاہ وہ جوان نامدار آمد فوج کے انتظار مین باغ سے باہر کھڑا ہی بھاگنا کیسا یہ حال سنکر
سردارون کے ہوش اڑ گئے بادشاہ نے کہا یدون قتل اس سرکش کے واپس نہونگا یہ کہکر
گھوڑا بڑھایا صاحبقران نے جو دیکھا کہ گرد بلند ہوئی علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے
پھریرون پر تعریف لقائے بیحیا مرقوم ہی صاحبقران کو قتل کرو گرفتار کرو ہر طرف یہی دھوم ہی
بس صاحبقران نے مرکب بڑھایا نعرہ کرکے دریائے فوج مین نہنگانہ غوطہ مارا تلوار چلنے لگی
ہوشنگ اپنے ساتھ والون کو لیکر شریک جنگ ہوا صاحبقران کو دیکھا پشت و پہلو سے
ہوشیار چہرے سے جلالت آشکار غول مین کافرون کے لڑ رہے ہین مگر بادشاہ پر نگاہ ہی تیغ زن
مین بڑھکر علمدار کو مارا علم فوج تلم کیا نشان شکست ظاہر ہوا ہوشنگ تعریفین کر رہا ہی کہ ای شہریار
ماشاءاللہ کیا جرأت ہی اس جنگ کے نشاء لڑائی مین کون آپکا ساتھ دے سکتا ہی صاحبقران

فرماتے ہیں اے برادر اپنے کو بچا کر لڑو میرے قریب نہ آؤ یہ فرماتے ہوئے قریب شاہنشاہ
زرین علم امید شوکت وحشم پہونچے للکارا شہنشاہ پلٹ پڑا امیر نے جھک کے سلام کیا کہا
کیوں حضور مجھسے کیا خطا سرزد ہوئی حقیر کے قتل کرنے میں کیوں کد ہوئی کیا نان ونفقہ نہیں ہوگا
اگر داماد کو قتل کیجیے گا جوان بیٹی کو بیوہ بنا کر بٹھائیے گا آپ کیسے جلاد ہیں قول شاعروں کے
نہیں یاد ہیں یہ ہندی کی مثل ہے بیٹی دیکر داماد کو مارے جو کوئی خطا تو ثابت کیجیے اپنے داماد
کا خون نہ سر لیجیے شاہنشاہ زرین علم غصے میں کانپا کہا حمزہ یہ کیا بیہودہ بکتا ہے کیسی بیٹی
کہاں کا داماد قبضہ پر ہاتھ رکھ صاحبقران زمان نے فرمایا ہم صاحب تہذیب ہیں بزرگ پر ہاتھ
اٹھائینگے جب آپکی بدعت سے مجبور ہو جائینگے اسوقت سمجھا جائیگا غصے میں شاہنشاہ
زرین علم صاحبقران زمان پہ تلوار کھینچکر جا پڑا امیر نے گرد اسپکا اٹھایا مگر خیال ہے کہ اسکو
زندہ گرفتار کروں بازو بچا کر نیمچہ پر ہاتھ ڈالدیا ہاتھ اچھین کر پھینکدی کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ تکبیر
کیا قاش زین سے اٹھالیا مہتشنگ قریب آیا گرد پھیر کے لڑنے لگا صاحبقران نے
آواز دی شاہنشاہ اب کیا قصد ہے پکار اٹھا اے شہریار الامان امیر نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا
شاہنشاہ قدموں سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ زبان سے فرمایا شاہنشاہ زرین علم بصدق
دل مسلمان ہوا تمام افسران فوج حاضر خدمت ہوئے شرف اسلام سے مشرف ہوئے
نوبت ونقارے بجا ہوا شاہنشاہ صاحبقران کو لیکر بارگاہ میں آیا وزیر اعظم سے استدعا
کیا اسنے ترنج خوشبو سینہ پر صاحبقران کے لگایا عرض کی اپنی دختر بلند اختر کو شاہنشاہ نے
حضور سے منسوب کیا یہ کنیز واسطے خدمت ملانے کے منظور ہو روح کو راحت قلب کو سرور حاصل
ہو امیر نے سر جھکا لیا صاحبقران کے عقد کی تیاری ہونیلگی شہر کو آئینہ بند کرایا مکان خانے
آراستہ ہوئے منزلوں شہرے ہوئے کہ صاحبقران زمان کا عقد شاہنشاہ زرین علم
کی دختر ملکہ ماہ نام افروز کے ساتھ ہو گیا امیر دربار میں جلوہ فرما ہیں اسباب عیش ونشاط
مہیا ساقی بچے حاضر ہیں کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت پر ایک عیار طرار خنجر گذار شعبان
بن عمرو اپنا نام بتاتا ہے امید بار یابی ہے نام شعبان سنکر صاحبقران بیقرار ہو گئے لشکر ظفر اثر
کا خیال آیا فرمایا جلد بلاؤ شعبان خنجر گذار سامنے صاحبقران نامدار کے آیا دعا دے ترقی عمر ودولت،

بجالایا صاحبقران نے فرمایا ای شعبان حال لشکر ظفر اثر و فرزند نامور و خیریت بادشاہ جمجاہ جلد بیان کرو عرض کی کہ غلام دو ہفتہ سے لشکر سے جدا ہوا جب حضور زخمی ہو کر نکل کے بادشاہ و جملہ سردار گھبرائے ہین برائے تلاش سرکار دولتمدار نکلا قلعۂ ہوشنگ پر پتا ملا لشکر ہر تے حضور کو بخیر و عافیت دیکھا خیریت لشکر کا حال رائے عالی پر بخوبی روشن ہی مقابلہ مین لقا ایسا دشمن عدم موجودگی حضور مین نہین معلوم کیا فساد برپا کیا ہوگا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے ضرور آتا ہوگا صاحبقران گھبرا گئے کرسی جواہر نگار پر شعبان کو جگہ دی آسی شبکو ساتھ ملکہ کے عقد کیا گوہر مراد حاصل ہوا ہوشنگ نوجوان کی شادی ساتھ پروین وزیر زادی کے کی بوقت سحر دربار مین شاہنشاہ کے تشریف لائے فرمایا اب ہمکو رخصت کیجیئے حالات لشکر آپ نے سنے دشمن بزرگ سے مقابلہ ہی اب عرصہ ہونا بہت ناگوار ہی بہت جلد اپنے کو لشکر مین پہونچاؤن دو منزلہ سہ منزلہ کرکے جاؤن عرض کی غلام ساتھ چلیگا تا بہ قید حیات دامن دولت نہ چھوٹےگا ہوشنگ نے بھی یہی عرض کی قلعۂ آہن حصار و قلعۂ ہوشنگ پر ناظم مقرر کئے گئے سکہ بنام سعد بن قباد جاری ہوا صاحبقران نے شاہنشاہ کو تخت پر سوار کیا ہوشنگ نوجوان کو عہدہ سپہ سالاری ملا صاحبقران محل مین تشریف لے گئے ملکہ ماہ عالم افروز سے رخصت ہوئے ملکہ نے دامن صاحبقران تھام لیا عرض کی کنیز کو بھی ہمراہ لیجیئے صاحبقران نے دامن سے اشک پاک کئے فرمایا ای ملکہ عالم انشاء اللہ جنگ طلسم ہوش ربا سے جب مہلت پائینگے تمکو ضرور بلوائینگے آخر ملکہ نے بجبر صبر کیا صاحبقران آنکھون مین آنسو بھرے باہر تشریف لائے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے مع پچاس ہزار فوج جرار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے کوچ کیا طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے آتے ہین دیکھئے کب تک اپنے لشکر ظفر اثر مین پہونچین یہ حقیر سراپا تقصیر اذل کونین بے ہنر منشی احمد حسین متخلص بہ قمر اس حصہ جلد پنجم طلسم ہوش ربا کو اس مقام پر ختم کرتا ہی کہ بہ تعجیل تمام طبع ہو کر بملاحظہ ناظرین والا تمکین و شائقین خوش آئین گذرے ان داستانہائے رنگین کو بہ نظر اصلاح ملاحظہ فرمائین عیب کو اس ہیچدان کے چھپائین اشعار التماس مصنف قمر

دلِ مضطرب اب نہین مطمئن
ولیکن ہی روشن کہ ہون بے ہنر

خطاکار ہون مین سیہ کار ہون
کہ آلودہ ہون سہو مین رات دن
نظر غور سے جب کرین نکتہ رین

برام جہالت گرفتار ہون
تخلص اس عاصی کا گو ہی قمر
یقین ہی کہین آفرین آفرین

چھپائیں نوئی عیب دیکھیں اگر
قمر پر کرین مہر کی سب نظر
تو بسم دگر قصہ و افریب
بگیرم ز عشاق صبر و شکیب

واضح ہو کہ شہسوار عرصۂ یکتا زی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن امیہ سنکر اس حسرت مین ایک جانب چلا ہی کہ کسی مقام پر جا کر بیان دو ون اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ اون بعد نخفی ہونے شاہزادہ اسد کے خواجہ عمرو منفعل ہو کر تبلاش اسد نا مدار چلے ہین صحراے ہول خیز وحشت انگیز حوالی باغ سیماب مین برق و ضرغام کو زنبیل سے نکالکر غصہ مین حکم دیا کہ میرے پاس سے جاؤ یہ دو نون بیچارے آفت کے مارے الگ الگ روانہ ہوے ہین طیمور سحر طرازنہ براے مدد لقا گیا تھا واصل جہنم ہوا اب نامہ لقا پاس افراسیاب جادو کے بھیجا ہی جو ساحر آئیگا اُسکا نام وقت پر لکھا جائیگا افراسیاب جادو باغ سیماب سے لوح طلسم لیکر طرف کوہ بلور کے جاتا ہی یہ حال بھی دائرۂ تحریر و تقریر مین آئیگا ملکہ مہرخ وغیرہ اپنے لشکر مین ہین مگر فراق اسد و عمرو مین بیقرار اشکبار ہین ماہ حیرت جادو و مصور صورت نگار عجب مین افراسیاب بدکردار کے طرف کوہ بلور کے جاتے ہین ان سبکے حالات انشاءاللہ بحول قوت الٰہی حصۂ دوم جلد پنجم طلسم ہوش رُبا مین بہ تصریح و تشریح گزارش خدمت والا ہون گے

قطعات تاریخ طبع اول

تاریخ و سن عیسوی مصنف جلد ہذا ناظم و نثار بندۂ حقیر پرور دگار رصائب خوان شہسوار دوش رسول الثقلین منشی میرزا احمد حسین رونق کن بیاض سحر متخلص بہ قمر قطعہ تاریخ

لکھی یہ جلد پانچوین مین نے بصد نیاز
مدت سے شائقین کو تھا جسکا انتظار
کیونکر نہ کھلے غنچۂ خاطر شگفتہ ہو
بلبل ہزار جان سے فدا جسپہ بار بار
لڑیان ہین موتیون کی عبارت کا سلسلہ
کیا موج زن ہی طبع کا دریاے بیکنار
مضمون دلفریب ہین یا گل کھلے ہوے
باغ طلسم ہوش رُبا کیا ہی لالہ زار
ہو وجد بلبلون کو سینن گر یہ داستان
ہو طوطیان باغ فصاحت کو انتشار

شاخون پہ طائران خوش الحان کرین سکوت
سُن سُن کے جھومنے لگین اشجار بار بار
تاریخ عیسوی کی اگر فکر ہی قمر
لکھدے دکھائی باغ فصاحت کی یہ بہار

قطعہ تاریخ شاعر شیرین سخن خوشہ چین باغ پنجتن محب آل رسول الثقلین شوکت حسین صاحب فضل و ہنر متخلص بہ سحر لکھنوی شاگرد جناب میرزا کرحسین صاحب یاس تاریخ ہذا در حروف منقوط مصرعۂ آخر

نگاہ غور سے دیکھا جو یک بیک مین نے
نظر پڑی مجھے ہراک طرف قمر کی ضیا
ہزار شکر چھپے جلد پنجمی دفتر
کہ جسکا چار طرف شور و غلغلہ ہی بپا
وہ چست فقرے وہ ہر جا عبارت رنگین
وہ بند و بست مضامین فو بعہد زیبا
شگفتہ غنچۂ خاطر ہوشا یقینون کا
نگہ سے دیکھ لے باغ طلسم کی جو فضا
ہی خار باغیون کے دل کو رشک سے ہردم
مثال بلبل شیدا ہی مدح خوان دنیا
سحر نے لکھ کے یہ تاریخ کی جو گل چینی
حروف ہو گئے منقوط مثل گل پیدا
ندا فلک سے یہ ہاتف کی دمبدم آئی
کہ اب کھلا گل باغ بہار ہوشربا

قطعہ تاریخ دیگر میر شوکت حسین صاحب سحر لکھنوی شاگرد جناب یاس لکھنوی

ضیائے طبع قمر سے بفضل رب انام
یہ طرز نو ہوئی یہ جلد پانچوین ترتیب
عبارت اسکی ہراک عیب سے مبرا ہی
کہ جس مین آنے نپائی کسی جگہ تعقیب
وہ بیدل ہین یہ منشی کہ و معلوم ہی انکی
وہ کون ہی جو نہین جانتا بعید و قریب
غضب کی سحر بیانی ستم کی ہی تحریر
یہ رنگ و ڈھنگ تو بلبل کو بھی نہین ہی نصیب
ندا فلک نے یہ دی سہر سال سن لے سحر
طلسم ہوشربا کی جو داستان ہی عجیب

قطعہ تاریخ جناب فلک اساس میرزا کر حسین صاحب متخلص بہ یاس لکھنوی شاگرد رشید جناب جلال

ہی ہوشربا طلسم جو ایک
شہرا جسکا کہ جا بجا ہی
لکھی گئی اسکی پانچوین جلد
مضمون ہی یا چمن کھلا ہی
کی صرف قمر نے وہ لیاقت
ہراک کی زبان پہ مرحبا ہی

شستہ ایسی لکھی عبارت	دریا گویا کہ بہہ رہا ہی
منظور ہر یاس سن جو اسکا	الکھ طبع قمر کی کیا ضیا ہی

قطعۂ تاریخ ایضاً

ناظم و نثار ہی ایسا قمر	داستان گوئی مین ہی جو لاجواب
ہی ہر اک جملہ بیان کا بے نظیر	اُسکے معنی اور بھی ہین انتخاب
پانچوین یہ جلد ہی یا ہی طلسم	ہوش جسکے سُنتے سے جائین شتاب
داستان گو کتنے ہی بنجائینگے	سیر سے اسکی جو ہونگے فیضیاب
یاس نے لکھا یہ اسکا سال طبع	واہ یہ بیمثل و نادر ہی کتاب

قطعۂ تاریخ جناب حکیم سید ضامن علی صاحب فضل و کمال شاعر نازک خیال متخلص بہ جلال لکھنوی

نام اسکا ہی بجا ہوش ربا	ہوش ہوتے ہین جسے دیکھ کے گم
طبع کا سال ہی کیا خوب جلال	دفتر ہوش ربا ہی پنجم

قطعۂ تاریخ جناب میر محمد حسین صاحب رضوی متخلص بہ متین شاگرد جناب سید محمد جعفر صاحب امید مرحوم و مغفور لکھنوی

ثنا یہ اسکی ہی جو خود بھی در یکتا ہی	مثال بحر طبیعت کو میری کیون نہو جوش
اُنھین کا نام ہی احمد حسین بھی مشہور	اُنھین کی نظم سے آتا ہی غافلونکو بھی ہوش
بنا دیا ہی تحیر نے آئینہ سبکو	لکھی وہ نثر کہ ہین اہل نظم بھی خاموش
قمر کلام مین تیرے ہی تازگی کیسی	اُڑے ہین رنگ کی صورت چمن مین پھولونکے ہوش
غرض یہ دیکھ کے حسن عبارت دلکش	متین فکر مین تاریخ کے ہوا جو خموش
ندا یہ غیب سے آئی کہ لکھدے یہ برمحل	کہ جلد ہوش ربا ہی ربائے عقل و ہوش

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بے نظیر خوش تقریر سعید کومین جناب مرزا محمد عباس حسین صاحب ہوش

منشی احمد حسین صاحب فکر	قمر اسم ان کا بعدد علام